الترغیب و الترہیب

مُصنّف

امام حافظ زکی الدین عبدالعظیم المنذری رحمۃ اللہ علیہ

مُترجم

محمد صابر علی صابر بولٹن انگلینڈ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی پاکستان

الترغیب والترہیب

جلد دوم (حصہ اوّل)

مُصنّف

امام حافظ زکی الدین عبدالعظیم المنذری رحمۃ اللہ علیہ

مُترجم

محمد صابر علی صابر بولٹن انگلینڈ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔ کراچی پاکستان

نام کتاب	الترغیب والترہیب (جلد دوم)
مصنف	امام زکی الدین عبدالعظیم المنذری رحمۃ اللہ علیہ
مترجم	محمد صابر علی صابر، بولٹن یو کے
ناشر	محمد حفیظ البرکات شاہ
	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
سال اشاعت	اگست 2015ء
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	HS3

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ فون:۔ 37221953 فیکس:۔ 042-37238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون: 37247350۔ فیکس 042-37225085

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون:۔ 021-32212011-32630411۔ فیکس:۔ 021-32210212

e-mail:- info@zia-ul-quran.com

Website:- www.ziaulquran.com

فہرست مضامین

کتاب اللباس والزینۃ

کتاب الطعام

کتاب القضا وغیرہ

کتاب الحدود وغیرہا

کتاب البر والصلۃ وغیرہما

کتاب الادب وغیرہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ترہیب

سود(1)(Interest) کی برائی

حدیث: حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی دو جہاں ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سات ہلاک کردینے والی چیزوں سے بچتے رہو۔ حاضرین نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) وہ کیا کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا: نمبر 1 اللہ کے ساتھ شرک کرنا، نمبر 2 جادوگری کرنا، نمبر 3 جس جان کو قتل کرنا اللہ نے حرام کیا ہے۔ اسے ناحق قتل کرنا (حق قتل

1۔ سود "ربا" کا ترجمہ ہے جو عربی لفظ ہے اور "ربو یا ربو" سے بنا ہے۔ اس کے معنی ہیں بڑھنا زیادہ ہونا اور پکنا۔ شریعت میں ربا یا سود اس زیادتی کو کہتے ہیں جس کے مقابل کوئی عوض نہ ہو اور سود طے کرتے وقت اس کی شرط کرلی جائے۔ جیسے ایک کلو گندم دے کر سوا کلو گندم وصول کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو اس سے نہایت شدت کے ساتھ منع فرمایا اور اسے حرام قرار دیا ہے۔ ارشاد ہے:

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۞ (البقرہ)

ترجمہ: "جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں) کھڑے نہیں ہوسکیں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ شخص جسے شیطان نے چھوکر مخبوط الحواس بنادیا ہو (دنیا میں بھی یہی حالت ہوتی ہے۔ آرام کہیں نہیں) یہ حالت اس لئے ہوگی کہ وہ کہتے تھے کہ خرید و فروخت بھی تو سود ہی کی طرح ہے۔ (یہ سودی کاروبار کو جائز ثابت کرنے کے لئے کہتے تھے) حالانکہ اللہ نے حلال کیا خرید و فروخت کو اور حرام فرمایا سود کو۔ تو جسے اس کے پروردگار کی طرف سے نصیحت آئی اور وہ باز رہا تو اسے حلال ہے جو وہ (احکام حرمت نازل ہونے سے) پہلے لے چکا۔ اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ اور جس نے دوبارہ کیا (سود حرام ہوجانے کے بعد بھی باز نہ آیا۔ سودی کاروبار کرتا ہی رہا) وہ جہنمی ہے۔ ایسے لوگ اس میں ہمیشہ رہیں گے"۔

اس کے ساتھ ہی اگلی آیت میں سود کی بے برکتی اور نقصان کو بھی واضح فرمادیا:

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِى الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۞ (البقرہ)

ترجمہ: "اللہ مٹاتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے صدقات و خیرات کو۔ اور اللہ ناپسند کرتا ہے ہر ناشکرے گناہ گار کو"۔

اسی سورہ مبارکہ کے اسی رکوع میں سود خوروں سے اعلان جنگ فرماتا ہے۔ فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۞ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ۞ (البقرۃ)

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر تم مومن ہو۔ پھر اگر ایسا نہ کرو تو اللہ اور اس کے رسول (جل وعلا و ﷺ) سے لڑائی کا چیلنج قبول کرلو۔ اور اگر توبہ کرلو تو (سود چھوڑ کر) اپنے اصل مال لے لو۔ نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ اور نہ تمہارا نقصان ہو"۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۞ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۞ (آل عمران)

ترجمہ: "اے اہل ایمان! سود دوگنا چوگنا نہ کھاؤ (بالکل ہی نہ کھاؤ) اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تمہیں (دنیوی و اخروی) کامیابی نصیب ہو۔ اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے"۔

اتنی شدید وعیدات کے باوجود اسلامی ممالک میں دھڑلے سے سودی کاروبار ہورہے ہیں۔ پاکستان، جسے اسلام کا قلعہ کہا جاتا ہے، ناقابل بیان حد تک سود میں جکڑا ہوا ہے۔ (مترجم)

یہ ہے کہ اگر کسی نے زنا کیا یا کسی کو عمداً قتل کیا تو حاکم وقت اسے زنا میں سنگسار اور قتل میں قصاصاً قتل کرائے گا) نمبر 4 سود کھانا، نمبر 5 یتیم کا مال کھانا، نمبر 6 میدان جہاد سے (بزدلی کی وجہ سے) بھاگ جانا اور نمبر 7 پاک دامن شوہر والی، انجان (جنہیں برے کاموں کی خبر بھی نہ ہو) ایمان والی بیبیوں پر تہمت لگانا۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی۔ (بزار)۔

حدیث: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: آج رات میں نے دو (فرشتے بشکل) آدمی دیکھے جو میرے پاس آئے اور مجھے بیت المقدس کی سرزمین کی طرف لے گئے۔ ہم چلتے گئے یہاں تک کہ ایک خون کی نہر کے کنارے پر پہنچ گئے۔ اس میں ایک آدمی کھڑا تھا اور ایک شخص نہر کے کنارے پر تھا، اس کے سامنے پتھر پڑے ہوئے تھے۔ نہر والا آدمی چلتا اور جب کنارے کے قریب پہنچ کر باہر نکلنا چاہتا تو کنارے والا آدمی اس کے منہ پر ایک پتھر دے مارتا اور اسے وہیں پہنچا دیتا جہاں وہ پہلے تھا۔ نہر والا آدمی جب بھی نکلنا چاہتا، کنارے والا اسی طرح اس کے منہ پر پتھر مارتا اور وہ وہیں لوٹ جاتا جہاں پہلے تھا۔ تو میں نے پوچھا: یہ کون شخص ہے، جس کو میں نے نہر میں دیکھا؟ (میرے ساتھیوں میں سے) ایک نے کہا: ''اٰکِلُ الرِّبَا'' یہ سود کھانے والا شخص ہے۔

اسے امام بخاری نے اسی طرح کتاب البیوع میں مختصراً روایت کیا اور باب ترک الصلوۃ میں یہ حدیث طوالت کے ساتھ گذر چکی ہے۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ''لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰکِلَ الرِّبٰوا وَمُوْکِلَہٗ'' رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے اور کھلانے والے پر لعنت فرمائی۔

اسے مسلم، نسائی، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ امام ترمذی نے اسے صحیح کہا۔

(ایک اور روایت میں ہے کہ: ''سود کے گواہان اور دستاویز لکھنے والوں پر بھی لعنت فرمائی''۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اس کی دستاویز لکھنے والے اور گواہوں پر لعنت فرمائی۔ اور فرمایا: ''ھُمْ سَوَاءٌ'' یہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔

اسے مسلم وغیرہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عون بن ابی جحیفہ رضی اللہ عنہما اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: حضرت رسول اللہ ﷺ نے بال گوندنے اور گوندوانے (1) والی عورت پر، سود دینے اور لینے والے پر لعنت فرمائی، کتے (کو بیچ کر اس) کی قیمت وصول کرنے اور زنا کی اجرت سے منع فرمایا۔ (کہ سوائے شکاری کتے کے اس کی بیع جائز نہیں اور زنا بنص قطعی حرام، لہٰذا اس کی اجرت بدرجہ اولیٰ حرام) اور تصویریں بنانے والوں پر بھی لعنت فرمائی۔ (بخاری و ابوداؤد)۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: سود کھانے والا، سود کھلانے والا، اس کی

1۔ جو بال خود اپنے جسم سے یا کسی دوسرے کے جسم سے علیحدہ ہو چکے ہوں، انہیں اپنے سر میں خوبصورتی حاصل کرنے کے لئے عورتیں جوڑا کرتی ہیں۔ اس پر لعنت فرمائی گئی۔ مسلمان عورتیں تیزی سے اس وبا میں مبتلا ہو رہی ہیں۔ (مترجم)

گواہی دینے والا، اس کا لکھنے والا، خوبصورتی کی غرض سے بال گوندنے والی اور گوندوانے والی عورت (کہ یہ تخلیق خداوندی میں تبدل ہے)، صدقہ دینے میں پہلوتہی کرنے والا اور مسلمان ہو کر مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد پھر مرتد ہو کر کافروں کی بستیوں کی طرف نکل جانے والا، ''مَلْعُوْنُوْنَ عَلٰی لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ'' یہ سب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک کے مطابق لعنتی ہیں۔

اسے امام احمد، ابویعلیٰ، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا۔ ابن حبان کی روایت میں ''یوم القیامۃ'' کے الفاظ بھی ہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی العالمین ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: چار بندے ایسے (بدنصیب) ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ انہیں جنت میں داخل نہ فرمائے اور (بلکہ) اس کی نعمتیں بھی نہ چکھنے دے نمبر 1 ہمیشہ شراب نوشی کرنے والا، نمبر 2 سود لینے والا، نمبر 3 یتیم کا مال ناحق کھانے والا اور نمبر 4 اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والا۔ (جبکہ بغیر توبہ مرجائے)۔

اسے حاکم نے بروایت ابراہیم بن خثیم بن عراک روایت کیا اور صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: سود کا تہتر درجے گناہ ہے۔ ان میں سب سے چھوٹا درجہ ایسا ہے جیسے آدمی اپنی ماں کے ساتھ نکاح کرے۔ (نعوذ باللہ من ذالك)۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کے مطابق صحیح ہے۔ نیز بیہقی نے بھی اسے حاکم کے طریق سے روایت کیا اور پھر کہا: یہ اسناد صحیح ہے اور اس کے ساتھ یہ متن منکر ہے۔ (علاوہ ازیں حضرت ابوہریرہ سے بیہقی نے بھی ایسی روایت کی، اس میں ستر درجے کا ذکر ہے)

حدیث: انہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: سود کا گناہ ستر اور کچھ زیادہ درجے ہے۔ اور شرک اسی کی مثل ہے۔ (یعنی اس کا عذاب شرک کے عذاب کے برابر ہوگا)۔

اسے بزار نے روایت کیا اور ان کے راوی صحیح ہیں۔ ابن ماجہ میں بھی صحیح اسناد کے ساتھ اختصاراً موجود ہے۔ یعنی شرک اس کی طرح ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک درہم جو انسان سود کے ذریعہ حاصل کرتا ہے، وہ اللہ کے نزدیک تینتیس مرتبہ زنا کرنے سے بھی بڑا (گناہ) ہے اور زنا بھی وہ جو اس نے مسلمان ہونے کی حالت میں کیا ہو۔

اسے طبرانی نے کبیر میں عطا خراسانی عن عبداللہ کے طریق سے روایت کیا، عطا کی عبداللہ سے سماعت ثابت نہیں۔ اور ابن ابی الدنیا و بغوی وغیرہما نے اسے حضرت عبداللہ پر موقوف روایت کیا۔ یہی صحیح ہے۔ موقوف کے طرق میں سے ایک کے

الفاظ یہ ہیں: ''حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک مرتبہ سود لینا بہتر گناہوں کے برابر ہے۔ جن میں سب سے چھوٹا گناہ ایسا ہے جیسا اس نے اپنی ماں کے ساتھ زنا کیا جبکہ یہ مسلمان بھی ہو۔ سود کا ایک درہم لینا تیس مرتبہ سے زیادہ زنا کرنے کے برابر ہے۔ فرمایا: روز قیامت اللہ تعالیٰ ہر نیک و بد کو کھڑا ہونے کا حکم دے گا سوائے سود خور کے کہ اس سے کھڑا نہ ہوا جا سکے گا مگر اس شخص کی طرح کھڑا ہوگا جسے شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس بنا دیا ہو''۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن حنظلہ غسیل ملائکہ (1) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''کسی آدمی کا جانتے بوجھتے سود کا ایک درہم کھانا چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے''۔

اسے امام احمد اور طبرانی نے روایت کیا۔ امام صاحب کے راوی صحیح ہیں۔ (حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ابن ابی الدنیا اور بیہقی کی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی طبرانی اور بیہقی کی روایات میں بھی یہ مفہوم موجود ہے)۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ پھل کو پکنے سے پہلے خرید لیا جائے (اور پکنے کے بعد کاٹا جائے یہ بھی سود ہے) اور ارشاد فرمایا: جس بستی میں زنا اور سود عام پھیل جائے تو ایسی بستی والوں نے اپنی جانوں پر اللہ کے عذاب کو واجب کر لیا۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور صحیح الاسناد کہا۔ (ابو یعلیٰ کی جید اسناد کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں بھی یہ مضمون پایا جاتا ہے)۔

حدیث: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ جس قوم میں سود کی وبا پھوٹ پڑے، انہیں تنگ دستی کی لپیٹ میں لے لیا جائے گا اور جس قوم کے اندر رشوت دینا لینا عام ہو جائے، ان پر رعب و گھبراہٹ مسلط کر دی جائے گی۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ اس کی اسناد میں کچھ جرح ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شب معراج میں نے دیکھا، جب مجھے ساتویں آسمان پر لے جایا گیا تو میں نے اوپر نظر اٹھائی۔ دفعتہً گرج، چمک اور گڑگڑاہٹ محسوس ہوئی۔ فرماتے ہیں: پھر میں ایک ایسی قوم کے پاس پہنچا جن کے پیٹ گھڑوں کی طرح بڑے تھے، ان میں سانپ تھے جو باہر سے نظر آتے تھے، میں نے پوچھا: اے جبریل! (علیہ السلام) یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کی: یہ سود کھانے والے لوگ ہیں۔

اسے امام احمد نے ایک طویل حدیث میں، ابن ماجہ نے مختصراً اور اصبہانی نے روایت کیا، یہ روایت علی بن زید عن ابی الصلت عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم سے ہے۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے سود،

1۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو غسیل ملائکہ اس لئے کہتے ہیں کہ جنگ احد میں شہادت کے بعد انہیں فرشتوں نے غسل دیا تھا کیونکہ ان پر غسل جنابت فرض تھا۔ (مترجم)

زنا اور شراب نوشی عام ہو جائے گی۔ (معلوم ہوتا ہے قیامت کچھ زیادہ دور نہیں ہے)۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ اس کے راوی صحیح ہیں۔

حدیث: حضرت قاسم بن عبدالواحد وراق سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کو صرافوں کے بازار (جہاں سونے چاندی اور روپے پیسے کا کاروبار ہوتا ہے) میں دیکھا۔ آپ فرما رہے تھے: اے گروہ صرافاں! تمہیں خوشخبری ہو۔ صراف کہنے لگے: اے ابومحمد! (عبداللہ بن ابی اوفی کی کنیت) اللہ آپ کو جنت کی بشارت دے، ہمیں کس چیز کی خوشخبری دے رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: (سود کا کاروبار کرنے والو!) تمہیں عذاب نار کی خوشخبری ہو۔

اسے طبرانی نے ایسی اسناد کے ساتھ روایت کیا جس میں کوئی اعتراض نہیں۔

حدیث: حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نا قابل بخشش گناہوں سے بچتے رہو، یعنی خیانت سے کہ جس نے کسی چیز میں کچھ خیانت کی، وہ قیامت کے دن اس خیانت زدہ چیز کو اٹھائے ہوئے حاضر ہوگا۔ اور سود کھانے سے کہ جس نے سود کھایا، اسے قیامت کے روز دیوانہ اور مخبوط الحواس بنا کر اٹھایا جائے گا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ (البقرہ:275) ''سود کھانے والے قیامت کے دن کھڑے نہ ہو سکیں گے مگر اس شخص کی طرح جسے شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس بنا دیا ہو۔

اسے طبرانی نے روایت کیا اور اصبہانی نے بھی اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ ان کے الفاظ ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سود خور قیامت کے روز دیوانگی کی حالت میں اس طرح آئے گا کہ اپنے دونوں پہلوؤں کو گھسیٹ رہا ہوگا۔ (جیسے ہاتھ پاؤں سے معذور چلتا ہے) پھر آپ ﷺ نے یہی مذکورۃ الصدر آیت تلاوت فرمائی''۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نبی انور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی بندہ جتنا بھی سود کا مال زیادہ کر لے مگر انجام غربت و افلاس ہی ہوگا (کہ اللہ تعالیٰ سود کو گھٹاتا ہے، برکت نہیں ہو سکتی)۔

اسے ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کیا۔ حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا۔ حاکم کی ایک اور روایت میں ہے: ''اَلرِّبَا وَاِنْ كَثُرَ فَاِنَّ عَاقِبَتَهٗ اِلٰی قُلٍّ'' سود اگرچہ کتنا ہی زیادہ ہو جائے بے شک اس کا انجام قلت و غربت ہے۔ حاکم نے اسے بھی صحیح الاسناد کہا ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ ایسا ضرور آئے گا جب کوئی شخص بھی سود کھانے سے باقی نہ بچے گا۔ اگر کوئی سود کھائے گا نہیں تو سود کا غبار ضرور اس کو

پہنچے (1) گا۔

اسے ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بروایت حسن عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما روایت کیا۔

حدیث: حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول مقبول ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کریمہ کی قسم جس کے ید قدرت میں میری جان ہے، میری امت میں کچھ لوگ (بلکہ موجودہ دور میں اکثر لوگ) تکبر و غرور، ناشکر گذاری، کھیل کود اور بیکار کاموں میں ضرور مبتلا ہوں گے۔ یہاں تک کہ بندروں اور خنزیروں کی طرح (لالچی، بے غیرت اور بے شرم) ہو جائیں گے۔ کیونکہ اللہ کے حرام فرمودہ کو حلال ٹھہرائیں گے، گانے بجانے والی لونڈیوں (رنڈیوں) کو گھروں میں رکھیں گے، شراب نوشی کریں گے، سود کھائیں گے اور ریشمی لباس پہنیں گے۔ (حالانکہ یہ سب چیزیں حرام فرمادی گئی ہیں)۔

اسے عبداللہ بن امام احمد رحمہما اللہ نے اپنی ''زوائد'' میں روایت کیا۔ (حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث میں بھی یہ مضمون پایا جاتا ہے)۔

1۔ مخبر صادق نبی اعظم علیہ الصلوٰت والتسلیمات کے ارشادات کی صداقت دنیا کھلی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے۔ شاید ہی کوئی آدمی ہو جو سود کے اثرات سے محفوظ ہے۔ اگر خود نہیں لیتا دیتا تو کسی لینے دینے والے سے کھاتا پیتا تو ضرور ہے۔ یہی غبار سود ہے۔ اللہ ہی حفاظت فرمانے والا ہے۔ (مترجم)

ترہیب

زمین وغیرہ غصب کر لینا

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ایک بالشت کے برابر بھی ظلماً کسی کی زمین غصب کی، "طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ اَرْضِيْنَ" (قیامت کے روز) ساتوں زمینوں کا طوق اس کی گردن میں ڈالا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جس نے کسی کی زمین ناحق ایک بالشت بھر بھی چھین لی، اسے ساتوں زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔

اسے امام احمد و مسلم نے روایت کیا۔ امام صاحب کی دو اسناد میں سے ایک صحیح ہے۔

حدیث: حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے نبی دو عالم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس آدمی نے ایک بالشت بھر زمین ظلماً لے لی، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے سات زمینوں کی تہہ تک گڑھا کھودنے کا حکم دے گا پھر اس کی گردن میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا (اور یہ طوق اس وقت تک اس کے گلے میں رہے گا) کہ لوگوں کے درمیان ان کے اعمال کا فیصلہ ہو جائے۔

اسے امام احمد وطبرانی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ اور انہی سے امام احمد وطبرانی کی ایک روایت میں ہے ہے کہ فرماتے ہیں: "میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس نے کوئی زمین ناحق ہتھیا لی، اسے اس کی مٹی اٹھا کر میدان محشر میں لے جانے کا حکم دیا جائے گا"۔

کبیر میں طبرانی کی ایک اور روایت میں ہے کہ: "جس نے ظلماً ایک بالشت کے برابر زمین چھینی، اسے وہ زمین کھودنے کا حکم دیا جائے گا حتی کہ کھدائی پانی تک پہنچ جائے پھر اس مٹی کو اٹھا کر محشر میں لے جانے کے لئے (1) مجبور کیا جائے گا"۔

حدیث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص بھی زمین کا کوئی ٹکڑا ناجائز طور پر ہتھیا لے گا، اسے ساتوں زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا "لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ" اس کا کوئی فرض ونفل قبول نہیں ہوگا (تاوقتیکہ واپس کر کے سچی توبہ نہ کر لے)۔

اسے امام احمد وطبرانی نے بروایت حمزہ بن ابی محمد روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) سب

1۔ ایک بالشت بھر زمین غصب کرنے والے کی یہ سزا ہے تو اندازہ فرمایئے جو لوگ اپنی سرکاری حیثیت کا ناجائز فائدہ اٹھا کر سیکڑوں ایکڑ زرعی زمین اور کروڑوں روپے کے پلاٹ اپنے نام اور اپنے عزیزوں کے نام کروا لیتے ہیں، کیسے کھودیں گے اتنی زمین کو اور کیسے اٹھائیں گے اپنی گردنوں پر اتنے بوجھ کو؟ (مترجم)

سے بڑا ظلم کون سا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ایک ہاتھ برابر زمین جو ایک مسلمان شخص اپنے مسلمان بھائی کی ملکیت سے چھین لے، زمین کی ایک کنکر بھی جو اس نے چھینی ہوگی، زمین کی تہہ سے لے کر اس کے گلے کا طوق بنادی جائے گی اور زمین کی گہرائی وتہہ کہاں تک ہے؟ اسے اس کے خالق کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اسے امام احمد اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔ امام احمد کی اسناد حسن ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی کی زمین غصب کی، قیامت کے دن اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس پر غضب ناک ہوگا۔

اسے طبرانی نے بروایت یحییٰ بن عبدالحمید حمانی روایت کیا۔

حدیث: حضرت حکم بن حارث سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس بندے نے مسلمانوں کی گذرگاہ میں سے ایک بالشت بھر زمین بھی قبضہ میں کرلی، وہ قیامت کے روز اس حالت میں پیش ہوگا کہ ساتوں زمینوں کے برابر بوجھ اٹھائے ہوگا۔

اسے طبرانی نے کبیر میں بروایت محمد بن عقبہ السدوسی روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نبی کائنات ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ ایک ڈنڈا (یا اس جیسی کوئی بھی اور چیز) مالک کی رضامندی کے بغیر لے سکے۔ ارشاد فرمایا: ''ذَالِكَ لِشِدَّةِ مَاحَرَّمَ اللّٰهُ مِنْ مَّالِ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ'' یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان کا مال (اس کی مرضی کے بغیر) دوسرے مسلمان کے لئے سختی کے ساتھ حرام فرمادیا ہے۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

ترہیب

ایک دوسرے کو کثرت مال دکھانے اور اظہار فخر کے لئے ضرورت سے زائد بڑی بڑی عمارات تعمیر کرنا

حدیث: حضرت امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک روز جبکہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ عالی میں حاضر تھے کہ اچانک ایک شخص ظاہر ہوا اس کے کپڑے بہت ہی سفید اور بال سخت سیاہ تھے۔ اس پر آثار سفر نظر نہ آتے تھے اور ہم میں سے کوئی اس کو جانتا بھی نہ تھا۔ یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے اتنا قریب ہو کر بیٹھ گیا کہ اپنے گھٹنے نبی محترم ﷺ کے گھٹنوں کے ساتھ ملادیئے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لئے (انتہائی ادب ہے) اور عرض کرنے لگا: اے محمد! (ﷺ) مجھے ارشاد فرمائیں، اسلام کیا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم

گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ حضرت محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور اگر تمہیں راستہ کے اخراجات پورے کرنے کی توفیق ہو تو اللہ کے گھر کا حج کرو۔ اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا ہے۔ ہمیں عجیب معلوم ہوا کہ سوال بھی کرتا ہے اور خود ہی تصدیق بھی کرتا ہے (جیسے اسے پہلے سے جواب معلوم ہے) عرض کرنے لگا: ایمان کے متعلق ارشاد فرمائیں؟ فرمایا: وہ یہ ہے کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں اور یوم آخر پر ایمان رکھو۔ اور اچھی بری تقدیر پر بھی یقین رکھو (کہ اسی کی طرف سے ہے اور حق ہے) اس پر اس نے کہا: آپ درست فرماتے ہیں: بولا: احسان کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت یہ جان کر کرو کہ اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے دیکھ نہیں سکتے تو یہ سمجھ کر کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ عرض کی: قیامت کے متعلق خبر دیں؟ (کہ کب آئے گی؟) ارشاد فرمایا: جس سے سوال کیا گیا ہے، وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا (اس بارے میں دونوں کا علم برابر ہے لوگوں نہیں بتانا) اس نے عرض کیا: تو مجھے اس کی نشانیاں ہی بتادیں؟ حضور انور ﷺ نے فرمایا: (نشانیاں یہ ہیں کہ) لونڈی اپنے مالک کو جنے گی (اولاد ماؤں کے ساتھ وہ سلوک کرے گی جو مالک لونڈیوں سے کرتے ہیں)، اور تم دیکھو گے کہ ننگے پاؤں پھرنے والے، برہنہ بدن رہنے والے، کنگال، بکریوں کے چرواہے (بطور فخر وتکبر)، بڑی بڑی عمارتیں (Buildings) تعمیر کریں گے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پھر وہ (اجنبی مسافر) چلا گیا۔ کچھ دیر گذری کہ پھر سید العالمین ﷺ نے فرمایا: عمر! جانتے ہو یہ سائل کون تھا؟ میں نے عرض کی: اللہ اور اس کے رسول (جل وعلا و ﷺ) ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "فَاِنَّهٗ جِبْرِيْلُ اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ" وہ جبریل (علیہ السلام) تھے، تمہیں تمہارے دین کی باتیں سکھانے آئے تھے۔

اسے بخاری ومسلم وغیرہما نے روایت کیا ہے (نیز بخاری ومسلم ہی کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث کا مضمون بھی ایسا ہی ہے)۔

حدیث: سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز باہر تشریف لے گئے۔ ہم بھی ہمراہ تھے۔ راستہ میں آپ ﷺ نے ایک بلند گنبد دیکھا تو پوچھا: یہ کس کا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یہ فلاں صاحب کا ہے جو انصار میں سے ہیں۔ آپ ﷺ یہ سن کر خاموش ہوگئے اور اس بات کو دل میں رکھا۔ یہاں تک کہ وہ گنبد والے صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور لوگوں کے درمیان آپ ﷺ کو سلام پیش کیا۔ آپ نے ان کی طرف سے چہرہ پاک پھیر لیا۔ ایسا کئی مرتبہ ہوا حتی کہ وہ صاحب رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی اور اعراض کو سمجھ گئے۔ اپنے دوستوں سے اس بات کی شکایت کی اور کہنے لگے: اللہ کی قسم، میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو ناراض کرلیا (وجہ معلوم نہیں) دوستوں نے انہیں بتایا کہ آپ ﷺ باہر تشریف لے گئے تھے اور تمہارے گنبد کو دیکھا تھا (بس یہ وجہ ناراضگی ہے) وہ صاحب اپنے گنبد کے پاس گئے، اسے گرادیا یہاں تک کہ زمین کے برابر کردیا۔ اس کے بعد پھر ایک روز رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے تو گنبد نہ دیکھا۔ ارشاد فرمایا: اس گنبد کو کیا ہوا؟ صحابہ نے عرض کی: اس کے مالک نے آپ کی ناراضگی کے

متعلق ہم سے بات کی تھی۔ چنانچہ ہم نے اسے وجہ بتادی تو انہوں نے اسے گرادیا ہے۔ اس پر نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سن لو! ہر عمارت اپنے مالک کے لئے وبال ہے۔ ہاں مگر جس کے بغیر گذارہ نہ ہو، جس کی اشد ضرورت ہو۔

اسے ابوداؤد، ابن ماجہ نے مختصر (اور طبرانی نے اسناد جید کے ساتھ اختصاراً) روایت کیا۔ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔

حدیث: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر بلڈنگ اپنے مالک پر وبال ہے سوائے اس کے جو اس قدر (بلند) ہو اور اپنے دست مبارک کے ساتھ (سر انور کی طرف) اشارہ فرمایا۔ اور ہر علم صاحب علم پر وبال ہے سوا اس کے جو اپنے علم پر عمل کرے۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ اس کے کئی شواہد ہیں۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو بدی میں مبتلا کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے اینٹ گارے کی محبت میں ڈال دیتا ہے حتیٰ کہ وہ بندہ عمارات بنانا شروع کر دیتا ہے۔

اسے طبرانی نے اپنی تینوں کتابوں (کبیر، اوسط، صغیر) میں جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: اور طبرانی نے ہی اوسط میں حضرت ابوبشیر انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو ذلیل کرنا چاہتا ہے تو بندہ اپنا مال عمارتیں بنانے میں صرف کر دیتا ہے۔

حدیث: حضرت ابوالعالیہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب (عم پاک رسول اللہ ﷺ) رضی اللہ عنہ نے ایک بالا خانہ (چوبارہ) بنوایا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا: اسے گرادو۔ انہوں نے عرض کی: گرادوں یا اسے بیچ کر قیمت غرباء پر صدقہ کردوں؟ فرمایا: (نہیں) اسے گرادو۔

اسے ابوداؤد نے مراسیل میں اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔ الفاظ طبرانی کے ہیں۔ یہ حدیث مرسل جید الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نیکی کا کام صدقہ ہے۔ آدمی جو کچھ اپنے اہل خانہ پر خرچ کرے وہ بھی صدقہ لکھا جاتا ہے۔ جس خرچہ سے بندہ اپنی عزت محفوظ کرے وہ بھی صدقہ مکتوب ہوتا ہے۔ اور بندہ مومن جو بھی (راہ خدا میں) خرچ کرے،، اس کا بدلہ دینا اللہ کے ذمہ کرم پر ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا ذمہ دار ہے۔ مگر جو کچھ عمارتیں بنانے اور گناہ کے کاموں میں خرچ کیا۔ (اس کا اللہ ذمہ دار نہیں بلکہ یہ دنیا و آخرت میں وبال جان ہے)۔

اسے دارقطنی اور حاکم نے عبدالحمید الحسن الہلالی عن محمد بن المنکدر رعنہ سے روایت کیا۔ حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: حضرت حارثہ بن مضرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: ہم حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی عیادت کو گئے جبکہ (بطور علاج) انہیں سات مرتبہ داغ دیا گیا تھا۔ وہ فرمانے لگے: میری بیماری طول پکڑ گئی ہے۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ موت کی ہرگز آرزو نہ کرو تو میں اس کی آرزو کرتا۔ مزید فرمایا کہ "یُؤْجَرُ الرَّجُلُ فِیْ

نَفَقَتِهٖ كُلِّهَا اِلَّا فِي التُّرَابِ اَوْ قَالَ فِي الْبِنَاءِ'' آدمی کو اس کے تمام اخراجات میں اجر ملتا ہے سوائے اس کے جو مٹی میں یا فرمایا کہ عمارت بنانے میں خرچ کرے (اس کا کوئی اجر نہیں)۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: تمام خرچے فی سبیل اللہ ہیں (ان کا ثواب راہ خدا میں خرچ کرنے کی مثل ہے) مگر جو کچھ عمارت بنانے میں خرچ ہو ''فَلَا خَيْرَ فِيْهِ'' کہ اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔ ترمذی۔

حدیث: حضرت عطیہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: نبی مختار ﷺ کی ازواج رضی اللہ عنہن کے حجرے کھجور کی شاخوں کے بنے ہوئے تھے۔ ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ کسی غزوہ میں تشریف لے گئے۔ ادھر حضرت ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا مالدار خاتون تھیں، انہوں نے کھجور کی شاخوں کی جگہ اینٹوں کا مکان بنالیا۔ نبی پاک ﷺ واپس تشریف لائے تو پوچھا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: میں اپنی طرف اٹھنے والی لوگوں کی نگاہیں روکنا چاہتی تھی۔ (اس لئے یہ مکان بنالیا) اس پر حضور پاک ﷺ نے فرمایا: اے ام سلمہ! ''اِنَّ شَرَّ مَا ذَهَبَ فِيْهِ مَالُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ الْبُنْيَانُ'' سب سے برے کام جن میں مسلمان کا مال خرچ ہوتا ہے اس میں سے ایک مکان تعمیر کرنا ہے۔

اسے ابوداؤد نے مراسیل میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے مسجد شریف بنائی تو ارشاد فرمایا: اس کی چھت موسیٰ علیہ السلام کے چھپر کی طرح بناؤ۔ امام حسن رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ موسیٰ علیہ السلام کی چھت کیسی تھی؟ فرمایا: جب موسیٰ علیہ السلام اپنا ہاتھ بلند کرتے تھے تو وہ چھپر یعنی چھت تک پہنچ جاتا تھا۔

اسے ابن ابی الدنیا نے مرسلاً روایت کیا۔ اس میں کچھ جرح ہے۔

حدیث: حضرت عمار بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جب کوئی آدمی سات ہاتھ سے اونچی بلڈنگ بناتا ہے تو اسے ندا دی جاتی ہے: او بدکاروں میں سب سے بڑے بدکار! کہاں تک اونچا جانا چاہتا ہے؟

اسے ابن ابی الدنیا نے موقوفاً روایت کیا۔ بعض نے مرفوع بھی روایت کیا۔ لیکن یہ صحیح نہیں۔

ترہیب

مزدور کی مزدوری روک لینا۔ نیز جلدی ادا کردینے کا حکم

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی دوجہاں ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تین اشخاص ہیں کہ قیامت کے روز میں ان کے مدمقابل ہوں گا اور جس کا میں مدمقابل ہوں گا، اس کو ہلاک و برباد کردوں گا۔ نمبر 1 وہ آدمی جس نے میرے نام پر قسم کھائی پھر دھوکا کیا۔ نمبر 2 وہ شخص جس نے کسی آزاد شخص کو (غلام بناکر)

بیچا اوراس کی قیمت کھا گیا اور نمبر3 ''وَرَجُلٌ اِسْتَأْجَرَ اَجِیْرًا فَاسْتَوْفٰی مِنْهُ وَلَمْ یُعْطِهٖ اَجْرَهٗ'' وہ بندہ جس نے کسی کو مزدوری پر رکھا، پھر اس سے کام تو پورا پورا لیا اور اس کی مزدوری نہ دی۔

اسے بخاری وابن ماجہ وغیر ہمانے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اُعْطُوا الْاَجِیْرَ اَجْرَهٗ قَبْلَ اَنْ یَّجِفَّ عَرَقُهٗ'' مزدور کو اس کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دو۔

اسے ابن ماجہ نے بروایت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم روایت کیا۔ انہیں ثقہ کہا گیا ہے اور ابن عدی کہتے ہیں: ان سے مروی احادیث حسن ہوتی ہیں۔

(یہی الفاظ ابو یعلیٰ وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی نے اوسط میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں)

ترغیب

اللہ تعالیٰ اور اپنے آقا کے حقوق ادا کرنے والا غلام

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جو غلام اپنے آقا کا خیر خواہ ہو اور احسن طریقہ سے اللہ کی عبادت کرتا ہو، اس کے لئے دوگنا اجر ہے (ایک آقا کی خدمت کا اور ایک اللہ کی عبادت کا)۔

اسے بخاری، مسلم اور ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ غلام جو اپنے پروردگار کی احسن انداز سے عبادت کرتا ہو اور اپنے آقا کی طرف سے عائد حقوق ادا کرتا ہو، اس کی خیر خواہی کرتا اور اس کے احکام کی اطاعت کرتا ہو، اس کے لیے دو دو اجر ہیں۔ بخاری۔

حدیث: یہ بھی حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین افراد ہیں جن کے لئے دوگنا اجر ہے، نمبر1 وہ شخص جو اہل کتاب میں سے اپنے نبی پر بھی ایمان لایا اور حضرت محمد ﷺ پر بھی ایمان لایا۔ نمبر2 وہ غلام جو اپنے اللہ اور اپنے آقا کے حقوق ادا کرے۔ اور نمبر3 وہ آدمی جس کے پاس اپنی کنیز تھی، اس نے اس کو ادب آداب سکھائے اور خوب سکھائے، اس کو علم سکھائے اور خوب اچھی طرح پڑھائے پھر اسے آزاد کر کے اس کے ساتھ نکاح کر لے، تو اس کے لئے (ان تینوں کے لیے) دوگنا اجر ہے۔

اسے امام بخاری اور ترمذی نے روایت کیا، ترمذی کے الفاظ ہیں: '' تین اشخاص کو دو مرتبہ اجر عطا فرمایا جائے گا، نمبر1 غلام، جس نے اللہ اور اپنے آقاؤں کے حقوق ادا کئے، اس کو دو مرتبہ اجر دیا جائے گا، نمبر2 وہ آدمی جس کے پاس

خوبصورت کنیز ہو، یہ اسے ادب سکھائے اور خوب تادیب کرے، پھر اسے آزاد کرے پھر اس سے نکاح کر لے اور اس سے اس کا مقصود فقط اللہ کی رضا ہو، اسے بھی دو دفعہ ثواب عنایت فرمایا جائے گا، نمبر 3 وہ شخص جو پہلی کتاب پر ایمان رکھتا ہو پھر اس کی زندگی میں دوسری کتاب (قرآن) آ گئی تو وہ اس پر بھی ایمان لے آئے، اسے بھی دو مرتبہ اجر دیا جائے گا''۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اللہ کی عبادت اور آقا کی خدمت میں) صالح غلام کے لئے دوگنا اجر ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں ابو ہریرہ کی جان ہے، اگر جہاد فی سبیل اللہ، حج کا سفر اور ماں کی خدمت میرے ذمہ نہ ہوتے تو میں غلام ہو کر مرنا پسند کرتا (تاکہ غلامی کا دوگنا اجر حاصل کرتا)۔ بخاری و مسلم۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی محترم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو غلام اللہ کی اطاعت اور اپنے مولیٰ کی فرماں برداری کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے اس کے مولیٰ سے ستر سال پہلے جنت میں داخل فرمائے گا۔ اس وقت اس کا مولیٰ کہے گا: اے میرے پروردگار! یہ تو دنیا میں میرا غلام تھا؟ اللہ کریم فرمائے گا، میں نے اسے اس کے عمل کی جزا اور تجھے تیرے عمل کا بدلہ عطا فرمایا ہے۔

اسے طبرانی نے کبیر اور اوسط میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ایک شخص جنت میں داخل ہوگا تو اپنے درجہ سے اوپر اپنے غلام کو دیکھ کر عرض کرے گا: اے میرے رب! یہ میرا غلام میرے درجہ سے بھی بلند ہے؟ (حالانکہ میں آقا ہوں) رب تعالیٰ فرمائے گا: ہاں، میں نے اسے اس کے عمل کی جزا دی ہے اور تجھے تیرے عمل کا بدلہ دیا ہے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے تین شخص میرے سامنے پیش کئے گئے نمبر 1 (راہ حق کا) شہید، نمبر 2 پاک دامن صابر اور نمبر 3 وہ غلام جس نے اللہ کی اچھی طرح عبادت کی اور اپنے مولیٰ کا خیر خواہ رہا۔

اسے امام ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ الفاظ ترمذی کے ہیں۔ انہوں نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین افراد مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے (کہتے ہیں) میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کا دن (مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے) نمبر 1 غلام جس نے اللہ کے فرائض ادا کئے اور اپنے آقا کے حقوق پورے کئے۔ نمبر 2 وہ شخص جو کسی قوم کی امامت کرتا ہو اور لوگ اس پر (اس کی دین داری کی وجہ سے) خوش ہوں۔ اور نمبر 3 وہ آدمی جو لوگوں کو ہر رات اور دن کو پانچ نمازوں کے لئے پکارتا ہو۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ طبرانی نے اسے اوسط وصغیر میں روایت کیا۔ اس روایت کے الفاظ یوں ہیں: ''جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین حضرات ہیں جنہیں (قیامت کی) بڑی گھبراہٹ خوف زدہ نہ کرسکے گی، حساب وکتاب بھی نہیں ہوگا اور وہ دوسرے لوگوں کے حساب وکتاب سے فارغ ہونے تک مشک کے ٹیلوں پر آرام فرما رہیں گے۔ نمبر 1 وہ بندہ جس نے اللہ کی رضا کی خاطر قرآن پڑھا سیکھا اور اس سے کسی قوم کی امامت کی جبکہ وہ قوم اس کی امامت پر خوش ہو۔ نمبر 2 وہ بلانے والا جو رضائے الٰہی کے لئے لوگوں کو نماز کی دعوت دیتا ہو (یعنی مؤذن یا گھر گھر جا کر نماز کے لئے مسجد آنے کی دعوت دینے والا) اور نمبر 3 وہ غلام جس نے اپنے اور اپنے پروردگار کے درمیان اور اپنے اور اپنے آقا کے درمیان معاملات کو باحسن طریق نبھایا۔

طبرانی نے اسے کبیر میں بھی روایت کیا مگر اس کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں: ''اور وہ غلام جسے دنیا میں غلامی اپنے رب کی اطاعت سے نہ روک سکی''۔

حدیث: سیدنا امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اللہ کے رسول مقبول ﷺ کا فرمان شریف ہے ''بخیل، مکار اور خبیث طبع خائن جنت میں داخل نہ ہوں گے۔ اور جنت کا سب سے پہلے دروازہ کھٹکھٹانے والے وہ غلام ہوں گے جنہوں نے اپنے اور اللہ عزوجل کے درمیان اور اپنے اور اپنے آقاؤں کے درمیان معاملات بحسن وخوبی انجام دیئے ہوں گے (1)۔

اسے امام احمد اور ابویعلیٰ نے باسناد حسن روایت کیا۔ اس کا کچھ حصہ ترمذی وغیرہ کے ہاں بھی ہے۔

ترہیب

غلام کا اپنے آقا کو چھوڑ کر بھاگ جانا (2)

حدیث: حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو غلام (بلاوجہ) بھاگ جائے (اللہ کی بخشش کا) ذمہ اس سے بری ہوگیا۔ مسلم۔

حدیث: یہی حضرت جریر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی غلام بھاگ جاتا ہے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ: ''اس نے (بھاگ کر) ارتکاب کفر کیا حتی کہ اپنے آقاؤں کے پاس لوٹ آئے''۔ مسلم۔

1۔ اس باب میں جن مخصوص غلاموں کا تذکرہ ہے یقیناً ہمارے ممالک میں بلکہ دنیا میں کہیں آج کل ان کا وجود نہیں ہے اور یہ بھی اسلام کا انسانیت پر احسان ہے۔ لیکن چونکہ ہمارے نزدیک اس میں دور حاضر کے ملازمین یا مزدور (Workers) بھی داخل ہیں، اس لئے ہم نے انتخاب میں اس باب کی احادیث لے لی ہیں۔ نیز اس کے علاوہ بھی مسائل ہیں مثلاً قرآن پاک رضائے خداوندی کے لئے پڑھنا، امامت کرنا اور لوگوں کو نیکی کی خصوصاً نماز کی دعوت دینا وغیرہ۔ (مترجم)

2۔ یہاں بھی دیگر فوائد کی بنا پر غلاموں کے متعلق روایات لی گئی ہیں۔ (مترجم)

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے: تین افراد ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی نماز قبول نہیں فرماتا اور نہ ہی ان کی کوئی نیکی جانب آسمان بلند ہوتی ہے (قبول نہیں ہوتی) نمبر 1 نشہ کرنے والا جب تک کہ اس کی عقل واپس نہ آ جائے۔ نمبر 2 عورت جس کا شوہر اس پر ناراض ہو اور نمبر 3 بھاگا ہوا غلام تاوقتیکہ واپس آ کر اپنا ہاتھ اپنے آقاؤں کے ہاتھ میں نہ دے دے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں بروایت عبداللہ بن محمد بن عقیل اور ابن خزیمہ و ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں بروایت زہیر بن محمد روایت کیا۔ الفاظ طبرانی کے ہیں۔ (نیز ابن حبان، طبرانی اور حاکم کی فضالہ بن عبید سے، طبرانی نے حاکم کی حضرت ابن عمر سے اور ترمذی کی حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہم سے مروی احادیث میں بھی یہ مضمون موجود ہے)۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو غلام بھگوڑا ہونے کی حالت میں مرجائے وہ جہنم کی آگ میں داخل ہوگا اگرچہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہوا قتل ہو جائے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں بروایت عبداللہ بن محمد بن عقیل روایت کیا ہے۔ بقیہ راوی ثقہ ہیں۔

ترغیب

غلام آزاد کرنا

ترہیب

آزاد کو غلام بنا لینا یا اسے بیچنا

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی مسلمان غلام کو آزاد کرے گا، اللہ تعالیٰ اس غلام کے ہر عضو کے بدلہ میں اس کے ہر عضو کو آگ سے آزاد فرمائے گا۔ سعید بن مرجانہ (ایک راوی) کہتے ہیں: میں یہ حدیث لے کر حضرت علی بن حسین (امام زین العابدین) رضی اللہ عنہما کے پاس گیا تو آپ نے اپنے اس غلام کو (جس کا نام مطرف تھا) آزاد فرمانے کا ارادہ کیا، جس کی قیمت انہیں حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما دس ہزار درہم یا ایک ہزار درہم دے رہے تھے (آپ نے اسے اتنی خطیر رقم کے بدلہ بیچا نہیں بلکہ) اسے آزاد فرما دیا۔

اسے بخاری و مسلم وغیرہما نے روایت کیا۔ نیز بخاری، مسلم اور ترمذی کی ایک روایت میں یوں ہے کہ: ''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو بندہ کسی مسلمان غلام کو آزاد کرے، اللہ تعالیٰ اس کے ہر حصہ جسم کو غلام کے ہر حصہ کے عوض آزاد فرما دے گا حتی کہ غلام کی شرم گاہ کے عوض اس کی شرم گاہ آگ سے آزاد فرما دے گا''۔

(حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ترمذی، ابن ماجہ، امام احمد اور ابو داؤد کی اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی امام احمد، ابو داؤد، ابو یعلیٰ اور حاکم کی روایت میں بھی یہی مضمون ہے)

حدیث: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: غزوہ تبوک میں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ قبیلہ بن سلیم کے کچھ لوگوں نے عرض کیا: ہمارے فلاں ساتھی پر دوزخ واجب ہوچکی ہے۔ (وہ زندگی میں گناہوں کا مرتکب ہوتا رہا) تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی طرف سے غلام آزاد کردو، اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے اس کے ہر عضو کو آگ سے آزاد فرمادے گا۔ (کہ نیکی کا ثواب مرنے والے کو پہنچتا ہے)

اسے ابوداؤد، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے فرمایا کہ یہ حدیث بر شرائط بخاری و مسلم صحیح ہے۔ (نیز امام احمد نے شعبہ کوفی سے یہی مضمون روایت کیا جس کے راوی ثقہ ہیں)

حدیث: حضرت مالک بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس شخص نے کسی مسلمان ماں باپ کے یتیم بچے کو کھانے پینے میں اپنے ساتھ ملالیا حتی کہ وہ (اپنی یتیمی سے) بے نیاز ہوگیا، ایسے شخص کے لئے لازماً جنت واجب ہوگئی۔ اور جس نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا تو یہ آزاد کرنا اس کے لئے نار جہنم سے آزادی ہوگی۔ غلام کا ہر عضو اس کے ہر عضو کے لئے آگ سے آزادی کا بدلہ ہوجائے گا۔

اسے امام احمد نے علی بن زید عن زرارہ بن ابی اوفی عنہ کے طریق سے روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: رات کے کس حصہ میں (دعا و نماز) زیادہ قبول فرمائی جاتی ہے؟ ارشاد فرمایا: رات کے آخری پہر میں۔ پھر طلوع آفتاب تک نماز قبول ہوتی ہے۔ پھر اس کے بعد سورج کے ایک یا دو نیزہ بلند ہونے تک کوئی نماز نہیں (یہ تقریباً بیس پچیس منٹ کا وقت ہوتا ہے) پھر نماز قبول ہوتی ہے یہاں تک کہ ہر چیز کا سایہ نیزہ کی طرح کھڑا ہوجائے (یعنی نصف النہار تک) پھر نماز نہیں ہوتی حتی کہ ایک یا دو نیزے تک سورج ڈھل جائے۔ (اس کو وقت زوال کہتے ہیں، اس کا وقت بھی بیس پچیس منٹ کے برابر ہوتا ہے) پھر اس کے بعد نماز قبول ہوتی ہے (یعنی ظہر و عصر اپنے اپنے وقت میں) پھر نماز نہیں ہوتی (جب کہ ایک یا دو نیزے کے برابر یعنی بیس پچیس منٹ تک آفتاب باقی ہو) یہاں تک کہ آفتاب غروب (1) ہوجائے۔ فرمایا: پھر جو مسلمان کسی مسلمان غلام کو آزاد کرے، یہ اس کے لئے آگ سے خلاصی کا باعث ہوگا۔ غلام (آزاد شدہ) کی ہر ہڈی اس کی ہر ہڈی کے بدلہ میں ہوجائے گی۔ اور جو مسلمان عورت کسی مسلمان لونڈی کو آزاد کرے تو یہ اس کے لئے آگ سے چھٹکارے کا سبب ہوگا۔ لونڈی کی ہر ہڈی آزاد کرنے والی کی ہر ہڈی کا بدل ہوجائے گی۔ اور جو مسلمان مرد دو مسلمان کنیزوں کو آزاد کرے گا، یہ اس کے لئے نار دوزخ سے بچاؤ ہوں گی۔ ان کی ہر ہڈی آزاد کرنے والے کی ہر ہڈی کے عوض میں ہوگی۔ طبرانی۔

(یہی مضمون حضرت ابونجیح رضی اللہ عنہ سے مروی ابوداؤد، ابن حبان اور ترمذی کی احادیث میں بھی موجود ہے)

حدیث: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کی خدمت

1۔ اس حدیث پاک میں ضمناً نماز کے اوقات مکروہہ کا بیان بھی آگیا ہے یعنی تین اوقات ایسے ہیں جن میں نماز جائز نہیں نمبر 1 طلوع آفتاب سے بیس پچیس منٹ تک، نمبر 2 نصف النہار سے بیس پچیس منٹ تک اور نمبر 3 غروب آفتاب سے بیس پچیس منٹ پہلے۔ (مترجم)

اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! (ﷺ) مجھے کوئی ایسا عمل ارشاد فرمائیں جو جنت میں لے جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے بات تو بڑی مختصر کی ہے لیکن مسئلہ بہت بڑا پوچھ لیا ہے۔ (کیونکہ دخول جنت کے لیے بہت سے عقائد واعمال کی ضرورت ہے) غلام آزاد کرو اور گردن چھڑاؤ۔ اس نے عرض کی: یہ دونوں کیا ایک ہی چیز نہیں ہیں؟ ارشاد فرمایا: نہیں، غلام آزاد کرنا یہ ہے کہ تم خود اکیلے اسے آزادی دے دو اور گردن چھڑانا یہ ہے کہ کسی کے غلام کی قیمت ادا کر کے اس کو آزاد کرادو۔ دودھ دینے والے جانوروں کی سخاوت کرو اور بے وفا رشتہ دار کے ساتھ مہر و وفا سے پیش آؤ۔ اور اگر تمہیں ان اعمال کی توفیق نہ ہو تو بھوکے کو کھانا کھلاؤ، پیاسے کو پانی پلاؤ، نیکی کا حکم دو اور گناہ کے کاموں سے لوگوں کو روکو اور اگر تم یہ بھی نہیں کر سکتے تو سوائے اچھی باتوں کے اپنی زبان کو روکو۔

اسے امام احمد، ابن حبان فی صحیحہ اور بیہقی وغیرہ نے روایت کیا۔ الفاظ ابن حبان کے ہیں۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: پانچ اعمال ہیں کہ جو شخص کسی دن میں انہیں کرلے، اللہ تعالیٰ اسے اہل جنت میں لکھ لیتا ہے۔ نمبر 1 کسی بیمار کی بیمار پرسی کرے، نمبر 2 جنازے میں حاضر ہو، نمبر 3 ایک دن کا روزہ رکھے، نمبر 4 نماز جمعہ کے لئے جلدی پہنچے اور نمبر 5 کسی غلام کو آزاد کرائے۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین شخص ہیں جن کی نماز قبول نہیں فرمائی جاتی نمبر 1 وہ شخص جو کسی قوم کی امامت کے لئے آگے بڑھے حالانکہ وہ لوگ اسے برا سمجھتے ہوں۔ نمبر 2 وہ آدمی جو نماز کو ادبار کے ساتھ ادا کرے، ادبار یہ ہے کہ نماز اس وقت ادا کرے جبکہ اس کا وقت فوت ہو چکا ہو، اور نمبر 3 وہ انسان جو اپنے ہی آزاد کردہ شخص کو پھر غلام بنا لے۔

اسے ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

کتاب النکاح

نکاح(1)اور اس کے متعلقات کا بیان

ترغیب

نگاہیں نیچی رکھنا

اور ترہیب

نظر کی حفاظت نہ کرنا، اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اور اس کو چھونا

حدیث: حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یعنی ان روایات میں جو آپ ﷺ اپنے رب عزوجل کی طرف سے روایت فرماتے ہیں کہ (وہ فرماتا ہے): نظر شیطان کے

1۔ نکاح کا لفظ ''نَکَحَ'' سے بنا ہے جس کے معنی ملنے کے ہیں۔ چونکہ نکاح کی وجہ سے دو افراد یعنی خاوند و بیوی مل کر زندگی بسر کرتے ہیں نیز خاوند اور بیوی کے خاندان بھی اس رشتے کی وجہ سے آپس میں مل جاتے ہیں، اس لئے اس کو نکاح کہا جاتا ہے۔ اصطلاح شرع میں یہ لفظ عقد نکاح اور ہم بستری دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ نکاح کا رکن مرد اور عورت کا ایجاب وقبول یعنی ایک دوسرے کو قبول کرنا ہے اور دو گواہوں کی موجودگی شرط انعقاد ہے۔ غلبۂ شہوت نہ ہو اور حالات پرسکون ہوں، کفالت کے ذرائع مہیا ہوں تو نکاح کرنا سنت ہے۔ غلبۂ شہوت کی وجہ سے مبتلائے زنا ہو جانے کا اندیشہ ہو تو فرض ہے۔ جو شخص اخراجات پر قدرت نہ رکھتا ہو یا بیوی پر ظلم وزیادتی کا اندیشہ ہو اسے نکاح کرنا مکروہ ہے اور نامرد جو بیوی کے حقوق زوجیت ادا کرنے کے قابل نہ ہو، اس کے لئے نکاح کرنا جائز نہیں ہے بلکہ جرم ہے۔

قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر نکاح کا بیان موجود ہے۔ سورہ نساء میں ارشاد ہے:

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً (نساء:3)

ترجمہ: ''تو نکاح میں لاؤ تم جو عورتیں تمہیں اچھی لگیں دو دو، تین تین اور چار چار۔ پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ دو (یا زائد) بیویوں میں انصاف نہ کر سکو گے تو صرف ایک ہی عورت سے نکاح کرو''۔

وَ اَنْكِحُوا الْاَیَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآىٕكُمْ ؕ اِنْ یَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۳۲﴾ (نور)

ترجمہ: ''اور نکاح کر دو اپنے میں سے ان کا جو ابھی تک بے نکاح ہوں اور اپنے نیک غلاموں اور کنیزوں کا۔ اگر وہ غریب وفقیر ہوں تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔ اللہ وسعت والا علم والا ہے''۔

وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَ جَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ (روم)

ترجمہ: ''اور اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے (میاں بیوی) تاکہ تم ان سے آرام پاؤ اور اس نے تمہارے درمیان محبت ورحمت رکھ دی۔ بے شک اس میں غور وفکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں''۔

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّیَّةً (رعد:38)

ترجمہ: ''اور بے شک ہم نے آپ سے پہلے رسول بھیجے، اور ان کے لئے بیویاں اور بچے کئے''۔ (یعنی نکاح سنت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے۔ مترجم)

تیروں میں سے ایک زہرناک تیر ہے۔"مَنْ تَرَكَهَا مِنْ مَّخَافَتِيْ اَبْدَلْتُهُ اِيْمَانًا يَّجِدُ حَلَاوَتَهُ فِيْ قَلْبِهِ" جو شخص صرف میرے خوف کی وجہ سے اسے (یعنی غیر محرموں کی طرف نظر کرنے کو) ترک کردے(1)، میں اسے اس کے بدلہ میں ایسا ایمان نصیب کروں گا جس کی حلاوت یہ اپنے دل میں پائے گا۔

اسے طبرانی نے اور حاکم نے بھی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو مسلمان مرد (بلا قصد) کسی عورت کے حسن کی طرف نظر کر بیٹھے پھر (اللہ کے خوف سے) اپنی نگاہ جھکالے، تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک ایسی عبادت جاری فرمائے گا جس کی مٹھاس وشیرینی یہ اپنے دل میں پائے گا۔

اسے امام احمد وطبرانی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے روز ہر آنکھ رورہی ہوگی سوائے اس آنکھ کے جو اللہ کی حرام فرمودہ چیزوں کو دیکھنے سے جھکی رہی سوائے اس آنکھ کے جو اللہ کی راہ میں (جہاد کے لئے) جاگتی رہی اور سوائے اس آنکھ کے جو خوف خدا سے مکھی کے سر کے برابر آنسو بہاتی رہی۔ اصبہانی۔

حدیث: حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے: تین آنکھیں ہیں جو (داخل ہونا تو درکنار) نارجہنم کو دیکھیں گی بھی نہیں۔ نمبر 1 وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں جاگ کر مجاہدین اسلام

1۔ نگاہیں نیچی رکھنے اور ان کی حفاظت کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کلام میں مردوں اور عورتوں کو بڑے زوردار الفاظ میں دیا ہے۔ حکم ہوتا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ (نور)

ترجمہ: "(اے حبیب پاک! ﷺ) اہل ایمان مردوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ یہی ان کے لئے بہت پاکیزہ طریقہ زندگی ہے بے شک اللہ ان کے کاموں کی خوب خبر رکھتا ہے۔ اس سے اگلی ہی آیت مبارکہ میں خواتین اسلام کے لئے تفصیلاً احکام زندگی بیان ہو رہے ہیں۔ ارشاد ہے:

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۠ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَاۗىِٕهِنَّ اَوْ اٰبَاۗءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَاۗىِٕهِنَّ اَوْ اَبْنَاۗءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَاۗىِٕهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰي عَوْرٰتِ النِّسَاۗءِ ۠ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۭ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (نور)

ترجمہ: "اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں (غیر محرم مردوں کو نہ دیکھیں) اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں۔ اور اپنا بناؤ سنگار نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہو (یعنی چہرہ ہتھیلیاں اور پاؤں۔ جبکہ خوف فتنہ نہ ہو ورنہ ان کو چھپانا بھی ضروری ہے) اور اپنی اوڑھنیاں (دوپٹے سر پر اوڑھ کر ان کے پلو اپنی گردن اور) اپنے گریبانوں پر ڈالے رکھیں۔ اور نہ ظاہر ہونے دیں اپنی آرائش وزیبائش کو مگر اپنے خاوندوں کے لئے یا اپنے والدوں کے لئے یا اپنے خاوندوں کے باپوں (سسروں) کے لئے یا اپنے بیٹوں کے لئے یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں کے لئے یا اپنے بھائیوں کے لئے یا اپنے بھتیجوں کے لئے یا اپنے بھانجوں کے لئے یا اپنی ہم مذہب عورتوں کے لئے یا اپنی کنیزوں کے لئے یا اپنے ایسے نوکروں چاکروں کے لئے جو عورت کی خواہش نہ رکھتے ہوں (نامرد، خصی وغیرہ) یا ان بچوں کے لئے جو ابھی تک عورتوں کی شرم والی باتوں پر آگاہی نہیں رکھتے۔ اور اپنے پاؤں زور زور سے زمین پر نہ ماریں کہ کہیں ان کا چھپا ہوا بناؤ سنگار ظاہر نہ ہو جائے۔ اور سب کے سب (مرد وعورتیں) اے ایمان والو! اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو تا کہ تمہیں کامیابی نصیب ہو جائے"۔ (مترجم)

کی چوکی داری کرتی رہی، نمبر2 وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روتی رہی اور نمبر3 وہ آنکھ جو اللہ کے محارم کو دیکھنے سے رکی رہی۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ معروف ہیں سوائے ابو حبیب عنقری کے جنہیں قنوی کہا جاتا ہے۔ میں (صاحب کتاب) ان کے حال پر واقف نہیں ہوں۔

حدیث: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا: تم مجھے اپنی طرف سے چھ چیزوں کی ضمانت دو، میں تمہیں جنت کی ضمانت دوں گا۔ نمبر1 جب بات کرو سچ بولو، نمبر2 جب وعدہ کرو تو پورا کرو، نمبر3 جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو اسے ادا کرو، نمبر4 اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو، نمبر5 اپنی نگاہیں (اجنبی کی طرف دیکھنے سے) جھکائے رکھو اور نمبر6 اپنے ہاتھوں کو (ایذا رسانی اور ناجائز کاموں سے) روکے رہو۔

اسے امام احمد، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے سب نے بروایت مطلب بن عبداللہ بن حطب عنہ روایت کیا اور حاکم نے صحیح الاسناد فرمایا۔

حدیث: امیر المؤمنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا: اے علی! تمہارے لئے جنت میں ایک خزانہ ہے اور بے شک تم دو قرنوں والے ہو(1)۔ ''فَلَا تُتْبِعِ النَّظْرَۃَ النَّظْرَۃَ فَاِنَّمَا لَکَ الْاُوْلٰی وَلَیْسَتْ لَکَ الْاٰخِرَۃُ'' اچانک نظر پڑ جانے کے بعد دوبارہ نظر نہ کرو۔ اس لئے کہ پہلی نظر تو تمہیں معاف ہے لیکن دوسری نظر تمہارے لئے جائز نہیں ہے۔

یہ امام احمد کی روایت ہے۔ امام ترمذی اور ابوداؤد نے اسے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا کہ ''فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: اے علی! (رضی اللہ عنہ) اچانک نظر پڑ جانے کے بعد دوسری نظر نہ ڈالو کہ پہلی نظر معاف ہے مگر دوسری کی اجازت نہیں ہے''۔

ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم (محدثین) اسے صرف حضرت شریک کی حدیث سے ہی پہچانتے ہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نبی العالمین ﷺ سے راوی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بنی آدم پر زنا کا حصہ لکھ دیا گیا ہے۔ وہ اسے ہر حالت میں پائے گا۔ آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، کانوں کا زنا غیر محرم کی آواز سننا ہے، زبان کا زنا فحش باتیں کرنا ہے۔ ہاتھ کا زنا پکڑنا اور پاؤں کا زنا بدکاری کے لئے چل کر جانا ہے۔ ''وَالْقَلْبُ یَھْوٰی وَیَتَمَنّٰی وَیُصَدِّقُ ذٰلِکَ الْفَرْجُ اَوْ یُکَذِّبُہٗ'' دل زنا کی خواہش و تمنا کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔

1۔ ''تم دو قرنوں والے ہو'' اس جملہ کے مختلف مطالب بیان فرمائے گئے ہیں نمبر1 تمہیں جنت میں اتنا بڑا محل دیا جائے گا جو جنت کے دونوں کناروں کو گھیر لے گا، نمبر2 تم امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں دو زخموں والے ہو یعنی تمہارے سر پر دو زخم لگیں گے۔ سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے سر مبارک پر دو زخم لگے تھے ایک تو جنگ خندق میں عمرو ابن عبدود کے ہاتھ سے اور دوسرا شہادت کے وقت ابن ملجم ملعون کے ہاتھ سے، نمبر3 بعض علماء کے نزدیک دو قرن سے مراد دو صاحبزادے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما ہیں۔

یاد رہے اس حدیث پاک میں حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ پوری امت کو پیغام حیاء دیا جا رہا ہے۔ (مترجم)

اسے امام مسلم و بخاری نے مختصراً اور ابوداؤد و نسائی نے روایت کیا۔ مسلم و ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے: ''دونوں ہاتھ بھی زنا کرتے ہیں۔ ان کا زنا پکڑنا ہے۔ پاؤں بھی زنا کرتے ہیں۔ ان کا زنا چل کر جانا ہے۔ اور منہ بھی زنا کرتا ہے، اس کا زنا بوسہ بازی کرنا ہے''۔

(ایسا ہی مضمون حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی امام احمد، بزار اور ابویعلیٰ کی حدیث کا ہے)

حدیث: حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک پڑ جانے والی نظر کے بارے میں مسئلہ پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی نظر کو دوسری طرف پھیرلو۔ (اور دوبارہ مت دیکھو) مسلم، ابوداؤد، ترمذی۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَلاِثْمُ حَوَّازُ الْقَلْبِ وَمَا مِنْ نَّظْرَةٍ اِلاَّ وَلِلشَّيْطَانِ فِيهَا مَطْمَعٌ'' گناہ دلوں کو گھیر لیتا ہے (توبہ نہ کی جائے تو سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے) اور (غیر محرم کی طرف اٹھنے والی) ہر نظر میں شیطان کا مقصد ہوتا ہے۔ بیہقی وغیرہ۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی رحمت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لَتَغُضُّنَّ اَبْصَارَكُمْ وَلَتَحْفَظُنَّ فُرُوْجَكُمْ اَوْ لَيَكْسِفَنَّ اللّٰهُ وُجُوْهَكُمْ'' اپنی نظریں نیچی رکھو اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کو بگاڑ دے گا۔ طبرانی۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ہر صبح دو فرشتے پکارتے ہیں: وَیل (1) ہے مردوں کے لئے عورتوں کی طرف سے اور وَیل ہے عورتوں کو مردوں کی طرف سے۔

اسے ابن ماجہ نے اور حاکم نے روایت کیا۔ اور حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ مسجد پاک میں تشریف رکھتے تھے کہ بنی مزینہ کی ایک عورت اندر داخل ہوئی جو اپنے کپڑوں کے خوبصورت پلو ہلا ہلا کے اترا کر مسجد میں چل رہی تھی۔ یہ دیکھ کر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اپنی خواتین کو لباس زینت پہننے اور مسجد میں اترا اترا کر چلنے سے روکو۔ کیونکہ بنی اسرائیل اس وقت تک ملعون نہیں ہوئے تھے جب تک ان کی عورتوں نے زینت کے لباس پہننا اور مسجدوں میں اترا کر چلنا شروع نہیں کیا تھا۔

یہ ابن ماجہ کی روایت ہے۔

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کے پاس آنے جانے سے بچو۔ ایک انصاری شخص نے عرض کیا: دیور کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ (بھابی کے سامنے آ جا سکتا ہے؟) ارشاد

1۔ وَیل کا معنی خرابی، تباہی و بربادی بھی ہے اور جہنم کے ایک طبقہ کا نام بھی۔ جس سے جہنم خود پناہ مانگتی ہے۔ مطلب حدیث یہ ہوگا کہ بے حجابانہ مردوں اور عورتوں کا ایک دوسرے کے پاس آنا جانا انہیں تباہ و برباد کر دے گا اور وَیل میں پہنچا دے گا۔ لہٰذا اس سے بچو۔ (مترجم)

فرمایا: "اَلْحَمُ الْمَوْتُ" دیور تو موت ہے(1)۔

اسے امام بخاری، مسلم اور ترمذی نے روایت کیا۔ پھر ترمذی نے فرمایا: عورتوں کے سامنے آنے جانے کا مطلب وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مروی ہے کہ فرمایا: "لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَۃٍ اِلَّا کَانَ ثَالِثُھَا الشَّیْطَانُ" "مرد کسی عورت کے پاس تنہائی میں ہرگز نہ جائے ورنہ ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوگا (جو شرم وحیا کی چادر تار تار کردے گا)"۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَا یَخْلُوَنَّ اَحَدُکُمْ بِامْرَأَۃٍ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ" تم میں سے کوئی بھی کسی (غیر محرم) عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ ہو جب تک کہ ساتھ کوئی ذی رحم محرم نہ ہو۔ (ذی رحم محرم وہ ہے جس کے ساتھ کبھی نکاح حلال نہیں ہوتا جیسے باپ، دادا، بیٹا، پوتا، بھائی وغیرہ)۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا۔ (ایسی ہی حدیث طبرانی میں بھی ہے)۔

حدیث: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کی کیل ٹھونک دیا جانا اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی ایسی عورت کو ہاتھ لگائے جو اس کے لئے حلال نہیں (بلکہ اجنبیہ ہے)۔

اسے طبرانی و بیہقی نے روایت کیا۔ طبرانی کے راوی ثقہ اور صحیح ہیں۔

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: عورتوں کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنے سے بچ۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، جب بھی کوئی مرد کسی (اجنبی) عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو ان کے درمیان شیطان داخل ہو جاتا ہے (جو بدکاری پر اکساتا ہے) اور کسی آدمی کا مٹی یا گارے سے لتھڑے ہوئے خنزیر کو چھو لینا اس کے لئے اس سے کہیں اچھا ہے کہ اس کا کندھا کسی عورت کے کندھے سے چھو جائے جو اس کے لئے حلال(2) نہیں ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ طبرانی۔

1۔ دیور کا لفظ حدیث میں مذکور لفظ "حَمْ" کا ترجمہ ہے۔ دراصل یہ لفظ عورت کے سسرالی مرد رشتے داروں جیسے سُسر، دیور، جیٹھ، شوہر کے چچا تایا کے لڑکے وغیرہم کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ دیگر اقوال بھی ہیں مگر لیث بن سعد کی تفسیر کے مطابق حدیث میں یہی رشتے دار مراد ہیں۔ ان کے موت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی کسی ایسی عورت کے پاس آنے جانے سے ان کے لئے بہتر یہ ہے کہ مر جائیں تا کہ فتنہ کا احتمال نہ رہے۔ (واللہ اعلم) (مترجم)

2۔ باب مذکور کی احادیث اور حاشیہ میں مندرجہ آیات قرآنی پر غور فرمائیں کہ غیر محرم اجنبیہ عورت کی طرف نظر کرنے اور ہاتھ لگانے کے بارے میں کس قدر شدید احکام وارد ہوئے ہیں۔ دوسری طرف مسلم معاشرہ پر بھی نگاہ دوڑائیں کہ کتنے فیصد ہم اور ہماری مائیں بہنیں، بیٹیاں قرآن وحدیث پر عمل پیرا ہیں؟ ہر طرف بے حیائی، بے شرمی اور بے غیرتی کا دور دورہ ہے۔ اللہ ورسول جل وعلاو ﷺ کے فرامین کس بے دردی کے ساتھ پامال کئے جا رہے ہیں اور کن کے ہاتھوں؟ انہیں کے ہاتھوں جو خود کو مسلمان کہتے سمجھتے ہیں۔ اور یہاں یورپ میں تو انتہاء ہو چکی ہے۔ الا ماشاء اللہ ہر فیملی اپنے آپ کو ایڈوانس اور ماڈرن ثابت کرنے کے لئے ایک دوسرے سے سبقت لے جانا چاہتی ہے۔ حیرانگی کی حد ہو جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ حاجی نمازی، سفید ریش ماتھے پر محراب عبادت سجانے والوں کی نوجوان صاحبزادیاں ٹاپ کلاس میک اپ کر کے ننگے منہ، ننگے سر سینہ نکالے غیر محرم گورے کافروں کے سامنے ہنستی کھلکھلاتی اٹھکیلیاں کرتی پھرتی ہیں۔ العیاذ باللہ۔ مساجد میں ائمہ وخطباء کو ان مسائل کے بیان کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر کوئی ہمت کر کے توجہ دلانے کی کوشش کرلے تو مساجد کمیٹیاں خلاف اور مقتدی برگشتہ ہو جاتے ہیں وجہ یہی ہے کہ سب کے گھر کا حال یکساں ہے۔ اور جس صاحب نے ذرا (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ترغیب

نکاح کرنا، خصوصاً ایسی عورت سے جو دین دار اور بچے پیدا کرنے والی ہو

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جسے نکاح کرنے کی استطاعت ہو اسے نکاح کرنا چاہیے۔ اس لئے کہ نکاح نظر کو جھکانے والا اور شرم گاہ کی بہت حفاظت کرنے والا ہے۔ اور جو اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو، اسے روزے رکھنے چاہئیں کیونکہ روزہ خواہش نفسانی توڑنے والا ہے۔

بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی۔ لفظ مسلم و بخاری کے ہیں۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص چاہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ سے صاف پاک (گناہوں سے) ہو کر ملاقات کرے، اسے چاہیے کہ آزاد عورتوں سے نکاح کرے۔ ابن ماجہ۔

حدیث: حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مرسلین (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی چار سنتیں ہیں، حنا (مہندی لگانا)، خوشبو، مسواک اور نکاح۔ دیگر راویوں نے حنا کی بجائے حیاء روایت کیا ہے۔ (یعنی شرم وحیاء بھی انبیاء و مرسلین کی سنن میں سے ہے)۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اَلدُّنْیَا مَتَاعٌ وَّ خَیْرُ مَتَاعِهَا الْمَرْاَۃُ الصَّالِحَۃُ'' دنیا استعمال کی چیز ہے اور دنیا کی بہترین متاع نیک بیوی ہے۔

اسے مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ ابن ماجہ کے الفاظ اس طرح ہیں: '' دنیا تو ایک سامان استعمال ہے اور اس دنیا کے سامان میں نیک بیوی سے بڑھ کر کوئی چیز افضل نہیں ہے''۔

حدیث: انہیں سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا استعمال کا سامان ہے اور اس کی بہترین متاع وہ بیوی ہے جو آخرت کے کاموں میں اپنے شوہر کی مددگار ہو۔ مسکین ہے، مسکین ہے وہ آدمی جس کی بیوی نہ ہو اور مسکین ہے مسکین ہے (بے یار و مددگار ہے) وہ عورت جس کا شوہر نہ ہو۔ (بے نکاح ہونا بھی بڑی مصیبت ہے)۔

اسے رزین نے ذکر کیا اور میں (مصنف) نے کتب اصول میں اسے نہیں دیکھا۔ اس کا آخری حصہ منکر ہے۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) نرمی کے ساتھ امام کو تنبیہ کی وہ فرمائے گا: مولوی صاحب! کیا کریں یہاں کا ماحول ہی ایسا ہے۔ ماحول کے ساتھ چلنا پڑتا ہے۔ وائے ناکامی کہ مسلمان ماحول کے سانچے میں ڈھل گیا۔ ماحول کو اپنے سانچے میں نہ ڈھال سکا۔ یہ سب کیوں ہوا؟ کیوں ہو رہا ہے؟ فقط دنیوی مال و دولت اور معاشرتی سٹیٹس (Status) کے حصول کی خاطر۔ آخرت بالکل فراموش کر دی گئی۔

خدایا! اپنے محبوب ﷺ کی امت کے شرم وحیا کی حفاظت فرما۔ آمین۔ (مترجم)

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی محترم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ ارشاد فرمایا کرتے تھے: بندہ مومن اللہ عزوجل کے تقویٰ کے بعد اپنے لئے نیک بیوی سے بہتر کوئی چیز نہیں حاصل کرسکتا۔ ایسی نیک بیوی کہ اگر اسے کوئی حکم کرے تو وہ اس کی اطاعت کرے، اگر اسے دیکھے تو وہ خوش کردے، اگر یہ اس کے متعلق کوئی قسم کھالے تو بیوی اس کی قسم کو پورا کردے "وَاِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِيْ نَفْسِهَا وَمَالِهٖ" اور اگر خاوند کہیں چلا جائے تو اپنی عفت کی اور خاوند کے مال کی حفاظت کرے۔

اسے ابن ماجہ نے علی بن یزید عن القاسم عنہ سے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی العالمین ﷺ نے فرمایا: جسے چار چیزیں دی گئیں، اسے دنیا و آخرت کی بھلائی عطا فرمادی گئی۔ نمبر 1 شکر کرنے والا دل، نمبر 2 ذکر الٰہی کرنے والی زبان، نمبر 3 مصائب پر صبر کرنے والا بدن اور نمبر 4 ایسی بیوی جو اپنی عفت و عصمت اور شوہر کے مال میں ارتکاب گناہ نہ کرے۔

اسے طبرانی نے کبیر و اوسط میں روایت کیا۔ ایک کی اسناد جید ہے۔

حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی: وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ (توبہ) "یعنی جو لوگ سونا چاندی جوڑ جوڑ کر رکھتے ہیں اور راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو"۔ ہم اس وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھے۔ تو آپ ﷺ کے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: کاش ہمیں معلوم ہوجاتا کہ بہتر مال کیا ہے تو ہم وہی اختیار کرتے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بہتر مال ہے ذکر کرنے والی زبان، شکر گذار دل اور ایمان والی بیوی جو اپنے شوہر کے ایمان پر اس کی مددگار ہو۔

اسے ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: جناب اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم اپنے والد سے، وہ ان کے دادا سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: تین چیزوں کا حاصل ہونا ابن آدم کی سعادت مندی کی دلیل ہے۔ اسی طرح تین چیزیں ابن آدم کی بدبختی کی علامت ہیں۔ سعادت مندی کی دلیل یہ ہیں نمبر 1 نیک پاک بیوی، نمبر 2 اچھا گھر (جو وسیع خوبصورت اور صاف ستھرا ہو) اور نمبر 3 اچھی سواری۔ اور بدبختی کی علامت یہ تین چیزیں ہیں، نمبر 1 بری (بے ادب و نافرمان) بیوی، نمبر 2 بری رہائش گاہ اور نمبر 3 بری سواری۔

اسے امام احمد نے صحیح اسناد کے ساتھ، طبرانی، بزار اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے اسے صحیح بھی قرار دیا مگر ان کی روایت میں "بری رہائش گاہ" کی بجائے "تنگ رہائش گاہ" کے الفاظ ہیں۔ نیز ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں اسے روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ یوں ہیں کہ فرمایا: "چار چیزیں خوش بختی کی دلیل ہیں، نمبر 1 نیک بیوی، نمبر 2 وسیع اور کھلا گھر، نمبر 3 اچھا ہمسایہ اور نمبر 4 خوش رفتار سواری۔ اور چار چیزیں بدبختی سے ہیں نمبر 1 برا پڑوسی، نمبر 2 بری عورت، نمبر 3 بری سواری اور

نمبر4 تنگ و تاریک رہائش گاہ"۔(محمد بن سعید سے حاکم نے بھی اسی معنی کی روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے اللہ تعالیٰ نے نیک بیوی عطا فرمائی، گویا اس کے نصف دین پر اس کی مدد فرمادی۔ اب اسے دین کے باقی آدھے حصے میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا چاہیے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں، حاکم نے اور حاکم کے طریق پر بیہقی نے روایت کیا۔ حاکم نے صحیح الاسناد بھی کہا۔ بیہقی کی ایک اور روایت میں ہے کہ:"جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: جب بندہ شادی کر لیتا ہے تو اس کا آدھا دین مکمل ہو جاتا ہے، اب اسے باقی آدھے میں اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیے"۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: تین آدمیوں کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر واجب ہے نمبر1 اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا، نمبر2 مکاتب جو اپنا طے شدہ مال کتابت ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اور نمبر3 پاک دامنی کے ارادہ سے نکاح کرنے والا۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ الفاظ بھی انہیں کے ہیں۔ نیز ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے بھی روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابو نجیح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اتنا صاحب حیثیت ہو کہ نکاح کر سکتا ہو پھر وہ نکاح نہ کرے تو وہ میری امت سے نہیں۔ (میرے اور میری امت کے طریقہ پر نہیں)۔

اسے طبرانی نے اسناد حسن کے ساتھ اور بیہقی نے روایت کیا۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے، فرماتے ہیں: کچھ حضرات (سیدنا علی، عبد اللہ بن عمرو اور عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم) نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات کے گھروں کی طرف نبی اکرم ﷺ کی عبادت کے بارے میں معلوم کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ جب انہیں آپ ﷺ کی عبادت کے متعلق بتایا گیا تو انہیں گویا (اپنا عبادت کرنا) کچھ کم محسوس ہوا تو کہنے لگے: بھلا ہم کہاں اور نبی کریم ﷺ کی ذات پاک کہاں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام الزامات سے بری فرما دیا ہے (یا آپ کے طفیل امت کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرمائے گا) ایک صاحب کہنے لگے: میں ساری رات ہمیشہ نماز پڑھا کروں گا (رات کو سوؤں گا نہیں) دوسرے بولے: میں ہمیشہ روزہ رکھا کروں گا اور کبھی ناغہ نہیں ہونے دوں گا۔ اور تیسرے صاحب نے کہا: میں عورتوں سے الگ رہوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تم ہی وہ لوگ ہو جنہوں نے ایسی ایسی باتیں کی ہیں؟ سن لو! اللہ کی قسم، میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور تم سے زیادہ پرہیزگار ہوں لیکن میں تو روزہ بھی رکھتا ہوں اور ناغہ بھی کرتا ہوں۔ (رات کو) نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔"فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ" جس نے میری سنت سے منہ پھیرا، وہ میری امت سے نہیں۔

اسے بخاری و مسلم وغیرہما نے روایت فرمایا۔ الفاظ بخاری کے ہیں۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورت سے نکاح مندرجہ ذیل وجوہات میں سے کسی وجہ سے کیا جاتا ہے۔ اس کی خوبصورتی کی وجہ سے، اس کی دولت کی وجہ سے، اس کے حسن اخلاق کی وجہ سے یا اس کی دین داری کی وجہ سے۔ تمہارے لئے ضروری ہے کہ دین دار اور با اخلاق عورت سے نکاح کرو۔ تمہارا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو۔ امام احمد باسناد صحیح، بزار، ابویعلیٰ، ابن حبان فی صحیحہ۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت کے ساتھ چار چیزوں کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے، اس کی دولت، اس کے حسب و نسب، اس کے حسن اور اس کی دین داری کی وجہ سے۔ "فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ" تم پر لازم ہے کہ تم دین دار عورت کو تلاش کرو تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں۔ (اللہ تمہیں مال دار کرے)۔

اسے بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

حدیث: سیدنا انس رضی اللہ عنہ نبی سرور ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی عورت سے اس کی عزت کی وجہ سے نکاح کیا، اللہ اس کی ذلت میں اضافہ کرے گا۔ جس نے کسی عورت سے اس کے مال و دولت کے لالچ میں نکاح کیا، اللہ اس کی غربت ہی زیادہ فرمائے گا، جس کسی نے عورت سے اس کے حسب و نسب (خاندانی بڑائی) کی بناء پر نکاح کیا، اللہ تعالیٰ اس کی کمینگی بڑھائے گا۔ اور جس نے عورت کے ساتھ نکاح کیا اور ان میں سے کسی چیز کا ارادہ نہیں رکھتا مگر یہ کہ اس کی نگاہ جھکی رہے اور اس کی شرم گاہ محفوظ ہو جائے یا وہ اس نکاح سے صلہ رحمی چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس عورت میں اس کے لئے برکت فرمائے گا اور عورت کے لئے اس مرد میں برکت کر دے گا۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورتوں سے ان کے حسن کی وجہ سے نکاح نہ کرو، ہوسکتا ہے ان کا حسن تمہیں تباہی میں ڈال دے۔ اور نہ ان کے مال دولت کی وجہ سے شادی کرو، کہ ہوسکتا ہے ان کا مال تمہیں گناہوں میں مبتلا کر دے۔ بلکہ ان کی دین داری کی وجہ سے ان کے ساتھ نکاح کرو۔ "وَلَاَمَةٌ خَرْمَاءُ سَوْدَاءُ ذَاتُ دِيْنٍ اَفْضَلُ" اور چپٹی ناک، سیاہ رنگ والی دین دار کنیز (بدکار خوبصورت آزاد عورت سے) افضل ہے۔

اسے ابن ماجہ نے عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم کے طریق سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت پاک میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: یارسول اللہ ﷺ مجھے ایک عورت ملی ہے جو حسب و نسب کی اونچی اور مالدار ہے مگر اولاد پیدا نہیں کر سکتی۔ کیا میں اس سے شادی کرلوں؟ آپ ﷺ نے اسے منع فرما دیا۔ پھر وہ دوسری مرتبہ آیا اور وہی بات عرض کی: (آپ نے منع کیا) پھر تیسری دفعہ حاضر ہوا تو سرور عالم ﷺ نے اسے ارشاد فرمایا: "تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ" محبت کرنے والی بچے جننے والی عورت سے نکاح کرو کیونکہ میں دوسری امتوں کے سامنے تمہاری کثرت پر فخر کروں گا۔

اسے ابوداؤد، نسائی اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ حاکم کے ہیں۔ انہوں نے اسے صحیح الاسناد کہا۔

ترغیب

شوہر(1) پر بیوی کے حقوق کی ادائیگی اور حسن معاشرت،

بیوی پر شوہر کے حقوق اور اس کی اطاعت وفرماں برداری

ترہیب

عورت کا اپنے شوہر کی نافرمانی اور مخالفت کرنا

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت (جو کچھ مال یا افراد اس کی نگرانی میں ہیں) کے بارے میں سوال

1۔قرآن پاک نے بہت سے مقامات پر میاں بیوی کے ایک دوسرے پر حقوق، آپس میں تعلقات اور حسن سلوک وآداب معاشرت اور گھریلو زندگی باحسن طریق سے گذارنے کا بیان فرمایا ہے۔ارشاد ہے:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَ الّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَ اضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا۝ وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ یُّرِیْدَاۤ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا۝ (نساء)

ترجمہ: ''مرد حاکم ہیں عورتوں پر (لہٰذا عورتوں کو ان کی اطاعت کرنی چاہیے) اس لئے کہ اللہ نے ان میں ایک (مرد) کو دوسرے (عورت) پر فضیلت دی اور اس لئے کہ مردوں نے ان (عورتوں) پر اپنے مال خرچ کئے۔تو نیک بخت عورتیں (اپنے شوہروں کا) ادب کرنے والیاں ہیں، خاوند کے پیچھے (اپنی عفت اور خاوند کے مال کی) حفاظت رکھتی ہیں جس طرح اللہ نے حفاظت کرنے کا حکم دیا۔اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور ان سے الگ سوؤ اور انہیں (ہلکی مار) مارو۔پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو ان پر زیادتی کی کوئی راہ نہ ڈھونڈو بے شک اللہ بہت بلند بہت بڑا ہے۔اور اگر تمہیں میاں بیوی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک ذمہ دار پنچ مرد والوں کی طرف سے اور ایک عورت والوں کی طرف بھیجو (تاکہ ان میں صلح کرادیں) اگر یہ دونوں صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان کے درمیان موافقت پیدا فرمادے گا۔بے شک اللہ علم والا خبر والا ہے''۔

مردوں کو عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ان الفاظ میں دیا گیا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَ لَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ ۚ وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ یَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا۝ (النساء)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تمہیں حلال نہیں کہ (زمانہ جاہلیت کی طرح) زبردستی عورتوں کے وارث بن بیٹھو۔اور عورتوں کو اس لئے نہ روک رکھو کہ جو مہر تم نے انہیں دیا تھا اس میں سے کچھ واپس لے لو۔مگر اس صورت میں کہ کھلی بے حیائی کا کام کریں۔(ایسی حالت میں خلع کرنے میں حرج نہیں) اور ان عورتوں سے اچھا سلوک کرو۔پھر اگر وہ تمہیں پسند نہ آئیں تو ہوسکتا ہے کہ کوئی چیز تمہیں پسند نہ ہو اور اللہ اسی میں کوئی بھلائی رکھ دے''۔

سورۂ بقرہ میں احکام طلاق وعدت وغیرہ کا بیان فرماتے ہوئے مرد وعورت کے حقوق بھی ارشاد فرمادیئے۔

وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَ لِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ (البقرۃ:228)

ترجمہ: اور'' (مردوں پر) عورتوں کے حقوق بھی ایسے ہی ہیں جیسے عورتوں پر (مردوں کے) ہیں اور مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے''۔

جو لوگ یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ اسلام عورت کو حقوق نہیں دیتا، وہ اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتے پھرتے ہیں، انہیں قرآن حکیم کے مطالعہ کی اشد ضرورت ہے۔(مترجم)

ہوگا۔ امام (حکمران) نگران ہے، اس سے اس کی رعیت (محکوم عوام) کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ مرد اپنے بیوی بچوں کا نگران ہے، اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر میں نگران ہے، اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ خادم اپنے آقا کے مال پر نگران ہے۔ اس سے اس کی رعیت کے متعلق سوال ہوگا اور (الغرض) تم میں سے ہر کوئی نگران ہے چنانچہ اس سے اس کی رعیت کے بارے میں (بروز قیامت) سوال کیا جائے گا۔

اسے بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل ایمان میں ایمان کے لحاظ سے کامل وہ شخص ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہو۔ ''وَخِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ'' اور تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جو تم میں اپنی عورتوں کے حق میں بہتر ہیں۔

اسے امام ترمذی نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (نیز ترمذی اور حاکم نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہ مضمون روایت کیا)۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی مکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں بہتر وہ شخص ہے جو اپنے اہل وعیال کے لئے بہتر ہو ''وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِيْ'' اور میں تم سے اپنے اہل وعیال کے لئے زیادہ بہتر ہوں۔

اسے ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کیا۔ مگر حاکم کے الفاظ ہیں کہ: ''تم میں سے زیادہ بہتر وہ ہے جو عورتوں کے حق میں زیادہ بہتر ہو''۔ حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا ہے۔ (ابن حبان نے بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہی حدیث روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک عورت کو (آدم علیہ السلام کی) پسلی سے پیدا کیا گیا ہے (پسلی کی طرح ٹیڑھی رہتی ہے) اب اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو اسے توڑ دو گے (مگر سیدھی نہ کر سکو گے) ''فَدَارِهَا تَعِشْ بِهَا'' اس لئے اس کے ساتھ نرم برتاؤ کر و اس سے نبھا کرو۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں عورتوں کے متعلق اچھائی کی وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ عورت پسلی سے پیدا فرمائی گئی ہے اور پسلی میں زیادہ ٹیڑھا اس کا اوپر والا حصہ ہوتا ہے (اشارہ عورت کے سر کی طرف ہے جس میں منہ، زبان، آنکھیں، کان وغیرہ ہیں اور یہی اعضاء مرد کی اذیت کا باعث بنتے ہیں)۔ اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو توڑ ڈالو گے اور اگر چھوڑ دو گے تو ٹیڑھی ہی رہے گی۔ ''فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ'' اس لئے میں تمہیں عورتوں کے بارے میں خیر کی وصیت کرتا ہوں۔ بخاری و مسلم وغیرہما۔

اور مسلم کی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے وہ تمہارے لئے سیدھے راستہ پر کبھی نہیں چلے گی۔ اگر تم اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو اٹھا لو جبکہ اس میں ٹیڑھا پن تو موجود ہی رہے گا۔ اور اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو

گے تو اسے توڑ دو گے "وَ کَسْرُھَا طَلَاقُھَا" اور اس کا توڑنا اس کو طلاق دینا ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی مومن مرد (خاوند) ایمان والی عورت (بیوی) سے دشمنی نہیں رکھتا۔ اگر کوئی ایک عادت اس کی بری لگے گی تو عورت کی کسی دوسری عادت سے خوش بھی ہو جائے گا۔ یا اس کے علاوہ کچھ اور فرمایا۔ مسلم۔

حدیث: حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) ہم میں سے کسی کی بیوی کا اس پر کیا حق ہے؟ ارشاد فرمایا: یہ کہ جب تو خود کھانا کھائے تو اس کو بھی کھلائے، جب تو کپڑا پہنے تو اس کو بھی پہنائے۔ (مارنے کی ضرورت پڑے تو) اس کے منہ پر نہ مارے، اور گھر کے علاوہ کہیں اور (اور کسی کے سامنے) اس کو برا بھلا نہ کہے، نہ اسے تنہا چھوڑے۔ (کہ بگاڑ بڑھ جائے گا)۔

اسے ابوداؤد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عمرو بن الاحوص جشمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ پہلے آپ ﷺ نے اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور وعظ ونصیحت فرمائی پھر ارشاد فرمایا: سن لو! میں تمہیں عورتوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ وہ تمہارے پاس قیدیوں کی طرح ہیں۔ صحبت کے علاوہ تم ان کی کسی چیز کے مالک نہیں ہو سوائے اس کے کہ وہ کوئی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں۔ سو اگر ایسا کریں تو انہیں ان کے بستروں میں چھوڑ دو (اپنا سونا الگ کرلو اور اب بھی باز نہ آئیں تو) انہیں ایسی مار مارو جو اذیت ناک نہ ہو۔ اب اگر وہ تمہارا حکم ماننے لگیں تو ان پر زیادتی کی کوئی راہ نہ تلاش کرتے پھرو۔ خوب یاد رکھ لو کہ تمہارے عورتوں پر حقوق ہیں اور عورتوں کے بھی تمہارے اوپر حقوق ہیں۔ عورتوں پر تمہارے حقوق یہ ہیں کہ جن لوگوں کو تم برا جانتے ہو انہیں تمہارے بستروں پر بیٹھنے کی اجازت نہ دیں۔ اور تمہارے گھروں میں ایسے افراد کو نہ آنے دیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو۔ خبردار ہو جاؤ کہ عورتوں کے تم پر یہ حقوق ہیں کہ تم ان کے کپڑے لتے اور کھانے پینے میں ان کے ساتھ حسن سلوک کرو۔

اسے ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت فرمایا۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَیُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُھَا عَنْھَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ" جو عورت اس حالت میں فوت ہوئی کہ اس کا شوہر اس پر خوش تھا، وہ جنت میں داخل ہوگی۔

اسے امام ابن ماجہ اور ترمذی اور حاکم نے روایت کیا۔ ترمذی نے اسے حسن کہا اور حاکم نے صحیح الاسناد۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب عورت پانچوں فرض نمازیں ادا کرتی ہو، اپنی پارسائی کی حفاظت کرتی ہو اور اپنے شوہر کی اطاعت گذار ہو، "دَخَلَتْ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ" جنت کے دروازوں میں سے جس سے چاہے گی داخل ہو جائے گی۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب عورت پانچ نمازیں ادا کرے، ماہ رمضان کے روزے رکھے، اپنی پارسائی کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت و فرماں برداری کرتی رہے تو (قیامت کے دن) اسے فرمایا جائے گا: جنت کے جس دروازے سے تو چاہتی ہے، داخل ہو جا۔

اسے امام احمد و طبرانی نے روایت کیا۔ امام صاحب کے راوی ابن لہیعہ کے سوا صحیح ہیں۔ ابن لہیعہ کی حدیث متابعات میں حسن ہوتی ہے۔

حدیث: حضرت حصین بن محصن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی پھوپھی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: کیا تم شادی شدہ ہو؟ وہ بولیں: جی ہاں۔ فرمایا: تم اپنے شوہر کے ساتھ کیا سلوک کرتی ہو؟ عرض کی: جہاں تک میرے بس میں ہو میں اس کی نافرمانی نہیں کرتی۔ ارشاد فرمایا: تم شوہر کے نزدیک کیسی ہو؟ (وہ تم سے خوش ہے یا ناراض؟) کیونکہ وہ تمہاری جنت بھی ہے اور دوزخ بھی۔

اسے امام احمد و نسائی نے دو جید سندوں کے ساتھ اور حاکم نے روایت کیا۔ حاکم نے صحیح الاسناد بھی کہا۔

حدیث: ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: لوگوں میں سے عورت پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ ارشاد فرمایا: اس کے شوہر کا۔ میں نے عرض کیا: پھر لوگوں میں سے مرد پر سب سے زیادہ کس کا حق ہے؟ تو رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: اس کی والدہ کا۔

اسے بزار اور حاکم نے روایت کیا۔ بزار کی اسناد حسن ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ عالی میں حاضر ہوئیں اور بولیں: یا رسول اللہ! (ﷺ) میں عورتوں کی طرف سے نمائندہ بن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں (عورتوں نے مجھے یہ مسئلہ پوچھنے کے لئے بھیجا ہے کہ) یہ جہاد اللہ تعالیٰ نے مردوں پر فرض فرمایا ہے، اگر وہ ٹھیک ٹھیک جہاد کریں تو انہیں اجر و ثواب دیا جاتا ہے اور اگر جہاد میں قتل ہو جائیں تو زندہ ہوتے ہیں اپنے اللہ کے ہاں روزی پاتے ہیں۔ جبکہ ہم عورتوں کی جماعت ان کے بعد ان کے گھر بار کی حفاظت کرتی رہتی ہے۔ تو ہمیں اس سے کیا ثواب حاصل ہوتا ہے؟ (مرد تو ثواب میں بڑھ گئے اور ہم عورتیں؟) فرماتے ہیں کہ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں میں جس سے بھی تمہاری ملاقات ہو، اسے میرا یہ فرمان پہنچا دو کہ شوہر کی فرماں برداری کرنا اور اس کے حقوق کا اعتراف کر کے انہیں پورا کرتے رہنا، اس (جہاد) کے برابر ہے۔ اور تم میں بہت کم عورتیں ہیں جو ایسا کرتی ہیں۔

اسے بزار نے اسی طرح مختصراً روایت کیا اور طبرانی نے ایک حدیث کے آخر میں روایت کیا کہ: "پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک خاتون حاضر ہو کر عرض گذار ہوئیں: میں آپ کی خدمت میں عورتوں کا پیغام لے حاضر ہوئی ہوں۔ عورتوں کو میرا آپ کی خدمت میں مسئلہ دریافت کرنے آنا معلوم ہو یا نہ لیکن اسے ہر عورت پسند کرے گی (کیونکہ میں

سب کی طرف سے پوچھ رہی ہوں ۔عرض یہ کرنا ہے کہ) اللہ ہی مردوں اور عورتوں کا پروردگار اور معبود ہے اور آپ مردوں عورتوں سب کے لئے اللہ کے رسول ہیں، اللہ نے مردوں پر جہاد فرض کیا۔ اب اگر وہ جہاد کرتے ہیں (اور زندہ واپس آتے ہیں) تو انہیں اجر ملتا ہے اور اگر شہید ہو جاتے ہیں تو اللہ کے ہاں زندہ ہوتے ہیں رزق پاتے ہیں۔ ہمارے کون سے نیک اعمال ان کے ان عملوں کے برابر ہو سکتے ہیں؟ سید عالم ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا: اپنے شوہروں کی اطاعت کرنا اور اپنے اوپر ان کے حقوق پہچاننا۔ (جہاد و شہادت کے برابر ہے) لیکن تم میں بہت کم ہیں جو ایسا کرتی ہیں''۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک شخص اپنی بیٹی کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: یہ میری بیٹی شادی سے انکار کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس لڑکی سے فرمایا: اپنے باپ کی بات مان لے۔ تو وہ عرض کرنے لگی: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا، میں اس وقت تک شادی نہ کروں گی جب تک آپ مجھے یہ نہ بتا دیں کہ شوہر کا بیوی پر حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: شوہر کا بیوی پر حق یہ ہے کہ اگر شوہر کے بدن پر رسنے والے زخم ہوں تو بیوی انہیں چاٹے یا اس کے ناک سے پیپ یا خون نکلے پھر عورت اسے نگل لے تو بھی شوہر کا حق ادا نہیں کر سکتی۔ لڑکی نے کہا: اس ذات کی قسم، جس نے آپ کو پیغمبر حق بنا کر بھیجا، میں کبھی شادی نہیں کروں گی (1)۔ تو نبی دو جہاں ﷺ نے فرمایا: ''لَا تَنْكِحُوْهُنَّ اِلَّا بِاِذْنِهِنَّ'' عورتوں کا نکاح ان کی اجازت کے بغیر نہ کرو۔

اسے بزار نے جید اسناد کے ساتھ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ بزار کے راوی ثقہ مشہور ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی: میں فلاں کی بیٹی فلانہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہیں پہچان لیا ہے، بتاؤ کیا حاجت ہے؟ بولی: میرا مسئلہ میرے چچا کے بیٹے کے بارے میں ہے جس کا نام فلاں ہے جو عبادت گزار آدمی ہے۔ فرمایا: میں اسے جانتا ہوں۔ کہنے لگی: اس نے میرے لئے نکاح کا پیغام بھیجا ہے، آپ مجھے شوہر کے بیوی پر حقوق ارشاد فرما دیں تاکہ اگر میں انہیں ادا کر سکتی ہوں تو اس سے شادی کر لوں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: شوہر کے حقوق یہ ہیں کہ اگر اس کے ناک سے خون اور پیپ بہے اور عورت اسے اپنی زبان کے ساتھ چاٹ لے تو بھی کماحقہٗ اس کا حق ادا نہیں کر سکتی۔ اگر کسی انسان کے لئے جائز ہوتا کہ وہ کسی دوسرے انسان کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ جب اس کا شوہر آئے تو یہ اسے سجدہ کرے۔ کیونکہ اللہ نے اسے عورت پر فضیلت بخشی ہے۔ اس عورت نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، میں رہتی دنیا تک کبھی شادی نہیں کروں گی۔

اسے بزار اور حاکم نے سلیمان بن داؤد الیمامی عن القاسم بن الحکم سے روایت کیا اور حاکم نے صحیح الاسناد کہا۔

1۔ حضور انور ﷺ کا اس لڑکی کو فرمانا کہ ''اپنے باپ کی بات مان لے'' مشورۃً ہو گا ورنہ اگر حکماً ہوتا تو اس پر عمل کرنا فرض ہوتا اور لڑکی شادی سے انکار نہ کر سکتی تھی۔ حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ عورت پر مرد کے حقوق کس قدر ہیں۔ نیز یہ بھی پتہ چلا کہ لڑکی کی مرضی پوچھے بغیر اور اس کی اجازت کے بغیر کسی سے اس کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ زبردستی کی شادیاں ناکام ہی ہوتی ہیں۔ (مترجم)

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: انصار میں سے ایک گھر والوں کے پاس ایک اونٹ تھا جس پر وہ پانی بھر کر لایا کرتے تھے۔ وہ اونٹ شریر ہو گیا اور اپنے اوپر انہیں پانی نہ لادنے دیا تو وہ انصار رسول اللہ ﷺ کی خدمت پاک میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کرنے لگے: ہمارے پاس ایک اونٹ ہے ہم اس پر پانی لایا کرتے ہیں۔ اب وہ بگڑ گیا ہے اور اپنے اوپر پانی نہیں لادنے دیتا جبکہ ہماری کھیتی اور کھجور کا باغ سوکھ رہا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا: اٹھو۔ وہ اٹھ کر ساتھ چل پڑے۔ پھر آپ ﷺ ایک باغ میں داخل ہوئے۔ اونٹ اسی باغ کے ایک کونے میں موجود تھا۔ نبی اکرم ﷺ اس کی طرف آگے بڑھے تو انصار نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) یہ اونٹ تو باؤلے کتے کی طرح ہو گیا ہے ہمیں ڈر ہے کہیں آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچائے۔ آپ نے فرمایا: مجھے اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ جب اونٹ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو وہ آپ کی طرف چلنے لگا حتی کہ سامنے آ کر سجدہ ریز ہو گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو پیشانی سے پکڑ لیا۔ وہ اس قدر مطیع ہو گیا کہ پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ پھر آپ نے اسے کام میں لگا دیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) یہ اونٹ بے سمجھ ہو کر آپ کو سجدہ کرتا ہے۔ ہم تو سمجھ بوجھ رکھتے ہیں۔ ہمارا زیادہ حق بنتا ہے کہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کسی بشر کو جائز نہیں کہ کسی دوسرے بشر کو سجدہ کرے۔ اور اگر کسی بشر کو دوسرے کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے کیونکہ اس کا عورت پر عظیم حق ہے۔ اگر مرد کے بدن پر پاؤں سے لے کر سر تک زخم ہوں جن سے پیپ اور کچ لہو رستا ہو۔ پھر عورت آ کر اسے چاٹے تو بھی اس نے شوہر کا حق ادا نہ کیا۔

اسے امام احمد و نسائی نے جید اسناد کے ساتھ اور بزار نے اس طرح بھی اور مختصر بھی روایت کیا۔ نسائی کے راوی ثقہ مشہور ہیں۔ نیز ابن حبان نے بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسے مختصراً روایت کیا۔

حدیث: حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں حیرہ (کوفہ کے نزدیک عراق میں ایک شہر کا نام) گیا۔ وہاں میں نے اہل حیرہ کو دیکھا کہ وہ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ سجدے کا زیادہ حق رکھتے ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کی: میں نے اہل حیرہ کو دیکھا ہے کہ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں، آپ تو زیادہ حق رکھتے ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے۔ تو سید عالم ﷺ نے مجھے فرمایا: اگر (میں فوت ہو گیا اور) تم میری قبر کے پاس سے گذرے تو کیا میری قبر کو سجدہ کرو گے؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ ارشاد فرمایا: "لَا تَفْعَلُوْا لَوْ كُنْتُ اٰمِرُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ النِّسَآءَ اَنْ يَّسْجُدُوْا لِاَزْوَاجِهِنَّ لِمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَهُمْ عَلَيْهِنَّ مِنَ الْحَقِّ" تو مجھے بھی سجدہ (1) نہ کرو۔ اگر میں کسی شخص کو دوسرے شخص کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورتوں کو

1۔ ان احادیث مقدسہ میں جہاں شوہر کے مقام اور عورت کے اطاعت و فرماں برداری کے احکام معلوم ہوئے، ساتھ ہی ساتھ پتہ چلا کہ کسی رسول، نبی، ولی، غوث، قطب، ابدال اور پیر و فقیر صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم کو سجدہ کرنا جائز نہیں، نہ عبادت کا اور نہ تعظیم کا، سجدہ عبادت شرک اکبر اور سجدہ تعظیم حرام حرام حرام۔ جاہل و بے دین پیروں فقیروں کی بات نہ مانی جائے۔ خود کو سجدہ کروانے والے یا مزاروں کو سجدہ کرنے یا کروانے والوں کو سختی کے ساتھ روکا جانا چاہیے۔ (مترجم)

حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں۔اس لئے کہ اللہ نے ان کا حق عورتوں پر قائم فرمایا ہے۔

اسے ابوداؤد نے روایت کیا۔اس کی سند میں شریک ہیں جن سے مسلم نے متابعات میں احادیث لی ہیں اور انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔(اس مرکزی مضمون کو ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے اور امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے)۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ کسی کو سجدہ کرے تو عورت کو ضرور حکم فرماتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔اگر شوہر اپنی عورت کو حکم دے کہ احمر پہاڑ کو اسود کی جگہ یا اسود پہاڑ کو احمر کی جگہ اٹھا کر لے جائے تو عورت کی فرماں برداری یہی ہے کہ ایسا کرنے پر کمر بستہ ہو جائے۔

اسے امام ابن ماجہ نے بروایت علی بن زید بن جدعان روایت کیا۔بقیہ راوی صحیح ہیں۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کائنات ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں جنتی مردوں کے متعلق خبر نہ دوں؟ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) کیوں نہیں، (ضرور ارشاد فرمائیں) فرمایا: نبی جنتی ہیں، صدیق جنتی ہیں اور وہ شخص جو اپنے بھائی کی ملاقات کے لئے کسی دور دراز شہر پہنچے، یہ ملاقات صرف اللہ کی خوشنودی کی خاطر ہو تو ایسا شخص بھی جنتی ہے۔کیا تمہیں میں جنتی عورتوں کے بارے میں نہ بتادوں؟ ہم عرض گذار ہوئے: یارسول اللہ! (ﷺ) ارشاد ہو۔نبی پاک ﷺ نے فرمایا: (خاوند سے) محبت کرنے والی، بچے پیدا کرنے والی عورت (جنتی ہے) کہ جب وہ ناراض ہو یا کسی محرومی کا سامنا کرنا پڑے یا اس کا شوہر غصے ہو جائے تو کہے: یہ میرا ہاتھ تیرے ہاتھ میں ہے۔میں اس وقت تک آنکھ میں سرمہ بھی نہ لگاؤں گی جب تک تو راضی نہ ہو جائے۔(کسی نہ کسی طرح شوہر کو خوش کرے اور راضی کرلے)۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ابراہیم بن زیاد قرشی کے سوا اس کے تمام راوی صحیح ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ اَنْ تَصُوْمَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَلَا تَاْذَنَ فِيْ بَيْتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ" عورت کو (نفلی) روزہ رکھنا جائز نہیں جبکہ اس کا شوہر گھر پر موجود ہو۔ہاں اگر شوہر اجازت دے تو رکھ سکتی ہے۔(کہ شوہر کی خدمت اس کے نفلی روزہ سے زیادہ ثواب رکھتی ہے) اور نہ اس کی اجازت کے بغیر کسی کو شوہر کے گھر آنے دے۔

اسے امام بخاری و مسلم وغیرہما نے روایت کیا۔الفاظ بخاری کے ہیں۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی انور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو عورت اللہ پر ایمان رکھتی ہے، اس کے لئے حلال نہیں کہ کسی ایسے کو اپنے شوہر کے گھر آنے کی اجازت دے جسے شوہر ناپسند کرتا ہو۔نہ اس کے گھر سے باہر جائے جبکہ اس کا باہر جانا شوہر کو برا لگتا ہو۔نہ شوہر کے بارے میں کسی کی بات مانے، نہ اس کے بستر سے الگ ہو اور

نہ اس کی خیانت کرے۔ اگر وہ ظالم ہوتو بھی اس کی اطاعت کرتی رہے حتی کہ اس کو راضی کر لے۔ اب اگر شوہر نے اس کی منت سماجت مان لی تو اچھا ہوا اور یہ عورت کتنی اچھی عورت ہے، اللہ اس کے عذر کو قبول فرمائے گا اور اس کی دلیل کو قوی کرے گا۔ اور یہ بے گناہ ہوگی۔ اور اگر وہ راضی نہیں ہوا تو اللہ کے ہاں اس عورت کا عذر قبول ہے (مرد گناہ گار ہوگا)۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بولی: یارسول اللہ! (ﷺ) مجھے بتائیں کہ شوہر کا اپنی بیوی پر کیا حق ہے؟ کیونکہ میں ایک غیر شادی شدہ عورت ہوں۔ اگر میں اس حق کو ادا کرنے کی قدرت رکھتی ہوں (تو شادی کرلوں) ورنہ بغیر شادی کئے بیٹھی رہوں۔ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: شوہر کا بیوی پر یہ حق ہے کہ اگر اسے بیوی کے جسم کی خواہش ہو اور بیوی اونٹ کی پشت پر سوار ہوتو بھی خود سے اس کو منع نہ کرے (یعنی ہر حال میں اس کی خواہش کی تکمیل کرے) اور بیوی پر شوہر کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو فقط بھوک پیاس ہی اٹھائی۔ اس کا روزہ قبول نہ ہوگا۔ نیز ایک حق یہ بھی ہے کہ شوہر کی اجازت لئے بغیر اس کے گھر سے باہر نہ نکلے۔ اگر بلا اجازت باہر نکلے تو آسمان کے فرشتے اور رحمت و عذاب کے فرشتے اس کے واپس آنے تک اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ اس سائلہ عورت نے عرض کیا: یقیناً آپ سچ فرماتے ہیں۔ اب میں کبھی شادی نہ کروں گی۔ طبرانی۔

حدیث: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت اپنے اوپر اللہ کے حقوق اس وقت تک ادا نہیں کرسکتی جب تک کہ اپنے شوہر کے تمام حقوق ادا نہ کرے۔ اگر شوہر اسے طلب کرے اور وہ سواری کی پشت پر ہوتو بھی اسے اپنے آپ سے نہ روکے۔

اسے طبرانی نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ اس عورت کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا جو اپنے شوہر کی شکر گذار نہیں ہوتی جبکہ یہ اس سے (کسی حال میں) بے نیاز نہیں ہوسکتی۔

اسے نسائی نے اور بزار نے دو اسناد کے ساتھ جن میں ایک صحیح ہے نیز حاکم نے روایت کیا۔ حاکم نے فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی محترم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو عورت دنیا میں اپنے شوہر کو ستاتی ہے تو جنتی حوروں میں سے اس کی زوجہ کہتی ہے: "لَا تُؤْذِيهِ قَاتَلَكِ اللّٰهُ فَإِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِيلٌ يُوْشِكُ اَنْ يفَارِقكِ اِلَيْنَا" اللہ تجھے غارت کرے، اس کو اذیت نہ دے، یہ تو کچھ عرصہ کے لئے تیرے پاس ہے۔ عنقریب تجھے چھوڑ کر

ہمارے پاس آنے والا ہے۔

اسے ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مرد اپنی بیوی کو اپنی ضرورت کے لئے بلائے "فَلْتَأْتِهٖ وَاِنْ كَانَتْ عَلَى التَّنُّوْرِ" تو اسے حاضر ہو جانا چاہیے۔ چاہے تنور پر (روٹی پکا رہی) ہو۔

اسے ترمذی، نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مرد اپنی عورت کو اپنے بستر پر بلائے اور یہ حاضر نہ ہو پھر مرد ناراضگی کی حالت میں رات گذارے "لَعَنَتْهَا الْمَلٰٓئِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ" تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

اسے بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔ بخاری ومسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ: "جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم اس ذات پاک کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، کوئی آدمی اپنی بیوی کو بستر پر بلائے اور بیوی آنے سے انکار کردے تو آسمان والا اس عورت پر اس وقت تک ناراض رہتا ہے جب تک کہ یہ اپنے شوہر کو راضی نہ کرلے"۔

بخاری ومسلم اور نسائی کی روایت میں ہے کہ: "جب عورت اپنے شوہر کے بستر سے الگ ہو کر رات گذارتی ہے (جبکہ شوہر ناراض ہو) تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں"۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی رسول اللہ ﷺ سے مروی حدیث "کتاب الصلوٰۃ" میں گذر چکی ہے کہ: "تین شخصوں کی نماز ان کے سروں سے ایک بالشت بھی بلند نہیں ہوتی۔ نمبر 1 وہ شخص جو کسی قوم کی امامت کرائے اور لوگ اسے (شرعی عیب کی وجہ سے) ناپسند کرتے ہوں۔ نمبر 2 وہ عورت جو اس حال میں رات بسر کرے کہ اس کا شوہر اس پر ناراض ہو، نمبر 3 آپس میں قطع تعلق کرنے والے دو بھائی (ان کی ناراضگی و بے تعلقی دینی نہ ہو بلکہ فقط دنیوی ہو)۔

اسے ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ الفاظ ابن ماجہ کے ہیں۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو افراد کی نماز ان کے سروں سے اوپر نہیں جاتی، نمبر 1 اپنے مولیٰ سے بھاگا ہوا غلام جب تک واپس نہ آجائے اور نمبر 2 "وَامْرَاَةٌ عَصَتْ زَوْجَهَا حَتّٰى تَرْجِعَ" اپنے شوہر کی نافرمانی کرنے والی عورت جب تک نافرمانی سے باز نہ آجائے۔

اسے طبرانی نے جید اسناد کے ساتھ اور حاکم نے روایت کیا۔

حدیث: انہی (ابن عمر) رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جب کوئی عورت اپنے خاوند کے گھر سے باہر جاتی ہے جبکہ خاوند اس کو ناپسند کرتا ہے تو آسمان میں ہر ہر فرشتہ اور جن اور

انسانوں کے علاوہ جس چیز کے پاس سے گذرتی ہے وہ چیز بھی اس کے واپس گھر آ جانے تک لعنت (1) کرتی ہے۔
اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ سوید بن عبدالعزیز کے سوا اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔

1۔ بیوی پر شوہر کے اور شوہر پر بیوی کے حقوق و فرائض خدا و مصطفےٰ جل وعلا و صلی اللہ علیہ وسلم نے متعین و مقرر فرما دیئے ہیں۔ جس معاشرے میں انہیں ملحوظ خاطر رکھا جائے گا وہاں پیار و محبت، امن و آشتی اور سکون و اطمینان کے سدا بہار پھول مسکرائیں گے۔ اور جہاں انہیں نظر انداز کیا جائے گا وہاں زندگی جہنم زار بن جائے گی۔ یورپین ممالک میں غیر مسلم معاشرہ تو اس مہلک مرض میں مبتلا تھا ہی، مسلم فیملیاں بھی یہاں کے ماحول سے متاثر ہو کر تشتت و افتراق کا شکار ہو رہی ہیں۔ فرائض شرعیہ اور حقوق دینیہ کو فراموش کر کے خاندان ٹوٹ رہے ہیں۔ دولت کی ہوس شوہر کو بیوی سے اور بیوی کو شوہر سے دور کر رہی ہے۔ انکم سپورٹ (Income Support) کی رقم زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی غرض سے میاں بیوی خود کو الگ الگ ظاہر کرتے ہیں۔ ایسے کیس بھی دیکھنے میں آئے ہیں کہ بیویوں نے شوہروں کو گھروں سے نکال باہر کیا۔ خدا کی پناہ۔ یہ سب اسلامی احکام کو پس پشت ڈالنے کا نتیجہ بد ہے۔ (مترجم)

ترہیب

ایک سے زائد بیویوں میں کسی ایک کو ترجیح دینا اوران کے درمیان عدل قائم (1) نہ کرنا

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کے نکاح میں دو عورتیں ہوں پھر وہ ان کے درمیان عدل وانصاف نہ کرے "جَآءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَشِقُّهٗ سَاقِطٌ" تو قیامت کے دن اس حال میں حاضر ہوگا کہ اس کا ایک پہلو ٹیڑھا ہوگا۔

اس کو امام ترمذی نے اور حاکم نے روایت کیا۔ ترمذی نے اس کے بارے میں کچھ جرح کی اور حاکم نے کہا: یہ حدیث برشرائط بخاری ومسلم صحیح ہے۔ (نیز ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں اسے روایت کیا ہے)۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ (ازواج کے درمیان باریاں) تقسیم فرماتے تو عدل وانصاف فرماتے اور کہتے تھے: اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے ان چیزوں میں جن کا مجھے اختیار ہے۔ مجھ پر ان چیزوں کے بارے میں ناراض نہ ہو جو تیرے اختیار میں ہیں اور مجھے ان پر اختیار نہیں ہے یعنی دل (کی رغبت وچاہت وغیرہ)۔

اسے ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ ترمذی نے فرمایا: یہ روایت مرسل ہے اور صحیح بھی یہی ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عدل وانصاف کرنے والے لوگ (قیامت کے روز) اللہ کے نزدیک نورانی منبروں پر رحمان کے دائیں ہاتھ کی جانب ہوں گے۔

1۔ ایک سے زائد بیویوں کے درمیان عدل کرنا فرض ہے۔ بیویاں نئی ہوں یا پرانی، باکرہ ہوں یا ثیبہ، اس عدل میں سب برابر ہیں۔ اور یہ عدل رہائش خوراک پوشاک اوران کے پاس رات بسر کرنے میں لازم ہے۔ ارشاد باری ہے: فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً (نساء:3) یعنی اگر تم کو خوف ہو کہ ایک سے زائد بیویوں میں عدل نہ کرسکو گے تو صرف ایک ہی عورت سے نکاح کرو۔

یہ حکم اختیاری معاملات کا ہے اور چونکہ قلبی رغبت ودلی محبت انسان کے اختیار میں نہیں، اس لئے اسی سورہ مبارکہ میں ایک دفعہ پھر اختیاری معاملات میں عدل وانصاف کی تاکید کے ساتھ ساتھ غیر اختیاری معاملات میں انسان کو معذور رکھا گیا۔ ارشاد ہوا:

وَلَنْ تَسْتَطِیْعُوْۤا اَنْ تَعْدِلُوْا بَیْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِیْلُوْا كُلَّ الْمَیْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَ اِنْ تُصْلِحُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (۱۲۹) (نساء:)

ترجمہ: "اور تم سے یہ ہرگز نہ ہوسکے گا کہ (دلی محبت ومیل اور خواہش ورغبت میں) عورتوں کے درمیان برابری رکھو چاہے کتنی ہی حرص کرو (لہٰذا اس میں تو تم معذور ہو) تو یہ تو نہ ہو کہ (اختیاری معاملات میں بھی) کسی ایک کی طرف مکمل طور پر جھک جاؤ اور دوسری کو درمیان میں لٹکتی ہوئی چھوڑ دو اور اگر تم نیکی اور پرہیز گاری کرو تو بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے"۔ (مترجم)

اور اللہ کے دونوں ہاتھ دائیں (1) ہی ہیں۔ "اَلَّذِیْنَ یَعْدِلُوْنَ فِیْ حُکْمِهِمْ وَاَهْلِیْهِمْ وَمَاوَلُوْا" یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنے احکام میں، اپنے اہل وعیال میں اور اپنے ماتحتوں میں عدل کرتے رہے ہوں گے۔

اسے مسلم وغیرہ نے روایت فرمایا۔

ترغیب

بیوی بچوں پر مال خرچ کرنا اور بیٹیوں کی تعلیم وتربیت پر خرچ کرنے کا ثواب وفضیلت

ترہیب

انہیں بے یارومددگار چھوڑ دینا

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک دینار وہ ہے جسے تو اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ ایک دینار وہ ہے جسے تو غلام آزاد کرنے میں صرف کرتا ہے۔ ایک دینار وہ ہے جسے تو کسی مسکین پر صدقہ کرتا ہے اور ایک دینار وہ ہے جسے تو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے۔ "اَعْظَمُهَا اَجْرًا الَّذِیْ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰی اَهْلِكَ" ان سب میں اجر وثواب کے اعتبار سے سب سے عظیم وہ دینار ہے جسے تو نے اہل وعیال (بیوی بچوں) پر خرچ کیا۔ مسلم۔

حدیث: حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو دینار آدمی خرچ کرتا ہے ان میں افضل وہ دینار ہے جسے اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے۔ وہ دینار بھی افضل ہے جسے اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے اپنے گھوڑے پر صرف کرے اور اسی طرح وہ دینار بھی افضل ہے جسے راہ خدا میں (جہاد کرنے والے) اپنے ساتھیوں پر خرچ کرے۔ ابو قلابہ کہتے ہیں: آپ ﷺ نے سب سے پہلے اہل وعیال کا ذکر فرمایا۔ پھر ابو قلابہ نے کہا: اس شخص سے بڑھ کر کون اجر پا سکتا ہے جو اپنے چھوٹے بال بچوں پر خرچ کرتا ہے تاکہ اللہ ان کو (غربت وبھیک مانگنے کی ذلت سے) محفوظ رکھے۔ یا اس وجہ سے کہ اللہ ان کو نفع دے اور انہیں غنی کردے۔ مسلم وترمذی۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے سامنے سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے تین قسم کے لوگ اور سب سے پہلے دوزخ میں جانے والے تین طرح کے افراد پیش کئے گئے۔ سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے تین قسم کے لوگ یہ تھے نمبر 1 شہید، نمبر 2 وہ غلام جو اپنے پروردگار کی عبادت اچھی طرح کرتا رہا اور اپنے آقا کی خیر خواہی کی اور نمبر 3 پاک دامن، سوال کرنے سے بچنے والا بال بچے

1۔ یعنی یہ نہیں کہ مخلوق کی طرح اس کا بھی بایاں ہاتھ کمزور ہو۔ اس کے دونوں ہاتھ (جیسے اس کی شان کے لائق ہیں) یکساں زور وقوت رکھتے ہیں تو گویا دونوں داہنے ہوئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (مترجم)

دارآدمی (جو اپنے بال بچوں پر حلال کمائی خرچ کرتا ہو) اور سب سے پہلے دوزخ میں جانے والے یہ افراد تھے، نمبر 1 ظالم و جابر حکمران، نمبر 2 مال کثیر کا مالک جو اپنے مال سے اللہ کا حق (زکوٰۃ) ادا نہ کرتا ہو اور نمبر 3 متکبر و مغرور فقیر۔ (تکبر و غرور تو صاحب مال و منال کو بھی جائز نہیں چہ جائیکہ فقیر و غریب کرتا پھرے)۔

اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ نیز ترمذی و ابن حبان نے بھی اسی جیسی روایت کی۔

حدیث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا: تم جو کچھ بھی رضائے الٰہی کے لئے خرچ کرو گے، اس پر تمہیں اجر و ثواب ملے گا حتی کہ وہ لقمہ جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو (اس پر بھی اجر ملے گا)۔

اسے امام بخاری و مسلم نے ایک طویل حدیث میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابن مسعود بدری رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی آدمی اپنے بال بچوں پر خرچ کرتا ہے "وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً" اور اس پر ثواب کی نیت رکھتا ہے تو وہ مال اس کے لئے صدقہ (کا ثواب رکھتا) ہے۔

بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی۔

حدیث: حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کچھ تو اپنی جان کو (حلال کمائی سے) کھلاتا پلاتا ہے وہ تیرے لئے صدقہ ہے۔ جو تو اپنے بچوں کو کھلاتا ہے وہ بھی صدقہ ہے۔ جو کچھ تو اپنی بیوی کو کھلاتا پلاتا ہے وہ بھی صدقہ ہے اور جو کچھ تو اپنے خادم کو کھلاتا ہے وہ بھی تیرے لئے صدقہ ہے۔

اسے امام احمد نے اسناد جید کے ساتھ روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اوپر والا (دینے والا) ہاتھ نیچے والے (لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے۔ اور دینے کی ابتدا ان سے کر جو تیرے ساتھ زیادہ خونی رشتہ رکھتے ہیں یعنی پہلے اپنی ماں، پھر اپنا باپ، پھر اپنی بہن، پھر بھائی اور پھر جو ان کے بعد زیادہ قریبی ہو۔

اسے طبرانی نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا۔ اور اسے بخاری و مسلم وغیرہما نے بھی حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان شریف ہے: جو شخص اپنی ذات پر اس لئے خرچ کرتا ہے تاکہ اس وجہ سے (سوال کی ذلت وغیرہ سے) خود کو بچائے رکھے تو یہ اس کے لئے صدقہ ہے اور جو اپنے بیوی بچوں اور دیگر اہل خانہ پر خرچ کرتا ہے وہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے۔

اسے طبرانی نے دو سندوں کے ساتھ روایت کیا۔ ان میں ایک حسن ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے

ارشاد فرمایا: صدقہ کیا کرو۔ ایک صاحب عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! (ﷺ) میرے پاس ایک دینار ہے۔ (اسے کہاں خرچ کروں؟) فرمایا: اسے اپنی ذات پر خرچ کرو۔ عرض کیا: ایک اور بھی ہے۔ فرمایا: اپنی زوجہ پر خرچ کرو۔ وہ بولے: ایک اور دینار بھی رکھتا ہوں۔ ارشاد فرمایا: یہ اپنے بچے پر خرچ کرو۔ انہوں نے عرض کی: ایک مزید دینار بھی ہے۔ فرمایا: اپنے خادم پر خرچ کرو۔ وہ پھر عرض گذار ہوئے: میرے پاس ایک دینار اور بھی ہے۔ ارشاد فرمایا: اب تم جہاں مناسب دیکھو اسے خرچ کرلو۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ ابن حبان ہی کی ایک دیگر روایت میں ''خرچ کرو'' کی بجائے ''صدقہ کرو'' کے الفاظ ہیں۔

حدیث: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک دفعہ ایک شخص نبی پاک ﷺ کے پاس سے گذرا۔ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے اس کی جسمانی صحت وتندرستی دیکھ کر عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) کیا اچھا ہوتا اگر یہ شخص اللہ کی راہ میں جہاد پر جاتا۔ (اس کی جسمانی صحت وقوت اللہ کے راستہ میں صرف ہوتی) اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ شخص اس لئے گھر سے نکلا ہے کہ اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کے لئے کچھ کمانے کی کوشش کرے تو یہ اللہ کی راہ ہی میں ہے۔ اگر اس واسطے نکلا ہے کہ اپنے بوڑھے عمر رسیدہ والدین کے لئے کوشش کرے تو بھی راہ خدا میں ہے۔ اگر اس غرض سے چلا ہے کہ اپنی ذات کے لئے دوڑ دھوپ کرے تاکہ اپنی حاجت پوری کرلے (اور کہیں بھیک مانگنے کی نوبت نہ آئے) تو بھی یہ اللہ ہی کی راہ میں نکلا ہے۔ اور اگر اس لئے نکلا ہے کہ دنیا حاصل کرکے ریاکاری اور تکبر وغرور کا مظاہرہ کرے تو شیطان کے راستہ پر چل رہا ہے۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ اس کے رجال صحیح ہیں۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نیکی صدقہ ہے۔ جو کچھ آدمی اپنے اہل پر خرچ کرے وہ اس کے لئے صدقہ لکھا جاتا ہے۔ جو کچھ کوئی شخص اپنی عزت بچانے کے لئے خرچ کرے وہ بھی اس کے لئے صدقہ تحریر فرمایا جاتا ہے۔ اور بندۂ مومن جو خرچ بھی کرتا ہے، اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر ہے اور اللہ اس کا ضامن ہے۔ مگر وہ جو اس نے مکانات تعمیر کرنے یا گناہ کے کاموں میں خرچ کیا (اس کا نہ بدلہ ہے نہ ضمانت)۔ عبدالحمید یعنی ابن الحسن الہلالی کہتے ہیں: میں نے حضرت ابن منکدر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: وہ کیا چیز ہے جس سے آدمی اپنی عزت بچاتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ وہ مال ہے جو کوئی شخص کسی بدنہاد شاعر کو یا کسی خطرناک زبان دراز شخص کو دیتا ہے (تاکہ وہ ہجو یا زبان درازی کرکے اس کی تذلیل نہ کریں)۔

اسے دارقطنی اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''اَوَّلُ مَا يُوْضَعُ فِيْ مِيْزَانِ الْعَبْدِ نَفَقَتُهٗ عَلٰی اَهْلِهٖ'' (قیامت کے دن) جو چیز سب سے پہلے بندے کی میزان عمل میں رکھی

جائے گی وہ وہ چیز ہوگی جو اس نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کی ہوگی۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: آدمی جب اپنی بیوی کو پانی پلاتا ہے تو اس پر بھی اجر پاتا ہے۔ فرماتے ہیں: میں اپنی اہلیہ کے پاس آیا اسے پانی پلایا اور جو حدیث میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی اسے سنائی۔

اسے امام احمد اور طبرانی نے کبیر و اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کے گناہ گار ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ جن کی روزی اس کے ذمہ ہے انہیں ضائع ہونے (1) دے۔

اسے ابوداؤد، نسائی اور حاکم نے روایت کیا۔ مگر حاکم کی روایت میں ہے "انہیں ضائع ہونے دے جو اس کے خونی رشتے دار ہیں"۔ حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا ہے۔

حدیث: حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نبی اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر ذمہ دار سے سوال کرے گا اس کے بارے میں جس کا اسے ذمہ دار بنایا۔ آیا اس نے اس کی حفاظت کی یا ضائع کر دیا؟ حتی کہ آدمی سے اس کے اہل وعیال کے متعلق بھی پوچھے گا۔ (ان کی ذمہ داریاں پوری کیں یا انہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا؟)۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ (ابن حبان نے یہی روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی کی ہے)۔

1۔ یعنی جن لوگوں کو کھلانا پلانا اس کے ذمہ ہے، انہیں کھانے پینے کو نہ دے اور بھوک پیاس اور فاقے کے حوالے کر کے انہیں ہلاکت میں ڈال دے، جیسے ماں باپ، اولاد، بیوی، نوکر چاکر وغیرہ۔ اسی طرح گائے، بیل، گھوڑا، بکری وغیرہ جو جانور اس کی ذمہ داری میں ہوں وہ بھی اسی میں داخل ہیں۔ (مترجم)

فصل

(بچیوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت)

حدیث: ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: ایک عورت میرے پاس آئی۔ اس کے ساتھ اس کی دو لڑکیاں بھی تھیں۔ اس نے سوال کیا۔ اس وقت میرے پاس سوائے ایک کھجور کے اور کچھ نہیں تھا۔ وہ میں نے اسے دے دی۔ اس نے وہ کھجور دونوں لڑکیوں کے درمیان تقسیم کر دی۔ اور خود کچھ نہیں کھایا۔ پھر اٹھ کر چلی گئی۔ تو نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، میں نے اس عورت کے متعلق عرض کی۔ (اور کھجور والی بات بھی ذکر کی) اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: "مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَاَحْسَنَ اِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهٗ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ" جس کو ان لڑکیوں کی ذمہ داری میں ڈالا گیا (جسے اللہ نے بیٹیاں عطا کیں) پھر اس نے اس ذمہ داری کو باحسن طریق نبھایا (انہیں پڑھایا لکھایا، شادیاں کیں اور ادب آداب سکھائے) تو وہ لڑکیاں اس کے لئے جہنم کی آگ سے آڑ بن جائیں گی۔ بخاری، مسلم، ترمذی۔

حدیث: ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے ہی یہ بھی روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک غریب عورت آئی جو اپنی دو بچیوں کو اٹھائے ہوئے تھی۔ میں نے اسے تین کھجوریں دیں۔ اس نے ایک ایک کھجور بچیوں کو دی اور تیسری خود کھانے کے لئے اپنے منہ کی طرف اٹھائی ہی تھی کہ بچیوں نے وہ بھی مانگ لی تو اس عورت نے وہ کھجور بھی جو خود کھانا چاہتی تھی انہیں آدھی آدھی کر کے دے دی۔ مجھے اس کی اس حالت پر بڑا تعجب ہوا۔ اس نے جو کچھ کیا تھا میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَوْجَبَ لَهَا بِهِمَا الْجَنَّةَ اَوْ اَعْتَقَهَا بِهِمَا مِنَ النَّارِ" اللہ تعالیٰ نے ان بچیوں کی وجہ سے اس عورت کے لئے جنت واجب فرما دی ہے یا اسے آگ سے آزاد فرما دیا ہے۔ مسلم۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے دو لڑکیوں کی تربیت کی حتیٰ کہ وہ جوان ہو گئیں "جَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنَا وَهُوَ وَضَمَّ اَصَابِعَهٗ" تو یہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ میں اور وہ یوں ہوں گے اور آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ملا لیا۔

اسے مسلم و ترمذی نے روایت کیا۔ الفاظ مسلم کے ہیں۔ ترمذی کے الفاظ اس طرح ہیں: "جس نے دو بچیوں کو پالا پوسا، میں اور وہ جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح اکٹھے داخل ہوں گے اور آپ ﷺ نے شہادت کی اور اس کے ساتھ والی انگلی کے ساتھ اشارہ فرمایا"۔

ابن حبان نے بھی اسے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے دو یا تین بچیوں کی یا دو یا تین بہنوں کی تربیت و پرورش کی یہاں تک کہ وہ جوان ہو گئیں یا یہ خود انہیں چھوڑ کر فوت ہو گیا، میں اور وہ جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے اور آپ نے انگشت شہادت اور ساتھ والی انگلی سے اشارہ فرمایا"۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس مسلمان کی دو بیٹیاں ہوں

اور یہ ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا رہے (اچھی تربیت اور ادب آداب سکھائے) جب تک وہ اس کی نگرانی میں ہوں یا ان کی حفاظت میں مشغول رہے تو وہ اسے جنت میں لے جائیں گی۔

اسے ابن ماجہ نے صحیح اسناد کے ساتھ، ابن حبان نے اپنی صحیح میں بروایت شرحبیل اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اللہ کے رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی یتیم کی پرورش کی، یتیم اس کا رشتہ دار ہو یا نہ ہو، میں اور وہ جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح اکٹھے ہوں گے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو انگلیوں کو ملایا۔ اور جس شخص نے اپنی تین بیٹیوں کو پالا، وہ جنت میں جائے گا اور اسے راہ خدا میں اس جہاد کرنے والے کی مثل اجر ملے گا جس نے دوران جہاد روزے بھی رکھے اور نماز بھی قائم کرتا رہا۔

اسے بزار نے بروایت لیث بن ابی سلیم روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں یا تین بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں، پھر اس نے ان کی خوب اچھے طریقے سے پرورش کی ہو اور ان کے متعلق اللہ سے ڈرتا رہا ہو تو اس کے لئے جنت ہے۔

اسے امام ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ یہ الفاظ ترمذی کے ہیں۔ ابوداؤد کے الفاظ ہیں: ''اس نے ان کو ادب آداب سکھائے، ان سے اچھا برتاؤ کیا پھر (جوان ہونے پر) ان کی شادیاں کر دیں تو اس کے لئے جنت ہے''۔

اور ترمذی کی ایک اور روایت میں ہے کہ: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان کی اچھی طرح پرورش کرے تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا''۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی ہے: جس کسی کے بیٹی ہوئی تو اس نے اسے زندہ درگور نہ کیا (جیسا کہ زمانہ جہالت میں اہل عرب کیا کرتے تھے) اسے حقیر نہ جانا اور نہ بیٹوں کو اس پر ترجیح دی، اسے اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمائے گا۔

اسے ابوداؤد اور حاکم نے ابن جدیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا۔ جدیر غیر معروف ہیں۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح الاسناد کہا ہے۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے ہاں تین بیٹیاں ہوں، وہ ان کے لئے رہائش مہیا کرے، ان پر مہربان رہے اور ان کی ضروریات کی کفالت کرے تو اس کے لئے ضرور جنت واجب ہو جائے گی۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! (ﷺ) اگر دو ہوں تو؟ ارشاد فرمایا: اگر دو ہوں تو بھی۔ (جنت واجب ہو گی) راوی کہتے ہیں: بعض لوگوں نے خیال کیا کہ اگر سائل ایک بیٹی کے متعلق عرض کرتا تو بھی حضور انور ﷺ فرماتے: اگر ایک ہو تو بھی جنت واجب ہو جائے گی۔

اسے امام احمد نے جید اسناد کے ساتھ، بزار اور طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ (نیز ایسی ہی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حاکم نے روایت کی اور صحیح الاسناد کہا)۔

ترغیب

بچوں کے اچھے نام رکھنا، نیز قبیح نام رکھنے کی ممانعت اور انہیں بدل دینے کا حکم

حدیث: حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اِنَّكُمْ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاَسْمَاءِ كُمْ وَاَسْمَاءِ اٰبَاءِ كُمْ فَحَسِّنُوْا اَسْمَاءَ كُمْ" قیامت کے دن تم اپنے ناموں اور اپنے باپوں کے ناموں سے پکارے جاؤ گے۔ اس لئے اپنے اچھے اچھے نام رکھا کرو۔

اسے ابوداؤد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں عبداللہ بن ابی زکریا سے روایت کیا۔ یہ عبداللہ بن ابی زکریا ثقہ عبادت گذار بزرگ تھے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَحَبُّ الْاَسْمَاءِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ" ناموں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔

مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو وہب جشمی رضی اللہ عنہ، انہیں بھی صحابی رسول ہونے کی سعادت حاصل ہوئی، سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے ناموں پر نام رکھا کرو۔ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔ ناموں میں بہت سچے نام حارث اور ہمام ہیں (کہ حارث کا معنیٰ کمائی کرنے والا اور ہمام کا قصد وارادہ والا۔ یہ اسم با مسمیٰ ہیں کیونکہ کوئی شخص کمائی کرنے اور قصد وارادہ سے خالی نہیں ہوتا) اور ان میں قبیح ترین نام حرب (جنگ وخون ریزی) اور مرہ (جھگڑالو، سخت طبیعت، نیز شیطان کا بھی ایک نام یہی ہے) (1) ہیں۔

اسے ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔

حدیث: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: حضور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو

1۔ عبداللہ، عبدالرحمٰن، اس لئے پیارے نام ہیں کہ ان میں بندہ اپنی بندگی اپنے مولیٰ کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اور اسی طرح عبدالرحیم، عبدالکریم، عبدالقادر، عبدالخالق وغیرہ محبوب نام ہیں۔ پھر انبیاء علیہم السلام کے ناموں پر نام رکھنا بھی اللہ کو پسند ہے کہ یہ نام اللہ کے برگزیدہ بندوں کے نام ہیں اس کے علاوہ وہ نام جن کے معانی اچھے ہوں اور ان سے نیک فال لی جا سکتی ہو، رکھ سکتے ہیں۔ وہ نام جن کے معنی اچھے نہ ہوں نہیں رکھنے چاہئیں۔ جیسے کلب (کتا)، حمار (گدھا) وغیرہ۔ جن ناموں میں شرکیہ معنی ہوں وہ بھی جائز نہیں جیسے عبدالشمس (سورج کا بندہ) وغیرہ۔ خدا و مصطفےٰ جل وعلا و ﷺ کے دشمنوں کے ناموں پر نام رکھنا بھی ممنوع ہے جیسے پرویز وغیرہ۔ فرشتوں کے ناموں پر نام رکھنا بھی جائز نہیں جیسے جبریل ومیکائیل وغیرہ۔ آج کل عجیب وغریب نام سننے میں ملتے ہیں۔ بالخصوص برطانیہ میں اور اہل ثروت خاندانوں میں ایسے ناموں کی بہتات ہے۔ جیسے ٹینا، ٹونی، جمروز، ریشم، روبی، شیلا وغیرہ۔ کئی نام سن کے ہنسی آجاتی ہے۔ مثلاً سونا، چاندی، بہرکیف مسلمانوں کو اپنے بچوں کے نام رکھنے میں بھی اپنے خدا اور رسول ﷺ کے احکام کی پیروی اور اپنے اسلاف کا اتباع کرنا چاہیے۔ خدا توفیق دے۔ (مترجم)

چار باتیں بہت پسند ہیں: نمبر1 سبحان اللہ، نمبر2 الحمد للہ، نمبر2 لا الہ الا اللہ اور نمبر4 واللہ اکبر ان میں سے جو بھی پہلے (یا بعد) کہہ لو تمہیں کوئی حرج نہ ہوگا۔ اور اپنے غلام کا نام یسار (فراخی وکشادگی)، رباح (منافع والا)، نجیح (کامیاب) اور افلح (نجات والا) نہ رکھو۔ اس لئے کہ اگر تم کسی سے (اس غلام کا نام لے کر) پوچھو گے کہ کیا وہ یہاں ہے؟ اور وہ وہاں نہیں ہوگا تو جواب دینے والا کہے گا: یہاں نہیں ہے۔ (یعنی یہاں نجات والا، کامیابی والا وغیرہ نہیں ہے، یہ اچھا نہیں، بدفالی ہوگی۔ یہ نہی تنزیہی ہے، غلام سے مراد لڑکا ہے)۔ (راوی حدیث حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ) یہی چار نام منع فرمائے گئے ہیں اس لئے میری طرف سے اس سے زائد نام نقل نہ کرو۔

اسے مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے مختصراً روایت کیا۔ ابن ماجہ کے الفاظ یہ ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اپنے غلاموں کے نام افلح، نافع، رباح اور یسار رکھنے سے منع فرمایا''۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذلیل ترین نام یہ ہے کہ کوئی شخص اپنا نام مَلِكُ الْاَمْلَاك رکھوائے (بادشاہوں کا بادشاہ)۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ زائد کئے: ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بادشاہ نہیں''۔ حضرت سفیان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کا معنی ہے ''شہنشاہ'' اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے ابوعمرو شیبانی سے اَخْنَع (یہ لفظ حدیث میں وارد ہوا ہے) کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا: اس کا معنی ہے ''ذلیل ترین''۔ بخاری ومسلم۔

اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک بروز قیامت بہت غضب انگیز اور خبیث ترین وہ شخص ہوگا جس نے اپنا نام مَلِكُ الْاَمْلَاك (1) (شہنشاہ) رکھوایا ہوگا کیونکہ اللہ کے سوا کوئی بادشاہ نہیں ہے''۔ (حقیقی بادشاہت اسی کی ہے۔ باقی کو اس کی عطا سے ملی لہٰذا ایسے نام رکھ کر یا اختیار کر کے اس کے غضب کو دعوت کیوں دی جائے)''۔

فصل

(برے اور ناپسندیدہ نام تبدیل کر دینا)

حدیث: ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (انسانوں، جانوروں اور شہروں بستیوں کے) ''كَانَ يُغَيِّرُ الْاِسْمَ الْقَبِيْحَ'' برے نام تبدیل فرما دیا کرتے تھے۔ (کہ نام کا اثر شخصیت پر بھی پڑ سکتا ہے)۔

اسے امام ترمذی رحمہ اللہ نے روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ایک صاحبزادی تھیں جنہیں عاصیہ (گناہ گار عورت) کہا جاتا تھا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام جمیلہ (حسین وپاک باز بی بی) رکھا۔

1۔ کیونکہ اس قسم کے ناموں میں تکبر وغرور کا اظہار ہے۔ لہٰذا ایسے نام جن سے تکبر وغرور وغیرہ ظاہر ہوتا ہو، نہ رکھے جائیں۔ جن ناموں سے ذلت چھلکتی ہو وہ بھی ممنوع ہیں۔ ایسے نام تبدیل کر دیئے جائیں ورنہ نام رکھنے والے گناہ گار ہوں گے اور اگر نام والا بھی اس نام سے خوش ہو تو وہ بھی گناہ گار ہوگا۔ (مترجم)

اسے ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ مسلم نے بھی اسے اختصاراً روایت کیا ہے کہ فرمایا: "رسول اللہ ﷺ نے عاصیہ کا نام تبدیل کر دیا، فرمایا: تم جمیلہ ہو"۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زینب بنت ابی سلمہ کا نام برہ (بہت صالحہ عورت) تھا۔ تو لوگ کہتے کہ یہ خود ہی اپنی صفائی دیتی ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان نام زینب (1) رکھ دیا۔

اسے امام بخاری، مسلم اور ابن ماجہ وغیرہم نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت محمد بن عمرو بن عطاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے اپنی بیٹی کا نام برہ (بہت صالحہ عورت) رکھا تو زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں: رسول اللہ ﷺ نے اس نام سے منع فرمایا ہے۔ میرا نام برہ رکھا گیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خود ہی اپنی پاک بازی بیان نہ کرتے پھرو۔ اللہ تم میں سے نیک و بھلائی والے کو خوب جانتا ہے۔ اس پر میرے گھر والوں نے عرض کیا: پھر اس کا کیا نام رکھیں؟ فرمایا: "سَمُّوْهَا زَيْنَبَ" اس کا نام زینب رکھو۔

اسے مسلم و ابوداؤد نے روایت کیا۔ ابوداؤد کہتے ہیں: "رسول اللہ ﷺ نے عاص (گناہ گار) عزیز (غلبہ رکھنے والا)، عتلہ (تشدد پسند) شیطان (یہ شطن سے بنا ہے بمعنی بھلائی اور نیکی سے دور نیز یہ ابلیس مردود کا نام بھی ہے) حکم (ایسا حاکم جس کا حکم ٹالا نہ جا سکے) غراب (بمعنی دور نیز معروف پرندے کوے کا نام بھی ہے) حباب (سانپ نیز شیطان کا نام بھی ہے) شہاب (آگ کا شعلہ) جیسے ناموں کو تبدیل فرما دیا۔ چنانچہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شہاب کا نام ہشام (نرم مزاج و مہربان) اور حرب (جنگ و خون ریزی) کا نام سلم (سلامتی) رکھا۔ مضطجع (سونے والا) کا نام منبعث (بیدار ہونے والا)، جس زمین کو عفرہ (غیر آباد) کہا جاتا تھا اس کا خضرہ (زرخیز) نام رکھا، شعب الضلالہ (گمراہی کی وادی) کا نام شعب الہدیٰ (ہدایت کی وادی)، بنو زنیہ (ایک قبیلہ کا نام تھا بمعنی زنا کی اولاد) کا نام بنو رشدہ (حلال اولاد) رکھا اور اسی طرح بنو مغویہ (اغوا کرنے والی کی اولاد) کا نام بھی بنو رشدہ رکھا۔

امام ابوداؤد نے فرمایا: (یہ ناموں کی تبدیلی کی احادیث مستند ہیں مگر) میں نے اختصار کے پیش نظر ان کی اسناد ترک کی ہیں۔

ترغیب

اولاد کو ادب آداب کی تعلیم دینا

حدیث: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی کا اپنے بچے کو ادب کی بات سکھانا، اس کے ایک صاع (ایک پیمانہ اہل عرب کا) غلہ صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔

1۔ یہ زینب رضی اللہ عنہا سرور عالم ﷺ کی سوتیلی بیٹی ہیں جو اپنی والدہ محترمہ ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضور انور ﷺ کے گھر آئیں اور آپ کی پرورش میں رہیں۔ یاد رہے کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک سگی صاحبزادی کا نام بھی زینب ہے۔ جو حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ یہ آپ ﷺ کی زوجہ ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے سب سے بڑی صاحبزادی تھیں۔ رضی اللہ عنہا۔ (مترجم)

اسے امام ترمذی نے بروایت ناصح عن سماک عنہ روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت ایوب بن موسیٰ اپنے والد سے، وہ ان کے دادا سے رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی باپ نے اپنے بچے کو اس سے اچھا کوئی عطیہ نہیں دیا کہ اسے اچھا ادب سکھائے۔

اسے بھی ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور میرے نزدیک مرسل ہے۔

حدیث: حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی رحمت ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ وَاَحْسِنُوْا اَدَبَهُمْ'' اپنی اولاد کو عزت دو اور انہیں حسن ادب (1) سکھاؤ۔

اسے امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

ترہیب

آدمی کا اپنے حقیقی والد سے انکار کر کے خود کو کسی اور کی طرف منسوب کرنا

حدیث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اپنے والد کے علاوہ کسی اور کی طرف خود کو منسوب کیا (یعنی حقیقی باپ کے متعلق کہا کہ یہ میرا باپ نہیں بلکہ فلاں ہے) حالانکہ اسے معلوم ہے کہ یہ (منسوب الیہ) اس کا باپ نہیں ہے ''فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ'' تو جنت اس پر حرام ہے۔

اسے امام بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت سعد و ابوبکرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس نے خود کو اپنے باپ کے غیر کی طرف منسوب کیا حالانکہ جانتا ہے (کہ میرا باپ کون ہے) تو اس نے کفر کیا (کافروں جیسا کام کیا)، جس نے کسی ایسی چیز کا دعویٰ کیا جو حقیقت میں اس کی نہیں ہے تو وہ ہم (مسلمانوں) میں سے نہیں، اسے اپنا ٹھکانہ دوزخ کی آگ میں بنالینا چاہیے۔ اور جس کسی نے دوسرے شخص کو کفر کے ساتھ پکارا (کسی کو کافر کہا)۔ یا اسے کہا: اے عدو اللہ (اللہ کے دشمن) جبکہ وہ ایسا نہیں ہے تو اس کا یہ کہنا اسی کی طرف لوٹ آئے گا۔ (وہ خود کافر ہو جائے گا)۔ مسلم و بخاری۔

حدیث: حضرت یزید بن شریک بن طارق تیمی (رحمہم اللہ) سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: میں نے سیدنا علی مرتضیٰ رضی

1۔ اولاد کی تعلیم و تربیت کرنا، اسے ادب آداب سکھانا اور معاشرے کے لئے اچھا شہری بنانا والدین کی بہت بڑی اور اہم ذمہ داری ہے۔ اگر اولاد کا چال چلن اچھا نہ ہو، انداز گفتگو مہذب نہ ہو، بڑے چھوٹے کی تمیز نہ ہو تو مرتے وقت اس کے لئے کروڑوں روپیہ چھوڑ جانا یا اسے بس روپیہ کمانے میں لگائے رکھنا کس کام کا؟ مگر کیا جائے کہ

دولت ہی زمانے کا چلن ٹھہرا ہے — کون کرتا ہے یہاں چال چلن کی باتیں

سب سے ضروری یہ ہے کہ بچوں کو درست قرآن مجید پڑھایا جائے۔ دین کی ضروری ضروری باتیں سکھائی جائیں۔ نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ اور طہارت و پاکیزگی و دیگران دینوی مسائل جن کی روزمرہ ضرورت پڑا کرتی ہے، کی تعلیم دی جائے۔ بچہ علم کی طرف رجحان رکھتا ہو تو کسی مفید شعبہ علم میں داخل کروایا جائے۔ اگر علم دین پڑھایا جائے اور بچہ صحیح و پارسا عالم دین بن جائے تو ماں باپ کی دنیا و آخرت سنور گئے۔ اللہ توفیق دے۔ آمین (مترجم)

اللہ عنہ کو منبر پر دیکھا: میں نے سنا کہ آپ خطبہ دیتے ہوئے فرما رہے تھے۔ خدا کی قسم ہمارے پاس اللہ کی کتاب (قرآن) کے علاوہ کوئی اور کتاب نہیں جسے ہم پڑھتے ہوں۔ اور نہ اس صحیفہ (1) کے سوا کوئی اور صحیفہ ہے جسے عام کیا جائے۔ اس صحیفہ میں اونٹوں کی عمروں کا بیان ہے (کہ کس عمر کا اونٹ زکوۃ میں لیا جائے)، کچھ زخموں کے قصاص لینے کا تذکرہ ہے اور اسی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مدینہ منورہ عیر اور ثور کے درمیان حرم ہے (بقول بعض یہ دونوں پہاڑ ہیں جو مدینہ طیبہ کے دونوں کناروں پر واقع ہیں) جو کوئی اس میں بدعت (قرآن وسنت کے خلاف نیا عقیدہ وعمل) ایجاد کرے یا جو کسی بدعتی کو پناہ دے۔ اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ قیامت کے دن اس کا کوئی فرض اور نفل اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرمائے گا۔ تمام مسلمانوں کی امان ایک ہے، ان میں سے سب سے کم درجہ کا مسلمان بھی پناہ وامان دینے کی کوشش کرسکتا ہے (اور اس کی دی ہوئی پناہ کی حفاظت سب پر لازم ہوگی) تو جو کوئی کسی مسلمان کے کئے ہوئے عہد کو توڑے، اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ بروز قیامت اس کا کوئی فرض اور کوئی نفل قبول نہیں فرمائے گا۔ اور جس نے خود کو اپنے باپ کے غیر کی طرف منسوب کیا، یا (اگر غلام ہو اور) اپنی غلامی کو اپنے مولیٰ کے غیروں کی طرف نسبت دی ''فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَدْلًا وَّ لَا صَرْفًا'' تو اس پر بھی اللہ کی، اس کے فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ قیامت کے روز اللہ اس کا کوئی فرض اور نفل قبول نہیں کرے گا۔

بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے آپ کو اپنے باپ کے غیر کی طرف منسوب کیا، وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکے گا حالانکہ اس کی خوشبو ستر سال اندازے سے یا ستر برس کی مسافت سے محسوس ہوگی۔ (یہ کم بخت جنت سے اس قدر دور ہوگا)۔

اسے امام احمد و ابن ماجہ نے روایت کیا۔ لیکن ابن ماجہ کے الفاظ میں اس طرح ہے کہ: ''اور جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی دوری سے بھی محسوس ہو جائے گی''۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس نے خود کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کیا یا غلام نے خود کو اپنے مولیٰ کے سوا کسی اور کا غلام بتایا ''فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ الْمُتَتَابِعَةُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ'' تو اس پر قیامت تک مسلسل اللہ کی لعنت برستی رہے گی۔ ابوداؤد۔

حدیث: حضرت امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ

1۔ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں روافض نے مشہور کر دیا تھا کہ آپ کے پاس حضور ﷺ کا خصوصی وصیت نامہ ہے جس میں آپ کی خلافت بلافصل کا بیان ہے اور ایک چھپا قرآن بھی آپ کے پاس ہے اور اصلی قرآن وہی ہے۔ سیدنا علی مرتضیٰ اکثر اس کی تردید فرماتے تھے۔ اس روایت میں بھی آپ اس غلط خیال کا رد فرما رہے ہیں کہ ہمارے پاس یہی قرآن ہے جو اللہ نے نازل فرمایا کوئی اور بالکل نہیں اور یہ ایک صحیفہ ہے جو ہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سن کر لکھا ہے۔ اس میں خلافت کی کوئی بات نہیں ہے۔ (مترجم)

نے ارشادفرمایا: جس شخص نے کسی غیر معروف نسب(1) کا دعویٰ کیا (کہ میں فلاں کا بیٹا ہوں حالانکہ اس کا بیٹا نہیں ہے) اس نے اللہ کے ساتھ کفر کیا۔ اور جس نے اپنے (معروف) نسب کی نفی کی اگر چہ مجبوراً کی ہو، اس نے بھی اللہ کے ساتھ کفر کا ارتکاب کیا۔

اسے طبرانی نے اوسط میں بروایت حجاج بن ارطاۃ روایت کیا۔

ترغیب

جس شخص کے تین، دو یا ایک بچہ فوت ہوگیا، اس کو حاصل ہونے والے عظیم ثواب کا بیان

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَامِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ لَهٗ ثَلَاثَةٌ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ اِيَّاهُمْ" جس مسلمان کے تین بچے فوت ہوگئے جو ابھی حد بلوغت کو نہیں پہنچے تھے، اللہ تعالیٰ ان بچوں پر اپنی رحمت وفضل کے طفیل اسے جنت میں داخل فرما(2) دے گا۔

بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ۔ نسائی کی ایک اور روایت میں ہے: "رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: جس شخص نے اپنی پشت سے پیدا شدہ فوت ہو جانے والے تین بچوں کے وسیلہ سے ثواب طلب کیا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اس پر ایک خاتون کھڑی ہو کر عرض کرنے لگیں: دو کے ذریعہ سے بھی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں دو کے ذریعے سے بھی (جنت میں داخلہ ہو جائے گا)۔ اس خاتون نے کہا: کاش میں صرف ایک بچے کے بارے میں بھی پوچھ لیتی"۔ (مختصراً اسے ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے)

حدیث: حضرت عتبہ بن عبد السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس مسلمان کے تین بچے بالغ ہونے سے پہلے فوت ہو گئے، (قیامت کے روز) جنت کے آٹھوں دروازوں پر وہ اس سے ملاقات کریں گے، یہ جس دروازے سے چاہے داخل ہو (ہر دروازے پر بچے اس کا استقبال کریں گے)۔

اسے ابن ماجہ نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ نہیں ہو سکتا کہ مسلمانوں میں سے کسی کے تین بچے فوت ہو جائیں پھر بھی آگ اس کو چھو جائے۔ مگر قسم پوری کرنے کے لئے (دوزخ پر قائم

1۔ معاشرے میں ایسے افراد بکثرت ملتے ہیں جو خود کو بڑے بڑے خاندانوں کی طرف منسوب کرتے ہیں، سید صاحب، خان صاحب، راجپوت، چوہدری اور پتہ نہیں کیا کیا القاب اختیار کئے جاتے ہیں۔ مقصد سوسائٹی میں اپنا مرتبہ (Status) بلند کرنا اور اپنے وقار و دبدبے کا اظہار ہوتا ہے۔ حالانکہ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ عزت و وقار ذات میں نہیں، اچھی صفات میں ہوتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ اس سے سختی کے ساتھ منع فرما رہے ہیں کیونکہ اگر غیر سید خود کو سید کہتا ہے اور غیر راجپوت، خود کو راجپوت وعلی ھذا القیاس تو اس شخص نے گویا اپنی ماں کو گالی دی۔ اللہ ایسے جھوٹے عزت و وقار کے اظہار سے محفوظ رکھے۔ آمین (مترجم)

2۔ جبکہ اس نے ان بچوں کے فوت ہونے پر صبر کیا۔ مالک ومولیٰ کا شکوہ شکایت نہ کیا بلکہ اجر و ثواب اور رحمت ومغفرت کا امیدوار رہا۔ (مترجم)

پل صراط پر سے گذرنا ضروری ہوگا)۔

اسے امام مالک، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ مسلم کی ایک اور روایت میں ہے: ''رسول اللہ ﷺ نے انصار کی خواتین سے فرمایا: تم میں سے جس کے تین بچے فوت ہو جائیں پھر وہ اللہ سے ثواب کی طالب رہے تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔ اس پر ایک خاتون نے عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) اگر دو بچے فوت ہو گئے ہوں تو؟ ارشاد فرمایا: دو ہوں تو بھی''۔

مسلم شریف ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ: ''ایک بی بی اپنا بچہ لئے ہوئے بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئی اور بولی: یا نبی اللہ! (ﷺ) اللہ سے میرے لئے دعا فرمائیں، میں تین بچوں کو دفن کر چکی ہوں۔ (تین فوت ہو چکے ہیں اس موجودہ بچہ کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ اس کو زندگی عطا کرے) سید عالم ﷺ نے فرمایا: تین بچے دفن کر چکی ہو؟ عرض کی: جی ہاں۔ ارشاد فرمایا: بے شک تم نے آتش دوزخ سے مضبوط آڑ بنالی ہے۔ (اب یہ آتش تم تک نہیں پہنچ سکتی)''۔ (ایسی ہی ایک حدیث حضرت زہیر بن علقمہ رضی اللہ عنہ سے صحیح اسناد کے ساتھ طبرانی نے کبیر میں روایت کی)۔

حدیث: حضرت ابوحسان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرے دولڑکے فوت ہو گئے ہیں۔ آپ رسول اللہ ﷺ کی کوئی ایسی حدیث نہیں سناتے جسے سن کر اپنے فوت ہو جانے والوں کی طرف سے ہمارے دل خوش ہو جائیں؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں سناتا ہوں، مسلمانوں کے چھوٹے بچے (جو صغر سنی میں فوت ہو گئے) جنت کے کیڑے ہیں (جو جنت سے الگ نہیں ہوتے جہاں چاہتے ہیں جاتے آتے ہیں) جب ان میں سے کسی کی اپنے باپ سے، یا فرمایا: ماں باپ دونوں سے ملاقات ہوگی تو یہ ان کا کپڑا پکڑ لے گا یا فرمایا کہ ان کا ہاتھ تھام لے گا جیسے میں تمہارے اس کپڑے کا دامن پکڑتا ہوں۔ پھر وہ چھوڑے گا نہیں۔ یا فرمایا کہ اس وقت تک نہیں چھوڑے گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے باپ کو (یا ماں باپ دونوں کو) جنت میں داخل نہ فرمادے گا۔ مسلم۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک خاتون، رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ پاک میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوئیں: یارسول اللہ! (ﷺ) مرد حضرات تو آپ کی مجلس شریف میں حاضر ہو کر آپ کی حدیثیں سن جاتے ہیں، ہمارے لئے بھی آپ خود کوئی دن مقرر فرمادیں جس میں ہم عورتیں حاضر ہوا کریں اور جو علم اللہ نے آپ کو دیا ہے اس میں سے ہمیں بھی کچھ تعلیم فرمائیں۔ نبی العلمین ﷺ نے فرمایا: (ٹھیک ہے) تم فلاں دن فلاں مقام پر اکٹھی ہو جانا۔ خواتین اسلام جمع ہو گئیں تو نبی اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے پھر جو علوم اللہ نے آپ کو عطا فرمائے تھے، ان میں سے کچھ علم کی باتیں انہیں سکھائیں۔ پھر ارشاد فرمایا: تم میں سے جو عورت (اپنے فوت ہونے سے پہلے) تین بچے آگے بھیج چکی ہوگی (فوت ہو چکے ہوں گے) وہ بچے اس کیلئے دوزخ کی آگ سے رکاوٹ بن جائیں گے۔ اس پر ایک خاتون نے عرض کیا: اور اگر دو فوت ہوئے ہوں تو پھر؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو دو بھی (اسی طرح رکاوٹ بنیں گے)۔ بخاری و مسلم وغیرہما۔

حدیث: حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نبی انور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں میں سے جس کے چار بچے مرجائیں تو اللہ تعالیٰ دونوں (ماں اور باپ) کو اپنے فضل و رحمت سے جنت میں داخل فرمائے گا۔ حاضرین عرض گذار ہوئے: یارسول اللہ! (ﷺ) اگر تین ہوں؟ فرمایا: تین بھی۔ لوگوں نے پھر عرض کیا: دو ہوں پھر؟ فرمایا: دو ہوں پھر بھی۔ ارشاد فرمایا: میری امت میں سے کچھ لوگوں کے (ان کے جرموں کی وجہ سے) جسم جہنم کی آگ میں ڈالنے کے لئے بڑے بڑے کردیئے جائیں گے حتی کہ ایک جسم جہنم کے ایک کونے کے برابر ہو جائے گا اور میری امت سے بچے کی شفاعت کے ساتھ جنت میں داخل ہونے والے لوگ قبیلہ مضر کے برابر ہوں گے۔

اسے جناب عبداللہ بن امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ نے روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ (ایسی ہی ایک روایت حارث بن اقیش رضی اللہ عنہ سے ابویعلیٰ اور حاکم نے کی ہے)۔

حدیث: حضرت ثعلبہ اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) مسلمان ہونے کے بعد میرے دو بچے فوت ہوگئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے اسلام کی حالت میں دو بچے فوت ہوجائیں، اللہ ان بچوں پر اپنی رحمت وفضل کے صدقہ میں اسے جنت میں داخل فرمادے گا۔ فرماتے ہیں: اس واقعہ کے کافی عرصہ بعد مجھ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ملے اور مجھے کہنے لگے: آپ ہی وہ شخص ہیں جن سے رسول اللہ ﷺ نے دو بچوں کے بارے میں کچھ ارشاد فرمایا تھا؟ میں نے کہا: ہاں۔ اس پر کہنے لگے: اگر کہیں یہ ارشاد آپ نے مجھ سے فرمایا ہوتا تو مجھے یہ اس چیز سے بھی زیادہ محبوب ہوتا جس پر حمص (1) اور فلسطین گروی رکھے جاسکتے ہیں۔

اسے امام احمد وطبرانی نے روایت کیا۔ امام احمد کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور ان کے ساتھ ان کا ایک چھوٹا بیٹا بھی ہوتا تھا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: تمہیں اس بچے سے محبت ہے؟ عرض کرنے لگے: جی ہاں یارسول اللہ! (ﷺ) اللہ آپ سے اتنی محبت کرے جتنی میں اس سے کرتا ہوں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی کو کچھ عرصہ کے لئے نہ دیکھا تو پوچھا: فلاں بن فلاں کو کیا ہوا؟ (کہ حاضر نہیں ہورہا) صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) اس کا بیٹا فوت ہوگیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ (اس کے ہاں تشریف لے گئے اور) بچے کے والد سے فرمایا: کیا تم یہ پسند نہیں کروگے کہ جنت کے جس دروازے سے تم آؤ اسے اسی دروازے پر اپنا انتظار کرتے ہوئے پاؤ؟ تو ایک صاحب عرض کرنے لگے: یارسول اللہ (ﷺ) یہ بات انہیں کے لئے خاص ہے یا ہم سب (مسلمانوں) کے لئے ہے؟ ارشاد فرمایا: بلکہ تم سب کے لئے ہے۔

1۔ حمص شام میں ایک شہر کا نام ہے۔ فلسطین، بحرروم کے مشرقی ساحل پر اردن اور مصر کے درمیان ایک عظیم الشان خوبصورت اور زرخیز علاقہ جو کبھی ملک شام کا ایک حصہ تھا۔ یہ علاقہ جو انبیاء علیہم السلام کا مسکن رہا، جس میں بیت المقدس نام کا پرعظمت شہر بھی ہے اور جہاں سے شب اسریٰ کے دولہا ﷺ کے معراج آسمانی کی ابتدا ہوئی تھی۔ آج دشمنان اسلام یہودیوں کے ناپاک قبضہ میں ہے اور دنیا کا بدترین ملک اسرائیل اسی پر قائم ہوا ہے۔ صد افسوس۔ (مترجم)

اسے امام احمد نے نیز ابن حبان نے اپنی صحیح میں مختصراً روایت کیا۔ امام صاحب کے راوی صحیح ہیں۔ اور نسائی کی ایک روایت میں یوں ہے کہ: "فرمایا: جب اللہ کے پیغمبر ﷺ مجلس میں تشریف لاتے تو آپ کے سامنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت بھی حاضر خدمت ہوتی۔ ان میں ایک صحابی تھے جن کا ایک چھوٹا سا بچہ ان کے پیچھے پیچھے آجاتا تو وہ اسے اپنے سامنے بٹھا لیتے۔ (ایک روز) وہ بچہ فوت ہو گیا۔ تو وہ صحابی اس کی وفات کی وجہ سے حلقہ ذکر میں حاضر ہونے سے رک گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے انہیں گم پایا تو فرمایا: کیا وجہ ہے، فلاں شخص نظر نہیں آرہا؟ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) ان کا وہ بچہ فوت ہو گیا ہے جسے آپ نے دیکھا تھا۔ نبی سرور ﷺ نے ان کو شرف ملاقات بخشا اور ان سے بچے کے متعلق دریافت فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ وہ انتقال کر گیا ہے۔ آپ ﷺ نے تعزیت فرمائی پھر ارشاد فرمایا: تمہیں دو باتوں میں سے کون سی بات زیادہ پسند ہے؟ یہ کہ تم اپنی تمام عمر اس سے فائدہ اٹھاتے (وہ زندہ رہتا) یا یہ کہ جب تم جنت کے کسی دروازے پر پہنچو تو دیکھو کہ وہ تم سے پہلے وہاں پہنچ چکا ہے اور تمہارے لئے دروازے کھول رہا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یا نبی اللہ! (ﷺ) بلکہ وہ مجھ سے پہلے دروازہ جنت پر پہنچے اور اسے میرے لئے کھولے، یہ تو مجھے بہت ہی محبوب ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "فَذَاكَ لَكَ" "جا تیرے لئے ایسا ہی ہو چکا ہے"۔

حدیث: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے: وہ دو مسلمان (ماں اور باپ) جن کے تین بچے فوت ہو گئے، اللہ تعالیٰ ان بچوں پر اپنی فضل و رحمت کے صدقہ میں ان دونوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ حاضرین نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر دو ہوں؟ فرمایا: دو ہوں تو پھر بھی۔ حاضرین پھر بولے: اگر ایک فوت ہوا تو؟ (ارشاد فرمایا: ایک ہوا تب بھی) پھر ارشاد فرمایا: "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّ السِّقْطَ لَیَجُرُّ اُمَّهٗ بِسَرَرِهٖ اِلَی الْجَنَّةِ اِذَا احْتَسَبَتْهُ" قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، نامکمل (مردہ) پیدا ہونے والا بچہ اپنی ماں کو اپنے ناڑو کے ساتھ باندھ کر جنت کی طرف کھینچ لے جائے گا جبکہ ماں نے اس کے مردہ ہونے پر ثواب کی نیت رکھی ہو۔ (صبر و شکر کیا ہو)۔

اسے امام احمد و طبرانی نے روایت کیا۔ اور امام احمد کی اسناد حسن یا حسن کے قریب ہے۔

حدیث: حضرت ابو سلمیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو رسول اللہ ﷺ کے چرواہے تھے، فرماتے ہیں: میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے: واہ واہ، کیا خوب ہے، (کل قیامت کے روز) میزان عمل میں پانچ چیزیں بڑی وزن دار ہوں گی۔ نمبر 1 سُبْحَانَ اللّٰهِ، نمبر 2 اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، نمبر 3 لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، نمبر 4 اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور نمبر 5 مسلمان شخص کے نیک بچے کی وفات پا جانا کہ اس مسلمان نے اس پر صبر و شکر کا مظاہرہ کیا ہو۔

اسے نسائی، ابن حبان فی صحیحہ اور حاکم نے روایت کیا۔ یہ الفاظ ابن حبان کے ہیں۔ اور بزار نے اسے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جس کی اسناد حسن ہے اور طبرانی نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا، اس کے

رجال بھی صحیح ہیں۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: میری امت سے جس کے دو بچے فوت ہو گئے اللہ ان کے سبب اسے جنت میں داخل فرما دے گا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: جس کا ایک ہی بچہ فوت ہوا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے موفقہ! (وہ خاتون جسے اللہ کی طرف سے توفیق خیر نصیب ہو) جس کا ایک بچہ فوت ہوا اس کو بھی (جنت میں داخل فرمایا جائے گا) ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے عرض کی: تو آپ کی امت میں سے جس کا کوئی بچہ فوت نہ ہوا ہو؟ ارشاد فرمایا: "فَاَنَا فَرَطُ اُمَّتِیْ لَنْ یُّصَابُوْا بِمِثْلِیْ" میں اپنی امت کا جنت کی طرف قائد ہوں گا کیونکہ انہیں میرے وصال سے زیادہ کوئی صدمہ نہیں پہنچا۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے تین نابالغ بچے آگے بھیج دیئے (فوت ہو گئے) وہ اس کے لئے آگ سے بچاؤ کا محفوظ قلعہ بن جائیں گے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں دو بچوں کو آگے بھیج چکا ہوں؟ فرمایا: اور دو بھی ہوں گے۔ حضرت ابی بن کعب سید القراء رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں نے ایک بچے کو بھیجا ہے؟ فرمایا: اور ایک بھی ایسا ہی ہوگا۔ ابن ماجہ۔

حدیث: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسی بندے کا بچہ فوت ہوتا ہے تو اللہ عزوجل اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے: تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: جی ہاں۔ اللہ پاک پھر فرماتا ہے: تم نے میرے بندے کے دل کا پھل قبض کر لیا؟ وہ عرض کرتے ہیں: جی ہاں۔ اللہ فرماتا ہے: اس پر میرے بندے نے کیا کہا؟ عرض کرتے ہیں: اس نے تیری حمد کی اور اِنَّالِلّٰہِ پڑھا۔ اس پر اللہ فرماتا ہے: میرے بندے کے لئے جنت میں ایک محل تعمیر کر دو اور اس کا نام "بیت الحمد" رکھ دو۔

اسے امام ترمذی نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

ترہیب

عورت کواس کے شوہر کے خلاف بھڑکانا یا اس کے برعکس کرنا (دونوں میں جھگڑا کرانا)

حدیث: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص ہم میں سے (ہمارے دین اور ہماری ملت کاملہ پر) نہیں ہے جو امامت (دین وایمان) کی قسم کھائے (کہ یہ طریقہ کفار ہے) "وَمَنْ خَبَّبَ عَلَى امْرِئٍ زَوْجَتَهُ اَوْمَمْلُوْكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا" اور جو آدمی کسی شخص کی بیوی کو اس کے خلاف یا غلام کو (اس کے آقا کے خلاف) بھڑکائے، وہ بھی ہم میں سے نہیں ہے۔

اسے امام احمد نے صحیح اسناد کے ساتھ نیز بزار اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ الفاظ امام صاحب کے ہیں۔

(یہی مضمون حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ابوداؤد، نسائی، ابن حبان نے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے طبرانی نے صغیر و اوسط میں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے طبرانی نے اوسط میں اور ابویعلیٰ نے روایت کیا ابویعلیٰ کے تمام راوی ثقہ ہیں)۔

حدیث: سیدنا حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابلیس (لعین) پانی پر اپنا تخت بچھاتا ہے۔ پھر (مختلف اطراف عالم میں) اپنے لشکر بھیجتا ہے۔ ان لشکروں میں ابلیس کے سب سے زیادہ قریب درجہ اس کا ہوتا ہے جو سب سے زیادہ فتنہ مچاتا ہے۔ اس کے بعد ایک لشکر واپس آ کر اس کو کہتا ہے: میں نے فلاں فلاں فتنہ کیا۔ ابلیس کہتا ہے: تو نے کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر ایک اور آ کر کہتا ہے: میں نے ایک آدمی کو اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک کہ اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی نہیں ڈال (1) دی۔ ابلیس اسے اپنے قریب کرتا ہے اور کہتا ہے: "نِعْمَ اَنْتَ، فَيَلْتَزِمُهٗ" تو کتنا اچھا ہے: اور اسے اپنے ساتھ چمٹا لیتا ہے۔

اسے امام مسلم وغیرہ نے روایت کیا۔

ترہیب

بیوی کا بلا وجہ شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرنا

حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نبی العالمین ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقَهَا مِنْ غَيْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ" جو عورت بغیر کسی (شرعی) وجہ کے اپنے شوہر

1۔ یعنی میاں بیوی میں غلط فہمیاں پیدا کر کے جھگڑا کرا دینا اور جدائی، طلاق کے اسباب پیدا کرنا شیطان کا پسندیدہ فعل ہے۔ مسلمانوں کو اس سے کوسوں دور بھاگنا چاہیے۔ اور امکانی حد تک میاں بیوی کے درمیان غلط فہمیوں کو دور کر کے صلح صفائی کی کوشش کرنی چاہیے اور خود کو معاشرہ کا ایک مفید و کارآمد فرد ثابت کرنا چاہیے۔ (مترجم)

سے طلاق مانگے تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔

اسے ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا۔ اور بیہقی نے ایک حدیث میں یوں روایت کیا کہ فرمایا: ''(بلاوجہ شرعی خاوند سے طلاق یا) خلع (1) کا مطالبہ کرنے والی عورتیں منافقہ ہیں۔ اور یہ نہیں ہوسکتا کہ کوئی عورت اپنے خاوند سے بلاوجہ طلاق مانگے پھر جنت کی ہوا پائے۔ یا فرمایا کہ جنت کی خوشبو سونگھ لے''۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی محترم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَبۡغَضُ الۡحَلَالِ اِلَی اللّٰهِ الطَّلَاقُ'' اللہ تعالیٰ کو تمام حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسند (2) طلاق ہے۔

اسے ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا۔

ترہیب

عورت کا اپنے گھر سے خوشبو لگا کے اور زیب وزینت (Make up) کر کے نکلنا

حدیث: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نبی انور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''كُلُّ عَيۡنٍ زَانِيَةٌ، وَالۡمَرۡأَةُ إِذَا اسۡتَعۡطَرَتۡ فَمَرَّتۡ بِالۡمَجۡلِسِ كَذَا وَكَذَا يَعۡنِيۡ زَانِيَةٌ'' ہر آنکھ (جو غیر محرم کو دیکھتی ہو) زنا کار ہے۔ اور عورت جب خوشبو لگاتی ہے پھر مجلس کے پاس سے گذرتی ہے تو وہ ایسی ہے یعنی زانیہ ہے۔

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اسے امام نسائی، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی اپنی اپنی صحیح میں ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا کہ: ''حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: جو عورت خوشبو لگا کر کسی قوم کے سامنے سے گذرے تا کہ لوگ اس کی خوشبو سونگھیں، وہ زنا کار عورت ہے اور ہر آنکھ (جو اسے دیکھے) زانیہ ہے''۔

اسے حاکم نے بھی روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت موسیٰ بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے قریب سے ایک عورت گذری، اس سے تیز خوشبو پھیل رہی تھی۔ آپ نے اس سے فرمایا: اے خدائے زبردست کی کنیز! کہاں جا رہی ہے؟ بولی: مسجد جا رہی ہوں۔ فرمایا: اس طرح خوشبو لگا کے؟ کہنے لگی: ہاں جی۔ آپ نے فرمایا: واپس لوٹ جا اور اس خوشبو کو دھو کر صاف کر اس لئے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''لَا يَقۡبَلُ اللّٰهُ مِنِ امۡرَأَةٍ صَلٰوةً خَرَجَتۡ اِلَی

1۔ عورت کا کچھ مال دے کر طلاق حاصل کرنا خلع کہلاتا ہے۔ خلع سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے۔

2۔ بلا کسی وجہ شرعی کے طلاق دینا ممنوع و ناپسندیدہ ہے۔ معقول شرعی وجہ ہو تو مباح بلکہ بعض اوقات مستحب۔ مثلاً عورت اسے یا کسی اور کو ایذا دیتی ہو یا بے نماز ہو۔ اور بعض صورتوں میں طلاق دینا واجب ہے۔ مثلاً خاوند نامرد ہے یا ہیجڑا ہے، یا کوئی ایسی وجہ رکھتا ہے کہ حقوق زوجیت ادا کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ ان صورتوں میں طلاق نہ دینا عورت کو تکلیف پہنچانا ہے جو قطعاً جائز نہیں۔ بلکہ ان اعذار کی موجودگی میں مرد نکاح ہی کیوں کرے۔ اسلام مرد کے ساتھ ساتھ عورت کے حقوق کا بھی نگہبان ہے۔ (مترجم)

الْمَسْجِدِ وَرِيْحُهَا تَعْصِفُ حَتّٰى تَرْجِعَ فَتَغْتَسِلَ'' اللہ تعالیٰ اس عورت کی نماز قبول نہیں فرماتا جو مسجد کو اس حال میں جائے کہ اس کی خوشبو پھیل رہی ہو یہاں تک کہ واپس گھر جائے اور اسے دھو کر صاف کرے۔

اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو عورت خوشبو کی دھونی لے، وہ ہمارے ساتھ نماز عشاء کے لئے حاضر نہ ہو۔ ابو نقل کہتے ہیں: عشاء سے مراد (مغرب کی نماز نہیں بلکہ) عشاء کی نماز ہے۔

اسے ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا وعن ابیہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: جبکہ رسول اللہ ﷺ مسجد شریف میں تشریف فرما تھے، قبیلہ مزینہ کی ایک عورت اندر آئی جو اپنی زیب و زینت کے ساتھ تفاخراً مسجد میں چل رہی تھی۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''يَاأَيُّهَا النَّاسُ انْهَوْا نِسَآءَ كُمْ عَنْ لُبْسِ الزِّيْنَةِ وَالتَّبَخْتُرِفِي الْمَسْجِدِ، فَإِنَّ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ لَمْ يُلْعَنُوْا حَتّٰى لَبِسَ نِسَآءُ هُمُ الزِّيْنَةَ وَتَبَخْتَرُوْا فِي الْمَسْجِدِ'' لوگو! اپنی عورتوں کو مزین لباس پہننے اور مسجد میں متکبرانہ چلنے سے روکو۔ کیونکہ بنی اسرائیل اس وقت تک ملعون نہیں ہوئے جب تک ان کی عورتوں نے مزین لباس پہننا اور مسجد میں متکبرانہ چلنا پھرنا (1) شروع نہیں کیا۔

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا۔

1۔ اللہ رب العزت نے خواتین اسلام کو اپنی زیب و زینت چھپانے کا حکم دیا۔ ارشاد فرمایا:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ (نور)

ترجمہ: ''اور (اے حبیب پاک! ﷺ) ایمان والی خواتین کو حکم دیں کہ وہ اپنی نگاہوں کو کچھ نیچا رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنی زیب و زینت دکھاتی نہ پھریں۔ مگر جو خود بخود ظاہر ہو (یعنی چہرہ، ہاتھ اور پاؤں۔ اور آج کے دور پر فتن میں تو ان اعضاء کا پردہ بھی فرض ہے) اور اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں۔ (یعنی سر پر اس طرح دوپٹہ رکھیں کہ اس کے پلو گریبان پر بھی آجائیں تاکہ مکمل پردہ ہو جائے)''۔

قرآن و حدیث کے احکام کو ذہن میں رکھتے ہوئے ایک مسلمان جب اپنے مسلمان معاشرہ (Muslim Society) میں نکلتا ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کسی غیر مسلم معاشرہ میں آنکلا ہو۔ اللہ کی پناہ۔

مذکورہ بالا حدیث میں عورتوں کو زینت کر کے مسجد میں آنے سے روکا گیا ہے۔ اس دور میں عورت کو مسجد میں آنے کی اجازت تھی۔ آج تو اجازت بھی نہیں۔ پھر اگر مسجد میں ایسی حالت میں آنا منع ہے تو درباروں مزاروں پر اور پیر خانوں میں بناؤ سنگار کر کے آنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ (مترجم)

ترہیب

راز کی بات افشا کرنا

خصوصاً وہ راز جو میاں بیوی کے درمیان ہوتے ہیں

حدیث: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: قیامت کے دن اللہ کے نزدیک مرتبے کے لحاظ سے سب لوگوں سے بدترین شخص وہ آدمی ہوگا جو اپنی عورت کے پاس تنہائی میں جائے اور وہ عورت ہوگی جو اپنے مرد کے پاس خلوت میں جائے پھر یہ ایک دوسرے کے راز افشا کرتے پھریں۔ (ایسا راز افشا کرنا حرام ہے)۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ: ''قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے بڑی امانت یہ ہے کہ مرد اپنی عورت کے ساتھ اور عورت اپنے مرد کے ساتھ تنہائی میں ہو پھر اس کے راز کو ظاہر کرے۔ (یہ سب سے بڑی خیانت ہے)''۔

اسے ابوداؤد اور مسلم وغیرہما نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھیں، کئی دیگر خواتین وحضرات بھی خدمت عالیہ میں موجود تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: شاید کوئی مرد کہتا ہو کہ اس نے اپنی بیوی سے کیا کچھ کیا اور شاید کوئی عورت بتاتی پھرتی ہو کہ اس نے اپنے شوہر کے ساتھ کس طرح سلوک کیا۔ لوگ خاموش ہوگئے تو میں نے عرض کیا: ہاں، اللہ کی قسم، یارسول اللہ! (ﷺ) مرد ایسا کرتے ہیں اور عورتیں بھی بتایا کرتی ہیں۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ایسا بالکل نہ کیا کرو۔ اس کی مثال تو شیطان کی طرح ہے کہ وہ اپنی شیطانہ سے ملتا ہے پھر اس سے بدکاری کرتا ہے جب کہ لوگ دیکھ رہے ہوتے ہیں۔

اسے امام احمد نے بروایت شہر بن حوشب روایت کیا (اسی مضمون کی ایک حدیث بزار نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور ابوداؤد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: سباع (1) حرام ہے۔ ابن لہیعہ نے کہا: سباع کا معنی ہے جماع پر فخر کرنا۔

اسے امام احمد، ابویعلیٰ اور بیہقی نے روایت کیا۔

1۔ سباع، کثرت جماع پر فخر کرنا۔ جیسے بعض احمق اور بے حیاء لوگ کہا کرتے ہیں کہ میں ایک رات میں دس بار جماع کر سکتا ہوں یا اتنی عورتوں سے ہم بستر ہوسکتا ہوں۔ بعض نے اس کا معنی گالی دینا بھی کیا ہے۔ (مترجم)

كتاب اللباس والزينة

لباس(1)اورزیب وزینت کا بیان

ترغیب

سفید لباس پہننا

حدیث: حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اِلْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَاِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ'' سفید کپڑے پہنا کرو۔ کیونکہ تمہارے کپڑوں میں یہی بہترین ہیں اور انہیں میں اپنے مردوں کو کفن دیا کرو۔

اسے ابوداؤد، ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سفید کپڑے، پہن:

---

(1) لباس میں ہر وہ چیز داخل ہے جو پہنی جاتی ہو مثلاً کپڑے، جوتے، زیورات وغیرہ۔ لباس اور زیب وزینت کے متعلق بھی کتاب اللہ خاموش نہیں ہے۔ بلکہ ارشاد فرمایا جاتا ہے:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ؕ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝ (اعراف)

ترجمہ: ''اے اولادِ آدم! بے شک ہم نے تمہارے اوپر اتارا ہے لباس، جو تمہاری شرمگاہوں کو ڈھانپتا ہے اور باعث زینت ہے۔ اور پرہیزگاری کا لباس تو بہترین لباس ہے۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ لوگ نصیحت قبول کریں''۔

آیت مذکورہ میں انسان کو لباس کے دو فائدے بتائے گئے ہیں نمبر 1 سترِ عورت اور نمبر 2 آسائش وزیب وزینت۔ اسی سورہ مبارکہ میں کچھ آگے چل کر فرمایا:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (اعراف)

ترجمہ: ''(اے محبوب! ﷺ) آپ فرمائیں کہ کس نے حرام کیا ہے اللہ کی زینت کو جو اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا فرمائی؟ (اور کس نے حرام کیا ہے) لذیذ پاکیزہ کھانوں کو؟ آپ فرمادیں کہ یہ چیزیں اس دنیا میں ایمان والوں کے لئے ہیں (اور بے ایمان بھی ان کے ساتھ شامل ہیں) قیامت کے روز تو خاص طور پر انہیں کے لئے ہیں۔ ہم اسی طرح کھول کھول کر اپنی آیات بیان فرماتے ہیں علم والوں کے لئے۔ آپ ارشاد فرمائیں کہ میرے پروردگار نے تو حرام کردیا ہے تمام بے حیائیوں کو چھپی ہوئی یا ظاہر۔ اور گناہ کو اور ناجائز سرکشی کو اور اس بات کو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ جس کی اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری، اور اس کو کہ تم اللہ کے بارے میں ایسی بات کہو جس کا تمہیں علم ہی نہیں''۔

شریعت اسلامیہ میں مرد کے لئے ناف سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک اور عورت کے لئے نامحرم سے سارے جسم کو ڈھانپنا فرض ہے۔ اور اس سے زائد جس سے زینت مقصود ہو نیز نعمت خداوندی کا اظہار ہو، مستحب ہے۔ خاص مواقع پر مثلاً جمعہ وعیدین پر عمدہ لباس زیب تن کرنا مباح ہے۔ تکبر وغرور کے طور پر جو بھی کپڑے پہنے جائیں گے ممنوع ہوں گے چاہے کیسے بھی ہوں کہ یہ صفت نہایت مردود ہے۔ مسلمان کو اس سے پرہیز لازم ہے۔ لباس کے باقی مسائل احادیث میں ملاحظہ ہوں۔ (مترجم)

کرو کیونکہ یہ صاف ستھرے اور پاکیزہ ہوتے ہیں اور انہیں میں اپنے فوت شدگان کو کفن دیا کرو۔

اسے امام ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کیا۔ ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور حاکم نے کہا: صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَحْسَنُ مَازُرْتُمُ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ بِهٖ فِیْ قُبُوْرِكُمْ وَمَسَاجِدِكُمُ الْبَيَاضُ'' اللہ عزوجل کے ساتھ تمہاری قبروں اور مسجدوں میں ملاقات کے لئے تمہارے لئے بہترین لباس، سفید لباس ہے۔ ابن ماجہ۔

ترغیب

قمیص پہننا

ترہیب

اسے بہت لمبا رکھنا، بطور تکبر زمین پر گھسیٹنا اور نماز میں لٹکانا وغیرہ

حدیث: ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: ''کَانَ اَحَبَّ الثِّيَابِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمِيْصُ'' جناب رسول اللہ ﷺ کو کپڑوں میں قمیص سب سے زیادہ پسند تھی۔

اسے ابوداؤد، نسائی، ترمذی، حاکم اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ ترمذی نے اسے حسن اور حاکم نے صحیح کہا۔ ابن ماجہ کے الفاظ یہ ہیں نیز یہ ابوداؤد کی روایت بھی ہے: ''رسول اللہ ﷺ کو قمیص سے زیادہ کوئی دوسرا کپڑا پسند نہیں تھا''۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْاِزَارِ فَفِي النَّارِ'' ٹخنوں سے نیچے لٹکنے والا تہبند دوزخ میں ہوگا۔

اسے امام بخاری اور نسائی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ تہبند کے متعلق ارشاد فرمایا (کہ ٹخنوں سے نیچے لٹکنے والا دوزخ میں ہوگا) وہی حکم قمیص کے متعلق ہے (یعنی قمیص بھی اتنی لمبی نہیں ہونی چاہیے کہ ٹخنوں سے نیچے لٹکے)۔ یہ ابوداؤد کی روایت ہے۔

حدیث: حضرت علاء بن عبدالرحمٰن اپنے والد بزرگوار رضی اللہ عنہم سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے تہبند کے بارے میں سوال کیا۔ تو انہوں نے کہا: تم نے ایک خبر رکھنے والے پر اس مسئلے کا بوجھ ڈال دیا، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، مومن کا تہبند پنڈلی کے نصف تک ہو تو کوئی حرج نہیں یا فرمایا کہ اس پر کوئی گناہ نہیں کہ تہبند اس کے اور ٹخنوں کے درمیان تک ہو۔ اور جو اس سے نیچے ہو وہ آگ میں ہوگا۔ جو شخص از روئے تکبر تہبند کو گھسیٹتا پھرے،

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔

اسے امام مالک، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت زید بن اسلم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، جبکہ میں ایسا تہبند پہنے ہوئے تھا جو لٹک رہا تھا۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا: یہ کون صاحب ہیں؟ میں نے عرض کی: عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) ہوں۔ فرمایا: اگر تم عبداللہ ہو تو اپنے تہبند کو اوپر کرلو۔ میں نے اپنا تہبند پنڈلیوں کے نصف تک اوپر کرلیا۔ (راوی فرماتے ہیں:) پھر ان کا تہبند وفات تک اسی مقام تک رہا۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ ان کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نبی انور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے کلام نہ فرمائے گا، ان کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا اور نہ انہیں پاک فرمائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یہ لوگ تو نامراد و ناکام ہوگئے، یارسول اللہ! (ﷺ) یہ کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: "اَلْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهٗ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ" کپڑا لٹکانے والا، کچھ دے کر بہت احسان جتانے والا اور جھوٹی قسمیں کھا کر اپنا سامان تجارت فروخت کرنے والا۔

اور ایک دیگر روایت میں ہے: "اَلْمُسْبِلُ اِزَارَهٗ" اپنا تہبند (ٹخنوں سے نیچے) لٹکانے والا۔ مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی دو جہاں ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: لٹکانا تہبند، قمیص اور پگڑی میں ہوتا ہے۔ جس آدمی نے ان میں سے کوئی چیز از راہ تکبر لٹکائی، قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر کرم (1) نہیں فرمائے گا۔

اسے ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ نے بروایت عبدالعزیز بن ابی رواد روایت کیا۔ جمہور محدثین ان کو ثقہ مانتے ہیں۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلٰى مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَاءَ" اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نگاہ رحمت نہ فرمائے گا جس نے اپنے کپڑے کو تکبر کے ارادے سے زمین پر گھسیٹا۔

امام مالک، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔ (امام مالک، بخاری، مسلم اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت کی ہے)۔

1۔ اس حدیث پاک سے دو مسئلے معلوم ہوئے، نمبر 1 کپڑے کا لٹکانا جو ناجائز ہے وہ صرف تہبند، قمیص اور پگڑی میں ہوتا ہے۔ کسی اور کپڑے میں نہیں۔ اگر کسی نے کمبل وغیرہ اوڑھ رکھا ہو اور وہ ٹخنوں سے نیچے ہو تو وہ اس وعید میں داخل نہ ہوگا۔ نمبر 2 یہ لٹکانا ناجائز و حرام تب ہوگا جبکہ بنیت تکبر و غرور ہو۔ تاہم بہتر یہی ہے کہ یہ ٹخنوں کے نیچے نہ ہو۔ (مترجم)

حدیث: یہ بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے تکبر کی نیت سے کپڑے لٹکائے، اللہ تعالیٰ بروز قیامت اس کی طرف نظر کرم نہیں فرمائے گا۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! (ﷺ) میرا تہبند زمین پر ڈھلک جاتا ہے مگر میں اسے سنبھال لیتا ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو از راہ تکبر ایسا کیا کرتے ہیں۔

اسے امام بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے روایت فرمایا۔ اور مسلم کے الفاظ یوں ہیں: ''فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے ان دونوں کانوں سے ارشاد فرماتے ہوئے سنا: وہ تہبند جسے پہننے سے صرف تکبر ہی مراد ہو، تو اللہ تعالیٰ ایسا کرنے والے کی طرف قیامت کے دن نظر کرم نہیں فرمائے گا''۔

حدیث: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے حضرت سفیان بن ابی سہل رضی اللہ عنہ کی کمر تھامی اور ارشاد فرمایا: ''یَاسُفْیَانُ لَا تُسْبِلْ اِزَارَکَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُسْبِلِیْنَ'' اے سفیان! اپنے تہبند کو مت لٹکانا کیونکہ اللہ تعالیٰ کپڑے لٹکانے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

اسے ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ یہ الفاظ ابن حبان کے ہیں۔

حدیث: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ہم نبی رحمت ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر تھے کہ قریش کا ایک شخص اپنے خوبصورت لباس میں ٹہلتا ہوا آیا۔ جب وہ ٹھہر گیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے بریدہ! اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے میزان قائم نہیں فرمائے گا (کہ اس کی کوئی نیکی قابل وزن نہیں، جہنمی ہوگا)۔ اسے بزار نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم اکٹھے ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اے گروہ مسلمین! اللہ سے ڈرتے رہو اور اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کیا کرو۔ اس لئے کہ صلہ رحمی سے بڑھ کر جلد ملنے والا اور کوئی ثواب نہیں، ظلم کرنے سے بچتے رہو کیونکہ ایسی کوئی سزا نہیں جو ظلم کی سزا سے جلد مل جانے والی ہو۔ اور والدین کی نافرمانی سے خود کو بچاؤ، کیونکہ جنت کی خوشبو ایک ہزار سالہ دوری کی راہ سے بھی محسوس ہو جاتی ہے لیکن اللہ کی قسم، یہ خوشبو والدین کا نافرمان، قطع رحمی کرنے والا، زنا کار بوڑھا اور از راہ تکبر اپنے تہبند کو گھسیٹنے والا نہ پا سکے گا۔ عظمت و بڑائی تو فقط اللہ رب العالمین کو زیبا ہے۔ الحدیث۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرما رہے تھے: جس شخص نے دوران نماز تکبر کے ارادہ سے تہبند لٹکایا، اللہ کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہ رہا، نہ حلال کاموں میں (کہ انہیں قبول فرمائے) اور نہ حرام افعال میں (کہ انہیں معاف کر دے)۔

اسے ابوداؤد نے روایت کیا اور فرمایا: اسے ایک جماعت نے حضرت ابن مسعود پر موقوفاً روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک آدمی اس حال میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اپنے تہبند کو لٹکائے ہوئے تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے ارشاد فرمایا: جا جا کر وضو کر کے آ۔ وہ گیا اور وضو کر کے واپس آیا۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: جا اور جا کر وضو کر۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) آپ اسے بار بار وضو کرنے کا حکم کیوں ارشاد فرما رہے ہیں؟ آپ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ پھر فرمایا: یہ نماز کی حالت میں تہبند لٹکائے ہوئے ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ تہبند لٹکانے والے کی نماز قبول نہیں فرماتا(1) (یعنی نماز میں کپڑا لٹکانا اور بھی برا ہے)۔

اسے ابوداؤد نے روایت کیا۔

ترغیب

نیا کپڑا پہنتے وقت کی دعائیں

حدیث: حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بندہ کھانا کھائے پھر کہے: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ هٰذَا وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ'' (سب تعریفیں اس اللہ کی ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور مجھے یہ میری محنت وہمت کے بغیر دیا) تو اس کے پہلے تمام گناہ بخش دیے جائیں گے۔

اور جو شخص نیا کپڑا پہنے پھر پڑھے: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ هٰذَا وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ'' (یعنی تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے یہ لباس پہنایا اور بغیر طاقت ومحنت کے مجھے عنایت فرمایا) ''غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَتَاَخَّرَ'' تو اس کے اگلے اور پچھلے سارے گناہ (یعنی صغیرہ گناہ) معاف فرما دیئے جائیں گے۔

اسے ابوداؤد اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ امام ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی اس حدیث کا پہلا حصہ (جس میں کھانے کا ذکر ہے) روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نیا کپڑا پہنا

1۔ اس باب کی احادیث میں قمیص، تہبند یا عمامہ کو اس طرح لٹکانے سے منع فرمایا گیا جس سے تکبر وغرور کا اظہار ہوتا ہو، خداوند قدوس جل شانہ کو تکبر وغرور انتہائی ناپسند ہے۔ اسی لئے اپنے کلام مقدس میں انسانوں کو اس فعل شنیع سے سختی کے ساتھ روکا ہے۔ فرمان ہے:

وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿﴾ (بنی اسرائیل)

ترجمہ: ''اور زمین میں اتراتا کر نہ چل، بے شک تو ہرگز زمین نہ پھاڑ ڈالے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچ سکے گا''۔

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۚ﴿﴾ وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ ﴿﴾ (لقمان)

ترجمہ: ''اور کسی کے ساتھ بات کرنے میں اپنا رخسار ٹیڑھا نہ کر (تکبراً منہ نہ پھیرلے) اور زمین پر اتراتا ہوا نہ چل، بے شک اللہ نہیں پسند فرماتا کسی اترانے والے فخر کرنے والے کو۔ اور درمیانی چال چلا کر، اور اپنی آواز کچھ دھیمی رکھ، بے شک آوازوں میں سب سے بری آواز گدھوں کی ہے''۔

تکبر وغرور اتنی بری عادت ہے کہ شیطان رجیم بھی اسی کی وجہ سے مردود بارگاہ الٰہی ہوا۔

تکبر عزازیل را خوار کرد   بزندان لعنت گرفتار کرد   (شیخ سعدی رحمہ اللہ) (مترجم)

پھر کہا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ'' (تمام تعریفیں ہیں اس اللہ کو جس نے مجھے وہ لباس پہنایا جس سے میں اپنی پردے کی چیزیں چھپاتا ہوں اور اپنی زندگی میں اس سے زینت حاصل کرتا ہوں) پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو بندہ نیا کپڑا پہنے پھر کہے: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ'' (ترجمہ ابھی گذرا) پھر پرانا کپڑا اٹھائے اور صدقہ کر دے، ''كَانَ فِیْ كَنَفِ اللّٰهِ وَفِیْ حِفْظِ اللّٰهِ وَفِیْ سَتْرِ اللّٰهِ حَیًّا وَّ مَیِّتًا'' تو زندگی میں اور مرنے کے بعد اللہ کی رحمت، اللہ کی حفاظت اور اللہ کے پردہ میں رہے گا۔

اسے امام ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کیا۔ ترمذی نے فرمایا: حدیث غریب ہے۔ (اسی مضمون کی ایک روایت بیہقی نے بھی کی ہے)۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس بندے کو اللہ تعالیٰ کوئی نعمت عطا فرمائے اور وہ بندہ یقین کر لے کہ یہ اللہ ہی کی جانب سے ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کا شکریہ حمد کرنے سے پہلے ہی قبول فرمالے گا۔ اور جس آدمی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے وہ اس پر شرمندہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ معافی مانگنے سے پہلے ہی اس کا گناہ بخش دے گا۔ اور جو بندہ کوئی کپڑا ایک دینار میں یا آدھے دینار میں خریدے پھر اسے پہن کر اللہ عزوجل کی حمد کرے تو وہ کپڑا اس کے گھٹنوں تک بھی پہنچنے نہ پائے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دے گا۔

اسے ابن ابی الدنیا، حاکم اور بیہقی نے روایت کیا۔ اور حاکم نے فرمایا: میں اس حدیث کے راویوں میں کسی کو مجروح نہیں جانتا۔

ترہیب

عورتوں کا ایسے باریک کپڑے پہننا جن میں سے بدن چھلکتا ہو

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: میری امت میں آخری زمانہ میں کچھ لوگ تیز رفتار گھوڑوں پر سوار ہو کر آئیں گے، ان لوگوں کی طرح جو مسجدوں کے دروازوں کے پاس آکر اترتے ہیں حالانکہ ان کی عورتیں کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی مگر پھر بھی ننگی ہوں گی۔ ان کے سروں پر دبلے اونٹوں کی کہانوں کی طرح ابھار ہوں گے (1)۔ ان پر تم لعنت بھیجو کیوں کہ وہ لعنتی ہوں گی۔ اگر تمہارے بعد کوئی اور امت ہوتی تو تمہاری عورتیں اس کی اسی طرح خدمت کرتیں جس طرح تم سے پہلی امتوں کی عورتوں نے تمہاری خدمت کی۔

1۔ یعنی مرد تو بڑی سج دھج کے ساتھ ٹیپ ٹاپ کا مظاہرہ کرتے ہوئے مساجد میں آئیں گے جبکہ ان کی بیویاں اور بہو، بیٹیاں اتنے باریک لباس پہنے پھر رہی ہوں گی کہ جسم کے تمام اتار چڑھاؤ اور اعضاء نظر آ رہے ہوں گے۔ مخبر صادق ﷺ کے ارشاد کی سو فیصد سچائی سر کی آنکھوں سے دیکھی جا سکتی ہے۔ خصوصاً یورپ میں بسنے والے مسلمان اس فرمان پر بہت زیادہ توجہ فرمائیں۔ (مترجم)

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ ابن حبان کے ہیں۔ حاکم کہتے ہیں۔ یہ حدیث برشرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوزخیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جنہیں میں نے نہیں دیکھا۔ ایک وہ لوگ ہیں جن کے پاس گائے کی دموں کی طرح کے کوڑے ہیں جن سے لوگوں کو مارتے پھرتے ہیں (بلاوجہ لوگوں کو ستانے والے) دوسرے "وَنِسَآءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُءُ وْسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا وَاِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَّسِيْرَةِ كَذَا وَكَذَا" وہ عورتیں ہیں جو لباس پہنے ہوئے ہیں مگر پھر بھی ننگی ہیں۔ (اتنا باریک لباس کہ جیسے ننگی ہی ہوں) لوگوں کو اپنی طرف مائل کرتی ہیں، خود مائل ہو جاتی ہیں۔ ان کے سر بختی اونٹوں کی کہان کی طرح ایک جانب جھکے ہوئے ہیں۔ یہ جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی۔ حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی دوری سے محسوس کی جا سکے گی۔ اسے مسلم وغیرہ نے روایت کیا۔

حدیث: ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (ان کی ہمشیرہ) حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں جبکہ یہ باریک کپڑے پہنے ہوئے تھیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف سے چہرہ انور پھیر لیا اور ارشاد فرمایا: اے اسماء! عورت جب بالغ ہو جائے تو اسے یہ جائز نہیں کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر آئے (1) سوائے اس کے اور آپ ﷺ نے اپنے چہرہ پاک اور ہاتھوں کی طرف اشارہ فرمایا۔

اسے ابوداؤد نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث مرسل ہے۔

ترہیب

مردوں کا ریشمی لباس پہننا، ریشمی گدوں یا بستروں پر بیٹھنا اور سونے کے زیورات پہننا

حدیث: حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ فَاِنَّهٗ مَنْ لَبِسَهٗ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْاٰخِرَةِ" ریشم نہ پہنا کرو اس لئے کہ جو

1۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو ارشاد فرمایا ہے:

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ (احزاب)

ترجمہ: "اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو اگلی جہالت کی بے پردگی کی طرح۔ اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کا حکم مانو۔ اے میرے نبی کے گھر والو! اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے۔ اور تمہیں پاک کر کے خوب صاف ستھرا کر دے"۔

اگلی جہالت سے اسلام کی آمد سے پہلے کا زمانہ مراد ہے جب عورتیں اپنے گھروں سے اتراتی ہوئی نکلا کرتی تھیں۔ اپنی زیب و زینت اور محاسن کا اظہار کرتی تھیں اور ایسے لباس پہنتی تھیں جن سے جسم اچھی طرح چھپتا نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب بے ہودگیوں سے منع فرمایا اور کہا کہ اللہ تو تمہیں تمام ناپاکیوں سے پاک فرمانا چاہتا ہے۔ یعنی یہ کام ناپاکی کے کام ہیں۔ تم ان کے قریب بھی نہ جانا۔ دور حاضر کی مسلم خواتین غور فرمائیں کہ کیا وہ امہات المومنین سے زیادہ نیک اور متقی ہیں؟ کیا یہ احکام ان کے لئے نہیں ہیں؟ یقیناً ہیں۔ تو انہیں چاہیے کہ مسلمان خواتین بن کر دکھائیں۔ (مترجم)

شخص دنیا میں ریشم پہنے گا وہ آخرت میں نہ پہن (1) سکے گا۔

اسے امام بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا اور نسائی نے یہ الفاظ زائد کئے ہیں: ''ابن زبیر نے فرمایا: جو شخص دنیا میں ریشم پہنے، وہ جنت میں داخل نہ ہوگا (کیونکہ) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ لِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ (الحج) ''یعنی ان (اہل جنت) کا لباس ریشمی ہوگا''۔

حدیث: آپ ہی سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''اِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيْرَ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ'' ریشم وہی پہنتا ہے جس کا کوئی حصہ نہیں۔

بخاری، ابن ماجہ، نسائی نے روایت کیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ: ''مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ'' ''جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے''۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا: جس نے دنیا میں ریشمی لباس پہنا، وہ آخرت میں نہیں پہن سکے گا۔ اور اگر جنت میں چلا بھی گیا تو اہل جنت ریشم پہنے ہوں گے مگر یہ محروم ہی رہے گا۔

اسے نسائی، ابن حبان فی صحیحہ اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ورضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ریشم کو دائیں ہاتھ میں اور سونے کو بائیں دست مبارک میں پکڑا پھر ارشاد فرمایا: ''اِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِيْ'' یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔

ابوداؤد اور نسائی نے اسے روایت فرمایا۔

حدیث: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اس دنیا میں ریشمی لباس پہن لیا وہ اسے آخرت میں نہ پہن سکے گا۔ جس نے دنیا میں شراب نوشی کی وہ آخرت میں نہیں پیئے گا۔ اور جس نے سونے اور چاندی کے برتنوں میں کچھ پیا۔ وہ آخرت میں ان برتنوں میں نہ پی سکے گا۔ پھر ارشاد فرمایا: (یہ چیزیں) اہل جنت کے لباس، اہل جنت کے مشروب اور اہل جنت کے برتن ہیں۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک ریشمی قبا بطور ہدیہ پیش کی گئی۔ آپ نے اسے پہن لیا پھر اس میں نماز ادا فرمائی پھر واپس تشریف لائے اور اسے جلدی سے اتار کر یوں

1۔ مردوں کے لئے ریشمی کپڑے پہننا حرام ہے۔ جسم اور ریشمی کپڑوں کے درمیان میں کوئی غیر ریشمی کپڑا پہنا ہو یا نہ۔ دونوں صورتوں میں حرام ہے۔ ریشم کے بستر، لحاف، گدے وغیرہ بھی ناجائز ہیں۔ دروازوں اور کھڑکیوں پر ریشمی پردے لٹکانا مکروہ وممنوع ہے۔ مرد کے لباس میں ریشمی کپڑے کی پٹی جو چار انگلی سے زیادہ چوڑی نہ ہو جائز ہے، لمبائی چاہے جتنی بھی ہو۔ اسی طرح ریشمی کناری لگانا بھی جائز ہے۔ عورتوں کا ریشم پہننا مطلقاً جائز ہے۔ ریشمی مصلے پر نماز پڑھنا حرام تو نہیں لیکن مناسب بھی نہیں۔ بچنا ہی بہتر ہے۔ ریشمی کپڑے سے بنے ہوئے جزدان میں قرآن حکیم رکھ سکتے ہیں۔ (مترجم)

پھینک دیا جیسے اسے ناپسند فرماتے ہوں پھر ارشاد فرمایا: ''لَا یَنْبَغِیْ ھٰذَا لِلْمُتَّقِیْنَ'' یہ لباس اہل تقویٰ کو زیب ہی نہیں دیتا۔ بخاری ومسلم۔

حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے، ریشم ودیباج پہننے اور اس پر بیٹھنے سے منع فرمایا۔ بخاری۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: جو بندہ اللہ کی نعمتوں کی امید رکھتا ہو، وہ ریشم استعمال نہ کرے۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا۔ اس میں ایک قصہ کا بیان ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا: دنیا میں ریشم وہی پہنتا ہے جو آخرت میں اسے پہننے کی امید نہیں رکھتا۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کیا حال ہوگا ان لوگوں کا جنہیں ان کے پیغمبر ﷺ کی یہ حدیث پہنچ چکی ہے، پھر بھی اپنے کپڑوں اور گھروں میں ریشم استعمال کرتے ہیں۔

اسے بھی امام احمد نے بطریق مبارک بن فضالہ عن الحسن عنہ روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میری امت پانچ چیزوں میں مبتلا ہو جائے گی تو ان پر ہلاکت و بربادی وارد ہوگی۔ نمبر 1 جب ایک دوسرے پر لعنت کرنا عام ہو جائے گا، نمبر 2 جب لوگ شرابیں نوش کریں گے۔ نمبر 3 جب نوجوان داشتائیں گھروں میں رکھنے لگیں گے، نمبر 4 جب مرد مردوں سے خواہش نفسانی پوری کریں گے اور نمبر 5 جب عورتیں عورتوں سے قضائے شہوت کرلیں گی۔

اسے بیہقی نے ایک اور حدیث کے بعد روایت کیا۔ پھر کہا: اس کی اور ما قبل حدیث کی اسناد غیر قوی ہے مگر جب ایک اسناد دوسری سے مل جائے تو وہ قوی ہو جاتی ہے۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک جبہ دیکھا جس کا گریبان ریشم سے بنا ہوا تھا تو فرمایا: یہ قیامت کے روز (پہننے والے کے گلے میں) جہنم کی آگ کا طوق ہوگا۔

اسے بزار اور طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: ام المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: اللہ کے رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص دنیا میں ریشمی کپڑے پہنے گا، اللہ عزوجل اسے قیامت کے دن آگ کا لباس پہنائے گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ: '' جو دنیا میں ریشمی لباس پہنے گا، اللہ قیامت کے روز اسے آگ سے بنا ہوا ذلت کا لباس پہنائے گا۔ یا آگ کے کپڑے پہنائے گا''۔

اسے امام احمد وطبرانی نے روایت کیا۔ اس کی اسناد میں جابر الجعفی ہے۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یَلْبَسْ حَرِیْراً وَّلَا ذَھَباً'' جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ نہ ریشم پہنے اور نہ ہی سونا۔

اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی دو عالم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: میری امت میں سے جو شخص فوت ہوا اور وہ شراب نوشی کیا کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت میں جنتی شراب پینا حرام کر دے گا اور جو شخص (مرد) میری امت سے مرا جبکہ وہ (دنیا میں) سونے کے زیورات پہنا کرتا تھا، اللہ اس پر جنت میں سونا پہننا حرام فرما دے گا۔

اسے امام احمد وطبرانی نے روایت کیا اور امام صاحب کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی پہنی ہوئی دیکھی تو اسے اتار کر پھینک دیا۔ اور فرمایا: تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ آگ کے انگارے کی طرف بڑھے اور اسے اپنے ہاتھ میں پکڑ لے(1)؟ رسول اللہ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد اسے کہا گیا کہ اپنی انگوٹھی لے لے اور اس سے کوئی فائدہ حاصل کر لے، تو اس آدمی نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم، میں اسے نہیں لوں گا جسے رسول اللہ ﷺ نے پھینک دیا ہے۔ مسلم۔

حدیث: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نجران سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت پاک میں حاضر ہوا اور وہ سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی جانب سے چہرہ انور پھیر لیا اور فرمایا: ''اِنَّکَ جِئْتَنِیْ وَفِیْ یَدِکَ جَمْرَۃٌ'' تم میرے پاس آئے ہو جبکہ تمہارے ہاتھ میں آگ کا انگارا ہے۔ نسائی۔

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ زیور اور ریشم پہننے والوں کو منع فرماتے اور ارشاد فرماتے: ''اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ حِلْیَۃَ الْجَنَّۃِ وَحَرِیْرَھَا فَلَا تَلْبَسُوْھَا فِی الدُّنْیَا'' اگر تم جنت کے زیورات اور ریشم پسند کرتے ہو تو انہیں دنیا میں مت پہنو۔

اسے نسائی اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث برشرط بخاری و مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے: جس نے شراب

1۔ مرد کو ہر قسم کا زیور پہننا حرام ہے۔ صرف چاندی کی ایک انگوٹھی جائز ہے جس کا وزن ساڑھے چار (4½) ماشہ سے کم ہو۔ سونے، پیتل، تانبے، جست وغیرہ کی انگوٹھی بھی ناجائز ہے۔ عورت کے لئے سونے چاندی کے تمام زیورات جائز ہیں۔ سونے چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کے زیورات عورت کے لئے بھی جائز نہیں ہیں۔ سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا مسلمان مرد وعورت دونوں کے لئے ناجائز ہے۔ سونے یا چاندی کے بٹن کرتے یا اچکن میں لگوا سکتے ہیں جبکہ ان کے ساتھ زنجیر نہ ہو کیونکہ یہ زیور کے حکم میں نہیں۔ (مترجم)

چھوڑ دی حالانکہ وہ اسے پینے پر قدرت رکھتا تھا، میں اسے حظیرۃ القدس (دار آخرت) میں سیراب فرماؤں گا۔ اور جس نے ریشم پہننا ترک کر دیا جبکہ وہ پہن سکتا تھا تو میں اسے حظیرۃ القدس میں لباس پہناؤں گا۔

اسے بزار نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے یہ پسند ہو کہ اللہ اسے آخرت میں شراب (طہور) پلائے تو اسے دنیا میں شراب نوشی ترک کر دینی چاہیے۔ اور جسے یہ اچھا لگتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے آخرت میں ریشمی لباس پہنائے، اسے دنیا میں اس کا پہننا چھوڑ دینا چاہیے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ اس کے راوی مقدام بن داؤد کے سوا ثقہ ہیں۔ ان کو بھی ثقہ کہا گیا ہے۔ اس کے کئی شواہد بھی ہیں۔

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اس امت کے کچھ لوگ کھاتے پیتے اور کھیل کود کرتے ہوئے رات گذاریں گے۔ پھر صبح کو ان چہرے بگاڑ کر بندر اور خنزیر کر دیئے جائیں گے، انہیں زمین میں دھنس جانا اور اوپر سے پتھروں کا برسنا پہنچے گا۔ حتیٰ کہ لوگ بوقت صبح اٹھیں گے تو کہیں گے: آج رات فلاں کا بیٹا زمین میں دھنس گیا۔ اور آج شب فلاں کا گھر زمین دوز ہو گیا۔ اور ضرور ان پر آسمان سے پتھر برسیں گے جس طرح قوم لوط کے قبائل اور گھروں پر پتھروں کی برسات ہوئی تھی۔ اور ان پر خشک آندھی ضرور بھیجی جائے گی جس نے قوم عاد کو ہلاک کیا تھا یہ قوم عاد کے قبائل اور گھروں (1) پر چلی تھی۔ (یہ سارے عذاب) بسبب ان کی شراب نوشی، ان کے ریشم پہننے، ان کے خوبصورت نوجوان طوائفوں کو گھروں میں رکھنے، سود کھانے اور قطع رحمی کرنے کے (ہوں گے)۔ جعفر (ایک راوی) ایک اور خصلت کو بھول گئے۔

اسے امام احمد و بیہقی نے روایت کیا۔

1۔ یہ عذاب انفرادی طور پر تو کبھی کبھار عبرت آموزی کے لئے ہوں گے، مجموعی طور پر نہیں ہوں گے جس طرح عاد و ثمود اور لوط علیہ السلام کی اقوام پر نازل ہوئے تھے کہ ان اقوام کا کوئی فرد باقی نہ بچ سکا تھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (انفال:33)

''یعنی اللہ کی یہ شان نہیں کہ انہیں عذاب دے جب تک (اے محبوب ﷺ) آپ ان پر تشریف فرما ہیں''۔

حدود خداوندی کو توڑنے کے نتائج یہی ہوا کرتے ہیں۔ یہ تو کرم ہے ہمارے مدنی آقا علیہ التحیۃ والثناء کا کہ ہم محفوظ ہیں ورنہ سوائے بت پرستی کے باقی اعمال بد تو ہمارے اندر موجود ہیں۔ خدا اپنی پناہ میں رکھے۔ اور خدا و مصطفےٰ جل وعلا و ﷺ کے احکام سے منہ موڑ کر ذلت و رسوائی کا عذاب تو ہم اٹھا ہی رہے ہیں۔ آج اقوام عالم میں مسلمانوں کی کیا پوزیشن ہے؟ سب جانتے ہیں۔ (مترجم)

ترہیب

مردوں کا عورتوں کے ساتھ اور عورتوں کا مردوں کے ساتھ لباس، گفتگو، اور حرکت وسکون وغیرہ میں مشابہت کرنا

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ''لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّھِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّھَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ'' رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کے ساتھ (چال ڈھال لباس وغیرہ میں) مشابہت کرنے والے مردوں پر اور مردوں کے ساتھ مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی۔

اسے بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور طبرانی نے روایت کیا۔ طبرانی کے نزدیک الفاظ اس طرح ہیں: ''رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک عورت گلے میں کمان ڈالے ہوئے گذری، تو آپ ﷺ نے (اسے دیکھ کر) ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر اور عورتوں کے ساتھ مشابہت کرنے والے مردوں پر لعنت فرماتا ہے''۔

اور بخاری کی ایک اور روایت میں یوں ہے: ''رسول اللہ ﷺ نے مُخَنَّث (1) مردوں اور مردوں کی سی چال ڈھال اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت بھیجی''۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی اس مرد پر جو عورت کا لباس پہنے اور اس عورت پر جو مرد کا سا لباس پہنے۔

اسے ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان فی صحیحہ اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

حدیث: بنو ہذیل قبیلہ کے ایک صاحب سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو دیکھا۔ ان کا گھر حرم سے باہر اور مسجد حرم کے اندر تھی۔ کہتے ہیں: ایک مرتبہ میں ان کے پاس تھا کہ انہوں نے ام سعد بنت ابو جہل کو دیکھا کہ اپنے گلے میں کمان ڈالے مردوں کی طرح چل رہی ہے (اس وقت وہ مسلمان ہو چکی ہوں گی) اسے دیکھ کر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ عورت کون ہے؟ میں نے جواب دیا: یہ ام سعد بنت ابوجہل ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو مرد عورتوں سے مشابہت کرے اور جو عورتیں مردوں کے ساتھ مشابہت کریں وہ ہم میں سے نہیں ہیں۔ (ہمارے طریقہ اور ہماری سنت پر نہیں ہے)۔

1۔ مُخَنَّث وہ مرد ہے جو حرکات وسکنات، بات چیت وغیرہ عورتوں کی طرح کرتا ہو۔ اسے ہماری زبان میں ہیجڑا اور کھسرا کہتے ہیں۔ یہاں لعنت اس کے لئے ہے جو خلقتاً تو ایسا نہیں ہے بلکہ تکلفاً ایسا کرتا ہے۔ اور جو خلقتاً ہی ایسا ہو اس پر کوئی لعنت ملامت نہیں کیونکہ اس میں اس کا اپنا قصور نہیں ہے۔ ہاں اسے بھی کوشش کرنی چاہیے کہ مردوں کی طرح حرکات وسکنات وگفتگو وغیرہ کرے۔ اگرچہ تکلفاً ہی سہی۔ (مترجم)

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ ان کے راوی سوائے ایک مُبہم راوی کے جس کا نام مذکور نہیں، ثقہ ہیں۔ اور طبرانی نے بھی اسے مختصراً روایت کیا ہے اور اس مبہم راوی کا ذکر نہیں کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے مرد مخنثوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں، مردوں کی طرح چال ڈھال رکھنے والی عورتوں پر جو مردوں کے ساتھ مشابہت پیدا کرلیں اور صحرا میں (بغیر ذی محرم کے) اکیلی سفر کرنے والی عورت پر بھی۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ اس کے رجال سوائے طیب بن محمد کے صحیح ہیں۔ ان میں کچھ گفتگو ہے اور حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار افراد پر لعنت کی گئی اور فرشتوں نے اس پر آمین کہا۔ نمبر 1 وہ آدمی جسے اللہ نے مرد بنایا مگر اس نے خود کو عورت بنالیا اور عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرلی، نمبر 2 وہ عورت جسے اللہ تعالیٰ نے مونث پیدا کیا، پھر اس نے خود کو مرد بنایا اور مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرلی، نمبر 3 وہ شخص جس نے کسی نابینے کو غلط راستے پر ڈال دیا اور نمبر 4 عورتوں سے کنارہ (1) کشی کرنے والا مرد حالانکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ بن زکریا (علیہما السلام) کے علاوہ کسی کو عورتوں سے کنارہ کش نہیں پیدا فرمایا۔

اسے طبرانی بطریق علی بن یزید الہانی روایت کیا ہے۔ اور اس حدیث میں غرابت ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک محنث لایا گیا جس نے مہندی کے ساتھ اپنے ہاتھ پاؤں رنگے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا حال ہے اس کا؟ لوگوں نے عرض کی: یہ عورتوں کے ساتھ مشابہت کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے حکم دیا تو اسے نقیع (مدینہ طیبہ سے باہر ایک جگہ) کی طرف نکال دیا گیا۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! (ﷺ) آپ اسے قتل کیوں نہیں کردیتے؟ تو ارشاد فرمایا: مجھے نماز پڑھنے والوں کو قتل کرنے سے روکا گیا ہے (اور یہ نماز پڑھا کرتا تھا)۔ ابوداؤد۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین شخص جنت میں داخل نہیں ہوں گے، نمبر 1 والدین کا نافرمان، نمبر 2 دیوث (وہ بے غیرت جو اپنی بیوی غیر مردوں کو پیش کرے، اور غیر مردوں کی

1۔ عورتوں سے کنارہ کشی کرنے والا، یہ حدیث میں مذکور عربی لفظ "حَصُوْر" کا ترجمہ ہے۔ جس کے معنی ہیں روکنا۔ یہ مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اصطلاح میں حَصُوْر وہ ہے جو قدرت و طاقت کے باوجود محض زہد و پرہیزگاری کی وجہ سے نکاح نہ کرے اور عورت کے پاس نہ جائے۔ اپنے نفس کو شہوت سے دور رکھے۔ شریعت اسلامیہ میں یہ نہ زہد و تقوی ہے اور نہ کوئی اچھائی۔ نکاح کرنا اور بیوی کے حقوق زوجیت ادا کرنا سنت انبیاء علیہم السلام ہے۔ صرف حضرت یحییٰ علیہ السلام اس سے مستثنیٰ ہیں۔ قرآن حکیم فرماتا ہے:

اَنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکَ بِیَحْیٰی مُصَدِّقًا بِکَلِمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَسَیِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ (آل عمران)

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ آپ (زکریا علیہ السلام) کو خوشخبری دیتا ہے یحییٰ (علیہ السلام) کی، جو اللہ کی طرف سے ایک کلمہ کی تصدیق کرنے والے، سردار، عورتوں سے بچنے والے اور نیکوں میں سے نبی ہوں گے"۔ (مترجم)

بیوی کے ساتھ اختلاط سے حیاء نہ کرے) اور نمبر 3 عورتوں جیسی وضع قطع رکھنے والا مرد۔

اسے نسائی، بزار اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ حاکم کے ہیں اور وہ اسے صحیح الاسناد کہتے ہیں۔

حدیث: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: تین شخص کبھی جنت میں داخل نہیں ہو سکیں گے، نمبر 1 دیوث، نمبر 2 عورتوں میں سے مرد اور نمبر 3 ہمیشہ شراب نوشی کرنے والا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) شراب نوشی پر ہمیشگی کرنے والے کو تو ہم پہنچانتے ہیں، یہ دیوث کون ہوتا ہے؟ فرمایا: دیوث وہ ہے جسے کچھ پروانہ ہو کہ اس کے پاس کون آتا ہے۔ پھر ہم نے عرض کیا: عورتوں میں سے مرد کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ عورت ہے جو مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرے۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ اس کے راویوں میں کوئی مجروح نہیں ہے۔

ترغیب

عجز وانکسار کی وجہ سے متکبرانہ لباس ترک کر دینا اور سید الکائنات مصطفےٰ جانِ رحمت ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی پیروی کرنا

ترہیب

شہرت، فخر اور تکبر کا لباس پہننا

حدیث: حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے تواضع کے طور پر (فخر و زینت کا) لباس ترک کر دیا حالانکہ وہ ایسا لباس پہن سکتا تھا "دَعَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهٗ مِنْ اَيِّ حُلَلِ الْاِيْمَانِ شَاءَ يَلْبَسُهَا" اللہ تعالیٰ اسے مخلوق کے سامنے قیامت کے دن شان سے پکارے گا حتی کہ اسے اختیار دے گا کہ ایمان کے (یعنی جنت کے) لباسوں میں سے جو لباس چاہے زیب تن کر لے۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا: حدیث حسن ہے۔ اور حاکم نے مستدرک میں دو جگہ پر اسے روایت کیا اور ایک کے بارے میں کہا: صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابوامامہ بن ثعلبہ انصاری جن کا نام ایاس رضی اللہ عنہ تھا، سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے ایک روز آپ کے پاس دنیا کا ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم سنتے نہیں ہو؟ کیا تم سنتے نہیں ہو؟ لباس میں تواضع ایمان کا ایک حصہ ہے، لباس پہننے میں انکسار، ایمان کا جزو ہے۔ یعنی سادہ لباس پہننا۔

اسے ابوداؤد وابن ماجہ دونوں نے بروایت محمد بن اسحاق روایت کیا۔ ابوعمر نمری نے اس حدیث میں کلام کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھٹے پرانے کپڑے پہننے والا جسے کچھ پروانہ ہو کہ کیا پہنا ہے، سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے۔ بیہقی۔

حدیث: حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حاضر ہوا تو انہوں نے ہمیں موٹے سوت کی بنی ہوئی ایک چادر جسے ملبّدہ کہتے تھے اور ایک موٹا تہبند جو یمن میں بنایا جاتا تھا، نکال کر دکھائے "وَاَقْسَمَتْ بِاللّٰهِ لَقَدْ قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَيْنِ الثَّوْبَيْنِ" اور اللہ کی قسم کھا کر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی روح مبارک انہیں دو کپڑوں میں قبض فرمائی گئی تھی۔

اسے امام بخاری، مسلم اور ابوداؤد نے اور ترمذی نے اس سے مختصر روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا وصال شریف ہوا تو آپ کے پاس اون کی ایک کملی تھی جو آپ کے لئے بنی گئی تھی۔

اسے بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے موٹے کھانے (ان چھنے آٹے سے بنے ہوئے) کھائے اور موٹے لباس زیب تن فرمائے۔ آپ ﷺ اون کا لباس پہنتے اور اپنے ٹوٹے ہوئے نعلین مبارک خود مرمت فرمالیتے تھے۔ حضرت سے حسن پوچھا گیا: موٹے کھانے سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جو کا موٹا پسا ہوا آٹا۔ رسول اللہ ﷺ اسے پانی کے گھونٹوں کے ساتھ حلق شریف (1) سے نیچے اتارتے تھے۔

اسے ابن ماجہ و حاکم دونوں نے بروایت یوسف بن ابی کثیر عن نوح بن ذکوان روایت کیا۔ یہ الفاظ حاکم کے ہیں اور انہوں نے اسے صحیح الاسناد کہا ہے۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ان کے پروردگار نے (طور پر) کلام فرمایا، اس دن آپ اونی چادر، اونی جبہ، اونی ٹوپی اور اونی پاجامہ پہنے ہوئے تھے اور آپ کے نعلین مردہ گدھے کے چمڑے کے بنے ہوئے تھے۔

اسے امام ترمذی اور حاکم دونوں نے حمید اعرج عن عبداللہ بن الحارث عن ابن مسعود روایت کیا۔ ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اور حاکم نے کہا: علی شرط البخاری صحیح ہے۔

حدیث: حضرت احوص سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: حضرات انبیاء علیہم السلام اونی لباس پہننا، بکریوں کو دوہنا اور اونٹوں پر سوار ہونا پسند فرمایا کرتے تھے۔

اسے حاکم نے موقوفاً روایت کیا اور کہا: یہ حدیث بر شرائط بخاری و مسلم صحیح ہے۔

1۔ دو جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا — اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام (امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ)

حدیث: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک روز رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ کے جسم اطہر پر ایک جبہ تھا جس کی آستینیں آپ نے باندھی ہوئی تھیں۔ اسے پہنے ہوئے آپ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ اس کے علاوہ جسم انور پر کوئی اور کپڑا نہیں تھا۔ ابن ماجہ۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تکبر سے براءت، اونی لباس پہننا، مسلمان فقراء کے ساتھ بیٹھنا، گدھے پر سوار ہونا اور بکری یا اونٹ کو باندھنا ہے۔ بیہقی وغیرہ۔

حدیث: حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ازواج (رضی اللہ عنہن) کی چادروں میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ یہ چادریں اون کی بنی ہوئی ہوتیں جو چھ سات درہم میں مل جاتی تھیں اور آپ کی ازواج یہی اوڑھتی تھیں۔

اسے بیہقی نے روایت کیا۔ یہ حدیث مرسل ہے اور اس کی اسناد میں لین ہے۔

حدیث: ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ پر سیاہ بالوں کی بنی ہوئی ایک کملی تھی جس پر اونٹ کے کجاوے کی تصویریں تھیں۔ مسلم، ابوداؤد، ترمذی۔

حدیث: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کا تکیہ جس پر آپ ٹیک لگایا کرتے تھے چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

حدیث: آپ رضی اللہ عنہا ہی سے یہ بھی روایت ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کا بستر شریف جس پر آپ آرام فرما ہوتے تھے چمڑے کا بنا ہوا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

ان دونوں حدیثوں کو مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے لباس مانگا تو آپ نے مجھے کتان (ایک کپڑے کا نام) کے دو کپڑے پہنائے، اس کے بعد میں خود کو دیکھتا کہ اپنے ساتھیوں میں سب سے زیادہ خوش پوشاک ہوں۔ (کیوں نہ ہوتا کہ یہ کپڑے اللہ کے رسول ﷺ نے پہنائے تھے)۔

اسے ابوداؤد و بیہقی دونوں نے بروایت اسمٰعیل بن عیاش روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مجھے میرے والد ماجد نے فرمایا: (اے فرزند!) کاش تم ہمیں اس وقت دیکھتے جب ہم اپنے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے۔ حالت یہ تھی کہ اگر ہم پر بارش ہو جاتی تو تم خیال کرتے کہ ہماری بو بھیڑوں کی بو کی طرح ہے۔ (کپڑوں سے ایسی بو اٹھتی تھی۔ اللہ رے سادگی!)

اسے ابوداؤد، ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے اسے حدیث صحیح کہا۔

حدیث: امیر المومنین سیدنا علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم و رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: سردی کی ایک صبح

میں خالی پیٹ گھر سے نکلا جبکہ سردی مجھے بہت تنگ کر رہی تھی۔ ہمارے پاس ایک اونی کپڑا تھا۔ میں نے وہ لے لیا پھر اپنی گردن میں ڈال کر گرمائش حاصل کرنے کی غرض سے اپنے سینے پر باندھ لیا۔ قسم بخدا ہمارے گھر میں کھانے کی کوئی چیز موجود نہ تھی۔ اور اگر نبی کریم ﷺ کے گھر میں بھی کچھ ہوتا تو مجھے ضرور معلوم ہوتا (وہیں سے کھالیتا) یہاں تک بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسجد میں آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ جبکہ آپ کے پاس آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت بھی حاضر خدمت تھی۔ پھر ہمارے سامنے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ آ گئے جو ایک چادر میں ملبوس تھے جس میں چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے۔ حالانکہ مکہ مکرمہ میں یہ بہت مال دار اور فارغ البال نوجوان تھے۔ جب نبی رحمت ﷺ نے انہیں دیکھا تو آپ ﷺ کو ان کی (مکہ میں) ناز و نعمت کی زندگی یاد آ گئی اور ان کی موجودہ حالت بھی دیکھی تو آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور آپ رونے لگے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم آج بہتر حالت میں ہو یا اس وقت اچھا سمجھو گے جب تم میں سے کسی کے پاس صبح و شام کھانے اور گوشت سے بھرے برتن حاضر کئے جائیں گے، صبح کو ایک لباس زیب تن کرو گے اور شام کو دوسرا اور اپنے گھروں پر یوں پردے لٹکاؤ گے جیسے کعبہ پر لٹکائے جاتے ہیں؟ ہم نے عرض کیا: بلکہ اس دن ہم بہتر ہوں گے (کیونکہ معاشی مصروفیات نہ ہوں گی مال و دولت کی ریل پیل ہوگی تو) عبادت الٰہی کے لئے فارغ ہوں گے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (نہیں) بلکہ تم آج بہتر ہو (کہ دنیا فانی ہے اور مال و دولت آنی جانی۔ اس وقت تم اللہ کی عبادت بہتر طور پر کرتے ہو)۔

اسے ابویعلیٰ اور ترمذی نے روایت کیا۔ الفاظ ابویعلیٰ کے ہیں۔ (ترمذی کے الفاظ مختلف ہیں اور حضرت مصعب بن عمیر کا ذکر بھی نہیں۔ ترمذی نے یہ واقعہ دو جگہ ذکر کیا اور ہر ایک کے متعلق فرمایا: حدیث حسن غریب ہے)۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی طرف نظر فرمائی جو آپ ہی کی جانب آ رہے تھے، انہوں نے اپنی کمر پر مینڈھے کی کھال باندھی ہوئی تھی۔ انہیں دیکھ کر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس شخص کی طرف دیکھو جس کا دل اللہ نے روشن کر دیا ہے۔ میں نے اسے اس کے والدین کے پاس دیکھا ہے جو دو سو درہم میں خریدا جا سکتا تھا۔ پھر اسے اللہ کی محبت اور اس کے رسول (ﷺ) کا پیار اس حالت کی طرف لے آیا جسے تم اب دیکھ رہے ہو۔

اسے طبرانی و بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ان ایام میں دیکھا جبکہ آپ امیر المومنین تھے۔ آپ کے کندھوں کے درمیان کرتے پر تین پیوند لگے تھے جو ایک دوسرے پر چپکے ہوئے تھے۔

اسے امام مالک نے روایت کیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کچھ لوگ ایسے

ہیں جن کے بال بکھرے ہوئے، بدن غبار آلود ہوتے ہیں۔ دو پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے ہوتے ہیں ان کا کچھ خیال نہیں کیا جاتا (حالانکہ ان کی شان یہ ہوتی ہے کہ) اگر اللہ کے سامنے کوئی قسم اٹھالیں تو اللہ اسے پورا فرما دیتا ہے۔ ان ہی میں سے ایک برآء بن مالک ہیں (رضی اللہ عنہ)۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں کچھ مانگنے کو حاضر ہوئی تو آپ ﷺ نے معذرت فرمائی۔ اور میرے ذہن میں غلط خیالات آنے لگے (کہ آپ کے پاس ہے مگر عطا نہیں فرمایا) پھر نماز کا وقت ہو گیا تو میں آپ ﷺ کی بارگاہ سے اٹھ کر اپنی بیٹی کے ہاں آ گئی جو شرحبیل بن حسنہ کے نکاح میں تھی۔ میں نے شرحبیل کو گھر میں پایا تو بولی: نماز کا وقت ہو چکا اور تم ابھی تک گھر میں بیٹھے ہو؟ میں انہیں ملامت کرنے لگی۔ تو وہ بولے: خالہ جی! آپ مجھے ملامت نہ کریں دراصل میرے پاس ایک ہی کپڑا تھا جو نبی پاک ﷺ نے عاریتاً لے لیا ہے (اور اب کپڑا نہ ہونے کی وجہ سے مسجد نہیں جا سکا (1) میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، میں آج تک آپ کے متعلق غلط سوچتی رہی حالانکہ آپ کی حالت یہ ہے اور مجھے احساس ہی نہیں ہوا۔ اس پر حضرت شرحبیل کہنے لگے: ہمارے پاس ایک ہی قمیص ہے جس پر ہم نے کئی پیوند لگائے ہوئے ہیں۔

اسے طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن شداد بن ہاد رضی اللہ عنہم سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو جمعہ کے دن منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے عدن کا بنا ہوا ایک موٹا تہبند اور ایک رنگین کوفی چادر پہنی ہوئی تھی۔ تہبند کی قیمت چار یا پانچ درہم ہوگی۔ آپ کا جسم دبلا پتلا، ریش مبارک لمبی اور چہرہ خوبصورت تھا۔

اسے طبرانی نے اسناد حسن کے ساتھ اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ہم حضرت علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہما کی شادی میں حاضر ہوئے۔ ہم نے اس سے اچھی شادی کبھی نہیں دیکھی۔ ہمارے لئے کھجور کے پتوں کا فرش بچھایا گیا اور ہمیں کھجور اور چھوہارے پیش کئے گئے جو ہم نے کھائے اور سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کا بستر شادی کی رات مینڈھے کی کھال کا تھا۔ بزار۔

حدیث: حضرت امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ہم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے گیرو میں رنگے ہوئے کتان (ایک قسم کا باریک اور عمدہ کپڑا) کے دو کپڑے پہن رکھے تھے۔ انہوں نے ایک کے ساتھ اپنا ناک صاف کیا۔ پھر کہا: واہ جی، سبحان اللہ ابوہریرہ اب کتان کے کپڑے سے ناک صاف کرتا ہے! حالانکہ

1۔ سوچئے! آج کون ہے جس کے پاس دس بیس سوٹ نہ ہوں گے؟ ہم میں کتنے ہیں جو مسجد نماز کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ سچ ہے عموماً غریب ہی خدا کو یاد رکھتے ہیں۔ (مترجم)

میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے منبر شریف اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے درمیان بھوک سے گر پڑا تھا۔ اور کوئی آنے والا آیا تو اس نے اپنا پاؤں میری گردن پر رکھ دیا۔ اس کا خیال تھا، مجھے جنون ہو گیا ہے حالانکہ یہ بات نہ تھی بلکہ میں بھوک کی وجہ سے گرا ہوا تھا۔

اسے امام بخاری اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے صحیح کہا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے ستر اصحاب صفہ کو دیکھا ہے۔ ان میں کسی کے پاس چادر تھی، کسی کے پاس تہبند یا کمبل تھا (پورا لباس کسی کے پاس نہیں تھا) انہوں نے یہ کپڑے اپنی گردنوں کے ساتھ باندھ رکھے تھے۔ تو کسی کا کپڑا نصف پنڈلی تک اور کسی کا ٹخنوں تک پہنچتا تھا۔ ستر کھل جانے کے ڈر سے اپنے ہاتھوں سے کپڑے کو پکڑے رہتے تھے۔ بخاری۔

حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) مجھے دنیا میں کیا کچھ کافی ہوسکتا ہے؟ ارشاد فرمایا: اتنا جو تمہاری بھوک مٹا سکے اور تمہاری شرم گاہ چھپا سکے۔ اگر تمہارے لئے اپنا گھر ہو جو تمہیں سایہ فراہم کرے تو بہت اچھا ہے اور اگر سواری کا جانور بھی ہو پھر تو کیا ہی بات ہے۔ طبرانی۔

حدیث: حضرت ابویعفور سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں نے سنا کہ ایک شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھ رہا تھا: میں کیسے کپڑے پہنا کروں؟ آپ نے جواب دیا: ایسے کہ ان میں تجھے بیوقوف لوگ حقیر نہ جانیں اور دانا تجھے عیب دار خیال نہ کریں۔ اس نے کہا: وہ کون سے کپڑے ہیں؟ فرمایا: وہ جن کی قیمت پانچ درہموں سے لے کر بیس درہم کے درمیان ہو۔ (یہ قیمت اس زمانے کے اعتبار سے تھی۔ ورنہ مقصد یہ ہے کہ لباس نہ بہت مہنگا ہو نہ بہت گھٹیا)۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ اس کے راوی صحیح ہیں۔

حدیث: سیدہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی انور ﷺ سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس لئے کوئی لباس پہنے کہ اس پر اظہار فخر کرے اور لوگ اس کی طرف دیکھیں تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر عنایت نہیں فرمائے گا حتی کہ اسے اتار پھینکے جب بھی اتارے۔ طبرانی۔

حدیث: حضرت ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ وہ دو یمنی حلے پہنے ہوئے تھے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: اے ضمرہ! تم کیا سمجھے ہو کہ یہ کپڑے تمہیں جنت میں داخل کردیں گے؟ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) اگر آپ میرے لئے استغفار فرمائیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں کہ انہیں اتار دوں۔ تو نبی اقدس ﷺ نے دعا فرمائی: اے اللہ! ضمرہ کو معاف فرما دے۔ یہ جلدی جلدی گئے اور دونوں کپڑے اتار دیئے۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا۔ اس کے راوی سوائے بقیہ کے ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: عنقریب میری امت

میں کچھ لوگ ہوں گے جو رنگ برنگے کھانے کھائیں گے، رنگارنگ مشروبات پئیں گے، کئی کئی اقسام کے لباس پہنیں گے اور لغو وبیہودہ باتیں بنایا کریں گے۔ یہ میری امت کے بدترین لوگ ہوں گے۔

اسے طبرانی نے کبیر واوسط میں (اور ابن ابی الدنیا نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کتاب ذم الغیبۃ میں) روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے، فرماتے ہیں: جس شخص نے شہرت کے لئے کپڑے پہنے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ایک لباس پہنائے گا پھر اس میں آگ بھڑکا دے گا اور جس نے کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کی (قیامت کے روز) وہ اسی قوم میں سے (1) ہوگا۔

اسے رزین نے اپنی جامع میں ذکر کیا۔ میں (مصنف) نے اس روایت کو رزین کے جمع کردہ اصول میں نہیں دیکھا۔ ابن ماجہ نے بھی اسے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔ الفاظ یہ ہیں: ''فرمایا: رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: جس نے دنیا میں شہرت کا لباس پہنا، اللہ اسے قیامت کے دن ذلت ورسوائی کا لباس پہنائے گا۔ پھر اس میں آگ بھڑکا دے گا''۔

ترغیب

فقیر پر کپڑے وغیرہ صدقہ کرنا

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو مسلمان کسی مسلمان کو کوئی کپڑا پہنائے گا تو وہ اس وقت تک اللہ کی حفاظت میں رہے گا جب تک کوئی چیتھڑا اس محتاج کے جسم پر رہے گا۔

اسے ترمذی اور حاکم نے بروایت خالد بن طہمان روایت کیا، حاکم کے الفاظ یہ ہیں: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، آپ فرمارہے تھے، جو شخص کسی مسلمان کو کپڑا پہنائے وہ اس وقت تک اللہ تعالیٰ کے پردہ میں رہتا ہے جب تک کہ اس (فقیر) کے جسم پر اس کپڑے کا ایک دھاگا یا ایک لڑی موجود رہے۔

امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن غریب ہے اور حاکم نے کہا: صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی دوجہاں ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جو مسلمان کو کپڑا پہنائے جبکہ وہ ننگا ہو، اللہ اسے جنتی سبز لباس پہنائے گا۔ جو مسلمان کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے، اللہ اسے جنتی پھلوں کا کھانا عطا فرمائے گا۔ اور جو مسلمان کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلائے تو اللہ تعالیٰ عزوجل اسے نتھری ہوئی صاف ستھری شراب پلائے گا۔

اسے ابوداؤد نے بروایت ابو خالد یزید بن عبدالرحمٰن الدالانی روایت کیا۔ ان سے مروی حدیث حسن ہوتی ہے۔ اور

1۔ یعنی مسلمان کو اپنی وضع قطع، لباس، چال ڈھال اور بول کلام بھی مسلمانوں جیسی ہی رکھنی چاہئے۔ کفار ومشرکین اور فساق وبدکردار لوگوں کی مشابہت سے بچنا چاہیے۔ (مترجم)

ترمذی نے بھی کچھ تقدیم و تاخیر کے ساتھ روایت کیا۔ انہوں نے کھانا کھلانے کے الفاظ مقدم کیے ہیں اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ نیز انہوں نے اسے موقوف برابوسعید بھی روایت کیا۔ جو زیادہ صحیح اور مناسب ہے۔ (حافظ کہتے ہیں) اور اسے ابن ابی الدنیا نے بھی کتاب اصطناع المعروف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کیا ہے کہ: ''فرمایا: قیامت کے روز لوگ اس طرح ننگے اٹھائے جائیں گے کہ کبھی نہ ہوئے ہوں گے، ایسے بھوکے ہوں کہ کبھی نہ ہوئے ہوں گے، ایسے پیاسے ہوں گے کہ پہلے کبھی نہ ہوئے ہوں گے اور اس طرح تھکے ہوئے کہ کبھی ایسے تھکے نہ ہوں گے۔ تو جو کوئی (دنیا میں) کسی کو اللہ عزوجل کے لئے لباس پہنائے، اللہ عزوجل (قیامت کے دن) اسے لباس پہنائے گا۔ جو شخص اللہ عزوجل کے لئے کسی کو کھانا کھلائے، اللہ عزوجل اسے کھانا کھلائے گا، جو کوئی اللہ عزوجل کے لئے کسی کو پانی پلائے، اللہ عزوجل اسے سیراب فرمائے گا، جو بندہ اللہ عزوجل کی خاطر کوئی نیک عمل کرے، اللہ اسے بے نیاز کردے گا اور جو شخص اللہ عزوجل کے لئے کسی کو معاف کرے، اللہ عزوجل اسے معافی عطا فرمائے گا''۔

حدیث: امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ افضل الاعمال مومن کے دل کو خوش کرنا ہے۔ (اس طرح کہ) تم اس کے ستر کو لباس پہنا کے ڈھانپ دو، کھانا کھلا کے اس کی بھوک مٹا دو یا اس کی کوئی حاجت پوری کردو۔ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

ترغیب

سفید بالوں کو باقی رہنے دینا اور ان کو نوچنے کی کراہت

حدیث: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ ان کے دادا رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ فَإِنَّهُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَشِيبُ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ كَانَتْ لَهُ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ'' سفید بالوں کو اکھاڑا نہ کرو کیونکہ جس مسلمان کو حالت اسلام میں سفید بال آئیں گے تو بروز قیامت وہ اس کے لئے نور ہوں گے۔

ایک دیگر روایت میں ہے: ''اللہ تعالیٰ اس آدمی کے لئے ہر سفید بال کے بدلہ میں ایک نیکی لکھے گا اور اس کی ایک خطاء مٹا دے گا''۔ اسے ابوداؤد و ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ ترمذی کے الفاظ ہیں: ''حضور نبی اکرم ﷺ نے سفید بال اکھاڑنے سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا: ''اِنَّهُ نُوْرُ الْمُسْلِمِ'' بے شک یہ (سفید بال) مسلمان کا نور ہیں''۔

اور اسے نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو حالت اسلام میں

سفید بال آئیں، قیامت کے روز وہ اس کے لئے نور ہوں گے۔ اس پر ایک صاحب نے عرض کیا: کئی مرد سفید بالوں کو اکھاڑ پھینکتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو چاہے اپنے (چہرہ پر سے) نور کو اکھاڑ پھینکے (اس نے اپنا نقصان خود کیا)۔

اسے بزار اور طبرانی نے کبیر و اوسط میں بروایت ابن لہیعہ روایت کیا۔ باقی راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ وہ اس بات کو مکروہ جانتے تھے کہ آدمی اپنی داڑھی اور سر سے سفید بال اکھاڑ دے۔ مسلم۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی العالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا سفید بالوں کو اکھاڑا نہ کرو کیونکہ یہ قیامت کے دن نور ہوں گے۔ جسے اسلام کی حالت میں سفید بال آئیں تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک نیکی لکھتا، اس کا ایک گناہ مٹاتا اور (جنت میں) ایک درجہ بلند فرما دیتا ہے۔ (مفت میں اتنا اجر! سبحان اللہ)۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

ترہیب

داڑھی کو سیاہ خضاب (1) لگانا

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آخری زمانے میں ایک قوم ہوگی جو کبوتر کے سینے جیسا سیاہ خضاب لگائے گی۔ "لَا يَرِيْحُوْنَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ" وہ لوگ جنت کی خوشبو تک نہیں سونگھ سکیں گے۔

اسے ابوداؤد، نسائی، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

ترہیب

بال جوڑنے جڑوانے، گودنے گدوانے، چہرے سے بال اکھاڑنے اکھڑوانے اور خوبصورتی کے لئے دانتوں میں کشادگی کروانے والی عورتوں کی مذمت

حدیث: سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک خاتون نے نبی کریم ﷺ سے مسئلہ پوچھا۔ عرض کرنے لگیں: یارسول اللہ! (ﷺ) میری لڑکی کو چیچک نکل آئی تھی جس سے اس کے بال جھڑ گئے اور میں نے اس کی شادی کر دی ہے۔ کیا اس کے بالوں میں مصنوعی بال لگا سکتی ہوں؟ حضور انور ﷺ نے فرمایا: "لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُوْلَةَ" اللہ تعالیٰ نے مصنوعی بال لگانے والی اور لگوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔

1۔ مہندی وغیرہ کے ساتھ زرد رنگ کا خضاب لگانا درست ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما زرد رنگ کا خضاب لگایا کرتے تھے۔ سیاہ خضاب کی سختی سے ممانعت فرمائی گئی ہے۔ جیسا کہ درج بالا حدیث مبارک سے ظاہر ہے۔ (مترجم)

اور ایک اور روایت ہے: ''حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضور نبی اکرم ﷺ نے مصنوعی بال لگانے اور لگوانے والیوں پر لعنت فرمائی''۔ بخاری، مسلم، ابن ماجہ۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بال لگانے اور لگوانے والیوں، گودنے اور گدوانے والیوں پر لعنت کی۔

بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے گودنے والی گدوانے والی، چہرے پر سے بال اکھاڑنے والی، اور سامنے کے دانتوں میں خوبصورتی کے لئے کشادگی کرانے والی عورتوں پر جو اللہ کی تخلیق (1) میں تبدیلی کرنے والی ہیں، لعنت بھیجی ہے۔ ایک خاتون نے اس بارے میں کچھ گفتگو کی تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں کیوں نہ اس پر لعنت بھیجوں جس پر اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت بھیجی ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر: 7) یعنی اللہ کے رسول ﷺ جو کچھ تمہیں عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو)۔

بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ لعنت کی گئی ہے بال جوڑنے والی، جڑوانے والی، پیشانی کے بال اکھاڑنے والی، اکھڑوانے والی، گودنے والی اور گدوانے والی عورتوں پر جبکہ بغیر کسی بیماری کے ایسا کرتی ہوں۔ (بامر مجبوری جواز ثابت ہوا)۔ اسے ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا۔

حدیث: ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انصار کی ایک لڑکی کی شادی ہوئی، وہ بیمار ہوگئی جس سے اس کے سر کے بال گر گئے، اس کے گھر والوں نے اس کو مصنوعی بال لگانے چاہے تو نبی اکرم ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ'' مصنوعی بال لگانے اور لگوانے والی عورت پر اللہ نے لعنت کی ہے۔

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ: ''انصار کی ایک خاتون نے اپنی صاحبزادی کی شادی کی۔ پھر اس کے بال جھڑ گئے۔ وہ خاتون نبی پاک ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی، اپنا مسئلہ ذکر کیا اور عرض کی: میری بچی کا شوہر مجھے کہتا ہے کہ میں اس کے سر پر مصنوعی بال لگا دوں۔ تو سید عالم ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کرنا کیونکہ مصنوعی بال لگوانے والی عورت پر لعنت کی گئی ہے۔ بخاری و مسلم۔

1۔ چہرے یا ہاتھوں پر تل پھول وغیرہ بنوانا، ابروؤں وغیرہ سے بال اکھاڑنا اور دانتوں کی تراش خراش کروانا اور بال کٹانا یا کتروانا تاکہ عورتیں حسین و خوبصورت نظر آئیں، سب حرام ہے اور موجب لعنت خدا اور رسول (جل وعلا و ﷺ) ہے۔ نیز وہ بناؤ سنگار (Makeup) جو غیر مردوں کو دکھانے کے لئے کیا جائے وہ بھی حرام و ناجائز ہے۔ (مترجم)

حدیث: حضرت حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا، جس سال انہوں نے حج کیا۔ وہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ اپنے ایک محافظ سے بالوں کا ایک گچھا پکڑا اور کہا: مدینہ والو! کہاں ہیں تمہارے علماء؟ میں نے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایسا کرنے (بال لگوانے) سے منع فرمایا کرتے تھے۔ اور ارشاد فرماتے تھے کہ "اِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُوْاِسْرَآئِیْلَ حِیْنَ اتَّخَذَهَا نِسَآئُهُمْ" بنی اسرائیل اسی وقت ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے ایسا کام کرنا شروع کر دیا۔

اسے امام مالک، امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ بالوں کا ایک گچھا (1) لئے باہر تشریف لائے اور فرمایا: بنی اسرائیل کی عورتیں یہ گچھے اپنے سروں پر لگایا کرتی تھیں تو ان پر لعنت کی گئی اور ان کا مسجدوں میں آنا حرام کر دیا گیا۔

اسے طبرانی نے کبیر و اوسط میں بروایت ابن لہیعہ روایت کیا۔ اس کے باقی راوی ثقہ ہیں۔

ترغیب

مردوں اور عورتوں کو اثمد سرمہ لگانا چاہیے

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اثمد (2) سرمہ لگایا کرو کیونکہ

1۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بالوں کے ان گچھوں کی تجارت سرعام ہوتی ہے۔ کروڑوں کا بزنس ہے۔ حالانکہ جس چیز کا استعمال کرنا حرام ہو اس کی بیع و شراء بھی حرام ہوتی ہے۔ جیسے شراب و خنزیر۔ (مترجم)

2۔ اثمد ایک خاص سرمہ ہے جسے اصفہانی سرمہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا رنگ ہلکا سرخ ہوتا ہے۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں مل جاتا ہے۔ بعض علماء کے نزدیک عام سیاہ رنگ کا سرمہ ہی اثمد ہے اور بعض فرماتے ہیں: جس سرمہ میں تھوڑا سا مشک ملا لیا جائے وہ اثمد ہے۔ واللہ اعلم: ماخوذ از مراۃ شرح مشکوۃ۔ (مترجم)

کتاب اللباس میں حضور انور اقدس ﷺ اور آپ سے تربیت یافتہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت کا لباس وغیرہ کے متعلق طرز عمل اور ارشادات بیان ہوئے۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارے لئے اللہ کے رسول مقبول ﷺ کی سیرت طیبہ پر عمل پیرا ہونا باعث فلاح و نجاح ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِیْرًا ۝ (احزاب)

ترجمہ: "(اے اہل اسلام!) بے شک تمہیں اللہ کے رسول (ﷺ) کی پیروی ہی بہتر ہے۔ (اور یہ ہی بہتر ہے ہر) اس شخص کے لئے جو اللہ (سے ملاقات کی) اور یوم آخرت (میں کامیابی) کی امید رکھتا ہے اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہے"۔

اسی سلسلہ میں ایک اور مقام پر ارشاد باری عز اسمہ ہے:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝ (الحشر:7)

ترجمہ: "اور جو کچھ تمہیں رسول (ﷺ) عطا فرمائیں، لے لو (جو حکم فرمائیں اس پر عمل کرنا شروع کر دو) اور جس سے منع فرمائیں، اس سے باز رہو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو (کہ کہیں ان کی کسی عمل میں مخالفت کر بیٹھو) بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے"۔

یہ آیات بصراحت بتا رہی ہیں کہ قول ہو یا فعل، لباس ہو یا خوراک، صورت ہو یا سیرت، عبادات ہوں یا معاملات، زندگی کا کوئی بھی پہلو ہو، مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے پیغمبر اعظم ﷺ کے "اسوہ حسنہ" کو اپنی دنیاوی و اخروی کامیابی کے حصول کے لئے نشان منزل بنا لے۔ اللہ توفیق دے آمین۔ (مترجم)

یہ نظر کو تیز کرتا اور پلکوں کے بال اگاتا ہے۔اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے گمان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک سرمہ دانی تھی جس میں سے ہر رات آپ سرمہ لگایا کرتے تھے (اس طرح کہ) تین سلائیاں اس (دائیں) آنکھ میں اور تین اس (بائیں) آنکھ میں۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔نیز نسائی اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں ایک حدیث میں اسے روایت کیا۔ان کے الفاظ ہیں:"فرمایا: تمہارے سرموں میں بہترین سرمہ اثمد ہے۔یہ نظر کو جلا بخشتا اور پلکوں کے بال اگاتا ہے"۔(بزار نے بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی ایک روایت کی ہے)۔

حدیث: امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اثمد سرمہ لگانا لازم کرلو کیونکہ یہ پلکوں کے بال اگانے والا، آنکھوں کی میل کچیل دور کرنے والا اور بینائی کو صاف کرنے والا ہوتا ہے۔

اسے طبرانی نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

کتاب الطعام

کھانے (1) پینے کا بیان

ترغیب

کھانے پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا

ترہیب

کھانا کھاتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ چھوڑ دینا

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: جناب رسول خدا ﷺ اپنے چھ صحابہ

---

(1) خداوند عالم جل شانہ نے اپنے مومن بندوں کے لئے اشیائے خورد ونوش کا بیان بھی اپنی پاک کتاب میں فرمایا ہے۔ ارشاد ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَیْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (البقرۃ)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! کھاؤ ہماری دی ہوئی پاکیزہ چیزیں (حلال چیزیں) اور اللہ کا شکر کرتے رہو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔ اس اللہ نے تو یہی چیزیں تم پر حرام کی ہیں، مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور وہ جانور جس پر بوقت ذبح غیر خدا کا نام پکارا گیا ہو (ان کے علاوہ جو حرام چیزیں ہیں ان کی حرمت حدیث پاک سے ثابت ہے) تو جو شخص مجبور ہو (اس قدر کہ نہ کھائے تو ہلاکت جان کا اندیشہ ہو) خواہش نفس سے نہ کھائے اور نہ حد سے بڑھے تو اس پر (مذکورہ چیزیں کھالینے میں) کچھ گناہ نہیں۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

اس سے چند آیات قبل ارشاد ہوا تھا:

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا ۖ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝ اِنَّمَا یَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ الْفَحْشَآءِ وَ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (البقرہ)

ترجمہ: ''لوگو! کھاؤ ان چیزوں سے جو زمین میں حلال پاکیزہ ہیں اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو بے شک وہ تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے۔ وہ تو تمہیں بدی اور بے حیائی کا ہی حکم دے گا اور اس کا کہ اللہ پر وہ بات کہو جس کی تمہیں خبر نہیں''۔

مومن کی یہ شان نہیں کہ ہر ایری غیری چیز کھا جائے بلکہ صرف حلال و پاکیزہ چیزیں ہی اس کی غذا ہوتی ہیں۔ اور یہ وہ غذا ہے جس کا خالق عالم نے اپنے انبیاء و رسل علیہم السلام کو حکم دیا ہے۔ ارشاد ہے:

یٰٓاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ۝ (مومنون)

ترجمہ: ''اے میرے رسولان کرام! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ بے شک میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں''۔

اور یہ بھی نہیں کہ بندہ مومن حلال وطیب کھانے پینے کی چیزیں بے حد وحساب استعمال کرلے اور روحانی وجسمانی امراض کا شکار ہو جائے بلکہ حکم دیا کہ:

یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ۝ (اعراف)

ترجمہ: ''اے اولاد آدم! جب کسی مسجد میں جاؤ تو اپنی زینت کا لباس پہن کر جاؤ اور کھاؤ اور پیو اور (لباس، کھانے اور پینے وغیرہ میں) حد سے نہ بڑھو۔ بے شک اللہ تعالیٰ حد سے آگے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا''۔ (مترجم)

(رضی اللہ عنہم) کے ساتھ کھانا تناول فرمارہے تھے کہ اعرابی آحاضر ہوا۔ اس نے دو لقموں میں ہی وہ کھانا صاف کردیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَمَا اِنَّهٗ لَوْ سَمّٰى كَفَاكُمْ" اگر یہ "بِسْمِ اللّٰہِ" کہہ لیتا تو یہ کھانا تم سب کے لئے کافی ہوتا۔

اسے ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ابن حبان میں یہ الفاظ بھی ہیں: "جب تم میں سے کوئی کھانا کھانا شروع کرے تو اسے "بِسْمِ اللّٰہِ" پڑھنی چاہیے اور اگر شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ کہنا بھول گیا ہو تو (کھاتے ہوئے جب یاد آجائے) یوں کہہ لیا کرے: "بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ" (میں اس کھانے کی ابتداء میں بھی اور آخر میں بھی بِسْمِ اللّٰہِ کہتا ہوں)"۔ (یہ زائد الفاظ ابن ماجہ میں ہیں ابوداؤد میں نہیں)۔

حدیث: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نبی محترم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: جس آدمی کو پسند ہو کہ شیطان اس کے گھر میں کھانا نہ پاسکے، نہ دوپہر کو آرام میں شریک ہوسکے اور نہ ہی اس کے گھر میں رات بسر کرسکے تو اسے چاہیے کہ جب اپنے گھر میں داخل ہو تو اہل خانہ کو سلام (السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ) کہے اور اپنے کھانے پر "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھ لیا کرے۔ طبرانی۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جب کوئی آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرلیتا ہے (یعنی بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ لیتا ہے) تو شیطان (اپنی ذریت سے) کہتا ہے: آج تمہارے لئے اس گھر میں نہ ٹھکانہ ہے نہ رات کا کھانا۔ جب وہ گھر میں آتے وقت اللہ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان کہتا ہے: تم نے ٹھکانہ تو پالیا۔ اور جب وہ بندہ کھانا کھاتے وقت بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان کہتا ہے: "اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَالْعَشَآءَ" تم نے ٹھکانہ بھی پالیا اور رات کا کھانا بھی۔

مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔

حدیث: حضرت امیہ بن مخشی رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے تھے، سے روایت ہے کہ ایک صاحب کھانا کھارہے تھے اور رسول اللہ ﷺ انہیں دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے بِسْمِ اللّٰہِ نہیں پڑھی تھی یہاں تک کہ جب وہ کھانا ختم کرنے والے تھے (چند ہی لقمے باقی تھے) تو انہوں نے پڑھا: بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ (اس کھانے کے اول و آخر بسم اللہ ہو) نبی سرور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان کے بسم اللہ کہنے تک شیطان برابر ان کے ساتھ کھانا کھارہا تھا۔ جب انہوں نے بسم اللہ کہا "فَمَا بَقِيَ فِيْ بَطْنِهٖ شَيْءٌ اِلَّا قَآءَهٗ" تو شیطان نے جو کچھ اس کے پیٹ میں تھا، قے کردیا۔

اسے ابوداؤد، نسائی اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے اسے صحیح الاسناد بھی کہا۔

حدیث: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی کھانے پر حاضر ہوتے تو ہم میں سے کوئی بھی اپنا ہاتھ کھانے میں نہ ڈالتا جب تک کہ رسول اللہ ﷺ ابتداء نہ فرماتے۔ ایک مرتبہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ کسی کھانے پر حاضر تھے کہ ایک اعرابی (دیہاتی) آگیا جیسے کوئی اسے پیچھے سے دھکیل رہا ہو (شیطان دھکیل رہا تھا) وہ اپنا ہاتھ کھانے میں ڈالنے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ پھر ایک لڑکی ایسے ہی آئی

کہ جیسے اسے بھی دھکیلا جا رہا ہو۔ وہ بھی کھانے میں ہاتھ ڈالنے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ اور ارشاد فرمایا: شیطان اپنے لئے اس کھانے کو حلال جانتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے۔ وہ اس دیہاتی کو لے کر آیا تا کہ اس کے ذریعہ کھانا اپنے لئے حلال کر لے، تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر اس لڑکی کو لے آیا کہ اس کے ذریعے ہی کھانا حلال کر لے، میں نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اس (شیطان) کا ہاتھ ان دونوں کے ہاتھوں کے ساتھ میرے (1) ہاتھ میں ہے۔ اسے مسلم، نسائی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

ترہیب

کھانے پینے کے لئے سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال اور اس کا مردوں اور عورتوں کے لئے حرام ہونا

حدیث: ام المومنین سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اَلَّذِیْ یَشْرَبُ فِیْ اٰنِیَۃِ الْفِضَّۃِ اِنَّمَا یُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِہٖ نَارَ جَھَنَّمَ" جو شخص چاندی کے برتن میں پیتا ہے، وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ غٹ غٹ (پانی حلق سے نیچے اترنے کی آواز) کر کے اتارتا ہے۔ بخاری ومسلم۔

مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ: "بے شک وہ بندہ جو سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھاتا یا پیتا ہے، وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ غٹا غٹ اتارتا ہے"۔

حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ریشم اور دیباج (ریشم ہی کی ایک قسم ہے) نہ پہنا کرو۔ سونے چاندی کے برتنوں میں نہ پیا کرو۔ اور نہ ہی ان سے بنی ہوئی تھالیوں میں کھایا کرو۔ "فَاِنَّھَا لَھُمْ فِی الدُّنْیَا وَلَکُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ" کیونکہ یہ چیزیں دنیا میں ان (کفار ومشرکین) کے لئے ہیں اور تمہارے لئے یہ سب آخرت میں ہیں۔

یہ بخاری ومسلم کی روایت ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو دنیا میں ریشم پہنے وہ آخرت میں نہ پہن سکے گا، جو دنیا میں سونے چاندی کے برتنوں میں پیئے آخرت میں نہ پی سکے گا اور جو دنیا میں شراب نوشی کرے وہ آخرت میں (شراب طہور) نوش نہ کر سکے گا۔ پھر فرمایا: یہ اہل جنت کا لباس، اہل جنت کا پینا اور اہل جنت کے برتن ہیں۔

1۔ معلوم ہوا کھانے پر بِسْمِ اللہِ پڑھنی چاہیے ورنہ شیطان ساتھ شامل ہو جائے گا۔ نیز بِسْمِ اللہِ پڑھنے سے شیطان دفع ہو جاتا ہے تو قرآن حکیم کی دیگر سورتیں بھی پڑھ لی جائیں تو بدرجہ اولی دور ہو جائے گا۔ بہتر یہ ہے کہ بِسْمِ اللہِ ذرا بلند آواز سے پڑھی جائے تا کہ جو بھول گیا ہو اسے بھی یاد آ جائے اور وہ بھی پڑھ لے۔ حیض ونفاس والی عورت اسی طرح جنابت والے مرد اور عورت کو بھی کھانے پینے پر بِسْمِ اللہِ پڑھنا منع نہیں بلکہ مستحب ہے۔ اس حدیث پاک سے یہ بھی پتہ چلا کہ حضور انور نبی مختار ﷺ کی طاقت وقوت کس قدر ہے۔ شیطان کا ہاتھ پکڑ لیا تو وہ چھڑا نہیں سکا۔ بلکہ یہ طاقت تو اللہ نے آپ ﷺ کے کئی غلاموں کو بھی دے رکھی ہے۔ (مترجم)

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو ریشمی لباس پہنے اور چاندی کے برتنوں میں پیئے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اور جس نے عورت کو اس کے شوہر کے خلاف بھڑکایا یا غلام کو اس کے آقا کے خلاف برانگیختہ کیا وہ بھی ہم میں سے نہیں ہے۔ (یعنی ہمارے طریقہ پر نہیں، ہمارے دین کی پیروی کرنے والا نہیں ہے)۔

اسے طبرانی نے روایت کیا، ابوطیبہ عبداللہ بن مسلم کے سوا اس کے باقی راوی ثقہ ہیں۔

ترہیب

بائیں ہاتھ سے کھانا پینا، برتن میں پھونکنا، مشکیزے کے منہ کے ساتھ اور پیالے کی ٹوٹی ہوئی جگہ پر منہ لگا کر پینا

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی بھی نہ بائیں ہاتھ سے کھائے اور نہ ہرگز اس کے ساتھ پیئے۔ کیونکہ شیطان کھاتا بھی بائیں ہاتھ سے ہے اور پیتا بھی اس کے ساتھ ہے (اور تمہیں شیطان کی بہرحال مخالفت کرنی ہے) اور حضرت نافع رضی اللہ عنہ اس میں یہ الفاظ زیادہ کرتے تھے: ''وَلَا يَأْخُذُ بِهَا وَلَا يُعْطِ بِهَا'' اور نہ کوئی اس (بائیں ہاتھ) کے ساتھ کچھ لے اور نہ کچھ اس کے ساتھ کسی کو دے۔

اسے مسلم اور ترمذی نے بغیر زیادتی کے اور امام مالک و ابوداؤد نے اسی طرح روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی محترم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: تم میں سے ہر کسی کو چاہیے کہ دائیں ہاتھ کے ساتھ کھائے، دائیں ہاتھ کے ساتھ پیے، دائیں ہاتھ کے ساتھ لے اور دائیں ہاتھ ہی کے ساتھ دے ''فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهٖ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهٖ وَيُعْطِي بِشِمَالِهٖ وَيَأْخُذُ بِشِمَالِهٖ'' کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ کے ساتھ کھاتا، بائیں ہاتھ کے ساتھ پیتا، بائیں ہاتھ کے ساتھ دیتا اور بائیں ہاتھ ہی کے ساتھ لیتا ہے۔ (اور وہ لعین تمہارا کھلا دشمن ہے، تم اس کی مخالفت کرو)۔

اسے ابن ماجہ نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے پینے کی چیزوں میں (پیتے وقت) پھونکیں مارنے سے منع فرمایا۔ ایک صاحب نے عرض کیا: اگر میں برتن میں میل دیکھوں تو؟ (کیا کروں؟) ارشاد فرمایا: اسے گرا دو۔ انہوں نے عرض کیا: میں ایک ہی سانس میں پینے سے سیراب نہیں ہوتا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''فَاَبِنِ الْقَدَحَ اِذًا عَنْ فِيْكَ'' تو پیالہ اپنے منہ سے الگ کرلو (اور سانس لے کر پھر پیو)۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: اور یہ حدیث بھی انہی (حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پیالے کے ٹوٹے ہوئے کنارے سے منہ لگا کر پینے اور پینے کی چیزوں میں (پیتے وقت) پھونکیں مارنے سے منع (1) فرمایا۔

اسے ابوداؤد نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ دونوں کی روایت بروایت قرہ بن عبدالرحمٰن بن حیویل المصری المعافری ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی انور ﷺ پانی وغیرہ نوش فرماتے وقت (برتن کو دہن مبارک سے الگ فرما کر) تین سانس لیتے اور ارشاد فرماتے "ھُوَ اَمْرَأُ وَاَرْوٰی" اس طرح پینا زیادہ خوشگوار اور بہت سیراب کرنے والا ہوتا ہے۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: نیز حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ (کچھ پیتے وقت منہ مبارک سے برتن الگ فرما کر) تین مرتبہ سانس لیتے تھے۔

(اسے روایت کرنے کے بعد) امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مشکیزوں کے منہ کے ساتھ منہ لگا کر پینے سے منع فرمایا۔ یعنی اس طرح کہ مشکیزے کا منہ کھول کر اس کے منہ کے ساتھ منہ لگایا جائے اور پھر اس میں سے پیا جائے۔

بخاری و مسلم وغیرہما۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مشکیزے کے منہ کے ساتھ منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا۔ پھر مجھے خبر ملی کہ ایک شخص نے مشکیزے کے منہ کے ساتھ منہ لگا کر پینا چاہا تو مشکیزے کے اندر سے سانپ نکل آیا۔

اسے امام بخاری نے مختصراً اور حاکم نے مکمل روایت کیا اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث برشرط بخاری صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے مشکیزوں کے منہ کھول کر ان کے منہ کے ساتھ منہ لگا کر پینے سے منع فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ کے اس سے منع فرما دینے کے بعد (ایک دفعہ)

1۔ برتن کی ٹوٹی ہوئی جگہ پر منہ لگا کر پینے سے ممانعت کی کئی حکمتیں ہیں مثلاً نمبر 1 یہ جگہ منہ سے اچھی طرح نہیں لگتی جس سے پانی وغیرہ بہہ کر کپڑوں پر پڑتا ہے، نمبر 2 گرنے سے پانی وغیرہ ضائع ہوتا ہے، نمبر 3 یہ جگہ مناسب طور پر صاف بھی نہیں ہوتی ہے، اس میں لگی ہوئی میل کچیل میں جراثیم ہوتے ہیں جو پیٹ میں جا کر بیماری کا باعث بن سکتے ہیں، نمبر 4 ٹوٹا ہوا کنارہ لبوں کو زخمی بھی کر سکتا ہے۔ پانی وغیرہ پیتے وقت برتن میں پھونکیں مارنے سے ممانعت کی بھی متعدد حکمتیں ہو سکتی ہیں جیسے کہ نمبر 1 سانس کبھی زہریلی بھی ہو سکتی ہے جو نقصان دہ ہو سکتی ہے، نمبر 2 گندہ دہن کی بیماری والے کی سانس پینے کی چیز کو بدبودار کر سکتی ہے، نمبر 3 دوسرا شخص ایسے برتن میں پینے سے گھن کرے گا، نمبر 4 اگر کوئی شخص برتن منہ کے ساتھ لگائے لگائے پیتا بھی جاتا ہے اور برتن ہی میں سانس بھی لیتا ہے تو یہ اور بھی برا ہے کہ جانوروں کا طریقہ ہے۔ علاوہ ازیں بے شمار حکمتیں ہیں جو خدا و مصطفےٰ جل وعلا و ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ (مترجم)

ایک آدمی نے رات کو اٹھ کر مشکیزہ پکڑا پھر اس کے منہ کے ساتھ منہ لگا کر پینا ہی چاہتا تھا کہ اس میں سے سانپ (1) نکل آیا۔

اسے ابن ماجہ نے بطریق زمعہ بن صالح عن سلمہ بن وہرام روایت کیا۔ بقیہ راوی ثقہ ہیں۔

ترغیب

برتن کی ایک جانب سے کھانا نہ کہ درمیان سے

حدیث: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: حضور نبی کریم ﷺ کے پاس ایک قصعہ تھا (ایک بڑا برتن جس میں بیک وقت کئی آدمی کھانا کھا سکتے ہیں) اس کو "غرا" کہا جاتا تھا۔ چار آدمی اس کو اٹھاتے تھے۔ (ایک روز) جب چاشت کا وقت ہوا اور حاضرین نے نماز چاشت ادا کر لی تو وہی قصعہ لایا گیا۔ یعنی اس میں ثرید (2) بنایا گیا تھا۔ حاضرین اس کے اردگرد جمع ہو گئے۔ پھر جب لوگ زیادہ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے (آپ ﷺ کی اس سادگی کو دیکھ کر) ایک اعرابی کہنے لگا: یہ کیسا بیٹھنا ہے؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے تواضع پسند بندہ بنایا ہے، متکبر و مغرور نہیں پیدا فرمایا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "كُلُوْا مِنْ جَوَانِبِهَا وَدَعُوْا ذِرْوَتَهَا يُبَارَكْ لَكُمْ فِيْهَا" اس کے اردگرد سے کھاؤ اور درمیان کو چھوڑے رکھو کیونکہ تمہارے لئے درمیان میں برکت فرمائی جاتی ہے۔ ابوداؤد وابن ماجہ۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے راوی کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اَلْبَرَكَةُ تَنْزِلُ وَسَطَ الطَّعَامِ فَكُلُوْا مِنْ حَافَتَيْهِ وَلَا تَأْكُلُوْا مِنْ وَسَطِهٖ" برکت کھانے کے درمیان میں نازل ہوتی ہے۔ اس لئے اس کی اطراف سے کھاؤ۔ درمیان سے نہ کھاؤ۔

اسے ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں، سب نے عطا بن سائب عن سعید بن جبیر عنہ سے روایت کیا۔ یہ الفاظ امام ترمذی کے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابوداؤد وغیرہ کے الفاظ ہیں: "جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو برتن کی اعلیٰ جانب (درمیان) سے نہ کھائے بلکہ نچلی جانب (ایک طرف) سے کھائے "فَاِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْزِلُ مِنْ اَعْلَاهَا" کیونکہ برکت اس برتن کی اعلیٰ جانب (درمیان) میں اترتی ہے۔

1۔ حضور نبی رحمت ﷺ نے اپنی امت کو مشکیزوں کے منہ سے منہ لگا کر پینے سے کیوں منع فرمایا؟ اس کی حکمت اوپر مذکور دونوں حدیثیں خوب واضح کرتی ہیں کہ کیا معلوم، مشکیزے کے اندر کوئی زہریلا جانور ہو جو تمہارے منہ میں داخل ہو کر تمہیں نقصان پہنچائے۔ دیکھا آپ نے، ہمارے غم خوار آقا ﷺ کو ہم گناہ گاروں سے کتنی محبت ہے کہ ہمارا تکالیف میں پڑنا انہیں گراں گذرتا ہے۔ اسی لئے تو ان کا رب ان کی شان یوں بیان فرماتا ہے:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (توبہ)

ترجمہ: "بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول (ﷺ) جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے، تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے ہیں، اہل ایمان پر کمال مہربان، بڑے رحم فرمانے والے ہیں"۔ (مترجم)

2۔ "ثرید" اس کھانے کو کہتے ہیں جو روٹی کے ٹکڑے شوربے میں بھگو کر بنایا جاتا ہے۔ یہ کھانا سید عالم ﷺ کو بہت مرغوب تھا۔ طبی لحاظ سے بھی یہ جلد ہضم ہونے والا اور مفید ہے۔ (مترجم)

ترغیب

سرکہ اور زیتون کھانا نیز چھری کانٹے کے بغیر دانتوں سے نوچ کر گوشت کھانا

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اہل خانہ سے کھانا مانگا۔ انہوں نے عرض کیا: سرکہ کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ تو آپ ﷺ نے وہی منگوالیا۔ اور تناول فرمانے لگے۔ اور ارشاد فرماتے تھے کہ '' نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ'' سرکہ بہت اچھا سالن ہے، سرکہ بہت اچھا سالن ہے، سرکہ بہت اچھا سالن ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب سے یہ الفاظ میں نے اللہ کے پیارے نبی ﷺ سے سنے ہیں، اس وقت سے سرکہ سے محبت رکھتا ہوں۔ طلحہ بن نافع (رحمہ اللہ) کہتے ہیں: میں اس وقت سے سرکہ پسند کرتا ہوں جب سے یہ الفاظ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنے ہیں۔

اسے مسلم نے روایت فرمایا۔ اور ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی '' سرکہ بہت اچھا سالن ہے'' کے الفاظ روایت کئے ہیں۔

حدیث: سیدہ ام ہانی بنت ابوطالب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں، صرف سوکھی روٹی کا ایک ٹکڑا اور سرکہ ہے۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے میرے پاس لے آؤ ''فَمَا افْتَقَرَ بَيْتٌ مِّنْ اِدَامٍ فِيهِ خَلٌّ'' وہ گھر سالن کا محتاج نہیں، جس میں سرکہ موجود ہو۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ابن ماجہ نے محمد بن زاذان سے روایت کی کہ وہ فرماتے ہیں: مجھ سے ام سعد رضی اللہ عنہا نے بیان کیا۔ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے جبکہ میں ان کی خدمت میں حاضر تھی۔ ارشاد فرمایا: کھانے کو کچھ ہے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا عرض کرنے لگیں: جی ہاں) ہمارے پاس روٹی، خشک کھجوریں اور سرکہ ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِي الْخَلِّ، فَاِنَّهٗ كَانَ اِدَامَ الْاَنْبِيَاءِ قَبْلِي وَلَمْ يَفْقُرْ بَيْتٌ فِيهِ خَلٌّ'' سرکہ تو بہت اچھا سالن ہے کیونکہ مجھ سے پہلے نبیوں (علیہم السلام) کا یہ سالن ہوتا تھا اور وہ گھر محتاج نہیں ہوتا جس میں سرکہ موجود ہو۔

حدیث: حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: زیتون کا تیل کھاؤ بھی اور (جسم پر) اس کی مالش بھی کرو ''فَاِنَّهٗ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ'' کیونکہ یہ برکت (1) والے

1۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے زیتون کے درخت کو برکت والا قرار دیا ہے۔ ارشاد ہے: مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ (نور:35) کیونکہ یہ برکت والی زمین فلسطین میں زیادہ تر پیدا ہوتا ہے جو حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا مولد و مسکن و مدفن ہے۔ اس میں بہت سے فوائد و برکات ہیں۔ کئی بیماریوں کے علاج میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ غذا بھی ہے اور دوا بھی۔ بواسیر میں بہت مفید ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زیتون کا تیل ستر امراض کا علاج ہے۔ جن میں جذام بھی ہے۔ (ابونعیم و مرقات) (مترجم)

درخت سے ہے۔

اسے ترمذی اور حاکم نے روایت کیا۔ ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے اور حاکم کہتے ہیں: صحیح الاسناد ہے۔ (اسی مضمون کی ایک روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حاکم نے اور ابن ماجہ و ترمذی نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اِنْهَسُوا اللَّحْمَ نَهْسًا فَاِنَّهٗ اَهْنَأُ وَاَمْرَأُ" گوشت کو دانتوں کے ساتھ نوچ کر کھاؤ کیونکہ یہ زیادہ خوشگوار اور جلد ہضم ہونے والا ہوتا ہے۔

اسے ابوداؤد، ترمذی اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ ترمذی کے ہیں۔ حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (پکے ہوئے) گوشت کو چھری سے کاٹ کر مت کھاؤ (جب کہ بوٹیاں چھوٹی چھوٹی بنی ہوئی ہوں) کیونکہ یہ عجمیوں (خصوصاً نصاریٰ) کا طریقہ ہے۔ اسے دانتوں کے ساتھ نوچ کر کھاؤ کہ یہ (اس طرح کھانا) زیادہ مزیدار اور زود ہضم ہے۔ ابوداؤد وغیرہ۔

(یاد رہے کہ اگر پکے ہوئے گوشت کے ٹکڑے بڑے بڑے ہوں جیسا کہ پوری ران کو بھون لیا جاتا ہے تو چھری سے کاٹ کر کھانے میں حرج نہیں بلکہ حدیث صحیح میں ہے کہ حضور انور ﷺ نے بکری کی ران کا گوشت کاٹ کر تناول فرمایا۔ (ترمذی وغیرہ))۔

ترغیب

مل کر کھانے کی برکت

حدیث: حضرت وحشی بن حرب بن وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) ہم کھانا کھاتے ہیں مگر سیر نہیں ہوتے۔ ارشاد فرمایا: کھانا مل کر کھاتے ہو یا الگ الگ؟ عرض کیا: الگ الگ کھاتے ہیں۔ فرمایا: "اِجْتَمِعُوْا عَلٰی طَعَامِکُمْ وَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰی یُبَارَكْ لَکُمْ فِیْهِ" مل کر کھانا کھایا کرو اور اس پر "بسم اللہ" پڑھ لیا کرو تو اس میں برکت فرمائی جائے گی۔

اسے ابن ماجہ، ابوداؤد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "طَعَامُ الْاِثْنَیْنِ کَافِی الثَّلَاثَةِ وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ کَافِی الْاَرْبَعَةِ" دو افراد کا کھانا تین کو اور تین افراد کا کھانا چار کو کافی ہوتا ہے۔ (جبکہ مل کر کھائیں۔ تجربہ شاہد ہے) بخاری و مسلم

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ایک آدمی کا کھانا دو کو کافی ہوتا ہے۔ دو کا کھانا چار کو اور چار کا کھانا آٹھ کو کفایت کرتا ہے (جبکہ مل کر کھائیں)۔ مسلم، ترمذی،

ابن ماجہ۔

نیز بزار نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اسے روایت کیا۔ جس میں چار کا کھانا آٹھ کو کفایت کرتا ہے: کے الفاظ نہیں۔ اس کے آخر میں یہ الفاظ زائد ہیں:۔"وَيَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ یعنی اللہ کا دست قدرت جماعت پر ہوتا ہے" (ایسی ہی ایک روایت طبرانی نے اوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کی ہے)

حدیث: یہ روایت بھی حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی سے ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"اَحَبُّ الطَّعَامِ اِلَى اللّٰهِ مَا كَثُرَتْ عَلَيْهِ الْاَيْدِىْ" اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ کھانا بہت پسندیدہ ہے جس پر ہاتھوں کی کثرت ہو۔ (بہت سے افراد مل کر کھائیں)

اسے ابویعلی، طبرانی اور ابوالشیخ نے کتاب الثواب میں روایت کیا۔ ان سب نے اسے بروایت عبدالمجید بن ابوداؤد روایت کیا ہے۔ انہیں ثقہ کہا گیا ہے۔ البتہ اس حدیث میں کچھ نکارت ہے۔

ترہیب

سیر ہونے میں آنتوں کا بیان اور لالچ وطمع کی بنا پر بسیار خوری کی مذمت

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"اَلْمُسْلِمُ يَأْكُلُ فِىْ مِعًى وَّاحِدٍ وَّالْكَافِرُ فِىْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ" مسلمان آدمی ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں (1) میں کھاتا ہے۔

اسے امام مالک، بخاری، مسلم اور ابن ماجہ وغیرہم نے روایت کیا۔ بخاری کی ایک اور روایت میں ہے:"ایک شخص

1۔ مطلب یہ نہیں کہ کافر کے پیٹ میں سات آنتیں ہوتی ہیں اور مسلمان کے پیٹ میں صرف ایک، مسلمان ہو یا کافر سب کے پیٹ میں آنتیں سات ہی ہوتی ہیں۔ بلکہ یہ ایک تمثیل ہے کہ بندہ مومن کو دنیا کی رغبت نہیں ہوتی اور کافر کو بہت زیادہ ہوتی ہے۔ مومن کم کھاتا ہے اور کافر بہت زیادہ۔ اس فرمان عالی شان میں مسلمان کو کم کھانے کی رغبت دلائی گئی ہے کیونکہ بسیار خوری سے دل کی سختی، شہوت اور خواہشات کی کثرت ہوتی ہے۔ ایک مطلب یہ بھی بیان فرمایا گیا ہے کہ مسلمان صرف ایک کمائی یعنی رزق حلال میں سے کھاتا ہے اور کافر سات کمائیوں سے کھاتا ہے جن میں صرف ایک حلال باقی سب حرام ہیں۔ جیسا کہ سود، رشوت، جعلسازی، ظلم وزیادتی، چوری ڈاکہ خیانت وغیرہ۔ افسوس کہ آج یہ ذرائع آمدن مسلمانوں، خصوصاً پاکستانیوں میں عام ہیں۔ بہت کھانا پینا کفار کی عادت وطریقہ ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۝ (محمد)

"یعنی کفار لوگ عیش اڑا رہے ہیں اور ڈھور ڈنگروں کی طرح کھا (پی) رہے ہیں حالانکہ ان کا ٹھکانہ آگ ہے"۔

بلاضرورت زیادہ کھانا اور زیادہ پینا اسراف ہے جس سے قرآن حکیم نے منع فرمایا ہے:

وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ (اعراف)

ترجمہ:"اور کھاؤ اور پیو اور اسراف (بلاضرورت کھانا پینا) نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا"۔

خداوند گفتا کلوا واشربوا ولکن نہ گفتا کلوا تا گلو (سعدی رحمہ اللہ) (مترجم)

(مسلمان ہونے سے پہلے) بہت کھایا کرتا تھا۔ پھر وہ مسلمان ہو گیا تو بہت کم کھانے لگا۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کے سامنے عرض کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: بندہ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے''۔

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: ''جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک کافر مہمان کی میزبانی فرمائی۔ اس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے ایک بکری (دوہنے) کا حکم دیا۔ وہ دوہی گئی تو یہ کافر اس کا دودھ پی گیا۔ پھر دوسری دوہی گئی۔ یہ اس کا دودھ بھی پی گیا۔ پھر صبح ہوئی تو اسلام لے آیا۔ اب رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے ایک بکری دوہنے کا حکم دیا تو اس نے اس کا دودھ پی لیا۔ پھر دوسری کا دودھ لایا گیا تو یہ نہ پی سکا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک مومن ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے''۔

اور اسے امام مالک اور ترمذی نے بھی ایسے ہی روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت مقدام بن معدیکرب سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: آدمی اپنے پیٹ سے زیادہ برے کسی برتن کو نہیں بھرتا۔ ابن آدم کو اتنے لقمے کافی ہیں جو اس کی کمر کو سیدھا رکھ سکیں۔ پھر اگر بھوک بہت ہو تو ''فَثُلُثٌ لِّطَعَامِهٖ وَثُلُثٌ لِّشَرَابِهٖ وَثُلُثٌ لِّنَفْسِهٖ'' (کھاتے وقت اپنے پیٹ کا) ایک تہائی کھانے کے لئے، ایک تہائی پانی کیلئے اور ایک تہائی سانس کے لئے رہنے دے۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور حسن کہا نیز ابن ماجہ و ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا مگر ابن ماجہ نے کہا: ''اگر آدمی پر اس کا نفس غالب آ جائے (بھوک بہت ہی زیادہ ہو) تو پیٹ کی ایک تہائی کھانا کھایا جائے''۔ (الحدیث)

حدیث: حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں نے روٹی اور گوشت سے بنا ہوا ثرید کھایا۔ پھر نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ڈکار لینے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے فلاں! ہم سے اپنی ڈکاریں دور رکھو۔ کیونکہ دنیا میں جو لوگ زیادہ پیٹ بھر کر کھانے والے ہیں، روز قیامت زیادہ بھوکے وہی (1) ہوں گے۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ (ایسی ہی ایک روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے جسے امام ترمذی نے حسن کہا)

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ اَهْلَ الشِّبَعِ فِي الدُّنْيَا هُمْ اَهْلُ الْجُوْعِ غَدًا فِي الْاٰخِرَةِ'' دنیا میں پیٹ بھر بھر کر کھانے والے ہی کل آخرت میں بھوکے ہوں گے۔

اسے طبرانی نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

1۔ ابن ابی الدنیا، طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا کہ اس کے بعد حضرت ابو جحیفہ نے کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا حتی کہ یہ دنیا چھوڑ گئے۔ صبح کھاتے تو رات کو نہ کھاتے اور اگر رات کو کھا لیتے تو صبح کو کچھ نہیں کھاتے تھے۔ ابن ابی الدنیا کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تیس سالوں سے میں نے کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔ (مترجم)

حدیث: حضرت عطیہ بن عامر جہنی سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا جبکہ انہیں کھانے پر مجبور کیا جا رہا تھا۔ انہوں نے فرمایا: میرے لئے یہ کافی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: وہ اکثر لوگ جو دنیا میں پیٹ بھر کر کھاتے ہیں، قیامت کے دن ان کی بھوک سب سے طویل ہوگی۔

اسے ابن ماجہ اور بیہقی نے روایت کیا اور بیہقی نے اس کے آخر میں یہ الفاظ زائد کئے: ''اور آپ ﷺ نے فرمایا: اے سلمان!''اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ'' یہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔

حدیث: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ سب سے پہلا فتنہ جو اس امت میں اس کے نبی ﷺ کے بعد پیدا ہوگا وہ پیٹ بھر بھر کر کھانا ہوگا۔ کیونکہ جو لوگ پیٹ بھر کر کھاتے ہیں ان کے بدن موٹے ہو جاتے ہیں پھر ان کے دل کمزور پڑ جاتے ہیں اور ان کی خواہشات انہیں لے بھاگتی ہیں۔

اسے امام بخاری نے کتاب الضعفاء میں اور ابن ابی الدنیا نے کتاب الجوع میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت جعدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے موٹے پیٹ والے ایک آدمی کو دیکھا تو انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اگر یہ (موٹاپا) اس (پیٹ) کے علاوہ کہیں اور ہوتا تو تیرے لئے اچھا ہوتا (پیٹ کے بجائے دماغ بڑا ہونا چاہیے تھا)۔

اسے ابن ابی الدنیا، طبرانی نے جید اسناد کے ساتھ، حاکم اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ایک بہت موٹا لمبا بہت کھانے پینے والا شخص پیش کیا جائے گا، تو اللہ کے نزدیک اس کا وزن مچھر کے ایک پر کے برابر بھی نہیں ہوگا (وہاں وزن نیکیوں کا ہوگا جسم کا نہیں) اور اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۝ (کہف) تو ہم ان کے اعمال تولنے کے لئے کوئی ترازو نصب نہیں کریں گے)۔

اسے بیہقی نے روایت کیا۔ الفاظ انہیں کے ہیں۔ اور بخاری و مسلم نے اسے اختصاراً روایت کیا کہ فرمایا: ''ایک بڑا موٹا شخص یوم قیامت لایا جائے گا تو اللہ کے ہاں اس کا وزن مچھر کے پر برابر بھی نہ ہوگا''۔

حدیث: سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اے صحابہ!) تم آج بہتر ہو (اس حالت فقر و فاقہ میں) یا اس وقت بہتر ہو گے جب صبح کے وقت روٹی گوشت کا ایک طباق تمہارے سامنے پیش کیا جائے گا اور شام کے وقت دوسرا، صبح ایک لباس پہنو گے اور شام کو دوسرا اور اپنے گھروں پر اس طرح پردے لٹکاؤ گے جس طرح کعبہ پر لٹکائے جاتے ہیں؟ ہم نے عرض کیا: بلکہ ہم تو اس وقت بہتر ہوں گے کیونکہ عبادت کے لئے خود کو فارغ پائیں گے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: (ایسا نہیں) ''بَلْ اَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرٌ'' بلکہ آج (اس حالت میں) تم بہتر ہو (کہ اللہ کے ہاں تمہارا حساب کم اور ثواب زیادہ ہے)۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور حسن قرار دیا۔ کتاب اللباس میں یہ حدیث گذر چکی ہے۔ (اس معنی کی ایک حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بزار نے جید اسناد کے ساتھ روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت ابن بجیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، یہ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے ہیں۔ فرماتے ہیں: ایک روز نبی کریم ﷺ کو سخت بھوک محسوس ہوئی تو آپ نے ایک پتھر لے کر بطن مبارک پر باندھ لیا۔ پھر ارشاد فرمایا: دنیا میں عیش اڑانے والی، نعمتوں سے لذت اٹھانے والی کئی جانیں قیامت کے روز بھوکی ننگی ہوں گی۔ یاد رکھو! (دنیا میں) کئی لوگ اپنے نفس کی عزت کرنے والے ہیں حالانکہ وہ اسے ذلیل کرنے والے ہیں۔ سن لو! بہت سے لوگ اپنے نفس کو (عبادت و ریاضت سے) ذلیل کرنے والے ہیں حالانکہ (قیامت میں) وہ اس کو عزیز بنانے والے ہیں۔

اسے ابن ابی الدنیا نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت لجلاج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جب سے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لایا ہوں، میں نے کبھی اپنے پیٹ کو کھانے سے نہیں بھرا۔ ضرورت کے مطابق کھاتا اور حسب ضرورت ہی پیتا ہوں یعنی اتنا جس سے زندگی بحال رہے۔

اسے طبرانی نے ایسی اسناد کے ساتھ جس پر کوئی اعتراض نہیں اور بیہقی نے روایت کیا۔ اور بیہقی نے یہ الفاظ زیادہ کئے: ''حضرت لجلاج رضی اللہ عنہ نے ایک سو بیس سال زندگی پائی۔ پچاس سال جاہلیت میں اور ستر سال اسلام میں''۔ (گویا ستر سال پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا)۔

حدیث: ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے ملاحظہ فرمایا کہ میں نے ایک دن میں دو مرتبہ کھانا کھایا ہے تو ارشاد فرمایا: اے عائشہ! کیا تم پسند کرتی ہو کہ تمہیں تمہارے پیٹ کے علاوہ اور کوئی کام نہ ہو؟ ''اَلْاَ کْلُ فِی الْیَوْمِ مَرَّتَیْنِ مِنَ الْاِسْرَافِ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ'' ایک دن میں دو مرتبہ کھانا اسراف میں سے ہے اور اللہ اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

اسے بیہقی نے روایت کیا۔ اس کی اسناد میں ابن لہیعہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: مجھے تم پر (اے مسلمانو!) تمہارے پیٹوں اور شرم گاہوں کے بارے میں غی (جہنم کی بدترین وادی میں ڈالنے کا باعث بننے والی) خواہشات کا اور گمراہ کن حرص و ہوا کا خوف ہے۔ (کہ کہیں تم لذائذ دنیا میں کھو کر زنا کاری میں مبتلا نہ ہو جاؤ)۔

اسے امام احمد، طبرانی اور بزار نے روایت کیا۔ ان کی بعض اسناد کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: (ایک دن) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی مجھ سے ملاقات ہوگئی جبکہ میں نے ایک درہم کا گوشت خریدا تھا۔ فرمانے لگے: اے جابر! یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا:

میرے اہل خانہ کی شدید خواہش تھی اس لئے یہ میں نے ایک درہم کا گوشت خریدا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بار بار یہ جملہ دہرانے لگے: میرے اہل خانہ کی خواہش تھی، میرے اہل خانہ کی خواہش تھی، حتی کہ میں تمنا کرنے لگا کہ یہ درہم میرے ہاتھ سے کہیں گر گیا ہوتا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات نہ ہوتی۔ (بیہقی)۔

حدیث: حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد صاحب سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَتَصَدَّقُوْا مَا لَمْ يُخَالِطْهُ اِسْرَافٌ وَّلَا مَخِيلَةٌ'' کھاؤ پیو اور صدقہ کرو جب تک کہ اس میں فضول خرچی اور تکبر نہ مل جائے۔

اسے امام نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ تک اس کے راوی ثقہ ہیں صحیح میں ان سے روایت لی گئی ہے۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب انہیں رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف (حاکم بنا کر) بھیجا تو ارشاد فرمایا: ''اِيَّاكَ وَالتَّنَعُّمَ فَاِنَّ عِبَادَ اللّٰهِ لَيْسُوْا بِالْمُتَنَعِّمِيْنَ'' ناز و نعم میں کھو جانے سے بچے رہنا کیونکہ اللہ کے بندے ناز پروریوں میں نہیں کھویا کرتے۔

اسے امام احمد، بیہقی نے روایت کیا۔ امام احمد رحمہ اللہ کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے بدترین لوگ وہ ہوں گے جو (انواع واقسام کی) نعمتیں کھائیں گے جن سے ان کے جسم خوب موٹے تازے ہوں گے۔ (اور حقوق اللہ وحقوق العباد سے غافل ہوں گے)۔

اسے بزار نے روایت کیا۔ عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم کے علاوہ باقی راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عنقریب میری امت میں کچھ لوگ ہوں گے جو مختلف اقسام کے کھانے کھائیں گے، قسم قسم کے مشروبات نوش کریں گے، کئی کئی رنگوں کے ملبوسات پہنیں گے (جھوٹی اور بے کار) باتیں کرنے میں ماہر ہوں گے۔ ''فَاُولٰئِكَ شِرَارُ اُمَّتِيْ'' میری امت کے یہی بدترین لوگ ہوں گے۔

اسے ابن ابی الدنیا اور طبرانی نے کبیر واوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن آدم کے کھانے کو دنیا کی مثال بنایا گیا ہے۔ اگرچہ انسان اس میں کتنا ہی مرچ مصالحہ اور نمک ڈالے۔ دیکھو، (آخرکار) وہ کیا بن جاتا ہے (جیسے کھانا فانی ایسے ہی دنیا فانی، اور جیسے کھانا غلاظت بن جاتا ہے ایسے ہی انجام دنیا گندا)۔

اسے عبداللہ بن امام احمد نے اپنے زوائد میں جید وقوی اسناد کے ساتھ، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ضحاک بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: اے ضحاک! تمہارا کھانا کیا ہے؟ عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) گوشت اور دودھ ہے۔ فرمایا: پھر وہ کیا بن جاتا ہے؟ بولے: آپ کو معلوم ہی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کچھ ابن آدم کے پیٹ سے خارج ہوتا ہے (پاخانہ) اسے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی مثال (1) بیان فرمایا ہے۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا۔ علی بن زید بن جدعان کے سوا باقی راوی صحیح کے ہیں۔

ترہیب

کھانے کی دعوت بغیر کسی عذر کے قبول نہ کرنا

دعوت قبول کرنے کا حکم

اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر دکھاوے کی غرض سے کھانے پکانے والوں کے کھانے کی مذمت

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہا کرتے تھے: بدترین کھانا اس ولیمے کا کھانا ہے، جس میں مالداروں کو دعوت دی جائے اور مسکینوں کو چھوڑ دیا جائے۔ اور جو شخص دعوت پر نہیں آیا، اس نے اللہ اور اس کے رسول (جل و علا و ﷺ) کی نافرمانی کی۔

اسے امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ پر موقوف روایت کیا۔ اور مسلم نے اسے نبی ﷺ تک مرفوع بھی روایت کیا ہے کہ (آپ ﷺ نے فرمایا:) "بدترین کھانا، اس ولیمے کا کھانا ہے جس سے اس کو منع کیا جائے جو (مسکین غریب) آنا چاہتا ہو اور اسے بلایا جائے جو نہیں آنا چاہتا (حاجت مند نہیں بلکہ غنی مالدار ہے)" "وَمَنْ لَّمْ يُجِبِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ" اور جس نے دعوت قبول نہ کی، اس نے اللہ اور اس کے رسول پاک (جل و علا و ﷺ) کی نافرمانی کی"۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کو دعوت دی گئی پھر اس نے قبول نہ کی، اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی نافرمانی کی "وَمَنْ دَخَلَ عَلٰى غَيْرِ دَعْوَةٍ

1۔ ظاہر ہے یہ مثال کافرین ومجرمین کی دنیا کی ہے جو دنیوی جھنجٹوں میں پڑ کر اپنے خالق ورازق کو بھول بیٹھے۔ ان کی دنیا بھی برباد اور آخرت بھی خوفناک۔ ورنہ متقی ونیکوکار بندہ مومن کی دنیا تو آخرت کی کامرانیوں کا زینہ ہوتی ہے۔ اسی لئے "اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ" فرمایا گیا ہے۔ مولانا روم علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا: ع

چیست دنیا، از خدا غافل بودن

خدائے تعالیٰ سے غافل ہوجانے کا نام دنیا ہے۔ اور پیغمبر اعظم ﷺ نے اسی کی مذمت فرمائی ہے۔ (مترجم)

دَخَلَ سَارِقًا وَّخَرَجَ مُغِيْرًا'' اور جو شخص بن بلائے دعوت میں چلا گیا، وہ چور بن کر اندر داخل ہوا اور لیٹرا بن کر باہر نکلا۔ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: جب تم میں سے کسی کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو چاہیے کہ اسے قبول کرلے (اور شامل ہو) بخاری، مسلم، ابوداؤد۔

حدیث: اور یہ روایت بھی انہی رضی اللہ عنہ سے ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو دعوت دے تو وہ اسے قبول کرلے چاہے یہ دعوت شادی کی ہو یا کسی اور چیز کی۔ مسلم و ابوداؤد۔

مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ: ''اِذَا دُعِيْتُمْ اِلٰى كُرَاعٍ فَاَجِيْبُوْهُ'' اگر تمہیں بکری کے کھر (جیسی سادی اور کم تر کھانے کی چیز) کی دعوت بھی دی جائے تو اس کو قبول کرلو'۔ (اس میں دعوت دینے والے کی دل جوئی ہوگی)

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو قبول کرے ''فَاِنْ شَآءَ طَعِمَ وَاِنْ شَآءَ تَرَكَ'' اب اگر چاہے تو کھانا کھائے اور چاہے تو چھوڑ دے۔

مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں، نمبر 1 سلام کا جواب دینا، نمبر 2 بیمار کی بیمار پرسی کرنا، نمبر 3 جنازے کے ساتھ چلنا، نمبر 4 دعوت قبول کرنا اور نمبر 5 چھینک کا جواب دینا۔ بخاری و مسلم۔

(ایسی ہی ایک حدیث حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے ابوالشیخ ابن حبان نے کتاب التوبیخ میں روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے: ''اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ طَعَامِ الْمُتَبَارِيَيْنِ اَنْ يُّؤْكَلَ'' بے شک نبی پاک ﷺ نے بطور تفاخر ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر کھانا پکانے والوں کا کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے۔ ابوداؤد۔

ترغیب

حصول برکت کے لئے پونچھنے سے پہلے انگلیاں چاٹ لینا

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (کھانا کھانے کے بعد) انگلیاں اور برتن چاٹ لینے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا: ''اِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِيْ اَيِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَةُ''، تمہیں کیا معلوم کہ تمہارے کھانے کے

کس حصہ میں برکت ہے۔ (ممکن ہے اسی میں ہو جو انگلیوں یا برتن میں لگا رہ گیا ہو)۔ مسلم۔

حدیث: اور یہ بھی انہی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے، تو اسے اٹھا لے۔ اگر اس میں کوئی میل کچیل لگ گئی ہو تو اسے صاف کرے اور لقمے کو کھا لے اور اسے شیطان کے لئے پڑا نہ رہنے دے۔ اور جب تک انگلیوں کو چاٹ نہ لے رومال کے ساتھ انہیں صاف نہ کرے۔ "فَاِنَّهٗ لَا یَدْرِیْ فِیْ اَیِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ" کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ اس کے کھانے کے کس حصہ میں برکت ہے۔ مسلم۔

حدیث: انہی (جابر) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان تم میں سے ہر کسی کے پاس ہر کام کے وقت موجود ہوتا ہے حتیٰ کہ کھانے کے وقت بھی حاضر رہتا ہے۔ لہٰذا اگر تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو چاہیے کہ اسے اٹھا لے، اس پر لگی مٹی وغیرہ صاف کرے پھر اسے کھا لے اور شیطان کے لئے پڑا نہ رہنے دے۔ پھر جب کھانے سے فارغ ہو جائے تو اپنی انگلیاں چاٹ لے، اس لئے کہ اسے نہیں معلوم کہ اس کے کھانے کے کس جز میں برکت ہے۔

اسے مسلم اور ابن حبان نے روایت کیا۔ ابن حبان نے کہا کہ فرمایا: "شیطان ہر کام میں لوگوں یا انسان کو تاکتا رہتا ہے یہاں تک کہ انسان کے کھانے کے وقت بھی تاکتا ہے۔ اور انسان کو چاہیے کہ اس وقت تک برتن نہ اٹھائے جب تک کہ اسے خود نہ چاٹ لے یا (بیوی بچوں میں سے) کسی کو چٹوا نہ دے (جبکہ وہ اس سے گھن نہ کرتے ہوں)۔ "فَاِنَّ اٰخِرَ الطَّعَامِ الْبَرَكَةُ" "کیونکہ کھانے کے آخری حصہ میں برکت ہوتی ہے"۔

(حضرت ابو ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ایسی ہی مزید احادیث بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ میں روایت کی گئی ہیں)۔

ترغیب

کھانے کے بعد حمد الٰہی بجالانا

حدیث: حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کھانا کھایا پھر کہا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ" (سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور بغیر میری طاقت و اختیار کے اسے میرا رزق بنایا)، اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

اسے ابوداؤد، ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا۔ ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بندے سے یقیناً راضی ہوتا ہے جو کھانا کھاتا ہے تو اس پر اس کی حمد بجالاتا ہے اور پانی پیتا ہے تو اس پر بھی اللہ کی حمد و ثنا کرتا ہے۔

اسے مسلم، نسائی اور ترمذی نے روایت کیا۔ امام ترمذی نے اسے حسن بھی کہا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: (ایک روز) ظہر کے وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے آنے کی آہٹ سنی (جو پہلے سے مسجد میں موجود تھے) تو کہا: اس وقت (سخت گرمی میں) کس وجہ سے آپ گھر سے نکلے ہیں؟ آپ نے فرمایا: بھوک کی شدت گھر سے نکال لائی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: قسم بخدا! میرے باہر آنے کی بھی صرف یہی وجہ ہے۔ دونوں حضرات اسی گفتگو میں تھے کہ اچانک اللہ کے رسول ﷺ بھی ان کے پاس تشریف لے آئے۔ اور ارشاد فرمایا: اس وقت گھروں سے نکلنے پر تمہیں کس چیز نے مجبور کیا ہے؟ دونوں عرض گذار ہوئے: اللہ کی قسم! مجبوری کوئی نہ تھی سوائے اس سخت بھوک کے جو ہم اپنے پیٹوں میں محسوس کرتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم، جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، میں بھی صرف اسی وجہ سے باہر آیا ہوں۔ چلو اٹھو۔ پھر تینوں نفوس قدسیہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دروازے پر تشریف لائے۔ جبکہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ کھانا ہوتا یا دودھ وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے حفاظت سے رکھا کرتے تھے۔ آج وہ کہیں جلدی میں تھے، کوئی چیز مل نہ سکی تھی، جو کچھ موجود تھا اپنے اہل خانہ کو کھلا کر کھجوروں کے باغ میں کام کے لئے جا چکے تھے۔ جب یہ حضرات ان کے دروازے پر پہنچے تو ان کی زوجہ محترمہ باہر نکلیں اور عرض کرنے لگیں: ''مَرْحَبًا بِنَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَنْ مَعَهٗ'' اللہ کے نبی ﷺ اور آپ کے دوستوں کا تشریف لانا، زہے نصیب۔ نبی اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا: ابوایوب کہاں ہیں؟ اپنے باغ میں کام کرتے ہوئے انہوں نے بھی یہ (میٹھی) آواز سن لی۔ جلدی جلدی حاضر خدمت ہوئے اور عرض کرنے لگے: اللہ کے نبی ﷺ اور آپ کے دوستوں کا ہمارے ہاں تشریف لانا ہمارے لئے رحمات و برکات کا باعث ہوا۔ یا نبی اللہ! (ﷺ) ایسے وقت میں (شدید گرمی میں) تو آپ تشریف نہیں لایا کرتے تھے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک کہتے ہو۔ راوی فرماتے ہیں: حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ گئے اور کھجور کے درخت کی ایک ڈالی توڑ لائے جس کے ساتھ خشک، تر اور کچی کھجوریں تھیں۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا: تم میرے لئے خشک کھجوریں توڑ کر نہیں لائے؟ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ: (ﷺ) میں نے یہ پسند کیا کہ آپ خشک، تر اور کچی (ہر قسم کی) کھجوریں تناول فرمائیں جبکہ ساتھ ہی میں آپ کے لئے ایک جانور بھی ذبح کر رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر ذبح کرو تو کسی دودھ والے جانور کو ذبح نہ کرنا۔ انہوں نے بھیڑ کا ایک سالہ بچہ ذبح کیا اور بیوی سے فرمایا: آٹا گوندھو اور روٹیاں تیار کرو۔ تم روٹیاں بنانا خوب جانتی ہو۔ پھر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے جانور کا نصف حصہ سالن پکایا اور نصف کو بھون لیا۔ جب کھانا تیار ہو گیا اور نبی اکرم ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہما کے سامنے رکھ دیا گیا تو آپ ﷺ نے کچھ پکا ہوا گوشت لے کر ایک روٹی پر رکھا اور فرمایا: اے ابوایوب! یہ (میری بیٹی) فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کو پہنچا دو کہ کئی دنوں سے انہیں ایسا کھانا نصیب نہیں ہوا۔ حضرت ابوایوب وہ کھانا لے کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ پھر جب یہ حضرات کھانا کھا چکے اور سیر ہو چکے تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ جبکہ آپ کی چشمان

رحمت سے آنسو بہہ رہے تھے: روٹی، گوشت، خشک، تر اور کچی کھجوریں، قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، یہ وہ نعمتیں ہیں جن کے متعلق قیامت کے روز تم سے سوال ہوگا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب رضی اللہ عنہما کو یہ بات بڑی سخت محسوس ہوئی (بروز قیامت سوال کئے جانے سے بہت گھبرائے) تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: بلکہ (اس سوال کے جواب میں کامیاب ہونے کا طریقہ ہے کہ) جب تم ایسی نعمتیں پاؤ اور کھانے کے لئے ہاتھ بڑھاؤ تو ''بسم اللہ'' کہہ لیا کرو اور سیر ہو جاؤ تو کہا کرو: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَشْبَعَنَا وَاَنْعَمَ عَلَیْنَا فَاَفْضَلَ'' (ساری تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں سیر کیا اور ہم پر اپنا انعام وفضل کیا) یہ الفاظ ان نعمتوں کا شکریہ ہو جائیں گے۔ جب سید عالم ﷺ فارغ ہو کر اٹھے تو ابوایوب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم کل ہمارے پاس آنا۔ اور عادت شریفہ یہ تھی کہ جو شخص بھی آپ ﷺ کے ساتھ بھلائی سے پیش آتا آپ ﷺ اس کا بدلہ دینا پسند فرمایا کرتے تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے یہ بات نہ سنی۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ تمہیں کل اپنے ہاں حاضر ہونے کا حکم فرما رہے ہیں۔ اگلے دن حضرت ابوایوب حاضر بارگاہ ہوئے تو رحمت عالم ﷺ نے انہیں ایک کنیز عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا: اے ابوایوب! اس کے ساتھ بھلائی کا سلوک کرنا کیونکہ جب تک یہ ہمارے پاس رہی ہے، ہم نے اس سے بھلائی ہی دیکھی ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ سے یہ کنیز لے کر حضرت ابوایوب واپس آئے تو کہنے لگے: رسول اللہ ﷺ کے حکم کو بجا لانے کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں کہ میں اس کنیز کو آزاد کر دوں۔ پھر انہوں نے اسے آزاد فرما دیا۔

اسے طبرانی نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت حماد بن ابی سلیمان سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں نے حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ چند یوم گذارے۔ (ایک روز) فرمانے لگے: کیا تمہیں وہ حدیث نہ سناؤں جو مجھے ابوعبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ نے سنائی تھی۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: جس شخص نے کھانا کھایا اور سیر ہو گیا۔ پھر پانی پیا اور خوب سیراب ہو گیا۔ پھر یہ کہا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ وَاَشْبَعَنِیْ وَسَقَانِیْ وَ اَرْوَانِیْ'' (سب تعریفیں ہیں اس اللہ کے لئے جس نے مجھے کھانا کھلایا اور مجھے سیر کر دیا اور مجھے پانی پلایا اور خوب سیراب کیا) وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح صاف ہو کر نکل گیا، جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔

اسے ابویعلیٰ نے روایت کیا ہے۔

ترغیب
کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا

ترہیب
ہاتھوں میں لگی کھانے کی بو دھوئے بغیر سو جانا

حدیث: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے تورات میں پڑھا تھا کہ کھانے میں برکت کھانے کے بعد وضو کرنے سے ہوتی ہے۔ (اسلام لانے کے بعد) میں نے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں اس بات کا ذکر کیا۔ اور تورات میں جو پڑھا تھا، عرض کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بَرَکَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ قَبْلَهٗ وَالْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ'' کھانے میں برکت اس سے پہلے اور بعد (1) وضو کرنے میں ہے۔

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث صرف قیس بن الربیع سے معروف ہے اور قیس ضعیف فی الحدیث ہیں۔ (مؤلف کے نزدیک ان راوی کا ضعف حدیث کے حسن ہونے پر اثر انداز نہیں۔ یعنی یہ حدیث حسن ہے)۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جسے یہ پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں خیر و برکت زیادہ فرمائے تو ''فَلْیَتَوَضَّأْ اِذَا حَضَرَ غِدَاؤُهٗ وَاِذَا رُفِعَ'' جب کھانا حاضر ہو وضو کر لے اور جب کھانا اٹھا لیا جائے تو بھی وضو کر لے (ہاتھ دھوئے اور کلی کر لے)۔

اسے ابن ماجہ اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ اور وضو سے مراد یہاں ہاتھ دھونا ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس حالت میں سو گیا کہ اس کے ہاتھوں میں کھانے کی بو تھی اور (سونے سے پہلے) اسے دھویا نہیں۔ ''فَاَصَابَهٗ شَیْءٌ فَلَا یَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ'' پھر اسے کوئی نقصان پہنچا (کسی کیڑے مکوڑے نے کاٹ لیا) تو وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔ (یہ اس کی اپنی غفلت سے ہوا)۔

اسے ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ امام ترمذی نے اس کو حسن کہا۔ نیز ابن ماجہ نے

1۔ وضو سے مراد یہاں شرعی وضو نہیں بلکہ لغوی ہے جس کے معنی صفائی اور اچھائی کے ہیں اور فرمان عالی کا مطلب ہے کہ کھانے سے پہلے بھی اور کھا لینے کے بعد بھی ہاتھ دھو لو اور کلی کر لو۔ اس مفہوم کی تائید میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث موجود ہے جسے مسلم، ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ ﷺ بیت الخلا تشریف لے گئے پھر واپس آئے تو کھانا پیش کیا گیا۔ عرض کیا گیا: کیا حضور انور وضو نہیں فرمائیں گے؟ اس پر ارشاد فرمایا: نماز نہیں پڑھنی کہ وضو کروں (بلکہ صرف کھانا کھانا ہے) ابوداؤد اور ترمذی کے الفاظ ہیں کہ: ''آپ ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّمَا اُمِرْتُ بِالْوُضُوْءِ اِذَا قُمْتُ اِلَی الصَّلٰوةِ'' وضو کرنے کا حکم صرف مجھے اس وقت دیا گیا ہے جب نماز کے لئے کھڑا ہوؤں''۔ مقصد یہ کہ کھانے کے وقت وضو کا حکم نہیں ہے۔ یاد رہے کہ سجدہ تلاوت، مس قرآن اور طواف کعبہ کے لئے وضو کا حکم ہے اور ان کا ثبوت بھی ارشادات عالیہ سے ہے۔ (مترجم)

اسے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔(علاوہ ازیں اس معنی کی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ترمذی و حاکم نے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بزار اور طبرانی نے روایت کی)۔

حدیث: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ بَاتَ وَفِيْ يَدِهٖ رِيْحُ غَمَرٍ فَاَصَابَهٗ وَضَحٌ فَلَا يَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ'' جو شخص رات اس حالت میں گذارے کہ اس کے ہاتھوں میں کھانے کی بو (چکناہٹ وغیرہ) لگی ہو پھر اسے برص (سفید داغوں کی بیماری) لگ جائے تو وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔(اگر فرمان مصطفوی ﷺ کے مطابق ہاتھ دھو کر سوتا تو یہ بیماری نہ ہوتی)۔

اسے طبرانی نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

کتاب القضا(1) وغیرہ

(قاضی یا حاکم بننے، بنانے اور فیصلوں کا بیان)

ترہیب

سلطان، قاضی یا امیر بننا خصوصاً اس شخص کا جسے اپنی ذات پر اعتماد نہ ہو کہ وہ ظلم وزیادتی سے خود کو بچا سکے گا اور درست فیصلے کرے گا

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ" تم میں ہر ایک نگران ہے اور اس کی رعیت کے بارے میں اس سے (یوم قیامت)

1۔ قضا سے مراد منصب قضا پر فائز ہونا اور شریعت اسلامیہ کے مطابق فیصلے کرنا ہے۔ قرآن حکیم جا بجا عدل وانصاف، مساوات، اور کتاب وسنت کے مطابق فیصلے انجام دینے اور احکام نافذ کرنے کے بارے میں ارشادات فرماتا ہے۔ چند آیات ملاحظہ ہوں:

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا ۙ وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا یَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِیْعًۢا بَصِیْرًا ۞ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ۞ (نساء)

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل کے سپرد کرو۔ اور جب بھی کوئی فیصلہ کرو تو عدل وانصاف سے کرو بے شک اللہ تمہیں بہت ہی اچھی باتوں کی نصیحت فرماتا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ (ﷺ) کی اور ان حاکموں کی جو تم میں سے ہوں۔ پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اسے اللہ (کی کتاب) اور رسول (ﷺ کی سنت) کی طرف لوٹا دو (کتاب وسنت کے مطابق فیصلہ کرو) اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی بہتر ہے اور اسی کا انجام اچھا ہے"۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَ لَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ ۚ اِنْ یَّكُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَ اِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ۞ (نساء)

ترجمہ: "اے ایمان والو! انصاف پر مضبوطی سے قائم رہنے والے بن جاؤ (اور) گواہی دینے والے محض اللہ تعالیٰ کے لئے، اگرچہ یہ گواہی تمہیں خود اپنے خلاف یا والدین اور قریبی رشتے داروں کے خلاف دینی پڑے۔ (جس کے خلاف گواہی دے رہے ہو) چاہے مالدار ہو چاہے غریب، تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کا (تم سے) زیادہ خیر خواہ ہے۔ پس عدل وانصاف کرنے میں خواہش نفس کی پیروی نہ کرو۔ اور اگر (عدل وانصاف کرنے میں) تم ہیر پھیر کرو یا منہ موڑو تو بے شک اللہ تمہارے اعمال کی خوب خبر رکھتا ہے"۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۫ وَ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۫ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۞ (مائدہ)

ترجمہ: "اے اہل ایمان! مضبوطی سے قائم رہنے والے، اللہ کے لئے انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ۔ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر نہ اکسائے کہ تم انصاف نہ کرو۔ عدل وانصاف کیا کرو۔ یہی تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو۔ بے شک اللہ تمہارے اعمال سے اچھی طرح خبردار ہے"۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

سوال ہوگا۔امام (حکمران) نگران ہے اور اس سے اس کی رعایا کا سوال کیا جائے گا۔آدمی اپنے اہل خانہ کا نگران ہے اور اس سے اس کی رعایا (اہل خانہ، بیوی بچوں) کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔عورت اپنے شوہر کے گھر میں نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت (زیرنگرانی چیزوں) کے متعلق سوال ہوگا۔اور نوکر اپنے آقا کے مال میں نگران و ذمہ دار ہے، اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔اور تم میں سے ہر کوئی نگران ہے، اس سے اس کی رعیت (ماتحتوں) کے متعلق پوچھا جائے گا۔ بخاری و مسلم۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ (قیامت کے روز) ہر نگران سے ان (چیزوں یا افراد) کے بارے میں سوال کرے گا جن پر اسے نگران و ذمہ دار بنایا تھا، آیا اس نے ان کی حفاظت کی یا انہیں ضائع کر دیا۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص منصب قضا پر فائز ہوا یا اسے لوگوں کے درمیان قاضی بنایا گیا، تو وہ بغیر چھری کے ذبح (1) کیا گیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ (المائدہ)

ترجمہ: ''اور اگر آپ فیصلہ فرمائیں تو ان کے درمیان عدل و انصاف سے فیصلہ فرمائیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ عدل و انصاف کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے''۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ ـ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ ـ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (المائدہ)

ترجمہ: ''اور جو فیصلہ نہ کرے اس (قرآن) کے مطابق جسے اللہ نے نازل فرمایا، تو یہی لوگ ہیں جو کافر ہیں، ظالم ہیں اور فاسق ہیں''۔

جو مسلمان حکمران اسلامی ملکوں میں اسلامی نظام عدل و انصاف اور قرآنی نظام معیشت و معاشرت نافذ نہیں کرتے بلکہ یہود و نصاریٰ کے غیر منصفانہ نظاموں کے دلدادہ ہیں، ان کے لئے اس سے بڑھ کر تنبیہ اور کیا ہو سکتی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ (النحل)

ترجمہ: '' بے شک اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے عدل و احسان کا اور رشتے داروں کو دینے کا، اور منع فرماتا ہے بے حیائی، بری باتوں اور سرکشی سے، وہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ کہیں تم نصیحت قبول کرو''۔

وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ (المائدہ:49)

ترجمہ: ''اور یہ کہ ان کے درمیان آپ فیصلہ فرمائیں اس (قرآن) کے مطابق جو اللہ نے نازل فرمایا۔ اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں''۔

وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ (شوریٰ:15) ترجمہ: اور مجھے تمہارے درمیان انصاف و عدل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآن پاک ایسی بے شمار آیات سے پُر ہے۔ (مترجم)

1۔ چھری کے ساتھ ذبح کرنے میں جان جلدی اور آسانی کے ساتھ نکل جاتی ہے۔ مگر بغیر چھری کے مارنے میں تڑپ تڑپ کے بڑی مصیبت کے ساتھ بہت دیر کے بعد نکلتی ہے۔ یہاں وہ قاضی مراد ہے جو عہدہ قضا دوڑ دھوپ محنت و جانفشانی اور حرص و لالچ سے حاصل کرے۔ ظاہر ہے ایسا قاضی یا حکمران عوام کے حقوق کی حفاظت کب کرے گا؟ اور غیر جانبدار فیصلہ کا اہل کیونکر ہوگا۔ اسے تو اپنا قبیح مقصد پورا کرنا ہے جس کے لئے وہ اس مقام تک پہنچا ہے۔ اس کی خاطر وہ ظلم، حق تلفی اور رشوت سے ذرا شرم محسوس نہیں کرے گا۔ خدا اور رسول ﷺ کی لعنت دنیا میں اس کے حصہ میں آئے گی اور آخرت میں عذاب میں مبتلا ہوگا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے جیل میں جان دے دینا قبول کر لیا۔ مگر عہدہ قضا قبول نہ فرمایا۔ (مترجم)

اسے ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ ترمذی کے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ حاکم نے کہا: صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نبی انور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قاضی تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ان میں صرف ایک جنت میں جائے گا اور دو جہنم رسید ہوں گے جنت میں وہ قاضی جائے گا جس نے حق کو پہچانا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا۔ اور وہ جس نے حق کو تو پہچانا مگر حکم دینے میں ظلم کیا، وہ جہنم میں جائے گا نیز جس نے لوگوں کے فیصلے جہالت کی بنا پر کئے، وہ بھی جہنم رسید ہوگا۔

ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن موہب سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: چلو قاضی (JUDGE) بن جاؤ۔ انہوں نے عرض کیا: اے امیر المومنین! کیا آپ مجھے اس سے معاف رکھیں گے؟ فرمایا: جاؤ لوگوں کے درمیان فیصلے کیا کرو۔ وہ بولے: اے امیر المومنین! کیا مجھے معاف کر دیں گے؟ حضرت عثمان نے فرمایا: میں نے تمہارے بارے میں پکا ارادہ کرلیا ہے کہ تم ضرور قاضی بنو گے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: آپ جلد بازی نہ فرمائیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص اللہ کی پناہ مانگتا ہے، اللہ اسے اپنی پناہ میں لے لیتا ہے۔ فرمایا: ہاں (یہ تو ٹھیک ہے) تو وہ کہنے لگے: " فَاِنِّيْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ قَاضِياً" میں قاضی بننے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہیں کیا چیز مانع ہے حالانکہ تمہارے والد تو فیصلے فرمایا کرتے تھے؟ حضرت ابن عمر نے کہا وجہ یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص قاضی بنا پھر اس نے جہالت سے فیصلے کئے تو وہ اہل جہنم میں سے ہوگا۔ جو قاضی بنا اور فیصلہ کرنے میں ظلم کا مرتکب ہوا وہ بھی جہنمیوں میں سے ہوگا۔ اور وہ آدمی جو قضا کی کرسی تک پہنچا اور حق یا انصاف کے ساتھ فیصلے کئے وہ بھی برابری کے ساتھ بچ نکلنے کی (اللہ سے) دعا کرتا رہے۔ "فَمَا اَرْجُو مِنْهُ بَعْدَ ذَالِكَ" اب اس کے بعد میں اور کیا امید رکھ سکتا ہوں۔

اسے ابویعلی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ ترمذی نے ان دونوں سے مختصر روایت کی ہے کہ: (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے) فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: مَنْ كَانَ قَاضِياً فَقَضىٰ بِالْعَدْلِ فَبِالْحَرِيِّ اَنْ يَنْفَلِتَ مِنْهُ كَفَافًا فَمَا اَرْجُوْ بَعْدَ ذَالِكَ" جو شخص قاضی بنے اور انصاف کے ساتھ فیصلے کرے تو وہ اس قابل ہے کہ برابری کے ساتھ (نہ گناہ نہ ثواب) بچ نکلے۔ تو اس کے بعد میں اور کیا امید رکھ سکتا ہوں۔

اور امام ترمذی نے دوسرے (جہنمی) کا ذکر نہیں کیا۔ اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ اس کی اسناد میرے نزدیک متصل نہیں ہے۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد

فرماتے سنا: قیامت کے دن قاضی عادل پر بھی ایک ساعت ایسی ضرور آئے گی جب وہ تمنا کرے گا کہ کاش اس نے دو شخصوں کے درمیان ایک سوکھی کھجور کا بھی ہرگز فیصلہ نہ کیا ہوتا۔ (اتنی شدت و دقت کے ساتھ باز پرس ہوگی)

اسے امام احمد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ان سے) فرمایا: اگر تم چاہو تو تمہیں امارت و حکومت کے متعلق بتاؤں کہ وہ کیا ہوتی ہے؟ میں نے اپنی بلند آواز میں عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) کیا ہوتی ہے؟ فرمایا: ''اَوَّلُهَا مَلَامَةٌ وَثَانِيهَا نَدَامَةٌ وَثَالِثُهَا عَذَابٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّامَنْ عَدَلَ'' اس میں اول ملامت دوم ندامت اور سوم قیامت کے دن عذاب ہے مگر وہ شخص جس نے عدل و انصاف کیا (وہ ان تینوں سے محفوظ رہے گا) حالانکہ وہ اپنے قریبی رشتہ دار کے ساتھ (جبکہ وہ مدعیٰ علیہ ہو) کیسے انصاف کر سکے گا؟ (کتنے دل گردے کا کام ہے اپنے عزیز کے خلاف غیر عزیز کے حق میں انصاف کرنا؟)

اسے بزار نے روایت کیا ہے اور اس کے رواۃ صحیح کے راوی ہیں۔ (اس معنی کے قریب ایک حدیث حضرت ابو ہریرہ سے طبرانی نے باسناد حسن روایت کی)

حدیث: سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص دس یا اس سے زیادہ افراد کے معاملات کا والی بنا، قیامت کے دن اس حالت میں اپنے اللہ کے حضور پیش ہوگا کہ اس کے ہاتھ گردن کے ساتھ بندھے ہوئے ہوں گے، اب اس کی نیکی (لوگوں کے معاملات میں انصاف اگر دنیا میں کیا ہوگا) انہیں کھولے گی۔ یا اس کا گناہ (ظلم و ناانصافی) انہیں مضبوط کر دے گی۔ امارت و ولایت کی ابتدا میں ملامت، درمیان میں ندامت اور آخر میں قیامت کے روز ذلت ہوتی ہے۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ یزید بن ابی مالک کے علاوہ باقی راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابو وائل بن شقیق بن سامہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت بشر بن عاصم رضی اللہ عنہ کو قبیلہ ہوازن سے صدقات وصول کرنے پر مقرر فرمایا۔ تو حضرت بشر ٹھہرے رہے (اپنی ڈیوٹی پر نہ پہنچے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے ملاقات کی اور فرمایا: تمہیں اپنے کام پر کس چیز نے نہیں پہنچنے دیا؟ کیا تم ہمارا حکم نہیں سنتے اور اطاعت نہیں کرتے؟ انہوں نے عرض کی: ایسی بات نہیں۔ بلکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: جو شخص مسلمانوں کے معاملات میں سے کسی معاملے کا والی و ذمہ دار بنا، روز قیامت اسے لایا جائے گا حتی کہ جہنم کے پل پر کھڑا کر دیا جائے گا، ''فَاِنْ كَانَ مُحْسِنًا نَجَا وَ اِنْ كَانَ مُسِيْئًا اِنْخَرَقَ بِهِ الْجَسْرُ فَهَوىٰ فِيْهِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا'' اب اگر وہ نیک ہوگا (اس معاملہ میں باحسن وجوہ عدل و انصاف سے کام لیا ہوگا) تو نجات پائے گا اور گناہ گار ہوگا (ظلم و زیادتی کا مرتکب ہوا ہوگا) تو وہ پل منہدم ہو جائے گا اور یہ ستر برس تک جہنم میں نیچے گرتا چلا جائے گا (اللہ ہی کو معلوم ہے اسے جہنم میں

کتنا عرصہ رہنا پڑے) راوی فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے رنجیدہ خاطر اور مغموم ہو کر نکلے۔ راستے میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا: کیا بات ہے، میں آپ کو پریشان و مغموم دیکھ رہا ہوں؟ حضرت عمر نے فرمایا: کیا بتاؤں؟ پریشانی و غم کی وجہ یہ ہے کہ میں نے بشر بن عاصم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص مسلمانوں کے معاملات میں سے کسی معاملہ کا ذمہ دار بنا، قیامت کے دن اسے لایا جائے گا یہاں تک کہ جہنم کے پل پر کھڑا کر دیا جائے گا اور یہ ستر سال تک اس میں گرتا چلا جائے گا۔ اس پر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: کیا آپ نے یہ فرمان رسول اللہ ﷺ سے خود نہیں سنا؟ فرمایا: میں نے نہیں سنا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جو آدمی مسلمانوں میں سے کسی ایک مسلمان کے معاملے کا بھی والی بنا، اسے روز قیامت پیش کیا جائے گا حتیٰ کہ جہنم کے پل پر لا کر کھڑا کر دیا جائے گا۔ اگر نیک ہوگا تو نجات پا جائے گا اور اگر برا ہوگا تو پل اس کے ساتھ ٹوٹ کر گر جائے گا اور یہ ستر سال تک اس میں گرتا چلا جائے گا۔ اور وہ جہنم سخت تاریک و سیاہ ہوگا۔ اب فرمائیے کہ دونوں حدیثوں میں سے کس نے آپ کے دل کو غمگین کیا ہے؟ فرمایا: دونوں ہی دردِ دل کا باعث ہوئی ہیں۔ اب ہمارے معاملات کون سنبھالے گا؟ تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: (یہ ذمہ داری اتنی سخت ہے کہ اسے وہی اپنے کندھوں پر اٹھائے گا) جس کی ناک اللہ کاٹ ڈالے اور جس کے گالوں کو زمین کے ساتھ ملا دے۔ (ذلیل و خوار کر دے) سن لیجئے، ہم آپ سے خیر و بھلائی ہی جانتے ہیں، اگر آپ نے ان معاملات میں ایسے لوگوں کو والی بنایا جو ان میں عدل و انصاف نہ کریں تو قریب ہے کہ آپ ان کے گناہوں سے نجات نہ پا سکیں۔

اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: جو حاکم لوگوں کے درمیان فیصلے کرتا ہے، قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ ایک فرشتہ اس کی گردن پکڑے ہوئے ہوگا۔ پھر یہ اپنی گردن آسمان کی طرف بلند کرے گا۔ اب اگر (اس کی ناانصافی، ظلم و زیادتی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے) فرما دیا: اسے گرا دے تو فرشتہ اس کو گرا دے گا تو یہ (جہنم کے) بہت گہرے کنویں میں چالیس برس تک گرتا چلا جائے گا۔ (چالیس برس کے بعد تہہ تک پہنچے گا۔ العیاذ باللہ)۔

اسے ابن ماجہ اور بزار نے روایت کیا۔ یہ الفاظ ابن ماجہ کے ہیں۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ (رسول اللہ ﷺ کے عم محترم) جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) مجھے کوئی ذمہ داری سونپ دیں جسے میں نبھاتا رہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یَا حَمْزَۃُ! نَفْسٌ تُحْیِیْهَا اَحَبُّ اِلَیْكَ اَمْ نَفْسٌ تُمِیْتُهَا؟'' اے حمزہ نفس جسے تم زندہ رکھ سکو وہ تمہیں زیادہ اچھا لگتا ہے یا وہ نفس جسے تم مار ڈالو؟ عرض کیا: وہ نفس جسے

میں زندہ رکھوں۔اس پر ارشادفرمایا:''عَلَيْكَ نَفْسَكَ'' جاؤ اپنے نفس کی حفاظت کرو۔(کوئی عہدہ ذمہ داری قبول کرنا نفس کو ہلاکت میں ڈالنا ہے)۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا۔ابن لہیعہ کے علاوہ باقی راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھا پھر فرمایا:''اَفْلَحْتَ يَاقُدَيْمُ اِنْ مِتَّ وَلَمْ تَكُنْ اَمِيْرًا وَّلَا كَاتِباً وَّلَا عَرِيْفًا'' اے قدیم!(حضرت مقدام کے نام کی تصغیر) تم کامیاب ہوگئے اگر تم اس حال میں فوت ہوئے کہ تم نہ امیر (حکمران) تھے، نہ منشی اور نہ پنچ و چوہدری تھے۔ ابوداؤد۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ!(ﷺ) آپ مجھے (زکوٰۃ وغیرہ اکٹھا کرنے پر) عامل نہیں بنا دیتے؟ فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے میرے کندھے پر اپنا دست مبارک مارا، پھر فرمایا: اے ابوذر!''اِنَّكَ ضَعِيْفٌ وَاِنَّهَا اَمَانَةٌ وَّ اَنَّهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِزْيٌ وَّ نَدَامَةٌ اِلَّا مَنْ اَخَذَهَا بِحَقِّهَا وَاَدَّى الَّذِيْ عَلَيْهِ فِيْهَا'' تم کمزور ہو یہ ایک امانت ہے اور روز قیامت اس سے سوائے رسوائی اور شرمساری کے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔مگر وہ شخص جو اس کے حقوق ادا کرے اور اس کی ذمہ داریوں کو پورا کرے۔(وہی اس ندامت و رسوائی سے بچ سکے گا)۔مسلم۔

حدیث: اور یہ روایت بھی انہیں سے ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا:''يَا اَبَاذَرٍّ! اِنِّيْ اَرَاكَ ضَعِيْفًا وَّاِنِّيْ اُحِبُّ لَكَ مَا اُحِبُّ لِنَفْسِيْ لَا تُؤَمَّرَنَّ عَلَى اثْنَيْنِ وَلَا تَلِيَنَّ مَالَ يَتِيْمٍ'' اے ابوذر! میں تمہیں کمزور پاتا ہوں اور تمہارے لئے وہی پسند کرتا ہوں جو خود اپنے لئے کرتا ہوں۔دو آدمیوں پر بھی کبھی امیر نہ بننا،اور نہ کبھی کسی یتیم کے مال کے متولی ہونا۔

اسے مسلم،ابوداؤد اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے فرمایا: یہ بر شرائط بخاری و مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:(اے مسلمانو!) تم عنقریب حکومت حاصل کرنے پر حرص کرنے لگو گے۔ حالانکہ یہ قیامت کے دن ندامت و شرمندگی ہوگی۔''فَنِعْمَتِ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ'' تو کیا ہی اچھی ہے دودھ پلانے والی ماں (عدل و انصاف کرنے والی اور رعایا کے حقوق کا خیال رکھنے والی حکومت) اور کتنی بری ہے دودھ چھڑانے والی ماں (ظالم غاصب اور خائن حکومت)۔بخاری و مسلم۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: ہلاکت ہے امیروں (خواہش نفس سے دنیا پرستی کے لئے بننے والے بادشاہوں اور حکمرانوں) کے لئے، بربادی ہے چوہدریوں (ظالم، نمبرداروں، ذیلداروں، حاکموں کے درباریوں خوشامدیوں) کے لئے اور تباہی ہے (بددیانت) خزانچیوں کے لئے۔

"لَيَتَمَنَّيَنَّ اَقْوَامٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنَّ ذَوَائِبَهُمْ مُعَلَّقَةٌ بِالثُّرَيَّا يُدَلْدَلُوْنَ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَاَنَّهُمْ لَمْ يَلُوْا عَمَلًا" قیامت کے روز کچھ قومیں (مذکورہ بالاقسم کے لوگ) ضرور تمنا کریں گی کہ ان کے بالوں کی لٹیں ثریا تارے کے ساتھ بندھی ہوئی ہوتیں اور وہ زمین وآسمان کے درمیان لٹک رہے ہوتے مگر انہوں نے کسی کام کی سرداری نہ لی ہوتی۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ حاکم کے ہیں اور انہوں نے کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: اور حاکم کی ہی ایک روایت میں ہے جس کی اسناد کو انہوں نے صحیح کہا ہے کہ (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمارہے تھے: "لَيُوْشِكَنَّ رَجُلٌ اَنْ يَتَمَنّٰى اَنَّهُ خَرَّ مِنَ الثُّرَيَّا وَلَمْ يَلِ مِنْ اَمْرِ النَّاسِ شَيْئًا" عنقریب (قیامت کے روز) آدمی تمنا کرے گا کہ اے کاش وہ ثریا ستارے سے گر پڑتا مگر لوگوں کے معاملات میں سے کسی کا والی نہ بنا ہوتا۔

حدیث: حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا: اے عبدالرحمٰن بن سمرہ! حکومت حاصل کرنے کا سوال مت کرنا۔ "فَاِنَّكَ اِنْ اُعْطِيْتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَيْهَا وَاِنْ اُعْطِيْتَهَا عَنْ مَسْئَلَةٍ وُكِلْتَ اِلَيْهَا" اگر سوال کئے بغیر تمہیں حکومت دے دی گئی تو اس پر (اللہ کی طرف سے) تمہاری مدد فرمائی جائے گی اور اگر تمہارے مانگنے پر دی گئی تو تم اسی کے سپرد کر دیئے جاؤ گے۔ (خدا کی طرف سے کوئی مدد نہ ہوگی، تم جانو اور تمہاری حکومت جانے) الحدیث۔

اسے بخاری اور مسلم نے روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی انور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص عہدہ قضا تلاش کرے اور اس کی خاطر سوال کرے، اسے اس کے نفس کے سپرد کر دیا جائے گا (اللہ کی طرف سے مدد نہیں پائے گا) اور جسے یہ عہدہ قبول کرنے پر مجبور کیا جائے تو "اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ مَلَكًا يُّسَدِّدُهٗ" اللہ تعالیٰ اس پر ایک فرشتہ نازل فرمادے گا جو اسے درست راہ پر چلاتا رہے گا۔

اسے ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ الفاظ ترمذی کے ہیں اور آپ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابن ماجہ کے الفاظ یہ ہیں اور ترمذی کی ایک روایت بھی اس طرح ہے کہ: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ سَأَلَ الْقَضَاءَ وُكِلَ اِلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اُجْبِرَ عَلَيْهِ يَنْزِلُ عَلَيْهِ مَلَكٌ فَيُسَدِّدُهٗ" جس نے قضا کا منصب مانگ کر لیا، اسے اس کے نفس کے سپرد کر دیا (1) جائے گا اور جس کو اسے قبول کرنے پر مجبور کیا گیا (اور اس نے قبول کر لیا) تو اس پر ایک فرشتہ اترے گا جو اسے درست رستے پر چلائے گا"۔

1۔ مندرجہ بالا متعدد احادیث مبارکہ سے صراحت و وضاحت کے ساتھ معلوم ہوا کہ سلطنت و حکومت و قضا و گورنری، وزارت و صدارت، وزارت عظمیٰ و وزارت اعلیٰ اور کسی قسم کا منصب و عہدہ دنیوی مال و دولت، عزت و شہرت کے لئے خود طلب کرنا ناجائز و حرام ہے۔ ایسے لالچی اور حریص لوگ حاکم بن کر ظلم و ستم کا بازار گرم کر دیتے ہیں۔ ظاہر ہے جو شخص وزارت و صدارت، گورنری و ممبری اور مختلف عہدوں میں بھرتی ہونے کے لئے رشوت، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ترغیب

اس آدمی کی فضیلت جو مسلمانوں کے معاملات میں عدل وانصاف قائم کرنے کی خاطر کوئی عہدہ قبول کرے، وہ حاکم وقت ہو یا کوئی اور

ترہیب

رعایا پر سختی یا ظلم کرنا، ان سے دھوکہ کرنا، چھپے رہنا اور ان کی حاجات کو نظر انداز کر کے دروازہ بند کئے رکھنا

حدیث: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سات شخص ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سائے میں لے لے گا (اپنی رحمت میں ڈھانپ لے گا) جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی اور سایہ نہیں ہوگا۔ (اور وہ ہیں) نمبر 1 عدل قائم کرنے والا الحکمران، نمبر 2 وہ نوجوان جو اپنی جوانی اللہ کی عبادت میں صرف کرے، نمبر 3 وہ آدمی جس کا دل مساجد میں اٹکا ہوا ہو، نمبر 4 وہ دو آدمی جو اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہوں، ملتے ہوں تو اسی کی محبت میں اور جدا ہوتے ہوں تو وہ بھی اسی کی محبت میں، نمبر 5 وہ بندہ جسے کسی مال و جمال والی عورت نے دعوت گناہ دی تو اس نے کہا: میں اپنے اللہ سے ڈرتا ہوں (اور ارتکاب گناہ سے اجتناب کیا) نمبر 6 وہ آدمی جو صدقہ دیتا ہے تو چھپا کر دیتا ہے حتیٰ کہ اس کا بایاں ہاتھ معلوم نہیں کر سکتا کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا، نمبر 7 وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرتا ہو تو اس کی آنکھیں اشکبار ہو جائیں۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت فرمایا رحمہما اللہ تعالیٰ۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) سفارش سے کام لے گا۔ ہر جائز و ناجائز حربہ استعمال کرے گا، اپنی بساط کے مطابق ہزاروں، لاکھوں اور کروڑوں روپیہ صرف کرے گا، اس سے عدل وانصاف کی امید؟ ایں خیال است ومحال است وجنوں۔ پاکستان کی سیاسی و معاشی تباہی کی وجوہ پر کون پاکستانی واقف نہیں؟ ہے کوئی محکمہ جو رشوت، سفارش اور بدمعاشی کا شکار نہ ہو؟

البتہ جب نااہل، جاہل و نالائق لوگ حکومتی عہدوں پر براجمان ہو کر ملک وقوم کو تباہی کی طرف لے جا رہے ہوں تو پھر کسی عہدہ کو حاصل کرنا، اس کے لئے سوال کرنا اور تگ ودو کرنا ناجائز وحرام نہیں بلکہ ایسے حالات میں لائق وذمہ دار، ایماندار و دیانتدار لوگوں پر فرض ہو جاتا ہے کہ وہ آگے آئیں اور ملک وقوم کو درندوں سے نجات دلائیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے جب ملک کی معاشی حالت خطرے میں دیکھی تو وزارت مال کا عہدہ طلب فرمایا تھا۔ قرآن حکیم فرماتا ہے:

قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآىِٕنِ الْاَرْضِۚ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ (یوسف:55)

یعنی آپ نے فرمایا: (اے بادشاہ!) مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دے، بے شک میں ان کی حفاظت کرنے والا (اور امور مالیہ کا) خوب جاننے والا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی بکوشش خلافت سنبھالی تھی کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے وصال شریف کے بعد ملکی حالات شدید خطرات کی خبر دے رہے تھے اور آپ سے بڑھ کر انہیں سنبھالا دینے والا کوئی دوسرا نہ تھا۔ (مترجم)

حدیث: اور یہ حدیث بھی آپ (ابو ہریرہ) رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے، کہتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین اشخاص ایسے ہیں جن کی دعا رد نہیں فرمائی جاتی (بلکہ قبول کی جاتی ہے) نمبر 1 روزہ دار جبکہ افطاری کے وقت دعا کرے، نمبر 2 عادل حکمران اور نمبر 3 مظلوم کی دعا کہ اس کی دعا کو تو اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر اٹھا لیتا ہے۔ (بہت جلد قبول فرماتا ہے) اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اور رب تعالیٰ فرماتا ہے: ''وَعِزَّتِيْ لَاَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِيْنٍ'' (اے مظلوم!) مجھے میری عزت کی قسم، میں تیری مدد ضرور فرماؤں گا اگرچہ کچھ وقت کے بعد ہی ہو۔

اسے امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ نے اور ابن خزیمہ وابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا۔ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اللہ کے پیارے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک عدل وانصاف قائم کرنے والے اللہ کی بارگاہ میں (قیامت کے دن) رحمٰن کے دائیں جانب نور کے منبروں پر بیٹھے ہوں گے۔ اور اللہ کے دونوں (1) ہاتھ دائیں ہیں۔ (جیسے اس کی شان کے لائق ہیں) یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے فیصلوں میں انصاف کیا، اپنے اہل وعیال میں انصاف کیا اور اپنے ماتحتوں میں انصاف کیا۔ (دنیا میں عدل و انصاف کرتے وقت اپنے بیگانے میں کوئی امتیاز نہیں کیا)۔

اسے مسلم اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: تین شخص جنتی ہیں نمبر 1 عدل وانصاف کرنے والا رعایا کی اصلاح کرنے والا حکمران، نمبر 2 رحم دل، ہر رشتے دار مسلمان کے لئے دل میں نرمی رکھنے والا آدمی اور نمبر 3 بال بچے دار پاک دامن سوال کرنے سے بچنے والا شخص۔

اسے مسلم نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی ہے کہ ''يَوْمٌ مِّنْ إِمَامٍ عَادِلٍ أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّيْنَ سَنَةً'' عدل وانصاف کرنے والے حکمران کا ایک دن ساٹھ سالوں کی عبادت سے افضل ہے۔ اور وہ حد (سزا) جو زمین میں (مجرم پر) کسی حق کی وجہ سے قائم کی جائے، وہ چالیس دن کی بارش سے زیادہ پاک کرنے والی ہوتی ہے۔ (یعنی چالیس دن کی مسلسل بارش سے کوئی ناپاک چیز اتنی پاک نہیں ہوتی جتنی حد کسی مجرم کو گناہ سے

1۔ یعنی جیسے مخلوق کا دایاں ہاتھ قوی ومضبوط ہوتا ہے اور بایاں کمزور، یہ عیب ہے اور اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے۔ اس کا کوئی ہاتھ کمزور نہیں۔ کوئی شخص اسے مخلوق کی طرح نہ سمجھ لے، وہ کسی کی سمجھ میں آنے سے بھی وراء ہے، کوئی مخلوق اس کی ذات وصفات میں اس کی مثل نہیں ہو سکتی۔ خود فرماتا ہے: لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (شوریٰ: 11) یعنی کوئی چیز اس کی مثل نہیں ہے۔ اس طرح کے جملے متشابہات میں سے ہوتے ہیں۔ ان کا ظاہری معنی تو سمجھ میں آتا ہے مگر حقیقت الامر اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے یا اس کے بتانے سے اس کے رسول ﷺ قرآن مجید میں بھی ایسی مثالیں موجود ہیں مثلاً وَجْهُ اللّٰهِ'' اللہ کا چہرہ'' يَدُ اللّٰهِ'' اللہ کا ہاتھ'' واللہ اعلم۔ (مترجم)

پاک کر دیتی ہے۔ واللہ اعلم)۔

اسے طبرانی نے کبیر اور اوسط میں روایت کیا۔ کبیر کی اسناد حسن ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! "عَدْلُ سَاعَةٍ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّيْنَ سَنَةً، قِيَامُ لَيْلِهَا وَصِيَامُ نَهَارِهَا" ایک گھڑی کا عدل ساٹھ سالوں کی عبادت سے افضل ہے جن میں راتوں کو کھڑے ہو کر عبادت کی ہو اور دنوں کو روزے رکھے ہوں۔ اور اے ابو ہریرہ! "جَوْرُ سَاعَةٍ فِيْ حُكْمٍ اَشَدُّ وَاَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ مَّعَاصِيْ سِتِّيْنَ سَنَةً" کسی فیصلہ میں ایک گھڑی کا ظلم اللہ عزوجل کے نزدیک ساٹھ سالوں کے گناہوں سے زیادہ شدید اور بڑا ہے۔

اور ایک اور روایت میں یوں ہے کہ: "عَدْلُ يَوْمٍ وَّاحِدٍ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّيْنَ سَنَةً" ایک دن کا عدل و انصاف ساٹھ برس کی عبادت سے افضل ہے۔ اصبہانی۔

حدیث: سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کو سب زیادہ محبوب اور سب سے زیادہ اللہ کے قریب بیٹھنے والا عدل کرنے والا حکمران ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور اس سے سب سے زیادہ دور بیٹھنے والا ظالم حاکم ہوگا۔

اسے امام ترمذی نے اور طبرانی نے اوسط میں مختصراً روایت کیا۔ مگر طبرانی کے الفاظ اس طرح ہیں: "اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِمَامٌ جَائِرٌ" قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ سخت عذاب اٹھانے والا ظالم بادشاہ ہوگا"۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حسن غریب ہے۔ (طبرانی نے اوسط میں اسی معنی کی ایک حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اہل جہنم میں قیامت کے روز سب سے سخت عذاب اسے ہوگا جس نے کسی نبی (علیہ السلام) کو شہید کیا یا کسی نبی نے اسے قتل کیا اور ظالم حکمران کو۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ لیث بن ابی سلیم کے علاوہ باقی راوی ثقہ ہیں۔ صحیح بخاری میں اس روایت کا کچھ حصہ مروی ہے۔ اور بزار نے بھی اسے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا مگر گمراہ حکمران کے الفاظ کہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ چار افراد سے دشمنی رکھتا ہے (ان پر رحم نہیں فرماتا) نمبر 1 جھوٹی قسمیں اٹھانے والا بیوپاری، نمبر 2 تکبر و غرور کرنے والا نوجوان، نمبر 3 بوڑھا زناکار اور نمبر 4 ظلم کرنے والا حکمران۔

اسے ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور یہ مسلم میں بھی اسی طرح ہے مگر مسلم کے الفاظ میں ہے کہ: "مَلِكٌ كَذَّابٌ وَّعَائِلٌ مُّسْتَكْبِرٌ"، "جھوٹا بادشاہ اور متکبر فقیر"

حدیث: حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اَلَا یَآاَیُّھَا النَّاسُ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ صَلٰوۃَ اِمَامٍ جَائِرٍ '' لوگو! خبردار ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ ظالم حاکم کی نماز قبول نہیں فرماتا۔

اسے حاکم نے بروایت عبداللہ بن محمد العدوی روایت کیا اور کہا کہ یہ صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ثَلَاثَۃٌ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ لَھُمْ شَھَادَۃَ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَذَکَرَ مِنْھُمُ الْاِمَامَ الْجَائِرَ'' تین شخصوں کی شہادت توحید بھی اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا پھر ان میں سے ایک ظالم حاکم کو شمار فرمایا۔ طبرانی فی الاوسط۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی محترم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: (مسلمان) بادشاہ زمین میں اللہ تعالیٰ کا سایہ ہوتا ہے، اللہ کے بندوں میں سے ہر مظلوم اسی کی پناہ میں آتا ہے، اب اگر وہ عدل وانصاف سے کام لے تو اس کے لئے اجر وثواب ہے۔ اور رعایا پر شکر واجب ہے۔ اور اگر اس نے جور، زیادتی اور ظلم کیا تو اس کا گناہ اس کی گردن پر ہوگا اور رعیت کو صبر سے کام لینا چاہیے (کہ جلد ہی ان کی جان چھوٹنے والی ہے) ''وَاِذَا جَارَتِ الْوُلَاۃُ قُحِطَتِ السَّمَاءُ وَاِذَا مُنِعَتِ الزَّکَاۃُ ھَلَکَتِ الْمَوَاشِیُ وَاِذَا ظَھَرَالزِّنَا ظَھَرَ الْفَقْرُ وَالْمَسْکَنَۃُ وَاِذَا اُخْفِرَتِ الذِّمَّۃُ اُدِیْلَ الْکُفَّارُ'' جب حکمران ظلم کرنے لگیں تو آسمان سے بارش رک جاتی ہے۔ جب زکوٰۃ کی ادائیگی روک لی جائے تو ڈھور ڈنگر ہلاک ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ جب زنا عام ہونے لگے تو فاقہ اور بھوک ظاہر ہوتی ہے اور عہد شکنی کی جانے لگے تو کفار کو مسلط کر دیا جاتا ہے۔ یا ایسا ہی کوئی اور لفظ فرمایا۔

اسے ابن ماجہ، بزار اور بیہقی نے روایت کیا۔ یہ الفاظ بزار کے ہیں اور بیہقی کے الفاظ یہ ہیں: '' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ہم رسول خدا ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ آپ ﷺ ارشاد فرمانے لگے: اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم میں پانچ چیزیں وقوع پذیر ہوں گی اور میں اس سے اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں کہ وہ تم میں پائی جائیں یا تم انہیں پاؤ۔ نمبر 1 جب کسی قوم میں فحاشی اس قدر عام ہو جائے کہ لوگ اعلانیہ اس کا ارتکاب کرنے لگیں تو (نتیجتاً) ان میں طاعون (Plague) پھوٹ پڑے گی اور وہ بیماریاں پیدا ہوں گی جو ان سے پہلے لوگوں میں نہیں ہوئی ہوں گی (تازہ مثال ایڈز Aids ہے)، نمبر 2 جب کوئی قوم زکوٰۃ کی ادائیگی روک دے گی تو آسمان سے ان پر بارش برسنی بند ہو جائے گی۔ اور اگر ان کے ہاں مویشی نہ ہوں گے تو ان پر بارش نہ برسے گی (ان مویشیوں کی وجہ سے بارش ہو تو ہو کیونکہ بے زبان بے قصور ہیں)، نمبر 3 جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرے گی تو لوگ قحط سالی اور مہنگائی کا شکار ہو جائیں گے۔ (پاکستان کے حالات کا جائزہ لے لیں) اور حکمرانوں کا جور وستم مزید بر آں ہوگا، نمبر 4 جب حکام اللہ کی نازل فرمودہ کتاب (قرآن) کو چھوڑ کر کسی اور قانون کے مطابق فیصلے کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر ان کے دشمنوں کو مسلط کر دے گا جو ان کے مال و جائیداد چھین لیں گے۔ اور نمبر 5 جب لوگ اللہ کی کتاب اور اپنے نبی (ﷺ) کی سنت معطل کر دیں گے، (ان پر عمل کرنا

چھوڑ دیں گے) تو اللہ ان کے درمیان لڑائی جھگڑے ڈال دے گا۔ (مسلمانوں کا نفاق وانتشار اور عمل اس فرمان عالی کی سچائی کی منہ بولتی تصویر ہے)۔

اسے حاکم نے بھی اسی طرح روایت کیا اور کہا: یہ حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت بکیر بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: مجھ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں وہ حدیث سناتا ہوں جو ہر کسی کے سامنے بیان نہیں کیا کرتا (وہ یہ ہے کہ) جناب رسول اللہ ﷺ بیت اللہ شریف کے دروازے کے سامنے کھڑے ہوئے جبکہ ہم اس کے اندر تھے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ(1)" امام (خلفاء) قریش میں سے ہوں گے۔ بے شک میرا تم پر حق ہے اور اسی طرح ان کا بھی تم پر حق ہوگا (ان کے لئے لازم ہوگا کہ) اگر ان سے رحم کی درخواست کی جائے تو رحم کریں، اگر کوئی معاہدہ کریں تو اسے پورا کریں اور فیصلہ کریں تو عدل و انصاف سے کریں۔ "فَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ ذَالِكَ مِنْهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَآئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ" تو جو کوئی ان میں سے ایسا نہیں کرے گا (ان ائمہ وخلفاء میں سے جو کوئی رحم، وعدہ وفائی اور عدل وانصاف نہ کرے گا) اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔

اسے امام احمدؒ نے جید اسناد کے ساتھ اور ابو یعلیٰ وطبرانی نے روایت کیا۔ الفاظ امام صاحب کے ہیں۔ (اسی معنی کی ایک حدیث حضرت سیار بن سلامہ ابو منہال رضی اللہ عنہ سے امام احمد، بزار اور ابو یعلیٰ نے اور ایک اور حدیث حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے امام احمد، بزار اور طبرانی نے روایت کی۔ ان دونوں روایتوں میں امام احمد رحمہ اللہ کی اسناد کے راوی ثقہ ہیں)۔

حدیث: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "لَا تُقَدَّسُ اُمَّةٌ لَا يُقْضٰى فِيْهَا بِالْحَقِّ وَلَا يَاْخُذُ الضَّعِيْفُ حَقَّهٗ مِنَ الْقَوِيِّ غَيْرَ مُتَعْتَعٍ" وہ امت پاک نہیں ہوسکتی جس میں حق (عدل وانصاف) کے ساتھ فیصلے نہ ہوتے ہوں اور کمزور طاقتور سے اپنا حق بغیر کسی تکلیف کے نہ لے سکتا ہو۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ ان کے راوی ثقہ ہیں۔ علاوہ ازیں اسے مختصراً سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے اور

1۔ حکومت اسلامیہ کے امام کا قریشی ہونا ضروری ہے اور اس پر اجماع ہے۔ قریشی وہ جو جناب نضر بن کنانہ (جو کہ سرور عالم ﷺ کے اجداد میں سے ہیں) کی اولاد میں سے ہو۔ عقائد اہل سنت کی معروف ومعتبر کتاب شرح العقائد میں ہے:

وَيَكُوْنُ مِنْ قُرَيْشٍ وَ لَا يَجُوْزُ مِنْ غَيْرِهِمْ وَلَا يَخْتَصُّ بِبَنِيْ هَاشِمٍ وَ اَوْلَادِ عَلِيٍّ يُشْتَرَطُ اَنْ يَكُوْنَ الْاِمَامُ قُرَيْشِيًّا لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ "اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ" وَهٰذَا وَاِنْ كَانَ خَبَرًا وَاحِدًا لٰكِنْ لَّمَا رَوَاهُ اَبُوْبَكْرٍ مُحْتَجًّا بِهٖ عَلَى الْاَنْصَارِ وَلَمْ يُنْكِرْهُ اَحَدٌ فَصَارَ مُجْمَعًا عَلَيْهِ۔
(شرح عقائد نسفی صفحہ 108)

اور (امام) قریشی ہونا ضروری ہے۔ غیر قریشی کا امام ہونا جائز نہیں اور امام کا بنی ہاشم یا اولاد علی کے ساتھ خاص ہونا ضروری نہیں (قریشی ہونا کافی ہے) امام کے قریشی ہونے کی شرط نبی علیہ السلام کے اس فرمان "اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ" کی وجہ سے ہے۔ یہ حدیث اگرچہ خبر واحد ہے لیکن جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انصار کے سامنے اسے خلافت کی دلیل کے طور پر پیش فرمایا تو کسی نے بھی اس کا انکار نہ کیا۔ اس لئے یہ مجمع علیہ ہوگئی۔ (یعنی اس پر اجماع صحابہ منعقد ہوگیا)
(مترجم)

طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ نیز ابن ماجہ نے بھی حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مطولا روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص مسلمانوں میں منصب قضا طلب کرے حتی کہ (اپنی طلب وتگ ودو پر) اسے حاصل کرلے پھر اس کے عدل پر اس کا ظلم غالب ہو جائے "فَلَهُ النَّارُ" تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے۔ ابوداؤد۔

حدیث: حضرت ابو بریدہ اپنے والد گرامی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: حضور نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: قاضی (Judges) تین (طرح کے) ہیں۔ ان میں سے دو قسم کے جہنم کی آگ میں اور ایک جنت میں جائے گا۔ نمبر 1 وہ آدمی، جس نے ناحق فیصلہ کیا جبکہ اس کا ناحق ہونا اسے معلوم بھی ہو تو یہ آگ میں جائے گا، نمبر 2 وہ شخص جو (مسائل قضا کا) علم ہی نہیں رکھتا پھر لوگوں کے حقوق (بے علمی سے) ضائع کرتا ہے یہ بھی دوزخ کی آگ میں جائے گا۔ اور نمبر 3 وہ قاضی جو حق (عدل وانصاف) کے ساتھ فیصلے کرتا ہے تو یہ ہے وہ جو جنت میں پہنچے گا۔

اسے ابوداؤد، ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا۔ الفاظ ترمذی کے ہیں اور انہوں نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا فرمان ذی شان ہے: "اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْقَاضِيْ مَالَمْ يَجُرْ فَاِذَا جَارَ تَخَلّٰى عَنْهُ وَلَزِمَهُ الشَّيْطَانُ" اللہ تعالیٰ قاضی کے ساتھ ہوتا ہے جب تک کہ ظلم نہ کرے۔ جب قاضی ظلم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے چھوڑ دیتا ہے اور پھر شیطان اس کے ساتھ چمٹ جاتا ہے۔

اسے ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا مگر حاکم کی روایت میں ہے: "جب قاضی ظلم کرنے لگتا ہے (ناحق غیر منصفانہ فیصلے کرتا ہے) تو اللہ تعالیٰ اس سے بری ہو جاتا ہے"۔ سب نے اسے عمران القطان کی حدیث سے روایت کیا۔ اور حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی اپنا جھگڑا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے۔ آپ نے حق یہودی کی طرف دیکھا تو اس کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ اس پر یہودی کہنے لگا: "وَاللّٰهِ لَقَدْ قَضَيْتَ بِالْحَقِّ" اللہ کی قسم، آپ نے حق فیصلہ فرمایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ نے اسے ایک درہ رسید کیا (1) اور فرمایا: تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ یہودی نے کہا: قسم خدا کی ہم اپنی تورات میں یہ لکھا ہوا پاتے ہیں کہ جو قاضی حق (وانصاف) کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے تو ایک فرشتہ اس کی دائیں جانب اور ایک فرشتہ بائیں جانب ہوتا ہے۔ یہ دونوں اسے درست رکھتے ہیں اور حق کے ساتھ اس کی موافقت کرتے رہتے ہیں جب تک کہ یہ قاضی حق کے ساتھ (رہنے کی کوشش کرتا) رہتا ہے۔ "فَاِذَا تَرَكَ الْحَقَّ عَرَجَا وَتَرَكَاهُ" جب یہ حق چھوڑ دیتا ہے تو وہ دونوں آسمان پر چلے جاتے ہیں اور اسے تنہا چھوڑ دیتے ہیں۔

1۔ آپ نے اسے درہ اس لئے مارا کہ وہ آپ کی تعریف کر رہا تھا اور آپ کو اپنی تعریف وثنا ناپسند تھی۔ (مترجم)

اسے امام مالک نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت بشر بن عاصم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص لوگوں کے معاملات میں سے کسی معاملہ کا والی بنا تو (بروز قیامت) اللہ تعالیٰ اسے جہنم کے پل پر کھڑا کرے گا پھر اس کی وجہ سے وہ پل شدید زلزلے میں آجائے گا۔ اب یہ یا تو نجات پاجائے گا (اگر معاملہ درست رکھا ہوگا) یا نجات نہ پا سکے گا تو اس کی کوئی ہڈی ایسی نہ ہوگی جو اس سے الگ نہ ہو جائے گی۔ اگر اس کی نجات نہ ہوئی تو اسے جہنم کے اندر ایک گہرے اندھے کنوئیں میں پھینک دیا جائے گا جو قبر جیسا ہوگا۔ ''لَا یَبْلُغُ قَعْرَهُ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا'' (وہ کنواں اتنا گہرا ہوگا کہ) ستر برس تک یہ اس کی تہہ تک نہ پہنچے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کیا تم دونوں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ تو دونوں حضرات نے جواب دیا: جی ہاں (ہم نے سنی ہے)۔

اسے ابن ابی الدنیا وغیرہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی میری امت میں سے کسی جماعت کا امیر بنا وہ جماعت قلیل ہو یا کثیر پھر اس نے ان (اپنے ماتحتوں) میں عدل وانصاف نہ کیا تو ''کَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰی وَجْهِهٖ فِی النَّارِ'' اللہ تعالیٰ اسے (قیامت کے دن) اس کے منہ کے بل دوزخ کی آگ میں گرا دے گا۔

اسے طبرانی نے اوسط میں بروایت عبدالعزیز بن حصین روایت کیا۔ یہ حدیث میں واہی ہیں۔ اور حاکم نے بھی اسے روایت کیا اور صحیح الاسناد کہا۔ (اس کی نظیر صحیحین میں بھی ہے)۔

حدیث: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم کے اندر ایک وادی ہے اور اس وادی میں ایک کنواں ہے جسے ہبہب کہا جاتا ہے۔ ''حَقٌّ عَلَی اللّٰهِ اَنْ یُّسْکِنَهٗ کُلَّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ'' اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ ہر مغرور دانستہ حق بات نہ ماننے والے کو اس میں ٹھہرائے۔

اسے طبرانی نے حسن اسناد کے ساتھ، ابویعلیٰ اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے صحیح الاسناد بھی کہا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی العلمین ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص دس افراد کا امیر ہوا وہ قیامت کے روز زنجیروں میں جکڑا ہوا لایا جائے گا۔ حتی کہ اس کا عدل (اگر کیا ہوگا) اسے رہائی دلائے گا یا اس کا ظلم اسے ہلاک وبرباد کردے گا۔

اسے بزار نے اور طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ بزار کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ (یہ حدیث متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تھوڑے تھوڑے لفظی اختلاف کے ساتھ مروی ہے۔ مفہوم ایک ہی ہے)۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے سامنے تین

افراد پیش کئے گئے جو سب سے پہلے دوزخ کی آگ میں داخل ہوں گے (وہ ہیں) "اَمِیْرٌ مُسَلَّطٌ وَذُوْثَرْوَةٍ مِّنْ مَالٍ لَا يُؤَدِّيْ حَقَّ اللّٰهِ فِيْهِ وَ فَقِيْرٌ فَخُوْرٌ" نمبر 1 ظالم حکمران، نمبر 2 وہ صاحب ثروت مال دار جو اس مال سے اللہ کا حق (زکوٰۃ وصدقات واجبہ) ادا نہیں کرتا اور نمبر 3 تکبر کرنے والا بھکاری۔

اسے ابن خزیمہ وابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: میں اپنی امت پر تین کاموں سے خوف رکھتا ہوں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! (ﷺ) وہ کیا کام ہیں؟ فرمایا: "زَلَّةُ عَالِمٍ وَّحُكْمُ جَائِرٍ وَّهَوًى مُّتَّبَعٌ" نمبر 1 عالم کی لغزش (کہ اس سے عوام میں گمراہی پھیلتی ہے) نمبر 2 ظالم کی حکمرانی اور نمبر 3 خواہش نفس کی پیروی۔

اسے بزار اور طبرانی نے کثیر بن عبداللہ مزنی کے طریق سے روایت کیا جو کہ واہی ہیں۔ امام ترمذی نے ان سے دلیل لی اور ابن خزیمہ نے ان سے تخریج کی ہے۔ باقی راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: میں نے اپنے اس گھر میں رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: اے پروردگار! جو شخص میری امت کے کسی معاملے کا امیر بنے پھر (بلا وجہ) ان پر سختی کرے تو تو بھی اس پر سختی فرما۔ اور جو آدمی میری امت کے کسی معاملے کا والی بنے پھر ان پر رفق ونرمی کرے تو تو اس پر نرمی ومہربانی فرما۔

اسے مسلم ونسائی نے روایت کیا۔ ابوعوانہ نے بھی اپنی صحیح میں اسے روایت کیا ہے۔ جس میں ہے کہ: "فرمایا: جو شخص میری امت کے لوگوں میں سے امیر بنے پھر ان پر سختی کرے اس پر اللہ کی "بہلہ" ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یا رسول اللہ! (ﷺ) یہ بہلہ کیا چیز ہے؟ فرمایا: یہ اللہ کی لعنت ہے"۔

حدیث: حضرت ابوعثمان سے روایت ہے، کہتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہماری طرف خط تحریر فرمایا جبکہ ہم آذربائیجان (ایران میں جانب شمال ایک علاقہ) میں تھے۔ "اے عتبہ بن فرقد! (یہ وہاں امیر تھے) یہ (مال ودولت جو اس وقت تمہارے پاس ہے) تمہاری کوشش سے تمہیں حاصل نہیں ہوا، نہ تمہارے باپ کی محنت اور نہ ہی تمہاری ماں کی تگ ودو سے جمع ہوا ہے (بلکہ قومی خزانہ ہے) مسلمانوں کو ان کی قیام گاہوں میں پیٹ بھر کھانا وغیرہ پہنچاؤ جیسے تم خود اپنی قیام گاہ پر پیٹ بھر کر کھاتے ہو۔ "وَاِيَّاكُمْ وَالتَّنَعُّمَ، وَزِيَّ اَهْلِ الشِّرْكِ وَلَبُوْسَ الْحَرِيْرِ" اور عیش پسندی، مشرکین جیسے لباس اور ریشم پہننے سے بچتے رہو۔ مسلم۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی انور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے جو شخص لوگوں کے کسی معاملہ کا امیر بنا، پھر اس نے ان لوگوں کی ان چیزوں سے حفاظت نہ کی جن سے خود اپنی ذات کی حفاظت کرتا ہے تو "لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ" وہ آخرت میں جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا۔

اسے طبرانی نے صغیر واوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: جس بندے کو اللہ تعالیٰ نے کسی رعایا کا امیر بنایا، پھر وہ اپنی موت کے دن اس حالت میں مرا کہ اپنی رعایا سے خیانت کرنے والا تھا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام فرمادے گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ: ''فَلَمْ يَحُطْهَا بِنُصْحِهٖ لَمْ يَرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ'' پھر اس نے خیر خواہی کے ساتھ لوگوں کے حقوق کی حفاظت نہ کی تو جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکے گا''۔ بخاری و مسلم۔

حدیث: اور یہ بھی انہیں سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے، ارشاد فرمایا: جو امیر مسلمانوں کے کسی معاملہ کا والی بنا پھر ان کی خاطر جدو جہد نہ کی اور نہ ان کی خیر خواہی کی، ''لَمْ يَدْخُلْ مَعَهُمُ الْجَنَّةَ'' وہ ان مسلمانوں کے ساتھ جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔ (ماتحت جنت میں اپنے اعمال سے جائیں تو جائیں مگر یہ نہ جا سکے گا)۔

اسے مسلم اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔ طبرانی نے یہ الفاظ بھی زائد کئے: ''كَنُصْحِهٖ وَجَهْدِهٖ لِنَفْسِهٖ'' ایسی ہی خیر خواہی اور ایسی ہی جدوجہد جیسی خود اپنی ذات کے لئے کرتا ہے (ماتحت مسلمانوں کے لئے نہ کی تو ان کے ساتھ جنت نہ جائے گا)''۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''مَا مِنْ اِمَامٍ وَّلَا وَالٍ بَاتَ لَيْلَةً سَوْدَآءَ غَاشًّا لِّرَعِيَّتِهٖ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ'' جس حکمران اور امیر نے ایک تاریک رات بھی اپنی رعایا سے خیانت کرتے ہوئے گذاری (ان کی حفاظت، ضرورت اور حقوق سے غافل پڑا سوتا رہا) اللہ نے اس پر جنت حرام فرمادی۔

اسے طبرانی نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ طبرانی ہی کی ایک روایت میں ہے: ''جس حکمران نے اپنی رعایا سے خیانت کرتے ہوئے ایک رات بھی بسر کی، اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام فرمادی۔ حالانکہ جنت کی خوشبو قیامت کے دن ستر برس کے مسافت سے بھی سونگھی جا سکے گی۔ (اور یہ حکمران جنت سے اس سے بھی دور رہے گا)''۔

حدیث: حضرت ابن مریم عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ۔ سے روایت ہے کہ انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ نے جس آدمی کو مسلمانوں کے امور میں سے کسی امر کا امیر بنایا، پھر اس نے ان مسلمانوں کی حاجت، مجبوری اور غربت کو نظر انداز کیا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی حاجت، مجبوری اور بے بسی کو نظر انداز فرمادے گا۔ یہ سن کر امیر معاویہ نے اہل اسلام کی ضروریات کا خیال رکھنے کے لئے ایک آدمی کو مقرر کر دیا۔

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔ یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔ ترمذی کے الفاظ یہ ہیں: ''فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''مَا مِنْ اِمَامٍ يُّغْلِقُ بَابَهٗ دُوْنَ ذَوِی الْحَاجَةِ وَالْخَلَّةِ وَالْمَسْكَنَةِ اِلَّا اَغْلَقَ اللّٰهُ

اَبْوَابَ السَّمَآءِ دُوْنَ خَلَّتِهٖ وَحَاجَتِهٖ وَمَسْكَنَتِهٖ'' جو حکمران حاجت مندوں، غریبوں اور مسکینوں پر اپنے دروازے بند کرلیتا ہے (آج کل کے حکمرانوں کی طرح کہ کسی ضرورت مند غریب مسکین کی ان تک رسائی ممکن نہیں ہوتی) تو اللہ تعالیٰ اس کی غربت، حاجت اور مسکینی کے وقت آسمان کے دروازے (دربائے رحمت) بند فرمالیتا ہے''۔

اور حاکم نے بھی اسے ابوداؤد کے الفاظ کی مثل روایت کیا اور صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے کسی علاقہ کے لوگوں پر ایک لشکر روانہ کیا۔ اہل لشکر روانہ ہوگئے۔ تو حضرت ابودحداح رضی اللہ عنہ واپس آ گئے۔ امیر معاویہ نے ان سے پوچھا: کیا تم نہیں روانہ ہوئے؟ وہ بولے: کیوں نہیں! (میں روانہ ہوا تو تھا) لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث سنی ہوئی تھی، میں نے چاہا کہ وہ آپ کے سامنے رکھ دوں، مجھے خوف تھا کہ شاید دوبارہ میری آپ سے ملاقات نہ ہو۔ (اس لئے لوٹ آیا ہوں اور وہ حدیث یہ ہے کہ) میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: لوگو! جو شخص تم پر کسی کام کا امیر بنے پھر اس نے مسلمانوں کی حاجات کو نظر انداز کر کے اپنے دروازے کو بند کرلیا، اللہ تعالیٰ بھی اس کو جنت کے دروازے میں داخل ہونے سے روک دے گا۔ اور وہ آدمی جس کی دلی خواہش دنیا ہی حاصل کرنا ہو اللہ تعالیٰ اس پر قرب حرام فرما دیتا ہے۔ میں تو دنیا (کی خواہش) کو اجاڑنے کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں، اسے آباد کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ طبرانی کے شیخ جبرون بن عیسیٰ کے علاوہ باقی راوی ثقہ ہیں۔ ان کے متعلق جرح و تعدیل سے میں (صاحب کتاب) واقف نہیں ہوں۔ واللہ اعلم۔

ترہیب

حکمران کا مسلمانوں پر کسی ایسے شخص کو حاکم بنا دینا جس سے بہتر افراد رعایا میں موجود ہوں

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس (حکمران) نے تعصب (ناحق) سے کسی آدمی کو امیر بنایا حالانکہ لوگوں میں اس سے زیادہ اللہ کا پسندیدہ بندہ موجود تھا تو ''فَقَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالْمُؤْمِنِيْنَ'' اس نے اللہ، اس کے رسول ﷺ اور مومنین سے خیانت کی۔

اسے حاکم نے بطریق حسین بن قیس عن عکرمہ عنہ روایت کیا اور صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: حضرت یزید بن ابوسفیان سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا جبکہ آپ مجھے شام کی طرف (حاکم بنا کر) بھیج رہے تھے۔ اے یزید! تمہاری قریبی رشتے داریاں ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ تم اپنے رشتے داروں کو امیر بنانے میں (دوسروں پر) ترجیح دو اور اسی کا مجھے تم پر سب سے زیادہ خوف ہے۔ حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے: جو شخص مسلمانوں کے معاملے کا والی بنا پھر اس نے کسی کو آپس کی دوستی کی بنا پر مسلمانوں کے اوپر

امیر بنادیا ''فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَّ لَا عَدْلًا حَتّٰى يُدْخِلَهٗ جَهَنَّمَ'' تو اس پر اللہ کی لعنت ہوگئی، اللہ تعالیٰ اس کا کوئی فرض ونفل قبول نہیں فرمائے گا یہاں تک کہ اسے جہنم میں داخل فرمادے (1) گا۔

اسے بھی حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث بھی صحیح الاسناد ہے۔

ترہیب

رشوت (2) دینے والا، لینے والا اور دلانے والا

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: '' لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ '' رسول اللہ ﷺ نے رشوت لینے والے اور دینے والے پر لعنت فرمائی۔

1۔ کیا آج کا حکمران ٹولہ ان فرامین عالیہ پر غور کرنے کی زحمت گوارا کرے گا؟ ایک فیصد بھی امید نہیں۔ وہ تو حکمرانی کے اصول یورپ اور امریکہ سے درآمد کریں گے جو اسلام کے بدترین دشمن ہیں۔ فیاللعجب! (مترجم)

2۔ رشوت کا لفظ مشتق ہے ''رِشَآءٌ'' سے جس کے معنی ہیں کنوئیں سے پانی نکالنے کے ڈول کی رسی۔ چونکہ رشوت اپنے حق میں ناجائز فیصلہ کرانے یا ناجائز کام نکالنے کے لئے حاکم وغیرہ کو دی جاتی ہے، اس لئے اس کو رشوت کہا جاتا ہے۔ یہ حرام وناجائز ہے۔ قرآن مجید نے بھی شدت کے ساتھ اس سے ممانعت فرمائی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (البقرۃ)

ترجمہ: اور '' (مسلمانو!) نہ کھاؤ ایک دوسرے کا مال آپس میں ناجائز طریقوں سے اور نہ رسائی حاصل کرو اس مال سے (رشوت دے کر) حاکموں تک تاکہ اس طرح کھاؤ تم لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ کے ذریعے سے حالانکہ تم جانتے ہو (کہ خداومصطفےٰ جل وعلاو ﷺ نے یہ حرام فرمایا ہے)''۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝ (نساء)

ترجمہ: '' اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقوں (رشوت وغیرہ سے) مت کھاؤ مگر یہ کہ تمہاری باہمی رضامندی سے تجارت ہو (پھر اس پر منافع کما کر کھا سکتے ہو) اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو (خودکشی کرکے) بے شک اللہ تعالیٰ تو تمہارے ساتھ بڑا مہربان ہے''۔

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۠ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ (مائدہ:2)

ترجمہ: '' اور ایک دوسرے کی مدد کرو نیکی اور پرہیزگاری پر اور نہ مدد کرو ایک دوسرے کی گناہ کے کاموں اور زیادتی پر (رشوت بہت بڑا گناہ بھی ہے اور فریق مخالف پر زیادتی بھی) اور اللہ سے ڈرتے رہو''۔

یہود اور منافقین جو حرام طریقوں سے مال کھاتے تھے اور ان کے علماء پوپ پادری نہ صرف یہ کہ انہیں منع نہ کرتے تھے بلکہ ان کے ساتھ حرام خوری میں شامل ہوتے تھے، قرآن پاک نے ان کی شدید مذمت فرمائی اور اس کے ضمن میں رشوت خور مسلمانوں کو بھی متنبہ فرمایا ہے، ارشاد ہے:

وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (مائدہ)

ترجمہ: '' اور (اے حبیب ﷺ!) آپ ان (یہود ومنافقین) میں سے بہت سوں کو دیکھتے ہیں کہ گناہ اور زیادتی کے کاموں اور حرام خوری میں بہت تیز رفتاری دکھاتے ہیں بے شک بہت برے ہیں وہ کام جو یہ کرتے رہے ہیں''۔

لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝ (مائدہ)

ترجمہ: '' کیوں نہیں منع کرتے ان کو ان کے مشائخ اور علماء گناہ کی بات کہنے سے اور حرام کھانے سے، بلاشبہ بہت برے ہیں وہ کرتوت جو وہ کرتے تھے''۔

علماء اپنے معتقدین کو اور مشائخ اپنے مریدین کو اگر جانتے بوجھتے ان حرام کاموں سے نہیں روکتے تو سب اس تہدید شدید میں شامل ہوں گے۔ (مترجم)

اسے ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابن ماجہ کے الفاظ یہ ہیں:
''جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الرَّاشِيْ وَالْمُرْتَشِيْ'' رشوت لینے والے اور رشوت دینے والے پر اللہ کی لعنت ہو''۔

نیز اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے بھی روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: اور یہ حدیث بھی انہوں (عبداللہ بن عمرو) نے ہی نبی اکرم ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَلرَّاشِيْ وَالْمُرْتَشِيْ فِي النَّارِ'' رشوت لینے والا اور رشوت دینے والا دونوں دوزخ کی آگ میں جائیں گے۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ اور معروف ہیں۔ بزار نے بھی یہی الفاظ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کئے ہیں۔

حدیث: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس قوم میں سودی لین دین عام ہو جائے وہ قحط میں مبتلا کر دی جاتی ہے اور جس قوم میں رشوت کی وبا پھوٹ پڑے وہ (دوسری اقوام کے) رعب دبدبے کا شکار ہو جاتی ہے۔ (بدقسمتی سے یہ دونوں کام بھی بڑی بے حیائی کے ساتھ ہمارے ملک میں کئے جا رہے ہیں)۔ اسے امام احمد نے روایت کیا اس کی اسناد میں کچھ بحث ہے۔

حدیث: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: ''لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ فِي الْحُكْمِ''۔ اللہ کے رسول ﷺ نے کوئی فیصلہ کرانے میں رشوت لینے والے اور رشوت دینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

اسے امام ترمذی، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا۔ اور ابن حبان و حاکم نے یہ الفاظ بھی زائد کئے: ''اَلرَّائِشَ، يَعْنِي الَّذِيْ يَسْعٰى بَيْنَهُمَا''۔ رائش، یعنی جو ان دونوں کے درمیان دلالی کرتا ہے (اس پر بھی لعنت فرمائی)۔ ایسی ہی ایک حدیث امام احمد، بزار اور طبرانی نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

حدیث: ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لَعَنَ اللّٰهُ الرَّاشِيَ وَ الْمُرْتَشِيَ فِي الْحُكْمِ: (ناجائز) فیصلہ کرانے کے سلسلے میں رشوت لینے اور دینے والے پر اللہ تعالیٰ لعنت کرے۔

اسے طبرانی نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص دس افراد کا (بھی) حاکم بنا پھر ان کے درمیان فیصلے کرتا رہا۔ لوگوں نے اس کے فیصلے پسند کئے ہوں یا ناپسند، (قیامت کے دن) اسے اس حال میں پیش کیا جائے گا کہ اس کے ہاتھ بندھے ہوئے ہوں گے۔ اب اگر (دنیا میں فیصلہ کرتے وقت) اس نے عدل کیا ہوگا،

رشوت نہیں لی ہوگی اور ظلم نہیں کیا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کو آزاد فرما دے گا۔ اور اگر اللہ کے نازل فرمودہ احکام کے خلاف فیصلہ کیا ہوگا، رشوت وصول کی ہوگی اور ناانصافی کی ہوگی: تو "شُدَّتْ يَسَارُهُ إِلَى يَمِينِهِ ثُمَّ رُمِيَ فِي جَهَنَّمَ فَلَمْ يَبْلُغْ قَعْرَهَا خَمْسَ مِائَةِ عَامٍ" اس کا بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ کے ساتھ باندھا جائے گا پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا تو یہ جہنم کی تہہ تک پانچ سو سال میں نہ پہنچ سکے گا۔ (اس سے زیادہ عرصہ گرتا ہی چلا جائے گا)۔ اسے حاکم نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: "اَلرِّشْوَةُ فِي الْحُكْمِ كُفْرٌ وَّهِيَ بَيْنَ النَّاسِ سُحْتٌ" فیصلہ کرانے کے لئے رشوت لینا دینا کفر ہے (کافروں کا سا فعل ہے) اور لوگوں کے درمیان اس کا ہونا حرام (1) ہے۔ اسے طبرانی نے موقوفاً صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

1۔ ہمارے ملک عزیز میں رشوت کی کئی صورتیں مروج ہیں مثلاً وزراء، حکام، پولیس افسران اور دیگر با اختیار لوگوں کی خصوصی دعوتیں کرنا، انہیں تحفہ تحائف بھیجنا، نقد رقمیں دینا، ان کے ہاں شادی بیاہ کے مواقع پر لاکھوں کی سلامیاں پیش کرنا، مذہبی جلسوں میں فساق افسران کو کرسی صدارت پر بٹھانا وغیرہ یہ سب صورتیں حرام و ناجائز ہیں۔ ہاں اپنے آپ کو کسی کے ظلم و زیادتی سے بچانے کے لئے بامر مجبوری کچھ دینا جائز ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حبشہ میں ناجائز طور پر ظلماً گرفتار کر لئے گئے تو انہوں نے دو اشرفیاں دے کر رہائی حاصل کی تھی۔ (مرقات) (مترجم)

ترہیب
ظلم، مظلوم کی بددعا اور اس کی تذلیل وتحقیر
ترغیب
مظلوم کی امداد کرنا

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے ان احادیث میں سے راوی ہیں جو آپ ﷺ اپنے رب عزوجل سے روایت فرماتے ہیں (یعنی احادیث قدسیہ) کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے میرے بندو! میں نے اپنے لئے کسی پر ظلم کرنا حرام فرما رکھا(1) ہے۔ ''وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّماً فَلَا تَظَالَمُوْا'' اور اسے تمہارے درمیان بھی حرام کردیا ہے۔ لہٰذا تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ الحدیث۔

اسے مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ دعا وغیرہ کے ابواب میں یہ حدیث مکمل گذر چکی ہے۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ظلم کرنے سے بچتے رہو کیونکہ ظلم قیامت کے دن کئی اندھیروں کا باعث ہوگا۔ اور بخل سے بچو اس لئے کہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا ہے۔ اس بخل نے انہیں اس بات پر برانگیختہ کیا کہ لوگوں کا خون بہائیں اور ان کے حرام کو اپنے لئے حلال سمجھیں۔

اسے مسلم وغیرہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ'' ظلم، قیامت کے روز کئی تاریکیوں کا سبب ہوگا۔

بخاری، مسلم، ترمذی۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں یہ خبر پہنچی کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا: ظلم سے بچو کہ ظلم قیامت کے دن کئی تاریکیوں کا سبب ہوگا۔ اور بے حیائی کی باتوں سے پرہیز کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ بے حیائی کی باتیں اور بے شرمی کے کام کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا۔ اور بخل (2) سے بھی بچتے رہو کیونکہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو آمادہ کیا کہ دوسروں کا خون بہائیں اور ان کی حرام چیزوں کو اپنے لئے حلال کرلیں۔ (یہ بخل لڑائی جھگڑے اور جنگ وجدال کا باعث بنا)۔

1۔ قرآن حکیم نے فرمایا: وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ (انفال) ترجمہ: ''ور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ہرگز ظلم کرنے والا نہیں ہے''۔ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ (ق) ترجمہ: ''اور میں (اللہ رب العزت) اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہوں''۔ (مترجم)

2۔ فرمان خداوندی ہے:

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (الحشر: 9 اور تغابن: 16)

ترجمہ: ''اور جن لوگوں کو ان کے نفس کے بخل سے بچالیا گیا وہی اپنی مراد کو حاصل کرنے والے ہیں''۔ (مترجم)

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ (اس سے ملتی جلتی ایک حدیث طبرانی نے کبیر و اوسط میں حضرت ہرماس بن زیادہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لَا تَظْلِمُوْا فَتَدْعُوْا فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ وَتَسْتَسْقُوْا فَلَا تُسْقَوْا وَتَسْتَنْصِرُوْا فَلَا تُنْصَرُوْا'' کسی پر ظلم نہ کرنا ورنہ تم دعا کرو گے تو قبول نہ فرمائی جائے گی، بارش مانگو گے تو تم پر بارش نہ برسائی جائے گی اور امداد طلب کرو گے تو تمہاری مدد نہ کی جائے گی۔ (نہ خدا کی طرف سے نہ خدائی کی طرف سے)۔ طبرانی۔

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں دو قسم کے لوگوں کو میری شفاعت نصیب نہیں ہوگی، نمبر 1 ظالم و غاصب حکمران اور نمبر 2 ہر بد دیانت بے دین آدمی۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے، اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کرتے تھے: ''اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يَخْذُلُهٗ'' ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ اس پر ظلم نہیں کرتا اور نہ اسے رسوا کرتا ہے۔ آپ ﷺ یہ بھی ارشاد فرماتے تھے: ''وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا تَوَادَّ اثْنَانِ فَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا اِلَّا بِذَنْبٍ يُحْدِثُهٗ اَحَدُهُمَا'' اس ذات کی قسم، جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، آپس میں محبت رکھنے والے دو شخصوں کے درمیان جدائی کسی گناہ کی وجہ سے ہی ہوتی ہے جس کا ارتکاب ان دونوں میں سے کوئی ایک کرتا ہے۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا رہتا ہے۔ پھر جب اسے پکڑتا ہے تو بھاگنے نہیں دیتا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۭ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ۝ (ہود) اور یوں ہی پکڑ ہوتی ہے آپ کے رب کی جب وہ پکڑتا ہے بستیوں کو درانحالیکہ وہ ظالم ہوتی ہیں (ان کے رہنے والے ظالم ہوتے ہیں) بے شک اس کی پکڑ بڑی دردناک شدید ہوتی ہے)۔ (بخاری، مسلم، ترمذی)۔

حدیث: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی دو جہاں ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک سرزمین عرب میں شیطان بتوں کی پوجا سے تو مایوس ہو چکا ہے لیکن اسے چھوڑ کر اب وہ تمہارے ان گناہوں سے ہی خوش ہو جایا کرے گا جنہیں تم حقیر جانتے ہو حالانکہ قیامت کے روز یہی گناہ ہلاکت میں ڈالنے والے ہوں گے۔ امکانی حد تک ظلم سے بچتے رہو۔ اس لئے کہ بندہ قیامت کے روز اپنی نیکیاں لے کر حاضر ہوگا۔ خیال کرے گا کہ یہ اسے نجات دلا دیں گی۔ تو ایک اور بندہ عرض کر رہا ہوگا: اے میرے رب! تیرے اس بندے نے مجھ پر بہت ظلم کیا تھا۔ رب تعالیٰ فرمائے گا: ''اُمْحُوْا

مِنْ حَسَنَاتِہٖ'' اس ظالم کی نیکیاں اس کے ظلم کے مطابق مٹا دو۔ اور مظلوم اسی طرح عرض کرتا رہے گا حتی کہ اس کے گناہوں (ظلم) کے مقابل اس کی کوئی نیکی باقی نہ رہے گی (پھر اسے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا) اس کی مثال ایک سفر کی سی ہے کہ مسافروں نے کسی جنگل میں پڑاؤ کیا۔ ان کے پاس (کھانا وغیرہ پکانے کے لئے) لکڑیاں نہیں تھیں تو لوگ ادھر ادھر بکھر گئے تا کہ لکڑیاں جمع کر لیں۔ زیادہ دیر نہ گذری تھی کہ وہ لکڑیاں جمع کر لائے پھر آگ کا ایک الاؤ تیار کیا اور اس پر جو چاہا پکا لیا۔ اور اسی طرح گناہ ہوتے ہیں (کہ ایک ایک کر کے بہت بڑا انبار بن جاتے ہیں جو نیکیاں برباد کرنے کے لئے کافی ہوتے ہیں)۔

اسے ابویعلیٰ نے بطریق ابراہیم بن مسلم الہجری عن ابی الاحوص عن ابن مسعود روایت کیا۔ نیز امام احمد وطبرانی نے بھی اسی طرح اختصاراً اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی انور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جس نے اپنے بھائی پر اس کی عزت یا کسی اور چیز (مال وغیرہ) کے سلسلہ میں ظلم کیا ہو، اسے چاہیے کہ اس دن سے پہلے پہلے اس سے معاف کرالے جس دن اس کے پاس (بدلہ دینے کے لئے) نہ کوئی دینار ہوگا نہ درہم۔ اگر اس کے پاس نیک اعمال ہوئے تو اس کے ظلم کے برابر اس سے چھین لئے جائیں گے۔ ''وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ لَّهٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهٖ فَحُمِلَ عَلَيْهِ'' اور اگر اس ظالم کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو اس کے ساتھی (مظلوم) کے گناہ لے کر اس پر لاد دیئے جائیں گے۔

اسے بخاری اور ترمذی نے روایت کیا۔ ترمذی کی روایت کے ابتدائی الفاظ یوں ہیں: ''اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جس کے (مسلمان) بھائی نے اس کی عزت یا کسی اور شے کے بارے میں اس پر ظلم کیا ہو''۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ کوئی روپیہ پیسہ ہو اور نہ کوئی سامان دنیا۔ تو حضور انور ﷺ نے فرمایا: (نہیں بلکہ) میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے روز نماز، روزے اور زکوٰۃ (جیسی نیکیاں) لے کر آئے گا اور اس حال میں پیش ہوگا کہ (دنیا میں) کسی کو گالیاں دی ہوں گی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا۔ اب اس کی نیکیاں کچھ اس کو دے دی جائیں گی اور کچھ اس کو (مظلومین اس کی نیکیاں لے جائیں گے)۔ ''فَاِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُّقْضٰى مَا عَلَيْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ'' اور اس کی زیادتیوں کا بدلہ پورا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو ان (مظلومین) کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے پھر اسے جہنم کی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ مسلم وترمذی۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو ارشاد فرمایا: ''اِتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ'' مظلوم کی دعا سے بچتے رہنا، اس لئے کہ اس کی دعا اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے۔ (بہت جلد قبول ہو جاتی ہے)۔

اسے امام بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے ایک حدیث میں روایت کیا۔ اور امام ترمذی نے بھی اسی طرح مختصراً بھی اور دیگر کی طرح طویل بھی روایت کیا ہے۔ یہ الفاظ ترمذی کے ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین شخصوں کی دعا رد نہیں فرمائی جاتی، نمبر 1 روزہ دار جب وہ روزہ افطار کرے، نمبر 2 عدل و انصاف کرنے والا حکمران اور نمبر 3 مظلوم کی دعا اس کی دعا کو تو اللہ تعالیٰ بادلوں کے اوپر اٹھا لیتا ہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اور رب کریم فرماتا ہے: ''وَعِزَّتِي لَأَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِيْنٍ'' (اے میرے مظلوم بندے!) مجھے اپنی عزت کی قسم، میں تیری مدد ضرور فرماؤں گا اگرچہ وقت کے بعد ہی سہی۔

اسے امام احمد نے ایک حدیث میں اور ترمذی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ نیز بزار نے بھی مختصراً روایت کیا ہے۔ الفاظ ہیں: ''تین آدمی ایسے ہیں کہ اللہ کے ذمہ کرم پر لازم ہے کہ ان کی دعا کو رد نہ فرمائے، نمبر 1 روزہ دار جب تک کہ افطار نہیں کر لیتا، نمبر 2 مظلوم جب تک اس کی مدد نہیں ہو جاتی، اور نمبر 3 مسافر جب تک کہ واپس نہیں لوٹ آتا''۔

اور ترمذی کی ایک حسن روایت میں یوں ہے کہ: ''ثَلَاثُ دَعْوَاتٍ لَا شَكَّ فِيْ إِجَابَتِهِنَّ، دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلَى الْوَلَدِ'' تین دعائیں ایسی ہیں کہ قبول ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں، نمبر 1 مظلوم کی دعا، نمبر 2 مسافر کی دعا اور نمبر 3 باپ کی اپنی بیٹے کے خلاف دعا''۔

اسے ابوداؤد نے بھی کچھ تقدیم و تاخیر کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (نیز اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے طبرانی نے صحیح الاسناد کے ساتھ روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے یہ بھی روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا فرمان شریف ہے: ''دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ مُسْتَجَابَةٌ وَّإِنْ كَانَ فَاجِرًا فَفُجُوْرُهُ عَلَى نَفْسِهِ'' مظلوم کی دعا مقبول ہے اگرچہ وہ خود گناہ گار ہی ہو کہ اس کا گناہ اس کی اپنی جان پر ہے۔

اسے امام احمد نے حسن اسناد کے ساتھ روایت فرمایا ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو دعائیں ہیں کہ ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے۔ نمبر 1 مظلوم کی دعا اور نمبر 2 کسی آدمی کی اپنے بھائی کے لئے اس کی عدم موجودگی میں دعا۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ اس کے شواہد کثیرہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابو عبداللہ اسدی سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے

ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مظلوم اگرچہ کافر ہو، اس کی دعا کے سامنے کوئی حجاب نہیں ہوتا (وہ بھی قبول ہوتی ہے) اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: "دَعْ مَایُرِیْبُكَ اِلٰی مَا لَا یُرِیْبُكَ" جو چیز تجھے شک میں ڈالتی ہوا سے اس چیز کی خاطر چھوڑ دے جو تجھے شک میں مبتلا نہیں کرتی۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ اور اس کے راوی عبداللہ تک صحیح ہیں۔ ابوعبداللہ کے متعلق جرح وتعدیل کا مجھے علم نہیں۔

حدیث: سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ورضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اِشْتَدَّ غَضَبِیْ عَلٰی مَنْ ظَلَمَ مَنْ لَّا یَجِدُ لَهٗ نَاصِرًا غَیْرِیْ" اس شخص پر میرا غضب شدید ہوتا ہے جو ایسے آدمی پر ظلم کرے جو میرے سوا اپنا کوئی مددگار نہ پاتا ہو۔

اسے طبرانی نے صغیر اور اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے ذلیل کرتا ہے اور نہ اسے حقیر جانتا ہے۔ تقویٰ اس جگہ ہے، تقویٰ اس جگہ ہے۔ تقویٰ اس جگہ ہے۔ اور آپ ﷺ نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ فرمایا: "بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ یَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ، کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ، دَمُهٗ وَعِرْضُهٗ وَمَالُهٗ" آدمی کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔ مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان پر حرام ہے یعنی اس کا خون، اس کی عزت اور اس کا مال۔ مسلم۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے کیا تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ مثالیں تھیں: (جیسے کہ) اے ظالم، امتحان میں پڑے ہوئے، مغرور حکمران! میں نے تجھے اس لئے نہیں بھیجا تھا (حکمرانی دی تھی) کہ تو دنیا پر دنیا جمع کرتا رہے بلکہ میں نے تو تجھے اس واسطے بھیجا تھا کہ تو مظلوم کی دعا میرے پاس آنے سے روکے (کسی پر ظلم نہ ہونے دو کہ مظلوم کو میری بارگاہ میں دعا کرنی پڑے) کیونکہ میں مظلوم کی دعا رد نہیں فرماتا اگرچہ کسی کافر کی طرف سے ہو۔ اور عقل مند پر ضروری ہے جب تک کہ اس کی عقل مغلوب نہ ہو جائے کہ اس کے لئے (زندگی میں کثرت سے ایسی) گھڑیاں ہوں کہ کسی گھڑی میں وہ اپنے پروردگار سے محو مناجات ہو، کسی گھڑی میں اپنے نفس کا محاسبہ کر رہا ہو، کسی ساعت میں اللہ عزوجل کی مخلوقات میں غور وفکر کرتا ہو اور کسی گھڑی میں اپنے کھانے پینے کی ضروریات کا انتظام کرتا ہو۔ نیز عاقل پر یہ بھی واجب ہے کہ وہ سوائے تین کاموں کے اور کسی کام کے لئے کوچ نہ کرے (وہ یہ ہیں) نمبر 1 اپنی آخرت کے لئے زادِ راہ جمع کرنا (اعمال صالحہ)، نمبر 2 اپنی زندگی کو درست کرنا (طلب معاش)، اور نمبر 3 حلال میں لذت (حلال اشیاء استعمال کرنا اور حرام سے بچنا) عقل مند کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے وقت کو خوب نظر میں رکھے (وقت ضائع نہ کرے) اپنے کام کی طرف متوجہ رہے اور اپنی زبان کی حفاظت کرے۔ اور جس کا کلام اس کے عمل سے زیادہ ہو اسے کلام بہت کم کرنا چاہیے۔ صرف وہی بات کرے جو مفید ہو۔ میں نے عرض کی:

یارسول اللہ! (ﷺ) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں کیا تھا؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ان سب میں عبرت انگیز باتیں تھیں (جیسے کہ) تعجب ہے اس آدمی پر جسے موت کا یقین ہو پھر خوش رہے۔ تعجب ہے اس شخص پر جسے جہنم کی آگ کا یقین ہو پھر ہنستا ہے، عجیب ہے وہ بندہ جسے تقدیر پر ایمان ہو پھر بے صبرا ہو۔ عجیب ہے وہ آدمی جس نے دنیا دیکھی اور اہل دنیا کے انقلابات دیکھے پھر بھی اسی دنیا پر مطمئن ہو گیا (آخرت کی فکر نہ کی) تعجب ہے اس شخص پر جو کل (قیامت کے دن) حساب و کتاب کا یقین تو رکھتا ہے پھر عمل نہیں کرتا۔ (ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) مجھے کوئی وصیت فرمائیں۔ ارشاد فرمایا: تمہیں اللہ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ ہی تمام معاملات (کے درست رہنے) کی اصل ہے۔ میں بولا: یارسول اللہ! (ﷺ) کچھ اور ارشاد فرمائیے: فرمایا: ''عَلَيْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ'' تلاوت قرآن اور اللہ عزوجل کا ذکر اپنے لئے لازم کرلو۔ کیونکہ یہ تمہارے لئے زمین میں نور اور آسمان میں ذخیرہ ہے۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! (ﷺ) مزید ارشاد ہو۔ فرمایا: ''اِيَّاكَ وَكَثْرَةَ الضَّحِكِ فَاِنَّهٗ يُمِيْتُ الْقَلْبَ وَيَذْهَبُ بِنُوْرِ الْوَجْهِ'' زیادہ ہنسنے سے بچو کہ یہ دل کو مردہ کر دیتا اور چہرے کے نور کو مٹا دیتا ہے۔ میں عرض گذار ہوا: یارسول اللہ! (ﷺ) اور بھی کچھ فرمائیے۔ آقا ﷺ گویا ہوئے: ''عَلَيْكَ بِالْجِهَادِ فَاِنَّهٗ رَهْبَانِيَّةُ اُمَّتِيْ'' جہاد کرنا ضروری جان لو کہ یہ میری امت کی ترک دنیا ہے۔ (اسلام میں کسی اور معاملہ میں ترک دنیا جائز نہیں) میں نے کہا: یارسول اللہ! (ﷺ) مجھے کچھ اور بھی ارشاد ہو۔ فرمایا: ''اَحِبَّ الْمَسَاكِيْنَ وَجَالِسْهُمْ'' مسکینوں سے محبت رکھو اور ان کے ساتھ بیٹھا کرو۔ میں عرض کرنے لگا: مزید فرمان یارسول اللہ! (ﷺ) ارشاد فرمایا: اسے دیکھو جو تمہارے نیچے ہے اور اس کی طرف نظر مت کرو جو تمہارے اوپر ہو۔ یہ عمل تمہارے اپنے اوپر اللہ کی نعمتوں کو حقیر جاننے سے روکتا رہے گا۔ عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) اور فرمائیں۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا: ''قُلِ الْحَقَّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا'' حق بات کہتے رہو اگر چہ کڑوی ہو (کہ حق ہمیشہ کڑوا ہوتا ہے)۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) اور بھی ارشاد فرمائیے۔ فرمایا: چاہیے کہ تمہیں لوگوں سے وہ چیز روکے جو تم اپنے دل میں جانتے ہو (جو دل میں رکھتے ہو اس کے متعلق لوگوں پر اعتراض مت کرو) اور جو تم خود کرتے ہو وہ لوگوں کے لئے قابل اعتراض نہ جانو۔ تمہارے لئے یہی ایک عیب کافی ہے کہ لوگوں میں وہ برائی ڈھونڈتے پھرو جسے اپنے بارے میں نظر انداز کئے بیٹھے ہو اور دوسروں کے لئے وہ کام برا سمجھو جسے خود کرتے ہو۔ پھر آپ نے میرے سینے پر اپنا ہاتھ مبارک مارا اور ارشاد فرمایا: اے ابوذر! ''لَا عَقْلَ كَالتَّدْبِيْرِ وَلَا وَرَعَ كَالْكَفِّ وَلَا حَسَبَ كَحُسْنِ الْخُلُقِ'' تدبیر جیسی کوئی عقل مندی نہیں، (حرام کاموں سے) رک جانے جیسا کوئی تقویٰ نہیں اور حسن خلق جیسی کوئی شرافت نہیں۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ ابن حبان کے ہیں۔ حاکم نے اسے صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔

حدیث: حضرت جابر اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان آدمی کو ایسی جگہ ذلیل کرے جہاں اس کی عزت ہوتی ہو اور یہ اس کی عزت کو گھٹانے کی کوشش کرے تو اللہ

تعالیٰ اسے ایسی جگہ رسوا کرے گا جہاں اسے اللہ کی مدد کی ضرورت ہوگی (یعنی میدان محشر میں) اور جو آدمی کسی مسلمان کو ایسے مقام پر مدد کرے جہاں اس کی عزت گھٹانے کی کوشش کی جارہی ہو حالانکہ ایسے مقام پر اس کی عزت ہوتی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی ایسے مقام پر مدد فرمائے گا جہاں اسے اللہ کی مدد محبوب ہوگی۔ ابوداؤد۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کے لئے حکم ہوگا کہ اسے اس کی قبر میں سو کوڑے مارے جائیں۔ تو وہ (معافی کے لئے) سوال کرے گا اور دعا مانگے گا حتیٰ کہ ایک کوڑا رہ جائے گا (ننانوے معاف ہوجائیں گے) پھر اس کی قبر آگ سے بھر جائے گی۔ اس کے بعد جب یہ سزا ختم ہوگی اور اسے افاقہ ہوگا تو (فرشتوں سے) پوچھے گا: تم نے مجھے یہ کوڑا کس وجہ سے مارا ہے؟ ایک فرشتہ کہے گا: ''اِنَّكَ صَلَّيْتَ صَلٰوةً بِغَيْرِ طُهُوْرٍ وَّ مَرَرْتَ عَلٰى مَظْلُوْمٍ فَلَمْ تَنْصُرْهُ'' (اس لئے کہ) تو نے ایک نماز بغیر وضو پڑھی تھی اور ایک مظلوم کے پاس سے گزرا تھا مگر تو نے اس کی کوئی مدد نہ کی تھی۔

اسے ابوالشیخ بن حبان نے کتاب التوبیخ میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت محمد بن یحییٰ بن حمزہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ مجھے امیر المومنین خلیفہ مہدی نے خط لکھا اور نفوذ احکام میں سختی کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے اپنے خط میں تحریر کیا: مجھ سے میرے والد نے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: ''وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ لَاَنْتَقِمَنَّ مِنَ الظَّالِمِ فِيْ عَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ وَلَاَنْتَقِمَنَّ مِمَّنْ رَّاٰى مَظْلُوْمًا فَقَدَرَ اَنْ يَّنْصُرَهٗ فَلَمْ يَفْعَلْ'' مجھے میری عزت جلال کی قسم، میں ظالم سے جلد اور بدیر (دنیا اور آخرت میں) ضرور انتقام لوں گا۔ اور اس شخص سے بھی ضرور انتقام لوں گا جس نے کسی مظلوم کو دیکھا اور اس کی مدد کرنے پر قادر تھا پھر بھی اس کی مدد نہ کی۔

اسے بھی ابوالشیخ نے ہی کتاب التوبیخ میں بروایت احمد بن محمد بن یحییٰ روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا'' اپنے بھائی کی مدد کر چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ تو ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) جب وہ مظلوم ہوگا، پھر تو میں اس کی مدد کروں گا۔ یہ ارشاد فرمایئے کہ اگر وہ ظالم ہو تو پھر میں اس کی مدد کیسے کروں؟ ارشاد فرمایا: اسے ظلم کرنے سے روک دے۔ ''فَاِنَّ ذٰالِكَ نَصْرُهٗ'' یہی اس کی مدد ہے۔ بخاری۔

اسے مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی نبی کریم ﷺ سے روایت کردہ حدیث میں کہا: '' (آپ ﷺ نے فرمایا) ''وَلْيَنْصُرِ الرَّجُلُ اَخَاهُ ظَالِمًا اَوْمَظْلُوْمًا، اِنْ كَانَ ظَالِمًا فَلْيَنْهَهٗ فَاِنَّهٗ لَهٗ نُصْرَةٌ وَاِنْ كَانَ مَظْلُوْمًا فَلْيَنْصُرْهٗ'' آدمی کو اپنے بھائی کی ضرور مدد کرنی چاہیے وہ چاہے ظالم ہو یا مظلوم، اگر وہ ظالم ہے تو اسے ظلم سے روک دے کیونکہ اس کی یہی مدد ہے۔ اور اگر مظلوم ہے تو اس کی مدد کرے''۔

حدیث: حضرت سہل بن معاذ بن انس رضی اللہ عنہم اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں، وہ نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مومن بندے کی منافق کے مقابلے میں حمایت کرے (راوی فرماتے ہیں) میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "بَعَثَ اللّٰهُ مَلَكًا يَحْمِي لَحْمَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ" تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کھڑا فرمادے گا جو قیامت کے دن اس کے گوشت کو نارِ جہنم سے بچاتا (1) رہے گا۔ الحدیث۔

1۔ یہاں تک ظالم کے خلاف اور مظلوم کے حق میں نبی رحمت ﷺ کے ارشادات مذکور ہوئے اور اب آیئے دیکھیں، آپ ﷺ کا پروردگار اس بارے میں کیا حکم فرماتا ہے:

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ۝ (نساء)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا کہ (کسی کے بارے میں) بری بات برملا کہی جائے مگر وہ شخص جس پر ظلم کیا گیا ہو (یعنی مظلوم، ظالم کا ظلم برملا کہے تاکہ ظالم کو ظلم سے روکا جا سکے) اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والا اچھی طرح سب کچھ جاننے والا ہے"۔

آیت کریمہ میں ظالم کو احساس دلایا گیا ہے کہ یہ مت سمجھ کہ تیرے ظلم کو کوئی دیکھنے جاننے والا نہیں اور تجھے کوئی پکڑ نہیں سکتا۔ باز آ جاؤ ورنہ اللہ سب جانتا ہے، سخت عذاب میں مبتلا کرے گا۔ اور مظلوم کو تسلی دی جا رہی ہے کہ حوصلہ رکھ ہم تیرے فریادرس ہیں، تیری مظلومیت کو خوب جانتے ہیں۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ۝ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ۝ (ابراہیم)

ترجمہ: "تم یہ مت خیال کرنا کہ اللہ تعالیٰ بے خبر ہے ان کرتوتوں سے جو یہ ظالم کر رہے ہیں۔ وہ تو انہیں اس دن (قیامت) کے لئے مہلت دے رہا ہے جس میں آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔ بھاگے پھر رہے ہوں گے اپنے سروں کو اٹھائے ہوئے۔ ان کی پلکیں نہیں جھپکتی ہوں گی اور ان کے دل (خوف و دہشت سے) اڑے جا رہے ہوں گے"۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ (ہود)

ترجمہ: "اور کون زیادہ ظالم ہے اس شخص سے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھتا ہے۔ یہ (بہتان باز ظالم) لوگ اپنے رب کے حضور پیش کئے جائیں گے اور گواہ کہیں گے کہ یہی ہیں وہ (ظالم مفتری) لوگ جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹے بہتان لگائے تھے۔ خبردار رہو! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے"۔

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (شوریٰ)

ترجمہ: "اور برائی (زیادتی) کا بدلہ ویسی ہی برائی (اتنی ہی زیادتی) ہے۔ تو جو معاف کر دے اور اصلاح کر لے تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔ بے شک اللہ ظالموں کو پسند نہیں فرماتا"۔

وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ (شوریٰ)

ترجمہ: "اور جو بدلہ لے لیتے ہیں اپنے اوپر ظلم ہونے کے بعد تو ایسے لوگوں پر کوئی ملامت نہیں"۔

اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (شوریٰ)

ترجمہ: "بے شک ملامت تو ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق فساد برپا کرتے پھرتے ہیں۔ یہی ہیں وہ لوگ جن کیلئے دردناک عذاب ہے"۔

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْ بَعْدِهٖ ؕ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ (شوریٰ)

ترجمہ: "اور جسے اللہ گمراہ کر دے تو اس کے بعد اس کا کوئی مددگار نہیں۔ اور آپ (اے محبوب محترم! ﷺ) ملاحظہ فرمائیں گے ظلم (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اسے ابوداوٗد نے روایت کیا ہے۔ مکمل حدیث غیبت کے باب میں آئے گی ان شاء اللہ۔

(بقیہ سابقہ صفحہ)

کرنے والوں کو کہ جب وہ عذاب دیکھیں گے تو (مارے خوف کے) کہیں گے کہ واپس لوٹنے کا بھی کوئی راستہ ہے؟''۔

وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ﴿٤٥﴾ (شوریٰ)

ترجمہ: ''اور آپ انہیں دیکھیں گے کہ دوزخ پر پیش کئے جارہے ہوں گے اس حال میں کہ ذلت سے عاجز و درماندہ ہیں اور کن اکھیوں سے چوری چوری دیکھتے ہوں گے (جہنم کی طرف کہ ابھی اس میں گرے) اور ایمان والے کہیں گے کہ بے شک خسارے میں رہنے والے وہی لوگ ہیں جنہوں نے گھاٹے میں ڈالا اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو قیامت کے روز۔ خبردار! بے شک ظالم لوگ ہی ہمیشہ کے عذاب میں مبتلا رہیں گے''۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل اہل اسلام کو ظالم یا مظلوم بننے سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔ (مترجم)

ترغیب

جو کسی ظالم کا خوف رکھتا ہو، یہ دعائیں مانگا کرے

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی دو عالم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کو (ظالم) بادشاہ کا خوف ہو تو یہ دعا پڑھے: "اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، كُنْ لِّيْ جَارًا مِّنْ شَرِّ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ (اس جگہ اس ظالم کا نام لے جس سے بچنے کی دعا کر رہا ہے) وَشَرِّ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَاَتْبَاعِهِمْ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيَّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ، عَزَّجَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاءُ كَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ" (اے میرے پروردگار، ساتوں آسمانوں کے رب اور عرش عظیم کے مالک! فلاں بن فلاں کی شرارت سے میرے لئے پناہ ہو جا اور جن وانس کی اور ان کے ماتحتوں کی شر سے بھی میری پناہ بن جا کہ ان میں سے کوئی مجھ پر زیادتی نہ کر سکے۔ تیری پناہ زبردست ہے، تیری ثنا بزرگ ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔)

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں سوائے جناد بن سلم کے جبکہ ان کو بھی ثقہ کہا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اصبہانی نے بھی اسے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پر موقوفاً غیر مرفوع روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جب تو کسی ہیبت ناک حکمران کے پاس جائے اور ڈرتا ہو کہ تجھ پر کوئی زیادتی کرے گا تو تین مرتبہ یہ الفاظ کہہ لیا کر: "اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَعَزُّ مِنْ خَلْقِهٖ جَمِيْعًا، اَللّٰهُ اَعَزُّ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ، اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ اَنْ يَّقَعْنَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ مِنْ شَرِّ عَبْدِكَ فُلَانٍ وَجُنُوْدِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ، اَللّٰهُمَّ كُنْ لِّيْ جَارًا مِّنْ شَرِّهِمْ، جَلَّ ثَنَاءُ كَ وَعَزَّجَارُكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ" (اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ اپنی تمام مخلوق سے زیادہ غلبہ والا ہے، اللہ ان سب سے زیادہ طاقت والا ہے جن سے میں خوف کھاتا اور ڈرتا ہوں۔ میں اس اللہ کی پناہ پکڑتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں کو زمین پر گر پڑنے سے روکے ہوئے ہے ہاں جب اس کا اذن ہوگا (تو گر پڑیں گے) تیرے فلاں بندے سے (یہاں اس کا نام لے)، اس کے لشکر سے، اور اس کے جن وانس ماتحتوں اور دوستوں سے (تیری پناہ لیتا ہوں) اے اللہ! ان کی برائی سے میری پناہ ہو جا۔ تیری ثنا بزرگ ہے، تیری پناہ زبردست ہے۔ تیرا نام برکتوں والا ہے اور تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں ہے)۔

اسے ابن ابی شیبہ نے موقوفاً روایت کیا۔ یہ الفاظ انہیں کے ہیں۔ اور یہ پوری حدیث ہے۔ نیز طبرانی نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ ان کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ ان کے ہاں "تین مرتبہ" کے الفاظ نہیں ہیں۔

حدیث: حضرت ابومجلز رضی اللہ عنہ جن کا نام لاحق بن حمید ہے، سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جو شخص کسی حکمران سے ظلم کا خوف رکھتا ہو، یہ الفاظ کہہ لیا کرے: "رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا، وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا

وَ بِالْقُرْاٰنِ حَکَمًا وَّ اِمَامًا'' (میں راضی ہوا اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین حق ہونے پر، حضرت محمد ﷺ کے نبی ہونے پر اور قرآن کے حاکم و امام ہونے پر) تو اللہ تعالیٰ اسے اس ظالم سے نجات عطا فرمائے گا۔

اسے ابن ابی شیبہ نے ابومجلز رضی اللہ عنہ پر موقوفاً روایت کیا اور یہ تابعی ہیں ثقہ ہیں۔

ترغیب

ظالم حکمرانوں کے ساتھ میل جول نہ رکھنا

ترہیب

ان سے میل ملاقات رکھنا، اور ان کی تصدیق و اعانت کرنا

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص دیہات میں سکونت پذیر ہوا (اہل علم سے دوری کی بنا پر) اس کی طبیعت سخت ہوگئی۔ جو شکار کے پیچھے بہت بھاگا وہ (یاد الٰہی سے) غافل ہوگیا۔ جو بادشاہ کے دروازوں پر گیا وہ فتنہ میں پڑ گیا۔ ''وَمَا ازْدَادَ عَبْدٌ مِّنَ السُّلْطَانِ قُرْبًا اِلَّا ازْدَادَ مِنَ اللّٰهِ بُعْدًا'' اور بندہ جس قدر بادشاہ کے قریب ہوتا جاتا ہے، اسی قدر اللہ سے دور ہوتا چلا جاتا ہے۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے دو اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ ان میں ایک کے راوی صحیح کے ہیں۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ بَدَا جَفَا وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ وَمَنْ اَتَى السُّلْطَانَ افْتَتَنَ'' جس نے گاؤں میں (شہر چھوڑ کر) سکونت اختیار کی وہ سخت مزاج ہوگیا، جو شکار کے پیچھے بھاگنے لگا وہ غافل ہوگیا اور جو بادشاہ کے پاس پہنچا وہ مبتلائے فتنہ ہوا۔

اسے ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں احمقوں کی حکومت سے اپنی پناہ میں رکھے۔ انہوں نے عرض کیا: احمقوں کی حکومت کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: میرے بعد کچھ حکمران ہوں گے جو میری دی ہوئی ہدایت پر عمل پیرا نہیں ہوں گے اور نہ میری سنت کو سنت سمجھیں گے۔ تو جو لوگ ان کے جھوٹ کی تصدیق کریں گے اور ان کے ظلم پر ان کی اعانت کریں گے، وہ میرے (امتی) نہیں اور نہ میں ان کا (نبی) ہوں اور یہ لوگ میرے حوض کوثر پر نہیں آسکیں گے۔ اور جن لوگوں نے ان کے جھوٹ کی تصدیق نہ کی اور نہ ان کے ظلم پر ان کی مدد کی۔ یہ لوگ میرے اپنے ہیں، میں ان کا ہوں۔ اور عنقریب یہ میرے حوض کوثر پر حاضر ہوں گے۔ (اور میں انہیں کوثر کے جام عطا فرماؤں گا) اے کعب بن عجرہ! ''اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ وَالصَّلٰوةُ قُرْبَانٌ اَوْقَالَ بُرْهَانٌ'' روزہ (گناہوں سے بچنے کے لئے) ڈھال ہے، صدقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور نماز قرب الٰہی کا ذریعہ ہے یا

فرمایا کہ نجات کی دلیل قوی ہے۔اے کعب بن عجرہ! لوگ صبح کو نکلتے ہیں تو کوئی اپنے نفس کو خریدنے والا ہوتا ہے (گناہوں کو ترک کر کے خود کو محفوظ کرتا ہے) تو یہی اپنے نفس کو (عذاب سے) آزاد کرنے والا ہے۔اور کوئی اپنے نفس کو بیچنے والا ہوتا ہے (خود کو گناہوں کے حوالے کر دیتا ہے) پس یہ اپنے نفس ہلاک کرنے والا ہے۔

اسے امام احمد اور بزار نے روایت کیا۔الفاظ امام صاحب کے ہیں۔دونوں کے راویوں سے صحیح میں روایات لی گئی ہیں۔
اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں اسے روایت کیا مگر اس میں ہے کہ فرمایا: ''عنقریب کچھ حکمران ہوں گے جو لوگ ان کے پاس جائیں گے پھر ان کے ظلم پر ان کی اعانت کریں گے اور ان کے جھوٹ کی تصدیق کریں گے، وہ مجھ سے نہیں اور نہ میں ان سے ہوں۔وہ ہرگز حوض کوثر پر وارد نہیں ہوں گے۔اور جو لوگ ان کے پاس آنا جانا نہ رکھیں گے، ان کے ظلم پر ان کی مدد نہیں کریں گے اور ان کے جھوٹوں کی تصدیق نہیں کریں گے تو وہ میرے ہیں، میں ان کا ہوں اور وہ حوض کوثر پر حاضر ہوں گے''۔الحدیث۔

نیز اسے امام ترمذی اور نسائی نے بھی حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ آپ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے کعب بن عجرہ! میں تمہیں اپنے بعد آنے والے حکمرانوں سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔جو شخص ان کے دروازوں پر آئے جائے گا، ان کے جھوٹ میں ان کی تصدیق کرے گا اور ان کے ظلم پر ان کی اعانت کرے گا۔''فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ وَلَا يَرِدُ عَلَى الْحَوْضِ'' وہ مجھ (میری امت) سے نہیں اور میرا بھی اس سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔اور وہ حوض کوثر پر نہ آئے گا۔اور وہ شخص جو ان کے دروازوں پر جائے یا نہ جائے مگر ان کے جھوٹ میں ان کی تصدیق نہ کرے، نہ ان کے ظلم پر ان کی اعانت کرے۔''فَهُوَ مِنِّي وَاَنَا مِنْهُ وَسَيَرِدُ عَلَى الْحَوْضِ'' تو وہ میری امت سے ہے اور میں اس کا (نبی) ہوں، وہ عنقریب میرے حوض کوثر پر وارد ہوگا۔الحدیث۔

یہ الفاظ ترمذی کے ہیں۔(اسی مضمون پر ایک اور حدیث حضرت کعب بن عجرہ ہی سے امام ترمذی نے روایت کی جسے غریب صحیح کہا۔حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے امام احمد نے، حضرت عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ سے طبرانی اور ابن حبان نے اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے امام احمد و ابویعلیٰ نے روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ نبی اکرم ﷺ سے راوی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ دین کی سمجھ داری حاصل کریں گے (عالم دین بنیں گے) اور قرآن پڑھیں گے۔کہیں گے: ہم امراء و سلاطین کے پاس جاتے ہیں۔ان سے ان کی دنیا کا مال حاصل کرتے ہیں اور انہیں اپنے دین سے الگ رکھتے ہیں۔حالانکہ ایسا نہیں ہوگا۔جیسا کہ قتاد (ایک کانٹے دار جنگلی درخت) سے سوائے کانٹوں کے کچھ حاصل نہیں ہوسکتا ایسے ہی ان (امراء و سلاطین) کے قرب سے سوائے گناہوں کے کچھ اور حاصل نہیں کیا جاسکتا۔

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا۔ان کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: جناب رسول خدا ﷺ کے آزاد فرمودہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے اپنے اہل بیت کے لئے دعا فرمائی اور حضرت علی و فاطمہ اور دیگر اہل بیت رضی اللہ عنہم کا ذکر کیا تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) کیا میں بھی اہل بیت سے ہوں؟ حضور پاک ﷺ نے فرمایا: ''نَعَمْ مَا لَمْ تَقُمْ عَلٰى بَابِ سُدَّةٍ اَوْ تَاْتِيَ اَمِيْرًا تَسْئَلُهٗ'' ہاں (تم بھی اہل بیت میں ہو) جب تک کہ کسی بادشاہ کے دروازے پر کھڑے نہیں ہوتے یا کسی حکمران کے پاس سوال کرنے نہیں جاتے۔ اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ ان کے راوی ثقہ ہیں۔

ترہیب

باطل کی اعانت وحمایت اور ناجائز سفارش جو حدود اللہ کے نفوذ پر اثر انداز ہو

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس کی سفارش حدود اللہ میں سے کسی حد کے سامنے حائل ہوگئی (خدا کی حد کو جاری نہ ہونے دیا)، ''فَقَدْ ضَادَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ'' اس نے اللہ عزوجل کے ساتھ مقابلہ کیا۔ جس نے جانتے بوجھتے کسی ناحق بات پر جھگڑا کیا، وہ اس وقت تک اللہ کے غضب میں رہے گا جب تک کہ اس سے الگ نہ ہوجائے۔ اور جس نے کسی مومن بندے کے متعلق وہ بات کہی جو اس میں نہیں ہے (غلط الزام لگایا) ''اَسْكَنَهُ اللّٰهُ رَدْغَةَ الْخَبَالِ حَتّٰى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ'' تو اللہ تعالیٰ اسے دوزخیوں کی پیپ اور خون کے کیچڑ میں رکھے گا۔ یہاں تک کہ اپنے اس غلط قول کی سزا نہ بھگت لے۔

اسے ابوداؤد نے اور طبرانی نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔ طبرانی کے آخری الفاظ ہیں: ''وَلَيْسَ بِخَارِجٍ'' وہ اس کیچڑ سے نکل نہ سکے گا۔

نیز اسے حاکم نے مطولاً بھی اور مختصراً بھی روایت کیا ہے اور دونوں کے متعلق صحیح الاسناد کہا ہے۔ ان کی مختصر روایت کے الفاظ ہیں کہ فرمایا: ''مَنْ اَعَانَ عَلٰى خُصُوْمَةٍ بِغَيْرِ حَقٍّ كَانَ فِيْ سُخْطِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْزِعَ'' جس نے کسی ناجائز جھگڑے میں کسی کی معاونت کی، وہ اس وقت تک اللہ کے غضب میں رہے گا جب تک کہ اس سے جدا نہ ہوجائے۔

اور ابوداؤد کی ایک اور روایت میں ہے کہ: ''وَمَنْ اَعَانَ عَلٰى خُصُوْمَةٍ بِظُلْمٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ'' جس نے کسی خصومت میں ظلم کی اعانت کی تو وہ اللہ کا غضب لے کر لوٹا۔

حدیث: حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اپنے والد گرامی سے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اس آدمی کی مثال جو کسی قوم کی ناجائز معاملے میں مدد کرتا ہے اس اونٹ کی طرح ہے جو کنویں میں گر پڑتا ہے پھر اپنی دم کے بل اس سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے۔ (ظاہر ہے کہ دم کے بل نکل نہیں سکتا، اندر ہی ہلاک ہوجائے گا)۔

اسے ابوداؤد نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ عبدالرحمٰن کا اپنے والد سے سماع نہیں۔

حدیث: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نبی انور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی کی سفارش اللہ کی حدوں میں سے کسی حد کے درمیان رکاوٹ بن گئی، وہ اللہ کے غضب کا شکار رہے گا یہاں تک کہ اسے واپس لے لے۔ جس شخص نے کسی مسلمان پر کسی جھگڑے میں شدید غضب کیا حالانکہ اسے اس (جھگڑے کے حق یا باطل ہونے) کا کچھ علم نہیں تو یقیناً اس نے اللہ کے حق کی دانستہ مخالفت کی اور اس کے غضب کا خواہش مند ہوا ''وَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ تُتَابَعُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ'' اور اس پر قیامت کے روز تک اللہ کی لعنت مسلسل ہوتی رہے گی۔ اور جس آدمی نے کسی مسلمان کے بارے میں ایسی بات اڑائی جس سے وہ بری ہے (اس میں وہ عیب نہیں) اس نے اس مسلمان کو دنیا میں اس عیب کی گالی دی ''كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُذِيْبَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي النَّارِ حَتّٰى يَأْتِيَ بِنَفَاذِ مَا قَالَ'' تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کو قیامت کے دن آگ میں پگھلائے گا یا یہ اپنی اس بات کا ثبوت لائے۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ اس کی اسناد کا حال میرے (مصنف کے) ذہن میں حاضر نہیں۔ اور اس روایت کا کچھ حصہ طبرانی نے جید اسناد کے ساتھ بھی روایت کیا ہے۔ وہ یہ ہے: ''مَنْ ذَكَرَ امْرَأً بِشَيْءٍ لَيْسَ فِيْهِ لِيَعِيْبَهُ حَبَسَهُ اللّٰهُ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ حَتّٰى يَأْتِيَ بِنَفَاذِ مَا قَالَ فِيْهِ'' جس شخص نے کسی آدمی کا ایسی چیز کے ساتھ ذکر کیا جو اس میں نہیں ہے تاکہ اسے عیب لگائے تو اللہ تعالیٰ (قیامت کے روز) اسے جہنم کی آگ میں روکے رکھے گا یہاں تک کہ جو اس نے اس آدمی کے بارے میں کہا تھا، اس کا ثبوت پیش کرے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کی سفارش حدود اللہ میں سے کسی حد کے درمیان حائل ہوگئی، اس نے اللہ تعالیٰ کے مُلک میں اللہ کے ساتھ مقابلہ کیا۔ جس شخص نے کسی جھگڑے پر کسی کی امداد کی جبکہ اسے معلوم نہیں، یہ جھگڑا حق ہے یا باطل، تو یہ اللہ کے غضب میں رہے گا حتی کہ اس سے الگ ہو جائے (اور توبہ کرے)۔ جو شخص کسی قوم کے ساتھ اپنے خیال میں اس کا گواہ بن کر چلا حالانکہ وہ (درحقیقت) گواہ نہیں ہے۔ تو وہ جھوٹی گواہی دینے والے کی مثل ہے۔ اور جس نے جھوٹا خواب بیان کیا (جیسا کہ آج کل عام بیماری ہے) اسے پابند کیا جائے گا کہ ایک بال کے دونوں طرف گرہیں لگائے (اور یہ مشکل کام اس سے نہ ہو سکے گا تو عذاب پائے گا) ''وَسِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ كُفْرٌ'' اور مسلمان کو گالی دینا بدکرداری ہے اور اسے قتل کرنا کفر ہے (اگر حلال جان کر کرے)۔

اسے طبرانی نے بروایت رجاء بن صبیح سقطی روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی ظالم کی باطل کے ساتھ مدد کی کہ اس باطل کے ذریعہ حق کو جھوٹا ثابت کردے، ''فَقَدْ بَرِئَ مِنْ ذِمَّةِ اللّٰهِ وَذِمَّةِ رَسُوْلِهٖ'' تو

وہ اللہ کے ذمہ (بخشش) سے اور اس کے رسول ﷺ کے ذمہ (شفاعت) سے دور ہو گیا۔ طبرانی و اصبہانی۔

حدیث:۔ حضرت اوس بن شرحبیل رضی اللہ عنہ جو بنی اشجع سے تعلق رکھتے ہیں، سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو آدمی کسی ظالم کے ساتھ چلا تا کہ اس کا مددگار ثابت ہو اور جانتا بھی ہو کہ یہ ظالم ہے، "فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ" تو وہ اسلام سے خارج ہو گیا۔ (اگر اس فعل کو جائز جانتا ہو ورنہ سخت مجرم ہوگا)۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔ اور یہ حدیث غریب ہے۔

ترہیب

لوگوں کو خوش رکھنا اور اللہ عزوجل کو ناراض کر دینا

حدیث: اہل مدینہ طیبہ میں سے ایک صاحب سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف ایک خط لکھا کہ مجھے کوئی تحریر لکھ کو ارسال فرمائیں جس میں میرے لئے نصیحت ہو اور وہ تحریر بہت لمبی نہ ہو (بلکہ مختصر ہو)۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے امیر معاویہ کو یہ تحریر روانہ فرمائی۔ تمہیں سلام پہنچے، اس کے بعد واضح ہو کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جس نے لوگوں کی ناراضگی کے باوجود اللہ تعالیٰ کی رضا چاہی، اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کی ایذا رسانی سے کفایت کرے گا۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو نظر انداز کر کے عوام الناس کی رضا تلاش کی، اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے سپرد فرما دے گا (جو اسے ذلیل و رسوا کریں گے) اور تمہیں میرا سلام پہنچے۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور راوی کا نام ذکر نہیں کیا (1)۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے: جس نے لوگوں کو راضی کرتے ہوئے اللہ کو ناراض کر دیا، اللہ اس پر غضبناک ہوگا اور ان لوگوں کو بھی اس پر ناراض کر دے گا جنہیں اس نے اللہ کی ناراضگی کے باوجود راضی کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور جس نے لوگوں کی ناراضگی کے باوجود اللہ کو راضی کیا تو اللہ خود بھی اس پر خوش ہوگا اور جنہیں اس نے اللہ کو راضی کرتے ہوئے ناراض کر لیا تھا انہیں بھی اس پر خوش کر دے گا۔ حتیٰ کہ اس کو زینت دے گا اور اس کا قول اس کے عمل کو اللہ کی نظر میں خوبصورت بنا دے گا۔

اسے طبرانی نے جید اور قوی اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے:

1۔ ابن حبان نے اپنی صحیح میں اسے مرفوعاً روایت کیا ہے، الفاظ یہ ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَنِ الْتَمَسَ رِضَا اللّٰهِ بِسُخْطِ النَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَرْضَى عَنْهُ النَّاسَ، وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَا النَّاسِ بِسُخْطِ اللّٰهِ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَسْخَطَ عَلَيْهِ النَّاسَ" "جس نے لوگوں کی ناراضگی کے باوجود اللہ کی مرضی تلاش کی، اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوگا اور لوگوں کو بھی اس پر راضی کر دے گا۔ اور جس نے اللہ کی ناراضگی کے باوجود لوگوں کی رضا چاہی، اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوگا اور لوگوں کو بھی اس پر غضبناک کر دے گا"۔

"مَنْ اَرْضٰی سُلْطَانًا بِمَا یُسْخِطُ رَبَّہٗ خَرَجَ مِنْ دِیْنِ اللّٰہِ" جس نے کسی بادشاہ کو وہ کام کر کے خوش کیا جو اس کے رب کو ناخوش کرنے والے ہیں تو وہ اللہ کے دین سے خارج ہو گیا۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ اس روایت میں علاق بن ابی مسلم حضرت جابر سے روایت کرنے میں متفرد ہیں اور ان کے تمام بقیہ راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ کی نافرمانی کر کے لوگوں سے اپنی تعریف کروانی چاہی، اس کی تعریف کرنے والے (آخرکار) اس کی مذمت کرنے والے بن جائیں گے (1)۔

اسے بزار نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ ابن حبان کے الفاظ یہ ہیں: "جس نے عوام کی ناراضگی کے باوجود اللہ کو راضی کر لیا، اللہ اس کی (عوام کی طرف سے) کفایت فرمائے گا۔ اور جس نے عوام کو خوش کرتے ہوئے اپنے اللہ کو ناراض کر لیا اللہ اسے انہیں لوگوں کے حوالے کر دے گا۔ (پھر عوام اس شخص کی جو درگت بناتے ہیں دنیا جانتی ہے)"۔

اور بیہقی نے بھی اسی طرح اسے کتاب الزہد الکبیر میں روایت کیا۔ ان کی ایک اور روایت میں ہے: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ اَرَادَ سَخَطَ اللّٰہِ وَرِضَا النَّاسِ عَادَ حَامِدُہٗ مِنَ النَّاسِ ذَامًّا" جو شخص اللہ کی ناراضگی اور لوگوں کی خوشنودی چاہے، تو انہیں لوگوں میں اس کی تعریف کرنے والے اس کی مذمت کرنے والے ہو جائیں گے"۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عصمہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے لوگوں میں ان کے پسندیدہ کام کر کے خود کو محبوب بنانے کی کوشش کی اور اللہ تعالیٰ سے (نافرمانی کر کے) مقابلہ کیا، "لَقِیَ اللّٰہَ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَھُوَ عَلَیْہِ غَضْبَانُ" وہ قیامت کے دن اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہو گا۔

یہ طبرانی کی روایت ہے۔

1۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اِنَّ الْعَاقِبَۃَ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ (ہود) "یعنی اچھا اور نیک انجام تو صرف اہل تقویٰ کے لئے ہے"۔
ظاہر ہے کہ خدا کو ناراض کر کے مخلوق کو خوش کرنے والا متقی نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اس کا انجام بھی برا ہی ہو گا۔ قرآن حکیم فرماتا ہے کہ خدا و مصطفےٰ جل وعلا و ﷺ کو راضی کرنا ہی سب سے مقدم ہے اور جو لوگ اللہ و رسول جل وعلا و ﷺ کو ناراض کرتے اور لوگوں کو راضی کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ منافقوں کا وطیرہ اپنائے ہوئے ہیں۔ ارشاد ہے:
یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰہِ لَکُمْ لِیُرْضُوْکُمْ ۚ وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗۤ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْہُ اِنْ کَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ ۝ (توبہ)
ترجمہ: "(یہ منافقین) تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں اٹھاتے ہیں تاکہ تمہیں خوش کر دیں، حالانکہ اللہ اور اس کا رسول (جل وعلا و ﷺ) اس کے زیادہ حق دار ہیں کہ یہ لوگ انہیں راضی کریں اگر یہ مومن ہیں"۔ (مترجم)

ترغیب

اللہ تعالیٰ کی مخلوق یعنی اولاد، رعایا اور غلاموں وغیرہ پر شفقت، رحمت اور نرمی کرنا

ترہیب

مذکورہ مخلوق پر سختی وزیادتی کرنا، غلام یا چار پائے کو بلا وجہ شرعی سزا دینا اور چوپایوں کے منہ پر داغ دینا

حدیث: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ لَّا یَرْحَمُ النَّاسَ لَا یَرْحَمُهُ اللّٰهُ'' جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں فرماتا۔ بخاری، مسلم، ترمذی۔

امام احمد نے بھی اسے روایت کیا اور یہ الفاظ زائد کئے: ''وَمَنْ لَّا یَغْفِرْ لَهٗ'' ''جس کسی کو معاف نہیں کرتا، اسے بھی معاف نہیں کیا جائے گا''۔

نیز یہ روایت مسند میں بھی صحیح اسناد کے ساتھ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے آئی ہے۔

حدیث: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی رحمت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: تم ہرگز مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ ایک دوسرے پر رحم نہ کرنے لگو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم عرض گذار ہوئے: یارسول اللہ! (ﷺ) ہم سب رحم کرنے والے ہیں۔ ارشاد فرمایا: یہ رحمت مراد نہیں جو تمہارا ایک دوست اپنے دوست پر کرتا ہے بلکہ رحمت عامہ مراد ہے (جو اپنے بیگانے، دوست دشمن اور انسان حیوان سب کے لئے ہو)۔

اسے طبرانی نے روایت کیا اور اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''مَنْ لَّمْ یَرْحَمِ النَّاسَ لَمْ یَرْحَمْهُ اللّٰهُ'' جس نے لوگوں پر رحم نہیں کیا، اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحمت نہیں فرمائے گا۔

اسے طبرانی نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''مَنْ لَّا یَرْحَمُ مَنْ فِی الْاَرْضِ لَا یَرْحَمُهُ مَنْ فِی السَّمَآءِ'' جو زمین والوں پر رحم نہیں کرتا، آسمان والا اس پر رحم نہیں کرے گا(1)۔

1۔ اسی لئے کہا گیا ہے: کرو مہربانی تم اہل زمیں پر — خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

اسے طبرانی نے جید وقوی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رحم کرنے والوں پر ہی رحمٰن رحمت کرتا ہے۔ تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحمتیں فرمائے گا۔

اسے ابوداؤد نے روایت کیا۔ ترمذی نے بھی زیادتی کے ساتھ روایت کیا اور کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: انہی (حضرت عبداللہ) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی سرور ﷺ نے فرمایا: رحم کیا کرو تم پر بھی رحم کیا جائے گا اور معاف کرتے رہا کرو، تمہیں بھی معافی ملتی رہے گی۔ تباہی ہے ان لوگوں کے لئے جو قیف (چھوٹے سے منہ والا برتن جو دوسرے برتن میں پانی یا تیل وغیرہ ڈالنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔Funnel) کی طرح بات کو سنتے ہیں (جیسے قیف میں کچھ نہیں ٹھہرتا اسی طرح ان کے دماغ میں کوئی بات نہیں یعنی سنی اَن سنی کر دیتے ہیں) اور بربادی ہے ان ہٹ دھرمی کرنے والوں کے لئے جو اپنے گناہوں پر اڑ جاتے ہیں۔ حالانکہ جانتے ہیں (1) (کہ گناہ گار ہیں)۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے جید اسناد کے ساتھ روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، آپ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يُوَقِّرِ الْكَبِيْرَ وَيَرْحَمِ الصَّغِيْرَ وَيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ'' وہ شخص ہم میں سے نہیں جو بڑوں کا ادب نہ کرے، چھوٹوں پر رحم نہ کرے، نیکی کا حکم نہ دے اور برائی سے منع نہ کرے۔

اسے امام احمد، ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ یہ الفاظ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے مروی ہیں۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک گھر کے دروازے پر تشریف فرما ہوئے جس کے اندر قریش کے لوگ موجود تھے۔ آپ ﷺ نے دروازے کے دونوں بازوؤں کو پکڑ کر فرمایا: کیا گھر کے اندر قریشیوں کے علاوہ بھی کوئی ہے؟ لوگ عرض کرنے لگے: نہیں، صرف ہمارا بھانجا ہے (جو غیر قریشی ہے) فرمایا: کسی قوم کا بھانجا اسی قوم سے ہوتا ہے۔ پھر فرمایا: یہ (خلافت کا) معاملہ قریش میں ہوگا جب تک حالت یہ رہے کہ جب ان سے رحم کی اپیل کی جائے تو رحم کریں۔ جب کوئی فیصلہ کریں تو عدل کریں اور جب قسم اٹھالیں تو انصاف کریں۔ ''وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَآئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ'' اور جو ایسا نہ کرے، اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سارے

1۔ خدائے رحمٰن ورحیم اپنے نیک بندوں کی شان میں ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ڞ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ (آل عمران)

ترجمہ: ''اور وہ لوگ کہ جب کوئی برا کام کر بیٹھیں یا اپنی جانوں پر ظلم کرلیں تو اپنے پروردگار کا ذکر کرنے لگتے ہیں پھر اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ اور اللہ کے سوا گناہوں کو کون بخش سکتا ہے۔ (کوئی نہیں) اور جو ان سے سرزد ہوا، اس پر اڑے نہیں رہتے حالانکہ جانتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے بخشش ہے اور جنتیں ہیں جن کے نیچے ندیاں رواں دواں ہیں یہ لوگ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور کیا ہی خوب بدلہ ہے نیک کام کرنے والوں کا!''۔

انسانوں کی لعنت ہو۔

اسے طبرانی نے صغیر واوسط میں روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ (ایسی ہی ایک حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے طبرانی نے کبیر میں حسن اسناد کے ساتھ، امام احمد نے جید اسناد کے ساتھ اور ابو یعلیٰ نے روایت کی ہے۔ نیز ابن حبان نے بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اسے مختصراً اپنی صحیح میں روایت کیا)۔

حدیث: حضرت نصیح عنسی، رکب مصری رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: طوبیٰ (جنتی درخت یا بشارت) ہے اس آدمی کے لئے جس نے بغیر نقصان اٹھائے تواضع اختیار کی، بغیر کسی سے سوال کئے اپنے نفس کو ذلیل رکھا، وہ مال (راہ خدا میں) خرچ کیا جو بغیر گناہ کئے جمع کیا تھا، ذلیل و مسکین لوگوں پر رحم کیا اور اہل علم و حکمت کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا رکھا۔ الحدیث۔

اسے طبرانی نے روایت کیا اور نصیح تک اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے صادق و مصدوق، اس حجرہ پاک میں راحت فرمانے والے حضرت ابو القاسم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ اِلَّا مِنْ شَقِيٍّ" بد بخت کے سوا رحمت کسی سے نہیں چھینی جاتی۔ (بے رحم بد بخت ہی ہوتا ہے)۔

اسے ابوداؤد، ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور بعض نسخوں میں ہے کہ حسن صحیح ہے۔

حدیث: اور یہ روایت بھی انہیں رضی اللہ عنہ سے ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حضرت امام حسن یا امام حسین بن علی رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو بوسہ دیا، اس وقت آپ ﷺ کے پاس اقرع بن حابس تمیمی بیٹھے ہوئے تھے۔ کہنے لگے: میرے دس بیٹے ہیں۔ میں نے کبھی کسی کو بوسہ نہیں دیا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا پھر فرمایا: "مَنْ لَّا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ" جو خود رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی۔

حدیث: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک اعرابی حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: آپ لوگ بچوں کو بوسہ دیتے ہیں، ہم تو انہیں بوسہ نہیں دیتے۔ یہ سن کر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "اَوَ اَمْلِكُ لَكَ اِنْ نَزَعَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِنْ قَلْبِكَ" اگر اللہ نے تمہارے دل سے محبت چھین لی ہے تو میں تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں۔ بخاری و مسلم۔

حدیث: حضرت معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) مجھے بکری پر بڑا رحم آتا ہے کہ اسے ذبح کروں۔ ارشاد فرمایا: "اِنْ رَحِمْتَهَا رَحِمَكَ اللّٰهُ" اگر تم اس پر رحم

کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور صحیح الاسناد کہا۔ اصبہانی نے بھی یہ روایت کی ہے۔ ان کے الفاظ ہیں: ''اس شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) میں بکری کو پکڑتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اسے ذبح کروں مگر مجھے اس پر رحم آجاتا ہے (اور چھوڑ دیتا ہوں) آپ ﷺ نے فرمایا: بکری پر اگر تم رحم کرتے ہو تو اللہ تم پر رحم فرمائے گا''۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی بکری کو (ذبح کرنے کے لئے) لٹا کر چھری تیز کر رہا تھا۔ نبی رحمت ﷺ نے اسے فرمایا: کیا تم اس بکری کو دو موتیں مارنا چاہتے ہو، تم نے اسے لٹانے سے پہلے کیوں نہ چھری تیز کر لی؟۔

اسے طبرانی نے کبیر و اوسط میں اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ حاکم کے ہیں اور انہوں نے کہا کہ یہ حدیث بر شرط بخاری صحیح ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس انسان نے چڑیا یا اس سے چھوٹا (یا بڑا) جانور اس کے حق کے بغیر مار ڈالا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے بارے میں ضرور سوال کرے گا۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ!! (ﷺ) اس جانور کا حق کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: اس کا حق یہ ہے کہ اسے ذبح کرو تو کھالو۔ اور اس کا سر (ذبح کے وقت) کاٹ کر نہ پھینک دو۔

اسے نسائی اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت شرید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس نے کسی چڑیا کو بیکار قتل کیا (کھانے کے لئے نہیں) تو وہ قیامت کے دن پکار پکار کر کہے گی: ''یَارَبِّ اِنَّ فُلَانًا قَتَلَنِیْ عَبَثًا وَلَمْ یَقْتُلْنِیْ مَنْفَعَةً'' اے اللہ! فلاں شخص نے مجھے بیکار مار ڈالا اور کسی فائدہ (کھانے) کے لئے ذبح نہیں کیا۔

اسے نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت وضین بن عطا سے روایت ہے، کہتے ہیں: ایک قصاب نے دروازہ کھول کر بکری کو ذبح کرنے کے لئے نکالا تو وہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر بھاگ نکلی حتی کہ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں جا حاضر ہوئی۔ وہ قصاب بھی اس کے پیچھے پہنچ گیا اور اس کی ٹانگ پکڑ کر کھینچنے لگا۔ تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اے بکری! تو اللہ کے امر پر صبر کر اور اے قصاب! تو بھی اسے نرمی کے ساتھ ہانک کر لے جا۔

اسے عبدالرزاق نے اپنی کتاب میں محمد بن راشد سے روایت کیا۔ یہ روایت معضل ہے۔

حدیث: حضرت امام ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ بکری کی ٹانگ پکڑ کر ذبح کرنے کو کھینچے لے جا رہا تھا۔ یہ دیکھ کر آپ نے اسے فرمایا: ''وَیْلَکَ قُدْهَا اِلَی الْمَوْتِ قَوْدًا جَمِیْلًا'' تجھے

خرابی ہو، اسے موت کی جانب اچھے طریقے سے لے کر جا۔

اسے بھی عبدالرزاق نے موقوفاً روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ قریش کے چند نوجوانوں کے پاس سے گذرے جنہوں نے ایک پرندے کو یا مرغی کو باندھا ہوا تھا اور اسے تیروں کا نشانہ بنا رہے تھے، اور پرندے کے مالک سے طے کیا ہوا تھا کہ جو تیر خطا ہو جائے، اس مالک کا ہوگا۔ جب انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو آتے دیکھا تو ادھر ادھر بھاگ گئے۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا: یہ کس نے کیا ہے؟ جس نے یہ کیا ہے، اللہ اس پر لعنت کرے۔ "اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنِ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيْهِ الرُّوْحُ غَرَضًا" بے شک اللہ کے رسول ﷺ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو کسی ذی روح کو نشانہ بنائے۔ بخاری ومسلم۔

حدیث: حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ آپ ﷺ کسی ضرورت سے ایک جانب تشریف لے گئے۔ ہم نے ایک سرخ رنگ کی چڑیا دیکھی جس کے ساتھ دو بچے تھے۔ ہم نے اس کے بچے پکڑ لئے۔ وہ چڑیا آئی اور اوپر پرواز کرنے لگی۔ نبی اکرم ﷺ واپس تشریف لائے تو ارشاد فرمایا: اس چڑیا کو اس کے بچوں کی وجہ سے پریشان کس نے کیا ہے؟ اس کے بچے اسے واپس کر دو۔ اور آپ علیہ الصلوٰۃ السلام نے چیونٹیوں کی بستی دیکھی جسے ہم نے جلا دیا تھا۔ فرمایا: اسے کس نے جلایا ہے؟ ہم نے عرض کیا: ہم نے جلایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اِنَّهُ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ اِلَّا رَبُّ النَّارِ" آگ کے مالک (رب تعالیٰ) کے سوا کسی کو زیب نہیں دیتا کہ کسی مخلوق کو آگ کا عذاب دے۔ ابوداؤد۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا پھر سرگوشی کے انداز میں مجھے ایک حدیث سنائی جو میں لوگوں میں کسی سے بیان نہیں کرتا۔ اور آپ ﷺ کو قضائے حاجت کے وقت پردہ فرمانا پسند تھا۔ چاہے تیر کی لکڑی سے ہو یا کسی باغ کی دیوار سے۔ آپ ﷺ ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے۔ وہاں ایک اونٹ تھا۔ جب اس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو وفور شوق سے آواز نکالنے لگا، اور اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ اس کے قریب تشریف لے گئے، اس کے کانوں کے قریب ہاتھ مبارک پھیرا تو وہ خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد حضور انور ﷺ نے پوچھا: اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ اونٹ کس کا ہے؟ ایک انصاری نوجوان حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) یہ میرا اونٹ ہے۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اَفَلَا تَتَّقِی اللّٰهَ فِيْ هٰذِهِ الْبَهِيْمَةِ الَّتِيْ مَلَّكَكَ اللّٰهُ اِيَّاهَا ، فَاِنَّهُ شَكَا اِلَيَّ اَنَّكَ تُجِيْعُهُ وَتُدْئِبُهُ": کیا تم اس جانور کے بارے میں خدا سے ڈرتے نہیں جس کا خدا تعالیٰ نے تمہیں مالک بنایا ہے۔ کیونکہ اس نے میرے سامنے شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور کام بہت زیادہ لیتے ہو۔

اسے امام احمد اور امام ابوداؤد نے روایت کیا۔ رحمہما اللہ۔

حدیث: امام احمد رحمہ اللہ ہی نے ایک طویل حدیث میں حضرت یحیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ جس میں وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ اچانک ایک اونٹ بھاگتا ہوا آیا اور اپنی گردن آپ ﷺ کے سامنے زمین پر رکھ دی (یعنی آپ کو سجدہ کیا) پھر اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضور پاک ﷺ نے مجھے فرمایا: تمہارا بھلا ہو، جاؤ پتہ کرو یہ اونٹ کس کا ہے؟ اس کا ایک مسئلہ ہے۔ کہتے ہیں: میں اس کے مالک کو ڈھونڈنے نکل پڑا تو ایک انصاری آدمی کا پتہ معلوم کر لیا۔ پھر میں اسے خدمت پاک میں بلا لایا۔ تو سرور عالم ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا: تمہارے اونٹ کا کیا مسئلہ ہے؟ اس نے عرض کی: اسے کیا ہوا ہے؟ اللہ کی قسم، میں نہیں جانتا اسے کیا ہوا، ہم اس سے کام لیتے تھے اور پانی لاد کر لایا کرتے تھے یہاں تک کہ یہ پانی ڈھونے سے عاجز ہو گیا تو ہم نے کل رات آپس میں مشورہ کیا کہ اسے ذبح کر لیں اور اس کا گوشت تقسیم کر دیں۔ نبی دوعالم ﷺ نے فرمایا: ''فَلَا تَفْعَلْ، هَبْهُ لِیْ اَوْ بِعْنِیْهِ'': ایسا نہ کرو بلکہ مجھے یہ ہبہ کر دو یا میرے ہاتھ فروخت کر دو۔ انصاری نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) بلکہ یہ آپ ہی کی ملک ہے۔ روای فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے اس اونٹ پر صدقہ کا نشان لگایا اور اسی انصاری کے ساتھ (صدقے کے اونٹوں میں) بھیج دیا۔

اس کی اسناد جید ہے۔ امام احمد کی ایک اور روایت بھی اسی طرح ہے مگر اس میں یہ الفاظ زائد ہیں: ''نبی اکرم ﷺ نے اونٹ کے مالک سے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ تمہارا اونٹ تمہاری شکایت کرتا ہے؟ اس کا خیال ہے کہ تم نے اس سے پانی لانے کا کام بہت لیا ہے حتی کہ یہ کمزور ہو گیا ہے۔ اب تم اسے ذبح کرنے کا ارادہ رکھتے ہو۔ وہ عرض گذار ہوئے: ''صَدَقْتَ، وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَفْعَلُ'' آقا! آپ نے سچ فرمایا، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، میں اس ذبح نہیں کروں گا''۔

اور امام صاحب ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ کہیں جا رہے تھے کہ ایک اونٹ کے پاس سے گذرے جس سے پانی لانے کا کام لیا جاتا تھا۔ جب اونٹ نے آپ ﷺ کو دیکھا تو بلبلانے لگا اور گردن آپ ﷺ کے سامنے زمین پر رکھ دی۔ نبی پاک ﷺ اس کے پاس ٹھہر گئے اور فرمایا: اس اونٹ کا مالک کہاں ہے؟ وہ حاضر ہوا تو فرمایا: اسے میرے ہاتھ فروخت کر دو، اس نے عرض کیا: نہیں، بلکہ میں آپ کو ہبہ کرتا ہوں۔ حالانکہ اس کے اہل خانہ کا اس کے علاوہ اور کوئی ذریعہ معاش نہیں تھا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: اب تم نے اس کے بارے میں یہ بات کی ہے۔ ''فَاِنَّهٗ شَكَا كَثْرَةَ الْعَمَلِ وَقِلَّةَ الْعَلَفِ فَاَحْسِنُوْا اِلَيْهِ'' اس نے تمہاری کام زیادہ لینے اور چارہ پانی کم دینے کی شکایت کی ہے۔ لہٰذا اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو''۔ (الحدیث)

حدیث: اور ابن ماجہ نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ فرماتے ہیں: ہم اللہ کے رسول ﷺ کی

بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر تھے کہ ایک اونٹ بھاگتا ہوا آیا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کے سرانور کے پاس آکر کھڑا ہوگیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اونٹ! پرسکون ہوجا۔ اگر تو سچا ہے تو تیرا سچ تجھے فائدہ دے گا اور اگر جھوٹا ہے تو تیرے جھوٹ کی تجھے سزا ملے گی۔ ہماری شان یہ ہے کہ ''اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ اٰمَنَ عَائِذَنَا وَلَیْسَ بِخَائِبٍ لَائِذَنَا'' جو بھی ہماری پناہ میں آئے اللہ تعالیٰ نے اسے امن دے دیا ہے اور ہمارے دامن میں چھپنے والا نامراد نہیں ہوا کرتا۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) یہ اونٹ کیا کہتا ہے؟ ارشاد فرمایا: اس اونٹ کے مالکوں نے اسے ذبح کر کے اس کا گوشت کھا لینے کا پروگرام بنالیا ہے، ''فَهَرَبَ مِنْهُمْ وَاسْتَغَاثَ بِنَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ'': تو یہ ان کے ہاتھ سے بھاگ آیا ہے اور تمہارے پیغمبر ﷺ کی بارگاہ میں فریاد لے کر حاضر ہوا ہے۔ ہم ابھی اسی گفتگو میں تھے کہ اس کے مالک بھاگتے ہوئے آئے۔ اب جب اونٹ نے انہیں آتے دیکھا تو دوبارہ رسول اللہ ﷺ کے سرمبارک کے پاس ہوگیا اور آپ کے پیچھے چھپنے لگا۔ مالک عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! (ﷺ) یہ ہمارا اونٹ ہے اور تین دن سے بھاگا ہوا ہے۔ اسے آج ہم آپ کی خدمت میں دیکھ رہے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سنو! یہ میرے سامنے تمہاری شکایت کر رہا ہے اور وہ شکایت بہت ہی بری ہے۔ وہ عرض گذار ہوئے: یارسول اللہ! (ﷺ) کیا کہتا ہے؟ فرمایا: یہ اونٹ کہتا ہے کہ یہ تمہاری پناہ میں کئی سال تک پلا بڑھا اور تم اس پر گھاس چارے والے علاقوں کی طرف جانے کے لئے موسم گرما میں سواری کرتے ہو پھر جب موسم سرما آتا ہے تو گرم علاقوں کی جانب کوچ کرتے ہو (تو بھی اسے استعمال کرتے ہو) پھر جب اس کی عمر زیادہ ہوگئی تو تم نے اسے اپنی اونٹنیوں میں افزائش نسل کے لئے چھوڑے رکھا۔ تو اللہ نے تمہیں اس سے کئی چرنے والے اونٹ عطا فرمائے۔ اور اب جب کہ یہ اس خستہ حالی کی عمر کو پہنچ گیا تو تم نے اسے ذبح کر کے اس کا گوشت کھا لینے کا اردہ کرلیا۔ اونٹ کے مالک عرض لرنے لگے: ''قَدْ وَاللّٰهِ كَانَ ذَالِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ'' اللہ کی قسم، یارسول اللہ (ﷺ) یہ بات بالکل اسی طرح ہے۔ نبی رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: ایک اچھے خدمت گذار کی اس کے مالکوں کی طرف سے کیا یہی جزا ہوتی ہے؟ عرض گذار ہوئے: یارسول اللہ! (ﷺ) ہم نہ اسے بیچیں گے اور نہ ذبح کریں گے۔ تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جھوٹ کہتے ہو، اس نے تمہارے سامنے فریاد کی تھی مگر تم نے اس کی فریاد رسی نہیں کی۔ اور میں تم سے زیادہ اس پر مہربان ہوں۔ ''فَاِنَّ اللّٰهَ نَزَعَ الرَّحْمَةَ مِنْ قُلُوْبِ الْمُنَافِقِيْنَ وَاَسْكَنَهَا فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ'' بے شک اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے دلوں سے رحمت نکال لی ہے اور اسے ایمان والوں کے دلوں میں رکھ دیا ہے۔ اس کے بعد سرور عالم ﷺ نے ان سے ایک سو درہم میں اسے خرید لیا۔ اور فرمایا: اے اونٹ! جا، اللہ تعالیٰ کے نام پر تو آزاد ہے۔ پھر اونٹ نے رسول اللہ ﷺ کے سرمبارک کے پاس منہ کر کے آواز نکالی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: آمین۔ اس نے پھر دعا کی۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: آمین۔ اس نے پھر دعا کی۔ آپ علیہ الصلوٰۃ السلام نے پھر فرمایا: آمین۔ پھر اس نے چوتھی مرتبہ دعا کی تو آپ ﷺ رو پڑے۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) یہ اونٹ کیا کہتا ہے؟ فرمایا: اس نے کہا: ''جَزَاكَ اللّٰهُ اَيُّهَا النَّبِيُّ عَنِ

الْإِسْلَامِ وَالْقُرْاٰنِ خَيْرًا'' اے نبی محترم! (ﷺ) آپ کو اسلام اور قرآن کی طرف سے اللہ بہترین جزا عطا فرمائے۔ جس پر میں نے آمین کہی۔ پھر اس نے کہا: ''سَكَّنَ اللّٰهُ رُعْبَ اُمَّتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَمَا سَكَّنْتَ رُعْبِیْ'' اللہ تعالیٰ قیامت کے روز آپ کی امت کے خوف کو دور فرمائے جیسے آپ نے میرا خوف دور فرمایا ہے۔ تو میں نے کہا: آمین۔ پھر اس نے دعا مانگی: ''حَقَنَ اللّٰهُ دِمَآءَ اُمَّتِكَ مِنْ اَعْدَآئِهَا كَمَا حَقَنْتَ دَمِیْ'' اللہ تعالیٰ دشمنوں سے آپ کی امت کے خون محفوظ فرمائے جس طرح آپ نے میرا خون محفوظ فرمایا ہے۔ اس پر بھی میں نے آمین کہا۔ پھر اس نے یوں کہا: ''لَا جَعَلَ اللّٰهُ بَأْسَهَا بَيْنَهَا'' اللہ تعالیٰ ان کے درمیان جنگ و جدال پیدا نہ ہونے دے۔ یہ سن کر مجھے رونا آ گیا کیونکہ یہی دعائیں میں نے اپنے رب سے مانگی تھیں۔ تو اس نے انہیں (پہلی تین کو) قبول فرمایا اور اس (آخری) سے منع فرما دیا۔ ''وَاَخْبَرَنِیْ جِبْرِيْلُ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰی اَنَّ فَنَآءَ اُمَّتِیْ بِالسَّيْفِ جَرَى الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَانَ'' اور جبریل علیہ السلام نے مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دی ہے کہ میری امت تلوار کے ساتھ (آپس کے جنگ و جدال و خون ریزی سے) فنا ہوگی۔ جو کچھ ہونے والا ہے، قلم اسے لکھ چکی ہے(1)۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک عورت ایک بلی کی وجہ سے نار جہنم میں داخل ہوئی، اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا، کھانے کو کچھ نہ دیا اور نہ اسے کھولا کہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ: ''ایک عورت ایک بلی کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہوئی جسے اس نے قید کیا ہوا تھا حتی کہ بلی مر گئی۔ یہ عورت اسے نہ کھانے کو کچھ دیتی نہ پینے کو حالانکہ اسے محبوس کر رکھا تھا اور نہ اسے کھلا چھوڑتی کہ زمین کے جانور وغیرہ کھا کر گذارہ کر لیتی''۔

اسے بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ اور امام احمد نے بھی اسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا جس کے آخر میں یہ الفاظ زائد کئے: ''فَوَجَبَتْ لَهَا النَّارُ بِذٰلِكَ'' اس وجہ سے اس کے لئے دوزخ کی آگ واجب ہوگئی۔

حدیث: حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک اونٹ کے پاس سے گذر ہوا جس کی پشت (بھوک کی وجہ سے) اس کے پیٹ کے ساتھ ملی ہوئی تھی۔ یہ دیکھ کر رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِتَّقُوا اللّٰهَ فِیْ هٰذِهِ الْبَهَآئِمِ الْمُعْجَمَةِ، اِرْكَبُوْهَا صَالِحَةً وَّكُلُوْهَا صَالِحَةً'' ان بے زبان حیوانوں کے سلسلہ میں اللہ سے ڈرو، ان پر سواری بھی اچھے طریقہ سے کرو اور انہیں کھاؤ بھی تو اچھے طریقہ سے کھاؤ۔ (ان کو بھوکے نہ رکھا کرو، ضرورت سے زیادہ کام نہ لیا کرو اور ان سے اچھا سلوک کرو۔ کیا شان رحمۃ للعالمینی ہے۔)

1۔ دونوں احادیث میں اونٹ کے جو واقعات بیان ہوئے ہیں، الگ الگ ہیں، جس سے معلوم ہوا کہ متعدد مرتبہ اونٹ وغیرہ جانور اپنی فریاد لے کر بارگاہ رسالتمآب ﷺ میں حاضر ہوئے ہیں اور ان کی فریادرسی بھی فرمائی گئی ہے۔ نیز یہ بھی پتہ چلا کہ ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ جانوروں تک کی زبان بھی جانتے ہیں۔ سبحان اللہ! (مترجم)

اسے ابوداؤد نے اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں (شب معراج) جنت میں داخل ہوا تو میں نے اکثر اہل جنت غریب دیکھے۔ اور آگ میں جھانکا تو اہل نار کی اکثریت عورتوں پر مشتمل دیکھی وہاں میں نے تین افراد کو عذاب ہوتے دیکھا۔ نمبر 1 بنی حمیر کی لمبے قد کی وہ عورت جس نے ایک بلی کو باندھ رکھا تھا جسے کھانے پینے کو کچھ نہ دیتی تھی اور نہ آزاد کرتی تھی کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھالیتی۔ وہ بلی (بے چاری بھوک کی وجہ سے) اپنے جسم کے اگلے پچھلے حصوں کو کاٹتی تھی۔ (حتی کہ اسی حالت میں مرگئی) نمبر 2 میں نے آگ میں بنی دعدع کے اس شخص کو بھی دیکھا جو حاجیوں کا سامان اپنی ٹیڑھے منہ والی لکڑی کے ذریعے چرالیا کرتا تھا۔ جب اسے کوئی (چوری کرتے) دیکھ لیتا تو بکواس کرتا تھا کہ یہ تو میری لکڑی کے ساتھ پھنس گیا تھا۔ اور نمبر 3 (آپ ﷺ نے) وہاں اس بدبخت کو بھی دیکھا جس نے رسول اللہ ﷺ کی دو اونٹنیاں چوری کی تھیں

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور رسول اللہ ﷺ سے روای ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ایک آدمی (دوران سفر) کسی کنوئیں کے پاس پہنچا، اس کے اندر اترا اور اس سے پانی پیا۔ اور (جب باہر نکلا تو دیکھا کہ) کنوئیں کے کنارے ایک کتا (شدت پیاس سے) زبان نکالے ہانپ رہا تھا، اسے اس پر رحم آیا تو اپنے ایک جوتے سے پانی نکال کر اسے پلایا، "فَشَكَرَ اللهُ لَهُ فَاَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ" تو اللہ نے اس کے اس عمل کو قبول فرمالیا اور اسے جنت میں داخل فرمادیا۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ اور امام مالک، بخاری، مسلم اور ابوداؤد نے اسے اس سے طویل روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ "نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّحْرِيْشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ" جناب رسول اللہ ﷺ نے جانوروں کو ایک دوسرے پر ابھارنے (آپس میں لڑانے) سے منع فرمایا۔ (جیسے اونٹوں، ہاتھیوں، مرغوں وغیرہ کو لڑایا جاتا ہے۔ یہ حرام ہے کیونکہ یہ بھی ظلم ہے)۔

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے متصل اور مرسل دونوں طرح روایت کیا۔ ترمذی نے مرسل کے متعلق کہا کہ یہ زیادہ صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں اپنے غلام کو چھڑی کے ساتھ ماررہا تھا کہ اپنے پیچھے ایک آواز سنی کہ ابومسعود! یادرکھو۔ میں غصہ کی وجہ سے آواز کو سمجھ نہ سکا (کہ آواز دینے والا کون ہے؟) پھر جب آواز میرے قریب آگئی تو میں نے دیکھا کہ وہ تو اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ اور ارشاد فرمارہے ہیں: اے ابومسعود! جتنے تم اس غلام پر قادر ہو، اللہ عزوجل اس سے زیادہ تم پر قدرت رکھتا ہے۔ اس بات کو یادرکھو۔ تو میں نے عرض کی: اس کے بعد میں کبھی کسی غلام کو نہیں ماروں گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ: ''میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) یہ غلام اللہ کے نام پر آزاد ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَمَا لَوْلَمْ تَفْعَلْ لَلَفَحَتْكَ النَّارُ، اَوْلَمَسَّتْكَ النَّارُ'' ''سن لو! اگر تم ایسا نہ کرتے تو تمہیں دوزخ کی آگ چھو لیتی''۔

اسے مسلم، ابوداؤد اور ترمذی نے روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت زاذان کندی جن کے آزاد کرنے والے کوفی ہیں، سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوا، اس وقت انہوں نے اپنے ایک غلام کو آزاد کیا تھا۔ انہوں نے زمین پر سے ایک تنکا یا کوئی اور چیز پکڑی اور کہنے لگے: مجھے یہ غلام آزاد کرنے میں اس کے برابر بھی ثواب نہیں ملا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس نے اپنے غلام کو طمانچہ لگایا یا کسی اور طرح سے مارا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے آزاد کر دے۔ (تو گویا میں نے اس کو مارنے کا کفارہ ادا کیا ہے)۔

اسے ابوداؤد اور مسلم نے روایت کیا۔ یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔ مسلم کے الفاظ یہ ہیں: فرمایا: ''مَنْ ضَرَبَ غُلَامًا لَّهٗ حَدًّا لَّمْ يَاْتِهٖ اَوْلَطَمَهٗ فَاِنَّ كَفَّارَتَهٗ اَنْ يُّعْتِقَهٗ'' جو شخص اپنے غلام کو کسی نا کردہ جرم کی سزا دے یا اسے طمانچہ مارے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے آزاد کر دے۔

حدیث: حضرت معاویہ بن سوید بن مقرن سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے اپنے غلام کو طمانچہ مار دیا تو میرے والد نے اسے اور مجھے بلایا اور غلام سے فرمایا کہ اس سے بدلہ لے لو۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں بنی مقرن کے ہم سات آدمی تھے اور ہمارے پاس صرف ایک خادم تھا۔ تو ہم میں سے ایک آدمی نے اسے طمانچہ مار دیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے آزاد کر دو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی اور خادم نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ خادم ان لوگوں کی خدمت کرے حتیٰ کہ ان کا کام ہو جائے اور جب ان کا کام ہو جائے تو یہ اسے آزاد کر دیں۔

مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی۔ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔

حدیث: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جھ سے ارشاد فرمایا: ''مَنْ ضَرَبَ مَمْلُوْكَهٗ ظُلْمًا اُقِيْدَ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ'' جس نے اپنے غلام کو ظلماً (بلاوجہ) مارا، قیامت کے روز اس سے اس کا قصاص لیا جائے گا۔

اس طبرانی نے روایت کیا اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: توبہ قبول کروانے والے پیغمبر جناب ابوالقاسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے غلام پر تہمت لگائی حالانکہ وہ غلام اس تہمت سے بری ہے تو قیامت کے روز اس پر حد قائم کی جائے گی۔ سوائے اس کے کہ اس غلام میں وہ عیب (جس کا الزام ہے) پایا جائے۔

اسے بخاری، مسلم اور ترمذی نے روایت کیا الفاظ ترمذی کے ہیں۔ اور انہوں نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت رافع بن مکیث رضی اللہ عنہ جو کہ حدیبیہ میں حاضر ہونے والے اصحاب میں سے ہیں، سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "حُسْنُ الْمَلَكَةِ نَمَاءٌ وَسُوْءُ الْخُلُقِ شُوْمٌ" خوش مزاجی ترقی کا زینہ ہے اور بد خلقی نحوست ہے۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ ابوداؤد نے اسے حضرت رافع بن مکیث کے کسی بیٹے سے روایت کیا جس نے ان سے سماعت نہیں کی۔ نیز ابوداؤد نے اسے حارث بن رافع بن مکیث سے مرسلاً بھی روایت کیا ہے۔

حدیث: امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بداخلاق آدمی (خصوصاً غلاموں، یتیموں اور کمزوروں کے بارے میں) جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) کیا آپ نے ہمیں خبر نہیں دی کہ اس امت کے اکثر لوگ غلام اور یتیم ہوں گے؟ ارشاد فرمایا: ہاں، تم ان کی ایسی ہی عزت کرنا جیسی اپنی اولاد کی کرتے ہو۔ اور انہیں وہی کھلانا جو خود کھاتے ہو۔ عرض کیا: وہ کیا چیز ہے جو ہمیں دنیا میں فائدہ مند ہو؟ فرمایا: ایک گھوڑا جسے تم جہاد فی سبیل اللہ کے لئے باندھ رکھو اور تمہارا ایک غلام تمہارے لئے کافی ہوگا، اگر غلام نمازی ہو تو بہت ہی مناسب ہے۔

اسے امام احمد و ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے صرف یہ الفاظ روایت کئے: "لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَيِّئُ الْمَلَكَةِ" "بداخلاق آدمی جنت میں داخل نہیں ہوگا"۔ اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (ابویعلیٰ اور اصبہانی نے بھی مختصراً اسے روایت کیا ہے)۔

حدیث: حضرت معرور بن سوید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے ربذہ (مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر بستی تھی، شروع زمانہ اسلام میں آباد تھی۔ یہاں حضرت ابوذر غفاری رہتے تھے۔ آپ کی قبر شریف بھی یہیں ہے)۔ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ایک موٹی چادر اوڑھے ہوئے ہیں اور آپ کے غلام پر بھی ایسی ہی چادر ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ لوگوں نے انہیں کہا: اے ابوذر! اگر آپ غلام پر سے چادر لے لیں اور اپنی اس چادر کے ساتھ ملالیں تو آپ کا حلہ (جوڑا) مکمل ہو جائے اور غلام کو اس کے علاوہ کوئی اور کپڑا پہنا دیں۔ راوی کہتے ہیں: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (ایک مرتبہ) میں نے ایک صاحب کو برا بھلا کہا تھا، ان کی والدہ عجمیہ (غیر عربی) تھیں تو میں نے انہیں ان کی والدہ کا طعنہ دیا تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں میری شکایت لے گئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! تم ایسے آدمی ہو کہ تم میں جہالت پائی جاتی ہے۔ (جو قبل اسلام تھی) پھر فرمایا: یہ (غلام) تمہارے بھائی ہیں، اللہ نے تمہیں ان پر فضیلت دی ہے۔ ان میں جو تمہاری طبیعت کے موافق نہ ہو اسے بیچ دو اور اللہ کی مخلوق کو مبتلائے عذاب نہ کرو۔

اسے ابوداؤد نے روایت کیا۔ الفاظ انہیں کے ہیں۔ اور یہ روایت معناً بخاری و مسلم اور ترمذی میں بھی ہے۔ مگر ان حضرات نے یہ الفاظ بیان کئے ہیں: "یہ (غلام) تمہارے بھائی ہیں جنہیں اللہ نے تمہارا ماتحت کیا ہے۔ تو جس کے بھائی کو

اللہ اس کے ماتحت کردے تو چاہیے کہ اسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے۔ اس سے وہ کام نہ لے جو اس کے لئے مشکل ہو اور اگر ایسا کام کروائے جو اس کے لئے مشکل ہو تو اس پر اس کی مدد کرے"۔

(یہ حدیث کتب صحاح میں متعدد مرتبہ مختلف الفاظ کے ساتھ مذکور ہوئی ہے)۔

حدیث: حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر فرمایا: اپنے غلام کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اپنے غلام کا خیال رکھو۔ انہیں وہی کھلائے جو خود کھاتے ہو اور وہی کپڑے پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو۔ اگر ان سے کوئی ایسا گناہ سرزد ہو جائے جسے تم معاف نہیں کرنا چاہتے تو ان اللہ کے بندوں کو بیچ دو اور انہیں عذاب نہ دو۔

اسے امام احمد و طبرانی نے بروایت عاصم بن عبید اللہ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غلاموں کے بارے میں ارشاد فرمایا: اگر وہ اچھا کام کریں تو اسے قبول کرو، اگر برائی کے مرتکب ہو جائیں تو معاف کر دو اور اگر تمہارے شدید مخالف ہو جائیں تو بیچ ڈالو۔

اسے بزار نے روایت کیا۔ اس میں بھی عاصم بن عبید اللہ راوی ہیں۔

حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بکری اپنے مالکوں کے لئے باعث برکت ہے۔ اونٹ اپنے مالکوں کے لئے عزت کا سبب ہے۔ گھوڑے کی پیشانی میں خیر و برکت بندھی ہوئی ہے۔ "وَالْعَبْدُ اَخُوْكَ فَاَحْسِنْ اِلَيْهِ وَاِنْ رَأَيْتَهٗ مَغْلُوْبًا فَاَعِنْهُ" اور غلام تمہارا بھائی ہے اس سے اچھا سلوک کرو اور اگر تم اسے مشکل کام میں دیکھو تو اس کی مدد کرو۔ اصبہانی۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی رحمت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (تم پر) غلام کو کھلانا پلانا اور کپڑا پہنانا ضروری ہے۔ اور اسے صرف اسی کام کی تکلیف دو جو وہ کر سکتا ہو۔ پھر اگر تم ان غلاموں کو مشکل کام کی تکلیف دو تو خود اس کام پر ان کی مدد کرو۔ "وَلَا تُعَذِّبُوْا عِبَادَ اللّٰهِ خَلْقًا اَمْثَالَكُمْ" اور ان اللہ کے بندوں کو عذاب میں نہ ڈالو جو تمہاری طرح ہی کی مخلوق ہیں۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ اور یہ مسلم میں بھی اختصاراً موجود ہے۔

حدیث: حضرت عمر بن حریث رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا: "مَا خَفَّفْتَ عَلٰى خَادِمِكَ مِنْ عَمَلِهٖ كَانَ لَكَ اَجْرًا فِيْ مَوَازِيْنِكَ" تم اپنے خادم پر کام لینے میں جس قدر نرمی کرو گے اس کا اجر تمہارے اعمال نامے میں درج ہوگا۔

اسے ابو یعلیٰ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم و رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رحمت والے نبی ﷺ کا۔

(وصال پاک سے پہلے) آخری کلام یہ تھا: "اَلصَّلٰوۃَ اَلصَّلٰوۃَ، اِتَّقُوا اللّٰہَ فِیْمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ" نماز کی پابندی کرنا، نماز کو قائم رکھنا، اپنے غلاموں کنیزوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔

اسے ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا مگر ابن ماجہ نے یہ الفاظ بیان کئے: "اَلصَّلٰوۃَ وَمَامَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ" نماز کی پابندی اور ماتحتوں سے اچھا سلوک کرنا"۔ (اور اسی معنی کی ایک حدیث ابن ماجہ وغیرہ نے ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی)۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کا میر منشی (Secretary) ان کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا: کیا تم غلاموں، کنیزوں کا کھانا پانی دے آئے ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے حکم دیا کہ جاؤ اور انہیں کھانا دانہ دے کر آؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "کَفٰی اِثْمًا اَنْ تَحْبِسَ عَمَّنْ تَمْلِکُ قُوْتَھُمْ" تمہارے گناہ گار ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ تم اپنے غلاموں، لونڈیوں سے ان کی روزی روک لو۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: تمہارے پیغمبر ﷺ کے ساتھ وصال پاک سے پانچ راتیں پہلے میری ملاقات ہوئی تھی، اس وقت میں نے سنا کہ آپ ﷺ ارشاد فرما رہے تھے: ہر نبی کا اپنی امت میں سے ایک خلیل ہوا کرتا تھا اور میرا خلیل (انتہائی قریبی جانی دوست) ابوبکر بن ابی قحافہ ہے۔ (رضی اللہ عنہ) جب کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے صاحب (مجھ محمد مصطفےٰ ﷺ) کو اپنا خلیل بنایا ہے۔ یاد رکھو! تم سے پہلی امتوں کے لوگوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں بنالیا تھا۔ (ان کو سجدے کرتے تھے ان کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتے تھے) اور میں تمہیں اس کام سے منع کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ کہا" اَللّٰھُمَّ ھَلْ بَلَّغْتُ" اے اللہ! کیا میں نے تیرے احکام کی تبلیغ کر دی ہے؟ پھر تین مرتبہ ہی یہ الفاظ ادا فرمائے" اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ" اے میرے پروردگار! تو میرا گواہ ہو جا۔ اور کچھ دیر کے لئے آپ ﷺ پر غشی طاری ہوگئی۔ پھر فرمایا: "اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ، اَشْبِعُوْا بُطُوْنَھُمْ وَاکْسُوْا ظُھُوْرَھُمْ وَاَلِیْنُوا الْقَوْلَ لَھُمْ" تمہارے لونڈی غلاموں کے متعلق میں تمہیں اللہ کا خوف دلاتا ہوں، انہیں پیٹ بھر کھانا دینا، ان کے جسموں کو لباس پہنانا اور ان کے ساتھ نرمی سے گفتگو کرنا۔

اسے طبرانی نے بطریق عبداللہ بن زحر عن علی بن یزید روایت کیا۔ ان دونوں راویوں کو ثقہ کہا گیا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوا: یا رسول اللہ! (ﷺ) میں اپنے خادم کو (اسکی غلطیوں پر) کتنی مرتبہ معاف کر دیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا "کُلَّ یَوْمٍ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً: ہر روز ستر مرتبہ معاف کر دیا کرو۔

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ترمذی کے بعض نسخوں میں حسن

صحیح کے الفاظ ہیں نیز ابو یعلی نے بھی حضرت عبداللہ ہی سے اسے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا اور یہ روایت ترمذی میں بھی ہے کہ ''ایک شخص نبی پاک ﷺ کی بارگاہ عالی میں حاضر ہوا اور عرض کی: میرا خادم برے کام کرتا ہے اور ظلم کا مرتکب ہوتا ہے تو کیا میں اس کو مار سکتا ہوں؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: تَعْفُوْ عَنْهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً: ہر روز اسے ستر مرتبہ معاف کر دیا کرو۔''

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ ایک آدمی آیا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا پھر عرض کرنے لگا: میرے کچھ غلام ہیں جو مجھے جھوٹا کہتے ہیں، میرے ساتھ خیانت کرتے ہیں اور میری نافرمانی کرتے ہیں، اس پر میں انہیں گالیاں دیتا اور مارتا ہوں۔ تو میرا ان کے ساتھ یہ سلوک کیسا ہے؟ (آیا میں حق بجانب ہوں یا خطا کار؟) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب روز قیامت آئے گا تو جو کچھ انہوں نے تیری خیانت کی، نافرمانی کی اور تیری تکذیب کی ہوگی، اس کا حساب ہوگا۔ اگر تیرا انہیں سزا دینا، ان کے گناہوں کے برابر ہوگا تو یہ کافی ہو جائے گا۔ (ان کے گناہوں کی وہاں انہیں سزا نہ دی جائے گی) تجھے اس کا نہ کوئی ثواب ہوگا نہ عذاب (حساب برابر ہو جائے گا) اور اگر تو نے انہیں ان کے گناہوں سے زیادہ سزا دی ہوگی تو اس زیادتی کا تجھ سے بدلہ لیا جائے گا۔ یہ سن کر وہ آدمی ایک طرف ہٹ گیا اور چلانے اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں پڑھا، وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ؕ وَ اِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَ كَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۝ (الانبیاء) ''اور ہم قیامت کے روز انصاف کے ترازو نصب فرمائیں گے۔ پھر کسی جان پر ذرہ برابر ظلم نہ ہوگا۔ اور اگر (کسی کا کوئی عمل) رائی کے دانے کے برابر بھی ہوگا تو ہم اسے بھی (وزن کے لئے) لے آئیں گے۔ اور ہم ہی کافی ہیں حساب کرنے والے''۔ اب وہ آدمی عرض گذار ہوا: یا رسول اللہ! (ﷺ) میں اپنے اور ان کے لئے اس سے زیادہ کوئی بہتری نہیں پاتا کہ انہیں اپنے سے الگ کر دوں، میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ یہ تمام آزاد ہیں۔

اسے امام احمد و امام ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے عبدالرحمٰن بن غزوان کی حدیث کے سوا نہیں پہچانتے، جب کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے عبدالرحمٰن بن غزوان سے بھی یہ حدیث روایت کی ہے۔ (یہ عبدالرحمٰن ثقہ ہیں)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ ضَرَبَ سَوْطًا ظُلْمًا اُقْتُصَّ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ'' جس نے (کسی کو) ظلماً کوڑے سے مارا، بروز قیامت اس سے قصاص لیا جائے گا۔

اسے بزار اور طبرانی نے باسناد حسن روایت کیا۔

حدیث: ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ آپ فرماتی ہیں (ایک روز) اللہ کے رسول پاک ﷺ میرے گھر میں تھے۔ آپ ﷺ کے دست اقدس میں مسواک تھی۔ آپ نے اپنی یا ان کی کنیز کو بلایا۔ (اس کے واپس آواز

نہ دینے پر) چہرہ انور میں غصے کے آثار نمودار ہو گئے۔ جب کہ سیدہ ام سلمہ (اسے تلاش کرنے) کمروں کی طرف گئیں، تو دیکھا کہ وہ ایک بھیڑ کے بچے کے ساتھ کھیل رہی ہے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس سے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ تو یہاں اس بھیڑ کے بچے کے ساتھ کھیل رہی ہے اور رسول اللہ ﷺ تجھے بلا رہے ہیں؟ (وہ حاضر ہوئی) تو عرض کرنے لگی: مجھے اس ذات کی قسم، جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، میں نے آپ کی آواز نہیں سنی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَوْلَا خَشْيَةُ الْقَوَدِ لَاَوْجَعْتُكِ بِهٰذَا السِّوَاكِ" اگر قصاص لئے جانے کا ڈر نہ ہوتا تو میں تجھے اس مسواک کے ساتھ مارتا۔

اسے امام احمد نے کئی سندوں کے ساتھ روایت کیا جن میں ایک جید ہے۔ نیز طبرانی نے بھی اسے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ علاقہ شام میں نبطی قوم (جو عراق عجم اور عراق عرب کے درمیان رہتی تھی) کے کچھ لوگوں کے پاس سے گذرے جنہیں دھوپ میں کھڑا کیا گیا تھا اور ان کے سروں پر زیتون کا تیل ڈالا گیا تھا۔ یہ دیکھ انہوں نے دریافت کیا: کہ کیا معاملہ ہے؟ بتایا گیا کہ ان لوگوں کو خراج ادا نہ کرنے کے سلسلہ میں سزا دی جا رہی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جزیہ نہ دینے کی بنا پر انہیں قید کیا گیا ہے۔ حضرت ہشام کہنے لگے: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: "اِنَّ اللّٰهَ يُعَذِّبُ الَّذِيْنَ يُعَذِّبُوْنَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا" اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو (قیامت کے روز) عذاب میں مبتلا کرے گا جو لوگوں کو دنیا میں عذاب دیتے ہیں۔ اس کے بعد ہشام امیر (معاویہ) کے پاس گئے۔ انہیں یہ سب کچھ بتایا تو امیر نے حکم دیا کہ انہیں چھوڑ دیا جائے۔ پھر انہیں رہا کر دیا گیا۔

اسے مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین باتیں ہیں، جس شخص میں پائی جائیں گی، اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت نچھاور کرے گا اور اسے اپنی جنت میں داخل فرمائے گا۔ (اور وہ یہ ہیں) "رِفْقٌ بِالضَّعِيْفِ وَشَفَقَةٌ عَلَى الْوَالِدَيْنِ وَاِحْسَانٌ اِلَى الْمَمْلُوْكِ" نمبر 1 ضعیف کے ساتھ نرمی، نمبر 2 والدین پر شفقت اور نمبر 3 غلاموں کے ساتھ بھلائی کا سلوک۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

فصل

جانوروں کے چہرے داغنا

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی دو عالم ﷺ ایک گدھے کے قریب سے گذرے جس کے چہرے پر داغ (1) دیا گیا تھا یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: "لَعَنَ اللّٰهُ الَّذِيْ وَسَمَهٗ" جس نے اسے داغ دیا ہے اللہ اس پر لعنت کرے۔ مسلم۔

1۔ لوہا گرم کر کے جانور کے جسم پر لگا کر داغ دیا جاتا ہے۔ جانور کو اگر داغ دینا ہی ہو تو پٹھے پر دینا چاہئے نہ کہ چہرے پر۔ (مترجم)

مسلم کی ایک دوسری روایت میں ہے:۔ ''نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ وَعَنِ الْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ '' رسول اللہ ﷺ نے چہرے پر مارنے اور چہرے پر داغ دینے سے منع فرمایا۔'' (طبرانی نے بھی یہی مفہوم مختصراً روایت کیا ہے۔)

حدیث: حضرت جنادہ بن جرادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو کہ بنی غیلان بن جنادہ سے تعلق رکھتے ہیں فرماتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک اونٹ لے کر حاضر ہوا جس کے ناک پر میں نے داغ دیا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے جنادہ کیا تمہیں چہرے کے سوا اس کے جسم کا کوئی اور عضو داغ دینے کے لئے نہیں ملا تھا؟ یاد رکھو! تمہارے اوپر اس کا قصاص ہے۔ تو انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) اب اس کا معاملہ آپ کے سپرد ہے۔ الحدیث۔ طبرانی۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ کے قریب سے ایک گدھا گذرا جس کا منہ لوہا گرم کر کے داغ دیا گیا تھا، اس کے ناک کے سوراخوں سے خون ابل رہا تھا۔ یہ ملاحظہ فرما کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا ثُمَّ نَهٰى عَنِ الْكَيِّ فِي الْوَجْهِ وَالضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ'' جس نے یہ فعل کیا، اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے۔ پھر منہ پر داغ دینے اور چہرے پر مارنے سے منع فرمایا۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ اور ترمذی نے مختصراً اسے روایت کیا ہے۔ چہرے پر داغ دینے سے ممانعت پر بہت سی احادیث آئی ہیں۔

ترغیب

حکمران وقت کو نیک وزیر اور اچھا مشیر رکھنا چاہیے

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی حکمران کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے لئے راست گو وزیر مقرر فرما دیتا ہے کہ اگر حکمران بھول جائے تو یہ اسے یاد دلاتا ہے اور اگر اسے (معاملات حکومت) یاد ہوں تو وزیر اس کی مدد کرتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ حکمران کے ساتھ کوئی اور ارادہ فرماتا ہے تو کسی برے شخص کو اس کا وزیر بنا دیتا ہے کہ اگر حکمران معاملات بھلا بیٹھے تو یہ اسے یاد نہیں دلاتا (بلکہ جی حضوری کرتا اور ''سب اچھا ہے'' کی سرگوشیاں کرتا ہے۔) اور اگر اسے کچھ یاد آ جائے تو (انجام دہی میں) اس کی مدد نہیں کرتا۔ (بلکہ صرف پلاٹ، پجارو، تنخواہ اور الاؤنسز کی بات کرتا ہے)

اسے ابوداؤد، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور نسائی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب بھی کوئی پیغمبر مبعوث فرمایا اور کسی کو خلیفہ مقرر کیا تو اس کے ساتھ دو مخصوص مشیر ہوتے تھے۔ ایک مشیر انہیں نیکی کے

کام انجام دینے کو کہتا اور انہیں کرنے پر ابھارتا تھا۔ اور دوسرا برائی کے لئے کہتا اور اس پر برانگیختہ کرتا تھا۔ ''وَالْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ'' اور معصوم وہی ہے جس کی حفاظت (1) اللہ فرمائے۔

اسے امام بخاری نے روایت کیا۔ الفاظ بھی انہیں کے ہیں۔ (نسائی نے یہ مضمون صرف ابوہریرہ سے روایت کیا نیز امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی ایک اور روایت کی ہے)

ترہیب

جھوٹی شہادت (2)

حدیث: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ پاک میں حاضر تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں اکبر الکبائر (گناہوں میں سب سے بڑے گناہ) نہ بتادوں؟ یہ الفاظ تین مرتبہ ارشاد فرمائے۔ (پھر فرمایا: وہ یہ ہیں) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی اور جھوٹی گواہی۔ ''اَلَا وَشَهَادَةِ الزُّوْرِ وَقَوْلِ الزُّوْرِ'' ہاں یاد رکھ لو! جھوٹی گواہی اور جھوٹی بات (دونوں کبیرہ گناہ ہیں) اس وقت سرور عالم ﷺ تکیہ لگائے

1۔ اچھا اور برا مشیر تو سبھی کے ساتھ ہے حتی کہ انبیاء علیہم السلام اور خلفاء کے ساتھ بھی اب برے مشیر سے وہی بچ سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ بچائے۔ کوئی فرد محض اپنی قوت وطاقت سے نہیں بچ سکتا علماء کرام فرماتے ہیں کہ اچھا مشیر فرشتہ ہے اور برا مشیر قرین شیطان۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو اس قرین شیطان پر غالب فرمایا اور وہ مسلمان ہوگیا جیسا کہ ترمذی شریف میں ہے۔ فرمایا: ''وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِیْ عَلَيْهِ فَسْلَمَ'' اللہ نے مجھے اس پر غالب کیا تو وہ مسلمان ہوگیا۔ (مترجم)

2۔ جھوٹی شہادت دینے اور جھوٹی بات کہنے سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس طرح منع فرمایا ہے:

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿ (حج)

ترجمہ: ''تو بتوں کی گندگی سے دور رہو اور جھوٹی بات کہنے سے بچتے رہو''۔

اپنے نیک پاک بندوں کی تعریف میں ارشاد فرمایا جاتا ہے:

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿ (فرقان)

ترجمہ: ''اور وہ جھوٹی شہادت نہیں دیتے اور جب بیہودہ کاموں کے قریب سے گذرتے ہیں تو اپنی عزت بچا کر گذر جاتے ہیں''۔

جس طرح جھوٹی شہادت دینا گناہ کبیرہ ہے اسی طرح علم ہوتے ہوئے شہادت کو چھپانا بھی فرمان خداوندی کے خلاف ہے۔ ارشاد باری ہے:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿ (بقرہ)

ترجمہ: ''اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جس کے پاس اللہ کی طرف سے شہادت ہو وہ اسے چھپائے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے (اچھے ہوں یا برے) بے خبر نہیں ہے''۔

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿ (بقرہ:)

ترجمہ: ''اور نہ چھپاؤ شہادت کو، اور جو شہادت کو چھپائے تو اندر سے اس کا دل گناہ گار ہے۔ اور اللہ کریم تمہارے اعمال کو اچھی طرح جانتا ہے''۔

فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿ (نساء)

ترجمہ: ''تو انصاف کرنے میں خواہش نفس کی پیروی نہ کرو۔ اور اگر تم (سچی گواہی دینے میں) ہیر پھیر کرو یا اس سے منہ موڑو تو بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی خوب خبر رکھنے والا ہے''۔ (مترجم)

ہوئے تھے پھر (اس بات کی اہمیت کی بنا پر) اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور اس جملہ کو بار بار دہرانے لگے حتی کہ (آپ ﷺ کی تکلیف کے پیش نظر اپنے دلوں میں) ہم کہنے لگے کہ کاش آپ خاموشی اختیار فرمالیں۔

اسے بخاری، مسلم اور ترمذی نے روایت کیا۔ رحمہم اللہ۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے کبیرہ گناہوں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الوالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ'' اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، ماں باپ کی حکم عدولی کرنا اور کسی جان کو قتل کر (1) ڈالنا (گناہائے کبیرہ ہیں) اور فرمایا: کیا تمہیں کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ نہ بتادوں؟ وہ جھوٹی بات کہنا ہے یا فرمایا: جھوٹی شہادت دینا ہے۔ بخاری و مسلم۔

حدیث: حضرت خزیم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر ادا فرمائی۔ جب سلام پھیرا تو کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: ''عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّوْرِ وَالْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ'' جھوٹی گواہی دینا اور اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا برابر کیا گیا ہے۔ یہ الفاظ تین دفعہ ارشاد فرمائے۔ پھر یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۙ﴿۳۰﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ (الحج: 30-31) ''تو تم بتوں کی گندگی سے بچو اور جھوٹی بات سے پرہیز کرو۔ ہر طرح اللہ ہی کی طرف مائل ہو کر، کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہراتے ہوئے''۔

اسے ابوداؤد، ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا۔ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔ نیز طبرانی نے اسے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر موقوف اسناد حسن کے ساتھ کبیر میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''مَنْ شَهِدَ عَلٰى مُسْلِمٍ شَهَادَةً لَيْسَ لَهَا بِاَهْلٍ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ'' جس نے کسی مسلمان کے خلاف ایسی شہادت دی جس کا یہ اہل نہیں تھا (جھوٹی شہادت دی) تو یہ اپنا ٹھکانہ دوزخ کی آگ میں بنالے۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں مگر اس کے دوسرے راوی کا نام امام صاحب نے ذکر نہیں کیا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَنْ تَزُوْلَ قَدَمُ

1۔ قتل نفس اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس پر قاتل کے لئے لعنت اور خلود جہنم کی وعید وارد ہوئی ہے۔ فرمان ہے:

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾ (نساء)

ترجمہ: ''اور جو کسی مومن کو قتل کرے جان بوجھ کر (حلال سمجھ کر) تو اس کی سزا جہنم ہے، اس میں ہمیشہ رہے گا۔ اور اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔ اور اس پر لعنت فرمائے گا۔ اور اللہ نے اس کے لئے عذاب عظیم تیار کر رکھا ہے''۔

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿﴾ (انعام)

ترجمہ: ''اور نہ قتل کرو اس جان کو جسے (قتل کرنا) اللہ نے حرام فرمادیا ہے سوائے حق کے۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کا حکم تمہیں اللہ نے دیا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو''۔ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ (بنی اسرائیل: 33) ترجمہ: ''اور نہ قتل کرو اس جان کو جسے اللہ نے حرام کردیا ہے سوائے حق (یعنی حدود و قصاص وغیرہ) کے''۔ (مترجم)

شَاهِدِ الزُّوْرِ حَتّٰی یُوْجِبَ اللّٰہُ لَہُ النَّارَ'' جھوٹی شہادت دینے والے کا قدم اپنی جگہ سے ہلنے نہ پائے گا حتی کہ اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ واجب فرما دے گا۔

اسے ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ طبرانی نے بھی اسے اوسط میں روایت کیا۔ ان کے الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے: ''فرمایا: قیامت کے دن کی ہولناکی کی وجہ سے پرندے اپنی چونچیں ماریں گے اور ان کی دمیں حرکت کر رہی ہوں گی اور جھوٹی شہادت دینے والا وہاں کوئی بات نہ کر سکے گا اور نہ اس کے قدم زمین سے اٹھیں گے حتی کہ اس کو جہنم کی نار میں پھینک دیا جائے گا''۔

حدیث: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نبی محترم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ کَتَمَ شَهَادَةً إِذَا دُعِيَ إِلَيْهَا كَانَ كَمَنْ شَهِدَ بِالزُّوْرِ'' جس کسی نے شہادت کو چھپایا جبکہ اسے شہادت دینے کے لئے بلایا گیا، وہ اس شخص کی مثل ہوگا جس نے جھوٹی شہادت دی۔ (یہ حدیث غریب ہے)۔

اسے طبرانی نے کبیر اور اوسط میں بروایت عبداللہ بن صالح کاتب اللیث روایت کیا۔ جبکہ امام بخاری نے ان سے روایت لی ہے۔

کتاب الحدود(1) وغیرہا

سزاؤں کا بیان

ترغیب

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (نیکی کا حکم اور برائی سے منع کرنا)

ترہیب

یہ دونوں کام چھوڑ دینا یا ان میں نرمی کرنا

حدیث: حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: تم میں سے جو کوئی برائی کی بات دیکھے تو چاہیے کہ اسے ہاتھ (قوت وطاقت) سے تبدیل کردے، اگر ایسا نہ کرسکتا ہو (طاقت نہ رکھتا ہو) تو زبان سے روک دینے کی کوشش کرے، پھر اگر اس کی بھی ہمت نہ رکھتا ہو تو دل سے اس بری بات

1۔ ''حدود'' حد کی جمع ہے۔ اس کے لغوی معنی ہیں آڑ ہونا، روکنا، منع کرنا، غصہ ہونا، جدا کرنا، تیز کرنا، سوگ کرنا وغیرہ۔ اصطلاح شریعت میں کسی جرم پر خداو مصطفےٰ جل وعلاو ﷺ کی طرف سے مقرر فرمودہ سزا کو حد کہا جاتا ہے۔ کیونکہ سزا بھی جرائم سے روکتی ہے اور انسان کو اعمال میں ایک مخصوص حد کے اندر رکھتی ہے۔ زنا کی سزا سنگساری یا سو کوڑے، چوری کی ہاتھ کاٹنا، شراب نوشی کی اسی کوڑے، پاک دامن خاتون کو تہمت لگانے کی اسی کوڑے ڈکیتی کی سزا پھانسی وغیرہ اور قتل کے بدلے قتل کی سزا، حدود شرعیہ ہیں۔ مجرم اگر سزا پالینے کے ساتھ توبہ بھی کرلے تو دنیاوی اور اخروی دونوں طرح گناہ سے پاک ہوجائے گا۔ اگر سزا تو پائی مگر توبہ نہیں کی تو آخرت کا عذاب سر پر رہے گا تا آنکہ توبہ کرلے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حدود شرعیہ کے اندر رہنے، ان کا پاس وحفاظت کرنے کی ہدایت اور انہیں توڑنے، ان کا احترام نہ کرنے پر تنبیہ فرمائی ہے۔ فرمایا:

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (بقرہ)

ترجمہ: ''یہ اللہ کی حدیں ہیں، ان سے آگے نہ بڑھو۔ جو اللہ کی حدود سے آگے بڑھیں تو وہی لوگ ظالم ہیں''۔

وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ (بقرہ)

ترجمہ: ''یہ اللہ کی حدیں ہیں جنہیں اللہ بیان فرماتا ہے اہل علم لوگوں کے لئے''۔

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ (نساء)

ترجمہ: ''اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کرے، اور اس کی حدوں سے آگے بڑھ جائے تو اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا۔ جس کے اندر وہ ہمیشہ رہے گا۔ اور اس کے لئے توہین آمیز عذاب ہے''۔

وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ (طلاق:1)

ترجمہ: ''اور یہ حدیں ہیں اللہ تعالیٰ کی، اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھا، بے شک اس نے اپنی ہی جان پر ظلم کیا''۔

یاد رہے کہ ان آیات میں حدود سے مراد احکام ہیں جنہیں توڑنے پر سزائیں مقرر ہیں۔ حدود اللہ کے توڑنے پر جو سزائیں مقرر ہیں۔ اپنے اپنے مقام پر ان کا بیان ہوگا۔ (مترجم)

کو براجانے۔ "وَذَالِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ" اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔(اس کے بعد ایمان کا کوئی درجہ نہیں ہے)۔

اسے مسلم، ترمذی، ابن ماجہ اور نسائی نے روایت کیا۔ نسائی کے الفاظ یہ ہیں: "بے شک رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جس شخص نے کوئی برائی دیکھی پھر اپنے ہاتھ سے اسے بدل دیا تو وہ اپنی ذمہ داری سے بری ہو گیا۔ اگر ہاتھ سے بدل دینے کی سکت نہیں رکھتا تھا تو اپنی زبان سے اسے تبدیل کر دیا، اس نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی۔ اور جس نے زبان سے بھی تبدیل کرنے کی ہمت نہ پائی تو اسے دل سے براجانا، وہ بھی بری ہوا۔ "وَذَالِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ" (مگر) یہ ایمان کا سب سے کمزور (1) درجہ ہے"۔

1۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا دین اسلام میں انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بہت سی آیات قرآنی اس سلسلہ میں نازل فرمائی ہیں۔

وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ ؕ وَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (آل عمران)

ترجمہ: "اور (اے مسلمانو!) تم میں ایک جماعت ضرور ایسی ہونی چاہیے جو خیر کی دعوت دیا کرے اور نیکی کا حکم کیا کرے اور برائی سے روکا کرے۔ اور یہی لوگ کامیاب وکامران ہیں"۔

مندرجہ ذیل آیت میں اس عظیم الشان عمل کو امت مسلمہ کا طرہ امتیاز قرار دیا گیا ہے۔ فرمان ہے:

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (آل عمران)

ترجمہ: "(اے اہل اسلام!) تم سب سے بہتر امت ہو جسے لوگوں (کی ہدایت) کے لئے پیدا کیا گیا ہے کہ تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو"۔

اہل کتاب میں سے مومن ومتقی گروہ کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا:

یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ ؕ وَ اُولٰٓئِکَ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ (آل عمران)

ترجمہ: "وہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور یوم آخر پر بھی اور نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نیکی کے کاموں میں جلدی کرتے ہیں۔ اور یہی لوگ نیکوکاروں میں سے ہیں"۔

اہل ایمان بندوں کی تعریف ان الفاظ میں بیان فرمائی:

وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۘ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَ یُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِکَ سَیَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۝ (توبہ)

ترجمہ: "اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ نیکی کا حکم کرتے اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر عنقریب اللہ رحمت فرمائے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ غلبے والا حکمت والا ہے"۔

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ ؕ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ ۝ (الحج)

ترجمہ: "وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار عطا فرمائیں تو وہ قائم کریں نماز اور ادا کریں زکوٰۃ۔ حکم کریں نیکی کرنے کا اور منع کریں برائی کرنے سے۔ اور سارے کاموں کا انجام اللہ ہی کے لئے ہے"۔

مسلم معاشرے کے افراد کو زندگی کا ایک زریں اصول بتایا، آپس کے تعلقات کی نوعیت بیان فرمائی اور اس اصول پر عمل کا حکم ان الفاظ میں دیا:

وَ تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَ التَّقْوٰی ۪ وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ (مائدہ)

ترجمہ: "اور ایک دوسرے کی مدد کرو نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں پر اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو"۔ (مترجم)

حدیث: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی ہے تختی وراحت اور خوشی ومجبوری میں غور سے حکم سننے اور اس پر عمل کرنے پر اگرچہ ہم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے۔ نیز اس بات پر بیعت کی ہے کہ ہم کسی معاملہ میں حاکم سے جھگڑا نہیں کریں گے سوائے اس کے کہ (فرمایا آپ ﷺ نے) تم کھلم کھلا کفر دیکھو جس کے بارے میں تمہارے پاس اللہ کی طرف سے قوی دلیل موجود ہو (ایسے معاملہ میں ہرگز معاف نہیں کیا جائے گا کوئی اطاعت نہ ہوگی اور نہ کوئی بات سنی جائے گی) اور اس بات پر بھی بیعت کی ہے کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوں گے حق بات ہی کہیں گے۔ اور اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا کوئی خوف نہیں رکھیں گے۔ بخاری ومسلم۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انسان کے ہر جوڑ پر ہر روز ایک شکریہ (واجب) ہے۔ لوگوں میں سے ایک آدمی نے عرض کیا: جس قدر آپ نے ہمیں احکام بتائے ہیں، ان میں یہ سب سے مشکل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (ایسا نہیں، بلکہ) تمہارا نیکی کے لئے حکم دینا اور برائی سے روکنا بھی شکریہ ہے، کمزور پر سے بوجھ اٹھالینا بھی شکریہ ہے۔ راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹا دینا بھی شکریہ ہے اور ہر وہ قدم جو تم نماز کو جاتے ہوئے اٹھاتے ہو وہ بھی شکریہ ہی ہے۔

اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) "ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالْاُجُوْرِ" "مال دار لوگ تو اجر وثواب میں ہم سے آگے بڑھ گئے۔ وہ نمازیں پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں جیسے ہم رکھتے ہیں۔ اور وہ اپنے ضرورت سے زائد مال صدقہ کرتے ہیں (جو ہم غریب لوگ نہیں کرسکتے) حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے تمہاری خاطر وہ چیزیں نہیں بنائیں جن کا تم صدقہ کرسکتے ہو؟ یقین رکھو کہ ہر تسبیح (سبحان اللہ کہنا) ایک صدقہ ہے۔ ہر تہلیل (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنا) ایک صدقہ ہے۔ "وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ صَدَقَةٌ" "نیکی کا حکم کرنا صدقہ ہے اور برائی سے منع کرنا بھی صدقہ ہے۔ مسلم وغیرہ۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کائنات ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ اَوْ اَمِيْرٍ جَائِرٍ" "سب سے افضل جہاد ظالم بادشاہ یا ظالم حکمران کے سامنے حق بات کہنا ہے۔

اسے ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے عطیہ عوفی سے روایت کیا۔ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابوعبداللہ طارق بن شہاب بجلی احمسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے نبی انور ﷺ سے سوال کیا جبکہ آپ ﷺ سوار ہونے کے لئے اپنا پاؤں مبارک رکاب میں رکھ چکے تھے: "اَیُّ الْجِهَادِ اَفْضَلُ؟" افضل

جہاد کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب عطا فرمایا: ''كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ'' ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا (سب سے افضل جہاد ہے)۔

اسے امام نسائی نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: (حجۃ الوداع کے موقعہ پر جب جمروں کو رمی کرنے کے لئے حضور انور تشریف لائے تو) پہلے جمرہ کے پاس ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے سامنے حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! (ﷺ) کون سا جہاد افضل ہے؟ آپ ﷺ خاموش رہے۔ جب آپ ﷺ نے دوسرے جمرے کی رمی فرمائی تو اس نے پھر وہی سوال کیا۔ سرکار دو عالم ﷺ اس وقت بھی خاموش رہے۔ پھر جب آپ ﷺ نے جمرہ عقبہ (بڑے اور آخری جمرے) کی رمی فرمائی اور سوار ہونے کے لئے پائے مقدس رکاب میں رکھ لیا تو ارشاد فرمایا: سوال پوچھنے والا شخص کہاں ہے؟ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! (ﷺ) میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''كَلِمَةُ حَقٍّ تُقَالُ عِنْدَ ذِيْ سُلْطَانٍ جَائِرٍ'' ''سب سے افضل جہاد وہ حق بات ہے جو کسی ظالم و جابر بادشاہ کے دربار میں کہی جائے۔ (اور کہنے والے پر خوف سلطانی غالب نہ آنے پائے)۔

اسے ابن ماجہ نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی مکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سید الشہداء حضرت حمزہ بن عبد المطلب (رضی اللہ عنہ) ہیں اور وہ شخص بھی (سید الشہداء ہے) جو کسی ظالم بادشاہ کے سامنے کھڑا ہوا، اسے نیکی کا حکم کیا اور برائی سے منع کیا تو اس پر اس ظالم نے اسے قتل کر دیا۔

اسے ترمذی اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی حدوں پر قائم رہنے والے اور انہیں توڑنے والے کی مثال اس قوم کی طرح ہے جنہوں نے کشتی پر سوار ہونے کے لئے قرعہ ڈالا (اوپر والے حصے میں کون سوار ہو اور نیچے والے حصے میں کون) تو کچھ اوپر والے حصے میں سوار ہو گئے اور کچھ نیچے والے حصے میں۔ جب نیچے والوں کو پانی کی ضرورت پڑتی تو اپنے سے اوپر والوں کے پاس جاتے (اور پانی لے آتے) پھر نیچے والے آپس میں کہنے لگے کہ کیوں نہ ہم اپنے حصے کی کشتی کو نیچے سے پھاڑ لیں اور اوپر والوں کو (بار بار اوپر جا کر) تنگ نہ کریں۔ اب اگر اوپر والے انہیں نظر انداز کر دیں گے اور انہیں اپنی مرضی کرنے دیں گے تو (اوپر نیچے والے) سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے (کہ کشتی ہی ڈوب جائے گی) اور اگر ان کے ہاتھ پکڑ لیں گے (کشتی نہ پھاڑنے دیں گے) تو یہ بچ جائیں گے اور باقی سب بھی محفوظ رہیں گے۔ (اسی طرح اگر اچھے لوگ بروں کو برائی سے نہیں روکیں گے تو اچھے بھی شریک سزا ہوں گے)۔

اسے بخاری اور ترمذی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے پہلے جس نبی کو بھی اللہ تعالیٰ نے کسی امت میں مبعوث فرمایا تو اس کی امت میں سے اس کے کچھ دلی دوست اور اصحاب ہوتے تھے جو اس کی سنت کو اپناتے اور اس کے حکم کی تعمیل کرتے تھے۔ پھر ان کے بعد کچھ ناخلف قسم کے لوگ آتے تھے جو وہ کہتے جو نہیں کرتے تھے اور وہ کچھ کرتے جس کا انہیں حکم نہیں دیا جاتا تھا۔ (اور یہ سلسلہ میری امت میں بھی جاری ہوگا) تو جو شخص ایسے لوگوں سے ہاتھ (قوت) کے ساتھ جہاد کرے وہ مومن ہے، جو اپنی زبان کے ساتھ ان سے جہاد کرے، وہ بھی مومن ہے اور جو اپنے دل کے ساتھ ان کے خلاف جہاد کرے (انہیں دل سے برا جانے) وہ بھی مومن ہے۔ ''لَيْسَ وَرَآءَ ذَالِكَ مِنَ الْاِيْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ'' ''اس کے بعد رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان کا درجہ نہیں ہے۔ مسلم۔

حدیث: ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (ایک روز) نبی اقدس ﷺ گھبراہٹ کی حالت میں ان کے پاس تشریف لائے، فرمارہے تھے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اہل عرب کی ہلاکت ہے اس شر سے جو قریب پہنچ چکی ہے۔ آج یاجوج ماجوج (1) کی دیوار اتنی کھل گئی اور آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں یعنی انگوٹھے اور اس کے

1۔ یاجوج و ماجوج (Gog and Magog) اور ان کی دیوار کا بیان قرآن حکیم میں پارہ 16 سورہ کہف کی آیت 93 سے آیت 99 تک اور پارہ 17 سورہ انبیاء کی آیت 96 میں آیا ہے۔

یاجوج اور ماجوج کے بارے میں قرآن پاک بس اس قدر بتاتا ہے کہ یہ ایک فسادی قوم تھی دوسرے لوگوں پر ظلم کرتی تھی۔ ذوالقرنین نے دو پہاڑوں کے درمیان ایک دیوار تعمیر کر کے انہیں دوسرے لوگوں کے علاقہ میں جا کر فساد پھیلانے سے روک رکھا تھا۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ جب ذوالقرنین شمالی علاقوں کے پہاڑی سلسلے میں دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا تو وہاں ایک قوم دیکھی جس کی زبان سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ تو

قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ۝ (کہف)

ترجمہ'' (اشاروں کنایوں سے) وہ لوگ کہنے لگے: اے ذوالقرنین! یاجوج اور ماجوج زمین میں فساد پھیلاتے ہیں تو کیا ہم آپ کے لئے کچھ مال جمع کر دیں تاکہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار تعمیر کر دیں''۔

حضرت ذوالقرنین نے ان سے مالی مدد تو نہ لی البتہ جسمانی امداد حاصل کی کہ انہیں بنیاد کھودنے پر لگا دیا۔ جب کھدائی پانی تک پہنچ گئی تو اس میں پگھلے ہوئے تانبے کے ساتھ پتھر چنے گئے اور اوپر نیچے لوہے کے تختے لگا کر درمیان میں کوئلہ لکڑی بھر کر آگ لگا دی گئی۔ آگ بجھنے پر پگھلا ہوا تانبہ اوپر سے ڈالا گیا اور اس طرح یہ ایک تخت دیوار بن گئی جو دونوں پہاڑوں کی بلندی تک اونچی تھی۔ دونوں پہاڑوں کے درمیان کوئی جگہ نہ چھوڑی گئی۔

قرآن پاک نے ان کے دوبارہ نکلنے کو قرب قیامت کی نشانی قرار دیا ہے۔ ارشاد ہے:

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَىِٕذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۝ (کہف)

ترجمہ: '' اور ہم چھوڑ دیں گے ان میں سے بعض کو اس دن کہ (تند موجوں کی طرح) دوسروں میں گھس جائیں گے۔ اور پھر صور پھونکا جائے گا تو ہم سب کو اکٹھا کر دیں گے''۔

سورہ انبیاء میں فرمایا:

حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ۝ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (انبیاء: 96-97)

ترجمہ: '' حتیٰ کہ جب کھول دیا جائے گا یاجوج و ماجوج کو اور وہ ہر بلندی سے تیزی کے ساتھ نیچے اترنے لگیں گے۔ (اس وقت پتہ چلے (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ساتھ والی انگلی، سے حلقہ بنا کر دکھایا۔ اس پر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) ہم پھر بھی ہلاک ہوجائیں گے جبکہ ہمارے درمیان نیک لوگ بھی موجود ہوں گے؟ ”قَالَ نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ“ فرمایا: ہاں، جب خباثت (گناہ و بدکاری) بڑھ جائے گی۔ بخاری و مسلم۔

حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، تم ضرور نیکی کا حکم کیا کرو اور برائی سے روکا کرو ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ (اس کام کو ترک کرنے کی وجہ سے) تم پر عذاب بھیجے۔ ”ثُمَّ تَدْعُوْنَهٗ فَلَا يَسْتَجِيْبُ لَكُمْ“ پھر تم اللہ سے دعا بھی کرو گے تو وہ تمہاری دعا قبول نہیں فرمائے گا۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنے آپ کو ہرگز ذلیل نہ کرے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) ہم میں سے کوئی خود کو کیسے ذلیل کرسکتا ہے؟ فرمایا: تم میں سے کوئی کچھ (گناہ و برائی) دیکھے جس میں اسے (منع کرنے کے لئے) بولنا ضروری ہو پھر وہ اس معاملہ میں نہ بولے۔ تو قیامت کے دن اللہ عزوجل اس سے فرمائے گا: تجھے اس فلاں فلاں معاملہ میں بولنے سے کس چیز

(بقیہ صفحہ گزشتہ) گا کہ) قریب آچکا ہے (قیامت کا) سچا وعدہ، تو اس وقت تاڑے لگ جائیں گی ان لوگوں کی آنکھیں جنہوں نے کفر کیا تھا“۔

یاجوج ماجوج کون ہیں، کس ملک میں رہتے ہیں اور ذوالقرنین نے دیوار کہاں تعمیر کی تھی؟ ان سوالات کے جواب میں مفسرین و مؤرخین کی آرا مختلف ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے یافث کی اولاد میں سے فسادی گروہ ہیں۔ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ان کی قوم عام انسانوں اور جنوں کے درمیان ایک برزخی مخلوق ہے۔ ان کا سلسلہ نسب باپ کی طرف سے آدم علیہ السلام تک منتہی ہوتا ہے مگر ماں کی طرف سے حضرت حوا سلام اللہ علیہا تک نہیں پہنچتا۔ گویا وہ عام آدمیوں کے باپ کی طرف سے بھائی ہیں اور ماں کی طرف سے نہیں۔ اور ایک تیسرا قول یہ ہے جسے حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ نے ابوالکلام آزاد کے حوالے سے اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں نقل کیا ہے کہ یاجوج ماجوج شمال مشرقی میدانوں کے وہ وحشی اور طاقتور قبائل تھے جن کے حملوں کی روک تھام کے لئے چین کے شہنشاہ شین ہوانگ ٹی کو وہ عظیم الشان دیوار بنانی پڑی جو پندرہ سو میل تک چلی گئی ہے۔ اور جو دیوار چین کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی تعمیر 214 قبل مسیح میں شروع ہوئی اور دس برس تک جاری رہی۔ اس دیوار نے ان وحشیوں کے شمال مغرب کی طرف حملوں کی راہیں مسدود کردیں تو اب ان کا رخ وسط ایشیا کی طرف مڑ گیا۔ انہیں حملوں کو روکنے کے لئے ذوالقرنین نے دیوار تعمیر کی جس کا ذکر قرآن مجید نے فرمایا ہے۔ انتہی۔

حدیث پاک میں ہے کہ یاجوج ماجوج دن بھر اس دیوار کو توڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب یہ ٹوٹنے کے قریب ہوتی ہے تو ان میں سے کوئی کہتا ہے: چلو اب چھوڑو باقی کل توڑ لیں گے مگر جب کل آتے ہیں تو یہ دیوار بحکم خداوندی پہلے سے زیادہ مضبوط ہوچکی ہوتی ہے۔ قرب قیامت جب اس کے ٹوٹنے کا وقت آئے گا تو ان میں سے کوئی کہے گا: چلو باقی دیوار کل انشاء اللہ توڑ لیں گے۔ اس کلمہ کا یہ اثر ہوگا کہ اگلے دن انہیں اتنی دیوار ٹوٹی ہوئی ملے گی جتنی پہلے توڑ گئے تھے۔ اب وہ نکل آئیں گے اور قتل و غارت کریں گے جو چیز ہاتھ آئے گی کھا جائیں گے۔ چشموں کا پانی پی جائیں گے۔ جانور، درخت حتیٰ کہ جو انسان بھی ملے گا سب ہڑپ کر جائیں گے۔ مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ اور بیت المقدس داخل نہ ہوسکیں گے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اللہ انہیں اس طرح ہلاک فرمائے گا کہ ان کی گردنوں میں کیڑے پیدا ہوجائیں گے جو ان کی تباہی کا سبب بنیں گے۔
بہرحال ان کا نکلنا قیامت کی علامات میں سے ہوگا۔ (مترجم)

نے روکا تھا؟ عرض کرے گا: لوگوں کے ڈر کی وجہ سے نہ بولا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: "فَإِيَّايَ كُنْتُ اَحَقَّ اَنْ تَخْشٰى" "سب سے زیادہ حق دار تو میں تھا کہ تو مجھ سے ڈرتا۔ (تو قیامت میں اس طرح اس نے خود کو ذلیل ورسوا کیا)۔

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّلَدِهٖ وَوَالِدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ" "کوئی بندہ اس وقت تک ایمان دار نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اس کی اولاد، ماں باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ مسلم وغیرہ۔

حدیث: حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے ہر حکم توجہ کے ساتھ سننے اور اطاعت کرنے پر نبی محترم ﷺ کی بیعت کی تھی۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے تلقین فرمائی کہ حتی المقدور نیک عمل کروں اور ہر مسلم کے لئے خیر خواہ رہوں۔ (نیکی کی راہ بتانا اور برائی سے روکنا عظیم خیر خواہی ہے)۔ بخاری و مسلم۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلی خرابی جو بنی اسرائیل میں داخل ہوئی وہ یہ تھی کہ جب ایک آدمی دوسرے آدمی سے ملتا تو اسے کہتا: اے فلاں! اللہ سے ڈر اور جو (گناہ کے کام) کرتا ہے، انہیں چھوڑ دے کیونکہ یہ تیرے لئے جائز نہیں۔ پھر جب اگلے دن ملاقات ہوتی اور وہ شخص اسی حال پر ہوتا (جرائم سے باز نہ آیا ہوتا) تو پہلا شخص اب اسے منع نہ کرتا، اس لئے کہ اسے اس کے ساتھ کھانے پینے اور اٹھنے بیٹھنے میں شامل ہونا ہوتا۔ جب انہوں نے یہ طریقہ اپنا لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل ایک دوسرے کے ساتھ مخلوط کر دیئے (اور اس طرح وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ بیٹھے) پھر آپ ﷺ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں: لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ (مائدہ) "لعنت کی گئی ان لوگوں پر جنہوں نے بنی اسرائیل میں سے کفر اختیار کیا حضرت داؤد اور عیسیٰ ابن مریم (علیہم السلام) کی زبان سے، اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کرتے اور حد سے آگے بڑھتے تھے۔ منع نہیں کرتے تھے ایک دوسرے کو ان گناہوں سے جن کا وہ ارتکاب کرتے تھے۔ بہت برے کام تھے جو کیا کرتے تھے۔ آپ ان میں سے بہت سوں کو دیکھیں گے کہ وہ کافروں کے ساتھ دوستیاں رکھتے ہیں۔ بہت ہی برا ہے جو ان کی جانوں نے ان کے لئے آگے بھیجا کہ اللہ تعالیٰ ان پر ناراض ہو گیا اور وہ عذاب میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اگر ایمان لائے ہوتے اللہ پر اور نبی پر اور اس پر جو اس (نبی) کی طرف نازل فرمایا گیا تو نہ بناتے ان (کافروں) کو اپنا دوست۔ لیکن اکثر ان میں سے بدکار ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا: ہرگز نہیں (ایمان کامل ہوگا جب تک کہ) اللہ کی قسم، تم نیکی کا حکم نہ کرو، برائی سے منع نہ کرو، ظالم کا ہاتھ نہ پکڑ لو اور اسے

ٹھیک طرح سے راہ راست پر نہ لے آؤ''۔

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔ ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ترمذی کے الفاظ ہیں:

''جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلاء ہوئے تو ان کے علماء نے انہیں منع کیا جب وہ باز نہیں آئے تو علماء بھی ان کی مجلسوں میں بیٹھنے اور ان کے ساتھ کھانے پینے لگے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے دل ایک دوسرے کے ساتھ خلط ملط کر دیے اور حضرت داؤد اور عیسیٰ ابن مریم (علیہم السلام) کی زبان سے ان پر لعنت فرمائی۔ یہ اس لئے ہوا کہ وہ نافرمانی کرتے اور حد سے بڑھتے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے حالانکہ پہلے تکیہ لگائے تھے اور فرمایا: ''لَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ حَتّٰی تَأْطُرُوْھُمْ عَلَی الْحَقِّ اَطْرًا'' (ایمان مکمل) نہیں ہو سکتا قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب تک تم انہیں مکمل طور پر راہ حق پر نہیں لے آتے۔''

حدیث: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: کسی قوم میں کوئی آدمی گناہوں کا ارتکاب کرتا ہو، لوگ اسے روک دینے کی قدرت رکھتے ہوں اور روکتے نہ ہوں تو اس جرم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انہیں مرنے سے پہلے عذاب میں مبتلا کرے گا۔

اسے ابوداؤد نے ابواسحاق سے روایت کیا۔ نیز ابن ماجہ ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور اصبہانی نے بھی عن ابی اسحاق عن عبیداللہ بن جریر عن ابیہ کی سند سے روایت کیا ہے۔

حدیث: امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا: لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ ۚ لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اھْتَدَیْتُمْ (مائدہ:105) یعنی اے ایمان والو! تم اپنی جانوں کی فکر کرو۔ نہیں نقصان پہنچا سکے گا تمہیں جو گمراہ ہوا جبکہ تم خود ہدایت یافتہ ہو) حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: لوگ جب ظالم کو دیکھیں پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر روک نہ دیں تو قریب ہے کہ اللہ ان پر اپنا عذاب عام کر دے (1)۔

اسے ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نسائی کے الفاظ یہ ہیں:

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: بے شک جب کسی قوم کے لوگ برائی کو دیکھیں پھر اس کو تبدیل نہ کریں تو اللہ ان پر عذاب عام کر دے گا۔''

اور ابوداؤد کی ایک اور روایت میں ہے کہ فرمایا: ''میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''مَا مِنْ قَوْمٍ یُّعْمَلُ فِیْھِمْ بِالْمَعَاصِیْ ثُمَّ یَقْدِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْ یُّغَیِّرُوْا ثُمَّ لَا یُغَیِّرُوْا اِلَّا یُوْشِکُ اَنْ یَّعُمَّھُمُ اللّٰہُ مِنْہُ بِعِقَابٍ'' جس

1۔ یعنی آیت کا مطلب یہ نہیں کہ خود تو ہدایت پر رہو اور دوسرے لوگ جو چاہیں کرتے رہیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ انہیں بھی راہ راست پر لانے کی پوری کوشش کرو، احکام کی تبلیغ کرو اور اب بھی وہ گمراہی پر رہتے ہیں تو ان کی گمراہی تمہیں نقصان نہ پہنچا سکے گی۔ (مترجم)

بھی قوم میں گناہوں کا عمل جاری ہو اور لوگ انہیں تبدیل کرنے کی قدرت بھی رکھتے ہوں پھر تبدیل نہ کرتے ہوں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بنا پر انہیں عذاب سے ڈھانپ لے۔“

حدیث: حضرت ابو کثیر سحیمی رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سے روای ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں کہ بندہ جب اسے بجالائے تو جنت میں داخل ہو جائے۔ وہ فرمانے لگے: میں نے یہی سوال رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا وہ عمل یہ ہے کہ تم اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھو۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! (ﷺ) ایمان کے ساتھ ساتھ کوئی اور عمل بھی ہے؟ فرمایا: بندے کو جو اللہ نے رزق دیا ہے، اس سے کچھ تھوڑا یا بہت صدقہ عطیہ کرتا رہے۔ میں عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! (ﷺ) کیا ارشاد ہے، اگر وہ فقیر ہو کہ دینے کے لئے کچھ نہ پاتا ہو؟ ارشاد فرمایا: نیکی کا حکم کیا کرے اور گناہوں سے لوگوں کو روکتا رہے۔ میں عرض گذار ہوا: یارسول اللہ! (ﷺ) اگر وہ عاجز ہو، نیکی کا حکم کر سکتا ہو نہ برائی سے روک سکتا ہو تو کیا حکم ہے؟ فرمایا: ایسے شخص کے لئے کوئی چیز بنا دے جو کوئی ہنر نہ جانتا ہو (تاکہ وہ بے ہنر کچھ کمانے کے قابل ہو سکے) میں نے عرض کیا: اگر وہ بے ہنر ایسا ہو کہ کچھ نہ بنا سکتا ہو تو؟ فرمایا: کسی مظلوم کی مدد کرے۔ میں نے عرض کیا: اگر وہ اس قدر کمزور ہو کہ مظلوم کی مدد نہ کر سکتا ہو تو کیا کرے؟ حضور انور ﷺ نے فرمایا: تم اپنے دوست میں اور کون سی خوبی چاہتے ہو جو خود کو لوگوں کو اذیت دینے سے بچاتا ہو؟ اس پر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) جب کوئی بندہ یہ اعمال کرلے کیا جنت میں داخل ہو جائے گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَفْعَلُ خَصْلَةً مِّنْ هٰؤُلَاءِ إِلَّا أَخَذَتْ بِيَدِهٖ حَتّٰى تُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ“ جو مسلمان ان اعمال میں سے کوئی عمل کرلے گا تو (روز محشر) وہ عمل اس کا ہاتھ پکڑ لے گا حتی کہ اسے جنت میں داخل کردے گا۔

اسے طبرانی نے کبیر میں، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ طبرانی کے ہیں۔ ان کے راوی ثقہ ہیں۔ حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ذرہ بنت ابولہب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) بہترین لوگ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اَتْقَاهُمْ لِلرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ وَاَوْصَلُهُمْ لِلرَّحِمِ وَاٰمَرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ“ وہ لوگ جو ان میں سب سے زیادہ اپنے رب عزوجل سے ڈرنے والے ہوں، سب سے بڑھ کر صلہ رحمی کرنے والے ہوں، سب سے زیادہ نیکی کا حکم کرنے والے ہوں اور سب سے زیادہ برائی سے منع کرنے والے ہوں (وہ بہترین لوگ ہیں)

اسے ابوالشیخ نے کتاب الثواب میں اور بیہقی نے الزہد الکبیر میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو نیکی کا حکم کرو اور برائی سے منع کرو اس سے پہلے کہ تم اللہ سے دعا مانگو تو وہ تمہاری دعا قبول نہ فرمائے۔ اس سے قبل کہ تم گناہوں کی معافی طلب کرو تو وہ تمہاری مغفرت نہ کرے۔ نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا رزق کو دفع نہیں کرتا (بلکہ بڑھاتا ہے) اور کسی

کی موت کو قریب نہیں کرتا (بلکہ وہ تو اپنے وقت پر ہی آئے گی) اور یہودیوں کے علماء اور عیسائیوں کے مشائخ نے جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ دیا تو اللہ نے ان کے نبیوں (علیہم السلام) کی زبان سے ان پر لعنت فرمائی۔ پھر وہ مصائب و آلام کا شکار ہو گئے۔ اصبہانی۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان گرامی ہے: ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یعنی کلمہ طیبہ) اپنے پڑھنے والے کو ہمیشہ نفع دیتا رہے گا اور اس سے عذاب وسزا روکتا رہے گا تاوقتیکہ لوگ اس (کلمہ) کے حق کو ہلکا جاننے لگیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم عرض گذار ہوئے: یارسول اللہ (ﷺ)! اس کے حق کا ہلکا جاننا کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ''یَظْهَرُ الْعَمَلُ بِمَعَاصِی اللّٰهِ فَلَا یُنْکَرُ وَلَا یُغَیَّرُ'' اللہ کی نافرمانی کے کام ہونے لگیں گے تو نہ انہیں برا سمجھا جائے گا اور نہ تبدیل کیا جائے گا۔

اسے بھی اصبہانی نے ہی روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: دلوں پر فتنے چٹائی کے تنکوں کی طرح (پے در پے) پیش آئیں گے۔ اب جو دل ان فتنوں کو اچھا سمجھے گا، اس میں ایک سیاہ نقطہ پیدا ہو جائے گا (جو بڑھ کر پورے دل کو سیاہ کر دے گا) اور جو دل ان کو برا جانے گا، اس میں ایک سفید (نورانی) نقطہ پیدا کر دیا جائے گا (جو سارے دل کو نورانی کر دے گا) حتی کہ لوگ دو قسم کے دلوں والے ہو جائیں گے (سیاہ اور سفید دل والے) ایک وہ جو سنگ مرمر کی طرح سفید دل والے ہوں گے، ایسے دل کو جب تک زمین وآسمان قائم ہیں، کوئی فتنہ نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ اور دوسرے وہ جن کے دل راکھ کی طرح سیاہ ہوں گے۔ جیسے کوزہ الٹا رکھا گیا ہو (جیسے الٹے کوزے میں کچھ نہیں ٹھہرتا ایسے ہی انہیں بھی کوئی نصیحت کارگر نہ ہو سکے گی)۔ ایسا دل نہ کسی اچھائی کو پہچانے گا نہ کسی برائی کو برا جانے گا سوائے اس کے جس کی خواہش اس میں ڈالی گئی ہو گی۔ (اچھائی برائی کا معیار اس کی اپنی خواہشات ہوں گی)۔

اسے مسلم وغیرہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میری امت کو دیکھو کہ ظالم کو ظالم کہنے سے گھبرانے لگی ہے تو اسے چھوڑ دیا جائے گا (اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت وحمایت کرنا چھوڑ دے گا)۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میرے خلیل ﷺ نے مجھے کئی اچھی باتوں کی وصیت فرمائی ''اَوْصَانِیْ اَنْ لَّا اَخَافَ فِی اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ'' آپ ﷺ نے مجھے وصیت کی کہ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامت گر کی ملامت کا خوف نہ رکھوں۔ ''وَاَوْصَانِیْ اَنْ اَقُوْلَ الْحَقَّ وَاِنْ کَانَ مُرًّا'' اور یہ بھی وصیت فرمائی کہ سچی بات کہوں اگرچہ کڑوی ہو۔ الحدیث۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ مکمل حدیث آئندہ آنے والی ہے۔

حدیث: حضرت عرس بن عمیرہ الکندی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا: جب زمین میں گناہ کے کام ہوں گے تو ایسے لوگ بھی ان میں ملوث ہوں گے جو انہیں برا جانتے ہوں گے (باوجود برا جاننے کے شامل گناہ ہوں گے)۔

اور ایک اور روایت میں ہے: ''پھر ان سے اس شخص کی طرح انکار کریں گے جو ان گناہوں سے دور رہا۔ اور جو ان سے دور رہا مگر ان پر راضی رہا تو وہ اس شخص کی طرح ہوگا جو ان میں موجود رہا''۔ اسے ابوداؤد نے بروایت مغیرہ بن زیاد موصلی روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی مکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو، کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو، حج کرو، نیکی کا حکم کرو، برائی سے منع کرو اور اپنے اہل خانہ کو (گھر میں داخل ہوتے وقت) سلام کرو۔ جس نے ان میں سے کوئی چیز کم کردی تو اس نے اسلام کے ایک حصہ کو چھوڑ دیا۔ ''وَمَنْ تَرَكَهُنَّ فَقَدْ وَلَّى الْإِسْلَامَ ظَهْرَهُ'' اور جس نے ان چیزوں کو ترک کر دیا، اس نے اسلام سے اپنی پشت پھیر لی۔ (اسلام سے نکل گیا)۔ اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: حضور نبی پاک ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے آپ کے چہرہ انور میں آثار پہچان لئے کہ آپ کو کوئی معاملہ درپیش آیا ہے۔ آپ ﷺ نے وضو فرمایا اور کسی سے کوئی بات نہ کی۔ میں اپنے حجرے کی دیوار کے ساتھ لگ گئی تا کہ غور سے سن سکوں کہ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ منبر شریف پر بیٹھ گئے، اللہ کی حمد و ثناء کی اور فرمایا: اے لوگو! اللہ تمہیں ارشاد فرماتا ہے: نیکی کا حکم کرو اور برائی سے منع کرو قبل ازیں کہ تم دعا کرو تو میں تمہاری دعا قبول نہ فرماؤں، مجھ سے سوال کرو تو میں تمہیں کچھ نہ دوں اور مجھ سے مدد طلب کرو تو میں تمہاری مدد نہ کروں۔ اس سے زیادہ آپ ﷺ نے کوئی لفظ نہ کہا حتی کہ منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔

اسے ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں بروایت عاصم بن عمر بن عثمان عن عروہ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی دوجہاں ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَيُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا وَيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ'' وہ شخص ہم میں سے (ہمارے طریقہ پر) نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے، ہمارے بڑوں کا احترام نہ کرے، نیکی کا حکم نہ کرے اور برائی سے منع نہ کرے (1)۔

1۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا انداز کیا ہونا چاہیے؟ اس کی تعلیم خود اللہ کریم نے اپنے کلام میں دی ہے۔ فرماتا ہے:

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۗ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝ (النحل)

ترجمہ: ''(اے مبلغ!) بلا اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت و دانائی اور بہترین نصیحت کے ساتھ اور ان لوگوں کے ساتھ بحث و مناظرہ (اگر ضرورت پڑ جائے تو) اس انداز سے جو بڑا پسندیدہ اور بہت شائستہ ہو۔ بے شک تیرا پروردگار خوب جانتا ہے اسے جو اس کی راہ سے بھٹک گیا اور اچھی طرح جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو''۔ (مترجم)

اسے امام احمد، ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ الفاظ ترمذی کے ہیں۔

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم سنا کرتے تھے کہ قیامت کے دن ایک آدمی ایک دوسرے آدمی کے ساتھ چمٹ جائے گا حالانکہ یہ دوسرا اسے پہنچانتا بھی نہ ہوگا۔ یہ دوسرا کہے گا: تیرا میرے ساتھ کیا تعلق ہے؟ تیرے میرے درمیان تو کوئی جان پہچان نہیں۔ (پھر مجھے کیوں پکڑ رکھا ہے، جانے کیوں نہیں دیتا؟) وہ پہلا کہے گا: "كُنْتَ تَرَانِيْ عَلَى الْخَطَآءِ وَعَلَى الْمُنْكَرِ وَلَا تَنْهَانِيْ" "تو (دنیا میں) مجھے گناہ اور برائیاں کرتے دیکھتا تھا اور روکتا نہیں تھا۔

اسے رزین نے ذکر کیا۔ میں (امام منذری صاحب کتاب) نے یہ روایت کہیں نہیں دیکھی۔

ترہیب

نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا جبکہ خود اپنا فعل اپنے قول کے مخالف ہو

حدیث: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: قیامت کے روز ایک شخص کو لایا جائے گا۔ پھر آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ تو اس کے پیٹ کی انتڑیاں باہر نکل آئیں گی۔ وہ ان کے اردگرد یوں گھومے گا جیسے گدھا چکی کے اردگرد گھومتا ہے۔ اہل دوزخ اس کے پاس جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے: اے فلاں! تجھے کیا ہوا ہے؟ کیا تو نیکی کا حکم نہ کیا کرتا تھا اور برائی سے منع نہ کرتا تھا؟ (جب تو دنیا میں یہ سب کرتا تھا تو پھر آج دوزخ میں کیوں اور یہ حالت کس لئے ہے؟)۔ وہ جواب دے گا: ''بَلٰی کُنْتُ اٰمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اٰتِیْهِ وَاَنْهٰی عَنِ الْمُنْکَرِ وَاٰتِیْهِ'' ہاں تم درست کہتے ہو (لیکن دراصل میری حالت یہ تھی کہ) میں نیکی کا حکم تو دیتا تھا مگر خود وہ نیکی نہیں کرتا تھا اور برائی سے منع تو کرتا تھا مگر خود وہی (1) برائی کرتا تھا۔ بخاری و مسلم۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے شب معراج کچھ لوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں کے ساتھ کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے پوچھا: اے جبریل (علیہ السلام) یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبریل نے عرض کیا: ''اَلْخُطَبَاءُ مِنْ اُمَّتِكَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَیَنْسَوْنَ اَنْفُسَهُمْ وَهُمْ یَتْلُوْنَ الْکِتَابَ اَفَلَا یَعْقِلُوْنَ'' یہ آپ کی امت کے وہ خطباء و مقررین ہیں جو لوگوں کو تو نیکی کا حکم کرتے ہیں اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں حالانکہ اللہ کی کتاب تلاوت کرتے ہیں۔ تو کیا یہ عقل سے کام نہیں لیتے؟

اسے ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت میں، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے روایت کیا یہ الفاظ ابن حبان کے ہیں۔

حدیث: ابن ابی الدنیا کی ایک اور روایت میں ہے کہ (فرمایا:) ''جس رات مجھے معراج کرائی گئی، میں ایک ایسی قوم کے پاس پہنچا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کی: ''خُطَبَاءُ اُمَّتِكَ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ'' یہ آپ کی امت کے خطیب ہیں جو لوگوں کو وہ کہتے ہیں جو خود نہیں کرتے ہیں۔

1۔ اللہ رب العزت سبحانہ وتعالیٰ کو یہ بات سخت ناپسند ہے کہ آدمی دوسروں کو تو نیکی کی باتیں بتائے، برائی سے منع کرتا پھرے اور خود اس کا اپنا عمل اس کے قول کے مخالف ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ (صف)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جو خود کرتے نہیں ہو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بڑی ناراضگی کا باعث ہے کہ تم ایسی بات کہو جو خود نہیں کرتے ہو''۔ (مترجم)

(اسی مضمون کی ایک اور روایت بیہقی میں بھی آئی ہے)۔

حدیث: حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ بھی خطبہ دیتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ضرور اس سے اس خطبہ کے متعلق سوال کرے گا کہ تیرا اس سے کیا ارادہ تھا؟ (میرے احکام کی تبلیغ یا ریاکاری)۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ جب یہ حدیث بیان کرتے تو رونے لگتے۔ پھر فرماتے: تمہارا کیا خیال ہے کہ تم سے یہ کلام کر کے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئی ہیں؟ (مجھے خوشی ہوئی؟) جبکہ میں جانتا ہوں کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کے متعلق مجھ سے سوال کرے گا۔ فرمائے گا: تیرا اس کلام سے ارادہ کیا تھا؟ تو میں عرض کروں گا: (اے اللہ!) تو میرے دل پر گواہ ہے کہ اگر میں یہ نہ جانتا کہ اس (حدیث) کو بیان کرنا تجھے پسند ہے تو میں دو آدمیوں کو بھی کبھی پڑھ کر نہ سناتا۔

اسے ابن ابی الدنیا نے اور بیہقی نے مرسلاً جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اہل جنت میں سے کچھ لوگ کچھ دوزخیوں کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: کس وجہ سے تم نار دوزخ میں داخل ہوئے ہو؟ اللہ کی قسم ہم تو تمہارے بتائے ہوئے احکام پر عمل کرنے کیوجہ سے جنت میں داخل ہوئے ہیں۔ اس پر وہ اہلِ دوزخ جواب دیں گے۔ "اِنَّا کُنَّا نَقُوْلُ مَا لَا نَفعَلُ"، بے شک ہم جو تمہیں کہا کرتے تھے اس پر خود عمل نہیں کرتے تھے۔ اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوتمیمہ، حضرت جندب ابن عبداللہ ازدی جو کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں سے روایت کرتے ہیں اور وہ رسول اللہ ﷺ سے روای ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اس آدمی کی مثال جو لوگوں کو تو نیکی کی تعلیم دیتا ہے اور اپنے آپ کو بھول جاتا ہے، اس چراغ کی سی ہے جو لوگوں کو روشنی دیتا ہے اور خود کو جلاتا رہتا ہے۔ الحدیث۔

اسے طبرانی نے روایت کیا اس کی اسناد ان شاء اللہ حسن ہے۔ بزار نے بھی اسے ابو برزہ کی حدیث سے روایت کیا ہے مگر اس میں "چراغ" کی بجائے چراغ میں جلنے والے "دھاگے" کی مثال ہے۔

حدیث: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے زیادہ خوفناک چیز جس کا میں اپنے بعد تم پر خوف کھاتا ہوں، وہ ہر منافق ہے جو خوب زبان دان ہو۔ (جو زبان دانی کے زور سے گمراہی پھیلائے گا)

اسے طبرانی نے کبیر میں اور بزار نے روایت کیا۔ اس کے راویوں سے صحیح میں روایات لی گئی ہیں۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اِنَّ الرَّجُلَ لَا یَکُوْنُ مُؤْمِنًا حَتّٰی یَکُوْنَ قَلْبُہٗ مَعَ لِسَانِہٖ سَوَآءً وَّیَکُوْنَ لِسَانُہٗ مَعَ قَلْبِہٖ سَوَآءً وَلَا یُخَالِفَ قَوْلَہٗ عَمَلَہٗ وَیَأْمَنَ

جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ'' آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کا دل اس کی زبان کے اور اس کی زبان اس کے دل کے موافق نہ ہو جائے۔ اس کا عمل اس کے قول کے مخالف نہ ہو۔ اور اس کا ہمسایہ اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہو۔

اسے اصبہانی نے ایسی اسناد کے ساتھ روایت کیا جس میں کچھ جرح ہے۔

حدیث: امیر المومنین سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ ورضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک مجھے اپنی امت پر نہ کسی مومن کی طرف سے خوف ہے اور نہ کسی مشرک کی طرف سے۔ مومن کو تو اس کا ایمان (گناہوں سے) روکے رکھتا ہے اور مشرک کو اس کا کفر ذلیل وخوار کرتا رہتا ہے۔ لیکن مجھے تم پر اس منافق سے خوف ہے جو زبان دان ہو۔ ''یَقُوْلُ مَا تُعَرِّفُوْنَ وَیَعْمَلُ مَا تُنْکِرُوْنَ'' باتیں ایسی کہے گا جن کی تم تعریف کرو گے اور عمل وہ کرے گا جس کو تم برا جانو گے۔

اسے طبرانی نے صغیر اور اوسط میں بروایت حارث عن علی روایت کیا۔

حدیث: حضرت اغر ابو مالک سے روایت ہے کہتے ہیں: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین بنانا چاہا تو ان کی طرف آدمی بھیج کر انہیں بلایا۔ وہ آئے تو انہیں فرمایا: میں تمہیں ایسے امر کی دعوت دیتا ہوں کہ جس نے اسے قبول کیا اس نے اسے مشکل میں ڈال دیا۔ تو اے عمر! اطاعت کے ساتھ اللہ سے ڈرتے رہنا۔ اور اس کے ڈر کے ساتھ اس کی فرماں برداری کرتے رہنا۔ یقیناً متقی ہی ماموں ومحفوظ رہتا ہے۔ پھر یہ امر (خلافت) اسی کو پیش کیا جاتا ہے جو (اس کے تقاضوں کے مطابق) اس پر عمل کرتا ہو۔ پس وہ شخص جو حکم تو حق کا کرے اور عمل باطل پر کرے، حکم نیکی کرنے کا دے اور خود عمل گناہ کرے، تو عنقریب اس کی امیدیں منقطع ہو جائیں گی اور اعمال ضائع کر دیے جائیں گے۔ اگر تمہیں لوگوں کے امور کا والی بنا دیا جائے تو جہاں تک ممکن ہو تمہارا ہاتھ ان کے خون سے خشک رہنا چاہیے، تمہارا پیٹ ان کے اموال سے دبلا پتلا ہونا چاہیے اور تمہاری زبان ان کی عزتوں سے سوکھی رہنی چاہیے۔ اب کام (امور خلافت کا) کرو، سب طاقت و قوت اللہ کے لئے ہے۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ اس کے راوی تو ثقہ ہیں مگر اسناد میں انقطاع ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یُبْصِرُ اَحَدُکُمُ الْقَذَاۃَ فِیْ عَیْنِ اَخِیْہِ وَیَنْسَی الْجَذْعَ فِیْ عَیْنِہٖ'' تم میں سے کسی کو اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا تو نظر آتا ہے مگر وہ اپنی آنکھ کا شہتیر بھول جاتا ہے۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

ترغیب

مسلمان کی پردہ پوشی کرنا

ترہیب

مسلمان کی پردہ دری اور اس کی خفیہ باتوں کی ٹوہ (1) لگانا

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی رحمت ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان پر سے دنیا کی سختیوں مین سے کوئی سختی دور کر دے، اللہ تعالیٰ اس پر سے قیامت کی سختیوں میں سے سختی دور فرما دے گا۔ "وَمَنْ سَتَرَ عَلٰی مُسْلِمٍ سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ اَخِيْهِ" اور جو بندہ مسلمان کی پردہ پوشی کرے، اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی مدد فرماتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔

اسے مسلم، ابوداود، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ الفاظ ابوداؤد و ترمذی کے ہیں۔ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا (قریب قریب اسی مضمون کی ایک حدیث ابوداؤد وترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کی)

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "لَا يَسْتُرُ عَبْدًا فِي الدُّنْيَا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" جو بندہ کسی بندے کی دنیا میں پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ مسلم

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے: "لَا يَرٰى مُؤْمِنٌ مِّنْ اَخِيْهِ عَوْرَةً فَيَسْتُرُهَا عَلَيْهِ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهَا الْجَنَّةَ" جس مومن بندے نے اپنے (مسلمان بھائی

1۔ کسی مسلمان کی پردہ دری کرنا، اس کی خفیہ باتوں کی ٹوہ لگاتے پھرنا کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔ آیئے دیکھیں! اس بارے میں خداوند عالم کا فرمان کیا ہے؟

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝ (حجرات)

ترجمہ: "اے ایمان والو بہت زیادہ بدگمانی کرنے سے بچتے رہا کرو۔ بے شک بعض بدگمانیاں گناہ ہیں۔ اور (ایک دوسرے کے عیوب کی) جاسوسی نہ کیا کرو (کہ اس سے پردہ دری ہوتی ہے اور تمہیں پردہ پوشی کا حکم ہے) اور نہ ہی ایک دوسرے کی غیبت کیا کرو۔ کیا تم میں سے کوئی شخص پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ تو تم اسے تو مکروہ جانتے ہو۔ (پھر غیبت کیوں؟) اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول فرمانے والا بڑا رحم کرنے والا ہے۔ آیت کریمہ میں مسلم معاشرہ کو ان قبیح عادات و افعال سے روک دیا گیا ہے، جن کی موجودگی میں کوئی شخص سکون کا سانس نہیں لے سکتا۔ پورا معاشرہ جہنم زار دکھائی دیتا ہے"۔ (مترجم)

کے کسی خفیہ عیب کو دیکھ لیا پھر اس پر پردہ ڈال دیا، تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اسے ضرور جنت میں داخل فرما دے گا۔
اسے طبرانی نے اوسط اور صغیر میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت دخیر ابوالہیثم سے روایت ہے۔ یہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے منشی تھے۔ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: ہمارے کچھ پڑوسی شراب نوشی کرتے ہیں اور میں ان کو پکڑنے کے لئے پولیس بلانے والا ہوں۔ عقبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسا نہ کرو بلکہ انہیں نصیحت کرو اور جھڑکو۔ دخیر نے کہا کہ میں نے انہیں منع کیا ہے مگر وہ باز نہیں آتے۔ اب تو میں ان کے لئے پولیس بلاؤں گا کہ انہیں پکڑ لے۔ اس پر حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہاری خرابی ہو ایسا نہ کرو کیونکہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''مَن سَتَرَ عَوْرَةً فَكَاَنَّمَا اسْتَحْيَا مَوْءُ وْدَةً فِيْ قَبْرِهَا '' جو شخص کسی کی خفیہ بات چھپائے تو (یہ اتنی بڑی نیکی ہے کہ) گویا اس نے زندہ درگور کی ہوئی لڑکی کو اس کی قبر کے اندر دوبارہ زندہ کر دیا۔

اسے ابوداؤد اور نسائی نے اس پورے قصے کے ساتھ بھی اور قصے کے بغیر بھی روایت کیا اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے بھی روایت کیا۔ یہ الفاظ ابن حبان کے ہیں۔ حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت یزید بن نعیم سے روایت ہے کہ ماعز رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کے سامنے چار مرتبہ (زنا کا) اقرار کیا تو آپ ﷺ نے انہیں رجم (سنگسار) کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اور ہزال (1) رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''لَو سَتَرْتَهُ بِثَوْبِكَ كَانَ خَيْرًا لَّكَ '' اگر تم انہیں (حضرت ماعز کو) اپنے کپڑے کے ساتھ چھپا لیتے تو تمہارے لئے بہتر ہوتا۔ ابوداؤد و نسائی۔

حدیث: حضرت مکحول سے روایت ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ حضرت مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لائے۔ دربان کے ساتھ کوئی تکرار ہوگئی تو ان کی آواز حضرت مسلمہ رضی اللہ عنہ نے سن لی، اور اندر آنے کی اجازت دی۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہاری زیارت کرنے نہیں آیا بلکہ ایک ضرورت کے تحت آیا ہوں۔ کیا تمہیں یاد ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: '' مَنْ عَلِمَ مِنْ اَخِيْهِ سَيِّئَةً فَسَتَرَهَا سَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ'' جس شخص کو اپنے بھائی کا کوئی گناہ معلوم ہو جائے پھر وہ اس کی پردہ پوشی کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا؟ یہ سن کر حضرت مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں (مجھے یاد ہے) حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: بس اس (حدیث پاک کی تصدیق) کے لئے تمہارے پاس آیا تھا۔ (حضرت مسلمہ ان دنوں گورنر مصر تھے) اسے طبرانی نے روایت

1۔ حضرت ہزال رضی اللہ عنہ کی کنیز سے حضرت ماعز رضی اللہ عنہ نے زنا کیا تھا۔ پھر نادم ہو کر ہزال سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو حضرت ہزال نے انہیں نبی پاک ﷺ کی خدمت میں بھیجا تھا کہ آپ ﷺ ان کے لئے استغفار فرمائیں۔ اس لئے حضور انور ﷺ نے ہزال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اگر تم پردہ پوشی کرتے۔ ماعز کو میرے پاس اقرار کے لئے نہ بھیجتے تو تمہارے لئے بہتر ہوتا۔ خیال رہے کہ اگر کوئی شخص بار بار متنبہ کرنے کے باوجود جرم سے باز نہ آئے اور سوسائٹی میں خرابی واقع ہونے کا اندیشہ ہو تو پھر پردہ پوشی نہ کی جائے گی۔ (مترجم)

کیا۔اس کے روای صحیح کے راوی ہیں۔ (تقریباً ایسا ہی ایک واقعہ طبرانی نے اوسط میں رجاء بن حیات سے روایت کیا۔جس میں حضرت مسلمہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما کی گفتگو مذکور ہے)

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اقدس ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے بھائی کی مخفی بات کو چھپائے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی مخفی باتوں کی پردہ پوشی فرمائے گا۔اور جو بندہ اپنے مسلمان بھائی کا پردہ فاش کرے گا اللہ تعالیٰ (اسی دنیا میں) اس کے پردے فاش کرے گا۔" حَتّٰی یَفْضَحَهٗ بِهَا فِی بَیْتِهٖ" یہاں تک کہ اسے اس کے گھر میں رسوا کردے گا (چاہے دنیا کی نظروں سے کتنا ہی چھپتا پھرے)

اسے ابن ماجہ نے باسناد حسن روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ منبر شریف پر جلوہ فرما ہوئے۔پھر با آواز بلند پکارا اور ارشاد فرمایا: اے ان لوگوں کی جماعت، جنھوں نے صرف اپنی زبان سے اسلام کا اقرار کیا ہے اور ابھی ایمان ان کے دلوں میں نہیں پہنچا! مسلمانوں کو اذیت مت پہنچاؤ(1) اور ان کی مخفی باتوں کا کھوج نہ لگاتے پھرو کیونکہ جو اپنے مسلمان بھائی کی چھپی باتوں کا کھوج لگاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی خفیہ باتوں کا کھوج لگاتا ہے اور جس کی خفیہ باتوں کا کھوج اللہ لگائے، اسے ذلیل و رسوا کر دیتا ہے اگرچہ وہ اپنے کجاوے کے اندر (چھپا بیٹھا) ہو۔اور (اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کعبہ معظمہ کی طرف نظر اٹھائی اور کہا: " مَا اَعْظَمَكِ وَمَا اَعْظَمَ حُرْمَتَكِ ! وَالْمُؤْمِنُ اَعْظَمُ حُرْمَةً عِنْدَ اللّٰهِ مِنْكِ"، تو کتنا عظیم ہے اور تیری عزت و حرمت کتنی اعظم ہے! اور بندہ مومن کی حرمت اللہ کے ہاں تجھ سے بھی عظیم تر ہے۔

اسے ترمذی نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔مگر ابن حبان کی روایت میں ہے کہ فرمایا: " اے ان لوگوں کے گروہ، جنھوں نے زبان سے اسلام قبول کیا ہے اور دلوں میں ابھی ایمان داخل نہیں ہوا! مسلمانوں کو اذیت نہ پہنچاؤ، انہیں برا بھلا نہ کہو اور ان کی خطائیں تلاش نہ کرتے پھرو۔" الحدیث۔

(اسی معنی کی ایک حدیث حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے ابوداؤد نے اور حضرت براء رضی اللہ عنہ سے ابو یعلیٰ نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "اِنَّكَ اِنِ اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِیْنَ اَفْسَدْتَهُمْ اَوْ كِدْتَ تُفْسِدُهُمْ" " اگر تم نے مسلمانوں کی مخفی باتوں کی جانچ

1۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے:

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ۝ (الاحزاب)

ترجمہ: " اور جو لوگ اذیت پہنچاتے ہیں ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو حالانکہ انہوں نے کوئی برا کام نہیں کیا تو یقیناً انہوں نے اپنے سروں پر بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اٹھالیا"۔ (مترجم)

پڑتال شروع کردی تو تم نے انہیں برباد کر دیا یا انہیں برباد کرنے کے قریب پہنچ گئے۔

اسے ابوداؤد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت شریح بن عبد، حضرات جبیر بن نفیر، کثیر بن مرہ، عمرو بن الاسود، مقدام بن معد یکرب اور ابوامامہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں اور یہ سب حضرات نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّ الْاَمِیْرَ اِذَا ابْتَغَی الرِّیْبَةَ فِی النَّاسِ اَفْسَدَھُمْ'' حاکم جب لوگوں کے عیب تلاش کرنا شروع کر دیتا ہے تو انہیں تباہ کر کے چھوڑتا ہے۔

اسے ابوداؤد نے بروایت اسمٰعیل بن عیاش سے روایت کیا۔

ترہیب

حدود اللہ کو توڑنا اور حرام افعال کا ارتکاب

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: میں تمہاری کمریں تھامے ہوئے ہوں (کہ تم کہیں دوزخ میں نہ جا گرو) میں کہتا ہوں: دوزخ سے بچو، حدود (کو توڑنے) سے باز رہو۔ دوزخ سے بچو، حدود سے باز رہو۔ دوزخ سے بچو، حدود سے باز رہو۔ یہ الفاظ تین دفعہ ارشاد فرمائے۔ جب میں انتقال فرما جاؤں گا، تمہیں پیچھے چھوڑ جاؤں گا اور حوض (کوثر) پر تمہارا منتظر رہوں گا۔ ''فَمَنْ وَرَدَ اَفْلَحَ''، جو حوض پر حاضر ہو گیا (جسے کوثر کا جام نصیب ہو گیا) وہ کامیاب ہو گیا۔ الحدیث۔

اسے بزار نے بروایت لیث بن ابی سلیم روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَغَارُ وَغَيْرَةُ اللّٰهِ اَنْ يَّاْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَاحَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ'' ''اللہ عزوجل غیرت فرماتا ہے اور اللہ کی غیرت یہ ہے کہ بندہ مومن ان افعال کا ارتکاب کرے جو اللہ نے اس پر حرام فرمائے ہیں۔ بخاری و مسلم۔

حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں ضرور اپنی امت میں سے کچھ لوگ بتاؤں گا جو قیامت کے دن تہامہ (مکہ اور حجاز کا شمالی علاقہ) کے پہاڑوں کے برابر اعمال (صالحہ) لے کر حاضر ہوں گے۔ تو اللہ تعالیٰ ان اعمال کو گرد و غبار کے ذرے بنا دے گا (برباد کر دے گا)۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) ان کے وصف اور خصلتیں ہمیں بتا دیجئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بھی انہیں میں سے ہوں اور ہمیں معلوم ہی نہ ہو۔ ارشاد فرمایا: یاد رکھو! وہ تمہارے ہی بھائی بند اور ہم قوم ہوں گے۔ رات کو اسی طرح (اعمال نیک تہجد وغیرہ) ادا کریں گے جیسے تم کرتے ہو۔ لیکن وہ ایسے لوگ ہیں کہ جب تنہائی میں ہوں گے تو اللہ کے حرام فرمودہ افعال کا ارتکاب کریں گے۔

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی انور ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مہر اللہ عزوجل کے عرش کے پائے کے ساتھ لٹکی ہوئی ہے۔ جب حرام کاموں کا ارتکاب ہونے لگتا ہے، گناہوں کے کام کئے جاتے ہیں اور اللہ پر جرأت ہونے لگتی ہے تو اللہ مہر کو بھیجتا ہے۔ وہ مجرم کے دل پر لگ جاتی ہے۔ ''فَلَا يَعْقِلُ بَعْدَ ذَالِكَ شَيْئًا''، پھر اس کے بعد وہ کسی چیز کو نہیں سمجھتا۔ (گناہ و ثواب کی کوئی تمیز نہیں کرتا)۔ اسے بزار اور بیہقی نے روایت کیا۔ الفاظ بیہقی کے ہیں۔

حدیث: حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی ایک مثال بیان فرمائی ہے۔ اس صراط (سیدھے راستے) کی دونوں طرفوں میں دو گھر ہیں جن میں کئی دروازے ہیں جو کھلے ہوئے ہیں۔ دروازوں پر پردے پڑے ہیں۔ اوپر ایک بلانے والا بلا رہا ہے۔ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ۭ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۵﴾ (یونس) یعنی اور اللہ تعالیٰ بلاتا ہے امن وسلامتی کے گھر کی طرف۔ اور جسے چاہتا ہے صراط مستقیم (سیدھے راستے) کی ہدایت عطا فرماتا ہے وہ دروازے جو اس راستے کے دونوں اطراف ہیں، حدود اللہ ہیں۔ تو حدود اللہ (ان دروازوں) میں کوئی شخص داخل نہیں ہوسکتا جب تک کہ پردوں کو اٹھا نہیں دیتا۔ اور وہ جو اوپر سے بلانے والا ہے اپنے پروردگار کا واعظ ہے۔ (وہ بندوں کو وعظ ونصیحت کرتا ہے کہ پردوں کو مت اٹھانا اور دروازوں میں داخل نہ ہونا یعنی حدود الٰہی مت توڑنا بلکہ سیدھے چلتے ہوئے امن وسلامتی کے گھر یعنی جنت میں آجاؤ)۔

اسے امام ترمذی نے بروایت بقیہ عن بحیر بن سعد روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم (سیدھا راستہ) کی مثال بیان فرمائی ہے۔ اس راستے کی دونوں جانب دو دیواریں ہیں جن میں کھلے ہوئے دروازے ہیں۔ ان دروازوں پر پردے لٹکے ہوئے ہیں۔ راستے کے آخر پر ایک کہنے والا کہہ رہا ہے: ''اِسْتَقِيْمُوْا عَلَى الصِّرَاطِ وَلَا تَعْوَجُّوْا'' راستہ پر سیدھے سیدھے چلے آؤ اور ادھر ادھر مت بھٹکو۔ اور اس کے اوپر ایک اور بلانے والا بلاتا ہے۔ جب بھی کوئی بندہ ان دراوزوں میں سے کسی دروازے کو کھولنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ بلانے والا کہتا ہے: ''وَيْحَكَ لَا تَفْتَحْهُ فَاِنَّكَ اِنْ تَفْتَحْهُ تَلِجْهُ'' ''تیرا بھلا ہو، مت کھول اسے، اس لئے کہ اگر تو نے اس کو کھول دیا تو تو اس میں داخل ہو جائے گا۔ پھر حضور انور ﷺ نے اس کی تفسیر فرمائی اور بتایا کہ صراط (راستے) سے مراد ہے دین اسلام۔ جو کھلے ہوئے دروازے ہیں وہ اللہ کے حرام فرمائے کام ہیں، ان پر لٹکنے والے پردے اللہ کی حدیں ہیں۔ راستہ کے آخر پر بلانے والا قرآن پاک ہے۔ اور جو اوپر سے دعوت دینے والا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا واعظ (فرشتہ) ہے جو ہر مومن کے دل میں ہوتا ہے۔ (یہ حدیث اوپر والی حدیث کی تفسیر وتشریح کررہی ہے)۔ اسے زرین نے ذکر کیا۔ اصول میں میں (مصنف) نے اسے نہیں دیکھا۔ البتہ امام احمد و بزار نے اسے ان الفاظ کے بغیر اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کون ہے جو مجھ سے یہ کلمات حاصل کرے پھر ان پر عمل کرے یا کسی اور کو سکھا دے جو ان پر عمل پیرا ہو؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ تو آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور پانچ باتیں گنوائیں۔ فرمایا: نمبر 1 حرام کاموں سے بچتے رہو تو سب لوگوں سے زیادہ عبادت گذار بن جاؤ گے۔ نمبر 2 جو کچھ اللہ نے تمہیں عطا فرمایا ہے اس پر راضی رہو تو تمام انسانوں سے زیادہ غنی ہو جاؤ گے۔ نمبر 3 اپنے ہمسائے سے حسن سلوک رکھو تو مومن ہوگے۔ نمبر 4 لوگوں کے لئے وہی

پسند کرو جو اپنے لئے کرتے ہو تو مسلمان ہو گے۔ اور نمبر 5 زیادہ ہنسا نہ کرو کیونکہ بہت زیادہ ہنسا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔ (پھر اس پر کوئی وعظ و نصیحت کارگر نہیں ہوتی)۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے جعفر بن سلیمان کی حدیث کے سوا نہیں جانتے۔

ترغیب

حدود قائم کرنا

ترہیب

اقامت حدود میں مداہنت و نرمی اختیار کرنا

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَحَدٌّ يُقَامُ فِي الْاَرْضِ خَيْرٌ لِّاَهْلِ الْاَرْضِ مِنْ اَنْ يُمْطَرُوْا ثَلَاثِيْنَ صَبَاحًا'' ایک حد (شرعی سزا) جو زمین میں قائم کی جاتی ہے اہل زمین کے لئے تیس دنوں کی بارش سے زیادہ بہتر ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ایک حد کا زمین میں (کسی مجرم پر) قائم کرنا، اہل زمین کے لئے چالیس راتوں کی بارش سے بہتر ہے۔'' اسے نسائی نے اسی طرح مرفوع اور موقوف روایت کیا۔ ابن ماجہ نے بھی اسے روایت کیا الفاظ ہیں: ''حَدٌّ يُعْمَلُ بِهِ فِي الْاَرْضِ خَيْرٌ لِّاَهْلِ الْاَرْضِ مِنْ اَنْ يُمْطَرُوْا اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا'' یک حد جس پر زمین میں عمل درآمد کیا جائے، وہ زمین والوں کے لئے چالیس دن کی (مفید) بارش سے زیادہ بہتر ہے۔

حدیث: ابن ماجہ ہی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: اللہ کی حدوں میں سے کسی حد کا قائم کرنا، اللہ کے شہروں میں چالیس راتوں کی بارش سے بہتر ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عدل و انصاف کرنے والے حکمران کی زندگی کا ایک دن ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔ اور ایک حد جو کسی حق (چوری، ڈکیتی، زنا وغیرہ) کی بنا پر زمین میں (مجرم پر) قائم کی جاتی ہے، وہ زمین میں چالیس سال کی بارش سے زیادہ پاک کرنے والی ہوتی ہے۔ اسے طبرانی نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ غریب ہے۔

حدیث: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَقِيْمُوْا حُدُوْدَ اللّٰهِ فِي الْقَرِيْبِ وَالْبَعِيْدِ وَلَا تَاْخُذْكُمْ فِي اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ'' اللہ کی حدیں ہر قریب اور بعید (اپنا ہو یا بیگانہ، شہری ہو یا دیہاتی، مال دار ہو یا غریب، حکام کا مقرب ہو یا ان سے دور، چوہدری ہو یا کمی) پر قائم کرو اور تمہیں اللہ کی راہ میں کسی ملامت گر (کافر و منافق) کی ملامت روک نہ دے۔

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا۔ ابن ربیعہ بن ناجد کے سوا باقی راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب قریش کے لئے مخزومیہ (1) عورت (جس کا نام فاطمہ بنت اسود تھا) کا معاملہ اہمیت اختیار کر گیا جس نے چوری کی تھی تو قریش آپس میں کہنے لگے: اس عورت کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے کون بات کرے؟ پھر کہنے لگے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے سفارش کی جرأت کون کر سکتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے محبوب ہیں۔ پھر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ سے اس بارے میں بات کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یَا اُسَامَةُ اَتَشْفَعُ فِیْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ ؟'' اے اسامہ! کیا تم اللہ کی حدوں میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کرتے ہو؟ پھر آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا: تم سے پہلے لوگ صرف اس لئے ہلاک ہوئے کہ جب ان میں کوئی صاحب مرتبہ شخص چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے (اس پر حد قائم نہ کرتے) اور جب کوئی غریب ضعیف چوری کر لیتا تو اس پر حد قائم کرتے تھے۔ ''وَاَیْمُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ یَدَهَا '' اور قسم ہے اللہ کی، اگر (بالفرض المحال) فاطمہ بنت محمد (ﷺ ورضی اللہ عنہا) بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔

اسے بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے (رحمہم اللہ تعالیٰ)

1۔ بنی مخزوم قریش کا ایک بہت بڑا قبیلہ تھا۔ یہ عورت اسی قبیلہ کی ایک معزز و محترم اور شریف فرد تھی۔ اس نے کسی کا زیور چرایا تھا۔ مقدمہ بارگاہ رسالت میں پیش ہو گیا۔ چوری ثابت ہو گئی تو قریش کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ اس کا ہاتھ کٹنے سے قریش کی بدنامی ہو گی۔ اس عورت کا نام فاطمہ بنت اسود تھا۔ اسی نام کی مناسبت سے سرور عالم ﷺ نے صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نام استعمال فرمایا: (مترجم)

ترہیب

شراب نوشی(1)، اس کی خرید وفروخت، اس کو نچوڑ نا بنانا، اٹھانا، اس کے کاروبار کی کمائی کھانا اور اس کے متعلق سخت احکام

ترغیب

ان کاموں کو چھوڑ نا اور ان سے توبہ کر لینا

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"لَا يَزْنِي الزَّانِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ

1۔شراب عربی لفظ"خمر" کا ترجمہ ہے۔جس کے معنی ہیں چھپانا۔شراب شرابی کی عقل کو چھپا لیتی ہے،اس لئے اسے خمر کہتے ہیں۔یہ ام الخبائث ہے۔ان گنت جسمانی اور روحانی امراض کا سبب،اخلاقی،معاشی اور معاشرتی خرابیوں کی جڑ اور فتنہ وفساد کی علت ہے۔اسلام کے پاکیزہ اور مقدس نظام حیات میں اس کی قطعاً گنجائش نہیں تھی۔اس لئے خداوند عالم نے اسے حرام قطعی قرار دے دیا۔اس کی حرمت کا منکر کافر اور اس کا پینے والا فاسق مردود الشہادہ ہے۔چونکہ ظہور اسلام سے قبل عرب میں اس کا بہت رواج تھا،اس لئے اس کی حرمت کے احکام آہستہ آہستہ نازل ہوئے تاکہ لوگوں کو ان پر عمل کرنا آسان ہو جائے۔ چنانچہ حضرت عمر اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہما کے عرض کرنے پر سب سے پہلے اس بارے میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۖ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۖ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا (بقرہ)

ترجمہ:"(اے حبیب کریم! ﷺ)لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں۔آپ فرمادیں کہ ان دونوں میں بڑا بھاری گناہ ہے۔اور لوگوں کے لئے کچھ(وقتی وعارضی)فائدے بھی ہیں۔اور ان کا گناہ ان کے فائدوں سے بہت بڑا ہے۔چونکہ اس حکم میں صراحۃً روکا نہیں گیا تھا اس لئے بعض لوگ اس کے بعد بھی پیتے رہے۔پھر ایک دن کسی محفل میں صحابہ رضی اللہ عنہم مدعو تھے۔کھانے کے بعد شراب کا دور چلا اسی دوران میں نماز مغرب کا وقت ہوگیا۔امام نے سورۃ الکافرون پڑھنی شروع کی اور عالم مدہوشی میں لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ(میں اس کی(بتوں کی)عبادت نہیں کرتا جس تم عبادت کرتے ہو)کی بجائے اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ(میں اسی کی عبادت کرتا ہوں جس کی تم کرتے ہو)پڑھ دیا۔ظاہر ہے معنی یکسر بدل گیا۔اس پر اوقات نماز میں شراب نوشی ممنوع قرار دے دی گئی اور یہ آیت قرآنی نازل ہوئی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ(نساء:43)

ترجمہ:"اے ایمان والو!نماز کے قریب نہ جاؤ جبکہ تم حالت نشہ میں ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو جو کچھ کہتے ہو"۔

اس کا یہ اثر ہوا کہ دن کے وقت شراب کا استعمال بند ہوگیا۔اب نماز عشاء کے بعد ہی اس شوق کا وقت ملتا تھا۔بہرکیف ابھی تک ممانعت قطعیہ نہیں آئی تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اکثر اوقات بارگاہ ایزدی میں التجا کیا کرتے:"اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا بَيَانًا شَافِيًا" اے اللہ!اس بارے میں ہمیں شافی کافی حکم عطا فرما۔اسی دوران کچھ فتنہ وفساد کے واقعات رونما ہوئے جن کی وجہ شراب نوشی تھی۔اس پر سورہ مائدہ کی مندرجہ ذیل آیات نازل فرمائی گئیں اور شراب پر حرمت قطعیہ کی مہر ثابت فرمادی گئی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۞ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۞ (مائدہ)

ترجمہ:"اے ایمان والو!یہ شراب،جوا،بت اور جوا کھیلنے کے تیر،شیطان کی کارستانی کی ناپاکیاں ہیں،لہٰذا ان سے بچو تاکہ تمہیں کامیابی وفلاح نصیب ہو۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان عداوت وبغض ڈال دے اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے۔تو کیا تم باز آنے والے ہو(یا نہیں)؟"۔(مترجم)

وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَسْرِقُ السَّارِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَشْرَبُ الْخَمْرَ حِیْنَ یَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ'' زنا کار زنا نہیں کرتا جبکہ وہ زنا کرتا ہوا اور مومن بھی ہو (حالت زنا میں ایمان سینے سے نکل جاتا ہے) کوئی چور چوری نہیں کرتا جبکہ وہ چوری کر رہا ہوا اور مومن بھی ہو۔ اور کوئی شرابی شراب نہیں پیتا کہ شراب نوشی بھی کر رہا ہوا اور مومن بھی ہو۔

اسے بخاری و مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔ اور مسلم نے یہ الفاظ بھی زائد کئے: اور ابوداؤد نے بھی اس فرمان ''اور کوئی شراب پینے والا نہیں پیتا دراں حالیکہ وہ مومن ہو'' کے بعد یہ الفاظ زائد کئے ہیں کہ: ''وَلٰكِنَّ التَّوْبَةَ مَعْرُوْضَةٌ بَعْدُ'' ''لیکن (سچی) توبہ تو اس کے بعد بھی قبول ہو جاتی ہے''۔

حدیث: اور نسائی کی روایت میں ہے کہ فرمایا: ''اور کوئی زانی زنا نہیں کرتا حالانکہ وہ مومن ہو۔ کوئی چور چوری نہیں کرتا جبکہ وہ مومن ہوا اور کوئی شرابی شراب نوشی نہیں کرتا دراں حالیکہ وہ مومن ہو (راوی فرماتے ہیں کہ) آپ ﷺ نے چوتھی چیز کا ذکر بھی کیا مگر میں اسے بھول ہو گیا ہوں ''فَاِنْ فَعَلَ ذَالِكَ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ، فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ'' ''پھر اگر کوئی (مومن ہوتے ہوئے) ان افعال کا ارتکاب کرے تو یقیناً اس نے اپنی گردن سے اسلام کا قلادہ اتار پھینکا۔ اب اگر وہ (پکڑے جانے سے پہلے پہلے) توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔ (اور پکڑے جانے کے بعد توبہ عند اللہ تو مقبول ہوگی مگر سزا سے نہیں بچ سکے گا)''۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَعَنَ اللّٰهُ الْخَمْرَ وَشَارِبَهَا وَسَاقِيَهَا وَمُبْتَاعَهَا وَبَائِعَهَا وَعَاصِرَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُوْلَةَ اِلَيْهِ'' اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے شراب پر، اسے پینے والے پر، پلانے والے پر، خریدنے والے پر، بیچنے والے پر، بنانے والے اور بنوانے والے پر، اٹھانے والے اور اٹھوانے والے پر۔

اسے ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا (1) یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔ ابن ماجہ نے یہ جملہ زائد کیا: ''وَاٰكِلَ ثَمَنِهَا'' ''اور شراب کی قیمت کھانے والے پر بھی اللہ نے لعنت فرمائی ہے''۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ''لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمْرِ عَشْرَةً عَاصِرَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَشَارِبَهَا وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُوْلَةَ اِلَيْهِ وَسَاقِيَهَا وَبَائِعَهَا وَاٰكِلَ ثَمَنِهَا وَالْمُشْتَرِيَ لَهَا وَالْمُشْتَرٰى لَهٗ'' اللہ کے رسول ﷺ نے شراب کے بارے میں دس شخصوں پر لعنت فرمائی۔ یہ یعنی شراب بنانے والے اور بنوانے والے پر، پینے والے اور اٹھا کر دینے والے پر، اس پر جس کے پاس اٹھا کر لے جائی جائے، پلانے والے اور بیچنے والے، اس کی کمائی کھانے والے، خریدنے والے اور خرید کروانے والے پر۔

اسے ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا۔ الفاظ ترمذی کے ہیں اور انہوں نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔ حافظ منذری نے کہا کہ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔

1۔ اسی مضمون کی ایک حدیث امام احمد نے صحیح اسناد کے ساتھ، ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کی ہے۔ (مترجم)

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ الْخَمْرَ وَ ثَمَنَھَا وَحَرَّمَ الْمَیْتَۃَ وَثَمَنَھَا وَحَرَّمَ الْخِنْزِیْرَ وَثَمَنَہٗ'' ''بے شک اللہ تعالیٰ نے شراب اور اس کی قیمت کو حرام فرمایا: مردار اور اس کی قیمت کو حرام فرمایا اور خنزیر اور اس کی قیمت کو بھی حرام فرمایا ہے۔ ابوداؤد وغیرہ۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی انور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یہودیوں پر تین مرتبہ لعنت فرمائی (کیونکہ) اللہ نے ان پر جانوروں کی چربیاں حرام کی تھیں تو یہ ان کو بیچتے اور ان کی قیمت کھاتے تھے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم پر کسی چیز کا کھانا حرام فرماتا ہے تو اس کی قیمت وصول کرنا بھی حرام کر دیتا ہے۔ ابوداؤد۔

حدیث: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ بَاعَ الْخَمْرَ فَلْیُشَقِّصِ الْخَنَازِیْرَ'' ''جو شخص شراب بیچے، اسے چاہیے کہ خنزیر (1) بھی کاٹے۔ ابوداؤد۔

حدیث: ۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی عالم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس امت میں سے کچھ لوگ کھاتے پیتے اور کھیلتے کودتے رات گذاریں گے (رات کے کسی حصہ میں اپنے خالق کو یاد نہیں کریں گے) پھر صبح اس حالت میں کریں گے کہ ان کے چہرے بندروں اور سوروں کی صورتوں میں بدل چکے ہوں گے۔ اور زمین میں دھنسنے اور آسمان سے پتھروں کی بارش کا شکار ہوں گے۔ حتی کہ دوسرے لوگ صبح بیدار ہوں گے تو کہیں گے: آج رات فلاں قبیلہ زمین میں دھنسا دیا گیا۔ اور آج رات کو فلاں خاص شخص کا گھر زمین میں دھنس گیا۔ ان پر ضرور آسمان سے پتھر برسیں گے جیسے قوم لوط کے قبیلوں اور گھروں پر برسے تھے۔ اور ضرور ان پر خیر و برکت سے خالی ہوا چلے گی جس نے قوم عاد کو ہلاک کر ڈالا تھا اور وہ ہوا قوم عاد کے قبیلوں اور گھروں پر چلی تھی۔ ''بِشُرْبِھِمُ الْخَمْرَ وَلُبْسِھِمُ الْحَرِیْرَ وَاتِّخَاذِھِمُ الْقَیْنَاتِ وَاَکْلِھِمُ الرِّبَا وَقَطِیْعَتِھِمُ الرَّحِمَ'' (اس امت پر ان عذابوں کا آنا) بوجہ ان کی شراب نوشی، ریشمی لباس، خوبصورت گانے والیاں رکھنے، سود خوری اور قطع رحمی کے ہوگا۔ اور ایک اور بھی خصلت بیان ہوئی تھی مگر اس کو جعفر راوی بھول گئے۔

اسے امام احمد نے مختصراً اور ابن ابی الدنیا و بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: امیر المومنین سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب میری امت پندرہ برے کام کرنے لگے گی تو اس پر مصائب و آلام گھیرا ڈال لیں گے۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ! (ﷺ) وہ کون سے کام ہیں؟ ارشاد فرمایا: نمبر 1 ''اِذَا کَانَ الْمَغْنَمُ دُوَلاً'' جب مال غنیمت ذاتی دولت بن جائے گی، نمبر 2 ''وَالْاَمَانَۃُ مَغْنَمًا'' امانت، مال غنیمت جان کر ہڑپ کر لی جائے گی، نمبر 3 '' وَالزَّکٰوۃُ مَغْرَمًا'' زکوٰۃ دینا تاوان سمجھا جائے گا، نمبر 4 ''وَاَطَاعَ الرَّجُلُ زَوْجَتَہٗ'' آدمی اپنی بیوی کی فرماں برداری کرے گا، نمبر 5 ''وَعَقَّ اُمَّہٗ'' اور اپنی ماں کا نافرمان ہوگا،

1۔ اور اسے بھی بیچے، کیونکہ شراب و خنزیر دونوں حرام ہونے میں برابر ہیں۔ اسی طرح شراب پینے والا خنزیر بھی کھالے۔ معنی یہ نہیں کہ شراب اور خنزیر کھانے پینے اور بیچنے کی اجازت دی جارہی ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ سب حرام کام ہیں مسلمان کو ان سے بچنا فرض ہے۔ حدیث پاک میں شراب کا کاروبار کرنے والے پر ازحد ناراضگی فرمائی گئی ہے۔ بدقسمتی سے یورپ میں شراب فروشی کی اکثر دوکانیں مسلمانوں خصوصاً پاکستانیوں کی ہیں۔ اعاذنا اللہ منہ۔ (مترجم)

نمبر6 ''وَبَرَّ صَدِيْقَهُ'' اپنے دوست کے ساتھ احسان کرے گا، نمبر7 ''وَجَفَا اَبَاهُ'' اور اپنے باپ سے بے وفائی کرے گا، نمبر8 ''وَارْتَفَعَتِ الْاَصْوَاتُ فِي الْمَسَاجِدِ'' مساجد میں (نمازیوں کی) آوازیں بلند ہوں گی، نمبر9 ''وَكَانَ زَعِيْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَهُمْ'' لوگوں میں سے ذلیل ترین شخص ان کا سردار ہوگا، نمبر10 '' وَاُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ'' آدمی کا احترام اس کی شرارت کے خوف سے کیا جائے گا (نہ کہ نیکی وتقویٰ کی بناپر)، نمبر11 ''وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ'' شرابیں نوش کی جائیں گے، نمبر12 ''وَلُبِسَ الْحَرِيْرُ'' اور ریشمی لباس پہنا جانے لگے گا، نمبر14-13 ''وَاتُّخِذَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ'' گانے بجانے والی لڑکیاں اور سامان (ڈھول باجے وغیرہ) گھروں میں رکھا جائے گا، نمبر15 '' وَلَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا'' اور اس امت کے بعد میں پیدا ہونے والے لوگ پہلوں کو لعن طعن کریں گے، ''فَلْيَرْتَقِبُوْا عِنْدَ ذَالِكَ رِيْحًا حَمْرَآءَ اَوْ خَسْفًا وَّ مَسْخًا'' جب یہ سب کچھ ہونے لگے تو لوگوں کو سرخ آندھی یا زمین میں دھنس جانے اور چہرے مسخ ہونے کا انتظار کرنا چاہیے(1)۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے زنا کیا یا شراب پی، اللہ تعالیٰ اس سے ایمان اس طرح کھینچ لے گا جس طرح انسان کرتا اپنے سر کے اوپر سے اتار لیتا ہے۔

اسے حاکم نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: شراب سے بچو کیونکہ اس سے گناہ اس طرح پھیلتے ہیں جس طرح درخت سے درخت پھیلتے ہیں (کہ ایک دانے سے سیکڑوں درخت اور پھر ہزاروں، لاکھوں)۔

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اس کی اسناد میں کوئی متروک راوی نہیں ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نشہ دینے والی چیز شراب ہے اور ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔ جس نے دنیا میں شراب پی پھر مر گیا جبکہ ہمیشہ شراب نوشی کرتا تھا تو آخرت میں شراب (طہور) نہ پئے گا۔

اسے بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور بیہقی نے روایت کیا۔ بیہقی کی دو روایتوں میں سے ایک کے الفاظ یہ ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دنیا میں شراب نوشی کی اور (مرنے سے پہلے) توبہ نہ کی، وہ آخرت میں اسے نہ پی سکے گا اگرچہ جنت میں داخل ہو بھی جائے۔''

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: ''مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا حُرِمَهَا فِي الْاٰخِرَةِ''

1۔ سوچنا چاہیے کہ کیا یہ سب کچھ آج مسلمانوں میں ہو نہیں رہا ہے؟ اور مسلمانوں پر پوری دنیا میں مصائب وآلام کے کالے بادل اسی وجہ سے تو نہیں چھائے ہوئے؟ کیا ہمیں اپنی موجودہ حالت کا شکوہ کسی سے کرنا چاہیے؟ ۔ خود کردہ را علاج نیست ۔ (مترجم)

جس نے اس دنیا میں شراب پی اور (قبل موت) اس سے تائب نہ ہوا تو آخرت میں اس کے لئے شراب (طہور) حرام فرما دی جائے گی۔

حدیث: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین افراد جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ ہمیشہ شراب نوشی کرنے والا، قطع رحمی کرنے والا اور جادو کی تصدیق کرنے والا۔ اور جو اس حال میں مرے کہ ہمیشہ شراب پیتا تھا تو اللہ جل وعلا اسے نہر غوطہ میں سے پلائے گا۔ عرض کی گئی: نہر غوطہ کیا ہے؟ تو ارشاد فرمایا: "نَهْرٌ يَجْرِيْ مِنْ فُرُوْجِ الْمُوْمِسَاتِ يُؤْذِيْ اَهْلَ النَّارِ رِيْحُ فُرُوْجِهِمْ" یہ ایک نہر ہے جو زنا کار عورتوں کی شرم گاہوں سے جاری ہر گی۔ ان کی شرم گاہوں کی بدبو اور گندگی خود اہل جہنم کو بھی اذیت میں مبتلا کر دے گی۔

اسے امام احمد، ابویعلی، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ حاکم نے اسے صحیح بھی کہا۔ ابن حبان کی ایک روایت کے الفاظ ہیں:

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ خَمْرٍ وَّلَا مُؤْمِنٌ بِسَحْرٍ وَّلَا قَاطِعُ رَحِمٍ" ہمیشہ شراب پینے والا، جادو پر ایمان رکھنے والا اور قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ ان چار شخصوں کو جنت میں داخل نہ فرمائے اور نہ انہیں جنت کی نعمتیں چکھائے۔ نمبر 1 ہمیشہ کا شراب نوش، نمبر 2 سود خور، نمبر 3 ناحق یتیم کا مال کھانے والا اور نمبر 4 والدین کا نافرمان۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لَا يَلِجُ حَائِطَ الْقُدُسِ مُدْمِنُ خَمْرٍ وَّلَا الْعَاقُّ وَلَا الْمَنَّانُ عَطَآءً" ہمیشہ شراب نوشی کرنے والا، نافرمان اور دے کر احسان جتانے والا پاکیزگی کے باغ (جنت) میں داخل نہ ہوں گے۔

اسے امام احمد نے بروایت علی بن زید اور بزار نے روایت کیا۔ مگر بزار کے الفاظ اس طرح ہیں: "لَا يَلِجُ جِنَانَ الْفِرْدَوْسِ" وہ فردوس کی جنتوں میں داخل نہ ہوگا۔

حدیث: حضرت منکدر سے روایت ہے کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث مجھ سے بیان کی گئی، وہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مُدْمِنُ خَمْرٍ اِنْ مَّاتَ لَقِيَ اللّٰهَ كَعَابِدِ وَثَنٍ" ہمیشہ شراب پینے والا (اسی حالت میں) اگر مر گیا تو اللہ سے بت پرستوں کی طرح ملے گا (العیاذ باللہ)

اسے امام احمد نے اسی طرح روایت کیا ہے۔ ان کے روای صحیح کے روای ہیں۔ اور ابن حبان نے اسے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہا کرتے تھے: مجھے اس سے کچھ غرض نہیں کہ شراب نوشی کی جائے یا خدا کو چھوڑ کر اس ستون کو پوجا جائے۔ (یعنی دونوں فعل برابر ہیں جب کہ شراب کو حلال سمجھ کر پیا جائے کہ یہ کفر ہے) نسائی۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:" لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ خَمْرٍ وَّلَا عَاقٌّ وَّلَا مَنَّانٌ" ہمیشہ شراب نوشی کرنے والا (والدین کا) نافرمان اور احسان جتانے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اس بات نے مجھے پریشان کردیا کیونکہ مسلمان ان گناہوں کا ارتکاب کرتے تھے۔حتی کہ یہی بات میں نے نافرمان کے متعلق اللہ عزوجل کی کتاب میں پالی: فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ۝ (محمد) پھر تم سے یہی امید ہے اگر تمہیں حکومت مل جائے تو زمین میں فساد برپا کرو گے اور قطع رحمی کے مرتکب ہو گے، احسان جتانے والے کے بارے میں یہ آیت کریمہ ہے: لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى (بقرہ:264) "اے ایمان والو! احسان جتا کر اپنے صدقے ضائع نہ کیا کرو"۔اور شراب کی بابت یہ آیت میں نے کتاب اللہ میں پائی اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ (مائدہ:90)"اے ایمان والو! یہ شراب، جوا، بت اور جوا کھیلنے کے تیر شیطان سب شیطان کی کارروائیوں کی ناپاکی ہے)"۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔اس کے راوی ثقہ ہیں۔لیکن عتاب بن بشیر کی سماعت میرے خیال میں مجاہد سے نہیں ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین افراد ہیں جن پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے جنت حرام فرمادی ہے۔(اور وہ یہ ہیں) نمبر 1 شراب پینے والا، نمبر 2 (والدین کا) نافرمان اور نمبر 3 دیوث (وہ بے غیرت) جو اپنی بیوی کے متعلق خود خبائث (بدکاری) کا اقرار کرتا ہو۔

اسے امام احمد، نسائی، بزار اور حاکم نے روایت کیا۔یہ الفاظ امام احمد کے ہیں اور حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی دوری سے بھی سونگھی جاسکتی ہے۔(مگر) اپنے نیک عمل (صدقہ وخیرات) کا احسان جتانے والا، (ماں باپ کا) نافرمان اور ہمیشہ کا شرابی اس کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکیں گے۔

اسے طبرانی نے صغیر میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما جناب رسول اللہ ﷺ سے روای ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تین شخص کبھی جنت میں داخل نہیں ہوسکیں گے۔ نمبر 1 دَیُّوثٌ نمبر 2 رَجُلَةٌ مِّنَ النِّسَآءِ۔اور نمبر 3 ہمیشہ کا شرابی۔صحابی رضی اللہ عنہم عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! (ﷺ) ہمیشہ کے شرابی کو تو ہم پہچانتے ہیں، یہ دیوث کون ہوتا ہے؟ فرمایا: یہ وہ (بے غیرت) ہے جسے کچھ پروانہ ہو کہ اس کی بیوی کے پاس کون آتا ہے۔ہم نے عرض کیا: "اَلرَّجُلَةُ مِنَ النِّسَاءِ" کون ہے؟ ارشاد فرمایا:

"اَلَّتِیْ تُشَبَّهُ بِالرِّجَالِ" وہ عورت جو مردوں کی مشابہت اختیار کرے۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ اس کے راویوں میں کوئی مجروح نہیں ہے اور اس کے شواہد کثیرہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اِجْتَنِبُوا الْخَمْرَ فَاِنَّھَا مِفْتَاحُ کُلِّ شَرٍّ" شراب (خانہ خراب) سے بچو، کیونکہ یہ ہر گناہ کی کنجی ہے۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "اَلْخَمْرُ جِمَاعُ الْاِثْمِ، وَالنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّیْطَانِ، وَحُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ" شراب گناہوں کا مجموعہ ہے، عورتیں شیطان کی رسیاں (جال) ہیں اور دنیا کی محبت ہر گناہ کا سرچشمہ ہے۔

اسے رزین نے ذکر کیا ہے اور یہ حدیث اصول میں نہیں ہے۔

حدیث: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل (جگری دوست) ﷺ نے وصیت فرمائی: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اگرچہ تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں اور اگرچہ تمہیں جلا دیا جائے۔ جان بوجھ کر فرض نماز ترک نہ کرو کیونکہ یہ تمام شرارتوں کی کنجی ہے۔

اسے ابن ماجہ اور بیہقی دونوں نے شہر بن حوشب عن ام الدرداء عنہ سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت سالم بن عبداللہ اپنے والد گرامی سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور کچھ اور لوگ رسول اللہ ﷺ کے وصال شریف کے بعد بیٹھے ہوئے تھے کہ گناہ ہائے کبیرہ میں سے سب سے بڑے گناہ کا ذکر چھڑ گیا۔ اس کے بارے میں ان کے پاس زیادہ علم نہ تھا تو انہوں نے مجھے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا کہ ان سے پوچھ کے آؤں۔ آپ نے مجھے بتایا کہ گناہ ہائے کبیرہ میں سب سے بڑا گناہ شراب نوشی ہے۔ میں نے واپس آ کر انہیں اس کی خبر دی تو انہیں یہ بات گراں گذری اور سب کے سب حضرت عبداللہ بن عمرو کی طرف دوڑ پڑے یہاں تک کہ ان کے گھر پہنچ گئے اب انہوں نے ان حضرات کو اس حدیث کی خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: بنی اسرائیل کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ نے ایک آدمی کو پکڑا پھر اسے اختیار دیا کہ شراب پیئے یا کسی شخص کو قتل کر دے یا زنا کرے یا پھر خنزیر کا گوشت کھائے۔ ورنہ اسے قتل کر دیں گے۔ تو اس نے شراب پینا پسند کر لیا۔ اور جب اس نے شراب پی لی تو ان کے ارادے سے خود کو روک نہ سکا (قتل کیا زنا کیا اور خنزیر کا گوشت بھی کھا گیا) اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ "مَا مِنْ اَحَدٍ یَّشْرَبُھَا فَلَا تُقْبَلُ لَہٗ صَلٰوۃٌ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً" جو شخص شراب پیئے، اس کی چالیس راتوں تک نماز قبول نہیں فرمائی جاتی۔ "وَلَا یَمُوْتُ وَفِیْ مَثَانَتِہٖ مِنْہُ شَیْءٌ اِلَّا حُرِّمَتْ بِھَا عَلَیْہِ الْجَنَّۃُ فَاِنْ مَّاتَ فِیْ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً" جو اس شخص اس حال میں مرا کہ اس کے پیٹ میں ابھی تک شراب کا کوئی قطرہ موجود تھا، تو اس (ایک قطرہ) کی وجہ

سے اس پر جنت حرام کردی جائے گی۔ اور جو بندہ (شراب پینے کے بعد) چالیس راتوں کے اندر اندر مر گیا (اور توبہ نہ کی) تو وہ جاہلیت (زمانہ کفر) کی موت مرا۔

اسے طبرانی نے صحیح اسناد کے ساتھ اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث برشرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''اِجْتَنِبُوْا اُمَّ الْخَبَائِثِ'' اُمُّ الخبائث (گندگیوں کی ماں شراب) سے بچتے رہو۔ کیونکہ تم سے پہلے لوگوں (بنی اسرائیل) میں ایک آدمی تھا جو عبادت گذار تھا اور لوگوں سے الگ رہتا تھا۔ پھر اسے ایک عورت سے محبت ہوگئی۔ عورت نے اس کے پاس ایک نوکر بھیجا کہ ہم تجھے ایک شہادت کی ادائیگی کے لئے بلا رہے ہیں۔ وہ آدمی اس کے گھر میں داخل ہوا تو جس جس دروازے سے گزرتا عورت اس کو تالا لگاتی جاتی۔ یہاں تک کہ وہ ایک حسین وجمیل عورت کے پاس پہنچ گیا جو بیٹھی تھی اور اس کے پاس ایک لڑکا تھا اور شراب سے بھرا ہوا ایک برتن رکھا تھا۔ وہ حسینہ بولی: ہم نے تجھے کسی شہادت کے لئے نہیں بلایا بلکہ میں تجھے دعوت دیتی ہوں کہ اس لڑکے کو قتل کردے یا مجھ سے زنا کر یا شراب کا ایک پیالہ پی لے۔ اگر تو نے انکار کیا تو میں چیخنا چلانا شروع کردوں گی اور تجھے ذلیل ورسوا کردوں گی۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ جب اس آدمی نے دیکھا کہ اب اس سے چھٹکارا ممکن نہیں تو کہنے لگا: شراب کا پیالہ پلا دے۔ عورت نے اسے شراب کا پیالہ پلا دیا۔ پھر بولا: اور پلا۔ یہ اور مانگتا رہا وہ دیتی رہی حتی کہ اس کے ساتھ زنا بھی کر بیٹھا اور لڑکے کو قتل بھی کردیا۔ (شراب نوشی زنا اور قتل جیسے گناؤنے جرائم کا باعث بن گئی)'' فَاجْتَنِبُوا الْخَمْرَ فَإِنَّهُ وَاللّٰهِ لَا يَجْتَمِعُ إِيْمَانٌ وَّ إِدْمَانُ الْخَمْرِ فِي صَدْرِ رَجُلٍ اَبَدًا، وَلَيُوْشِكَنَّ اَحَدُهُمَا يُخْرِجُ صَاحِبَهٗ '' لہٰذا تم شراب سے اجتناب کرو اس لئے کہ ایمان اور شراب پر ہمیشگی کسی آدمی کے دل میں کبھی اکٹھے نہیں رہ سکتے، ان میں ایک دوسرے کو نکال پھینکنے کی کوشش کرتا رہے گا۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں (الفاظ بھی انہی کے ہیں) اور بیہقی نے روایت کیا۔ بیہقی نے اسے مرفوع اور موقوف دونوں طرح روایت کیا اور ذکر کیا کہ یہ روایت محفوظ ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تو فرشتے عرض کرنے لگے: اے ہمارے پروردگار! کیا تو اسے زمین پر اتارتا ہے جو اس میں فساد برپا کرے گا اور خون بہائے گا۔ حالانکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح پڑھتے اور پاکیزگی بیان کرتے ہیں اللہ تعالی نے فرمایا: میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ فرشتے بولے: اے ہمارے رب! ہم بنی آدم سے بڑھ کر تیری اطاعت وفرماں برداری کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا: فرشتوں میں سے دو فرشتے منتخب کرلو۔ ہم دیکھیں گے کہ وہ کیا عمل کرتے ہیں۔ فرشتوں نے عرض کی: ہم ہاروت اور ماروت کو منتخب کرتے ہیں اللہ نے فرمایا: تم دونوں زمین پر اتر جاؤ۔ پھر زہرہ ستارے کو ان کے امتحان کے لئے پری چہرہ عورت کی شکل بنا کر بھیجا گیا۔ (انہیں معلوم نہ تھا) یہ دونوں اس کے پاس

گئے اور طالب وصال ہوئے وہ کہنے لگی: اللہ کی قسم، میں ایسا نہیں کروں گی جب تک کہ تم یہ شرکیہ کلمات نہ کہو۔ کہنے لگے: قسم اللہ کی، اللہ کے ساتھ شرک تو ہم ہرگز نہیں کر سکتے۔ وہ حسین عورت انہیں چھوڑ کر چلی گئی۔ پھر لوٹ کر آئی تو ایک بچہ اٹھائے ہوئے تھی۔ ہاروت اور ماروت نے پھر تقاضائے وصال کیا تو وہ بولی: بخدا ایسا نہیں ہو سکتا جب تک کہ تم اس بچے کو قتل نہ کر دو۔ کہنے لگے: بخدا ہم اسے کبھی قتل نہیں کریں گے۔ اس پر وہ رخصت ہو گئی۔ پھر لوٹی تو شراب سے بھرا پیالہ اٹھائے ہوئے تھی۔ فرشتے پھر وصال کا سوال کرنے لگے۔ اس نے کہا خدا کی قسم ایسا ممکن نہیں حتی کہ یہ شراب پی لو۔ اب انہوں نے (سب سے ہلکا جرم جان کر) شراب پی لی تو ان پر نشہ طاری ہو گیا پھر عورت سے زنا بھی کیا اور بچے کو قتل کر دیا۔ جب انہیں ہوش آیا تو عورت نے کہا جب تم نشے میں تھے تو تم نے وہ سب کچھ کر لیا جس کا پہلے میرے سامنے انکار کرتے تھے۔ اب انہیں (اللہ کی طرف سے) اختیار دیا گیا کہ دنیا یا آخرت کے عذاب میں سے جو چاہیں اپنے لیے منتخب کر لیں۔ تو انہوں نے دنیا کا عذاب اختیار کر لیا۔(1)

اسے امام احمد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں بطریق زہیر بن محمد روایت کیا۔ اور کہا گیا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ یہ روایت حضرت کعب پر موقوف ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب شراب حرام فرمائی گئی تو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کے پاس جا کر کہتے تھے۔ " حُرِّمَتِ الْخَمْرُ وَجُعِلَتْ عِدْلًا لِلشِّرْكِ " شراب حرام فرما دی گئی اور اس کو شرک کے برابر کر دیا گیا ہے۔ (اس کا عذاب شرک کے عذاب کے برابر کر دیا گیا ہے)

اسے طبرانی نے روایت کیا اور اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت ابو تمیم جیشانی سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت قیس بن سعید بن عبادہ انصاری کو کہتے ہوئے سنا۔ وہ ان دنوں مصر کے گورنر تھے۔ فرماتے تھے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس شخص نے جان بوجھ کر کوئی جھوٹ میری طرف منسوب کیا، وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنا لے یا اپنا گھر جہنم میں بنا لے۔ اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا: "مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ اَتَى عَطْشَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" "جس نے شراب نوشی کی، قیامت کے روز پیاسا آئے گا"۔ یاد رکھو! ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر شراب حرام ہے۔ (غُبَيْرَاء (ایک شراب کا نام) سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ (راوی کہتے ہیں) اور میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو کو اسی طرح کہتے ہوئے سنا۔ وہ سوائے ٹھکانے یا گھر کے کسی لفظ میں اختلاف نہ کرتے تھے۔

1۔ ہاروت اور ماروت دونوں بہت عبادت گذار فرشتے تھے۔ دیگر فرشتوں کے انتخاب میں آ گئے اور انہیں غصہ اور شہوت دے کر شہر بابل میں اتارا گیا جہاں یہ واقعہ رونما ہوا۔ روایات کے مطابق لوہے کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے اب بھی بابل کے ایک ویران کنویں میں لٹکے ہوئے ہیں اور فرشتے ان کو کوڑے مارتے ہیں۔ ان کے متعلق روایات مختلف بھی ہیں۔ ان دونوں ذکر قران پاک میں بھی ہے۔ بہر کیف یہاں مقصود یہ ہے کہ شراب تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ (مترجم)

اسے امام احمد اور ابو یعلیٰ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ خَرَجَ نُوْرُ الْاِیْمَانِ مِنْ جَوْفِہٖ'' ''جس نے شراب پی، نور ایمان اس کے دل سے خارج ہو گیا۔ طبرانی۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ اَسْقَاہُ اللّٰہُ مِنْ حَمِیْمِ جَھَنَّمَ'' ''جو شخص شراب نوشی کرے گا، اللہ تعالیٰ (بروز قیامت) اسے جہنم کا کھولتا ہوا پانی پلائے گا (جس سے منہ کی چمڑی گر جائے گی)'' بزار۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی جیشان سے حاضر ہوا۔ یہ جیشان یمن کا ایک شہر ہے۔ اس نے اس شراب کے متعلق مسئلہ پوچھا جو اس کے علاقے میں پی جاتی تھی اور جوار سے بنتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا وہ نشہ آور ہوتی ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ'' ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے نشہ والی چیزیں پینے والے کے لئے عہد فرمایا ہوا ہے کہ اسے طینۃ الخبال پلائے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: طینۃ الخبال کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عَرَقُ اَھْلِ النَّارِ اَوْ عُصَارَۃُ اَھْلِ النَّارِ'' ''دوزخیوں کا پسینہ یا دوزخیوں کا نچوڑ (پیپ و کچلہو وغیرہ) ہے۔ مسلم و نسائی۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: تین افراد ایسے ہیں کہ (رحمت کے) فرشتے ان کے قریب نہیں آتے۔ جنبی (ناپاک)، نشئی اور خلوق (زعفران وغیرہ سے بنی ہوئی ایک خوشبو) سے لتھڑا ہوا آدمی۔

اسے بزار نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین شخص ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی نماز قبول نہیں فرماتا اور نہ ہی ان کی کوئی نیکی آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے۔ نمبر 1 بھاگا ہوا غلام، حتی کہ واپس لوٹ آئے اور خود کو اپنے آقا کے سپرد کر دے۔ نمبر 2۔ وہ عورت، جس کا شوہر اس پر ناراض ہو حتی کہ راضی ہو جائے اور نمبر 3 نشہ میں دھت شخص، حتی کہ ہوش میں آ جائے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں، ابن حبان و ابن خزیمہ نے اپنی اپنی صحیح میں اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نبی رحمت ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا ہے۔ اور مجھے حکم دیا ہے کہ مزامیر (گانے بجانے کے آلات) سارنگیاں، طبلے توڑ ڈالوں اور وہ بت بھی پاش پاش کر دوں جن کو زمانہ جاہلیت میں پوجا جاتا تھا۔ اور میرے رب نے اپنی عزت کی قسم کھائی ہے کہ میرے بندوں میں سے جو بندہ ایک گھونٹ بھی شراب پئے گا، میں اسے اس کے بدلہ میں جہنم کا کھولتا ہوا پانی پلاؤں گا چاہے وہ گناہ گار ہو یا نیکوکار۔ جو بندہ کسی چھوٹے بچے کو شراب کا گھونٹ پلائے گا، میں اسے (پلانے والے

کو) اس کے بدلے جہنم کا کھولتا ہوا پانی پلاؤں گا چاہے وہ پلانے والا گناہ گار ہو یا پرہیز گار۔ ''وَلَا يَدَعُهَا عَبْدٌ مِنْ عَبِيدِيْ مِنْ مَخَافَتِيْ اِلَّا سَقَيْتُهَا اِيَّاهُ مِنْ حَظِيْرَةِ الْقُدُسِ'' ''اور میرے بندوں میں سے جو بندہ میرے خوف کی وجہ سے اسے چھوڑ دے گا، میں اسے بہشت کی نعمتیں پلاؤں گا۔

اسے امام احمد نے علی بن زید کے طریق سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے شراب نوشی ترک دی حالانکہ وہ اسے جاری رکھنے پر قادر تھا، اس کے بدلے اسے بہشتی مشروبات پلائے جائیں گے اور جس نے ریشم پہننا چھوڑ دیا حالانکہ اسے پہن سکتا تھا تو اسے بہشتی لباس پہنائے جائیں گے۔

اسے بزار نے باسناد حسن روایت کیا۔ (یہی مضمون اس حدیث پاک کا ہے جسے طبرانی نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا)۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس نے شراب کا ایک گھونٹ پیا، اللہ تعالیٰ تین دن تک اس کی کوئی نماز فرض ہو یا نفل قبول نہیں فرمائے گا۔ جس نے پورا پیالہ پیا، اللہ تعالیٰ اس کی نماز چالیس دن تک قبول نہیں فرمائے گا۔ اور شراب پر ہمیشگی کرنے والے کے لئے اللہ کا حق ہے کہ اسے نہر خبال میں سے پلائے۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! (ﷺ) نہر خبال کیا ہے؟ فرمایا: اہل جہنم کی پیپ ہے۔

اسے طبرانی نے بروایت حکم بن نافع روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو مالک اشعری سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے اور ان کا کوئی اور نام رکھ لیں گے۔ ان کے گانے بجانے کے سامان اور گانے والی لڑکیاں ان کے سروں پر رکھ کر اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دے گا۔ اور ان میں سے بعض کو بندر اور بعض کو سور بنا دے گا۔

اسے ابن ماجہ نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس امت میں بھی زمین میں دھنسنا، چہروں کا مسخ ہونا اور پتھر برسنا ہوگا۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) یہ کب ہوگا؟ فرمایا: ''اِذَا ظَهَرَتِ الْقِيَانُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ'' ''جب گانے والی کنجریاں اور گانے بجانے کے آلات عام ہو جائیں گے اور شرابیں پی جائیں گی''۔

اسے امام ترمذی نے بروایت عبداللہ بن عبدالقدوس روایت کیا۔ انہیں ثقہ مانا گیا ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ یہ روایت اعمش عن عبدالرحمٰن بن سابط سے مرسلاً بھی مروی ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا فرمان عالی شان

ہے: میری امت سے جو شخص اس حالت میں مرا کہ وہ شراب نوشی کیا کرتا تھا، تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس پر شراب طہور پینا حرام فرما دے گا۔ اور میری امت کا جو فرد اس حال میں فوت ہوا کہ سونے کا زیور پہنتا تھا، تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت میں اس (سونے) کا پہننا حرام کر دے گا۔

اسے امام احمد و طبرانی نے روایت کیا۔ طبرانی کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ فَاِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ فَاقْتُلُوْهُ'' ''جو شخص شراب پئے، اسے (اسی) کوڑے مارو اور اگر چوتھی مرتبہ بھی پئے تو اسے قتل کر دو (1)۔ ترمذی و ابوداؤد و ابن حبان۔

(نیز یہی مضمون اس حدیث کا ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص شراب پیتا ہے چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ اگر توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ اگر دوبارہ پئے تو پھر چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ اب بھی توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ اگر پھر (تیسری دفعہ) بھی پیتا ہے تو پھر چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں فرمائی جاتی، اگر توبہ کر لے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ اب اگر پھر (چوتھی دفعہ) بھی پیتا ہے تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ ''فَاِنْ تَابَ لَمْ يَتُبِ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَقَاهُ مِنْ نَهْرِ الْخَبَالِ'' اگر اب توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول نہیں فرمائے گا، اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوگا اور اسے نہر خبال میں سے پلائے گا۔ پوچھا گیا: اے ابو عبدالرحمٰن! (حضرت ابن عمر کی کنیت) نہر خبال کیا ہے؟ فرمایا: ''نَهْرٌ يَجْرِيْ مِنْ صَدِيْدِ اَهْلِ النَّارِ'' یہ ایک نہر ہے جو دوزخیوں کی پیپ سے جاری ہوگی۔

اسے ترمذی اور حاکم نے روایت کیا۔ ترمذی نے اسے حسن کہا اور حاکم نے صحیح الاسناد قرار دیا۔ نیز نسائی نے بھی اسے مختصراً حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما پر موقوف روایت کیا۔ ان کے الفاظ یہ ہیں۔ ''جس نے شراب پی اور اسے نشہ نہیں چڑھا تو اس کی نماز اس وقت تک قبول نہیں ہوگی جب تک کہ اس کا کچھ بھی حصہ (کوئی قطرہ) اس کے پیٹ یا اس کی رگوں میں موجود رہے گا۔ ''وَاِنْ مَاتَ مَاتَ كَافِرًا'' اور اگر وہ اسی حالت میں مر گیا تو کافر مرا۔ (اگر اسے حلال جان کر پیا ورنہ فعل حرام کا مرتکب ہوا) اور اگر اسے نشہ بھی ہو گیا تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی اور اگر ان دنوں میں مر گیا (اور توبہ بھی نہ کی نیز شراب نوشی کو حلال جانتا تھا) تو کافر ہو کر مرا۔ (سیدھا جہنم رسید ہوا)''۔

1۔ قتل سے مراد یہاں سخت سزا دینا ہے نہ کہ جان سے مار دینا یا یہ حکم شروع اسلام میں تھا پھر منسوخ ہو گیا۔ کسی امام کا مذہب نہیں کہ شرابی کو قتل کیا جائے۔ ترمذی کی ایک اور روایت میں مذکورہ بالا الفاظ کے بعد ہے: ''ثُمَّ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ فِي الرَّابِعَةِ فَضَرَبَهُ وَلَمْ يَقْتُلْهُ'' پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص لایا گیا جس نے چوتھی مرتبہ شراب پی تھی۔ آپ ﷺ نے اسے مارا مگر قتل نہیں کیا۔ یاد رہے سزا حکومت اسلامی دے گی نہ کہ ہر فرد۔ (مترجم)

(اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے بھی نسائی نے روایت کی ہے۔ نیز اس مقام پر اس سلسلہ کی بہت سی احادیث مندرج ہیں۔ سب کا ذکر باعث طوالت ہوگا)۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ نشے کی حالت میں دنیا سے جدا ہوا (نشہ ہی میں مرگیا) وہ قبر میں بھی نشہ کی حالت میں جائے گا۔ قبر سے اٹھایا بھی نشہ کی حالت میں جائے گا۔ اور اس کو جہنم میں ڈالے جانے کا حکم بھی حالت نشہ ہی میں ہوگا۔ اسے (جہنم میں) اس پہاڑ کی طرف لے جانے کا حکم ہوگا جسے سکران کہا جاتا ہے۔ اس پہاڑ میں ایک چشمہ بہہ رہا ہوگا۔ جس میں دوزخیوں کی پیپ اور خون ہوگا۔ ''وَهُوَ طَعَامُهُمْ وَشَرَابُهُمْ مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ'' اور جب تک آسمان وزمین موجود رہیں گے ان کا یہی کھانا اور یہی پینا ہوگا۔

اسے اصبہانی نے روایت کیا۔ اور میرا خیال ہے کہ مسند ابو یعلیٰ میں بھی مختصراً ہے۔ اس میں نکارت ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی محترم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے نشہ کی وجہ سے ایک دفعہ نماز چھوڑ دی تو گویا دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب کچھ اس سے چھن گیا۔ اور جس نے بوجہ نشہ چار مرتبہ نماز ترک کردی تو اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اسے طینۃ الخبال میں سے پلائے۔ عرض کی گئی۔ طینۃ الخبال کیا ہے؟ فرمایا: اہل نار کا نچوڑ (پسینہ، پیپ لہو وغیرہ) ہے۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: اور انہی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے امام احمد نے روایت کیا کہ: ''مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ سُكْرًا مَرَّةً وَّاحِدَةً فَكَاَنَّمَا كَانَتْ لَهُ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا فَسُلِبَهَا'' جس شخص نے نشے کی بنا پر ایک مرتبہ نماز چھوڑی تو گویا اس کی دنیا اور جو کچھ اس پر ہے سب چھن گیا۔

اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب میری امت پانچ چیزوں کو حلال جاننے لگے گی تو اس پر ہلاکت وتباہی نازل ہوگی۔ ''اِذَا ظَهَرَ التَّلَاعُنُ وَشَرِبُوا الْخُمُوْرَ وَلَبِسُوا الْحَرِيْرَ وَاتَّخَذُوا الْقِيَانَ وَاكْتَفَى الرِّجَالُ بِالرِّجَالِ وَالنِّسَآءُ بِالنِّسَآءِ'' نمبر 1 جب ایک دوسرے پر لعنت کرنا عام ہو جائے گا۔ نمبر 2 لوگ شراب نوشی کرنے لگیں گے۔ نمبر 3 ریشم پہنیں گے نمبر 4 اور گانے والی کنجریاں گھروں میں رکھیں گے۔ نمبر 5 خواہشات نفسانیہ مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے پوری کرنا شروع کردیں گے۔

اسے بیہقی نے روایت کیا ہے۔

ترہیب

زنا(1)، بالخصوص ہمسائے کی بیوی اور اس عورت سے جس کا شوہر غائب ہو

ترغیب

شرم گاہ کی حفاظت کرنا

حدیث: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زانی زنا نہیں کرتا جبکہ وہ زنا کر رہا ہو اور مومن بھی ہو۔ کوئی چور چوری نہیں کرتا جب کہ چوری کر رہا ہو اور مومن بھی ہو اور کوئی شرابی شراب نہیں پیتا کہ وہ شراب بھی پی رہا ہو اور مومن بھی ہو۔

اسے بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔ اور نسائی نے ایک روایت میں یہ الفاظ زائد کیے ہیں: ''فَاِذَا فَعَلَ

1۔ زنا بڑی بے حیائی و بے غیرتی کا کام اور بہت برا راستہ ہے۔ خدائے پاک فرماتا ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝ (بنی اسرائیل)

ترجمہ: ''اور زنا کے قریب بھی مت جاؤ۔ بے شک یہ بہت بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی برا راستہ ہے''۔

اپنے پسندیدہ اور کامیاب بندوں کے اوصاف بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ۙ (مومنون)

ترجمہ: ''اور یہ وہ (کامل الایمان با کمال محبوب و کامیاب بندے) ہیں جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں''۔

اسی طرح سورہ فرقان میں انہیں ''عباد الرحمٰن'' کا پاکیزہ لقب عطا فرما کر ان کی صفات حمیدہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ (فرقان)

''ترجمہ: جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کی پوجا نہیں کرتے (کہ اور کوئی اللہ کے سوا معبود ہے ہی نہیں) اور نہیں قتل کرتے کسی جان کو جسے قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے مگر حق کے ساتھ اور نہ زنا کاری کرتے ہیں''۔

ساتھ ہی ایسے جرائم کے مرتکبین کی اخروی سزا بھی بیان فرما دی:

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝ۙ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝ۖ (فرقان)

''ترجمہ: اور جو یہ جرائم کرے گا، وہ ان کی سزا پائے گا۔ اس کا عذاب دوگنا کر دیا جائے گا قیامت کے روز اور وہ ذلیل و رسوا ہو کر اس میں ہمیشہ رہے گا''۔

فحش و بے حیائی کو خداوند عالم نے حرام قرار دیا ہے۔ ارشاد ہے:

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ (اعراف:33)

ترجمہ: ''آپ فرمائیں کہ بلاشبہ حرام کر دیا ہے میرے پروردگار نے ساری بے حیائیوں کو چاہے ظاہر ہوں یا چھپی ہوئی اور حرام کر دیا ہے اس نے گناہوں کو''۔

زانی اور زانیہ کی دنیوی سزا ملاحظہ ہو، کتنی سخت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۠ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (النور)

ترجمہ: ''جو عورت زنا کار ہو اور جو مرد زنا کار ہو تو ہر ایک کو ان دونوں میں سے سو سو کوڑے مارو اور اللہ کے دین کے معاملہ میں تمہیں ان پر ذرا رحم نہ آئے (ورنہ اس بدکاری کا سد باب نہ ہوگا) اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔ اور ان کی سزا کے وقت اہل ایمان کا ایک گروہ وہاں موجود ہونا چاہیے (تا کہ عبرت حاصل کریں اور اس جرم سے باز رہیں)''۔ (مترجم)

ذَالِكَ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ'' ''جب کوئی شخص یہ (افعال محرمہ) کرے تو اس نے اپنی گردن سے اسلام کا قلادہ اتار پھینکا (حلال سمجھ کے کئے تو کافر ہو گیا ورنہ فاسق) اب اگر توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالے گا''۔

اور بزار نے بھی اسے مختصراً روایت کیا۔ ان کے الفاظ ہیں: ''کوئی چور چوری نہیں کرتا جبکہ وہ ایمان والا ہو اور کوئی زانی زنا نہیں کرتا جبکہ وہ مومن ہو۔ ''اَلْاِیْمَانُ اَکْرَمُ عَلَی اللّٰهِ مِنْ ذَالِكَ'' ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایمان اس سے زیادہ عزیز ہے (کہ زانی کے دل میں بوقت زنا اور چور کے دل میں بوقت چوری موجود رہنے دے)''۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی مسلمان کا خون (اسے قتل کرنا حلال) نہیں جو گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں، سوائے تین باتوں کے (کہ جب یہ تینوں یا کوئی ایک پائی جائے تو اسے قتل کیا جائے گا) نمبر 1 شادی شدہ زانی، نمبر 2 جان کے بدلہ میں جان (اس نے کسی کو قتل کر دیا ہو) اپنے دین کو ترک کرنے والا (مرتد) کہ وہ جماعت (مسلمین) سے الگ ہونے والا ہے۔
بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی۔

حدیث: ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی مسلمان کا خون بہانا حلال نہیں جو ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' کی شہادت دیتا ہو سوائے اس کے کہ تین باتوں میں سے کوئی ایک اس میں پائی جائے۔ نمبر 1 شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کیا ہو تو اس کو رجم کیا جائے گا (پتھر مار مار کر قتل کر دیا جائے گا) نمبر 2 وہ آدمی جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے لڑنے کے لئے نکلا (یہ مرتد ہو گیا) اسے قتل کیا جائے گا یا سولی چڑھایا جائے گا اور یا جلاوطن کر دیا جائے گا اور نمبر 3 وہ شخص جو کسی جان کو قتل کرے تو اسے اس کے بدلہ میں قتل کیا جائے گا۔ ابوداؤد اور نسائی۔

حدیث: حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: آدھی رات کو آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور ایک منادی ندا کرتا ہے: ہے کوئی دعا مانگنے والا کہ اس کی دعا قبول فرمائی جائے؟ ہے کوئی سوال کرنے والا اسے عطا فرما دیا جائے؟ ہے کوئی مبتلائے مصائب کہ اس کے مصائب دور فرما دئے جائیں؟ ''فَلَا یَبْقٰی مُسْلِمٌ یَدْعُوْ بِدَعْوَةٍ اِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهٗ اِلَّا زَانِیَةً تَسْعٰی بِفَرْجِهَا اَوْعَشَّارًا '' پھر کوئی مسلمان ایسا باقی نہیں رہ جاتا کہ اس نے کوئی دعا کی ہو اور اللہ عزوجل نے اسے قبول نہ فرمالیا ہو سوائے زانیہ عورت کے جو اپنی شرمگاہ (بدکاری کے لئے) لئے پھرتی ہو اور (ناجائز) ٹیکس وصول کرنے والے کے۔ اور ایک اور روایت میں ہے کہ (فرمایا) '' اِنَّ اللّٰهَ یَدْنُوْ مِنْ خَلْقِهٖ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّسْتَغْفِرُ اِلَّا لِبَغِیٍّ بِفَرْجِهَا اَوْعَشَّارٍ '' (آدھی رات کو) اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے قریب ہو جاتا ہے اور جو بھی مغفرت طلب کرتا ہے اس کی مغفرت فرما دیتا ہے مگر اپنی شرم گاہ کو بدکاری کے لئے پیش کرنے

والی عورت اور (ناجائز) ٹیکس وصول کرنے والے کی مغفرت نہیں فرماتا۔''

اسے امام احمد اور طبرانی نے روایت کیا۔ الفاظ طبرانی کے ہیں۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَلزُّنَاةُ تَشْتَعِلُ وُجُوْهُهُمْ نَارًا '' زانیوں کے چہرے آگ کے ساتھ بھڑکائے جائیں گے۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ اس کی اسناد میں کچھ جرح ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''اَلزِّنَا يُوْرِثُ الْفَقْرَ'' زنا کاری غربت وفقیری لاتی ہے۔ (نہ صرف مالی بلکہ جسمانی بھی)۔

اسے بیہقی نے روایت کیا۔ اس کی اسناد میں ماضی بن محمد راوی ہیں۔

حدیث: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نبی محترم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے آج رات دیکھا کہ دو آدمی (فرشتے بصورت آدمی) میرے پاس آئے اور مجھے ارض مقدسہ (بیت المقدس) کی طرف لے کر چلے۔ اس کے بعد یہاں تک حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر ہم ایک سوراخ کے پاس پہنچے جو تنور کی طرح تھا اور اوپر سے تنگ نیچے سے کھلا تھا۔ اس کے نیچے آگ جل رہی تھی۔ جب آگ بلند ہوتی تو (اس میں جلنے والے) لوگ بھی اوپر آ جاتے کہ باہر نکلنے کے قریب ہو جاتے اور جب آگ بجھنے لگتی تو وہ بھی نیچے لوٹ جاتے۔'' وَفِيْهَا رِجَالٌ وَنِسَآءٌ عُرَاةٌ '' اس میں بے لباس مرد اور عورتیں تھیں۔ الحدیث۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ (فرمایا):۔

'' پھر ہم تنور جیسے ایک سوراخ کے پاس پہنچے۔ راوی فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ فرماتے تھے: اس میں شور شرابہ اور آوازیں تھیں فرماتے ہیں: ہم نے اس کے اندر جھانک کر دیکھا تو اندر ننگے مرد اور عورتیں تھیں۔ اور ان کے نیچے سے شعلے بھڑکتے تھے اور جب یہ شعلے ان تک پہنچتے تھے تو یہ لوگ شور مچاتے تھے۔'' اور اس حدیث کے آخری الفاظ ہیں: ''وَاَمَّا الرِّجَالُ وَالنِّسَآءُ الْعُرَاةُ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ مِثْلِ بِنَاءِ التَّنُّوْرِ فَاِنَّهُمُ الزُّنَاةُ وَالزَّوَانِيْ'' وہ ننگے مرد اور عورتیں جو تنور جیسی عمارت میں جل رہے تھے وہ زنا کار مرد اور زنا کار عورتیں تھیں۔'' بخاری۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ایک مرتبہ میں سو رہا تھا کہ دو (فرشتے بصورت) آدمی میرے پاس آئے اور میرے کندھے پکڑ کر مجھے ایک پہاڑ کے پاس لے آئے جس پر چڑھنا بہت مشکل تھا۔ عرض کرنے لگے: اس پر چڑھیں۔ تو میں نے کہا: میں نہیں چڑھ سکتا۔ بولے: ہم اسے آپ کے لئے آسان کر دیتے ہیں، پھر میں اس پر چڑھ گیا حتی کہ جب پہاڑ کے درمیان میں پہنچا تو اچانک میں نے کچھ سخت آوازیں سنیں۔ میں نے فرمایا: یہ آوازیں کیسی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: یہ دوزخیوں کی چیخ و پکار ہے۔ پھر مجھے آگے لے جایا گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کچھ لوگ اپنی کونچوں کے بل الٹے لٹکے ہوئے ہیں، ان کے جبڑے کاٹے ہوئے ہیں اور جبڑوں سے

خون بہہ رہا ہے۔فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا: مَنْ هٰؤُلَآءِ؟ یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا گیا: یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے روزے وقت سے پہلے ہی افطار کر لیا کرتے تھے۔یہود و نصاری نامراد ہوں۔(یہی لوگ وقت سے پہلے روزے افطار کر لیتے تھے) سلیم راوی کہتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ یہ الفاظ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سنے ہیں یا ان کی اپنی رائے ہے؟ (حضور انور ﷺ نے فرمایا) پھر مجھے آگے لے جایا گیا۔اچانک دیکھا کہ شدید پھٹے پھولے ہوئے کچھ لوگ ہیں، سخت بدبودار ہیں اور انتہائی بدصورت ہیں۔میں نے کہا: یہ کون لوگ ہیں؟ ایک نے جواب دیا: یہ مقتول کفار ہیں۔پھر اس سے آگے لے جایا گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کچھ لوگ ہیں جو سخت پھٹے پھولے ہوئے شدید بدبو چھوڑ رہے ہیں ان کی بدبو گویا بول و براز کی طرح تھی۔میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ کہنے والے نے کہا: یہ زانی لوگ ہیں۔پھر مجھے لے جایا گیا تو میں نے ملاحظہ فرمایا کہ کچھ عورتیں ہیں جن کے پستانوں پر سانپ ڈنگ مار رہے ہیں۔میں نے پوچھا: ان کا کیا حال ہے؟ عرض کی گئی: یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنی اولاد کو اپنا دودھ نہیں پلاتی تھیں۔(جبکہ کوئی مجبوری یا بیماری بھی نہ تھی) اس کے بعد پھر آگے لے جایا گیا تو میں نے دیکھا کہ کچھ بچے ہیں جو دو نہروں کے درمیان کھیل کود رہے ہیں۔پوچھا کہ یہ بچے کون ہیں؟ جواب ملا کہ یہ اہل ایمان کے چھوٹے بچے ہیں (جو چھوٹی عمر میں فوت ہو گئے تھے) پھر مجھے بہت بلندی پر لے جایا گیا۔وہاں میں نے تین اشخاص دیکھے جو اپنی اپنی شراب (طہور) نوش کر رہے تھے۔میں نے پوچھا کہ یہ کون حضرات ہیں؟ میرے ساتھی نے جواب دیا: یہ حضرت جعفر، زید اور ابن رواحہ ہیں (رضی اللہ عنہم جو جنگ موتہ میں شہید ہو گئے تھے) پھر مجھے ایک اور بلندی پر لے جایا گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تین حضرات تشریف فرما ہیں۔میں نے دریافت فرمایا: یہ حضرات کون ہیں؟ ساتھی نے جواب دیا: یہ حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ (علیہم السلام) ہیں اور آپ کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔

اسے ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔یہ الفاظ ابن خزیمہ کے ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اِذَا زَنَى الرَّجُلُ خَرَجَ مِنْهُ الْاِيْمَانُ فَكَانَ عَلَيْهِ كَالظُّلَّةِ فَاِذَا اَقْلَعَ رَجَعَ اِلَيْهِ الْاِيْمَانُ'' جب کوئی آدمی زنا کرتا ہے تو ایمان اس سے نکل جاتا ہے اور اس کے سر کے اوپر سائبان کی طرح کھڑا ہو جاتا ہے۔پھر جب یہ آدمی اس حرکت سے رک جاتا ہے تو ایمان اس کی طرف لوٹ آتا ہے۔

اسے ابو داود، ترمذی، بیہقی اور حاکم نے روایت کیا۔یہ الفاظ ابو داود کے ہیں۔حاکم کے الفاظ یہ ہیں:

''مَنْ زَنٰى اَوْ شَرِبَ الْخَمْرَ نَزَعَ اللّٰهُ مِنْهُ الْاِيْمَانَ كَمَا يَخْلَعُ الْاِنْسَانُ الْقَمِيْصَ مِنْ رَّاْسِهٖ'' جب کوئی شخص زنا کرتا ہے یا شراب پیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ایمان کھینچ لیتا ہے جس طرح انسان اپنے سر سے قمیص کھینچ کر اتار لیتا ہے۔

اور بیہقی کی ایک روایت میں یوں ہے: ''اِنَّ الْاِيْمَانَ سِرْبَالٌ يُسَرْبِلُهُ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ فَاِذَا زَنَى الْعَبْدُ نَزَعَ مِنْهُ سِرْبَالَ الْاِيْمَانِ فَاِنْ تَابَ رُدَّ عَلَيْهِ'' بے شک ایمان ایک لباس ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے پہناتا ہے۔جب بندہ زنا

کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ایمان کا لباس اتار لیتا ہے اب اگر بندہ توبہ کر لے تو یہ لباس ایمان اسے واپس کر دیا جاتا ہے''۔

حدیث: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ایک آدمی پیش کیا گیا جس نے شراب پی ہوئی تھی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! وقت آ چکا ہے (دین اسلام ظاہر ہو چکا ہے) کہ تم اللہ کی حدیں (توڑنے سے) باز رہو۔ جو بندہ اس ناپاک چیز کو پی بیٹھے تو اسے اللہ کے ستر میں چھپانا چاہیے (اللہ سے معافی مانگے اور سچی توبہ کرے) کیونکہ اگر اس کا یہ جرم ہمارے سامنے ظاہر ہو گیا تو ہم اس پر اللہ کی کتاب قائم فرمائیں گے۔ اور آپ ﷺ نے یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی: وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ (فرقان:68) ترجمہ: یعنی اور (اللہ کے نیک بندے وہ ہیں) جو اللہ کے ساتھ کسی معبود کی عبادت نہیں کرتے اور نہیں قتل کرتے کسی جان کو جسے قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے اور نہیں زنا کاری کرتے ہیں) اور فرمایا: ''قُرِنَ الزِّنَا مَعَ الشِّرْكِ'' ''زنا شرک کے قریب کیا گیا ہے۔ نیز فرمایا: ''وَلَا يَزْنِي الزَّانِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ'' کوئی شخص مومن ہوتے زنا نہیں کر سکتا۔

اسے رزین نے ذکر کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک عابد بہت عبادت گذار تھا۔ اس نے اپنے عبادت خانے میں ساٹھ برس تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ پھر ایک مرتبہ بارش ہوئی تو زمین سرسبز و شاداب ہو گئی۔ عابد نے عبادت خانے سے باہر جھانکا (اور دنیا کی رونق دیکھی) تو کہنے لگا: اگر میں باہر نکلوں، اور (زمین کی بہاریں دیکھ کر) اللہ کا ذکر کروں تو میری نیکی میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ لہٰذا وہ عبادت گاہ سے نیچے اتر آیا۔ اس کے پاس ایک یا دو روٹیاں تھیں۔ جب وہ زمین میں چہل قدمی کر رہا تھا تو اسے ایک عورت ملی۔ عابد اس عورت سے اور وہ عورت اس سے گفتگو کرنے لگی پھر نوبت ایں جا رسید کہ عابد اس عورت کے ساتھ زنا کر بیٹھا۔ پھر (جب غلطی کا احساس شدید ہوا تو) اس پر غشی طاری ہو گئی۔ اس کے بعد وہ ایک تالاب پر غسل کرنے کے لئے پہنچا تو ایک سائل اس کے پاس آ کر سوال کرنے لگا۔ عابد نے اشارہ کیا کہ دونوں روٹیاں لے لے۔ پھر اس کی موت واقع ہو گئی۔ تو (قبر میں) اس کی ساٹھ سالہ عبادت اس ایک مرتبہ کے زنا کے ساتھ تولی گئی تو وہ زنا اس کی نیکیوں سے بھاری ہو گیا۔ (یعنی زنا اس قدر بڑا گناہ ہے کہ ساٹھ سال کی عبادت لے ڈوبا۔ اور اسی بات کے اظہار کے لئے یہ حدیث یہاں ذکر فرمائی گئی ہے) پھر اس کی وہ ایک دو روٹیاں (جو اس نے سائل کو دی تھیں) اس کی نیکیوں کے ساتھ رکھی گئیں تو اس کی نیکیاں وزنی ہو گئیں (گناہ ہلکے ہو گئے) اور اس کی مغفرت فرما دی گئی۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ (یہ حدیث صدقہ کے باب میں گذر چکی ہے)۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین افراد ہیں کہ بروز

قیامت اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ کلام نہیں فرمائے گا، نہ انہیں (گناہوں سے) پاک فرمائے گا اور نہ ہی ان کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ نمبر 1 بوڑھا زانی، نمبر 2 جھوٹا بادشاہ اور نمبر 3 متکبر فقیر۔

اسے مسلم اور نسائی نے روایت فرمایا۔ طبرانی نے بھی اسے اوسط میں روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ ہیں: ''لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِلَی الشَّیْخِ الزَّانِیْ وَلَا الْعَجُوْزِ الزَّانِیَۃِ'' ''قیامت کے روز اللہ تعالیٰ بوڑھے زانی اور بوڑھی زانیہ کی طرف نظر عنایت نہیں فرمائے گا''۔

حدیث: یہ بھی انہیں (حضرت ابوہریرہ) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چار شخصوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ دشمنی رکھتا ہے۔ (وہ یہ ہیں) نمبر 1 جھوٹی قسمیں کھانے والا تاجر، نمبر 2 تکبر کرنے والا بھکاری، نمبر 3 زنا کرنے والا بوڑھا اور نمبر 4 ظلم کرنے والا حکمران۔

اسے نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ (اسی مضمون کی احادیث حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے بزار نے جید اسناد کے ساتھ، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ابن حبان و حاکم نے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے طبرانی نے روایت کی ہیں)۔

حدیث: جناب رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسکین متکبر، بوڑھا زانی اور اللہ کے سامنے اپنی نیکیوں پر فخر کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔

اسے طبرانی نے بروایت صباح بن خالد بن ابی امیہ عن رافع روایت کیا۔ صباح تک راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جب کہ ہم اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔ تو فرمایا: پھر حدیث بیان کرتے ہوئے راوی یہاں تک پہنچے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: والدین کی نافرمانی سے بچتے رہو کیونکہ جنت کی خوشبو ایک ہزار سالہ راہ سے سونگھی جا سکے گی مگر اللہ کی قسم، والدین کا نافرمان، قطع رحمی کرنے والا، بوڑھا زانی اور ازراہِ تکبر اپنا تہبند گھسیٹ کر چلنے والا جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ پائیں گے۔ ''اِنَّمَا الْکِبْرِیَآءُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ'' ''کبریائی تو فقط اللہ رب العالمین ہی کو زیبا ہے۔ طبرانی۔

حدیث: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نبی دو جہاں ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''اِنَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَالْاَرْضِیْنَ السَّبْعَ لَیَلْعَنَّ الزَّانِیَ وَ اِنَّ فُرُوْجَ الزُّنَاۃِ لَیُؤْذِیْ اَھْلَ النَّارِ نَتْنُ رِیْحِھَا'' ''ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں زانی پر لعنت کرتی ہیں۔ اور زانیوں کی شرمگاہوں کی بدبو اہل دوزخ کو بھی اذیت میں مبتلا کر دے گی۔ بزار۔

حدیث: ابن ابی الدنیا اور خرائطی وغیرہما سے عبدالسلام بن شداد ابو طالوت کی حدیث مروی ہے۔ انہوں نے اسے غزوان بن جریر سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں پر ایک بدبودار ہوا چلائی جائیگی یہاں تک کہ ہر نیک و بد اس سے اذیت اٹھائے گا۔ جب وہ انتہا

کو پہنچ جائیگی تو ایک منادی اہل محشر کو اپنی آواز سنا کر پکارے گا: جانتے ہو یہ ہوا کیسی ہے جس نے تمہیں مبتلائے اذیت کر رکھا ہے؟ کہیں گے: ہمیں معلوم نہیں اللہ کی قسم، مگر یہ ہم پر انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ تو انہیں بتایا جائے گا۔ "اَلَا اِنَّهَا رِيْحُ فُرُوْجِ الزُّنَاةِ الَّذِيْنَ لَقُوا اللّٰهَ بِزِنَاهُمْ وَلَمْ يَتُوْبُوْا مِنْهُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ بِهِمْ وَلَمْ يَذْكُرْ عِنْدَ الصَّرْفِ بِهِمْ جَنَّةً وَّلَا نَارًا" سن لو! یہ زانیوں کی شرمگاہوں کی ہوا ہے جو اللہ سے اپنے زنا (کے گناہ) کو لئے ہوئے ملے ہیں اور توبہ بھی نہ کی تھی۔ پھر اللہ انہیں نظر انداز فرما دے گا اور نظر انداز فرماتے وقت جنت اور دوزخ کا ذکر تک نہ کرے گا۔

حدیث: حضرت راشد بن سعد مقرائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں کچھ لوگوں کے پاس سے گذرا جن کے چمڑے آگ کی قینچیوں کے ساتھ کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے پوچھا: اے جبریل! (علیہ السلام) یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: یہ وہ لوگ ہیں جو خوبصورتی کے لئے بناؤ سنگار کرتے تھے۔ پھر میں ایک اندھیرے کنوئیں کے قریب سے گذرا جس سے سخت بدبو اٹھ رہی تھی۔ میں نے اس میں سخت آوازیں سنیں۔ تو پوچھا کہ اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ وہ بولے: یہ آپ کی امت کی وہ عورتیں ہیں۔ جو خوبصورتی کے لئے (لوگوں کو دکھانے کی خاطر) زیب و زینت (MAKEUP) کیا کرتی تھیں۔ اور وہ فعل کرتی تھیں جو ان کے لئے حلال نہیں تھے۔

اسے طبرانی نے ایک حدیث میں روایت کیا ہے جو غیبت کے باب میں انشاء اللہ آ رہی ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اَلْمُقِيْمُ عَلَى الزِّنَا كَعَابِدِ وَثَنٍ" زنا کاری پر قائم رہنے والا (ہمیشہ کرنے والا اور حلال جاننے والا) بت پرست کی مثل (کافر) ہے۔

اسے خرائطی وغیرہ نے روایت کیا۔

حدیث: ام المومنین سیدتنا میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: میری امت اس وقت تک ہمیشہ بھلائی پر رہے گی جب تک کہ ان میں زنا کی اولاد عام نہ ہو جائے گی "فَاِذَا فَشَا فِيْهِمْ وَلَدُ الزِّنَا فَاَوْشَكَ اَنْ يَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ" جب زنا کی اولاد عام ہو جائے گی تو ہو سکتا ہے اللہ ان پر اپنا عذاب عام کر دے۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ اسکی اسناد حسن ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اِذَا ظَهَرَ الزِّنَا وَالرِّبَا فِيْ قَرْيَةٍ فَقَدْ اَحَلُّوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَذَابَ اللّٰهِ" جب کسی بستی میں زنا اور سود عام ہو گیا تو اہل بستی نے اپنی جانوں پر اللہ کا عذاب حلال کر لیا۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ (حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ابو یعلی نے بھی جید اسناد

کے ساتھ اسی طرح کی ایک حدیث روایت کی ہے)

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اللہ کے نزدیک کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ ارشاد فرمایا: یہ کہ تم اللہ کیلئے کسی کو شریک ٹھہراؤ حالانکہ وہ تمہارا خالق ہے۔ میں نے عرض کیا: یہ تو واقعی بہت بڑا گناہ ہے، پھر اس کے بعد سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ فرمایا؛ یہ کہ تم اس ڈر سے اپنی اولاد کو مار ڈالو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائیگی۔ میں نے عرض کیا: پھر اس کے بعد کون سا؟ فرمایا: یہ کہ تم اپنے ہمسائے کی بیوی کے ساتھ بدکاری کرو۔ (یہ برائی تو کسی سے بھی جائز نہیں پھر ہمسایہ تو نیک سلوک کا حق دار ہے۔ اس کی بیوی سے یہ حرکت تو انتہائی بددیانتی ہے)

اسے بخاری، مسلم، ترمذی ونسائی نے روایت کیا۔ ترمذی اور نسائی کی روایت میں ہے کہ۔'' اور حضور انور ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۙ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۞ (الفرقان)

ترجمہ:'' اور وہ (رحمٰن کے بندے) وہ ہیں جو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کی عبادت نہیں کرتے اور نہ کسی جان کو قتل کرتے ہیں جس کا قتل اللہ نے حرام کر دیا ہے اور نہ زنا کرتے ہیں۔ اور جو شخص یہ جرم کرے، وہ ان کی سزا پائے گا۔ اس کا عذاب قیامت کے دن دوگنا کر دیا جائے گا اور وہ ذلیل وخوار ہو کر ہمیشہ اس میں (1) رہے گا''۔

حدیث: حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب (رضی اللہ عنہم) سے دریافت فرمایا: زنا کے متعلق تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے عرض کی: حرام ہے، اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ نے اسے حرام فرمایا ہے اور یہ یوم قیامت تک حرام ہی رہے گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''لَاَنْ يَّزْنِيَ الرَّجُلُ بِعَشْرِ نِسْوَةٍ اَيْسَرُ عَلَيْهِ مِنْ اَنْ يَّزْنِيَ بِامْرَاَةِ جَارِهٖ'' کسی مرد کا دس عورتوں سے زنا کرنا، اپنے ہمسائے کی عورت کے ساتھ زنا کرنے سے (گناہ میں) ہلکا ہے۔

اسے امام احمد اور طبرانی نے کبیر واوسط میں روایت کیا۔ امام صاحب کی روایت کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: اپنے ہمسائے کی عورت کے ساتھ زنا کرنے والے کی طرف قیامت کے روز اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہیں فرمائے گا اور نہ اسے پاک فرمائے گا۔ ارشاد فرمائے گا'' اُدْخُلِ النَّارَ مَعَ الدَّاخِلِيْنَ'' دوزخ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ تو بھی اس میں داخل ہو جا۔

اسے ابن ابی الدنیا اور خرائطی وغیر ہمانے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو ایسی عورت کے بستر پر

1۔ آیت مبارکہ میں ان تینوں گناہوں کا بیان ہے جنہیں سرور عالم ﷺ نے ترتیب وار گناہ بائے عظیم قرار دیا یعنی اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا، قتل نفس اور زنا۔ (مترجم)

بیٹھا جس کا شوہر غائب ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک اژدھا مقرر فرمادے گا (جو اس کو ڈستا رہے گا)

اسے طبرانی نے اوسط اور کبیر میں بروایت ابن لہیعہ روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے اس حدیث کو مرفوع کرتے ہوئے فرمایا۔ اس شخص کی مثال جو ایسی عورت کے بستر پر بیٹھے جس کا شوہر غائب ہو، اس آدمی کی طرح ہے جس کو قیامت کے روز کے سیاہ ناگوں میں سے کوئی ناگ ڈنک مارے۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہاد پر جانے والوں کی عورتوں کی عزت پیچھے رہنے والوں پر ان کی ماؤں کی عزت کی مثل ہے۔ وہ شخص جسے جہاد پر جانے والوں میں سے کسی نے اپنے اہل وعیال میں پیچھے چھوڑا، پھر اس (پیچھے رہنے والے) نے اس کے اہل میں بددیانتی کی تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے روز کھڑا کرے گا پھر مجاہد اس کی نیکیاں جتنی چاہے گا لے لے گا حتی کہ راضی ہو جائے گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے؟

اسے مسلم اور ابوداود نے روایت کیا۔ مگر ابوداود کے الفاظ میں اس طرح ہے کہ "قیامت کے دن اسے ایک جگہ ٹھہرایا جائے گا پھر (مجاہد سے) ارشاد ہوگا یہ ہے تیرے اہل وعیال میں پیچھے رہنے والا، اب تو جتنی چاہے اس کی نیکیاں لے لے۔"

اور نسائی نے بھی اسے ابوداود کی مثل روایت کیا ہے۔ اور یہ الفاظ زائد کئے۔

"اَتَرَوْنَ یَدَعُ لَہٗ مِنْ حَسَنَاتِہٖ شَیْئًا" تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ اس کی کوئی نیکی چھوڑ دے گا؟"

فصل

شرم گاہ کی حفاظت

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: سات (خوش نصیب) افراد وہ ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سائے (رحمت) میں جگہ دے گا جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی اور سایہ نہیں ہوگا۔ (وہ سات حضرات یہ ہیں) عدل وانصاف کرنے والا حکمران، وہ جوان جو اللہ عزوجل کی عبادت کرتے ہوئے بڑا ہوا، وہ آدمی جس کا دل مسجدوں کے ساتھ لٹکا ہوا ہو۔ وہ دو شخص جو محض اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہوں، اسی کی محبت کے لئے ملتے ہوں اور اسی کی محبت میں جدا ہوتے ہوں۔ '' وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ '' وہ مرد جسے کسی جاہ ومرتبہ والی حسین عورت نے دعوت گناہ دی ہو اور اس نے کہہ دیا ہو: میں اپنے اللہ سے ڈرتا ہوں۔ وہ بندہ جو صدقہ دیتا ہے تو اس طرح چھپا کر دیتا ہے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہیں ہوتی کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔ اور وہ آدمی جو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور اس کی آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ (کہ تنہائی میں ذکر اللہ ریاء سے پاک ہوتا ہے)

اسے امام بخاری ومسلم نے روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک حدیث بیان فرماتے ہوئے سنا۔ میں نے یہ حدیث ایک دو مرتبہ حتی کہ سات مرتبہ نہیں سنی بلکہ اس سے بھی زیادہ مرتبہ سنی ہے۔ میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے تھے: بنی اسرائیل میں ایک معذور شخص تھا جو اپنے آپ کو کسی گناہ کے عمل سے نہیں بچایا کرتا تھا (ایک دفعہ) ایک عورت اس کے پاس آئی، اس نے عورت کو ساٹھ دینار اس شرط پر دیئے کہ اس کے ساتھ صحبت کرے گا۔ جب اس نے عورت کو ہاتھ لگانا چاہا تو وہ کانپنے اور رونے لگی۔ اس نے کہا: کیوں روتی ہے؟ عورت بولی: اس لئے کہ یہ وہ کام ہے جو میں نے کبھی نہیں کیا۔ اور آج اپنی ضرورت کی وجہ سے اس پر مجبور ہوگئی ہوں۔ کہنے لگا: تو یہ (کانپنا، رونا) اللہ کے خوف سے کر رہی ہے۔ تو (میں مرد ہوں) مجھے تجھ سے زیادہ اللہ کا خوف کرنا چاہیے۔ جا چلی جا اور جو کچھ میں تجھے دے چکا ہوں وہ بھی لے جا۔ اور تجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی آج کے بعد میں اس کی کبھی نافرمانی نہیں کروں گا۔ پھر وہ اس رات کو فوت ہو گیا۔ صبح اس کے دروازے پر لکھا ہوا تھا، ''اِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لِلْكِفْلِ فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْ ذَالِكَ '' بے شک اللہ تعالیٰ نے اس معذور کی مغفرت فرما دی ہے۔ تو لوگ یہ دیکھ کر بہت متعجب ہوئے۔ (کہ ایسا گناہگار! اور مغفرت ہوگئی! انہیں اس کے اس عمل کی خبر نہ تھی)

اسے ترمذی، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اور حاکم نے

کہا: صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: تم سے پہلے لوگوں میں سے تین آدمی کہیں سفر پر نکلے حتیٰ کہ سفر کرتے ہوئے رات کو پناہ لینے کی غرض سے ایک غار کے پاس پہنچے اور اندر داخل ہو گئے۔ پہاڑ پر سے ایک بڑا پتھر گر پڑا جس نے غار کا منہ بند کر دیا۔ (اب تو بہت گھبرائے) آپس میں کہنے لگے: اب تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہارا اپنے نیک اعمال کے وسیلے سے دعا کرنا ہی تمہیں اس پتھر سے نجات دلا سکتا ہے۔ اس کے بعد راوی نے یہاں تک حدیث بیان کی کہ (پہلے دو شخصوں نے اپنے اعمال کے وسیلے سے دعائیں کیں اور پتھر تھوڑا تھوڑا سرکتا گیا) آخری شخص نے یہ دعا کی: اے ہمارے پروردگار! میری ایک چچازاد تھی جو مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب تھی۔ میں نے (ایک دفعہ) اس سے اپنی خواہش نفس پوری کرنی چاہی تو اس نے مجھے روک دیا۔ یہاں تک کہ ایک سال قحط نے اسے ستایا تو میرے پاس آئی۔ میں نے اسے ایک سو بیس دینار دیئے اس شرط پر کہ میرے ساتھ تنہائی میں آئے اور مجھے اپنے جسم پر اختیار دے۔ وہ میری بات مان گئی۔ حتیٰ کہ جب میں نے اس پر قابو پالیا تو کہنے لگی: تیرے لئے حلال نہیں کہ تو سوائے حق (نکاح) کے میرے ساتھ ایسا کام کرے۔ تو میں اس گناہ میں پڑنے سے باز آ گیا۔ اور اسے چھوڑ کر چل دیا حالانکہ وہ مجھے سب لوگوں سے زیادہ پیاری تھی۔ وہ سونا (ایک سو بیس دینار) جو میں اسے دے چکا تھا وہ چھوڑ دیا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ تیری خوشی کی خاطر کیا تھا (تو جانتا ہے) تو ہمیں اس مصیبت سے نکال دے۔ تو اس کی دعا پر پتھر غار کے منہ سے ہٹ گیا۔ الحدیث۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا۔ مکمل حدیث باب اخلاص میں (پہلی جلد کی پہلی حدیث) گذر چکی ہے۔ نیز ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور ان شاء اللہ والدین کے ساتھ احسان کے باب میں بھی آ رہی ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے قریش کے نوجوانو! اپنی پارسائی کی حفاظت کرو اور زنا مت کرو۔ ''اَلَا مَنْ حَفِظَ فَرْجَهٗ فَلَهُ الْجَنَّةُ'' یاد رکھو! جس نے اپنی شرم گاہ کی حفاظت کی، اس کیلئے جنت ہے۔ اسے حاکم اور بیہقی نے روایت کیا۔ اور حاکم نے فرمایا: یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط پر صحیح ہے۔ اور بیہقی کی ایک روایت میں ہے کہ (فرمایا:) ''یَا فِتْیَانَ قُرَیْشٍ لَا تَزْنُوْا فَاِنَّهٗ مَنْ سَلِمَ لَهٗ شَبَابُهٗ دَخَلَ الْجَنَّةَ'' اے قریشی جوانو! زنا مت کرنا کیونکہ جس کی جوانی (گناہوں میں آلودہ ہونے سے) محفوظ رہی، وہ جنت میں داخل ہو گا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا فرمان شریف ہے: جب عورت پانچوں نمازیں پڑھے، اپنی پارسائی کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی فرماں برداری کرے تو ''دَخَلَتْ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ'' جنت کے جس دروازے سے چاہے گی داخل ہو جائیگی۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''مَنْ يَضْمَنْ لِيْ مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ تَضَمَّنْتُ لَهُ بِالْجَنَّةِ'' جو شخص مجھے اپنے دونوں جبڑوں کے درمیان والی چیز (زبان) اور دونوں پاؤں کے درمیان والی شے (شرم گاہ) کی حفاظت کی ضمانت دے، میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

اسے بخاری اور ترمذی وغیرہما نے روایت کیا۔ الفاظ بخاری کے ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جسے اللہ نے اس کے جبڑوں کے درمیانی چیز کی شرارت سے اور پاؤں کے درمیان والی چیز کے شر سے بچالیا، وہ جنت میں داخل ہوا۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ حَفِظَ مَا بَيْنَ فَقْمَيْهِ وَ فَخِذَيْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ'' جس نے اپنے جبڑوں اور رانوں کے درمیان والی چیزوں (زبان وشرم گاہ) کی حفاظت کی، جنت میں داخل ہو گیا۔

اسے طبرانی نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (اسی معنی کی ایک اور حدیث ابو یعلیٰ اور طبرانی نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے۔ دونوں کے راوی ثقہ ہیں)۔

حدیث: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم مجھے اپنی جانوں کی طرف سے چھ چیزوں کی ضمانت دو، میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ ''اُصْدُقُوْا اِذَا حَدَّثْتُمْ'' جب بات کرو تو سچی بات کرو۔ ''وَاَوْفُوْا اِذَا وَعَدْتُمْ'' جب وعدہ کرو تو پورا کرو۔ ''وَاَدُّوْا اِذَا ائْتُمِنْتُمْ'' جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو اسے ادا کرو۔ ''وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَكُمْ'' اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو۔ ''وَ غُضُّوْا اَبْصَارَكُمْ'' اپنی نظریں نیچی رکھو۔ ''وَكُفُّوْا اَيْدِيَكُمْ'' اور اپنے ہاتھوں کو (دوسروں پر زیادتی کرنے سے) روکو۔

اسے امام احمد، ابن ابی الدنیا، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

ترہیب

قوم لوط کا(1) عمل، چار پاؤں سے بدفعلی اور عورت کے ساتھ غیر فطری عمل، عورت اپنی بیوی ہو یا اجنبیہ

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جن چیزوں سے میں اپنی امت پر خوف کھاتا ہوں، ان میں سب سے خوفناک قوم لوط کا سا عمل ہے۔

اسے ابن ماجہ، ترمذی اور حاکم نے روایت کیا۔ امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن غریب ہے اور حاکم نے کہا صحیح الاسناد ہے۔

1۔ حضرت لوط علیہ السلام اللہ کے پیغمبر تھے جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔ انہیں ایک ایسی قوم کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا گیا تھا جو انتہائی کمینی خصلتیں رکھتی تھی۔ ان میں سے سب سے ذلیل وقبیح خصلت یہ تھی کہ لڑکوں کے ساتھ بدکاری کرتی تھی اور اس پر شرمندہ ہونے کی بجائے فخر کیا کرتی تھی۔ یہ قوم دریائے اردن کی ترائی میں ملک شام کے جنوب میں آباد تھی اور اس کا پایہ تخت سدوم تھا۔ یہ بڑا زرخیز اور سرسبز وشاداب علاقہ تھا، میلوں تک پھل دار درختوں کے سلسلے چلے جاتے تھے۔ جب اس بدنصیب قوم نے پیغمبر کی نافرمانی کی اور اپنی اس عادت بد سے باز نہ آئی تو خدا کا عذاب آیا جس نے اس قوم اور اس کے شہروں کا نام ونشان صفحۂ زمین سے مٹا دیا۔ قرآن حکیم نے عبرت کے لئے اس کی تباہی کا حال جابجا بیان فرمایا ہے۔

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْیَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ یَّتَطَهَّرُوْنَ ۝ فَاَنْجَیْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ۝ وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا ؕ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِیْنَ ۝ (اعراف)

''اور ہم نے لوط علیہ السلام کو بھیجا، جب انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ کیا تم ایسی بے حیائی کا کام کرتے ہو جو تم سے پہلے سارے جہانوں میں کسی نے نہیں کیا۔ بے شک تم عورتوں کو چھوڑ کر شہوت رانی کے لئے مردوں کے پاس جاتے ہو۔ بلکہ تم حد سے گذر جانے والی قوم ہو۔ اور آپ کی اس قوم کے پاس کوئی جواب نہ تھا سوائے اس کے کہ کہنے لگے: انہیں (حضرت لوط علیہ السلام اور آپ کے مسلمان ساتھیوں کو) اپنی بستی سے باہر نکال دو، یہ لوگ بڑے پاکباز بنے پھرتے ہیں۔ (پھر ان پر عذاب نازل ہوا) تو ہم نے ان (لوط علیہ السلام) کو اور ان کے گھر والوں کو بچا لیا۔ سوائے ان کی بیوی کے (کہ وہ اس قوم کی ہمنوا مخبر اور کافرہ تھی) وہ ہو گئی پیچھے رہ جانے (عذاب کا شکار ہو جانے) والوں میں سے۔ اور ہم نے ان پر (آگ اور پتھروں کا) مینہ برسایا۔ تو (اے مخاطب!) دیکھ کیسا انجام (عبرت ناک) ہوا ان مجرموں کا''۔

(اس قوم کی تباہی کا زمانہ اندازاً ۲۰۶۱ قبل مسیح ہے) اس قوم کی تباہی وبربادی کی مزید تفصیلات درکار ہوں تو محولہ ذیل آیات اور ان کی تفسیر دیکھ لی جائے۔ (ہود: 77 تا 83، حجر: 61 تا 79، انبیاء: 73 تا 74، شعراء: 160 تا 175، عنکبوت: 28 تا 35، نمل: 54 تا 58) یاد رہے کہ اگر کسی شخص کا کسی مرد کے ساتھ یہ غیر فطری عمل ثابت ہو جائے اور مفعول کی رضا بھی ثابت ہو تو حاکم اسلام دونوں کو قتل کرا دے گا۔ اس کے ثبوت کے لئے زنا کی طرح چار گواہوں کی چشم دید گواہی کی ضرورت نہیں بلکہ دو گواہ یا فاعل ومفعول کا ایک بار اقرار کافی ہوگا۔ اگر اپنی بیوی کے ساتھ ایسا فعل کیا تو اگرچہ یہ حرام مگر اس کی یہ سزا نہیں ہو گی۔ اگر غیر عورت کے ساتھ یہ فعل بد کیا تو چونکہ یہ نہ زنا ہے نہ قوم لوط کا عمل اس لئے اس کی سزا حاکم کی صواب دید پر ہے۔ اور اگر چارپائے کے ساتھ کیا تو مرد کو بھی اور چار پائے کو بھی مار دیا جائے گا۔ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ سب تعزیریں ہیں حدود نہیں اسی لئے علمائے امت میں اختلاف رہا ہے کہ بعض نے ایسا فعل کرنے والے کو قتل کرا دیا، بعض نے جلوا دیا۔ بعض نے شادی شدہ کو رجم کا حکم دیا اور غیر شادی شدہ کو سوکوڑے لگوائے۔ اور بعض نے قتل کروانے کے بعد اس کی نعش کو جلوایا۔ حافظ منذری نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق، علی مرتضی، عبداللہ بن زبیر اور ہشام بن عبدالملک رضی اللہ عنہم نے اپنے اپنے دورِ خلافت میں لواطت کے مرتکب کو جلوایا تھا۔ بہرکیف ایسے مجرم کیلئے کسی کے نزدیک رعایت نہیں ہے۔ (مترجم)

حدیث: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نبی انور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جوقوم (کتاب وسنت پر عمل کے) عہد کو توڑ دیتی ہے، اس میں خانہ جنگی شروع ہو جاتی ہے۔ جب کسی قوم میں فحاشی (زنا ولواطت وغیرہ) عام ہو جائے تو اس پر اللہ تعالیٰ موت مسلط کر دیتا ہے۔ اور جو قوم زکوۃ دینا چھوڑ دیتی ہے، اس پر بارش کا برسنا روک لیا جاتا ہے۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے۔ (علاوہ ازیں اسے ابن ماجہ، بزار اور بیہقی نے بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے)

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ وعنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب (مسلمانوں کی حکومت میں) ذمیوں (غیر مسلم جورعایا بن کر رہ رہے ہوں) پر ظلم ہونے لگے گا تو حکومت دشمنوں کے پاس چلی جائے گی، جب زنا عام ہو جائے گا تو بہت زیادہ لوگ قیدی بنا لئے جائیں گے۔'' وَاِذَا كَثُرَ اللُّوطِيَّةُ رَفَعَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يَدَهُ عَنِ الْخَلْقِ اور جب لواطت بہت ہو جائیگی تو اللہ عزوجل اپنا ہاتھ (رحمت) مخلوق سے اٹھا لے گا۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ اس کی اسناد میں عبدالخالق بن زید بن واقد ہیں جو ضعیف ہیں مگر متروک نہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے سات افراد پر ساتوں آسمانوں کے اوپر سے لعنت فرمائی ہے۔ ان میں سے ہر ایک پر تین دفعہ لعنت کو لوٹایا ہے اور ہر ایک پر ایسی لعنت بھیجی ہے جو اس کے لئے کافی ہو۔ فرمایا: لعنتی ہے وہ شخص جو قوم لوط والا کام کرے، لعنتی ہے وہ شخص جو قوم لوط والا کرے، لعنتی ہے وہ شخص جو قوم لوط والا کام کرے۔ لعنتی ہے وہ بندہ جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرے، لعنتی ہے وہ انسان جو جانوروں کے ساتھ بدکاری کرے۔ لعنتی ہے وہ آدمی جو اپنے ماں باپ کی نافرمانی کرے۔ لعنتی ہے وہ جو اپنے نکاح میں ماں بیٹی کو جمع کرے۔ لعنتی ہے وہ شخص جو زمین کی حدیں تبدیل کرے۔ لعنتی ہے وہ غلام جو خود کو اپنے آقا کے سوا کسی اور کی طرف منسوب کرے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں سوائے محرز بن ہارون تیمی کے۔ (حاکم نے بھی اسے روایت کیا اور صحیح الاسناد کہا)

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو غیر اللہ کے نام پر (جانور) ذبح کرے، اللہ نے لعنت کی ہے اس آدمی پر جو (کسی کی زمین اپنی زمین میں شامل کر لینے کے لئے) زمین کی حدود تبدیل کرے، لعنت بھیجی اللہ کریم نے اس بندے پر جو کسی نابینا کو رستے سے بھٹکائے۔ لعنت کی ہے اللہ نے اس پر جو اپنے والدین کو گالی دے۔ اللہ نے لعنت کی ہے اس غلام پر جو اپنے آقا کو چھوڑ کر کسی اور کو آقا بنا لے۔'' وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ قَالَهَا ثَلَاثًا فِيْ عَمَلِ قَوْمِ لُوْطٍ '' اور لعنت فرمائی ہے اللہ نے اس شخص پر جو قوم لوط والا عمل کرے۔ آپ ﷺ نے قوم لوط والے عمل کے بارے میں یہ جملہ تین مرتبہ دہرایا۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے روایت کیا۔نسائی کے ہاں آخری جملہ تکرار کے ساتھ ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی محترم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چار افراد ہیں جو صبح اللہ کے غضب کے ساتھ کرتے ہیں اور شام اللہ کی ناراضگی کے ساتھ۔میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) وہ کون ہیں؟ فرمایا نمبر 1 عورتوں کے ساتھ مشابہت کرنے والے مرد اور نمبر 2 مردوں کے ساتھ (چال ڈھال، لباس وگفتار وغیرہ میں) مشابہت کرنے والی عورتیں، نمبر 3 وہ شخص جو جانوروں کے ساتھ بدفعلی کرائے اور نمبر 4 وہ جو مرد کے ساتھ بدکاری کرے۔

اسے طبرانی نے اور بیہقی نے بطریق محمد بن سلام خزاعی روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " مَنْ وَجَدْتُمُوْهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهٖ " جسے تم قوم لوط والا عمل کرتے ہوئے پاؤ تو فاعل اور مفعول (بشرطیکہ یہ راضی ہو اس عمل کے کروانے پر) دونوں کو قتل کر دو۔

اسے ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: ابوداود نے اوپر والی حدیث کی اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی، وہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا "مَنْ اَتٰى بَهِيْمَةً فَاقْتُلُوْهُ وَاقْتُلُوْهَا مَعَهٗ " جو شخص کسی چارپائے کے ساتھ بدکاری کرے تو اسے قتل کر دو اور ساتھ ہی اس چارپائے کو بھی مار ڈالو۔(کہ اب اس کا گوشت کھانا جائز نہیں رہا نیز اس کے زندہ رہنے سے فاعل مقتول کی بدنامی ہوگی)

حدیث: اور بیہقی وغیرہ نے بھی مفضل بن فضالہ سے، انہوں نے جریج سے، انہوں نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی انور ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: " اُقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهٖ وَالَّذِىْ يَاْتِى الْبَهِيْمَةَ " فاعل ومفعول دونوں کو قتل کر دو اور جو چارپائے کے ساتھ بدمعاشی کرے اسے بھی قتل کر دو۔

حدیث: ابن ابی الدنیا نے روایت کیا اور بیہقی کے طریق سے جید اسناد کے ساتھ محمد بن منکدر سے مروی ہے کہ (اسلامی افواج کے سپہ سالار اعظم) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا کہ انہوں نے عرب کے کسی علاقے سے ایک مرد پکڑا ہے جس کے ساتھ اسی طرح نکاح کیا جاتا ہے جس طرح عورت کے ساتھ کرتے ہیں۔(اس کو کیا سزا دی جائے؟) اس مسئلے پر غور کرنے کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع کیا ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ وہ گناہ ہے جو ایک امت (لوط علیہ السلام کی قوم) کے سوا کسی نے نہیں کیا۔اور تم جانتے ہی ہو کہ اللہ نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا۔(اس پر عذاب نازل ہوا) میری رائے یہ ہے کہ اسے آگ میں جلا دیں۔اس پر رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی رائے ایسے شخص کو آگ میں جلا ڈالنے پر متفق ہوگئی۔پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے آگ میں جلا دینے کا حکم صادر فرما دیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تین افراد وہ ہیں کہ ان کی "لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کی گواہی بھی مقبول نہیں۔ یعنی (لواطت کا) نمبر 1 کا فاعل اور مفعول، (جنسی تلذذ کی غرض سے دو عورتوں کے ملاپ میں) نمبر 2 فاعلہ اور مفعولہ عورت اور ظالم بادشاہ۔ (جبکہ یہ بدمعاش ان کرتوتوں کو جائز بھی سمجھتے ہوں) یہ حدیث بہت غریب ہے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلٰى رَجُلٍ اَتٰى رَجُلًا اَوِامْرَاَةً فِیْ دُبُرِهَا" اللہ عزَّ وجلّ اس شخص کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا جو مرد کے ساتھ بدکاری کرے یا عورت کے ساتھ پچھلی طرف سے جماع کرے۔

اسے ترمذی، نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ اس مفہوم کی ایک حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ابن ماجہ وبیہقی میں بھی ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ بھی لواطت صغریٰ (چھوٹی) ہے یعنی یہ کہ آدمی اپنی بیوی کے ساتھ اس کے پیچھے کے مقام میں صحبت کرے۔

اسے امام احمد و بزار نے روایت کیا ہے۔ دونوں کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اِسْتَحْيُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِیْ مِنَ الْحَقِّ وَلَا تَاْتُوا النِّسَآءَ فِیْ اَدْبَارِهِنَّ" حیادار بنو، کہ اللہ تعالیٰ حق بیان فرمانے سے شرم نہیں فرماتا۔ اور اپنی عورت کے پاس ان کے پیچھے والے مقام کی طرف سے مت آؤ۔

اسے ابویعلیٰ نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (ابن ماجہ ونسائی کی حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی ودارقطنی کی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کا مفہوم بھی یہی ہے)

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَعَنَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَاْتُوْنَ النِّسَآءَ فِیْ مَحَاشِّهِنَّ" اللہ کی لعنت ہو ان لوگوں پر جو اپنی عورتوں کے پاس پیچھے سے آتے ہیں۔

اسے طبرانی نے بروایت عبدالصمد بن فضل روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "مَنْ اَتَى النِّسَآءَ فِیْ اَعْجَازِهِنَّ فَقَدْ كَفَرَ" جو شخص عورتوں کے پاس پیچھے سے آیا بلاشبہ اس نے کفر کیا۔ (کافروں والا کام کیا یا اگر حلال جانا تو فی الحقیقت کافر ہو گیا۔)

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَلْعُوْنٌ مَنْ اَتَى امْرَاَةً فِي دُبُرِهَا" وہ شخص ملعون ہے جو اپنی عورت کے ساتھ پیچھے سے وطی کرے۔ اسے امام احمد امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

حدیث: یہ بھی انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے حیض (ماہواری) (1) والی عورت کے ساتھ صحبت کی یا عورت کے پاس پیچھے سے آیا یا کسی جادوگر کے پاس گیا اور اس کی تصدیق کی "كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" تو اس نے حضرت محمد ﷺ پر نازل شدہ (شریعت) کا انکار کیا۔

اسے امام احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابوداود نے روایت کیا۔ مگر ابوداود کے الفاظ یوں ہیں: "فَقَدْ بَرِئَ مِمَّا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" بے شک وہ شخص حضرت محمد مصطفٰی ﷺ پر نازل شدہ (احکام) سے الگ ہو گیا۔"

1۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۝ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۪ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۫ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (بقرہ)

ترجمہ: "اے حبیب پاک! (ﷺ) لوگ آپ سے حیض کے متعلق دریافت کرتے ہیں۔ آپ فرما دیں کہ وہ (عورت و مرد دونوں کے لئے) تکلیف دہ ہے۔ لہٰذا حیض کی حالت میں عورتوں سے الگ رہا کرو اور ان کے قریب نہ جایا کرو (صحبت نہ کیا کرو) حتی کہ وہ پاک ہو جائیں۔ پھر جب وہ خوب اچھی طرح پاک ہو جائیں (حیض بند ہو جانے کے بعد غسل کر لیں) تو اب ان کے پاس اللہ کے حکم کے مطابق جاؤ۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور محبت فرماتا ہے خوب صاف ستھرا رہنے والوں سے"۔ (مترجم)

ترہیب

قتل ناحق (1)، جسے اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَآءِ '' قیامت کے روز سب سے پہلے لوگوں کے درمیان خونوں (قتل ناحق) کے متعلق فیصلہ فرمایا جائے گا۔

اسے بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا اور نسائی کے ہاں یہ روایت بھی ہے کہ۔'' (فرمایا) اَوَّلُ مَايُحَاسَبُ عَلَيْهِ الْعَبْدُ الصَّلٰوةُ وَاَوَّلُ مَايُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ فِي الدِّمَآءِ '' (حقوق اللہ میں) بندے سے سب سے پہلے جس چیز کا حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے اور (حقوق العباد میں) سب سے پہلے لوگوں کے درمیان خونوں کا فیصلہ ہو

1۔ آئیں قتل ناحق کے متعلق نصوص قرآنیہ دیکھتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۞ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا ۞ (نساء)

ترجمہ: اور اپنی جانوں کو قتل نہ کرو (نہ خودکشی کرو اور نہ کسی دوسرے کو قتل کرو) بے شک اللہ تم پر بڑا مہربان ہے۔ اور جو شخص ایسا کرے گا۔ سرکشی اور ظلم سے تو ہم اسے آگ میں ڈال دیں گے۔ اور یہ (کسی ظالم وسرکش کو آگ میں ڈالنا) اللہ کے لئے نہایت آسان ہے''۔

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۞ (اسراء)

''اور نہ قتل کرو اس جان کو جسے قتل کرنا اللہ نے حرام کردیا ہے مگر حق کے ساتھ، اور جو ظلماً قتل کردیا جائے تو ہم نے اس (مقتول) کے وارث کو (قصاص کے مطالبے کا) زبردست حق دے رکھا ہے، تو اسے چاہیے کہ (قاتل کو) قتل کرنے میں زیادتی نہ کرے۔ بلاشبہ اس کی مدد ضرور ہوگی''۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۞ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۞ (فرقان)

ترجمہ: اور (اللہ کے پسندیدہ بندے) وہ ہیں جو اللہ کے ساتھ کسی معبود باطل کی پرستش نہیں کرتے اور نہ کسی جان کو قتل کرتے ہیں جس کا قتل اللہ نے حرام فرمادیا ہے مگر حق کے ساتھ۔ اور نہ زنا کرتے ہیں۔ اور جو شخص ایسا کرے گا، اپنے جرم کی سزا پائے گا۔ دوگنا کردیا جائے گا اس کے لئے قیامت کے روز عذاب اور ذلیل وخوار ہوکر ہمیشہ اس میں رہے گا''۔

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْھَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۞ (نساء)

ترجمہ: ''اور جو شخص کسی ایمان والے کو دانستہ قتل کرے (جائز جان کر اور توبہ کئے بغیر مر جائے) تو اس کی سزا جہنم ہے۔ اس میں ہمیشہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہوگا اور اس پر لعنت کرے گا اور اس کے لئے اس نے عذاب عظیم تیار کر رکھا ہے''۔

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ڔ كَتَبْنَا عَلٰي بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا (مائدہ)

''اسی وجہ سے (کہ آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کرکے ایک انتہائی خوفناک جرم کی ابتداء کردی) ہم نے بنی اسرائیل پر (ان کی کتابوں میں) لکھ دیا کہ جس نے کسی انسان کو بغیر قصاص کے یا زمین میں فساد کرنے کے لئے قتل کردیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کردیا۔ اور جس نے کسی انسان کو بچالیا (ناحق قتل ہونے سے) تو گویا اس نے تمام انسانوں کو بچالیا''۔ (مترجم)

نمبر 2۔ حق کے ساتھ قتل یہ ہے کہ قاتل کو قصاص میں قتل کیا جائے۔ شادی شدہ زانی کو پتھر مار مار کر قتل کردیا جائے مرتد کو قتل کیا جائے۔ [illegible] قتل کیا جائے وغیرہ۔ (مترجم)

جائے گا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سات مہلک گناہوں سے بچتے رہو۔عرض کیا گیا: یارسول اللہ! (ﷺ) وہ کون کون سے ہیں؟ ارشاد فرمایا: نمبر 1 اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا، نمبر 2 جادو گری، نمبر 3 ایسی جان کو قتل کرنا جسے قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہو مگر حق کے ساتھ۔ نمبر 4 یتیم کا مال کھانا، نمبر 5 سود کھانا، نمبر 6 لڑائی کے روز میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا، نمبر 7 اور پاکدامن بے خبر ایمان والی خواتین پر برائی کی تہمت لگانا۔

اسے بخاری، مسلم، ابوداود اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان ہمیشہ اپنے دین کے معاملہ میں وسعت وکشادگی میں رہتا ہے (اعمال خیر کی توفیق پاتا رہتا ہے) جب تک کہ کسی ناحق خون کا ارتکاب نہیں کرتا (اس کے بعد نیکی وخیر کی توفیق سے محروم ہو جاتا ہے۔) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ ہلاکت خیز امور جن میں پڑنے کے بعد نکلنے کی کوئی راہ نہیں رہتی ان میں سے ایک ناحق حرام خون بھی ہے۔ (کسی کو ظلماً قتل کر دینا)

اسے امام بخاری اور حاکم نے روایت کیا۔ حاکم نے کہا: یہ حدیث بر شرائط بخاری ومسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت برآء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَزَوَالُ الدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ قَتْلِ مُؤْمِنٍ بِغَيْرِ حَقٍّ" ساری دنیا کا مٹ جانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی مومن کے ناحق قتل کو دیئے جانے سے زیادہ آسان وہلکا ہے۔ (اللہ کے ہاں مومن کی اس درجہ شان ہے)

اسے ابن ماجہ باسناد حسن روایت کیا۔ نیز بیہقی اصبہانی نے بھی اسے روایت کیا۔ اصبہانی نے یہ الفاظ بھی زائد کئے ہیں:۔ "وَلَوْ اَنَّ سَمٰوٰتِهٖ وَاَهْلَ اَرْضِهٖ اشْتَرَكُوْا فِيْ دَمِ مُؤْمِنٍ لَاَدْخَلَهُمُ اللّٰهُ النَّارَ" اگر بالفرض زمین وآسمانوں کی ساری مخلوق کسی مؤمن کے خون (کرنے) میں شریک ہو تو اللہ تعالیٰ سب کو دوزخ میں ڈال دے" (ایسی ہی ایک حدیث حضرت ابو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے ترمذی نے بھی روایت کی ہے)

اور بیہقی کی ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں:۔

"جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لَزَوَالُ الدُّنْيَا جَمِيْعًا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ دَمٍ سُفِكَ بِغَيْرِ حَقٍّ" "پوری کی پوری دنیا کا مٹ جانا اللہ کے ہاں اس خون سے آسان ہے جسے ناحق بہایا گیا"۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ دنیا کا زائل ہو جانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلمان آدمی کے (ناحق) قتل کر دیئے جانے سے زیادہ آسان ہے۔

اسے مسلم، نسائی نے اور ترمذی نے مرفوع اور موقوف دونوں طرح روایت کیا اور موقوف کو ترجیح دی اور نسائی وبیہقی نے بھی حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے یہ الفاظ روایت کئے ہیں: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قَتْلُ الْمُؤْمِنِ اَعْظَمُ

عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا" "بندہ مومن کا قتل کر دیا جانا اللہ کے ہاں دنیا کے مٹ جانے سے زیادہ بڑا ہے"۔

حدیث: اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ اللہ کے رسول ﷺ کعبہ معظمہ کا طواف کر رہے تھے اور ارشاد فرما رہے تھے: (اے کعبہ!) تو کتنا پاک ہے! اور تیری خوشبو کس قدر پاکیزہ ہے، کتنی عظمتیں ہیں تیری اور تیری عزت و حرمت کتنی عظیم ہے: "وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ عِنْدَ اللّٰهِ اَعْظَمُ مِنْ حُرْمَتِكِ مَالِهٖ وَدَمِهٖ" "قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد مصطفےٰ (ﷺ) کی جان ہے، اللہ کے ہاں مومن کی، اس کے مال اور خون کی حرمت تیری حرمت سے کہیں زیادہ ہے۔ (یہ الفاظ ابن ماجہ کے ہی ہیں)۔

حدیث: بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں مدینہ طیبہ میں ایک شخص قتل ہو گیا اور پتہ نہ چلا کہ کس نے قتل کیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ منبر شریف پر جلوہ فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا: اے لوگو! ایک شخص قتل ہو گیا جبکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں اور معلوم نہیں ہو رہا کہ قاتل کون ہے؟ "لَوِاجْتَمَعَ اَهْلُ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ عَلٰی قَتْلِ امْرِیءٍ لَعَذَّبَهُمُ اللّٰهُ اِلَّا اَنْ یَّفْعَلَ مَایَشَآءُ" "اگر آسمان والے اور زمین والے کسی شخص کو قتل کرنے پر جمع ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ سب کو عذاب میں ڈال دے مگر وہ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کسی مومن بندے کے قتل پر (قاتل کی) آدھے لفظ کے ساتھ بھی مدد کی، اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہوگا "اٰیِسٌ مِّنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ" "یہ بدقسمت اللہ کی رحمت سے محروم ہے"۔

اسے ابن ماجہ اور اصبہانی نے روایت کیا اور اصبہانی نے یہ الفاظ زائد کئے کہ: "سفیان بن عیینہ (رحمہ اللہ) نے فرمایا: وہ (آدھے لفظ کے ساتھ مدد کرنا) یہ ہے کہ کہے: "اُقْ" یعنی لفظ "اُقْتُلْ" "(قتل کر دے) پورا نہ کہا ہو"۔ (ایسی ہی ایک حدیث بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت جندب ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جس سے ممکن ہو کہ کسی مسلمان کے قتل کا چلو بھر خون جتنا کہ مرغی ذبح کرنے سے بہتا ہے، اس کے اور جنت کے درمیان روکاوٹ نہ بنے (اسے ایسا ضرور کرنا چاہیے کیونکہ قاتل یا قتل میں مدد کرنے والا) جنت کے جس دروازے سے بھی داخل ہونے کی کوشش کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے اور جنت کے درمیان روکاوٹ بنا دے گا۔ اور تم میں سے جس سے یہ ہو سکے کہ اس کے پیٹ میں حلال رزق کے سوا کوئی اور چیز نہ جانے پائے تو اسے بھی ایسا ضرور کرنا چاہیے۔ کیونکہ (قبر میں) انسان کے اعضاء میں سے جو سب سے پہلے بدبو چھوڑتا ہے، وہ اس کا پیٹ ہے۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں اور بیہقی نے بھی اسی طرح مرفوعا اور موقوفا بھی روایت کیا اور کہا کہ صحیح

یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے۔

حدیث: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام گناہ معاف فرمادے سوائے اس کے کہ آدمی کفر کی حالت میں مرگیا۔ یا کسی شخص نے کسی مومن کو دانستہ قتل کردیا (اور مرنے سے پہلے توبہ نہ کی)۔

اسے نسائی اور حاکم نے روایت کیا۔ حاکم نے صحیح الا سناد بھی کہا۔ (یہی معنی اس حدیث کا ہے جسے ابوداؤد وابن حبان اور حاکم نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا)۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے کسی سائل نے مسئلہ پوچھا اور کہنے لگا: اے ابوالعباس! کیا قاتل کی توبہ مقبول ہوسکتی ہے؟ تو حضرت ابن عباس نے اس کے سوال پر تعجب کرتے ہوا کہا: کیا کہہ رہے ہو؟ اس نے اپنا مسئلہ دہرایا تو آپ نے دو یا تین مرتبہ فرمایا: یہ تم کیا پوچھ رہے ہو؟ (پھر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے تمہارے نبی ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: (روز قیامت) مقتول اس حال میں پیش ہوگا کہ اس کے ایک ہاتھ میں اس کا سر لٹک رہا ہوگا اور دوسرے ہاتھ سے اپنے قاتل کا گریبان پکڑے ہوئے ہوگا، اس کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا۔ حتی کہ عرش الٰہی کے سامنے جا پیش ہوگا۔ پھر یہ مقتول رب العالمین کی بارگاہ میں عرض کرے گا: "هٰذَا قَتَلَنِيْ" اس نے مجھے قتل کیا تھا۔ اللہ عزوجل قاتل سے ارشاد فرمائے گا: "تَعِسْتَ، وَيُذْهَبُ بِهٖ اِلَى النَّارِ" جا تو ذلیل ورسوا ہوگیا۔ اور اسے دوزخ کی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور حسن کہا۔ نیز طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ طبرانی کے راوی صحیح کے راوی ہیں اور یہ الفاظ بھی طبرانی کے ہیں۔

حدیث: اور طبرانی نے اسے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی اس طرح روایت کیا کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: (قیامت کے دن) مقتول اپنے قاتل کو پکڑے ہوئے رب العزت کی بارگاہ میں آئے گا جبکہ اس کی رگیں خون بہا رہی ہوں گی۔ عرض کرے گا: "يَارَبِّ سَلْ هٰذَا فِيْمَ قَتَلَنِيْ" "میرے رب! اس سے پوچھ کہ اس نے مجھے کس وجہ سے قتل کیا تھا؟ رب تعالیٰ فرمائے گا: فِيْمَ قَتَلْتَهٗ؟ (او قاتل!) تو نے اسے کس لئے قتل کیا تھا؟ قاتل کہے گا: میں نے اسے فلاں شخص کی عزت کے لئے قتل کیا تھا۔ اس وقت آواز آئے گی: هِيَ لِلّٰهِ عزت تو صرف اللہ ہی کے لئے ہے۔

حدیث: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نبی انور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب صبح ہوتی ہے تو ابلیس (زمین میں) اپنے لشکر پھیلا دیتا ہے۔ اور کہتا ہے: آج جو کسی مسلمان کو ذلیل کرے گا میں اسے تاج پہناؤں گا۔ فرمایا ایک آکر کہتا ہے میں ایک مسلمان کے ساتھ چمٹا رہا حتی کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ ابلیس اسے کہتا ہے: (یہ کوئی

بڑا کارنامہ نہیں) ہوسکتا ہے وہ پھر اس سے نکاح کر لے ایک اور آتا ہے اور کہتا ہے: میں ایک مسلمان پر مسلط رہا یہاں تک کہ وہ اپنے ماں باپ کا نافرمان ہو گیا۔ ابلیس کہتا ہے۔ (یہ بھی کوئی خاص کارگزاری نہیں) ممکن ہے یہ پھر والدین کے ساتھ اچھائی سے پیش آنے لگے۔ پھر ایک اور آ کر بیان کرتا ہے کہ میں ایک مسلمان کے ساتھ لگا رہا یہاں تک کہ وہ شرک کر بیٹھا۔ ابلیس اسے کہتا ہے، بہت خوب، تو بہت لائق ہے۔ اس کے بعد ایک اور آتا ہے اور کہتا ہے میں ایک مسلمان کے ساتھ چمٹا رہا حتی کہ اس نے (کسی کا ناحق) قتل کر دیا۔ ابلیس (خوش ہو کر) کہتا ہے۔ ''اَنْتَ اَنْتَ، وَيُلْبِسُهُ التَّاجَ'' کیا بات ہے! تو نے تو کمال کر دیا۔ اور اس کو تاج پہنا دیتا ہے۔ اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا فَاغْتَبَطَ بِقَتْلِهٖ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا'' ''جس نے کسی مومن کو قتل کیا پھر اس کو قتل کرنے پر خوش ہوا، اللہ تعالیٰ اس کا نہ کوئی نفل قبول فرمائے گا نہ فرض۔ (چاہے کتنی عبادت کرتا پھرے)۔ ابوداود۔

حدیث: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نبی محترم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ (قیامت کے روز) دوزخ میں سے ایک گردن بلند ہوگی جو کلام کرے گی۔ کہے گی آج کے روز مجھے تین قسم کے لوگوں پر مسلط کیا گیا ہے یعنی ہر ظالم سرکش پر، اس پر جس نے اللہ کے ساتھ کسی اور کی عبادت کی اور اس پر کی اور اس پر جس نے کسی کو ناحق قتل کیا۔ پھر وہ ان کے ساتھ لپٹ جائے گی اور جہنم کی آگ میں پھینک دے گی۔

اسے امام احمد اور بزار نے روایت کیا۔ بزار کے الفاظ یوں ہیں۔ ''دوزخ کی آگ میں سے ایک (جانور کی سی) گردن نکلے گی جو بڑی تیز اور فصیح زبان میں کلام کرے گی۔ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے دیکھے گی اور ایک زبان ہوگی جس سے بولے گی۔ کہے گی۔ مجھے حکم ملا ہے (کہ پکڑ لوں) اسے جس نے اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود بنا لیا، ہر ظالم سرکش کو اور اسے جس نے کسی جان کو بغیر قصاص کے قتل کر دیا۔ پھر وہ باقی لوگوں سے پانچ سو سال پہلے ان (تین قسم کے لوگوں) پر لپٹ جائے گی۔ ان دونوں کی اسناد میں عطیہ عوفی راوی ہیں۔ طبرانی نے بھی اسے دو اسناد کے ساتھ روایت کیا جن میں سے ایک کے راوی صحیح کے ہیں۔ نیز اسے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بھی روایت کیا گیا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَاِنَّ رِيْحَهَا يُوْجَدُ مِنْ مَّسِيْرَةِ اَرْبَعِيْنَ عَامًا'' جس نے کسی معاہد (ذمی، مستامن اور جن کفار سے مسلمانوں کی صلح ہو) کو قتل کر دیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکے گا۔ حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس سالہ راہ کی دوری سے بھی سونگھی جا سکے گی۔

اسے امام بخاری اور نسائی نے روایت کیا۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔ مگر نسائی نے بیان کیا۔ ''مَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا مِنْ اَهْلِ الذِّمَّةِ'' ''جس نے ذمیوں میں سے کسی کو قتل کیا۔'' (وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا)۔''

حدیث: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس نے کسی معاہد کو بلا وجہ قتل کیا، اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کر دے گا۔

اسے ابوداود و نسائی نے روایت کیا۔

حدیث: نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ ارشاد فرمایا: جس نے ذمیوں میں سے کسی آدمی کو قتل کیا۔ وہ جنت کی ہوا بھی نہ پائے گا جنت کی ہوا ستر برس کی مسافت سے بھی پائی جائے گی۔

(اسی مضمون کی ایک روایت ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں بیان کی ہے۔ جس میں سو سالہ راہ کی دوری کا ذکر ہے)

ترہیب

خودکشی

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس نے پہاڑ پر سے گر کر اپنے آپ کو قتل کر لیا، وہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں گرتا رہے گا اور ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہے گا۔ جس نے زہر پی کر خودکشی کی، تو زہر اس کے ہاتھ میں ہو گا وہ ہمیشہ دوزخ کی آگ میں زہر پیتا رہے گا اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔ اور جس نے کسی تیز دھار آلے سے اپنی جان کو قتل کر لیا، وہ ہمیشہ دوزخ کی آگ کے اندر اپنے پیٹ میں وہی آلہ مارتا رہے گا، یہ آلہ اس کے ہاتھ میں ہو گا اور اسے ہمیشہ دوزخ میں رہنا پڑے گا (کبھی رہائی نہ ہو گی)

اسے بخاری، مسلم، نسائی اور ترمذی نے کچھ تقدیم و تاخیر کے ساتھ روایت کیا۔ اور ابوداود کے الفاظ ہیں،۔ ''وَمَنْ حَسَا سُمًّا فَسُمُّهٗ فِي يَدِهٖ يَتَحَسَّاهُ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ'' اور جس نے زہر پی کر خودکشی کی، تو اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہو گا، وہ نار جہنم میں اسے پیتا پھرے گا۔''

حدیث: اور یہ بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''اَلَّذِیْ یَخْنُقُ نَفْسَهٗ یَخْنُقُهَا فِی النَّارِ، وَالَّذِی یَطْعُنُ نَفْسَهٗ یَطْعُنُ نَفْسَهٗ فِی النَّارِ، وَالَّذِیْ یَقْتَحِمُ یَقْتَحِمُ فِی النَّارِ'' جو اپنا گلا گھونٹ کر مر گیا وہ جہنم میں اپنا گلا گھونٹتا رہے گا۔ جس نے خود کو نیزہ مار کر مار لیا، جہنم میں بھی اپنے آپ کو نیزے مارتا رہے گا اور جس نے بلندی سے گر کر جان دی وہ بھی جہنم کے اندر بلندی سے گرتا رہے گا۔

اسے امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہتے ہیں ہم سے حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس مسجد میں حدیث بیان کی، نہ ہم اس حدیث کو بھولے ہیں اور نہ یہ خوف ہے کہ حضرت جندب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی طرف جھوٹی حدیث منسوب کر سکتے ہیں فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کو زخم تھا تو اس نے (تنگ آ کر) خودکشی کر لی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ''بَادَرَ عَبْدِیْ بِنَفْسِهٖ، فَحَرَّمْتُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ'' میرے اس بندے نے اپنی جان لینے میں جلد بازی کی، اس لئے میں نے بھی اس پر جنت حرام فرما دی۔''

ایک روایت میں یوں ہے کہ: تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص تھا، جس کو کوئی زخم پہنچا، وہ (تکلیف سے) گھبرا گیا اور چھری لے کر اپنا (زخم والا) ہاتھ کاٹ ڈالا تو بہت زیادہ خون بہہ گیا حتی کہ وہ مر گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے اپنا جان لینے میں جلد بازی سے کام لیا۔ الحدیث۔

اسے بخاری سے مسلم نے روایت کیا ہے۔ مسلم کے الفاظ اس طرح ہیں: '' فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی تھا

اس کے چہرے پر پھوڑا نکل آیا جب اس پھوڑے نے اسے تکلیف دی تو (برداشت نہ کر سکا اور) اپنے ترکش سے تیر نکال کر اسے چیر ڈالا، اب خون بند نہ ہو سکا یہاں تک کہ وہ مر گیا تمہارے پروردگار نے فرمایا: "قَدْ حَرَّمْتُ عَلَيهِ الْجَنَّةَ" میں نے اس پر جنت حرام فرما دی ہے۔

حدیث: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کو زخم لگ گیا تھا۔ تو وہ اپنے ترکش کے پاس آیا، اس میں سے ایک تیر نکال کر اپنے آپ کو ذبح کر لیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھی۔(1) (اظہار ناراضگی کے لئے)

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی کہ انہوں نے (مقام حدیبیہ میں) درخت کے نیچے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ اور رسول اللہ ﷺ ارشاد فرما رہے تھے جس کسی نے اسلام کے سوا کسی اور دین (یہودیت نصرانیت وغیرہ) پر جان بوجھ کر جھوٹی قسم اٹھائی تو وہ ایسا ہی ہے جیسا اس نے کہا۔ "وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" جس نے کسی چیز (ہتھیار وغیرہ) کے ساتھ خودکشی کی قیامت کے روز اسی چیز کے ساتھ اسے عذاب دیا جائے گا۔ آدمی ایسی چیز کی نذر نہیں مان سکتا جس کا وہ مالک نہ ہو۔ بندہ مومن پر لعنت کرنا، اسے قتل کرنے کے برابر ہے۔ جس نے کسی مسلمان کو کافر کہا تو اس نے اسے قتل کر دیا (قتل کے برابر گناہگار ہوا) "وَمَنْ ذَبَحَ نَفْسَهٗ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" اور جس نے خود کو کسی چیز کے ساتھ ذبح کر لیا، قیامت کے روز اسے اسی چیز کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔

اسے بخاری و مسلم، ابوداؤد نیز نسائی نے باختصار روایت کیا۔ اور ترمذی نے بھی روایت کیا اور صحیح قرار دیا ان کے الفاظ یہ ہیں۔" نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ آدمی پر ایسی چیز کی نذر نہیں ہے جس کا وہ مالک نہیں ہے مومن پر لعنت کرنے والا، اسے قتل کرنے والے کی مثل ہے۔ "وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِشَيْءٍ عَذَّبَهُ اللّٰهُ بِمَا قَتَلَ بِهٖ نَفْسَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" اور جس کسی نے جس چیز کے ساتھ خودکشی کی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے اسی چیز کے ساتھ عذاب دے گا جس کے ساتھ اس نے خود کو قتل کیا ہوگا۔"

حدیث: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور مشرکین کے درمیان مقابلہ ہوا (یہ جنگ حنین کا واقعہ ہے) خوب لڑائی ہوئی پھر رسول اللہ ﷺ اپنے لشکر کی طرف تشریف لے آئے اور مشرکین اپنے لشکر کی طرف لوٹ گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں ایک آدمی تھا (جس کا نام قزمان تھا اور یہ منافق تھا) یہ کسی اکے دکے اکیلے کافر کے پیچھے پہنچ جاتا اور اپنی تلوار سے اسے قتل کر دیتا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کہنے لگے۔ آج تو ہم میں سے کسی

1۔ خودکشی کرنے والے پر امام اعظم اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی مگر امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک پڑھی جائے گی آج کے دور میں اسی پر عمل ہے۔ حدیث میں مذکور خودکشی کرنے والے پر نبی علیہ السلام کے جنازہ نہ پڑھنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسروں کو بھی منع فرمایا ہو اور کسی نے بھی نہ پڑھی ہو۔ جیسے مقروض کی نماز جنازہ آپ علیہ السلام نے نہ پڑھی مگر صحابہ کو اجازت دی۔ (مترجم)

نے اتنا کام نہیں کیا جتنا فلاں (قزمان منافق) نے کیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَمَا اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ" اچھی طرح سن لو کہ وہ دوزخیوں میں سے ہے۔

اور ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ۔" تو صحابہ (رضی اللہ عنہم) آپس میں کہنے لگے: اگر یہ شخص (جس نے اتنے اتنے مشرکین کو قتل کیا ہے) دوزخیوں میں سے ہے تو پھر ہم میں سے جنتی کون ہوسکتا ہے؟ (یہ جملہ بطور تعجب کہا گیا) لوگوں میں سے ایک شخص (بقول قسطلانی اس کا نام اکثم خزاعی تھا) کہنے لگا: میں اب اس کے ساتھ لگا رہوں گا (اور اس بارے میں تفتیش کروں گا) راوی کہتے ہیں پھر یہ شخص اس کے ساتھ نکل پڑا جب وہ کہیں ٹھہرتا تو یہ بھی اس کے ساتھ ٹھہر جاتا اور تیز چلنے لگتا تو یہ بھی تیز چلنے لگتا۔ کہتے ہیں پھر وہ آدمی (قزمان منافق) شدید زخمی ہوگیا تو مرنے کے لئے جلدی کرنے لگا کہ اپنی تلوار کو زمین میں گاڑا اس کی نوک اپنے سینے کے درمیان میں رکھی پھر اپنی تلوار پر اپنا بوجھ ڈال دیا (تلوار سینے کے آر پار ہوگئی) اور اس طرح اس نے خودکشی کرلی۔ وہ آدمی (جو تفتیش کی غرض سے ساتھ ساتھ تھا) رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: "اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ": "میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں (ﷺ)" ارشاد فرمایا: کیا بات ہوئی؟ اس نے عرض کیا: وہ شخص جس کے متعلق ابھی ابھی آپ نے فرمایا تھا کہ وہ اہل نار میں سے ہے تو لوگوں نے (اس کے ظاہری کارنامے دیکھتے ہوئے) آپ کے ارشاد پر تعجب کیا تھا۔ تو میں نے کہا تھا کہ میں تمہاری خاطر اس کی تحقیق کرتا ہوں۔ پھر میں اس کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا یہاں تک کہ وہ شدید زخمی ہوگیا۔ پھر اس نے موت کیلئے جلد بازی کی کہ تلوار کا پھل زمین میں کھڑا کیا، اس کی نوک سینے کے درمیان میں رکھی پھر اس پر اپنا بوجھ ڈال دیا۔ تو (اس طرح) اس نے اپنے آپ کو قتل (1) کر لیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کئی آدمی لوگوں کو دکھانے کیلئے اہل جنت کے سے اعمال کرتے ہیں حالانکہ (درحقیقت) وہ اہل نار میں سے ہوتے ہیں (اور یہ خودکشی کرنے والا انہیں میں سے تھا کہ منافق تھا) اور بعض لوگ دوسروں کو دکھانے کیلئے ان کے سامنے دوزخیوں کے سے عمل کرتے ہیں جبکہ (حقیقت میں) وہ اہل جنت میں سے ہوتے ہیں۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

1۔ خودکشی کی ممانعت قرآن حکیم کی ان آیات میں بیان فرمائی گئی ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ (نساء)

ترجمہ: "اور نہ قتل کرو اپنی جانوں کو (نہ خودکشی کرو اور نہ کسی اور کو قتل کرو) بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر بڑا مہربان ہے۔ (وہ نہیں چاہتا کہ تم ایسے کام کرکے جہنم کا عذاب اٹھاؤ) اور جو شخص سرکشی اور ظلم سے ایسا کرے گا ہم اسے دوزخ کی آگ میں ڈال دیں گے۔ اور یہ اللہ کیلئے بہت آسان ہے۔ خودکشی حرام قطعی ہے۔ اس کی حرمت کا منکر کافر ہے اور حرمت کا انکار تو نہ کرے مگر پھر بھی ایسی مذموم حرکت کرلے تو سخت عذاب کا مستحق ہے۔ بہرکیف ایسے شخص کی نماز جنازہ پڑھی جائیگی اور دعائے مغفرت بھی کی جائیگی"۔ (مترجم)

ترہیب

ایسی جگہ جانا جہاں کسی انسان کو ظلما مارا پیٹا یا قتل کیا جا رہا ہو۔ (جبکہ جانے کا مقصد مظلوم کی مدد کرنا نہ ہو بلکہ تماش بینی ہو) نیز اس شخص کا گناہ جس نے مسلمان کی پشت سے ناحق مارنے پیٹنے کیلئے کپڑا اٹھایا

حدیث: حضرت خرشہ بن حر رضی اللہ عنہ جو نبی کریم ﷺ کے اصحاب (رضی اللہ عنہم) میں سے ہیں، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی بھی مقتول کے پاس (جہاں وہ قتل ہوا پڑا ہے) حاضر نہ ہو۔ ہوسکتا ہے، اسے ظلما قتل کیا گیا ہو جس کی وجہ سے اللہ کا غضب نازل ہو رہا ہو۔

اسے امام احمد وطبرانی نے روایت کیا۔ الفاظ امام صاحب کے ہیں۔ طبرانی کے الفاظ یہ ہیں "فَعَسٰی اَنْ یُّقْتَلَ مَظْلُوْماً فَتَنْزِلَ السَّخْطَةُ عَلَیْهِمْ فَتُصِیْبُهٗ مَعَهُمْ": "ممکن ہے، یہ قتل ظلما ہوا ہو تو ان (قاتلین) پر اللہ کا غضب نازل ہو رہا ہو اور ساتھ کھڑے ہونے والے بھی اس کا شکار ہو جائیں۔

دونوں کے راوی سوائے ابن لہیعہ کے صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی بھی ایسی جگہ ہرگز کھڑا نہ ہو جہاں کسی آدمی کو ظلما قتل کیا جا رہا ہو۔ "فَاِنَّ اللَّعْنَةَ تَنْزِلُ عَلٰی کُلِّ مَنْ حَضَرَ حِیْنَ لَمْ یَدْفَعُوْا عَنْهُ": "کیونکہ وہاں تمام حاضرین پر لعنت نازل ہوتی ہے جبکہ انہوں نے اس (مظلوم) کی مدد نہ کی ہو۔ اور تم میں سے کوئی بھی ایسی جگہ نہ ٹھہرے جہاں کسی آدمی کو ظلما مارا پیٹا جا رہا ہو۔ کیونکہ ایسی جگہ پر تمام حاضرین پر لعنت اترتی ہے جبکہ انہوں نے اس (بے چارے) کی مدد نہ کی ہو"۔ (1)

اسے طبرانی اور بیہقی نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ناحق مارنے پیٹنے کیلئے کسی مسلمان کی پشت ننگی کی، "لَقِیَ اللّٰهَ وَ هُوَ عَلَیْهِ غَضْبَانُ": "وہ (قیامت کے روز) اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔

اسے طبرانی نے کبیر اور اوسط میں جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت عصمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ظَهْرُ الْمُؤْمِنِ

1۔ معلوم ہوا کہ اگر کوئی مدد کرنے پر قدرت رکھتا ہو تو اسے ایسی جگہ جانا اور مظلوم کی مدد کرنا چاہیے کہ یہ تو بڑے ثواب کی بات ہے۔ اور مسلمان کی شان بھی یہی ہونی چاہیے۔ (مترجم)

حِمیً اِلَّا بِحَقِّہٖ ’’مومن کی پیٹھ محفوظ ہے (اسے مارنے پیٹنے کا کسی کو حق نہیں پہنچتا) سوائے حق کے (کہ اگر کوئی جرم کرے تو حاکم اسے سزا کے طور پر مار پیٹ سکتا ہے)

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ عصمہ کا پورا نام ’’عصمہ بن مالک خطمی انصاری‘‘ ہے۔ رضی اللہ عنہ

ترغیب

قاتل، مجرم اور ظالم کو معاف کر دینا(1)

اور ترہیب

مسلمان کو مبتلائے تکلیف دیکھ کر خوش ہونا

حدیث: حضرت عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں ایک آدمی نے دوسرے ایک شخص کا منہ توڑ دیا، پھر اس نے اس (زخمی) کو دیت (خون بہا) دینا چاہی تو اس نے

1۔ قرآن حکیم نے متعدد مقامات پر معاف کر دینے کی ترغیب اور فضیلت بیان فرمائی ہے۔ سورۂ آل عمران میں اہل تقوی کی تعریف میں ارشاد ہوا

الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَ الْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۳۴﴾ (آل عمران)

ترجمہ: ’’یہ (متقی) وہ ہیں جو خوشحالی اور تنگ دستی میں (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں، اور غصہ کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ (ایسے ہی) نیکوکاروں سے محبت فرماتا ہے‘‘۔

ان کی مزید خوبیاں بیان فرمانے کے بعد ان کے اجر و ثواب کو یوں بیان فرمایا:

اُولٰٓىِٕكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ وَ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ﴿۱۳۶﴾ (آل عمران)

ترجمہ: ’’یہ ہیں وہ (خوش نصیب) لوگ، جن کی جزا ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے اور جنت ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔ یہ لوگ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ کیا اچھا بدلہ ہے نیک عمل کرنے والوں کا‘‘۔

وَ اَنْ تَعْفُوْۤا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؕ وَ لَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَیْنَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۲۳۷﴾ (بقرہ)

ترجمہ: ’’اور تمہارا معاف کر دینا تقوی کے بہت ہی قریب ہے۔ اور آپس میں احسان کرنا مت بھولو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے‘‘۔

اپنے حبیب محترم ﷺ سے ارشاد فرمایا جاتا ہے

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۪ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِیْنَ ﴿۱۵۹﴾ (آل عمران)

ترجمہ: ’’تو آپ اللہ کی رحمت سے ان لوگوں کیلئے نرم دل ہو گئے ہیں (کہ رحمۃ للعلمین جو ہوئے) اور اگر (بالفرض) آپ تند مزاج، سخت دل ہوتے تو یہ آپ کے ارد گرد سے منتشر ہو جاتے۔ پس آپ انہیں معاف فرماتے رہیئے، اور ان کیلئے بخشش طلب کیجئے۔ اور ان کے ساتھ اس امر (حکومت) میں مشورہ فرمایا کیجئے۔ پھر جب آپ کسی کام کا مضبوط ارادہ فرمالیں تو اللہ پر توکل کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے‘‘۔

خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۱۹۹﴾ (اعراف)

ترجمہ: ’’(گناہگاروں سے) معذرت قبول کیجئے اور انہیں نیک کاموں کا حکم دیجئے اور جاہلوں سے رخ انور پھیر لیجئے‘‘۔ (مترجم)

قبول کرنے سے انکار کردیا۔حتی کہ اس نے تین مرتبہ پیش کش کی (مگر اس نے قبول نہ کی) تو وہ شخص (جس نے مارا تھا) کہنے لگا: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''مَنْ تَصَدَّقَ بِدَمٍ اَوْ دُوْنَهٗ کَانَ کَفَّارَةً لَّهٗ مِنْ یَوْمِ وُلِدَ اِلٰی یَوْمِ تَصَدَّقَ'': ''جس نے قتل یا اس سے کم درجہ کا جرم معاف کردیا تو یہ اس کے پیدا ہونے کے دن سے لے کر معاف کرنے کے دن تک (کے گناہوں) کا کفارہ ہوجائے گا۔

اسے ابویعلیٰ نے روایت کیا۔عمران بن ظبیان کے سوا اس کے راوی صحیح کے ہیں۔

حدیث: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس شخص کو اس کے جسم میں کوئی زخم پہنچا، پھر اس نے (زخم لگانے والے کو) اس کی معافی دیدی تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے معاف کرنے کی مثل اس کے گناہ مٹادے گا۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔اور اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین عمل ہیں کہ جو شخص ایمان کے ساتھ انہیں لے کر (روز قیامت) حاضر ہوگا، جنت کے جس دروازے سے چاہے گا، داخل ہوجائے گا۔اور جنتی حوران بہشتی سے چاہے گا، نکاح کرلے گا۔(وہ اعمال ہیں) ''مَنْ اَدّٰی دَیْنًا خَفِیًّا'' ''جس نے (کسی مسلمان کو مشکل وقت میں) چھپا کر قرض دیا (کہ اس کی عزت نفس مجروح نہ ہو) ''وَعَفَا عَنْ قَاتِلِهٖ'': ''اپنے قاتل (اپنے کسی عزیز کے قاتل) کو معاف کردیا (قصاص نہیں لیا) ''وَقَرَءَ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوةٍ مَّکْتُوْبَةٍ عَشْرَ مَرَّاتٍ''، ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' ''اور ہر فرض نماز کے بعد دس مرتبہ: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھ لیا۔اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''اَوْ اِحْدٰا هُنَّ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟'' اگر کوئی ان میں سے کوئی ایک عمل کرلے تو؟ ارشاد فرمایا: اَوْ اِحْدٰا هُنَّ۔ہاں ایک کی بھی یہی جزاء ہوگی۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوالسفر سے روایت ہے۔کہتے ہیں: قریش میں سے ایک آدمی نے ایک انصاری کا دانت توڑ دیا۔انصاری اپنا استغاثہ لے کر حضرت امیر معاویہ کے پاس پہنچے اور کہا: اے امیر المومنین! اس شخص نے میرا دانت توڑا ہے۔امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عنقریب ہم آپ کو راضی کریں گے۔قریشی نے امیر کے سامنے زاری کی تو امیر معاویہ نے فرمایا: تمہارا معاملہ تمہارے ساتھی کے ہاتھ میں ہے۔(وہ معاف کردے تو تم بچ سکتے ہو)۔اس وقت امیر معاویہ کے پاس حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بھی تشریف رکھتے تھے۔فرمانے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔''مَا مِنْ رَجُلٍ یُّصَابُ بِشَیْءٍ فِیْ جَسَدِهٖ فَیَتَصَدَّقُ بِهٖ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهٖ دَرَجَةً وَّ حَطَّ عَنْهُ بِهٖ خَطِیْئَةً'' ''جس آدمی کے جسم میں کوئی زخم وغیرہ پہنچا۔پھر اس نے (زخم پہنچانے والے کو) معاف کردیا تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں اس کا درجہ بلند فرمائے گا اور اس کی خطائیں معاف کردے گا۔اس پر انصاری (جن کا دانت ٹوٹا تھا) فرمانے لگے: کیا آپ نے یہ

حدیث رسول اللہ ﷺ سے خود سنی ہے؟ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ حدیث میرے کانوں نے سنی اور میرے دل نے محفوظ رکھی ہے۔ انصاری کہنے لگے: تو پھر میں اس قریشی کو معاف کرتا ہوں۔ امیر معاویہ نے یہ سن کر فرمایا: بے شک میں آپ کو بھی محروم نہیں رہنے دوں گا۔ پھر آپ نے انہیں کچھ مال دینے کا حکم جاری فرمایا۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ (ابن ماجہ نے بھی مرفوعاً یہ حدیث روایت کی ہے)

حدیث: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین کام ہیں کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میں ان (کے حق ہونے) پر حلف اٹھاتا ہوں۔ صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا، لہٰذا صدقہ کیا کرو۔ جو بندہ کوئی زیادتی معاف کردے تو اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی عزت بڑھا دے گا۔ اور جو شخص اپنے لئے بھیک مانگنے کا دروازہ کھول لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کیلئے غربت کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

اسے امام احمد (ان کی اسناد میں ایک غیر معروف راوی ہے) ابو یعلی اور بزار (ان کی اسناد درست ہے) نے روایت کیا۔ نیز طبرانی نے بھی اسے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے روایت کیا۔ اس میں ہے کہ "وَلَا عَفَا رَجُلٌ عَنْ مَظْلَمَةٍ اِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ بِهَا عِزًّا فَاعْفُوْا يُعِزَّكُمُ اللّٰهُ" "اور جو شخص زیادتی کی معافی دے دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کی عزت بڑھاتا ہے۔ تو تم معاف کردیا کرو، اللہ تمہیں عزت بخشے گا"۔

(ایسی ہی ایک حدیث حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ سے امام احمد اور ترمذی نے روایت کی اور ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا)

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَّالٍ، وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ" "صدقہ مال کو کم نہیں کرتا، بندے کے معاف کردینے سے اللہ اس کی عزت بڑھا دیتا ہے اور جو بندہ اللہ (کی خوشی) کیلئے جھکتا ہے اللہ اس کو بلندیاں عطا فرماتا ہے۔ (مسلم و ترمذی)

حدیث: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: جسے یہ پسند ہو کہ اس کیلئے (جنت میں) محلات تعمیر ہوں اور اس کے درجات بلند کئے جائیں تو "فَلْيَعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَهٗ، وَيُعْطِ مَنْ حَرَمَهٗ، وَيَصِلْ مَنْ قَطَعَهٗ" "اسے چاہیے کہ جو اس پر زیادتی کرے، اسے معاف کردیا کرے، جو اسے محروم کرے، یہ اسے عطا کیا کرے اور جو اس سے قطع رحمی کرے، یہ اس کے ساتھ صلہ رحمی کیا کرے۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور اس کی اسناد کو صحیح قرار دیا مگر اس میں انقطاع ہے۔

حدیث: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں وہ اعمال نہ بتاؤں، جن سے اللہ تعالیٰ درجے بلند فرماتا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم عرض گذار ہوئے: جی ہاں، یا رسول اللہ!

(ﷺ) حضور انور ﷺ نے فرمایا: "تَحْلُمُ عَلٰی مَنْ جَهِلَ عَلَيْكَ، وَتَعْفُوْ عَمَّنْ ظَلَمَكَ، وَتُعْطِيْ مَنْ حَرَمَكَ، وَتَصِلُ مَنْ قَطَعَكَ" "جو تیرے ساتھ جہالت سے پیش آئے، تو اس کے ساتھ بردباری سے پیش آ، جو تجھ پر ظلم کرے تو اس کو معاف کردے، جو تجھے محروم رکھے، تو اس کو عطا کر اور جو تجھ سے قطع تعلق کرے تو اس کے ساتھ صلہ رحمی کر۔

اسے طبرانی و بزار نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین خصال ہیں، جس میں یہ پائی جائیں گی، اللہ تعالیٰ اس سے نہایت ہی آسان حساب لے گا اور اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرما دے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ وہ کیا کیا ہیں؟ ہمارے ماں باپ آپ پر صدقے واری جائیں۔ ارشاد فرمایا: جو تجھے محروم کرے تو اس کو دے، جو تجھ سے قطع تعلق کرے تو اس سے صلہ رحمی کر اور جو تجھ پر ظلم کرے تو اس کو معاف کردے۔ "فَإِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ" "جب تو یہ عمل کرے گا تو جنت میں داخل ہو جائے گا۔

اسے بزار، طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے روایت کیا۔ نیز حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا۔ مگر حاکم کے الفاظ میں ہے کہ عرض کیا "فَإِذَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ فَمَا لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟" "جب میں یہ عمل کروں تو یارسول اللہ ﷺ مجھے کیا اجر ملے گا؟ تھی: "اَنْ تُحَاسَبَ حِسَابًا يَسِيْرًا، وَيُدْخِلَكَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِهٖ" "آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم یہ عمل کرو گے تو تمہارا حساب آسان کردیا جائیگا۔ اور اللہ تمہیں اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمادے گا"۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا "اِرْحَمُوْا تُرْحَمُوْا وَاغْفِرُوْا يُغْفَرْ لَكُمْ" "رحم کیا کرو، تم پر رحم ہوگا، اور معاف کیا کرو، تمہیں معافی ملتی رہے گی"۔

اسے امام احمد نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: امام صاحب ہی کی ایک روایت حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا فرمان پاک ہے۔ "مَنْ لَّا يَرْحَمُ النَّاسَ لَا يَرْحَمُهُ اللّٰهُ، وَمَنْ لَا يَغْفِرْ لَا يُغْفَرْ لَهٗ" "جو لوگوں پر رحم نہ کرے، اللہ اس پر رحم نہیں فرماتا اور جو لوگوں کو معاف نہیں کرتا، اسے بھی معاف نہیں کیا جاتا۔

حدیث: امیر المومنین سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی تلوار مبارک کے دستے پر یہ الفاظ لکھے ہوئے دیکھے: جو تیرے ساتھ زیادتی کرے تو اسے معاف کر، جو تجھ سے قطع کرے تو اس کے ساتھ صلہ رحمی کر، جو تیرے ساتھ برا سلوک کرے تو اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آ اور ہمیشہ سچی بات کر، چاہے خود تیری ذات کے خلاف ہو۔

اسے زرین بن العبدری نے ذکر کیا ہے۔

حدیث: ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کی کوئی چیز چوری ہوگئی تو وہ چور کو بددعا دینے

لگیں۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''لَا تُسَبِّخِیْ عَنْهُ'' چور کو بددعا دے کر اس کے جرم کو ہلکا اور اپنے اجر کو ناقص نہ کرو۔

اسے ابوداؤد نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کائنات ﷺ نے فرمایا:(قیامت کے دن) جب بندے حساب وکتاب کے لئے کھڑے ہوں گے تو کچھ لوگ آئیں گے جنہوں نے اپنی گردنوں پر تلواریں رکھی ہوئی ہوں گی اور اس سے خون کے قطرات گر رہے ہوں گے۔وہ دروازہ جنت کے سامنے ہجوم کر دیں گے۔پوچھا جائیگا: یہ کون لوگ ہیں۔ جواب ملے گا: یہ شہداء ہیں جو زندہ تھے اور رزق پاتے تھے۔پھر ایک منادی ندا کریگا: جن کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر ہے،وہ کھڑے ہو جائیں اور جنت میں داخل ہو جائیں۔پھر دوسری مرتبہ ندا دے گا: جن کا اجر اللہ کے ذمے ہے، کھڑے ہو جائیں اور جنت میں چلے جائیں۔پوچھا جائے گا: وہ کون لوگ ہیں، جن کا اجر اللہ کے ذمۂ کرم پر ہے؟ ارشاد ہوگا''اَلْعَافُوْنَ عَنِ النَّاسِ'' وہ جو لوگوں کو معاف کر دیتے تھے''۔پھر منادی کرنے والا تیسری مرتبہ آواز دے گا: وہ لوگ جن کا اجر وثواب اللہ تعالیٰ کے ذمۂ کرم ہے وہ اٹھیں اور جنت میں داخل ہو جائیں۔''فَقَامَ كَذَا وَ كَذَا اَلْفاً،فَدَخَلُوْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ'' ''اس پکار پر ہزاروں لوگ اٹھیں گے اور بغیر حساب وکتاب جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

اسے طبرانی نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: اور یہ بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے کہ ہنس پڑے حتی کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے،تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر نثار، کس چیز نے آپ کو ہنسایا ہے؟ سید عالم ﷺ نے فرمایا:(میں نے دیکھا ہے کہ) میرے دو امتی رب العزت کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھے ہیں۔ان میں سے ایک عرض کرتا ہے: اے میرے پروردگار! اس میرے بھائی سے مجھ پر کی ہوئی زیادتیوں کا بدلہ لے۔تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تو اپنے بھائی سے کیا لینا چاہتا ہے جبکہ اس کی تو کوئی نیکی باقی نہیں رہی (سب اہل حقوق لے جا چکے ہیں) وہ عرض کرتا ہے: اے میرے رب! پھر میرے گناہ اس پر ڈال دے۔اور اس وقت رسول اللہ ﷺ کی چشمان مبارک سے آنسو بہنے لگے۔پھر فرمایا:''اِنَّ ذَالِكَ لَيَوْمٌ عَظِيْمٌ يَحْتَاجُ النَّاسُ اَنْ يُّحْمَلَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ'' بلاشبہ یہ دن بڑا زبردست ہوگا۔لوگ اس دن محتاج ہوں گے کہ ان کے کچھ بوجھ (گناہ) اٹھا لئے جائیں۔پھر اللہ تعالیٰ فریادی سے ارشاد فرمائیگا:''اِرْفَعْ بَصَرَكَ فَانْظُرْ'' آنکھ اٹھا کر دیکھ، وہ نظر اٹھا کر دیکھے گا تو عرض کرے گا: اے پروردگار! میں سونے کے میدان اور سونے سے بنے ہوئے محلات دیکھ رہا ہوں جو موتیوں سے جگمگا رہے ہیں۔یہ کسی پیغمبر کیلئے ہیں؟ یا کسی صدیق کے واسطے ہیں؟ یا کسی شہید کو دیئے جائیں گے؟ ارشاد ہوگا''لِمَنْ اَعْطَى الثَّمَنَ'' جو ان کی قیمت ادا کریگا۔(اسے عنایت فرمائے جائیں گے) بندہ عرض کرے گا: یا مولا! ان کی قیمت بھلا کون دے

سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیگا: ''اَنْتَ تَمْلِكُهُ'' ''تو دے سکتا ہے''۔ وہ عرض کریگا: میں کیا دے سکتا ہوں؟ (یاں میرے پاس ہے کیا؟) ارشاد فرمائیگا ''بِعَفْوِكَ عَنْ اَخِيْكَ'' ''تیرا اپنے بھائی کو معاف کر دینا، ان کی قیمت ہے''۔ (خوش ہوکر) عرض گذار ہوگا: اے اللہ! میں نے اسے معاف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیگا ''فَخُذْ بِيَدِ اَخِيْكَ وَ اَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ'' ''تو پھر پکڑ لے اپنے اس بھائی کا ہاتھ اور اسے اپنے ساتھ جنت میں لے جا''۔ اس وقت اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ''اِتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ يُصْلِحُ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ'' ''اللہ سے ڈرتے رہو اور آپس میں صلح کر لیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے درمیان صلح کراتا ہے''۔

اسے حاکم اور بیہقی نے روایت کیا اور حاکم نے کہا۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِاَخِيْكَ فَيَرْحَمُهُ اللّٰهُ وَ يَبْتَلِيْكَ'' ''اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کر، ورنہ اللہ اس پر رحم فرمائے گا اور تجھے اس مصیبت میں مبتلاء کر دے گا۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ مکحول راوی نے حضرت واثلہ سے سماعت کی ہے۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی ہے ''مَنْ عَيَّرَ اَخَاهُ بِذَنْبٍ لَّمْ يَمُتْ حَتّٰى يَعْمَلَهُ'' ''جس شخص نے اپنے بھائی کو اس کا گناہ یاد دلا کر شرمندہ کیا، وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جبتک کہ خود اس گناہ میں مبتلاء نہ ہوگا (1)۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علما نے کہا ہے: یہ اس گناہ کے بارہ میں ہے جس سے بندہ توبہ کر چکا ہو۔ (ورنہ جس گناہ میں وہ مبتلاء ہے۔ اس پر شرم دلانا درست ہے تاکہ وہ یہ گنا ترک کر کے توبہ کر لے)

اسے بھی ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث بھی حسن غریب ہے۔

1۔ کسی فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

اگر بمرد عدو جائے شادمانی نیست

کہ زندگانی نیز ما جاودانی نیست

اور پنجاب کے مشہور شاعر اور دانشور حضرت میاں محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس مضمون کو ہمیشہ کیلئے اپنے کلام میں زندہ فرما دیا۔ فرماتے ہیں۔

دشمن مرے تے خوشی نہ کریئے سجناں بھی مر جانا

ڈیگر تے دن آیا محمد اوڑک نوں ڈب جانا (مترجم)

ترہیب

گناہائے (1) صغیرہ اور ان پر اصرار

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اگر وہ باز آجائے اور گناہ کی معافی مانگ لے تو وہ نکتہ صاف ہو جاتا ہے۔ "فَإِنْ عَادَ زِيْدَ فِيهَا حَتّٰى تَعْلُوَ قَلْبَهُ" اور اگر وہ بندہ دوبارہ اس گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو نکتہ اور بڑھا دیا جاتا ہے یہاں تک کہ پورے دل کو گھیر لیتا ہے (2)۔ اور یہی وہ "زنگ" ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں فرمایا ہے: كَلَّا بَلْ ٜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ (مطففین) ہرگز نہیں بلکہ زنگ چڑھ گیا ہے ان کے دلوں پر ان کے ان کرتوتوں کی وجہ سے جو وہ کیا کرتے تھے۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے بھی دو طریق سے روایت کیا اور ان میں سے ایک کے متعلق کہا: یہ بر شرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "إِيَّاكُمْ وَ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ فَإِنَّهُنَّ يَجْتَمِعْنَ عَلَى الرَّجُلِ حَتّٰى يُهْلِكْنَهُ" "ان گناہوں سے بھی اجتناب کرو جن کو تم حقیر (وصغیر) سمجھتے ہو کیونکہ یہ انسان پر جمع ہو کر اسے ہلاکت میں ڈال دیتے ہیں۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے ان چھوٹے چھوٹے گناہوں کی ایک مثال بیان فرمائی ہے کہ جیسے کچھ لوگ ہوں جنہوں نے کسی جنگل میں (دوران سفر) پڑاؤ کیا۔ پھر ان کے کھانے کا وقت ہو گیا تو کچھ آدمی ادھر ادھر (لکڑیاں اکٹھی کرنے) نکل گئے۔ اور ایک شخص ایک لکڑی لے کر آیا، دوسرا ایک اور لے آیا حتی کہ انہوں نے ایندھن کا ڈھیر لگا لیا۔ اور آگ جلائی۔ پھر جو کچھ اس آگ میں ڈالا، پکا لیا۔ (اسی طرح چھوٹے چھوٹے گناہ مل کر بہت بڑی ہلاکت کا باعث ہو سکتے ہیں)

اسے امام احمد، طبرانی اور بیہقی نے بروایت عمران القطان روایت کیا۔ امام صاحب اور طبرانی کے بقیہ راوی صحیح کے راوی

1۔ صغیرہ گناہ کا سمجھنا، کبیرہ گناہ کو سمجھنے پر موقوف ہے۔ کبیرہ گناہ کی تعریف میں بہت اقوال ہیں۔ سب سے پسندیدہ قول یہ ہے کہ ہر وہ گناہ جس پر شارع علیہ السلام نے کوئی حد (سزا) مقرر کی ہو یا عذاب کی دھمکی دی ہو، وہ گناہ کبیرہ ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے مندرجہ ذیل گناہوں کو کبیرہ شمار فرمایا ہے۔ 1 شرک 2 ناحق قتل 3 پاکدامن خاتون پر تہمت 4 یتیم کا ناحق مال کھانا 5 زنا 6 میدان جنگ سے بھاگنا اور 7 والدین کی نافرمانی۔ احادیث میں کئی اور امور بھی کبیرہ شمار فرمائے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ گناہ صغیرہ ہیں۔ علماء فرماتے ہیں: صغیرہ گناہ کو بار بار کرنا اور اسے گناہ نہ جاننا بھی کبیرہ گناہ بن جاتا ہے۔ قرآن مجید نے صغیرہ گناہوں کے بارہ میں ارشاد فرمایا ہے:

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ۝ (نساء)

ترجمہ: "اگر تم بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن سے تمہیں روکا گیا ہے تو ہم تمہاری برائیاں (گناہائے صغیرہ) مٹا دیں گے اور تمہیں عزت کی جگہ (جنت) میں داخل فرمائیں گے"۔ (مترجم)

(2) معلوم ہوا کہ کسی گناہ کا بار بار کرنا دل کے سیاہ ہو جانے کی دلیل ہے۔ شاید اسی لئے علماء نے فرمایا کہ صغیرہ گناہ کو بار بار کرنا کبیرہ بن جاتا ہے۔ (مترجم)

ہیں نیز ابو یعلیٰ نے بھی اسے اسی کی مثل بطریق ابراہیم الہجری عن ابی الاحوص عنہ روایت کیا، اس کے شروع میں یہ الفاظ بیان کئے ''اِنَّ الشَّیْطَانَ قَدْ یَئِسَ اَنْ تُعْبَدَ الْاَصْنَامُ فِی الْاَرْضِ الْعَرَبِ وَ لٰکِنَّہٗ سَیَرْضٰی مِنْکُمْ بِدُوْنِ ذَالِکَ بِالْمُحَقَّرَاتِ وَھِیَ الْمُوْبِقَاتُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ'' ''سرزمین عرب میں بتوں کی پوجا سے تو شیطان مایوس ہو چکا ہے لیکن وہ تم سے وہ گناہ کروا کر خوش ہو جایا کریگا جنہیں تم بہت حقیر جانتے ہو حالانکہ روز قیامت یہ بھی ہلاکت خیز ثابت ہوں گے''۔

اسے طبرانی اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن مسعود پر موقوفاً بھی روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت سعد بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ جنگ حنین سے فارغ ہو کر لوٹے تو ہم نے ایک ایسے صحراء میں پڑاؤ کیا، جہاں کوئی چیز نہیں تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اکٹھے ہو جاؤ، جس نے جو کوئی چیز پائی ہو، لے آئے، اور جسے کوئی ہڈی یا دانت ملا ہو وہ بھی لے آئے۔ راوی فرماتے ہیں کہ کچھ ہی دیر کے بعد ہم نے ایک ڈھیر اکٹھا کر لیا۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ڈھیر کو دیکھ رہے ہو؟ پس اسی طرح آدمی پر گناہ جمع ہوتے رہتے ہیں جس طرح تم نے اس ڈھیر کو اکٹھا کیا ہے؟ ''فَلْیَتَّقِ اللّٰہَ رَجُلٌ فَلَا یُذْنِبُ صَغِیْرَۃً وَّ لَا کَبِیْرَۃً فَاِنَّھَا مُحْصَاۃٌ عَلَیْہِ'' ''لہٰذا آدمی کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیے (اور توبہ کرتے رہنا چاہیے) کہ نہ کسی چھوٹے گناہ کا ارتکاب کرے نہ بڑے کا، کیونکہ یہ سب اس کے خلاف شمار (1) ہوں گے۔

حدیث: ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! حقیر سمجھے جانے والے گناہوں سے بھی بچتی رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے متعلق بھی سوال پوچھا جائے گا۔

ان دونوں حدیثوں کو نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ یہ الفاظ نسائی کے ہیں۔ ابن حبان نے گناہوں کی بجائے اعمال کا لفظ استعمال کیا ہے۔

حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا ''اِنَّ الرَّجُلَ لَیُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ یُصِیْبُہٗ'' ''بے شک آدمی گناہ کا مرتکب ہونے کی وجہ سے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

اسے نسائی نے صحیح اسناد کے ساتھ، ابن حبان نے اپنی صحیح میں کچھ زیادتی کے ساتھ اور حاکم نے روایت کیا۔ حاکم نے صحیح الاسناد بھی کہا۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ آدمی خطاؤں کا ارتکاب کر کے

1۔ قرآن حکیم فرماتا ہے:

وَوُضِعَ الْکِتٰبُ فَتَرَی الْمُجْرِمِیْنَ مُشْفِقِیْنَ مِمَّا فِیْہِ وَیَقُوْلُوْنَ یٰوَیْلَتَنَا مَالِ ھٰذَا الْکِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَۃً وَّلَا کَبِیْرَۃً اِلَّآ اَحْصٰھَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا یَظْلِمُ رَبُّکَ اَحَدًا ۝ (کہف)

ترجمہ: ''اور (سب کے سامنے) نامہ اعمال رکھ دیا جائیگا تو آپ دیکھیں گے مجرموں کو کہ ڈر رہے ہوں گے اس سے جو کچھ اس میں ہے۔ اور کہیں گے: ہائے افسوس! اس اعمال نامے کو کیا ہے کہ اس نے کسی چھوٹے بڑے گناہ کو نہیں چھوڑا بلکہ سب کو شمار کر لیا ہے۔ اور جو جو اعمال کرتے رہے ہوں گے سب کو وہاں موجود پائیں گے۔ اور (اے محبوب! ﷺ) آپ کا پروردگار تو کسی پر زیادتی نہیں فرماتا''۔ (مترجم)

اس علم کو بھلا بیٹھتا ہے جو اس نے سیکھا ہوتا ہے۔

اسے طبرانی نے موقوفا روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں مگر قاسم راوی نے اپنے دادا عبداللہ سے سماع نہیں کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: تم لوگ کچھ اعمال (بد) کرتے ہو جو تمہاری نظروں میں ایک بال سے بھی کم اہمیت رکھتے ہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ہم انہیں موبقات شمار کرتے تھے یعنی مہلک سمجھتے تھے۔

اسے امام بخاری وغیرہ نے روایت کیا۔ اور امام احمد نے بھی اسے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ میرا اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا ہماری خطاؤں (اگر بالفرض ہوں) کی وجہ سے مواخذہ فرمائے تو سزا دے یہ بھی اس کی طرف سے ہم پر کوئی زیادتی نہ ہو۔ راوی کہتے ہیں: آپ ﷺ نے انگشت شہادت اور ساتھ والی انگلی سے اشارہ فرمایا۔ اور ایک اور روایت میں ہے کہ ''اگر اللہ تعالیٰ میرا اور ابن مریم کا ان دو انگلیوں یعنی انگوٹھے اور شہادت والی انگلی کی خطاؤں کی وجہ سے مواخذہ فرمائے تو اللہ سزا دے دے پھر بھی اس نے ہم پر کوئی ظلم نہیں کیا'' (1)۔

یہ دونوں روایتیں ابن حبان نے اپنی صحیح میں ذکر کیں۔

حدیث: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہارے وہ گناہ بخش دیئے گئے جو تم جانوروں کے ساتھ کرتے ہو (مارنا پیٹنا، زیادہ بوجھ لادنا وغیرہ) تو تمہارے دیگر گناہ معاف ہو جائیں گے۔

اسے امام احمد و بیہقی نے ایسے ہی مرفوع روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو الاحوص سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت قرآنی پڑھی وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۶۱﴾ (النحل) ''یعنی اگر اللہ تعالیٰ پکڑ فرمائے لوگوں پر ان کے ظلم (گناہ) کی وجہ سے تو زمین پر کسی جانور کو بھی نہ چھوڑے (ہر جاندار کی زندگی معدوم ہو جائے) لیکن وہ انہیں ایک وقت مقرر تک مہلت دیتا ہے۔ پھر جب ان کا وقت مقرر آ جاتا ہے تو وہ ایک لحہ آگے ہو سکتے ہیں نہ پیچھے)''۔ پھر فرمایا: ہو سکتا ہے کہ ابن آدم کے گناہوں کی وجہ سے غلاظت کے کیڑے کو بھی اس کے سوراخ میں عذاب دیا جائے۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

1۔ یہ ارشادات تعلیم امت کیلئے ہیں۔ ورنہ انبیاء علیہم السلام معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں۔ پھر سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کی تو شان ہی نرالی ہے۔ قیامت کے روز مغفرتیں تو آپ ﷺ کے اشارہ ابرو کی منتظر ہونگی۔ امت کو بتایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر کسی بڑے سے بڑے نیک شخص کی چھوٹی سے چھوٹی خطا پر بھی مواخذہ کرے اور سزا دے تو یہ اس کا عدل ہوگا ظلم نہ ہوگا۔ اگر اس نے عدل کیا تو چھٹکارا نہیں ہوگا۔ وہ اگر فضل کرے تو بات بنتی ہے۔ (مترجم)

كتاب البر والصلة وغيرهما

نیکی اور صلہ رحمی وغیرہ کا بیان

ترغیب

ماں (1) باپ کے ساتھ نیک سلوک اور صلہ رحمی، ان کی اطاعت اوران کے ساتھ احسان کی تاکید، اوران کی وفات کے بعدان کے دوستوں سے بھلائی سے پیش آنا

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا:

1۔ خالق کائنات نے اپنے کلام حکیم میں متعدد آیات نازل فرمائی ہیں جن میں ماں باپ کے ساتھ احسان، ان کی اطاعت و فرماں برداری اور ان سے نیکی وصلہ رحمی کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد فرمایا:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْکُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿ (بقرہ)

ترجمہ: "اور یاد کرو جب ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ وعدہ لیا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنا اور رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں سے بھی نیکی کرنا، اور دیگر لوگوں سے اچھی اچھی بات کہنا۔ نماز قائم کرنا اور زکوۃ دیتے رہنا۔ پھر چند آدمیوں کے سوا تم سب نے منہ موڑ لیا اور تم ہو ہی روگردانی کرنے والے"۔

یہ وہ عہد ہے جو بنی اسرائیل سے لیا گیا تھا مگر یہ ادا یہ چاہ رہا ہے مسلمانوں کو کیوں؟ مسلمان غور کریں:

وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ۙ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ﴿ (نساء)

ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو، نیز رشتے داروں، یتیموں، مسکینوں، رشتے دار وغیر رشتے دار ہمسائیوں، ہم مجلس ساتھیوں، مسافروں اور جو لوگ (غلام و لونڈیاں) تمہارے قبضہ میں ہیں، کے ساتھ (بھی حسن سلوک سے پیش آؤ)۔ بے شک اللہ تعالیٰ غرور اور فخر کرنے والوں سے محبت نہیں فرماتا"۔

مذکورہ دونوں آیات میں نہ صرف والدین کے ساتھ نیک سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔ بلکہ مسلم معاشرہ کی پوری خصوصیات اور خاکہ بیان فرما دیا گیا ہے۔ اگر اہل اسلام ان فرمانات الہیہ پر عمل پیرا ہو جائیں تو ہمارے گھر، ہمارے محلے، سوسائیٹیاں اور ہمارے ممالک نمونہ جنت بن جائیں۔

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآ اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا ﴿ (بنی اسرائیل)

ترجمہ: "اور (اے محبوب کرم! ﷺ) آپ کے رب نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ اگر تمہاری زندگی میں والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو انہیں اف تک بھی نہ کہنا۔ اور نہ کبھی جھڑکنا اور جب ان سے بات کرنا تو بڑی تعظیم کے ساتھ کرنا"۔

مذکورہ تینوں آیات میں ایک بات خصوصی توجہ کے قابل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے متصل ہی والدین کے ساتھ نیک سلوک کا حکم دیا ہے۔ جس سے والدین کی اطاعت و فرماں برداری کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

"اَیُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ" "اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب عمل کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ٹھیک

(بقیہ سابقہ صفحہ) وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۞ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۚ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۞ (بنی اسرائیل)

ترجمہ: "اور ان (والدین) کے لئے تواضع وانکساری کے پر جھکا دو (انتہائی عجز وانکساری سے پیش آؤ) رحمت سے۔ اور (ان کے لئے دعا کرتے ہوئے) عرض کرو: اے میرے پروردگار! ان دونوں پر رحمتیں فرما، جس طرح انہوں نے مجھے بچپنے میں پالا پوسا تھا۔ تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے جو کچھ (والدین کی اطاعت وحسن سلوک یا نفرت و بیزاری کے جذبات) تمہارے دلوں میں ہیں۔ اگر تم نیک بن جاؤ (نافرمانی چھوڑ کے اطاعت ومحبت کرنے لگو) تو یقیناً اللہ تعالیٰ بہت توبہ کرنے والوں کو بہت بخشنے والا ہے"۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۚ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۚ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۞ (عنکبوت)

ترجمہ: "اور ہم نے انسان کو تاکیدی حکم دیا ہے کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ اور اگر وہ تجھے مجبور کریں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک بنائے جس کا تجھے کوئی علم نہیں ہے تو (اب ایسی صورت میں) ان کی اطاعت نہ کر (کہ ایمان بتوحید و رسالت سب نیکیوں سے مقدم ہے) تمہیں میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ پھر میں تمہیں خبر دوں گا ان اعمال کی جو تم کیا کرتے تھے"۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۚ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۞ (لقمان)

ترجمہ: "اور ہم نے تاکیدی حکم دیا ہے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا۔ شکم میں اٹھائے رکھا ہے اس کی ماں نے اسے کمزوری پر کمزوری کے باوجود۔ اور اس کا دودھ چھوٹنے میں دو سال کا عرصہ لگا۔ (اس لئے ہم نے اسے یہ بھی حکم فرمایا ہے) کہ (اے انسان!) تو میرا بھی شکریہ ادا کر اور اپنے والدین کا بھی۔ تجھے میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے"۔

اور اس کے ساتھ ہی اگلی آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا:

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۖ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۞ (لقمان)

ترجمہ: "اگر وہ (والدین) تجھے اس بات پر مجبور کریں کہ تو میرا کسی کو شریک بنائے جس کا تجھے کوئی علم نہیں ہے تو ان کی یہ بات مت مان (البتہ اس کے باوجود) دنیا میں خوب اچھی طرح ان کا ساتھ دے۔ اور اس کے راستے کی پیروی کر جو میری طرف مائل ہوا (بقول علماء مراد حضرت ابوبکر صدیق ہیں رضی اللہ عنہ) پھر تمہیں لوٹ کر میری ہی طرف آنا ہے تو میں تمہیں آگاہ کروں گا ان کاموں سے جو تم کیا کرتے تھے"۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۚ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ۚ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۞ (احقاف)

"ترجمہ: اور ہم نے تاکیداً حکم دیا ہے انسان کو کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ اس کی ماں نے اسے بڑی مشقت کے ساتھ اپنے پیٹ میں اٹھائے رکھا اور بڑی تکلیف کے ساتھ اس کو جنا۔ اور اسے شکم میں اٹھائے رکھنے اور اس کا دودھ چھڑانے میں تیس مہینے (اڑھائی سال) لگ گئے۔ حتیٰ کہ جب وہ اپنی پوری قوت کو پہنچا اور چالیس برس کا ہو گیا (اب اگر وہ نیک بخت بیٹا یا بیٹی ہے) تو اس نے عرض کی: اے میرے پالنے والے! مجھے توفیق عطا فرما کہ میں شکر ادا کرتا رہوں تیری اس نعمت کا جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر فرمائی۔ اور ایسے کام کرتا رہوں جن کو تو پسند فرمائے۔ اور میری اولاد کے سلسلہ میں میری اصلاح فرما۔ میں بے شک تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور میں تیرا حکم ماننے والوں میں سے ہوں"۔

حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے والدین کے لئے جو دعا بارگاہ الٰہی میں عرض کی تھی اسے قرآن پاک نے نقل فرمایا اور سید الانبیاء حبیب اللہ ﷺ نے اپنی امت کو اپنی ہر نماز میں یہ دعا مانگنے کا حکم دیا ہے۔ وہ دعا یہ ہے:

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۞ (ابراہیم)

ترجمہ: "اے ہمارے رب! مغفرت فرما میری اور میرے ماں باپ کی جس دن حساب و کتاب قائم ہو"۔ (مترجم)

وقت پر نماز ادا کرنا۔ میں نے عرض کی: پھر اس کے بعد کون سا عمل؟ فرمایا: "بِرُّالْوَالِدَیْنِ" "ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنا"۔ میں عرض گذار ہوا: پھر اس کے بعد کون سا عمل اللہ کو محبوب ہے؟ تو ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔ بخاری و مسلم۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لَا یَجْزِیْ وَلَدٌ وَّالِدَهٗ اِلَّا اَنْ یَّجِدَهٗ مَمْلُوْکًا فَیَشْتَرِیَهٗ فَیُعْتِقَهٗ" "کوئی بیٹا اپنے باپ کا حق نہیں ادا کرسکتا سوائے اس صورت کے کہ اپنے باپ کو کسی کا غلام پائے پھر اسے خرید کر آزاد کردے۔ مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک آدمی نبی اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور جہاد پر جانے کی اجازت چاہی۔ تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا تیرے ماں باپ حیات ہیں؟ اس نے عرض کی: جی ہاں۔ فرمایا: "فَفِیْهِمَا فَجَاهِدْ" "تو پھر ان کے پاس رہ کر جہاد کر (ان کی دیکھ بھال، خدمت کرو، یہی تمہارا جہاد ہے۔ اسی میں تمہیں ثواب جہاد مل جائے گا)۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی۔

حدیث: اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ (عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں) ایک آدمی اللہ کے رسول ﷺ کی بارگاہ پاک میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوا: میں ہجرت اور جہاد پر آپ سے بیعت کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ سے ثواب کا طالب ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ وہ عرض کرنے لگا: جی ہاں، بلکہ دونوں حیات ہیں۔ فرمایا: پھر تو اللہ سے اجر و ثواب تلاش کرتا پھرتا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا: "فَارْجِعْ اِلٰی وَالِدَیْكَ فَاَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا" "جاؤ اپنے والدین کے پاس لوٹ جاؤ اور ان سے اچھا سلوک کرو (ان کی خدمت کرو)۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: میں ہجرت کے لئے آپ سے بیعت کرنے حاضر ہوا ہوں اور اپنے ماں باپ کو پیچھے روتا ہوا چھوڑ آیا ہوں۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: "اِرْجِعْ اِلَیْهِمَا فَاَضْحِکْهُمَا کَمَا اَبْکَیْتَهُمَا" "ان کے پاس واپس چلے جاؤ اور انہیں خوش کرو جیسے انہیں رُلا کے آئے ہو۔ ابوداؤد۔

حدیث: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص یمن سے ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: کیا یمن میں تمہارا کوئی عزیز ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں، میرے ماں باپ ہیں۔ فرمایا: کیا انہوں نے تمہیں ہجرت کرنے کی اجازت دی تھی؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا، واپس جا کر ان سے اجازت طلب کرو۔ "فَاِنْ اَذِنَا لَكَ فَجَاهِدْ وَاِلَّا فَبِرَّهُمَا" اگر وہ تمہیں اجازت دے دیں تو پھر راہ حق میں جہاد کے لئے آجانا ورنہ وہیں ان کی خدمت کرو۔ ابوداؤد۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک آدمی بارگاہ رسالتمآب ﷺ میں حاضر ہوئے اور

عرض کرنے لگے: میں جہاد پر جانے کی خواہش رکھتا ہوں مگر اس پر قدرت نہیں رکھتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے ماں باپ میں سے کوئی موجود ہے؟ انہوں نے عرض کی: ہاں جی، والدہ ہیں۔ ارشاد فرمایا: اس کی خدمت کرتے ہوئے اللہ کی بارگاہ میں پیش ہو جاؤ۔ (خدمت کرتے ہوئے موت آئے) ''فَاِذَا فَعَلْتَ ذَالِكَ فَاَنْتَ حَاجٌّ وَّ مُعْتَمِرٌ وَّ مُجَاهِدٌ'' ''جب تم یہ کرو گے تو (صرف جہاد ہی کا ثواب نہیں بلکہ) پھر تم حاجی بھی ہو، عمرہ کرنے والے بھی ہو اور جہاد کرنے والے بھی ہو۔

اسے ابویعلیٰ اور طبرانی نے صغیر و اوسط میں روایت کیا۔ دونوں کی اسناد جید ہیں۔ میمون بن نجیح راوی کو ابن حبان نے ثقہ قرار دیا۔ اور بقیہ راوی ثقہ مشہور ہیں۔

حدیث: حضرت طلحہ بن معاویہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نبی محترم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) میں جہاد فی سبیل اللہ کے لئے جانا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہاری والدہ حیات ہیں؟ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ تو نبی محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَلْزِمْ رِجْلَهَا فَثَمَّ الْجَنَّةُ'' اپنی ماں کے قدموں میں پڑے رہو، تمہاری جنت وہیں ہے۔ طبرانی۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے پوچھا: یارسول اللہ! (ﷺ) بیٹے پر اس کے ماں باپ کا حق کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ''هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ'' (اگر تو ان کی خدمت کرکے انہیں خوش کرلے تو) وہ تیرے لئے جنت ہیں اور (اگر نافرمانی کرکے ناراض کر بیٹھے تو) تیرے لئے دوزخ ہیں۔

اسے ابن ماجہ نے بطریق علی بن یزید عن القاسم روایت کیا۔

حدیث: حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (ان کے والد) جاہمہ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوئے: یارسول اللہ! (ﷺ) میں جہاد پر جانا چاہتا ہوں اور آپ کی خدمت میں مشورہ لینے حاضر ہوا ہوں۔ فرمایا: تمہاری والدہ زندہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''فَالْزِمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا'' ''اس کے پاس حاضر رہو (اور خدمت کرو) اس لئے کہ جنت اس کے پاؤں کے پاس ہے''۔

اسے ابن ماجہ، نسائی اور حاکم نے روایت کیا۔ یہ الفاظ نسائی کے ہیں۔ حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا ہے۔ (نیز طبرانی نے بھی اسے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ مگر اس میں صرف ''ماں'' کی بجائے ''ماں باپ'' کے الفاظ ہیں)

حدیث: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا اور پوچھنے لگا: میرے نکاح میں ایک عورت ہے اور میری والدہ اسے طلاق دے دینے کا حکم کرتی ہیں (کیا کروں؟) حضرت ابودرداء نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: باپ جنت کا درمیان والا دروازہ ہوتا ہے۔ اب تیری مرضی، چاہے تو اسے ضائع کر ڈال یا اس کی حفاظت کر (اور ماں تو باپ سے بھی زیادہ حق رکھتی ہے)۔

اسے ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا۔ الفاظ ترمذی کے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ سفیان راوی نے کہیں تو ماں کا لفظ استعمال کیا اور کہیں باپ کا۔ نیز کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (ابن حبان نے بھی اسے بالفاظ مختلفہ اپنی صحیح میں روایت کیا)

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: میرے نکاح میں ایک عورت تھی جو مجھے بہت پیاری تھی۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے اچھا نہیں جانتے تھے۔ پھر مجھے فرمانے لگے: اسے طلاق دیدے، میں نے انکار کیا۔ تو (میرے والد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ساری بات آپ کی خدمت میں ذکر کی، رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: اس عورت کو طلاق دیدو (کہ تمہارے والد ایسا کرنے کا حکم کرتے ہیں۔ تو ابن عمر نے طلاق دیدی)۔

اسے ابوداوٗد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یُّمَدَّ لَہٗ فِیْ عُمُرِہٖ وَیُزْدَادَ فِیْ رِزْقِہٖ فَلْیَبَرَّ وَالِدَیْہِ وَلْیَصِلْ رَحِمَہٗ" "جسے یہ پسند ہو کہ اس کی عمر دراز فرمائی جائے اور اس کے رزق میں برکت ہو، اسے چاہیے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرے اور صلۂ رحمی سے پیش آئے"۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ ان کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ اور یہ حدیث مختصراً صحیح میں بھی ہے۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ بَرَّ وَالِدَیْہِ طُوْبٰی لَہٗ زَادَ اللّٰہُ فِیْ عُمُرِہٖ" "جس نے اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا، اسے مبارک ہو (یا اس کیلئے جنت میں شجرۂ طوبیٰ ہے (1)) اللہ اس کی عمر دراز فرمائے۔

اسے ابویعلیٰ، طبرانی اور حاکم نے زبان بن قائد عن سہل بن معاذ عن ابیہ کے طریق سے روایت کیا۔ حاکم نے صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک انسان اپنے گناہوں کی بنا پر رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔ تقدیر کو سوائے دعا کے کوئی عمل نہیں ٹال سکتا، "وَلَا یَزِیْدُ فِی الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ" "اور عمر میں اضافہ صرف والدین کی خدمت سے ہو سکتا ہے"۔

اسے ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ یہ الفاظ ابن حبان کے ہیں۔ اور حاکم نے بھی کچھ تقدیم و تاخیر سے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی ہے: "لَا یَرُدُّ الْقَضَآءَ اِلَّا الدُّعَآءُ وَلَا یَزِیْدُ فِی الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ" "قضاء کو صرف دعا ٹال سکتی ہے۔ اور عمر میں اضافہ صرف والدین کی خدمت و اطاعت ہی کر سکتی ہے"۔

اسے امام ترمذی نے روایت فرمایا اور کہا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی العالمین ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کی خواتین سے دامن بچاتے رہو، تمہاری اپنی عورتیں پاکدامن رہیں گی۔ اپنے آباء و اجداد کی خدمت کرو تمہارے بیٹے پوتے تمہارے ساتھ

1۔ "طوبیٰ" جنت میں ایک بہت بڑے درخت کا نام بھی ہے۔ والدین کی خدمت کرنے والے کو بقدر خدمت اس کا سایہ نصیب ہوگا۔ (مترجم)

حسن سلوک کریں گے۔ اور جس شخص کے پاس اس کا بھائی معافی کا طلبگار ہو کر آئے، اسے چاہیے کہ اس کی معذرت قبول کرے، آنے والا حق پر ہو یا باطل پر، (سچا ہو یا جھوٹا) پھر جس نے ایسا نہیں کیا (معذرت خواہ کی معذرت قبول نہ کی) وہ میرے حوض کوثر پر نہیں آسکے گا۔

اسے حاکم نے بروایت سوید عن ابی رافع عنہ روایت کیا اور کہا صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''بَرُّوْا اٰبَآئَكُمْ تَبَرَّكُمْ اَبْنَآءُ كُمْ وَ عِفُّوْا تَعِفُّ نِسَآئُكُمْ'' ''اپنے باپ دادوں کے ساتھ نیک سلوک کرو، تمہاری اولاد تم سے حسن سلوک کرے گی۔ اور پاکدامن رہو، تمہاری عورتیں پاکدامن رہیں گی۔

اسے طبرانی نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ نیز یہی الفاظ طبرانی وغیرہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے بھی روایت کیے ہیں۔

حدیث: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی ناک خاک آلود ہو (وہ برباد ہو) پھر اس کی ناک خاک آلود ہو، پھر اس کی ناک خاک آلود ہو۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! (ﷺ) کسی کی ناک؟ ارشاد فرمایا: ''مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ اَوْ اَحَدَهُمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ'' جس نے اپنے ماں باپ کو یا ان میں سے ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا پھر (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہو سکا۔ مسلم۔

حدیث: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: حضور نبی انور ﷺ منبر شریف پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا: آمین (یا اللہ قبول فرما)، آمین، آمین۔ (عرض کئے جانے پر) ارشاد فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ہو کر کہنے لگے: '' یَامُحَمَّدُ! مَنْ اَدْرَكَ اَحَدَ اَبَوَيْهِ فَمَاتَ، فَدَخَلَ النَّارَ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ'' یا محمد! (ﷺ) جس بندے نے اپنی زندگی میں اپنے ماں باپ میں سے کسی کو (بڑھاپے میں) پایا۔ پھر مر گیا تو (حسن سلوک اور خدمت نہ کرنے کی وجہ سے) دوزخ میں داخل ہوا، اللہ تعالیٰ اس کو (اپنی رحمت سے) دور کر دے۔ اس پر آپ آمین کہیں۔ تو میں نے آمین کہا۔ پھر جبریل علیہ السلام نے کہا: اے محمد! (ﷺ) جو شخص رمضان کا مہینہ پائے (نہ روزے رکھے نہ اس کا احترام کرے) پھر مر جائے اور بخشا نہ جائے، وہ جہنم میں جائے اور اللہ اسے اپنی رحمت سے بعید کر دے، کہیں: آمین۔ تو میں نے کہا: آمین۔ انہوں نے پھر کہا: جس کے پاس آپ کا ذکر شریف ہوا اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے پھر اسے موت آجائے تو وہ دوزخ میں جائے اور اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور کر دے۔ کہیے: آمین۔ تو اس پر بھی میں نے آمین کہا۔

اسے طبرانی نے کئی اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ جن میں ایک حسن ہے۔ نیز ابن حبان نے اپنی صحیح میں اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے (حاکم نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور خود طبرانی نے بھی ایک اور جگہ حضرت ابن عباس کی حدیث سے) روایت کیا ہے (ان روایات میں الفاظ کا کچھ اختلاف ہے۔ مگر مفہوم ایک ہی ہے)۔

حدیث: حضرت مالک بن عمرو القشیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ

ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا تو یہ غلام آگ سے اس کے لئے بدلہ بن جائے گا۔ اور جس نے اپنے والدین میں سے ایک کو (یا دونوں کو) اپنی زندگی میں پایا۔ پھر اس کی مغفرت نہ ہوئی "فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ" تو اللہ اس کو اپنی رحمت سے دور کر دے۔ اور ایک روایت میں یہ زیادہ کیا: "وَاَسْحَقَهٗ" اور اسے تباہ و برباد کرے۔

اسے امام احمد نے کئی طرق سے روایت کیا۔ جن میں ایک حسن ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: (گزشتہ اقوام میں سے) تین آدمی کہیں جا رہے تھے کہ انہیں بارش نے آگھیرا۔ تو انہوں نے ایک پہاڑ کے غار میں پناہ لی (قدرت خدا کی کہ) غار کے منہ پر پہاڑ کی چٹان آ گری اور غار کا منہ بند کر دیا (یہ لوگ اندر مقید ہو گئے) اب یہ لوگ آپس میں کہنے لگے: "اُنْظُرُوْا اَعْمَالًا عَمِلْتُمُوْهَا صَالِحَةً لِلّٰهِ فَادْعُوا اللّٰهَ تَعَالٰى بِهَا" اپنے اپنے نیک اعمال دیکھو جو تم نے صرف اللہ کی رضا کی خاطر کئے تھے پھر ان کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرو۔ ہو سکتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے تمہیں نکال دے۔ تو ان میں سے ایک نے دعا کی۔ اے ہمارے رب! میرے ماں باپ بہت بوڑھے تھے اور بیوی بھی تھی، چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے۔ میں جانور چرایا کرتا تھا۔ شام کو جب واپس آتا، دودھ دوہتا، سب سے پہلے اپنے ماں باپ کو پلاتا تھا اور بعد میں بچوں کو دیتا۔ ایک روز درختوں نے مجھے دور کر دیا (پتے وغیرہ بکریوں کے لئے جھاڑتے ہوئے دیر ہو گئی) شام تک واپس نہ لوٹ سکا۔ رات کو جب گھر پہنچا تو دیکھا کہ ماں باپ سو چکے تھے۔ حسب معمول میں نے دودھ دوہا، پیالہ بھر کر لایا اور ان کے سرہانے کھڑا ہو گیا۔ انہیں نیند سے بیدار کرنا مناسب نہ تھا اور ان سے پہلے بچوں کو پلانا بھی میں نے گوارہ نہ کیا۔ حالانکہ بچے میرے قدموں میں پڑے (بھوک سے) چیخ چلا رہے تھے۔ صبح تک میری اور میرے والدین کی یہی حالت رہی (وہ سوتے رہے اور میں پیالہ لئے سرہانے کھڑا رہا) تو (اے میرے اللہ!) اگر تیرے علم میں ہے کہ میں نے یہ سب کچھ تیری رضا کے لئے کیا تھا تو اس غار کا منہ ہمارے لئے کھول دے کہ ہم آسمان کو دیکھ سکیں۔ "فَفَرَجَ اللّٰهُ مِنْهَا فُرْجَةً فَرَاَوْا مِنْهَا السَّمَآءَ" تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے اتنا منہ کھول دیا کہ انہیں آسمان نظر آنے لگا۔ دوسرے آدمی نے اس طرح دعا مانگی: الٰہی! میری ایک چچا کی بیٹی تھی، میں اس سے اتنی محبت کرتا تھا، جتنی شدید محبت مردوں کو عورتوں سے ہوا کرتی ہے۔ میں نے اس سے مطالبہ وصل کیا، اس نے انکار کر دیا۔ اور ایک سو دینار۔ مانگا میں نے بڑی کوششوں سے سو دینار جمع کئے اور لے کر اس کے پاس پہنچا۔ پھر جب میں اس کی ٹانگوں کے درمیان بیٹھ گیا (اپنا مطلب پورا کرنے کے قریب ہوا) وہ کہنے لگی: اے بندہ خدا! اللہ کا خوف کر اور اس مہر کو بغیر حق (نکاح) کے مت توڑ۔ یہ سن کر میں اسے چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ (اے اللہ!) تو جانتا ہے، اگر میں نے یہ سب تیری رضا کے لئے کیا تھا تو اس کا منہ کچھ نہ کچھ کھول دے۔ تو اللہ نے ان کے لئے کچھ اور کشائش پیدا کر دی۔ اور آخری آدمی نے عرض کی: یا مولا! میں نے ایک فرق (تین صاع کے برابر غلہ کا ایک پیمانہ) چاولوں پر ایک مزدور رکھا تھا۔ جب وہ اپنا کام کر چکا تو کہنے لگا: مجھے میری مزدوری دے دے۔ میں نے اسے ایک فرق چاول دیئے۔ مگر وہ انہیں چھوڑ کر چلا گیا۔ پھر میں اس کے ان چاولوں کو کاشت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ میں نے اس سے کئی گائے، بیل اور چرواہے جمع کر لئے۔ پھر (ایک

روز) وہ میرے پاس آ کر کہنے لگا: اللہ سے ڈر اور میرا حق مت مار میں نے اسے کہا: ان گائے، بیل اور چرواہوں کے پاس جا اور ان سب کو لے جا۔ کہنے لگا: خدا کا خوف کر اور میرے ساتھ مذاق نہ کر۔ میں نے اسے بتایا کہ میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا۔ یہ گائے، بیل، چرواہے لے جا۔ چنانچہ وہ یہ سب کچھ لے کر چلا گیا۔ "فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّیْ فَعَلْتُ ذَالِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مَا بَقِیَ" (اے پروردگار!) اگر تیرے علم میں ہے کہ میں نے یہ سب کچھ صرف تیری خوشی کی خاطر کیا تھا تو غار کے منہ کا باقی حصہ بھی کھول دے۔ "فَفَرَجَ اللّٰهُ مَا بَقِیَ" تو اللہ تعالیٰ نے باقی حصہ بھی کھول دیا۔ (اور وہ تینوں حضرات غار سے نکل کر چلدیئے) بخاری و مسلم (1)۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) لوگوں میں سب سے زیادہ اچھے سلوک کا حق دار کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری ماں، وہ بولا: اس کے بعد کون؟ فرمایا: تمہاری ماں، اس نے عرض کیا: پھر اس کے بعد کون؟ فرمایا: تمہاری ماں۔ وہ پھر عرض گذار ہوا: پھر اس کے بعد کون؟ ارشاد فرمایا: اس کے بعد تمہارا باپ۔ (پتہ چلا ماں کا حق باپ سے کئی گناہ بڑھ کر ہے)۔ بخاری و مسلم۔

حدیث: سیدہ اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتی ہیں: میری والدہ میرے پاس آئیں جبکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں مشرکہ تھیں۔ تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ چاہا، میں نے عرض کیا: میری ماں میرے پاس آئی ہیں اور (میرے مال و خدمت) کی خواہش مند ہیں۔ کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کروں؟ ارشاد فرمایا: ہاں، اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔ (اگرچہ مشرکہ ہو) بخاری، مسلم، ابوداؤد۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "رِضَا اللّٰهِ فِیْ رِضَا الْوَالِدِ، وَسُخْطُ اللّٰهِ فِیْ سُخْطِ الْوَالِدِ" اللہ کی خوشی باپ کی خوشی میں اور ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔

اسے ترمذی نے روایت کیا۔ اور اس کے موقوف ہونے کو ترجیح دی۔ ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے بھی روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث برشرط مسلم صحیح ہے۔ نیز طبرانی نے بھی اسے ابوہریرہ کی حدیث سے روایت کیا۔ جس میں یہ الفاظ ہیں: "طَاعَةُ اللّٰهِ طَاعَةُ الْوَالِدِ، وَمَعْصِيَةُ اللّٰهِ مَعْصِيَةُ الْوَالِدِ" اللہ کی اطاعت، باپ کی اطاعت اور اللہ کی

1۔ اس مقام پر صاحب کتاب حافظ منذری علیہ الرحمۃ نے بخاری اور مسلم کی احادیث کے وہ حصے درج فرمائے ہیں جو عنوان سے تعلق رکھتے ہیں۔ البتہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ابن حبان کی روایت مکمل ذکر کی ہے۔ ہم نے یہاں بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث درج کر دی ہے۔ اور یہ روایت پہلے بھی گذر چکی ہے۔ ان روایات میں اگرچہ لفظی اختلاف ہے۔ مگر مفہوم ایک ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ مصیبت و پریشانی میں اپنے نیک اعمال کے وسیلہ سے دعا کی جائے تو اللہ قبول فرماتا ہے۔ پھر نیک بندوں کے وسیلہ سے دعا کیوں جائز نہ ہوگی؟ یہ بھی پتہ چلا کہ والدین کا حق اپنے جان و مال، بیوی، بچوں اور دیگر تمام رشتوں سے مقدم ہے۔ نیز یہ کہ محض خدا کے خوف سے قدرت ہونے کے باوجود گناہ سے بچنا اور اپنے نفس پر قابو پالینا کاملین کی خصلت ہے اور اللہ کے ہاں بہت محبوب و مقبول نیکی ہے۔ (مترجم)

نافرمانی، باپ کی نافرمانی ہے۔

علاوہ ازیں بزار نے اسے حضرت عبداللہ بن عمر یا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اس کے الفاظ اس طرح ہیں: ''رِضَا الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ رِضَا الْوَالِدَيْنِ، وَسُخْطُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ سُخْطِ الْوَالِدَيْنِ'' رب تبارک وتعالیٰ کی رضامندی، ماں باپ کی رضامندی میں ہے اور رب تبارک وتعالیٰ کی ناراضگی ماں باپ کی ناراضگی میں ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: میں ایک بہت بڑا گناہ کر بیٹھا ہوں۔ کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ سید عالم ﷺ نے فرمایا: کیا تمہاری ماں زندہ ہے؟ اس نے عرض کی: نہیں۔ فرمایا: کیا تمہاری کوئی خالہ ہے؟ عرض کی: جی ہاں ہے۔ ارشاد فرمایا: جاؤ جا کر اس کی خدمت کرو (تمہاری توبہ قبول ہوجائے گی)۔

اسے ترمذی، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ یہ الفاظ ترمذی کے ہیں۔ ابن حبان اور حاکم کی روایت میں سوال ''ماں اور باپ'' دونوں کے بارے میں ہے۔ حاکم نے کہا: یہ حدیث بخاری ومسلم کی شرائط پر صحیح ہے۔

حدیث: حضرت اسید مالک بن ربیعہ ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ بنی سلمہ قبیلہ کا ایک آدمی حاضر ہوکر عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! (ﷺ) کیا میرے والدین کی بھلائیوں میں سے کوئی بھلائی باقی ہے جو میں ان کی وفات کے بعد بھی ان سے کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں ہے۔ ان پر نماز جنازہ، ان کے لئے دعائے مغفرت، ان کے بعد ان کی زندگی میں کئے ہوئے عہد نبھانا، ان رشتے داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنا جن سے رشتے ان (والدین) کی وجہ سے قائم ہوئے۔ (دادا، دادی، نانا، نانی، بہن، بھائی، چچا تائے وغیرہ) اور ان دونوں کے دوستوں (باپ کے دوستوں، ماں کی سہیلیوں) کا عزت واحترام کرنا۔

اسے ابوداؤد، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ ابن حبان نے آخر میں یہ الفاظ زائد کئے: ''اس آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) یہ کتنی زیادہ اور کتنی پاکیزہ بھلائیاں ہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: ''فَاعْمَلْ بِهٖ'' ان پر عمل کرو''۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن دینار سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کے راستہ میں ان سے ایک اعرابی (دیہاتی) کی ملاقات ہوگئی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے سلام کہا، جس گدھے پر سوار تھے اس پر اسے سوار کرلیا اور اپنے سر سے عمامہ اتار کر اسے دے دیا۔ ابن دینار کہتے ہیں: ہم نے انہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا فرمائے، یہ اعرابی (دیہاتی غریب) لوگ ہیں اور تھوڑی سی چیز پر بھی خوش ہوجاتے ہیں (آپ اس کا اتنا اکرام فرمارہے ہیں)۔ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس کا باپ (میرے والد) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا دوست تھا۔ اور

میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الْوَلَدِ اَهْلَ وُدِّ اَبِيْهِ'' بہترین بھلائیوں میں سے ہے کہ بیٹا اپنے باپ کے ساتھ محبت رکھنے والوں سے صلہ رحمی کرے۔ مسلم۔

حدیث: حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ آیا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے کچھ مال دیا۔ اور فرمانے لگے: جانتے ہو، میں نے یہ تمہیں کیوں دیا ہے؟ میں نے کہا: مجھے معلوم نہیں۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَصِلَ اَبَاهُ فِي قَبْرِهٖ فَلْيَصِلْ اِخْوَانَ اَبِيْهِ'' جسے یہ پسند ہو کہ اپنے باپ کے ساتھ اس کی قبر میں صلہ رحمی کرے (بعد مردن اسے خوش رکھے) اسے چاہیے کہ اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ اور میرے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور تمہارے باپ کے درمیان اخوت و محبت ہوا کرتی تھی۔ اس لئے میں نے پسند کیا کہ اسے نبھاؤں۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

ترہیب

ماں باپ کی نافرمانی

حدیث: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اِنَّ اللہَ حَرَّمَ عَلَیْکُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّھَاتِ وَوَأْدَ الْبَنَاتِ وَمَنْعَ وَھَاتِ" بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی کرنا، بچیوں کو زندہ درگور کرنا اور حقوق روک لینا حرام فرما دیا ہے۔ "وَکَرِہَ لَکُمْ قِیْلَ وَقَالَ، وَکَثْرَۃَ السُّوَالِ وَاِضَاعَۃَ الْمَالِ" اور تمہارے واسطے قیل وقال (بیکار گفتگو)، کثرت سوال اور اضاعت (ضائع کرنا) مال ناپسند فرمایا ہے۔

اسے بخاری وغیرہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑے گناہ نہ بتادوں؟ ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں! یارسول اللہ! (ﷺ) ارشاد فرمایا: (وہ ہیں) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی۔ اس وقت آپ ﷺ تکیہ لگائے ہوئے تھے پھر سیدھے ہوکر بیٹھ گئے اور فرمایا: غور سے سن لو! جھوٹی بات کہنا اور جھوٹی شہادت دینا۔ آپ ﷺ اس آخری جملہ کو بار بار دہراتے رہے یہاں تک کہ ہم نے (دل میں) کہا: کاش کہ آپ خاموشی اختیار فرمالیں۔ بخاری، مسلم، ترمذی۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نبی انور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اَلْکَبَائِرُ الْاِشْرَاکُ بِاللہِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْیَمِیْنُ الْغَمُوْسُ" یہ کبیرہ گناہ ہیں، اللہ کے ساتھ شرک، والدین کی نافرمانی، کسی جان کو (ناحق) قتل کرنا اور یمین غموس (1)۔ بخاری۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس کبیرہ گناہوں کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اللہ کے ساتھ شرک اور والدین کی نافرمانی ہیں۔

اسے بخاری، مسلم اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور وہ خط جو نبی کریم ﷺ نے اہل یمن کی طرف لکھا تھا اور اسے لے کر حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ گئے تھے، اس میں بھی ہے۔ "بے شک قیامت کے دن اللہ کے نزدیک کبیرہ گناہوں میں بڑے بڑے گناہ یہ ہوں گے۔ اللہ کے ساتھ شرک، مسلمان کو ناحق قتل کرنا، جنگ کے روز جہاد فی سبیل کے میدان سے بھاگ جانا، والدین کی نافرمانی، پاکدامن خاتون کو تہمت لگانا، جادو سیکھنا، سود خوری اور یتیم کا مال (ناجائز طور پر) کھانا" الحدیث۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

1۔ یمین غموس، اس قسم کو کہتے ہیں جو کسی گذشتہ واقعہ کے ہونے یا نہ ہونے پر دانستہ طور پر جھوٹی اٹھائی جائے۔ اس پر کفارہ نہیں ہوتا کیونکہ کفارہ سے اس کے گناہ کا ازالہ ممکن نہیں، سچی توبہ ہی سے معافی ہوسکتی ہے۔ یاد رہے کہ یہاں گناہائے کبیرہ کا چار میں حصر مراد نہیں بلکہ معنی یہ ہے کہ یہ بھی کبیرہ گناہ ہیں۔ کیونکہ ان کے علاوہ کبیرہ گناہ اور بھی ہیں۔ (مترجم)

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تین افراد ایسے ہیں کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر کرم نہیں فرمائے گا یعنی والدین کا نافرمان، ہمیشہ شراب نوشی کرنے والا اور دے کر احسان جتانے والا۔ اور تین وہ ہیں جو جنت میں داخل نہ ہو سکیں گے۔ یعنی والدین کا نافرمان، دیوث (بے غیرت) اور مردوں جیسی چال ڈھال دکھانے والی عورت۔

اسے نسائی نے، بزار نے دو جید اسناد کے ساتھ اور حاکم نے روایت کیا، حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں صرف پہلا حصہ روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ثَلَاثَةٌ حَرَّمَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی عَلَيْهِمُ الْجَنَّةَ، مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَالْعَاقُ وَالدَّيُّوْثُ الَّذِیْ يُقِرُّ الْخَبَثَ فِیْ اَهْلِهٖ'' تین شخص ہیں جن پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے جنت حرام فرمادی ہے۔ وہ ہیں، نمبر 1 ہمیشہ کا شراب نوش، نمبر 2 والدین کا نافرمان اور وہ دیوث جو اپنی بیوی کے متعلق (بے غیرتی سے) زنا کا اقرار کرتا ہو۔

اسے امام احمد، نسائی، بزار اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ امام صاحب کے ہیں۔ حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کی خوشبو پانچ سو سالہ راہ کی مسافت سے سونگھی جاسکے گی، ''وَلَا يَجِدُ رِيْحَهَا مَنَّانٌ بِعَمَلِهٖ وَلَا عَاقٌّ وَّلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ'' اور نیکی کر کے جتانے والا، ماں باپ کا نافرمان اور ہمیشہ شراب نوشی کرنے والا اس کی خوشبو بھی نہ پاسکیں گے۔

اسے طبرانی نے صغیر میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ثَلَاثَةٌ لَّا يَقْبَلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْهُمْ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا، عَاقٌّ وَّمَنَّانٌ وَمُكَذِّبٌ بِقَدَرٍ'' تین (بدقسمت) ہیں جن کی اللہ عزوجل نہ نفلی عبادت قبول فرماتا ہے نہ فرضی یعنی والدین کا نافرمان، احسان جتانے والا اور تقدیر الٰہی کی تکذیب کرنے والا۔

اسے ابن ابی عاصم نے کتاب السنہ میں حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نبی اعظم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ثَلَاثَةٌ لَّا يَنْفَعُ مَعَهُنَّ عَمَلٌ، اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ'' تین (گناہ) وہ ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے کوئی نیک عمل فائدہ مند نہیں ہوتا (اور وہ ہیں) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک، والدین کی نافرمانی اور میدان جہاد سے بھاگ جانا۔ طبرانی فی الکبیر۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی آدمی کا اپنے ماں باپ کو گالی دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) کیا کوئی شخص اپنے ماں باپ کو بھی گالی دے سکتا ہے؟ ارشاد فرمایا: ہاں، (اور وہ اس طرح کہ) اس نے کسی آدمی کے باپ کو گالی دی تو (جوابًا) اس نے

اس کے باپ کو گالی دے ڈالی اور اس نے اس کی ماں کو گالی دی تو (جواب میں) اس نے اس کی ماں کو گالی دے ڈالی (تو گویا اس پہلے گالی دینے والے نے اپنے ہی ماں باپ کو گالی دی)۔

بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی۔

حدیث: حضرت عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک صاحب نبی اکرم ﷺ کی خدمت عالی میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ! (ﷺ) میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور یہ کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (دن میں) پانچ نمازیں پڑھتا ہوں، اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتا ہوں اور رمضان کے روزے رکھتا ہوں۔ یہ سن کر نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "مَنْ مَّاتَ عَلٰی ھٰذَا کَانَ مَعَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَ نَصَبَ اِصْبَعَیْہِ مَا لَمْ یَعُقَّ وَالِدَیْہِ" جو اس طریقہ پر مرگیا، قیامت کے دن وہ نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں (علیہم السلام) کے ساتھ اس طرح ہوگا اور آپ ﷺ نے دو انگلیوں کو ملایا (یعنی جس طرح یہ دو انگلیاں ساتھ ساتھ ہیں) بشرطیکہ والدین کی نافرمانی نہ کرتا ہو۔ (اللہ اکبر)۔

اسے امام احمد اور طبرانی نے دو اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ ان میں ایک صحیح ہے۔ اور ابن حبان و ابن خزیمہ نے بھی اپنی اپنی صحیح میں اختصاراً روایت کیا۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے دس باتوں کا تاکیدی حکم فرمایا: (جن میں دو باتیں یہ تھیں) ارشاد فرمایا: نمبر 1 اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا اگرچہ تمہیں قتل کر دیا جائے اور جلا دیا جائے اور اپنے ماں باپ کی نافرمانی ہرگز نہ کرنا اگرچہ وہ تمہیں حکم دیں کہ اپنا بال بچہ اور مال و جائیداد چھوڑ دو۔ الحدیث۔

اسے امام احمد وغیرہ نے روایت کیا۔ یہ روایت "ترک الصلوۃ" کے باب میں مکمل طور پر گذر چکی ہے۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے جبکہ ہم اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے جماعت مسلمین! اللہ سے ڈرتے رہو۔ اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو کیونکہ صلہ رحمی کے ثواب سے زیادہ جلدی ملنے والا اور کوئی ثواب نہیں۔ ظلم و زیادتی سے بچو کیونکہ ظلم کی سزا سے زیادہ جلدی پہنچنے والی اور کوئی سزا نہیں۔ "وَاِیَّاکُمْ وَعُقُوْقَ الْوَالِدَیْنِ فَاِنَّ رِیْحَ الْجَنَّۃِ تُوْجَدُ مِنْ مَّسِیْرَۃِ اَلْفِ عَامٍ، وَاللّٰہِ لَا یَجِدُھَا عَاقٌّ وَّلَا قَاطِعُ رَحِمٍ وَّلَا شَیْخٌ زَانٍ وَّلَا جَارٌّ اِزَارَہٗ خُیَلَآءَ اِنَّمَا الْکِبْرِیَآءُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ" اور ماں باپ کی نافرمانی سے اجتناب کرو کیونکہ جنت کی خوشبو ایک ہزار سال کی دوری سے محسوس ہوگی (مگر) اللہ کی قسم، یہ خوشبو والدین کا نافرمان، قطع رحمی کرنے والا، بوڑھا زناکار اور ازراہ تکبر تہبند لٹکا کر چلنے والا نہ پاسکیں گے۔ کبریائی تو صرف اللہ رب العالمین ہی کو زیب دیتی ہے۔ جھوٹ پورے کا پورا گناہ ہے سوائے اس صورت کے کہ اس سے کسی مومن کو تم فائدہ پہنچاؤ یا اس سے دین پر سے کسی اعتراض کو دور کر دو۔ اور جنت میں ایک بازار ہے۔ جس میں کسی چیز کی خرید و فروخت نہیں ہوتی، اس میں

صرف (صالحین کی) تصویریں ہیں۔ جو شخص کسی (نیک) مرد یا عورت کی شکل وصورت سے محبت رکھتا ہوگا (یہاں تصویر مراد نہیں ہے) اسے اس بازار میں داخل کیا جائے گا۔ تاکہ (ان صالحین کی زیارت کرتا رہے)۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''كُلُّ الذُّنُوْبِ يُؤَخِّرُ اللّٰهُ مِنْهَا مَا شَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اِلَّا عُقُوْقَ الْوَالِدَيْنِ فَاِنَّ اللّٰهَ يُعَجِّلُهٗ لِصَاحِبِهٖ فِي الْحَيٰوةِ قَبْلَ الْمَمَاتِ'' سب گناہوں میں سے جس (کی سزا) کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے روز قیامت تک موخر کر دیتا ہے۔ (دنیا میں سزا نہیں دیتا) سوائے ماں باپ کی نافرمانی کے کہ اس کے مرتکب کو اللہ تعالیٰ اسی زندگی میں مرنے سے پہلے سزا دے دیتا ہے۔

اسے حاکم اور اصبہانی نے بطریق بکار بن عبدالعزیز روایت کیا اور حاکم نے صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ ایک آدمی آ کر عرض کرنے لگا: ایک نوجوان عالم نزع میں ہے۔ اسے کہا جاتا ہے کہ ''لا الہ الا اللہ'' پڑھ، مگر نہیں پڑھ سکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کیا وہ نماز پڑھتا تھا؟ آنے والا بولا: جی ہاں۔ اب رسول اللہ ﷺ اٹھ کر چل پڑے، ہم بھی آپ کے ساتھ چلے، آپ ﷺ اس نوجوان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: ''لا الہ الا اللہ'' کہو۔ اس نے عرض کی: میں کہہ نہیں سکتا۔ فرمایا: کیا وجہ ہے؟ کسی نے عرض کی: ''كَانَ يَعُقُّ وَالِدَتَهٗ'' یہ اپنی ماں کی نافرمانی کرتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا اس کی والدہ زندہ ہے؟ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں۔ فرمایا: اسے بلالاؤ، والدہ کو بلایا گیا، وہ حاضر ہوئی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تمہارا بیٹا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں۔ ارشاد فرمایا: کیا خیال ہے تمہارا کہ اگ بہت بڑی آگ بھڑکائی جائے اور تمہیں کہا جائے کہ تم اگر اس کی سفارش کرو تو ہم اسے چھوڑ دیتے ہیں ورنہ اس آگ میں اسے جلا ڈالیں گے، تو کیا تم اس کی سفارش کرو گی؟ (یا جل جانے دو گی؟) ماں عرض کرنے لگی: یا رسول اللہ! (ﷺ) تب تو میں سفارش کروں گی۔ ارشاد فرمایا: پھر اللہ کو اور مجھے گواہ بنا کر کہو کہ تم اس سے راضی ہوگئی ہو۔ وہ عرض کرنے لگی: ''اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُشْهِدُكَ وَاُشْهِدُ رَسُوْلَكَ قَدْ رَضِيْتُ عَنِ ابْنِيْ'' یا اللہ! میں تجھے اور تیرے رسول (ﷺ) کو گواہ بناتی ہوں کہ میں اپنے بیٹے سے راضی ہوگئی ہوں۔ اب رسول اللہ ﷺ نے اس نوجوان سے فرمایا: اے لڑکے کہو، ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ'' نوجوان نے یہ الفاظ کہہ دئے۔ تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْقَذَهٗ بِيْ مِنَ النَّارِ'' تعریفیں اس اللہ کے لئے جس نے میرے وسیلہ سے اس نوجوان کو دوزخ سے بچا لیا۔

اسے طبرانی نے اور امام احمد نے مختصراً روایت کیا۔

حدیث: حضرت عوام بن حوشب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ (دوران سفر) میں ایک محلے میں ٹھہرا۔ اس محلے کے ایک طرف قبرستان تھا۔ جب نماز عصر کے بعد کا وقت ہوا تو قبرستان میں ایک قبر شق ہوگئی، اس میں سے

ایک آدمی برآمد ہوا، اس کا سر گدھے کا تھا اور باقی جسم انسان کا۔ اس نے تین مرتبہ گدھے کی سی آواز نکالی (گدھے کی طرح ہینگا) پھر قبر اس پر برابر ہوگئی۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت بال یا اون کات رہی ہے۔ ایک خاتون مجھ سے کہنے لگیں۔ اس بڑھیا کو دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا: یہ کون ہے؟ خاتون نے جواب دیا: یہ (قبر سے نکلنے والے) اس شخص کی ماں ہے۔ میں نے پوچھا: اس کا واقعہ کیا ہے؟ خاتون کہنے لگیں: وہ شراب پیا کرتا تھا۔ شام کو جب گھر آتا تو اس کی ماں کہتی تھی: ''یَابُنَیَّ اِتَّقِ اللّٰهَ اِلٰی مَتٰی تَشْرَبُ هٰذِهِ الْخَمْرَ'' بیٹے، اللہ کا خوف کر، کب تک تو یہ شراب پیتا رہے گا؟ تو یہ اسے جواب دیا کرتا تھا: ''اِنَّمَا اَنْتِ تَنْهِقِیْنَ كَمَا یَنْهِقُ الْحِمَارُ'' تو تو بس ہینگتی رہتی ہے جیسے گدھا ہینگتا ہے۔ (معاذ اللہ)۔ خاتون نے مزید بتایا کہ یہ شخص عصر کے بعد مرا تھا اور اب ''فَهُوَ یَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ بَعْدَ الْعَصْرِ كُلَّ یَوْمٍ، فَیَنْهِقُ ثَلَاثَ نَهَقَاتٍ ثُمَّ یَنْطَبِقُ عَلَیْهِ الْقَبْرُ'' روزانہ نماز عصر کے بعد اس کی قبر شق ہو جاتی ہے۔ یہ باہر نکل کر تین مرتبہ ہینگتا ہے۔ پھر قبر اس پر برابر ہو جاتی ہے۔

اسے اصبہانی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ اور اصبہانی کہتے ہیں کہ ابو العباس اصم نے نیشاپور میں حفاظ حدیث کی موجودگی میں یہ واقعہ بیان کیا تو کسی نے انکار نہیں کیا۔

ترغیب

رشتوں کو جوڑنا، قائم رکھنا اگرچہ دوسرے توڑ دیں(1)

ترہیب

رشتے توڑنا، ان کا لحاظ نہ رکھنا (صلہ رحمی اور قطع رحمی)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کا اکرام واحترام کرے۔ ''وَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ''

1۔ رشتوں کو جوڑنے، انہیں قائم رکھنے اور ان کا احترام کرنے کا حکم اور انہیں توڑنے کی ممانعت قرآن پاک میں کئی مقامات پر بیان فرمائی گئی ہے۔ نافرمان و بدکردار لوگوں کی مذمت فرماتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے۔

الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (البقرہ)

ترجمہ: ''یہ (نافرمان وفاسق) وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ساتھ پختہ عہد باندھنے کے بعد اسے توڑتے ہیں اور کاٹتے ہیں ان رشتوں کو جنہیں جوڑنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ (قطع رحمی کرتے ہیں) اور زمین میں فساد مچاتے ہیں۔ یہی لوگ (دنیا وآخرت میں) نقصان اٹھانے والے ہیں''۔

سورہ نساء کی پہلی آیت میں فرمایا کہ یہ رشتے ہمارے قائم فرمائے ہیں، انہیں قطع کرنے سے اجتناب کرو۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ (نساء)

ترجمہ: ''اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو جس نے تمہیں ایک جان (آدم علیہ السلام) سے پیدا فرمایا۔ اور اسی سے اس کا جوڑ (بیوی حوا علیہا السلام کو) پیدا کیا۔ اور ان دونوں (آدم وحوا علیہما السلام سے) کثیر تعداد میں مرد اور عورتیں پھیلا دیئے۔ (اور اس طرح تمہارے ایک دوسرے سے رشتے قائم فرمائے کہ ماں، باپ، بھائی، بہن، چچا، تائے، دادا، دادی، نانا، نانی، خالہ، پھوپھی، بھانجے، بھتیجے وغیرہ کے رشتے پیدا ہوئے) اور اس اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کے نام کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے اپنے حقوق طلب کرتے ہو اور رشتوں (کو توڑنے سے بھی ڈرو) بے شک اللہ تعالیٰ تم پر ہر وقت نگہبان ہے''۔

سورہ رعد میں اپنے نیک اور عقل مند بندوں کی تعریف ان الفاظ سے فرمائی:

الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ۝ (رعد)

ترجمہ: ''یہ وہ (خوش بخت) بندے ہیں جو اللہ کے ساتھ کئے ہوئے وعدے کو پورا کرتے ہیں اور پختہ عہد کو توڑتے نہیں۔ اور یہ وہ ہیں جو جوڑتے ہیں ان رشتوں کو جنہیں جوڑنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے انہیں دیا ہے۔ (صلہ رحمی کرتے ہیں) اور اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں۔ اور سخت حساب کا خوف رکھتے ہیں''۔

اس کے بعد والی آیات میں ان کے انعام واکرام کا بیان فرمانے کے بعد نافرمان لوگوں کا تذکرہ بھی کر دیا۔ فرمایا:

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۝ (رعد)

ترجمہ: ''اور وہ لوگ جو اللہ سے کئے ہوئے وعدے کو پختہ کرنے کے بعد توڑتے ہیں اور توڑتے ہیں ان رشتوں کو جنہیں جوڑنے کا حکم اللہ نے دیا ہے۔ اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں وہ جن پر (دنیا وآخرت میں اللہ کی) لعنت ہے۔ اور ان کے لئے (دوزخ میں) برا گھر ہے''۔

رشتوں کو نبھانے، ان کا پاس لحاظ رکھنے اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے کا حکم ان الفاظ میں فرمایا گیا:

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ (بنی اسرائیل) (بقیہ اگلے صفحہ پر)

جو آدمی اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے (اپنے رشتے داروں سے اچھا سلوک کرے) اور جو بندہ اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے یا پھر خاموش رہے۔ بخاری ومسلم۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد عالی ہے: "مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّبْسَطَ لَهٗ فِیْ رِزْقِهٖ وَیُنْسَأَ لَهٗ فِیْ اَثَرِهٖ فَلْیَصِلْ رَحِمَهٗ" جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اس کے رزق میں برکت ہو اور اس کی عمر دراز فرمائی جائے تو اسے چاہیے کہ اپنے رشتے داروں سے اچھا سلوک (صلہ رحمی) کرے۔ بخاری ومسلم۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس کو یہ بات اچھی لگتی ہو کہ اس کے رزق میں وسعت ہو اور اس کی عمر میں اضافہ ہو، اسے رشتے داروں سے نیک سلوک کرنا چاہیے۔

اسے بخاری، مسلم اور ترمذی نے روایت کیا۔ ترمذی کے الفاظ ہیں کہ فرمایا: "تَعَلَّمُوْا مِنْ اَنْسَابِكُمْ مَاتَصِلُوْنَ بِهٖ اَرْحَامَكُمْ فَاِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِی الْاَهْلِ، مَثْرَاةٌ فِی الْمَالِ، مُنْسَأَةٌ فِی الْاَثَرِ" نسب کی (کم از کم) اتنی تعلیم تو ضرور حاصل کرو، جس سے تم اپنے رشتے داروں سے صلہ رحمی کر سکو۔ (تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ کون ہمارا کیا لگتا ہے تا کہ تم اس سے صلہ رحمی کرو اس رشتے کا لحاظ رکھو) اس لئے کہ صلہ رحمی اپنے لوگوں میں محبت، مال میں کثرت اور عمر میں برکت کا باعث ہے۔

ترمذی نے اسے غریب حدیث کہا ہے۔ طبرانی نے بھی اسے علاء بن خارجہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اچھی اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جسے یہ پسند ہو کہ اس کی عمر دراز ہو، اس کے رزق میں وسعت ہو اور بری موت اس سے دور کر دی جائے "فَلْیَتَّقِ اللّٰهَ وَلْیَصِلْ رَحِمَهٗ" تو اسے چاہیے کہ اللہ سے ڈرتا رہے اور صلہ رحمی کرے۔

اسے عبداللہ بن امام احمد نے اپنے زوائد میں، بزار نے جید اسناد کے ساتھ اور حاکم نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تورات میں یہ لکھا ہوا ہے کہ جسے محبوب ہو کہ اس کی عمر میں زیادتی ہو اور روزی میں اضافہ ہو، اسے صلہ رحمی کرنی چاہیے۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) ترجمہ: "اور رشتے داروں کو ان کا حق دو (تا کہ رشتے قائم رہیں) اور مسکین و مسافر کو بھی دو اور فضول خرچی بالکل نہ کرو"۔

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (روم)

ترجمہ: "تو رشتے دار کو اس کا حق دو اور مسکین و مسافر کو بھی (ان کا حق دو) یہی بہتر ہے ان لوگوں کے لئے جو رضائے الٰہی کے طلب گار ہیں۔ اور یہی لوگ ہیں جو (دونوں عالم میں) کامیابی و کامرانی پانے والے ہیں"۔

نیز والدین کی اطاعت کے باب میں مندرجہ آیات بھی باب مذکور میں شامل کی جا سکتی ہیں۔ (مترجم)

اسے بزار نے اسناد لاباًس کے ساتھ اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے اسے صحیح بھی کہا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اقدس ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صدقہ اور صلہ رحم دو ایسے عمل ہیں کہ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ بندے کی عمر میں اضافہ کرتا ہے۔ برے خاتمہ سے بچاتا ہے اور ناجائز و حرام (کاموں) سے دور رکھتا ہے۔

اسے ابویعلیٰ نے روایت کیا ہے۔

حدیث: قبیلہ بنی خثعم کے ایک صاحب سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا جبکہ آپ صحابہ کی ایک جماعت میں تشریف رکھتے تھے۔ میں نے عرض کیا: آپ ہی وہ صاحب ہیں جنہوں نے رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ تو میں عرض گذار ہوا: یارسول اللہ! (ﷺ) ''اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ'' اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ عمل کون سا ہے؟ فرمایا: اللہ پر ایمان رکھنا۔ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس کے بعد؟ فرمایا: پھر صلہ رحمی کرنا، فرماتے ہیں: میں بولا: یارسول اللہ! پھر؟ فرمایا: پھر نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔ کہتے ہیں کہ میں نے پھر عرض کیا: ''اَیُّ الْاَعْمَالِ اَبْغَضُ اِلَی اللّٰہِ'' اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بدترین عمل کون سا ہے؟ فرمایا: اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، کہتے ہیں: میں نے کہا: یارسول اللہ! اس کے بعد کون سا؟ فرمایا: پھر قطع رحمی کرنا، کہتے ہیں کہ میں نے پھر عرض کی: یارسول اللہ! اس کے بعد؟ فرمایا: پھر برے کاموں کا حکم کرنا اور نیک کاموں سے روکنا۔

اسے ابویعلیٰ نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ گیا جبکہ آپ ﷺ سفر میں تھے۔ اس نے آنحضور ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑ لی پھر عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! (ﷺ) مجھے وہ عمل بتا دیجئے جو مجھے جنت کے قریب اور جہنم سے دور کر دے۔ راوی کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ یہ سن کر ٹھہر گئے پھر اپنے اصحاب (رضی اللہ عنہم) کی طرف نظر فرمائی پھر ارشاد فرمایا: اس شخص کو ہدایت کی توفیق عطا فرما دی گئی ہے۔ اس نے عرض کی: آپ یہ کیسے فرماتے ہیں؟ کہتے ہیں: آپ نے یہی لفظ دوبارہ فرمائے۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی عبادت کر، اس کے ساتھ کسی کو شریک مت بنا، نماز قائم کر، زکوٰۃ ادا کیا کر اور صلہ رحمی کر، (اور اب) اونٹنی کی مہار چھوڑ دے۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ (فرمایا) ''اور اپنے رشتے داروں کے ساتھ نیک سلوک کیا کر، جب وہ اعرابی واپس چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اِنْ تَمَسَّكَ بِمَا اَمَرْتُهٗ بِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ'' اگر یہ شخص میرے حکم پر کاربند رہا تو جنت میں جائے گا۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا۔ الفاظ مسلم کے ہیں۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ

ایک قوم کے شہروں کو آباد فرماتا ہے۔ان کے مالوں میں برکت ڈالتا ہے اور جب سے انہیں پیدا فرمایا ہے،ان کے طرف غصے کی نظر نہیں فرمائی۔عرض کی گئی: یارسول اللہ! (ﷺ) یہ کیونکر ہوا؟ ارشاد فرمایا: ''بِصِلَتِهِمْ اَرْحَامَهُمْ'' اس لئے کہ یہ لوگ اپنے رشتے داروں سے نیک سلوک کرتے ہیں۔

اسے طبرانی نے حسن اسناد کے ساتھ اور حاکم نے روایت کیا۔

حدیث: ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا: جس کو نرمی کا کچھ حصہ عطا فرمایا گیا،اسے دنیا وآخرت کی بھلائی عطا فرمادی گئی۔ ''وَصِلَةُ الرَّحِمِ وَحُسْنُ الْجَوَارِ اَوْحُسْنُ الْخُلُقِ يُعَمِّرَانِ الدِّيَارَ وَيَزِيْدَانِ فِي الْاَعْمَارِ'' رشتہ داروں سے اچھا برتاؤ اور پڑوسیوں سے حسن سلوک یا حسن خلق شہروں کی آبادی اور عمروں میں برکت کا باعث ہوتے ہیں۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔عبدالرحمٰن بن قاسم کے علاوہ باقی راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: جنابہ درہ بنت ابولہب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے،فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) لوگوں میں بہترین شخص کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جوان میں سب سے زیادہ رب سے ڈرنے والا،سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا،سب سے زیادہ نیکی کا حکم دینے والا اور سب سے بڑھ کر گناہوں سے روکنے والا ہو۔

اسے ابوالشیخ ابن حبان نے کتاب الثواب میں اور بیہقی نے کتاب الزہد میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل ﷺ نے کئی نیک کاموں کا تاکیدی حکم فرمایا۔آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں (دولت وصحت وغیرہ میں) اپنے سے اوپر والے کو نہ دیکھوں بلکہ اپنے سے نیچے والے کو دیکھوں۔مجھے ارشاد فرمایا کہ مسکینوں سے محبت کروں اور ان کے قریب رہوں۔یہ بھی حکم دیا کہ رشتے داروں سے اچھا سلوک کروں چاہے وہ مجھ سے قطع تعلق کریں۔یہ وصیت بھی کی کہ اللہ کے دین کے معاملہ میں کسی ملامت گر کی ملامت کا خوف نہ رکھوں۔مجھ سے یہ ارشاد بھی فرمایا کہ سچی بات کروں اگرچہ کڑوی ہو۔اور یہ تاکیدی حکم بھی دیا کہ ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' کثرت کے ساتھ پڑھا کروں کیونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

اسے طبرانی نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔یہ الفاظ ابن حبان کے ہیں۔

حدیث: ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی ایک کنیز کو آزاد کردیا اور نبی کریم ﷺ سے اس کی اجازت نہیں لی۔پھر جب ان کی باری کے دن نبی اکرم ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے تو عرض کرنے لگیں: یارسول اللہ! (ﷺ) آپ جانتے ہیں،میں نے اپنی کنیز کو آزاد کردیا ہے؟ فرمایا: واقعی؟ عرض کیا: جی ہاں۔اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَمَا اِنَّكِ لَوْ اَعْطَيْتِهَا اَخْوَالَكِ كَانَ اَعْظَمَ لِاَجْرِكِ'' کاش! تم وہ کنیز اپنے ماموؤں کو دے دیتیں تو اس سے بھی زیادہ اجر تمہیں حاصل ہوتا۔(بخاری،مسلم،ابوداؤد،نسائی)۔

حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی ہے: تین چیزیں عرش الٰہی کے ساتھ لٹک رہی ہیں۔ رحم (رشتہ داری) یہ دعا کرتی ہے: اے اللہ! میں تیرا واسطہ دیتی ہوں کہ مجھے توڑا نہ جائے؛ امانت، یہ کہتی ہے: اے میرے رب! تیرے واسطہ سے عرض ہے کہ مجھ میں خیانت نہ ہو۔ نعمت، یہ یوں عرض کرتی ہے۔ یاالٰہی! تیرے نام کا واسطہ، میری ناقدری نہ ہونے پائے۔ بزار۔

حدیث: ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی رحیم ﷺ سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: رحم عرش کے ساتھ لٹکا ہوا کہہ رہا ہے: جو مجھے ملائے گا (رشتوں کا خیال رکھے گا) اللہ تعالیٰ اس کو ملائے گا (اپنا قرب عطا کرے گا) اور جو مجھے قطع کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے قطع کرے گا۔

اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اللہ ہوں، اور میں رحمٰن ہوں، میں نے رحم کو پیدا فرمایا اور اس کا نام اپنے نام سے نکالا (یعنی رحم کو رحمٰن سے نکالا) اب جو کوئی اسے جوڑے گا، میں اسے جوڑوں گا۔ اور جو اسے توڑے گا، میں اسے توڑ دوں گا۔

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے بروایت ابوسلمہ روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا۔ جب اس سے فراغت ہوئی تو رحم (رشتہ داری) کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا: یہ مقام قطع رحمی سے تیری پناہ پکڑنے کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں، کیا تو اس پر راضی نہیں کہ میں اسے ملاؤں گا جو تجھے ملائے گا اور اس سے تعلق توڑ لوں گا جو تجھے توڑے گا؟ رحم نے عرض کی: کیوں نہیں! (میں راضی ہو گیا) اللہ نے فرمایا: جا یہ تیرا حق ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾ (محمد)، ترجمہ: پھر تم سے یہی توقع ہے کہ اگر تمہیں حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد کرو گے اور اپنی رشتہ داریوں کو توڑ دو گے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی، کہ انہیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا)۔ بخاری ومسلم

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: رحم (رشتہ داری) رحمٰن کی ایک شاخ ہے (رحم، رحمٰن سے بنا ہے) رحم کہتا ہے: اے میرے رب! مجھے توڑا گیا۔ اے میرے پروردگار! مجھے محروم رکھا گیا۔ اے مولا! مجھ پر ظلم کیا گیا۔ اے میرے مالک! تو رحمٰن تعالیٰ اسے جواب دے گا: "اَلَا تَرْضِيْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَّصَلَكِ وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ" کیا تو اس پر خوش نہیں ہے کہ میں اس سے تعلق جوڑوں جو تجھ کو جوڑے اور اس سے قطع تعلق کر لوں جو تجھے توڑے؟

اسے امام احمد نے جید وقوی اسناد کے ساتھ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رحم چرخے کے تکلے کی طرح ہے، عرش کو پکڑے ہوئے بزبان فصیح عرض کرتا ہے: اے میرے پروردگار! اسے (اپنے ساتھ) ملا جو مجھے ملائے اور اس سے (تعلق) توڑ جو مجھ سے تعلق توڑے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میں رحمٰن ہوں، رحیم ہوں، اور میں نے رحم کو اپنے نام (رحمٰن ورحیم) سے نکالا ہے۔ جو اسے ملائے گا، میں اسے ملاؤں گا اور جو اسے کاٹے گا، میں اس سے تعلق توڑ لوں گا۔

اسے بزار نے باسناد حسن روایت کیا۔

حدیث: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نبی رحمت ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑا گناہ کسی مسلمان کی عزت میں ناحق دست اندازی کرنا ہے اور یہ رحم (رشتہ داری) رحمٰن عزوجل کی ایک شاخ ہے۔ ''فَمَنْ قَطَعَهَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ'' جو کوئی اسے توڑے گا، اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام فرما دے گا۔

اسے امام احمد و بزار نے روایت کیا۔ امام صاحب کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِيْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهٗ وَصَلَهَا'' بدلہ میں نیک سلوک کرنے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے (کہ اگر کسی نے اس کے ساتھ نیک سلوک کیا تو اس نے بھی بدلہ میں ایسا کیا ورنہ نہیں) بلکہ (در حقیقت) صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس سے رشتے داری توڑی جائے تو وہ پھر بھی (حسن سلوک سے) اس رشتہ داری کو جوڑتا رہے۔ (برے سلوک کے بدلہ میں بھی نیک سلوک کرے)۔

اسے بخاری، ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔ الفاظ بخاری کے ہیں۔

حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ڈانواں ڈول اور دوسروں کی رائے پر عمل کرنے والے مت بنو کہ کہنے لگو: اگر لوگ ہمارے ساتھ نیک سلوک کریں گے تو ہم بھی ان سے اچھا برتاؤ کریں گے اور اگر وہ ظلم کریں گے تو ہم ظلم بھی کریں گے۔ بلکہ اپنے دلوں کو اس بات پر مضبوط کرلو کہ اگر لوگ اچھائی کریں گے تو بھی تم اچھا ہی کرو گے اور اگر وہ برائی کریں گے تو تم ظلم نہیں کرو گے (بلکہ پھر بھی اچھائی ہی کرو گے)۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) میرے کچھ رشتے دار ہیں، میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع رحمی کرتے ہیں۔ میں ان سے حسن سلوک کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ برائی سے پیش آتے ہیں۔ میں ان سے تحمل مزاجی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے جاہلانہ سلوک کرتے ہیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ فَكَاَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ ظَهِيْرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلٰى

ذَالِكَ'' اگر تم واقعی ایسے ہی ہو جیسا تم نے بتایا ہے کہ تو تم ان (رشتے داروں) کے منہ میں گرم راکھ ڈال رہے ہو (تمہاری عزت بڑھ رہی ہے اور ان کی کم ہو رہی ہے) اور ان کے خلاف تمہارے ساتھ اللہ کی طرف سے ایک مددگار اس وقت تک موجود رہے گا جب تک تم اس حالت پر رہو گے۔ مسلم۔

حدیث: سیدہ ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ الصَّدَقَةُ عَلٰی ذِی الرَّحِمِ الْکَاشِحِ'' افضل صدقہ، وہ صدقہ ہے جو دل میں دشمنی رکھنے والے رشتہ دار پر کیا جائے۔

اسے طبرانی نے، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی تو میں نے آپ کا دست مبارک پکڑ لیا پھر عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) مجھے افضل اعمال کی خبر دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عقبہ! ''صِلْ مَنْ قَطَعَكَ، وَاَعْطِ مَنْ حَرَمَكَ وَاَعْرِضْ عَمَّنْ ظَلَمَكَ'' جو تم سے کٹے تم اس سے ملو، جو تمہیں محروم کرے تم اسے عطا کرو اور جو تم پر ظلم کرے تم اس سے درگذر کرو۔ اور ایک روایت میں ہے: ''وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ'' جو تم پر ظلم کرے تم اسے معافی دیا کرو۔

اسے امام احمد اور حاکم نے روایت کیا۔ اور حاکم نے یہ الفاظ زائد کئے: ''اَلَا وَمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّمَدَّ فِیْ عُمْرِهٖ وَ یُبْسَطَ فِیْ رِزْقِهٖ فَلْیَصِلْ رَحِمَهٗ'' یاد رکھو! جو آدمی یہ چاہتا ہو کہ اس کی عمر دراز ہو اور اس کا رزق وسیع ہو اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔

امام صاحب کی دو اسناد میں سے ایک کے راوی ثقہ ہیں (اسی مضمون کی ایک حدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے طبرانی نے، حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے طبرانی نے اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے طبرانی و بزار نے روایت کی۔ پہلی حدیث میں صلہ رحمی کو دنیا و آخرت کا بہترین اخلاق، دوسری میں افضل الفضائل اور تیسری میں بلندی درجات کا باعث بیان فرمایا گیا ہے)۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَسْرَعُ الْخَیْرِ ثَوَابًا الْبِرُّ وَصِلَةُ الرَّحِمِ، وَاَسْرَعُ الشَّرِّ عُقُوْبَةً الْبَغْیُ وَقَطِیْعَةُ الرَّحِمِ'' جس نیکی پر بہت جلد ثواب حاصل ہوتا ہے وہ حسن سلوک اور صلہ رحمی ہے، اور جس گناہ پر بہت جلد سزا ملتی ہے وہ ظلم اور قطع رحمی ہے۔ ابن ماجہ۔

حدیث: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ظلم اور قطع رحمی کے سوا اور کوئی ایسا گناہ نہیں جس کی سزا اللہ تعالیٰ اس کے مرتکب کو دنیا میں بھی بہت جلد دیتا ہو اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی آخرت کی سزا بھی محفوظ رکھتا ہو۔ (دنیوی سزا آخرت کی سزا کو کم نہیں کرے گی بلکہ وہ اپنے وقت پر الگ ملے گی)۔

اسے ابن ماجہ، ترمذی اور حاکم نے روایت کیا۔ ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور حاکم نے کہا: صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے اسے مرفوع بیان کیا۔ کہتے ہیں: مہر عرش الٰہی کے پائے کے ساتھ لٹک رہی ہے۔ جب رحم (اللہ کی بارگاہ میں اپنی بے حرمتی کی) شکایت کرتا ہے، گناہوں کے عمل ہونے لگتے ہیں اور بندے اللہ کے سامنے (گناہ کرنے پر) دلیر ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس مہر کو بھیجتا ہے اور وہ مجرم کے دل پر لگ جاتی ہے۔ ''فَلَا یَعْقِلُ بَعْدَ ذَالِکَ شَیْئاً'' پھر اس کے بعد وہ کسی چیز (گناہ وثواب) کی عقل نہیں رکھتا۔

اسے بزار اور بیہقی نے روایت کیا۔ الفاظ بزار کے ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: بنی آدم کے اعمال ہر جمعرات اور جمعہ کی درمیان رات کو پیش کئے جاتے ہیں۔ ''فَلَا یُقْبَلُ عَمَلُ قَاطِعِ رَحِمٍ'' ''تو قطع رحمی کرنے والے کے عمل مقبول نہیں ہوتے۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ اور ان کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام حاضر ہو کر عرض کرنے لگے: یہ نصف شعبان کی (پندرھویں) رات ہے۔ اور اس رات میں اللہ تعالیٰ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر (گناہگاروں) کو دوزخ سے آزاد فرماتا ہے۔ (لیکن) مشرک، حاسد، قطع رحمی کرنے والے، ازراہ تکبر کپڑا لٹکا کر چلنے والے، والدین کے نافرمان اور ہمیشہ شراب پینے والے کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا۔

اسے بیہقی نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ''لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ'' ''قاطع جنت میں داخل نہ ہوگا۔ سفیان نے فرمایا: قاطع سے مراد قطع رحمی کرنے والا ہے۔ بخاری و مسلم، ترمذی۔ اور لباس کے بیان میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث گذر چکی ہے۔ جس میں آپ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے جماعت مسلمین! اللہ سے ڈرتے رہو اور اپنے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو۔ اس لئے کہ رشتے داروں سے نیک سلوک سے بڑھ کر اور کوئی نیکی نہیں جس کا ثواب بہت جلد (اس دنیا میں ہی) مل جاتا ہو۔ ظلم سے احتراز کرو کیونکہ ظلم سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں جس کی سزا بہت جلد مل جاتی ہو۔ اور والدین کی نافرمانی سے بچتے رہو کیونکہ جنت کی خوشبو ایک ہزار سالہ راہ کی مسافت سے محسوس کی جا سکتی ہے۔ (مگر) اللہ کی قسم، والدین کا نافرمان، قطع رحمی کرنے والا اور تکبر کی نیت سے کپڑے گھسیٹ کر چلنے والا جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکے گا۔ بڑائی تو صرف اللہ کو زیب دیتی ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے'' (کسی اور کو تکبر کا حق نہیں پہنچتا)۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس

میں بیٹھے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: آج ہمارے پاس کوئی قطع رحمی کرنے والا نہ بیٹھے۔ حلقے میں سے ایک نوجوان اٹھ گیا، اپنی خالہ کے پاس گیا کہ ان کے (اس نوجوان اور اس کی خالہ کے) درمیان کوئی شکر رنجی تھی۔ اس نے معافی مانگی اور خالہ نے اسے معاف کر دیا پھر مجلس میں واپس حاضر ہوا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "اِنَّ الرَّحْمَةَ لَا تَنْزِلُ عَلٰی قَوْمٍ فِیْهِمْ قَاطِعُ رَحِمٍ" "اس قوم پر رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں کوئی قطع رحمی کرنے والا موجود ہو۔ اصبہانی۔

اور طبرانی نے بھی اسے اس طرح مختصراً روایت کیا کہ۔ "حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا تَنْزِلُ عَلٰی قَوْمٍ فِیْهِمْ قَاطِعُ رَحِمٍ" "بلاشبہ (رحمت کے) فرشتے اس قوم پر نازل نہیں ہوتے جس میں قطع رحمی کرنے والا موجود ہو۔

ترغیب

یتیم (1) کی کفالت، اس پر رحم کرنا اور اس پر مال خرچ کرنا۔ نیز بیوہ عورت اور مسکین کی مدد کے لئے کوشش کرنا۔

حدیث: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''اَنَا وَ كَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا'' میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا اس طرح جنت میں ساتھ ساتھ ہوں گے۔ اور آپ ﷺ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی سے اشارہ فرمایا اور ان دونوں کے درمیان کچھ کشادگی فرمائی۔ بخاری، ابو داؤد، ترمذی

1۔ یتیم وہ نابالغ لڑکا یا لڑکی جس کا باپ فوت ہو چکا ہو۔ قرآن حکیم نے یتیم کی پرورش رحمت و شفقت اور اس کے مال کی حفاظت وغیرہ کی طرف خصوصی توجہ دلائی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَ السَّآئِلِيْنَ وَ فِي الرِّقَابِ ۚ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَ الصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ (بقرہ)

ترجمہ: ''نیکی صرف یہی نہیں ہے کہ تم اپنے چہرے (نماز کی حالت میں) مشرق کی طرف یا مغرب کی جانب پھیر لو۔ بلکہ نیکی (کا کمال) یہ ہے کہ بندہ اللہ پر ایمان لائے، یوم آخرت، فرشتوں، کتابوں اور انبیاء (علیہم السلام) پر ایمان لائے۔ اور اللہ کی محبت میں اپنا مال دے رشتے داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو اور غلام آزاد کرانے میں خرچ کرے۔ نماز قائم کرے اور زکوۃ ادا کرے۔ اور (نیکی کی معراج کو پہنچنے والے وہ لوگ ہیں) جو اپنے کئے ہوئے وعدے پورے کرتے ہیں۔ اور جو مصیبت، سختی اور جہاد کے وقت صبر سے کام لیتے ہیں۔ یہی ہیں وہ لوگ جو سچے ہیں اور یہی لوگ تقوی و پرہیزگاری والے ہیں''۔

آیت مبارکہ میں یتیم، مسکین، مسافر و غریب، سب کے ساتھ نیک سلوک کا حکم فرمادیا گیا ہے۔ یتیم کی کفالت، اس کے مال کی حفاظت اور یتیم بچے بچی پر رحمت و شفقت سے متعلق سورۂ نساء کی مندرجہ ذیل آیات انتہائی قابل غور ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالی فرماتے ہیں۔

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّ ارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَ اكْسُوْهُمْ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ (نساء)

ترجمہ: ''اور نہ دیدو اپنے مال ناسمجھ (یتیم بچے بچیوں) کو (کہ وہ اپنی ناسمجھی سے اسے ضائع کردیں گے اور یہ مال بڑی قیمتی چیز ہے) کہ یہ وہ مال ہیں جنہیں اللہ نے تمہارے لئے سہارا بنایا ہے۔ اور ان (یتیموں) کو کھلاؤ ان مالوں سے اور لباس پہناؤ۔ اور ان کے ساتھ اچھی گفتگو کرو''۔

اس آیت میں حکم سرپرستوں کو ہے اور مال سے وہ مال مراد ہے جو یتیم کے ماں باپ چھوڑ جائیں۔

وَ ابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَ لَا تَاْكُلُوْهَاۤ اِسْرَافًا وَّ بِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ؕ وَ مَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَ مَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝ (نساء)

ترجمہ: ''اور آزماتے رہو یتیموں کو حتی کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں۔ پھر اگر تم ان میں دانائی محسوس کرو تو انہیں ان کے مال واپس کردو۔ اور ان کے مال فضول خرچی سے جلد بازی میں نہ کھا جاؤ کہ وہ بڑے ہو جائیں گے (تو واپس لے لیں گے) اور جو سرپرست خود مالدار ہو وہ یتیموں کے مال (کھانے) سے اجتناب کرے۔ اور جو فقیر و نادار ہو (بطور خدمت گذاری یا اجرت) مناسب مقدار میں کھالے۔ پھر جب تم ان کے مال انہیں واپس کرو تو ان پر گواہ بنا لو (تاکہ غلط فہمی پیدا نہ ہو) اور اللہ حساب لینے والا کافی ہے''۔

ناحق یتیموں کا مال کھانے والوں کو ان سخت الفاظ میں تہدید و تنبیہ فرمائی: (بقیہ اگلے صفحہ پر)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: یتیم کو پالنے والا، یہ یتیم اس کا اپنا عزیز ہو یا کسی غیر کا، میں اور وہ جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح ساتھ ساتھ ہوں گے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے (یہ حدیث بیان کرتے ہوئے) کلمے کی اور درمیانی انگلی کے ساتھ اشارہ فرمایا۔

اسے مسلم نے روایت کیا۔ اور امام مالک نے اسے صفوان بن سلیم سے مرسلاً روایت کیا۔ نیز بزار نے اسے متصلاً روایت کیا ہے۔ان کے الفاظ ہیں فرمایا: جس نے رشتہ دار یا غیر رشتہ دار یتیم کی پرورش کی، میں اور وہ جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح اکٹھے ہوں گے۔ اور جس نے تین بیٹیوں کو پالنے کی کوشش کی، ''فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ وَكَانَ لَهُ كَاَجْرِ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ صَائِمًا قَائِمًا'' وہ بھی جنت میں جائے گا۔ اور اسے مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح اجر ملے گا جو دوران جہاد روزہ دار بھی رہا اور نماز بھی قائم کرتا رہا۔''

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے تین یتیموں کو پالا پوسا، وہ اس شخص کی مثل ہے جو (اپنی ساری زندگی میں روزہ دار و شب زندہ دار رہا اور تلوار سونتے ہوئے اللہ کی راہ میں جہاد کرتا رہا۔ اور میں اور وہ جنت میں اس طرح بھائی بھائی (ساتھ ساتھ) ہوں گے جیسے یہ دو انگلیاں بہنیں ہیں۔ اور آپ ﷺ نے شہادت کی اور درمیانی انگلیوں کو ملا کر دکھا دیا۔ ابن ماجہ

حدیث: اور انہی (ابن عباس) رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مسلمان یتیموں میں سے کسی یتیم کا کھانا پینا اپنے ذمہ لے لیا ''اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ الْبَتَّةَ اِلَّا اَنْ يَّعْمَلَ ذَنْبًا لَا يُغْفَرُ'' تو

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝ (نساء)

ترجمہ: ''بے شک وہ لوگ جو یتیموں کے مال ناحق کھاتے ہیں، وہ اپنے پیٹوں میں آگ ہی کھار ہے ہیں۔ اور عنقریب وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونک دیئے جائیں گے''۔

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۪ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝ (نساء)

ترجمہ: ''اور یتیموں کو ان کے مال دے دو، اور اپنی ردی چیز کو ان کی عمدہ چیز سے مت بدلو۔ اور نہ کھاؤ ان کے مال اپنے مالوں کے ساتھ ملا کر۔ بے شک یہ بہت بڑا گناہ ہے''۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (بقرہ)

ترجمہ: ''اور آپ سے (اے حبیب کریم ﷺ) لوگ یتیموں کے بارہ میں سوال کرتے ہیں۔ آپ ارشاد فرمائیں کہ ان کی اصلاح کرنا ہی بہتر ہے۔ اگر تم انہیں (اپنے کاروبار میں یا کھانے پینے پہننے میں) اپنے ساتھ ملا لو (تو کوئی حرج نہیں بلکہ بڑا اجر ہے کیونکہ) وہ تمہارے بھائی ہی ہیں۔ اور اللہ جانتا ہے بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے۔ اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں مشکل میں ڈال دیتا۔ بے شک اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے''۔

فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ (والضحیٰ)

ترجمہ: ''پس کسی یتیم پر سختی نہ کیجئے۔ اور کسی مانگنے والے کو مت جھڑکئے۔ اپنے محبوب محترم ﷺ کے طفیل اہل اسلام کو حکم دیا گیا ہے کہ یتیموں کے ساتھ رحمت و شفقت کا رویہ رکھیں اور حسن سلوک سے پیش آئیں۔ نیز سائل کو جھڑکیں نہیں بلکہ اگر ہو سکے تو اس کی ضرورت کو پورا کریں''۔ (مترجم)

اللہ تعالیٰ ضرور اسے جنت میں داخل فرمائے گا سوائے اس کے کہ وہ کوئی ایسا گناہ (شرک وغیرہ) کر بیٹھے جس کی بخشش نہیں ہے۔ اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت عمرو بن مالک القشیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ''وَمَنْ ضَمَّ يَتِيْماً مِّنْ بَيْنِ اَبَوَيْنِ مُسْلِمَيْنِ اِلٰى طَعَامِهٖ وَ شَرَابِهٖ وَ جَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ'' اور جس نے مسلمان ماں باپ کے یتیم بچے کو کھانے پینے میں اپنے ساتھ ملالیا، اس کیلئے جنت واجب ہوگئی۔

اسے امام احمد وطبرانی نے روایت کیا۔ علی بن زید کے علاوہ امام صاحب کے راوی قابل اعتماد ہیں۔

حدیث: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نبی رحمت ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''مَا قَعَدَ يَتِيْمٌ مَعَ قَوْمٍ عَلٰى قَصْعَتِهِمْ فَيَقْرُبَ قَصْعَتَهُمْ شَيْطَانٌ'' ''یہ نہیں ہوسکتا کہ کسی قوم کے دسترخوان پر یتیم بیٹھا ہو پھر شیطان ان کے دسترخوان کے قریب آجائے۔ یہ حدیث غریب ہے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں اور اصبہانی نے دونوں نے بروایت حسن بن واصل روایت کیا (کہتے ہیں کہ) ہمارے شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اِنَّ اَحَبَّ الْبُيُوْتِ اِلَى اللّٰهِ بَيْتٌ فِيْهِ يَتِيْمٌ مُكَرَّمٌ'' ''اللہ تعالیٰ کو سب سے پیارا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم باعزت طور پر رہ رہا ہو۔ طبرانی و اصبہانی۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں کے گھروں میں سب سے بہتر گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم کے ساتھ حسن سلوک کیا جاتا ہو اور اہل اسلام کے گھروں میں بدترین وہ گھر ہے جس میں یتیم کے ساتھ بدتمیزی کی جاتی ہو۔ ابن ماجہ۔

حدیث: حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اور کالے رخساروں والی عورت قیامت کے روز ان دو انگلیوں کی طرح (ساتھ ساتھ) ہوں گے۔ اور (یہ حدیث بیان کرتے وقت) یزید بن زریع راوی نے شہادت کی اور درمیان والی انگلی سے اشارہ کیا۔ (کالے رخساروں والی عورت سے مراد ہے وہ) عورت جو عزت و جمال والی تھی، اس کا شوہر فوت ہوگیا تو اس نے خود کو اپنے یتیم بچوں کیلئے (دوسرا نکاح کرنے سے) روکے رکھا۔ حتیٰ کہ وہ جوان ہوگئے یا وفات پاگئے۔ ابوداؤد۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے پہلے جنت کا دروازہ میں کھولوں گا مگر میں ایک عورت کو دیکھوں گا کہ مجھ سے بھی آگے جارہی ہے۔ میں اس سے پوچھوں گا: تجھے کیا ہے اور تو کون ہے؟ وہ جواب دے گی: ''اَنَا امْرَءَةٌ قَعَدْتُ عَلٰى اِيْتَامٍ لِّيْ'' میں وہ (بیوہ) عورت ہوں جو اپنے یتیم

بچوں کو لئے بیٹھی رہی (اوران کی وجہ سے دوسرا نکاح نہ کیا)

اسے ابویعلی نے روایت کیا۔اس کی اسناد ان شاء اللہ حسن ہے۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "مَنْ مَسَحَ عَلٰی رَأْسِ یَتِیْمٍ لَمْ یَمْسَحْهُ اِلَّا لِلّٰهِ كَانَ لَهٗ فِیْ كُلِّ شَعْرَةٍ مَرَّتْ عَلَیْهَا یَدُهٗ حَسَنَاتٌ"۔ "جس شخص نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کسی یتیم کے سر پر (پیار سے) ہاتھ پھیرا تو جتنے بال اس کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے، ہر بال کے بدلہ میں اسے نیکیاں ملیں گی۔اور جس نے اپنے پاس موجود کسی یتیم بچے یا بچی کے ساتھ نیک سلوک کیا، میں اور وہ جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح ساتھ ساتھ ہوں گے۔اور آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں یعنی شہادت کی انگلی اور درمیان والی انگلی میں کچھ فرق ظاہر کر کے دکھایا۔

اسے امام احمد وغیرہ نے بطریق عبید اللہ بن زحر عن علی بن یزید عن القاسم عنہ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت پاک میں حاضر ہوا اور اپنے دل کے سخت ہونے کی شکایت کرنے لگا۔آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہارا دل نرم ہو جائے اور تم اپنی مراد کو پہنچ جاؤ؟ "اِرْحَمِ الْیَتِیْمَ وَامْسَحْ رَأْسَهٗ وَ اَطْعِمْهُ مِنْ طَعَامِكَ یَلِنْ قَلْبُكَ وَ تُدْرِكْ حَاجَتَكَ" "یتیم پر رحم کیا کرو، اس کے سر پر (محبت سے) ہاتھ رکھا کرو اور اپنے کھانے سے اسے کھلایا کرو، تمہارا دل نرم ہو جائیگا اور تم اپنی مراد حاصل کر لو گے۔

اسے طبرانی نے بروایت بقیہ (ایک راوی کا نام ہے) روایت کیا۔اس کی اسناد میں ایک غیر معروف راوی ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے دل کے سخت ہونے کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اِمْسَحْ رَأْسَ الْیَتِیْمِ وَ اَطْعِمِ الْمِسْكِیْنَ" "یتیم کے سر پر (پیار سے) ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو (تمہیں دل کی نرمی نصیب ہو جائیگی)۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔امام صاحب کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس شخص کو عذاب نہیں دے گا جس نے یتیم پر رحم کھایا، گفتگو میں اس کے ساتھ نرمی اختیار کی اور اس کی یتیمی و کمزوری پر رحم کیا اور اپنے ہمسائے پر اللہ کے دیئے ہوئے زائد مال سے اپنی بڑائی و فوقیت کا اظہار نہیں کیا۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔عبد اللہ بن عامر کے سوا اس کے راوی ثقہ ہیں۔اور ابوحاتم نے کہا کہ عبد اللہ بن عامر متروک نہیں ہے۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "اِیَّاكُمْ

وَ بُكَاءَ الْيَتِيْمِ فَاِنَّهٗ يَسْرِيْ فِي اللَّيْلِ وَ النَّاسُ نِيَامٌ" "یتیم کے رونے سے بچو (اسے نہ خود رلاؤ نہ رونے دو بلکہ اسے خوش کرو) کیونکہ اس کا رونا رات ہی کو بارگاہ الٰہی میں پہنچ جاتا ہے جبکہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔ اصبہانی۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے اسے نبی کریم ﷺ تک مرفوع کیا کہ ایک آدمی نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے عرض کیا: آپ کی نظر کے چلے جانے کی وجہ کیا ہے؟ اور آپ کی کمر مبارک کیوں جھک گئی ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: میری آنکھیں تو (اپنے بیٹے) یوسف (علیہ السلام) کے فراق میں روتے ہوئے چلی گئیں اور یوسف کے بھائی بنیامین کے صدمہ نے میری کمر جھکا دی ہے۔ اس پر ان کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا: کہ آپ اللہ تعالیٰ کا شکوہ کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَ حُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ (یوسف:86) "میں تو اپنی مصیبت اور اپنے دکھوں کی شکایت اللہ کی بارگاہ میں پیش کر رہا ہوں"۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: آپ جو کچھ کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ اسے آپ سے بہتر جانتا ہے۔ فرمایا: پھر جبریل علیہ السلام چلے گئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے گھر تشریف لے آئے اور عرض کرنے لگے: اے میرے پروردگار! کیا مجھ بوڑھے ضعیف پر رحم نہیں فرمائے گا۔ تو نے میری آنکھیں لے لیں اور میری پشت جھکا دی۔ اب میرے دونوں پھول میرے پاس واپس بھیج دے کہ میں ان کو ایک مرتبہ سونگھ لوں۔ پھر اس کے بعد جو تیری رضا ہو مجھ سے سلوک فرمالینا۔ حضرت جبریل علیہ السلام پھر آئے اور بولے: اے یعقوب! (علیہ السلام) اللہ عزوجل آپ کو سلام فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے: خوش ہو جائیے، اگر آپ کے دونوں بیٹے فوت بھی ہو گئے ہوتے تو ہم انہیں آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے زندہ فرما دیتے۔ نیز آپ سے فرماتا ہے کہ کیا آپ کو معلوم ہے، آپ کی آنکھیں کیوں جاتی رہیں، آپ کی پشت کس وجہ سے جھک گئی اور یوسف (علیہ السلام) کے بھائیوں نے ان کے ساتھ یہ سب کچھ کیوں کیا؟ (بہانے سے جنگل میں لے جانا، کنوئیں میں پھینکنا۔ اور کھوٹے سکوں کے عوض بیچنا وغیرہ) آپ نے جواب دیا: مجھے معلوم نہیں ہے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) آپ کے پاس ایک مرتبہ ایک یتیم مسکین حاضر ہوا تھا، وہ روزے سے تھا اور بھوکا تھا۔ جبکہ آپ اور آپ کے اہل وعیال ایک بکری ذبح کر کے اس کا گوشت تناول کر رہے تھے اور آپ نے اسے کھانا نہیں کھلایا تھا۔ (کہیں سہواً ایسا ہو گیا ہو گا ورنہ پیغمبر کا اخلاق سارے جہان سے بڑھ کر ہوتا ہے وہ دانستہ ایسا نہیں کرتے) اور فرماتا ہے: میں اپنی مخلوق میں کسی سے اتنی محبت نہیں فرماتا جتنی یتیموں اور مسکینوں سے مجھے محبت ہے۔ اب آپ کھانا تیار کروائیں اور مسکینوں کی دعوت کریں۔ (آپ کے فرزند مل جائیں گے) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کے بعد یعقوب علیہ السلام کا یہ حال ہو گیا کہ جب شام ہوتی تو آپ کا منادی اعلان کرتا: جو کوئی روزہ دار ہو وہ یعقوب (علیہ السلام) کے دسترخوان پر حاضر ہو جائے۔ اور صبح کے وقت آپ کا اعلان کرنے والا یوں آواز دیتا: جس نے کھانا کھانا ہو وہ یعقوب (علیہ السلام) کے طعام خانے سے آ کر کھا لے۔

اسے حاکم بیہقی اور اصبہانی نے روایت کیا، یہ الفاظ اصبہانی کے ہیں۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اقدس ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بیواؤں اور مسکینوں کی مدد کیلئے کوشش کرنے والا (اجر وثواب میں) اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔ (راوی کہتے ہیں) اور میرا خیال ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: وہ اس نمازی کی طرح ہے جو نماز پڑھتے ہوئے کبھی تھکتا نہیں اور اس روزہ دار کی طرح ہے جو روزے رکھتے ہوئے کبھی اکتاتا نہیں۔

اسے امام بخاری، مسلم اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ مگر ابن ماجہ کے الفاظ یوں ہیں۔ ''اَلسَّاعِیْ عَلَی الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْکِیْنِ کَالْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، وَ کَالَّذِیْ یَقُوْمُ اللَّیْلَ وَ یَصُوْمُ النَّهَارَ'' بیواؤں اور مسکینوں کی امداد کیلئے دوڑ دھوپ کرنے والا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثل ہے۔ اور اس شخص کی طرح ہے جو رات بھر عبادت کرتا ہے اور ہر روز روزہ رکھتا ہے''۔

حدیث: حضرت مطلب بن عبد اللہ مخزومی سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: میں ام المومنین ام سلمہ نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ فرمانے لگیں: بیٹے! کیا تمہیں وہ حدیث نہ سناؤں جو میں نے خود اللہ کے رسول ﷺ سے سنی تھی؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں، اے مادر بزرگوار! ضرور ارشاد فرمائیں۔ آپ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس نے دو بیٹیوں یا دو بہنوں یا اپنی دو رشتہ دار عورتوں پر اپنا مال خرچ کیا تو یہ ان پر کئے ہوئے خرچ (کے ثواب) کو پالے گا یہاں تک کہ (روز قیامت) وہ دونوں اسے اللہ کے فضل سے غنی کر دیں گی یا اس کی کفایت کریں گی۔ (نیز) دوزخ سے اس کیلئے آڑ بن جائیں گی۔

اسے امام احمد و طبرانی نے روایت کیا۔

ترہیب

ہمسائے (1) کو دکھ پہنچانا اور اس کے حقوق ادا کرنے کی تاکید

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ": جو شخص اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہو، اسے چاہیے کہ اپنے ہمسائے کو مت ستائے۔ جو بندہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہوا سے چاہیے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور جو آدمی اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہوا سے چاہیے کہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ فرمایا: "وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُحْسِنْ اِلٰى جَارِهٖ" "اور جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہوا سے اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہیے"۔

حدیث: حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: زنا کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ انہوں نے عرض کیا: حرام ہے اسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام فرمایا ہے۔ سو یہ تا قیامت حرام رہے گا کہتے ہیں اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "يالَاَنْ يَزْنِيَ الرَّجُلُ بِعَشْرِ نِسْوَةٍ اَيْسَرُ عَلَيْهِ مِنْ اَنْ يَزْنِيَ بِامْرَاَةِ جَارِهٖ" "کسی آدمی کا دس عورتوں سے زنا کرنا ہمسائے کی عورت کے ساتھ زنا کرنے سے ہلکا ہے"۔ (پھر) فرمایا: چوری کے متعلق کیا کہتے ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کرنے لگے: اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اسے حرام فرما دیا، اس لئے حرام ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "لَاَنْ يَسْرِقَ الرَّجُلُ مِنْ عَشْرَةِ اَبْيَاتٍ اَيْسَرُ عَلَيْهِ مِنْ اَنْ يَسْرِقَ مِنْ جَارِهٖ" "کسی شخص کا دس گھروں میں چوری کرنا اپنے ہمسائے کے گھر میں چوری کرنے سے کم درجہ رکھتا ہے"۔

اسے امام احمد و طبرانی نے کبیر و اوسط میں روایت کیا۔ الفاظ امام احمد کے ہیں اور آپ کے راوی ثقہ ہیں۔

1۔ ہمسائے کے حقوق کی ادائیگی اور اس کے ساتھ حسن سلوک کا بیان قرآن پاک میں یوں ہے:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ﴿۳۶﴾ (نساء)

ترجمہ: "اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔ نیز رشتے داروں، یتیموں، مسکینوں، رشتے دار ہمسائے اور غیر رشتے دار ہمسائے، ہم مجلس ساتھی، مسافر اور (لونڈی، غلام) جو تمہارے قبضہ میں ہیں کے ساتھ (بھی اچھا برتاؤ کرو) بے شک اللہ نہیں پسند فرماتا تکبر کرنے والے مغروروں کو اس آیت میں نہ صرف ہمسائے بلکہ معاشرے کے دیگر افراد کے ساتھ بھی حسن سلوک کا حکم فرمایا گیا ہے"۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾ (احزاب)

ترجمہ: "اور وہ لوگ جو دکھ پہنچاتے ہیں مومن مردوں اور مومن عورتوں کو (ان کے ہمسائے ہوں یا غیر) جبکہ انہوں (مومن مردوں اور عورتوں) نے کوئی گناہ کا کام بھی نہیں کیا تو ایسے (موذی) لوگوں نے بہتان بازی اور کھلے گناہ کا بوجھ اٹھالیا"۔ (مترجم)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم، وہ ایماندار نہیں، اللہ کی قسم، وہ ایماندار نہیں، اللہ کی قسم وہ ایماندار نہیں۔عرض کی گئی: یارسول اللہ ﷺ کون؟ ارشاد فرمایا: ''اَلَّذِیْ لَا یَأْمَنُ جَارُہٗ بَوَآئِقَہٗ'' ''جس کی ایذا رسانی سے اس کا ہمسایہ محفوظ نہیں''۔

اسے امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا۔ اور امام احمد نے یہ الفاظ بھی زائد کئے: صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''اس کی ایذا رسانی (بوائق) کیا ہے؟ فرمایا: اس کی شرارتیں'' اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: ''لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ لَّا یُؤْمِنُ جَارُہٗ بَوَآئِقَہٗ'' ''جنت میں داخل نہیں ہوگا وہ آدمی جس کی شرارتوں سے اس کا ہمسایہ محفوظ نہ ہو''

حدیث: حضرت ابو شریح کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم وہ مومن نہیں ہے، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں ہے، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں ہے۔عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ! یقیناً وہ ناکام و نامراد ہوا، وہ ہے کون؟ ارشاد فرمایا: وہ جس کی ایذا رسانیوں سے اس کا پڑوسی امن میں نہ ہو۔ صحابہ عرض گذار ہوئے: اس کی ایذا رسانیاں کیا ہیں؟ فرمایا: اس کی شرارتیں۔ (بخاری)

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: وہ ایماندار نہیں جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہیں۔

اسے ابو یعلی نے بروایت ابن اسحاق روایت کیا۔ اور اصبہانی نے بھی اسے ابو یعلیٰ کی روایت سے طویل روایت کیا۔ ان کے الفاظ ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک آدمی اس وقت تک مومن (کامل) نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کا ہمسایہ اس کی شر سے محفوظ نہ ہو۔ جب یہ ہمسایہ اپنے گھر میں رات بسر کرے تو اس کی شرارت سے امن میں ہو۔ ''فَاِنَّ الْمُؤْمِنَ الَّذِیْ نَفْسُہٗ مِنْہُ فِیْ عِنَآءٍ وَّالنَّاسُ مِنْہُ فِیْ رَاحَۃٍ'' ''بلاشبہ مومن تو وہ ہے کہ اس کی ذات کو بھی اس سے فائدہ ہو اور دوسرے لوگ بھی راحت میں ہوں''۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، کوئی بندہ مومن نہیں ہوسکتا تاوقتیکہ وہی کچھ اپنے ہمسائے کیلئے، یا فرمایا: اپنے بھائی کیلئے پسند نہ کرے جو خود اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (مسلم)

حدیث: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض گذار ہوا: یارسول اللہ ﷺ میں بنی فلاں کے محلے میں قیام پذیر ہوں اور مجھے سب سے زیادہ اذیت وہ شخص پہنچاتا ہے جو میرا سب سے زیادہ قریبی پڑوسی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرات ابو بکر صدیق، عمر اور علی رضی اللہ عنہم کو بھیجا، وہ مسجد میں آئے، دروازے پر کھڑے ہو گئے اور زور زور سے اعلان فرمانے لگے: ''اَلَا اِنَّ اَرْبَعِیْنَ دَارًا جَارٌ وَّلَا

يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ خَافَ جَارُهُ بَوَائِقَهُ'' (لوگو!) سن لو! چالیس گھروں تک (دائیں بائیں آگے پیچھے) ہمسائے ہوتے ہیں۔ اور وہ شخص جنت میں نہ جائیگا جس کا ہمسایہ اس کی شرارت سے خائف ہو''۔ (طبرانی)

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندے کا ایمان درست نہیں ہوسکتا جب تک اس کا دل درست نہ ہو اور دل درست نہیں ہوسکتا جب تک اس کی زبان درست نہ ہو۔ اور جس کا ہمسایہ اس کی شرارت سے محفوظ نہ ہو وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

اسے امام احمد اور ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت میں روایت کیا۔

حدیث: اور انہی (انس) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' اَلْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَهُ النَّاسُ'' ''مومن وہ جس سے دوسرے لوگ امن میں ہوں''۔ '' وَالْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ'''' اور مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامت رہیں''۔ '' وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ السُّوْءَ'''' اور مہاجر وہ ہے جو گناہ کو ترک کردے''۔ اور قسم اس ذات کریمہ کی جس کے ید قدرت میں میری جان ہے، وہ بندہ جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کا پڑوسی اس کی شر سے محفوظ نہ ہو۔

اسے امام احمد ابویعلیٰ اور بزار نے روایت کیا۔ امام احمد کی اسناد جید ہے۔

حدیث: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے تمہارے درمیان اخلاق اسی طرح تقسیم فرمائے ہیں جیسے اس نے تمہارے رزق کی تقسیم فرمائی۔ اللہ عزوجل (مال) دنیا تو اسے بھی دے دیتا ہے جسے پسند فرماتا ہے اور اسے بھی جسے نہیں پسند فرماتا مگر دین صرف اسی کو عطا فرماتا ہے جس سے محبت رکھتا ہے۔ تو جسے اس نے دین (کا علم اور علم پر عمل) عطا فرمایا، اسے اپنا محبوب بنایا۔ اور اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، بندہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کے قلب و زبان مسلمان نہ ہو جائیں (1) اور وہ ایماندار نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کا ہمسایہ اس کی شر سے محفوظ و مامون نہ ہو جائے۔ میں نے عرض کیا: اس کا شر کیا ہے؟ فرمایا: اس کی جہالت اور ظلم، اور یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ مال حرام کما کر خرچ کرے تو اس میں برکت ہو۔ اور صدقہ کرے تو وہ مقبول ہو۔ اور جو کچھ اس مال حرام سے پیچھے چھوڑ جائیگا وہ اس کیلئے دوزخ کا ایندھن ہی ہوگا۔ '' اِنَّ اللّٰهَ لَا يَمْحُو السَّيِّئَ بِالسَّيِّئِ وَلٰكِنْ يَمْحُو السَّيِّئَ بِالْحَسَنِ اِنَّ الْخَبِيْثَ لَا يَمْحُو الْخَبِيْثَ'''' یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ برائی کو برائی کے ذریعے نہیں مٹاتا بلکہ برائی کو نیکی کے ذریعے مٹاتا ہے'' (2)۔ بے شک گندگی، گندگی کو نہیں مٹاسکتی۔

1۔ زبان سے کہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ (اقبال)

2۔ خداوند بزرگ و برتر فرماتے ہیں:
اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ۝ (ہود) (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اسے امام احمد وغیرہ نے بطریق ابان بن اسحاق عن الصباح بن محمد عنہ روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے ہمسائے کو دکھ دیا اس نے مجھے دکھ پہنچایا۔ اور جس نے مجھے دکھ پہنچایا، اس نے اللہ کو دکھ پہنچایا (یعنی اس کی نافرمانی کی کیونکہ اللہ کو کوئی دکھ پہنچا سکتا ہی نہیں) جس نے اپنے پڑوسی کے ساتھ لڑائی کی تو اس نے میرے ساتھ لڑائی کی اور جس نے میرے ساتھ لڑائی کی بلاشبہ اس نے اللہ عزوجل کے ساتھ لڑائی لے لی۔ (اور ہے کوئی جو اللہ کے ساتھ لڑ سکے؟)

اسے ابوالشیخ ابن حبان نے کتاب التوبیخ میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک غزوہ پر تشریف لے گئے۔فرمایا: آج ہمارے ساتھ وہ شخص نہ بیٹھے جس نے اپنے ہمسائے کو اذیت پہنچائی ہو۔ لوگوں میں سے ایک شخص نے عرض کی: میں نے اپنے ہمسائے کی دیوار کی بنیاد میں پیشاب کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یا لَا تَصحَبنَا الیَومَ "تم آج ہمارے پاس مت بیٹھو"۔

یہ طبرانی کی روایت ہے اور اس میں کچھ نکارت ہے۔

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَوَّلُ خَصمَینِ یَومَ القِیَامَةِ جَارَانِ" "قیامت کے دن سب سے پہلے جو جھگڑا (فیصلے کیلئے) پیش ہوگا، وہ دو ہمسائیوں کا ہوگا"۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ یہ الفاظ انہیں کے ہیں۔ نیز طبرانی نے اسے دو اسناد کے ساتھ روایت کیا، ان میں ایک جید ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر اپنے ہمسائے کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: جاؤ صبر کرو۔ وہ دو تین دفعہ حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اپنا سامان نکال کر رستے پر رکھ لو۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ اب وہاں سے گذرنے والے لوگ اس سے اس کی وجہ پوچھتے (کہ تمہارا سامان رستے میں کیوں پڑا ہے؟) تو وہ انہیں اپنے ہمسائے کے متعلق بتاتا۔ لوگ اس (ستانے والے) ہمسائے پر لعنت کرنے لگے، اللہ نے اس کے ساتھ وہی کیا جو اس نے کیا تھا۔ (اس نے اپنے ہمسائے کو ستایا، اللہ نے اس پر لعنت کروائی) اور بعض لوگ اس کیلئے بد دعا کرنے لگے۔ اب وہ (ستانے والا) اس کے پاس آ کر کہنے لگا: "اِرجِع فَاِنَّكَ لَن تَرٰی مِنِّی شَیئًا تَکرَهُهٗ" "(اپنے گھر) واپس آ جاؤ اب تم میری کوئی ایسی حرکت نہیں دیکھو گے جو تمہیں ناپسند ہو"۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) ترجمہ: "بے شک نیکیاں مٹا دیتی ہیں برائیوں کو نصیحت قبول کرنے والوں کیلئے یہ ایک نصیحت ہے"۔
وَلَا تَستَوِی الحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ ۚ اِدفَع بِالَّتِی هِیَ اَحسَنُ فَاِذَا الَّذِی بَینَكَ وَبَینَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیمٌ ۝ (حم سجدہ)
ترجمہ: "اور نیکی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی۔ برائی کو نیکی کے ذریعے دفع کرو جو بہت اچھی ہے، تو پھر وہ شخص بھی جو تمہارا سخت دشمن ہے تمہارا جانی دوست بن جائیگا"۔ (مترجم)

اسے ابو داؤد، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ ابو داؤد کے ہیں۔ حاکم نے کہا: یہ حدیث برشرط مسلم صحیح ہے۔ (نیز طبرانی نے اور بزار نے حسن اسناد کے ساتھ اسی مضمون کی ایک حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ فلاں عورت بہت نمازیں پڑھتی ہے، بہت صدقہ کرتی ہے اور کثرت سے روزے رکھتی ہے، لیکن اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے اذیت پہنچاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''هِيَ فِي النَّارِ'' ''وہ دوزخ میں جائیگی''، انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ فلاں عورت کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ (نفلی) روزے کم رکھتی ہے اور (نفلی) نمازیں بہت کم پڑھتی ہے۔ اور صرف پنیر کے کچھ ٹکڑے صدقہ کرتی ہے۔ فرمایا: ''هِيَ فِي الْجَنَّةِ'' ''وہ جنت میں داخل ہوگی''۔

اسے امام احمد، بزار، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ اور حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ نیز ابو بکر بن ابی شیبہ نے بھی اسے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے، وہ ان کے دادا سے اور ان کے دادا نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنا دروازہ اپنے ہمسائے سے اپنے اہل و عیال اور مال پر خوف کرتے ہوئے بند کر لیا (کہ کہیں وہ کسی ضرورت کیلئے سوال نہ کر بیٹھے) تو وہ شخص مومن (کامل) نہیں ہے اور وہ آدمی بھی ایماندار نہیں ہے جس کی شرارت سے اس کا ہمسایہ محفوظ نہ ہو۔ کیا تمہیں معلوم ہے، ہمسائے کا (تم پر) کیا حق ہے؟ (پھر خود ہی ارشاد فرمایا) جب وہ تم سے مدد مانگے تو تم اس کی مدد کرو۔ جب قرض کا سوال کرے، تو اس کو قرض دو۔ جب محتاج ہو تو اس کا خیال کرو۔ جب کبھی بیمار پڑ جائے تو اس کی عیادت کو جاؤ۔ جب اسے کوئی خوشی حاصل ہو تو اسے مبارک باد دو، جب کسی صدمہ سے دوچار ہو تو اس کے ساتھ تعزیت کرو۔ اور جب فوت ہو جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ چلو۔ اس کی اجازت کے بغیر اس کے گھر کے ساتھ اتنا اونچا مکان نہ بناؤ کہ اس کے گھر کی ہوا بند ہو جائے۔ اور اپنی ہانڈی کی خوشبو سے اسے مبتلائے اذیت نہ کرو یا اسے اس ہانڈی میں سے کچھ حصہ بھیج دو۔ جب کوئی پھل خرید کے لاؤ تو ہدیۃً اسے بھی کچھ بھیجو۔ اور اگر ایسا نہیں کر سکتے ہو تو اس پھل کو چھپا کے رکھو۔ اور تمہارا بچہ پھل لئے ہوئے باہر نہ نکلے تا کہ تمہارے ہمسائے کا بچہ اسے دیکھ کر احساس کمتری کا شکار نہ ہو۔

اسے خرائطی نے ''مکارم اخلاق'' سے روایت کیا۔ (اس مفہوم کی ایک حدیث طبرانی نے حضرت معاویہ بن حیدہ سے، ابن حبان نے حضرت معاذ بن جبل سے اور ابو القاسم اصبہانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔

حدیث: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین افراد سخت مصیبت ہیں۔ وہ حکمران کہ اگر تم اچھے کام کرو تو تمہارا شکر گزار نہ ہو اور اگر کہیں برا کام کر بیٹھو تو تمہیں معاف نہ کرے۔ برا ہمسایہ کہ اگر تم میں کوئی بھلائی دیکھے تو اسے چھپائے اور اگر برائی دیکھ لے تو اسے عام کرتا پھرے۔ وہ عورت کہ اگر تم اس کے

پاس موجود رہو تو تمہیں دکھ پہنچائے اور اگر کہیں چلے جاؤ تو تمہاری غیر موجودگی میں (تمہارے گھر، تمہارے مال یا تمہاری عزت میں) خیانت کرے۔

اسے طبرانی نے اسناد لاباس کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان عالیشان ہے: ''مَا اٰمَنَ بِیْ مَنْ بَاتَ شَبْعَانًا وَّ جَارُہٗ جَآئِعٌ اِلٰی جَنْبِہٖ وَھُوَ یَعْلَمُ'' ''جو شخص رات کو پیٹ بھر کر سویا حالانکہ اسے معلوم تھا کہ اس کے پہلو میں اس کا ہمسایہ بھوکا ہے تو (در حقیقت) وہ شخص مجھ پر ایمان ہی نہیں لایا''۔

اسے طبرانی اور بزار نے روایت کیا۔ بزار کی اسناد حسن ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''لَیْسَ الْمُؤْمِنُ الَّذِیْ یَشْبَعُ وَ جَارُہٗ جَآئِعٌ'' ''وہ شخص ایماندار نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا ہمسایہ بھوکا ہو''۔

اسے طبرانی اور ابو یعلی نے روایت کیا۔ ابو یعلی کے راوی ثقہ ہیں۔ نیز حاکم نے بھی اسے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ ہیں۔ ''لَیْسَ الْمُؤْمِنُ الَّذِیْ یَبِیْتُ شَبْعَانًا وَّ جَارُہٗ جَآئِعٌ اِلٰی جَنْبِہٖ'' ''وہ مومن نہیں ہے جو رات پیٹ بھر کر گذارتا ہے اور اس کا ہمسایہ اس کے پہلو میں بھوکا ہوتا ہے''۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت پاک میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ مجھے لباس عنایت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے اس کا سوال نظر انداز فرما دیا۔ اس نے پھر عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ مجھے لباس عطا فرمائیے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے ہمسائے کے پاس دو کپڑے بھی فالتو نہیں ہیں؟ (جو تمہیں دیدے) وہ عرض گذار ہوا: کیوں نہیں جی، اس کے پاس ایک سے زائد لباس ہیں (مگر مجھے دیتا نہیں) ارشاد فرمایا: اللہ اسے تمہارے ساتھ جنت میں اکٹھا نہیں کریگا۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول خدا ﷺ کا فرمان شریف ہے: (قیامت کے روز) کئی ہمسائے اپنے ہمسائے کے دامن کو پکڑے ہوئے بارگاہ خداوندی میں عرض کریں گے: ''یَا رَبِّ سَلْ ھٰذَا لِمَ اَغْلَقَ عَنِّیْ بَابَہٗ وَ مَنَعَنِیْ فَضْلَہٗ'' ''اے میرے پروردگار! اس میرے ہمسائے سے پوچھ کہ اس نے مجھ سے اپنا دروازہ کیوں بند کر لیا تھا اور اپنی زائد از ضرورت چیزوں سے مجھے کیوں محروم رکھا''۔

اسے اصبہانی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہوا سے چاہیے کہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔ ''وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ

فَلْيُكْرِمْ جَارَهٗ" "اور جو آدمی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اسے چاہیے کہ اپنے ہمسائے کی عزت و احترام کرے"۔

اسے امام احمد نے باسناد حسن روایت کیا۔ (نیز یہی مفہوم حضرت ابو شریح خزاعی رضی اللہ عنہ سے مسلم نے بھی روایت کیا ہے)۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون ہے جو یہ کلمات مجھ سے حاصل کرلے پھر خود ان پر عمل کرے یا کسی عمل کرنے والے کو سکھادے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میں ہوں۔ تو آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا پھر پانچ باتیں شمار کرائیں۔ فرمایا: گناہوں سے بچتے رہو، سب لوگوں سے زیادہ عبادت گذار بن جاؤ گے۔ جو کچھ اللہ نے تمہارے مقدر میں لکھ دیا ہے، اس پر راضی رہو تو سب انسانوں سے زیادہ غنی ہو جاؤ گے۔ "وَاَحْسِنْ اِلٰی جَارِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا" "اپنے ہمسائے کے ساتھ حسن سلوک کرو، مومن (کامل) ہو جاؤ گے"۔ لوگوں کیلئے وہی کچھ پسند کرو جو اپنے لئے کرتے ہو تو مسلمان ہو گے۔ اور بہت زیادہ ہنسا نہ کرو کیونکہ بہت زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔

اسے ترمذی وغیرہ نے بروایت الحسن عن ابی ہریرہ روایت کیا۔ اور بزار و بیہقی نے بھی مکحول سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "خَيْرُ الْاَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهٖ وَ خَيْرُ الْجِيْرَانِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهٖ" "اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین دوست وہ ہے جو اپنے دوستوں کے حق میں بہتر ہے۔ اور پڑوسیوں میں اللہ تعالیٰ کے ہاں بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا ہے"۔

اسے ترمذی، اور ابن حبان و ابن خزیمہ نے اپنی اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اور حاکم نے کہا: بر شرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت مطرف بن عبد اللہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: مجھے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ ایک حدیث پہنچی جبکہ میں ان سے خواہش ملاقات بھی رکھتا تھا۔ پھر ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے کہا: اے ابو ذرؓ! مجھے آپ کی طرف سے ایک حدیث پہنچی تھی اور میں آپ سے ملنا بھی چاہتا تھا۔ فرمانے لگے: اللہ تمہیں برکت دے، چلو ملاقات تو ہو گئی، کہو کیا بات ہے؟ میں نے کہا: یہ حدیث ہے۔ مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ سے بیان فرمائی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: اللہ عزوجل تین حضرات سے محبت فرماتا ہے۔ اور تین افراد کو ناپسند کرتا ہے۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کروں گا؟ کہتے ہیں: میں نے کہا: (ایسی بات نہیں) وہ تین حضرات جن سے اللہ عزوجل محبت فرماتا ہے وہ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: وہ آدمی ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صبر کے ساتھ ثواب کی نیت سے جہاد کرتا ہے۔ لڑائی کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ شہید ہو جاتا ہے۔ اور اس کا بیان تم اپنے پاس اللہ کی

کتاب میں بھی تلاش کر سکتے ہو پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ (صف)، بے شک اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے ان لوگوں سے جو اس کی راہ میں پرے باندھ کر لڑائی کرتے ہیں گویا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔ میں نے کہا: اور کون ہے؟ فرمایا: وہ شخص، جس کا ہمسایہ برا ہو، اسے اذیت پہنچاتا ہو تو یہ اس کی اذیت پر صبر کرتا ہو یہاں تک کہ اللہ اس کی (ہمسائے کو ہدایت دے کر) زندگی میں یا موت سے کفایت کرتا ہے۔ (موت تک صبر کرتا رہتا ہے، پھر بعد موت اجر عظیم پاتا ہے) (اس کے بعد پوری حدیث بیان کی)۔

اسے امام احمد و طبرانی نے روایت کیا۔ یہ الفاظ طبرانی کے ہیں۔ امام احمد کی ایک اسناد کے راویوں پر صحیح میں اعتماد کیا گیا۔ نیز حاکم وغیرہ نے بھی اسے اسی طرح روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَازَالَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَيُوَرِّثُهٗ'' ''جبریل علیہ السلام لگاتار مجھے ہمسائے کے متعلق وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے خیال کیا وہ اسے وارث بنا دیں گے''۔

اسے امام بخاری، مسلم اور ترمذی نے روایت فرمایا۔ ابوداؤد و ابن ماجہ نے اسے صرف سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے، نیز ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی اسے روایت کیا ہے۔

حدیث: ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں اپنی اہلیہ کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی زیارت کیلئے چلا، دیکھا کہ آپ ﷺ قیام فرما ہیں اور ایک آدمی آپ کی جانب متوجہ ہے۔ میں نے سوچا، کوئی حاجت مند ہوگا۔ میں بیٹھ گیا۔ قسم اللہ تعالیٰ کی، اللہ کے رسول ﷺ اتنی دیر کھڑے رہے کہ مجھے آپ کے اس قدر طویل قیام سے دلی صدمہ ہوا۔ پھر وہ آدمی چلا گیا تو میں نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ اس شخص نے آپ کو اتنی دیر تک کھڑے رکھا کہ مجھے آپ کے اتنی دیر تک کھڑا رہنے سے دلی طور پر دکھ محسوس ہونے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جانتے ہو وہ کون تھا؟ میں نے عرض کیا: جی نہیں۔ فرمایا: وہ تو جبریل علیہ السلام تھے، مجھے مسلسل ہمسائے کے حق میں وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ وہ اسے وارث بنا کے چھوڑیں گے۔ اگر تم انہیں سلام کہتے تو وہ تمہیں سلام کا جواب دیتے۔

اسے امام احمد نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ ان کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جبکہ آپ ﷺ حجۃ الوداع کے موقعہ پر اپنی ناقہ جدعاء پر سوار تھے۔ فرما رہے تھے۔ ''اُوْصِيْكُمْ بِالْجَارِ'' ''میں تمہیں ہمسائے کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں''۔ آپ نے یہ بات اتنی زیادہ مرتبہ کہی کہ میں نے (دل میں) کہا کہ آپ شاید ہمسائے کو وارث قرار دے دیں گے۔

اسے طبرانی نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے گھر میں اہل خانہ کیلئے ایک بکری ذبح کی گئی۔ جب آپ باہر سے گھر تشریف لائے تو پوچھا: کیا تم نے اپنے ہمسائے یہودی کو بھی اس میں سے کچھ ہدیہ بھیجا؟ کیا تم نے اپنے ہمسائے یہودی کو ہدیہ بھیجا؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام ہمیشہ مجھے ہمسائے کے حق میں وصیت کرتے رہے حتی کہ میں نے گمان کیا کہ وہ اسے وراثت میں حصہ دار بنا دیں گے۔

اسے ابو داؤد و ترمذی نے روایت کیا۔ الفاظ ترمذی کے ہیں اور آپ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (یہ متن کئی طرق سے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے مروی ہے)۔

حدیث: حضرت نافع بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مِنْ سَعَادَةِ الْمَرْءِ الْجَارُ الصَّالِحُ وَالْمَرْكَبُ الْهَنِيئُ وَالْمَسْكَنُ الْوَاسِعُ'' ''نیک ہمسایہ، اچھی سواری اور کھلا گھر آدمی کی خوش بختی کی دلیل ہے''۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ آپ کے راوی صحیح کے ہیں۔

حدیث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار چیزیں خوش قسمتی کی دلیل ہیں۔ نیک بیوی، کھلا گھر، نیک ہمسایہ اور اچھی سواری۔ اور چار چیزیں بدبختی کی علامت ہیں۔ برا پڑوسی، بدکردار عورت، بری سواری اور تنگ مکان۔

اس ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَدْفَعُ بِالْمُسْلِمِ الصَّالِحِ عَنْ مِّائَةِ اَهْلِ بَيْتٍ مِّنْ جِيْرَانِهِ الْبَلَاءَ'' ''اللہ تعالیٰ نیک مسلم کے طفیل اس کے پڑوس کے سو گھروں پر سے بلائیں دور فرماتا ہے''۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ (بقرہ: 251) اور اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو بعض کے طفیل نہ بچاتا تو زمین تباہ و برباد ہو جاتی)۔

اسے طبرانی نے کبیر اور اوسط میں روایت کیا ہے۔

ترغیب

بہن بھائیوں کی ملاقات کو جانا اور ملنے آنے والوں کا احترام واکرام کرنا

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی العالمین ﷺ سے راوی ہیں کہ ایک آدمی کسی بستی میں اپنے بھائی سے ملاقات کیلئے گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے راستہ میں ایک فرشتے کو اس کے انتظار میں بٹھادیا۔ جب وہ آدمی فرشتے کے پاس سے گذرا تو فرشتے نے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا: اس بستی میں اپنے بھائی سے ملاقات کرنے جارہا ہوں۔ فرشتہ بولا: کیا اس پر تمہارا کوئی احسان ہے جس کا بدلہ حاصل کرنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔ اس کے سوا اور کوئی غرض نہیں کہ میں اس سے صرف اللہ کیلئے محبت رکھتا ہوں۔ فرشتے نے کہا: "فَاِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْكَ بِاَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَبَّكَ كَمَا اَحْبَبْتَهٗ فِیْهِ" "میں تمہاری طرف اللہ کا پیغام لے کر آیا ہوں کہ جیسے تم اس سے اللہ کیلئے محبت رکھتے ہو، اللہ بھی تم سے محبت فرماتا ہے"۔ (مسلم)

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی بیمار کی بیمار پرسی کیلئے جائے یا محض اللہ کی رضا کی خاطر اپنے کسی بھائی کی ملاقات کو جائے تو ایک منادی ندا کرتا ہے: "بِاَنْ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَ تَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا" "تو پاک ہو، تیرا چلنا مبارک ہو، تو نے جنت میں اپنا گھر بنالیا"۔

اسے ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا۔ یہ الفاظ ترمذی کے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔ علاوہ ازیں ابن حبان نے بھی اسے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی محترم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ اپنے کسی بھائی کے پاس آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے اس سے ملاقات کرے تو آسمان سے ایک فرشتہ پکارتا ہے: تو پاکیزہ ہوگیا اور تجھے جنت مبارک ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے عرش کی بادشاہی میں ارشاد فرماتا ہے: "عَبْدِیْ زَارَ فِیَّ وَ عَلَیَّ قِرَاهُ فَلَمْ یَرْضَ لَهٗ بِثَوَابٍ دُوْنَ الْجَنَّةِ" "میرا بندہ میری خاطر اپنے بھائی کی ملاقات کو آیا ہے۔ اس کا اعزاز واکرام میرے ذمے ہے۔ اب یہ جنت کے علاوہ کسی بدلہ پر راضی نہ ہوگا"۔ (جو میں اسے عطا فرماؤں گا) الحدیث۔

اسے بزار اور ابو یعلی نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے۔ آپ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں جنتی لوگوں کے متعلق نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ کیوں نہیں: فرمایا: نبی جنت میں ہوں گے۔ صدیق جنت میں ہوں گے اور وہ آدمی جو شہر کے دور دراز محلے میں اپنے بھائی کی زیارت کیلئے گیا اور یہ زیارت صرف رضائے الٰہی کیلئے ہو، یہ بھی جنت میں ہوگا۔ (الحدیث)

اسے طبرانی نے اوسط اور صغیر میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو رزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:اے ابو رزین!جب مسلمان بندہ اپنے مسلمان بھائی کی ملاقات کو جاتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں جو اس کیلئے دعا کرتے ہوئے کہتے ہیں:"اَللّٰهُمَّ كَمَا وَصَلَهُ فِيكَ فَصِلْهُ":یَااِلٰہَ الْعَالَمِیْن!"یا اللہ!جس طرح اس نے تیرے لئے اپنے بھائی سے ملاقات کی تو بھی اس سے راضی ہو جا"۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں:میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:میری محبت ان لوگوں کیلئے واجب ہوگئی جو صرف میرے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں،میری خاطر ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں۔میری خوشی کیلئے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور میری رضا کیلئے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔

اسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:جنت کے اندر کئی بالا خانے (چوبارے) ہیں جن کی بیرونی زیب وزینت اندر سے اور اندرونی خوبصورتی باہر سے دیکھی جا سکتی ہے۔"اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيْهِ وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيْهِ وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيْهِ""یہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کیلئے تیار فرمائے ہیں جو اللہ کیلئے ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں،اسی کی خاطر ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور اسی کی خوشی کیلئے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں"۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت زرین بن حبیش سے روایت ہے۔کہتے ہیں:ہم حضرت صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے۔وہ پوچھنے لگے:ملاقات کرنے آئے ہو؟ہم نے کہا:جی ہاں۔اس پر انہوں نے فرمایا:رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:جو شخص اپنے مومن بھائی کی ملاقات کو جاتا ہے،واپسی تک وہ اللہ کی رحمت میں غوطہ زن رہتا ہے۔اور جو بندہ اپنے مومن بھائی کی بیمار پرسی کیلئے جاتا ہے،واپسی تک وہ جنت کے باغوں میں عیش کرتا رہتا ہے۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا":ایک دن درمیان میں چھوڑ کر ملاقات کو آیا کرو،اس سے محبت میں اضافہ ہوگا۔(تجربہ بھی شاہد ہے)

اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔نیز بزار نے بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اسے روایت کیا پھر کہا کہ اس بارہ میں وہ صحیح حدیث نہیں جانتے۔(صاحب کتاب حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحابہ رضی اللہ عنہم کی

ایک جماعت سے مروی ہے)

حدیث: ام المومنین سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا: ہمارے لئے مجلس کا بندوبست کرو کیونکہ ایک فرشتہ زمین پر (میری ملاقات کو) نازل ہورہا ہے جو اس سے پہلے کبھی نازل نہیں ہوا۔(1)

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ان کے راوی ثقہ ہیں البتہ ایک تابعی کا نام مذکور نہیں۔

حدیث: حضرت ام بجید (حوا بنت یزید انصاریہ) رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔کہتی ہیں: اللہ کے رسول ﷺ عمرو بن عوف کے قبیلہ میں ہمارے ہاں تشریف لایا کرتے تھے تو میں آپ کیلئے ایک پیالہ میں ستو بنایا کرتی تھی۔آپ ﷺ جب بھی تشریف لاتے میں یہ ستو آپ کی خدمت میں پیش کیا کرتی تھی۔

اسے بھی امام احمد نے روایت کیا ہے۔ابن اسحاق کے سوا راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: جناب ابراہیم بن نشیط سے روایت ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی کے پاس حاضر ہوئے تو انہوں نے اپنے نیچے سے تکیہ نکال کر انہیں دیا اور فرمایا: ''مَنْ لَّمْ یُکْرِمْ جَلِیْسَهٗ فَلَیْسَ مِنْ اَحْمَدَ وَلَا مِنْ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ'' ''جو شخص اپنے دوست کا اکرام نہیں کرتا وہ نہ حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ کے طریقہ پر ہے اور نہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر''۔

اسے طبرانی نے موقوفاً روایت کیا ہے۔اس کے راوی ثقہ ہیں۔

1۔معلوم ہوا مہمان کی آمد پر اس کے استقبال کی تیاری کرنا،اس کے لئے انتظام کرنا سنت ہے۔(مترجم)

ترغیب

مہمان نوازی(1)، مہمان کا اکرام اور اس کے حقوق کی تاکید

ترہیب

مہمان کا میزبان کے ہاں اتنا عرصہ قیام کہ اہل خانہ کیلئے مہمان بلائے جان بن جائے

حدیث: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی رحیم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ'' ''جو بندہ اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے صلہ رحمی کرنی چاہیے۔ اور جو آدمی اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ اچھی بات کرے ورنہ خاموش رہے''۔ (بخاری و مسلم)

1۔ سید العالمین، نبی کریم، صاحب خلق عظیم، معلم اخلاق ﷺ نے اپنے مہمانوں سے کیا سلوک فرمایا اور مہمان کے اعزاز و اکرام کے سلسلہ میں آپ کے ارشادات تو قارئین آئندہ صفحات میں دیکھ لیں گے۔ قرآن حکیم نے ہمیں بتایا کہ مہمان نوازی جد الانبیا سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی بھی سنت ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِیْذٍ ﴿۶۹﴾ (ہود)

ترجمہ: ''اور بلاشبہ ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے بصورت مہمان) ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس آئے۔ تو کہنے لگے: (اے ابراہیم علیہ السلام) آپ پر سلام ہو۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: تم پر بھی سلام ہو۔ پھر آپ جلدی سے (ان کی مہمان نوازی کیلئے) ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے۔ سورہ ذاریات میں فرمایا:

هَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ ضَیْفِ اِبْرٰهِیْمَ الْمُكْرَمِیْنَ ﴿۲۴﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَرَاغَ اِلٰۤى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِیْنٍ ﴿۲۶﴾ فَقَرَّبَهٗۤ اِلَیْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۷﴾ (ذاریات)

ترجمہ: ''(اے محبوب کریم) کیا آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معزز مہمانوں کی خبر پہنچی ہے؟ جب وہ مہمان ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تو انہوں نے سلام عرض کیا۔ آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: تم پر بھی سلام ہو۔ (دل میں سوچنے لگے) بالکل انجانے لوگ ہیں۔ پھر چپکے سے اپنے اہل خانہ کے پاس گئے اور ایک (پکا ہوا) موٹا تازہ بچھڑا (ان مہمانوں کے کھانے کیلئے) لے آئے۔ بچھڑا ان کے قریب کر دیا (اور دیکھا کہ وہ تو کھاتے نہیں تو) فرمایا: کیا بات ہے تم لوگ کھاتے کیوں نہیں؟۔ مہمان کو چاہیے کہ اپنے میزبان کی ضروریات و مصروفیات کا بھی خیال رکھے۔ میزبان کے ہاں اتنا عرصہ ٹھہرنا کہ اس کیلئے پریشانی کا باعث ہو اور اس سے مسائل پیدا ہو جائیں جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے لاڈلے رسول مقبول ﷺ کے آستانہ رحمت پر بطور مہمان حاضر ہونے کے آداب صحابہ رضی اللہ عنہم کو خود سکھائے۔ ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْكُمْ ۫ وَاللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ (احزاب)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! نبی (کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم) کے گھروں میں نہ داخل ہوا کرو سوائے اس صورت کے کہ تمہیں کھانے کیلئے آنے کی اجازت دی جائے۔ (اور باہر بیٹھے) کھانا پکنے کا انتظار نہ کرتے رہا کرو۔ لیکن جب تمہیں بلایا جائے تو اندر داخل ہو جایا کرو۔ پھر جب کھانا کھا چکو تو واپس چلے جائے۔ اور وہاں بیٹھ کر دل بہلانے کی باتیں نہ شروع کر دیا کرو۔ تمہارا یہ طریقہ نبی اکرم (ﷺ) کیلئے تکلیف کا باعث ہوتا ہے تو وہ تم سے حیا فرماتے ہیں (خاموش رہتے ہیں، تمہیں منع نہیں فرماتے) اور اللہ تعالیٰ حق بات بیان کرنے میں کسی سے شرم نہیں فرماتا''۔ (مترجم)

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا مجھے یہ خبر نہیں ملی کہ تم ساری رات عبادت کرتے ہو اور ہر دن کو روزہ رکھتے ہو؟ میں عرض گذار ہوا: آپ درست فرماتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: اب ایسا مت کرنا، عبادت بھی کرو اور سویا بھی کرو، روزہ بھی رکھو اور چھوڑا بھی کرو۔اس لئے کہ تم پر تمہارے جسم کا بھی حق ہے۔تم پر تمہاری آنکھ کا بھی حق ہے۔تم پر تمہیں ملنے آنے والے مہمان کا بھی حق ہے۔اور تم پر تمہاری بیوی کا بھی حق ہے۔

اسے بخاری و مسلم وغیرہما نے روایت کیا۔الفاظ بخاری کے ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: میں فاقے سے ہوں۔تو حضور اقدس ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کی طرف آدمی بھیجا (تا کہ کھانے کی کوئی چیز لے آئے) انہوں نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا ہے، میرے پاس اس وقت پانی کے سوا کوئی چیز نہیں۔پھر دوسری زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا۔انہوں نے بھی وہی جواب عرض کیا۔یہاں تک کہ (سب کے پاس آدمی بھیجا گیا اور) سب نے یہی عرض کیا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، ہمارے پاس سوائے پانی کے اور کوئی چیز نہیں ہے۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ يُّضِيفُ هٰذَا اللَّيْلَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ" "جو بندہ آج رات اس مہمان کی میز بانی کریگا، اللہ تعالیٰ اس پر رحمت نازل فرمائیگا"۔یہ سن کر ایک انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ میں کروں گا۔چنانچہ وہ انصاری اسے لے کر اپنے گھر پہنچے، بیوی سے پوچھا: تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے؟ بیوی نے عرض کی: نہیں، صرف بچوں کا کھانا ہے۔انصاری نے بیوی سے کہا کہ بچوں کو کسی چیز سے بہلا دو اور جب رات کو کھانا چاہیں تو انہیں سلا دو۔ "فَإِذَا دَخَلَ ضَيْفُنَا فَاطْفِئِي السِّرَاجَ وَ اَرِيْهِ اَنَّا نَأْكُلُ": "اور جب مہمان آئے (اور کھانا کھانے لگے تو) چراغ بجھا دینا اور یہ ظاہر کرنا کہ ہم بھی کھا رہے ہیں۔ایک روایت میں ہے کہ: جب وہ کھانے کی طرف ہاتھ بڑھائے تو تم (کسی بہانہ سے) چراغ بجھا دینا۔راوی کہتے ہیں کہ وہ سب لوگ (مہمان اور میزبان) کھانے بیٹھ گئے۔اور مہمان نے تو کھانا کھا لیا جبکہ ان دونوں میاں بیوی نے بھوکے رات گذاری۔جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قَدْ عَجِبَ اللّٰهُ مِنْ صَنِيْعِكُمَا بِضَيْفِكُمَا": "تم نے جو اپنے مہمان کے ساتھ سلوک کیا، اللہ تعالیٰ اس پر بہت خوش ہوا یا فرشتوں نے اس پر تعجب کا اظہار کیا"۔اور ایک اور روایت میں یہ الفاظ زائد کئے: پھر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی: وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (حشر:9) یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگر چہ خود انہیں شدید حاجت ہو) مسلم وغیرہ۔

حدیث: حضرت ابو شریح خویلد بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ اور

یوم آخر پر ایمان رکھتا ہو، اسے اپنے مہمان کا احترام کرنا چاہیے۔ پر تکلف مہمان نوازی ایک دن رات تک ہے۔ ضیافت تین روز تک ہے۔ اس کے بعد (میزبان) جو کچھ (مہمان پر) خرچ کرے، وہ صدقہ ہے۔ اور مہمان کو اپنے میزبان کے ہاں اسقدر ٹھہرنا جائز نہیں ہے کہ وہ (بے چارہ) تنگ پڑ جائے۔

اسے امام مالک، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: مہمان کا اپنے میزبان پر تین دن تک حق ہے۔ اس کے بعد جو کچھ خرچ ہوگا وہ صدقہ ہے۔ اور (تین دن کے بعد) مہمان پر ضروری ہے کہ رخصت ہو جائے، اہل خانہ کو گناہگار نہ کرے۔ (کہ اہل خانہ محسوس کرنے لگیں کہ مہمان رحمت کی بجائے بلائے جان بن گیا ہے۔ اس طرح وہ گناہگار ہوں گے۔ اگر میزبان رکنے کو خلوص دل سے کہے تو رکنا جائز ہوگا)۔

اسے امام احمد، ابو یعلی اور بزار نے روایت کیا۔ لیث بن ابی سلیم کے علاوہ بزار کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو کوئی مہمان کسی قوم کے پاس آئے۔ پھر مہمان صبح تک محروم رہے (کہ کچھ کھانے پینے کو نہ دیا جائے) تو مہمان کو حق حاصل ہے کہ اپنا حق مہمانی خود لے لے اور اس پر کچھ گناہ نہیں۔

اسے امام احمد اور حاکم نے روایت کیا۔ امام صاحب کے راوی ثقہ ہیں اور حاکم کہتے ہیں: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابو کریمہ مقدام بن معدیکرب الکندی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک رات تو ہر مسلمان پر مہمان کا حق ہے۔ جو کوئی کسی کے ہاں مہمان بن کر جائے تو صاحب خانہ پر اس کی مہمان نوازی کرنا اس کا قرض (حق) ہے۔ اب اس کی مرضی، چاہے تو اپنا حق وصول کر لے اور چاہے تو چھوڑ دے۔

اسے ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

حدیث: اور یہی (ابو کریمہ) رضی اللہ عنہ نبی انور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی قوم کا مہمان بنے اور صبح تک محروم رہے تو ہر مسلمان پر اس مہمان کی مدد کرنا لازم ہے۔ حتی کہ وہ صاحب خانہ کے کھیت اور مال میں سے ایک رات تک کا حق مہمانی وصول کر سکتا ہے۔

اسے ابوداؤد اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت تلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "اَلضِّیَافَةُ ثَلَاثَةُ اَیَّامٍ حَقٌّ لَازِمٌ فَمَا کَانَ بَعْدَ ذَالِكَ فَصَدَقَةٌ"، "تین دن تک مہمان نوازی (مہمان کا) لازمی حق ہے۔ پھر اس کے بعد جو کچھ خرچ ہو صدقہ ہے"۔

اسے طبرانی نے کبیر و اوسط میں ایسی اسناد کے ساتھ روایت کیا جس میں کچھ نظر ہے۔ (اسی معنی کی ایک حدیث امام

احمد، بزار اور ابویعلی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور بزار نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ بزار کی اس روایت کے راوی ثقہ ہیں)۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بندہ نماز قائم کرے، زکوۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے اور مہمان کی میزبانی کرے وہ جنت میں داخل ہو جائیگا۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَلْمَلَائِکَۃُ تُصَلِّیْ عَلٰی اَحَدِکُمْ مَّا دَامَتْ مَآئِدَتُہٗ مَوْضُوْعَۃً'' ''تم میں سے جب تک کسی کا دسترخوان بچھا رہے (مہمان کھاتے رہیں) تب تک فرشتے اس کیلئے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں''۔ (اصبہانی)

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَلْخَیْرُ اَسْرَعُ اِلَی الْبَیْتِ الَّذِیْ یُؤْکَلُ فِیْہِ مِنَ الشَّفْرَۃِ اِلٰی سَنَامِ الْبَعِیْرِ'' ''جس گھر میں (مہمان وغیرہ کو) کھانا کھلایا جاتا ہو، اس میں خیر و برکت اس سے بھی جلدی اور تیزی سے آتی ہے جتنی جلدی اور تیزی سے اونٹ کی کوہان پر چھری چلتی ہے''۔ (کوہان کا گوشت چونکہ لذیذ ہوتا ہے اس لئے پہلے اسی کو کاٹتے ہیں اور چونکہ نرم ہوتا ہے اس لئے چھری تیزی سے چلتی ہے)۔

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا۔ نیز ابن ابی الدنیا نے بھی اسے حضرت انس وغیرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت شہاب بن عباد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بنی عبدالقیس کے وفد (یہ وفد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں زیارت کیلئے حاضر ہوا تھا) کے کچھ لوگوں کو کہتے ہوئے سنا کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت پاک میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم بہت خوش ہوئے۔ جب ہم ان لوگوں کے قریب پہنچ گئے تو انہوں نے ہمارے لئے مجلس میں کشادگی پیدا کی۔ ہم بیٹھ گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں مرحبا (محبت و الفت کا کلمہ ہے جسے اہل عرب اب بھی بوقت ملاقات کہا کرتے ہیں) فرمایا اور دعائیں دیں۔ پھر ہماری طرف نظر کی اور ارشاد فرمایا: تمہارا سردار و بزرگ کون ہے؟ ہم سب نے منذر بن عائذ (رضی اللہ عنہ) کی طرف اشارہ کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا یہ اشج (جس کے سر یا چہرہ پر نشان زخم ہو) تمہارا سردار ہے؟ اس دن سب سے پہلے ان کا نام اشج پڑا کیونکہ ان کے چہرے پر گدھے کے سم سے زخم کا نشان پڑا ہوا تھا۔ ہم نے عرض کیا: جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ پھر دوسرے لوگوں کے چلے جانے کے بعد یہ وہیں ٹھہر رہے۔ ساتھیوں کے سواری کے جانوروں کو باندھا، ان کے سامان ایک جگہ اکٹھے کر کے رکھے پھر اپنا تھیلا نکالا، اس میں سے سفر میں استعمال کئے جانے والے کپڑے نکالے اور سب سے بہتر لباس پہنا پھر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیش ہوئے۔ اس وقت جناب نبی اکرم ﷺ پاؤں مبارک بچھائے ہوئے تکیہ لگا کر تشریف فرما تھے۔ جب اشج آپ ﷺ کے پاس پہنچے

تو حاضرین بارگاہ نے ان کیلئے محفل میں جگہ کشادہ کر دی اور کہنے لگے: اے اشج یہاں بیٹھو۔ تو نبی پاک ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے، پاؤں مبارک سمیٹ لیا اور فرمایا: (نہیں، بلکہ) اے اشج! تم یہاں (ہمارے پاس) بیٹھ جاؤ۔ تو وہ نبی محترم ﷺ کی داہنی جانب بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے انہیں مرحبا کہا، اظہار محبت فرمایا اور ان کی بستیوں کے متعلق دریافت فرمایا اور ان کی صفا و مشقر وغیرہ بستیوں کے نام بتائے جو ہجر کے علاقہ میں واقع تھیں (یہ علاقہ ملک شام میں ہے) حضرت اشج رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ، آپ تو ہماری بستیوں کو ہم سے بھی زیادہ جانتے ہیں۔ تو فرمایا: میں تمہاری بستیوں میں جا چکا ہوں، وہاں میرے لئے کشادگی پیدا کی گئی۔ راوی فرماتے ہیں کہ پھر آپ حضرات انصار رضی اللہ عنہم کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے گروہ انصار! اپنے ان بھائیوں کا اکرام و احترام کرو کیونکہ دین اسلام میں یہ تمہارے ہی جیسے ہیں اور بالوں کی رنگت اور چہرے مہرے میں بھی کچھ کچھ تم سے ملتے جلتے ہیں۔ انہوں نے بلا کسی مجبوری اور شک و شبہ کے خوشی کے ساتھ اسلام قبول کیا۔ جبکہ دیگر لوگوں نے قبول اسلام سے انکار کیا حتی کہ مقتول ہوئے۔ پھر بوقت صبح حضور سرور عالم ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تمہارے بھائیوں (انصار) نے جو تمہیں عزت و احترام دیا اور تمہاری مہمان نوازی کی تم نے اسے کیسا پایا؟ یہ عرض گزار ہوئے: ''خَيْرُ إِخْوَانٍ أَلَانُوا فُرُشَنَا وَ أَطَابُوا مَطْعَمَنَا وَ بَاتُوا وَأَصْبَحُوا يُعَلِّمُوْنَا كِتَابَ رَبِّنَا تَبَارَكَ وَ تَعَالَى وَ سُنَّةَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ'' ''یہ لوگ بہترین بھائی ہیں۔ انہوں نے ہمیں نرم بستر دیے۔ اچھے کھانے پیش کئے۔ ہمارے پاس رات بسر کی اور صبح تک ہمیں ہمارے رب تبارک و تعالیٰ کی کتاب اور ہمارے نبی ﷺ کی سنت کی تعلیم دیتے رہے''۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ بہت مسرور اور خوش ہوئے۔

اس حدیث کو طوالت کے ساتھ صحیح اسناد سے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت حمید الطویل سیدنا انس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ان کی بیماری کی حالت میں کچھ لوگ ان کی عیادت کو آئے تو انہوں نے اپنی کنیز سے فرمایا: جلدی سے کچھ نہ کچھ ہمارے ان دوستوں کیلئے لے کر آؤ چاہے روٹی کا ایک ٹکڑا ہی ہو کیونکہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''مَكَارِمُ الْاَخْلَاقِ مِنْ اَعْمَالِ الْجَنَّةِ'': ''اچھے اخلاق جنتی اعمال میں سے ہیں''۔

اسے طبرانی نے اوسط میں جید اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نبی معظم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لَا خَيْرَ فِيْمَنْ لَا يُضَيِّفُ'': ''اس شخص کے اندر کوئی بھلائی نہیں جو مہمان نوازی نہ کرتا ہو''۔ (کیونکہ بخیل و شحیح ہے)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسے روایت کیا۔ ابن لہیعہ کے سوا باقی راوی صحیح کے ہیں۔

ترہیب

میزبان کی طرف سے پیش کردہ چیز کو مہمان کا حقیر جاننا یا اپنی چیز مہمان کو پیش کرتے ہوئے اپنی تحقیر محسوس کرنا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ رسالت مآب ﷺ کے چند اصحاب رضی اللہ عنہم حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لائے تو انہوں نے انہیں روٹی اور سرکہ پیش کیا اور کہا: تناول فرمایئے۔ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: سرکہ بہترین سالن ہے، ہلاکت ہے اس آدمی کیلئے کہ جس کے پاس اس کے کچھ بھائی آئیں اور وہ گھر میں موجود چیزوں کو ان کے سامنے پیش کرنے میں اپنی تحقیر سمجھے۔ اور ان لوگوں کیلئے بھی بربادی ہے جن کے سامنے کچھ پیش کیا جائے اور وہ اسے حقیر خیال کریں۔(1)

اسے امام احمد، طبرانی اور ابویعلیٰ نے روایت کیا۔ مگر ابویعلی کے الفاظ یہ ہیں "وَكَفٰى بِالْمَرْءِ شَرًّا اَنْ يَّحْتَقِرَ مَا قُرِّبَ اِلَيْهِ" "کسی آدمی کے برا ہونے کیلئے یہی کافی ہے کہ جو کچھ اس کیلئے پیش کیا جائے، اسے حقیر جانے، اس کی کچھ اسناد حسن ہیں"۔

1۔ یعنی غریب میزبان اپنی غریبانہ پیش کش کو حقیر نہ جانے۔ اللہ اس پر بھی اسے پورا پورا اجر عطا فرمائے گا۔ یہ کیا کم ہے کہ جو کچھ اس کے پاس تھا، اس نے مہمان کے سامنے پیش کر دیا اور اس سے بڑھ کر خدمت کرنے کا یہ مکلف بھی نہیں ہے۔ دوسری طرف اپنی امارت و دولت کے زعم میں امیر آدمی کسی غریب آدمی کی مہمان نوازی کو بنظر حقارت مت دیکھے بلکہ اس کے ساتھ پیار و محبت سے پیش آئے۔ اس کی دل جوئی کی خاطر اس کی پیش کردہ اشیاء کو قبول کرے۔ اپنی دولت کے نشہ میں اس کی دل شکنی نہ کرے کہ غریب خدا کا مقرب ہوتا ہے۔ خدا کرے آج کے امیر رحمت عالم ﷺ کے ان فرمانات عالیہ کو اپنالیں۔ (مترجم)

ترغیب

کھیتی باڑی کرنا اور پھل دار درخت لگانا

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بھی مسلمان کوئی درخت لگائے گا، پھر اس (کے پھل وغیرہ) میں سے جو کچھ کھایا جائیگا یہ اس لگانے والے کیلئے صدقہ ہوگا (صدقہ کرنے کا ثواب عطا فرمایا جائے گا) جو کچھ اس میں سے چرایا جائیگا وہ بھی اس کیلئے صدقہ ہوگا۔ ''وَلَا یَرْزَءُ ہٗ اَحَدٌ اِلَّا کَانَ لَهٗ صَدَقَةٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ'' ''اور جو کوئی بھی اس درخت میں کوئی کمی کریگا، قیامت کے روز تک اس کیلئے وہ صدقہ ہی ہوگا''۔

ایک اور روایت میں یوں ہے کہ: جو بھی مسلمان کوئی درخت لگائے پھر اس میں سے کوئی انسان کچھ کھالے یا چار پایہ کھا جائے یا کوئی پرندہ کھالے تو یہ کھائی ہوئی چیز قیامت کے دن تک اس کیلئے صدقہ ہوگا (صدقہ کا ثواب ملتا رہے گا)۔ اور ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ: ''لَا یَغْرِسُ مُسْلِمٌ غَرْساً وَّلَا یَزْرَعُ زَرْعاً فَیَاْکُلُ مِنْهُ اِنْسَانٌ وَّلَا دَآبَّةٌ وَّلَا شَیْءٌ اِلَّا کَانَ لَهٗ صَدَقَةٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ'': ''جو مسلمان بندہ کوئی درخت لگائے یا کوئی کھیتی بوئے پھر اس میں سے کوئی انسان یا کوئی چار پایہ یا کوئی بھی جانور کھالے تو یہ اس مسلمان کیلئے قیامت کے روز تک صدقہ ہوگا''۔

یہ روایات مسلم کی ہیں۔ (نیز ایسی ہی ایک حدیث بخاری و ترمذی میں بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے)

حدیث: حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کسی نے (لوگوں کے فائدے کیلئے) بغیر ظلم و زیادتی کے کوئی مکان بنوایا (کسی کی زمین غصب کر کے یا مال چھین کر نہ بنوایا ہو) یا اس نے کھیتی بوئی بغیر کسی ظلم و زیادتی کے تو ''کَانَ لَهٗ اَجْرٌ جَارِیاً مَّا انْتَفَعَ بِهٖ مَنْ خَلَقَ الرَّحْمٰنُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی'' اسے اس وقت تک صدقہ جاریہ کا ثواب ملتا رہے گا جب تک رحمٰن تبارک و تعالیٰ کی مخلوق اس سے فائدہ اٹھاتی رہے گی۔

اسے امام احمد نے زبان راوی کے طریق سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان کوئی درخت لگائے یا کھیتی بوئے پھر اس میں سے کوئی انسان یا پرندہ یا کوئی جانور کچھ کھالے تو اس لگانے والے کو اس کھانے پر اجر حاصل ہوگا۔

اسے طبرانی نے اوسط میں اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت خلاد بن سائب اپنے باپ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ زَرَعَ زَرْعاً فَاَکَلَ مِنْهُ الطَّیْرُ اَوِالْعَافِیَةُ کَانَ لَهٗ صَدَقَةٌ'': ''جس شخص نے کوئی کھیتی کاشت کی پھر اس کھیتی سے کسی پرندے نے یا کسی بھوکے جاندار نے کچھ کھالیا تو یہ اس (کاشتکار) کیلئے صدقہ ہوگا''۔

اسے امام احمد اور طبرانی نے روایت کیا۔امام صاحب کی اسناد حسن ہے۔

حدیث: حضرت نبی اکرم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے ایک صاحب روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے ان دونوں کانوں سے اللہ کے رسول ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس بندے نے کوئی درخت لگایا اور اس کی حفاظت و سلامتی کیلئے مشکلات برداشت کرتا رہا یہاں تک کہ درخت پھل دینے لگا۔اب جس کو بھی اس کا پھل پہنچے گا، اس کیلئے اللہ عزوجل کے ہاں وہ صدقہ ہوگا۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔اس حدیث میں ایک واقعہ بھی بیان ہوا ہے۔اس کی اسناد میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حدیث: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی ان کے پاس سے گذرا جبکہ آپ دمشق (ملک شام کا ایک شہر) میں درخت لگا رہے تھے۔وہ آدمی کہنے لگا: آپ یہ کام کر رہے ہیں (درخت لگا رہے ہیں) حالانکہ آپ تو اللہ کے رسول ﷺ کے صحابی ہیں؟ (آپ کو دنیاداری سے کیا کام؟) تو آپ نے جواب دیا: اے سائل جلد بازی سے کام نہ لے (میں یہ دنیاداری کیلئے نہیں کر رہا بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ) میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے جس نے کوئی درخت لگایا، اس میں سے جو کچھ بھی کسی آدمی نے یا مخلوق خدا میں سے کسی نے کچھ کھایا تو یہ اس لگانے والے کیلئے صدقہ ہوگا۔

اسے بھی امام احمد نے روایت کیا۔اس کی اسناد بھی حسن ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔سات عمل ایسے ہیں کہ ان کا اجر بندے کیلئے جاری رہتا ہے حالانکہ وہ بندہ مرنے کے بعد اپنی قبر میں ہوتا ہے (اور وہ ہیں) نمبر 1 وہ جس نے کسی کو علم سکھایا نمبر 2 کوئی نہر کھدوائی نمبر 3 کنواں بنوادیا نمبر 4 کھجور کا (یا کوئی اور) درخت لگوا دیا نمبر 5 مسجد تعمیر کروادی نمبر 6 قرآن (یا کوئی کتاب) چھوڑ گیا اور نمبر 7 اولاد چھوڑ گیا جو اس کیلئے اس کی موت کے بعد مغفرت کی دعا کرے۔

اسے بزار، ابونعیم اور بیہقی نے روایت کیا۔

ترہیب
بخل وشح کی مذمت
اور ترغیب
جودوسخا کی فضیلت

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ (1) یہ دعا فرمایا کرتے تھے: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْکَسَلِ وَ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ'' اے میرے پروردگار! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخل سے، سستی سے، نکمی عمر سے (بڑھاپا، جب اعضاء کام کرنا چھوڑ دیں، اہل خانہ مرنے کی دعائیں مانگنے

1۔ بخل کے معنی ہیں، کنجوسی، اپنا مال نہ خود اپنے لئے خرچ کرنا، نہ کسی کو دینا، اور ''شح'' اس سے بھی بری خصلت ہے یعنی نہ صرف یہ کہ اپنا مال کسی کو نہ دینا بلکہ دوسروں کے اموال پر بھی قبضہ کرنے کی کوشش وخواہش کرنا۔ شح، بخل، حرص اور ظلم کے مجموعے کا نام ہے۔ جودوسخا، بخل، شح، حرص اور لالچ کی ضد ہے۔ یعنی اللہ کا دیا ہوا مال ودولت اپنے اوپر بھی جائز حد تک خرچ کرنا اور دوسرے حاجت مندوں کیلئے بھی خوشدلی سے رضائے الٰہی کی خاطر خرچ کرتے رہنا۔ متعدد آیات قرآنی میں جودوسخا کی فضیلت وترغیب اور بخل وشح کی مذمت وترہیب وارد ہوئی ہے۔ پہلے ہم جودوسخا سے متعلقہ چند آیات درج کرتے ہیں:

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً ؕ وَ اللّٰہُ یَقْبِضُ وَ یَبْصُۜطُ ۪ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ (بقرہ)

ترجمہ: ''کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دے تو اللہ تعالیٰ اس قرض کو اس دینے والے کیلئے کئی گنا بڑھا دے۔ اور اللہ تنگ کرتا ہے (رزق کو جس کیلئے چاہے) اور کشادہ کرتا ہے (جس کے لئے چاہے) اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے''۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَ لَهٗۤ اَجْرٌ كَرِیْمٌ ۝ (الحدید)

ترجمہ: ''کون ہے جو اللہ کو قرض حسن دے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے (اس کے مال کو) کئی گنا زیادہ کردے۔ اور اس کیلئے بہت بڑا اجر بھی ہوگا''۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَ اللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّ لَاۤ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ خَیْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ یَّتْبَعُهَاۤ اَذًى ؕ وَ اللّٰہُ غَنِیٌّ حَلِیْمٌ ۝ (البقرہ)

ترجمہ: ''ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، اس دانہ کی طرح ہے جو سات بالیں اگاتا ہے (اور) ہر بالی میں سو دانہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ بڑھاتا ہے جس کیلئے چاہتا ہے۔ اور اللہ بڑی وسعت والا علم والا ہے۔ جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر جو کچھ خرچ کیا ہو اس کے پیچھے (لینے والے پر) نہ احسان جتاتے ہیں اور نہ (اسے کسی قسم کا) دکھ پہنچاتے ہیں تو انہیں لوگوں کیلئے ان کا اجر ہے ان کے پروردگار کے پاس۔ اور نہ ان کو کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اچھی بات کہنا اور معاف کرنا بہتر ہے اس صدقہ سے جس کے پیچھے کسی کو کوئی دکھ پہنچایا جائے اور اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے بڑے علم والا ہے''۔

وَ مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ وَ تَثْبِیْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَیْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ یُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَ اللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝ (البقرہ)

ترجمہ: ''اور ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی خشنودیاں حاصل کرنے کیلئے اور اس لئے کہ ان کے دل (ایمان پر) پختہ ہوجائیں، خرچ کرتے ہیں، اس باغ جیسی ہے جو کسی بلند زمین پر واقع ہو، اس پر زوردار مینہ برسے تو وہ دوگنا پھل لائے۔ اور اگر زوردار بارش نہ بھی برسے تو (اس کے دوگنا پھل لانے کیلئے) شبنم ہی کافی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے''۔

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

لگیں) عذاب قبر سے اور حیات و ممات کے فتنے سے''۔

اسے مسلم وغیرہ نے روایت فرمایا ہے۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: ظلم (ناحق و باطل افعال و اعمال) سے بچتے رہو کیونکہ ظلم قیامت کے روز (پل صراط پر) کئی تاریکیوں کی صورت میں موجود ہوگا۔ اور کنجوسی سے بچو کیونکہ کنجوسی (شح) نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا۔ کنجوسی نے انہیں خون ریزی اور حرام کو حلال جاننے پر برانگیختہ

(بقیہ سابقہ صفحہ) اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿ (البقرہ)

ترجمہ: ''جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال (اللہ کی راہ میں) رات کو اور دن کو چھپ کر بھی اور علانیہ بھی تو ان کے لئے ان کا اجر ہے ان کے پروردگار کے پاس، اور انہیں کچھ خوف نہیں ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ مندرجہ بالا آیات کے علاوہ بھی بہت سی آیات میں جود وسخا کی فضیلت و ترغیب ارشاد فرمائی گئی ہے۔ اب آیئے دیکھتے ہیں، کس طرح بخل و شح سے مسلمان کو نفرت دلائی جاتی ہے''۔

وَ لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَاۤ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَ لِلّٰهِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ﴿ (آل عمران)

ترجمہ: ''اور ہرگز گمان نہ کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں ان چیزوں میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دے رکھی ہیں کہ یہ بخل کرنا ان کیلئے بہتر ہے بلکہ یہ تو ان کیلئے بہت ہی برا ہے۔ طوق (گلے کا ہار) بنا کر انہیں پہنایا جائے گا، قیامت کے روز وہ مال جس میں یہ لوگ بخل کرتے تھے۔ اور زمین و آسمانوں کی میراث اللہ ہی کیلئے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے اچھی طرح باخبر ہے''۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ﴿ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَ یَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّهِیْنًا ﴿ (النساء)

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا کسی مغرور و متکبر کو، جو خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی بخل کرنے کا حکم دیتے ہیں اور اللہ نے جو انہیں اپنے فضل و کرم سے عطا فرمایا ہے اسے چھپاتے ہیں۔ اور ہم نے کافروں کیلئے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے''۔

وَ مَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿ (الحشر:9، نیز التغابن:16)

ترجمہ: ''اور جنہیں ان کے نفس کے شح (بخل، حرص، لالچ اور ہوا و طمع) سے بچالیا گیا تو یہی لوگ کامیابی و کامرانی پانے والے ہیں''۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿ (المنافقون)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد کہیں تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں۔ اور جنہوں نے ایسا کیا تو وہی لوگ (دنیا و آخرت میں) خسارہ اٹھانے والے ہوں گے''۔

وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ﴿ (الانفال)

ترجمہ: ''اور خوب جان لو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تو ایک فتنہ (آزمائش) ہے اور بے شک اجر عظیم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے''۔

اِنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ﴿ (التغابن)

ترجمہ: ''بے شک تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تو ایک فتنہ ہی ہیں۔ اور اللہ ہی ہے جس کے پاس اجر عظیم ہے''۔

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ﴿ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ﴿ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ﴿ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿ (التکاثر)

ترجمہ: ''غافل کر دیا تمہیں، زیادہ سے زیادہ مال جمع کرنے کی ہوس نے، یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچے''۔

(یہ طریقہ جو تم نے اپنا رکھا ہے، درست نہیں۔ اگر تم اس سے باز نہ آئے اور ذکر الٰہی کی طرف رجوع نہ کیا تو کل قیامت کے روز اس کا انجام بد) ضرور تم جان لو گے، پھر ہاں ہاں تم ضرور جان لو گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب لبیب ﷺ کے طفیل ہر مسلمان کو بخل و شح اور ناجائز حرص و طمع سے محفوظ رکھے اور اپنا عطا فرمودہ مال اپنی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین (مترجم)

کیا۔(مسلم)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''اِیَّاکُمْ وَالْفُحْشَ وَالتَفَحُّشَ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْفَاحِشَ وَالْمُتَفَحِّشَ''''بے حیائی کی باتوں اور بے شرمی کے کاموں سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ بے حیائی کی باتیں اور بے شرمی کے کام کرنے والوں کو ناپسند فرماتا ہے''۔ظلم سے بچو کیونکہ ظلم بروز قیامت کئی اندھیریوں کی شکل میں ہوگا۔اور کنجوسی سے بچو کیونکہ اسی کنجوسی نے تم سے پہلے لوگوں کو آمادہ کیا کہ ایک دوسرے کا خون بہائیں۔اسی نے تم سے پہلوں کو بڑھکایا تو انہوں نے قطع رحمی کی اور اسی نے انہیں برانگیختہ کیا تو انہوں اپنے لئے حلال چیزوں کو حرام جانا۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔الفاظ حاکم کے ہیں اور انہوں نے کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:ظلم کرنے سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن کئی تاریکیوں کی صورت میں ہوگا۔بے حیائی کی باتین بکنے اور بے شرمی کے کاموں سے بچو اور شح (کنجوسی) سے بچو کیونکہ تم سے پہلے لوگ کنجوسی کی وجہ سے ہلاکت میں پڑ گئے۔اس نے انہیں قطع رحمی کا حکم دیا تو وہ قطع رحمی کرنے لگے۔اس نے انہیں بخل کا حکم کیا تو انہوں نے بخل کرنا شروع کر دیا۔اور اسی نے انہیں فسق و فجور کا حکم دیا تو وہ فسق و فجور میں مبتلاء ہو گئے۔اس کے بعد ایک صاحب کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے:''یا رسول اللہ!''اَیُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ''''؟یا رسول اللہ ﷺ!کون سا اسلام افضل ہے؟آپ ﷺ نے جواب دیا:''اَنْ یَّسْلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِكَ وَیَدِكَ''''یہ کہ دوسرے مسلمان تیری زبان اور تیرے ہاتھ سے محفوظ رہیں''۔اسی صاحب نے یا کسی اور نے عرض کیا:یا رسول اللہ ﷺ!کون سی ہجرت افضل ہے؟آپ علیہ السلام نے فرمایا:''اَنْ تَھْجُرَ مَا کَرِہَ رَبُّكَ'':''یہ کہ جو کچھ تیرے رب کو ناپسند ہے تو اسے چھوڑ دے اور ہجرت (مہاجر کے اعتبار سے) دو طرح کی ہے۔ایک شہری کی ہجرت اور دوسری دیہاتی کی ہجرت۔دیہاتی کی ہجرت یہ ہے کہ جب اسے بلایا جائے تو حاضر ہو (یا اذان سنے تو نماز کے لئے حاضر ہو) اور جب اسے کوئی حکم دیا جائے تو اسے بجالائے۔اور شہری کی ہجرت آزمائش کے لحاظ سے بہت بڑی اور اجر و ثواب کے اعتبار سے افضل ہے(کیونکہ شہری ہونے کی وجہ سے اسے زیادہ مشکلات کا سامنا ہوتا ہے)

اسے ابوداؤد نے مختصراً اور حاکم نے روایت کیا۔یہ الفاظ حاکم کے ہیں اور حاکم نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ حدیث برشرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''شَرُّ مَا فِی الرَّجُلِ شُحٌّ ھَالِعٌ وَجُبْنٌ خَالِعٌ''''آدمی کی بدترین خصلت گھبراہٹ میں ڈال دینے والی کنجوسی اور ڈرا دینے والی

بزدلی ہے''۔

اسے ابوداؤد نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد میں اڑنے والا غبار اور جہنم کا دھواں کسی بندے کے پیٹ میں کبھی اکٹھا نہیں ہوسکتے (مجاہد دوزخ میں نہیں جاسکتا) ''وَلَا يَجْتَمِعُ شُحٌّ وَإِيْمَانٌ فِيْ قَلْبِ عَبْدٍ اَبَدًا'': ''اور کنجوسی اور ایمان کسی بندے کے پیٹ میں کبھی جمع نہیں ہوسکتے''۔

اسے نسائی، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔لفظ حاکم کے ہیں۔انہوں نے اسے ایسی اسناد کے ساتھ اس سے طویل بھی روایت کیا جو مسلم کی شرائط کے مطابق ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''مَا مَحَقَ الْاِسْلَامَ مَحْقَ الشُّحِّ شَيْءٌ'' ''دین اسلام کو کسی شی نے اتنا نقصان نہیں پہنچایا جتنا کنجوسی نے پہنچایا''۔

اسے ابویعلی اور طبرانی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو کہتے ہوئے سنا کہ کنجوس آدمی ظالم سے زیادہ بدطینت ہے۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم جھوٹ کہتے ہو، میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''اَلشَّحِيْحُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ'': ''کنجوس جنت میں داخل نہیں ہوگا''۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ خَبٌّ وَّلَا مَنَّانٌ وَ لَا بَخِيْلٌ'' ''فریب (فراڈ) کرنے والا، کچھ دیکر احسان جتانے والا اور بخیل جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جنت عدن اپنے دست قدرت سے پیدا فرمائی، اس میں پھل لگائے اور نہریں نکالیں، پھر اس کی طرف توجہ فرمائی اور اسے حکم دیا کہ کلام کرے۔تو وہ ہم کلام ہوئی: ایمان دار بندے کامیاب ہوگئے۔اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وَ عِزَّتِيْ وَ جَلَالِيْ لَا يُجَاوِرُنِيْ فِيْكِ بَخِيْلٌ'' ''مجھے میرے عزت وجلال کی قسم، تیرے اندر کوئی بخیل میرا قرب نہ پاسکے گا''۔

اسے طبرانی نے کبیر اور اوسط میں دو سندوں کے ساتھ روایت کیا جن میں ایک جید ہے۔نیز ابن ابی الدنیا نے بھی اسے صفۃ الجنۃ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین

چیزیں ہلاکت میں ڈالنے والی ہیں۔ تین چیزیں نجات دلانے والی ہیں۔ تین چیزیں (گناہوں کا) کفارہ ہیں اور تین چیزیں بلندی درجات کا باعث ہیں۔ "فَاَمَّا الْمُهْلِكَاتُ فَشُحٌّ مُطَاعٌ وَ هَوًى مُتَّبَعٌ وَاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ": "تو ہلاکت میں ڈالنے والی یہ تین چیزیں ہیں نمبر 1 کنجوسی جس کی اطاعت کی جائے۔ نمبر 2 حرص جس کی اتباع کی جائے اور نمبر 3 آدمی کا اپنی تعریف سن سن کر خوش ہونا"۔ الحدیث

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: تین شخصوں سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے اور تین افراد سے اللہ عداوت رکھتا ہے۔ پھر یہاں تک حدیث ذکر کی کہ فرمایا: "وَيُبْغِضُ الشَّيْخَ الزَّانِيَ وَ الْبَخِيْلَ وَ الْمُتَكَبِّرَ": "اللہ تعالیٰ عداوت رکھتا ہے بوڑھے زانی سے بخیل سے اور تکبر کرنے والے سے"۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خَصْلَتَانِ لَا يَجْتَمِعَانِ فِيْ مُؤْمِنٍ اَلْبُخْلُ وَ سُوْٓءُ الْخُلُقِ": "دو خصلتیں کسی مومن میں جمع نہیں ہوسکتیں، یعنی بخل اور بداخلاقی"۔

اسے ترمذی وغیرہ نے روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی دو جہاں ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: مرد سخی اللہ کے قریب، جنت کے قریب اور لوگوں کے قریب ہوتا ہے۔ (لوگ اس سے محبت کرتے ہیں) اور آتش دوزخ سے دور ہوتا ہے۔ اور (اس کے برعکس) بخیل آدمی اللہ سے دور، جنت سے دور، لوگوں سے دور اور نار جہنم کے قریب ہوتا ہے۔ "وَلَجَاهِلٌ سَخِيٌّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ عَابِدٍ بَخِيْلٍ": "اور بے شک جاہل سخی، بخیل عابد سے زیادہ اللہ کے قریب ہوتا ہے"۔

اسے امام ترمذی نے سعید بن محمد الوراق کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: یاد رکھو! ہر سخی جنت میں ہوگا، یہ اللہ کے ذمہ کرم پر ہے اور میں اس کا ضامن ہوں۔ اور سن رکھو کہ ہر بخیل دوزخ میں جائے گا، یہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ پر ہے اور میں اس کا ضامن ہوں۔ حاضرین نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ﷺ کون سا سخی اور کون سا بخیل؟ ارشاد فرمایا: سخی وہ ہے جو اپنے مال میں اللہ تعالیٰ کے حقوق خوب اچھی طرح ادا کرے۔ اور بخیل وہ جو اللہ کے حقوق ادا نہ کرے اور اپنے رب کے حضور بخل کا مظاہرہ کرے۔ "وَلَيْسَ الْجَوَادُ مَنْ اَخَذَ حَرَامًا وَّاَنْفَقَ اِسْرَافًا": "اور سخی وہ نہیں ہے جو مال حرام اکٹھا کرے اور فضول اجاڑتا پھرے"۔

اسے اصبہانی نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی اس حدیث کے بھی راوی ہیں۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ذی شان ہے۔ ''اَلْمُوْمِنُ غِرٌّ کَرِیْمٌ وَّالْفَاجِرُ خَبٌّ لَئِیْمٌ'': ''مومن بندہ بھولا بھالا سیدھا سادہ اور کریم النفس ہوتا ہے اور بدکار (کافر ومنافق) دھوکہ باز وبخیل ہوتا ہے''۔

اسے ابوداؤد وترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا: یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: اور یہ حدیث بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہارے حکمران تم میں سے (تقویٰ ودیانت کے اعتبار سے) بہتر لوگ ہوں، تمہارے صاحبان ثروت سخی ہوں اور تمہارے معاملات آپس میں مشورے سے طے ہوتے ہوں تو زمین کی پشت اس کے پیٹ سے تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور جب تمہارے حاکم تم میں سے بدترین لوگ ہوں، تمہارے مال دار لوگ بخیل ہوں اور تمہارے معاملات عورتوں کے سپرد ہو جائیں (عورتیں حکمران ہوں) تو اس وقت زمین کا پیٹ اس کی پشت سے تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ (موت زندگی سے بہتر ہوگی)

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''اِذَا اَرَادَاللّٰہُ بِقَوْمٍ خَیْرًا وَّلّٰی اَمْرَھُمُ الْحُکَمَآءَ وَجَعَلَ الْمَالَ عِنْدَ السُّمَحَآءِ وَ اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ شَرًّا وَّلّٰی اَمْرَھُمُ السُّفَھَآءَ وَ جَعَلَ الْمَالَ عِنْدَ الْبُخَلَآءِ'': ''جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کی بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو ان کے معاملات کا حاکم دانا (اہل علم وعمل) لوگوں کو مقرر فرماتا ہے اور اہل سخاوت کے پاس مال جمع فرماتا ہے (تاکہ اپنی ضرورت مند قوم پر خرچ کریں) اور اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کی تباہی کا ارادہ فرماتا ہے تو ان کے معاملات کا حاکم جاہلوں (علم وعمل، تقوی ودیانت سے عار لوگوں) کو مقرر فرمادیتا ہے اور مال بخیلوں کے پاس جمع کر دیتا ہے''۔

اسے امام ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَلسَّخَآءُ خُلُقُ اللّٰہِ الْاَعْظَمُ'': ''سخاوت اللہ تعالیٰ کا سب سے عظیم خلق ہے''۔

اسے ابوالشیخ ابن حبان نے کتاب الثواب میں روایت کیا۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وعن ابیہا سے روایت ہے۔فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان شریف ہے: ''مَا جُبِلَ وَلِیٌّ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اِلَّا عَلَی السَّخَآءِ وَحُسْنِ الْخُلُقِ'': ''اللہ عزوجل کے ہر ولی کی فطرت سخاوت اور حسن خلق پر بنائی گئی ہے''۔

اسے بھی ابوالشیخ نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اس دین (اسلام) کو اپنے لئے خالص کرلیا ہے۔ لہٰذ (اے اہل اسلام!) سخاوت اور حسن خلق ہی تمہارے دین کو زیبا ہے۔ ''اَلَا فَزَيِّنُوْا دِيْنَكُمْ بِهِمَا'': ''خبردار! اپنے دین کو ان دونوں خوبیوں سے آراستہ کرو''۔

اسے طبرانی نے اوسط میں اور اصبہانی نے روایت کیا مگر اصبہانی کے الفاظ اسطرح ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور عرض کرنے لگے: اے محمد ﷺ! اللہ نے اس دین کو چن لیا ہے۔ الی آخرہ''۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ عرض کی گئی: یا رسول اللہ ﷺ! سید (اپنی قوم میں صاحب عزت وعظمت) کون ہے؟ ارشاد فرمایا: حضرت یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم (علیہم السلام)۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: کیا آپ کی امت میں کوئی سید نہیں؟ فرمایا: ''بَلٰى رَجُلٌ اُعْطِيَ مَالًا وَ رُزِقَ سَمَاحَةً وَاَدْنَى الْفَقِيْرَ وَ قَلَّتْ شِكَايَتُهٗ فِي النَّاسِ'' ''کیوں نہیں! وہ آدمی جسے مال دیا گیا اور صفت سخاوت عنایت فرمائی گئی، اور وہ محتاج کو قریب کرتا ہے (اس پر مال خرچ کرتا ہے) اور لوگوں میں اس کی شکایت بہت کم ہوتی ہے۔ (کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتا۔ یہ میری امت میں سید ہے)

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَيْتًا يُقَالُ لَهٗ بَيْتُ السَّخَاءِ'': ''جنت میں ایک گھر ہے جسے بیت السخا کہا جاتا ہے۔ (جو اہل سخاوت کیلئے بنایا گیا ہے)''۔

اسے طبرانی اور ابو الشیخ نے کتاب الثواب میں روایت کیا۔ مگر ابوالشیخ کے الفاظ ہیں کہ (فرمایا) ''اَلْجَنَّةُ دَارُ الْاَسْخِيَاءِ'' ''جنت اہل سخاوت کا گھر ہے''۔

طبرانی کہتے ہیں کہ جحدر بن عبداللہ راوی اس روایت میں متفرد ہے۔

حدیث: حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ نے میرے حبیب جبریل علیہ السلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھیجا اور فرمایا: اے ابراہیم! (علیہ السلام) میں نے آپ کو اپنا خلیل اس لئے نہیں بنایا کہ آپ میرے بندوں میں سب سے زیادہ عبادت گذار ہیں۔ ''وَلٰكِنِ اطَّلَعْتُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ، فَلَمْ اَجِدْ قَلْبًا اَسْخٰى مِنْ قَلْبِكَ'': ''بلکہ میں نے مومن بندوں کے دلوں کو دیکھا ہے اور کسی دل کو آپ کے دل سے زیادہ سخی نہیں پایا''۔

اسے ابوالشیخ نے کتاب الثواب میں اور طبرانی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس گھر میں سخی ہوں، اس کی طرف رزق اونٹ کی کوہان کے گوشت میں چلنے والی چھری سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ پہنچتا ہے۔

اسے بھی ابوالشیخ نے روایت کیا۔ (ابن ماجہ میں بھی اس جیسی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث ہے)

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اقدس ﷺ نے فرمایا: "تَجَافَوْا عَنْ ذَنْبِ السَّخِيِّ فَاِنَّ اللّٰهَ اٰخِذٌ بِيَدِهٖ كُلَّمَا عَثَرَ" "سخی کے گناہوں کو نظرانداز کر دیا کرو کیونکہ وہ جب بھی ٹھوکر کھاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کا ہاتھ تھامے ہوئے ہوتا ہے"۔

اسے ابن ابی الدنیا اور اصبہانی نے روایت کیا۔ نیز اسے ابوالشیخ نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

ترہیب

کوئی چیز کسی کو ہبہ(1) کر دینے کے بعد واپس مانگنا

حدیث: حضرت (عبداللہ) بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "اَلَّذِیْ یَرْجِعُ فِیْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ یَرْجِعُ فِیْ قَیْئِهٖ" "وہ شخص جو اپنی ہبہ کی ہوئی چیز واپس لینے جاتا ہے، اس کتے کی طرح ہے جو اپنی کی ہوئی قے کھانے کو لوٹتا ہے"۔ ایک اور روایت کے الفاظ ہیں۔ "مَثَلُ الَّذِیْ یَعُوْدُ فِیْ هِبَتِهٖ كَمَثَلِ الْكَلْبِ یَقِیْءُ ثُمَّ یَعُوْدُ فِیْ قَیْئِهٖ فَیَاْكُلُهٗ" "اس آدمی کی مثال جو اپنی ہبہ کی ہوئی چیز واپس لینے کو جاتا ہے، اس کتے کی طرح ہے جو قے کرتا ہے۔ پھر اس کی طرف لوٹتا ہے تاکہ اسے کھالے"۔

اسے بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔ ابو داؤد کے الفاظ ہیں۔ "اَلْعَائِدُ فِیْ هِبَتِهٖ كَالْعَائِدِ فِیْ قَیْئِهٖ": "اپنی ہبہ کی ہوئی چیز کی طرف رجوع کرنے والا، اپنی قے کی طرف لوٹنے والے کی مثل ہے"۔ قتادہ کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک قے کھانا حرام ہے۔

حدیث: حضرت امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک گھوڑا (کسی مجاہد کو) جہاد فی سبیل اللہ کیلئے دیا (اس مجاہد نے گھوڑے کی ٹھیک طرح دیکھ بھال نہ کی اور کمزور کر دیا) تو میں نے چاہا کہ اسے خرید لوں۔ میرا خیال تھا کہ وہ سستے داموں بیچ دے گا۔ میں نے اس بارہ میں نبی انور ﷺ سے مسئلہ پوچھا (خریدوں کہ نہیں؟) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے مت خریدو اور اپنے دیئے ہوئے صدقے کی طرف رجوع نہ کرو اگرچہ وہ تمہیں ایک درہم ہی میں دے دے۔ "فَاِنَّ الْعَائِدَ فِیْ صَدَقَتِهٖ كَالْعَائِدِ فِیْ قَیْئِهٖ": "اپنا دیا ہوا صدقہ واپس لینے والا، اپنی قے کی طرف لوٹنے والے کی طرح ہے"۔ (بخاری و مسلم)

حدیث: حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: کسی آدمی کیلئے حلال نہیں ہے کہ کسی کو کوئی عطیہ دے یا کوئی چیز ہبہ کرے پھر اسے واپس لینے کیلئے رجوع کرے سوائے باپ کے کہ وہ اپنے بیٹے کو دی ہوئی چیز ہبہ کرے پھر اسے واپس لینے کیلئے رجوع کرے سوائے باپ کے کہ وہ اپنے بیٹے کو دی ہوئی چیز واپس لے سکتا ہے۔ "وَمَثَلُ الَّذِیْ یَرْجِعُ فِیْ عَطِیَّتِهٖ اَوْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ یَاْكُلُ فَاِذَا شَبِعَ قَاءَ ثُمَّ عَادَ فِیْ قَیْئِهٖ" "اور اس آدمی کی مثال جو اپنے دیئے ہوئے عطیے یا ہبے کو واپس لینے کیلئے رجوع کرتا ہے، اس کتے کی سی ہے جو کھاتا ہے، جب پیٹ بھر جائے تو قے کر دیتا ہے پھر اپنی قے کو ہی کھانے لگتا ہے"۔

1۔ اپنی زندگی میں کسی کو کسی چیز کا بلا معاوضہ مالک بنا دینا ہبہ کہلاتا ہے۔ احناف کے نزدیک ہبہ کی ہوئی چیز واپس لی جا سکتی ہے اگرچہ مکروہ تحریمی ہے۔ (مترجم)

اسے ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ نے روایت کیا اور امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے، وہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے اور وہ جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس شخص کی مثال جو ہبہ کی ہوئی چیز واپس لینا چاہتا ہے، اس کتے کی طرح ہے جو قے کرتا ہے پھر اپنی قے کو کھاتا ہے۔ جب ہبہ کرنے والا اپنی چیز واپس لینا چاہے تو موہوب لہ (جسے وہ چیز ہبہ کی گئی ہو) کو چاہیے کہ کچھ توقف کرے اور واپس لینے کی وجہ معلوم کرے۔ پھر (وجہ معلوم ہو جانے پر) وہ چیز واپس کر دے۔

(ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

ترغیب

بوقتِ ضرورت (1) مسلمانوں کے کام آنا، انہیں خوش کرنا اور ان کی جائز سفارش کرنا

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ، مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ اَخِيهِ كَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ'' ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا

---

(1) ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے۔ ان کے آپس کے تعلقات کیسے ہونے چاہئیں۔ آیئے ذرہ قرآن حکیم کی چند آیات پڑھیں اور سوچیں کہ کیا آج کا مسلمان واقعی اپنے خدا و مصطفےٰ جل وعلاو ﷺ کے فرمانات عالیہ پر عمل پیرا ہے؟

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (التوبہ)

ترجمہ: ''مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار (اور دوست) ہیں۔ نیکی کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔ نماز قائم کرتے اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول پاک ﷺ کی اطاعت وفرمان برداری کرتے ہیں۔ یہی ہیں وہ لوگ جن پر اللہ تعالیٰ ضرور رحمتیں برسائے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔ اگلی آیت میں ان مسلمانوں کو دیا جانے والا اجر عظیم بھی مذکور ہے''۔

ارشاد ہوا:

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (التوبہ)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے ان (ایک دوسرے کے غمگسار و مددگار) مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ان باغات (جنت) کا وعدہ فرمایا ہے جن کے نیچے ندیاں رواں دواں ہیں۔ یہ لوگ ان باغوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور ان محلات کا جو سدابہار باغوں میں ہیں۔ (کا وعدہ بھی فرمایا ہے) اور اللہ کا ان پر راضی ہونا سب سے بڑی نعمت ہے۔ یہی تو عظیم الشان کامیابی ہے''۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح 29:)

ترجمہ: ''حضرت محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ اور وہ لوگ جو آپ (ﷺ) کے ساتھی ہیں، کفار کے مقابلہ میں بڑے سخت (بہادر و طاقتور) ہیں اور آپس میں بہت رحم دل ہیں''۔

نوٹ: بے شک اس آیت کے آخر تک مذکور ہونے والے اوصاف سرور عالمیاں ﷺ کے خوش نصیب اصحاب رضی اللہ عنہم کے ہیں۔ قرآن حکیم میں ان کے ذکر کا مقصد جہاں ان کی مدح وستائش ہے ساتھ ساتھ باقی اہل اسلام کو عملی ترغیب دینا بھی ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (الحجرات)

ترجمہ: ''بے شک اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ تو (اگر کہیں آپس میں کوئی شکر رنجی ہو جائے تو) اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کر دیا کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم پر رحم فرمایا جائے''۔

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ (حم سجدہ)

ترجمہ: ''نیکی اور بدی برابر نہیں ہو سکتی۔ برائی کو اچھائی کے ذریعہ دور کرو۔ تو وہ شخص کو تمہارے اور اس کے درمیان عداوت تھی، تمہارا دلی دوست بن جائے گا''۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

بھائی ہے۔ جو بندہ اپنے بھائی کی حاجت برآری میں لگا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری فرماتا رہتا ہے۔ جس نے کسی مسلمان کی کوئی مصیبت دور کردی، اس کے عوض اللہ تعالیٰ قیامت کے روز کی مصیبتوں میں سے اس کی مصیبت رفع فرمادے گا، اور جو شخص کسی مسلمان (کے عیبوں) کی پردہ پوشی کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس (کے گناہوں) کی پردہ پوشی فرمائے گا''۔

بخاری، مسلم، ابو داؤد۔ رزین عبدری نے اس روایت میں یہ الفاظ زائد کئے ہیں ''وَمَنْ مَشٰی مَعَ مَظْلُوْمٍ حَتّٰی یُثْبِتَ لَهٗ حَقَّهٗ، ثَبَّتَ اللّٰهُ قَدَمَیْهِ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزُوْلُ الْاَقْدَامُ'' اور جو بندہ کسی مظلوم کے ساتھ (مدد کیلئے) چلا یہاں تک کہ اس کا حق ثابت کردیا (دلا دیا) اللہ تعالیٰ اسے پل صراط پر ثابت قدم رکھے گا جس دن قدم ڈگمگا رہے ہوں گے''۔

(مؤلف حافظ منذری کہتے ہیں) میں نے یہ زیادتی اصول میں نہیں دیکھی، اسے صرف ابن ابی الدنیا اور اصبہانی نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اقدس ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کی دنیوی تکالیف میں سے کوئی تکلیف دور کردے، اللہ تعالیٰ روز قیامت کی تکالیف میں سے اس کی تکالیف دور فرمائے گا۔ جو کسی تنگ دست پر دنیا میں آسانی کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کیلئے دنیا و آخرت میں آسانیاں فرمائیگا۔ جو آدمی کسی مسلمان کی اس دنیا میں پردہ پوشی کریگا، اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا ''وَاللّٰهُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْهِ'' اور اللہ بندے کی اس وقت تک مدد فرماتا رہتا ہے، جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے''۔

اسے امام مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ ترمذی کے ہیں۔ حاکم کہتے ہیں: یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط پر صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ایسی ہے۔ جسے اس نے صرف لوگوں کی حاجت روائی کیلئے پیدا فرمایا ہے۔ لوگ اپنی حاجات میں گھبرا کر انہیں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ''اُولٰٓئِکَ الْاٰمِنُوْنَ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ'' ''یہ (لوگوں کے کام آنے والے) ہی اللہ کے عذاب سے امن میں رہنے والے ہیں''۔

اسے طبرانی اور ابو الشیخ ابن حبان نے کتاب الثواب میں روایت کیا۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اچھی اور جائز، بری اور ناجائز سفارش کے متعلق ارشاد ہوا:

مَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً یَّکُنْ لَّهٗ نَصِیْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَیِّئَةً یَّکُنْ لَّهٗ کِفْلٌ مِّنْهَا ؕ وَکَانَ اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّقِیْتًا ۝ (النساء)

ترجمہ: ''تو اچھی (جائز) سفارش کریگا، اس میں سے اس کو (ثواب کا) حصہ ملے گا اور جو بری (ناجائز) سفارش کریگا، تو اس میں سے (گناہ کا) بوجھ اس پہ بھی ہوگا''۔ (مترجم)

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کچھ لوگوں پر اللہ تعالیٰ کے انعام ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ یہ انعام اس وقت تک ان کے پاس رکھتا ہے جب تک یہ مسلمانوں کی حاجت براری کرتے رہتے ہیں۔(اور)ان سے بیزار نہیں ہوتے۔جب لوگ مسلمانوں کی حاجت برآری سے بیزار ہو جاتے ہیں تو اللہ یہ انعامات اور لوگوں کی طرف منتقل کر دیتا ہے۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔(حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی مروی اس معنی میں ایک حدیث ابن ابی الدنیا اور طبرانی نے اوسط وکبیر میں روایت کی ہے)۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندے پر اللہ عزوجل کی سب سے عظیم نعمت یہ ہے کہ لوگوں کی ضروریات کا بوجھ اس پر بہت ہو جائے (لوگ اپنی ضروریات میں اس کی طرف رجوع کرتے ہوں) ''وَمَنْ لَّمْ يَحْمِلْ تِلْكَ الْمُؤْنَةَ فَقَدْ عَرَّضَ تِلْكَ النِّعْمَةَ لِلزَّوَالِ'' ''اور جس شخص نے یہ بوجھ برداشت نہیں کیا، یقیناً اس نے اس نعمت کو زوال کی طرف پھیر دیا''۔

اسے ابن ابی الدنیا اور طبرانی وغیرہما نے روایت کیا۔(نیز طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی جید اسناد کے ساتھ اسی معنی کی ایک اور حدیث روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ مَّشٰى فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ خَيْرًا لَّهٗ مِنِ اعْتِكَافِ عَشْرِ سِنِيْنَ'' ''جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے کیلئے چلا، یہ چلنا اس کیلئے دس سال کے اعتکاف سے زیادہ بہتر ہے''۔اور جو بندہ اللہ کی رضا کے لئے ایک دن کا اعتکاف کرے اللہ اس کے اور دوزخ کی آگ کے درمیان تین خندقیں بنا دے گا۔ہر خندق کے درمیان زمین وآسمان سے بھی زیادہ دوری ہو گی۔(پھر دس برس کے اعتکاف کے اجر وثواب کا پوچھنا ہی کیا!)

اسے طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے روایت کیا۔مگر حاکم کے الفاظ یہ ہیں۔یقیناً تم میں سے کسی کا اپنے بھائی کے ساتھ اس کی حاجت برآری کے لئے چلنا، میری اس مسجد (نبوی) میں دو مہینے کے اعتکاف سے افضل ہے اور آپ ﷺ نے اپنی انگشت مبارک سے مسجد کی طرف اشارہ فرمایا''۔

حدیث: حضرت ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔دونوں صاحب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ اپنے بھائی کی حاجت کیلئے چلا یہاں تک کہ اس کی حاجت پوری کر دی، اللہ تعالیٰ اس پر پچھتر ہزار فرشتوں کا سایہ کر دیتا ہے جو اس کیلئے مغفرت طلب کرتے اور دعا کرتے رہتے ہیں۔اگر یہ صبح کو اپنے بھائی کی مدد کو نکلا تو فرشتے شام تک دعا وطلب مغفرت کرتے رہتے ہیں اور اگر شام کو چلا تو صبح تک۔''وَلَا يَرْفَعُ قَدَمًا اِلَّا حَطَّ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً وَرَفَعَ لَهٗ بِهَا دَرَجَةً'' اور یہ جو بھی قدم اٹھاتا ہے، ہر قدم کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کی ایک خطاء معاف فرماتا

ہے اور اس کا (جنت میں) ایک درجہ بلند فرما دیتا ہے"۔

اسے ابوالشیخ ابن حبان وغیرہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان ہے: "مَنْ اَعَانَ عَبْدًا فِیْ حَاجَتِہٖ ثَبَّتَ اللّٰہُ لَہٗ مَقَامَہٗ یَوْمَ تَزُوْلُ الْاَقْدَامُ" "جو شخص اپنے بھائی کی حاجت کے وقت مدد کرے، اللہ تعالیٰ اسے اس (قیامت کے) دن اس کے مقام پر ثابت قدم رکھے گا جس دن قدم ڈگمگا رہے ہوں گے"۔

حدیث: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: "لَا یَزَالُ اللّٰہُ فِیْ حَاجَۃِ الْعَبْدِ مَادَامَ فِیْ حَاجَۃِ اَخِیْہِ" "اللہ تعالیٰ بندے کی حاجات پوری فرماتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی حاجت برآری میں مصروف رہتا ہے"۔

ان دونوں احادیث کو طبرانی نے روایت کیا۔ ان کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل دوزخ میں سے کچھ لوگ نکلیں گے۔ ایک دوزخی ایک جنتی کے پاس سے گذرے گا اور کہے گا: اے فلاں! کیا تو مجھے پہچانتا ہے۔ جنتی پوچھے گا: تو کون ہے؟ (میں تو نہیں پہچانتا) وہ کہے گا: میں وہ شخص ہوں جس سے تو نے (دنیا میں) وضوء کیلئے پانی مانگا تھا تو میں نے تجھے پیش کیا تھا۔ تو یہ اس دوزخی کی سفارش کرے گا (جو قبول ہو گی) اور ایک اور دوزخی شخص (ایک جنتی) آدمی کے قریب سے گذرے گا اور کہے گا۔ اے فلاں! کیا تو مجھے نہیں جانتا؟ وہ کہے گا: تو کون ہے؟ یہ کہے گا: "اَنَا الَّذِیْ بَعَثْتَنِیْ فِیْ حَاجَۃِ کَذَا وَ کَذَا فَقَضَیْتُھَا لَکَ فَیَشْفَعُ لَہٗ فَیُشَفَّعُ فِیْہِ" "میں وہ ہوں کہ تو نے اپنی فلاں حاجت میں میرے پاس کسی کو بھیجا تھا تو میں نے وہ تیری حاجت پوری کر دی تھی۔ اس پر یہ جنتی اس کی سفارش کریگا جو قبول فرمائی جائیگی۔

اسے ابن ابی الدنیا نے مختصراً، ابن ماجہ اور اصبہانی نے روایت کیا۔ یہ الفاظ بھی اصبہانی کے ہیں۔

حدیث: انہی (حضرت انس) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ مَشٰی فِیْ حَاجَۃِ اَخِیْہِ الْمُسْلِمِ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِکُلِّ خُطْوَۃٍ سَبْعِیْنَ حَسَنَۃً وَّ مَحَا عَنْہُ سَبْعِیْنَ سَیِّئَۃً اِلٰی اَنْ یَّرْجِعَ مِنْ حَیْثُ فَارَقَہٗ" "جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی کسی حاجت کو پورا کرنے کی غرض سے اس کے ساتھ چلے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلے اس کیلئے ستر نیکیاں لکھے گا اور ستر گناہ معاف فرما دے گا یہاں تک کہ یہ اس کے الگ ہونے کے مقام تک پہنچ جائے۔ (یعنی اس جگہ تک پہنچنے میں جتنے قدم اٹھیں گے ہر قدم پر یہ ثواب حاصل ہو گا ("۔ پھر اگر اس کے ہاتھ پر حاجت مند کی حاجت پوری ہو گئی تو یہ گناہوں سے یوں نکل جائے گا جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن تھا۔ اور اگر اس (حاجت برآری کے) دوران میں فوت ہو گیا تو "دَخَلَ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ" "بلا حساب و کتاب جنت میں داخل ہو گا"۔

اسے ابن ابی الدنیا نے کتاب اصطناع المعروف میں اور اصبہانی نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے ارشادفرمایا: ہرمسلمان کوصدقہ کرنا چاہیے۔ عرض کی گئی: کیاارشاد ہے، اگروہ صدقہ کرنے کی کوئی چیز نہ پائے تو؟ ارشادفرمایا: محنت مزدوری کرے، خود بھی فائدہ اٹھائے اورصدقہ بھی کرے۔ سائل نے عرض کی: اگرمحنت مزدوری کرنے کے قابل نہ ہوتو پھر کیا حکم ہے؟ ارشادفرمایا: وہ مظلوم حاجت مند کی مدد کرے۔ راوی فرماتے ہیں کہ پوچھا گیا: آپ کیافرماتے ہیں، اگروہ یہ بھی نہ کرسکتا ہو؟ فرمایا: نیکی یا خیر کا حکم کیا کرے۔ سائل نے پھرعرض کیا: فرمائیں، وہ اگر یہ بھی نہ کرسکے تو کیا کرے؟۔ اس پرفرمان ہوا کہ ایسا شخص (خودکو یادوسروں کو) برائی سے روکتا رہے کیونکہ یہ بھی (اورگذشتہ تمام صورتیں بھی) صدقہ ہے۔ (بخاری ومسلم)۔

حدیث: ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ اپنے مسلمان بھائی کا نیک کام کروانے یا کوئی مشکل حل کروانے میں حکام کی بارگاہ میں وسیلہ بنے، ''اَعَانَہُ اللّٰہُ عَلٰی اِجَازَۃِ الصِّرَاطِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عِنْدَ دَحْضِ الْاَقْدَامِ'' ''بروز قیامت پل صراط پرسے گذرنے میں اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائے گا جب کہ قدم ڈگمگا رہے ہوں گے''۔

اسے طبرانی نے صغیر اوراوسط میں اورابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ دونوں کی روایت ابراہیم بن ہشام غسانی سے ہے۔ نیز طبرانی نے صغیر واوسط میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی روایت کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جوشخص اپنے بھائی کا کوئی اچھا کام کروانے یا اس کا دل خوش کرنے کیلئے کسی حکمران تک ذریعہ بنا، ''رَفَعَہُ اللّٰہُ فِی الدَّرَجَاتِ الْعُلٰی مِنَ الْجَنَّۃِ'' ''اللہ تعالیٰ اسے جنت کی بلندیوں میں اٹھائے گا''۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جوشخص اپنے مسلمان بھائی سے اپنی پسندیدہ چیز اسے دیکر ملاقات کرے تاکہ وہ اس سے خوش ہوجائے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے خوش کرے گا۔

اسے طبرانی نے صغیر میں حسن اسناد کے ساتھ اورابوالشیخ نے کتاب الثواب میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نبی اقدس ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّ مِنْ مُوْجِبَاتِ الْمَغْفِرَۃِ اِدْخَالَکَ السُّرُوْرَ عَلٰی اَخِیْکَ الْمُسْلِمِ'' ''تیرا کسی مسلم بھائی کوخوش کردینا، اسباب مغفرت میں سے ہے۔

طبرانی نے اوسط وکبیر میں اسے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاروایت ہے: مومن کوخوش کرنا، افضل اعمال میں سے ہے کہ اس کے ننگے بدن کولباس پہنادے یا اس کی بھوک مٹادے یا اس کی حاجت پوری کردے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ اورابوالشیخ نے اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ الفاظ یہ ہیں'' اللہ کے پسندیدہ اعمال یہ ہیں: کسی مسلمان کوخوش کرنا، یا اس کی مصیبت دورکردینا یا اس کی گھبراہٹ کا ازالہ کردینا یا اس کا قرض ادا کرنا''۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی بَعْدَ الْفَرَآئِضِ اِدْخَالُ السُّرُوْرِ عَلَی الْمُسْلِمِ'' ''فرائض کے بعد اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب عمل مسلمان کو خوش کرنا ہے''۔

اسے طبرانی نے اوسط اور کبیر میں روایت کیا۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: مسلمان گھروں میں کسی گھرانے کو خوش کرنے والے کیلئے اللہ تعالیٰ سوائے جنت کے کسی ثواب پر خوش نہیں ہوگا۔ (طبرانی)

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوا: یارسول اللہ ''اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ؟'' یارسول اللہ! (ﷺ) کون لوگ اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَحَبُّ النَّاسِ اِلَی اللّٰہِ اَنْفَعُھُمْ لِلنَّاسِ'' ''لوگوں کے درمیان اللہ کو زیادہ محبوب وہ لوگ ہیں جو دوسرے لوگوں کو زیادہ فائدہ پہنچانے والے ہوتے ہیں''۔ اور اللہ کے ہاں سب سے پسندیدہ عمل کسی مسلمان کے دل کو خوش کرنا ہے۔ (اس طرح کہ) تم اس کی کوئی مشکل حل کر دو یا اس کا قرض ادا کر دو یا اس کی بھوک دور کر دو (کھانا کھلاؤ) اور کسی بھائی کے ساتھ اس کی حاجت کی خاطر چلنا، اللہ کے ہاں اسے مسجد یعنی مسجد مدینہ میں ایک ماہ اعتکاف کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔ اور جس نے اپنا غصہ پی لیا کہ اگر انتقام لینا چاہتا تو لے سکتا تھا (مگر نہ لیا) تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے دل کو اپنی خوشنودی سے معمور فرما دے گا۔ اور جو بندہ اپنے بھائی کے ساتھ اس کی حاجت برآری میں چلا حتی کہ اس کی حاجت پوری کر دی تو اللہ تعالیٰ اسے اس دن ثابت قدم رکھے گا جس دن قدم متزلزل ہو رہے ہوں گے۔

اسے اصبہانی نے روایت کیا۔ الفاظ بھی انہیں کے ہیں۔ نیز ابن ابی الدنیا نے بھی اسے اصحاب رسول رضی اللہ عنہم میں سے کسی سے روایت کیا ہے جن کا نام ذکر نہیں کیا۔

حدیث: حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے راوی ہیں کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی کسی مومن کو خوش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس خوشی سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو اللہ کی عبادت اور اس کی توحید بیان کرتا رہتا ہے۔ جب وہ آدمی بعد وفات اپنی قبر میں پہنچتا ہے تو وہ خوشی (بصورت فرشتہ) اس کے پاس آ کر کہتی ہے: کیا تو مجھے پہچانتا ہے؟ آدمی کہتا ہے: تو کون ہے؟ وہ کہتی ہے: وہ خوشی ہوں جو تو نے فلاں بندے کو دی تھی۔ آج اس وحشت میں تیری غمگسار و مونس ہوں گی۔ میں تجھے تیری حجت (نکیرین کا جواب) سکھاؤں گی۔ تجھے قول ثابت (توحید و رسالت پر ایمان) پر ثابت رکھوں گی۔ قیامت کے دن تجھے تیرے مقام کا مشاہدہ کراؤں گی۔ تیرے رب کی بارگاہ میں تیری سفارش کروں گی اور جنت میں تیرا ٹھکانہ دکھاؤں گی۔

اسے ابن ابی الدنیا اور ابوالشیخ نے کتاب الثواب میں روایت کیا۔ (امام منذری فرماتے ہیں) اس کی اسناد میں ایسے بھی

راوی ہیں جن کا حال اس وقت میرے ذہن میں حاضر نہیں۔ اس کے متن میں نکات ہے۔ (واللہ اعلم)

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مَنْ شَفَعَ شَفَاعَةً لِّاَحَدٍ فَاَهْدٰى لَهٗ هَدِيَّةً عَلَيْهَا فَقَبِلَهَا فَقَدْ اَتٰى بَابًا عَظِيْمًا مِّنْ اَبْوَابِ الْكَبَآئِرِ" "جس شخص نے کسی کی سفارش کی۔ تو (جس کی سفارش کی گئی تھی) اس نے اس (سفارش کنندہ) کو کوئی ہدیہ پیش کیا جسے اس نے قبول کرلیا تو یہ کبیرہ گناہوں کے دروازوں میں سے ایک بہت بڑے دروازے سے گذر گیا(1)۔ (گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا)

اسے ابوداؤد نے قاسم بن عبدالرحمٰن عنہ سے روایت کیا۔

1۔ موجودہ دور میں اسی قسم کی سفارشیں کرائی جاتی ہیں۔ سفارش کرنے والے کی اپنی کئی اغراض پوشیدہ ہوتی ہیں۔ حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ ایسی سفارش ثواب کا باعث نہیں بلکہ الٹا گناہ کبیرہ کا سبب بن جاتی ہے، ناجائز سفارش بھی اسی زمرے میں آتی ہے۔ معنی یہ ہے کہ سفارش کرنے والا جائز سفارش کرے اور اس میں اس کی اپنی کوئی غرض نہ ہو۔ (مترجم)

کتاب الادب وغیرہ

(ادب آداب وغیرہ کا بیان)

ترغیب

حیاء(1) اور اس کی فضیلت

ترہیب

بے حیائی اور گالی گلوچ کی مذمت

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ انصار میں سے ایک صاحب کے پاس سے گذرے۔ وہ اپنے بھائی کو شرم کے بارہ میں نصیحت کررہے تھے (کیونکہ ان کا بھائی بہت شرمیلا تھا اور یہ چاہتے تھے کہ بہت زیادہ شرم نہ کرے) یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: ''دَعْهُ فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيْمَانِ'' اسے چھوڑ

1۔ شرم وحیاء جزو ایمان اور اخلاق عالیہ کا حصہ ہے۔ اہل ایمان کو جابجا قرآن حکیم نے شرم وحیا کی صفت اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ (المؤمنون:5 نیز المعارج:29) ''اور (کامیاب مومنین) وہ ہیں جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں''۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ (النور)

ترجمہ: ''(اے حبیب کریم! ﷺ) آپ ایمان والوں کو حکم دیں کہ وہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ طریقہ ان کے لئے بہت پاکیزہ ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ان کے کاموں کی خوب خبر رکھنے والا ہے''۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۪ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ وَتُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (النور)

ترجمہ: ''اور آپ (اے ہادی عالم! ﷺ) ایمان والی خواتین کو حکم دیجئے کہ وہ اپنی نظریں جھکا کے رکھا کریں اور اپنی عصمتوں کی حفاظت کرتی رہیں اور نہ ظاہر کریں اپنی آرائش کو مگر جتنا خود ظاہر ہو اس سے (یعنی چہرہ، ہتھیلیاں اور پاؤں۔ جبکہ احتمال فتنہ نہ ہو) اور اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں (تاکہ سینہ اور گردن وغیرہ چھپے رہیں) اور نہ ظاہر ہونے دیں اپنے بناؤ سنگار کو (کسی کے سامنے) سوائے اپنے شوہروں کے یا اپنے باپوں کے، یا اپنے شوہروں کے باپوں کے، یا اپنے بیٹوں کے یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے، یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی (ہم مذہب) عورتوں کے یا اپنی کنیزوں کے یا اپنے ان نوکروں کے جو عورت کی خواہش نہیں رکھتے (اس کے قابل نہیں) یا ان (نابالغ) بچوں کے جو ابھی عورتوں کی شرم والی چیزوں سے آگاہی نہیں رکھتے۔ اور اپنے پاؤں زمین پر زور زور سے نہ ماریں کہ ظاہر ہو جائے وہ زیب و زینت جسے وہ چھپائے ہوئے ہیں۔ اور اے ایمان والو! سب کے سب اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو تاکہ تمہیں کامیابی نصیب ہو''۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

دو (باحیا ہی رہنے دو) کیونکہ حیاء ایمان کا حصہ ہے۔

بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ (رحمۃ اللہ علیہم)

حدیث: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی ہے:

"اَلْحَیَآءُ لَا یَاْتِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ" "حیاء خیر و بھلائی ہی لاتا ہے"۔

یہ بخاری و مسلم کی روایت ہے۔ اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے: (فرمایا) "اَلْحَیَآءُ خَیْرٌ کُلُّهٗ" "حیاء پورے کا پورا خیر ہی خیر ہے"۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایمان کے کچھ اوپر ستر یا کچھ اوپر ساٹھ شعبے ہیں۔ ان میں سب سے افضل "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہنا اور سب سے کم درجہ تکلیف دہ چیز کو رستے سے ہٹا دینا ہے۔ "وَالْحَیَآءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ" اور حیاء بھی ایمان کا ہی ایک شعبہ ہے۔

بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اَلْحَیَآءُ مِنَ الْاِیْمَانِ وَالْاِیْمَانُ فِی الْجَنَّةِ وَالْبَذَآءُ مِنَ الْجَفَآءِ وَالْجَفَآءُ فِی النَّارِ" "حیاء ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں لے جاتا ہے اور بے حیائی ظلم سے ہے اور ظلم دوزخ کی آگ میں پہنچاتا ہے"۔

اسے امام احمد، ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ امام احمد کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اَلْحَیَآءُ وَالْعِیُّ شُعْبَتَانِ مِنَ الْاِیْمَانِ، وَالْبَذَآءُ وَالْبَیَانُ شُعْبَتَانِ مِنَ النِّفَاقِ" "حیاء داری اور کم گوئی ایمان کے دو شعبے ہیں اور بے حیائی و (بے کار) کثرت کلام منافقت کے حصے ہیں"۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ نیز طبرانی نے بھی اسے اسی طرح روایت کیا۔ ان کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں۔ "جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حیاء اور کم گوئی ایمان کے حصے ہیں۔ یہ جنت کے قریب اور دوزخ سے دور کرتے ہیں۔ اور فحش گوئی و بے حیائی شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔ یہ (انسان کو) دوزخ کے قریب کرتے

(بقیہ گزشتہ) یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (الاحزاب)

ترجمہ: "اے نبی مکرم! (ﷺ) آپ ارشاد فرما دیں اپنی ازواج کو اپنی صاحبزادیوں کو اور مومنین کی عورتوں کو کہ (باہر نکلیں تو) اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں۔ اس طرح آسانی سے پہچان لی جایا کریں گی (کہ یہ باعزت مومن بیبیاں ہیں) پھر انہیں ستایا نہیں جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بڑا رحم فرمانے والا ہے"۔ (مترجم)

اور جنت سے دور لے جاتے ہیں۔ اس پر ایک اعرابی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ (جو اس حدیث کے راوی ہیں) سے کہا: ہم تو شعروں میں کہتے ہیں کہ کم گوئی حماقت ہے۔ (اس کے بارہ میں کیا خیال ہے؟) آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کا فرمان بتا رہا ہوں اور تم میرے سامنے اپنے بدبودار شعر پیش کر رہے ہو؟ (تم جھوٹے ہو، فرمان رسول ﷺ ہی سچا ہے)۔

حدیث: ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! اگر حیاء انسانی شکل میں ہوتا تو اچھی خوبصورت شکل میں ہوتا اور اگر بے حیائی انسانی صورت میں ہوتی تو بہت بدصورت ہوتی۔

اسے طبرانی نے اوسط و صغیر میں اور ابوالشیخ نے بھی روایت کیا۔ دونوں کی اسناد میں ابن لہیعہ راوی ہے۔ اور باقی راویوں سے صحیح میں استدلال کیا گیا ہے۔

حدیث: حضرت زید بن طلحہ بن رکانہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اِنَّ لِكُلِّ دِيْنٍ خُلُقاً وَ خُلُقُ الْاِ سْلَامِ الْحَيَاءُ'' ہر دین میں ایک اچھا خلق تھا اور دین اسلام کا عمدہ خلق حیاء ہے''۔

اسے امام مالک نے روایت کیا نیز ابن ماجہ وغیرہ نے بھی اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مَا كَانَ الْفُحْشُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا شَانَهٗ وَمَا كَانَ الْحَيَاءُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا زَانَهٗ'' بے حیائی جس چیز میں بھی ہوگی اس کو عیب دار ہی کریگی اور حیاء جس میں بھی ہوگا اسے آراستہ و پیراستہ ہی کریگا''۔

اسے ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اَلْحَيَاءُ وَالْاِيْمَانُ قُرَنَاءُ جَمِيْعاً فَاِذَا رُفِعَ اَحَدُهُمَا رُفِعَ الْاٰخَرُ'' حیاء اور ایمان ایک ساتھ رہنے والے ساتھی ہیں۔ جب ان میں سے ایک رفع ہو جائے تو دوسرا خود بخود رفع ہو جاتا ہے''۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ بر شرط شیخین صحیح ہے۔ نیز طبرانی نے بھی اوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے اسے روایت کیا۔

حدیث: حضرت مجمع بن حارثہ بن زید بن حارثہ اپنے چچا رضی اللہ عنہم سے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''اَلْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ وَلَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا حَيَاءَ لَهٗ'' حیاء ایمان کا شعبہ ہے اور اس شخص کا کوئی ایمان نہیں جس میں حیاء نہیں''۔

اسے ابوالشیخ ابن حبان نے روایت کیا۔ اس کی اسناد میں بشر بن غالب اسدی مجہول راوی ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ سے

اس طرح حیاء کرو جس طرح اس سے حیاء کرنے کا حق ہے۔ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے پیغمبر! (ﷺ) الحمد للہ، ہم حیاء کرتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: اس طرح نہیں، بلکہ اللہ سے حیاء کرنے کا حق یہ ہے کہ تم اپنے سر (کے اندر دماغ) کا اور اس میں آنے والے خیالات کی حفاظت کرو۔ پیٹ کی اور جو اس میں ہے (غذا یا نفسانی خواہشات) کی حفاظت کرو۔ اور موت اور فنا کو یاد رکھو۔ اور جو شخص آخرت (کے ثواب) کا ارادہ رکھتا ہو وہ دنیا کی زینت ترک کردے۔ پس جس نے یہ کام کیے، اس نے اللہ سے حیاء کرنے کا حق ادا کیا۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم اسے اس وجہ سے صرف ابان بن اسحاق کی حدیث سے ہی جانتے ہیں۔ جنہوں نے اسے الصباح بن محمد سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ عَبْدًا نَّزَعَ مِنْهُ الْحَيَاءَ" "اللہ عزوجل جب کسی بندے کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس سے حیاء چھین لیتا ہے"۔ جب اس سے حیاء چھین لی جاتی ہے تو تو اسے عناد پرست ہی پائے گا۔ پھر جب تو اسے عناد پرست، مبغوض پائے تو (جان لے کہ) اس سے امانت چھین لی گئی ہے۔ تو جب اس سے امانت چھین لی گئی تو تو اسے بددیانت، بداعتماد پائے گا۔ پھر جب تو اسے بددیانت و بداعتماد پائے تو اس سے رحمت کھینچ لی جاتی ہے۔ جب رحمت بھی کھینچ لی گئی تو تو اسے مردود وملعون پائیگا۔ اب جب تو اسے مردود وملعون پائے تو اس سے اسلام کا قلادہ بھی اتار لیا گیا (1)۔ رواہ ابن ماجہ

1۔ العیاذ باللہ، ایک حیاء کے جانے سے انسان کس ذلت کے عمیق غار میں جا گرا حتی کہ دین سے ہی ہاتھ دھو بیٹھا۔ دوسری طرف معلوم ہوتا ہے، ایک حیاء کی موجودگی ان ساری صفات بد سے بچاتی اور صفات حسنہ سے متصف کرتی ہے۔ (مترجم)

ترغیب

حسن اخلاق (1) اور اس کی فضیلت

ترہیب

بداخلاقی اور اس کی مذمت

حدیث: حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بر (نیکی) اور اثم (گناہ) کے متعلق سوال کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ" "نیکی حسن اخلاق کا نام

1۔ اخلاق جمع ہے "خُلُق" کی خُلُق کے معنی ہیں عادات، طبیعت، خصلت، وہ قوت جس سے افعال بلاسوچے سمجھے سہولت کے ساتھ صادر ہوتے ہوں۔ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں "اَلْخُلُقُ مَلَكَةٌ نَفْسَانِيَّةٌ يَسْهُلُ عَلَى الْمُتَّصِفِ بِهَا الْاِتْيَانُ بِالْاَفْعَالِ الْجَمِيْلَةِ" خلق نفس کے اس ملکہ اور استعداد کو کہتے ہیں کہ جس میں وہ پایا جائے، اس کیلئے افعال جمیلہ اور خصال حمیدہ پر عمل پیرا ہونا سہل اور آسان ہو جائے"۔ حسن خلق کے معنی اچھی عادت، اچھی طبیعت اور اچھے اعمال و افعال اور بداخلاقی یا سوئے خلق اس کے بالکل برعکس ہے۔ وہ عادات و خصال اور اعمال و افعال جن پر حسن اخلاق کا اطلاق ہوتا ہے، انہیں کلام مجید نے جابجا بیان فرمایا ہے۔ بلکہ درحقیقت کلام مجید مجموعہ حسن اخلاق ہے کہ اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جب کسی نے اخلاق مصطفوی کے بارے میں سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا "كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنَ" "آپ ﷺ کا خلق قرآن تھا"۔ چند آیات ملاحظہ ہوں۔ مؤمنین کاملین کی صفات عالیہ کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد ہوا:

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ الْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (التوبہ)

ترجمہ: "توبہ کرنے والے، عبادت گذار، ثنائے الٰہی میں مصروف رہنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے منع کرنے والے اور اللہ کی حدوں کی حفاظت کرنے والے۔ اور (اے محبوب محترم ﷺ ان بااخلاق) اہل ایمان کو (فردوس بریں کی) خوشخبری سنا دیجئے"۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ مَغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ (الانفال)

ترجمہ: "درحقیقت مؤمن وہی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں۔ اور جب ان پر اللہ کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو ان کے ایمان کو بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ جو قائم کرتے ہیں نماز کو اور جو ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔ یہی لوگ حقیقی مومن ہیں۔ انہی کیلئے ان کے پروردگار کے پاس (عظیم الشان) درجات ہیں اور گناہوں کی بخشش اور عزت والی روزی بھی ہے"۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَ الَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا ۝ (الفرقان)

ترجمہ: اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستگی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب کبھی جاہل لوگ ان سے بات کریں تو یہ کہتے ہیں کہ تمہیں سلام (متارکہ) ہے۔ اور جو اپنے رب کے حضور سجدے کرتے اور قیام کرتے راتیں گذارتے ہیں۔

وَ اِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَ قَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۫ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۫ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ۝ (القصص)

ترجمہ: "اور جب وہ کوئی بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں: ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال۔ تم پر سلامتی ہو۔ ہم جاہلوں کے ساتھ الجھنا نہیں چاہتے ہیں"۔ (مترجم)

ہے ''وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِيْ صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ'' ''اور گناہ وہ ہے جو (کوئی عمل کرنے کے بعد) تیرے دل میں کھٹکے۔ (ضمیر ملامت کرے کہ یہ کیا کر دیا تو نے؟ ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا) اور لوگوں کا اس پر مطلع ہونا تجھے گراں گذرے (تو ڈرتا ہو کہ کہیں لوگوں کو میرا یہ فعل معلوم نہ ہو جائے)''۔ مسلم و ترمذی۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کسی کے ساتھ زیادتی اور سخت کلامی فرمانے والے نہیں تھے (1)۔ اور ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ ''اِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ اَحْسَنَكُمْ اَخْلَاقًا'' ''تم میں بہترین وہ لوگ ہیں جو تم میں زیادہ اچھے اخلاق والے ہیں''۔ (بخاری، مسلم، ترمذی)

حدیث: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مَامِنْ شَيْءٍ اَثْقَلُ فِيْ مِيْزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ وَ اِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيْءَ'' ''قیامت کے دن مومن کی میزان عمل میں حسن خلق سے زیادہ وزنی اور کوئی عمل نہیں ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ فحش گو زبان دراز سے دشمنی رکھتا ہے''۔

اسے امام ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نیز ترمذی نے اپنی ایک اور روایت میں یہ الفاظ زائد کئے ہیں ''وَاِنَّ صَاحِبَ حُسْنِ الْخُلُقِ لَيَبْلُغُ بِهٖ دَرَجَةَ صَاحِبِ الصَّوْمِ وَالصَّلٰوةِ'' ''اور بے شک حسن اخلاق رکھنے والا شخص اپنے اس حسن اخلاق کی بدولت روزہ رکھنے والے اور نماز پڑھنے والے کے درجہ کو پا لیتا ہے''۔

یہ الفاظ بزار نے بھی جید اسناد کے ساتھ ایک حدیث میں روایت کئے ہیں۔ جس میں ''فحش گو زبان دراز'' کا جملہ نہیں ہے۔ (ابوداؤد نے بھی یہ حدیث اختصاراً روایت کی ہے) نیز اسی معنی کی ایک حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابوداؤد، ابن حبان اور حاکم نے اور ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے طبرانی نے روایت کی ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس عمل کے متعلق سوال کیا گیا جس کی وجہ سے اکثر لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ'' ''وہ عمل اللہ کا ڈر اور حسن خلق ہیں''۔ پھر اس چیز کے بارہ میں عرض کی گئی جس کی بنا پر اکثر لوگ جہنم میں جائیں گے تو ارشاد فرمایا:

1۔ معلم و متمم مکارم اخلاق سرور عالمیاں ﷺ کے خلق عظیم کے کیا کہنے! خلاق عالم اپنے اس شاہکار کی توصیف ان الفاظ میں فرماتا ہے: وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ (القلم) یعنی بے شک (اے محبوب عالم! ﷺ) آپ خلق عظیم کی بلندیوں پر ہیں۔ اور ایک دوسری جگہ فرمایا:
فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝ (آل عمران)
ترجمہ: ''تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی سے آپ ان (اپنی امت کے لوگوں خصوصاً صحابہ رضی اللہ عنہم) پر نرم دل ہو گئے ہیں۔ اور اگر آپ تند مزاج سخت دل ہوتے تو لوگ آپ کے آس پاس سے منتشر ہو جاتے۔ تو آپ (اے محبوب ﷺ) انہیں معاف فرمایا کریں اور ان کے لئے بخشش طلب کیا کریں اور (ان کی حوصلہ افزائی کے لیے) معاملات میں ان کے ساتھ مشورہ کیا کریں۔ تو جب آپ کوئی مضبوط ارادہ فرمالیں تو اللہ پر توکل کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے''۔ (مترجم)

"اَلْفَمُ وَالْفَرْجُ" "وہ منہ اور شرم گاہ ہیں"۔ (منہ کی بدزبانی فحش گوئی اور فرج کی بے حیائی اور زناکاری)۔

اسے امام ترمذی نے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے زہد وغیرہ میں روایت کیا۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اِنَّ مِنْ اَكْمَلِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنَهُمْ خُلُقًا وَ اَلْطَفَهُمْ بِاَهْلِهٖ" "بے شک اہل ایمان کے درمیان از روئے ایمان کامل وہ شخص ہے جس کا خلق سب سے اچھا ہے۔ اور جو اپنے اہل وعیال پر زیادہ مہربان ہے"۔

اسے ترمذی اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط پر صحیح ہے۔ ترمذی نے فرمایا: حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندہ اپنے حسن اخلاق کی بدولت آخرت کے عظیم درجات اور بلند منزلیں حاصل کر لیتا ہے حالانکہ عبادات میں کمزور ہوتا ہے۔ اور اپنے سوئے اخلاق کی وجہ سے جہنم کے نچلے درجے میں جا پڑتا ہے۔

اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔ ان کے راوی ثقہ ہیں سوائے ان کے ایک شیخ مقدام بن داؤد کے۔ جبکہ انہیں بھی ثقہ کہا گیا ہے۔

حدیث: حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول کریم ﷺ نے فرمایا "اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَيْسَرِ الْعِبَادَةِ وَ اَهْوَنِهَا عَلَى الْبَدَنِ الصَّمْتُ وَ حُسْنُ الْخُلُقِ" "کیا تمہیں آسان ترین اور جسم کیلئے ہلکی پھلکی عبادت نہ بتاؤں؟ وہ ہے خاموشی اور حسن خلق"۔

اسے ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت میں مرسلاً روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا: "يَا اَبَاذَرٍّ لَا عَقْلَ كَالتَّدْبِيْرِ وَلَا وَرَعَ كَالْكَفِّ وَلَا حَسَبَ كَحُسْنِ الْخُلُقِ" "اے ابوذر! تدبیر (معاملات میں غور وفکر) جیسی کوئی عقلمندی نہیں، (گناہوں سے) رک جانے جیسا کوئی تقویٰ نہیں اور حسن اخلاق جیسا کوئی حسب نسب نہیں (حسن اخلاق ہی قابل فخر بات ہے کہ کسی بظاہر اونچے اور مشہور خاندان کا فرد ہونا)"۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت علاء بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی پاک ﷺ کے پاس سامنے کی طرف سے حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! (ﷺ) "اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ" "سب سے افضل عمل کون سا ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا "حُسْنُ الْخُلُقِ" "حسن اخلاق"۔ پھر وہ آدمی آپ کی دائیں جانب سے حاضر ہو کر عرض گذار ہوا۔ یارسول

اللہ! (ﷺ) کون سا عمل افضل ہے؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: حسن اخلاق۔ پھر بائیں طرف سے آ کر عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! (ﷺ) کون سا عمل افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: حسن اخلاق ہی افضل ہے۔ اس کے بعد وہ شخص آپ ﷺ کی پشت مبارک کی طرف سے حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) کون سا عمل افضل ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا "مَا لَكَ لَا تَفْقَهُ حُسْنُ الْخُلُقِ هُوَ اَنْ لَّا تَغْضَبَ اِنِ اسْتَطَعْتَ" "تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ سمجھتے نہیں ہو، حسن اخلاق یہ ہے کہ اگر تم سے ہو سکے تو (کسی بات پر) غضبناک مت ہونا۔

اسے محمد بن نصر مروزی نے کتاب الصلوٰۃ میں اسی طرح روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اس آدمی کو جنت کے قرب و جوار میں ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں جو جھگڑا ترک کر دے اگرچہ حق پر ہی ہو۔ اس شخص کو جنت کے درمیان میں ایک مکان کی ضمانت دیتا ہوں جو جھوٹ بولنا چھوڑ دے اگرچہ دل لگی ہی کیلئے بولتا ہو "وَبِبَيْتٍ فِيْ اَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهٗ" "اور اس شخص کو جنت کے اعلیٰ درجہ میں ایک گھر دلوانے کا ضامن ہوں جو اپنے اخلاق کو بہتر کر لے"۔

اسے ابوداؤد، ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا۔ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے "اِنَّ مِنْ اَحَبِّكُمْ اِلَيَّ وَ اَقْرَبِكُمْ مِنِّيْ مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَحْسَنَكُمْ اَخْلَاقًا" (الحدیث): مجھے تم میں سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے روز میرے سب سے زیادہ قریب بیٹھنے والا وہ ہے جو تمہارے درمیان اخلاق کے لحاظ سے سب سے اچھا ہے"۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ (ایسی ہی ایک حدیث حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے امام احمد اور ابن حبان نے روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "حُسْنُ الْخُلُقِ خُلُقُ اللّٰهِ الْاَعْظَمُ" "حسن خلق اللہ تعالیٰ کی سب سے عظیم عادت شریفہ ہے"۔

اسے طبرانی نے کبیر و اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے، آپ ﷺ حضرت جبریل علیہ السلام سے اور جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے راوی ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بے شک میں نے اس (اسلام) دین کو اپنے لیے چن لیا ہے (اسی کے ماننے والوں کو نجات دوں گا) اور اس دین کو سوائے سخاوت اور حسن خلق کے کوئی اور چیز زیبا نہیں لہٰذا تم ان دونوں (سخاوت و حسن خلق) کے ساتھ جہاں تک تم سے ممکن ہو اس دین کو معزز و محترم کرو۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ

السلام کی طرف وحی فرمائی تھی کہ "یَا خَلِیْلِی حَسِّنْ خُلُقَکَ وَلَو مَعَ الْکُفَّارِ تَدْخُلْ مَدْخَلَ الْاَبْرَارِ وَ اِنَّ کَلِمَتِی سَبَقَتْ لِمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهٗ اَنْ اُظِلَّهٗ تَحْتَ عَرْشِی وَاَنْ اَسْقِیَهٗ مِنْ حَظِیْرَةِ قُدُسِی وَاَنْ اُدْنِیَهٗ مِن جِوَارِی" "اے میرے خلیل حسن اخلاق کا برتاؤ کیجئے چاہے کفار کے ساتھ ہی ہو تو آپ ابرار (نیکی و تقویٰ کے اعلیٰ مراتب پر فائز لوگوں) کے مقام میں تشریف فرما ہوں گے اور بے شک حسن اخلاق اختیار کرنے والے کے حق میں میرا فیصلہ نافذ ہو چکا ہے کہ میں انہیں اپنے عرش کے نیچے سایہ دوں گا اپنے جنت کے جام عطا فرماؤں گا اور انہیں اپنے قرب میں جگہ دوں گا۔

حدیث: آپ (ابو ہریرہ) رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "مَا حَسَّنَ اللّٰهُ خَلْقَ رَجُلٍ وخُلُقَهٗ فَتَطعمهُ النَّار اَبَدًا" "یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کو خَلق وخُلق (صورت وسیرت) اچھی بنائی پھر اسے دوزخ کی آگ کھائے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو ذر (رضی اللہ عنہ) سے ملاقات فرمائی تو ارشاد فرمایا: اے ابو ذر! کیا تمہیں دو ایسی خصلتیں نہ بتا دوں جو پشت پر بڑی ہلکی ہیں (ان پر عمل کرنا نہایت آسان ہے) اور میزان میں اپنے سوا باقی اعمال میں وزنی ہیں؟ انہوں نے عرض کی کیوں نہیں! یا رسول اللہ! (ﷺ) تو آپ ﷺ نے فرمایا "عَلَیْکَ بِحُسْنِ الْخُلُقِ وَطُوْلِ الصُّمْتِ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا عَمِلَ الْخَلَائِقُ بِمِثْلِهِمَا" "حسن اخلاق اور لمبی خاموشی اختیار کرلو، قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ ان دونوں جیسا مخلوق نے کوئی عمل نہیں کیا"۔

اسے ابن ابی الدنیا، طبرانی، بزار اور ابو یعلی نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ ابو یعلی کے راوی ثقہ ہیں اور یہ الفاظ بھی انہیں کے ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک دفعہ) ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں تمہارے اندر بہترین لوگوں کے متعلق نہ بتاؤں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! (ﷺ) کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اَطْوَلُکُمْ اَعْمَاراً وَّ اَحْسَنُکُمْ اَخْلَاقاً" "یہ وہ لوگ ہیں جو تم میں لمبی عمروں والے ہیں (کہ لمبی عمر اللہ کی اطاعت میں بسر کی اور نیک اعمال دوسروں سے زیادہ کئے) اور اخلاق لحاظ سے تم سے بہتر ہیں"۔

اسے بزار اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں ایسے (ادب کے ساتھ) بیٹھے ہوئے تھے کہ جیسے ہمارے سروں کے اوپر پرندے بیٹھے ہوں (ایسی خاموشی طاری تھی کہ) ہم میں سے کوئی شخص بات نہیں کر رہا تھا کہ اچانک کچھ لوگ حاضر بارگاہ ہوئے اور عرض کرنے لگے "مَنْ اَحَبُّ عِبَادِاللّٰهِ اِلَی

اللہِ تَعَالٰی "" اللہ کے بندوں میں اللہ تعالٰی کو سب سے زیادہ محبوب بندے کون ہیں؟''۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا'' ''جو اخلاقی لحاظ سے ان میں سب سے اچھے ہوں''۔

اسے طبرانی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ طبرانی کے راویوں سے صحیح میں روایت لی گئی ہے۔

حدیث: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں ایک ایسی مجلس میں حاضر تھا جس میں نبی محترم ﷺ، حضرت سمرہ اور حضرت ابو امامہ (رضی اللہ عنہما) بھی تشریف فرما تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے (اس مجلس میں) ارشاد فرمایا: بے حیائی کی باتیں اور بے شرمی کے کام ایسے (برے عمل) ہیں جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے ''وَاِنَّ اَحْسَنَ النَّاسِ اِسْلَامًا اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا'' ''لوگوں میں بہترین اسلام اس کا ہے جو ان میں بہترین اخلاق والا ہے''۔

اسے امام احمد اور طبرانی نے روایت کیا۔ امام صاحب کی اسناد جید اور راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کسی سفر پر جانے کا ارادہ کیا تو عرض کرنے لگے: یا نبی اللہ! (ﷺ) مجھے کوئی وصیت فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالٰی کی عبادت کرتے رہنا اور اس کا کسی کو شریک مت بنانا۔ انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! (ﷺ) کچھ اور فرمائیں۔ ارشاد فرمایا: جب تمہارے ساتھ کوئی برا سلوک کرے تو تم اس کے ساتھ نیکی سے پیش آنا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کی: یا نبی اللہ! (ﷺ) مزید ارشاد ہو۔ تو سرور عالم ﷺ نے فرمایا ''اِسْتَقِمْ وَلْیَحْسُنْ خُلُقُكَ'' ''اپنے رستے پر سیدھے چلتے رہو اور تمہارا اخلق اچھا ہونا چاہیے''۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب میں نے سفر پر روانہ ہونے کیلئے رکاب میں پاؤں رکھا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے جو آخری وصیت فرمائی وہ یہ تھی کہ فرمایا ''یَا مُعَاذُ اَحْسِنْ خُلُقَكَ لِلنَّاسِ'' ''اے معاذ! لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا''۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! تم جہاں کہیں بھی ہو، اللہ تعالٰی سے ڈرتے رہو۔ کہیں کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس کے بعد فوراً نیکی کرو کہ یہ نیکی گناہ کو مٹا دیتی ہے۔ ''وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ'' ''اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آؤ''۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت عمیر بن قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) کون سی نماز افضل ہے؟ جواب ارشاد فرمایا: جس نماز میں خشوع و خضوع زیادہ اور ہمیشگی ہو۔ اس آدمی نے عرض کی: کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: غریب کا محنت سے کما کر صدقہ کرنا۔ وہ پھر عرض گذار ہوا: مؤمنوں میں ایمان کے لحاظ سے کون کامل ہے؟ آپ

ﷺ نے فرمایا: "اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا" "جوان میں زیادہ اچھے اخلاق والا ہے"۔

اسے طبرانی نے اوسط میں سوید بن ابراہیم ابوحاتم کی روایت سے بیان کیا۔

حدیث: ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے "اَللّٰهُمَّ كَمَا اَحْسَنْتَ خَلْقِيْ فَاَحْسِنْ خُلُقِيْ" "اے میرے پروردگار! جس طرح تو نے میری صورت حسین بنائی ہے، میرے اخلاق کو بھی حسین بنا دے"۔ (حالانکہ آپ کا پروردگار فرماتا ہے: وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ "آپ تو خلق عظیم کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہیں)"۔

اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔ ان کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ وہ لوگ ہیں جو تمہارے درمیان زیادہ اچھے اخلاق والے ہیں، جو ہر طرف عجز و انکساری کا اظہار کرتے ہیں۔ لوگوں سے محبت کرتے ہیں اور لوگ بھی ان سے الفت رکھتے ہیں۔ اور تم میں سب سے زیادہ میرے ہاں ناپسندیدہ وہ لوگ ہیں جو چغلیاں لگاتے پھرتے ہیں، دوستوں کے درمیان جدائی ڈالتے ہیں، بے گناہوں کے عیب تلاش کرتے رہتے ہیں۔

اسے طبرانی نے صغیر و اوسط میں روایت کیا۔ نیز بزار نے بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اسے مختصراً روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) ایک عورت جس کے دو شوہر ہوں (ایک کی وفات کے بعد یا اس سے طلاق کے بعد دوسرے شخص سے نکاح کیا ہو) پھر وہ فوت ہو جائے اور وہ اور اس کے دونوں شوہر بھی جنت میں داخل ہوں تو اب یہ عورت ان دونوں میں سے کس کے ساتھ ہوگی، پہلے کے ساتھ یا دوسرے کے ساتھ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اختیار دیا جائیگا، جو اس کے ساتھ دنیا میں (بنسبت دوسرے کے) زیادہ اچھا اخلاق رکھتا تھا، وہی جنت میں اس کا شوہر ہوگا۔ "يَا اُمَّ حَبِيْبَةَ! ذَهَبَ حُسْنُ الْخُلُقِ بِخَيْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ" "اے ام حبیبہ! حسن خلق دنیا و آخرت کی بھلائی لاتا ہے"۔

اسے طبرانی نے اور بزار نے بھی اختصاراً روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اَلْخُلُقُ الْحَسَنُ يُذِيْبُ الْخَطَايَا كَمَا يُذِيْبُ الْمَاءُ الْجَلِيْدَ وَالْخُلُقُ السُّوْءُ يُفْسِدُ الْعَمَلَ كَمَا يُفْسِدُ الْخَلُّ الْعَسَلَ" "حسن اخلاق گناہوں کو اس طرح پگھلا دیتا ہے (ختم کر دیتا ہے) جس طرح پانی برف کو، اور سوئے اخلاق (نیک) عمل کو یوں برباد کرتا ہے جیسے سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔

اسے طبرانی نے کبیر اور اوسط میں اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں:رسول اللہ ﷺ نے فرمایا''اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا خِيَارُكُم وَخِيَارُكُمْ لِاَهْلِهٖ'' اہل ایمان کے درمیان ایمان کے اعتبار سے کامل وہ ہے جوان میں زیادہ بہتر اخلاق کا مالک ہے۔اورتم میں زیادہ اچھاوہ ہے جواپنے اہل وعیال کے حق میں اچھا ہے۔

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔الفاظ ترمذی کے ہیں اور آپ فرماتے ہیں:یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے یہ روایت بھی ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:تم اپنے مالوں کے ساتھ لوگوں کی ہرگز مدد نہیں کر سکتے بلکہ تمہارا کشادہ روئی اور حسن خلق سے پیش آنا ان کی مدد کر سکتا ہے۔

اسے ابویعلیٰ اور بزار نے کئی طرق سے روایت کیا ہے۔جن میں ایک حسن جید ہے۔

حدیث: بنی مزینہ (ایک قبیلہ) کے ایک صاحب سے روایت ہے کہتے ہیں:پوچھا گیا:یارسول اللہ ﷺ مسلمان آدمی کو (اللہ کی طرف سے) دیا جانے والا افضل عطیہ کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا:حسن خلق سائل نے عرض کیا:تو مسلمان شخص کو ملنے والی بدترین چیز کیا ہے؟ارشادفرمایا:جب تجھے یہ ناپسند ہو کہ کسی کام کا اثر تیرے اوپر لوگوں کے سامنے نظر آئے (وہ کام کرنا بدترین چیز ہے اس لئے) اسے تنہائی میں بھی مت کر۔

اسے عبدالرزاق نے اپنی کتاب میں معمر عن ابی اسحاق عنہ سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:بے شک یہ اخلاق (اچھایابرا) اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے اچھا اخلاق عطافرماتا ہے۔اور جسے ہلاک کرنا چاہتا ہے،اسے برا اخلاق دے دیتا ہے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت رافع بن مکیث رضی اللہ عنہ جو کہ حدیبیہ میں حاضر ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں،سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا''حُسْنُ الْخُلُقِ نَمَاءٌ وَ سُوْءُ الْخُلُقِ شُؤْمٌ وَالْبِرُّ زِيَادَةٌ فِي الْعُمُرِ وَالصَّدَقَةُ تَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ'' ''حسن اخلاق (اعمال صالحہ کو) بڑھانے والا ہے،بداخلاقی بدبختی ہے،نیک کام عمر میں اضافہ کا باعث ہیں اور صدقہ بری موت کو دور کر دیتا ہے''۔

اسے امام احمد نے اور ابوداؤد نے بھی مختصراً روایت کیا۔دونوں کی اسناد میں ایک راوی کا نام مذکور نہیں۔باقی راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں:عرض کیا گیا:یارسول اللہ! (ﷺ) بدبختی کیا ہوتی ہے؟ارشادفرمایا:''سُوْءُ الْخُلُقِ'' ''بدبختی،بداخلاقی ہے''۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی محترم ﷺ سے راویہ ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:ہر(برے) کام

سے توبہ ہے (کہ توبہ سے اس کی معافی ہو سکتی ہے) سوائے بداخلاق آدمی کے کہ وہ تو اپنے گناہ کی توبہ کرتا ہی نہیں بلکہ اس بد اخلاقی کی شرارت میں لوٹ جاتا ہے۔

اسے طبرانی نے صغیر میں اور اصبہانی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے "اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَ سُوْٓءِ الْاَخْلَاقِ" "اے میرے مالک! میں تیری پناہ مانگتا ہوں منافرت (لوگوں سے نفرت کرنا) سے، منافقت سے اور برے اخلاق سے (1)۔

اسے ابوداؤد اور نسائی نے روایت فرمایا۔

1۔ نبی کریم رؤف رحیم، صاحب خلق عظیم، وارث جنت وکوثر و سلسبیل و تسنیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے سچے اور سُچے ارشادات سے معلوم ہو گیا کہ حسن اخلاق دنیا وآخرت کی کامرانیوں کا ضامن ہے، انسانوں میں عزت دلاتا اور اللہ کی رحمتوں کا سزاوار ٹھہراتا ہے۔ خدا کا مطلوب اور مصطفےٰ ﷺ کا محبوب بناتا ہے۔ حسن اخلاق سے دنیا کا رزق اور آخرت کی مغفرت ورحمت حصے میں آتی ہے۔ اور اس سے بندہ بندگان خدا میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ اللہ کا بندوں کیلئے عظیم الشان عطیہ ہے، نیکیوں کی اصل ہے اور یہ کبھی بارگاہ خداوندی میں مردود نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس بداخلاقی ساری اخلاقی برائیوں کی جڑ ہے۔ یوں کہیے کہ ساری برائیاں اور سارے گناہ اس ایک بداخلاقی کے اندر مضمر ہیں۔ "اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حُسْنَ الْخُلُقِ وَاحْفَظْنَا مِنْ سُوْٓءِ الْاَخْلَاقِ اٰمِیْن بِحُرْمَةِ طٰهٰ وَ یٰسٓ ﷺ۔ (مترجم)

ترغیب

نرمی(1)، بردباری اور حلم

حدیث: سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ اللّٰہَ رَفِیْقٌ یُحِبُّ الرِّفْقَ فِی الْاَمْرِ کُلِّہٖ'' اللہ تعالیٰ نرمی فرمانے والا ہے، وہ ہر معاملے میں نرمی کو محبوب رکھتا ہے''۔ (بخاری ومسلم)۔

حدیث: مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ (فرمایا) '' بے شک اللہ تعالیٰ نرمی فرمانے والا ہے۔ اور نرمی پر وہ (اجر و ثواب) عطا فرماتا ہے جو سختی پر نہیں عطا فرماتا اور نہ ہی کسی اور عمل پر اتنا اجر عطا کرتا ہے''۔ (اسی معنیٰ کی ایک حدیث ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے طبرانی نے روایت کی ہے۔)

حدیث: اماں عائشہ رضی اللہ عنہا ہی نبی اقدس ﷺ سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اِنَّ الرِّفْقَ لَا یَکُوْنُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا زَانَہٗ وَلَا یُنْزَعُ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا شَانَہٗ'' ''نرمی جس چیز میں بھی ہوا سے خوبصورت بنادیتی ہے اور جس چیز سے چھین لی جاتی ہے اس خراب کر دیتی ہے۔ (مسلم)

حدیث: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی انور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل نرمی کرنے پر وہ (اجر) عطا فرماتا ہے جو سختی کرنے پر نہیں عطا فرماتا ''وَاِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ عَبْدًا اَعْطَاہُ الرِّفْقَ'' ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو اسے نرمی سے نواز دیتا ہے'' ''مَامِنْ اَھْلِ بَیْتٍ یُحْرَمُوْنَ الرِّفْقَ اِلَّا حُرِمُوْا'' ''جس گھر کے افراد نرمی سے محروم ہوتے ہیں وہ (ہر بھلائی سے) محروم کردیئے جاتے ہیں''۔

1۔ فرمایا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے:

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۚ (آل عمران)

ترجمہ: ''(اللہ تعالیٰ نے عظیم الشان جنت تیار فرمارکھی ہے ان مومنین کیلئے) جو خوشحالی اور تنگ دستی میں (فی سبیل اللہ) خرچ کرتے ہیں، اور ضبط کرنے والے ہیں غصے کو، اور لوگوں کو معاف دینے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ (ایسے ہی) نیکوکاروں سے محبت فرماتا ہے''۔

وَالَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا ھُمْ یَغْفِرُوْنَ ۚ (الشوریٰ)

ترجمہ: ''اور جو لوگ بڑے گناہوں اور بدکاریوں سے بچتے رہتے ہیں۔ اور جب بھی (کسی پر) غضبناک ہوجائیں تو معاف کر دیتے ہیں۔ (ان کیلئے اللہ کے پاس بہت عمدہ اور ہمیشہ رہنے والا اجر عظیم ہے)''۔

اپنے محبوب کریم ﷺ و ارشاد فرمایا جاتا ہے: وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ (الشعراء)

''اور آپ (اے حبیب محترم! ﷺ) نیچے کیا کریں اپنے پروں کو (درگذر، نرمی و بردباری کریں) ان ایمان والوں کیلئے جو آپ کی پیروی کرتے ہیں''۔

فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْھَرْ ؕ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ ؕ وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ ؕ (الضحیٰ)

ترجمہ: ''پس کسی یتیم پر سختی نہ کیجئے۔ اور نہ کسی سوال کرنے والے کو جھڑکئے۔ اور اپنے رب کی نعمتوں کا ذکر فرمایا کیجئے۔ خیال رہے کہ سید الانس والجان ﷺ کے واسطہ سے یہ فرمانات ہر مسلمان کیلئے بھی ہیں''۔ (مترجم)

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ ان کے راوی ثقہ ہیں۔ اور ابوداؤد و مسلم نے بھی اسے مختصراً روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نبی محترم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "مَنْ اُعْطِیَ حِظَّهٗ مِنَ الرِّفْقِ فَقَدْ اُعْطِیَ حِظَّهٗ مِنَ الْخَیْرِ وَمَنْ حُرِمَ حِظَّهٗ مِنَ الرِّفْقِ فَقَدْ حُرِمَ حِظَّهٗ مِنَ الْخَیْرِ" "جسے نرم مزاجی کا حصہ عطا فرمایا گیا اسے خیر و بھلائی کا حصہ دیا گیا۔ اور جسے نرمی کے حصے سے محروم کر دیا گیا بے شک اسے خیر و نیکی سے محروم کر دیا گیا"۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "یَا عَائِشَةُ! اِرْفِقِیْ، فَاِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَرَادَ بِاَهْلِ بَیْتٍ خَیْرًا اَدْخَلَ عَلَیْهِمُ الرِّفْقَ" "اے عائشہ! نرم دل رہا کرو کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کسی گھر کے افراد کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو ان میں نرم دلی ڈال دیتا ہے"۔

اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے نیز بزار نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا۔ دونوں کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان شریف ہے "اَلرِّفْقُ یُمْنٌ وَ الْخُرْقُ شُؤْمٌ" "نرمی برکت ہے اور سخت دلی بدبختی ہے"۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "مَا اُعْطِیَ اَهْلُ بَیْتٍ الرِّفْقَ اِلَّا نَفَعَهُمْ" "جس بھی گھر کے افراد کو نرم دلی عطا فرمائی گئی۔ اس نے انہیں فائدہ ہی فائدہ دیا"۔

اسے طبرانی نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جس شخص میں تین چیزیں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی حفاظت میں لے لے گا اور اپنی جنت میں داخل فرمائیگا۔ (وہ تین چیزیں یہ ہیں) "رِفْقٌ بِالضَّعِیْفِ وَ شَفْقَةٌ عَلَی الْوَالِدَیْنِ وَ اِحْسَانٌ اِلَی الْمَمْلُوْكِ" "نمبر 1 ضعیف و کمزور کے ساتھ نرمی، نمبر 2 والدین پر شفقت اور نمبر 3 غلام پر احسان کرنا"۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی نے مسجد (نبوی شریف) میں پیشاب کر دیا، لوگ اسے پکڑنے کو کھڑے ہو گئے۔ تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اس چھوڑ دو۔ اور اس کے پیشاب پر پانی کا ڈول بہا دو۔ "فَاِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُیَسِّرِیْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِیْنَ" "تمہیں آسانی کرنے والا پیدا فرمایا گیا ہے، تنگی میں ڈالنے والا نہیں

بنایا گیا۔(بخاری)

حدیث: سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی مکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَبَشِّرُوْا وَ لَا تُنَفِّرُوْا" "آسانی کیا کرو، تنگی میں (کسی کو) مت ڈالو۔ خوشخبری دیا کرو اور نفرت نہ دلایا کرو"۔

اسے بخاری اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

حدیث: ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو کاموں میں سے کسی ایک کا اختیار دیا گیا تو آپ ﷺ نے دونوں میں سے آسان ہی کو اختیار فرمایا جبکہ وہ گناہ کا کام نہ ہو۔ اگر وہ (آسان کام) گناہ کا کام ہوتا تو آپ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ اس سے دور رہنے والے ہوتے۔ اور اللہ کے رسول ﷺ نے کبھی کسی بھی معاملے میں اپنی ذات کیلئے انتقام نہیں لیا (بلکہ ہمیشہ معاف فرمایا) سوائے اس کے کہ اللہ کی حرمت کو توڑا گیا ہو (حرام کام کا کسی نے ارتکاب کیا ہو) تو اس پر آپ ﷺ نے (اس جرم کرنے والے کو) اللہ تعالیٰ کیلئے سزا دی ہے۔(بخاری و مسلم)۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛ کیا میں تمہیں ایسے شخص کے متعلق نہ بتادوں جو آتش دوزخ پر حرام کر دیا گیا ہے یا آتش دوزخ اس پر حرام کر دی گئی ہے؟ (پھر خود ہی ارشاد فرمایا) "تُحَرَّمُ عَلٰی کُلِّ هَیِّنٍ لَیِّنٍ سَهْلٍ" "دوزخ کی آگ ہر آسانی کرنے والے نرم دل سہولت دینے والے پر حرام فرمادی گئی ہے"۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔ اور ابن حبان نے بھی اسے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ ان کی روایات میں سے ایک کے الفاظ یہ ہیں "اِنَّمَا تَحْرُمُ النَّارُ عَلٰی کُلِّ هَیِّنٍ لَیِّنٍ قَرِیْبٍ سَهْلٍ" "بلاشبہ دوزخ کی آگ ہر آسانی کرنے والے، نرم دل، قریب، سہولت دینے والے پر حرام فرمادی گئی ہے"۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اقدس ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: متانت و سنجیدگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کی جانب سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی معذرت قبول کرنے والا نہیں ہے۔ اور حمد و ثنا سے زیادہ کوئی چیز اللہ کو محبوب نہیں ہے۔

اسے ابو یعلی نے روایت کیا۔ ان کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اشج (رضی اللہ عنہ ایک صحابی کا لقب ہے) سے فرمایا: تمہارے اندر دو ایسی خصلتیں ہیں جنہیں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) محبوب رکھتے ہیں۔ یعنی حلم اور بردباری۔(مسلم)

حدیث: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے راوی ہیں (رضی اللہ عنہم)۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ مخلوق کو (میدان حشر میں) جمع فرمائے گا تو ایک ندا دینے والا ندا دے گا "اَیْنَ اَهْلُ

الْفَضْلِ؟'' ''فضیلت والے لوگ کہاں ہیں؟ تو کچھ لوگ کھڑے ہو جائیں گے جو تعداد میں تھوڑے سے ہوں گے۔ وہ جنت کی طرف دوڑنے لگیں گے تو کچھ فرشتے ان سے ملیں گے جو کہیں گے: ہم تمہیں جنت کی طرف دوڑتا دیکھ رہے ہیں، تم کون لوگ ہو؟ یہ کہیں گے: ہم فضیلت والے لوگ ہیں۔ فرشتے پوچھیں گے: تمہاری فضیلت کیا ہے؟ یہ جواب دیں گے: ''كُنَّا اِذَا ظُلِمْنَا صَبَرْنَا وَ اِذَا اُسِیءَ اِلَیْنَا حَلُمْنَا'' ''ہماری فضیلت یہ ہے کہ جب (دنیا میں) ہم پر ظلم ہوتا تھا تو ہم صبر سے کام لیتے تھے اور جب ہم سے بدسلوکی کی جاتی تھی تو برداشت کرلیا کرتے تھے''۔ تو انہیں حکم دیا جائے گا ''اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعَامِلِیْنَ'' ''جنت میں داخل ہو جاؤ (اور دیکھو) کتنا اچھا اجر ہے نیک عمل کرنے والوں کا اسے اصبہانی نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کہیں جا رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نجران کی بنی ہوئی سخت کناروں والی چادر لئے ہوئے تھے کہ ایک دیہاتی نے چادر شریف کو پکڑ کر بہت سختی کے ساتھ کھینچا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی گردن مبارک کی جلد شریف کو دیکھا کہ اس پر دیہاتی کے سختی سے کھینچنے کی وجہ سے چادر کے کناروں کا نشان پڑ گیا تھا۔ پھر اس نے کہا اے محمد! (ﷺ) اللہ نے جو مال آپ کو دیا ہے اس میں سے مجھے بھی کچھ دینے کا حکم دیں۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف دیکھ کر تبسم فرمایا۔ پھر اسے کچھ عطا کرنے کا حکم دیا (اللہ اللہ! یہ مقام اور یہ بردباری! حلم و برداشت کا سبق تو دینا پیغمبر اعظم ﷺ سے سیکھے) (بخاری و مسلم)

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں گویا کہ رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ انور کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ آپ ﷺ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی کا ذکر فرما رہے ہیں کہ انہیں ان کی قوم نے مارا اور لہولہان کر دیا۔ وہ نبی (علیہ السلام) اپنے چہرۂ مبارک سے خون صاف کرتے تھے اور فرماتے تھے ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ'' ''اے میرے مولا! میری قوم کو معاف کر دے کہ یہ لوگ (مجھے) نہیں جانتے (کہ میں تیرا نبی ہوں) (بخاری و مسلم)

حدیث: اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ''وَجَبَتْ مَحَبَّةُ اللّٰهِ عَلٰی مَنْ اُغْضِبَ فَحَلُمَ'' ''اللہ کی محبت اس بندے پر واجب ہوگئی جسے غضبناک کیا گیا (ستایا گیا) تو اس نے برداشت کیا۔

اسے اصبہانی نے روایت کیا۔ ان کی سند میں احمد بن داؤد بن عبد الغفار مصری راوی ہیں جو حاکم کے شیخ ہیں اور صرف حاکم نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرْعَةِ اِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِیْ یَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ'' ''پہلوان وہ نہیں جو کشتی میں دوسروں کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان تو وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو (1) پا سکے''۔ (بخاری و مسلم)

1۔ کیونکہ نفس ہی انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ یہی مشکلات و بلیات میں پھنساتا ہے۔ جب اسے پچھاڑ لیا، شریعت و عقل سے اسے مغلوب کرا لیا تو سب سے بڑے دشمن کو مار لیا۔ اس لئے سب سے بڑا پہلوان وہی ہے جو اسے قابو کرلے۔ یہ حدیث مبارک اخلاقی تعلیمات کی بنیاد ہے۔ (مترجم)

ترغیب

خندہ پیشانی اور خوش کلامی وغیرہ

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا وَ لَوْ اَنْ تَلْقٰى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلِيْقٍ" "نیکی کے کسی کام کو حقیر ہرگز نہ جانو اگرچہ اتنا ہی ہو کہ تم اپنے بھائی سے خندہ پیشانی (ہنسی خوشی) کے ساتھ ملاقات کرو"۔(مسلم)

حدیث: حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نبی اقدس ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بھی صدقہ کی قسم سے ہے کہ تم لوگوں کو اس طرح سلام کرو کہ تمہارا چہرہ ہشاش بشاش ہو۔(چہرہ پر مسکراہٹ اور خوشی کے آثار ہوں)

اسے ابن ابی الدنیا نے روایت کیا۔یہ حدیث مرسل ہے۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہر نیکی کا کام صدقہ ہے اور یہ بھی ایک نیکی ہے کہ تم اپنے بھائی سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملو۔اور یہ بھی (نیکی ہے کہ جب تم کسی کنوئیں سے پانی کھینچ رہے ہو اور تمہارا مسلمان بھائی پانی بھرنے آجائے تو) اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے برتن میں پانی ڈال دو۔

اسے امام احمد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "تَبَسُّمُكَ فِيْ وَجْهِ اَخِيْكَ صَدَقَةٌ" "اپنے بھائی کے سامنے تیرا مسکرانا صدقہ ہے"۔(اس پر صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا) تیرا نیکی کا حکم دینا اور گناہ سے منع کرنا بھی صدقہ ہے۔گمراہی کی سرزمین میں تیرا کسی آدمی کو ہدایت کی بات بتانا بھی صدقہ ہے۔تکلیف دہ چیز کو، کانٹے اور ہڈی کو تیرا راستے سے ہٹا دینا بھی تیرے لئے صدقہ ہے۔اور اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں تیرا پانی ڈال دینا بھی تیرے واسطے صدقہ (کا ثواب رکھتا) ہے۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور حسن قرار دیا۔نیز ابن حبان نے بھی اسے اپنی صحیح میں روایت کیا اور یہ الفاظ زائد کئے "وَبَصَرُكَ لِلرَّجُلِ الرَّدِيْءِ الْبَصَرِ لَكَ صَدَقَةٌ" "اور کمزور نظر والے آدمی کو تیرا رستہ بتانا بھی تیرے لئے صدقہ ہے"۔

(اسی معنی میں باختلاف الفاظ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث بزار اور طبرانی نے روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت ابوجری الجہیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) ہم دیہات میں رہنے والے لوگ ہیں۔ہمیں کوئی ایسا عمل سکھا دیجئے جس سے اللہ تعالیٰ ہمیں فائدہ عطا فرمائے۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: نیکی کے کسی کام کو حقیر مت سمجھو اگرچہ اتنا ہی ہو کہ تم اپنے ڈول

سے پانی بھرنے آنے والے کے برتن میں پانی ڈال دو۔ اور اگر چہ یہ ہو کہ تم اپنے بھائی سے اس حال میں ملو کہ تمہارے چہرے پر مسکراہٹ ہو۔ تہبند کو لٹکانے سے بچو کہ یہ تکبر ہے اور اللہ تعالیٰ اسے پسند نہیں فرماتا۔ اور اگر کوئی شخص تمہیں ایسے عیب کا طعنہ دے جسے وہ جانتا ہے کہ تمہارے اندر ہے تو تم اسے ایسے عیب کا طعنہ نہ دینا جسے تم جانتے ہو کہ اس میں ہے۔ کیونکہ اس کا اجر تمہیں ملے گا اور وبال اس پر ہوگا جس نے یہ طعنہ دیا۔

اسے ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔ ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نسائی نے بھی کچھ فرق کے ساتھ روایت کیا۔ اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا۔ یہ الفاظ ابن حبان کے ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ''اَلْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ'' ''اچھی اور پاکیزہ بات کہنا بھی صدقہ ہے''۔

اسے بخاری اور مسلم نے ایک حدیث میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اِتَّقُوا النَّارَ وَ لَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ'' ''اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ اگر چہ کھجور کے آدھے حصے (کو صدقہ وخیرات کرنے) کے ساتھ ہو۔ اور جو یہ (کھجور کا آدھا حصہ صدقہ کرنے کو) بھی نہ پائے تو وہ زبان سے اچھی بات کہا کرے (کہ یہ بھی صدقے کا ثواب رکھتی ہے)''۔ (بخاری ومسلم)

حدیث: حضرت مقدام بن شریح اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں نے عرض کی: یارسول اللہ (ﷺ) مجھے کوئی ایسی بات ارشاد فرمایئے جو میرے لئے جنت واجب کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مُوْجِبُ الْجَنَّةِ اِطْعَامُ الطَّعَامِ وَ اِفْشَآءُ السَّلَامِ وَحُسْنُ الْكَلَامِ'' ''جنت واجب کرنے والی یہ تین چیزیں ہیں نمبر 1 کھانا کھلانا، نمبر 2 سلام عام کرنا اور نمبر 3 اچھی کلام کرنا (جس سے کسی کا دل نہ دکھے بلکہ دلجوئی ہو)''۔

اسے طبرانی نے دو اسناد کے ساتھ روایت کیا جن میں ایک کے راوی ثقہ ہیں۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب الصحت میں اور حاکم نے بھی روایت کیا مگر ان دونوں کے الفاظ اس طرح ہیں ''عَلَيْكَ بِحُسْنِ الْكَلَامِ وَ بَذْلِ الطَّعَامِ'' ''اچھی گفتگو اور کھانا کھلانا اپنے لئے لازم کرلو''۔ حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے، اس میں کوئی علت نہیں۔ نیز بزار نے بھی اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا کہ فرماتے ہیں۔ ''ایک آدمی نے نبی محترم ﷺ کی خدمت میں عرض کی: مجھے کوئی ایسا عمل سکھا دیجئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اَطْعِمِ الطَّعَامَ وَ اَفْشِ السَّلَامَ وَ اَطِبِ الْكَلَامَ وَ صَلِّ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ'' ''کھانا کھلایا کرو، سلام عام کیا کرو، اچھی اور پاکیزہ کلام کیا کرو اور رات کو نماز پڑھا کرو جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں تو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے''۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک بالا خانہ (چوبارہ) ہے جس کا اندر سے باہر اور باہر سے اندر نظر آتا ہے (اتنا شفاف ہے) اس پر حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) وہ کس (خوش نصیب) کیلئے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "لِمَنْ اَطَابَ الْكَلَامَ وَ اَطْعَمَ الطَّعَامَ وَبَاتَ قَائِماً وَّ النَّاسُ نِيَامٌ" "یہ اس بندے کیلئے ہے جو اچھی کلام کرے، لوگوں کو کھانا کھلائے اور رات عبادت میں گذارے جبکہ لوگ سو رہے ہوں"۔

اسے طبرانی اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث بر شرائط بخاری و مسلم صحیح ہے۔

ترغیب

سلام (1) عام کرنا اور اس کی فضیلت

ترہیب

اس شخص کی مذمت جو اپنے لئے لوگوں کا کھڑا ہونا پسند کرتا ہو

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اللہ کے رسول ﷺ سے سوال کیا: کون سا اسلام بہتر ہے؟ (اسلام میں کون سا عمل افضل و بہتر ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: ''تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَءُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ'' ''کھانا کھلایا کرو اور ہر (مسلمان) شخص کو سلام کیا کرو چاہے تم اسے جانتے ہو یا نہ جانتے ہو''۔

بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم جنت میں داخل نہیں ہوسکو گے جب تک ایمان نہ لے آؤ اور ایمان نصیب نہیں ہوگا جب تک آپس میں محبت نہ کرو گے۔ کیا تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ اگر تم اس پر عمل کرو تو تمہیں آپس میں محبت پیدا ہو جائے؟ (خود ہی فرمایا): ''اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ'' ''آپس میں ایک دوسرے کو السلام علیکم کہا کرو''۔

اسے مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری طرف تم سے پہلی امتوں

1۔ ارشاد رب العالمین ہے:

وَ اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَسِيْبًا ۝ (النساء)

ترجمہ: ''اور جب تمہیں کسی دعا کے لفظ کے ساتھ سلام دیا جائے تو تم ایسے الفاظ کے ساتھ جواب دو جو اس سے اچھے اور بہتر ہوں یا (کم ازکم) وہی الفاظ دہرا دو (جو سلام دینے والے نے کہے ہوں) بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے''۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ (النور)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! نہ داخل ہوا کرو دوسروں کے گھروں میں اپنے گھروں کے سوا جب تک ان میں رہنے والوں سے اجازت نہ لے لو اور ان کو سلام نہ کرلو۔ یہی تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو''۔

سلام کہنا نبی رحمت ﷺ کی سنت اور اس کا جواب دینا فرض ہے۔ سلام کے جواب کے قرآن حکیم نے دو طریقے بیان فرمائے یعنی یا تو وہی الفاظ کہہ دو جو سلام دینے والے نے تمہیں کہے ہیں یا ایسے الفاظ کا اضافہ کرو جو محبت و تکریم پر دلالت کرتے ہوں۔ جیسا کہ سرور عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر کوئی السلام علیکم کہے تو تم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہو اور اگر کوئی السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے تو تم جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہو۔ آپس میں محبت و پیار کے جذبات کو تازہ و زندہ رکھنے کا یہ عظیم الشان اسلامی طریقہ ہے۔ دنیا میں جتنے بھی ملاقات کے آداب وطریقے ہیں، سب کو دیکھ لیجئے مگر جو طریقہ مسلمانوں کو قرآن وصاحب قرآن ﷺ نے تعلیم فرمایا ہے اس کا کہیں جواب نظر نہ آئے گا۔ (مترجم)

کی بیماری سرکتی آرہی ہے۔ وہ آپس میں بغض وحسد رکھنا ہے اور بغض تو جڑوں سے مونڈھ دیتا ہے، سر کے بالوں کو نہیں بلکہ دین کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکتا ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک ایمان نہ لے آؤ اور ایمان نہیں لا سکو گے جب تک آپس میں محبت نہ کرنے لگو۔ کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتا دوں جو تمہیں اس پر ثابت قدم رکھے؟ (فرمایا) ''اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ'' ''آپس میں کثرت کے ساتھ سلام کہا کرو''۔

اسے بزار نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت شیبہ الحجی اپنے چچا رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ انہوں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: تین چیزیں ہیں جو تجھے دل کی صفائی (اور دین کا خلوص) دیتی ہیں۔ (وہ ہیں) ''وُدَّاَخِیْكَ تُسَلِّمُ عَلَیْهِ اِذَا لَقِیْتَهٗ وَتُوَسِّعُ لَهٗ فِی الْمَجْلِسِ وَتَدْعُوْهُ بِاَحَبِّ اَسْمَائِهٖ اِلَیْهِ'' اپنے بھائی سے محبت رکھ کہ جب تیری ملاقات ہو تو اسے سلام کہہ، مجلس میں اس کے لئے جگہ کشادہ کر اور اسے اس کے ان ناموں سے پکار جو اسے پسند ہوں۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت برآء رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَفْشُوا السَّلَامَ تَسْلَمُوْا'' آپس میں کثرت سے سلام کیا کرو سلامتی میں رہو گے۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو یوسف عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: اے لوگو! سلام عام کیا کرو، کھانا کھلایا کرو اور رات کو اس وقت اٹھ کر نماز پڑھا کرو جب دوسرے لوگ سوئے ہوئے ہوں تو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اُعْبُدُوا الرَّحْمٰنَ، وَاَفْشُوا السَّلَامَ، وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ تَدْخُلُوا الْجِنَانَ'' رحمٰن کی عبادت کرو، اکثر سلام کہا کرو اور کھانا کھلایا کرو جنتوں میں داخل ہو جاؤ گے۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور صحیح کہا۔ نیز ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا۔ الفاظ انہیں کے ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں (جن کو ادا کرنا ضروری ہے، اور وہ یہ ہیں) نمبر 1 سلام کا جواب دینا، نمبر 2 مریض کی بیمار پرسی کرنا، نمبر 3 جنازے کے ساتھ جانا، نمبر 4 دعوت کو قبول کرنا اور نمبر 5 چھینکنے والے کو یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہنا (جبکہ وہ چھینک آنے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے)۔

اسے بخاری، مسلم اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور مسلم کی ایک اور روایت میں یوں ہے کہ: ''مسلمان کے مسلمان پر چھ

حقوق ہیں۔عرض کی گئی: یارسول اللہ! (ﷺ) وہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نمبر 1 جب تمہاری اس سے ملاقات ہوتو اسے سلام کہو، نمبر 2 جب تمہاری دعوت کرے تو قبول کرو، نمبر 3 جب تم سے مشورہ ونصیحت طلب کرے تو اسے مفید مشورہ دو، نمبر 4 جب چھینکے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو تم یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہو، نمبر 5 جب کبھی بیمار ہو جائے تو اس کی بیمار پرسی کو جاؤ اور نمبر 6 جب فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ کے ساتھ چلو''۔

نیز اسے ترمذی اور نسائی نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَفْشُوا السَّلَامَ کَیْ تَعْلُوْا'' آپس میں اکثر سلام کہا کرو تاکہ تم (اپنے اخلاق، محبت، پیار اور الفت میں ترقی اور) بلندی پاؤ۔

اسے طبرانی نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاللّٰہِ مَنْ بَدَأَ بِالسَّلَامِ'' بے شک اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہے جو سلام کہنے میں ابتدا کرے۔

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔ ترمذی نے اسے حسن بھی قرار دیا۔ ان کے الفاظ یہ ہیں: ''عرض کی گئی: یارسول اللہ! (ﷺ) دو آدمی آپس میں ملتے ہیں تو ان میں پہلے سلام کون کرے؟ ارشاد فرمایا: ''اَوْلَاھُمَا بِاللّٰہِ تَعَالٰی'' جو ان میں اللہ کا زیادہ مقرب ہے۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوار پیدل کو سلام کرے۔ پیدل بیٹھے ہوئے کو سلام کہے۔ ''وَالْمَاشِیَانِ اَیُّھُمَا بَدَأَ فَھُوَ اَفْضَلُ'' پیدل چلنے والے دو آدمیوں میں جو پہلے سلام کرے گا وہی افضل ہوگا۔

اسے بزار اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی انور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَلسَّلَامُ اِسْمٌ مِّنْ اَسْمَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَضَعَہٗ فِی الْاَرْضِ فَافْشُوْہُ بَیْنَکُمْ'' سلام اللہ تعالیٰ کے (مبارک) ناموں میں سے ایک نام ہے جو اس نے زمین میں (اہل زمین کے لئے) رکھا ہوا ہے۔ اس لئے تم آپس میں اکثر ایک دوسرے کو یہ نام کہا کرو (السلام علیکم کہا کرو)۔ کیونکہ جب کوئی مسلمان کسی قوم کے پاس سے گذرتا ہے اور انہیں سلام کہتا ہے پھر وہ اسے سلام کا جواب کہتے ہیں تو اسے ان پر کئی درجے فضیلت حاصل ہوتی ہے کہ اس نے انہیں سلام کہنا یاد دلایا ہوتا ہے۔ اور اگر وہ لوگ اسے اس کے سلام کا جواب نہ دیں (وعلیکم السلام نہ کہیں) تو وہ اسے سلام کا جواب دیتا ہے جو ان سے کہیں بہتر و افضل ہے (یعنی اللہ تعالیٰ یا اس کے فرشتے سلام کا جواب دیتے ہیں)۔

اسے بزار اور طبرانی نے روایت کیا۔ بزار کی ایک اسناد جید و قوی ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہمارا طریقہ یہ تھا کہ جب ہم (صحابہ رضی اللہ عنہم) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کہیں جا رہے ہوتے، درمیان میں کوئی درخت آ جاتا پھر اس کے بعد دوبارہ ملتے تو ایک دوسرے کو سلام کہا کرتے۔

اسے طبرانی نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اِذَا انْتَهٰى اَحَدُكُمْ اِلَى الْمَجْلِسِ فَلْيُسَلِّمْ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّقُوْمَ فَلْيُسَلِّمْ فَلَيْسَتِ الْاُوْلٰى بِاَحَقَّ مِنَ الْاٰخِرَةِ" جب تم میں سے کوئی مجلس میں پہنچے تو (اہل مجلس کو) سلام کہے۔ پھر جب اٹھنا چاہے تب بھی سلام کہے کیونکہ پہلا سلام (جو آتے وقت کہا تھا) اس آخرت (جاتے وقت کے) سلام سے زیادہ ثواب نہیں رکھتا (بلکہ دونوں کا ثواب برابر ہے)۔

اسے ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔ ترمذی نے حسن کہا۔ اور رزین نے یہ الفاظ زائد کیے: "وَمَنْ سَلَّمَ عَلٰى قَوْمٍ حِيْنَ يَقُوْمُ عَنْهُمْ كَانَ شَرِيْكَهُمْ فِيْمَا خَاضُوْا مِنَ الْخَيْرِ بَعْدَهٗ" جس شخص نے کسی قوم سے رخصت ہوتے وقت سلام کہا تو وہ قوم جب تک اس کے جانے کے بعد نیکی کے کام کے بارے میں غور و خوض کرتی رہے گی، یہ ان کے اس کار خیر میں برابر کا شریک رہے گا (اسے بھی ثواب حاصل ہوگا)۔

حدیث: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت پاک میں حاضر ہوا اور عرض کیا: السلام علیکم، آپ ﷺ نے اسے سلام کا جواب دیا پھر وہ مجلس پاک میں بیٹھ گیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے دس نیکیاں ملیں۔ پھر ایک اور شخص حاضر ہوا اور عرض کیا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ ﷺ نے جواب دیا، وہ بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے بیس نیکیاں حاصل ہوئیں۔ پھر ایک اور آدمی حاضر ہو کر اس طرح سلام عرض کرنے لگا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" آنحضور ﷺ نے اسے بھی سلام کا جواب عنایت فرمایا۔ یہ بھی جب بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے تیس نیکیاں حاصل کیں۔

اسے ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور بیہقی نے روایت کیا۔ ترمذی اور بیہقی نے اسے حسن کہا۔ نیز ابوداؤد نے اسے ابومرحوم عبدالرحیم بن میمون عن سہل بن معاذ عن ابیہ کے طریق سے بھی مرفوعاً اسی طرح روایت کیا اور یہ الفاظ زائد کیے: "ثُمَّ اَتٰى اٰخَرُ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ وَمَغْفِرَتُهٗ" پھر ایک اور صاحب حاضر ہوئے اور عرض کیا: آپ لوگوں پر سلامتی ہو، اس کی رحمت، برکتیں اور مغفرت ہو۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اَرْبَعُوْنَ" "اس کو چالیس نیکیاں مل گئیں۔ فرمایا: اسی طرح فضائل (نیکیاں) بڑھتے جاتے ہیں۔

حدیث: حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "مَنْ قَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، كُتِبَتْ لَهٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَمَنْ قَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ كُتِبَتْ لَهٗ عِشْرُوْنَ حَسَنَةً

وَمَنْ قَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ كُتِبَتْ لَهٗ ثَلَاثُوْنَ حَسَنَةً'' جس نے (صرف) السلام علیکم کہا، اس کے لیے دس نیکیاں لکھی گئیں، جس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا، اس کے لئے بیس نیکیاں مکتوب ہوئیں اور جس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا، اس کے لئے تیس نیکیاں لکھ دی گئیں۔ (طبرانی)۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گذرا جبکہ آپ ﷺ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے۔ آنے والے نے عرض کیا: سلام علیکم، تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اس کے لئے دس نیکیاں ہیں۔ پھر ایک اور آدمی گذرا اور عرض کیا: سلام علیکم و رحمة الله، سرور عالم ﷺ نے فرمایا: اسے بیس نیکیاں حاصل ہوئیں۔ پھر ایک اور آدمی گذرا اور عرض کرنے لگا: سلام علیکم و رحمة الله وبركاته، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اسے تیس نیکیاں مل گئیں۔ اس کے بعد ایک آدمی مجلس شریف سے اٹھ کر چلا گیا اور سلام نہ کہا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ تمہارا ساتھی کتنی جلدی بھول گیا۔ جب تم میں سے کوئی کسی مجلس میں آئے تو سلام کہا کرے۔ پھر جتنی دیر بیٹھنا چاہے بیٹھے اور اگر اٹھ کر جانا چاہے تو پھر سلام کہے۔ کیونکہ پہلا سلام اس آخری سلام سے زیادہ ثواب نہیں رکھتا۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اقدس ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: چالیس (عظیم الشان) خصائل ہیں، جن میں سب سے اعلیٰ خصلت مَنِيْحَةُ الْعَنْزِ (کسی کو دودھ پینے کے لئے اپنی بکری یا اونٹنی دے دینا کہ جب تک دودھ دیتی رہے یہ پیتا رہے اور جب دودھ دینا بند کردے مالک کو واپس کردے) ہے۔ جو شخص ان میں سے کسی خصلت پر عمل کرے ثواب کی امید رکھتے ہوئے اور اس پر مذکور ثواب ملنے کے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے تو اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے منيحة العنز کے علاوہ (ان چالیس میں سے) سلام کا جواب دینا، چھینکنے والے کو یرحمك الله کہنا اور راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا وغیرہ شمار کیا تو ہم پندرہ سے زیادہ تک شمار نہ کر سکے۔

اسے بخاری وغیرہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَعْجَزُ النَّاسِ مَنْ عَجَزَ فِي الدُّعَاءِ وَاَبْخَلُ النَّاسِ مَنْ اَبْخَلَ بِالسَّلَامِ'' لوگوں میں سب سے بڑا عاجز وہ ہے جو دعا کرنے میں عاجز ہو (اللہ تعالیٰ سے مانگ نہ سکے کہ وہ کریم تو سب کچھ دینے والا ہے) اور لوگوں میں سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو سلام کہنے میں بخل سے کام لے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا اور کہا کہ نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث صرف اسی اسناد کے ساتھ مروی ہے۔ (حافظ منذری فرماتے ہیں کہ یہ اسناد جید وقوی ہے)۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں کے درمیان سب سے بڑھ کر چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہو۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! (ﷺ) اپنی نماز میں چوری کوئی کیسے کرسکتا ہے؟ ارشاد فرمایا: ''لَا یُتِمُّ رُکُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا'' اس طرح کہ نماز میں رکوع اور سجود مکمل نہ کرے۔ اور لوگوں میں بڑا بخیل وہ شخص ہے جو سلام کہنے میں بخیل ہو۔

اسے بھی طبرانی نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی محترم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی: فلاں شخص کا میرے باغ میں کھجور کا ایک درخت ہے۔ اس سے مجھے اذیت پہنچتی ہے (وقت بے وقت میرے باغ میں گھس آتا ہے) اور اس کے درخت کی جگہ میرے لئے باعث تکلیف ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے آدمی بھیج کر اسے بلایا اور فرمایا کہ فلاں آدمی کے باغ میں تمہارا جو کھجور کا درخت ہے وہ میرے ہاتھ فروخت کردو۔ اس نے کہا کہ میں نہیں بیچوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر مجھے ہبہ کردو۔ وہ بولا کہ یہ بھی نہیں کرسکتا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تو پھر جنت میں ایک کھجور کے درخت کے عوض میرے ہاتھ بیچ دو۔ وہ کہنے لگا: میں یہ بھی نہیں کرسکتا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَارَأَیْتُ الَّذِیْ هُوَ اَبْخَلُ مِنْكَ اِلَّا الَّذِیْ یَبْخَلُ بِالسَّلَامِ'' میں نے تم سے بڑھ کر کسی شخص کو بخیل نہیں دیکھا سوائے اس آدمی کے جو سلام کرنے میں بخل کرتا ہو۔

اسے امام احمد اور بزار نے روایت کیا۔ امام صاحب کی اسناد میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حدیث: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِیَامًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ'' جو شخص یہ پسند کرے کہ لوگ اس کی تعظیم کے لئے کھڑے رہا کریں تو وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ کی آگ میں بنالے۔

ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس ایک لاٹھی پر ٹیک لگاتے ہوئے تشریف لائے تو ہم آپ ﷺ کے لئے کھڑے ہوگئے۔ اس پر ارشاد فرمایا: ''لَا تَقُوْمُوْا كَمَا تَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ یُعَظِّمُ بَعْضُهَا بَعْضًا'' اس طرح کھڑے نہ ہوا کرو جیسے عجمی (غیر عربی) لوگ ایک دوسرے کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوا کرتے (1) ہیں۔ اسے ابوداؤد وابن ماجہ نے روایت کیا۔ اس کی اسناد حسن ہے۔

1۔ اوپر کی دونوں احادیث میں تعظیماً کھڑے ہونے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ مگر خیال رہے کہ یہ اس وقت ہے جب کوئی شخص اپنے لئے لوگوں کا تعظیماً کھڑا ہونا پسند کرتا ہو یا جب یہ خود تو بیٹھا ہو مگر لوگ اس کی تعظیم کے لئے کھڑے رہیں۔ اور اگر یہ دونوں صورتیں نہ ہوں تو تعظیماً کھڑا ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ حضور انور ﷺ کا صحابہ رضی اللہ عنہم کو اپنے لئے کھڑے ہونے سے منع فرمانا بطور انکسار و تواضع تھا۔ ابوداؤد ابواب السلام میں ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ آئے تو سید عالم ﷺ نے انصار سے ارشاد فرمایا: ''قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِكُمْ'' اپنے سردار کے لئے کھڑے ہوجاؤ۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ترغیب

مصافحہ کرنا

ترہیب

اشارے سے سلام کرنا، نیز کافر کو سلام یا سلام کا جواب کیسے دیا جائے؟

حدیث: حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَا مِنْ مُّسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ اَنْ يَّتَفَرَّقَا'' جو دو مسلمان آپس میں ملاقات کریں پھر مصافحہ کریں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے ہی ان کی مغفرت فرما دی جاتی ہے۔

اسے ابوداؤد و ترمذی نے روایت کیا۔ (ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے)۔ نیز ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ فَتَصَافَحَا وَحَمِدَا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَاهُ غُفِرَ لَهُمَا'' جب دو مسلمان ملیں، پھر مصافحہ کریں، اللہ کی حمد و ثناء کریں اور اس سے مغفرت کی دعا مانگیں تو دونوں بخش دیئے جاتے ہیں۔

حدیث: طبرانی نے ابوداؤد اعمی سے روایت کی ہے جو کہ متروک ہیں۔ کہتے ہیں کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی مجھ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کیا اور میرا چہرہ دیکھ کر ہنس پڑے۔ پھر کہنے لگے کہ تمہیں معلوم ہے، میں نے تمہارا ہاتھ کیوں پکڑا؟ میں نے کہا: معلوم تو نہیں لیکن یہ یقین رکھتا ہوں کہ آپ نے کسی اچھائی کے لئے ہی ایسا کیا ہوگا۔ تو وہ کہنے لگے: حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے ملاقات فرمائی، آپ ﷺ نے میرے ساتھ ایسا ہی کیا (میرا ہاتھ پکڑا مصافحہ فرمایا اور مجھے دیکھ کر مسکرائے) پھر ارشاد فرمایا: جانتے ہو، میں نے تمہارے ساتھ ایسا کس لئے کیا ہے؟ میں نے عرض کی: مجھے تو معلوم نہیں۔ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دو مسلمان جب آپس میں ملتے ہیں، مصافحہ کرتے ہیں اور ایک دوسرے کا چہرہ دیکھ کر ہنستے مسکراتے ہیں اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے پہلے ان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) نیز ابوداؤد شریف کے اسی باب میں ہے کہ: ''كَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ اِلَيْهَا فَاَخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَاَجْلَسَهَا فِىْ مَجْلِسِهٖ وَكَانَ اِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ اِلَيْهِ فَاَخَذَتْ بِيَدِهٖ فَقَبَّلَتْهُ وَاَجْلَسَتْهُ فِىْ مَجْلِسِهَا'' جب وہ (سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا) آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتیں تو آپ ﷺ ان کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ ان کے ہاتھ کو پکڑ کر بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ اور جب حضور انور ﷺ ان کے پاس تشریف لے جاتے تو سیدہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے لئے کھڑی ہو جاتیں۔ دست انور کو پکڑ کر بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔ معلوم ہوا کہ مطلقاً ہر تعظیمی قیام ممنوع نہیں ہے۔ ورنہ معلم اخلاقیات علیہ الصلوٰت والتسلیمات حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی تعظیم کے لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کو کیوں حکم فرماتے؟ اور سیدہ خاتون قیامت رضی اللہ عنہا کے لئے نہ خود قیام فرماتے اور نہ سیدہ ہی سرور عالم ﷺ کی تعظیم کے لئے قیام فرماتیں۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے اسلام نے تعظیمی قیام کو جائز بلکہ مستحب قرار دیا ہے۔ (مترجم)

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: "کَانَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَلَاقَوْا تَصَافَحُوْا وَاِذَا قَدِمُوْا مِنْ سَفَرٍ تَعَانَقُوْا" حضور نبی اکرم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی عادت تھی کہ جب ملاقات کرتے تو (بعد سلام) مصافحہ کرتے اور جب کبھی کسی سفر سے واپس آتے تو معانقہ (گلے ملنا) کرتے تھے۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ ان کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نبی اقدس ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب مومن مومن سے ملاقات کرے، اسے سلام کہے، اور اس کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرے تو "تَنَاثَرَتْ خَطَایَاھُمَا کَمَا یَتَنَاثَرُ وَرَقُ الشَّجَرِ" دونوں کے گناہ یوں جھڑ جاتے ہیں۔ جیسے درخت کے پتے (موسم خزاں میں) جھڑتے ہیں۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ ان کے راویوں میں میں (مؤلف کتاب) کسی کو مجروح نہیں جانتا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ کی ملاقات حضرت حذیفہ (رضی اللہ عنہ) سے ہوئی۔ آپ ﷺ نے ان سے مصافحہ فرمانا چاہا تو حضرت حذیفہ پیچھے ہٹ گئے اور عرض کرنے لگے: میں حالت جنابت (ناپاکی) میں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (کوئی حرج نہیں سلام بھی لے سکتے ہو اور مصافحہ بھی کر سکتے ہو) "اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا صَافَحَ اَخَاہُ تَحَاتَّتْ خَطَایَاھُمَا کَمَا یَتَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ" ایک مسلمان جب اپنے بھائی سے مصافحہ کرتا ہے تو دونوں کے گناہ یوں گر جاتے ہیں جیسے درخت کے پتے گرا کرتے ہیں۔

اسے بزار نے مصعب بن ثابت کی روایت سے روایت کیا۔

حدیث: آپ (ابوہریرہ) رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں پھر مصافحہ کرتے ہیں اور ایک دوسرے کا حال پوچھتے ہیں تو "اَنْزَلَ اللّٰہُ بَیْنَھُمَا مِائَۃَ رَحْمَۃٍ، تِسْعَۃٌ وَّ تِسْعِیْنَ لِاَبَشِّھِمَا وَاَطْلَقِھِمَا وَاَبَرِّھِمَا وَاَحْسَنِھِمَا مُسَاءَ لَۃً بِاَخِیْہِ" اللہ تعالیٰ ان دونوں پر سو (100) رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ ان میں ننانوے اس کے لئے ہوتی ہیں جو دونوں میں زیادہ خوش باش، زیادہ کشادہ رو، زیادہ مخلص اور زیادہ اچھی طرح اپنے بھائی کا حال دریافت کرنے والا ہوتا ہے۔

اسے طبرانی نے ایسی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے جو محل نظر ہے۔

حدیث: حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب دو مسلمان آدمی ایک دوسرے سے ملتے ہیں، ان میں ایک اپنے دوست کو سلام کہتا ہے تو ان میں اللہ کو زیادہ محبوب وہ ہے جو زیادہ خندہ پیشانی سے اپنے دوست کے ساتھ ملا ہو۔ پھر جب وہ مصافحہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر ایک سو رحمت نازل فرماتا ہے۔ "وَلِلْبَادِیْ مِنْھُمَا تِسْعُوْنَ وَلِلْمُصَافِحِ عَشْرَۃٌ" اور مصافحہ کی ابتداء کرنے والے کو نوے اور دوسرے کو دس رحمتیں حاصل ہوتی ہیں۔

اسے بزار نے روایت لیا۔

حدیث: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمان جب اپنے بھائی سے ملاقات کرتا ہے پھر مصافحہ کرنے کو اس کا ہاتھ تھامتا ہے تو دونوں کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جیسے شدید آندھی کے روز خشک درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ ''وَاِلاَّ غُفِرَ لَهُمَا وَلَوْ كَانَتْ ذُنُوْبُهُمَا مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ'' اور ان کی مغفرت کر دی جاتی ہے، اگر چہ ان کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

اسے طبرانی نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مِنْ تَمَامِ التَّحِيَّةِ الْاَخْذُ بِالْيَدِ'' ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرنا سلام کی تکمیل میں سے ہے (اس کے بغیر سلام نامکمل ہے)۔

اسے ترمذی نے ایسے آدمی سے روایت کی جس کا نام مذکور نہیں اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا جناب رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے درمیان مصافحہ کرنے کا دستور تھا؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں، تھا۔ (بخاری و ترمذی)۔

حدیث: حضرت ایوب بن بشیر عدوی سے روایت ہے۔ وہ عنزہ قبیلہ کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے عرض کی جبکہ آپ شام میں چلے گئے تھے کہ میں آپ سے رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں سے ایک حدیث کے بارے میں سوال کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی بری بات نہ ہوئی (تمہارا ارادہ برا نہ ہوا) تو میں تمہیں ضرور بتادوں گا۔ میں نے کہا: بے شک کوئی بری بات نہیں ہے (بلکہ پوچھنا یہ ہے کہ) جب آپ لوگ (صحابہ رضی اللہ عنہم) رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کرتے تھے تو کیا آپ ﷺ آپ لوگوں سے مصافحہ فرمایا کرتے تھے؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں جب بھی ملا تو آپ ﷺ نے مجھ سے مصافحہ فرمایا۔ اور ایک روز آپ ﷺ نے مجھے بلایا۔ میں گھر پر نہیں تھا۔ واپس گھر آیا تو مجھے بتایا گیا کہ آپ ﷺ نے مجھے یاد فرمایا ہے۔ میں حاضر بارگاہ ہوا۔ آپ ﷺ اپنی چارپائی شریف پر تشریف فرما تھے۔ تو آپ ﷺ نے مجھے اپنے ساتھ چمٹا لیا (معانقہ فرمایا) ''فَكَانَتْ تِلْكَ اَجْوَدَ وَاَجْوَدَ'' یہ تو بڑی ہی عمدہ بات تھی، نہایت ہی کریمانہ طریقہ تھا۔

اسے ابوداؤد نے روایت کیا اور قبیلہ عنزہ کے آدمی کا نام عبداللہ ہے جو غیر معروف ہیں۔

حدیث: حضرت عطاء خراسانی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تَصَافَحُوْا يَذْهَبْ عَنْكُمُ الْغِلُّ وَتَهَادُوْا تَحَابُّوْا وَتَذْهَبِ الشَّحْنَاءُ'' ایک دوسرے سے مصافحہ کیا کرو، تمہارا اندرونی کھوٹ دور ہو جائے گا۔ ایک دوسرے کو تحفے تحائف دیا کرو آپس میں محبت بڑھے گی اور بغض دور ہوگا۔

امام مالک نے اسے اسی طرح معضل روایت کیا ہے۔ اور بھی طریقوں سے اس کی سند ہے جس میں کچھ گفتگو ہے۔

حدیث: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ ان کے دادا رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ ہم میں سے نہیں (ہمارے طریقہ یا ملت پر نہیں یا وہ مومن کامل نہیں) جو ہمارے غیروں کے ساتھ مشابہت اختیار کرے۔ یہود و نصاریٰ کے ساتھ مشابہت اختیار مت کرو۔ ''فَاِنَّ تَسْلِيْمَ الْيَهُوْدِ الْاِشَارَةُ بِالْاَصَابِعِ وَاِنَّ تَسْلِيْمَ النَّصَارىٰ بِالْاَكُفِّ'' کیونکہ یہودیوں کا سلام انگلیوں کے اشارہ سے ہے اور نصاریٰ کا سلام ہاتھ کے اشارہ سے۔

اسے ترمذی اور طبرانی نے روایت کیا اور طبرانی نے یہ الفاظ زائد کئے: ''پیشانیوں پر سے بال نہ کٹاؤ (فیشنی بال نہ بنواؤ)، موچھیں چھوٹی کراؤ، داڑھیاں بڑھنے دو، اور مسجدوں اور بازاروں میں صرف ایک قمیص پہنے ہوئے مت پھرو (کہ یہ تو بے پردگی ہے) بلکہ اس کے نیچے تہبند بھی پہنو (تاکہ کامل پردہ ہو)''۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تَسْلِيْمُ الرَّجُلِ بِاِصْبَعٍ وَّاحِدَةٍ يُشِيْرُ بِهَا فِعْلُ الْيَهُوْدِ'' آدمی کا ایک انگلی کے اشارہ سے سلام کرنا یہودیوں کا فعل ہے۔

اسے ابویعلیٰ اور طبرانی نے روایت کیا۔ الفاظ طبرانی کے ہیں۔ ابویعلیٰ کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہود و نصاریٰ کو سلام کہنے میں ابتداء مت کرو (اور اگر وہ ابتدا کریں تو صرف ''وعلیکم'' کہہ دو) اور جب تم ان میں سے کسی سے راستے میں ملو تو اسے تنگ راستہ کی طرف مجبور کر دو (تاکہ ایک طرف ہو کر چلے راستہ کے درمیان نہ چل سکے)۔

اسے ابوداؤد، مسلم اور ترمذی نے روایت کیا۔ الفاظ مسلم کے ہیں۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَهْلُ الْكِتٰبِ فَقُوْلُوْا وَعَلَيْكُمْ'' جب اہل کتاب (یہودی یا عیسائی) تمہیں سلام کریں تو تم صرف ''وعلیکم'' کہہ دیا کرو (1)۔

بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ۔

1۔ یہود و نصاریٰ مسلمانوں کو سلام کرتے وقت عموماً السام علیکم کہا کرتے تھے یعنی تم پر ہلاکت و بربادی یا موت ہو۔ اس لئے مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ وعلیک کہہ دیا کریں تاکہ ان کی بددعا انہیں پر لوٹ جائے۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ کفار و مشرکین کو بالاتفاق ابتداءً سلام کہنا حرام ہے۔ اگر وہ سلام کریں تو صرف ''وعلیکم'' یا ''علیکم'' کہہ دینا چاہیے۔ اور جہاں کہیں مسلمان اور کفار و مشرکین اکٹھے ہوں تو مسلمانوں کی نیت سے السلام علیکم کہنا درست ہے۔

یورپ و امریکہ وغیرہ غیر مسلم ممالک میں بسنے والے مسلمانوں کو بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ بہت سے انگریزوں نے مسلمانوں سے السلام علیکم کہنا سیکھ لیا ہے۔ وہ بوقت ملاقات السلام علیکم کہا کرتے ہیں۔ بلکہ پاکستان میں بھی اہل کتاب یہی کلمات کہتے ہیں فلہٰذا ایسے مواقع پر انہیں صرف وعلیکم یا علیکم کہا جائے۔ (مترجم)

ترہیب

اندر آنے کی اجازت طلب کرنے سے پہلے آدمی کا کسی کے گھر کے اندر (1) جھانکنا

حدیث: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مَنِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَقَدْ حَلَّ لَهُمْ أَنْ يَفْقَئُوا عَيْنَهُ" جو شخص کسی قوم کے گھر میں ان کی اجازت کے بغیر جھانکے تو اہل خانہ کے لئے جائز ہے کہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں۔

اسے بخاری، مسلم اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ مگر ابوداؤد کے الفاظ یہ ہیں کہ: "فَفَقَئُوْا عَيْنَهُ فَقَدْ هُدِرَتْ" بغیر اذن کسی کے گھر میں جھانکا) تو گھر والوں نے اس کی آنکھ پھوڑ ڈالی تو وہ بے کار گئی۔ (اس آنکھ کا کوئی تاوان یا قصاص نہیں ہے)۔ (اسی مضمون کی ایک حدیث پاک نسائی میں بھی ہے)۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کسی کے گھر کا پردہ ہٹایا اور اجازت کے بغیر گھر کے اندر نظر ڈالی، بے شک وہ اس حد تک پہنچ گیا جہاں تک پہنچنا اس کے لئے حلال نہ تھا۔ اور اگر گھر کے آدمی نے اس کی آنکھ پھوڑ دی تو وہ بے کار گئی۔ اور اگر کوئی مرد کسی دروازے کے سامنے سے گذرا جس پر کوئی

1۔ کسی کے گھر میں داخل ہونے سے قبل اجازت طلب کرنا، اجازت ملنے پر گھر میں داخل ہو کر اہل خانہ کو سلام کہنا، اجازت نہ ملے تو واپس لوٹ جانا اور کسی کے گھر میں جھانکنے کی ممانعت اور نگاہوں کو جھکائے رکھنا، ان تمام امور سے متعلق قرآن حکیم کے واضح احکام موجود ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ (النور)

ترجمہ: "اے ایمان والو! نہ داخل ہوا کرو اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں جب تک کہ تم ان گھروں میں رہنے والوں سے اجازت نہ لے لو اور انہیں سلام نہ کر لو۔ یہی تمہارے حق میں بہتر ہے تاکہ تمہیں نصیحت حاصل ہو"۔

فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِنْ قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا هُوَ أَزْكَى لَكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝ (النور)

ترجمہ: "پھر اگر تم نہ پاؤ ان گھروں میں کسی کو (جو اجازت دے) تو ان میں مت داخل ہو یہاں تک کہ تمہیں اجازت دی جائے۔ اور اگر تمہیں کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس لوٹ جاؤ۔ یہ تمہارے لئے بہت ہی اچھا اور پاکیزہ طریقہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو خوب جاننے والا ہے"۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ۝ (النور)

ترجمہ: "تم پر کوئی گناہ نہیں اس بات پر کہ تم داخل ہو جاؤ ان گھروں میں جن کے اندر کوئی آباد نہیں جن میں تمہارا سامان رکھا ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو"۔

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ۝ (النور)

ترجمہ: "آپ (اے محبوب اکرم ﷺ) ایماندار مردوں کو حکم دیں کہ وہ اپنی نگاہیں جھکائے رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ طریقہ ان کے لئے پاکیزہ تر ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ان کے کاموں سے اچھی طرح باخبر ہے"۔

وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ (النور: 31)

ترجمہ: "اور آپ ارشاد فرما دیں ایمان والی خواتین کو کہ جھکا کر رکھیں اپنی نگاہیں اور حفاظت کریں اپنی عصمتوں کی"۔

ان آیات مقدسہ میں اللہ رب العزت نے اسلامی طرز معاشرت کے چند اصول اور قواعد وضوابط ارشاد فرما دیئے ہیں جو محتاج وضاحت نہیں ہیں۔ دیگر مسائل احادیث مبارکہ کے ضمن میں قارئین پڑھیں گے۔ (مترجم)

پردہ نہیں تھا پھر اس کی نظر گھر کی کسی چھپانے کی چیز پر پڑ گئی تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے، گناہ تو اہل خانہ پر ہے (کہ کیوں نہ پردے کا انتظام کیا)۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا۔ ان کے راوی ابن لہیعہ کے سوا صحیح کے راوی ہیں۔ نیز ترمذی نے بھی اسے روایت کیا اور کہا کہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف ابن لہیعہ کی حدیث سے جانتے ہیں۔

حدیث: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے گھروں میں داخلے کی اجازت لینے کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ دَخَلَتْ عَيْنُهُ قَبْلَ اَنْ يَّسْتَأْذِنَ وَيُسَلِّمَ فَلَا اِذْنَ وَقَدْ عَصٰى رَبَّهٗ'' جس شخص کی آنکھ (کسی کے گھر میں) اجازت لینے اور سلام کہنے سے پہلے داخل ہوگئی اس کے لئے کوئی اجازت نہیں اور بے شک اس نے اپنے رب کی نافرمانی کا ارتکاب کیا۔

اسے طبرانی نے اسحاق بن یحیٰی عن عبادہ کی حدیث سے روایت کیا۔ اسحاق کا حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کے کسی حجرہ شریفہ میں جھانکا۔ تو نبی کریم ﷺ اسے مارنے کی خاطر تیر لے کر اٹھے۔ گویا کہ میں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ آپ ﷺ تیر اٹھائے ہوئے ہیں کہ اس آدمی کو ماریں۔

اسے امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔ نسائی کے الفاظ یہ ہیں کہ: ''ایک اعرابی نبی اکرم ﷺ کے دروازے پر آیا اور دروازے کی دراڑ پر آنکھ لگا دی (جھانکنے لگا) نبی اکرم ﷺ نے اسے دیکھ لیا۔ تو لوہے یا لکڑی کی کوئی چیز لے کر ارادہ فرمایا کہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں۔ جب اس نے یہ دیکھا تو پیچھے ہٹ گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: ''اَمَا اِنَّكَ لَوْ ثَبَتَّ عَلَيْكَ لَفَقَأْتُ عَيْنَكَ'' کان کھول کر سن لے! اگر تیرا جھانکنا ثابت ہو جاتا تو میں تیری آنکھ پھوڑ ڈالتا۔

حدیث: حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے حجرہ مبارکہ کی دراز میں سے جھانکا۔ نبی اکرم ﷺ کے پاس اس وقت کھجلانے کی کوئی چیز (کنگھا وغیرہ) تھی جس سے آپ ﷺ اپنے سر انور کھجلا رہے تھے۔ تو نبی مکرم ﷺ نے اسے فرمایا: اگر معلوم ہو جاتا کہ تو دیکھ رہا ہے تو میں یہ تیری آنکھ میں چبھو دیتا۔ ''اِنَّمَا جُعِلَ الْاِسْتِئْذَانُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ'' اجازت دیکھنے کی وجہ سے ہی تو مقرر کی گئی ہے۔ (تاکہ کوئی کسی کے گھر میں جھانکنے نہ پائے کہ یہ حرام ہے)۔

بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی۔

حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین کام ہیں جو کسی کو کرنے حلال نہیں ہیں: نمبر 1 ایسا آدمی کسی قوم کی امامت نہ کرے جو خاص اپنے لئے ہی دعا کرے دوسرے لوگوں

(مقتدیوں) کے لئے نہ کرے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو اس نے ان لوگوں کے ساتھ خیانت کا ارتکاب کیا، نمبر 2 کوئی شخص کسی کے گھر کے اندر اجازت سے پہلے نہ دیکھے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو اس نے بددیانتی کی، اور نمبر 3 کوئی آدمی اس حالت میں نماز نہ پڑھے کہ اسے پیشاب کی سخت حاجت ہو جب تک کہ ہلکا نہ ہولے۔ (پیشاب نہ کر لے)۔

اسے ابوداؤد، ترمذی نے اور ابن ماجہ نے مختصراً روایت کیا۔ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا۔ نیز ابوداؤد نے اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: (دوسروں کے) گھروں میں دروازوں کے سامنے سے مت آؤ (تاکہ گھر کے اندر نظر نہ پڑے۔ ہاں دروازے پر پردہ پڑا ہو تو حرج نہیں) بلکہ ایک جانب سے آؤ (کہ بلا ارادہ بھی نظر نہ پڑے)۔ "فَاسْتَأْذِنُوْا فَاِنْ اُذِنَ لَكُمْ فَادْخُلُوْا وَاِلَّا فَارْجِعُوْا" پھر اجازت مانگو، اب اگر تمہیں اجازت مل جائے تو داخل ہو جاؤ ورنہ واپس لوٹ جاؤ۔

اسے طبرانی نے کبیر میں کئی طرق سے روایت کیا۔ جن میں ایک جید ہے۔

ترہیب

لوگوں کی باتیں سننے کی کوشش کرنا حالانکہ لوگ یہ حرکت پسند نہ کرتے ہوں

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور نبی محترم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ایسا خواب بیان کرے جو اس نے دیکھا نہ ہو (جھوٹا خواب بیان کرتا پھرے) تو اسے (بروز قیامت) جو کے دو دانے جوڑنے کے لئے مجبور کیا جائے گا اور یہ اس سے ہرگز نہ ہو سکے گا۔ "وَمَنِ اسْتَمَعَ اِلٰی حَدِيْثِ قَوْمٍ وَّهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ صُبَّ فِيْ اُذُنَيْهِ الْاٰنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" اور جو شخص ایسے لوگوں کی باتیں سننے کی کوشش کرے جو اس کی یہ حرکت پسند نہ کرتے ہوں تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔ اور جو بندہ کوئی تصویر (انسان یا حیوان یا کسی بھی ذی روح کی) بنائے گا (قیامت کے دن) اسے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا یا (بطور اہانت) اس تصویر میں روح ڈالنے پر مجبور کیا جائے گا حالانکہ نہیں ڈال سکتا۔

اسے بخاری وغیرہ نے روایت فرمایا۔

ترغیب

لوگوں کے ساتھ میل ملاپ سے فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو گوشہ نشینی اختیار کر لینا

حدیث: حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ (جب رسول اللہ ﷺ کے وصال شریف کے بعد مسئلہ خلافت طے کیا جا رہا تھا) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں تھے کہ ان کے بیٹے عمر آئے۔ حضرت

سعد نے انہیں دیکھا تو کہا: اس سوار کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ وہ سواری سے اترے اور کہنے لگے: آپ اپنے اونٹوں اور بکریوں میں مشغول ہیں اور لوگوں سے کنارہ کش ہو کر بیٹھے ہیں جبکہ لوگ آپس میں حکومت کے متعلق الجھ رہے ہیں۔ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: خاموش ہو جاؤ، میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ'' بے شک اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت فرماتا ہے جو پرہیز گار ہو، (دنیوی جھنجھٹوں سے) بے نیاز ہو، (دنیا کے بکھیڑوں سے بچ کر) اپنے گھر میں چھپا (اپنے رب کی عبادت کرتا) رہے۔

اسے مسلم نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) لوگوں کے درمیان افضل آدمی کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ بندہ مومن جو اپنی جان اور مال سے اللہ کے راستہ میں جہاد کرتا ہو۔ وہ عرض گذار ہوا: اس کے بعد کون افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: ''ثُمَّ رَجُلٌ مُعْتَزِلٌ فِيْ شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَعْبُدُ رَبَّهُ'' پھر وہ شخص افضل ہے جو پہاڑی گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں گوشہ نشین ہو کر اپنے پروردگار کی عبادت میں مصروف ہو۔

ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''يَتَّقِي اللّٰهَ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ'' اس کے بعد وہ افضل ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔

اسے بخاری اور مسلم وغیرہما نے نیز حاکم نے بھی ایسی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے جو بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق ہے۔ (حاکم کے الفاظ مختلف ہیں مگر مفہوم وہی ہے)۔

حدیث: آپ (ابو سعید خدری) رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب مسلمان کا بہترین مال بھیڑ بکریاں ہوں گی جنہیں لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش والی جگہوں کی طرف نکل جائے گا (اور) اپنے دین کی حفاظت کرتے ہوئے فتنوں سے بھاگ جائے گا۔

اسے امام مالک، بخاری، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

حدیث: اور یہ حدیث بھی آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں بہترین ذریعہ معاش اس آدمی کا ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے اپنے گھوڑے کی لگام تھامنے والا ہو، اس کی پیٹھ پر سوار ہوتا ہے۔ جب بھی (دشمن کی طرف سے) خوف وگھبراہٹ کی آواز سنتا ہے تو گھوڑے کی پشت پر سوار ہو کر اڑنے لگتا ہے۔ وہ دشمن کو قتل کرنے یا شہادت کی موت تلاش کرنے لگتا ہے۔ ذریعہ معاش کے لحاظ سے دوسرا وہ شخص بہتر ہے جو اپنی بکریاں لئے ہوئے ان پہاڑوں کی چوٹیوں میں سے کسی چوٹی پر یا ان وادیوں میں سے کسی وادی میں چلا جاتا ہے۔ نماز قائم

رکھتا ہے، زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور اپنے رب کی عبادت میں لگا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ موت آ جاتی ہے۔ یہ لوگوں کی طرف سے بھلائی ہی میں رہتا ہے۔ (ان کے شر سے محفوظ رہتا ہے)۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔ (بالفاظ مختلفہ اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نسائی، ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے جسے ترمذی نے حسن غریب کہا ہے)۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے (کہ اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے)، جس نے کسی بیمار کی عیادت کی، وہ بھی اللہ کے ذمہ کرم پر ہے۔ جو کسی حکمران کے پاس گیا کہ اس کی (حق پر چلنے، باطل سے بچنے پر) تعظیم کی، وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔ ''وَمَنْ جَلَسَ فِيْ بَيْتِهٖ لَمْ يَغْتَبْ اِنْسَانًا كَانَ ضَامِنًا عَلَى اللّٰهِ'' اور جو شخص اپنے گھر میں بیٹھ رہا، کسی انسان کی غیبت نہ کی، وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔

اسے امام احمد، طبرانی، ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور ابن حبان نے روایت کیا۔ یہ الفاظ ابن حبان کے ہیں۔ طبرانی کے الفاظ اس طرح ہیں کہ: ''اَوْ قَعَدَ فِيْ بَيْتِهٖ فَسَلِمَ النَّاسُ مِنْهُ وَسَلِمَ مِنَ النَّاسِ'' یا اپنے گھر میں بیٹھا رہا کہ لوگ اس سے محفوظ رہے اور وہ لوگوں کے شر سے حفاظت میں رہا۔

یہ حدیث ابوداؤد کے نزدیک اسی طرح ہے۔ نیز طبرانی نے اوسط میں اسے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے بھی روایت کیا ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں: ''چھ کام وہ ہیں کہ جو مسلمان ان میں سے کسی ایک کو بھی کرتا ہوا مر گیا، اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے، اس کے بعد ان میں سے ایک کا ذکر کیا کہ ''وَرَجُلٌ فِيْ بَيْتِهٖ لَا يَغْتَابُ الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا يَجُرُّ اِلَيْهِمْ سُخْطًا وَّلَا نِقْمَةً'' اور وہ آدمی جو اپنے گھر میں گوشہ نشین رہتا ہے، مسلمانوں کی غیبت نہیں کرتا، نہ ان پر ناراض ہوتا ہے نہ ان کی عیب جوئی کرتا ہے۔ (یا ان پر طعنہ زنی کرتا ہے)۔

حدیث: حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ وہ شخص اچھا لگتا ہے کہ ''يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَيُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَيُعَمِّرُ مَالَهٗ وَيَحْفَظُ دِيْنَهٗ وَيَعْتَزِلُ النَّاسَ'' اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) پر ایمان رکھتا ہے، نماز قائم کرتا ہے، زکوٰۃ ادا کرتا ہے، (حلال ذریعہ سے) اپنا مال بڑھاتا ہے، اپنے دین کی حفاظت کرتا ہے اور لوگوں سے الگ تھلگ رہتا ہے۔

اسے ابن ابی الدنیا نے عزلت میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''طُوْبٰى لِمَنْ مَلَكَ لِسَانَهٗ وَوَسِعَهٗ بَيْتُهٗ وَبَكٰى عَلٰى خَطِيْئَتِهٖ'' جنت کی بشارت ہو (یا جنت میں شجرہ طوبیٰ ہے) اس شخص کے لئے جس نے (بے حیائی، فحش گوئی، جھوٹ، غیبت وغیرہ سے) اپنی زبان کو قابو میں رکھا، اس کا گھر اس (کی گوشہ نشینی) کے لئے

کافی ہو اور وہ اپنے گناہوں پر روتا ہو۔

طبرانی نے اسے اوسط اور صغیر میں روایت کیا اور اس کی اسناد کو حسن کہا۔

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) نجات کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ''اَمسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ'' اپنی زبان کی حفاظت کرو، تمہارا گھر تمہیں کافی ہونا چاہیے۔ اور اپنی خطاؤں پر رویا کرو۔

اسے ترمذی، ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے عبید اللہ بن زحر عن علی بن یزید کے طریق سے روایت کیا۔ اور ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت مکحول رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) قیامت کب قائم ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس سے سوال کیا گیا (یعنی میں) سوال کرنے والے سے زیادہ علم نہیں رکھتا۔ لیکن قیامت کی کچھ علامات ہیں اور ان میں سے بازاروں کا قریب ہو جانا ہے۔ اس نے عرض کی: بازاروں کا قریب ہونا کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: (دنیا کے) بازاروں کا اجڑ جانا (تجارت میں برکت و نفع نہ ہونا)، بارش کا ہونا مگر کسی پودے کا پیدا نہ ہونا، غیبت کا عام ہو جانا، اولاد زنا کی کثرت، صاحب مال کی (بوجہ مال، نہ کہ علم و تقوی) عزت و تکریم ہونا، مسجدوں میں فاسق و فاجر لوگوں کی آوازوں کا بلند ہونا، اہل حق پر جرائم پیشہ لوگوں کا غلبہ ہونا۔ وہ آدمی عرض گذار ہوا: پھر ایسے وقت میں آپ میرے لئے کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''فِرَّ بِدِيْنِكَ وَكُنْ حِلْسًا مِّنْ اَحْلَاسِ بَيْتِكَ'' اپنے دین کی حفاظت کرتے ہوئے (ایسے مقامات سے) بھاگ جاؤ اور اپنے گھر کے کمبلوں میں سے ایک کمبل بن جاؤ (جیسے کمبل گھر کے اندر پڑا رہتا ہے تم بھی گھر میں اللہ اللہ کرتے رہنا)۔

اسے ابن ابی الدنیا نے اسی طرح مرسل روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: تمہیں اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح کئی فتنے درپیش ہوں گے۔ کہ صبح کے وقت آدمی مومن ہوگا تو شام کو کافر ہو جائے گا اور شام کو مومن ہوگا تو صبح تک کافر ہو چکا ہوگا۔ ان فتنوں کے دور میں بیٹھنے والا شخص کھڑا ہونے والے سے بہتر ہوگا۔ کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اچھا ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ (جس قدر ان فتنوں میں پڑنے سے بچے گا اتنا ہی اچھا ہوگا) صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کرنے لگے: ہمارے لئے اس وقت میں کیا حکم ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''كُوْنُوْا اَحْلَاسَ بُيُوْتِكُمْ'' تم اپنے گھروں کے کمبلوں کی طرح (گھر میں پڑے رہنے والے) بن جانا۔ (گوشہ نشین ہو جانا)۔

اسے ابوداؤد نے روایت کیا۔ اسی مضمون کی بہت سی احادیث صحاح وغیرہا میں موجود ہیں۔

حدیث: حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: اللہ کی قسم، میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ

ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خوش قسمت ہے وہ شخص جو فتنوں سے بچا رہا، خوش نصیب ہے وہ بندہ جو فتنوں سے لاتعلق رہا، سعادت مند ہے وہ آدمی جس نے خود کو فتنوں میں پڑنے سے بچائے رکھا۔ ''وَلَمَنِ ابْتُلِيَ فَصَبَرَ فَوَاهًا'' اور جو مجبوراً پھنس گیا پھر صبر سے کام لیا تو وہ شخص قابل تعریف ہے۔

اسے بھی ابوداؤد نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم رسول اللہ ﷺ کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے جبکہ آپ ﷺ نے ایک فتنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: جب تم لوگوں کو اس حالت میں دیکھو کہ ان کے عہد فاسد ہوگئے ہیں (عہد کی پاسداری نہیں رہی)، ان کی امانتیں ہلکی ہوگئی ہیں (ان میں خیانت ہونے لگی ہے) اور وہ اس طرح ہوگئے ہیں، آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کر کے دکھایا (یعنی اچھے برے میں کوئی تمیز نہ رہے گی تو یہ بڑا فتنے کا دور ہوگا) فرماتے ہیں کہ میں نے کھڑے ہوکر عرض کی: اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے، اس وقت مجھے کیا کرنا چاہیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے گھر میں رہنا لازم کر لینا، اپنے نفس پر رونا، اپنی زبان کی حفاظت کرنا، نیکی اختیار کرنا، بدی کو ترک کر دینا، اپنے نفس کے معاملات خاص طور پر درست کرنا اور عوام کے معاملات چھوڑ دینا۔

اسے ابوداؤد اور نسائی نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد کی طرف گئے تو انہوں نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی قبر انور کے پاس روتے ہوئے پایا تو پوچھا کہ تمہیں کس چیز نے رلایا ہے؟ وہ کہنے لگے: اس حدیث نے جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: تھوڑی سی ریاکاری بھی شرک ہے۔ اور جس نے اللہ کے ولیوں کے ساتھ عداوت رکھی اللہ نے اسے جنگ کا چیلنج دیا ہے بے شک اللہ تعالیٰ نیکوکاروں، پرہیزگاروں اور گوشہ نشینوں سے محبت فرماتا ہے جو غائب ہوں تو تلاش نہیں کئے جاتے اور اگر حاضر ہوں تو پہچانے نہیں جاتے۔ ''قُلُوْبُهُمْ مَصَابِيْحُ الْهُدٰى يَخْرُجُوْنَ مِنْ كُلِّ غَبْرَآءَ مُظْلِمَةٍ'' ان کے دل ہدایت کے چراغ ہوتے ہیں، وہ ہر قسم کے گرد وغبار اور تاریکی (فتنہ وفساد) سے (دامن بچا کر) نکل جاتے ہیں۔

اسے ابن ماجہ اور حاکم نے اور بیہقی نے کتاب الزہد میں روایت کیا۔ اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے، اس میں کوئی علت نہیں ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں پر ایک دور ایسا آئے گا کہ کوئی دین دار اپنا دین سلامت نہ رکھ سکے گا سوائے اس شخص کے جو اپنے دین کی حفاظت کی خاطر ایک چوٹی سے دوسری چوٹی (فتنے والی جگہ سے امن وحفاظت والی جگہ) کی طرف بھاگ جائے گا۔ اور ایک سوراخ سے دوسرے سوراخ میں منتقل ہو جائے گا۔ جب یہ دور آئے گا تو اللہ تعالیٰ کو غضب ناک کئے بغیر روزی حاصل نہ کی جائے گی (لوگ حرام ذرائع سے روزی کمائیں گے) پھر جب یہ صورت حال ہوگی تو آدمی اپنے بیوی بچوں کے ہاتھوں ہلاک ہوگا۔ اگر اس کے بیوی بچے

نہ ہوں گے تو والدین کے ہاتھوں ہلاک ہوگا اور اگر اس کے والدین بھی نہ ہوں گے تو اس کی ہلاکت اس کے رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے ہاتھوں ہوگی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم عرض گذار ہوئے: یارسول اللہ! (ﷺ) یہ سب کیسے ہوگا؟ فرمایا: ''يُعَيِّرُوْنَهٗ بِضِيْقِ الْمَعِيْشَةِ فَعِنْدَ ذَالِكَ يُوْرِدُ نَفْسَهُ الْمَوَارِدَ الَّتِي يُهْلِكُ فِيْهَا نَفْسَهٗ'' لوگ اسے مال کی کمی کا طعنہ دیں گے، اس وقت وہ (زیادہ مال و دولت اکٹھا کرنے کی خاطر) اپنے آپ کو ایسی ایسی جگہوں پر لے جائے گا جن میں اپنی جان کو ہلاک کرلے گا۔ (تو گویا انہیں کے ہاتھوں ہلاک ہوا)۔

اسے بیہقی نے کتاب الزہد میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا فرمان پاک ہے: ''مَنِ انْقَطَعَ اِلَى اللّٰهِ كَفَاهُ اللّٰهُ كُلَّ مُؤْنَةٍ وَرَزَقَهٗ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ'' جو شخص اللہ کی عبادت کے لئے (دنیا سے) الگ تھلگ ہو جائے، اللہ تعالیٰ اس کی ہر مشکل میں کافی ہوگا اور اسے وہاں سے رزق دے گا جہاں سے اس کو گمان بھی (1) نہ ہوگا۔ ''وَمَنِ انْقَطَعَ اِلَى الدُّنْيَا وَكَلَهُ اللّٰهُ اِلَيْهَا'' اور جو دنیا کی خاطر (لوگوں سے اور عبادت الٰہی سے) الگ ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ اسے دنیا ہی کے سپرد کردے گا۔

اسے طبرانی، ابوالشیخ اور ابن حبان نے کتاب الثواب میں روایت کیا۔ طبرانی کی اسناد مقارب ہے۔

ترہیب

غضب وغصہ

ترغیب

اسے (1) روکنا اور پی جانا، نیز غصے کے وقت کیا کیا جائے

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے نبی انور ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کی: مجھے کوئی نصیحت فرما دیجئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَا تَغْضَبْ'' غصے میں نہ آیا کرو انہوں نے کئی مرتبہ یہ سوال

1۔ فرمان خداوندی ہے:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۚ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝ (طلاق)

ترجمہ: ''اور جو بندہ اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ اس کیلئے نجات کا راستہ بنا دیتا ہے۔ اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے گمان بھی نہیں ہوتا۔ اور جو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے، اللہ اس کے لئے کافی ہوتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ اپنا امر پورا کرنے والا ہے۔ اللہ نے ہر چیز کیلئے ایک اندازہ مقرر فرما رکھا ہے''۔ (مترجم)

(2) خداوند لم یزل جل مجدہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں متعدد مقامات پر غیظ وغضب اور غصے کو پی جانے برداشت کرنے اور غصے کے وقت تحمل و بردباری سے کام لینے کا حکم دیا ہے۔ اور ایسے وقت میں غصہ پی جانے اور برداشت کرنے کو اپنے خاص بندوں کی صفت قرار دیا ہے۔ فرمایا:

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۚ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (آل عمران) (بقیہ اگلے صفحہ پر)

دہرایا۔ آپ ﷺ نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا: ''لَا تَغْضَبْ'' غصے میں مت آیا کرو۔ (بخاری)

حدیث: حضرت حمید بن عبدالرحمٰن نبی کریم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے ایک صاحب سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) مجھے کوئی نصیحت فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: غصہ میں نہ آیا کرو۔ وہ سائل کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان پر غور وفکر کرتا رہا۔ ''فَاِذَا الْغَضَبُ يَجْمَعُ الشَّرَّ كُلَّهٗ'' تو اچانک میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ غصہ مکمل طور پر برائی کا مجموعہ ہے۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ ان کے راویوں سے صحیح میں روایات لی گئی ہیں۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کون سی چیز مجھے اللہ عزوجل کے غضب سے دور کرسکتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لَا تَغْضَبْ'' تم غضبناک نہ ہوا کرو۔

اسے امام احمد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا مگر ابن حبان کے لفظ ہیں کہ: ''مَا يَمْنَعُنِيْ'' کون سی چیز مجھ سے غضب الٰہی روک سکتی ہے؟۔

حدیث: حضرت جاریہ بن قدامہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) مجھے کوئی بات ارشاد فرمائیں جو بہت مختصر ہوتا کہ میں اسے حفظ کرلوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''لَا تَغْضَبْ'' غصے میں مت آیا کرو۔ انہوں نے یہ سوال کئی مرتبہ دہرایا۔ آپ ﷺ ہر مرتبہ یہی جواب دیتے کہ ''لَا تَغْضَبْ'' غصے میں نہ آیا کرو۔

اسے امام احمد، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور طبرانی نے کبیر و اوسط میں روایت کیا۔ الفاظ امام احمد رحمہ اللہ کے ہیں۔ اور آپ کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں عرض کیا: آپ مجھے کوئی ایسا عمل ارشاد فرمادیں جو مجھے جنت میں داخل کردے۔ اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

(بقیہ صفحہ گزشتہ) ترجمہ: ''(ان پرہیزگاروں کے لئے وسیع جنت تیار فرمائی گئی ہے) جو خوشحالی اور تنگ دستی میں (راہ خدا میں) خرچ کرتے ہیں اور غصے کو پی جانے والے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ (ایسے ہی) نیکوکاروں سے محبت فرماتا ہے''۔ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ (الاعراف) ترجمہ: ''(خطا کاروں کی) معذرت قبول کیجئے، نیک کاموں کا حکم دیجئے اور نادانوں کی طرف سے منہ پھیر لیجئے''۔

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۴۳﴾ (الشوریٰ)

ترجمہ: ''اور جو شخص (دوسروں کی زیادتیوں پر) صبر کرے اور معاف کردے تو یقیناً یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے''۔

وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲﴾ (النور)

ترجمہ: ''اور چاہیے کہ یہ لوگ معاف کردیں اور درگذر کریں۔ کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے''۔

فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ۭ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾ (الزخرف)

ترجمہ: ''پس منہ پھیر لو ان (دکھ دینے والوں) کی طرف سے اور کہو: تمہیں سلام ہو۔ وہ عنقریب (اپنا انجام) جان لیں گے''۔

وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰۗىِٕرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ (الشوریٰ)

ترجمہ: ''اور جو لوگ بچتے رہتے ہیں کبیرہ گناہوں سے اور بدکاریوں سے اور جب غضبناک ہوتے ہیں تو معاف کردیتے ہیں''۔ (مترجم)

"لَا تَغْضَبْ وَلَكَ الْجَنَّةُ" غصہ نہ کیا کرو تمہیں جنت مل جائے گی۔

اسے طبرانی نے دو اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ ان میں ایک صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابن مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی تھے کہ ایک آدمی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ الجھ پڑا۔ اور بدزبانی سے آپ کو اذیت پہنچائی۔ حضرت ابو بکر خاموش رہے۔ اس نے دوبارہ پھر ایذا پہنچائی۔ حضرت ابو بکر پھر بھی خاموش رہے۔ اس شخص نے تیسری مرتبہ بھی اذیت ناک کلمات کہے۔ تو اب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسے جواب دیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ اٹھ کر چل دیئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) کیا آپ مجھ پر ناراض ہو گئے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوا تھا، یہ شخص جو کچھ تمہیں کہہ رہا تھا (جب تک تم خاموش تھے، تمہاری طرف سے) یہ فرشتہ اس کو جھوٹا کہہ رہا تھا۔ جب تم نے جواب دیا، وہ فرشتہ واپس چلا گیا اور اس کی جگہ شیطان آ کر بیٹھ گیا۔ لہٰذا اب میں شیطان کے پاس نہیں بیٹھ سکتا۔

اسے اسی طرح ابوداؤد نے مرسل اور متصل محمد بن غیلان عن سعید بن ابی سعید المقری عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم کے طریق سے روایت کیا۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا کہ مرسل زیادہ صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِیْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ" پہلوان وہ نہیں جو طاقت کے بل پر لوگوں کو پچھاڑ دے بلکہ درحقیقت پہلوان تو وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو پا سکے۔

اسے بخاری و مسلم وغیرہما نے روایت کیا۔ (اور مختصراً ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے نیز امام احمد رحمہ اللہ نے بھی ایک طویل حدیث اسی مضمون کی روایت کی ہے جس میں راوی کا نام ذکر نہیں کیا)۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک روز ہمیں نماز عصر پڑھائی۔ پھر خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اور قیامت تک وقوع پذیر ہونے والی کوئی چیز نہ چھوڑی بلکہ سب کچھ کی ہمیں خبر دے دی۔ جس نے یاد رکھا، اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا سو بھول گیا۔ آپ ﷺ نے جو کچھ بیان فرمایا، اس میں یہ بھی تھا کہ دنیا سرسبز (خوبصورت دلآویز) اور میٹھی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس میں خلیفہ بنایا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ تم اس میں کیا اعمال کرتے ہو۔ "اَلَا فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ" خبردار! دنیا (میں اعمال بد) سے ڈرو اور عورتوں (کے فتنوں) سے بچتے رہو۔ اور اس خطبے میں آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: خبردار! کسی شخص کو لوگوں کی ہیبت، حق بات کہنے سے نہ روک سکے جب کہ اسے اس بات کا حق ہونا معلوم ہو۔ راوی کہتے ہیں: یہ کہہ کر حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا: اللہ کی قسم، ہم نے ایسی کئی چیزیں دیکھیں (مگر حق بات کہنے سے) ڈر گئے۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: سن لو! قیامت کے روز ہر غدار کے لئے اس کی غداری کے مطابق (اسے ذلیل و رسوا کرنے کے لئے) ایک جھنڈا نصب

کیا جائے گا۔کوئی غداری امام وقت (عادل حکمران) کے ساتھ بے وفائی سے بڑھ کر نہیں۔غدار کا جھنڈا اس کی پشت کے پاس کھڑا کیا جائے گا۔اس روز جو کچھ ہم نے حفظ کیا،اس میں یہ بھی تھا: یادرکھو! آدم علیہ السلام کی اولاد مختلف طبقات پر پیدا فرمائی گئی ہے۔خبردار! ان میں سے کچھ وہ لوگ ہیں جو دیر سے غصے میں آتے ہیں اور جلدی اس حالت سے لوٹ آتے ہیں (غصہ بہت جلد کافور ہو جاتا ہے) اور کچھ وہ ہیں جو جلد غصہ ہوتے ہیں اور جلد ہی واپس آجاتے ہیں (مان جاتے ہیں) یہ سلسلہ اسی طرح چلتا ہے خبردار! اولاد آدم میں کچھ وہ لوگ ہیں جو بہت جلد غضبناک ہوتے اور دیر کے بعد لوٹتے ہیں۔یادرکھو کہ ان میں بہترین لوگ وہ ہیں جو بہت دیر کے بعد غصہ میں آتے ہیں اور بہت جلد ان کا غصہ اتر جاتا ہے۔اور بدترین وہ لوگ ہیں جنہیں بہت جلد غصہ آتا اور بہت دیر کے بعد اترتا ہے۔سن رکھو کہ غضب وغصہ بنی آدم کے دل میں ایک انگارہ ہوتا ہے۔ ''اَمَا رَأَيْتُمْ اِلٰی حُمْرَةِ عَيْنَيْهِ وَانْتِفَاخِ اَوْدَاجِهٖ فَمَنْ اَحَسَّ بِشَیْءٍ مِّنْ ذَالِكَ فَلْيَلْصَقْ بِالْاَرْضِ'' کیا تم نے ایسے شخص کی آنکھوں کی سرخی اور رگوں کا پھول جانا نہیں دیکھا؟ (جو اس کے اندر انگارے کی دلیل ہے) لہٰذا جو شخص ایسی کچھ بھی حالت محسوس کرے اسے زمین کے ساتھ چمٹ جانا (بیٹھ یا لیٹ جانا) چاہیے۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ (حم سجدہ: 34) برائی کو اس نیکی سے دور کرو جو بہتر ہے، کے بارے میں روایت ہے، فرماتے ہیں کہ (اس سے مراد ہے) غصہ کے وقت صبر سے کام لینا اور اگر کوئی برائی سے پیش آئے تو اسے معاف کر دینا۔جن لوگوں نے ایسا کیا، اللہ تعالیٰ نے انہیں محفوظ فرما دیا اور ان کے دشمنوں کو ذلیل وخوار کیا۔

اسے امام بخاری نے تعلیقاً ذکر کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین باتیں جس شخص میں ہوں گی، اللہ تعالیٰ اسے اپنی حفاظت میں پناہ دے گا، اپنی رحمت سے اس کی پردہ پوشی کرے گا اور اپنی محبت میں داخل فرمائے گا۔(یعنی) ''مَنْ اِذَا اُعْطِیَ شَکَرَ وَاِذَا قَدَرَ غَفَرَ وَاِذَا غَضِبَ فَتَرَ'' وہ بندہ کہ جب اسے کچھ عطا فرمایا گیا، اس نے شکر ادا کیا۔جب (انتقام لینے پر) قادر ہوا تو معاف کر دیا اور جب غضبناک ہوا تو خاموش ہو گیا۔

اسے حاکم نے بروایت عمر بن راشد روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان عالی شان ہے: ''مَنْ دَفَعَ غَضَبَهٗ دَفَعَ اللّٰهُ عَنْهُ عَذَابَهٗ وَمَنْ حَفِظَ لِسَانَهٗ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ'' جو بندہ اپنا غصہ دور کر لے گا، اللہ تعالیٰ اس سے اپنا عذاب دور کر دے گا۔اور جو اپنی زبان کی حفاظت کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے عیب چھپا دے گا۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''مَا مِنْ

جُرْعَةٍ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ جُرْعَةِ غَيْظٍ كَظَمَهَا عَبْدٌ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ'' اللہ تعالیٰ کے نزدیک غصے کے اس گھونٹ سے عظیم تر کوئی اور گھونٹ نہیں جو کسی بندے نے اللہ کی رضا کی خاطر پیا ہو۔

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا۔ ان کے راوی صحیح میں محتج بہ ہیں۔

حدیث: حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بندہ غصے کو پی جائے حالانکہ وہ اسے نافذ کرنے (انتقام لینے) پر قادر ہو تو اللہ تعالیٰ اسے تمام مخلوقات کے سامنے بلائے گا حتی کہ اسے اختیار دے گا کہ خوبصورت آنکھوں والی حسین حوروں میں سے جسے چاہے پسند کر لے۔

اسے ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا اور ترمذی نے حسن بھی کہا۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اِذَا غَضِبَ اَحَدُكُمْ وَهُوَ قَائِمٌ فَلْيَجْلِسْ فَاِنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ وَاِلَّا فَلْيَضْطَجِعْ'' جب تم میں سے کسی کو غصہ آجائے تو اگر وہ کھڑا ہے تو بیٹھ جائے۔ اب اگر اس کا غصہ چلا جائے تو فبہا ورنہ لیٹ جائے۔

اسے ابوداؤد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس دو آدمی آپس میں ایک دوسرے کو گالی گلوچ کرنے لگے۔ ان میں سے ایک غضبناک ہوگیا، اس کا چہرہ سرخ ہوگیا اور رگیں پھول گئیں۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی جانب دیکھا اور فرمایا: میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ شخص وہ کلمہ کہہ لے تو اس کا غصہ جاتا رہے گا۔ (اور وہ ہے) ''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ'' اس پر ایک آدمی جس نے نبی پاک ﷺ کا یہ فرمان سنا تھا، اٹھ کر اس آدمی (جسے بہت غصہ آیا ہوا تھا) کے پاس گیا اور اسے کہا: تمہیں معلوم ہے ابھی ابھی اللہ کے رسول ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟ وہ بولا: نہیں۔ تو اس آدمی نے کہا: آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں جسے وہ (یعنی تو) کہہ لے تو اس کا غصہ ختم ہو جائے گا۔ وہ کلمہ ہے: ''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ'' یہ سن کر وہ شخص کہنے لگا: کیا تم مجھے دیوانہ سمجھتے ہو؟ (یعنی اب یہ کلمہ میں کیوں نہ کہوں گا؟ ضرور کہوں گا یا پھر ممکن ہے یہ شخص منافق ہو)۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابووائل قاص سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ہم عروہ بن محمد سعدی (رحمہم اللہ) کے ہاں گئے۔ وہاں ایک آدمی نے ان سے ایسی بات کہہ دی جس سے انہیں سخت غصہ آگیا۔ انہوں نے اٹھ کر وضو کیا۔ اور کہا کہ مجھ سے میرے والد نے میرے دادا کے واسطہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان پاک ہے: ''اِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطٰنِ وَاِنَّ الشَّيْطٰنَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ وَاِنَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ فَاِذَا غَضِبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ'' غضب و غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور شیطان کی تخلیق آگ سے ہوئی ہے اور آگ کو پانی سے بجھایا جاتا ہے۔ اس لئے جب تم میں سے کسی کو غصہ آجائے تو اسے وضو کر لینا چاہے (غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا)۔

ترہیب

ترک(1) ملاقات، آپس میں بغض وعداوت رکھنا اور دیکھ کر منہ پھیر لینا

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لَا تَقَاطَعُوْا وَلَا

1۔ آیئے ذرا قرآن حکیم کی چند آیات ملاحظہ کرتے ہیں۔ خداوند عالم جل مجدہ وتعالیٰ نے اپنے مسلمان بندوں کو آپس میں کس طرح مل کر پیار ومحبت سے رہنے کے حسین اصول عطا فرمائے ہیں: ارشاد ہے:

وَاِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ۝ (الحجرات)

ترجمہ: "اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دیا کرو۔ پھر اگر ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے تو تم زیادتی کرنے والے گروہ سے لڑو یہاں تک کہ وہ (زیادتی کرنے والا گروہ) اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔ اور اگر وہ (اللہ کے حکم کی طرف) لوٹ آئے تو ان کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کرادو اور انصاف کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والے لوگوں سے محبت فرماتا ہے"۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۝ (الحجرات)

ترجمہ: "بے شک مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اس لئے اپنے بھائیوں کے درمیان (اگر کہیں جھگڑا فساد، غصہ، ناراضگی ہو جائے تو) صلح کرادیا کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم پر رحم فرمایا جائے"۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۝ (الحجرات)

ترجمہ: "اے ایمان والو! مردوں کی ایک جماعت دوسری جماعت کا مذاق نہ اڑایا کرے۔ شاید وہ لوگ ان مذاق اڑانے والوں سے بہتر ہوں۔ اور نہ عورتیں مذاق اڑایا کریں دوسری عورتوں کا۔ ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگایا کرو۔ اور نہ برے القاب سے ایک دوسرے کو بلایا کرو۔ ایمان لانے کے بعد فاسق کہلانا کتنا برا نام ہے (یہ کام فاسقوں کے ہیں، ایمان والوں کے نہیں) اور جو لوگ (ان برے کاموں سے) توبہ نہیں کرتے تو وہی ظالم ہیں"۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ۝ (الحجرات)

ترجمہ: "اے ایمان دارو! بہت زیادہ (کسی کے بارے میں) بدگمانی کرنے سے بچا کرو۔ بے شک بعض بدگمانیاں گناہ ہیں۔ اور ایک دوسرے (کے عیبوں) کی جاسوسی نہ کیا کرو۔ اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کیا کرو۔ کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ تو اسے تم مکروہ جانتے ہو (اور غیبت کر لیتے ہو۔ کیا یہ طرز عمل تمہارے لئے قابل فہم ہے؟) اور ڈرتے رہا کرو اللہ تعالیٰ سے۔ یقیناً اللہ بہت توبہ قبول فرمانے والا مہربان ہے۔ (سو آئندہ کے لئے سچی توبہ کرو، قبول ہوگی)"۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۝ (الحجرات)

ترجمہ: "اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے۔ (تمہارا ماں باپ ایک ہے، اس لحاظ سے تم بھائی بھائی ہو) اور ہم نے تمہیں مختلف شاخیں اور قبیلے بنادیا ہے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بلاشبہ تم میں سے اللہ کے ہاں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی وپرہیزگار ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت علم والا بڑا خبر رکھنے والا ہے"۔

مسلمان تو مسلمان ہیں، پوری دنیا کے انسان بلا امتیاز مذہب وملت آیات مذکورہ بالا پر عمل پیرا ہو جائیں تو یہ دھرتی جنت نظیر ہو جائے۔ کوئی عداوت، بغض، حسد، کینہ باقی نہ رہے۔ مگر وائے ناکامی! دوسروں کی بات چھوڑیں۔ مسلمان حاملین قرآن کا حال کون نہیں جانتا؟ (مترجم)

تَدَابَرُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَكُوْنُوا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا وَّلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ'' آپس میں قطع تعلق نہ کرو، ایک دوسرے کو دیکھ کر (ناراضگی سے) منہ مت پھیرو، آپس میں بغض وعناد نہ رکھو اور نہ ایک دوسرے سے حسد کرو۔ اور اے بندگان خدا! آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رہے۔

اسے امام مالک، بخاری، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے اور مسلم نے مختصراً نیز طبرانی نے روایت کیا۔ اور طبرانی نے یہ الفاظ بھی زائد کئے ہیں کہ: ''دو (مسلمان) آدمی ملتے ہیں پھر (کسی ناراضگی کی بناپر) یہ اس سے اور وہ اس سے منہ پھیر لیتا ہے۔ ''وَخَيْرُهُمُ الَّذِىْ يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ وَالَّذِىْ يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ يَسْبِقُ اِلَى الْجَنَّةِ'' ان میں افضل وہ ہے جو پہلے السلام علیکم کہتا ہے اور جو پہلے سلام کہے گا وہ پہلے جنت میں جائے گا۔ (اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے امام مالک، بخاری، مسلم، ترمذی اور ابوداؤد نے روایت فرمائی ہے)۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے۔ (اس سے ناراض رہے) ''فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ'' جس نے تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھا، پھر مر گیا تو جہنم کی آگ میں داخل ہوگا۔

اسے ابوداؤد اور نسائی نے ایسی اسناد کے ساتھ روایت کیا جو بخاری ومسلم کی شرائط کے مطابق ہے۔

حدیث: اور ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: کسی مومن کو حلال نہیں کہ وہ دوسرے مومن کو تین روز سے زیادہ تک چھوڑے رہے۔ اور اگر تین روز (ناراضگی میں) گذر جائیں تو اسے چاہیے کہ اس سے جا کر ملاقات کرے۔ پھر اسے سلام کہے۔ تو اگر وہ اسے سلام کا جواب دے تو اجر وثواب میں دونوں شریک ہو جائیں گے۔ ''وَاِنْ لَّمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَآءَ بِالْاِثْمِ وَخَرَجَ الْمُسَلِّمُ مِنَ الْهُجْرَةِ'' اور اگر اس نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا تو وہ گناہ گار ہوا اور سلام کہنے والا چھوڑنے (کے گناہ) سے نکل گیا۔

حدیث: ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ دوسرے مسلمان کو تین روز سے زیادہ چھوڑے رہے۔ جب اس سے ملاقات ہو تو اسے تین مرتبہ سلام کہے۔ اگر اس نے ایک مرتبہ بھی جواب نہ دیا (سارا) گناہ لے گیا۔ (سارے گناہ کا بوجھ اسی پر ہوگا)۔

اسے بھی ابوداؤد نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان کو تین راتوں سے زیادہ چھوڑے رہے۔ کیونکہ جب تک یہ دونوں ترک تعلق پر قائم رہیں گے، راہ حق سے ہٹے رہیں گے۔ ان میں جو پہلے رجوع کرے گا، اس کا رجوع کرنا اس (کے گناہوں) کا کفارہ ہوگا۔

اور اگر اس (رجوع کرنے والے) نے دوسرے کو سلام کہا، اس نے قبول نہ کیا اور نہ اس کا جواب دیا تو اس سلام کرنے والے کو تو رحمت کے فرشتے جواب دیں گے اور اس (قبول نہ کرنے والے) کو شیطان جواب دے گا۔ اور اگر دونوں ترک تعلق کی حالت میں مرگئے (کسی نے بھی تعلق بحال کرنے کی کوشش نہ کی) تو دونوں جنت میں اکٹھے کبھی داخل نہ ہوں گے۔

اسے امام احمد، ابو یعلیٰ، طبرانی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ امام صاحب کے راوی صحیح میں محتج بہ ہیں (نیز ابو بکر بن ابی شیبہ نے بھی یہی مضمون روایت کیا)۔

حدیث: حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (ناراضگی کے ساتھ) ایک دوسرے سے منہ نہ پھیرو، نہ ترک تعلق کرو اور اے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ ''هَجْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ثَلَاثًا فَاِنْ تَكَلَّمَا وَاِلَّا اَعْرَضَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَنْهُمَا حَتّٰى يَتَكَلَّمَا'' اہل ایمان کی ناراضگی (زیادہ سے زیادہ) تین دن ہے۔ (پھر صلح کر لینا ضروری ہے۔ تین دن کے اندر اندر) دونوں نے کلام کر لیا تو بہت اچھا ورنہ اللہ عزوجل ان سے اپنی رحمت ونصرت پھیر لے گا۔ جب تک کہ آپس میں کلام نہیں کر لیتے۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ عبداللہ بن عبدالعزیز لیثی کے سوا ان کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ هَجَرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَهُوَ فِي النَّارِ اِلَّا اَنْ يَتَدَارَكَهُ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهٖ'' جس شخص نے اپنے بھائی کو (ناراضگی سے) تین دن سے زیادہ تک چھوڑے رکھا وہ آگ میں جائے گا سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے معاف کر دے۔

اسے بھی طبرانی نے روایت کیا۔ اس روایت کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت ابوحراش حدرد بن ابی حدرد اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ انہوں نے نبی اقدس ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''مَنْ هَجَرَ اَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهٖ'' جس نے اپنے بھائی کو ایک سال تک (ناراضگی میں) چھوڑے رکھا تو یہ (چھوڑنا) اس کا خون بہانے (قتل کرنے) کی طرح ہے۔

اسے ابوداؤد و بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے نبی محترم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: بے شک شیطان جزیرہ عرب میں اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ نمازی لوگ اس کی پوجا کریں۔ لیکن ان کے درمیان لڑائی جھگڑا کرانے سے (مایوس نہیں ہے۔ وہ اس کی کوشش کرتا رہے گا)۔ (مسلم)

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: دو آدمی جو اسلام میں داخل ہو چکے ہوں، آپس میں ترک تعلق کر لیں تو ان میں سے ایک (جس کی زیادتی ہو) اسلام سے خارج ہو جاتا ہے یہاں تک کہ واپس لوٹ آئے اور اس کا لوٹنا یہ ہے کہ اس (دوسرے مسلمان بھائی کے) پاس آئے اور اسے سلام کہے۔

اسے طبرانی نے موقوفاً اسناد کے ساتھ روایت کیا۔(نیز بزار نے بھی اسے مختلف الفاظ کے ساتھ متصل روایت کیا ہے۔ بزار کے راوی صحیح کے راوی ہیں)۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر سوموار اور جمعرات کو اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔تو اللہ عزوجل ہر اس شخص کی مغفرت فرما دیتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو۔ سوائے اس آدمی کے کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان کینہ ہو۔ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اُتْرُکُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا" (اے فرشتو!) ان دونوں کو مہلت دو حتی کہ آپس میں صلح کرلیں۔(پھر ان کی مغفرت بھی ہو جائے گی)۔

اسے امام مالک اور مسلم نے روایت کیا۔الفاظ مسلم کے ہیں۔ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی اسی طرح روایت کیا۔ مسلم کی ایک اور روایت میں یوں ہے کہ: "جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ہر پیر اور جمعرات کے روز جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ہر بندہ جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو، بخش دیا جاتا ہے۔سوائے اس آدمی کے کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان کینہ ہو۔ان کے لئے حکم ہوتا ہے: "اُنْظُرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا، اُنْظُرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا، اُنْظُرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا" (اے فرشتو!) ان دونوں کو دیکھتے رہو (ابھی ان کی بخشش نہ لکھو) حتی کہ دونوں صلح کرلیں۔انہیں دیکھتے رہو یہاں تک کہ آپس میں میل ملاقات کرلیں۔انہیں دیکھتے رہو تا آنکہ ایک دوسرے سے مل جائیں۔(جب صلح کرلیں تو تم ان کی بھی مغفرت لکھ دینا)۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پیر اور جمعرات کو اعمال پیش کئے جاتے ہیں تو بخشش چاہنے والوں کی بخشش ہو جاتی ہے اور توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرمائی جاتی ہے۔ "وَيُرَدُّ اَهْلُ الضَّغَائِنِ بِضَغَائِنِهِمْ حَتّٰى يَتُوْبُوْا" اور آپس میں بغض و کینہ رکھنے والوں کو رد کر دیا جاتا ہے یہاں تک کہ توبہ کرلیں۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ان کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "يَطَّلِعُ اللّٰهُ اِلٰى جَمِيْعِ خَلْقِهٖ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِجَمِيْعِ خَلْقِهٖ اِلَّا لِمُشْرِكٍ اَوْ مُشَاحِنٍ" اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو اپنی تمام مخلوق پر نظر رحمت فرماتا ہے۔پھر تمام مخلوق کو سوائے مشرک اور کینہ رکھنے والے کے بخش دیتا ہے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے روایت کیا۔ابن ماجہ نے یہی الفاظ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں۔نیز بزار اور بیہقی نے بھی اسی طرح اسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ایسی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے جس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ میرے پاس (میرے حجرے میں) تشریف لائے۔اور لباس مبارک الگ کیا۔پھر ٹھیک طرح سے بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ کھڑے ہو گئے

اور کپڑے زیب تن فرمالئے۔ مجھے سخت غیرت آئی۔ میں سمجھی کہ آپ ﷺ میری ساتھ والیوں (اپنی دوسری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن) میں سے کسی کے ہاں تشریف لے گئے ہیں۔ میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے نکلی تو آپ ﷺ کو (جنت) البقیع (مدینہ طیبہ کا معروف قبرستان جو مسجد نبوی کے قریب ہی ہے اور اب وہاں دس ہزار کے قریب صحابہ رضی اللہ عنہم اور بے شمار ائمہ، اولیاء، صلحاء، شہداء اور علماء محو استراحت ہیں) میں پایا۔ آپ ﷺ مومن مردوں، مومن عورتوں اور شہداء کے لئے دعائے مغفرت فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ تو اپنے رب کے کام میں مصروف ہیں اور میں دنیوی حاجت میں پڑی ہوئی ہوں۔ میں واپس لوٹ آئی اور اپنے حجرے میں داخل ہوگئی۔ میرا سانس پھول رہا تھا۔ میرے پیچھے پیچھے رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لے آئے۔ اور فرمایا: اے عائشہ! تمہارا سانس کیوں پھول رہا ہے؟ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر نثار، آپ میرے پاس تشریف لائے تھے۔ لباس پاک اتارا تھا۔ پھر بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ کھڑے ہوگئے اور لباس زیب تن کر کے چل دیے تھے۔ مجھے سخت غیرت نے آ پکڑا۔ میں نے خیال کرلیا کہ آپ میری ساتھ والیوں میں سے کسی کے پاس تشریف لے جا رہے ہیں۔ حتی کہ میں نے آپ کو (جنت) البقیع میں دعا و استغفار کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! کیا تم یہ خوف کر رہی تھیں کہ اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) تم پر ظلم کریں گے؟ میرے پاس جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور کہا: "هٰذِهٖ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَلِلّٰهِ فِيْهَا عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ بِعَدَدِ شُعُوْرِ غَنَمِ كَلْبٍ، لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ فِيْهَا اِلٰى مُشْرِكٍ وَّلَا مُشَاحِنٍ وَّلَا اِلٰى قَاطِعِ رَحْمٍ وَّلَا اِلٰى مُسْبِلٍ وَّلَا اِلٰى عَاقٍّ لِّوَالِدَيْهِ وَلَا اِلٰى مُدْمِنِ خَمْرٍ" یہ نصف شعبان کی رات ہے (شب برأت) اس رات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنی کلب (ایک قبیلہ کا نام) کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر لوگ نار جہنم سے آزاد فرمائے جاتے ہیں۔ اس میں مشرک، کینہ پرور، قطع رحمی کرنے والے، کپڑا لٹکا کر چلنے والے، والدین کے نافرمان اور ہمیشہ شراب نوشی کرنے والے کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہیں فرماتا۔ (تاوقتیکہ سچی توبہ نہ کرلیں) پھر آپ ﷺ نے لباس شریف اتارا اور مجھ سے فرمایا: اے عائشہ! کیا آج رات تم مجھے قیام (عبادت و ریاضت) کی اجازت دیتی ہو؟ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ صدقے ہوں (بھلا مجھے کیوں اعتراض ہوگا؟) تو آپ ﷺ نماز میں کھڑے ہوگئے پھر رات کا طویل حصہ سجدہ کیا یہاں تک کہ مجھے خدشہ ہوا کہ شاید روح مبارک قبض کرلی گئی ہو۔ میں آپ ﷺ کو تلاش کرنے اٹھی (چونکہ حجرہ پاک میں اندھیرا تھا) تو میرا ہاتھ آپ ﷺ کے قدم انور کو لگا۔ آپ ﷺ نے حرکت فرمائی تو میں خوش ہوگئی۔ میں نے سنا کہ آپ ﷺ سجدہ میں یہ دعا فرما رہے تھے: "اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ جَلَّ وَجْهُكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ" اے میرے مالک! میں تیرے عذاب سے تیرے عفو کی پناہ چاہتا ہوں۔ تیری ناراضگی سے تیری رضا کی پناہ میں آتا ہوں۔ تیری عظمت کے سامنے تیری ہی پناہ مانگتا ہوں۔ تیری ذات بزرگ ہے۔ اے اللہ! میں تیری حمد و ثناء اس طرح نہیں کرسکتا جس طرح تو خود اپنی تعریف و ثناء کرسکتا ہے۔ صبح ہوئی تو میں نے یہ

دعائیہ کلمات آپ ﷺ کے سامنے بیان کئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! تم نے انہیں سیکھ لیا؟ میں عرض گذار ہوئی: جی ہاں۔ تو ارشاد فرمایا: انہیں خود بھی سیکھ لو اور دوسروں کو بھی سکھاؤ۔ کیونکہ جبریل علیہ السلام نے یہ مجھے کلمات سکھائے ہیں۔ اور مجھے حکم دیا ہے کہ اپنے سجدوں میں انہیں دہرایا کروں۔ (بیہقی)

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل اپنی مخلوق پر نصف شعبان کی رات نظر رحمت فرماتا ہے۔ ''فَیَغْفِرُ لِعِبَادِہٖ اِلاَّ اثْنَیْنِ مُشَاحِنٍ وَّقَاتِلِ نَفْسٍ'' اور اپنے بندوں کی بخشش فرما دیتا ہے سوائے دو (بدقسمت) شخصوں کے، جن میں ایک کینہ رکھنے والا اور دوسرا اپنی تعریف آپ کرنے والا ہے۔

اسے امام احمد نے اسناد لین کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین وہ چیزیں ہیں کہ جس شخص میں ان میں سے کوئی نہ ہو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دے گا ماسوائے اس آدمی کے جسے وہ بخشنا نہ چاہے۔ نمبر 1 وہ آدمی جو فوت ہو گیا جبکہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو (اس میں شرک نہ ہو)، نمبر 2 جو ایسا جادوگر نہ ہو جو جادوگروں کی پیروی کرتا ہو، اور نمبر 3 اپنے بھائی کے ساتھ کینہ نہ رکھتا ہو۔

اسے طبرانی نے کبیر و اوسط میں بروایت لیث بن ابی سلیم روایت کیا۔

حدیث: اور یہ روایت بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے۔ آپ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جن کی نماز ان کے سروں سے ایک بالشت بھی بلند نہیں ہوتی (قبول نہیں ہوتی) ایک وہ آدمی جو کسی قوم کی امامت کرائے حالانکہ اس قوم کے لوگ اسے پسند نہ کرتے ہوں۔ دوسری وہ عورت جو رات اس حالت میں گذارے کہ اس کا شوہر اس پر ناراض ہو اور تیسرے وہ دو بھائی جو آپس میں رنجش رکھتے ہوں (1)۔

اسے ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ الفاظ ابن ماجہ کے ہیں۔ ابن حبان کے الفاظ یہ ہیں کہ: ''ثَلَاثَۃٌ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ لَھُمْ صَلٰوۃً'' (ان) تین آدمیوں کی نماز اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔ اس کے بعد پوری حدیث بیان کی۔

1۔ باب مذکور میں رسول کریم ﷺ کے فرامین عالیہ سے معلوم ہوا کہ کسی مسلمان کو دوسرے مسلمان سے ترک ملاقات اور ترک کلام و سلام تین روز سے زیادہ تک جائز نہیں۔ تین روز کے اندر اندر بہر صورت صلح صفائی ہو جانی چاہیے۔ لیکن یہ بھی خیال رہے کہ یہ سب دنیوی رنجشوں، نزاعات اور ناراضگیوں کے بارے میں ہے۔ دینی معاملات میں تو ترک تعلق اس وقت تک ہو سکتا ہے جب تک وہ آدمی توبہ نہ کر لے۔ خود سید العالمین ﷺ نے حضرت کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہم سے پچاس راتوں تک ترک ملاقات اور ترک سلام و کلام فرما لیا تھا۔ بلکہ تمام اصحاب رضی اللہ عنہ کو بھی یہی حکم فرمایا گیا۔ ان حضرات ثلاثہ سے غزوہ تبوک میں بلا وجہ پیچھے رہ جانے کی غلطی ہو گئی تھی۔ آپ ﷺ نے ایک ماہ تک اپنی ازواج مطہرات سے ملنا ترک فرمایا تھا۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک عرصہ تک عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے ملاقات ترک کئے رکھی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹے بلال سے بات کرنا چھوڑ دیا تھا جب بلال نے کہہ دیا تھا کہ وہ عورتوں کو مسجدوں میں آنے سے روکیں گے۔ یہ سب دینی معاملات تھے۔ (مترجم)

ترہیب

کسی مسلمان کو ''کافر'' کہنا

حدیث: حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِاَخِیْهِ ''یَاکَافِرُ'' فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا فَاِنْ کَانَ کَمَا قَالَ وَاِلاَّ رَجَعَتْ عَلَیْهِ'' جب کوئی آدمی اپنے (مسلمان) بھائی کو ''اے کافر'' کہہ کر پکارے تو یہ کلمہ دونوں میں سے کسی ایک کی طرف ضرور لوٹے گا۔ اگر وہ (مخاطب) ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے کہا (یعنی واقعۃً کافر ہی ہے تب تو ٹھیک) ورنہ یہ لفظ اسی (کہنے والے) کی طرف لوٹ آئے گا۔ (یہ قائل خود کافر ہوجائے (1) گا)۔

اسے امام مالک، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ترمذی رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: ''وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْکُفْرِ اَوْقَالَ: یَا عَدُوَّ اللّٰهِ؛ وَلَیْسَ کَذَالِكَ اِلاَّ حَارَ عَلَیْهِ'' جس نے کسی آدمی کو کافر کہہ کر بلایا۔ یا ''اے دشمن خدا'' کہا حالانکہ مخاطب ایسا نہیں ہے تو یہ (فتویٰ) اسی پر لوٹ آئے گا۔

اسے امام بخاری و مسلم نے ایک حدیث میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ قَالَ لِاَخِیْهِ: ''یَاکَافِرُ'' فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا'' جس نے اپنے بھائی سے کہا: ''اے کافر'' تو ان دونوں میں سے ایک ضرور اس کا مستحق ہوگیا۔ (اگر مخاطب درحقیقت کافر نہیں ہے تو کہنے والا ضرور کافر ہوجائے گا) (بخاری)۔

حدیث: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالیشان ہے: اگر کوئی آدمی دوسرے آدمی کو کافر کہے تو ان میں سے ایک ضرور اس کو لئے ہوئے لوٹتا ہے۔ ''اِنْ کَانَ کَافِرًا وَّاِلاَّ کَفَرَ بِتَکْفِیْرِهٖ'' اگر مخاطب کافر ہی ہے تو فبہا ورنہ کہنے والا خود دوسرے کو کافر کہنے سے کافر ہوجاتا ہے۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی: انہوں نے

1۔ کافر کو کافر کہنے میں تو کوئی مضائقہ نہیں کہ قرآن مقدس کی سیکڑوں آیات شاہد ہیں۔ بلکہ کافر کو مسلمان کہنا یا سمجھنا بذات خود کفر ہے۔ اور ان لوگوں کے قول کی طرف قطعاً توجہ نہیں کی جائے گی جو کافر کو کافر کہنے پر بھی برافروختہ ہوجاتے ہیں۔ جیسا کہ قیام برطانیہ کے دوران تجربہ ہو رہا ہے۔ دراصل مسلمانوں کا دور حاضر میں دردناک مسئلہ یہ ہے کہ اہل اسلام کا ہر فرقہ دوسرے فرقے کو ڈنکے کی چوٹ سر بازار کافر کہتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات تو ایک ہی فرقہ کے لوگ باہم ایک دوسرے کو فتویٰ کفر تقسیم فرمانے لگتے ہیں۔ ایک فرقہ کے نزدیک جو کفر ہے، وہی دوسرے کے ہاں عین اسلام ہے۔ کیا بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک! (مترجم)

(مقام حدیبیہ میں جب) درخت کے نیچے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی اور بے شک رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: جس شخص نے جان بوجھ کر اسلام کے علاوہ کسی اور دین پر جھوٹی قسم کھائی (مثلاً یوں کہا کہ اگر اس نے فلاں کام کیا ہو تو وہ یہودی یا نصرانی ہو) تو ایسا ہی ہوگا جیسا اس نے کہا۔ (اگر قسم جھوٹی ہے تو وہ یہودی یا نصرانی ہوگیا۔ ایسی قسم تو سچی بھی نہیں اٹھانی چاہیے) اور جس نے جس آلہ کے ساتھ خودکشی کی ہوگی اسی کے ساتھ قیامت کے روز اسے عذاب دیا جائے گا۔ اور جس چیز کا آدمی مالک نہ ہو اس چیز کی اس پر نذر نہیں ہے (کہا کہ اگر میرا مریض تندرست ہوگیا تو میں زید کا مکان صدقہ کردوں گا۔ یہ نذر پوری کرنا اس پر لازم نہیں ہے کیونکہ زید کا مکان اس کی ملک میں نہیں۔ لیکن ایسی نذر ماننا کس حکیم نے بتایا تھا؟) ''وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهٖ وَمَنْ رَمٰى مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهٖ وَمَنْ ذَبَحَ نَفْسَهٗ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ'' اور مومن آدمی پر لعنت کرنا اسے قتل کر دینے کے مترادف ہے۔ اور جس نے کسی ایماندار کو کفر کی تہمت لگائی تو اس نے گویا مومن کو قتل کر ڈالا۔ اور جس شخص نے اپنے آپ کو کسی ہتھیار کے ساتھ ذبح کرلیا تو قیامت کے روز اسے اسی ہتھیار کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔

اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا۔ اور ابوداؤد، نسائی اور ترمذی نے مختصراً روایت کیا اور ترمذی نے صحیح بھی کہا۔ ترمذی کے الفاظ یہ ہیں: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی پر اس چیز کی کوئی نذر نہیں جس کا وہ مالک نہ ہو۔ مومن پر لعنت کرنے والا اسے قتل کرنے والے کی طرح ہے۔ جس نے کسی مومن بندے پر کفر کا بہتان لگایا، یہ ایسے ہے جیسے اسے قتل کر دیا۔ اور جس نے جس چیز کے ساتھ خودکشی کی ہوگی، اسی چیز کے ساتھ اسے قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا۔

حدیث: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيهِ ''يَا كَافِرُ'' فَهُوَ كَقَتْلِهٖ'' جب کوئی آدمی اپنے (مسلمان) بھائی کو ''اے کافر'' کہے تو یہ کہنا اسے قتل کر دینے کی طرح ہے۔

اسے بزار نے روایت کیا۔ ان کے راوی ثقہ ہیں۔

ترہیب

گالی دینا، لعنت کرنا خصوصاً آدمی یا چار پائے وغیرہ کو، مرغ، پسو یا ہوا کو لعنت و گالی گلوچ کرنا، پاک دامن خاتون اور غلام پر بدکاری کی تہمت

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَلْمُسْتَبَانِ مَا قَالَا فَعَلَی الْبَادِیْ مِنهُمَا حَتّٰی یَتَعَدَّی الْمَظْلُوْمُ" دو گالی گلوچ کرنے والوں نے جو کچھ ایک دوسرے کو کہا، اس کا گناہ ابتدا کرنے والے پر ہے جب تک کہ مظلوم زیادتی نہ کرے۔ (تب وہ بھی شریک گناہ ہوگا)۔

اسے مسلم، ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّ قِتَالُهٗ کُفْرٌ" مسلمان کو گالی دینا (اللہ و رسول جل وعلا و ﷺ کی) نافرمانی ہے اور اسے قتل کرنا (یا اس کے ساتھ جنگ کرنا) کفر ہے۔ (یعنی جبکہ حلال جان کر کیا ہو ورنہ گناہ اشد و اکبر)۔

بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے، فرماتے ہیں: "سِبَابُ الْمُسْلِمِ کَالْمُشْرِفِ عَلَی الْهَلَکَةِ" مسلمان کو گالی دینا خود کو تباہی میں ڈالنے کے قریب کرنا ہے۔

اسے بزار نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت عیاض بن جمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ! (ﷺ) ایک آدمی مجھے گالیاں دیتا ہے حالانکہ وہ مجھ سے کمزور ہے۔ اگر میں اس سے بدلہ لے لوں تو مجھ پر کوئی گناہ تو نہیں ہے؟ حضور انور ﷺ نے فرمایا: "اَلْمُتَسَابَّانِ شَیْطَانَانِ یَتَهَاتَرَانِ وَیَتَکَاذَبَانِ" ایک دوسرے کو گالی دینے والے دونوں آدمی شیطان ہیں۔ آپس میں بری باتیں کہتے ہیں اور ایک دوسرے پر جھوٹے بہتان لگاتے ہیں۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو مسلمانوں کے درمیان اللہ کی طرف سے (رحمت کا) ایک پردہ ہوتا ہے (جبکہ دونوں ایک دوسرے کے بارے میں اچھے خیالات رکھتے ہوں) "فَاِذَا قَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ کَلِمَةَ هُجْرٍ خَرَقَ سِتْرَ اللّٰهِ" جب ان میں سے ایک اپنے ساتھی کو بری بات کہتا ہے (گالی دیتا ہے) تو وہ اللہ کے پردہ کو پھاڑ ڈالتا ہے۔

اسے بیہقی نے اسی طرح مرفوعاً روایت کیا اور کہا کہ اس کا موقوف ہونا زیادہ صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابو جری جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ (جب میں پہلی بار بارگاہ رسالتمآب ﷺ میں پہنچا، میں آپ ﷺ کو پہچانتا نہیں تھا) میں نے دیکھا کہ لوگ ایک صاحب کی رائے کے مطابق چلتے ہیں۔ وہ جو کچھ کہتا ہے، لوگ بلاچون وچرا اس پر عمل کرنے لگتے ہیں۔ میں نے پوچھا: یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں۔ میں نے عرض کیا: ''عَلَيْكَ السَّلَامُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ'' یارسول اللہ! آپ پر سلام ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عَلَيْكَ السَّلَامُ'' نہ کہا کرو۔ ''عَلَيْكَ السَّلَامُ'' تو مردوں کا سلام ہے۔ بلکہ ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ'' کہا کرو۔ کہتے ہیں: میں عرض گذار ہوا: آپ ہی اللہ کے رسول (ﷺ) ہیں؟ فرمایا: ہاں، میں اس اللہ کا رسول ہوں کہ جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچے، تم اس سے دعا کرو تو وہ تمہاری تکلیف دور فرمادے۔ اگر تم قحط میں مبتلا ہو جاؤ پھر اس کی بارگاہ میں دعا کرو تو وہ تمہارے لئے سبزہ اگادے۔ اور جب تم کسی بے آب ودانہ جنگل میں پھنس جاؤ اور وہاں تمہاری اونٹنی (یا کوئی سواری کا جانور) گم ہو جائے تو تم اسے پکارو۔ وہ تمہاری اونٹنی کو تمہارے پاس واپس پہنچادے۔ فرماتے ہیں: میں عرض کرنے لگا: مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لَا تَسُبَّنَّ اَحَدًا'' کسی کو گالی ہرگز نہ دینا۔ (کہتے ہیں کہ) اس کے بعد پھر میں نے کسی آزاد، غلام اور اونٹ بکری کو کبھی گالی نہیں دی۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ نیکی کے کسی کام کو حقیر مت جانو۔ جب اپنے بھائی سے بات کرو تو خندہ پیشانی کے ساتھ کرو۔ بے شک یہ بھی نیکی کا کام ہے۔ اپنا تہبند پنڈلی کے نصف تک اونچا رکھو۔ اگر یہ نہ کرسکو تو ٹخنوں تک رکھ لو۔ تہبند کو زمین پر گھسیٹ کر نہ چلو کیونکہ یہ تکبر ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں فرماتا۔ اور اگر کوئی شخص تمہیں گالی دے یا تمہارا وہ عیب بیان کرتا پھرے جو اسے تمہارے اندر نظر آتا ہے تو تم اس کا وہ عیب (انتقامًا) بیان نہ کرو جو تم اس میں دیکھتے ہو۔ کیونکہ ایسا کرنے کا وبال (گناہ) اسی پر ہوگا۔

اسے ابوداؤد، ترمذی نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نیز نسائی نے بھی اسے مختصرًا روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ مِنْ اَكْبَرِ الْكَبَائِرِ اَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ'' کبیرہ گناہوں میں بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے ماں باپ کو گالی دے۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ! (ﷺ) اپنے ہی ماں باپ کو آدمی کیسے گالی دے سکتا ہے؟ (اتنا بے غیرت بھی کوئی ہوسکتا ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهُ فَيَسُبُّ اُمَّهُ'' اس طرح کہ یہ دوسرے آدمی کے باپ کو گالی دے گا تو وہ اس کے باپ کو گالی دے گا۔ اور یہ اس کی ماں کو گالی دے گا تو وہ اس کی ماں کو گالی دے گا۔ (گویا خود ہی اپنے ماں باپ کو گالی دے ڈالی۔ نہ یہ دیتا نہ وہ دیتا)۔

اسے بخاری وغیرہ نے روایت فرمایا ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے: ''لَا يَنْبَغِيْ لِصِدِّيْقٍ اَنْ

يَّكُوْنَ لَعَّانًا“ صدیق (1) کو لعنت کرنے والا ہونا زیب نہیں دیتا۔

اسے مسلم وغیرہ نے نیز حاکم نے روایت کیا۔ اور صحیح کہا۔ حاکم کے الفاظ ہیں: فرمایا: ”لَا يَجْتَمِعُ اَنْ تَكُوْنُوْا لَعَّانِيْنَ صِدِّيْقِيْنَ“ یہ دو چیزیں ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتیں کہ تم لعنت کرنے والے بھی ہو اور صدیق بھی رہو۔

حدیث: ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ (ایک روز) نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گذرے جبکہ حضرت ابوبکر صدیق اپنے کسی غلام کو لعنت کر رہے تھے۔ تو حضور اکرم ﷺ نے ان کی طرف توجہ کی اور فرمایا: ”لَعَّانِيْنَ وَصِدِّيْقِيْنَ؟ كَلَّا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ“ لعنت بھی کریں اور صدیق بھی ہوں؟ رب کعبہ کی قسم، ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسی روز اپنے کئی غلام آزاد کر دیئے۔ راوی کہتے ہیں: پھر آپ جناب نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ”لَا اَعُوْدُ“ آئندہ ایسا کبھی نہیں کروں گا۔ (بیہقی)

حدیث: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان گرامی ہے: ”لَا يَكُوْنُ اللَّعَّانُوْنَ شُفَعَآءَ وَلَا شُهَدَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“ قیامت کے روز (دنیا میں) لعنت کرنے والے کسی کی سفارش کرنے والے اور کسی کی گواہی دینے والے نہ ہوں گے۔ (نہ انہیں اذن سفارش ہوگا نہ ان کی گواہی قبول ہوگی)۔

اسے مسلم اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ ابوداؤد نے ”یوم القیامة“ کے الفاظ نہیں ذکر کئے۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: ”لَا يَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ لَعَّانًا“ مومن بندہ لعنت ملامت کرنے والا نہیں ہوا کرتا۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لَا تَلَاعَنُوْا بِلَعْنَةِ اللّٰهِ وَلَا بِغَضَبِهٖ وَلَا بِالنَّارِ“ ایک دوسرے کو اللہ کی لعنت، اس کے غضب اور دوزخ کی بددعائیں نہ دیا کرو۔

اسے ابوداؤد، ترمذی اور حاکم نے روایت کیا۔ ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور حاکم نے کہا: صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم (صحابہ رضی اللہ عنہم) جب کسی شخص کو دیکھتے کہ اپنے (مسلمان) بھائی پر لعنت کرتا ہے تو ہم اس کے بارے میں یہی رائے رکھتے تھے کہ یہ کبیرہ گناہوں کے ایک دروازے میں داخل ہو گیا ہے۔

اسے طبرانی نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب بندہ کسی

1۔ صدیق، جس کی زبان پر کبھی جھوٹ نہ آئے۔ مراد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی ہو سکتے ہیں کیونکہ روایت میں ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے یہ ارشاد اس وقت فرمایا تھا جب حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے غلام کو لعنت کی تھی۔ یا ہر سچا آدمی مراد ہے۔ (مترجم)

چیز پر لعنت کرتا ہے تو یہ لعنت آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے۔ آسمان کے دروازے اس پر بند کردیئے جاتے ہیں۔ پھر زمین کی طرف اتر آتی ہے۔ تو زمین کے دروازے بھی اس کے سامنے بند کردیئے جاتے ہیں۔ پھر دائیں بائیں پھرتی ہے۔ اور جب کوئی راستہ نہیں پاتی تو اس کی طرف لوٹتی ہے جس پر لعنت کی گئی تھی۔ ''فَاِنْ کَانَ اَھْلًا وَّ اِلاَّ رَجَعَتْ اِلٰی قَائِلِھَا'' اگر وہ اس کا اہل ہے تو ٹھیک ورنہ لعنت کرنے والے کی طرف واپس آجاتی ہے (اسی پر پڑتی ہے)۔

اسے ابوداؤد نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ سفر میں تھے۔ ایک انصاری خاتون بھی اپنی اونٹنی پر سوار (ساتھ جارہی) تھی کہ اس کی اونٹنی کودنے لگی۔ خاتون نے اس پر لعنت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے سن لیا۔ تو فرمایا: اس پر جو سامان ہے وہ اتارلو اور اسے آزاد چھوڑ دو کیونکہ اس پر لعنت کردی گئی ہے۔ (یہ ارشاد ناراضگی کی بنا پر فرمایا) حضرت عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں گویا اس وقت بھی اس اونٹنی کو دیکھ رہا ہوں کہ لوگوں کے درمیان پھر رہی ہے اور کوئی بھی اس سے تعرض نہیں کرتا (نہ اس پر سوار ہوتا ہے نہ قریب جاتا ہے)۔

اسے مسلم وغیرہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک صاحب حضرت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھے کہ انہوں نے اپنے اونٹ پر لعنت کی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یَاعَبْدَ اللّٰہِ لَا تَسِرْ مَعَنَا عَلٰی بَعِیْرٍ مَّلْعُوْنٍ'' او اللہ کے بندے! ہمارے ساتھ ملعون اونٹ پر سوار ہوکر مت چلو۔

اسے ابویعلیٰ اور ابن ابی الدنیا نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی سفر میں تھے کہ ایک آدمی نے اپنی اونٹنی پر لعنت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس اونٹنی کا مالک کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا: جی میں حاضر ہوں۔ ارشاد فرمایا: ''اَخِّرْھَا فَقَدْ اُجِیْبَ فِیْھَا'' اس اونٹنی کو (ہمارے قافلے سے) پیچھے کردو۔ بے شک اس کے متعلق لعنت (کی بددعا) قبول ہوچکی ہے(1)۔

اسے امام احمد نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

مرغ پر لعنت ملامت کی ممانعت

حدیث: حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَا تَسُبُّوا الدِّیْکَ فَاِنَّہٗ یُوْقِظُ لِلصَّلٰوۃِ'' مرغ کو گالی مت دیا کرو کیونکہ یہ تو نماز کے لئے بیدار کرتا ہے۔

1۔ مندرجہ بالا تینوں احادیث میں ایسا جانور جس پر لعنت کی گئی ہو اسے اپنے ساتھ رکھنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ یہ لعنت کرنے والے کو تنبیہ کرنے کی غرض سے ہے کہ آئندہ ایسا نہ کیا جائے۔ لعنت کرنے والے کی سزا یہ ہے کہ اب اسے ہمارے ساتھ نہ رکھے نہ ہمارے ساتھ اس پر سواری کرے۔ علما فرماتے ہیں کہ اس جانور کو بیچنا یا خریدنا، ذبح کرلینا یا جب آپ ﷺ کے ساتھ نہ ہو اس پر سوار ہونا جائز ہے۔ (مترجم)

اسے ابوداؤد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ مگر ابن حبان کے الفاظ یہ ہیں کہ: ''فَاِنَّهٗ يَدْعُوْ لِلصَّلٰوةِ'' (مرغ کو گالی نہ دو) کیونکہ یہ نماز کی دعوت دیتا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ کے قریب ایک مرغ نے آواز بلند کی تو ایک شخص نے اسے گالی دی اس پر حضور اکرم ﷺ نے مرغ کو گالی دینے سے منع فرمایا۔

اسے بزار نے بے ضرر اسناد کے ساتھ اور طبرانی نے روایت کیا۔ طبرانی کے الفاظ ہیں کہ: '' آپ ﷺ نے فرمایا: ''لَا تَلْعَنْهُ وَلَا تَسُبَّهٗ فَاِنَّهٗ يَدْعُوْ اِلَى الصَّلٰوةِ'' اسے نہ لعنت کرو اور نہ گالی دو کیونکہ یہ تو نماز کے لئے بلاتا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس مرغ نے آواز نکالی۔ تو ایک آدمی نے کہا: اے اللہ! اس پر لعنت کر۔ یہ سن کر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مَهْ كَلَّا اِنَّهٗ يَدْعُوْ اِلَى الصَّلٰوةِ'' ایسا مت کہو، اس پر لعنت ہرگز نہیں۔ بے شک یہ تو نماز کے لئے پکارتا ہے۔

اسے بزار نے روایت کیا۔ ان کے راوی صحیح کے راوی ہیں سوائے عباد بن منصور کے۔

پسو کو لعنت اور گالی دینا

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھے کہ ایک آدمی کو پسو نے ڈنگ مارا تو اس آدمی نے اس پر لعنت کی۔ حضور نبی انور ﷺ نے فرمایا: ''لَا تَلْعَنْهَا فَاِنَّهَا نَبَّهَتْ نَبِيًّا مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ لِلصَّلٰوةِ'' اس کو لعنت مت کرو کیونکہ اس نے انبیاء (علیہم السلام) میں سے ایک نبی کو نماز کے بیدار کیا تھا۔

اسے ابویعلیٰ اور بزار نے روایت کیا۔ یہ الفاظ ابویعلیٰ کے ہیں اور بزار کے الفاظ اس طرح ہیں: ''لَا تَسُبَّهٗ فَاِنَّهٗ اَيْقَظَ نَبِيًّا مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ'' اسے برا بھلا مت کہو کیونکہ اس نے انبیاء (علیہم السلام) میں سے ایک نبی کو نماز فجر کے لئے جگایا تھا۔

بزار کے راوی صحیح کے راوی ہیں سوائے سوید بن ابراہیم کے۔ نیز طبرانی نے بھی اسے اوسط میں روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ ہیں: ''ذُكِرَتِ الْبَرَاغِيْثُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّهَا تُوْقِظُ لِلصَّلٰوةِ'' جناب رسول اللہ ﷺ کے حضور پسوؤں کا تذکرہ ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ نماز کے لئے جگاتے ہیں۔

طبرانی کے راوی سعید بن بشیر کے سوا ثقہ ہیں۔

حدیث: امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم و رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ (دوران سفر) ہم ایک منزل پر اترے۔ ہمیں پسوؤں نے تنگ کیا تو ہم نے انہیں برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ تو اللہ کے رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَا تَسُبُّوْهَا فَنِعْمَتِ الدَّآبَّةُ فَاِنَّهَا اَيْقَظَتْكُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ'' ان کو برا بھلا نہ کہو، یہ کتنے اچھے جانور ہیں کہ انہوں نے تمہیں اللہ کے ذکر کے لئے جگا دیا۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

ہوا کو لعنت کرنا

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوا کو لعنت بھیجی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "لَا تَلْعَنِ الرِّیْحَ فَاِنَّھَا مَاْمُوْرَۃٌ، مَنْ لَعَنَ شَیْئًا لَّیْسَ لَہٗ بِاَھْلٍ رَّجَعَتِ اللَّعْنَۃُ عَلَیْہِ" ہوا پر لعنت مت بھیجو کیونکہ یہ تو اللہ کے حکم سے چلتی ہے۔ جو شخص ایسی چیز پر لعنت بھیجے جو لعنت کی اہل نہیں ہے تو لعنت کرنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے۔

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے نیز ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ بشر بن عمر کے سوا ہمیں کوئی شخص معلوم نہیں جس نے اس حدیث کو مسند کہا ہو۔ (حافظ منذری کہتے ہیں کہ یہ بشر بن عمر ثقہ راوی ہے۔ بخاری و مسلم میں اس سے روایات لی گئی ہیں۔ مجھے اس میں کوئی جرح معلوم نہیں)۔

ایمان والی پاک دامن عورت کو تہمت لگانا

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کائنات ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تباہ کر دینے والے سات گناہوں سے بچتے رہا کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) وہ کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نمبر 1 اللہ کے ساتھ شرک کرنا، نمبر 2 جادو کرنا، نمبر 3 ایسی جان کو قتل کرنا جس کا قتل اللہ نے حرام فرما دیا ہو، نمبر 4 سود کھانا، نمبر 5 یتیم کا مال کھانا، نمبر 6 میدان جہاد سے پیٹھ دے کر بھاگ جانا اور نمبر 7 "قَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ" ایمان والی (اپنے اوپر لگائے گئے بہتان سے) بے خبر پاک دامن خواتین پر تہمت لگانا۔ بخاری و مسلم۔

حدیث: حضور نبی العالمین ﷺ نے جو خط مبارک اہل یمن کو لکھا اس میں ارشاد فرمایا: یقین جان لو کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے نزدیک کبیرہ گناہوں میں بڑے بڑے گناہ یہ ہوں گے: اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، مسلمان آدمی کو ناحق قتل کرنا، اللہ کے راستہ میں جہاد کے میدان سے بھاگ جانا، والدین کی نافرمانی کرنا، پاک دامن خاتون پر بہتان لگانا اور جادو سیکھنا۔ الحدیث۔ اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم عن ابیہ عن جدہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مَنْ ذَکَرَ امْرَأً بِشَیْءٍ لَّیْسَ فِیْہِ لِیَعِیْبَہٗ بِہٖ حَبَسَہُ اللّٰہُ فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ حَتّٰی یَاْتِیَ بِنَفَادِ مَا قَالَ فِیْہِ" جس آدمی نے کسی شخص کے متعلق ایسی بات کہی جو اس میں نہیں ہے تاکہ اسے عیب لگائے تو اللہ تعالیٰ دس آدمی کو نار جہنم میں اس وقت تک روکے رکھے گا جب تک اپنی کہی ہوئی بات کو ثابت نہ کرے گا(1)۔

1۔ لعنت کے لغوی معنی ہیں "دور کرنا" اگر یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو تو معنی ہوگا "اللہ تعالیٰ کا کسی کو اپنی رحمت سے دور کر دینا" اور اگر بندوں کی طرف منسوب ہو تو اس وقت اس کے معنی ہوں گے "اللہ کی رحمت سے دوری کی کسی کے لئے بددعا کرنا"۔ کسی معین و خاص شخص، جانور (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ترہیب

زمانے کو گالی دینا

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''یَسُبُّ بَنُوْاٰدَمَ الدَّھْرَ وَاَنَا الدَّھْرُ بِیَدِیَ اللَّیْلُ وَالنَّھَارُ'' بنی آدم زمانے کو برا بھلا کہتا ہے حالانکہ زمانہ (میں ہر چیز کو پیدا کرنے والا اور چلانے والا) تو میں خود ہوں کہ رات اور دن میرے ہی دست قدرت (1) میں ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ: ''اُقَلِّبُ لَیْلَهٗ وَنَھَارَهٗ وَاِذَا شِئْتُ قَبَضْتُھُمَا'' ''زمانے کے رات اور دن میں ہی پھیرتا ہوں اور جب چاہتا ہوں انہیں قبض کرتا ہوں''۔

اسے امام بخاری و مسلم وغیرہما نے روایت کیا۔ مسلم کی ایک اور روایت میں ہے: ارشاد فرمایا: ''لَا یَسُبُّ اَحَدُکُمُ الدَّھْرَ فَاِنَّ اللّٰهَ ھُوَ الدَّھْرُ'' تم میں سے کوئی شخص زمانے کو گالی نہ دے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود ہی زمانہ ہے۔

اور بخاری کی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''لَا تُسَمُّوا الْعِنَبَ الْکَرَمَ وَلَا تَقُوْلُوْا خَیْبَةَ الدَّھْرِ فَاِنَّ اللّٰهَ ھُوَالدَّھْرُ'' انگور کو کرم مت کہا کرو (2) اور یہ بھی نہ کہو کہ ''زمانے کا برا ہو'' کیونکہ زمانہ خود اللہ تعالیٰ ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ انسان مجھے اذیت پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ کہتا ہے: ''یَاخَیْبَةَ الدَّھْرِ'' اے نامرادئ زمانہ! اس لئے تم میں سے کوئی بھی ''اے نامرادئ زمانہ'' نہ کہا کرے۔ کیونکہ زمانہ تو میں خود ہوں۔ میں ہی زمانے کے رات دن پھیرتا ہوں۔

اسے ابوداؤد اور حاکم نے روایت کیا۔ حاکم نے کہا کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔ (امام مالک نے بھی مختصراً اسے روایت کیا ہے) حاکم کی ایک روایت میں ہے کہ: ''جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد

(بقیہ صفحہ گزشتہ) یا کسی چیز پر لعنت کرنا بالا تفاق جائز نہیں ہے۔ جن لوگوں کا کفر پر مرنا یقینی طور پر معلوم ہو، ان پر لعنت کرنا جائز ہے۔ اسی طرح کسی خصلت بد کی وجہ سے نام لئے بغیر لعنت کرنا جائز ہے۔ جیسے ''لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْکَافِرِیْنَ وَالْکَاذِبِیْنَ وَالظَّالِمِیْنَ'' وغیرہ جن بدقسمت لوگوں پر خدا اور رسول جل وعلا و ﷺ نے لعنت کی ہے، ان پر لعنت کرنا بھی بلا شبہ درست ہے۔ (مترجم)

1۔ زمانہ جاہلیت میں اہل عرب کی عادت تھی کہ جب کوئی مصیبت آتی تو زمانے کو برا بھلا کہنے لگتے، اور یہ عادت قبیحہ ہمارے ملکوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ وقت کی ستم ظریفی ہے۔ زمانہ ہی بہت برا ہے وغیرہ جیسے جملے اکثر سننے کو ملتے ہیں۔ ارشاد فرمایا گیا کہ یہ سب جہالت و بیوقوفی کی باتیں ہیں۔ سب کچھ تو اللہ مالک الملک کے ہاتھ میں ہے۔ اسی کے حکم سے سب کچھ ہوتا ہے۔ زمانہ خود تو کچھ بھی نہیں کرسکتا۔ لہٰذا اگر تم زمانے کو برا کہو گے تو گویا خدا تعالیٰ کو برا کہو گے۔ معاذ اللہ (مترجم)

2۔ کرم بمعنی سخاوت و مہربانی ہے۔ اہل عرب کہتے تھے کہ شراب انگور سے بنتی ہے اور شراب پی لینے سے آدمی نشہ کی حالت میں سخاوت پر بہت آمادہ ہوتا ہے۔ لہٰذا انگور کرم یعنی سخاوت و مہربانی ہے۔ مسلمانوں کو اس سے روک دیا کہ یہ قیاس واستدلال کتنا غلط اور مکروہ ہے۔ دوسری احادیث میں ہے کہ ''انگور کو کرم نہ کہو کیونکہ کرم تو مومن کا دل ہے'' یعنی یہ صفت تو مومن بندے کے دل کی ہے نہ کہ انگور وغیرہ کی۔ (مترجم)

فرماتا ہے۔ میں نے اپنے بندے سے قرض مانگا لیکن اس نے مجھے قرض نہیں دیا(1) ہے۔ اور میرا بندہ مجھے گالی دیتا ہے حالانکہ جانتا نہیں۔ کہتا ہے: ''وَادَھْرَاہُ وَادَھْرَاہُ'' ہائے زمانہ (نے مجھ پر ظلم کیا) ہائے زمانہ (نے مجھ سے فلاں چیز چھین لی) حالانکہ زمانہ تو میں خود ہوں (کہ زمانہ میں ہر کام میرے حکم سے ہوتا ہے)۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث برشرط مسلم صحیح ہے۔ نیز بیہقی نے بھی روایت کیا۔ ان کے الفاظ اس طرح ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمانے کو گالی مت دیا کرو۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''اَنَا الدَّھْرُ، اَلْاَیَّامَ وَاللَّیَالِیَ اُجَدِّدُھَا وَاُبْلِیْھَا وَاٰتِیْ بِمُلُوْکٍ بَعْدَ مُلُوْکٍ'' زمانہ میں ہوں، دنوں اور راتوں کو پیدا کرتا ہوں اور فنا بھی کرتا ہوں۔ اور ایک کے بعد دوسرے بادشاہ کو لاتا ہوں۔

1۔ ان لوگوں کی طرف اشارہ ہے جنہیں اللہ نے سب کچھ دیا مگر وہ اللہ کی راہ میں صدقہ وخیرات نہیں کرتے جیسا کہ فرمان خداوندی ہے:
مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗۤ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً ؕ وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَیَبْصُۜطُ ۪ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾ (البقرہ)
ترجمہ: ''کون ہے جو اللہ کو قرض حسن دے۔ (صدقہ وخیرات کرے) تو اللہ اس کے قرض کو اس کے لئے کئی گنا بڑھا دے۔ اللہ تعالیٰ (جس کے لئے چاہتا ہے) رزق تنگ کرتا ہے اور بڑھا دیتا ہے۔ اور تمہیں اسی کی طرف لوٹنا ہے''۔ وَاَقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا (مزمل:20) ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دو۔ اس مضمون کی کئی اور آیات پیش کی جاسکتی ہیں''۔ (مترجم)

ترہیب

مسلمان کو ڈرانا، اور اس کی طرف اسلحہ وغیرہ سے اشارہ کرنا حقیقتاً ہو یا بطور مذاق

حدیث: حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ہمیں حضور محمد مصطفیٰ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے بتایا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ ان میں سے ایک صاحب سو گئے۔ ایک دوسرے ساتھی آگے بڑھے اور سونے والے کے پاس ایک رسی کو پکڑ لیا۔ جس سے وہ گھبرا گئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یُرَوِّعَ مُسْلِمًا'' کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان کو خوف زدہ کرے۔ ابوداؤد۔

حدیث: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھے کہ ایک صاحب اپنی سواری پر اونگھنے لگے تو ایک آدمی نے ایک تیر اپنے ترکش (تیر رکھنے کی تھیلی) سے نکالا اور اس سے اونگھنے والے کو جگایا تو وہ خوف زدہ ہو گئے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَا یَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ یُرَوِّعَ مُسْلِمًا'' کسی شخص کے لئے حلال نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو خوف زدہ کرے۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔ ان کے راوی ثقہ ہیں۔ بزار نے بھی اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے مختصراً روایت کیا ہے۔ الفاظ ہیں: ''لَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَوْمُؤْمِنٍ اَنْ یُرَوِّعَ مُسْلِمًا'' کسی مسلمان یا مؤمن کے لئے جائز نہیں کہ کسی مسلمان کو ڈرائے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن سائب بن یزید اپنے والد سے، وہ ان کے دادا رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: تم میں سے کوئی شخص بھی اپنے بھائی کا سامان ہرگز نہ مذاق کے طور پر چھینے اور نہ ہی حقیقتاً۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کسی شخص کا جوتا پکڑ کر غائب کر دیا۔ مقصد اس کا دل لگی تھا۔ تو جوتے والے نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ذکر کر دی اس پر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَا تُرَوِّعُوا الْمُسْلِمَ، فَاِنَّ رَوْعَةَ الْمُسْلِمِ ظُلْمٌ عَظِیْمٌ'' مسلمان کو مت ڈرایا کرو کیونکہ مسلمان کو ڈرانا ظلم عظیم ہے۔

اسے بزار اور طبرانی نے اور ابوالشیخ ابن حبان نے کتاب التوبیخ میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوالحسن رضی اللہ عنہ جو کہ بیعت عقبہ کرنے والے، بدری صحابی ہیں، سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک صاحب اٹھ کر چلے گئے اور اپنے جوتے بھول گئے۔ ایک دوسرے آدمی نے یہ جوتے لے کر اپنے نیچے چھپا لئے۔ وہ آدمی واپس آئے اور کہنے لگے: یہاں میرے جوتے تھے؟ لوگ

بولے کہ ہم نے تو نہیں دیکھے۔ چھپانے والا بولا: یہ میرے پاس ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فَکَیْفَ بِرَوْعَةِ الْمُؤْمِنِ؟'' مومن کو پریشان کرنا کیسا (برا) ہے؟۔ اس نے عرض کیا: ''یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا صَنَعْتُهٗ لَاعِبًا'' یارسول اللہ! (ﷺ) میں نے تو صرف ازراہ دل لگی ایسا کیا ہے۔ آپ ﷺ نے دو یا تین مرتبہ فرمایا: ''فَکَیْفَ بِرَوْعَةِ الْمُؤْمِنِ؟'' بندہ مومن کو پریشان کرنا کیسا (برافعل) ہے؟۔ (طبرانی)۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''مَنْ اَخَافَ مُؤْمِنًا کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰهِ اَنْ لَّا یُؤَمِّنَهٗ مِنْ اَفْزَاعِ یَوْمِ الْقِیَامَةِ'' جو کسی مومن بندے کو ڈرائے تو اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اسے قیامت کے دن کی گھبراہٹوں سے محفوظ نہ کرے۔ (طبرانی)۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ نَّظَرَ اِلٰی مُسْلِمٍ نَظْرَةً یُخِیْفُهٗ فِیْهَا بِغَیْرِ حَقٍّ اَخَافَهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ'' جس شخص نے کسی مسلمان کی طرف ایسی نظر سے دیکھا جس سے ناحق اسے خوف زدہ کر دیا تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے روز خوف میں مبتلا کر دے گا۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ اور ابوالشیخ نے بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اسے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَا یُشِیْرُ اَحَدُکُمْ اِلٰی اَخِیْهِ بِالسَّلَاحِ فَاِنَّهٗ لَایَدْرِیْ لَعَلَّ الشَّیْطَانَ یَنْزِعُ فِیْ یَدِهٖ فَیَقَعُ فِیْ حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ'' تم میں سے کوئی شخص بھی اپنے بھائی کی طرف ہتھیار کے ساتھ اشارہ نہ کرے، کیونکہ یہ کیا جانے کہ کہیں شیطان اس کے ہاتھ سے ہتھیار نکلوا دے (اور ہتھیار اس بھائی کو جا لگے پھر نتیجہ یہ ہو) کہ یہ (اشارہ کرنے والا اس جرم میں) آگ کے گڑھے میں جا پڑے۔ (بخاری و مسلم)۔

حدیث: اور یہ روایت بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ہے، فرماتے ہیں کہ حضور ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ اَشَارَ اِلٰی اَخِیْهِ بِحَدِیْدَةٍ فَاِنَّ الْمَلَائِکَةَ تَلْعَنُهٗ حَتّٰی یَنْتَهِیَ وَاِنْ کَانَ اَخَاهُ لِاَبِیْهِ وَاُمِّهٖ'' جو شخص اپنے بھائی کی طرف کسی ہتھیار سے اشارہ کرتا ہے تو فرشتے اس پر اس وقت تک لعنت کرتے رہتے ہیں جب تک یہ اشارہ کرنا چھوڑ نہیں دیتا۔ اگرچہ وہ (مشار الیہ) اس کا ماں باپ کی طرف سے حقیقی بھائی ہو۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَیْفِهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِی النَّارِ'' جب دو مسلمان اپنی تلواریں لئے ہوئے ایک دوسرے کے سامنے (لڑنے کو) آتے ہیں تو قاتل و مقتول دونوں دوزخ میں جاتے ہیں۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ فرمایا: جب مسلمانوں میں سے ایک نے دوسرے پر ہتھیار اٹھالیا تو دونوں جہنم کے

کنارے پر پہنچ گئے۔ پھر جب ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا تو دونوں اکٹھے جہنم میں داخل ہوئے۔ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کی یا عرض کی گئی: یارسول اللہ! (ﷺ) یہ تو قاتل کی سزا ہوئی، مقتول کا کیا حال ہے؟ (وہ کیوں دوزخ میں گیا؟) حضور انور ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّهٗ قَدْ اَرَادَقَتْلَ صَاحِبِهٖ'' یقیناً اس نے بھی تو دوسرے (قاتل) کو قتل کر دینے کا ارادہ کیا ہوا تھا۔

اسے بخاری اور مسلم نے روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''سِبَابُ الْمُؤْمِنِ فُسُوْقٌ وَّ قِتَالُهٗ كُفْرٌ''، مومن بندے کو گالی دینا (اللہ و رسول جل وعلا و ﷺ کی) نافرمانی ہے اور اسے قتل کرنا (یا اس کے ساتھ جنگ کرنا بشرطیکہ اسے جائز جانتا ہو) کفر ہے۔ (ورنہ گناہ کبیرہ)۔

اسے بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔ (یہ حدیث پہلے بھی گذر چکی ہے)۔

ترغیب

لوگوں میں میل ملاپ اور صلح کروانا(1)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انسان کے

1۔ روٹھے ہوؤں کو منانا اور صلح صفائی میل ملاپ کرا دینا اتنا عظیم، مقبول اور باعث اجر و ثواب عمل ہے کہ خالق انس و جان نے اپنے کلام حکیم میں متعدد مرتبہ اس کا حکم فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں، ارشاد ہوتا ہے۔

وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ یُّرِیْدَاۤ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا ۝ (نساء)

ترجمہ: ''اور اگر تمہیں خوف ہو ان دونوں (میاں بیوی) کے درمیان ناچاقی کا تو مقرر کرلو ایک ثالث (صلح کروانے والا) خاوند کے خاندان سے اور ایک بیوی کے کنبہ سے۔ اگر یہ دونوں (ثالث خاوند و بیوی کے درمیان) صلح کرانے کا ارادہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان دونوں (میاں بیوی) کے درمیان موافقت پیدا فرمادے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا علم والا خبر والا ہے''۔

لَا خَیْرَ فِیْ كَثِیْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَیْنَ النَّاسِ ؕ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ (نساء)

ترجمہ: ''کوئی بھلائی نہیں ان لوگوں کی اکثر سرگوشیوں میں سوائے ان لوگوں (کی سرگوشی اور گفتگو) کے جو حکم دیتے ہیں صدقہ کرنے کا، نیک کاموں کا اور لوگوں کے درمیان صلح کرانے کا (بے شک ان کی سرگوشی اور بات چیت میں بھلائی ہی بھلائی، نیکی ہی نیکی اور خیر ہی خیر ہے) اور جو شخص یہ (مذکورہ) کام اللہ تعالیٰ کی رضامندیاں حاصل کرنے کی غرض سے کرتا ہے تو ہم اسے (ان پر) اجر عظیم عطا فرمائیں گے''۔

وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَاۤ اَنْ یُّصْلِحَا بَیْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَ الصُّلْحُ خَیْرٌ ؕ وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَ اِنْ تُحْسِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ۝ (نساء)

ترجمہ: ''اور اگر کوئی عورت خوف کرے اپنے خاوند سے اس کی زیادتی اور روگردانی کا تو ان پر کوئی حرج نہیں کہ آپس میں (کسی طرح) صلح کرلیں اور صلح کرلینا ہی (ہر شخص کے لئے) بہتر ہے۔ اور طبیعتوں میں بخل موجود رکھا گیا ہے۔ اور اگر تم احسان کرو اور متقی بن جاؤ تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے اچھی طرح باخبر ہے''۔

وَ اِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ۝ (الحجرات)

ترجمہ: ''اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرادیا کرو۔ اور اگر ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے تو سب مل کر زیادتی کرنے والے گروہ سے لڑو حتی کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے (زیادتی سے باز آجائے) تو اگر وہ (اللہ کے حکم کی طرف) لوٹ آئے تو ان کے درمیان عدل و انصاف کے ساتھ صلح کرادو اور انصاف سے کام لو (کسی گروہ کی جانبداری اور کسی کے ساتھ زیادتی نہ ہونے دو) بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے''۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (الحجرات)

ترجمہ: بے شک ایمان والے لوگ آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ تو اپنے بھائیوں کے درمیان (اگر کہیں کوئی شکر رنجی و جھگڑا فساد ہو جائے تو) صلح کرادیا کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم پر رحمت فرمائی جائے۔

اللہ و رسول جل وعلا و ﷺ کا فرمان تو یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی بہنوں کے درمیان صلح کروایا کرو مگر بدقسمتی یہ ہوگئی ہے کہ ہمارے معاشرہ میں ایسے بدطینت افراد بھی موجود رہتے ہیں جو فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانے کے ماہر ہوتے ہیں۔ جب تک شرارت کرنہ لیں چین نہیں پاتے۔ اللہ بچائے۔ (مترجم)

(جسم کے اندر) ہر جوڑ پر صدقہ ہے۔ (انسانی جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ ہوتے ہیں) ہر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے اس میں دو آدمیوں کے درمیان عدل و انصاف سے صلح کرانا بھی صدقہ ہے۔ کسی آدمی کی جانور پر سوار ہونے میں مدد کر دینا یا سواری پر اس کا سامان اٹھا کر پکڑا دینا بھی صدقہ ہے۔ اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے۔ ہر قدم جو نماز کے لئے (مسجد میں جانے پر) اٹھتا ہے، اس پر بھی صدقہ کا ثواب ہے اور راستے سے تکلیف دہ چیز (کانٹا، پتھر وغیرہ) ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔

اسے بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلٰوةِ وَالصَّدَقَةِ'' کیا میں تمہیں (نفلی) روزے، نماز اور صدقہ سے افضل عمل نہ بتادوں؟۔ صحابہ رضی اللہ عنہم عرض گذار ہوئے: کیوں نہیں۔ (ضرور ارشاد فرمائیں) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ فَاِنَّ فَسَادَ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ'' وہ ہے جدائی (اور ناراضگی) رکھنے والوں کے درمیان صلح کرا دینا۔ کیونکہ ناراضگیوں اور جدائیوں کا فساد بڑی مصیبت ہے۔

اسے ابو داؤد، ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ''هِيَ الْحَالِقَةُ لَا اَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰكِنْ تَحْلِقُ الدِّيْنَ'' انتہیٰ۔ یہ مونڈھ دینے والی مصیبت ہے۔ میں نہیں کہتا کہ یہ بال مونڈھتی ہے بلکہ یہ دین کو مونڈھ ڈالتی ہے۔

حدیث: سیدہ ام کلثوم بنت عقبہ بن معیط رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَمْ يَكْذِبْ مَنْ نَمٰى بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ لِيُصْلِحَ'' اس آدمی نے جھوٹ نہیں بولا جس نے صلح کرانے کی غرض سے دو (ناراض) آدمیوں کے درمیان پہلو دار بات کہی ہو۔

ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''لَيْسَ بِالْكَاذِبِ مَنْ اَصْلَحَ بَيْنَ النَّاسِ فَقَالَ خَيْرًا اَوْ نَمٰى خَيْرًا'' وہ آدمی جھوٹا نہیں ہے جس نے لوگوں کے درمیان صلح کرائی اور (اس غرض کے لئے) اچھا ہی کہا اور اچھی ہی پہلو دار بات (جو صدق و کذب کا احتمال رکھتی ہو) کی۔ ابو داؤد۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی عمل ایسا نہیں کیا گیا جو نماز سے، ناراض لوگوں کے درمیان صلح کروانے سے اور مسلمانوں پر ظلم کرنے والے بادشاہ کے سامنے حق بات کہنے سے افضل ہو۔ (یہ تین اعمال سب سے افضل ہیں) (اصبہانی)۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ'' افضل صدقہ روٹھے ہوؤں کے درمیان صلح کروانا ہے۔

اسے طبرانی اور بزار نے روایت کیا ہے۔ بزار کی اسناد میں عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم راوی ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تمہیں ایک (بہترین) کاروبار نہ بتادوں؟ انہوں نے عرض کی: کیوں نہیں (ضرور فرمائیں): ارشاد فرمایا: "صِلْ بَيْنَ النَّاسِ إِذَا تَفَاسَدُوْا وَقَرِّبْ بَيْنَهُمْ إِذَا تَبَاعَدُوْا" لوگوں کے درمیان میل ملاپ کرادیا کرو جبکہ ان میں جھگڑا فساد ہو جائے اور انہیں آپس میں قریب کردیا کرو جب ان کے درمیان دوری ہو جائے۔

اسے بزار اور طبرانی نے روایت کیا۔ اور طبرانی کے الفاظ ہیں کہ (آپ ﷺ نے فرمایا:) "اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى عَمَلٍ يَرْضَاهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ" کیا تمہیں وہ عمل نہ بتادوں جسے اللہ اور اس کے رسول (جل وعلا و ﷺ) پسند فرماتے ہیں؟ انہوں نے عرض کی: کیوں نہیں: تو آپ ﷺ نے فرمایا: "صِلْ بَيْنَ النَّاسِ إِذَا تَفَاسَدُوْا وَقَرِّبْ بَيْنَهُمْ إِذَا تَبَاعَدُوْا" (ترجمہ وہی ہے)۔

نیز طبرانی اور اصبہانی نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بھی کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا: کیا تمہیں وہ صدقہ نہ بتاؤں جسے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) محبوب رکھتے ہیں؟ (فرمایا:) "تُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ إِذَا تَبَاغَضُوْا وَتَفَاسَدُوْا" (وہ صدقہ یہ ہے کہ) جب لوگوں میں بغض وفساد پیدا ہو جائے تو ان کے درمیان صلح کروادیا کرو۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی دوجہاں ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مَنْ اَصْلَحَ بَيْنَ النَّاسِ اَصْلَحَ اللّٰهُ اَمْرَهٗ وَاَعْطَاهُ بِكُلِّ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا عِتْقَ رَقَبَةٍ وَرَجَعَ مَغْفُوْرًا لَّهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ" جو بندہ لوگوں کے درمیان صلح کرائے، اللہ تعالیٰ اس کے (بگڑے ہوئے) معاملات سنوار دے گا۔ اور ہر کلمہ جو یہ زبان سے (صلح کراتے وقت) نکالے گا اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ اسے غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرمائے گا۔ اور جب واپس لوٹے گا تو اس کے پہلے گناہ معاف ہو چکے ہوں گے۔

اسے اصبہانی نے روایت کیا۔ یہ حدیث بہت غریب ہے۔

ترہیب

معذرت قبول نہ کرنا

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگوں کی عورتوں سے خود کو بچا کے رکھو تو تمہاری عورتوں کی پاک دامنی بھی محفوظ رہے گی اپنے آباء واجداد کے ساتھ اچھا سلوک کرو تو تمہاری اولاد تمہارے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے گی۔ ''وَمَنْ اَتَاهُ اَخُوْهُ مُتَنَصِّلًا فَلْيَقْبَلْ ذَالِكَ مُحِقًّا كَانَ اَوْ مُبْطِلًا فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلْ لَمْ يَرِدْ عَلَىَّ الْحَوْضَ'' اور جس کے پاس اس کا بھائی معذرت کرنے آئے تو اسے یہ معذرت قبول کرنی چاہیے (اور معاف کر دینا چاہیے) معذرت خواہ چاہے حق پر ہو یا باطل پر۔ تو جس نے معذرت قبول نہ کی، وہ (بروز قیامت) میرے پاس حوض کوثر پر نہ پہنچ سکے گا۔

اسے حاکم نے بروایت سوید عن قتادہ عن ابی رافع عنہ روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے (یہ متن چند مختلف الفاظ کے ساتھ طبرانی نے اوسط میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت جودان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنِ اعْتَذَرَ اِلٰى اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ فَلَمْ يَقْبَلْ مِنْهُ كَانَ عَلَيْهِ مَا عَلٰى صَاحِبِ مَكْسٍ'' جس نے اپنے مسلمان بھائی سے (اپنی غلطی پر) معذرت چاہی اور اس نے قبول نہ کی تو اس پر عشر وصول کرنے والے (ظالم وراشی آفیسر) کے برابر گناہ ہوگا۔

اسے ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں اور ابن ماجہ نے دو جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ (نیز طبرانی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث سے اسے روایت کیا ہے)۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں شریر لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم عرض گذار ہوئے: کیوں نہیں! یارسول اللہ! (ﷺ) اگر آپ چاہیں تو ضرور ارشاد فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّ شِرَارَكُمُ الَّذِیْ يَنْزِلُ وَحْدَهٗ وَيَجْلِدُ عَبْدَهٗ وَيَمْنَعُ رِفْدَهٗ'' تمہارے شریر لوگ وہ ہیں جو اکیلے رہتے ہیں (تنہائی پسند ہوتے ہیں، کسی سے ملنا پسند نہیں کرتے) اپنے غلام (ماتحتوں) کو سزا دیتے ہیں اور اپنے مال کو روکے رکھتے ہیں۔ (زکوٰۃ، صدقہ وخیرات نہیں کرتے)۔ کیا ان سے بھی برا آدمی نہ بتاؤں؟ اصحاب رضی اللہ عنہم عرض کرنے لگے: کیوں نہیں! یارسول اللہ! (ﷺ) اگر آپ پسند فرماتے ہیں تو ضرور فرمائیں۔ ارشاد فرمایا: ''مَنْ يُبْغِضُ النَّاسَ وَيُبْغِضُوْنَهٗ'' جو لوگوں سے اور لوگ اس سے بغض وعناد رکھتے ہوں۔ آپ ﷺ نے (پھر) فرمایا: کیا تمہیں اس سے بھی برے لوگوں کے متعلق خبر نہ دوں؟ انہوں نے عرض کی: کیوں نہیں! یارسول اللہ! (ﷺ) اگر آپ چاہیں تو ارشاد فرمادیں۔ فرمایا: ''اَلَّذِيْنَ لَا يُقِيْلُوْنَ عَثْرَةً وَّلَا يَقْبَلُوْنَ مَعْذِرَةً وَّلَا يَغْتَفِرُوْنَ

ذَنْبًا'' یہ وہ لوگ ہیں جو کسی کی لغزش سے درگذر نہیں کرتے، کسی کی معذرت قبول نہیں کرتے اور کسی کی خطاء معاف نہیں کرتے۔ فرمایا: کیا ان سے بھی شریر اور برا شخص نہ بتادوں؟ حاضرین عرض گذار ہوئے: کیوں نہیں! یارسول اللہ (ﷺ) ضرور ارشاد ہو۔ سرور عالم ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ لَا یُرْجٰی خَیْرُہٗ وَلَا یُؤْمَنُ شَرُّہٗ'' جس سے بھلائی کی توقع نہ ہو اور اس کی شرارت سے امن نہ ہو۔

اسے طبرانی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

ترہیب

چغل خوری(1) کی مذمت

حدیث: سیدنا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ"، چغل خور آدمی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ اور ایک روایت میں "قَتَّاتٌ" کا لفظ ہے۔ اس کا معنی بھی چغل خور ہے۔

اسے بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے کہ دو قبروں کے قریب سے گذرے۔ آپ ﷺ وہاں کھڑے ہوگئے تو ہم بھی آپ کے ساتھ ٹھہر گئے۔ آپ ﷺ کے چہرہ انور کا رنگ متغیر ہونے لگا حتی کہ آپ کی قمیص شریف کی آستین کانپنے لگی۔ تو ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) کیا ہوا؟

1۔ چغل خوری کی خصلت بد اللہ تعالیٰ کو کس قدر ناپسند ہے! آیئے چند آیات ملاحظہ کرتے ہیں: نمبر 1 حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی بیویاں چغل خور تھیں، اپنے پیغمبر شوہروں کی باتیں ان کے دشمنوں کو بتایا کرتی تھیں۔ ان کے کرتوتوں اور سزا کا بیان فرمایا:

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَیْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ یُغْنِیَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَیْــٴًـا وَّ قِیْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِیْنَ ۝ (التحریم)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لئے حضرت نوح اور حضرت لوط (علیہما السلام) کی بیویوں کی مثال بیان فرمائی ہے۔ وہ دونوں ہمارے نیک (پیغمبر) بندوں میں سے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں۔ پھر ان دونوں نے ان دونوں (نیک بندوں) سے خیانت کی۔ (ان کی چغل خوری کی) تو انہوں نے ان دونوں کو اللہ کے مقابلہ میں کوئی فائدہ نہ دیا (بلکہ ان بدکار و چغل خور بیویوں کو) حکم دیا گیا کہ تم دونوں جہنم میں داخل ہونے والوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ"۔

نمبر 2 ولید بن مغیرہ کافر رحمت عالم ﷺ کی چغلیاں کیا کرتا تھا۔ اللہ نے اس کے دس عیوب بیان فرمائے۔ اور وہ رہتی دنیا تک ذلت و رسوائی کا عبرتناک نشان بن کر رہ گیا۔ فرمایا:

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِیْنٍ ۝ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِیْمٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ اَثِیْمٍ ۝ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِیْمٍ ۝ (القلم)

ترجمہ: "اور نہ بات مانو کسی بہت 1۔ جھوٹی قسمیں کھانے والے 2۔ ذلیل آدمی کی جو 3۔ بڑا نکتہ چین ہے 4۔ چغلیاں کھاتا پھرتا ہے 5۔ نیکی کے کاموں سے بہت روکنے والا، 6۔ حد سے گذرا ہوا، 7۔ بڑا بدکار ہے، 8۔ اکھڑ مزاج ہے۔ اس کے علاوہ 9۔ بداصل (ولد حرام) ہے۔ (تھوڑا آگے چل کر فرمایا کہ جب اس پر آیات الٰہی کی تلاوت ہوتی ہے تو کہتا ہے: یہ تو 10۔ پہلے لوگوں کے افسانے ہیں)"۔

وَیْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۝ (الھمزہ) ترجمہ: "ہلاکت و بربادی ہے ہر اس شخص کے لئے جو چغل خور، عیب جوئی کرنے والا ہے"۔

ابولہب کی بیوی جو چغل خوری میں بدنام زمانہ تھی کی مذمت میں ارشاد ہوا:

وَّ امْرَاَتُهٗؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝ (اللھب)

ترجمہ: "اور اس (ابولہب) کی بیوی، بدبخت ایندھن اٹھانے والی، (چغل خوری کرنے اور مخالفت کی آگ بھڑکانے والے کے لئے بھی یہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں) اس کے گلے میں مونج کی رسی ہوگی"۔

یاد رہے کہ ایک ہے چغل خوری اور ایک ہے غیبت، دونوں میں فرق ہے۔ چغل خوری یہ ہے کہ ایک کی بات دوسرے کو، دوسرے کی تیسرے کو پہنچاتے پھرنا وعلی ھذا القیاس۔ اور بسا اوقات اس میں چغل خور اپنی طرف سے بھی کئی باتیں شامل کر لیتا ہے۔ اور ایک کو دوسرے کے خلاف بھڑکاتا ہے۔ اسی کا ذکر مذکورہ آیات میں اور احادیث مذکورہ فی الباب میں ہے۔ اور غیبت یہ ہے کہ کسی کا عیب دوسرے کو بتایا جائے اور یہ عیب واقعتاً اس میں موجود بھی ہو اور اگر اس میں یہ عیب نہیں بلکہ اپنی طرف سے اس کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے تو یہ بہتان ہے، غیبت اور بہتان کا ذکر آئندہ آ رہا ہے۔ (مترجم)

فرمایا: کیا تم نہیں سن رہے جو میں سنتا ہوں؟ ہم عرض گذار ہوئے: یا نبی اللہ! (ﷺ) وہ کیا ہے؟ فرمایا: ان دو قبروں میں دو آدمی ہیں جن کی قبروں کے اندر انہیں ایک ہلکے گناہ (یعنی جو ان کے نزدیک ہلکا تھا ورنہ وہ کبیرہ گناہ ہے) کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے۔ ہم عرض کرنے لگے: کس گناہ کی وجہ سے انہیں عذاب ہو رہا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "کَانَ اَحَدُهُمَا لَا یَسْتَنْزِهُ مِنَ الْبَوْلِ وَکَانَ الْاٰخَرُ یُؤْذِی النَّاسَ بِلِسَانِهٖ وَیَمْشِیْ بَیْنَهُمْ بِالنَّمِیْمَةِ" ان میں سے ایک پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا اپنی زبان سے لوگوں کو اذیت پہنچاتا اور چغلیاں لگاتا پھرا کرتا تھا"۔ پھر آپ ﷺ نے کھجور کی دو شاخیں منگوائیں اور ہر قبر میں ایک ایک شاخ رکھ دی۔ ہم نے عرض کیا: کیا یہ شاخیں انہیں کچھ فائدہ دیں گی؟ ارشاد فرمایا: "نَعَمْ یُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا دَامَتَا رَطْبَتَیْنِ" ہاں، جب تک تر رہیں گی دونوں مردوں سے عذاب ہلکا رہے گا۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ (نیز یہی روایت مختلف الفاظ کے ساتھ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور امام احمد نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "اَلنَّمِیْمَةُ وَالشَّتِیْمَةُ وَالْحَمِیَّةُ فِی النَّارِ" چغل خوری، گالی بکنا اور (ناجائز کاموں کے کرنے پر) ضد دوزخ کی آگ میں ہوں گی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ: (فرمایا:) "اِنَّ النَّمِیْمَةَ وَالْحِقْدَ فِی النَّارِ لَا یَجْتَمِعَانِ فِیْ قَلْبِ مُسْلِمٍ" بے شک چغل خوری اور کینہ پروری دوزخ میں لے جائیں گی، کسی مسلمان کے دل میں یہ دونوں جمع نہیں ہو سکتیں۔ (طبرانی)۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "اَلَا اِنَّ الْکَذِبَ یُسَوِّدُ الْوَجْهَ وَالنَّمِیْمَةَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ" خبردار! جھوٹ چہرہ کو سیاہ کر دیتا ہے اور چغل خوری عذاب قبر (کا باعث) ہے۔

اسے ابو یعلیٰ، طبرانی، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نبی کائنات ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لَیْسَ مِنِّیْ ذُوْحَسَدٍ وَّلَا نَمِیْمَةٍ وَّلَا کَهَانَةٍ وَّلَا اَنَا مِنْهُ" حسد کرنے والا، چغل خور اور کاہن کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور نہ میرا اس کے ساتھ کوئی تعلق ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا (الاحزاب) یعنی اور وہ لوگ جو دل دکھاتے ہیں مومن مردوں اور مومن عورتوں کا بغیر اس کے کہ انہوں نے کوئی برا کام کیا ہو تو انہوں نے اپنے اوپر بہتان باندھنے اور کھلے گناہ کا بوجھ اٹھا لیا۔ (طبرانی)

حدیث: حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں نبی اکرم ﷺ سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ: ''خِیَارُ عِبَادِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ اِذَا رُءُ وْا ذُکِرَ اللّٰہُ وَشِرَارُ عِبَادِ اللّٰہِ الْمَشَّآءُ وْنَ بِالنَّمِیْمَۃِ الْمُفَرِّقُوْنَ بَیْنَ الْاَحِبَّۃِ الْبَاغُوْنَ لِلْبُرَآءِ الْعَنَتِ'' اللہ تعالیٰ کے بہترین بندے وہ ہیں جنہیں دیکھ کر اللہ کی یاد آ جائے اور اللہ کے بدترین بندے وہ ہیں جو چغلی لگاتے پھرتے ہیں، دوستوں کے درمیان جدائی ڈالتے ہیں اور نیک لوگوں کے عیب تلاش کیا کرتے ہیں۔

اسے امام احمد نے روایت فرمایا نیز ابوبکر بن ابی شیبہ اور ابن ابی الدنیا نے اسماء رضی اللہ عنہا سے اسے روایت کیا۔ ان دونوں کے الفاظ میں ہے: ''اَلْمُفْسِدُوْنَ بَیْنَ الْاَحِبَّۃِ'' دوستوں میں فساد کرواتے ہیں۔ علاوہ ازیں طبرانی نے حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے اور ابن ابی الدنیا نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت علاء بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَلْھَمَّازُوْنَ وَاللَّمَّازُوْنَ وَالْمَشَّآءُ وْنَ بِالنَّمِیْمَۃِ الْبَاغُوْنَ لِلْبُرَآءِ الْعَنَتِ یَحْشُرُھُمُ اللّٰہُ فِیْ وُجُوْہِ الْکِلَابِ'' غیبت کرنے والوں، طعنہ زنی کرنے والوں، چغل خوری کرتے پھرنے والوں اور بے گناہ لوگوں کے عیب تلاش کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) کتوں کی شکل میں اٹھائے گا۔

اسے ابوالشیخ ابن حبان نے کتاب التوبیخ میں اسی طرح معضلاً روایت کیا ہے۔

ترہیب

غیبت(1) اور بہتان کا بیان

ترغیب

ان دونوں برائیوں کا رد

حدیث: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ دِمَآءَ کُمْ وَاَمْوَالَکُمْ وَاَعْرَاضَکُمْ حَرَامٌ عَلَیْکُمْ کَحُرْمَةِ یَوْمِکُمْ ھٰذَا فِیْ شَھْرِکُمْ ھٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ ھٰذَا اَلَا ھَلْ بَلَّغْتُ'' بے شک تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تمہارے (ایک دوسرے) پر حرام ہیں۔ جیسا کہ اس ماہ (ذوالحجہ) میں، اس شہر (مکہ) میں تمہارے اس دن (یوم عرفہ) کی حرمت ہے۔ (لہٰذا کسی کا خون بہا کے، مال غصب کر کے یا کسی پر غیبت و بہتان لگا کر ان حرمتوں کو پامال نہ کرنا)۔

اسے بخاری و مسلم وغیرہما نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَعِرْضُهٗ وَمَالُهٗ'' ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، عزت اور اس کا مال حرام ہے۔

اسے مسلم اور ترمذی نے ایک حدیث میں روایت کیا ہے۔

1۔ اس بارے میں چند قرآنی آیات درج کی جاتی ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ۝ (الاحزاب)

ترجمہ: ''اور وہ لوگ جو اذیت پہنچاتے ہیں مومن مردوں اور مومن عورتوں کو (ان کی غیبت کر کے، بہتان بازی کر کے اور دیگر طریقوں سے) حالانکہ انہوں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا ہوتا (جس کا ان پر بہتان لگایا جاتا) تو ان لوگوں نے اپنے سروں پر بہتان باندھنے اور کھلے گناہ کا بوجھ اٹھالیا''۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤی اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤی اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (الحجرات)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! کوئی جماعت دوسری جماعت کا مذاق نہ اڑائے شاید کہ وہ لوگ مذاق اڑانے والوں سے بہتر ہوں۔ اور نہ ہی عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑایا کریں شاید کہ وہ عورتیں مذاق اڑانے والیوں سے اچھی ہوں۔ اور ایک دوسرے کو عیب مت لگایا کرو۔ اور نہ برے القاب سے بلایا کرو۔ ایمان لانے کے بعد فاسق کہلوانا کتنا برا نام ہے! اور جو توبہ نہیں کرتے تو وہی لوگ ظالم ہیں''۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ ۝ (الحجرات)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! بکثرت بدگمانیوں سے دور رہا کرو۔ بے شک بعض بدگمانیاں گناہ ہیں۔ اور ایک دوسرے کی (عیب تلاش کرنے کو) جاسوسی مت کیا کرو اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کیا کرو۔ کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ یہ تو تم ناپسند کرتے ہو (پھر غیبت کیسے کر سکتے ہو؟) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنیوالا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے''۔ (مترجم)

حدیث: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سود کے بہتر (72) درجے ہیں۔ ان میں کم تر درجہ یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں کے ساتھ (العیاذ باللہ) بدکاری کرے۔ ''وَاِنَّ اَرْبَی الرِّبَا اِسْتِطَالَۃُ الرَّجُلِ فِیْ عِرْضِ اَخِیْہِ'' اورسب سے بڑھ کر سود یہ ہے کہ آدمی اپنے (مسلمان) بھائی کی عزت کو خراب کرے۔ (کم درجہ کے سود کا گناہ تو ماں کے ساتھ بدکاری کرنے کے برابر ہے تو سب سے بڑھ کر گناہ کتنا ہوگا؟)۔

اسے طبرانی نے اوسط میں بروایت عمر بن راشد روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا جس میں سود کا ذکر فرمایا اور اس کا گناہ بہت بڑا بتایا اور ارشاد فرمایا: ایک درہم جو آدمی کو سود سے حاصل ہوتا ہے، اللہ کے نزدیک اس کا گناہ آدمی کے چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے بڑھ کر ہے۔ ''اِنَّ اَرْبَی الرِّبَا عِرْضُ الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ'' اور سب سے بڑا سود مسلمان آدمی کی عزت پر دھبہ لگانا ہے۔

اسے ابن ابی الدنیا نے کتاب ذم الغیبہ میں روایت کیا ہے۔ (اور اسی معنی کی ایک حدیث ابن ابی الدنیا، بیہقی اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے)۔

حدیث: ۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے پوچھا: جانتے ہو سب سے بڑا سود کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: اللہ اور اس کے رسول (جل وعلا و ﷺ) ہی خوب جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا سود مسلمان کی عزت کو حلال جاننا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: وَ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا ﴿۵۸﴾ (الاحزاب) ''اور وہ لوگ جو ایمان والے مردوں اور ایمان والی خواتین کا دل دکھاتے ہیں حالانکہ انہوں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا تو انہوں نے اپنے اوپر بہتان کا اور کھلے گناہ کا بوجھ اٹھالیا''۔

اسے ابویعلیٰ نے روایت کیا۔ ان کے راوی صحیح کے ہیں۔

حدیث: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ کا ارشاد شریف ہے: ''اِنَّ اَرْبَی الرِّبَا الْاِسْتِطَالَۃُ فِیْ عِرْضِ الْمُسْلِمِ بِغَیْرِ حَقٍّ'' سب سے بڑا سود مسلمان کی عزت کو ناحق خراب کرنا ہے۔ (ابوداؤد)۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: آپ کے لئے حضرت صفیہ (رضی اللہ عنہا) میں فلاں فلاں خوبی کافی ہے۔ بعض راویوں کا کہنا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مطلب تھا: حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا قد چھوٹا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر اسے سمندر کے پانی میں ڈالا جائے تو وہ بھی رنگین ہو جائے۔ وہ عرض کرنے لگیں کہ میں نے تو ایک انسان کی حکایت کی ہے۔ (یعنی کسی کا قد لمبا یا چھوٹا ہونا) آپ ﷺ نے فرمایا: ''مَا اُحِبُّ اَنْ حَکَیْتِ لِیْ اِنْسَانًا وَّاِنَّ لِیْ کَذَا وَکَذَا'' مجھے پسند

نہیں کہ مجھ سے کسی انسان کی (اس طرح) حکایت کرواگر چہ مجھے اتنا اتنا (مال ودولت) مل جائے۔

اسے ابوداؤد، ترمذی اور بیہقی نے روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ (ام المومنین سیدہ) صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیمار ہو گیا اور (ام المومنین سیدہ) زینب رضی اللہ عنہا کے پاس ایک سے زائد سواری کے جانور تھے۔ نبی کریم ﷺ نے زینب (رضی اللہ عنہا) سے فرمایا کہ ان (صفیہ رضی اللہ عنہا) کو ایک اونٹ دے دو۔ اس پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کہہ دیا: کیا اس یہودیہ کو اونٹ دے دوں؟ (سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا باپ یہودی تھا) تو رسول اللہ ﷺ ان سے ناراض ہو گئے اور انہیں ذوالحجہ، محرم اور کچھ دن صفر کے چھوڑے رکھا۔ (ابوداؤد)۔

حدیث: اور یہ بھی آپ (ام المومنین) رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھی کہ میں نے ایک عورت کے بارے میں کہا: یہ دبلی پتلی لمبی عورت ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اِلْفِظِی اِلْفِظِی'' جو کچھ تمہارے منہ میں ہے باہر پھینک دو۔ میں نے گوشت کی ایک بوٹی (جسے کھا رہی تھی) باہر پھینک دی۔ (یعنی وہ بوٹی کھانے کے قابل نہیں رہی تھی)۔

اسے ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم نبی محترم ﷺ کے پاس حاضر تھے کہ ایک آدمی اٹھ کر گیا۔ حاضرین کہنے لگے: یارسول اللہ! (ﷺ) یہ شخص کتنا عاجز ہے یا کہا کہ کتنا کمزور ہے (ٹھیک سے اٹھ بھی نہیں سکتا) یہ سن کر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِغْتَبْتُمْ صَاحِبَكُمْ وَاَكَلْتُمْ لَحْمَهٗ'' تم نے اپنے ساتھی کی غیبت کی اور اس کا گوشت کھایا۔

اسے ابویعلیٰ اور طبرانی نے روایت کیا۔ طبرانی کے الفاظ اس طرح ہیں: ''ایک آدمی نبی پاک ﷺ کی خدمت سے اٹھ کر گیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کے اٹھنے میں کچھ کمزوری دیکھی تو کہنے لگے: فلاں آدمی کس قدر کمزور وعاجز ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَكَلْتُمْ اَخَاكُمْ وَاغْتَبْتُمُوْهُ'' تم نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا کیونکہ تم نے اس کی غیبت کی ہے۔

حدیث: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک آدمی کا ذکر کیا اور کہا کہ (وہ اتنا لاغر ہے کہ) جب تک اس کو کوئی کھلائے نہیں وہ کھا نہیں سکتا اور جب تک کوئی سوار نہ کرائے وہ سواری پر سوار نہیں ہو سکتا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے اس کی غیبت کی ہے۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) ہم نے تو وہی بات کی ہے جو اس میں پائی جاتی ہے (واقعی وہ اتنا کمزور ہے)۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''حَسْبُكَ اِذَا ذَكَرْتَ اَخَاكَ بِمَا فِيْهِ'' (غیبت کے لئے) اتنا ہی کافی ہے کہ تو اپنے بھائی کی وہ بات (کمزوری) بیان کرے جو اس میں واقعی پائی جاتی ہے۔

اسے اصبہانی نے باسناد حسن روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو ایک دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جب تک میں حکم نہ دوں تم میں سے کوئی شخص روزہ افطار نہ کرے۔ تو لوگوں نے روزہ رکھ لیا۔ جب شام ہوئی تو لوگ حاضر ہونے لگے۔ ہر آدمی عرض کرتا کہ یارسول اللہ! (ﷺ) میں نے سارا دن روزہ رکھا ہے اب مجھے افطار کرنے کی اجازت فرمایئے۔ آپ ﷺ اجازت دے دیتے۔ (وہ افطار کر لیتا) یہاں تک کہ ایک آدمی آ کر عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! (ﷺ) آپ کے خاندان کی دو عورتوں نے روزہ سے دن گذارا ہے اور وہ آپ کے پاس حاضر ہونے میں حیاء محسوس کرتی ہیں۔ انہیں افطار کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے یہ سن کر چہرہ مبارک دوسری طرف پھیر لیا۔ اس نے پھر یہی بات عرض کی۔ آپ نے پھر منہ پھیر لیا۔ اس نے پھر یہی کہا۔ آپ نے پھر چہرہ انور دوسری جانب کر لیا۔ وہ پھر وہی بات دہرانے لگا۔ آپ نے پھر اعراض کر لیا۔ پھر فرمایا: ان دونوں نے کوئی روزہ نہیں رکھا۔ اور وہ شخص روزہ دار کیسے ہوسکتا ہے جو سارا دن لوگوں کا گوشت کھاتا رہا ہو؟ جاؤ انہیں جا کر حکم دو کہ اگر وہ روزے سے تھیں تو قے کریں۔ وہ آدمی ان کے پاس واپس گیا اور انہیں بتایا کہ قے کریں تو ہر ایک نے جمے ہوئے خون کی قے کی۔ تو وہ آدمی نبی پاک ﷺ کی خدمت میں واپس حاضر ہوا اور یہ (جمے ہوئے خون کی قے کی) خبر عرض کی۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا: ''وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ بَقِیَتَا فِیْ بُطُوْنِھِمَا لَاَ کَلَتْھُمَا النَّارُ'' اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر وہ اس (خون) کو اپنے پیٹوں میں رکھتیں تو انہیں دوزخ کی آگ کھاتی۔

اسے ابوداؤد طیالسی اور ابن ابی الدنیا نے ''ذم الغیبۃ'' میں اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ (نیز یہی مضمون امام احمد، ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے ایک اور راوی سے روایت کیا جس کا نام ذکر نہیں کیا گیا)۔

حدیث: حضرت شفی بن ماتع الاصحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار شخص وہ ہیں جو اہل دوزخ کے عذاب میں مزید اذیت کا اضافہ کر دیں گے۔ وہ کھولتے ہوئے پانی اور آگ میں دوڑتے پھریں گے، ہائے ہلاکت، ہائے ہمارے تباہی کا شور کرتے ہوں گے۔ اہل دوزخ ایک دوسرے سے پوچھیں گے کہ ان لوگوں کا کیا حال ہے جنہوں نے ہماری تکلیف میں اور اضافہ کر دیا ہے؟ فرمایا کہ (وہ چار شخص یہ ہیں) ایک وہ آدمی جو انگاروں کے صندوق میں بند ہوگا۔ دوسرا اپنی انتڑیوں کو گھسیٹ گھسیٹ کر چل رہا ہوگا۔ تیسرا وہ جس کے منہ سے پیپ اور خون بہہ رہا ہوگا اور چوتھا اپنا ہی گوشت کاٹ کاٹ کر کھا رہا ہوگا۔ صندوق میں بند آدمی کے بارے میں کہا جائے گا: اس ذلیل شخص کا کیا حال ہے جس نے ہماری اذیت اور بڑھا دی ہے؟ تو کوئی کہنے والا کہے گا: ''اِنَّ الْاَبْعَدَ قَدْ مَاتَ وَفِیْ عُنُقِہٖ اَمْوَالُ النَّاسِ'' یہ ذلیل اس حال میں مرا کہ اس کی گردن پر لوگوں کے مالوں کا بوجھ تھا (جو اس نے مارے اور چھینے تھے) پھر اپنی انتڑیوں کو کھینچنے والے کے متعلق یوں پوچھا جائے گا: اس کمینہ آدمی کا کیا حال ہے جس نے ہماری اذیت میں اضافہ کر دیا ہے۔ جواب ملے گا: ''اِنَّ

اِلاَبْعَدَ کَانَ لَا یُبَالِیْ اَیْنَ اَصَابَ الْبَوْلُ مِنْهُ'' اس کمینے کو کوئی پروانہیں تھی کہ اس کا پیشاب کہاں کہاں پڑتا ہے۔(اپنے کپڑے اور جسم کو پاک نہ رکھتا تھا) اس کے بعد اس کے بارے میں پوچھا جائے گا جس کے منہ سے پیپ اور خون بہہ رہا ہوگا کہ اس بد بخت کا کیا حال ہے جس نے ہمیں مزید اذیت میں مبتلا کر دیا ہے؟ تو کہنے ولا کہے گا:''اِنَّ الاَبْعَدَ کَانَ یَنْظُرُ اِلٰی کَلِمَةٍ فَیَسْتَلِذُّ هَاکَمَا یُسْتَلَذُّ الرَّفَثُ'' یہ بد بخت بری باتوں پر نظر رکھتا تھا اور ان سے یوں لذت محسوس کرتا جیسے بے حیائی کی باتوں سے کی جاتی ہے۔ پھر اس شخص کے متعلق کہا جائے گا جو اپنا گوشت کھاتا ہوگا: اس مردود کا کیا معاملہ ہے جس نے ہماری پہلے سے موجود تکلیف (جو اپنے گناہوں کی سزا مل رہی تھی) میں اور اضافہ کر دیا ہے؟ کوئی جواب دینے والا جواب دے گا:''اِنَّ الاَبْعَدَ کَانَ یَأْکُلُ لُحُوْمَ النَّاسِ بِالْغِیْبَةِ وَیَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَةِ'' یہ مردود غیبت کر کے لوگوں کے گوشت کھایا کرتا تھا اور چغلیاں لگاتا پھرتا تھا۔

اسے ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت اور ذم الغیبۃ میں، طبرانی نے کبیر میں اسناد لین کے ساتھ اور ابونعیم نے روایت کیا۔ اور ابونعیم کا کہنا ہے کہ شفی بن ماتع کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے، ان کے صحابی ہونے کا قول بھی ہے۔ حافظ منذری (صاحب کتاب) کہتے ہیں کہ امام بخاری اور ابن حبان نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے بھائی کا گوشت دنیا میں کھایا (اس کی غیبت کی) بروز قیامت اس (جس کی غیبت کی تھی) کو اس کے پاس لایا جائے گا اور کہا جائے گا: اب اس کے مردے کو کھا جیسے کہ اس کی زندگی میں اس کو کھاتا تھا۔''فَیَأْکُلُهٗ وَیَکْلَحُ وَیَضِجُّ'' تو یہ اسے کھائے گا اور منہ برا بنائے گا اور چیخ و پکار کرے گا۔

اسے ابویعلیٰ، طبرانی اور ابوالشیخ نے کتاب التوبیخ میں روایت کیا۔ مگر ابوالشیخ کے ہاں ''یضج'' کی بجائے ''یصیح'' کالفظ ہے۔ (دونوں کا معنی چیخنا چلانا ہے)۔

حدیث: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک مردہ خچر کے قریب سے گذرے تو اپنے دوستوں سے فرمایا:''لَاَنْ یَّأْکُلَ الرَّجُلُ مِنْ هٰذَا حَتّٰی یَمْلَأَ بَطْنَهٗ خَیْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ یَّأْکُلَ لَحْمَ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ'' کسی آدمی کا اس (مردار خچر) کو پیٹ بھر کر کھالینا اس سے کہیں بہتر ہے کہ وہ کسی مسلمان آدمی کا گوشت کھائے (اس کی غیبت و چغلی کرے)۔

اسے ابوالشیخ ابن حبان وغیرہ نے موقوفاً روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت اسلمی (ایک صحابی کا نام رضی اللہ عنہ) اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور اپنے اوپر چار مرتبہ زنا کی شہادت یہ کہتے ہوئے دی کہ میں نے ایک عورت سے بدکاری کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہر دفعہ چہرہ انور پھیر لیا۔ یہاں تک حدیث ذکر کی کہ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: اس کہنے سے تمہارا مطلب کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے پاک فرمادیں۔ (مجھ پر حد جاری

فرمادیں تاکہ آخرت کی پکڑ سے بچ جاؤں) اس پر رسول اللہ ﷺ نے انہیں رجم کرنے کا حکم فرمایا تو وہ رجم کر دیئے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے سنا کہ انصار کے دو آدمی کہہ رہے تھے: اس شخص کو دیکھو کہ اللہ نے اس (کے جرم) پر پردہ ڈال دیا تھا مگر اس نے خود کو نہیں چھوڑا یہاں تک کہ کتے کی طرح پتھروں سے رجم کر دیا گیا۔ (اپنے اوپر حد قائم کروالی) اللہ کے رسول ﷺ یہ سن خاموش ہو رہے اور کچھ دیر چلتے رہے کہ ایک مردہ گدھے کے پاس سے گذرے جس کے پاؤں اوپر کو اٹھے ہوئے تھے۔ (مرکر پھول گیا تھا) تو ارشاد فرمایا: فلاں اور فلاں آدمی کہاں ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) ہم یہاں موجود ہیں۔ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: اس مردار گدھے کو کھاؤ۔ دونوں عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! (ﷺ)، بھلا اس کو کون کھاتا ہے؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَانِلْتُمَا مِنْ عِرْضِ هٰذَا الرَّجُلِ انِفًا اَشَدُّ مِنْ اَكْلِ هٰذِهِ الْجِيفَةِ، فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّهُ الْاٰنَ فِيْ اَنْهَارِ الْجَنَّةِ يَنْغَمِسُ فِيْهَا'' جو گناہ تم نے اس شخص کی عزت کو خراب کرنے کی کوشش میں پایا ہے وہ اس مردار کو کھانے سے زیادہ شدید ہے۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے، جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، وہ تو اس وقت جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے (اور تم نے خواہ مخواہ بار گناہ اٹھا لیا ہے)۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جس رات اللہ کے نبی ﷺ کو معراج کرائی گئی آپ ﷺ نے دوزخ کی طرف نظر فرمائی۔ اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ مردار کھا رہے ہیں۔ پوچھا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے (غیبت کیا کرتے) تھے۔ ایک اور شخص کو دیکھا جس کا رنگ (عذاب شدید کی وجہ سے) سخت سرخ اور نیلا ہو گیا تھا۔ تو آپ ﷺ نے پوچھا: اے جبریل! یہ شخص کون ہے؟ وہ بولے: یہ (حضرت صالح علیہ السلام کی) اونٹنی کی کونچیں کاٹنے والا شخص ہے۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا۔ ان کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ سوائے قابوس بن ابی ظبیان کے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے معراج کرائی گئی، میں کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گذرا جن کے ناخن تانبے کے تھے۔ جن کے ساتھ وہ چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ تو میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کون ہیں؟ وہ عرض گذار ہوئے: ''هٰؤُلَآءِ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ وَيَقَعُوْنَ فِيْ اَعْرَاضِهِمْ'' یہ وہ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی عزتیں خراب کرتے تھے۔

اسے ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور ذکر کیا کہ اسے بعض لوگوں نے مرسل بھی روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت راشد بن سعد المقرائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں کچھ ایسے آدمیوں کے پاس سے گذرا جن کی کھالیں آگ کی قینچیوں سے کاٹی جا رہی تھیں۔ میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کی: ''اَلَّذِيْنَ يَتَزَيَّنُوْنَ لِلزِّنْيَةِ'' یہ لوگ بدکاری کے لئے زیب و زینت

کرتے تھے۔فرماتے ہیں: پھر میں ایک بدبودار کنوئیں کے قریب سے گذرا تو اس سے میں نے سخت آوازیں سنیں۔ تو پوچھا: اے جبریل: یہ کون ہیں؟ وہ بولے: ''نِسَآءٌ کُنَّ یَتَزَیَّنَّ لِلزِّنْیَةِ'' یہ تمہاری (امت کی) وہ عورتیں ہیں جو زنا کاری کے لئے بناؤ سنگار کیا کرتی تھیں۔ اور وہ وہ کام کرتی تھیں جو ان کے لئے حلال نہیں تھے۔ پھر میرا گذر کچھ ایسی عورتوں اور مردوں کے پاس سے ہوا جو اپنے پستانوں کے ساتھ لٹک رہے تھے۔ یہ دیکھ کر میں نے پوچھا: جبریل! یہ کون ہیں؟ وہ عرض گذار ہوئے: ''هٰؤُلَآءِ اللَّمَّازُوْنَ وَالْهَمَّازُوْنَ'' یہ طعنہ زن اور چغل خور لوگ ہیں۔ انہیں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۙ (الہمزہ) یعنی ہلاکت ہے ہر اس شخص کے لئے جو روبرو طعنے دیتا ہے اور پیٹھ پیچھے عیب جوئی کرتا ہے۔

اسے بیہقی نے بروایت بقیۃ عن سعید بن سنان روایت کیا اور یہ روایت مرسل ہے اور ہم نے اسے متصل بھی روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ بدبودار ہوا چلنے لگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جانتے ہو یہ ہوا کون سی ہے؟ ''هٰذِهٖ رِيْحُ الَّذِيْنَ يَغْتَابُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ'' یہ بدبودار ہوا ان لوگوں کی (طرف سے آ رہی) ہے جو مسلمانوں کی غیبت کرتے ہیں۔

اسے امام احمد اور ابن ابی الدنیا نے روایت کیا امام صاحب کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم سے روایت ہے، دونوں صاحب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَلْغِيْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا'' غیبت زنا سے بھی سخت (گناہ) ہے۔ عرض کی گئی: وہ کس طرح؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَلرَّجُلُ يَزْنِيْ ثُمَّ يَتُوْبُ فَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاِنَّ صَاحِبَ الْغِيْبَةِ لَا يُغْفَرُ لَهٗ حَتّٰى يَغْفِرَ صَاحِبُهٗ'' آدمی زنا کرتا ہے۔ پھر (ضمیر کے ملامت کرنے پر) توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔ جبکہ غیبت کرنے والے کو اس وقت تک معافی نہیں مل سکتی جب تک کہ جس کی غیبت کی ہے وہ معاف نہ کرے (اور اس سے معافی کون مانگے گا کہ غیبت کرنے والا تو سوچتا بھی نہیں کہ یہ گناہ ہے)۔

اسے ابن ابی الدنیا نے کتاب الغیبۃ میں، طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت یعلی بن سیابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی انور ﷺ سے بیعت کی جبکہ آپ ﷺ ایک قبر پر تشریف لائے۔ اس میں قبر والے کو عذاب ہو رہا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّ هٰذَا يَأْكُلُ لُحُوْمَ النَّاسِ'' یہ شخص لوگوں کے گوشت کھاتا (غیبت کرتا) تھا۔ پھر آپ نے ایک ہری شاخ منگوائی اور قبر پر رکھ دی اور فرمایا: امید ہے جب تک یہ شاخ ہری رہے گی اس مردہ کے عذاب میں کمی ہوگی۔ (قبر پر پھول رکھنا ثابت ہوا)۔

اسے امام احمد اور طبرانی نے روایت کیا۔ عاصم بن بہدلہ کے سوا امام صاحب کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بقیع الغرقد (مدینہ طیبہ کا قبرستان

جنت البقیع) تشریف لائے۔ دو تازہ قبروں کے پاس ٹھہر گئے اور فرمایا: تم نے فلاں مرد اور فلاں عورت یا فلاں فلاں مرد کو دفن کر دیا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: جی ہاں، یارسول اللہ! (ﷺ) آپ ﷺ نے فرمایا: اس وقت فلاں اٹھا کر بٹھایا گیا ہے اور اسے مارا گیا ہے، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اسے ایسی مار ماری گئی ہے کہ اس کے جسم کا ہر عضو ٹوٹ پھوٹ گیا ہے۔ اور اس کی قبر کو آگ سے بھر دیا گیا ہے۔ اس نے ایسی آواز کے ساتھ چیخ و پکار کی ہے جسے انسانوں اور جنوں کے سوا ہر مخلوق نے سنا ہے۔ اور اگر تمہارے دل کمزور نہ ہوتے اور تمہاری قوت سماعت زیادہ ہوتی تو تم بھی وہ کچھ ضرور سنتے جو میں سنتا ہوں۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! (ﷺ) ان کا گناہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ''اَمَّافُلَانٌ فَاِنَّهٗ كَانَ لَا يَسْتَبْرِئُ مِنَ الْبَوْلِ وَاَمَّا فُلَانٌ اَوْ فُلَانَةٌ فَاِنَّهٗ كَانَ يَأْكُلُ لُحُوْمَ النَّاسِ'' فلاں شخص تو پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور فلاں مرد یا عورت لوگوں کے گوشت کھاتا تھا۔

اسے ابن جریر طبری نے بطریق علی بن یزید عن القاسم عنہ روایت کیا۔ نیز اسی طریق سے امام احمد نے اسے بالفاظ مختلفہ روایت کیا جس میں یہ الفاظ زائد کئے: صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی (ﷺ) انہیں یہ عذاب کب تک ہوتا رہے گا؟ فرمایا: یہ غیب کی باتیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

حدیث: امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''اَلْغِيْبَةُ وَالنَّمِيْمَةُ يَحُتَّانِ الْاِيْمَانَ كَمَا يَعْضِدُ الرَّاعِي الشَّجَرَةَ'' غیبت اور چغل خوری ایمان کو یوں جھاڑ ڈالتے ہیں جیسے چرواہا درخت کے پتے جھاڑ دیتا ہے۔ (اصبہانی)۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ مفلس و کنگال کون ہوتا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہمارے درمیان تو مفلس و کنگال وہ شخص ہے جس کے پاس نہ درہم (و دینار) ہوں اور نہ مال و متاع ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (ایسا نہیں بلکہ) میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے روز نماز، روزہ اور زکوٰۃ (کی پونجی) لے کر آئے گا اور حال یہ ہوگا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر بہتان لگایا ہوگا، کسی کا مال (ناجائز) کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا۔ تو اس وقت اس کی نیکیاں کچھ اس کو کچھ اس کو دے دی جائیں گی (یعنی جس جس پر زیادتی کی ہوگی اس کی نیکیاں انہیں دے دی جائیں گی) پھر اگر اس کی نیکیاں ان (مظلومین) کے حقوق پورا ہونے سے پہلے ختم ہو جائیں گی تو ان کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔ پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

اسے مسلم اور ترمذی وغیرہما نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کچھ لوگ (قیامت کے دن) اس حال میں پیش ہوں گے کہ ان کا اعمال نامہ کھلا ہوا ہوگا۔ وہ کہیں گے: اے میرے پروردگار! میری فلاں فلاں نیکیاں کہاں گئیں۔ میں نے وہ (دنیا میں) کمائی تھیں۔ اب میرے نامہ اعمال میں موجود نہیں ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''مُحِيَتْ

بِغِيْبَتِكَ النَّاسَ" تیرے لوگوں کی غیبت کرنے کی وجہ سے وہ نیکیاں مٹادی گئی ہیں۔(اصبہانی)۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جانتے ہو غیبت کس کو کہتے ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم عرض گذار ہوئے: اللہ اور اس کے رسول (جل وعلا و ﷺ) ہی بہتر جانتے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: (غیبت یہ ہے کہ) تم اپنے بھائی کا اس طرح ذکر کرو کہ وہ اسے پسند نہ کرتا ہو۔ عرض کی گئی: کیا ارشاد ہے، اگر میں وہی بات کہوں (وہی عیب بتاؤں) جو واقعی اس میں پائی جاتی ہے؟ ارشاد فرمایا: "اِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدْ اِغْتَبْتَهٗ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ مَاتَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهٗ" اگر تم نے وہی بات (اس کی پیٹھ پیچھے) کی جو واقعی اس میں پائی جاتی ہے تو تم نے اس کی غیبت کی۔ اور اگر وہ بات (جو تم کہہ رہے ہو) اس میں نہیں پائی جاتی تو تم نے اس پر بہتان باندھا (جو غیبت سے بھی بڑھ کر ہے۔ اکثریت اس فرق کو مدنظر نہیں رکھتی)۔

اسے مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔ یہ حدیث بے شمار طریقوں سے مروی ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت اس کی راوی ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کسی مومن بندے کے متعلق وہ بات کہی جو اس میں نہیں ہے (یعنی بہتان لگایا) اللہ تعالیٰ اسے اہل جہنم کے خون اور پیپ کے کنوئیں میں رکھے گا جب تک کہ اپنے کہے ہوئے (الفاظ) سے خارج نہ ہو جائے (یعنی وہ بات ثابت نہ کر دے اور یہ ثبوت اس کے بس کی بات نہ ہوگی)۔

اسے ابوداؤد نے ایک حدیث میں طبرانی نے اور حاکم نے روایت کیا۔ طبرانی نے یہ الفاظ زائد کئے "اور وہ اس کنوئیں سے نہیں نکل سکے گا"۔ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ (گناہ) ایسے ہیں جن کا کوئی کفارہ نہیں (کسی طرح معاف نہیں ہوتے سوائے سچی توبہ کے)، نمبر 1 اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا، نمبر 2 کسی جان کو ناحق قتل کرنا، نمبر 3 بندہ مومن پر بہتان باندھنا، نمبر 4 جہاد فی سبیل اللہ کے میدان سے بھاگ جانا اور نمبر 5 جھوٹی قسم کھانا جس سے کسی کا مال ناحق ہڑپ کر لیا جائے۔

اسے امام احمد نے بطریق بقیہ روایت کیا۔ یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے۔

حدیث: حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مَنْ ذَبَّ عَنْ عِرْضِ اَخِيْهِ بِالْغِيْبَةِ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّعْتِقَهٗ مِنَ النَّارِ" جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کی عزت کی خاطر اس کی غیبت سننے سے اپنے آپ کو بچائے رکھے گا، اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ اسے آتش دوزخ سے آزاد فرما دے۔

اسے امام احمد نے حسن اسناد کے ساتھ، ابن ابی الدنیا اور طبرانی وغیرہم نے روایت کیا۔

حدیث:۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نبی العلمین ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ رَدَّعَنْ عِرْضِ اَخِیْهِ رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَّجْهِهِ النَّارَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ'' جس نے اپنے بھائی کی عزت بچانے کی کوشش کی (اس کے متعلق غلط باتیں کہنے والے کو، اس کی غیبت کرنے والے کو روک دیا) قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کے سامنے سے دوزخ کی آگ دور فرمادے گا۔

اسے ترمذی، ابن ابی الدنیا اور ابوالشیخ نے کتاب التوبیخ میں روایت کیا۔ ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ ابوالشیخ کے الفاظ اس طرح سے ہیں: ''جس نے اپنے بھائی کی عزت کا بچاؤ کیا، قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس سے عذاب جہنم دور فرما دے گا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (الروم) یعنی اور اہل ایمان کی مدد فرمانا ہمارے ذمہ کرم پر ہے)۔

حدیث: حضرت سہل بن معاذ بن انس الجھنی اپنے والد رضی اللہ عنہم سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی منافق کے مقابل کسی مومن کی حمایت کی۔ راوی فرماتے ہیں کہ میرا خیال ہے: آپ ﷺ نے یوں فرمایا: ''بَعَثَ اللّٰهُ مَلَكًا یَّحْمِیْ لَحْمَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنْ نَّارِ جَهَنَّمَ'' اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجے گا جو اس کے جسم کو دوزخ کی آگ سے بچائے گا اور جس نے کسی مسلمان پر اسے ذلیل کرنے کی غرض سے بہتان لگایا، تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم کے پل پر اس وقت تک روکے رکھے گا جب تک وہ اپنی کہی ہوئی بات سے نکل نہ آئے۔ (یعنی بہتان ثابت نہ کر دے اور یہ وہ نہیں کر سکے گا یہاں تک کہ اپنی بات کی سزا نہ اٹھالے)۔

اسے ابوداؤد اور ابن ابی الدنیا نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے پاس اس کے مسلمان بھائی کی غیبت کی گئی اور اس نے اس کی کوئی مدد نہ کی (اس کا دفاع نہ کیا اور غیبت کنندہ کو روکا نہیں) حالانکہ یہ اس کی مدد کر سکتا تھا۔ تو اس کا گناہ اسے دنیا و آخرت میں پکڑ لے گا (دنیا و آخرت میں سزا پائے گا)۔

اسے ابوالشیخ نے کتاب التوبیخ میں اور اصبہانی نے اس سے طویل روایت کیا۔ ان کے الفاظ ہیں: ''مَنِ اغْتِیْبَ عِنْدَهٗ اَخُوْهُ فَاسْتَطَاعَ نُصْرَتَهٗ فَنَصَرَهٗ نَصَرَهُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاِنْ لَّمْ یَنْصُرْهُ اَدْرَكَهُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ'' جس کے پاس اس کے بھائی کی غیبت ہوئی، یہ اس کی مدد کر سکتا تھا پھر اس نے اس کی مدد کی تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی مدد فرمائے گا اور اگر (باوجود قدرت کے) اس کی مدد نہ کی تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پکڑ فرمائے گا۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ''مَنْ نَّصَرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ بِالْغَیْبِ نَصَرَهُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ'' جس نے اپنے مسلمان بھائی کی اس کی پیٹھ پیچھے مدد کی، اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی مدد کرے گا۔

اسے ابن ابی الدنیا نے موقوفاً روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت جابر بن ابی طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کسی مسلمان آدمی کو ایسی جگہ ذلیل کرے جہاں اس کی عزت ہوتی ہو اور یہ اس کی عزت خراب کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ایسی جگہ (قیامت کے میدان میں) ذلیل و رسوا کرے گا جہاں اس کو اللہ کی مدد کی سخت ضرورت ہوگی۔ اور جو کسی مسلمان بندے کی ایسی جگہ مدد کرے جہاں اس کی عزت و آبرو گھٹانے کی کوشش کی جا رہی ہو حالانکہ وہاں اس کی عزت کی جاتی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی اس مقام پر مدد فرمائے گا جہاں اسے اللہ کی مدد و نصرت محبوب ہوگی۔

اسے ابوداؤد اور ابن ابی الدنیا وغیرہما نے روایت کیا۔ اس کی اسناد میں اختلاف ہے۔

ترغیب

سوائے (1) اچھی بات کہنے کے خاموش رہنا

ترہیب

زیادہ بولنے کی مذمت

حدیث: حضرت سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) مسلمانوں میں کون سا مسلمان افضل ہے؟ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ" جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ (بخاری، مسلم، نسائی)۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نبی محترم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

1۔ اچھی، نرم اور شیریں گفتار محبوب ومطلوب اور پسندیدہ ہے۔ قرآن وحدیث میں اس کا حکم فرمایا گیا۔ زیادہ بولنا، بے مقصد ولغو گفتگو کوئی بھی صاحب عقل پسند نہیں کرتا، اسی لئے اس سے منع فرمایا گیا ہے۔ متعدد آیات قرآنی درج کی جاسکتی ہیں۔ مگر ہم چند ایک پر اکتفا کریں گے۔

بنی اسرائیل سے لیا گیا عہد، اللہ تعالیٰ انہیں یاد دلاتے ہوئے فرماتا ہے:

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ (البقرۃ:83)

ترجمہ: "اور لوگوں سے اچھی باتیں کہو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو"۔

حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کو جب فرعون کے پاس تبلیغ کے لئے بھیجا گیا تو فرمایا:

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ۞ (طٰہٰ)

ترجمہ: "(اے موسیٰ وہارون!) اس (فرعون) کے ساتھ نرم انداز سے گفتگو کرنا شاید وہ نصیحت قبول کر لے یا (ہمارے عذاب سے) ڈر جائے"۔

اپنے محبوب محترم ﷺ کی مدح وتعریف ان الفاظ کے ساتھ فرمائی:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۠ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۞ (آل عمران)

ترجمہ: "(اے حبیب! ﷺ) اللہ کی رحمت سے آپ ان لوگوں کے لئے نرم ہو گئے۔ اور اگر آپ سخت گو، سخت دل ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے بھاگ جاتے۔ پس ان کو معاف کرتے رہیں اور ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں اور معاملات میں ان کے ساتھ مشورہ کریں۔ پھر جب کسی کام کا مضبوط ارادہ کرلیں تو اللہ پر بھروسہ کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بھروسہ کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے"۔

کامیاب مومنین کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے: وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۞ (المومنون)

ترجمہ: "اور وہ لوگ جو ہر بیہودہ ولغو (کام وگفتگو) سے منہ پھیرنے والے ہوتے ہیں"۔

وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۡ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۡ لَا نَبْتَغِى الْجٰهِلِيْنَ ۞ (القصص)

ترجمہ: "اور جب وہ کوئی لغو و بے کار بات سنتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں: ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال۔ جاؤ تمہیں سلام ہے۔ ہم جاہلوں سے الجھنا نہیں چاہتے"۔

لَا خَيْرَ فِىْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۞ (نساء) (بقیہ اگلے صفحہ پر)

''اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَ الْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ'' (کامل) مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان امن وسلامتی میں رہیں اور اصل مہاجر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی منع فرمائی ہوئی چیزوں کو چھوڑ دے (بخاری ومسلم)۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے سوال کیا عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) کون سا عمل زیادہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے وقت پر نماز ادا کرنا، میں نے عرض کیا: پھر اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے یارسول اللہ! (ﷺ)؟ ارشاد فرمایا: ''اَنْ يَّسْلِمَ النَّاسُ مِنْ لِّسَانِكَ'' یہ کہ لوگ تمہاری زبان سے سلامتی میں رہیں۔

اسے طبرانی نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ اس کا پہلا حصہ بخاری ومسلم میں بھی ہے۔

حدیث: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ عالی میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوا: یارسول اللہ! (ﷺ) مجھے کوئی ایسا عمل تعلیم فرمادیں جو مجھے جنت میں لے جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے بات بہت مختصر کی اور مسئلہ بڑا پیش کیا ہے: روحوں کو آزاد کر، غلاموں کو رہائی دلا، اگر یہ نہیں کرسکتا تو بھوکے کو کھانا کھلا اور پیاسے کو پانی پلا، نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کر۔ ''فَاِنْ لَّمْ تُطِقْ ذَالِكَ فَكُفَّ لِسَانَكَ اِلَّا عَنْ خَيْرٍ'' پھر اگر یہ بھی نہ کر سکے تو اپنی زبان کو سوائے اچھی بات کہنے کے روک کر رکھ(1)۔

اسے امام احمد، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) باعث نجات کون سی چیزیں ہیں؟ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ''اَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ'' اپنی زبان کو قابو میں رکھو، اپنا گھر وسیع کرو اور اپنے گناہوں پر رویا کرو۔

اسے ابوداؤد، ترمذی، ابن ابی الدنیا نے العزلۃ اور الصمت میں اور بیہقی نے کتاب الزہد میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''طُوْبٰى لِمَنْ مَلَكَ لِسَانَهٗ وَوَسِعَهٗ بَيْتُهٗ وَبَكٰى عَلٰى خَطِيْئَتِهٖ'' جنت کی بشارت ہو اس آدمی کو جس نے اپنی زبان کو قابو میں رکھا، اپنے گھر

(بقیہ صفحہ گزشتہ) ترجمہ: ''ان کی اکثر سرگوشیوں میں کوئی بھلائی نہیں سوائے ان لوگوں کے جو صدقہ کرنے یا نیکی یا لوگوں کے درمیان صلح کروانے کا حکم کرتے ہیں (کہ ان کی گفتگو اور سرگوشی بھلائی اور نیکی ہی ہے) اور جو شخص یہ سب اللہ کی رضا کے لئے کرے تو ہم عنقریب اسے اجر عظیم عطا فرمائیں گے''۔

سخت گوئی اور چیخنا چلانا کتنا مذموم ہے۔ ملاحظہ کریں حضرت لقمان اپنے بیٹے کو فرماتے ہیں:

وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۚ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۝ (لقمان)

''ترجمہ: اور اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز کو دھیما رکھ۔ بے شک آوازوں میں سب سے وحشت ناک آواز گدھے کی ہے''۔ (مترجم)

1۔ زبان کے لگائے ہوئے زخم ہمیشہ تازہ رہتے ہیں۔ کیا خوب کہا بابا وارث شاہ نے ؎

اچھے تیر تلواردے زخم ہوون   مرہم نئیں زبان دے پھٹ دا ای۔   (مترجم)

کوکھلا بنایا اور اپنے گناہوں پر رویا۔

اسے طبرانی نے اوسط وصغیر میں روایت کیا اور اس کی اسناد کو حسن کہا۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہو اور گواہی دیتا ہو کہ میں (محمد ﷺ) رسول اللہ ہیں، اسے چاہیے کہ اپنا گھر وسیع بنائے اور اپنی خطاؤں پر رویا کرے۔ اور جو آدمی اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ کچھ کہے تو اچھی بات کہے جس سے خود (بھی اور دوسرے بھی) فائدہ پائیں اور بری بات کہنے سے زبان کو روکے تاکہ خود (بھی اور دوسرے بھی) سلامتی میں رہیں۔

اسے طبرانی نے اور بیہقی نے کتاب الزھد میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مَنۡ يَّضۡمَنۡ لِيۡ مَا بَيۡنَ لَحۡيَيۡهِ وَمَا بَيۡنَ رِجۡلَيۡهِ اَضۡمَنۡ لَهُ الۡجَنَّةَ" جو شخص مجھے اپنے دونوں جبڑوں کے درمیان والی چیز (زبان) اور دونوں ٹانگوں کے درمیان والی چیز (شرم گاہ) کی حفاظت کی ضمانت دے، میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (بخاری وترمذی)۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اللہ کے رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: "مَنۡ وَّقَاهُ اللّٰهُ شَرَّ مَا بَيۡنَ لَحۡيَيۡهِ وَشَرَّ مَا بَيۡنَ رِجۡلَيۡهِ دَخَلَ الۡجَنَّةَ" جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے جبڑوں کے درمیانی چیز (زبان) کی شرارت اور اس کے پاؤں کے درمیانی شئی (شرم گاہ) کے شر سے بچالیا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور حسن کہا نیز ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: اللہ عزوجل کو سب سے زیادہ محبوب عمل کون سا ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ لوگ خاموش رہے۔ کسی نے کوئی جواب نہیں دیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "هُوَ حِفۡظُ اللِّسَانِ" وہ عمل زبان کی حفاظت کرنا ہے۔

اسے ابوالشیخ ابن حبان اور بیہقی نے روایت کیا۔ اس کی اسناد میں ایسے راوی بھی ہیں جن کا حال اس وقت میرے (مؤلف کے) ذہن میں حاضر نہیں ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَنۡ دَفَعَ غَضَبَهٗ دَفَعَ اللّٰهُ عَنۡهُ عَذَابَهٗ وَمَنۡ حَفِظَ لِسَانَهٗ سَتَرَ اللّٰهُ عَوۡرَتَهٗ" جس نے اپنے غیظ وغضب کو دور کر لیا، اللہ اس سے عذاب دور کر دے گا اور جس نے اپنی زبان کی حفاظت کی، اللہ اس کے عیب چھپا لے گا۔

اسے طبرانی نے اوسط میں اور ابویعلیٰ نے روایت کیا۔ ابویعلیٰ کے الفاظ یہ ہیں: "جس نے اپنی زبان کو محفوظ کر لیا، اللہ اس کے عیب چھپائے گا، جس نے اپنے غصے کو روکا اللہ تعالیٰ اس سے عذاب روک دے گا اور جس نے اللہ کے حضور معافی

طلب کی اللہ تعالیٰ اس کی معافی قبول فرمائے گا"۔

اور اس کو بیہقی نے مرفوع اور حضرت انس پر موقوفاً بھی روایت کیا۔ شاید موقوف زیادہ صحیح ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی نبی انور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ حَقِيْقَةَ الْاِيْمَانِ حَتّٰى يَخْزُنُ مِنْ لِّسَانِهٖ" بندہ اس وقت تک ایمان کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ اپنی زبان کو محفوظ نہ کر لے۔

اسے طبرانی نے صغیر اور اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: "وَالَّذِیْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ مَا عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ مِنْ شَیْءٍ اَحْوَجَ اِلٰى طُوْلِ سِجْنٍ لِّسَانٍ" قسم اس ذات پاک کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں زمین کی پشت پر زبان کے سوا کوئی ایسی چیز نہیں جسے طویل عرصہ تک قید رکھنے کی محتاجی ہو۔

حدیث: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے: "مَنْ حَفِظَ مَابَيْنَ فَقْمَيْهِ وَفَرْجَهٗ دَخَلَ الْجَنَّةَ" جس نے اپنے جبڑوں کے درمیان والی چیز (زبان) اور شرم گاہ کی حفاظت کر لی، وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

اسے امام احمد، طبرانی اور ابویعلیٰ نے روایت کیا۔ ابویعلیٰ کے راوی ثقہ ہیں۔ (نیز طبرانی نے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے جید اسناد کے ساتھ ایسی ہی ایک حدیث اور روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت رکب مصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بشارت ہو اس آدمی کو جس نے اپنے علم پر عمل کیا، اپنی ضرورت سے زیادہ مال (راہ خدا میں) خرچ کیا اور ضرورت سے زیادہ بولنے سے خود کو بچائے رکھا۔

اسے طبرانی نے ایک حدیث میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت سفین بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ) کوئی ایسی بات ارشاد فرمائیں جسے میں مضبوطی سے تھامے رہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "قُلْ رَبِّیَ اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقِمْ" کہو: میرا پروردگار اللہ ہے پھر اس پر ثابت قدم رہو۔ کہتے ہیں کہ میں عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! (ﷺ) میرے لئے زیادہ خوفناک چیز کیا ہو سکتی ہے؟ "فَاَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهٖ ثُمَّ قَالَ هٰذَا" آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک پکڑی پھر فرمایا: یہ چیز۔

اسے ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور حاکم نے کہا: صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: انہی (حضرت سفین) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) کس چیز سے زیادہ ڈرا کروں؟ ''فَاَشَارَ بِیَدِہٖ اِلٰی لِسَانِہٖ'' آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے اپنی زبان مقدس کی طرف اشارہ فرمایا۔

اسے ابوالشیخ ابن حبان نے کتاب الثواب میں جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا: کسی ایسی بات کی خبر دیجئے جسے میں مضبوط پکڑے رکھوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَمْلِکْ ھٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی لِسَانِہٖ'' اس پر قابو کرلو اور آپ ﷺ نے اپنی زبان پاک کی جانب اشارہ فرمایا۔

اسے طبرانی نے دو اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ جن میں ایک جید ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَا یَسْتَقِیْمُ اِیْمَانُ عَبْدٍ حَتّٰی یَسْتَقِیْمَ قَلْبُہٗ وَلَا یَسْتَقِیْمُ قَلْبُہٗ حَتّٰی یَسْتَقِیْمَ لِسَانُہٗ وَلَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ رَجُلٌ لَّا یَاْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ'' بندے کا ایمان درست نہیں ہوتا جب تک دل ٹھیک نہ ہو اور دل ٹھیک نہیں ہوسکتا جب تک زبان درست نہ ہو اور کوئی آدمی جنت میں داخل نہیں ہوسکتا جب تک اس کا ہمسایہ اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہو۔

اسے امام احمد اور ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھا کہ ایک صبح آپ ﷺ کے قریب ہوا جبکہ ہم چلتے جارہے تھے۔ میں عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! (ﷺ) کوئی ایسا عمل ارشاد فرمائیں جو مجھے جنت میں داخل کردے اور دوزخ سے دور کردے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے ایک عظیم بات کا سوال کیا ہے جبکہ یہ آسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ آسان کرے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کیا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو (یہ چیزیں تمہیں جنت میں لے جائیں گی اور دوزخ سے دور کردیں گی) پھر ارشاد فرمایا: کیا تمہیں نیکی کے دروازے نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) کیوں نہیں! آپ ارشاد فرمانے لگے: روزہ (دوزخ سے بچنے کی) ڈھال ہے، صدقہ گناہوں کو یوں مٹا ڈالتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ اور انسان کا رات میں (تہجد کی) نماز پڑھنا نیک بندوں کا طریقہ ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد تلاوت فرمایا: تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۫ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ (السجدہ)، ''(اللہ کے نیک بندے وہ ہیں کہ) ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں۔ وہ اپنے پروردگار کو (اس کے عذاب سے) ڈرتے ہوئے اور (اس کی طرف سے مغفرت کی) امید رکھتے ہوئے پکارتے ہیں اور اس رزق سے جو ہم نے انہیں عطا فرمایا ہے خرچ کرتے ہیں۔ تو کوئی شخص نہیں جانتا جو کچھ

ہم نے ان کے لئے چھپا رکھا ہے جس سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہونگی۔ (یعنی جنت کی نعمتیں) یہ ان کے کئے ہوئے نیک اعمال کا بدلہ ہے''۔ پھر فرمایا: کیا میں تمہیں دین کی اصل، دین کا ستون اور دین کی کوہان نہ بتادوں؟ میں عرض گذار ہوا: یارسول اللہ! (ﷺ) کیوں نہیں: ارشادفرمایا: دین کی اصل مسلمان ہونا ہے، اس کا ستون نماز ہے، اور اس کی کوہان جہاد ہے۔ پھر ارشادفرمایا: کیا میں تمہیں اس (دین) کا بڑا اہم جز نہ بتادوں؟ (جس پر دین موقوف ومنحصر ہے) میں نے عرض کی: کیوں نہیں یارسول اللہ! (ﷺ) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا وَاَشَارَ اِلٰى لِسَانِهٖ'' اس پر قابو رکھو اور آپ نے اپنی زبان مقدس کی طرف اشارہ فرمایا۔ میں بولا: یا نبی اللہ! (ﷺ) کیا ہماری گفتگو کا بھی مواخذہ ہوگا؟ فرمایا: تمہیں تمہاری ماں روئے، منہ کے بل یا فرمایا ناک کے بل لوگوں کو دوزخ میں ان کی زبانوں کی کٹی ہوئی کھیتیاں (زبان سے نکلی ہوئی باتیں، جیسے جھوٹ غیبت، چغلی وغیرہ) ہی گرائیں گی۔

اسے امام احمد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ (امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے)۔ (نیز یہی حدیث مختصراً طبرانی نے اور قدرے طویل امام احمد نے بھی روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت اسود بن اصرم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) مجھے کوئی وصیت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنا ہاتھ قابو میں رکھو (اس سے کسی کو تکلیف نہ دو) میں عرض گذار ہوا: جب ہاتھ پر قابو نہ رکھ سکوں تو کس چیز پر قابو رکھوں؟ فرمایا: اپنی زبان کو قبضے میں رکھو۔ میں نے عرض کی: اگر میری زبان میرے کنٹرول میں نہ رہے تو کسی چیز پر کنٹرول کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لَا تَبْسُطْ يَدَكَ اِلَّا اِلٰى خَيْرٍ وَّلَا تَقُلْ بِلِسَانِكَ اِلَّا مَعْرُوْفًا'' اپنے ہاتھ کو سوائے نیک کام کرنے کے نہ بڑھاؤ اور سوائے اچھی بات کے اپنی زبان سے کچھ مت بولو۔

اسے ابن ابی الدنیا، طبرانی نے حسن اسناد کے ساتھ اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس کے بعد لمبی حدیث یہاں تک ذکر کی کہ کہتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) مجھے کچھ وصیت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ یہی تمہارے سارے دینی معاملات کی زیب وزینت ہے۔ میں عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! (ﷺ) کچھ اور ارشاد ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تلاوت قرآن اور اللہ کا ذکر اپنے لئے لازم کرلو کیونکہ اسی سے آسمان میں تمہارا ذکر ہوگا اور زمین میں تمہارے لئے نور ہوگا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) کچھ اور بھی ارشاد فرمائیں۔ فرمایا: لمبی خاموشی اختیار کرلو کہ یہ شیطان کو دور بھگانے والی اور تمہارے دین کے معاملہ پر مددگار ہے۔ عرض کی: مزید ارشاد ہو۔ فرمایا: بہت زیادہ ہنسنے سے بچتے رہو کیونکہ یہ دل کو مردہ کر دیتا اور چہرے کے نور کو زائل کر دیتا ہے۔ میں بولا: آقا، اور بھی کچھ فرمایئے۔ فرمایا: حق بات کہو اگرچہ کڑوی ہو۔ عرض کی: اور فرمائیں۔ فرمایا: اللہ کے (دین کے) معاملہ میں کسی ملامت گر کی ملامت کا خوف نہ رکھو۔ میں عرض کرنے لگا: حضور! مزید

ارشادفرمائیے۔حضور انور ﷺ نے فرمایا: ''لِيَحْجُزْكَ عَنِ النَّاسِ مَا تَعْلَمُ مِنْ نَفْسِكَ'' جو کچھ تم اپنی ذات کے بارے میں (گناہ کوتاہیاں لغزشیں) جانتے ہو وہ تمہیں لوگوں کی (غیبت) سے روک دے۔ (کسی کو برائی کے ساتھ یاد کرنے سے پہلے اپنے نقائص وعیوب دیکھ لو پھر کسی کی غیبت کی ہمت نہ رہے گی)۔

اسے امام احمد، طبرانی، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ حاکم کے ہیں اور وہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ عالی میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! (ﷺ) مجھے کچھ وصیت فرمادیں۔ آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے لئے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا لازم کرلو کیونکہ یہ ساری نیکیوں کا مجموعہ ہے، اللہ کی راہ میں جہاد ضروری جانو کیونکہ مسلمانوں کے لئے ترک دنیا یہی ہے، اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی کتاب کی تلاوت لازم سمجھو کیونکہ یہ تمہارے لئے زمین میں نور اور آسمان میں تمہارے ذکر کا باعث ہے۔ ''وَاخْزُنْ لِسَانَكَ اِلَّا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّكَ بِذَالِكَ تَغْلِبُ الشَّيْطَانَ'' اور اپنی زبان کی حفاظت کرو کیونکہ اسی طریقہ سے تم شیطان پر غلبہ پاسکتے ہو۔

اسے طبرانی نے صغیر میں اور ابوالشیخ نے کتاب الثواب میں بروایت لیث بن ابی سلیم روایت کیا۔ نیز ابن ابی الدنیا اور ابوالشیخ نے اختصاراً مرفوع بھی روایت کیا۔

حدیث: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) مجھے وصیت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ جیسے تم اسے اپنے سامنے دیکھ رہے ہو۔ اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو۔ اور اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتادوں کہ تم پر سب سے زیادہ قابو کس چیز کا ہے۔ فرمایا: ''هٰذَا وَاَشَارَ بِيَدِهٖ اِلٰى لِسَانِهٖ'' وہ چیز یہ ہے اور اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ فرمایا۔

اسے ابن ابی الدنیا نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوذر سے ملاقات کی اور فرمایا: اے ابوذر! کیا تمہیں دو ایسی خصلتیں نہ بتادوں جو پشت پر ہلکی ہیں (ان پر عمل کرنا آسان ہے) اور اپنے سوا میزان عمل میں سب اعمال سے زیادہ بھاری ہیں؟ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) کیوں نہیں! (ضرور فرمائیں)۔ ارشاد فرمایا: ''عَلَيْكَ بِحُسْنِ الْخُلُقِ وَطُوْلِ الصَّمْتِ، فَوَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا عَمِلَ الْخَلَائِقُ بِمِثْلِهِمَا'' حسن اخلاق اور لمبی خاموشی اختیار کرلو۔ قسم اس کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، مخلوق نے ان جیسا کوئی عمل نہیں کیا۔

اسے ابن ابی الدنیا، بزار، طبرانی اور ابویعلیٰ نے روایت کیا۔ ابویعلیٰ کے راوی ثقہ ہیں۔ نیز بیہقی نے کچھ زیادتی کے ساتھ روایت کیا۔ اور ابوالشیخ ابن حبان نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اسے روایت کیا۔ فرمایا کہ: ''جناب

نبی اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابودرداء! کیا تمہیں دو عمل ایسے نہ بتادوں جن کا کرنا آسان ہے اور ان کا اجر بہت بڑا ہے؟ ان جیسے عمل لے کر کوئی شخص اللہ سے نہیں ملا۔ ''طُوْلُ الصَّمْتِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ'' وہ ہیں لمبی خاموشی اور حسن خلق۔

اور اسے ابن ابی الدنیا نے صفوان بن سلیم سے مرسل بھی روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم لوگوں کو میں آسان ترین اور جسم کے لئے ہلکی پھلکی (جس میں کوئی جسمانی محنت نہیں) عبادت نہ بتاؤں؟ (خود ہی فرمایا:) ''اَلصَّمْتُ وَحُسْنُ الْخُلُقِ'' وہ ہے خاموشی اور حسن اخلاق۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جب ابن آدم صبح کرتا ہے تو اس کے جسم کے تمام اعضاء فکرمند ہو کر زبان سے کہتے ہیں: ہمارے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، کیونکہ ہم تیرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں، ''فَاِنِ اسْتَقَمْتَ، اِسْتَقَمْنَا وَاِنِ اعْوَجَجْتَ، اِعْوَجَجْنَا'' کہ اگر تو سیدھی رہے گی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔

اسے ترمذی اور ابن ابی الدنیا وغیرہما نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا: اسے ایک سے زائد لوگوں نے حماد بن زید سے روایت کیا اور مرفوع نہیں کہا۔ نیز کہا کہ یہی زیادہ صحیح ہے۔

حدیث:۔ حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ وہ کوہ صفا پر چڑھ گئے اور اپنی زبان کو پکڑ کر کہنے لگے: ''یَالِسَانُ قُلْ خَیْرًا تَغْنَمْ، وَاسْکُتْ عَنْ شَرٍّ تَسْلَمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَنْدَمَ'' اے زبان! اچھی بات کہہ، فائدے میں رہے گی، اور بری بات کہنے سے خاموش رہ، سلامتی پائے گی اس سے پہلے کہ تجھے ندامت اٹھانی پڑے۔ پھر فرمایا کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''اَکْثَرُ خَطَایَاءِ ابْنِ اٰدَمَ فِیْ لِسَانِہٖ'' انسان کے اکثر گناہ اس کی زبان سے ہی صادر ہوتے ہیں۔

اسے طبرانی، ابوالشیخ نے کتاب الثواب میں اور بیہقی نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا۔ طبرانی کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت عمر حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آئے (رضی اللہ عنہما) جب کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی زبان پکڑ کر کھینچ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ آپ کی مغفرت فرمائے، اس کو چھوڑ دیں۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ''اِنَّ ھٰذَا اَوْرَدَنِیْ شَرَّ الْمَوَارِدِ'' یہی مجھے برے کاموں میں ڈالتی ہے۔

اسے امام مالک، ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے روایت کیا۔ بیہقی کے الفاظ میں ہے کہ: فرمایا: ''یہی مجھے برے کاموں میں ڈالتی ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''لَیْسَ شَیْءٌ مِّنَ الْجَسَدِ اِلاَّ یَشْکُوْ ذَرَبَ اللِّسَانِ عَلٰی حِدَّتِہٖ'' جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں جو زبان درازی کی سختیوں کی شکایت نہ کرتا ہو۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: چار چیزوں کا (کسی انسان میں) پایا جانا تعجب خیز بات ہے، نمبر 1 خاموشی، حالانکہ یہ عبادت کی بنیاد ہے، نمبر 2 نرم مزاجی، نمبر 3 اللہ کا ذکر اور نمبر 4 مال واسباب کی قلت۔ (مال واسباب کی قلت میں انسان اکثر اللہ کے ذکر کی بجائے شکایت کرتا ہے)۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت مجاہد سے روایت ہے، آپ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا: پانچ چیزیں ہیں جو اندھیری رات کے ستاروں سے زیادہ حسین ہیں، نمبر 1 جو تیرے مطلب کی نہیں وہ بات نہ کر کیونکہ ایسی بات فضول ہے۔ اور خود کو گناہ سے محفوظ نہ جان اور جو بات تیرے مطلب کی ہے وہ بھی اس وقت تک مت کہہ جب تک اس کا مناسب موقع نہ پائے۔ کیونکہ بہت سے مطلب کی بات کہنے والوں نے بے موقع بات کہہ دی تو معیوب ٹھہرائے گئے، نمبر 2 کسی بردبار سے اور کسی بے وقوف سے جھگڑا نہ کر، اس لئے کہ بردبار (اگرچہ جواب نہ دے مگر) تجھے برا جانے گا اور بے وقوف تجھے اذیت پہنچائے گا۔ نمبر 3 پیٹھ پیچھے اپنے بھائی کا ذکر اس طرح کر جس طرح تجھے پسند ہے کہ وہ تیرا ذکر کرے۔ نمبر 4 اس کی ایسی غلطیاں معاف کر دے کہ تو پسند کرتا ہو کہ تیری اس قسم کی غلطیاں وہ معاف کر دے۔ نمبر 5 اور اس آدمی کے عمل جیسے اعمال کر جو جانتا ہے کہ اسے اچھی جزا ملے گی (اللہ کی طرف سے مغفرت کا امیدوار ہے) اور گناہوں کے بدلہ میں پکڑا جائے گا۔ (اپنے گناہوں کی وجہ سے اللہ سے ڈرتا رہتا ہے۔ یعنی امید وخوف دونوں رکھتا ہے کہ یہ دونوں ایمان کے پر ہیں)۔

اسے ابن ابی الدنیا نے موقوفاً روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان شریف ہے: ''مَنْ صَمَتَ نَجَا'' جو خاموش رہا وہ نجات پا گیا۔

اسے طبرانی اور ترمذی نے روایت کیا۔ ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ طبرانی کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّسْلَمَ فَلْيَلْزَمِ الصَّمْتَ'' جسے یہ پسند ہو کہ امن وسلامتی میں رہے اسے چاہیے کہ خاموشی اختیار کر لے۔

اسے ابن ابی الدنیا اور ابو الشیخ وغیرہما نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يَتَبَيَّنُ فِيْهَا يَزِلُّ بِهَا فِي النَّارِ اَبْعَدَ مَابَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ'' بندہ کبھی ایسی بات کہہ دیتا ہے جس کے (اچھا یا برا ہونے کے) بارے میں غور وفکر نہیں کرتا تو (نتیجتاً) جہنم میں اتنی دور جا گرتا ہے جتنی دوری مشرق اور مغرب کے درمیان ہے۔

اسے امام بخاری، مسلم اور نسائی نے روایت کیا۔ اور ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی روایت کیا۔ مگر ان دونوں کے الفاظ اس طرح ہیں: ''اِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ لَا يَرٰى بِهَا بَأْسًا يَهْوِيْ بِهَا سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا'' بسا اوقات آدمی ایسی بات کہہ بیٹھتا ہے جس میں کوئی حرج نہیں جانتا پھر اس کی وجہ سے (دوزخ میں) ستر سال دوری تک جا گرتا ہے۔

حدیث: حضرت نبی مکرم ﷺ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: بندہ کبھی ایسی بات کہہ دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث ہوتی ہے۔ بندے کی توجہ بھی اس طرف نہیں ہوتی حالانکہ اللہ تعالیٰ اس بات کی وجہ سے جنت میں اس کے درجات بلند فرما دیتا ہے۔ اور کبھی بندہ ایسا کلمہ کہہ بیٹھتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بن جاتا ہے۔ بندے نے اس چیز کا خیال نہیں کیا ہوتا۔ حالانکہ اس کلمہ کی وجہ سے جہنم میں گر پڑتا ہے۔

اسے امام مالک، بخاری، نسائی اور حاکم نے روایت کیا۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔ حاکم نے کہا کہ یہ حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں: کبھی آدمی ایسی بات کہتا ہے کہ وہ وہاں تک جا پہنچتی ہے جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا، اس کے نتیجہ میں وہ جہنم کی آگ میں ستر سال کی دوری تک جا گرتا ہے۔

نیز اسے بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ یوں ہیں: ''جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: ''اِنَّ الْعَبْدَ لَيَقُوْلُ الْكَلِمَةَ لَا يَقُوْلُهَا اِلَّا لِيُضْحِكَ بِهَا الْمَجْلِسَ يَهْوِيْ بِهَا اَبْعَدَ مَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَزِلُّ عَنْ لِّسَانِهٖ اَشَدَّ مِمَّا يَزِلُّ عَنْ قَدَمَيْهِ'' بندہ کبھی ایسی بات کہتا ہے جس سے اس کا مقصد صرف اہل مجلس کو ہنسانا ہوتا ہے (جھوٹ شرارت وغیرہ مقصد نہیں ہوتا پھر بھی) اس بات کی وجہ سے (دوزخ میں) اتنا دور جا گرتا ہے جتنی دوری آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ یقین جان لو کہ آدمی کی زبان کا پھسل جانا اس کے دونوں قدموں کے پھسلنے سے زیادہ خطرناک ہے۔

(اس مضمون کی کئی اور احادیث بھی ہیں)۔

حدیث: سیدہ امہ بنت حکم غفاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: آدمی جنت کے اتنا قریب پہنچ چکا ہوتا ہے کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک نیزے کے برابر فاصلہ رہ جاتا ہے۔ پھر کوئی ایسی بات کہہ بیٹھتا ہے کہ (جنت سے) ملک صنعاء سے بھی دور ہو جاتا ہے۔

اسے ابن ابی الدنیا اور اصبہانی دونوں نے بروایت محمد بن اسحاق روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ فَاِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ قَسْوَةٌ لِّلْقَلْبِ وَاِنَّ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى الْقَلْبُ الْقَاسِيْ'' اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ زیادہ کلام نہ کیا کرو۔ کیونکہ اللہ کے ذکر کے علاوہ زیادہ کلام کرنا دل کی سختی کا باعث ہے اور لوگوں میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ دور سخت دل والا آدمی ہوگا۔

اسے امام ترمذی اور بیہقی نے روایت کیا۔ ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں یہ حدیث پہنچی ہے: حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام فرمایا کرتے تھے: (لوگو!) اللہ کے ذکر کے سوا زیادہ کلام نہ کیا کرو ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے۔ بے شک سخت دل شخص اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا ہے لیکن تم جانتے نہیں۔ لوگوں کے گناہوں میں یوں مت دیکھو گویا کہ تم ہی رب ہو (کہ کون سا گناہ قابل بخشش ہے اور کون سا نہیں۔ یہ کام رب کریم کا ہے۔ تم کون ہوتے ہو؟) اور اپنے گناہوں کو یوں دیکھو گویا کہ تم غلام ہو (غلام اپنے آقا سے معافی مانگتا ہے تم بھی معافی طلب کرو)۔ یقیناً کچھ لوگ مبتلائے مصیبت ہوتے ہیں اور کچھ عافیت میں۔ ''فَارْحَمُوْا اَھْلَ الْبَلَآءِ وَاحْمَدُوا اللّٰہَ عَلَی الْعَافِیَۃِ'' لہٰذا اہل مصیبت پر رحم کرو اور (اگر تم عافیت میں ہو تو) عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرو۔

اسے امام مالک نے اپنے موطا میں روایت کیا ہے۔

حدیث: ام المومنین سیدتنا ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ''کُلُّ کَلَامِ ابْنِ اٰدَمَ عَلَیْہِ لَا لَہٗ اِلَّا اَمْرٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ نَھْیٌ عَنْ مُّنْکَرٍ اَوْذِکْرُ اللّٰہِ'' انسان کی ہر بات اس کے خلاف ہی جاتی ہے، اس کے مفاد میں کوئی نہیں ہوتی سوائے نیکی کا حکم کرنے، برائی سے روکنے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے۔

اسے ترمذی، ابن ماجہ اور ابن ابی الدنیا نے روایت کیا۔ ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف محمد بن یزید بن خنیس کی حدیث سے جانتے ہیں۔

حدیث: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے پاک رسول ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: بلا شبہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے تین چیزیں ناپسند فرماتا ہے: ''قِیْلَ وَقَالَ وَاِضَاعَۃُ الْمَالِ وَکَثْرَۃُ السُّؤَالِ'' زیادہ باتیں کرنا، مال ضائع کرنا اور بہت زیادہ سوال کرنا۔

اسے بخاری، مسلم اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔ نیز ابویعلیٰ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ایسا ہی روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَکْثَرُ النَّاسِ ذُنُوْبًا اَکْثَرُھُمْ کَلَامًا فِیْمَا لَا یَعْنِیْہِ'' لوگوں میں زیادہ گناہ گار زیادہ لایعنی گفتگو کرنے والے لوگ ہوتے ہیں۔

اسے ابوالشیخ نے کتاب الثواب میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَا لَا یَعْنِیْہِ'' لایعنی اور بے کار چیزوں کا چھوڑ دینا آدمی کے اسلام کی خوبصورتی اور حسن کا ایک

حصہ ہے۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک آدمی فوت ہو گیا تو ایک دوسرا کہنے لگا جبکہ رسول اللہ ﷺ سن رہے تھے: تجھے جنت کی بشارت ہو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَوَلَا تَدْرِیْ؟ فَلَعَلَّهٗ تَكَلَّمَ فِيْمَا لَا يَعْنِيْهِ اَوْ بَخِلَ بِمَا لَا يَنْقُصُهٗ" کیا تم نہیں جانتے؟ شاید اس نے کوئی بے کار گفتگو کی ہو یا ایسی چیز میں بخل کیا ہو کہ (اگر بخل نہ کرتا تو) اس کو کوئی نقصان نہ ہوتا۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ میرے (حافظ منذری) نزدیک اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: ابن ابی الدنیا اور ابویعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کی ہے کہ آپ فرماتے ہیں: احد کی لڑائی کے دن ہم میں سے ایک آدمی شہید ہو گیا۔ بھوک کی وجہ سے اس کے پیٹ پر ایک پتھر بندھا ہوا تھا۔ اس کی ماں اس کے چہرے سے مٹی صاف کرتی اور کہتی تھی: تجھے جنت کی مبارک ہو، یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تجھے کیا معلوم؟ شاید کہ اس نے کوئی بے فائدہ و بیکار بات کی ہو یا کوئی ایسی چیز روک رکھی ہو کہ (اگر نہ روکتا، کسی کو دے دیتا) تو اس کو کوئی نقصان نہ ہوتا۔

(یہ کام تو شہید کے لئے بھی نقصان دہ ہیں چہ جائیکہ ایک عام آدمی کرے)۔

(اسی مضمون کی ایک اور روایت ابویعلیٰ اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے)۔

حدیث: حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی تھی۔ کچھ اور خواتین بھی موجود تھیں۔ وہ عورت کہنے لگی: اللہ کی قسم، میں تو ضرور جنت میں جاؤں گی۔ کیونکہ میں نے اسلام قبول کیا ہے، کبھی چوری نہیں کی، نہ کبھی بدکاری کی مرتکب ہوئی ہوں۔ رات کو خواب میں اسے فرمایا گیا: "اَنْتِ الْمُتَاَلِّيَةُ لَتَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ؟ كَيْفَ وَاَنْتِ تَبْخَلِيْنَ بِمَا لَا يُغْنِيْكِ وَ تَتَكَلَّمِيْنَ فِيْمَا لَا يَعْنِيْكِ" تو قسمیں کھاتی پھرتی ہے کہ جنت میں ضرور جائے گی؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ تو ایسی چیزوں میں بخل کرتی ہے جو تجھے غنی نہیں کر سکتیں اور ایسی باتیں کرتی ہے جو تیرے کسی فائدہ میں نہیں ہیں۔ صبح وہ عورت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنا خواب بیان کیا۔ اور عرض کی کہ آپ ان عورتوں کو جمع کریں جو میری گفتگو کے وقت موجود تھیں۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بلا بھیجا۔ جب وہ پہنچ گئیں تو اس عورت نے انہیں اپنا خواب کا سارا واقعہ بتا دیا۔

اسے بیہقی نے روایت کیا ہے۔

ترہیب

حسد(1) کی مذمت

اور سینے کو حسد، بغض، کینے اور عداوت وغیرہ سے پاک رکھنے کی فضیلت

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہوتی ہے۔ کسی کی (خفیہ) بات پر کان نہ لگاؤ اور نہ کسی (کے عیبوں) کی جاسوسی کرو۔ ''وَلَا تَنَافَسُوْا وَلَا تَحَاسَدُوا'' نہ مال و دولت کی حرص میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو اور نہ آپس میں حسد کرو۔ آپس میں دشمنی نہ رکھو اور نہ ایک دوسرے کی طرف پیٹھ پھیرو اور اے بندگان خدا! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ جیسا کہ اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ مسلمان مسلمان پر ظلم نہیں کرتا، اسے ذلیل نہیں کرتا اور نہ اسے حقیر سمجھتا ہے۔ تقویٰ

1۔ حسد دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ نمبر 1 کسی پر نعمت الٰہی دیکھ کر جلنا اور اس کے زوال کی دل میں خواہش کرنا، نمبر 2 کسی پر نعمت و رحمت خداوندی دیکھ کر اپنے لئے اللہ سے ایسی ہی نعمت کی دعا کرنا۔ کسی پر نعمت سے نہ جلنا اور نہ اس کے زوال کی خواہش رکھنا۔ اسے غبطہ بھی کہتے ہیں۔ یہ جائز بلکہ مستحسن ہے۔ پہلی قسم سخت حرام ہے اور یہاں وہی مراد ہے۔ قرآن وحدیث میں اسی کی مذمت فرمائی گئی ہے۔ قرآن حکیم میں ہے:

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۹﴾ (البقرۃ)

ترجمہ۔ ''بہت سے اہل کتاب دل سے چاہتے ہیں کہ کاش وہ تمہیں ایمان لا چکنے کے بعد پھر کفر کی طرف لوٹا دیں۔ (یہ خواہش) اس حسد کی وجہ سے ہے جو ان کے سینوں میں ہے، اس کے بعد کہ ان پر حق خوب واضح ہو چکا ہے۔ تو تم ان کو معاف کرتے رہو اور ان سے اس وقت تک درگذر کرتے رہو جب تک اللہ تعالیٰ اپنا حکم نہیں بھیج دیتا۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ (اہل کتاب حسد کی بنا پر خود بھی مسلمان نہیں ہوتے اور چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو بھی کافر بنا دیں)''۔

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۳۲﴾ (نساء)

ترجمہ: ''اور نہ تمنا کرو تم اس چیز کی جس سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے (کہ اس حسرت میں اپنی زندگانی کو تلخ اور زہر آلود نہ کرو، یہ حسد ہے اور یہ کسی مسلمان کو جائز نہیں) مردوں کے لئے حصہ ہے ان کی کمائی سے اور عورتوں کے لئے حصہ ہے ان کی اپنی کمائی سے۔ اور اللہ سے اس کے فضل کا سوال کیا کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے''۔

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿۵۴﴾ (نساء)

ترجمہ: ''کیا یہ (یہودی بدبخت) لوگوں پر حسد کرتے ہیں اس نعمت سے جو اللہ نے ان لوگوں کو اپنے فضل سے عطا فرمائی ہے؟ (وہ حسد کرتے ہیں تو کیا کریں، خود ہی جلتے بجھتے رہیں گے) ہم نے تو ابراہیم (علیہ السلام) کے گھرانے کو کتاب و حکمت عطا فرما دی ہے اور انہیں عظیم سلطنت عنایت کی ہے''۔

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾ (الفلق) ترجمہ: ''اور (اے حبیب محترم! ﷺ) آپ فرمائیں کہ میں پناہ مانگتا ہوں صبح کے رب کی) حسد کرنے والے کی برائی سے جب وہ حسد کرے''۔

کسی نے کیا خوب صورت شعر کہا ہے:

یہ حسد، یہ بغض، یہ کینہ نہیں اچھا ۔۔۔ جس سینے میں ہو کینہ وہ سینہ نہیں اچھا (مترجم)

یہاں ہے، تقوی یہاں ہے۔تقوی یہاں ہے(یہ فرماتے ہوئے) آپ ﷺ نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کیا۔کسی شخص کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے، ہر مسلمان کا خون، اس کی عزت اور اس کا مال دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔

اسے امام مالک، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔ یہ الفاظ مسلم کے ہیں اور یہ مکمل ترین روایت ہے۔

حدیث: انہی (حضرت ابوہریرہ) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَا يَجْتَمِعُ فِيْ جَوْفِ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ غُبَارٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَفَيْحُ جَهَنَّمَ وَلَا يَجْتَمِعُ فِيْ جَوْفِ عَبْدٍ الْاِيْمَانُ وَالْحَسَدُ'' کسی مومن بندے کے پیٹ میں جہاد فی سبیل اللہ کا غبار اور جہنم کا دھواں جمع نہیں ہو سکتے اور نہ ہی کسی بندے کے دل میں ایمان اور حسد اکٹھے ہو سکتے ہیں۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور انہی کے طریق سے بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: اور یہ بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ اَوْقَالَ الْعُشْبَ'' حسد سے بچتے رہو کیونکہ حسد نیکیوں کو یوں کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

اسے ابوداؤد اور بیہقی نے روایت کیا۔ نیز اسے ابن ماجہ اور بیہقی وغیر ہما نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''اَلْحَسَدُ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِىءُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِىءُ الْمَاءُ النَّارَ، وَالصَّلٰوةُ نُوْرُ الْمُؤْمِنِ، وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ مِّنَ النَّارِ'' حسد نیکیوں کو یوں کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔صدقہ گناہوں کو یوں مٹا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا ڈالتا ہے۔نماز مومن کا نور ہے اور روزہ دوزخ سے بچاؤ کے لئے ڈھال ہے۔

حدیث: حضرت ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَّالَمْ يَتَحَاسَدُوْا'' لوگ اس وقت تک بھلائی (امن وسکون) کے ساتھ رہیں گے جب تک آپس میں حسد نہیں کریں گے۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ان کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔آپ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ''لَيْسَ مِنِّيْ ذُوْحَسَدٍ وَّلَا نَمِيْمَةٍ وَّلَا كَهَانَةٍ وَّلَا اَنَا مِنْهُ'' حسد کرنے والا، چغلخور اور کاہن میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتا اور نہ میرا اس کے ساتھ کوئی تعلق ہے۔پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت مبارک تلاوت فرمائی: وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾ (الاحزاب)'' اور وہ لوگ جو اذیت

پہنچاتے ہیں ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کو حالانکہ انہوں نے ایسا (برا) کوئی کام نہیں کیا ہوتا تو ان (اذیت پہنچانے والے) لوگوں نے اٹھالیا اپنے سروں پر بوجھ بہتان باندھنے اور کھلے گناہ کا''۔

اسے طبرانی نے روایت کیا (اور یہ روایت چغلی کے باب میں گذر چکی ہے)۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن کعب اپنے والد رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ اُرْسِلَا فِیْ زَرِیْبَةِ غَنَمٍ بِاَفْسَدَ لَهَا مِنَ الْحِرْصِ عَلَی الْمَالِ وَالْحَسَدِ فِیْ دِیْنِ الْمُسْلِمِ وَاِنَّ الْحَسَدَ لَيَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ'' دو بھوکے بھیڑیے جو بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیئے گئے ہوں وہ بکریوں کا اتنا نقصان نہیں کرتے جتنا مال کی حرص اور حسد مسلمان کے دین کا نقصان کر دیتے ہیں۔ اور حسد تو نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ: حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو یوں کھا جاتا ہے۔ جیسے آگ خشک لکڑی کو کھا جاتی ہے''۔ اسے رزین نے ذکر کیا ہے۔ (مؤلف کے نزدیک یہ روایت اصول میں نہیں ہے)۔

حدیث: حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''دَبَّ اِلَيْكُمْ دَآءُ الْاُمَمِ قَبْلَكُمْ اَلْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ وَالْبَغْضَآءُ هِیَ الْحَالِقَةُ'' تم میں تم سے پہلی قوموں کی بیماری سرایت کر گئی ہے یعنی حسد اور بغض۔ اور بغض تو (سب کچھ) مونڈھ دینے والی چیز ہے۔ یاد رکھو! میں یہ نہیں کہتا کہ یہ بال مونڈھ دیتی ہے بلکہ یہ تو دین کو مونڈھ کے رکھ دیتی ہے۔ (بسا اوقات آدمی بغض کی وجہ سے دین سے بھی ہاتھ دھولیتا ہے)۔

اسے بزار نے جید اسناد کے ساتھ اور بیہقی وغیرہما نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے بیٹے! اگر تمہیں قدرت ہو کہ تم صبح اور شام اس حال میں کرو کہ تمہارے دل میں کسی کے لئے کھوٹ (بغض وحسد وغیرہ) نہ ہو تو ایسا ہی کرو۔ الحدیث۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابھی تمہارے سامنے ایک جنتی آدمی ظاہر ہوگا۔ تو ایک انصاری آدمی ظاہر ہوا جس کی داڑھی سے وضو کے پانی کے قطرات گر رہے تھے، اس نے اپنے بائیں ہاتھ میں اپنے جوتے لٹکائے ہوئے تھے۔ اگلے دن نبی اکرم ﷺ نے پھر پہلے روز کی طرح ارشاد فرمایا تو وہی شخص پہلے دن کی حالت کے ساتھ سامنے آیا۔ جب تیسرا دن آیا تو نبی سرور ﷺ نے پھر وہی کلمات ارشاد فرمائے۔ تو پھر وہی شخص اپنی پہلی حالت میں آ ظاہر ہوا (یعنی داڑھی سے وضو کا پانی ٹپک رہا تھا اور جوتے بائیں ہاتھ میں تھے) جب نبی کریم ﷺ تشریف لے گئے تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ

عنہما اس شخص کے پیچھے پیچھے چل پڑے اور کہنے لگے: میرا میرے والد صاحب کے ساتھ جھگڑا ہو گیا ہے اور میں نے قسم کھالی ہے کہ تین دن تک ان کے پاس نہیں جاؤں گا۔ اگر آپ پسند کریں تو اتنے دن تک مجھے اپنے ہاں پناہ دے دیں۔ وہ شخص کہنے لگا: ہاں ٹھیک ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے اس شخص کے ساتھ یہ تین راتیں گذاریں تو میں نے اس کو رات میں کسی وقت اٹھتے نہیں دیکھا (تہجد وغیرہ کے لئے) سوائے اس کے کہ جب کبھی جاگتا، اپنے بستر پر کروٹ بدلتا تو اللہ کا ذکر کرتا، اللہ اکبر کہتا حتیٰ کہ نماز فجر کا وقت ہو جاتا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ بات ہے کہ میں نے اسے اچھی بات کے سوا کوئی کلام کرتے نہیں سنا۔ پھر جب راتیں گذر گئیں، قریب تھا کہ میں اس کے عمل کو حقیر سمجھنے لگتا کہ میں نے اس سے کہا: اے بندہ خدا! میرے اور میرے والد صاحب کے درمیان کوئی غصہ ناراضگی نہیں ہوئی تھی بلکہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو تمہارے بارے میں تین مرتبہ یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ ابھی ابھی تمہارے سامنے ایک جنتی آدمی ظاہر ہوگا۔ پھر تینوں مرتبہ تم ہی سامنے آئے۔ تو میں نے چاہا کہ تمہارے ساتھ رہوں اور تمہارا عمل دیکھوں۔ اس لئے تمہارے پیچھے پیچھے چلا آیا۔ مگر میں نے تمہیں کوئی بڑا عمل کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ تو کس عمل کی وجہ سے تم اس مرتبہ تک پہنچے ہو کہ اللہ کے رسول ﷺ نے تمہارے متعلق یہ کچھ ارشاد فرمایا ہے؟ وہ بولا: بس یہی کچھ ہے جو تم نے دیکھ لیا۔ جب میں اس کے ہاں سے لوٹا تو اس نے مجھے واپس بلایا اور کہنے لگا: ''مَا هُوَ اِلاَّ مَارَاَيْتَ غَيْرَ اَنِّيْ لَا اَجِدُ فِيْ نَفْسِيْ لِاَحَدٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ غِشًّا وَّلَا اَحْسُدُ اَحَدًا عَلٰى خَيْرٍ اَعْطَاهُ اللّٰهُ اِيَّاهُ'' میرا عمل تو بس وہی ہے جو تم نے دیکھ لیا ہے مگر ایک بات ہے کہ میں کسی مسلمان کے لئے اپنے دل میں کوئی کھوٹ نہیں رکھتا اور نہ کسی سے اس کی بھلائی (مال وغیرہ) پر حسد کرتا ہوں جو اللہ نے اس کو عطا فرمائی ہے۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ کہنے لگے: ''هٰذِهِ الَّتِيْ بَلَغَتْ بِكَ'' تو یہی وہ عمل ہے جس نے تمہیں اس (عظیم) مرتبہ تک پہنچایا ہے۔

اسے امام احمد نے امام بخاری، مسلم اور نسائی کی شرائط کے مطابق اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ امام صاحب کے راویوں سے ان حضرات نے بھی استدلال کیا ہے سوائے آپ کے شیخ سوید بن نصر کے۔ حالانکہ سوید ثقہ ہیں۔ اور ابو یعلیٰ و بزار نے بھی اسے اسی طرح روایت کیا اور جن صاحب کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے جنتی آدمی کہا تھا، ان کا نام حضرت سعد رضی اللہ عنہ ذکر کیا ہے۔ اور بزار نے اپنی روایت کے آخر میں بیان کیا: '' تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''مَا هُوَ اِلاَّ مَارَأَيْتَ يَابْنَ اَخِيْ اِلاَّ اَنِّيْ لَمْ اَبِتْ ضَاغِنًا عَلٰى مُسْلِمٍ'' اے میرے بھتیجے! میرا عمل تو وہی ہے جو تم دیکھ چکے ہو مگر یہ بات ہے کہ میں نے کسی مسلمان کے خلاف دل میں کینہ رکھ کر رات نہیں گذاری ہے۔ یا اسی طرح کی کوئی بات کہی۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ عرض کی گئی: یارسول اللہ! (ﷺ) لوگوں میں کون سا آدمی افضل ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر وہ آدمی جو مخموم القلب اور زبان کا سچا ہو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: زبان کے سچے آدمی کو تو ہم پہچانتے ہیں، یہ مخموم القلب کون ہوتا ہے؟ ارشاد فرمایا: ''هُوَ التَّقِيُّ النَّقِيُّ لَا اِثْمَ فِيْهِ

وَلَا بَغْيَ وَلَا غِلَّ وَلَا حَسَدَ" وہ آدمی جو پرہیزگار، پاکباز ہو، اس میں نہ گناہ ہو نہ بغاوت، نہ کھوٹ ہو نہ حسد۔

اسے ابن ماجہ نے صحیح اسناد کے ساتھ اور بیہقی وغیرہ نے اس سے بھی طویل روایت کیا۔

حدیث: حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کے ابدال نماز، روزے اور صدقے کی کثرت کی وجہ سے جنت میں داخل نہیں ہوں گے (اگرچہ یہ اعمال بھی باعث دخول جنت ہیں) بلکہ وہ اللہ کی رحمت، دل کی سخاوت اور (حسد و کینہ سے) صاف سینے کی وجہ سے جنت میں جائیں گے۔

اسے ابن ابی الدنیا نے کتاب الاولیاء میں مرسلاً روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَخْلَصَ قَلْبَهٗ لِلْاِيْمَانِ وَجَعَلَ قَلْبَهٗ سَلِيْمًا وَلِسَانَهٗ صَادِقًا وَنَفْسَهٗ مُطْمَئِنَّةً وَخَلِيْقَتَهٗ مُسْتَقِيْمَةً" کامیاب ہو گیا وہ شخص جس نے ایمان کے لئے اپنے دل کو خالص کر لیا اور قلب کو (حسد بغض وغیرہ سے) صاف، زبان کو سچا، نفس کو مطمئن اور اپنے اخلاق کو درست کر لیا۔ الحدیث۔

اسے امام احمد و بیہقی رحمہما اللہ نے روایت کیا۔

ترغیب

تواضع اور عجز وانکسار کی فضیلت

ترہیب

تکبر، غرور اور فخر کی مذمت(1)

حدیث: حضرت عیاض بن حماد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اِنَّ اللّٰہَ اَوْحٰی اِلَیَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰی لَا یَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ وَّ لَا یَبْغِیَ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ" بے شک اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی ہے کہ تواضع اختیار کرو حتی کہ کوئی کسی پر تکبر غرور نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر ظلم و زیادتی کرے۔

اسے مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

1۔ تکبر کرنے والوں کو اللہ پسند نہیں فرماتا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ۙ ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا اس شخص کو جو تکبر کرنے والا فخر کرنے والا ہے"۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ ۝ (القصص) ترجمہ: "بلاشبہ اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے اترانے والوں کو"۔

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۚ وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ ۝ (لقمان)

ترجمہ: "اور لوگوں کے ساتھ بات کرتے ہوئے اپنا رخسار ٹیڑھا نہ کر، اور زمین میں اکڑ اکڑ کر مت چلا کر، بے شک اللہ تعالیٰ کسی اکڑ کر چلنے والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا۔ اور اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز کو کچھ پست کر، بے شک آوازوں میں بھدی ترین آواز گدھے کی ہے۔ (حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو یہ وصیت فرمائی تھی)"۔

لِّكَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَاۤ اٰتٰىكُمْ ؕ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ۙ (الحدید)

ترجمہ: "تاکہ تم غم نہ کرو اس پر جو تمہارے ہاتھ سے چلا گیا اور شیخی نہ بگھارتے پھرو اس پر جو تم کو اس اللہ نے دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں کوئی شیخی بگھارنے والا فخر کرنے والا"۔

وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَیِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ۝ (بنی اسرائیل)

ترجمہ: "اور زمین میں اکڑ اکڑ کر مت چلا کر، یقین جان لے کہ تو ہرگز زمین کو پھاڑ نہ سکے گا اور بلندی میں ہرگز پہاڑوں کو نہ پہنچ سکے گا۔ یہ سب کچھ (جو پہلے مذکور ہوا) اس میں ہر بری بات اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے"۔

کافروں کو ایمان قبول کرنے سے تکبر نے روکا

اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤی اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِیْقًا كَذَّبْتُمْ ۫ وَفَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ ۝ (البقرۃ)

"تو کیا جب کبھی تمہارے پاس آیا کوئی رسول وہ احکام لے کر جنہیں تمہارے دل پسند نہ کرتے تھے تو تم نے تکبر کیا تو تم نے بعض (رسولوں) کو تو جھٹلایا اور بعض کو قتل کرنے لگے"۔

قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا بِالَّذِیْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ (الاعراف)

ترجمہ: "وہ لوگ جو تکبر کیا کرتے تھے بولے: ہم تو منکر ہیں اس چیز کے جس پر تم (اے مسلمانو!) ایمان لائے ہو"۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صدقہ مال کو کم نہیں کرتا (بلکہ مال میں باعث برکت ہوتا ہے)، معاف کر دینے سے اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے کی عزت کو بڑھا دیتا ہے۔ "وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ" اور جو کوئی اللہ کے لئے تواضع اختیار کرے اللہ تعالیٰ اس کو بلندیاں عطا فرماتا ہے۔ (مسلم و ترمذی)

حدیث: حضرت نصیح عنسی حضرت رکب مصری رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "طُوْبٰى لِمَنْ تَوَاضَعَ فِيْ غَيْرِ مَنْقَصَةٍ وَذَلَّ فِيْ نَفْسِهٖ مِنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ" جنت کی بشارت ہو اس شخص کو جس نے بغیر کوئی قصور کئے تواضع اختیار کی اور بغیر کسی حاجت کے اپنے آپ کو جھکائے رکھا۔ اپنے جمع کئے ہوئے مال کو گناہ کے مقامات کے سوا میں خرچ کیا۔ ذلیل و مسکین لوگوں پر رحم کیا اور اہل فقہ و دانش کے ساتھ ملاپ رکھا۔ خوشخبری ہے اس بندے کو جس کی کمائی پاکیزہ ہو، جس کا باطن درست اور ظاہر بھی اچھا ہو اور جس نے اپنی برائی کو لوگوں سے دور رکھا ہو۔ بشارت ہو اس انسان کو جس نے اپنے علم کے مطابق عمل کیا، اپنے زائد از ضرورت مال کو (راہِ خدا میں) خرچ کیا اور فضول باتوں سے خود کو بچائے رکھا۔

(بقیہ سابقہ صفحہ) ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝ (یونس)

"پھر ہم نے ان رسولوں کے بعد موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو فرعون کی طرف اپنی نشانیاں دے کر بھیجا تو انہوں (فرعونیوں) نے تکبر کیا اور وہ مجرم لوگ تھے"۔

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ۝ فَقَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ۝ (المومنون)

ترجمہ: "پھر ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون (علیہما السلام) کو اپنی نشانیاں اور واضح دلیل دے کر فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا تو انہوں نے تکبر کیا اور یہ لوگ بڑے ہی سرکش تھے۔ کہنے لگے: کیا ہم ان دو بشروں پر ایمان لے آئیں جو ہماری مثل ہیں۔ تو انہوں نے ان دونوں (پیغمبروں) کو جھٹلایا تو (نتیجتاً) ہلاک ہونے والوں میں شامل ہو گئے"۔

وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْۤا اَصَابِعَهُمْ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝ (نوح)

ترجمہ: "اور (حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے پروردگار) میں نے جب بھی ان (کافروں) کو (ایمان کی طرف) بلایا تاکہ تو ان کی مغفرت فرمادے تو انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں اور اپنے کپڑے اوڑھ لئے اور ہٹ دھرمی سے کام لیا اور بڑا تکبر و غرور کیا"۔

متکبرین کے لئے آسمانی دروازے بند ہیں

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ۝ (اعراف)

ترجمہ: "بے شک وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور تکبر کیا ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔ اور نہ ہی وہ جنت میں داخل ہو سکیں گے جب تک اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل نہ ہو جائے۔ (اور یہ ہو نہیں سکتا) اور ہم اسی طرح مجرم لوگوں کو بدلہ دیتے ہیں"۔

تکبر کرنے والے عذاب میں

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (الاعراف)

ترجمہ: "اور وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی اور ان سے تکبر کیا وہ دوزخی ہیں۔ ہمیشہ وہ دوزخ میں رہیں گے"۔

تکبر عزازیل را خوار کرد — بزندان لعنت گرفتار کرد۔ (سعدی) (مترجم)

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ نصیح تک ان کے راوی ثقہ ہیں اور اس حدیث کو ابو عمر النمری وغیرہ نے حسن قرار دیا ہے۔

حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مَنْ مَاتَ وَهُوَ بَرِیْءٌ مِّنَ الْكِبْرِ وَالْغُلُوْلِ وَالدَّيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ" جو شخص اس حال میں فوت ہوا کہ وہ تکبر، خیانت اور قرضے (جس کے ادا کرنے کا ارادہ نہ ہو) سے بری ہو تو وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

اسے امام ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ یہ الفاظ ترمذی کے ہیں۔ حاکم نے کہا: یہ حدیث بر شرائط بخاری و مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت طارق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام کو چلے، ہمارے ساتھ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ تھے چلتے ہوئے راستہ میں کہیں پانی کے کنارے پہنچے۔ (جس میں سے گذرنا پڑتا تھا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی اونٹنی پر سوار تھے۔ آپ اونٹنی پر سے اُتر پڑے، اپنے جوتے اتارے اور انہیں اپنے کندھے پر رکھ لیا۔ پھر اپنی اونٹنی کی نکیل پکڑی اور پانی میں چلنے لگے۔ یہ دیکھ کر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یا امیر المومنین! یہ آپ کیا کر رہے ہیں! مجھے اچھا نہیں لگتا کہ اہل شہر آپ کا استقبال اس حالت میں کریں۔ حضرت عمر نے فرمایا: افسوس ہے، اے ابو عبیدہ! یہ بات اگر تمہارے سوا کوئی اور کہتا تو میں ایسی بات کہنے پر امت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں سزا مقرر کر دیتا۔ "اِنَّا كُنَّا اَذَلَّ قَوْمٍ فَاَعَزَّنَا اللّٰهُ بِالْاِسْلَامِ فَمَهْمَا نَطْلُبُ الْعِزَّ بِغَيْرِ مَا اَعَزَّنَا اللّٰهُ بِهٖ اَذَلَّنَا اللّٰهُ" ہم ایک ذلیل قوم تھے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کے ساتھ عزت دی (ہم مسلمان ہو گئے) اب جس چیز سے اللہ نے ہمیں عزت عطا فرمائی ہے، اسے چھوڑ کر کسی اور چیز میں عزت تلاش کریں گے تو اللہ ہمیں ذلیل کر دے گا۔

اسے حاکم نے روایت کیا۔ اور کہا کہ یہ حدیث بر شرائط بخاری و مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ اللہ تعالیٰ کے لئے ایک درجہ عاجزی اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو ایک درجہ بلند فرما دیتا ہے حتی کہ اللہ تعالیٰ اس کو اعلیٰ علیین (جنت الفردوس) میں پہنچا دیتا ہے اور جو شخص اللہ کے سامنے ایک درجہ تکبر کرتا ہے، اللہ اس کو ایک درجہ گرا دیتا ہے حتی کہ اسے اسفل سافلین (دوزخ کی تہہ) میں پہنچا دیتا ہے۔ اور اگر تم میں سے کوئی شخص کسی ایک پتھر میں (چھپ کر بھی) کوئی عمل کرے جس میں کوئی دروازہ اور کوئی سوراخ نہ ہو تو بھی جو کچھ لوگوں سے اس نے چھپایا ہو گا ظاہر ہو کر رہے گا۔

اسے ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ دونوں کی روایت بطریق دراج عن ابی الہیثم عنہ ہے۔ ابن ماجہ کے ہاں پتھر میں چھپ کر عمل کرنے کا ذکر نہیں ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر آدمی کے سر میں ایک لگام ہوتی ہے جو فرشتے کے ہاتھ میں رہتی ہے۔ جب بندہ تواضع کرتا ہے تو فرشتے سے کہا جاتا ہے: اس کی لگام

بلند کردے۔اور جب کوئی شخص تکبر کرتا ہے تو فرشتے کو حکم دیا جاتا ہے: اس کی لگام کو نیچے جھکا دے۔

اسے طبرانی نے روایت کیا نیز بزار نے بھی اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ دونوں کی اسناد حسن ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ تَوَاضَعَ لِاَخِیْهِ الْمُسْلِمِ رَفَعَهُ اللّٰهُ وَمَنِ ارْتَفَعَ عَلَیْهِ وَضَعَهُ اللّٰهُ'' جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے لئے تواضع اختیار کرے اللہ تعالیٰ اس کو بلندیاں عطا فرماتا ہے اور جو اس کے سامنے بلندی ظاہر کرے (اسے اپنے سے کم تر جانے) اللہ تعالیٰ اس کو گرا دیتا ہے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: جو شخص ریا کاری کرے گا اللہ اس کی ریا کاری ظاہر کردے گا۔ جو (نیک عمل کرکے لوگوں کو) سنانا چاہے گا، اللہ تعالیٰ اس کی نیت (لوگوں کو) سنوادے گا۔ جو اپنی تعظیم کے لئے بڑا بنے گا اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کردے گا۔ ''وَمَنْ تَوَاضَعَ خَشْیَةً یَّرْفَعُهُ اللّٰهُ'' جو خوف خدا سے تواضع اختیار کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو بلند فرمائے گا۔

اسے طبرانی نے بروایت مسعودی روایت کیا اور میرے (مؤلف کے) اصل میں یہ مرفوع نہیں۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اِیَّاکُمْ وَالْکِبْرَ فَاِنَّ الْکِبْرَ یَکُوْنُ فِی الرَّجُلِ وَاِنَّ عَلَیْهِ الْعَبَاءَ ۃَ'' ''تکبر سے اجتناب کرتے رہا کرو کیونکہ آدمی میں یہ بھی تکبر ہے کہ (یہ سوچ کہ) اس پر ایک (خوبصورت) چادر ہے۔

اسے بھی طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک تم میں سے مجھے زیادہ محبوب اور قیامت کے روز میرے زیادہ قریب بیٹھنے والے وہ لوگ ہوں گے جو تمہارے درمیان زیادہ حسن اخلاق رکھنے والے ہیں اور تم میں سے مجھے زیادہ ناپسندیدہ اور بروز قیامت مجھ سے زیادہ دور بیٹھنے والے وہ ہوں گے جو بہت بولنے والے، لوگوں سے بہت زبان درازی کرنے والے اور چھلکنے والے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! (ﷺ) بہت بولنے والے اور بہت زبان درازی کرنے والوں کو تو ہم جانتے ہیں۔ مگر یہ چھلکنے والے کون ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَلْمُتَکَبِّرُوْنَ'' وہ تکبر کرنے والے ہیں۔

اسے امام ترمذی نے روایت فرمایا اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔ نیز امام احمد، طبرانی اور ابن حبان نے بھی اسے حضرت ابو ثعلبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ دونوں صاحب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے: "اَلْعِزُّ اِزَارُهُ وَالْكِبْرِيَاءُ رِدَائُهُ فَمَنْ يُنَازِعُنِي عَذَّبْتُهُ" عزت میرا ازار ہے اور بڑائی میری چادر ہے۔ تو جو کوئی یہ مجھ سے چھیننا چاہے گا میں اسے عذاب میں مبتلا کروں گا۔

اسے مسلم نے روایت کیا۔ نیز برقانی نے بھی اسے مسلم کے طریق سے اپنی مستخرج میں روایت کیا ہے ان کے الفاظ ہیں: "اللہ عزوجل فرماتا ہے: "اَلْعِزُّ اِزَارِيْ وَالْكِبْرِيَاءُ رِدَائِيْ فَمَنْ نَازَعَنِيْ شَيْئًا مِّنْهُمَا عَذَّبْتُهُ" عزت میرا ازار ہے اور کبریائی میری چادر ہے۔ جو شخص ان میں سے کوئی چیز مجھ سے چھیننے کی کوشش کرے گا میں اسے عذاب دوں گا۔

اور ابوداؤد، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اکیلے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی اسے روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ اس طرح ہیں: "جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: "اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِيْ وَالْعَظَمَةُ اِزَارِيْ فَمَنْ نَازَعَنِيْ وَاحِدًا مِّنْهُمَا قَذَفْتُهُ فِي النَّارِ" بڑائی میری چادر ہے اور عظمت میری ازار (تہبند (1)) ہے۔ جو شخص ان میں سے کوئی چیز مجھ سے چھیننے کی کوشش کرے گا میں اسے دوزخ میں پھینک دوں گا۔

حدیث: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین شخص ہیں جن کے متعلق قیامت کے دن سوال نہیں کیا جائے گا (بغیر حساب دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے) نمبر 1 وہ شخص جو اللہ سے اس کی چادر چھیننے کی کوشش کرے گا (خود کو بڑا ظاہر کرے گا) کیونکہ اس کی چادر اس کی بڑائی ہے اور ازار اس کی عزت ہے۔ نمبر 2 وہ آدمی جو اللہ کے احکام کے بارے میں شک کرے گا۔ اور نمبر 3 وہ بندہ جو اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جائے گا۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ یہ الفاظ انہی کے ہیں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اسے اس سے طویل روایت کیا۔

حدیث: حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ؟ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُّسْتَكْبِرٍ" کیا میں تمہیں دوزخ والے لوگ نہ بتادوں؟ (خود ہی فرمایا) ہر سخت دل، بدکار، تکبر کرنے والا دوزخی ہے۔

اسے بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے روایت فرمایا۔

حدیث: انہی (حارثہ) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ وَلَا الْجَعْظَرِيُّ" جنت میں جواظ اور متکبر داخل نہیں ہوں گے"۔ فرمایا کہ جواظ، سخت دل، بدزبان آدمی کو کہتے ہیں۔ (ابوداؤد)

حدیث: حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے سراقہ! تمہیں

1۔ بڑائی یعنی کبر سے مراد ہے ذاتی بڑائی اور عزت وعظمت سے مراد ہے صفاتی بڑائی۔ اور چادر وازار فرمانا بندوں کو سمجھانے کے لئے ہے کہ جیسے چادر اور ازار ایک وقت میں دو آدمی نہیں پہن سکتے یوں ہی عزت وعظمت اور کبریائی سوائے میرے ذات کے کسی کے لئے نہیں ہو سکتی۔ نیز چھیننے کا مطلب ہے کہ بندہ اپنی ذات یا صفات کو بڑا جانے میرا مقابلہ کرے گو یا میرا شریک بننا چاہے۔ معاذ اللہ۔ (مترجم)

اہل جنت اور اہل دوزخ کی خبر نہ دے دوں؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! (ﷺ) کیوں نہیں! تو ارشاد فرمایا: دوزخی تو ہر شیخی بگھارنے والا، سخت دل، متکبر ہے اور اہل جنت کمزور مغلوب (مسلمان) ہیں۔

اسے طبرانی نے کبیر و اوسط میں باسناد حسن اور حاکم نے روایت کیا۔ اور حاکم نے کہا: یہ حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم نبی پاک ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں شریک تھے کہ آپ ﷺ فرمانے لگے: کیا میں تمہیں اللہ کے بدترین بندوں کے بارے میں خبر نہ دوں؟ ''اَلْفَظُّ الْمُسْتَكْبِرُ'' وہ سخت گو تکبر کرنے والے ہیں۔ کیا تمہیں اللہ کے بہترین بندے نہ بتادوں؟ ''اَلضَّعِيْفُ الْمُسْتَضْعَفُ ذُوالطِّمْرَيْنِ لا يُؤْبَهُ لَهٗ لَوْاَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ'' وہ ضعیف اور کمزور سمجھے جانے والے دو پرانے کپڑوں میں ملبوس بندے جن کی کوئی عزت نہیں کی جاتی (حالانکہ بارگاہ الٰہی میں ان کی یہ قدر و منزلت ہے کہ) اگر وہ اللہ پر کوئی قسم اٹھالیں (قسم اٹھا کر کہہ دیں کہ اللہ فلاں کام کر دے گا) تو اللہ ضرور ان کی قسم پوری فرما دیتا ہے۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ ان کے راوی محمد بن جابر کے سوا صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی العالمین ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت اور دوزخ کا آپس میں جھگڑا ہوا دوزخ نے کہا: ''فِيَّ الْجَبَّارُوْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ'' میرے اندر ظالم و متکبر لوگ ہوں گے''۔ اور جنت کہنے لگی: ''فِيَّ ضُعَفَآءُ الْمُسْلِمِيْنَ وَمَسَاكِيْنُهُمْ'' مجھ میں ضعیف اور مسکین مسلمان داخل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان فیصلہ فرمایا کہ اے جنت! بے شک تو میری رحمت ہے۔ میں جس پر چاہوں گا تیرے ذریعے رحمت فرماؤں گا اور اے دوزخ! تو میرا عذاب ہے۔ میں جس کو چاہوں گا، تیرے ذریعے عذاب میں مبتلا کروں گا۔ اور تم دونوں کو میں ضرور بھر دوں گا۔ (مسلم)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین وہ (بدبخت) شخص ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہ فرمائے گا، نہ انہیں (گناہوں سے) پاک کرے گا اور نہ ان کی طرف نظر رحمت فرمائے گا۔ اور ان کے لئے (اس دن) دردناک عذاب ہوگا۔ (اور وہ ہیں) ''شَيْخٌ زَانٍ وَّ مَلِكٌ كَذَّابٌ وَّ عَائِلٌ مُّسْتَكْبِرٌ''، نمبر 1 بوڑھا زانی، نمبر 2 بہت جھوٹ بولنے والا بادشاہ (بدقسمتی سے آج کل مسلمانوں کے حکمران ایسے ہی ہیں) اور نمبر 3 تکبر کرنے والا فقیر۔ (مسلم و نسائی)

حدیث: انہی (ابو ہریرہ) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چار شخصوں سے اللہ تعالیٰ عداوت رکھتا ہے۔ نمبر 1 بہت جھوٹی قسمیں کھانے والا تاجر، نمبر 2 تکبر کرنے والا فقیر، نمبر 3 زناکار بوڑھا اور نمبر 4 ظلم کرنے والا حکمران۔

اسے امام نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: اور یہ بھی انہی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی ہے: سب سے پہلے

دوزخ میں داخل ہونے والے یہ تین افراد میرے سامنے پیش کئے گئے۔ نمبر 1 ظالم امیر، نمبر 2 وہ مال دار آدمی جو اپنے مال سے اللہ کا حق (زکوۃ و صدقہ) ادا نہیں کرتا اور نمبر 3 متکبر فقیر۔

اسے ابن حبان و ابن خزیمہ نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''ثَلَاثَةٌ لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ الشَّیْخُ الزَّانِیْ وَالْاِمَامُ الْکَذَّابُ وَالْعَائِلُ الْمَزْهُوْ'' تین شخص جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ نمبر 1 بوڑھا زنا کار، نمبر 2 جھوٹا حاکم اور نمبر 3 متکبر فقیر۔

اسے بزار نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کی (ایک دن) مروہ پہاڑی پر ملاقات ہوئی۔ دونوں باتیں کرتے رہے، پھر حضرت عبداللہ بن عمرو چلے گئے اور حضرت عبداللہ بن عمرو ہیں رونے لگے۔ ایک آدمی نے انہیں پوچھا: آپ کو کس نے رلایا ہے اے ابوعبدالرحمٰن؟ (یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) فرمانے لگے: اس شخص یعنی عبداللہ بن عمرو نے ان کا خیال ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ کِبْرٍ کَبَّهُ اللّٰهُ لِوَجْهِهٖ فِی النَّارِ'' جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا، اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل دوزخ میں پھینک دے گا۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ ان کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھائے ہوئے بازار سے گذرے تو ان سے کہا گیا: آپ کو یہ کام کرنے پر کس چیز نے مجبور کیا حالانکہ اللہ نے آپ کو اس سے بے نیاز کر دیا ہے (آپ کے پاس مال و دولت کی کمی نہیں) انہوں نے جواب دیا: میں نے چاہا کہ تکبر کو خود سے دور کروں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِهٖ خَرْدَلَةٌ مِّنْ کِبْرٍ'' وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ایک رائی کے برابر بھی تکبر ہوگا۔

اسے طبرانی نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا نیز اصبہانی نے بھی اسے روایت کیا۔ ان کے الفاظ ہیں: ''مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ کِبْرٍ'' ایک ذرہ کے برابر بھی تکبر ہوگا۔

حدیث: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ ان کے دادا رضی اللہ عنہم سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا: متکبروں کو چیونٹیوں کی طرح انسانوں کی شکل میں قیامت کے روز اٹھایا جائے گا، ان پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی۔ ہر جگہ سے ہانک کر انہیں جہنم کے اندر ایک قید خانہ میں لایا جائے گا جسے بولس کہا جاتا ہے۔ ان پر سب سے بڑی آگ مسلط کر دی جائے گی۔ انہیں اہل

دوزخ کا نچوڑ (پیپ اور خون) پینے کو دی جائے گی جس کا نام "طینة الخبال" ہے۔

اسے نسائی اور ترمذی نے روایت کیا۔ یہ الفاظ ترمذی کے ہیں اور آپ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی محترم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا۔ تو ایک صاحب عرض کرنے لگے: بے شک آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کے جوتے خوبصورت ہوں؟ (کیا یہ بھی تکبر ہے؟) سرور عالم ﷺ نے فرمایا: "اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ، اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ" (نہیں یہ تکبر نہیں) بلاشبہ اللہ تعالیٰ خود خوبصورت ہے، خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے (بلکہ) تکبر تو حق بات کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے۔ (مسلم و ترمذی)

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی تھا جو تکبر سے اپنا تہبند زمین پر گھسیٹ گھسیٹ کر چلا کرتا تھا تو اسے زمین میں دھنسا دیا گیا۔ اب وہ قیامت کے روز تک زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔

اسے امام نسائی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص تھا جو دو سبز رنگ کی چادریں پہن کر نکلتا تھا، انہیں پہن کر تکبر کیا کرتا تھا۔ اللہ عزوجل نے زمین کو حکم دیا تو زمین نے اسے پکڑ لیا۔ اور اب قیامت کے روز تک زمین میں دھنستا ہی چلا جائے گا۔

اسے امام احمد اور بزار نے کئی اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ جن میں ایک کے راویوں سے صحیح میں روایات لی گئی ہیں۔ (بزار نے ایسی ہی ایک حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جس کے راوی صحیح کے راوی ہیں)۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص ایک لباس پہنا کرتا، اس کا دل بہت خوش ہوتا، سر کے بال لٹکائے تکبر و غرور سے چلا کرتا تھا کہ اچانک اللہ نے اسے دھنسا دیا "فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْاَرْضِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" اب وہ قیامت کے روز تک زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص تکبر کی وجہ سے اپنا تہبند گھسیٹتا ہوا چلے گا، اللہ تعالیٰ اس کی طرف بروز قیامت نگاہ رحمت نہیں فرمائے گا۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عرض گذار ہوئے۔ یارسول اللہ! (ﷺ) میرا تہبند کبھی لٹک جاتا ہے جب تک اسے مضبوطی سے نہ باندھوں۔ (تو کیا یہ بھی تکبر میں شمار ہوگا؟) تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا: "اِنَّكَ لَسْتَ مِمَّنْ يَفْعَلُهٗ خُيَلَاءَ" تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو تکبر کی بنا پر ایسا کرتے ہیں۔

اسے امام مالک، بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں اور یہ حدیث مکمل ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''مَنْ تَعَظَّمَ فِیْ نَفْسِہٖ اَوِ اخْتَالَ فِیْ مَشْیَتِہٖ لَقِیَ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَھُوَ عَلَیْہِ غَضْبَانُ'' جو شخص اپنے آپ کو اپنے دل میں بڑا جانے یا چلنے میں تکبر کرے، وہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوگا۔

اسے طبرانی نے کبیر میں اور ایسے ہی حاکم نے روایت کیا۔ یہ الفاظ طبرانی کے ہیں۔ ان کے راویوں سے صحیح میں روایات لی گئیں۔ اور حاکم نے کہا: یہ حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: جب میری امت کے لوگ تکبر سے ہاتھ ہلا ہلا کر چلنے لگیں گے اور فارس و روم ان کے مطیع ہو جائیں گے (مال دولت کثیر ہو جائے گا) تو انہیں ایک دوسرے پر مسلط کر دیا جائے گا۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ نیز ترمذی نے اور ابن حبان نے بھی اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: برا ہے وہ بندہ جو تکبر کرے اور اکڑ کر چلے اور اونچی شان والے (اپنے پروردگار) کو بھول جائے۔ بہت برا ہے وہ بندہ جو ظلم و زیادتی کرے اور جبار اعلیٰ کو فراموش کر دے۔ برا ہے وہ بندہ جو (خدا کو) بھول جائے اور کھیل کود میں مشغول ہو جائے اور قبرستان کو اور (اپنے اس جسم کے) گل سڑ جانے کو بھلا دے۔ برا ہے وہ بندہ جو تکبر کرے اور حد سے بڑھ جائے اور اپنی ابتدا و انتہا کو فراموش کر ڈالے۔ وہ بندہ بہت برا ہے جو نفسانی خواہشات میں پڑ کر اپنا دین بگاڑ ڈالے۔ وہ بندہ برا بندہ ہے جسے لالچ کھینچے لئے پھرتا ہو۔ وہ بندہ بہت برا بندہ ہے جسے (دنیا کی) حرص و ہوا گمراہ کر دے۔ اور وہ بندہ برا بندہ ہے جسے خواہشات دنیا ذلیل و رسوا کر دیں۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ علاوہ ازیں طبرانی نے بھی اسے نعیم بن ہمار غطفانی کی حدیث سے مختصراً روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نبی انور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ فِیْ جَھَنَّمَ وَادِیًا یُقَالُ لَہٗ ھَبْھَبُ حَقًّا عَلَی اللّٰہِ اَنْ یُّسْکِنَہٗ کُلَّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ'' جہنم کے اندر ایک وادی ہے جسے ''ہبہب'' کہا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اس میں ہر متکبر عناد رکھنے والے کو رکھے۔

اسے ابویعلیٰ، طبرانی اور حاکم سب نے بروایت از ہر بن سنان روایت کیا اور حاکم نے صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان شریف ہے: آدمی اپنے آپ کو اونچا لے جانے میں لگا رہتا ہے یہاں تک کہ متکبرین میں لکھ دیا جاتا ہے پھر اسے وہی عذاب پہنچتا ہے جو ان (متکبرین) کو پہنچتا ہے۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ''لَوْلَمْ تُذْنِبُوْا لَخَشِیْتُ عَلَیْکُمْ مَا هُوَ اَکْبَرُ مِنْهُ: اَلْعُجْبُ'' اگر تم سے گناہ سرزد نہ ہوتے تو مجھے تم پر اس (گناہوں کی مصیبت) سے بھی بڑی چیز کا خوف تھا یعنی (اپنی عبادات اور بے گناہی پر) فخر وغرور کا۔ (اللہ اکبر، سچے نبی کی باتیں کتنی سچی ہیں!)۔

اسے بزار نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں کو چاہیے کہ اپنے (کافر ومشرک) باپ دادوں پر فخر کرنے سے باز آجائیں جو مر کھپ چکے ہیں وہ تو (اپنے کفر وشرک کی وجہ سے) جہنم کا ایندھن ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ کے لئے انہیں گندگی کا وہ کیڑا بنا دینا نہایت آسان ہے جو اپنی ناک سے غلاظت کو دھکیلتا پھرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے (تمہیں اسلام عطا فرما کے) تم سے جاہلیت کے زمانہ کا تکبر وغرور دور کر دیا ہے۔ اب تو صرف یا مومن پرہیزگار ہیں یا بدبخت بدکار۔ ''اَلنَّاسُ بَنُوْاٰدَمَ وَاٰدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ'' سارے انسان حضرت آدم (علیہ السلام) کی اولاد ہیں اور آدم (علیہ السلام) مٹی سے بنائے گئے تھے۔

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ یہ الفاظ بھی ترمذی کے ہیں۔

ترہیب

کسی بدکار یا بدعتی کو یا سیدی (اے میرے سردار) کہہ کر پکارنا، یا ایسا ہی کوئی لفظ کہنا جو اس کی تعظیم پر دلالت کرتا ہو

حدیث: سیدنا حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَا تَقُوْلُوْا لِلْمُنَافِقِ سَیِّدٌ فَاِنَّهٗ اِنْ یَّكُ سَیِّدًا فَقَدْ اَسْخَطْتُمْ رَبَّكُمْ عَزَّوَجَلَّ'' منافق کو سید مت کہو کیونکہ اگر وہ سید ہو (اگر تم نے اسے سید یا معظم ومحترم کہا) تو تم نے اپنے رب عزوجل کو ناراض کر دیا۔

اسے ابوداؤد، نسائی نے صحیح اسناد کے ساتھ اور حاکم نے روایت کیا۔ حاکم کے الفاظ ہیں کہ فرمایا: ''اِذَا قَالَ الرَّجُلُ

لِلْمُنَافِقِ يَاسَيِّدُ فَقَدْ اَغْضَبَ رَبَّهٗ'' جب کسی آدمی نے منافق سے کہا: اے میرے سردار! تو اس نے اپنے رب کریم کو غضب ناک کرلیا(1)۔

حاکم کہتے ہیں: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

1۔ اہل ایمان کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (آل عمران)

''یعنی تم ہی بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی ہے کہ تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو''۔

اور کفار، مشرکین اور منافقین کی مذمت میں نازل ہونے والی آیات سیکڑوں سے متجاوز ہیں۔ کیسے ممکن ہے کہ کافر و مشرک اور منافق مسلمان سے زیادہ قابل احترام ہو۔ اسی طرح بدعتی، فاسق و فاجر انسان بھی قابل احترام نہیں ہو سکتا کہ احترام تو ایمان، تقویٰ، پرہیزگاری اور خوفِ خدا کا ہوتا ہے اور یہ ان میں پایا نہیں جاتا۔ وہ لوگ، جو اپنے مفادات کی غرض سے کافروں، مشرکوں اور منافقوں اور بدعتی دنیاداروں بدکاروں کے لئے جناب، قابل صد احترام، حضور والا، Sir, My Lord، وغیرہ کے الفاظ استعمال کیا کرتے ہیں، انہیں کچھ خیال کرنا چاہیے۔ (مترجم)

ترغیب

سچ بولنے کی فضیلت (1)

ترہیب

جھوٹ کی مذمت

حدیث: حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو غزوہ تبوک کے موقع پر رسول اللہ ﷺ سے ان کے پیچھے رہ جانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے علاوہ میں کسی غزوہ میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے کبھی نہیں رہا۔ البتہ غزوہ بدر میں پیچھے رہ گیا تھا۔ لیکن غزوہ بدر میں رہ جانے والے کسی شخص پر عتاب نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ اس وقت

1۔ قرآن پاک نے سچ کی فضیلت اور جھوٹ کی مذمت متعدد آیات میں بیان فرمائی ہے۔ پہلے چند آیات سچ کی فضیلت میں ملاحظہ فرمائیں:

نمبر1: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (توبہ) "اے ایمان والو! ڈرتے رہا کرو اللہ تعالیٰ سے اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ"۔

نمبر2: وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا (بنی اسرائیل)

ترجمہ: "اور کہو: اے میرے پروردگار! جہاں کہیں تو مجھے لے جائے سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں کہیں سے مجھے نکالے سچائی کے ساتھ نکال۔ اور اپنی جناب سے مجھے وہ قوت عطا فرما جو (سچائی پر) مددگار ہو"۔

نمبر3: وَ اذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِسْمٰعِیْلَ٘-اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَ كَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا (مریم)

ترجمہ: "اور ذکر کیجئے کتاب میں حضرت اسمٰعیل (علیہ السلام) کا۔ بے شک وہ وعدہ کے سچے تھے اور (اللہ کے) رسول، نبی تھے"۔

نمبر4: وَ اذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِدْرِیْسَ٘-اِنَّهٗ كَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا (مریم) "اور ذکر کرو ادریس (علیہ السلام) کا کتاب میں بے شک وہ بڑے سچے نبی تھے"۔

نمبر5: وَ اذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِبْرٰهِیْمَ۬ؕ-اِنَّهٗ كَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا (مریم)

ترجمہ: "اور ذکر کریں کتاب میں حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کا۔ بے شک وہ بہت سچے پیغمبر تھے"۔

نمبر6: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًاۙ یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْؕ-وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا (احزاب)

"ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور ہمیشہ سچی کھری بات کیا کرو، اللہ تمہارے اعمال کو درست فرما دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت و فرماں برداری کرتا ہے تو اس نے عظیم کامیابی حاصل کر لی"۔

نمبر7: اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍۙ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ (القمر)

ترجمہ: "بلاشبہ پرہیزگار لوگ باغوں اور نہروں میں ہوں گے، سچ کی مجلس میں عظیم قدرتوں والے بادشاہ کی بارگاہ میں"۔

اب آیئے ذرا جھوٹ کی ذلت و مذمت قرآنی الفاظ میں ملاحظہ کرتے ہیں:

نمبر1: جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِیْنَ (آل عمران) "(مباہلہ کریں) پھر جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں"۔

نمبر2: وَ الْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَیْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ (النور)

ترجمہ: "اور (لعان کرتے ہوئے عورت) پانچویں مرتبہ کہے: اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اگر وہ (شوہر) جھوٹ بولنے والوں میں سے ہو"۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

رسول اللہ ﷺ اور مسلمان صرف قریش کے قافلہ کے تعاقب میں تشریف لے گئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں اور ان کے دشمنوں کے درمیان بغیر لڑائی کے ارادہ کے مقابلہ کروادیا تھا۔ عقبہ کی رات بھی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھا جہاں ہم نے اسلام پر قائم رہنے کا عہد و پیمان کیا تھا۔ اور میں عقبہ کی رات کی حاضری کو بدر میں حاضر ہونے کے بدلہ میں کرنا پسند نہیں کرتا اگرچہ بدر کی شہرت لوگوں میں زیادہ ہے۔ غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ جانے کا میرا واقعہ یہ ہے کہ اتنا طاقتور اور مال دار میں کسی غزوہ کے وقت نہیں تھا جتنا اس غزوہ میں تھا۔ اللہ کی قسم اس غزوہ کے وقت میرے پاس دو اونٹنیاں تھیں حالانکہ اس سے قبل میرے پاس کسی غزوہ میں دو سواریاں جمع نہیں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ جب کسی جنگ پر جانے کا ارادہ فرماتے تو کسی اور جنگ کا ذکر فرمادیتے اور اس خاص جنگ کو ظاہر نہ ہونے دیتے تھے۔ حتیٰ کہ جنگ تبوک کا وقت آپہنچا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے یہ غزوہ سخت گرمی کے زمانہ میں سر کیا۔ دور دراز کا سفر اور جنگلوں بیابانوں کو طے کرنا اور دشمنوں کی کثیر تعداد کا مقابلہ تھا۔ لہٰذا آپ نے مسلمانوں کو کھول کر اس غزوہ کے بارے میں بتادیا تاکہ وہ اس جنگ کی تیاری کرلیں۔ اور انہیں اپنے ارادہ کی خبر بھی دے دی۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسلمان کثیر تعداد میں تھے اور مسلمانوں کے پاس کوئی رجسٹر نہیں تھا جس میں سب کے ناموں کو جمع کیا جاسکتا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ چھپ جانا چاہتے تھے اور گمان کرتے تھے کہ جب تک ان کے بارے میں اللہ عزوجل کی طرف سے وحی نازل نہیں ہوگی، ان کا معاملہ پوشیدہ رہے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس غزوہ کا ارادہ اس وقت فرمایا جب میوہ جات پک چکے تھے اور درختوں کے سائے خوب ہوچکے تھے۔ اور میرا میلان ان (میوہ جات اور سایوں) کی طرف تھا۔ اب رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں نے جنگ کی تیاری شروع کردی۔ میں بھی صبح کے وقت ان کے ساتھ سامانِ جنگ کی درستگی کے لئے جایا کرتا۔ مگر کچھ کام کئے بغیر لوٹ

(بقیہ سابقہ صفحہ) نمبر 3: جھوٹے ظالم ہیں: فَمَنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (آل عمران)

ترجمہ: ''تو جو شخص اس کے بعد بھی اللہ پر جھوٹ باندھے تو وہی لوگ ظالم ہیں''۔

نمبر 4: جھوٹ بہت بڑا گناہ ہے: اُنْظُرْ کَیْفَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ ؕ وَکَفٰی بِہٖٓ اِثْمًا مُّبِیْنًا ۝ (نساء)

ترجمہ: ''دیکھو! اللہ پر کیسا جھوٹ باندھ رہے ہیں۔ اور یہ کافی ہے کھلم کھلا گناہ''۔

نمبر 5: جھوٹوں کے لئے عذاب نار ہے:

وَیَجْعَلُوْنَ لِلّٰہِ مَا یَکْرَھُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُھُمُ الْکَذِبَ اَنَّ لَھُمُ الْحُسْنٰی ؕ لَا جَرَمَ اَنَّ لَھُمُ النَّارَ وَاَنَّھُمْ مُّفْرَطُوْنَ ۝ (النحل)

ترجمہ: ''اور وہ (مشرکین) ٹھہراتے ہیں اللہ تعالیٰ کے لئے وہ (بیٹیاں) جو اپنے لئے ناپسند کرتے ہیں۔ اور ان کی زبانیں جھوٹ بکتی ہیں کہ ان کے لئے اچھائی (جنت) ہے۔ بلاشک وشبہ ان کے لئے تو دوزخ کی آگ ہے اور یقیناً یہ لوگ حد سے گذرے ہوئے ہیں''۔

نمبر 6: فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝ (الحج) ترجمہ: ''تو دور رہو بتوں کی نجاست سے اور بچو جھوٹی بات کہنے سے''۔

نمبر 7: وَالَّذِیْنَ لَا یَشْھَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا ۝ (الفرقان)

ترجمہ: ''اور (اللہ کے صالح بندے وہ ہیں) جو (کبھی) جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ اور جب کسی بیہودہ (کام یا کلام) کے پاس سے گذرتے ہیں تو اپنی عزت بچا کر گذر جاتے ہیں''۔

اور ایسی ہی بیسیوں آیات صدق وکذب کے متعلق پیش کی جاسکتی ہیں۔ (مترجم)

آتا تھا۔ دل میں خیال کرتا کہ میں یہ کام بعد میں کرلوں گا حتی کہ تیاری کا وقت ختم ہوگیا۔ اور دوسرے لوگوں نے کوشش کر کے اپنا سامان جنگ وسفر تیار کرلیا۔ اور بالآخر رسول اللہ ﷺ ایک صبح مسلمانوں کو ساتھ لے کر عازم سفر ہوگئے۔ حالانکہ میں نے اپنے سامان کی کوئی چیز درست نہ کی۔ پھر اگلی صبح ہوئی۔ میں پھر بھی کچھ کئے بغیر لوٹ آیا۔ مدت تک میری یہی ٹال مٹول کی کیفیت رہی۔ حتی کہ لوگ (مجاہدین) جلدی کر کے پہنچ گئے اور جہاد کا وقت گذر گیا۔ اور میں سوچتا رہ گیا کہ ابھی کوچ کر کے ان سے جاملوں گا۔ کاش میں ایسا کر لیتا۔ پھر یہ بھی میرے مقدر میں نہ ہوسکا۔ اب یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے جانے کے بعد جب میں لوگوں میں آتا تو یہ دیکھ کر مجھے رنج ہوتا کہ سوائے ان لوگوں کے جن کے بارے میں منافق ہونے کا خیال تھا یا ان ضعیف حضرات کے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے معذور تھے۔ مجھے کوئی شخص اپنے جیسا نظر نہ آتا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے بھی تبوک پہنچنے سے پہلے مجھے یاد نہیں فرمایا۔ ایک روز تبوک میں آپ ﷺ لوگوں کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ فرمایا: کعب بن مالک نے کیا کیا؟ (کہاں ہے کیوں نہیں پہنچا) تو قبیلہ بنی سلمہ کے ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) اسے اس کی دو چادروں اور اپنے دونوں طرف دیکھنے (غرور) نے روک لیا ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: تم نے بہت بری بات کی ہے۔ اللہ کی قسم، یارسول اللہ! (ﷺ) سوائے خیر کے ہم تو اس کے بارے میں اور کچھ نہیں جانتے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمالی۔ ابھی یہی باتیں ہورہی تھیں کہ آپ ﷺ نے دور سے ایک سفید کپڑوں میں ملبوس آدمی ریگستان میں سے آتا ہوا دیکھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوخیثمہ ہوجا (ابوخیثمہ ہی ہونا چاہیے) تو واقعی وہ ابو خیثمہ انصاری ہی تھے۔ یہ وہی صحابی ہیں کہ جس وقت منافقوں نے انہیں فقیر سمجھا تھا تو انہوں نے ایک صاع چھوہارے خیرات کئے تھے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: پھر جب مجھے خبر ملی کہ رسول اللہ ﷺ قافلہ کے ہمراہ تبوک سے واپس تشریف لارہے ہیں تو مجھے رنج وغم نے آن پکڑا۔ میں کوئی جھوٹ بولنے کے بارے میں سوچنے لگا۔ اور ایسی کوئی بات بنانے کی فکر کرنے لگا جس سے آپ ﷺ کی ناراضگی سے نجات مل جائے۔ سوجھ بوجھ رکھنے والے اپنے اہل خانہ سے بھی مدد طلب کی۔ پھر اطلاع ملی کہ سرور عالم ﷺ پہنچنے ہی والے ہیں۔ تو باطل خیالات سب جاتے رہے حتی کہ میں پہچان گیا کہ مجھے اس مصیبت سے کوئی طریقہ کبھی نجات نہیں دلاسکتا۔ تو میں نے سچ بیان کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا۔ صبح سویرے حضور انور ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ جب کسی سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھتے اور لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر بیٹھ جاتے۔ جب آپ ﷺ نے حسب معمول ایسا ہی کیا تو تبوک سے پیچھے رہ جانے والے لوگ حاضر ہو ہو کر عذر خواہی کرنے لگے۔ اور قسمیں اٹھانے لگے۔ یہ سب لوگ اسی (۸۰) سے کچھ زیادہ تھے۔ آپ نے ان کی ظاہری حالت دیکھ کر ان کی معذرت قبول فرمالی، انہیں بیعت فرمالیا۔ اور ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔ اور ان کے باطن اللہ عزوجل کے سپرد فرمادیئے۔ بالآخر میں بھی حاضر ہوا۔ جب میں نے سلام عرض کیا تو آپ ﷺ نے تبسم فرمایا مگر یہ تبسم غصہ کی حالت کا تھا۔ پھر فرمایا: آجاؤ۔ میں جا کر آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ مجھے

ارشاد فرمایا: تمہارے پیچھے رہ جانے کی کیا وجہ تھی؟ کیا تم نے سواری نہیں خریدی تھی؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) اللہ کی قسم، اگر میں آپ کے سوا کسی دنیادار کے سامنے بیٹھا ہوتا اور جانتا کہ کوئی عذر پیش کر کے اس کی ناراضگی سے چھٹکارا مل سکتا ہے تو میں بحث مباحثہ کر سکتا تھا۔ لیکن قسم بخدا میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ اگر میں آپ سے کوئی جھوٹی بات بیان کر دوں اور آپ مجھ سے راضی ہو جائیں تو عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو مجھ پر ناراض کر دے گا۔ اور اگر آپ کے سامنے سچی سچی بات عرض کر دیتا ہوں جس سے آپ مجھ پر ناراض بھی ہو جائیں تو بھی اللہ تعالیٰ سے اچھی عاقبت کی امید ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے معافی کا امیدوار ہوں۔ خدا کی قسم، مجھے کوئی عذر نہیں تھا۔ میں جب آپ سے پیچھے رہ گیا تو اس وقت سے بڑھ کر میں کسی جہاد میں طاقت ور اور مال دار نہیں تھا۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ سن کر فرمانے لگے: بہرحال اب اس شخص نے سچی بات کہہ دی ہے۔ اب میرے پاس سے اٹھ کر چلے جاؤ یہاں تک کہ تمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ فرمادے۔ تو میں اٹھ آیا۔ بنی سلمہ کے کچھ آدمی بھی اٹھ کر میرے پیچھے آئے اور مجھے کہنے لگے: بخدا، اس سے پہلے جہاں تک ہم جانتے ہیں تم نے کوئی قصور نہیں کیا۔ پھر تم کیوں رسول اللہ ﷺ کے حضور عذر پیش کرنے سے عاجز رہے ہو جیسا کہ دوسرے رہ جانے والوں نے عذرخواہی کر لی ہے۔ اگر تم بھی معذرت کر لیتے تو تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی دعائے مغفرت کافی ہو جاتی۔ (تمہارا گناہ معاف ہو جاتا) کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے بار بار مجھے اس قدر ملامت کی کہ میرا ارادہ ہو گیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں دوبارہ حاضر ہو کر اپنی پہلی بات کو جھٹلا دوں۔ فرماتے ہیں: پھر میں نے ان سے پوچھا: کیا یہ معاملہ میرے ساتھ کسی اور کو بھی پیش آیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں، اس معاملہ میں دو اور آدمی تمہارے ساتھ ہیں۔ انہوں نے بھی حضور انور ﷺ کے سامنے وہی بات عرض کی ہے جو تم نے کی اور انہیں بھی وہی جواب ملا ہے جو تمہیں ملا۔ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: وہ دونوں حضرات کون کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ وہ مرارہ بن ربیعہ عامری اور ہلال بن امیہ واقفی ہیں (رضی اللہ عنہما)۔ فرماتے ہیں: جب لوگوں نے دو نیک مسلمانوں کا ذکر کیا جو جنگ بدر میں شریک ہو چکے تھے اور ان میں کئی خوبیاں تھیں۔ تو میں اپنے پہلے خیال پر قائم رہا۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے باقی پیچھے رہ جانے والوں کو چھوڑ کر صرف ہم تینوں کے ساتھ کلام کرنے سے مسلمانوں کو روک دیا۔ فرماتے ہیں: لوگ ہم سے بچ بچ کر رہنے لگے۔ یا کہا کہ ہم سے بالکل بدل گئے۔ حتی کہ میرے لئے تو زمین (مدینہ منورہ) ہی بالکل بدل گئی گویا یہ وہ زمین ہی نہ تھی جس کو میں پہچانتا تھا۔ پچاس راتوں تک ہم اسی حالت پر رہے۔ میرے دوسرے دونوں ساتھی تو اپنے گھروں میں گوشہ نشین ہو گئے اور وہیں بیٹھے روتے رہے۔ لیکن میں چونکہ نوجوان اور طاقت ور تھا۔ اس لئے باہر نکل آتا۔ نمازوں میں حاضر ہوتا اور بازاروں میں گھومتا پھرتا مگر مجھ سے کوئی شخص بات نہ کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتا جبکہ آپ نماز کے بعد اپنی مجلس میں تشریف فرما ہوتے۔ سلام عرض کرتا پھر اپنے دل میں سوچتا کہ نہ معلوم میرے سلام کے جواب میں آپ ﷺ کے لب مبارک حرکت میں آئے ہیں یا نہیں؟ پھر میں آپ کے قریب ہی نماز پڑھنے لگتا ''وَاُسَارِقُهُ النَّظَرَ فَاِذَا اَقْبَلْتُ عَلٰی صَلٰوتِیْ نَظَرَ اِلَیَّ

فَاِذَا لْتَفَتُّ نَحْوَہٗ اَعْرَضَ عَنِّیْ'' اور دورانِ نماز ہی نظریں چرا کر آپ کی طرف دیکھتا۔ جب میں اپنی نماز میں مشغول ہوتا تو آپ میری طرف دیکھتے اور جب آپ کی طرف میں دیکھتا تو آپ ﷺ اپنا رخ انور پھیر لیتے۔ یہاں تک کہ جب مسلمانوں کی یہ بے رخی طویل ہوگئی تو میں ایک دن ابوقتادہ (رضی اللہ عنہ) کے باغ کی دیوار پر جا کر چڑھ گیا۔ وہ میرے چچازاد بھائی اور سب سے زیادہ قریبی دوست تھے۔ میں نے انہیں سلام کہا مگر اللہ کی قسم انہوں نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ تو میں نے انہیں کہا: اے ابوقتادہ! تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں، مجھے بتاؤ کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے محبت رکھتا ہوں؟ فرماتے ہیں: وہ خاموش رہے۔ میں نے اپنی بات دہرائی اور انہیں دوبارہ قسم دی مگر وہ پھر بھی چپ ہی رہے۔ پھر میں نے انہیں تیسری مرتبہ قسم دے کر پوچھا تو وہ بولے: ''اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ'' اللہ ورسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ میری آنکھیں آنسو بہانے لگیں۔ میں دیوار پھاند کر واپس لوٹ آیا۔ پھر ایک روز میں مدینہ منورہ کے بازار میں جا رہا تھا کہ شام کے علاقہ کا رہنے والا ایک نبطی جو مدینہ منورہ میں اپنا غلہ فروخت کرنے کی غرض سے آیا ہوا تھا (میں نے سنا کہ وہ) لوگوں سے کہہ رہا تھا: کوئی شخص مجھے کعب بن مالک کے بارے میں بتا سکتا ہے؟ کہتے ہیں کہ لوگ میری طرف اشارہ کرنے لگے تو وہ میرے پاس آ گیا اور غسان کے بادشاہ کا ایک خط مجھے دیا۔ میں چونکہ منشی تھا (پڑھنا لکھنا جانتا تھا) اس لئے اسے پڑھا۔ اس میں لکھا تھا: ''اَمَّابَعْدُ، فَاِنَّہٗ قَدْ بَلَغَنَا اَنَّ صَاحِبَکَ قَدْ جَفَاکَ وَلَمْ یَجْعَلْکَ اللّٰہُ بِدَارِ ھَوَانٍ وَّلَا مَضْیَعَۃٍ فَالْحِقْ بِنَا نُوَاسِکَ'' امابعد، ہمیں پتہ چلا ہے کہ تمہارے دوست نے تمہارے ساتھ بے وفائی کی ہے اور اللہ نے تمہیں ذلت وحق تلفی کی جگہ رہنے کے لئے پیدا نہیں کیا ہے۔ لہٰذا تم ہمارے پاس آ جاؤ، ہم تمہاری دلجوئی کریں گے۔ کہتے ہیں: خط پڑھنے کے بعد میں نے کہا: یہ بھی میرے امتحان کا ایک حصہ ہے۔ تو میں نے خط کو تنور میں پھینک کر جلا ڈالا۔ حتی کہ پچاس میں سے جب چالیس راتیں گذر گئیں اور نزول وحی میں تاخیر ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کا قاصد ایک روز میرے پاس آیا اور کہا: اللہ کے رسول ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم اپنی بیوی سے الگ ہو جاؤ۔ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: کیا میں بیوی کو طلاق دے دوں یا کیا کروں؟ قاصد نے جواب دیا: نہیں، بلکہ اس سے الگ رہو اور اس کے قریب مت جاؤ۔ میرے دوسرے دونوں ساتھیوں کو بھی یہی پیغام پہنچا۔ فرماتے ہیں: میں نے اپنی بیوی سے کہا: تم اپنے میکے چلی جاؤ۔ اور وہیں رہو جب تک اللہ تعالیٰ میرے اس معاملہ کا کوئی فیصلہ نہیں فرما دیتا۔ بیان کرتے ہیں کہ ہلال بن امیہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت پاک میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوئی: یا رسول اللہ! (ﷺ) ہلال بن امیہ ایک بوڑھے معذور آدمی ہیں، ان کے پاس کوئی خدمت کرنے والا نہیں ہے۔ کیا آپ اس کو ناپسند فرمائیں گے کہ میں ان کی خدمت کرتی رہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں یہ تو ناپسند نہیں کرتا لیکن وہ تمہارے قریب ہرگز نہ ہونے پائیں۔ وہ عرض کرنے لگیں: اللہ کی قسم وہ تو کچھ کرنے کے لئے حرکت بھی نہیں کر سکتے اور قسم بخدا، جس دن سے ان کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے اس دن سے مسلسل رو رہے ہیں۔
فرماتے ہیں: میرے بعض اہل خانہ نے مجھے کہا: تم بھی اگر رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح کی اجازت لے لو جس طرح کہ

ہلال بن امیہ کی بیوی نے لی ہے تو تمہاری بیوی بھی تمہاری خدمت کرتی رہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اللہ کی قسم، میں رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں اجازت طلب نہیں کروں گا۔ اور میں نہیں جانتا کہ اگر میں اجازت مانگوں تو رسول اللہ ﷺ کیا ارشاد فرمائیں؟ اور پھر میں جوان آدمی بھی ہوں۔ فرماتے ہیں کہ اسی حالت میں دس راتیں اور گذر گئیں۔ اور جب سے مسلمانوں کو ہم سے کلام کرنے سے روک دیا گیا تھا اب تک پچاس راتیں مکمل ہو گئیں۔ فرماتے ہیں کہ پھر پچاسویں رات صبح کی نماز پڑھ کر میں اپنے گھروں میں سے ایک گھر کی چھت پر بیٹھا تھا۔ میں اسی حالت میں تھا جس کا ذکر ہمارے بارے میں اللہ عزوجل نے کیا ہے۔ میرا سانس تنگ ہو رہا تھا اور زمین اپنی وسعت کے باوجود مجھ پر تنگ ہو رہی تھی۔ کہ اچانک میں نے ایک منادی کی آواز سنی جو سلع پہاڑ پر بلند آواز کے ساتھ پکار رہا تھا: ''یَا کَعْبُ بْنُ مَالِكٍ! اَبْشِرْ'' اے کعب بن مالک! خوش ہو جاؤ (تمہاری توبہ قبول ہو گئی)۔ میں سجدہ میں گر پڑا اور جان گیا کہ نجات کی صورت پیدا ہو گئی ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر ادا فرمانے کے بعد لوگوں کو ہماری توبہ قبول ہو جانے کی اطلاع دے دی تھی۔ اور لوگ ہمیں خوشخبری دینے کے لئے چل دیئے تھے۔ اور کچھ لوگ میرے دونوں ساتھیوں کو خوشخبری پہنچانے بھی روانہ ہو گئے تھے۔ ایک آدمی گھوڑے کو ایڑ لگا کر میری طرف بھاگا اور بنی اسلم کا ایک اور آدمی بھی میری طرف آتے ہوئے بھاگتا ہوا پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اور اس کی آواز گھوڑے والے سے بھی زیادہ جلدی مجھے پہنچ گئی۔ پھر جب وہ شخص میرے پاس پہنچا جس کی خوشخبری دینے کی آواز میں نے سنی تھی تو میں نے اپنے دونوں کپڑے اتار کر اسے پہنا دیئے کیونکہ اس نے مجھے خوشخبری پہنچائی تھی۔ اللہ کی قسم اس دن میرے پاس ان دو کپڑوں کے سوا اور کوئی چیز نہ تھی (ورنہ وہ بھی اسے دے دیتا) اور خود میں نے دو کپڑے کسی سے مانگ کر پہنے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضری کے ارادہ سے چل پڑا۔ راستہ میں گروہ در گروہ لوگ مجھے ملتے اور میری توبہ قبول ہونے پر مجھے مبارک باد دیتے۔ کہتے: مبارک ہو اللہ نے تمہاری توبہ قبول فرمالی ہے۔ حتیٰ کہ ہم مسجد شریف میں داخل ہوئے۔ دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے ارد گرد لوگ حلقہ بنائے ہوئے بیٹھے ہیں۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ اٹھے اور بھاگتے ہوئے آکر مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارک باد دی۔ اللہ کی قسم، ان کے علاوہ مہاجرین میں سے کوئی شخص نہیں تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت طلحہ کی اس عزت افزائی کو حضرت کعب کبھی فراموش نہ کر سکے۔ (رضی اللہ عنہما) حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سلام پیش کیا تو خوشی سے آپ ﷺ کا چہرا انور چمک رہا تھا۔ ارشاد فرمایا: تمہاری والدہ کے تمہیں جنم دینے کے دن سے لے کر آج تک جو دن تم پر گذرے ہیں، ان میں سے سب سے بہترین دن کی تمہیں بشارت ہو۔ کہتے ہیں کہ میں عرض گذار ہوا: ''اَمِنْ عِنْدِكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَمْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ؟'' یارسول اللہ ﷺ! یہ بشارت آپ کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے؟ ارشاد فرمایا: ''بَلْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ'' اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ ''وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتّٰى كَاَنَّ وَجْهَهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ'' اور رسول اللہ ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ خوشی کے وقت چہرہ انور چمک اٹھتا گویا کہ چاند کا ٹکڑا ہو۔ ہم چہرہ انور کو دیکھ کر

آپ ﷺ کی خوشی معلوم کر لیتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ جب میں جا کر آپ ﷺ کے سامنے بیٹھا تو عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) میری توبہ یہ ہے کہ اللہ اوراس کے رسول (ﷺ) کی بارگاہ میں صدقہ کرتے ہوئے میں اپنے سارے مال سے دست بردار ہو جاؤں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَمْسِكْ عَلَيْكَ وَبَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ'' کچھ مال اپنے پاس بھی رکھ لو یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ کہتے ہیں: میں عرض کرنے لگا: میں اپنا وہ حصہ اپنے پاس رکھ لیتا ہوں جو خیبر میں ہے۔ کہتے ہیں کہ میں عرض گذار ہوا: ''يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا اَنْجَانِيَ اللّٰهُ بِالصِّدْقِ وَاِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ اَنْ لَّا اُحَدِّثَ اِلَّا صِدْقًا مَّابَقِيْتُ'' یارسول اللہ! (ﷺ) اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ بولنے کی وجہ سے نجات دی ہے اور اب میری توبہ کی تکمیل یہ ہے کہ جب تک زندہ رہوں سچ ہی بولا کروں۔ کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کے حضور یہ بات عرض کی ہے قسم بخدا اس وقت سے لے کر آج تک مجھے نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے سچ بات کہنے سے متعلق کسی کی ایسی آزمائش کی ہو جیسی میری کی ہے۔ ''وَاِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ يَّحْفَظَنِيَ اللّٰهُ فِيْمَا بَقِيَ'' اور میں امید رکھتا ہوں کہ آئندہ بھی جب تک زندگی ہے اللہ تعالیٰ مجھے جھوٹ سے محفوظ رکھے گا۔ فرماتے ہیں کہ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ (التوبہ) ''یقیناً رحمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (ﷺ)، مہاجرین اور انصار پر توجہ فرمائی جنہوں نے مشکل گھڑی میں نبی (ﷺ) کی پیروی کی تھی، اس کے بعد کہ قریب تھا کہ ان میں سے ایک فریق کے دل ٹیڑھے ہو جائیں، پھر رحمت کے ساتھ ان پر توجہ فرمائی۔ بے شک وہ اللہ ان کے ساتھ بہت مہربان رحم فرمانے والا ہے۔ اور ان تینوں پر (جن کا ذکر حدیث میں ہے) بھی رحمت بھری توجہ فرمائی جن کا فیصلہ مؤخر کر دیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ جب زمین اپنی وسعت و کشادگی کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی اور ان پر اپنی جانیں بھی بوجھ بن گئیں۔ اور انہیں یقین ہو گیا کہ اللہ کے سوا ان کے لئے کوئی جائے پناہ نہیں ہے۔ پھر اللہ نے ان پر توجہ فرمائی تا کہ وہ توبہ کر لیں (اور ان کو معافی دے دی جائے) بے شک اللہ تعالیٰ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا بہت ہی رحم فرمانے والا ہے۔ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ''۔

حضرت کعب فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم، جب سے اللہ نے مجھے اسلام کی ہدایت دی ہے آج تک اس سے بڑی کوئی اور نعمت اللہ نے مجھے عطا نہیں فرمائی جتنی رسول اللہ ﷺ کے سامنے سچ بولنے پر عطا فرمائی کہ اگر میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں جھوٹ بول دیتا تو میں بھی ان لوگوں کی طرح ہلاک ہو جاتا جو جھوٹ بولنے کی وجہ سے تباہ و برباد ہو گئے۔

بلاشبہ اللہ عزوجل نے جھوٹ بولنے والے لوگوں کے بارے میں جب وحی نازل فرمائی تو ان میں سے ہر ایک کی برائی

بیان کردی چنانچہ ارشاد فرمایا: سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ رِجْسٌ ؗ وَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۞ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۞ (التوبہ) ترجمہ: ''عنقریب وہ تمہارے سامنے قسمیں کھائیں گے جب تم ان کی طرف لوٹو گے تاکہ تم انہیں نظر انداز کردو۔ سو تم ان کی طرف سے منہ پھیر لو۔ بے شک یہ لوگ ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ یہ ان کی کمائیوں کا بدلہ ہے۔ یہ قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ۔ تو اگر تم ان سے راضی ہو بھی جاؤ تو اللہ تعالیٰ پھر بھی اس نافرمان قوم سے راضی نہیں ہوگا''۔ جناب کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم تینوں (میں، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہم) کا معاملہ ان لوگوں سے الگ رہ گیا تھا جن کی رسول اللہ ﷺ نے معذرت قبول فرمائی تھی جب انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے قسمیں کھائی تھیں، آپ نے انہیں بیعت فرمالیا اور ان کے لئے مغفرت کی دعا بھی فرمائی مگر ہمارے معاملے کو رسول اللہ ﷺ نے مؤخر فرما دیا تھا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے خود اس بارے میں فیصلہ فرمایا۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا (توبہ)، (حوالہ و ترجمہ ابھی گذرا) اور اس آیت میں پیچھے رہ جانے سے مراد جہاد میں پیچھے رہ جانا نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہمارا فیصلہ پیچھے کیا گیا اور ہمارے معاملے (کے فیصلے) کو ان لوگوں کے بعد رکھا گیا جنہوں نے آپ ﷺ کے سامنے قسمیں اٹھائی تھیں اور عذر خواہی کی تھی تو آپ ﷺ نے ان کی معذرت قبول فرمائی (1) تھی۔

اسے امام بخاری و مسلم نے روایت کیا۔ الفاظ مسلم کے ہیں۔ اور ابوداؤد و نسائی نے کچھ فرق کے ساتھ اسے مختصراً روایت کیا۔ نیز ترمذی نے بھی اس حدیث کا ابتدائی حصہ روایت کیا پھر فرمایا۔ وذکر الحدیث۔

حدیث: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم مجھے اپنی طرف سے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو، میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ نمبر 1 اُصْدُقُوْا اِذَا حَدَّثْتُمْ جب بھی بات کرو تو سچ بولو۔ نمبر 2 جب وعدہ کرو تو پورا کرو، نمبر 3 جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو اسے ادا کرو، نمبر 4 اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو، نمبر 5 اپنی نظریں نیچی رکھو، نمبر 6 (کسی پر ظلم و زیادتی سے) اپنے ہاتھوں کو روکو۔

اسے امام احمد، ابن ابی الدنیا اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں نیز حاکم و بیہقی سب نے بروایت مطلب بن عبداللہ بن حطب عنہ روایت کیا۔ اور حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ (اسی معنی کی ایک حدیث ابوبکر بن ابی شیبہ، ابویعلیٰ، حاکم اور بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی، سعد بن سنان کے علاوہ راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی انور ﷺ نے فرمایا: ''اَنَا زَعِيْمٌ بِبَيْتٍ وَسَطِ الْجَنَّةِ

1۔ اس طویل حدیث مبارک سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ سچ نجات دہندہ اور خدا و مصطفےٰ جل وعلا و ﷺ کی رضا و خوشنودی کا باعث اور جھوٹ مصائب کی جڑ اور اللہ و رسول جل وعلا ﷺ کی ناراضگی کا سبب ہے، وہاں یہ بھی پتہ چلا کہ سفر سے واپسی پر مسجد میں آکر دو رکعت نوافل پڑھنا، خوشخبری دینا، خوشخبری دینے والے کو خوش کرنا، ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا، صالحین کے استقبال کے لئے کھڑے ہونا، خوشی کے وقت صدقہ و خیرات کرنا، خوشی کے موقع پر مبارک باد دینا وغیرہ مستحبات میں سے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم دین اسلام اور بانی دین اسلام کے ساتھ کس درجہ خلوص و محبت رکھتے تھے۔ (مترجم)

لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَاِنْ كَانَ مَازِحًا'' میں اس شخص کے لئے جنت کے درمیان میں ایک گھر دلانے کا ضامن ہوں جو جھوٹ بولنا چھوڑ دے اگر چہ یہ جھوٹ از راہ مذاق ہو۔

اسے بیہقی نے باسناد حسن روایت کیا اور ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے ایک حدیث میں روایت کیا جو حسن خلق کے بیان میں گذر چکی ہے۔ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا۔

حدیث: حضرت عبدالرحمٰن بن الحارث بن ابی قراد السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم نبی محترم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ ﷺ نے وضو کے لئے پانی منگوایا، اس میں دست مبارک ڈبویا اور وضو فرمایا، ہم نے وضو کا (مستعمل) پانی لیا اور پی گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہیں ایسا کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول (جلا وعلا و ﷺ) کی محبت نے۔ فرمایا: اگر تم محبت رکھتے ہو تو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) بھی تم سے محبت فرماتے ہیں: ''فَاَدُّوْا اِذَا ائْتُمِنْتُمْ وَاصْدُقُوْا اِذَا حَدَّثْتُمْ وَاَحْسِنُوْا جِوَارَ مَنْ جَاوَرَكُمْ'' لہٰذا جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو اسے ادا کرو، جب بات کرو تو سچی بات کرو اور اپنے ہمسائیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا کرو۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چار چیزیں اگر تم میں پائی جائیں تو کسی دنیوی چیز کا ضائع ہو جانا تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ ''حِفْظُ اَمَانَةٍ وَّصِدْقُ حَدِيْثٍ وَّحُسْنُ خَلِيْقَةٍ وَّعِفَّةٌ فِيْ طُعْمَةٍ'' (وہ چار چیزیں یہ ہیں) نمبر 1 امانت کی حفاظت، نمبر 2 سچی بات کہنا، نمبر 3 حسن اخلاق اور نمبر 4 پاکیزہ غذا۔

اسے امام احمد، ابن ابی الدنیا، طبرانی اور بیہقی نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ الفاظ حفظ کر لئے ہیں: ''دَعْ مَا يُرِيْبُكَ اِلٰى مَا لَا يُرِيْبُكَ فَاِنَّ الصِّدْقَ طُمَانِيْنَةٌ وَّالْكَذِبَ رِيْبَةٌ'' وہ چیز چھوڑ دے جو تجھے شک میں ڈالے، وہ چیز اختیار کر جو تجھے شک وشبہ میں مبتلاء نہ کرے، یقیناً سچ باعث اطمینان قلب ہے، اور جھوٹ شک میں ڈالنے والا ہے۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! (ﷺ) لوگوں میں بہترین انسان کون ہے؟ ارشاد فرمایا: قلب مخموم اور سچی زبان رکھنے والا۔ عرض کی: یا نبی اللہ! (ﷺ) سچی زبان کو تو ہم سمجھتے ہیں، یہ قلب مخموم کیا ہوتا ہے؟ ارشاد فرمایا: پرہیزگار، پاکباز جس میں نہ گناہ ہو، نہ بغض اور نہ حسد ہو۔

کہتے ہیں: ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) اس کے بعد کس کا درجہ ہے؟ ارشاد فرمایا: اس کا جو دنیا سے نفرت کرتا اور آخرت سے محبت رکھتا ہو۔ ہم عرض کرنے لگے: یہ چیز تو ہم سوائے رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت رافع (رضی اللہ عنہ) کے اپنے اندر نہیں سمجھتے۔ تو اس کے بعد کون بہتر ہے؟ فرمایا: حسن خلق رکھنے والا مومن بندہ۔ ہم عرض گذار ہوئے: بہر حال یہ صفت ہم میں پائی جاتی ہے۔

اسے ابن ماجہ نے صحیح اسناد کے ساتھ اور بیہقی نے روایت کیا۔ یہ الفاظ بیہقی کے ہیں۔ یہ مکمل روایت ہے، ابن ماجہ کے الفاظ گذر چکے ہیں۔

حدیث: حضرت منصور بن معتمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تَحَرَّوُا الصِّدْقَ وَاِنْ رَاَیْتُمْ اَنَّ الْهَلَكَةَ فِيهِ فَاِنَّ فِيهِ النَّجَاةَ" سچ ہی بولنے کی کوشش کیا کرو اگرچہ تم اس میں ہلاکت سمجھو مگر یقین رکھو کہ اسی میں نجات ہے۔

اسے ابن ابی الدنیا نے اسی طرح معضل روایت کیا تاہم اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے اوپر سچ کہنا لازم کرلو کیونکہ سچ نیکی کی ہدایت دیتا ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے۔ آدمی ہمیشہ سچ کہتا اور سچ کہنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے "صدیق" لکھ دیا جاتا ہے۔ اور جھوٹ سے بچتے رہا کرو کیونکہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ دوزخ میں پہنچا دیتا ہے۔ ایک آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے حتی کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسے "کذاب" لکھ دیا جاتا ہے۔

اسے بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔ ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا۔ یہ الفاظ بھی ترمذی کے ہیں۔

حدیث: امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّهٗ مَعَ الْبِرِّ وَهُمَا فِي الْجَنَّةِ وَاِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَاِنَّهٗ مَعَ الْفُجُوْرِ وَهُمَا فِي النَّارِ" سچ کہنا اپنے لیے لازم قرار دے لو کیونکہ سچ نیکی کا ساتھی ہے اور یہ دونوں (سچ اور نیکی) جنت میں جانے کا باعث ہیں۔ اور جھوٹ بولنے سے بچو کیونکہ جھوٹ بدی کا ساتھی ہے اور یہ دونوں دوزخ میں لے جاتے ہیں۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ (اسی مضمون کی ایک حدیث طبرانی نے کبیر میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے باسناد حسن روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوا: یارسول اللہ! (ﷺ) جنت میں لے جانے والا عمل کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اَلصِّدْقُ اِذَا

صَدَقَ الْعَبْدُ بَرَّ وَاِذَا بَرَّ اٰمَنَ وَاِذَا اٰمَنَ دَخَلَ الْجَنَّةَ'' سچ جنت میں لے جانے والا عمل ہے، جب بندے نے سچ بولا تو نیکی کی، جب نیکی کی تو مومن کامل ہوا اور جب مومن کامل ہو گیا تو جنت میں داخل ہو گیا۔ سائل نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) دوزخ میں لے جانے والا کام کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ''اَلْکَذِبُ اِذَا کَذَبَ الْعَبْدُ فَجَرَ وَاِذَا فَجَرَ کَفَرَ وَاِذَا کَفَرَ یَعْنِیْ دَخَلَ النَّارَ'' وہ کام جھوٹ بولنا ہے۔ جب بندے نے جھوٹ بولا تو اس نے گناہ کیا۔ جب گناہ کیا تو کافروں کا سا فعل کیا اور جب کافروں جیسا فعل کیا تو دوزخ میں جائے گا۔

اسے امام احمد نے بروایت ابن لہیعہ روایت کیا۔

حدیث: حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں خبر پہنچی کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بندہ ہمیشہ جھوٹ بولتا اور جھوٹ بولنے میں لگا رہتا ہے تو اس کے دل میں ایک (سیاہ) نقطہ پیدا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ (آہستہ آہستہ) اس کے پورے دل کو سیاہ کر دیتا ہے۔ ''فَیُکْتَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْکَاذِبِیْنَ'' پھر وہ بندہ اللہ کے ہاں جھوٹوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔

امام مالک نے اسے موطا میں ایسے ہی ذکر فرمایا ہے۔ اور ایسی ہی ایک روایت متصل مرفوع بھی گذر چکی ہے۔

حدیث: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: معراج کی شب میرے پاس دو (فرشتے بشکل) آدمی آئے اور مجھ سے کہا: وہ شخص جسے آپ نے دیکھا کہ اس کے جبڑے چیرے جارہے تھے وہ کذاب ہے۔ وہ جھوٹ بولتا تھا، تو اس سے وہ جھوٹ اٹھالیا جاتا حتیٰ کہ آسمانوں تک پہنچ جاتا (لوگ اس سے جھوٹ سن کر ہر جگہ پھیلاتے پھرا کرتے تھے) ''فَیُصْنَعُ بِهٖ هٰکَذَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ'' اب یہ عذاب اسے اسی طرح قیامت تک ہوتا رہے گا۔

اسے امام بخاری نے اسی طرح اپنی صحیح سے الادب میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: منافق کی تین علامتیں ہیں: نمبر 1 جب بات کرے تو جھوٹ بولے، نمبر 2 جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور نمبر 3 جب کوئی معاہدہ کرے تو اسے توڑ ڈالے۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا۔ اور مسلم نے اپنی ایک روایت میں یہ الفاظ زائد کئے: ''وَاِنْ صَلّٰی وَصَامَ وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ'' (مذکورہ شخص منافق ہی ہے) اگرچہ نماز پڑھتا ہو، روزہ رکھتا ہو اور خود کو مسلمان تصور کرتا ہو۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: چار چیزیں ہیں کہ جس شخص میں پائی جائیں وہ خالص منافق ہے۔ اور جس آدمی میں ان میں سے کوئی ایک پائی جائے، اس میں منافقت کی ایک

خصلت موجود ہے تاوقتیکہ اس کو ترک نہ کردے۔ "إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ" جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے، نمبر 2 جب بات کرے تو جھوٹی بات کرے، نمبر 3 جب کوئی عہد کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے اور نمبر 4 جب کسی سے جھگڑ پڑے تو گالیاں بکے۔

اسے بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: تین باتیں جس شخص میں موجود ہوں، وہ منافق ہے اگرچہ روزہ رکھے، نماز پڑھے، حج کرے، عمرہ کرے اور کہتا پھرے کہ میں مسلمان ہوں۔ "إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ" جب کوئی بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔

اسے ابویعلیٰ نے بروایت الرقاشی روایت کیا۔ الرقاشی کو ثقہ کہا گیا ہے اور متابعات میں اس میں حرج نہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: مومن کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک جھوٹ کو دل لگی میں بھی اور جھگڑے میں بھی چھوڑ نہیں دیتا اگرچہ حق پر ہی جھگڑ رہا ہو۔ (امام احمد وطبرانی)۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی ہے: "يُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَى الْخِلَالِ كُلِّهَا إِلَّا الْخِيَانَةَ وَالْكَذِبَ" مومن کی پیدائش سب خصلتوں پر ہوسکتی ہے (اگرچہ بری ہوں) مگر خیانت اور جھوٹ پر (نہیں ہوسکتی) کہ یہ دونوں چیزیں مسلمانی کی ضد ہیں۔ مومن سچا اور امانتدار ہوتا ہے)۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "يُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَى كُلِّ خَلَّةٍ غَيْرَ الْخِيَانَةِ وَالْكَذِبِ" مومن کی پیدائش سوائے خیانت اور جھوٹ کے ہر خصلت پر ہوسکتی ہے۔

اسے بزار اور ابویعلیٰ نے روایت کیا۔ ابویعلیٰ کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ دارقطنی نے اسے "العلل" میں مرفوع اور موقوف ذکر کیا اور کہا: اس کا موقوف ہونا زیادہ درست ہے۔ نیز طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے بھی اسے ابوعمر کی حدیث سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَلْكَذِبُ مُجَانِبُ الْاِيْمَانِ" جھوٹ ایمان کو دور کردینے والی چیز ہے۔

اسے بیہقی نے روایت کیا اور کہا: صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے۔

حدیث: حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: کسی نے عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) کیا مومن بزدل ہوسکتا ہے؟ ارشاد فرمایا: ہاں پوچھا گیا: کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے؟ فرمایا: ہاں ہوسکتا ہے۔ (پھر) پوچھا گیا: ''اَیَکُوْنُ الْمُؤْمِنُ کَذَّابًا'' کیا مومن بندہ جھوٹا بھی ہوسکتا ہے؟ ''قَالَ: لَا'' حضورانور ﷺ نے فرمایا: نہیں۔

اسے امام مالک نے اسی طرح مرسل روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: ''لَا یَجْتَمِعُ الْکُفْرُ وَالْاِیْمَانُ فِیْ قَلْبِ امْرِئٍ وَلَا یَجْتَمِعُ الصِّدْقُ وَالْکَذِبُ جَمِیْعًا وَلَا یَجْتَمِعُ الْخِیَانَۃُ وَالْاَمَانَۃُ جَمِیْعًا'' کفر اور ایمان کسی آدمی کے دل میں اکٹھے نہیں ہوسکتے، سچ اور جھوٹ ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے اور خیانت وامانت آپس میں اکٹھے نہیں ہوسکتے (کہ یہ چیزیں آپس میں ایک دوسری کی ضد ہیں)۔

اسے امام احمد نے بروایت ابن لہیعہ روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''کَبُرَتْ خَیَانَۃً اَنْ تُحَدِّثَ اَخَاکَ ھُوَ لَکَ مُصَدِّقٌ وَّ اَنْتَ لَہٗ کَاذِبٌ'' بہت بڑی خیانت ہے کہ تو اپنے اس بھائی سے (جھوٹی) بات کرے جو تجھے سچا جانتا ہو حالانکہ تو اس سے جھوٹ بول رہا ہو۔

اسے امام احمد نے اپنے شیخ عمر بن ہارون سے روایت کیا۔ جن کے متعلق اختلاف ہے۔ باقی راوی ثقہ ہیں۔ (ایسی ہی ایک حدیث حضرت سفیان بن اسید حضرمی رضی اللہ عنہ سے ابوداؤد نے بروایت بقیہ بن الولید روایت کی)۔

حدیث: حضرت ابوبریدہ الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''اَلَا اِنَّ الْکَذِبَ یُسَوِّدُ الْوَجْہَ وَالنَّمِیْمَۃُ عَذَابُ الْقَبْرِ'' آگاہ رہو، بلاشبہ جھوٹ چہرے کو سیاہ کردیتا ہے اور چغلخوری عذاب قبر کا باعث ہے۔

اسے ابویعلیٰ، طبرانی، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی تمام نے بروایت زیاد بن منذر عن نافع بن الحارث روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بِرُّ الْوَالِدَیْنِ یَزِیْدُ فِی الْعُمُرِ وَالْکَذِبُ یَنْقُصُ الرِّزْقَ وَالدُّعَآءُ یَرُدُّ الْقَضَآءَ'' ماں باپ کے ساتھ احسان عمر میں اضافہ کرتا ہے۔ جھوٹ روزی میں کمی کردیتا ہے اور دعا قضا کو ٹال دیتی ہے۔ (اصبہانی)۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی دوجہاں ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ کا فرمان شریف ہے: ''اِذَا کَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ الْمَلَکُ مِیْلًا مِّنْ نَّتْنِ مَا جَآءَ بِہٖ'' جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کے گناہ کی بدبو کی وجہ سے فرشتہ (رحمت) کئی میل دور چلا جاتا ہے۔

اسے ترمذی نے اور ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت میں روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جھوٹ سے بڑھ کر کوئی اور عادت مبغوض نہیں تھی۔ جب آپ ﷺ کو کسی شخص کی اس (بری) عادت کی اطلاع ملتی تو اس وقت تک قلب مبارک سے قلق دور نہ ہوتا تھا جب تک آپ کو معلوم نہ ہو جاتا کہ اس نے اس سے توبہ کر لی ہے۔

اسے امام احمد، بزار اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ یہ الفاظ بزار کے ہیں۔ (نیز حاکم نے بھی اسے روایت کیا اور صحیح الاسناد کہا۔ حاکم اور بزار کے الفاظ میں کچھ اختلاف ہے مگر مفہوم ایک ہے)۔

حدیث: حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) اگر ہم میں سے کوئی عورت کسی ایسی چیز کے متعلق جس کی اسے خواہش ہو، یہ کہے کہ مجھے تو اس کی خواہش نہیں ہے۔ تو کیا یہ بھی جھوٹ میں شمار ہوگا؟ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اِنَّ الْكَذِبَ يُكْتَبُ كَذِبًا حتّٰى تُكْتَبَ الْكُذَيْبَةُ كُذَيْبَةً" جھوٹ کو جھوٹ ہی لکھا جاتا ہے حتی کہ چھوٹے سے جھوٹ کو بھی چھوٹا سا جھوٹ ہی لکھ دیا جاتا۔ (جھوٹ جھوٹ ہی ہے چھوٹا ہو یا بڑا)۔

اسے امام احمد نے ایک حدیث میں، ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت میں اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول خدا ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ قَالَ لِصَبِيٍّ تَعَالَ هَاكَ ثُمَّ لَمْ يُعْطِهٖ فَهِيَ كَذْبَةٌ" جس نے کسی بچے سے کہا: ادھر آؤ فلاں چیز لے لو۔ پھر کچھ نہ دیا تو یہ بھی ایک جھوٹ ہے۔

اسے امام احمد اور ابن ابی الدنیا دونوں نے زہری عن ابی ہریرہ سے روایت کیا۔ زہری کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماعت ثابت نہیں ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک روز میری والدہ نے مجھے پکارا جبکہ اللہ کے رسول ﷺ ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے۔ والدہ نے کہا: لو ادھر آؤ میں تمہیں کچھ دوں گی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: تم اسے کیا دینا چاہتی ہو؟ وہ عرض گذار ہوئیں: اسے ایک کھجور دینا چاہتی تھی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: "اَمَا اِنَّكِ لَوْ لَمْ تُعْطِهٖ شَيْئًا كُتِبَتْ عَلَيْكِ كَذْبَةٌ" یاد رکھو اگر تم اسے کوئی چیز نہ دیتیں تو تم پر ایک جھوٹ لکھ دیا جاتا۔

اسے ابوداؤد اور بیہقی نے مولیٰ عبداللہ بن عامر سے روایت کیا اور ان کا نام ذکر نہیں کیا۔ اور ابن ابی الدنیا نے بھی اسے روایت کیا اور مولیٰ عبداللہ کا نام زیاد ذکر کیا ہے۔

حدیث: حضرت بہز بن حکیم اپنے والد سے وہ ان کے دادا رضی اللہ عنہم سے راوی ہیں کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "وَيْلٌ لِّلَّذِيْ يُحَدِّثُ بِالْحَدِيْثِ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ فَيَكْذِبَ وَيْلٌ لَّهٗ وَيْلٌ

لَہٗ" تباہی ہے اس شخص کے لئے جو باتیں گھڑتا ہوتا کہ اس سے لوگوں کو ہنسائے اور اس کے لئے جھوٹ بولے۔ اس کے لئے ہلاکت ہے۔ اس کے لئے تباہی ہے۔

اسے ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور بیہقی نے روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین (بدقسمت) افراد ہیں کہ قیامت کے روز نہ اللہ تعالیٰ ان سے کلام فرمائے گا، نہ انہیں (گناہوں سے) پاک کرے گا اور نہ ان کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ نمبر 1 بوڑھا زانی، نمبر 2 جھوٹا بادشاہ اور نمبر 3 متکبر فقیر۔ (مسلم وغیرہ)۔

حدیث: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ثَلَاثَةٌ لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ، اَلشَّیْخُ الزَّانِیْ وَالْاِمَامُ الْکَذَّابُ وَالْعَائِلُ الْمَزْهُوْ" تین اشخاص جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ بوڑھا زناکار، بہت جھوٹا حکمران اور متکبر فقیر۔

اسے بزار نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ (یہ دونوں احادیث گذشتہ باب میں گذر چکی ہیں)۔

ترہیب

دو چہروں (1) اور دوزبانوں والا ہونا یعنی منافق

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم مختلف قسم کے لوگ پاؤ گے۔ ان میں بہتر وہ ہیں جو زمانہ جاہلیت میں بھی بہتر تھے۔ جب انہوں نے اسلام کو سمجھ لیا تو اسلام میں بھی بہتر ہیں۔ تم لوگوں میں بہترین وہ لوگ پاؤ گے جو اس حالت میں (اسلام لانے کے بعد) اس چیز (منافقت) کو سخت ناپسند کرتے ہیں۔ ''وَتَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ ذَاالْوَجْهَيْنِ يَأْتِیْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَّهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ'' اور تم لوگوں میں بدترین شخص دو چہروں والے کو پاؤ گے۔ جو ایک چہرے کے ساتھ اس کے پاس آتا ہے اور دوسرے چہرے کے ساتھ دوسرے کے پاس جاتا ہے۔

اسے امام مالک، بخاری اور مسلم نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت محمد بن زید سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے ان کے دادا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ ہم لوگ اپنے سلطان کے پاس جاتے ہیں تو اس کے حق میں ایسی باتیں کہتے ہیں جو اس کے دربار سے نکلنے کے بعد نہیں کہتے۔ (اس طرز عمل کے بارے میں کیا حکم ہے؟) تو انہوں نے جواب دیا: ''كُنَّا نَعُدُّ هٰذَا نِفَاقًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ'' ہم تو رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں اس طرز عمل کو منافقت شمار کرتے تھے۔ (بخاری)۔

1۔ قرآن حکیم نے دو چہروں اور دوزبانوں والے لوگوں یعنی منافقین کا تعارف خوب کروایا ہے اور آخرت میں انہیں ملنے والے عذاب کو واضح کر دیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝ (البقرۃ)

ترجمہ: ''اور کچھ لوگ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور یوم آخر پر حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں۔ وہ اللہ کو اور اہل ایمان کو دھوکہ دینے کی کوشش میں ہیں حالانکہ وہ اپنے ہی نفسوں کو دھوکہ دے رہے ہیں اور اس بات کو سمجھتے نہیں۔ (بھلا اللہ کو دھوکہ دیا جا سکتا ہے؟) ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ پھر اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھا دی۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔ اور جب انہیں کہا جائے کہ (اپنی اس منافقت سے) زمین میں فساد مت پھیلاؤ تو کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح (یا صلح) کرنے والے ہیں۔ خبردار! فسادی وہی ہیں لیکن سمجھتے نہیں''۔

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۠ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝ (البقرۃ)

ترجمہ: ''اور یہ لوگ جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے ہیں۔ اور جب اپنے شیطانوں (سرداروں) کے پاس تنہا ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم تو صرف (ان مسلمانوں کا) مذاق اڑا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان کے مذاق کی سزا دے رہا ہے۔ اور انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے پھریں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلہ میں گمراہی خرید لی ہے۔ تو ان کی یہ تجارت نفع بخش نہ ہوئی۔ اور وہ ہدایت پانے والے نہیں تھے''۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝ (النساء)

ترجمہ: ''بے شک منافق لوگ دوزخ کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے۔ اور تو ہرگز نہ پائے گا ان کے لئے کوئی مددگار''۔ (مترجم)

حدیث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''ذُوالْوَجْهَيْنِ فِي الدُّنْيَا يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَهُ وَجْهَانِ مِنَ النَّارِ'' دنیا میں دو چہرے رکھنے والا (دورخا) آدمی قیامت کے روز اس حالت میں پیش ہوگا کہ اس کے آگ سے بنے ہوئے دو چہرے ہوں گے''۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ كَانَ لَهُ وَجْهَانِ فِي الدُّنْيَا كَانَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَارٍ'' جس شخص کے دنیا میں دو چہرے ہوں گے، قیامت کے روز اس کی آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔

اسے ابوداؤد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ كَانَ ذَا لِسَانَيْنِ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِسَانَيْنِ مِنْ نَارٍ'' (دنیا میں) جس کی دو زبانیں ہوں گی، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی آگ سے دو زبانیں (1) بنائے گا۔

اسے ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت میں اور طبرانی واصبہانی وغیرہم نے روایت کیا ہے۔

ترہیب

غیر اللہ کے نام کی قسم کھانا، امانت کی قسم کھانا یوں کہنا کہ اگر ایسا ہو تو میں اسلام سے بری یا کافر ہوں

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جناب رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَآءِ كُمْ مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ اَوْ لِيَصْمُتْ'' بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے آباء واجداد کے ناموں کی قسم کھانے سے منع فرماتا ہے۔ اگر کسی کو قسم کھانی ہی ہو تو صرف اللہ کے نام کی کھائے ورنہ خاموش رہے۔

(امام مالک، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ایک آدمی کو اپنے باپ کی قسم کھاتے ہوئے سنا تو فرمایا: اپنے باپ دادوں کے نام کی قسم نہ کھایا کرو۔ ''مَنْ حَلَفَ بِاللّٰهِ فَلْيَصْدُقْ'' جو اللہ کے نام کی قسم کھائے تو وہ قسم سچی کھائے۔ ''وَمَنْ حُلِفَ لَهُ بِاللّٰهِ فَلْيَرْضَ وَمَنْ لَمْ يَرْضَ بِاللّٰهِ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ'' اور جس کے سامنے اللہ کی قسم کھائی

1۔ ذوالوجہین یعنی دو چہروں والا یا دورخا انسان وہ ہے جو کسی انسان کے ساتھ اپنی ہمدردیاں جتاتا ہے، خود کو اس کا ساتھی اور ہمراز بتاتا ہے اور دوسرے کی اس کے سامنے برائی کرتا ہے۔ اور جب اس دوسرے کے ساتھ ہوتا ہے تو بعینہٖ وہی رویہ اس کے ساتھ بھی رکھتا ہے۔ جیسا کہ منافقین مدینہ کا طریقہ تھا۔ یہی حال ذولسانین یعنی دو زبانیں رکھنے والے کا ہے کہ جب ایک آدمی کے پاس ہوتا ہے تو اس کی تعریف میں زمین وآسمان کے قلابے ملا دیتا ہے اور اس کے مخالف کی مذمت و برائی کرتا ہے اور جب اس کے دشمن کے ساتھ ملاقات ہوتی ہے تو وہی زبان اس کی تعریف میں اور پہلے کی مذمت میں استعمال کرنے لگتا ہے۔ (مترجم)

جائے اسے راضی ہو جانا چاہیے اور جو شخص اللہ کے نام پر بھی راضی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔ (ابن ماجہ)

حدیث: اور یہ روایت بھی انہی (حضرت ابن عمر) رضی اللہ عنہما سے ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو سنا جو کہہ رہا تھا: کعبہ کی قسم۔ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ کے غیر کی قسم نہیں کھانی چاہیے کیونکہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ اَوْ اَشْرَكَ" جس نے اللہ کے غیر کی قسم کھائی تو وہ کافر ہو گیا یا اس نے شرک کیا۔ (یعنی اس نے کافروں یا مشرکوں والا کام کیا کہ غیر اللہ کی قسمیں وہی کھاتے ہیں۔ اس حدیث میں ایسی قسم سے سختی کے ساتھ ممانعت فرمائی گئی ہے)۔

اسے ترمذی، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا اور حاکم نے فرمایا: برشرط مسلم و بخاری صحیح ہے۔ اور حاکم کی ایک اور روایت میں یوں ہے: "فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "كُلُّ يَمِيْنٍ يُحْلَفُ بِهَا دُوْنَ اللّٰهِ شِرْكٌ" ہر وہ قسم جو اللہ کے غیر کے نام پر کھائی جائے شرک ہے (مطلب وہی ہے)۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے نام کی جھوٹی قسم اٹھا لینا مجھے اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ غیر اللہ کے نام کی سچی قسم کھاؤں۔ (کیونکہ غیر اللہ کے نام کی سچی قسم گناہ میں اللہ کے نام کی جھوٹی قسم سے کہیں بڑھ کر ہے)۔

اسے طبرانی نے موقوفاً روایت کیا۔ اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مَنْ حَلَفَ بِالْاَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا" جس نے امانت (احکام اسلام نماز، روزہ وغیرہ یا امانت اللہ جو اللہ کی صفت ہے) کی قسم کھائی وہ ہم میں سے نہیں ہے (ہمارے طریقہ پر نہیں)۔ ابوداؤد۔

حدیث: انہی (بریدہ) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے قسم کھا کر کہا (کہ اگر ایسا ہو تو) میں دین اسلام سے بری (جدا) ہوں۔ اب اگر وہ (اپنی قسم میں) جھوٹا ہے تو وہ ایسا ہی ہو جائے گا جیسا اس نے کہا (وہ اسلام سے جدا ہو کر کافر ہو جائے گا) اور اگر سچا ہے تو اسلام کی طرف سلامتی کے ساتھ ہرگز نہیں لوٹے گا (بلکہ گناہ کا پہاڑ لئے ہوئے ہوگا)۔

اسے ابوداؤد، ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث برشرائط بخاری و مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی دو جہاں ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی بات پر قسم کھائی تو وہ ایسا ہی ہوگا جیسی اس نے قسم کھائی ہوگی۔ (مثلاً) اگر اس نے کہا: (اگر ایسا ایسا ہو تو) وہ یہودی ہو تو وہ یہودی ہو جائے گا۔ اگر کہا کہ وہ نصرانی ہو تو وہ نصرانی ہو جائے گا اور اگر کہا کہ وہ اسلام سے بری ہو تو واقعی ہی اسلام سے الگ ہو جائے گا۔ اور جس نے زمانہ جاہلیت جیسی پکار کی (بتوں وغیرہ کو پوجا پکارا) وہ اہل جہنم میں سے ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم عرض

کرنے لگے: یارسول اللہ! (ﷺ) ''وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی'' اگرچہ وہ روزے رکھے اور نمازیں پڑھے؟ ارشاد فرمایا: ''وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی'' (ہاں) اگرچہ روزے رکھے اور نمازیں بھی پڑھے۔

اسے ابویعلیٰ اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو یوں کہتے ہوئے سنا: اگر ایسا ایسا ہو تو میں یہودی ہو جاؤں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وَجَبَتْ'' اس پر دوزخ واجب ہوگئی۔ (ابن ماجہ)

حدیث: حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْاِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ'' جو اسلام کے علاوہ کسی اور دین پر جھوٹی قسم کھائے تو وہ ایسا ہی ہوگا جیسا (1) اس نے کہا۔

اسے امام بخاری، مسلم نے ایک حدیث میں اور ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

1۔ اس اور اس جیسی دوسری مذکورہ فی الباب احادیث کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص عملی طور پر ایسا ہی ہوگا جیسا اس نے کہا ہے یعنی یہودی و نصرانی وغیرہ۔ علماء فرماتے ہیں کہ یہ فرمان تشدد و تغلیظ کے لئے ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے: جس نے عمداً نماز چھوڑی وہ کافر ہوگیا۔ امام اعظم رحمہ اللہ کے ہاں ایسی قسم منعقد ہوگی اور کفارہ واجب ہوگا۔

قسم کی تین اقسام ہیں: قسم لغو، قسم غموس اور قسم منعقدہ۔ قسم منعقدہ توڑنے پر کفارہ لازم ہے بشرطیکہ قسم اللہ کے نام کی کھائی ہو۔ قسم غموس میں صرف گناہ ہوتا ہے۔ توبہ کرنی چاہیے۔ اس میں کفارہ نہیں ہوتا اور قسم لغو میں نہ کفارہ ہے نہ گناہ، مگر اکثر قسم کھانا کوئی پسندیدہ فعل نہیں۔ بچنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے تمام ناموں کے ساتھ قسم ہو جاتی ہے۔ مثلاً اللہ، رحمن، رحیم، پروردگار، خدا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات کے ساتھ بھی۔ جیسے اللہ کی عزت و جلال، کبریائی، بڑائی، بزرگی، قدرت و قوت وغیرہا۔ قرآن یا کلام اللہ کی قسم بھی درست ہے۔ کیونکہ یہ بھی اللہ کی صفت ہے۔

قسم غموس اور لغو کا تعلق زمانہ ماضی یا حال کے ساتھ ہوتا ہے منعقدہ کا مستقبل کے ساتھ۔ مثلاً یوں قسم کھائی کہ اللہ کی قسم فلاں شخص مر چکا ہے۔ یا فلاں کام ہو رہا ہے اور درحقیقت وہ شخص مرا نہیں بلکہ زندہ ہے اور وہ کام نہیں ہو رہا ہے۔ اب اگر جانتے بوجھتے ایسی جھوٹی قسم کھائی تو یہ غموس ہے اور اگر اس کے علم میں تو ایسا ہی تھا کہ وہ شخص مر چکا ہے اور وہ کام ہو رہا ہے مگر حقیقت میں ایسا نہیں تھا تو قسم لغو ہے۔ غموس میں کفارہ نہیں، توبہ فرض ہے اور لغو میں نہ کفارہ نہ گناہ۔ مگر یہ بڑی معیوب بات۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ اور اگر یوں قسم کھائی کہ اللہ کی قسم میں فلاں کام کروں گا یا نہیں کروں گا۔ تو یہ قسم منعقدہ ہے۔ جس کے توڑنے پر کفارہ ادا کرنا لازم ہو جاتا ہے۔

قسم کے کفارہ کے متعلق قرآن حکیم فرماتا ہے:

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٨٩﴾ (المائدہ)

ترجمہ: ''تم سے اللہ تعالیٰ تمہاری فضول قسموں (قسم لغو) پر باز پرس نہیں فرمائے گا۔ لیکن وہ قسمیں جن کو تم پختہ کر چکے ہو (قسم غموس اور منعقدہ) پر باز پرس کرے گا۔ تو قسم کو توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو اس قسم کا کھانا کھلایا جائے جس قسم کا تم اپنے اہل و عیال کو کھلاتے ہو (درمیانہ نہ بہت اعلیٰ نہ بہت گھٹیا) یا ان (دس مسکینوں) کو لباس (درمیانہ) پہنایا جائے۔ یا ایک غلام آزاد کیا جائے۔ اور جو (قسم توڑنے والا کفارہ ادا کرنے کے لئے ان تین مذکورہ چیزوں میں سے کوئی چیز) نہ پائے تو وہ تین دن کے روزے (لگاتار) رکھ لے۔ یہ ہے تمہاری قسموں کا کفارہ جب تم قسم اٹھاؤ (اس کو پورا نہ کر سکو) اور اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیات تمہارے لئے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے۔ تاکہ تم شکرگذار بندے بنو''۔

خلاصہ یہ کہ کفارہ کی تین صورتیں ہیں۔ نمبر 1 دس مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا، نمبر 2 یا انہیں کپڑے پہنانا، نمبر 3 غلام آزاد کرنا جو آج کل ممکن نہیں۔ اور اگر مذکورہ صورتوں میں سے کسی پر قدرت نہ ہو تو تین دن کے لگاتار روزے رکھنا۔ (مترجم)

ترہیب

مسلمان کو حقیر جاننا اور یہ کہ وجہ فضیلت صرف تقویٰ ہے

حدیث: حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُهٗ وَلَا یَخْذُلُهٗ وَلَا یَحْقِرُهٗ" مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے(1)، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے ذلیل کرتا ہے اور نہ اسے حقیر جانتا ہے۔ تقویٰ اس جگہ ہے، تقویٰ اس جگہ ہے، تقویٰ اس جگہ ہے اور اپنے سینہ مقدسہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ "بِحَسْبِ امْرِیءٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ یَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَعِرْضُهٗ وَمَالُهٗ" آدمی کے بدترین ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے ہر مسلمان کا خون، عزت اور مال دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ (مسلم وغیرہ)۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اقدس ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہوگا۔ تو ایک آدمی نے عرض کیا: انسان پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے خوبصورت ہوں اور اس کے جوتے اچھے ہوں؟ (کیا یہ بھی تکبر میں شمار ہوگا؟) یہ سن کر حضور انور ﷺ نے فرمایا: "اِنَّ اللّٰهَ جَمِیْلٌ یُّحِبُّ الْجَمَالَ، اَلْکِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ" (یہ تکبر نہیں) اللہ تو خود خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو محبوب رکھتا ہے بلکہ تکبر تو حق بات سے انکار کرنے اور لوگوں کو حقیر جاننے کا نام ہے۔ (مسلم، ترمذی، حاکم)۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کسی آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنو: "هَلَكَ النَّاسُ" لوگ ہلاک ہوگئے۔ (بیڑہ غرق ہوگیا ہے لوگوں کا، اور رہا میں، میں تو بہت اچھا ہوں۔ تو سمجھ لو کہ) وہ خود سب سے زیادہ ہلاکت میں پڑنے والا ہے۔ (امام مالک، مسلم، ابوداؤد)۔

حدیث: حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک آدمی نے کہا: خدا کی قسم اللہ تعالیٰ فلاں شخص کی بخشش نہیں فرمائے گا۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: کون ہے جو میرے بارے میں قسم اٹھاتا ہے کہ میں فلاں کی بخشش نہیں فرماؤں گا؟ "اِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَهٗ وَاَحْبَطْتُ عَمَلَكَ" جا میں نے فلاں کی بخشش فرما دی ہے اور تیرے اعمال ضائع کر دیئے ہیں (کہ تو نے اسے اور اس کے اعمال کو حقیر سمجھا اور خود کو اس سے بہتر خیال کیا)۔ (مسلم)۔

1۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (الحجرات)

ترجمہ: "بے شک اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں تو تم صلح کرا دیا کرو اپنے بھائیوں کے درمیان (اگر کہیں ان میں ناراضگی ہو جائے) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم پر رحم فرمایا جائے"۔ (مترجم)

حدیث: حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں (کو حقیر سمجھ کران) کا مذاق اڑانے والوں میں سے ایک کے سامنے قیامت کے دن جنت کا ایک دروازہ کھولا جائے گا اور اسے کہا جائے گا: بھاگ کے آ داخل ہو جا۔ تو وہ تکلیف وغم کے ساتھ بھاگتا آئے گا۔ جب قریب جائے گا تو سامنے دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ پھر ایک اور دروازہ کھولا جائے گا اور اسے کہا جائے گا: چل جلدی سے آ۔ وہ شدت سے بھاگتا ہوا آئے گا جب قریب ہو گا تو اس کے سامنے وہ دروازہ بھی بند کر دیا جائے گا۔ اسی طرح ہوتا رہے گا حتی کہ ان میں سے کسی کے لئے دربائے جنت میں سے ایک دروازہ کھول کر فرمایا جائے گا: آکر (جنت میں) داخل ہو جا تو اب وہ ناامیدی کی وجہ سے قریب بھی نہ آسکے گا۔

اسے بیہقی نے مرسلاً روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے یہ نسب (کہ فلاں شخص فلاں کی اولاد ہے) کسی کے لئے گالی یا عار نہیں ہیں۔ تم تو آدم (علیہ السلام) کی اولاد ہو (اور وہ مٹی سے بنائے گئے تھے) پیمانے کی کمی کو تم پورا نہیں کر سکتے (تم میں سے ہر کسی میں کوئی نہ کوئی کمی ضرور ہے جسے دور کرنا تمہارے بس کی بات نہیں) "لَیْسَ لِاَحَدٍ فَضْلٌ عَلٰی اَحَدٍ اِلاَّ بِالدِّیْنِ اَوْ عَمَلٍ صَالِحٍ" سوائے دین (یعنی تقویٰ) اور نیک عمل کے کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔

اسے امام احمد اور بیہقی نے بروایت ابن لہیعہ روایت کیا۔ اور بیہقی کے الفاظ ہیں: "سوائے دین اور نیک عمل کے کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔ آدمی کے برا ہونے کے لئے کافی ہے کہ وہ فحش گو بدزبان اور بخیل ہو"۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا: "اُنْظُرْ فَاِنَّکَ لَسْتَ بِخَیْرٍ مِّنْ اَحْمَرَ وَلَا اَسْوَدَ اِلاَّ اَنْ تَفْضُلَهٗ بِتَقْوٰی" غور کرو کہ تم کسی سرخ یا سیاہ شخص سے بہتر نہیں ہو۔ ہاں مگر تقویٰ کی وجہ سے افضل ہو سکتے ہو۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ سوائے بکر بن عبد اللہ مزنی کے ان کے راوی ثقہ مشہور ہیں۔

حدیث: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایام تشریق کے وسط میں خطبۃ الوداع دیا اور ارشاد فرمایا: اے لوگو! بے شک تمہارا پروردگار ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے۔ یاد رکھو! سوائے تقویٰ کے کسی عربی کو کسی عجمی (غیر عربی) پر، کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی سرخ رنگ والے کو کسی سیاہ رنگ والے پر اور کسی سیاہ رنگ والے کو کسی سرخ رنگ والے پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ (الحجرات:13) بے شک تم میں اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ تقویٰ والا ہے۔ کیا میں نے تم تک اللہ کے احکام نہ پہنچا دیئے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! (ﷺ) کیوں نہیں! (یقیناً پہنچا دیئے ہیں) ارشاد فرمایا: "فَلْیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ" تو حاضرین کو چاہیے کہ غیر حاضر لوگوں تک یہ بات پہنچا دیں۔ الحدیث۔

اسے بیہقی نے روایت کیا اور کہا کہ اس کی اسناد میں بعض غیر معروف راوی ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک منادی کرنے والے کو حکم دے گا کہ یہ ندا کرے: (اے اہل محشر!) سن لو! ایک نسب میں نے قائم فرمایا تھا اور ایک نسب تم نے خود قائم کرلیا۔ میں نے یہ نسب قائم کیا تھا کہ تم میں زیادہ عزت دار وہ ہے جو زیادہ تقویٰ رکھنے والا ہے۔ مگر تم نے اس کا انکار کیا اور کہنے لگے: فلاں بن فلاں، فلاں بن فلاں سے بہتر ہے۔ (یہ تمہارا قائم کردہ معیار فضیلت تھا) تو آج میں اپنا قائم فرمایا ہوا نسب اٹھا رہا ہوں اور تمہارا مقرر کیا ہوا نسب نافذ کرتا ہوں۔ ''اَیْنَ الْمُتَّقُوْنَ؟'' کہاں ہیں اہل تقویٰ لوگ(1)؟ (آج میں اہل تقویٰ کی مغفرت فرماؤں گا اور تم اپنے معیار فضیلت پر اڑے رہو)۔

اسے طبرانی نے اوسط وصغیر میں اور بیہقی نے مرفوع وموقوف دونوں طرح روایت کیا اور کہا: موقوف محفوظ ہے۔ کتاب العلم کے شروع میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث گذر چکی ہے۔ جس میں ہے کہ (فرمایا:) ''مَنْ بَطَّأَ بِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ'' (قیامت کے روز) جس کو اس کے (برے) اعمال نے (جنت میں جانے سے) روک لیا، تو اس کا خاندانی نسب اسے جلدی (جنت میں) نہ لے جا سکے گا۔ (یعنی جنت میں داخلہ اعمال صالحہ کی بنا پر ہوگا، خاندانی شرافت پر نہیں)۔

1۔ اللہ رب العزت خالق جن وانس جل وعلا فرماتا ہے:
يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ (الحجرات)
''ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا فرمایا ہے (سو اس لحاظ سے کسی کی کسی پر کوئی فضیلت نہیں) اور تمہیں مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنا دیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ (تو قومیں اور قبیلے وخاندان صرف پہچان کے لئے ہیں فضیلت کے لئے نہیں۔ فضیلت کا معیار کیا ہے؟ سن لو) بے شک اللہ کی بارگاہ میں زیادہ عزت (وفضیلت) والا وہ ہے جو تم میں زیادہ متقی وپرہیزگار ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا علم والا خوب خبر رکھنے والا ہے (کہ کس کا تقویٰ کس درجہ کا ہے؟)''۔ (مترجم)

ترغیب

راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹا دینا وغیرذالک

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایمان کے ساٹھ سے زائد یا ستر سے زائد شعبے ہیں۔ "اَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذیٰ عَنِ الطَّرِیْقِ وَاَرْفَعُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" ان میں کم درجے کا شعبہ راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے اور اعلیٰ درجہ کا شعبہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہنا ہے۔

بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: میرے سامنے میری امت کے تمام اچھے اور برے اعمال پیش کئے گئے: "فَوَجَدْتُ فِیْ مَحَاسِنِ اَعْمَالِهَا الْاَذیٰ یُمَاطُ عَنِ الطَّرِیْقِ" تو میں نے ان کے نیک اعمال میں راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا دیکھا۔ اور میں نے ان کے برے اعمال میں اس بلغم کو دیکھا جو مسجد میں تھی اسے دفن نہیں کیا گیا تھا۔ (مسلم وابن ماجہ)۔

حدیث: حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ! (ﷺ) معلوم نہیں، آپ (دنیا سے) تشریف لے جائیں اور میں آپ کے بعد پیچھے رہ جاؤں آپ مجھے توشہ آخرت کے طور پر کوئی چیز عنایت فرما دیجئے جو مجھے نفع دے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ کام کیا کرو اور وہ عمل کرتے رہا کرو۔ "وَاَمِرَّ الْاَذیٰ عَنِ الطَّرِیْقِ" اور تکلیف دہ چیزیں راستے سے ہٹا دیا کرو۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: یا نبی اللہ! (ﷺ) مجھے کوئی عمل سکھا دیں جس سے فائدہ حاصل کرتا رہوں۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا: "اَعْزِلِ الْاَذیٰ عَنْ طَرِیْقِ الْمُسْلِمِیْنَ" مسلمانوں کے راستہ سے اذیت دینے والے چیزیں الگ کر دیا کرو۔ (مسلم وابن ماجہ)۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر روز جب آفتاب طلوع ہوتا ہے، انسان کے ہر ایک جوڑ پر صدقہ واجب ہوتا ہے۔ دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرا دینا صدقہ ہے۔ کسی شخص کی اس طرح مدد کر دینا کہ اسے اس کی سواری پر سوار کرا دینا یا اس کا سامان لدوا دینا صدقہ ہے۔ اچھی اور پاکیزہ بات کہنا صدقہ ہے۔ ہر وہ قدم جو نماز کیلئے جانے کو اٹھتا ہے وہ بھی صدقہ ہے۔ "وَیُمِیْطُ الْاَذیٰ عَنِ الطَّرِیْقِ صَدَقَةٌ" اور تکلیف دہ چیزوں کو راستہ سے ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔ (بخاری ومسلم)

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر روز جس میں سورج نکلتا ہے، ہر بنی آدم پر صدقہ ضروری ہے۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ! (ﷺ) ہم صدقہ کرنے کے لئے سامان کہاں سے لائیں؟ (غریب

ہیں، صدقہ کرنے کو کچھ نہیں رکھتے) آنحضور ﷺ نے فرمایا: نیکی کے دروازے کثیر ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ کہنا، نیکی کا حکم دینا، برائی سے منع کرنا، اذیت رساں چیز راستے سے ہٹا دینا، بہرے کو بات سنوانا، نابینا کو راستہ بتانا، حاجت مند کو حاجت برآری کا طریقہ سکھا دینا، اپنی ٹانگوں سے چل کر مظلوم فریادی کی مدد کو جانا اور اپنی قوت بازو سے ضعیف کی امداد کرنا، یہ سب تمہاری طرف سے تمہاری جان کے صدقے ہیں۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے مختصراً روایت کیا۔ اور بیہقی نے ایک روایت میں یہ الفاظ زائد کئے: ''وَتَبَسُّمُكَ فِيْ وَجْهِ اَخِيْكَ صَدَقَةٌ وَّاِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَالشَّوْكَةَ وَالْعَظْمَ عَنْ طَرِيْقِ النَّاسِ صَدَقَةٌ وَّ هَدْيُكَ الرَّجُلَ فِيْ اَرْضِ الضَّالَّةِ صَدَقَةٌ'' اپنے بھائی کے روبرو بوقت ملاقات تمہارا مسکرا دینا بھی صدقہ ہے، لوگوں کے راستہ سے پتھر، کانٹا اور ہڈی ہٹا دینا بھی صدقہ ہے اور اجنبی علاقے میں کسی شخص کو تمہارا راستہ بتا دینا بھی صدقہ ہے۔

حدیث: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں اور انسان پر اپنے ہر جوڑ کی طرف سے صدقہ واجب ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم عرض گذار ہوئے: یارسول اللہ! (ﷺ) اس کی طاقت کون رکھتا ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: مسجد میں پڑی بلغم کو دفن کر دو اور راستے میں پڑی تکلیف دہ چیز ہٹا دو۔ اگر تم یہ بھی نہیں کر سکتے تو چاشت کی دو رکعت نماز تمہارے لئے کافی ہوگی۔

اسے امام احمد و ابوداؤد اور ابن خزیمہ و ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا۔ الفاظ امام احمد کے ہیں۔

حدیث: حضرت مستنیر بن اخضر بن معاویہ اپنے والد رضی اللہ عنہم سے راوی ہیں کہ انہوں نے کہا: میں حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کے ساتھ کسی راستہ میں جا رہا تھا کہ ہم ایک ایذا رساں چیز کے پاس سے گذرے تو انہوں نے اس چیز کو ہٹا دیا یا راستہ سے الگ کر دیا۔ پھر میں نے بھی ایسی ہی کوئی چیز دیکھی تو پکڑ کر رستہ سے دور کر دی۔ اس پر معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمانے لگے: اے بھتیجے! تمہیں ایسا کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ میں نے عرض کی: اے عم محترم! میں نے آپ کو ایسا کرتے دیکھا تو میں بھی یوں ہی کرنے لگا۔ اس پر وہ کہنے لگے: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''مَنْ اَمَاطَ اَذًى مِّنْ طَرِيْقِ الْمُسْلِمِيْنَ كُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةٌ وَّ مَنْ تُقُبِّلَتْ مِنْهُ حَسَنَةٌ دَخَلَ الْجَنَّةَ'' جس نے مسلمانوں کے راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹا دی اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جائے گی اور جس کی یہ نیکی قبول ہوگئی تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

اسے طبرانی نے کبیر میں اسی طرح روایت کیا۔ نیز امام بخاری نے اپنی کتاب ''الادب المفرد'' میں اسے روایت کیا اور اس کی اسناد یوں ذکر کی: عن المستنیر بن اخضر بن معاویۃ بن قرۃ عن جدہ۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ایک حدیث بیان فرمائی۔ جب سے ہم نے اسلام کو پہچانا ہے ہمیں اتنی خوشی کبھی نہ ہوئی تھی جتنی اس حدیث کو سن کر ہوئی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُؤْجَرُ فِیْ اِمَاطَةِ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِيْقِ" بندہ مومن کو راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹانے پر بھی اجر ملتا ہے۔ راستہ بتانے پر، توتلے شخص (زبان میں خرابی والا جو اپنی بات ٹھیک سے نہ سمجھا سکتا ہو) کی طرف سے کسی کو بات سمجھا دینے پر اور عاریتاً کسی کو دودھ پینے کے لئے دودھ والا جانور دینے پر بھی اجر حاصل ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ جو چیز (رقم وغیرہ) اس کی جیب میں ہو، اس نے اسے ٹٹولا تو اس کا ہاتھ ٹٹولنے میں خطا کر گیا (وہ چیز تھی تو جیب میں ہی مگر ٹٹولنے پر پہلی مرتبہ محسوس نہ ہوئی تو اسے فکر ہوا۔ اس تھوڑے سے فکر پر بھی اسے اجر و ثواب ملتا ہے)۔

اسے ابویعلیٰ اور بزار نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوشیبہ ہروی سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کہیں جا رہے تھے۔ ان کے ساتھ ایک آدمی بھی تھا۔ آپ نے راستہ سے ایک پتھر اٹھا دیا۔ وہ شخص کہنے لگا: یہ کیا جی؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "مَنْ رَفَعَ حَجَرًا مِّنَ الطَّرِيْقِ كُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةٌ وَّ مَنْ كَانَتْ لَهٗ حَسَنَةٌ دَخَلَ الْجَنَّةَ" جس شخص نے راستہ سے کوئی پتھر اٹھا دیا، اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی گئی۔ اور جس کے پاس (اس طرح کی) کوئی نیکی ہوگی وہ جنت میں داخل ہوگا۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ نیز اوسط میں بھی اسے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے مگر اس کے الفاظ کچھ اس طرح سے ہیں: "مَنْ اَخْرَجَ مِنْ طَرِيْقِ الْمُسْلِمِيْنَ شَيْئًا يُؤْذِيْهِمْ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِهٖ حَسَنَةً وَّ مَنْ كَتَبَ لَهٗ عِنْدَهٗ حَسَنَةً اَدْخَلَهٗ بِهَا الْجَنَّةَ" جس نے مسلمانوں کے راستہ سے ایسی کوئی چیز نکال دی جو انہیں گذرتے وقت تکلیف پہنچاتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی اور جس کے لئے اللہ نے اپنے پاس نیکی لکھ لی، اس کے عوض اسے اللہ جنت میں داخل فرمائے گا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک مرتبہ کوئی شخص کہیں کسی راستہ پر جا رہا تھا کہ راستہ میں اس نے ایک کانٹوں بھری شاخ پائی تو اس شخص نے اسے راستہ سے ہٹا دیا، اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ عمل قبول فرمایا اور اس کی مغفرت فرما دی۔ (بخاری و مسلم)

مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ فرمایا: "میں نے ایک آدمی کو جنت میں مزے لوٹتے دیکھا جس نے ایک راستہ کے درمیان سے ایک درخت کاٹ دیا تھا جس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی تھی"۔

مسلم ہی کی ایک اور روایت میں الفاظ اس طرح ہیں کہ ارشاد فرمایا: "مَرَّ رَجُلٌ بِغُصْنِ شَجَرَةٍ عَلٰی ظَهْرِ الطَّرِيْقِ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَاُنَحِّيَنَّ هٰذَا عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ لَا يُؤْذِيْهِمْ فَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ" ایک شخص نے راستہ کے درمیان میں ایک کانٹوں بھری ٹہنی پائی تو کہنے لگا: اللہ کی قسم میں اسے مسلمانوں کے راستہ سے ہٹا دوں گا تا کہ انہیں تکلیف نہ پہنچے۔ تو (اتنی سی بات پر) وہ جنت میں داخل کر دیا گیا۔

نیز اسے ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ان کے الفاظ ہیں: ''ایک شخص نے ایک کانٹے دار شاخ کو کھینچ کر راستہ سے ہٹا دیا، اس نے کبھی کوئی نیکی کا کام نہیں کیا تھا۔ یا تو یہ شاخ کسی نے کاٹ کر راستہ میں ڈال دی تھی یا کسی طرح بھی وہاں پڑی ہوئی تھی۔ ''فَاَمَاطَهٗ عَنِ الطَّرِيْقِ فَشَكَرَ اللّٰهُ ذَالِكَ لَهٗ فَاَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ'' اس شخص نے اسے راستہ سے ہٹا دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ عمل قبول فرما لیا اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک درخت لوگوں کو تکلیف دیتا تھا، ایک آدمی نے آ کر اسے کاٹا اور لوگوں کے راستہ سے ہٹا دیا۔ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''فَلَقَدْ رَاَيْتُهٗ يَتَقَلَّبُ فِيْ ظِلِّهَا فِي الْجَنَّةِ'' میں نے اس شخص کو دیکھا ہے وہ جنت کے اندر اسی درخت کے سائے میں مزے اڑا رہا تھا۔

اسے امام احمد اور ابویعلیٰ نے روایت کیا متابعات میں اس کی اسناد میں کوئی حرج نہیں۔

ترغیب

چھپکلی، سانپ وغیرہ موذی جانوروں کو مارنا

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ قَتَلَ وَزَغَةً فِيْ اَوَّلِ ضَرْبَةٍ فَلَهٗ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً'' جس نے پہلی ضرب میں چھپکلی کو مار ڈالا، اس کے لئے اتنی اتنی نیکیاں ہیں جس نے دوسری ضرب میں مارا اس کے لئے اتنی اتنی نیکیاں ہیں مگر پہلی ضرب میں مارنے سے کم۔ اور جس نے اسے تیسری ضرب میں قتل کیا، اس کے لئے اتنی اتنی نیکیاں ہیں مگر دوسری ضرب میں قتل کرنے سے کم ہیں۔ (چھپکلی کو مارنے کی وجہ آئندہ احادیث میں آ رہی ہے)۔

اسے مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ فرمایا: ''مَنْ قَتَلَ وَزَغًا فِيْ اَوَّلِ ضَرْبَةٍ كُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَفِي الثَّانِيَةِ دُوْنَ ذَالِكَ وَ فِي الثَّالِثَةِ دُوْنَ ذَالِكَ'' جس نے چھپکلی کو پہلی ہی ضرب میں قتل کر دیا، اس کے لئے ایک سو نیکی لکھ دی گئی، دوسری ضرب میں مارے سے اس سے کم اور تیسری ضرب میں اس سے بھی کم نیکیاں (لکھی جاتی ہیں)۔

اور مسلم کی ایک اور روایت اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ فرمایا: ''فِيْ اَوَّلِ ضَرْبَةٍ سَبْعِيْنَ حَسَنَةً'' پہلی ضرب میں مارنے سے ستر نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

حدیث: فاکہ بن مغیرہ کی آزاد شدہ کنیز سائبہ سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ وہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئیں تو آپ کے گھر میں ایک نیزہ پڑا ہوا دیکھا۔ عرض کرنے لگیں: اے ام المومنین! آپ اس کے ساتھ کیا کرتی ہیں؟ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس سے چھپکلیاں مارا کرتی ہوں۔ (ان کو قتل کرنے کی وجہ یہ ہے) کہ اللہ کے رسول ﷺ

نے ہمیں خبر دی ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو سوائے اس چھپکلی کے زمین میں کوئی جانور ایسا نہیں تھا جس نے اس آگ کو بجھانے کی کوشش نہ کی ہو۔ "فَاِنَّهٗ يَنْفُخُ عَلَيْهِ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِهٖ" لیکن یہ چھپکلی (آگ کو مزید بھڑکانے کی کوشش میں) پھونکیں مارتی تھی اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اسے قتل کر دینے کا حکم دیا۔ (کیونکہ پیغمبر کا دشمن چاہے جانور ہی ہو قابلِ معافی نہیں۔ علاوہ ازیں اس کی سانس سے ہوا بھی زہر آلود ہوتی ہے جس سے بیماریاں پھیلتی ہیں)۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور نسائی نے کچھ زیادتی کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چھپکلی کو قتل کر دینے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا: "كَانَ يَنْفُخُ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ" یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر (آگ میں) پھونکیں مارتی تھی۔

اسے بخاری، مسلم اور نسائی نے روایت کیا۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

حدیث: حضرت عامر بن سعد اپنے والد رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا: "اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزَغِ وَسَمَّاهُ فُوَيْسِقًا" حضور نبی اکرم ﷺ نے چھپکلی کو مار ڈالنے کا حکم دیا اور اس کا نام فاسق (موذی) رکھا۔

اسے مسلم اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مَنْ قَتَلَ حَيَّةً فَلَهٗ سَبْعُ حَسَنَاتٍ" جس نے سانپ کو قتل کیا، اس کو سات نیکیاں حاصل ہوں گی" اور جس نے چھپکلی قتل کی اسے ایک نیکی ملی۔ اور جس نے سانپ کو اس کے نقصان پہنچانے کے خوف سے چھوڑ دیا (قتل نہیں کیا) فَلَيْسَ مِنَّا وہ ہم سے نہیں (ہمارے طریقہ پر نہیں کیونکہ بزدل ہے)۔

اسے امام احمد نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا مگر ابن حبان کے ہاں "چھوڑ دینے" کا ذکر نہیں۔

حدیث: حضرت ابوالاحوص الجشمی سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک ایک سانپ دیکھا جو دیوار پر چل رہا تھا۔ آپ نے اپنا خطبہ چھوڑ دیا پھر سانپ کو اپنے ڈنڈے سے مارنے لگے حتی کہ قتل کر ڈالا۔ پھر فرمایا: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "مَنْ قَتَلَ حَيَّةً فَكَاَنَّمَا قَتَلَ مُشْرِكًا قَدْ حَلَّ دَمُهٗ" جس نے سانپ کو قتل کیا گویا کہ اس نے ایک مشرک کو قتل کیا جس کا قتل کرنا حلال ہے۔

اسے امام احمد، ابویعلیٰ اور طبرانی نے مرفوعاً وموقوفاً اور بزار نے روایت کیا۔ مگر بزار کے الفاظ ہیں: "مَنْ قَتَلَ حَيَّةً اَوْ عَقْرَبًا" "جس نے سانپ یا بچھو کو قتل کیا۔ (اس نے گویا مشرک کو قتل کیا)۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اُقْتُلُوا

اَلْحَیَاتِ کُلَّھُنَّ فَمَنْ خَافَ ثَارَھُنَّ فَلَیْسَ مِنِّیْ'' ہرقسم کے سانپ قتل کردیا کرو۔ جس نے انہیں ڈر کی وجہ سے چھوڑ دیا اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

اسے ابوداؤد اور نسائی نے اور طبرانی نے کئی اسناد کے ساتھ روایت کیا جن کے راوی سوائے عبدالرحمٰن بن مسعود کے ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم نے ان (سانپوں) کے ساتھ صلح نہیں کی جب سے ان کے ساتھ لڑائی کی ہے۔ اور جس نے ان میں سے کسی کو خوف کی وجہ سے چھوڑ دیا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

اسے ابوداؤد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سانپوں کو ان کے انتقام کے خوف سے چھوڑ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ ہم نے جب سے ان کے ساتھ لڑائی کی ہے کبھی صلح نہیں کی۔ (ابوداؤد)۔

حدیث: حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا، ہم چاہ زم زم کے قریب جھاڑو دینا چاہتے ہیں اور حال یہ ہے کہ وہاں چھوٹے چھوٹے سانپ ہیں۔ (تو اب کیا کریں؟) ''فَاَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِھِنَّ'' تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں قتل کردینے کا حکم دیا۔

اسے ابوداؤد نے روایت کیا۔ سوائے عبدالرحمٰن بن سابط کے اس کی اسناد صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابولیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے گھروں میں رہنے والے سانپوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم اپنے گھروں میں اس قسم کی کوئی چیز دیکھو تو کہا کرو: میں تمہیں اس عہد کی قسم دیتا ہوں جو تم سے حضرت نوح علیہ السلام نے لیا تھا۔ میں تمہیں اس عہد کی قسم دیتا ہوں جو تم سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے لیا تھا کہ تم ہم لوگوں کو تکلیف نہیں پہنچاؤ گے۔ (تو وہ واپس لوٹ جائیں گے)۔ ''فَاِنْ عُدْنَ فَاقْتُلُوْھُنَّ'' اگر اس کے باوجود پھر نکل آئیں تو ان کو قتل کردیا کرو۔

اسے ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے بروایت ابن ابی لیلیٰ عن ثابت عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ عن ابیہ روایت کیا۔ ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے سوائے اس مذکور سند کے نہیں جانتے۔ ابن ابی لیلیٰ کا نام محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ہے۔

حدیث: حضرت نافع سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم ہر قسم کے سانپوں کو مار ڈالتے تھے حتی کہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے ہم سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کو مارنے سے

منع فرمایا ہے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کے بعد اس سے رک گئے۔

اسے مسلم نے روایت کیا۔ اور مسلم کی ایک اور، اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ: ''حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ آپ ﷺ نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا سوائے دم کٹے اور دو لکیروں والے سانپوں کے کہ یہ دونوں قسم کے سانپ بینائی کو زائل کرتے اور عورتوں کے حمل گرا دیتے ہیں۔

حدیث: حضرت ابوسائب سے روایت ہے کہ وہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ملنے ان کے گھر گئے۔ کہتے ہیں کہ میں نے انہیں نماز پڑھتے ہوئے پایا تو میں ان کے انتظار میں بیٹھ گیا حتی کہ انہوں نے نماز ادا کر لی۔ اتنے میں میں نے گھر کے ایک کونے میں پڑی ہوئی لکڑیوں میں حرکت محسوس کی۔ میں ادھر متوجہ ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سانپ ہے۔ میں جلدی سے اسے مارنے کو اٹھا۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو میں پھر بیٹھ گیا۔ جب سانپ چلا گیا تو انہوں نے گھر کے ایک کمرے کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا: یہ کمرہ دیکھ رہے ہو؟ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ فرمانے لگے: اس میں ہمارا ایک نوجوان رہتا تھا جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ خندق کے لئے گئے ہوئے تھے۔ یہ نوجوان دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے کر اپنی بیوی کے پاس آ جاتا تھا۔ ایک دن اس نے آپ ﷺ سے اجازت طلب کی تو حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے ہتھیار پہن لو، مجھے خدشہ ہے کہ بنی قریظہ (یہود کا ایک قبیلہ تھا) کے لوگ تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچائیں۔ اس شخص نے ہتھیار لے لئے اور گھر کو لوٹا۔ کیا دیکھتا ہے کہ اس کی بیوی دروازے کے درمیان میں کھڑی ہے۔ اس پر غیرت غالب آ گئی، نیزہ اٹھالیا کہ اسے مار دے۔ تو بیوی بولی: اپنے نیزے کو مجھ سے روکو اور گھر کے اندر داخل ہو کر دیکھو کہ کیا چیز نکل آئی ہے۔ (میں شوق سے یہاں نہیں کھڑی ہوں) وہ اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک بہت بڑا سانپ ہے جو کنڈلی مارے بستر پر بیٹھا ہے۔ اس نے سانپ پر نیزہ مارا اور اسے نیزے میں پرولیا۔ پھر باہر نکل کر دیوار کے ساتھ مارا تو سانپ تڑپنے لگا (اس کے بعد وہ نوجوان بھی وہیں فوت ہو گیا) یہ معلوم نہ ہو سکا کہ دونوں میں سے کون پہلے مرا، سانپ یا نوجوان؟ فرمایا کہ پھر ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، سارا ماجرا بیان کیا اور عرض کرنے لگے: اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ اسے زندہ کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے ساتھی کے لئے دعائے مغفرت کرو۔ پھر ارشاد فرمایا: مدینہ میں کچھ جن مسلمان ہو چکے ہیں: جب تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو تین دن تک اسے (نکل جانے کی) دھمکی دو۔ ''فَإِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَاقْتُلُوْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ'' اب اگر اس کے بعد بھی ظاہر ہو تو اسے مار ڈالو کیونکہ وہ شیطان ہی ہے۔ (معلوم ہوا کہ جن اور شیطان سانپ وغیرہ جیسی مختلف شکلوں میں تبدیل ہو سکتے ہیں)۔

اور اس کی مثل ایک روایت میں ہے کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان گھروں میں لمبی عمر والے کئی سانپ رہتے ہیں۔ اگر ان میں سے کسی کو دیکھو تو تین دن تک اسے تنگ کرو (کہ نکل جائے) ''فَإِنْ ذَهَبَ وَإِلَّا فَاقْتُلُوْهُ فَإِنَّهُ كَافِرٌ'' اگر وہ چلا جائے تو بہتر ورنہ اسے قتل کر ڈالو

کیونکہ وہ کافر (جن) ہے۔ اسے امام مالک، مسلم اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی محترم ﷺ کو منبر شریف پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: سانپوں کو مار دیا کرو اور دو دھاری والے اور دم کٹے سانپ کو بھی قتل کر دیا کرو کیونکہ یہ دونوں قسم کے سانپ نظر ختم کر دیتے اور حمل گرا دیتے ہیں (ان کے زہر میں یہ اثر ہے کہ اگر ڈنگ مار دیں تو نظر جاتی رہتی ہے اور حمل والی کا حمل ساقط ہو جاتا ہے)۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں سانپ کو مارنے ہی والا تھا کہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے مجھے آواز دی: اسے مت قتل کرو۔ میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تو سانپوں کو قتل کر دینے کا حکم دیا ہے۔ وہ کہنے لگے: اس کے بعد آپ ﷺ نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کو مارنے سے منع فرما دیا تھا۔ یہ لمبی عمر والے سانپ ہوتے ہیں۔

اسے امام بخاری و مسلم نے روایت کیا۔ نیز امام مالک، ابوداؤد اور ترمذی نے بھی اسے قریب قریب الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث: اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو (باؤلے) کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیتے ہوئے سنا۔ آپ ارشاد فرما رہے تھے۔ سانپ اور (باؤلے) کتوں کو قتل کردو اور دو دھاری والے اور دم کٹے سانپوں کو بھی مار ڈالو، کیونکہ یہ نظر کو زائل کرتے اور حمل گرا دیتے ہیں (1)۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ ایک چیونٹی نے انبیاء (علیہم السلام) میں سے ایک نبی (حضرت عزیر علیہ السلام) کو کاٹ لیا تو ان کے حکم سے چیونٹیوں کی پوری بستی جلا دی گئی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی: ''فِيْ اَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ فَاَحْرَقْتَ اُمَّةً مِّنَ الْاُمَمِ تُسَبِّحُ'' کہ ایک چیونٹی کے کاٹ لینے پر آپ نے امتوں میں سے ایک پوری امت کو جلا ڈالا جو اللہ کی تسبیح کرتی تھی۔

اور ایک اور روایت میں یہ الفاظ زائد کئے: ''فَهَلَّا نَمْلَةً وَّاحِدَةً'' ایک ہی چیونٹی کو آپ نے کیوں نہ ہلاک کیا؟ (سب کو کیوں کیا؟)۔

اسے امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور مسلم اور ابوداؤد کی ایک اور روایت میں ہے کہ فرماتے ہیں: '' حضرات انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی کسی درخت کے نیچے ٹھہرے تو انہیں ایک چیونٹی نے کاٹ لیا۔ انہوں نے چیونٹیوں کا چھتہ نکالنے کا حکم دیا۔ چھتہ نکالا گیا۔ پھر ان کے حکم سے اسے جلا دیا گیا۔ ''فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ هَلَّا نَمْلَةً وَّاحِدَةً'' تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی: آپ نے ایک ہی چیونٹی کو کیوں نہ سزا دی۔ (سب کو کیوں جلا دیا؟)۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اقدس ﷺ نے چار جانوروں یعنی چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد اور چڑیا کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔

1۔ علماء فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کے سانپوں کو بغیر اطلاع کئے اور بغیر ڈرائے مارنا درست نہیں۔ مدینہ منورہ کے علاوہ باقی تمام مقامات پر جنگل ہو یا گھر سانپوں کو مارنا مستحب ہے انہیں ڈرانے دھمکانے کی ضرورت نہیں ہے۔ (مترجم)

اسے ابوداؤد، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبدالرحمٰن بن عبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک طبیب نے حضور نبی رحمت ﷺ سے مینڈک دوا میں ڈالنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے اس کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔

اسے ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ۔

آج مورخہ ۱۸۔محرم الحرام ۱۴۱۸ھ، 25 مئی 1997ء بروز اتوار، نماز ظہر سے کچھ دیر قبل ارشاد الحبیب انتخاب و ترجمہ الترغیب والترہیب کی جلد سوم مکمل ہوئی۔دعا ہے۔اللہ رب العزت اپنے حبیب محترم ﷺ کے صدقہ میں اس کتاب کی چوتھی اور آخری جلد مکمل کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔میرے لئے اور قارئین اور جملہ مسلمین کے لئے اسے ذریعہ نجات بنائے آمین بحرمت طٰہٰ ویٰسین۔

مترجم

احقر العباد

حافظ محمد صابر علی صابر۔

خطیب مرکزی جامع مسجد مکہ بولٹن انگلینڈ

الترغیب والترہیب

جلد دوم (حصہ دوم)

مُصنِّف

امام حافظ زکی الدین عبدالعظیم المنذری رحمۃ اللہ علیہ

مُترجم

محمد صابر علی صابر بولٹن انگلینڈ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔ کراچی پاکستان

فہرست مضامین

کتاب التوبۃ الزہد

کتاب الجنائز

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ
مَعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَعَلٰی
اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط

ترغیب

وعدہ وفائی(1) اور امانت

اور ترہیب

وعدہ خلافی، خیانت، دھوکا، کسی کو امان دینے کے بعد قتل کرنا یا اس پر ظلم کرنا

حدیث: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی دوجہاں ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم

---

(1) قرآن حکیم نے وعدہ وفائی، امانت و دیانت کو اختیار کرنے اور وعدہ خلافی، بدعہدی اور خیانت وظلم سے بچنے کی تاکید کی ہے۔ چند آیات ملاحظہ ہوں:

نمبر1: الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۪ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (البقرہ)

ترجمہ: ''(گمراہ اور فاسق و نافرمان وہ لوگ ہیں) جو اللہ کے ساتھ پکا عہد کرنے کے بعد توڑتے ہیں اور جسے اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اسے کاٹتے ہیں (قطع رحمی کرتے ہیں) اور زمین میں فساد مچاتے رہتے ہیں۔ یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں''۔

نمبر2: بنی اسرائیل کو جو احکام دیئے گئے اور جو اہل اسلام پر بھی من وعن لاگو ہیں۔ ان کا تذکرہ ان الفاظ میں ہے:

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝ (البقرہ)

ترجمہ: ''اے بنی اسرائیل یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا۔ اور پورا کرو تم میرے ساتھ کئے ہوئے وعدے کو اور میں پورا کروں گا تمہارے ساتھ کئے ہوئے وعدے کو اور صرف مجھ ہی سے ڈرا کرو''۔

نمبر3: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ (المائدہ:1) ترجمہ: ''اے ایمان والو! پورا کیا کرو اپنے وعدوں کو''۔

نمبر4: وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝ (التوبہ)

ترجمہ: ''اور ان میں سے کچھ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کے ساتھ وعدہ کیا کہ اگر اس نے ہمیں دیا تو ہم دل کھول کر صدقہ کریں گے اور ضرور نیکوکاروں میں سے ہو جائیں گے۔ پھر جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمایا تو وہ بخل کرنے لگے اور اس سے روگردانی کر لی اور وہ منہ پھیرنے والے ہیں۔ نتیجتاً اللہ نے ان کے دلوں میں منافقت جما دی اس دن تک جس دن اس سے ملیں گے (یوم قیامت)۔ اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ وعدہ کرنے کے بعد اس سے وعدہ خلافی کی اور اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے''۔

نمبر5:۔ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ (النحل)

ترجمہ: ''اور پورا کرو اللہ کے ساتھ کئے ہوئے عہد کو جب تم نے اس سے عہد کر لیا اور اپنی قسموں کو مضبوط کرنے کے بعد مت توڑو۔ حالانکہ تم نے اپنے اوپر اللہ کو گواہ بنا لیا ہے۔ بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو''۔

نمبر6:۔ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ۝ (بنی اسرائیل)

ترجمہ: ''اور وعدہ پورا کیا کرو۔ بے شک وعدہ کے متعلق سوال ہوگا''۔

نمبر7:۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝ (نساء)

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے سپرد کر دو جو ان کے اہل ہیں۔ اور تم جب بھی لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں بہت اچھی بات کی نصیحت فرماتا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا ہر چیز دیکھنے والا ہے''۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

میری طرف سے چھ چیزیں قبول کر لو (ان پر عمل کا وعدہ کرو) میں تمہارے لئے جنت (دلوانے کا وعدہ) قبول فرماتا ہوں۔''اِذَا حَدَّثَ اَحَدُکُمْ فَلَا یَکْذِبْ وَ اِذَا وَعَدَ فَلَا یُخْلِفْ وَ اِذَا اؤْتُمِنَ فَلَا یَخُنْ''(الحدیث)''جب تم میں سے کوئی بات کرے تو جھوٹ نہ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی نہ کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت نہ کرے''۔

ابو یعلی، حاکم، بیہقی۔(اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے امام احمد، ابن حبان نے اپنی صحیح میں، حاکم اور بیہقی نے روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے اردگرد اپنی امت کے لوگوں سے فرمایا: تم مجھے چھ کاموں کے کرنے کی ضمانت دیدو، میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) وہ کیا کیا کام ہیں؟ ارشاد فرمایا:''اَلصَّلٰوۃُ وَ الزَّکٰوۃُ وَالْاَمَانَۃُ وَالْفَرْجُ وَالْبَطْنُ وَالْلِّسَانُ''وہ ہیں: نمبر 1 نماز، نمبر 2 زکوٰۃ، نمبر 3 امانت (کی حفاظت)، نمبر 4 شرم گاہ (زنا سے بچانا)، نمبر 5 پیٹ (کو حرام سے) اور نمبر 6 زبان (کو فحش گوئی، جھوٹ اور لغویات سے محفوظ رکھنا)۔

اسے طبرانی نے اوسط میں اسناد لا بأس بہ کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان فرمایا: امانت لوگوں کے دلوں کی جڑ پر نازل ہوئی۔ پھر قرآن اترا، تو انہوں نے قرآن کا علم حاصل کیا اور سنت سیکھی۔ پھر آپ ﷺ نے ہم سے امانت کے مرتفع ہو جانے کے بارے میں حدیث بیان فرمائی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: ایک آدمی تھوڑی دیر کیلئے سوئے گا تو اس کے دل سے امانت قبض کر لی جائے گی۔ اس کا اثر پھیکے رنگ کی طرح رہ جائیگا۔ پھر وہ آدمی سوئے گا تو امانت اس کے قلب سے نکال لی جائیگی اور اس کا نشان (دل پر) ایک چھالے کی طرح باقی رہ جائیگا۔ جیسے تو کوئی انگارہ اپنے پاؤں پر رکھ لے تو کھال پھول جائے۔ تو اس کو ایک چھالے کی صورت میں دیکھے گا۔ جبکہ اس کے اندر کچھ نہیں ہوتا۔ (ایسے ہی اس دل میں

(بقیہ صفحہ گزشتہ) نمبر 8:۔ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ (المؤمنون)

ترجمہ:''اور (کامیاب مؤمنین وہ ہیں) جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدوں کی پاسداری کرنے والے ہیں''۔

نمبر 9:۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (الانفال)

ترجمہ:''اے اہل ایمان! اللہ اور رسول (جل وعلاو ﷺ) کے ساتھ خیانت نہ کرو اور نہ ہی اپنی امانتوں میں خیانت کرو حالانکہ تم جانتے ہو (کہ یہ کتنا بڑا جرم ہے)''۔

نمبر 10:۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی عظمت بیان کرتے ہوئے ارشاد ہوا:

وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِسْمٰعِیْلَ٘ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا (مریم)

ترجمہ:''اور ذکر کرو اسمٰعیل علیہ السلام کا کتاب میں۔ بے شک وہ وعدہ کے سچے تھے اور رسول نبی تھے''۔

قرآن حکیم کی ان دس آیات مقدسہ نے وعدہ کی پابندی اور امانت کی حفاظت پر کس قدر زور دیا ہے، مسلمان بخوبی اندازہ کر سکتا ہے۔ (مترجم)

امانت نہیں رہے گی) پھر آپ ﷺ نے ایک کنکری لی اور اپنے پاؤں مبارک سے لڑھکا دی۔ اب لوگ ایسے ہو جائیں گے کہ خرید وفروخت کریں گے مگر ان میں کوئی ایسا نہ ہوگا جو امانت ادا کرے۔ یہاں تک کہ کہا جانے لگے گا: ''اِنَّ فِیْ بَنِیْ فُلَانٍ رَجُلًا اَمِیْنًا'' ''فلاں قبیلے میں ایک آدمی امانت دار ہے''۔ (یعنی ڈھونڈے سے کہیں کوئی امانتدار ملے گا) حتیٰ کہ ایک شخص کے بارے میں کہا جائے گا کہ وہ کتنا خوش مزاج، کس قدر عقل مند ہے! ''وَمَا فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِیْمَانٍ'' ''حالانکہ اس کے دل میں رائی کے ایک دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہوگا''۔ (شاید یہ دور حاضر ہی کا بیان ہے)۔

اسے مسلم وغیرہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: اللہ کے راستے میں قتل ہو جانا سوائے امانت کے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے (امانت میں خیانت کی معافی شہید کو بھی نہیں ملتی) فرمایا: قیامت کے روز ایک بندہ پیش کیا جائیگا اگرچہ وہ راہ خدا میں شہید ہوا ہوگا۔ اسے فرمایا جائے گا: تمہارے پاس جو امانت رکھی گئی تھی، ادا کرو، وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! امانت کیسے ادا کروں اب تو دنیا ختم ہو چکی ہے، حکم ہوگا: اسے ہاویہ دوزخ میں لے جاؤ۔ ہاویہ دوزخ میں لے جایا جائے گا اور امانت اسی شکل میں اس کے سامنے کی جائیگی جس شکل میں اس کے پاس رکھے جانے کے دن تھی۔ یہ اسے دیکھے گا اور پہچان لے گا۔ اس کے پیچھے چلے گا اور اسے جا پائے گا پھر اپنے کندھوں پر اٹھا کر چلنے لگے گا یہاں تک کہ جب گمان کریگا کہ (ہاویہ سے) نکلنے کے قریب ہے تو کندھوں سے پکڑ کر واپس کر دیا جائیگا پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس کے پیچھے بھاگتا رہے گا اس کے بعد ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اَلصَّلٰوةُ اَمَانَةٌ وَّ الْوُضُوْءُ اَمَانَةٌ وَّ الْوَزْنُ اَمَانَةٌ وَّ الْكَیْلُ اَمَانَةٌ وَّ اَشْیَاءُ عَدَّدَهَا وَاَشَدُّ ذَالِكَ الْوَدَائِعُ'' ''نماز امانت ہے، وضوء امانت ہے، پورا تول امانت ہے، پورا پورا ماپ امانت ہے اور آپ نے کئی اور چیزیں بھی شمار کیں (اور فرمایا) اور ان سب میں (گناہ کے لحاظ سے) سخت ترین ودیعتیں ہیں (وہ چیزیں جو کسی کے پاس حفاظت کیلئے رکھی گئیں اور اس نے ان میں خیانت کی)''۔ زاذان راوی کہتے ہیں کہ میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: کیا آپ دیکھتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کیا کہا ہے وہ تو یہ یہ کہتے ہیں۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ درست کہتے ہیں۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَهْلِهَا (نساء)، ''یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے سپرد کرو جو ان کے اہل ہیں''۔

اسے امام احمد اور بیہقی نے موقوفاً روایت کیا۔ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے عبداللہ نے کتاب الزہد میں ذکر کیا کہ انہوں نے اپنے والد صاحب (امام احمد) سے اس روایت کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: اس کی اسناد جید ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے: ''لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّا طَهُوْرَ لَهٗ'' ''اس شخص کا کوئی ایمان نہیں جو امانت دار نہ ہو اور اس آدمی کی نماز نہیں جس کا وضوء نہ ہو''۔

اسے طبرانی نے روایت کیا اور یہ نماز کے بیان میں گذر چکی ہے۔

حدیث: امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ مدینہ کے کسی قریبی گاؤں کا ایک شخص ہمارے سامنے آظاہر ہوا اور عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! (ﷺ) مجھے اس دین اسلام میں سب سے زیادہ سخت اور سب سے زیادہ نرم چیز کے بارے میں بتائیں۔ تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: نرم اور آسان ترین چیز ہے، اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور اے گاؤں کے رہنے والے! اس دین کی سخت ترین چیز امانت ہے۔ ''اِنَّهٗ لَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا صَلٰوةَ لَهٗ وَلَا زَكٰوةَ لَهٗ'' بے شک جو امانتدار نہیں اس کا کوئی دین نہیں اور نہ اس کی نماز (قبول) ہے نہ زکوٰۃ''۔ الحدیث (بزار)

حدیث: حضرت سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ نبی مصطفےٰ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب میری امت پندرہ کام کرنے لگے گی تو مصائب وآلام کی مستحق ہو جائیگی۔ کسی نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ) وہ کیا کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا: نمبر 1 جب مال غنیمت کو ذاتی دولت سمجھ لیا جائے گا، نمبر 2 جب امانت کو غنیمت سمجھ (کر ہڑپ کر) لیا جائے گا، نمبر 3 زکوٰۃ ایک قرض متصور ہونے لگے گی، نمبر 4 آدمی اپنی بیوی کا مطیع (زن مرید) ہوگا اور نمبر 5 اپنی والدہ کا نافرمان ہوگا، نمبر 6 اپنے دوستوں سے اچھا سلوک کریگا، نمبر 7 اور اپنے باپ کے ساتھ ظلم روا رکھے گا، نمبر 8 مسجدوں میں (جہلاء کی) آوازیں بلند ہونے لگیں گی، نمبر 9 اور قوم کا سردار ذلیل ترین شخص بن جائیگا، نمبر 10 آدمی کی عزت اس کی بدمعاشی کی وجہ سے ہوگی، نمبر 11 شراب نوشی عام ہوگی، نمبر 12 ریشم پہنا جائیگا، نمبر 13 گانے بجانے والی نوجوان طوائفیں اور نمبر 14 آلات موسیقی رکھے جائیں گے، نمبر 15 اور اس امت کے بعد میں آنے والے (نااہل و بدخصلت) لوگ سلف صالحین کو لعنت ملامت کرنے لگیں گے۔ ''فَلْيَرْتَقُوْا عِنْدَ ذَالِكَ رِيْحاً حَمْرَآءَ اَوْ خَسْفاً اَوْمَسْخاً'' جب یہ سب ہونے لگے تو اس وقت لوگوں کو چاہیے کہ سرخ آندھی یا زمین میں دھنس جانے یا شکلیں بگاڑ دیئے جانے کا انتظار کریں''۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا: ہم کسی شخص کو سوائے فرج بن فضالہ کے نہیں جانتے جس نے اس حدیث کو یحییٰ بن سعید انصاری سے روایت کیا ہو۔ (اسی مضمون کی ایک اور حدیث ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے)۔

حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ کا ارشاد پاک ہے: تین چیزیں عرش الٰہی سے لپٹی ہوئی دعا کرتی ہیں: نمبر 1 رحم، کہتی ہے: ''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ بِكَ فَلَا اُقْطَعُ'' ''اے میرے مولا! تیری پناہ، مجھے قطع نہ کیا جائے''، نمبر 2 امانت، یہ عرض کرتی ہے: ''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ بِكَ فَلَا اُخَانُ'' ''اے میرے رب! تیری پناہ، مجھ میں خیانت نہ ہو''، نمبر 3 اور نعمت، یوں دعا کرتی ہے: ''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ بِكَ فَلَا اُكْفَرُ'' ''اے پروردگار

عالم! تیری پناہ، میری ناشکری نہ ہونے پائے''۔ (البزار)

حدیث: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بہترین زمانہ میرا ہے۔ پھر ان لوگوں کا جو اس زمانے کے ساتھ ملے ہوئے ہیں (یعنی صحابہ کا) پھر اس کے بعد ان کا زمانہ بہتر ہے جو ان (صحابہ) کے ساتھ ملے ہوئے ہوں گے (یعنی تابعین) پھر ان (تابعین) کے بعد ایسے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو شہادت دیں گے مگر (ظلم و جور اور جھوٹ کی وجہ سے) ان کی گواہی و شہادت لی نہیں جائیگی۔ خیانت کریں گے (اس لئے) ان کے پاس امانت نہیں رکھی جائے گی۔ نذریں مانیں گے لیکن اپنی نذریں پوری نہیں کریں گے ''وَتَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ'' اور (حرام خوری ولذائذ دنیا کی وجہ سے) ان میں موٹاپا آ جائیگا''۔ (بخاری و مسلم)

حدیث: حضرت عبداللہ بن ابی الحمساء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے بعثت سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے کچھ خریدا۔ کچھ رقم میری طرف رہ گئی۔ میں نے وعدہ کیا کہ بقایا رقم لے کر اسی جگہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ میں جا کر بھول گیا۔ پھر تین روز بعد یاد آیا تو میں حاضر ہوا، آپ ﷺ اسی جگہ تشریف فرما تھے۔ مجھے دیکھ کر ارشاد فرمایا: ''يَافَتَىٰ لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَيَّ اَنَا هٰهُنَا مُنْذُ ثَلَاثٍ اَنْتَظِرُكَ'' اے جوان! تم نے مجھے مشقت میں ڈالے رکھا، میں تین دن سے یہاں تمہارا انتظار کر رہا ہوں''۔

اسے ابوداؤد اور ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: منافق کی تین علامتیں ہیں: ''اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَ اِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَ اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ'' نمبر 1 جب بات کرے تو جھوٹ بولے، نمبر 2 جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے، نمبر 3 اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے''۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا۔ اور مسلم نے اپنی ایک روایت میں یہ الفاظ زائد کئے: ''وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ'' ''اگر چہ روزہ رکھتا ہو، نماز پڑھتا ہو اور گمان کرتا ہو کہ وہ مسلمان ہے۔ (مگر پھر بھی ہے منافق)''۔ (اور ابویعلی نے بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی مفہوم کی ایک روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چار باتیں جس شخص میں پائی جائیں، وہ خالص (عملی) منافق ہے۔ اور جس میں ان چار میں سے کوئی ایک پائی جائے تو جب تک وہ اسے چھوڑ نہیں دیتا، منافقت کی ایک علامت اس میں موجود رہے گی۔ (وہ چار باتیں یہ ہیں) نمبر 1 جب اس کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے، نمبر 2 جب بات کرے تو جھوٹ بولے، نمبر 3 ''وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ'' جب کوئی عہد کرے تو بدعہدی کا مرتکب ہو''، نمبر 4 اور جب کسی سے جھگڑ پڑے تو گالی گلوچ پر اتر آئے۔ (بخاری و مسلم)

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی محترم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن جب اللہ

تعالیٰ تمام اولین وآخرین کو جمع فرمائے گا تو ہر بدعہد ودغاباز کے سامنے ایک جھنڈا بلند کیا جائے گا اور آواز دی جائیگی: ''هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ'' (اے اہلِ محشر دیکھ لو) یہ فلاں بن فلاں کی بدعہدی ودغابازی کا جھنڈا ہے''۔

اسے مسلم وغیرہ نے روایت کیا اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے: ''لِكُلِّ غَادِرٍ لِّوَآءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعْرَفُ بِهٖ يُقَالُ هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانٍ'' ''قیامت کے دن ہر بدعہد کیلئے ایک جھنڈا ہوگا جس سے وہ بدعہد پہچانا جائیگا۔ کہا جائیگا: یہ فلاں بدعہد کا جھنڈا ہے''۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے: اے میرے مالک! میں بھوک سے تیری پناہ مانگتا ہوں کیونکہ یہ بہت بری ساتھی ہے ''وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ'' ''اور اے میرے پروردگار! میں خیانت سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں کیونکہ یہ بہت بری خصلت ہے''۔

اسے ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قیامت کے دن تین شخصوں کے ساتھ میں جھگڑا کروں گا۔ ''رَجُلٌ اَعْطٰى بِىْ ثُمَّ غَدَرَ'' ''ایک وہ شخص جس نے میرا نام لے کر عہد واقرار کیا، پھر اس عہد کو توڑ ڈالا''۔ دوسرا وہ آدمی جس نے کسی آزاد کو بیچ کر قیمت کھائی اور تیسرا وہ بندہ جس نے کسی مزدور کو کام پر لگایا پھر اس سے کام تو پورا پورا لیا۔ مگر اس کو مزدوری پوری نہ دی۔ (بخاری)

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جب بھی خطبہ دیا تو یہ ضرور ارشاد فرمایا: ''لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ'' ''اس شخص کا ایمان نہیں جو امانت دار نہ ہو اور اس بندے کا کوئی دین نہیں جو اپنے عہد کا پابند نہ ہو''۔

اسے امام احمد، بزار، طبرانی نے اوسط میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَا نَقَضَ قَوْمٌ نِ الْعَهْدَ اِلَّا كَانَ الْقَتْلُ بَيْنَهُمْ'' ''جو قوم اپنے عہد توڑ دیتی ہے، اس کے اندر خانہ جنگی شروع ہو جاتی ہے''۔ جب کسی قوم میں زنا عام ہو جائے تو اس پر موت مسلط کر دی جاتی ہے۔ اور جو قوم زکوٰۃ کی ادائیگی بند کر دیتی ہے اس پر بارش کا برسنا روک لیا جاتا ہے۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا: یہ حدیث بر شرائط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت صفوان بن سلیم اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کے بہت سے صاحبزادوں سے راوی ہیں۔ جنہوں نے اپنے والدوں سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی عہد والے (ذمی وغیرہ) پر ظلم کیا، یا اسے کوئی نقصان پہنچایا یا اس کی طاقت سے زیادہ اس سے کام لیا یا اس کی مرضی کے بغیر کوئی چیز اس سے لے لی ''فَاَنَا حَجِيْجُهٗ يَوْمَ

الْقِيَامَةِ'' ''قیامت کے روز میں اس کے خلاف مدعی ہوں گا''۔

اسے ابوداؤد نے روایت کیا۔ صحابہ کرام کے صاحبزادگان کے نام معروف ہیں۔

حدیث: حضرت عمرو بن الحمق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس شخص نے کسی آدمی کو جان کی امان دی پھر اسے قتل کر ڈالا۔ تو میں اس قاتل سے بری ہوں۔ مقتول اگرچہ کافر ہی ہو۔

اسے ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ ابن ماجہ نے یہ بھی کہا'' وہ قاتل قیامت کے روز اپنی بدعہدی کا جھنڈا اٹھائے ہوئے گا''۔

حدیث: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے ناحق کسی عہد والے کو قتل کر دیا وہ جنت کی ہوا بھی نہ سونگھ پائے گا حالانکہ جنت کی خوشبو ایک سو سال کی مسافت سے سونگھی جا سکتی ہے۔ (ایک اور روایت میں پانچ سال کی مسافت کا بیان ہے)

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا نیز ابوداؤد و نسائی کے ہاں بھی یہ روایت مختلف الفاظ کے ساتھ ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی ایسے شخص کو قتل کر دیا جس سے اللہ و رسول (جل وعلاو ﷺ) کی ذمہ داری کا معاہدہ کیا ہو (اسے امان دی گئی ہو) اس نے اللہ تعالیٰ کے ذمہ کو توڑ ڈالا۔ وہ جنت کی ہوا بھی نہ سونگھ سکے گا حالانکہ جنت کی ہوا ستر سال کی دوری سے سونگھی جا سکتی ہے۔

اسے امام ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ترغیب

اللہ اور رسول (جل وعلا و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (1) کیلئے محبت رکھنا

اور ترہیب

اہل شر اور اہل بدعت کی محبت سے بچنا کیونکہ قیامت کے روز آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص میں تین چیزیں ہوں گی وہ ان کی وجہ سے ایمان کی حلاوت و چاشنی پالے گا۔ ''مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا'' ''ایک یہ کہ خدا و مصطفےٰ (جل وعلا و صلی اللہ علیہ وسلم) اسے باقی تمام جہان سے زیادہ محبوب ہوں۔ ''وَمَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ'' دوسرے یہ کہ جس بندے سے محبت کرے صرف اللہ تعالیٰ ہی کیلئے کرے۔ ''وَمَنْ يَّكْرَهُ اَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُّقْذَفَ فِي النَّارِ'' اور تیسرے یہ کہ جب خدا تعالیٰ نے اسے کفر سے نجات دے دی تو پھر دوبارہ کفر کی طرف لوٹ جانے کو اتنا برا جانے جتنا آگ میں ڈالے جانے کو برا سمجھتا ہے''۔ ایک روایت میں یوں ہے:

---

(1) اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کسی اور سے محبت اور اہل شرک، اہل شر اور اہل بدعت سے نفرت و عداوت رکھنا عین ایمان ہے۔ اس عنوان سے قرآن مجید کی چند آیات سے تسکین قلب و جاں حاصل کرتے ہیں:

نمبر 1:۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ (آل عمران)

ترجمہ: '' اور (اے مسلمانو!) مضبوطی سے پکڑ لو اللہ کی رسی (اللہ و رسول کی محبت) کو سب مل کر اور جدا جدا نہ ہو جاؤ اور یاد رکھو اللہ کی وہ نعمت جو اس نے تم پر فرمائی کہ جب تم آپس میں دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت و محبت پیدا کر دی پھر تم اس کے فضل و احسان سے بھائی بھائی بن گئے۔ اور تم تو دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر پہنچ چکے تھے تو اس نے تمہیں اس میں گرنے سے بچا لیا۔ یوں ہی اللہ تعالیٰ اپنی آیات تمہارے لئے بیان فرماتا ہے تاکہ تم ہدایت یافتہ رہو''۔

نمبر 2:۔ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۭ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۳﴾ (الانفال)

ترجمہ: '' اور اللہ نے ان (مسلمانوں) کے دلوں میں الفت پیدا کر دی (اے محبوب پاک! صلی اللہ علیہ وسلم) اگر آپ جو کچھ زمین میں ہے سارے کا سارا خرچ کرتے تو بھی ان کے دلوں میں الفت پیدا نہ کر سکتے لیکن اللہ نے ان کے درمیان الفت پیدا فرما دی۔ بے شک وہ زبردست ہے حکمت والا ہے''۔

نمبر 3:۔ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ (التوبہ:71)

ترجمہ: '' ایماندار مرد اور ایماندار خواتین ایک دوسرے کے دوست ہیں (اللہ کیلئے آپس میں محبت رکھتے ہیں)''۔

نمبر 4:۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾ (المائدہ)

ترجمہ: '' (اے مسلمانو!) تمہارا ولی (دوست و مددگار) تو صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ایمان والے ہیں جو نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور (اللہ کے سامنے) جھکنے والے ہیں۔ اور جس نے دوست بنا لیا اللہ کو، اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اور اہل ایمان کو (تو وہ اللہ کے گروہ میں شامل ہو گیا) تو بے شک اللہ کا گروہ ہی غالب آنے والا ہے''۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

تین باتیں جس آدمی میں موجود ہوں وہ ایمان کی حلاوت (1) اور مزہ پالے گا، ایک یہ کہ اللہ اور رسول (جل وعلاو ﷺ) اسے تمام ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں، دوم یہ کہ " اَنْ یُّحِبَّ فِی اللّٰہِ وَیُبْغِضَ فِی اللّٰہِ " کسی سے محبت کرے تو اللہ کیلئے کرے اور کسی سے دشمنی رکھے تو بھی صرف اللہ کیلئے رکھے"۔ اور سوم یہ کہ اسے جلتی ہوئی عظیم آگ میں گر پڑنا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے سے زیادہ پسند ہو"۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)

(بقیہ صفحہ سابقہ) نمبر 5:۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ (الفتح: 29)

ترجمہ: " حضرت محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو آپ کے ساتھی ہیں وہ کفار پر بڑے سخت ہیں اور آپس میں بڑے رحم دل (پرخلوص دوست) ہیں"۔

نمبر 6:۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤی اَوْلِیَآءَ ؔۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ؕ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ (المائدہ)

ترجمہ: " اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں (تمہارے نہیں) اور تم میں سے جس نے ان کو دوست بنایا وہ انہیں میں سے ہوگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا"۔

نمبر 7:۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ قَدْ یَىٕسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا یَىٕسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ۝ (الممتحنہ)

ترجمہ: " ایمان والو! ان لوگوں کو اپنا دوست مت بناؤ جن پر اللہ تعالیٰ نے غضب فرمایا ہے۔ یہ لوگ آخرت (کے اجر وثواب) سے یوں مایوس و نا امید ہو چکے ہیں جیسے وہ کفار مایوس ہیں جو قبروں میں پڑے ہوئے ہیں"۔

نمبر 8:۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ ؕ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَ لَا مِنْهُمْ ۙ وَ یَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ (المجادلہ)

ترجمہ: " کیا تم نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جنھوں نے ایسی قوم کو دوست بنالیا جس پر اللہ نے غضب فرمایا۔ یہ لوگ نہ تم میں سے ہیں اور نہ ان میں سے۔ اور اللہ پر جھوٹی قسمیں اٹھاتے ہیں حالانکہ (اپنا جھوٹ) جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے عذاب شدید تیار کر رکھا ہے۔ بے شک یہ لوگ بہت برے کام کیا کرتے تھے"۔

نمبر 9:۔ لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓىٕكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَ اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَ یُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓىٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (المجادلہ)

ترجمہ: " (اے حبیب اکرم ﷺ) آپ ایسی قوم نہیں پائیں گے جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتی ہو وہ محبت کرے ان لوگوں سے جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی مخالفت کرتے ہوں، چاہے وہ (مخالفین خدا اور رسول ﷺ) ان کے اپنے باپ، بیٹے، بھائی یا ان کے اپنے کنبے کے لوگ ہوں۔ یہ تو وہ (عظیم المرتبہ) لوگ ہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان نقش فرمادیا ہے اور اپنے خاص فیض سے انہیں قوت وطاقت بخشی ہے۔ اور وہ انہیں جنت کے باغوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے۔ یہ ہی لوگ اللہ کا گروہ ہیں۔ یاد رکھو! اللہ کا گروہ ہی کامیاب وکامران ہے۔

ان آیات مطہرہ کے علاوہ بھی بہت سی آیات ہیں جن میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے واضح فرمادیا ہے کہ کون لوگ ہیں جن سے محبت و دوستی ضروری ہے اور کون قابل اجتناب وعلیحدگی! (مترجم)

(1) ایمان کی حلاوت وشیرینی اور لطف ومزہ یہ ہے کہ بندہ عبادات الٰہی اور خدا و مصطفےٰ جل وعلاو ﷺ کی رضا جوئی کیلئے مشقت وتکالیف برداشت کرنے میں لذت محسوس کرے۔ دنیوی مفادات کو اللہ ورسول ﷺ کی مرضی پر قربان کر کے دلی مسرت حاصل ہو۔ اللہ اور رسول ﷺ کی محبت یہی ہے کہ ان کی نافرمانی ترک کردے اور ان کے حکم کے سامنے سرنیاز جھکا دے۔ ؎

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے۔ (مترجم)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''اَیْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِی اَلْیَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِیْ ظِلِّیْ یَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّا ظِلِّیْ'' میری عظمت و جلال کیلئے آپس میں محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج میں انہیں اپنے سایہ میں جگہ دوں گا جبکہ آج میرے سائے کے سوا کوئی اور سایہ نہیں ہے''۔(مسلم)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی حضور نبی پاک ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشادفرمایا: جسے یہ پسند ہو کہ وہ ایمان کی حلاوت ومٹھاس پائے اس چاہیے کہ کسی شخص سے محبت رکھے تو صرف اللہ تعالیٰ کیلئے رکھے۔

اسے حاکم نے دوطریقوں سے روایت کیااور ایک کو صحیح قرار دیا۔

حدیث: اور یہ بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نبیٔ اقدس ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سات شخصوں کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سائے میں جگہ دے گا جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔نمبر 1 عدل وانصاف کرنے والا حکمران،نمبر 2 وہ نوجوان جو اللہ کی عبادت کرتے ہوئے پلا بڑھا ہو،نمبر 3 وہ آدمی جس کا دل مسجدوں کے ساتھ معلق ہو(ان میں کثرت سے آتا جاتا ہو)،''وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَیْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَیْهِ'' نمبر 4'' وہ دوآدمی جوآپس میں ایک دوسرے سے اللہ کیلئے محبت رکھتے ہوں ملیں تو اسی محبت الٰہی پر اور جدا ہوں تو اسی کیلئے''،نمبر 5 وہ شخص جسے کسی اونچے گھرانے کی حسن و جمال والی عورت نے دعوت گناہ دی ہو تو اس نے کہہ دیا ہو(میری توبہ) میں تو اپنے اللہ سے ڈرتا ہوں،نمبر 6 وہ آدمی جس نے کوئی صدقہ کیااور اتنا خفیہ رکھا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہوا کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے،نمبر 7 اور وہ آدمی جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرے تو اس کی آنکھیں اشکبار ہو جائیں۔(بخاری ومسلم وغیرہما)

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:''مَا تَحَابَّ رَجُلَانِ فِی اللّٰهِ اِلَّا کَانَ اَحَبُّهُمَا اِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَشَدَّهُمَا حُبًّا لِصَاحِبِهٖ'' جودوآدمی آپس میں اللہ کیلئے محبت رکھتے ہوں ان میں اللہ عزوجل کو زیادہ محبوب وہ ہے جو اپنے ساتھی سے زیادہ محبت رکھتا ہو''۔

اسے طبرانی اور ابو یعلی نے روایت کیا۔ابو یعلی کے راوی صحیح کے ہیں سوائے مبارک بن فضالہ کے۔نیز ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے بھی اسے روایت کیا ہے۔مگر ان دونوں کے الفاظ یوں ہیں:''کَانَ اَفْضَلُهُمَا اَشَدَّهُمَا حُبًّا لِصَاحِبِهٖ'' ''ان میں افضل وہ ہے جسے اپنے ساتھی سے زیادہ شدید محبت ہو''۔اور حاکم نے اسے صحیح الاسناد بھی کہا ہے۔(یہی مضمون اس حدیث کا ہے جو طبرانی نے باسناد جید قوی ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوستوں میں اللہ کے نزدیک بہترین دوست وہ ہے جو اپنے ساتھی سے اچھا ہو۔اور پڑوسیوں میں اللہ کے ہاں بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے

پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہو۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی آدمی سے اللہ کیلئے محبت رکھتا ہو اور اسے بتا دے کہ میں تم سے اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرتا ہوں۔ تو یہ دونوں جنت میں اکٹھے داخل ہوں گے۔ اور جسے زیادہ محبت ہوگی جنت میں اس کا درجہ دوسرے سے زیادہ بلند ہوگا۔ اس (بلندیٔ مرتبہ) کا حق دار وہی ہے جسے اللہ کی خاطر زیادہ محبت ہو۔

اسے بزار نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی محبت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی اپنے بھائی کی ملاقات کیلئے چلا جو کسی دوسری بستی میں رہتا تھا۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے اس کے راستہ پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیا۔ جب یہ شخص اس کے قریب پہنچا تو فرشتہ کہنے لگا: کہاں جا رہے ہو؟ وہ بولا: اس بستی میں اپنے بھائی سے ملنے کا ارادہ ہے۔ فرشتے نے پوچھا: کیا اس پر تم نے کوئی احسان کیا تھا جس کا بدلہ حاصل کرنے جا رہے ہو؟ اس نے کہا: نہیں، اس کے سوا کوئی غرض نہیں کہ میں اس سے صرف اللہ کی رضا کیلئے محبت رکھتا ہوں۔ فرشتہ کہنے لگا "فَاِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّكَ كَمَا اَحْبَبْتَهٗ فِیْهِ" "میں تمہارے لئے اللہ کی طرف سے یہ پیغام لایا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم سے ایسی محبت فرماتا ہے جیسے تم اس سے محبت رکھتے ہو"۔ (مسلم)

حدیث: حضرت ابوادریس خولانی سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ میں دمشق کی مسجد میں داخل ہوا۔ وہاں ایک نوجوان کو دیکھا جس کے دانت چمکدار تھے۔ اس کے پاس کچھ لوگ تھے۔ جب وہ کسی مسئلہ کے بارے میں اختلاف کرتے تھے تو اس نوجوان کی طرف رجوع کرتے اور اس کی رائے پر عمل کرتے۔ میں نے اس کے متعلق پوچھا تو بتایا گیا کہ یہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔ اگلے روز میں جلدی مسجد پہنچ گیا۔ دیکھا کہ وہ مجھ سے بھی جلدی پہنچ چکے ہیں۔ اور نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں انتظار کرنے لگا حتیٰ کہ وہ نماز پڑھ چکے۔ پھر میں ان کے سامنے آیا اور سلام پیش کیا۔ پھر میں نے عرض کیا: "وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاُحِبُّكَ لِلّٰهِ" "قسم بخدا میں آپ سے اللہ کیلئے محبت رکھتا ہوں"۔ وہ فرمانے لگے: کیا اللہ کیلئے؟ تو میں نے کہا: ہاں اللہ کیلئے۔ وہ پھر کہنے لگے: کیا اللہ کیلئے؟ میں نے پھر عرض کیا: جی ہاں اللہ کیلئے۔ اب انہوں نے میری چادر کا دامن پکڑ لیا اور اپنی طرف کھینچ کر فرمانے لگے: تمہیں بشارت ہو، میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: "وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَ لِلْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ وَ لِلْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ" "میری محبت واجب ہوگئی ان لوگوں کیلئے جو آپس میں صرف میری خاطر محبت کرتے ہیں، میری وجہ سے آپس میں مل بیٹھتے ہیں اور میرے ہی رستہ میں خرچ کرتے ہیں"۔

اسے امام مالک نے صحیح اسناد کے ساتھ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِیْ جَلَالِیْ لَھُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُوْرٍ یَغْبِطُھُمُ النَّبِیُّوْنَ وَالشُّھَدَآءُ'' ''میری عظمت وجلال کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے والے وہ عظیم لوگ ہیں کہ (قیامت کے روز) ان کیلئے نورانی منبر ہوں گے۔انبیاء (علیہم السلام) اور شہداء ان پر رشک کریں گے''۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت شرحبیل بن سمط سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: کیا آپ مجھے کوئی ایسی حدیث سنا سکتے ہیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو جس میں کوئی بھول چوک اور جھوٹ نہ ہو؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: میری محبت ان لوگوں کیلئے واجب ہو چکی ہے جو میری خاطر ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں۔میری محبت ان لوگوں کیلئے واجب ہو چکی ہے جو میرے لئے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں۔میری محبت ان کیلئے واجب ہو چکی ہے جو میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں اور میری محبت ایسے لوگوں کیلئے واجب ہو چکی ہے جو میری رضا جوئی کیلئے ایک دوسرے پر صدقہ کرتے ہیں۔

اسے امام احمد نے اور طبرانی نے کبیر اوسط اور صغیر میں اور حاکم نے روایت کیا۔امام احمد کے راوی ثقہ ہیں۔یہ الفاظ طبرانی کے ہیں۔حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا۔(امام احمد نے صحیح اسناد کے ساتھ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بھی اسی معنی کی ایک حدیث روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن عرش کی دائیں جانب اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے بیٹھے ہوں گے، اور اللہ کے سامنے دونوں طرفیں دائیں ہی ہیں (وہاں بائیں جانب نہیں) وہ نور کے منبروں پر ہوں گے، ان کے چہرے نورانی ہوں گے، وہ نہ نبی ہوں گے، نہ شہید اور نہ صدیق۔عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) وہ کون لوگ ہوں گے؟ ارشاد فرمایا: ''ھُمُ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اَلْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی'' ''وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بزرگی وجلال کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے لوگ ہیں، وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے جلال کی خاطر آپس میں محبت کرنے والے لوگ ہیں''۔

اسے امام احمد نے اسناد لا باس بہ کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے بندوں میں سے کچھ بندے ایسے ہیں جو نبی نہیں ہیں مگر (قیامت کے دن) نبی اور شہید ان پر رشک کریں گے۔عرض کی گئی: وہ کون بندے ہیں کہ ہم بھی ان سے محبت کریں؟ ارشاد فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے نور (رحمت یا قرآن) کی وجہ سے ایک

دوسرے سے محبت رکھتے ہیں حالانکہ ان کے درمیان کوئی نسبی رشتہ داری نہیں ہوتی۔ ان کے چہرے نورانی ہوں گے، وہ نور کے منبروں پر جلوہ افروز ہوں گے۔ انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا جب لوگ خوف میں مبتلا ہوں گے۔ اور نہ انہیں کوئی غم ہوگا جب دوسرے لوگ غمگین ہوں گے۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے یہ آیت مقدسہ تلاوت فرمائی: اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (یونس) خبردار! بے شک اللہ کے دوستوں پر نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اسے امام نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ یہ الفاظ ابن حبان کے ہیں۔ اور یہ روایت مکمل ہے۔

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے کچھ بندے وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نورانی منبروں پر بٹھائے گا (اور) مخلوق کے حساب و کتاب سے فارغ ہونے تک ان کے چہروں پر نور چھایا رہے گا۔

اسے طبرانی نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کچھ لوگوں کو اٹھائے گا جن کے چہروں پر نور چمک رہا ہوگا۔ چمکدار موتی کے منبروں پر ہوں گے۔ لوگ انہیں دیکھ کر رشک کریں گے حالانکہ وہ نہ نبی ہوں گے نہ شہید۔ راوی کہتے ہیں: ایک اعرابی گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! (ﷺ) ان کی صفات بیان فرما دیجئے تا کہ ہم انہیں پہچان لیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''هُمُ الْمُتَحَابُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْ قَبَائِلَ شَتّٰى وَبِلَادٍ شَتّٰى يَجْتَمِعُوْنَ عَلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ يَذْكُرُوْنَهٗ'' وہ اللہ کیلئے آپس میں محبت رکھنے والے لوگ ہوں گے جو مختلف قبیلوں اور مختلف شہروں سے تعلق رکھتے ہوں گے۔ (نسلی یا علاقائی تعلق نہ ہوگا مگر) اللہ کی یاد کیلئے جمع ہوں گے اور اس کا ذکر کریں گے''۔

اسے طبرانی نے باسناد حسن روایت کیا۔

حدیث: امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے بندوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں کہ نہ وہ نبی ہیں اور نہ شہید۔ قیامت کے دن ان کے قرب خداوندی کی وجہ سے انبیاء علیہم السلام اور شہداء ان پر رشک فرمائیں گے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) ہمیں ارشاد ہو کہ وہ کون ہیں؟ فرمایا: وہ ایسے لوگ ہیں کہ اللہ کی رحمت سے آپس میں محبت رکھتے ہیں حالانکہ ان کے درمیان کوئی خاندانی رشتہ نہیں اور نہ آپس میں مال و دولت کا لین دین ہے۔ اللہ کی قسم، ان کے چہرے نورانی ہوں گے اور وہ نور پر ہوں گے۔ وہ خوف نہ کھائیں گے جب لوگوں کو خوف ہوگا اور انہیں کوئی غم نہ ہوگا جب لوگ مغموم ہوں گے۔ اور یہ آیت کریمہ پڑھی: اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (یونس) خبردار! اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے)۔

اسے ابوداؤد نے روایت کیا۔(اسی مضمون کی باختلاف الفاظ ایک حدیث حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے امام احمد، ابویعلی نے باسناد حسن اور حاکم نے روایت کی اور حاکم نے اسے صحیح الاسناد بھی کہا)۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی دو جہاں ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں یاقوت کے بنے ہوئے کچھ ستون ہیں جن کے اوپر بالا خانے (چوبارے) ہیں جو زبرجد سے بنائے گئے ہیں، ان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں، یوں چمکتے ہیں جیسے ستارے موتیوں کی طرح چمکا کرتے ہیں۔فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) ان بالا خانوں میں کون رہائش پذیر ہوں گے؟ارشاد فرمایا: ''اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰہِ وَالْمُتَبَاذِلُوْنَ فِی اللّٰہِ وَالْمُتَلَاقُوْنَ فِی اللّٰہِ'' ''اللہ کیلئے آپس میں محبت رکھنے والے، اللہ کی خاطر ایک دوسرے پر خرچ کرنے والے اور اللہ کی رضاجوئی کیلئے آپس میں ملاقات کرنے والے لوگ''۔(البزار)

(اسی معنیٰ کی ایک حدیث طبرانی نے اوسط میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے افضل ایمان کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ کہ تم اللہ کیلئے محبت رکھو اور اللہ کیلئے ہی دشمنی رکھو اور اپنی زبان کو اللہ کے ذکر میں استعمال کرو۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! (ﷺ) یہ کس طرح کروں؟ ارشاد فرمایا ''وَاَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَتَكْرَهُ لَهُمْ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ'' وہ اس طرح کہ لوگوں کیلئے وہی کچھ پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اور وہی چیز ان کیلئے ناپسند کرو جو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو''۔(امام احمد)

حدیث: حضرت عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: بندہ اس وقت تک خالص ایمان نہیں پاسکتا جب تک وہ اللہ تعالیٰ کیلئے محبت اور اللہ ہی کیلئے دشمنی نہ رکھے۔''فَاِذَا اَحَبَّ لِلّٰہِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی وَ اَبْغَضَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَحَقَّ الْوِلَایَةَ لِلّٰہِ تَعَالٰی'' جب وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کیلئے محبت کرتا ہے اور اللہ کیلئے دشمنی رکھتا ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی ولایت (دوستی) کا حق دار بن جاتا ہے''۔

اسے امام احمد اور طبرانی نے روایت کیا۔اس کی اسناد میں رشید بن سعید راوی ہیں۔

حدیث: حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی کو کچھ دیا تو صرف اللہ کی خاطر، نہ دیا تو وہ بھی اللہ کیلئے، کسی کو دوست بنایا تو فقط اللہ کیلئے، کسی سے دشمنی رکھی تو وہ بھی اللہ کی خوشی کیلئے اور شادی کی تو بھی رضائے الٰہی مقصود تھی، ''فَقَدِ اسْتَكْمَلَ اِیْمَانَهٗ'' ''تو بلاشبہ اس کا ایمان کامل ہوگیا''۔

اسے امام احمد، ترمذی، حاکم اور بیہقی وغیرہم نے روایت کیا۔ترمذی نے کہا: یہ حدیث منکر ہے جبکہ حاکم نے صحیح الاسناد کہا۔(ابوداؤد نے ایسی ہی ایک حدیث حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جس میں شادی کا ذکر نہیں ہے)۔

حدیث: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی انور ﷺ کی خدمت عالیہ میں بیٹھے تھے کہ

آپ ﷺ فرمانے لگے: (بتاؤ) اسلام کا سب سے زیادہ مضبوط کنڈہ (وہ دستی یا ہتھی جو کسی چیز کو مضبوط پکڑنے کیلئے اس کے ساتھ لگائی جاتی ہے) کون سا ہے؟ حاضرین نے عرض کیا: نماز۔ فرمایا: بہت اچھی بات ہے۔ اس کے ساتھ اور کون سی چیز؟ لوگ عرض گذار ہوئے: ماہ رمضان کے روزے۔ فرمایا: یہ بھی اچھے ہیں، اس کے سوا اور کوئی چیز؟ انہوں نے عرض کی: جہاد۔ فرمایا: بہت خوب، اور کوئی چیز؟ (حاضرین کے خاموش ہو جانے پر خود ہی) ارشاد فرمایا: ''اِنَّ اَوْثَقَ عُرَی الْاِیْمَانِ اَنْ تُحِبَّ فِی اللّٰہِ وَ تُبْغِضَ فِی اللّٰہِ'' ''ایمان کا مضبوط ترین کنڈہ یہ ہے کہ تم محبت کرو تو صرف اللہ کیلئے اور دشمنی رکھو تو وہ بھی فقط اللہ کی راہ میں ہو''۔

اسے امام احمد اور بیہقی نے بروایت لیث بن سلیم روایت کیا۔ نیز طبرانی نے اسے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا جو اس سے کچھ مختصر ہے۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی ہے: ''اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ الْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ'' ''تمام اعمال میں افضل عمل اللہ کیلئے محبت اور اللہ کی خاطر دشمنی ہے''۔ (ابوداؤد)

حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ قیامت کب قائم ہوگی؟ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: تم نے اس کیلئے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کی: کچھ بھی نہیں مگر صرف یہ کہ میں اللہ اور اس کے رسول (جل وعلاو ﷺ) سے محبت رکھتا ہوں۔ سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ'' ''(قیامت و جنت میں) تم اسی کے ساتھ رہو گے جس سے محبت کرتے ہو''۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہمیں اس قدر خوشی کسی چیز پر نہ ہوئی تھی جس قدر نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان پر ہوئی کہ ''تم اسی کے ساتھ رہو گے جس سے محبت کرتے ہو''۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے: ''فَاَنَا اُحِبُّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ اَبَابَکْرٍ وَ عُمَرَ وَاَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ مَعَھُمْ بِحُبِّیْ اِیَّاھُمْ'' ''پس میں نبی کریم ﷺ، ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) سے محبت رکھتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ان حضرات کے ساتھ اپنی محبت کی بنا پر انہیں کے ساتھ رہوں گا''۔ (بخاری و مسلم)

حدیث: بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ ایک دیہاتی آدمی نبی اقدس ﷺ کی بارگاہ پاک میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! (ﷺ) قیامت کب قائم ہوگی؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا: تم پر افسوس تم نے اس کیلئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ اسنے عرض کی: میں نے اس کے سوا کوئی تیاری نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول (جل وعلاو ﷺ) کے ساتھ محبت رکھتا ہوں۔ اس پر ارشاد فرمایا: ''وَاِنَّکَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ'' ''بے شک تم (قیامت کے روز) اپنے محبوب کے ساتھ ہو گے''۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اور کیا ہم بھی اسی طرح ہوں گے؟ فرمایا: ہاں (تم بھی)۔ تو اس دن ہمیں زبردست خوشی ہوئی۔

اور اسے امام ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ ہیں۔ فرمایا: جناب رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم

کو میں نے دیکھا کہ اس بات پر جتنی خوشی انہیں ہوئی کسی بات پر انہیں اس سے زیادہ خوش ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) ایک شخص دوسرے آدمی کو نیک عمل کرتے دیکھ کر اس سے محبت کرتا ہے حالانکہ خود وہ یہ عمل نہیں کرتا۔ تو اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ'' ''آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہوگا''۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! (ﷺ) ایسے آدمی کے بارے میں کیا ارشاد ہے جو کسی قوم سے محبت تو رکھتا ہے مگر ان کے ساتھ لاحق نہیں ہوتا (ان جیسے اعمال خود نہیں کر پاتا) تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ'' ''آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اسے محبت ہوگی''۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا۔ نیز امام احمد نے باسنادِ حسن اسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مختصراً روایت کیا کہ (فرمایا) ''اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ''۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) ایک آدمی کسی قوم سے (ان کے نیک اعمال کی بنا پر) محبت کرتا ہے حالانکہ خود ان کے اعمال جیسے عمل نہیں کر سکتا۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا: ''اَنْتَ یَا اَبَاذَرٍّ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ'' ''اے ابوذر! تم اسی کے ساتھ ہو گے جس کے ساتھ تمہیں محبت ہوگی''۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''فَاِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ'' ''مجھے تو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کے ساتھ محبت ہے''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''فَاِنَّكَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ'' ''تو یقیناً تم اسی کے ساتھ ہو گے جس سے تمہیں محبت ہوگی۔ راوی فرماتے ہیں: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے پھر وہی بات عرض کی، تو اللہ کے رسول ﷺ نے بھی وہی جواب دہرایا۔ (ابوداؤد)

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا وَّلَا یَاْكُلْ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِیٌّ'' ''مومن کے سوا کسی کو دوست مت بناؤ اور تمہارا کھانا صرف متقی پرہیز گار ہی کھائے''۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین باتیں ہیں جو بہت ہی سچی ہیں: نمبر 1 اللہ تعالیٰ اس آدمی کو جس کا دین اسلام میں کوئی حصہ ہے (اعمال صالحہ بجالاتا ہے) اس شخص کے برابر نہیں فرمائیگا جس کا اسلام میں کچھ حصہ نہیں، نمبر 2 اللہ تعالیٰ اس بندے کو اپنا دوست نہیں بناتا جو اللہ کے غیر کے ساتھ دوستی رکھتا ہو ''وَلَا یُحِبُّ رَجُلٌ قَوْمًا اِلَّا حُشِرَ مَعَهُمْ'' ''اور کوئی آدمی کسی قوم کے ساتھ محبت نہیں کریگا مگر اس کا حشر اسی قوم کے ساتھ ہوگا''۔

اسے طبرانی نے صغیر و اوسط میں روایت کیا۔ نیز کبیر میں بھی اسے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا۔ (علاوہ ازیں امام احمد نے بھی اسی جیسی حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے جس میں دین اسلام کے تین حصے بیان فرمائے گئے ہیں یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ)۔

حدیث: ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شرک اندھیری رات میں صاف پتھر پر چیونٹی کے رینگنے سے بھی زیادہ خفیہ ہوتا ہے۔ اور اس کا کم ترین درجہ یہ ہے کہ تم کسی چیز پر ظلم کو پسند کرو اور کسی چیز کے متعلق انصاف کو ناپسند کرو۔ ''وَهَلِ الدِّيْنُ اِلَّا الْحُبُّ وَالْبُغْضُ'' اور دین تو ہے ہی (اللہ کیلئے) دوستی اور (اسی کی خاطر) دشمنی رکھنے کا نام''۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران: 31)، ''(اے محبوب محترم! ﷺ) فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو پھر اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمانے لگے گا''۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

ترہیب

جادو(۱)، کاہنوں، فال نکالنے والوں اور نجومیوں کے پاس جانا اور ان کی باتوں کی تصدیق کرنا

حدیث: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سات ہلاکت خیز گناہوں سے بچتے رہا کرو۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) وہ کیا کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نمبر 1 اللہ کے ساتھ شرک کرنا، نمبر 2 جادوگری، نمبر 3 کسی ایسی جان کو ناحق قتل کرنا جس کا قتل اللہ نے حرام فرمادیا ہو، نمبر 4 سود کھانا، نمبر 5 یتیم کا مال کھانا، نمبر 6 اللہ کی راہ میں جہاد کے میدان سے بھاگ جانا اور نمبر 7 پاکدامن انجان ایمان والی خواتین پر تہمت لگانا۔ (بخاری و مسلم وغیرہما)۔

حدیث: انہی (ابو ہریرہ) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دھاگے کو گرہ لگائی پھر اس میں پھونک ماری (یعنی شرکیہ کلمات پڑھ کے نہ کہ آیات و اسماء الٰہی پڑھ کے) تو بے شک اس نے جادو کیا اور جس نے جادو کیا، اس نے شرک کیا (اگر جادو کو حلال جانتا ہو ورنہ گناہ کبیرہ) ''وَمَنْ تَعَلَّقَ بِشَیْءٍ وُکِّلَ اِلَیْهِ'' اور جس نے کوئی تعویذ گنڈا (گلے میں) (2) لٹکایا تو وہ اسی کے سپرد کردیا جائیگا (اللہ اپنی حفاظت اس سے اٹھالے گا)''۔

---

(1) جادو اور جادوگروں، کاہنوں، نجومیوں، پنڈتوں کا پیشہ کرنا، انکے پاس جانا اور ان کی واہی تباہی بکواسات کی تصدیق کرنا کتنا گھناؤنا جرم ہے؟ مذکورہ فی الباب احادیث اس کی وضاحت کررہی ہیں۔ مملکت خداداد، اسلامی جمہوریہ پاکستان کے شہروں، دیہات، گلی کوچوں سڑکوں اور بازاروں، عمارات، بس اڈوں اور ریلوے سٹیشنوں نیز اخبارات و رسائل پر ذرا نظر کرلیں محبوب آپ کے قدموں میں، پسند کی شادی، کاروبار میں خسارہ، ملازمت نہ ملتی ہو، اولاد سے مایوسی، کسی نے جادو ٹونہ کردیا ہو وغیرہ وغیرہ تو کالے علم کی کاٹ کے ماہر، علوم سفلیہ کے استاد رنجیت سنگھ کانے کے شاہی نجومیوں کی اولاد، شاہان مغلیہ کے درباری نجومیوں کے پوتے پڑپوتے پروفیسر فلاں بن فلاں ایم اے ڈبل ایم اے کے آفس تشریف لائیں۔ مسئلہ کیسا بھی ہو، الجھن کوئی بھی ہو فوراً حل، اور نہ جانے کیا کیا بکواسات و خرافات، یوں لگتا ہے، یہ ملک ہے ہی نجومیوں، کاہنوں اور پنڈتوں کا۔ تو ہم پرست غریب عوام سے پیسہ بٹورنے کے لاکھوں بہانے اور کوئی نوٹس لینے والا نہیں، گلیوں بازاروں میں چھابڑیاں لگا کر اور طوطے بٹھا کر قسمت کا حال بتانے والے بدقسمت اس کے علاوہ ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے:

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ﴿۵۹﴾ (الانعام)

ترجمہ: ''اور اسی (اللہ) کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی اس کے سوا نہیں کوئی (نجومی، جادوگر، کاہن، پنڈت وغیرہ) نہیں جانتا۔ اور وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے۔ اور نہیں گرتا کوئی پتہ مگر وہ اسے جانتا ہے۔ اور نہیں کوئی دانہ زمین کی تاریکیوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک چیز مگر وہ لکھی ہوئی ہے روشن کتاب (لوح محفوظ) میں''۔ (مترجم)

(2) اس سے وہی تعویذ گنڈے مراد ہیں جو شرکیہ الفاظ، شیاطین و کفار کے ناموں یا جادو و کالے علم وغیرہ کی باتوں پر مشتمل ہوں۔ جن تعویذات میں اسمائے الٰہی اور آیات قرآنی لکھی گئی ہوں وہ منع نہیں ہیں کہ در حقیقت اللہ تعالیٰ سے پناہ اور مدد مانگنے میں داخل ہیں۔ اس حدیث پاک کو اس باب میں لانے کا مقصد بھی یہی ہے۔ (مترجم)

اسے نسائی نے بروایت حسن عن ابی ہریرہ روایت کیا۔ جمہور کے نزدیک حسن کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماعت نہیں۔

حدیث: حضرت حسن حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ کے پیغمبر حضرت داؤد صلوات اللہ وسلامہ علیہ کیلئے ایک خاص ساعت تھی جس میں آپ اپنے اہل خانہ کو بیدار کر کے فرمایا کرتے: اے آل داؤد! اٹھو اور نماز ادا کرو "فَاِنَّ هٰذِهِ السَّاعَةَ يَسْتَجِيْبُ اللّٰهُ فِيْهَا الدُّعَاءَ اِلَّا لِسَاحِرٍ اَوْ عَاشِرٍ" "کیونکہ یہ ایسی ساعت ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ سوائے جادوگر یا (ظالم) عشر وصول کرنے والے کے (سب کی) دعا قبول فرماتا ہے"۔

اسے امام احمد نے علی بن زید عنہ سے روایت کیا۔ باقی راوی صحیح میں محتج بہم ہیں۔ حسن کی عثمان رضی اللہ عنہما سے سماعت میں اختلاف ہے۔

حدیث: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے فال نکالی یا جس کیلئے فال نکالی گئی۔ جس نے کہانت کی یا جس کیلئے کہانت کی گئی۔ جس نے جادو کیا یا جس کیلئے جادو کیا گیا۔ "وَمَنْ اَتٰى كَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" "اور جو شخص کسی کاہن کے پاس گیا پھر اس کی باتوں کی تصدیق کی، اس نے حضرت محمد ﷺ پر نازل فرمائی گئی چیزوں (شریعت) کا انکار کیا"۔

اسے بزار نے جید اسناد کے ساتھ نیز طبرانی نے باسناد حسن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کیا طبرانی کی روایت میں "کاہن کے پاس جانے کے" الفاظ نہیں ہیں۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین چیزوں میں سے جس بندے میں کوئی بھی نہ پائی جائے تو اللہ تعالیٰ اگر چاہے گا تو اس کے باقی گناہوں کو معاف فرما دے گا (مگر ان تین میں سے ایک بھی معاف نہ فرمائیگا) نمبر 1 جو شخص اس حالت میں مرے کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا ہو، نمبر 2 جادوگر نہ ہو جو جادو کی پیروی کرتا ہو اور نمبر 3 اپنے بھائی سے کینہ نہ رکھتا ہو۔

اسے طبرانی نے کبیر و اوسط میں روایت کیا۔ اس کی اسناد میں لیث بن ابی سلیم ہیں۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کاہن کے پاس آیا اور اس کی باتوں کی تصدیق کی وہ اس چیز (شریعت اسلامیہ) سے بری ہو گیا جو حضرت محمد ﷺ پر نازل فرمائی گئی ہے "وَمَنْ اَتَاهُ غَيْرَ مُصَدِّقٍ لَّهٗ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلٰوةٌ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً" "اور جو آدمی کاہن کے پاس (کہانت کی غرض سے) آیا مگر اس کی تصدیق نہ کی تو اس کی نماز چالیس راتوں تک قبول نہ ہو گی"۔

اسے طبرانی نے رشید بن سعید کی روایت سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو کسی کاہن (جو غیب کی خبریں بتانے کا دعویٰ رکھتا ہے) کے پاس گیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا، تو چالیس راتوں تک اس کی توبہ روک دی جاتی ہے۔ (قبول نہیں ہوتی) ''فَاِنْ صَدَّقَهٗ بِمَا قَالَ كَفَرَ'' اور اگر اس کی باتوں کو سچا جانا تو کفر کیا''۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان شریف ہے: ''لَنْ يَّنَالَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى مَنْ تَكَهَّنَ اَوِ اسْتَقْسَمَ اَوْ رَجَعَ مِنْ سَفَرٍ تَطَيُّرًا'' وہ شخص ہرگز درجات بلند حاصل نہیں کر سکے گا (چاہے کتنا عبادت گذار ہو) جس نے کہانت کی یا تیروں کی تقسیم سے فال نکالی (1) یا بدفالی کی بنا پر سفر سے لوٹ آیا''۔

اسے طبرانی نے دو اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ ایک اسناد کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت صفیہ بنت ابی عبید نبی سرور ﷺ کی بعض ازواج رضی اللہ عنہن سے روایت کرتی ہیں کہ سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ اَتٰى عَرَّافًا فَسَاَلَهٗ عَنْ شَيْءٍ لَّمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلٰوةٌ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا'' جو شخص کسی نجومی کے پاس گیا اور اس سے کوئی بات پوچھی تو اس کی نماز چالیس دنوں تک قبول نہ ہوگی۔ (کہ یہ اتنا بڑا گناہ ہے)''۔ (مسلم)

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ اَتٰى عَرَّافًا اَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ'' جو کسی نجومی یا کاہن کے پاس آیا اور اس کی باتوں کی تصدیق کی تو اس نے حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ پر نازل شدہ (شریعت) سے کفر کیا''۔

اسے ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث بر شرائط بخاری اور مسلم صحیح ہے۔ (بزار اور ابویعلی نے یہ روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کی اور اس روایت میں ''جادوگر'' کا لفظ بھی ہے)۔

حدیث: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ خَمْرٍ وَّ مُؤْمِنٌ بِسِحْرٍ وَّ لَا قَاطِعُ رَحِمٍ'' ہمیشہ شراب نوشی کرنے والا، جادو پر یقین رکھنے والا اور قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا''۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنِ اقْتَبَسَ

---

(1) مشرکین کا طریقہ تھا کہ جب کوئی کام کرنا ہوتا تو پہلے کسی کپڑے میں تین تیر ڈالتے، ایک پر لکھا ہوتا'' میرے رب نے یہ کام کرنے کا حکم دیا ہے'' دوسرے پر ہوتا'' میرے رب نے اس سے روکا ہے'' اور تیسرا تیر خالی ہوتا تھا۔ اب آنکھیں بند کر کے کپڑے میں ہاتھ ڈال کر ایک تیر نکالتے جو نکلتا اس کے مطابق کام کرتے۔ اسی سے مسلمانوں کو منع کیا جا رہا ہے۔ قرآن حکیم پارہ نمبر 6 سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 3 میں بھی اس فعل کو حرام فرمایا گیا ہے۔ ''وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ'' اور (حرام ہے) یہ کہ تم جوئے کے تیروں کی تقسیم کرو۔ یہ طوطے سے پرچی نکلوا کر قسمت بتانے والے کیا یہی تو نہیں کر رہے؟ (مترجم)

عِلْماً مِّنَ النُّجُوْمِ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِّنَ السِّحْرِ زَادَ مَا زَادَ'' ''جس نے علم نجوم(1) کا حصہ حاصل کیا، اس نے جادو کا حصہ حاصل کیا (جو کفر یا قریب کفر ہے) جس نے (اس علم نجوم کو) بڑھایا، اس نے اتنا ہی (جادو کو) بڑھایا۔ (اور جتنا جادو بڑھایا اتنا ہی گناہوں کا بوجھ بڑھالیا)''۔

اسے ابن ماجہ اور ابوداؤد وغیرہما نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت قطن بن قبیصہ اپنے والد محترم رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''اَلْعِيَافَةُ وَ الطِّيَرَةُ وَالطَّرْقُ مِنَ الْجِبْتِ'' ''پرندوں سے فال لینا (کہ کوے کو منڈیر پر دیکھ کر کہنا کہ مہمان آئیں گے یا الو کو دیکھ کر تباہی کی فال لینا وغیرہ) کنکریاں پھینکنا (فال نکالنے کیلئے) اور پرندے اڑانا (کہ اگر دائیں کو اڑے تو اچھی فال ورنہ بری، یا ویسے پرندے اڑانا جیسے آجکل لوگ کبوتر وغیرہ اڑاتے ہیں) جبت (یعنی شیطانی کاموں میں) سے ہے''۔

اسے ابوداؤد، نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

ترہیب

جانداروں کی تصویریں گھروں میں رکھنا

حدیث: امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ الَّذِيْنَ يَصْنَعُوْنَ هٰذِهِ الصُّوَرَ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَاخَلَقْتُمْ'' ''وہ لوگ جو یہ تصویریں بناتے ہیں انہیں قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا۔ کہا جائے گا: اپنی بنائی ہوئی ان تصویروں میں جان ڈالو''۔ (اور وہ ایسا کرنہیں سکتے نہ کرسکیں گے) (بخاری ومسلم)۔

حدیث: ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی سفر (غزوہ تبوک یا خیبر) سے واپس تشریف لائے جبکہ میں نے اپنے گھر کے ایک بوسیدہ حصے پر ایک پردہ لٹکا رکھا تھا جس پر تصویریں تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو چہرہ اقدس کا رنگ متغیر ہوگیا اور فرمایا: ''يَاعَائِشَةُ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ'' ''اے عائشہ! اللہ کے نزدیک قیامت کے روز سب سے شدید عذاب ان لوگوں کا ہوگا جنہوں نے اللہ کی مخلوق کی طرح مخلوق بنانے کی کوشش کی ہوگی''۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے اس پردے کو کاٹ کر ایک دو تکیے بنالئے۔

ایک اور روایت میں یوں ہے کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''اللہ کے رسول ﷺ میرے پاس تشریف لائے

---

(1) یاد رہے کہ یہاں علم نجوم سے مراد ہے ستاروں سے آئندہ کے حالات معلوم کرنا، یہی مذموم وحرام ہے۔ لیکن ستاروں اور چاند سے اوقات، راستے، اطراف وجوانب معلوم کرنا بالکل برحق اور درست ہے۔ (مترجم)

جبکہ گھر میں ایک پردہ لٹکا ہوا تھا جس پر تصویریں تھیں۔ یہ دیکھ کر آپ ﷺ کے چہرہ انور کا رنگ بدل گیا پھر آپ ﷺ نے پردہ پکڑ کر پھاڑ ڈالا اور ارشاد فرمایا: ''اِنَّ مِنْ اَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ الَّذِیْنَ یُصَوِّرُوْنَ هٰذِهِ الصُّوَرَ'' ''بلاشبہ بروز قیامت سخت ترین عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو یہ تصویریں بناتے ہیں''۔

ایک دوسری روایت میں الفاظ یوں ہیں کہ: '' آپ رضی اللہ عنہا نے ایک پردہ خریدا جس میں تصویریں تھیں جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو دروازے پر ہی ٹھہر گئے اندر تشریف نہ لائے۔ میں نے آپ کے چہرہ پاک پر آثار ناپسندیدگی محسوس کر لئے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) میں اللہ اور رسول کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں۔ میں کیا گناہ کر بیٹھی ہوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس پردے کا کیا حال ہے؟ (یہ کیوں ہے؟) میں عرض گذار ہوئی: یہ میں نے آپ کی خاطر خریدا ہے تا کہ آپ اس پر تشریف فرما ہوں اور اس کے ساتھ تکیہ لگائیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ یُعَذَّبُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یُقَالُ لَهُمْ اَحْیُوْا مَاخَلَقْتُمْ'' ''ان تصویریں بنانے والے لوگوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا ان سے فرمایا جائے گا: جو تم نے گھڑا اس میں اب جان بھی ڈالو'' اور آپ ﷺ نے مزید فرمایا: ''اِنَّ الْبَیْتَ الَّذِیْ فِیْهِ الصُّوْرَةُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلٰٓئِکَةُ'' ''بے شک جس گھر میں تصویر ہو اس میں فرشتے نہیں آتے''۔

یہ احادیث بخاری اور مسلم نے روایت کی ہیں۔

حدیث: حضرت سعید بن حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا: میں ایسا آدمی ہوں جو یہ تصویریں بناتا ہوں۔ آپ مجھے اس بارے میں فتوی دیں (کہ تصویریں بنانا جائز ہے یا ناجائز؟) آپ نے فرمایا: میرے قریب ہو جاؤ، وہ قریب ہوا، پھر فرمایا: میرے اور قریب آ جاؤ۔ وہ مزید قریب ہو گیا یہاں تک کہ آپ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا: تمہیں وہ کچھ بتاؤں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''کُلُّ مُصَوِّرٍ فِی النَّارِ یُجْعَلُ لَهٗ بِکُلِّ صُوْرَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا فَیُعَذِّبُهٗ فِیْ جَهَنَّمَ'' ''ہر تصویر بنانے والا (PHOTOGRAPHER) آگ میں جائے گا۔ ہر تصویر جو اس نے بنائی ہوگی اس کے عوض ایک جان پیدا کی جائے گی جو اسے دوزخ میں عذاب دیتی رہے گی۔ (اسی تصویر میں جان ڈال دی جائیگی یا فرشتہ پیدا کیا جائیگا) یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر تمہیں ضرور یہی پیشہ اختیار کرنا ہے تو درختوں اور ان چیزوں کی تصویر بناؤ جن میں جان نہیں ہوتی۔ (عمارات وغیرہ)

اسے بخاری و مسلم نے روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ'' ''بے شک لوگوں میں سخت ترین عذاب قیامت کے روز

تصویریں بنانے والوں کو ہوگا''۔ (بخاری و مسلم)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو میری مخلوق کی طرح گھڑنے بنانے لگے۔ ''فَلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً وَ لْيَخْلُقُوْا حَبَّةً وَ لْيَخْلُقُوْا شَعِيْرَةً'' ''تو ایسے لوگوں کو چاہیے کہ ایک ذرہ پیدا کر دیں۔ یا ایک دانہ بنا دیں یا ایک جو ہی گھڑ کر دکھا دیں''۔ (وہ ایسا نہیں کر سکتے)۔

اسے بھی بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت حیان بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں اسی کام کیلئے نہ بھیجوں جس کیلئے اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے بھیجا تھا: ''اَلَّا تَدَعَ صُوْرَةً اِلَّا طَمَسْتَهَا وَلَا قَبْراً مُشْرِفاً اِلَّا سَوَّيْتَهٗ'' ''کوئی تصویر مٹائے بغیر نہ چھوڑ و اور (قبور مشرکین میں سے) کسی اونچی قبر کو زمین کے برابر کئے بغیر نہ رہنے دو''۔ (مسلم، ابوداؤد، ترمذی)

حدیث: حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ ایک جنازہ میں تھے کہ ارشاد فرمایا: تم میں سے کون ہے جو مدینہ جائے اور ہر بت کو توڑ دے، ہر قبر کو برابر کر دے اور ہر تصویر کو مٹا ڈالے۔ ایک صاحب نے عرض کی: یا رسول اللہ! (ﷺ) میں ہوں۔ راوی کا بیان ہے کہ انہوں نے اہل مدینہ کو ہیبت زدہ کر دیا کہتے ہیں: وہ صاحب گئے پھر واپس آ کر عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ! (ﷺ) میں نے تمام بت توڑ ڈالے ہیں، ہر قبر برابر کر دی ہے اور ہر تصویر مٹا دی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ عَادَ اِلٰى صَنْعَةِ شَيْءٍ مِّنْ هٰذَا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ'' ''جس نے یہ کام دوبارہ کئے اس نے محمد (ﷺ) پر نازل فرمائی گئی (شریعت) کا انکار کیا''۔

اس کی اسناد جید ہے ان شاء اللہ۔

حدیث: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَا تَدْخُلُ الْمَلٰٓئِكَةُ بَيْتاً فِيْهِ كَلْبٌ وَّ لَا صُوْرَةٌ'' ''اس گھر میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں کتا اور تصویر ہو''۔

اسے بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور مسلم کی ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ ''لَا تَدْخُلُ الْمَلٰٓئِكَةُ بَيْتاً فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا تَمَاثِيْلُ'' ''جس گھر میں کتا اور تصویریں ہوں اس میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے''۔ (کیا توجہ فرمائیں گے مسلمان، خصوصاً یورپ (EUROPE) میں بسنے والے فیشن ایبل گھرانے جو انگریز کی نقل کرتے ہوئے گھروں میں کتے پالتے اور اپنے گھروں کو غیر محرموں وغیرہ کی تصاویر سے سجاتے ہیں؟)''۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے حضرت جبریل علیہ السلام

نے حاضر خدمت ہونے کا وعدہ کیا۔لیکن حاضر ہونے میں تاخیر ہوگئی۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ سخت بے چین ہو گئے تو باہر تشریف لے آئے۔ وہاں حضرت جبریل علیہ السلام ملے تو حضور انور ﷺ نے ان سے (نہ آنے کی) شکایت فرمائی۔ وہ عرض گذار ہوئے: "اِنَّا لَا یَدْخُلُ بَیْتاً فِیْہِ کَلْبٌ وَّلَا صُوْرَۃٌ" "ہم (ملائکہ) اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو"۔ (اس دن ایک کتے کا بچہ آپ ﷺ کے تخت مبارک کے نیچے آ کر بیٹھ گیا تھا) (بخاری)

حدیث: امیر المؤمنین مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس گھر میں تصویر یا جنبی (ناپاک) شخص یا کتا ہو اس میں ملائکہ (رحمت) داخل نہیں ہوتے۔

اسے ابوداؤد، نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں بروایت عبداللہ بن یحییٰ روایت کیا۔ امام بخاری نے فرمایا: ان میں کچھ اختلاف ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام آ کر کہنے لگے: میں آج رات آپ کے ہاں حاضر ہوا تھا، مجھے گھر میں داخل ہونے سے کسی چیز نے نہ روکا بجز اس کے کہ دروازے پر تصویریں تھیں۔ اور گھر میں ایک باریک پردہ تھا اس میں بھی تصویریں تھیں۔ اور گھر کے اندر ایک کتا تھا (جو کہیں سے آ کر بیٹھ گیا تھا ورنہ متمم مکارم اخلاق ﷺ نے کبھی گھر میں کتے نہیں پالے) آپ حکم دیجئے کہ ان تصویروں کے سر کاٹ دیئے جائیں جو گھر کے دروازے پر ہیں تا کہ وہ بصورت درخت رہ جائیں۔ اور (تصویروں والے) پردے کے متعلق حکم فرمائیں کہ اسے کاٹ کر دو تکیئے بنا دیئے جائیں جو زمین پر پڑے رہیں اور پاؤں کے نیچے روندے جاتے رہیں۔ اور کتے کے بارے میں ارشاد فرمائیں کہ گھر سے نکال دیا جائے۔

اسے ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن دوزخ سے ایک گردن باہر نکلے گی، اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے دیکھے گی دو کان ہوں گے جن سے سنتی ہوگی اور ایک زبان ہوگی جس سے گفتگو کرے گی، کہے گی "اِنِّیْ وُکِّلْتُ بِثَلَاثَۃٍ بِمَنْ جَعَلَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھاً اٰخَرَ وَ بِکُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ وَّ بِالْمُصَوِّرِیْنَ" "مجھے تین شخصوں پر مسلط کیا گیا ہے، نمبر 1 ہر اس شخص پر جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو معبود بنائے، نمبر 2 ہر جابر ظالم پر اور نمبر 3 تصویریں (1) بنانے والوں پر"۔

---

(1) جاندار کی تصویر بلاوجہ اور شوقیہ بنانا بنوانا حرام اور بے جان کی جائز ہے۔ اور تصویر کی تعریف میں مروجہ فوٹو، برش و پینٹ سے بنائی جانے والی تصویریں اور مجسمے سب داخل ہیں۔ پاسپورٹ یا شناختی کارڈ وغیرہ کیلئے بنوائی جانے والی تصویروں کا حکم الگ ہے کہ یہ ایک مجبوری ہے۔ جس کمرے میں جاندار کی تصویریں ہوں وہاں نماز مکروہ تحریمی ہے۔ البتہ اگر پاؤں کے نیچے ہوں یا اچھی طرح پہچانی نہ جاتی ہوں، یا ان کے سر کاٹ دیئے گئے ہوں تو حرج نہیں۔ اس قسم کی تصاویر گھر میں ہوں تو فرشتگان رحمت داخل ہوتے ہیں۔ کتا اگر کسی نے شوقیہ پال رکھا ہو جیسے یہاں برطانیہ وغیرہ میں احساس کمتری کا شکار مسلمان پالتے اور گھروں میں رکھتے ہیں تو یہ ناجائز ہے۔ البتہ اگر چوکیداری یا حفاظت کیلئے کتا رکھا جائے تو جائز ہے۔ لیکن پھر بھی اس کو دور ہی رکھا جائے کہ ناپاک جانور ہے۔ بیماری پھیلانے کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ (مترجم)

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

ترہیب

نرد(1) (چوسر) کھیلنا

حدیث: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ شِيْرِ فَكَأَنَّمَا صَبَغَ يَدَهٗ فِيْ دَمِ خِنْزِيْرٍ'' ''جس نے چوسر کھیلا تو اس نے گویا اپنے ہاتھ خنزیر کے لہو میں رنگ لئے''۔

اسے مسلم نے روایت کیا۔ نیز مسلم کی ایک اور روایت اور ابوداؤد و ابن ماجہ کی روایت میں یوں ہے ''فَكَأَنَّمَا غَمَسَ يَدَهٗ فِيْ لَحْمِ خِنْزِيْرٍ وَّ دَمِهٖ'' ''گویا کہ اس نے اپنے ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون میں ڈبو لئے''۔

حدیث: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ لَعِبَ بِنَرْدٍ اَوْ نَرْشِيْرَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ'' ''جس نے نرد یا نرشیر (چوسر) کھیلا اس نے بے شک اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کی''۔

اسے امام مالک، ابوداؤد، ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی نے روایت کیا۔ یہ الفاظ امام مالک کے ہیں۔ باقی حضرات کے ہاں ''او نرد شیر'' کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ صرف ''نرد'' کا لفظ ہے۔ حاکم نے کہا: یہ حدیث بر شرائط بخاری و مسلم صحیح ہے۔

ترغیب

اچھا دوست(1)

اور ترہیب

برا ساتھی، حلقہ کے درمیان بیٹھنا، آداب مجلس وغیرہ

حدیث: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچھے دوست اور برے ساتھی کی

---

(1) جمہور علماء کے نزدیک چوسر حرام ہے۔ شطرنج کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض نے مباح قرار دیا ہے کیونکہ جنگی امور سمجھنے میں اس سے مدد مل سکتی ہے۔ اور اس کی اباحت تین شرائط کے ساتھ مشروط ہے۔ نمبر 1 اس کی وجہ سے نماز لیٹ نہ ہو، نمبر 2 اس میں جوا نہ ہو اور نمبر 3 دوران کھیل فحش گوئی و بدکلامی نہ ہو۔ جس کھیل میں کوئی دینی دنیوی اور ذہنی و جسمانی فائدہ نہ ہو، صرف تضییع اوقات ہو وہ ناجائز ہے اور جس میں مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ کوئی فائدہ ہو وہ کھیل جائز ہے جیسے کشتی کبڈی، تیراندازی، گھوڑ سواری وغیرہ۔ مؤمن کی یہ شان نہیں کہ قیمتی وقت کھیل کود اور لہو ولعب میں ضائع کرتا پھرے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے: وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (المؤمنون) اور (کامیاب مؤمن وہ ہیں) جو بیہودہ و بے کار کاموں سے منہ پھیرنے والے ہوتے ہیں۔ (مترجم)

(2) کس کو دوست بنانا چاہیے اور کس کو نہیں اور آداب مجلس کیا ہیں؟ قرآن حکیم اس بارہ میں بھی خاموش نہیں بلکہ فرماتا ہے:

نمبر 1:۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (التوبہ) (بقیہ اگلے صفحہ پر)

مثال ایسی ہے جیسے مشک بیچنے والا اور بھٹی دھونکنے والا۔ مشک بیچنے والا یا تو تمہیں ویسے ہی کچھ عطیہ کر دے گا، یا تم اس سے خرید لو گے "وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً" یا (کم از کم) پاکیزہ خوشبو ہی سونگھ لو گے"۔ اور بھٹی دھونکنے والا یا تو تمہارے کپڑے جلا دے گا "وَ اِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا خَبِيثَةً" ورنہ بد بو تو ہر طور تمہیں سونگھنا ہی پڑے گی"۔ (بخاری و مسلم)

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نیک ساتھی کی مثال مشک والے جیسی ہے کہ اگر تمہیں اس سے کچھ بھی نہ ملے تب بھی مشک کی خوشبو تو پہنچ ہی جائے گی۔ اور برے ساتھی کی مثال بھٹی والے کی طرح ہے کہ اگر تمہیں بھٹی کی سیاہی نہ بھی لگے۔ پھر بھی اس کا دھواں تو تمہیں ضرور پہنچے گا۔ (ابوداؤد، نسائی)

حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنْ جَلَسَ وَسْطَ الْحَلْقَةِ" "بے شک اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت فرمائی اس شخص پر جو حلقہ کے درمیان میں بیٹھے" (کیونکہ یہ تکبر بھی ہے اور اس کے پیچھے بیٹھنے والوں کی توہین بھی)۔

اسے ابوداؤد نے روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت ابومجلز سے روایت ہے کہ آدمی کسی حلقہ کے درمیان میں بیٹھا تھا۔ (اسے دیکھ کر) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "مَلْعُوْنٌ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ لَعَنَ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَلَسَ وَسْطَ الْحَلْقَةِ" "اس شخص پر حضور مصطفیٰ ﷺ کی زبان سے لعنت ہے۔ یا حضور محمد مصطفیٰ ﷺ کی زبان مبارک سے اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو حلقہ کے درمیان میں بیٹھے"۔

اسے امام ترمذی نے روایت فرمایا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (ابومجلز کا نام لاحق بن حمید ہے) نیز حاکم نے بھی ایسے ہی روایت کی اور کہا: یہ حدیث بر شرائط مسلم و بخاری صحیح ہے۔

حدیث: حضرت شرید بن سوید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا میرے پاس سے گذر ہوا جبکہ میں اس حالت میں بیٹھا تھا کہ اپنا بایاں ہاتھ پشت کے پیچھے رکھ کر اس پر تکیہ لگایا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے

(بقیہ صفحہ گزشتہ) "مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست و مددگار ہوتے ہیں"۔

نمبر 3:۔ وَ اِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (الانعام)

ترجمہ: "اور اگر کہیں تجھے شیطان بھلا دے (اور کسی برے کا دوست بنا دے) تو یاد آ جانے کے بعد ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھ"۔

آداب مجلس کس خوبصورت انداز میں ارشاد فرمائے گئے ہیں۔ فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَ اِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ (المجادلہ)

ترجمہ: "اے ایمان والو! جب (آنے والوں کیلئے) تمہیں کہا جائے کہ مجلس میں جگہ کشادہ کرو تو کشادگی کیا کرو، اللہ تعالیٰ تمہارے لئے (دنیا و آخرت میں) کشادگی پیدا فرمائے گا۔ اور جب (اختتام محفل پر) کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ جایا کرو اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان والوں اور اہل علم کے درجات بلند فرمائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی خوب خبر رکھنے والا ہے"۔ (مترجم)

ارشادفرمایا:"لَا تَقْعُدْ قِعْدَةَ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ""ان لوگوں کی طرح مت بیٹھو جن پر اللہ کا غضب ہوا۔"

اسے ابوداؤد نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ ابن حبان نے یہ الفاظ زائد کئے: ابن جریج نے فرمایا: اپنی دونوں ہتھیلیاں زمین پر لگالو۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس پاک میں ایک آدمی حاضر ہوا تو اس کی خاطر ایک صاحب اپنی جگہ سے اٹھ بیٹھے۔ آنے والا اس جگہ بیٹھنے کیلئے آگے بڑھا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے منع فرمادیا۔ (ابوداؤد)

حدیث: حضرت سعد بن ابی الحسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کسی گواہی کے سلسلہ میں تشریف لائے تو ایک آدمی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا (تاکہ آپ وہاں بیٹھ جائیں) تو ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے اس جگہ بیٹھنے سے انکار کردیا اور فرمایا:"اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ ذَا""حضور نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے"۔ (ابوداؤد)

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص دوسرے آدمی کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے کہ اس جگہ پر خود بیٹھ جائے"وَلٰكِنْ تَوَسَّعُوْا وَتَفَسَّحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ" "بلکہ (اگر کوئی آجائے اور جگہ کم ہو تو) جگہ میں وسعت پیدا کرو اور کشادگی کرو، اللہ تعالیٰ (دنیا و آخرت میں) تمہارے لئے کشادگی کریگا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ کہا" حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی عادت تھی کہ جب کوئی آدمی ان کیلئے اپنی جگہ سے اٹھتا تو آپ وہاں نہیں بیٹھا کرتے تھے"۔ (بخاری و مسلم)

حدیث: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم جب نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے تو ہم میں سے ہر آنے والا وہیں بیٹھ جاتا تھا جہاں مجلس کی انتہا ہوتی تھی۔ (گردنیں پھلانگ کر آگے جانے کی کوشش نہ کرتا تھا)۔

اسے ابوداؤد، ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ امام ترمذی نے حسن کہا۔

حدیث: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ ان کے دادا رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:"لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ يُّفَرِّقَ بَيْنَ اثْنَيْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا""کسی آدمی کو جائز نہیں ہے کہ وہ دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر بیٹھے"۔

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر جائے پھر واپس آئے تو"فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ""وہی اس جگہ بیٹھنے کا زیادہ حق دار ہے"۔ (مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ)

حدیث: ۔ حضرت وہب بن حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی اپنی جگہ کا زیادہ حق رکھتا ہے۔ کہ جب وہ اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے اٹھ کر چلا جائے پھر واپس آئے تو وہی اس جگہ کا زیادہ حق دار ہے۔ (ترمذی، ابن حبان فی صحیحہ)

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''خَیْرُ الْمَجَالِسِ اَوْسَعُھَا'' ''بہترین مجلس وہ ہے جس میں وسعت وکشادگی ہو۔'' (ابوداؤد)

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: راستوں میں بیٹھنے سے اجتناب کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) ہمیں تو وہاں بیٹھنا پڑتا ہے (کسی کا انتظار وغیرہ کرنے کی غرض سے اور) باتیں کرنا پڑ جاتی ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم ایسا نہ کرسکو (خواہی نخواہی بیٹھنا ہی پڑ جائے) تو راستے کا حق ادا کردیا کرو۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ) راستے کا حق کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ''غَضُّ الْبَصَرِ وَکُفُّ الْاَذٰی وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّھْیُ عَنِ الْمُنْکَرِ'' ''آنکھیں نیچی رکھنا، تکلیف دہ چیز ہٹا دینا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور بدی سے منع کرنا۔

اسے بخاری ومسلم اور ابوداؤد نے روایت فرمایا ہے۔

ترہیب

ایسی چھت پر سونا جس کی منڈیر نہ ہو یا طوفان کے وقت بحری سفر کرنا

حدیث: حضرت عبدالرحمٰن بن علی بن شیبان اپنے والد محترم رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں "مَنْ بَاتَ عَلٰی ظَهْرِ بَيْتٍ لَّيْسَ لَهٗ حِجَارٌ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ" جو شخص کسی ایسے گھر کی چھت پر رات کو سوئے جس کی منڈیر (پردہ یا روکاوٹ) نہ ہو تو اس سے (اللہ کی) ذمہ داری بری ہوگئی"۔ (ابوداؤد)

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی چھت پر سونے سے منع فرمایا جو منڈیر والی نہ ہو۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی انور ﷺ نے فرمایا: جس نے رات گئے وقت ہم پر تیر پھینکا وہ ہم (مسلمانوں) میں سے نہیں ہوسکتا۔ "وَمَنْ رَّقَدَ عَلٰی سَطْحٍ لَّا جِدَارَ لَهٗ فَمَاتَ فَدَمُهٗ هَدَرٌ" "اور جو ایسی چھت پر سویا جس کی دیواریں نہ ہوں پھر گر کر مر گیا تو اس کا خون رائیگاں گیا۔" (طبرانی)

حدیث: حضرت ابوعمران خولانی سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ ہم فارس (ملک ایران) میں تھے ہمارے امیر کا نام زہیر بن عبداللہ تھا۔ انہوں نے ایک چھت پر ایک آدمی کو دیکھا۔ اس چھت کے اردگرد کوئی چیز (دیوار وغیرہ) نہیں تھی، مجھ سے کہنے لگے: اس شخص کے متعلق تم نے کچھ سنا ہے؟ میں نے کہا: نہیں، انہوں نے کہا: مجھ سے ایک صاحب نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ایسی چھت پر رات کو سوئے جس کے گرد کوئی چیز نہ ہو جو اس کے پاؤں کو (گرنے سے) روک سکے تو اس سے (اللہ کا) ذمہ فارغ ہوگیا۔ "وَمَنْ رَّكِبَ الْبَحْرَ بَعْدَ مَا يَرْتَجُّ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ" "اور جس نے اس وقت بحری سفر شروع کیا جب دریا میں طوفان تھا تو اس سے بھی ذمہ الٰہی الگ ہوگیا۔"

اسے امام احمد نے اسی طرح مرفوع اور موقوف روایت کیا۔ مرفوع و موقوف دونوں روایتوں کے راوی ثقہ ہیں۔ اور بیہقی نے اسے مرفوعاً روایت کیا ہے (1)۔

---

(1) ایسی چھت پر سونا جس کی منڈیریں نہ ہوں، اسی طرح دریا یا سمندر میں طوفان بپا ہو اور اس حالت میں کشتی ٹھیل دینا یا سمندری جہاز میں سوار ہو جانا کوئی بہادری و دانائی نہیں، بلکہ دانستہ موت کو خالہ جان کہنے والی بات ہے۔ اور خلاق کریم فرماتا ہے:

وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (البقرہ:195) ترجمہ: "اور اپنے آپ کو اپنے ہی ہاتھوں ہلاکت میں مت ڈالو"۔

ارشادات نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا مطلب یہ ہے کہ بغیر منڈیر کی چھت پر سونے والا اگر گر کر مر گیا اور سمندر و دریا میں طوفان کے وقت بحری سفر شروع کرنے والا اگر ڈوب کر ہلاک ہوگیا۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اچانک موت پر اور ڈوب کر جاں بحق ہونے والوں پر جو نرمی فرمائی جاتی ہے، انہیں نصیب نہ ہوگی کہ ان لوگوں نے اپنی ہلاکت کا سامان خود کیا ہے۔ (مترجم)

ترہیب

بلا عذر پیٹ کے بل سونا

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ ایک شخص کے قریب سے گزرے جو پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے پاؤں مبارک سے اسے ٹھوکر لگائی اور فرمایا: "اِنَّ ھٰذِہٖ ضِجْعَۃٌ لَّا یُحِبُّھَا اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ" "بے شک اس طرح لیٹنے کو اللہ عزوجل ناپسند فرماتا ہے۔ (کہ اس حالت میں بے ادبی و بے حیائی پائی جاتی ہے)

اسے امام احمد و ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ الفاظ ابن حبان کے ہیں۔ امام بخاری نے اس حدیث کے متعلق کچھ کلام کیا ہے۔

حدیث: حضرت یعیش بن طخفہ بن قیس غفاری سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ میرے والد صاحب اصحاب صفہ میں سے تھے (جو نہایت غریب صحابہ تھے رضی اللہ عنہم) رسول اللہ ﷺ نے ان (اصحاب) سے فرمایا: ہمارے ساتھ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے گھر چلو چنانچہ ہم چلے آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! ہمیں کھانا کھلاؤ۔ انہوں نے حلیم پیش کیا جو ہم نے کھایا۔ پھر فرمایا: اے عائشہ! اور کھانا لاؤ۔ وہ چڑیا کے برابر حیسہ (گھی، کھجور اور پنیر وغیرہ سے تیار کیا ہوا کھانا) لے کر آئیں۔ ہم نے وہ بھی کھالیا۔ پھر فرمایا: اے عائشہ! ہمیں کچھ پلاؤ۔ انہوں نے دودھ کا ایک بڑا پیالہ حاضر کیا۔ اسے ہم نے پی لیا پھر وہ ایک چھوٹا پیالہ لائیں وہ بھی ہم نے نوش کر لیا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو یہیں سو جاؤ اور اگر چاہو تو مسجد میں چلے جاؤ۔ فرماتے ہیں کہ میں اسی حالت میں سحری تک اپنے پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا کہ اچانک ایک صاحب نے آ کر اپنے پاؤں سے مجھے حرکت دی اور کہا: "اِنَّ ھٰذِہٖ ضِجْعَۃٌ یَّبْغُضُھَا اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ" "لیٹنے کے اس طریقہ کو اللہ عزوجل سخت ناپسند فرماتا ہے"۔ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا تو وہ اللہ کے رسول ﷺ تھے۔

اسے ابو داؤد نے روایت کیا۔ یہ الفاظ انہی کے ہیں۔ نسائی نے بھی اسے قیس بن طغفہ سے روایت کیا ہے۔

ترہیب

دھوپ اور سائے میں بیٹھنا

اور ترغیب

قبلہ رخ بیٹھنا

حدیث: حضرت ابو عیاض نبی اکرم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک صاحب سے راوی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ

نے دھوپ اور سائے کے درمیان بیٹھنے سے منع فرمایا اور فرمایا: "مَجۡلِسُ الشَّيۡطَانِ" "دھوپ اور سائے کے درمیان شیطان بیٹھتا ہے"۔

اسے امام احمد نے جید اسناد کے ساتھ، بزار نے اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور ابن ماجہ نے صرف انہی بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی سائے میں ہو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ دھوپ میں ہو۔ پھر اس پر سے سایہ گذر جائے اور اس کا کچھ حصہ دھوپ میں اور کچھ حصہ سائے میں ہو جائے تو اسے اس جگہ سے اٹھ جانا چاہیے۔

اسے ابوداؤد نے روایت کیا۔ اس کے تابعی راوی مجہول ہیں۔ حاکم نے بھی اس کو روایت کیا اور کہا: صحیح الاسناد ہے۔ ان کے الفاظ ہیں: "نَهٰى رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اَنۡ يَّجۡلِسَ الرَّجُلُ بَيۡنَ الظِّلِّ والشَّمۡسِ" "رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا اس سے کہ آدمی دھوپ اور سائے کے درمیان بیٹھے"۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اِنَّ لِكُلِّ شَيۡءٍ سَيِّدًا وَّ اِنَّ سَيِّدَ الۡمَجَالِسِ قُبَالَةُ الۡقِبۡلَةِ" "ہر چیز کا ایک سردار ہوتا ہے اور بلاشبہ مجلسوں کی سردار وہ مجلس ہے جو قبلہ رخ ہو"۔

اسے طبرانی نے باسناد حسن روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَكۡرَمُ الۡمَجَالِسِ مَا اسۡتُقۡبِلَ بِهِ الۡقِبۡلَةُ" "معزز ترین وہ مجلس ہے جس میں منہ قبلہ کی طرف ہو"۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ (طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی معنی کی ایک اور حدیث روایت کی)۔

ترغیب

ملک شام کی سکونت اور فضیلت

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ يَمَنِنَا" یا اللہ! ہمارے لئے ہمارے شام میں برکت فرما اور ہمارے لئے ہمارے یمن کو بابرکت بنا۔ "لوگوں (اہل نجد) نے عرض کیا: اور ہمارے نجد میں (بھی دعائے برکت فرمائیں) ارشاد ہوا: اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے شام میں برکت فرما اور ہمارے لئے ہمارے یمن کو بابرکت بنا۔ انہوں نے عرض کیا: ہمارے نجد میں بھی؟ سرور عالم ﷺ نے فرمایا: "هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا اَوْقَالَ مِنْهَا يَخْرُجُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ" "وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔"

اسے ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابن حوالہ رضی اللہ عنہ جن کا نام عبد اللہ ہے، سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب یہ صورت حال ہوگی کہ تمہارے لشکر مختلف ہو جائیں گے۔ ایک لشکر شام کا، ایک یمن کا اور ایک عراق کا۔ حضرت ابن حوالہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) اگر میں یہ صورت حال پاؤں تو فرمایئے کہ کس کو اختیار کروں، تو ارشاد فرمایا: "عَلَيْكَ بِالشَّامِ فَاِنَّهَا خِيَرَةُ اللّٰهِ مِنْ اَرْضِهٖ يَجْتَبِيْ اِلَيْهَا خِيَرَتَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ" "شام کو لازم جاننا کیونکہ اہل شام اللہ کی زمین میں بہتر لوگ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو چن کر شام میں جمع کر دے گا۔" لیکن اگر تم اس سے انکاری ہو تو پھر اپنے یمن والوں کے ساتھ ہو جانا اور انہیں اپنے حوضوں سے پانی پلانا "فَاِنَّ اللّٰهَ تَوَكَّلَ وَفِيْ رِوَايَةٍ تَكَفَّلَ لِيْ بِالشَّامِ وَاَهْلِهٖ" "اور بے شک اللہ تعالیٰ نے شام اور اہل شام کا میری خاطر ذمہ لے لیا ہے۔"

اسے ابوداؤد، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: انہیں ابن حوالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) میرے لئے کوئی شہر پسند فرمائیں جہاں میں رہائش اختیار کروں۔ اور اگر میں جان لوں کہ آپ حیات رہیں گے تو آپ کا قرب چھوڑ کر کوئی دوسری جگہ اختیار نہ کروں۔ تو حضور انور ﷺ نے فرمایا: "عَلَيْكَ بِالشَّامِ" "ملک شام میں رہنا"۔ پھر جب آپ ﷺ نے شام کیلئے میری ناپسندیدگی ملاحظہ کی تو ارشاد فرمایا: جانتے ہو اللہ تعالیٰ ملک شام کے بارے میں کیا ارشاد فرماتا ہے؟ بے شک اللہ جل وعز فرماتا ہے: "يَا شَامُ اَنْتِ صَفْوَتِيْ مِنْ بِلَادِيْ اُدْخِلُ فِيْكِ خِيَرَتِيْ مِنْ عِبَادِيْ" "اے ملک شام! تو میرے شہروں میں میرا پسندیدہ شہر ہے۔ میں تجھ میں اپنے نیکوکار بندوں کو داخل فرماؤں گا۔" بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے شام واہل شام کی ذمہ داری لے لی ہے۔

طبرانی نے اسے دوطریقوں سے روایت کیا ہے۔ان میں ایک جید ہے۔

حدیث: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں کے مختلف لشکر بن جائیں گے،کوئی لشکر یمن کا ہوگا،کوئی شام کا،کوئی لشکر مشرق میں ہوگا اور کوئی مغرب میں،تو ایک آدمی عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! (ﷺ) میرے لئے منتخب کردیجئے۔میں ایک کم عمر نوجوان ہوں،شاید میں یہ زمانہ پاؤں۔تو اس بارے میں آپ مجھے کیا حکم ارشاد فرماتے ہیں؟ فرمایا: ''عَلَيْكَ بِالشَّامِ'' ''ملک شام میں رہنا''۔

اسے بھی طبرانی نے دوطریقوں سے روایت کیا ہے جن میں ایک حسن ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ہجرت (مدینہ) کے بعد عنقریب ایک اور ہجرت ہوگی۔تو اہل زمین میں سے بہترین وہ لوگ ہوں گے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جائے ہجرت (شام) کو اختیار کرلیں گے۔اور زمین پر وہ لوگ رہ جائیں گے جو بدترین ہوں گے۔زمین انہیں تہہ و بالا کردے گی۔اللہ تعالیٰ انہیں سخت ناپسند فرمائے گا۔اور آگ ان کا حشر بندروں اور خنزیروں کے ساتھ کرے گی۔

اسے ابوداؤد نے شہر بن حوشب عنہ سے اور حاکم نے ابوہریرہ عنہ سے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث برشرائط شیخین صحیح ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما ہی حضور نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ ایک تحریر ستون کی صورت میں ہے جو میرے سرہانے کے نیچے سے نکل رہی ہے۔میں نے اپنی نظر اس کے پیچھے دوڑائی تو دیکھا کہ ایک نور چمکتا ہوا ستون کی شکل میں ملک شام تک چلا گیا ہے۔تحریر تھی: ''اَلَا وَ اِنَّ الْاِيْمَانَ اِذَا وَقَعَتِ الْفِتَنُ بِالشَّامِ'' ''خبردار ہوجاؤ، جب فتنے واقع ہوں گے تو ایمان ملک شام میں سمٹ جائیگا۔''

اسے طبرانی نے کبیر اور اوسط میں اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث برشرط بخاری و مسلم صحیح ہے۔اور طبرانی کی ایک اور روایت میں یوں ہے کہ (فرمایا) ''اِذَا وَقَعَتِ الْفِتَنُ فَالْاَمْنُ بِالشَّامِ'' ''جب فتنے واقع ہوں گے تو شام میں امن ہوگا''۔

اسے امام احمد نے بھی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی محترم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تمام ممالک میں شام اللہ کا چنا ہوا ملک ہے۔اللہ اپنے منتخب بندوں کو اسی میں جمع فرمائے گا۔جو کوئی شام کو چھوڑ کر کسی اور ملک کو نکلا، وہ اللہ کی ناراضگی کی وجہ سے نکلا اور جو کسی دوسرے ملک کو چھوڑ کر شام میں آیا وہ اس کی رحمت سے آیا۔

اسے طبرانی اور حاکم نے بروایت عفیر بن معدان روایت کیا۔اور حاکم نے صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شام میں رہنے والے لوگ، ان کی بیویاں، ان کی اولادیں، ان کے غلام اور لونڈیاں جزیرۂ عرب تک سب جہاد کیلئے مورچہ بند ہیں۔جو شخص

شام کے شہروں میں سے کسی شہر میں اترا وہ اللہ کی راہ میں جہاد کیلئے گھوڑے باندھنے والا ہے اور جو اس کی سرحدوں میں سے کسی سرحد پر پہنچا وہ جہاد میں ہے۔

اسے طبرانی نے معاویہ بن یحییٰ ابومطیع سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز جبکہ ہم آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر تھے ارشاد فرمایا:"طُوْبیٰ لِلشَّامِ" "ملک شام (میں رہنے والوں) کیلئے خوشخبری ہے (یا بھلائی یا برکت یا جنت کا شجرۂ طوبیٰ ہے)"اِنَّ مَلٰٓئِکَةَ الرَّحْمٰنِ بَاسِطَةٌ اَجْنِحَتَهَا عَلَیْهِ" "بے شک رحمٰن کے فرشتے شام پر اپنے پر پھیلائے ہوئے ہیں"۔

اسے ترمذی، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور طبرانی نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ترمذی نے صحیح کہا۔طبرانی کے الفاظ یوں ہیں: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جبکہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر تھے: شام کیلئے خوشخبری ہے۔ہم عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ! (ﷺ) اس کی کیا وجہ ہے؟ ارشاد فرمایا:"اِنَّ الرَّحْمٰنَ لَبَاسِطٌ رَحْمَتَهٗ عَلَیْهِ" "اس وجہ سے کہ رحمٰن تعالیٰ اس پر اپنی رحمت پھیلائے ہوئے ہے"۔

حدیث: حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اپنے والد بزرگوار سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے: آخری زمانے میں حضرموت (1) (ایک جگہ کا نام) سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو ہانک کر (میدان قیامت میں) لے جائیگی۔ہم عرض گذار ہوئے: یا رسول اللہ! (ﷺ) اس وقت ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ ارشاد فرمایا: "عَلَیْکُمْ بِالشَّامِ" "تم شام کو چلے جانا"۔

اسے امام احمد، ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: شام میں رہنے والے لوگ اللہ تعالیٰ کی زمین میں اس کا کوڑا ہیں۔اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس سے چاہتا ہے انہیں کے ساتھ انتقام لیتا ہے۔شام کے منافقوں کیلئے حرام ہے کہ وہاں کے مومنوں پر غالب آئیں۔اور وہ غم واندوہ میں مریں گے (مگر مومنوں پر غالب نہ آسکیں گے)۔

اسے طبرانی نے اسی طرح مرفوعاً اور امام احمد نے موقوفاً روایت کیا۔شاید موقوف صحیح ہے۔راوی دونوں کے ثقہ ہیں۔ واللہ اعلم۔

حدیث: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک بڑی لڑائی (جو قرب

---

(1) "حضرموت" عدن سے جانب مشرق ایک شہر کا نام ہے۔اور صحیح یہ ہے کہ یہ ایک ملک کا حصہ ہے جس میں کئی شہر ہیں۔مجمع البحرین میں ہے کہ وہاں اصحاب فیل پر کنکریاں برسائی گئی تھیں جن سے وہ مر گئے۔اس وجہ سے اس جگہ کو حضرت موت کہتے ہیں۔ایک قول یہ ہے کہ وہاں حضرت صالح علیہ السلام نے انتقال شریف فرمایا۔بوقت انتقال انہوں نے یہ جملہ کہا "حَضَرَ الْمَوْتُ" "موت آ حاضر ہوئی"۔اس وجہ سے یہی نام مشہور ہو گیا۔(مترجم)

قیامت مسلمانوں اور نصاریٰ کے درمیان ہوگی) کے متعلق یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اس وقت مسلمانوں کے خیمے ایسی زمین میں ہوں گے جس کو غوطہ کہا جاتا ہے (غوطہ ان باغوں اور چشموں کا نام ہے جو دمشق شہر کے اردگرد ہیں۔ یا یہ دمشق کے قریب ایک بستی کا نام ہے) ''فِيهَا مَدِينَةٌ يُقَالُ لَهَا دِمَشْقُ خَيْرُ مَنَازِلِ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَئِذٍ'' اس میں ایک شہر ہے جس کا نام دمشق (1) ہے، اس (لڑائی کے) روز وہ مسلمانوں کیلئے بہترین جگہ ہوگی''۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور صحیح الاسناد کہا۔ (ابوداؤد نے بھی اسے کچھ مختلف الفاظ سے روایت کیا ہے)۔

ترہیب

بدشگونی (2)

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ'' (تین مرتبہ) بدشگونی شرک ہے؟ بدشگونی شرک ہے، بدشگونی شرک ہے۔ (شرک عملی ہے) اور ہم میں سے جو کوئی بھی (بدشگونی سے شک وشبہ میں پڑ گیا) ہو، اللہ تعالیٰ اس (کے شبہ) کو توکل کے ذریعہ ختم فرما دیتا ہے۔

اسے ابوداؤد، ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔ ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (محدثین کے نزدیک ''ہم میں سے جو کوئی بھی الی آخرہ'' ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اپنے الفاظ ہیں)

حدیث: حضرت قطن بن قبیصہ اپنے والد صاحب رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''اَلْعِيَافَةُ وَالطِّيَرَةُ وَالطَّرْقُ مِنَ الْجِبْتِ'' پرندوں کے نام سے، کنکر پھینک کر اور جانور اڑا کر فال لینا بت (پرستی کے کاموں) میں سے ہے''۔ (یہ کام بت پرستوں، کاہنوں یا جادوگروں کے سے ہیں)

اسے ابوداؤد، نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص بلند درجات ہرگز حاصل نہیں کرسکتا جس نے کہانت کی یا تیروں سے فال نکالی یا بدشگونی کی بنا پر سفر سے لوٹ آیا (سفر ترک کردیا)

اسے طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا۔ طبرانی کی ایک اسناد کے راوی ثقہ ہیں۔

---

(1) دمشق، شام کا دارالخلافہ ہے، شام کو شام کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اسے حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے سام نے آباد کیا تھا۔ یا یہ مکہ معظمہ سے جانب شام یعنی بائیں طرف واقع ہے۔ یا وہاں کے پہاڑ شامات کی طرح یعنی سرخ وسفید مٹی کی طرح ہیں۔ یہ ملک انبیاء علیہم السلام کی سرزمین اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دارالہجرت ہے۔ اور قیامت بھی اسی ملک میں قائم ہوگی۔ اس لئے حدیث مبارک میں اس کے بہت فضائل بیان فرمائے گئے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ یہ فضائل زمین حرمین طیبین کے سوا باقی زمین پر ہیں۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے بعض طبقے تو عرش اعظم سے بھی افضل ہیں۔ (مترجم)

(2) بدشگونی کوئی چیز نہیں ہے۔ محض ایک بے اصل وہم ہے۔ اگر کہیں یہ وہم پیدا ہو تو اللہ پر بھروسہ کر کے مسلمان کو وہ کام کر لینا چاہیے جو کرنا چاہتا ہو اور بدشگونی کے وہم کو کچھ اہمیت نہ دینی چاہیے۔ البتہ نیک فال لینا اچھی بات ہے کہ سرور عالم ﷺ بھی نیک فال لیا کرتے تھے۔ مثلاً کسی جھگڑے کا فیصلہ کرنا ہے اور کوئی فیصل نام کا شخص مل جائے تو یہ نیک فال لے سکتے ہیں کہ اس جھگڑے کا فیصلہ ہو جائے گا۔ وغیرہ۔ (مترجم)

ترہیب

شکار یا حفاظت کی غرض کے علاوہ کتے پالنا

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا اِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ اَوْ مَاشِيَةٍ فَاِنَّهٗ يَنْقُصُ مِنْ اَجْرِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطَانِ" "جس نے شکار یا جانوروں کی حفاظت کی غرض کے سوا (شوقیہ) کتا پالا تو روزانہ اس (کے عمل) کے ثواب سے دو قیراط کم ہوتے رہیں گے۔" (قیراط، تولنے کا ایک خاص باٹ ہے)

اسے امام مالک، بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔ اور بخاری کی ایک اور روایت میں ہے "حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے کتا پالا جبکہ وہ نہ محافظ کتا ہے نہ شکاری تو اس کے عمل (کے ثواب) سے روزانہ دو قیراط کم ہو گئے۔" اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ (فرمایا) "جس گھر کے مکینوں نے محافظ کتے یا شکاری کتے کے سوا کوئی کتا رکھا تو ان کے عملوں (کے اجر) سے ہر روز دو قیراط کم ہو گئے۔" (بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اس مضمون کی حدیث روایت کی ہے)

حدیث: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ اقدس سے درخت کی شاخیں پرے ہٹا رہا تھا جبکہ آپ ﷺ (ایک درخت کے نیچے) خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ فرماتے تھے: اگر کتے مخلوقات میں سے ایک مخلوق نہ ہوتے تو میں ان کو مار ڈالنے کا ضرور حکم دے دیتا "فَاقْتُلُوْا مِنْهَا كُلَّ اَسْوَدَ بَهِيْمٍ" "تم ان میں سے سیاہ کتوں کو قتل کر دیا کرو(1)۔" اور جتنے گھروں کے لوگ کتا رکھتے ہیں، ان کے عمل سے روزانہ ایک قیراط (ثواب) کم ہو جاتا ہے سوائے شکاری کتے یا کھیتی یا بکریوں کی حفاظت کیلئے رکھے گئے کتے کے۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ نیز ابن ماجہ نے بھی اسے روایت کیا۔ ان کے الفاظ ہیں: "اور جس قوم نے سوائے جانوروں کے محافظ کتے، شکاری کتے اور کھیتی باڑی کی حفاظت کرنے والے کتے کے کوئی اور کتا پالا تو ہر روز ان کے اجر سے دو قیراط کم ہوتے جائیں گے۔"

حدیث: ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت جبریل علیہ السلام نے کسی خاص وقت میں حاضر خدمت ہونے کا وعدہ کیا۔ وہ وقت آ گیا لیکن جبریل علیہ السلام نہ آئے۔ فرماتی ہیں

(1) خالص سیاہ کتا بہت خطرناک اور ڈراؤنا ہوتا ہے۔ نیز مسلم کی حدیث میں ہے کہ سیاہ کتا شیطان ہے۔ بدیں وجہ اس کیلئے یہ حکم ارشاد ہوا۔ مرقات شرح مشکوۃ میں ہے کہ ابتداء تمام قسم کے کتوں کو ہلاک کرنے کا حکم تھا۔ پھر صرف سیاہ کتے کے قتل کا حکم باقی رہا اور دیگر کتوں کے قتل کا حکم منسوخ ہو گیا۔ اور اب حکم یہ ہے کہ بے ضرر کتوں کو قتل نہ کیا جائے سیاہ ہوں یا کسی اور رنگ کے۔ ضرر و نقصان پہنچانے والے خاص طور پر باؤلے کتے کو ہلاک کر دینا ضروری ہے۔ چاہے کسی رنگ کا ہو۔ (مترجم)

کہ آپ ﷺ کے دست مبارک میں ایک عصا تھا آپ نے اسے اپنے دست مبارک سے پھینک دیا جبکہ ارشاد فرما رہے تھے: اللہ اور اس کے قاصد اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کیا کرتے۔ پھر آپ ﷺ نے توجہ فرمائی تو دیکھا کہ آپ کے تخت مبارک کے نیچے ایک کتے کا پلا تھا۔ آپ ﷺ نے اسے دیکھ کر فرمایا: یہ کتا گھر میں کب داخل ہوا؟ میں نے عرض کی: اللہ کی قسم، مجھے معلوم نہیں ہوا۔ آپ نے حکم دیا تو اسے باہر نکال دیا گیا۔ پھر جبریل علیہ السلام آئے تو انہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آپ نے میرے پاس آنے کا وعدہ کیا تھا، میں آپ کے انتظار میں بیٹھا رہا لیکن آپ نہیں آئے؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: ''مَنَعَنِي الْكَلْبُ الَّذِيْ كَانَ فِيْ بَيْتِكَ إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتاً فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةٌ'' مجھے آپ کے پاس آنے سے اس کتے نے روکے رکھا جو آپ کے گھر کے اندر تھا بے شک ہم (ملائکہ) اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔'' (مسلم)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہنے لگے: میں آج رات آپ کے ہاں حاضر ہوا تھا تو مجھے آپ کے پاس آپ کے گھر میں آنے سے کسی چیز نے نہ روکا سوائے اس کے کہ آپ کے گھر میں مردوں کی تصویریں تھیں۔ کیونکہ گھر کے اندر ایک باریک پردہ تھا جس میں تصویریں تھیں۔ اور سوائے اس کے کہ گھر میں ایک کتا تھا۔ لہٰذا آپ حکم دیں کہ دروازے والی تصویروں کے سر کاٹ دیئے جائیں کہ وہ درخت کی طرح ہو جائیں۔ اور پردہ کے متعلق حکم فرمائیں کہ اسے کاٹ کر دو تکیے بنا دیئے جائیں جو زمین پر پڑے قدموں کے نیچے روندے جاتے رہیں۔ اور کتے کو باہر نکال دینے کا حکم ارشاد فرمائیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی فرمایا۔ (یعنی دروازے کے پردے پر تصویروں کے سر کاٹنے، گھر کے اندر تصویروں والے پردے کو کاٹ کر تکیے بنانے اور کتے کو گھر سے نکال دینے کا حکم صادر فرمایا اور اس کے حکم مطابق عمل درآمد ہوا) اور یہ کتا ایک پلا تھا جو امام حسین یا امام حسن (رضی اللہ عنہما) نے رکھا ہوا تھا اور ان کے پلنگ کے نیچے رہتا تھا۔ حضور انور ﷺ نے حکم فرمایا تو اسے نکال دیا گیا۔

اسے امام ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ الفاظ بھی ترمذی کے ہیں۔

حدیث: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ چہرۂ انور پر آثار رنج و غم تھے۔ میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو ارشاد فرمایا: تین دن سے جبریل علیہ السلام نہیں آئے۔ پھر اچانک اپنے گھروں میں کتے کا پلا (بچہ) دیکھا تو آپ ﷺ نے حکم دیا تو اسے ہلاک کر دیا گیا۔ اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام ظاہر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے مسرت کے ساتھ ان کا استقبال کیا اور فرمایا: کیا وجہ تھی کہ آپ آ نہیں رہے تھے؟ تو جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: ''إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتاً فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا تَصَاوِيْرُ'' ''ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوا کرتے جس میں کتا اور تصویریں ہوں۔''

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ ان کے راویوں سے صحیح میں روایات لی گئی ہیں۔ نیز طبرانی نے بھی اسے کبیر میں اسی کی مثل روایت کیا ہے۔ مذکورۃ فی الحدیث واقعہ متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم سے قریب قریب الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔

ترہیب

تنہا یا صرف ایک ساتھی کے ہمراہ سفر پر جانا، سفر میں کتنے ساتھی ہوں؟

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَوْ اَنَّ النَّاسَ يَعْلَمُوْنَ مِنَ الْوَحْدَةِ مَا اَعْلَمُ مَا سَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ وَّحْدَهٗ'' ''اگر لوگ تنہا سفر کرنے کے نقصان کو جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو کوئی سوار رات کو تنہا سفر نہ کرتا۔''

اسے امام بخاری، ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی مرد ہیجڑوں پر جو عورتوں کے ساتھ مشابہت (RESEMBLANCE) اختیار کرتے ہیں اور مرد بننے کی کوشش کرنے والی عورتوں پر جو مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرتی ہیں۔ ''وَرَاكِبَ الْفَلَاةِ وَحْدَهٗ'' اور (لعنت فرمائی) جنگل بیابان میں تنہا سفر کرنے والے سوار پر۔'' (کہ اپنی ہلاکت کو خود دعوت دیتا ہے)(1)

اسے امام احمد نے بروایت طیب بن محمد روایت کیا۔ ان کے بقیہ راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ ان کے دادا رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی سفر سے واپس آیا تو اس سے رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: تمہارا ساتھی کون تھا؟ اس نے عرض کیا: میں نے کسی کو ساتھ نہیں لیا تھا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا {''اَلرَّاكِبُ شَيْطَانٌ وَّ الرَّاكِبَانِ شَيْطَانَانِ وَالثَّلَاثَةُ رَكْبٌ'' ''ایک سوار ایک شیطان ہے، دو سوار دو شیطان ہیں (یعنی شیطان کی طرح گناہگار ہیں) اور تین سوار ہی (دراصل) سوار ہیں۔'' (یعنی سفر میں کم از کم تین ساتھی ہونے چاہئیں۔ مجبوری کا معاملہ الگ ہے)

اسے حاکم نے روایت کیا اور صحیح قرار دیا ہے۔ اور امام مالک ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن حبان نے اسے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ نیز امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ (حاکم نے یہ مضمون حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے)

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''خَيْرُ الصَّحَابَةِ

---

(1) تنہا سفر کرنے میں احساس تنہائی، چوروں لٹیروں کا خوف، اچانک صحت وغیرہ کی خرابی، آندھی طوفان کا اندیشہ اور رستے کی دیگر مشکلات کا خطرہ بھی ہوتا ہے۔ اس لئے اکیلے سفر کرنے کو ناپسند فرمایا۔ یہ ہے رحمت عالم ﷺ کی اپنے غلاموں سے محبت! کیوں نہ ہو جبکہ ان کا رب خود فرماتا ہے: عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ (التوبہ: 128) ''(اے مسلمانو) تمہارا کسی مشقت میں پڑنا اس محبوب پر گراں گزرتا ہے''۔ (مترجم)

اَرْبَعَةٌ" "بہترین ساتھی (کم ازکم) چار ہیں (1)۔" "بہترین دستہ وہ ہے جس میں چار سو افراد ہوں اور بہترین لشکر وہ ہے جو چار ہزار افراد پر مشتمل ہو۔ "وَلَنْ يُغْلَبَ اثْنَا عَشَرَ اَلْفاً مِّنْ قِلَّةٍ" اور بارہ ہزار کا لشکر قلت کی وجہ سے ہرگز مغلوب نہیں ہوگا۔" (اگر بارہ ہزار کا لشکر مغلوب ومفتوح ہوجائے تو وجہ قلت تعداد نہیں ہوگی بلکہ کوئی اور وجہ ہوسکتی ہے)

اسے ابوداؤد، ترمذی اور ابن حبان وابن خزیمہ نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

---

(1) جس زمانے میں سید عالم ﷺ نے یہ ارشادات فرمائے اس میں سفر کرنا تو خیر بڑا ہی کٹھن اور خطرات سے پر تھا، آجکل بھی سفری مشکلات وتکالیف سے انکار ممکن نہیں۔ بہرکیف تنہا سفر کرنے کو ناپسند فرمایا ہے۔ بالکل منع نہیں کیا۔ بوقت ضرورت کوئی ساتھی میسر نہ ہو تو بھی سفر کی اجازت ہے۔ (مترجم)

ترہیب

عورت کا بغیر محرم کے تنہا سفر کرنا

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو عورت اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتی ہو اس کیلئے حلال نہیں کہ وہ تین دن یا اس سے زیادہ کا سفر کرے سوائے اس کے کہ اس کے ساتھ اس کا باپ یا بھائی یا شوہر یا بیٹا یا کوئی اور ذی رحم محرم ہو۔ اسے بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ بخاری و مسلم کی ایک اور روایت میں ہے: "لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ يَوْمَيْنِ مِنَ الدَّهْرِ إِلَّا وَمَعَهَا ذُوْمَحْرَمٍ مِّنْهَا أَوْ زَوْجُهَا" "عورت زمانے میں دو دن کا سفر نہ کرے مگر اس کے ساتھ اس کا کوئی محرم یا شوہر ہو۔"

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ أَنْ تُسَافِرَ ثَلَاثًا إِلَّا وَمَعَهَا ذُوْمَحْرَمٍ مِّنْهَا" "اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کیلئے تین دن کا سفر کرنا حلال نہیں سوائے اس کے کہ اس کے ساتھ کوئی محرم ہو۔" (بخاری، مسلم، ابو داؤد)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تُسَافِرُ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَّ لَيْلَةٍ إِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ عَلَيْهَا" "اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کو جائز نہیں کہ وہ ایک دن اور رات کی مسافت کا سفر کرے سوائے اس کے کہ اس کے ساتھ اس کا کوئی محرم ہو (1)۔" ایک روایت میں صرف ایک دن کا اور ایک دوسری روایت میں صرف ایک رات کی مسافت کا بیان ہے۔ اسے امام مالک، بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ ابو داؤد اور ابن خزیمہ کی ایک روایت میں ہے کہ "أَنْ تُسَافِرَ بَرِيْدًا" (بغیر محرم کے) عورت کو ایک برید کا سفر بھی جائز نہیں ہے۔" (برید بارہ کوس یعنی اٹھارہ میل کا ہوتا ہے: بیان اللسان)

---

(1) یہاں چند باتیں ذہن میں رکھ لی جائیں، نمبر 1 بغیر محرم کے کوئی عورت سفر نہیں کر سکتی چاہے یہ سفر حج کا ہو، نمبر 2 عورت کا کوئی محرم نہ ہو تو اس پر حج کو جانا فرض نہیں، کیونکہ محرم شرط وجوب ہے، نمبر 3 البتہ عورت کے گھر اور مکہ مکرمہ کے درمیان مدت سفر سے کم فاصلہ ہو تو جا سکتی ہے، نمبر 4 محرم وہ رشتہ دار ہوتا ہے، جس کے ساتھ نسب یا رضاعت یا سسرال کی وجہ سے نکاح ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حرام ہو۔ لہٰذا دیور، جیٹھ، بہنوئی، چچا تایا زاد بھائی وغیرہ محرم نہیں ہو سکتے۔ ان سے پردہ کرنا بھی فرض ہے، نمبر 5 احادیث مذکورۃ الصدر میں کہیں تین دن کا کہیں دو دن کا کہیں ایک دن رات کا کہیں صرف ایک دن یا صرف ایک رات کا اور کہیں چند کوس کا بیان ہے۔ اس سے حد بندی مقصود نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ عورت بغیر محرم کے کوئی بھی چھوٹا بڑا سفر نہیں کر سکتی۔ یا یہ احکام مختلف حالات کے ہیں۔ حالات نازک ہوں جیسے آجکل تو کوئی سفر بھی بغیر محرم جائز نہیں اور اگر اچھے حالات ہوں تو تین دن سے کم کا سفر کر سکتی ہے۔

کیا وہ مسلمان توجہ فرمائیں گے جو اپنی نوجوان لڑکیوں کو مخلوط تعلیم کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں یورپ و امریکہ جیسے گندے اور سیکس فری (SEX FREE) معاشرے میں دوسرے شہروں کو حصول تعلیم کیلئے بھیج دیتے ہیں۔ اور پھر مہینوں تک گھروں سے باہر رہنے دیتے ہیں۔ آئے دن اردو اور انگلش اخبارات میں ایسی ہی لڑکیوں کے روح فرسا واقعات چھپتے رہتے ہیں اور مسلمانوں کے کان پر جونک تک نہیں رینگتی۔ اے غیرت مسلم تجھ کو کیا ہوا؟۔ (مترجم)

ترغیب

سوار ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا

حدیث: حضرت ابولاس الخزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقہ کے ایک تھکے ماندے اونٹ پر سوار کرایا تو ہم عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! (ﷺ) آپ کا ہمیں اس پر سوار کرانا ہمیں سمجھ میں نہیں آیا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَا مِنْ بَعِیْرٍ اِلَّا فِیْ ذِرْوَتِہٖ شَیْطَانٌ فَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اِذَا رَکِبْتُمُوْھَا کَمَا اَمَرَکُمُ اللّٰہُ ثُمَّ امْتَھِنُوْھَا لِاَنْفُسِکُمْ فَاِنَّمَا یَحْمِلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ'' ہر اونٹ کی کوہان پر ایک شیطان ہوتا ہے، لہٰذا جب تم اس پر سوار ہو تو اللہ کا نام ذکر کیا کرو جیسا کہ اللہ نے تمہیں اس کا حکم (1) دیا ہے۔ پھر اسے اپنے لئے مطیع وفرماں بردار بنا لو۔(ذکر اللہ سے مطیع وفرماں بردار ہو جائے گا) بے شک سوار تو اللہ عزوجل ہی کراتا ہے۔''

اسے امام احمد، طبرانی اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں ذکر کیا۔(راویٔ حدیث حضرت ابولاس رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن غنمہ ہے۔کہا گیا ہے کہ ان سے صرف دو حدیثیں مروی ہیں۔جن میں سے ایک یہ ہے)

حدیث: حضرت محمد بن حمزہ عمرو اسلمی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد بزرگوار (رضی اللہ عنہم) کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''عَلٰی کُلِّ بَعِیْرٍ شَیْطَانٌ فَاِذَا رَکِبْتُمُوْھَا فَسَمُّوا اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ وَلَا تُقَصِّرُوْا عَنْ حَاجَاتِکُمْ'' ہر اونٹ پر ایک شیطان ہوتا ہے۔لہٰذا جب تم اس پر سوار ہونے لگو تو اللہ عزوجل کا نام لے لیا کرو اور اپنے کاموں سے رکے نہ رہو۔'' (یہ سوچ کر کہ ہر اونٹ پر شیطان ہوتا ہے لہٰذا سوار نہ ہونا چاہیے۔یہ غلط طریقہ ہے بلکہ اللہ کا نام لے کر سوار ہو جاؤ اور اپنے کام کرو، اللہ کا نام تمہیں شر شیطان سے محفوظ رکھے گا)

اسے امام احمد وطبرانی نے روایت کیا۔دونوں کی اسناد جید ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا۔جب ٹھیک طرح سے بیٹھ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے تین دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، تین دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تین دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ اور ایک دفعہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا۔پھر ان کی طرف مسکراتے ہوئے مائل بہ کرم ہوئے۔پھر ان کی طرف توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا: ''مَا مِنِ امْرِیٍٔ یَرْکَبُ دَابَّتَہٗ فَصَنَعَ مَا صَنَعْتُ اِلَّا اَقْبَلَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اِلَیْہِ فَضَحِکَ اِلَیْہِ'' جو شخص اپنی سواری پر سوار

---

(1) اس بارے میں فرمان الٰہی ہے:

وَالَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّھَا وَجَعَلَ لَکُمْ مِّنَ الْفُلْکِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْکَبُوْنَ ۝ لِتَسْتَوٗا عَلٰی ظُھُوْرِہٖ ثُمَّ تَذْکُرُوْا نِعْمَۃَ رَبِّکُمْ اِذَا اسْتَوَیْتُمْ عَلَیْہِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ ۝ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝ (الزخرف)

ترجمہ: ''اور وہ اللہ وہ ہے جس نے ہر طرح کے جوڑے پیدا فرمائے اور تمہارے لئے کشتیاں اور چارپائے بنائے جن پر تم سواری کرتے ہو۔ تاکہ تم ان کی پیٹھوں پر ٹھیک طرح سے بیٹھ سکو۔ پھر یاد کرو اپنے رب کی نعمت کو جب خوب جم کر ان پر بیٹھ جاؤ۔ اور زبان سے یوں کہو پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے لئے فرماں بردار بنادیا ورنہ ہم اس پر قابو پانے کی طاقت نہ رکھتے تھے۔ اور بالیقین ہم اپنے رب کی طرف ہی لوٹ کر جانے والے ہیں۔'' (مترجم)

ہو پھر وہ کچھ کرے جو میں نے کیا (وہ کلمات جو میں نے پڑھے ہیں وہ بھی پڑھ لے) تو یقیناً اللہ عزوجل اس کی طرف متوجہ بہ رحمت ہوگا اور اس پر خوش ہوگا (اس کے اس عمل کو قبول فرما کر اس کے گناہ بخش دیگا)۔

اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَا مِنْ رَّاکِبٍ یَخْلُوْ فِیْ مَسِیْرَۃٍ بِاللّٰہِ وَذِکْرِہٖ اِلَّا رَدِفَہٗ مَلَکٌ وَلَا یَخْلُوْ بِشِعْرٍ اِلَّا رَدِفَہٗ شَیْطَانٌ'' ''جو سوار اپنے سفر میں اللہ اور اس کے ذکر میں مشغول رہتا ہے اس کے ساتھ ایک فرشتہ سوار ہو جاتا ہے (جو اس کی رہنمائی اور حفاظت کرتا ہے) اور جو شخص شعر و نغمہ میں مصروف رہتا ہے اس کے پیچھے ایک شیطان سوار ہو جاتا ہے (1)۔ (جو اس کے خیالات کو پریشان اور اعمال و افعال میں دخل اندازی کرتا ہے)۔

اسے طبرانی نے باسناد حسن روایت کیا۔

ترہیب

سفر وغیرہ میں کتا یا گھنٹی (گھنگرو، جھانجر وغیرہ) ساتھ رکھنا

حدیث: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَا تَصْحَبُ الْمَلَآئِکَۃُ رُفْقَۃً فِیْھَا کَلْبٌ اَوْ جَرَسٌ'' ''فرشتے مسافروں کی اس جماعت کا ساتھ نہیں دیتے جس میں کتا (جسے شوقیہ رکھا گیا ہو) یا گھنٹی (گھنگرو وغیرہ) ہو'' مسلم، ابوداؤد، ترمذی۔

حدیث: انہی (ابو ہریرہ) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَلْجَرَسُ مَزَامِیْرُ الشَّیْطَانِ'' ''گھنٹیاں شیطان کی مزامیر (ساز اور باجے گاجے) ہیں۔

اسے مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے اللہ کے نبی ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس گھر میں گھنٹی ہو رحمت کے فرشتے اس میں داخل نہیں ہوتے اور جس قافلہ میں گھنٹی ہو (حفاظت کے) فرشتے اس کا ساتھ نہیں دیتے۔

اسے ابوداؤد و نسائی نے روایت کیا۔ (اس مضمون کی ایک حدیث سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔ جسے ابوداؤد، نسائی اور ابن حبان نے روایت کیا ہے)

حدیث: ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ بدر کے موقع پر اونٹوں

---

(1) پاکستان کے کس روٹ کی کونسی ویگن، کوچ یا بس ہے جس میں ٹیپ ریکارڈ پہ گندے اور فحش فلمی گانے پوری آواز کے ساتھ نہ بجائے جاتے ہوں۔ اور اب تو ٹی وی، وی سی آر بھی فٹ ہو گئے ہیں۔ فحش اور مخرب اخلاق فلمیں چل رہی ہوتی ہیں۔ کوئی نوٹس لینے والا نہیں ہے۔ (مترجم)

کی گردنوں سے گھنٹیاں کاٹ ڈالنے کا حکم صادر فرمایا۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ ان کی کنیز حضرت زبیر کی لڑکی کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس لائی جس کے پاؤں میں گھنٹیاں (گھنگرو) تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کاٹ کر پھینک دیا اور فرمایا: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''اِنَّ مَعَ کلِّ جَرَسٍ شَیْطَانٌ'' ''ہر گھنگرو کے ساتھ ایک شیطان (1) ہوتا ہے۔'' (ابوداؤد)

حدیث: حضرت عبدالرحمٰن بن جیان انصاری رضی اللہ عنہ کی کنیز بنانہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر تھیں کہ ان کے پاس ایک لڑکی آئی جس کے پاؤں میں گھنگرو بج رہے تھے تو آپ نے فرمایا: اسے میرے پاس مت آنے دو جب تک اس کے گھنگرو کاٹ نہ پھینکو۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے مزید ارشاد فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''لَا تَدْخُلُ الْمَلَآئِکَةُ بَیْتاً فِیْهِ جَرَسٌ'' ''اس گھر میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں گھنگرو ہوں۔''

اسے ابوداؤد نے روایت کیا۔

---

(1) قارئین اندازہ فرمائیں کہ جو نام نہاد جعلی پیر فقیر خود اور ان کے چیلے گھنگرو اور جھانجریں پہن کر گلیوں بازاروں اور مزاروں پر دھمالیں ڈالتے پھرتے ہیں۔ ان کے ساتھ شیطانوں کا کتنا بڑا لشکر موجود ہوتا ہے۔ ان کا چہرہ مہرہ اور حلیہ دیکھ کر یہی محسوس ہوتا ہے کہ یہ بھی شیاطین کی ہی کسی قسم سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسلام جیسے صاف ستھرے دین کیساتھ ان کا کوئی واسطہ نہیں۔ نہ نماز نہ روزہ نہ حج نہ زکوٰۃ، پوچھو تو جواب ملتا ہے کہ تم لوگوں کو نہیں معلوم۔ نماز و روزہ سے آگے بھی ایک مقام ہے جس پر ہم فائز ہیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ یہ سب بکواسات وکفریات دین سے انکار اور اعمال واحکام دین سے فرار کے بہانے ہیں۔ اللہ تعالٰی سادہ لوح مسلمانوں کو سمجھ عطا فرمائے۔ آمین۔ (مترجم)

ترغیب

رات کے وقت سفر کرنا

ترہیب

رات کے پہلے پہر سفر شروع کر لینا، راستوں پر پڑاؤ کرنا اور جائے قیام پر الگ الگ ٹھہرنا

اور ترغیب

جب پڑاؤ کرلیں تو نماز ادا کرنا

حدیث: سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''عَلَیْکُمْ بِالدُّلْجَةِ فَإِنَّ الْاَرْضَ تُطْوٰی بِاللَّیْلِ'' سفر پر جانا ہو تو رات کے وقت جایا کرو کیونکہ رات کو زمین لپیٹ دی جاتی ہے۔ (سفر جلدی طے ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ رات کو راستہ پرامن ہو) ابوداؤد۔

حدیث: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: سورج غروب ہونے کے بعد اپنے مال مویشی کھلے نہ چھوڑو یہاں تک کہ عشاء کا اندھیرا (ستارے وغیرہ نکل آنے سے) غائب نہ ہو جائے۔ ''فَإِنَّ الشَّیَاطِیْنَ تُبْعَثُ اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتّٰی تَذْهَبَ فَحْمَةُ الْعِشَآءِ'' کیونکہ غروب آفتاب کے وقت شیطانوں کو چھوڑا جاتا ہے (وہ جانوروں، بچوں وغیرہ کو اذیت پہنچاتے ہیں نیز اس وقت میں بھیڑیئے اور سانپ وغیرہ کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے) یہاں تک کہ عشاء کی تاریکی دور ہو جائے۔

اسے مسلم، ابوداؤد اور حاکم نے روایت کیا۔ حاکم کے الفاظ اس طرح ہیں: ''اِحْبِسُوْا صِبْیَانَکُمْ حَتّٰی تَذْهَبَ فَوْعَةُ الْعِشَآءِ فَإِنَّهَا سَاعَةٌ تَخْرِقُ فِیْهَا الشَّیَاطِیْنُ'' اپنے بچوں کو اپنے پاس روکے رکھو (باہر گلیوں بازاروں میں مت جانے دو) یہاں تک کہ رات کی تاریکی کا پہلا حصہ گذر جائے۔ (کہ پھر خود ہی سو جائیں گے)۔'' حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: انہی (جابر) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَقِلُّوا الْخُرُوْجَ اِذَا هَدَاتِ الرِّجْلُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یَبُثُّ فِیْ لَیْلَةٍ مِّنْ خَلْقِهٖ مَایَشَآءُ'' جب لوگوں کے چلنے پھرنے کی آواز تھم جائے تو باہر کم نکلا کرو (رات کو بلاضرورت باہر مت نکلو) بے شک اللہ عزوجل رات کے وقت اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا ہے چھوڑتا ہے۔ (شیاطین، جن، سانپ، بچھو، درندے اکثر رات ہی کو نکلا کرتے ہیں)

اسے ابوداؤد، ابن خزیمہ اور حاکم نے روایت کیا۔ یہ الفاظ ابن خزیمہ کے ہیں۔ حاکم نے کہا کہ یہ حدیث بھی برشرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کسی زرخیز زمین (جس میں گھاس چارہ عام ہو) میں سفر کرو تو اپنی سواری کے اونٹوں کو اس زمین سے ان کا حصہ دو۔ (انہیں چر کر پیٹ بھر لینے دو)۔ اور جب کسی بنجر علاقے میں سفر کرو تو وہاں سے جلدی گذر جاؤ اور اونٹوں کی ہڈیوں کا مغز بچا کر لے جاؤ (یعنی زیادہ عرصہ ایسی زمین میں ٹھہرے نہ رہو کہ بھوک پیاس سے اونٹوں کی ہڈیوں کا مغز بھی سوکھ جائے) جب پڑاؤ کرو تو راستوں پر ٹھہرنے سے اجتناب کرو ''فَاِنَّهَا طَرِيْقُ الدَّوَآبِ وَمَأْوَى الْهَوَآمِ بِاللَّيْلِ'' کیونکہ رات کے وقت یہ (سانپ، بچھو، بھیڑیئے اور دیگر وحشی) جانوروں کی گذرگاہیں اور کیڑے مکوڑوں کے ٹھکانے ہوتے ہیں۔

اسے مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے روایت فرمایا رحمہم اللہ۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِيَّاكُمْ وَالتَّعْرِيْسَ عَلٰى جَوَادِ الطَّرِيْقِ وَالصَّلٰوةِ عَلَيْهَا فَاِنَّهَا مَأْوَى الْحَيَّاتِ وَالسِّبَاعِ وَقَضَآءَ الْحَاجَةِ عَلَيْهَا فَاِنَّهَا الْمَلَاعِنُ'' ''راستوں پر پڑاؤ کرنے اور وہاں نماز ادا کرنے سے بچتے رہو کیونکہ یہ سانپوں اور درندوں کے ٹھکانے ہیں اور راستوں پر قضائے حاجت کرنے سے بھی اجتناب کرو کیونکہ یہ کام باعث لعنت ہے۔''

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: لوگ (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم) جب کہیں پڑاؤ کرتے تو مختلف گھاٹیوں اور وادیوں میں بکھر جاتے تھے۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک تمہارا یوں مختلف گھاٹیوں اور وادیوں میں بکھر جانا شیطان کی طرف سے ہے۔ ''فَلَمْ يَنْزِلُوْا بَعْدَ ذَالِكَ مَنْزِلًا اِلَّا انْضَمَّ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ'' ''پھر اس کے بعد جب کہیں پڑاؤ کرتے تو ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ مل کے رہتے۔''

یہ ابوداؤد اور نسائی کی روایت ہے۔

ترغیب

سواری ٹھوکر کھا کر گر پڑے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہیے

حدیث: حضرت ابوالملیح اپنے والد رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نبی انور ﷺ کے پیچھے سوار تھا کہ

اس باب کی حدیث نمبر 2 اور 3 کو مسلمان بغور مطالعہ فرمائیں کہ حضور رسالتمآب ﷺ نے اپنی امت کو حکم فرمایا ہے کہ رات کے وقت باہر نکلنا بہت کم کرو، خصوصاً اپنے بچوں کو اپنے پاس گھروں میں روک کے رکھو۔ آج کا پرفتن دور! خدا کی پناہ، سورج ڈوبنے کی دیر ہوتی ہے کہ ہر شیطان، ہر برائی اور بدی گلیوں بازاروں میں ننگا ناچ شروع کر دیتی ہے۔ اور اب تو یہ افعال بد رات کا انتظار نہیں کرتے۔ ایسے میں اپنی اولاد کو محفوظ رکھنا کس قدر ضروری ہے۔ (مترجم)

ہمارے اونٹ کو ٹھوکر لگی تو میں کہنے لگا: ''تَعَسَ الشَّیْطٰنُ'' ''شیطان برباد ہو'' اس پر نبی کریم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: یہ مت کہو کہ شیطان برباد ہو۔ کیونکہ یہ سن کر وہ خود کو بڑا سمجھنے لگتا ہے حتیٰ کہ (اپنے خیال میں) کسی حویلی کی طرح بڑا ہو جاتا ہے اور کہتا ہے: یہ (ٹھوکر) میری طاقت سے لگی ہے۔ بلکہ (ایسے موقعہ پر) کہا کرو، ''بِسْمِ اللّٰہِ'' ''اللہ کے نام کی برکت سے اللہ سے مدد مانگتا ہوں'' کیونکہ یہ کہنے سے شیطان چھوٹا ہونا شروع ہو جاتا ہے یہاں تک کہ مکھی کی طرح ہو جاتا ہے۔

اسے نسائی، طبرانی اور حاکم نے روایت کیا۔ اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابوتمیمہ ہجیمی ان صاحب سے راوی ہیں جو نبی اکرم ﷺ کے پیچھے سوار تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک گدھے پر آپ ﷺ کے پیچھے سوار تھا کہ وہ گدھا ٹھوکر کھا کر گر پڑا۔ میں نے کہا: شیطان تباہ ہو جائے۔ یہ سن کر نبی اقدس ﷺ نے مجھ سے فرمایا: (ایسے مواقع پر) یہ نہ کہا کرو کہ شیطان تباہ ہو جائے، کیونکہ جب تم کہتے ہو کہ شیطان تباہ ہو جائے تو وہ اپنے آپ میں خود کو عظیم جاننے لگتا ہے۔ اور کہتا ہے: ''صَرَعْتُهٗ بِقُوَّتِیْ'' ''اس کو میں نے اپنی طاقت سے گرا دیا ہے۔'' اور جب تم بِسْمِ اللّٰہِ'' کہتے ہو تو ''تَصَاغَرَتْ اِلَیْهِ نَفْسُهٗ حَتّٰی یَکُوْنَ اَصْغَرَ مِنْ ذُبَابٍ'' ''اس کا نفس اس کو ذلیل و خوار کرنے لگتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ مکھی سے بھی زیادہ ذلیل ہو جاتا ہے۔''

اسے امام احمد نے جید اسناد کے ساتھ، بیہقی اور حاکم نے روایت کیا۔ لیکن حاکم کے الفاظ یہ ہیں: ''وَاِذَا قِیْلَ: بِسْمِ اللّٰہِ خَنَسَ حَتّٰی یَصِیْرَ مِثْلَ الذُّبَابِ'' جب بِسْمِ اللّٰہِ: کہا جاتا ہے تو شیطان سکڑ جاتا ہے حتیٰ کہ مکھی کی مثل ہو جاتا ہے۔''

ترغیب

کسی جگہ پڑاؤ کرتے وقت کیا دعا کی جائے؟

حدیث: سیدہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص کسی منزل پر پڑاؤ کرے پھر پڑھے: ''اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ'' (میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ساتھ اس کی مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں) تو اپنی اس منزل سے کوچ کرنے تک اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔

اسے امام مالک، مسلم، ترمذی اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں حمص (ملک شام میں ایک شہر ہے) سے سفر پر نکلا، راستہ میں رات ہو گئی تو میں ایک گرجا (CHURCH) میں چلا گیا تو وہاں کے لوگ میرے پاس آ پہنچے۔ میں نے سورۂ اعراف کی یہ آیت تلاوت کر لی: اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ تَبٰرَکَ

اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ﴿۵۴﴾ (اعراف) ''بے شک تمہارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا۔ پھر متمکن ہوا عرش پر (جیسے اس کی شان کے لائق ہے) ڈھانپتا ہے رات سے دن کو۔ وہ تیزی سے ایک دوسرے کے پیچھے چلے آتے ہیں۔ اور سورج، چاند اور ستاروں کو اس نے پیدا فرمایا جو اس کے حکم کے پابند ہیں۔ آگاہ رہو کہ پیدا کرنا اور حکم فرمانا اسی کے ساتھ خاص ہے۔ بڑی برکتوں والا ہے اللہ جو سب جہانوں کا پروردگار ہے''۔ وہ لوگ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اب صبح تک اس کی حفاظت کرو، جب صبح ہوئی تو میں اپنی سواری پر سوار ہو کر چل پڑا۔ (آیت کی برکت سے کوئی مشکل پیش نہ آئی بلکہ برخلاف اس کے اجنبی لوگ میری حفاظت و نگہداشت کرتے رہے)۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ سوائے مسیّب بن واضح کے اس کے راوی صحیح کے ہیں۔

ترغیب

بندے کا اپنے بھائی کیلئے اس کی غیر موجودگی میں خصوصاً مسافر کیلئے دعا کرنا

حدیث: حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ میرے شوہر نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جب کوئی آدمی اپنے بھائی کیلئے اس کی عدم موجودگی میں کوئی دعا کرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں: ''وَلَكَ بِمِثْلٍ'' ''یہ دعا تیرے حق میں بھی قبول ہوگی''۔

اسے مسلم و ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: دو دعائیں ایسی ہیں کہ ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں (فوراً قبول ہو جاتی ہیں) نمبر 1 مظلوم کی دعا اور نمبر 2 اپنے بھائی کیلئے اس کی غیر موجودگی میں دعا۔ (طبرانی)

حدیث: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ اَسْرَعَ الدُّعَآءِ اِجَابَةً دَعْوَةُ غَآئِبٍ لِّغَآئِبٍ'' ''سب سے زیادہ جلدی قبول ہونے والی دعا، غائب کی، غائب کیلئے کی جانے والی دعا ہے۔''

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے بروایت عبد الرحمٰن بن زیاد بن نعیم روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین دعائیں متقبول ہیں ان کی قبولیت میں کوئی شک وشبہ نہیں، نمبر 1 باپ کی دعا، نمبر 2 مظلوم کی دعا اور نمبر 3 مسافر کی دعا۔

اسے ابوداؤد نے اور ترمذی نے دو جگہ روایت کیا ان میں ایک کو حسن کہا۔ نیز بزار نے بھی روایت کیا ان کے الفاظ ہیں: تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاؤں کو رد نہ کرنے کی ذمہ داری قبول فرما رکھی ہے۔ نمبر 1 روزہ دار جب تک

کہ افطار کرلے، نمبر 2 مظلوم جب تک کہ اس کی مدد نہ کردی جائے اور نمبر 3 مسافر جب تک کہ سفر سے لوٹ نہ آئے۔''

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ حضور نبی اقدس ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ثَلَاثٌ مُسْتَجَابٌ دَعْوَتُهُمْ اَلْوَالِدُ وَالْمُسَافِرُ وَالْمَظْلُوْمُ'' تین شخصوں کی دعائیں قبول فرمائی جاتی ہیں۔ نمبر 1 باپ، نمبر 2 مسافر اور نمبر 3 مظلوم۔

اسے طبرانی نے ایک حدیث میں جید اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

ترغیب

پردیس میں موت

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک شخص اسی شہر (مدینہ منورہ) میں وفات پا گیا جہاں اس کی پیدائش ہوئی تھی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی پھر ارشاد فرمایا: کاش! یہ شخص اپنے پیدائشی شہر کے علاوہ کہیں اور فوت ہوتا، صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! (ﷺ) یہ کس لئے؟ تو سرور عالم ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا مَاتَ بِغَيْرِ مَوْلِدِهٖ قِيْسَ بَيْنَ مَوْلِدِهٖ اِلٰى مُنْقَطَعِ اَثَرِهٖ فِى الْجَنَّةِ'' بے شک جب مسلمان آدمی اپنے پیدائشی شہر کے علاوہ کہیں اور فوت ہوتا ہے تو اس کے شہر سے لے کر اس کے قدم پہنچنے کے مقام تک جگہ ناپ کر اسے جنت عطا فرمائی جاتی ہے۔

اسے نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ یہ الفاظ نسائی کے ہیں۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَوْتُ غُرْبَةٍ شَهَادَةٌ'' بے وطنی کی موت شہادت ہے۔''

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا۔ نیز طبرانی نے بھی اسے عبدالملک بن ہارون بن عنترہ (جو کہ متروک ہیں) کے طریق سے روایت کیا ہے۔ وہ اپنے والد سے اور ان کے والد ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ نے ایک روز پوچھا: تم اپنے میں شہید کس کو شمار کرتے ہو؟ ہم عرض گذار ہوئے: یارسول اللہ! (ﷺ) جو اللہ کی راہ میں مارا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس طرح تو میری امت کے شہید بہت کم ہو جائیں گے۔ (بلکہ) جو راہ خدا میں مارا جائے وہ بھی شہید ہے۔ بلندی سے گر کر مرنے والا بھی شہید ہے۔ (خودکشی کرنے والا اس میں داخل نہیں) بچہ پیدا ہونے پر حالت نفاس میں مر جانے والی عورتیں بھی شہید ہیں۔ ڈوب جانے والا بھی شہید ہے۔ سینے کے درد سے مرنے والا بھی شہید ہے (HEART ATTACK دل کے فیل ہونے سے مرنے والا بھی داخل ہونا چاہیے) جل جانے والا بھی شہید ہے اور غریب الوطنی میں مرنے والا بھی شہید ہے۔''

کتاب التوبۃ والزہد

توبہ اور زہد کا بیان

ترغیب

توبہ(1)،توبہ کرنے میں جلدی کرنا اور گناہ کر بیٹھنے کے بعد نیکی کرنا

حدیث: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَبْسُطُ

---

(1)''لفظ توبہ''بنا ہے:''تَوْبٌ''سے،جس کے معنی ہوتے ہیں۔لوٹنا،رجوع کرنا،توبہ اللہ تعالیٰ کی بھی صفت ہے اور بندے کی بھی،مگر علیحدہ علیحدہ معنی سے۔ بندے کی توبہ تو یہ ہے کہ گناہ و نافرمانی چھوڑ کر اطاعت و فرماں برداری کی طرف لوٹ آئے اور اللہ کریم کی توبہ ہے بندے کی سزا معاف کرکے اس کی مغفرت وبخشش کی طرف رجوع فرمانا۔بندے کی مکمل توبہ یہ ہے کہ گذشتہ گناہوں سے نادم و شرمندہ ہو،فی الحال گناہ چھوڑ دے اور آئندہ گناہ سے بچنے کا عزم صمیم کرے۔اگر توبہ حقوق سے ہے تو ان کو ادا بھی کرے۔مثلاً نمازیں رہ گئی ہوں تو ان کی قضاء کرے۔اگر کسی کا قرض تھا تو ادا کرے اور قرضخواہ سے معافی مانگے۔توبہ کا لفظ اگر اللہ کی طرف منسوب ہو تو معنی ہوگا''توبہ قبول فرمانا''،اور بندے کی طرف ہو تو پھر معنی ہوگا''اپنے گناہوں کی معافی مانگنا۔''اب آیئے قرآن حکیم کی طرف،لفظ توبہ ان دونوں معانی کے لئے استعمال فرمایا گیا ہے''لفظ توبہ ذات باری تعالیٰ کی طرف منسوب اور اس کا معنی''۔

نمبر1:۔فَتَلَقّٰۤی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْہِ ؕ اِنَّہٗ ہُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝ (البقرہ)

ترجمہ:''پھر سیکھ لئے آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے کچھ کلمات،تو اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمالی۔بے شک وہی بہت توبہ قبول فرمانے والا رحم کرنے والا ہے''۔

نمبر2:۔وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا ۚ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝ (البقرہ)

ترجمہ:''(حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام عرض گذار ہیں کہ اے ہمارے رب!)ہمیں ہماری عبادت کے طریقے بتادے اور ہماری توبہ قبول فرما۔بے شک تو ہی بہت توبہ قبول فرمانے والا رحم کرنیوالا ہے''۔

نمبر3:۔اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَیَّنُوْا فَاُولٰٓئِکَ اَتُوْبُ عَلَیْہِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝ (البقرہ)

ترجمہ:''مگر وہ لوگ جو توبہ کرلیں،اپنی اصلاح کرلیں اور(جو احکام الٰہی اب تک چھپاتے رہے ہیں)ظاہر کردیں تو میں(اللہ)ایسے لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہوں،اور میں ہی بہت توبہ قبول فرمانے والا رحمت کرنے والا ہوں''۔

نمبر4:۔وَہُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ وَیَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَیَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ (الشوریٰ)

ترجمہ:''وہی اللہ ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور ان کی خطاؤں سے درگذر کرتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اسے جانتا ہے''۔

نمبر5:۔ثُمَّ تَابَ عَلَیْہِمْ لِیَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰہَ ہُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝ (التوبہ)

ترجمہ:''پھر اللہ تعالیٰ ان(جنگ تبوک میں پیچھے رہ جانے والے تین صحابہ رضی اللہ عنہم)پر مائل بہ کرم ہوا تاکہ وہ توبہ کرلیں،بے شک اللہ ہی بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا بڑا رحم فرمانے والا ہے''۔

نمبر6:۔فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْہُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا ۝ (النصر)

ترجمہ:''تو اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی تسبیح بیان کیجئے اور اس سے استغفار کیجئے،بلاشبہ وہ بہت توبہ قبول فرمانے والا ہے''۔(بقیہ اگلے صفحہ پر)

يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوْبَ مُسِيْئُ النَّهَارِ وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوْبَ مُسِيْئُ اللَّيْلِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا"

"بلا شبہ اللہ تعالیٰ عزوجل رات کو اپنا دست قدرت پھیلا دیتا ہے تاکہ دن میں گناہ کرنے والا توبہ کرلے اور دن کو اپنا ہاتھ

(بقیہ صفحہ گزشتہ) آیات مذکورہ بالا سے پتہ چلا کہ اللہ کریم بہت توبہ قبول فرماتا ہے۔ اب چند آیات وہ بھی ملاحظہ کرلیں اور غور کریں کہ جب وہی مجرم کو جرم کی معافی مانگنے کی ترغیب دے رہا ہو جس کا جرم کیا گیا ہو، وہ کتنا مہربان ہے، کیا وہ معاف کردینے کا ارادہ نہیں کرچکا؟ اور اگر ایسے سنہری موقع سے مجرم فائدہ نہ اٹھائے تو اس سے بڑھ کر بدنصیب اور محروم القسمت کوئی اور بھی ہوسکتا ہے؟

نمبر 1:۔ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۚ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۞ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۞ (آل عمران)

ترجمہ: "اور یہ (اہل تقوی) وہ لوگ ہیں کہ جب کوئی برا کام کر بیٹھیں یا اپنی جانوں پر ظلم کرلیں تو اللہ کو یاد کرنے لگتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنے لگتے ہیں۔ اور اللہ کے سوا گناہوں کو بخش بھی کون سکتا ہے۔ اور جو (گناہ) وہ کرچکے ہوتے ہیں، ان پر اصرار (ضد و ہٹ دھرمی) نہیں کرتے حالانکہ وہ جانتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کی جزاء ان کے پروردگار کی طرف سے مغفرت ہے۔ اور وہ جنت کے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں رواں دواں ہیں۔ یہ لوگ ان باغات میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ نیک کام کرنے والوں کا کیا ہی اچھا بدلہ ہے"۔

نمبر 2:۔ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْۤءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۞ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰۤى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْئٰنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۭ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۞ (النساء)

ترجمہ: "جس توبہ کے قبول فرمانے کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہوا ہے وہ تو ان لوگوں کی توبہ ہے جو جہالت کی وجہ سے گناہ کر بیٹھتے ہیں۔ پھر جلدی جلدی توبہ کرلیتے ہیں تو انہیں لوگوں کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ اور اللہ سب کچھ جاننے والا بڑی حکمتوں والا ہے۔ اور ان لوگوں کی توبہ (قابل قبول) نہیں جو گناہ کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آحاضر ہوتی ہے تو کہنے لگتا ہے کہ میں اب توبہ کرتا ہوں۔ اور نہ ان لوگوں کی (توبہ قبول ہوتی ہے) جو حالت کفر میں مرتے ہیں۔ ان ہی کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے"۔

نمبر 3:۔ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞ (المائدہ)

ترجمہ: "تو کیا وہ لوگ اللہ کی بارگاہ میں توبہ نہیں کرتے اور اس سے بخشش نہیں مانگتے؟ اور اللہ تعالیٰ بڑا مغفرت فرمانے والا رحمت کرنے والا ہے"۔

نمبر 4:۔ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۞ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۞ (الفرقان)

ترجمہ: "مگر وہ جس نے توبہ کرلی اور ایمان لے آیا اور اعمال صالحات کئے تو یہ ہیں وہ لوگ جن کی برائیاں اللہ تعالیٰ نیکیوں میں تبدیل فرمادے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔ اور جس نے توبہ کی اور نیک اعمال کئے (توبہ کے بعد پھر آلودہ عصیاں نہیں ہوا) تو بے شک اس نے اللہ کی بارگاہ میں ایسی توبہ کی جیسا توبہ کرنے کا حق ہے"۔

نمبر 5:۔ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ۭ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۞ (ہود)

ترجمہ: "اور یہ کہ مغفرت مانگو اپنے رب سے پھر اس کی بارگاہ عالی شان میں توبہ کرو، وہ تمہیں زندگی کی راحتوں سے ایک وقت مقرر (قیامت یا ہر ایک کی زندگی) تک اچھی طرح لطف اندوز کرے گا۔ اور ہر نیکی کرنے والے کو اس کی نیکی کا اجر عطا فرمائے گا۔ اور اگر تم نے روگردانی کی تو میں یقیناً تم پر ایک بڑے دن (قیامت) کے عذاب کا خوف کھاتا ہوں"۔

نمبر 6:۔ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ۞ (طٰہٰ)

ترجمہ: "اور بلاشبہ میں (اللہ) بہت بخشنے والا ہوں اسے جو توبہ کرے، ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے پھر ہدایت پر قائم رہے"۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

بڑھاتا ہے تا کہ رات کا گناہگار توبہ کر لے۔ (اور یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا) یہاں تک کہ (قیامت کا) آفتاب مغرب سے طلوع ہو جائے۔

اسے مسلم ونسائی نے روایت فرمایا ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے: ''مَنْ تَابَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ'' ''جس نے مغرب کی جانب سے سورج نکلنے سے پہلے توبہ کر لی، اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔''

اسے مسلم نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ نبی محترم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جانب مغرب ایک دروازہ ہے جس کی چوڑائی چالیس یا ستر سال کی راہ ہے۔ اللہ عزیز وجلیل نے اسے توبہ کیلئے اس دن سے کھول رکھا ہے جس دن اس نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق فرمائی تھی۔ جب تک سورج مغرب سے نہیں نکل آتا اسے بند نہیں فرمائے گا۔

اسے ترمذی نے بیہقی کی ایک حدیث میں روایت کیا ہے۔ یہ الفاظ بیہقی کے ہیں اور امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لِلْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابٍ سَبْعَةٌ مُّغْلَقَةٌ، وَبَابٌ مَّفْتُوْحٌ لِّلتَّوْبَةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ نَّحْوِهٖ'' جنت کے آٹھ دروازے

(بقیہ صفحہ گزشتہ) نمبر 7:۔ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (النور)

ترجمہ: ''اور سب کے سب اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو اے ایمان والو! تا کہ کامیابی پاؤ''۔

نمبر 8:۔ فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ (غافر)

ترجمہ: ''(حاملین عرش ملائکہ اہل ایمان کیلئے یوں دعا کرتے ہیں) تو (اے ہمارے پروردگار!) ان لوگوں کی مغفرت فرما دے جنہوں نے توبہ کی اور تیرے راستہ کی پیروی کی اور انہیں عذاب جہنم سے بچا لے''۔

نمبر 9:۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (التحریم)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی جناب پاک میں خلوص دل سے توبہ کر لو۔ قریب ہے کہ تمہارا پروردگار تم سے تمہاری برائیاں دور فرما دے اور تمہیں ایسے باغوں میں داخل کرے جن کے نیچے ندیاں بہہ رہی ہیں۔ اس (قیامت کے) روز اللہ تعالیٰ رسوا نہیں کرے گا اپنے نبی کو اور ان لوگوں کو جو آپ (ﷺ) کے ساتھ ایمان لائے۔ اس دن ان کا نور ان کے آگے اور دائیں جانب دوڑ رہا ہوگا۔ وہ عرض کر رہے ہوں گے کہ اے ہمارے رب! ہمارے لئے ہمارا نور مکمل فرما دے اور ہمیں بخش دے۔ بلاشبہ تو ہی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے''۔

رحیم وکریم اور غفار وتواب کے کلام رحمت نظام میں اور بھی متعدد آیات ہیں جو گناہگار کو متوجہ کرتی ہیں کہ وہ اپنے خالق و مالک کی آغوش رحمت میں چھپ جائے تو روز محشر فرشتے اس کے دفتر اعمال سے کوئی ایسی چیز تلاش نہ کر سکیں گے جو اس کی ذلت ورسوائی کا باعث ہو سکے۔ کاش! ہم سچی توبہ کر لیں، وہ تو مائل بہ کرم ہے کوئی سائل ہی نہیں۔ (مترجم)

ہیں، سات مقفل ہیں۔صرف ایک دروازہ توبہ کیلئے مغرب سے سورج طلوع ہونے تک کھلا ہوا ہے۔

اسے ابویعلیٰ اور طبرانی نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''لَوْ اَخْطَاْتُمْ حَتّٰی تَبْلُغَ السَّمَاءَ ثُمَّ تُبْتُمْ لَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ'' ''اگر تم اتنے گناہ بھی کر بیٹھو کہ آسمان تک پہنچ جائیں پھر (خالص) توبہ کرلو تو اللہ تعالیٰ ضرور تمہاری توبہ قبول فرما(1) لے گا۔''

اسے ابن ماجہ نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''مِنْ سَعَادَةِ الْمَرْءِ اَنْ يَّطُوْلَ عُمْرُهٗ وَيَرْزُقَهُ اللّٰهُ الْاِنَابَةَ'' ''بندے کی خوش بختی ہے کہ اس کی عمر لمبی ہو اور اللہ تعالیٰ اسے توفیق توبہ عنایت فرمادے''۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ عفیفہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے: ''مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّسْبِقَ الدَّآئِبَ الْمُجْتَهِدَ فَلْيَكُفَّ عَنِ الذُّنُوْبِ'' ''جسے یہ پسند ہو کہ سخت ترین عابد و زاہد سے (ثواب میں) آگے بڑھ جائے، اسے چاہیے کہ گناہ کرنے چھوڑ دے''۔

اسے ابویعلیٰ نے روایت کیا ہے۔سوائے یوسف بن میمون کے اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَلْمُؤْمِنُ وَاهٍ رَاقِعٌ فَسَعِيْدٌ مَّنْ هَلَكَ عَلٰی رَقْعِهٖ'' ''بندۂ مؤمن گناہ بھی کر بیٹھتا ہے توبہ بھی کرتا رہتا ہے تو خوش قسمت ہے وہ بندہ جس کی موت توبہ پر (قائم رہتے ہوئے) واقع ہو۔

اسے بزار نے اور طبرانی نے صغیر و اوسط میں روایت کیا اور کہا کہ ''وَاهٍ'' کے معنی گناہگار اور ''رَاقِع'' کے معنی توبہ؛ استغفار کرنے والا کے ہیں۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ حضور نبی اقدس ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مؤمن کی اور ایمان کی مثال اپنی کھونٹی (کلہ) کے ساتھ بندھے ہوئے گھوڑے کی طرح ہے۔(ایسے ہی مومن کے دل میں ایمان بندھا ہوا ہے) کہ گھوڑا کبھی اچھلتا کودتا ہے، پھر اپنی کھونٹی کے پاس لوٹ آتا ہے۔اور مؤمن بھی کبھی بھول چوک (سے گناہ) کر بیٹھتا ہے، پھر لوٹ آتا ہے (توبہ کر لیتا ہے) تو تم اپنے کھانے پرہیز گاروں کو کھلایا کرو اور نیکی کے کام اہل ایمان

(1) سبحان اللہ! قربان جائیں اس تواب رحیم کے۔مجھ جیسے نابکاروں کیلئے تو یہی ارشادات توشۂ آخرت ہیں۔وہ تواب اپنے رحیم و کریم محبوب ﷺ کے صدقہ میں توبۃ النصوح کی توفیق ارزانی فرمائے۔سچ ہے ؎

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں — راہ دکھلائیں کسے راہرو منزل ہی نہیں (مترجم)

کے ساتھ کیا کرو۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''كُلُّ ابْنِ آدَمَ خَطَّاءٌ وَ خَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ'' ''تمام بنی آدم خطا کار ہیں (سوائے انبیاء علیہم السلام کے کہ وہ حضرات معصوم عن الخطاء ہیں) اور بہترین خطا کار وہ ہیں جو بہت جلد توبہ کر لینے والے ہوتے ہیں''۔

اسے امام ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے بروایت علی بن مسعدہ روایت کیا۔ ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے ہم (محدثین) اسے سوائے علی بن مسعدہ عن قتادہ کی حدیث کے نہیں جانتے اور حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: بندہ کوئی گناہ کر لیتا ہے پھر عرض کرتا ہے: اے میرے رب! میں نے گناہ کر لیا ہے، اسے بخش دے، تو اس کا رب اسے فرماتا ہے: ''عَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَّغْفِرُ الذَّنْبَ وَ يَأْخُذُ بِهٖ'' ''میرے بندے کو معلوم ہے کہ اس کا رب ایسا ہے جو گناہ بخش دیتا ہے اور (چاہے تو) اس پر پکڑ بھی فرماتا ہے۔ پھر اس بندے کا گناہ بخش دیتا ہے۔ پھر جس قدر اللہ چاہے بندہ (گناہوں سے) رکا رہتا ہے۔ پھر کوئی اور گناہ کر بیٹھتا ہے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر وہ کوئی اور گناہ کر بیٹھتا ہے تو عرض کرنے لگتا ہے: اے میرے پروردگار! میں ایک اور گناہ کر بیٹھا ہوں، مجھے اس کی معافی عطا فرما دے۔ اس کا پروردگار ارشاد فرماتا ہے۔ میرا یہ بندہ جانتا ہے کہ اس کا پروردگار ایسا ہے جو گناہ بخش دیتا ہے اور اس پر مواخذہ بھی کرتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کا گناہ بخش دیتا ہے۔ پھر اللہ کی مرضی کے مطابق بندہ کچھ عرصہ ٹھہرا رہتا ہے۔ پھر کسی دوسرے گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ اور اکثر ارشاد فرمایا کہ وہ کسی دوسرے گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہے اور عرض گذار ہوتا ہے ''يَا رَبِّ اِنِّیْ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا فَاغْفِرْ لِیْ'' ''یا مولیٰ! میں نے گناہ کر لیا، مجھے وہ بخش دے۔ تو اس کا مالک و مولیٰ فرماتا ہے: میرے بندے کو علم ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہ بخش بھی دیتا ہے اور (اگر چاہے تو) اس پر گرفت بھی کر لیتا ہے، پھر اس کا پروردگار ارشاد فرماتا ہے: ''غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ فَلْيَعْمَلْ مَاشَآءَ'' ''میں نے اپنے بندے کی مغفرت فرما دی۔ (اے بندے!) اب تو جو چاہے کر(1)''۔ (بخاری و مسلم)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤمن بندہ جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ رنگ کا نقطہ بن جاتا ہے۔ پھر اگر وہ توبہ کر لے، گناہ سے باز آ جائے اور معافی مانگ لے تو دل کو شفاف کر دیا جاتا ہے۔ اور اگر اور زیادہ گناہ کرے تو وہ نقطہ بھی بڑھ جاتا ہے یہاں تک کہ دل کو ڈھانپ لیتا ہے۔

---

(1) یہ فرمان عالی شان گناہوں کی اجازت دینے کیلئے نہیں بلکہ اپنی بخشش و رحمت کی وسعت ظاہر فرمانے کیلئے ہے۔ یعنی اس طرح اگر بندہ لاکھوں بار گناہ کرے اور ہر گناہ ہو جانے پر سچی توبہ کرے کہ بوقت توبہ پھر گناہ کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو میں بھی لاکھوں بار معافی دیتا جاؤں گا۔ یاد رہے کہ توبہ کے بھروسے سے گناہ کرنا سخت برا بلکہ کفر ہے کہ چلو کیا حرج ہے گناہ کرلو توبہ کر لیں گے۔ یہ توبہ نہیں شریعت کا مذاق ہے۔ اس ارشاد ربانی کے ایک معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں۔ توبہ کی برکت سے قوت گناہ ہی سلب کر لی جاتی ہے پھر گناہ ہوتا ہی نہیں۔ (مترجم)

یہ وہی زنگ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ: كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ (المطففين) ''ہرگز نہیں، بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھ گیا ہے ان کے گندے کرتوتوں کی وجہ سے''۔

اسے امام ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ حاکم نے اسے دو سندوں کے ساتھ روایت کیا اور ایک کے بارے میں کہا کہ بر شرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ قریش حضور نبی محترم ﷺ سے عرض کرنے لگے: اپنے رب سے دعا کیجئے کہ صفا پہاڑ کو سونا بنا دے۔ اگر یہ پہاڑ سونا بن جائے تو ہم آپ کی اتباع کر لیں گے (مسلمان ہو جائیں گے)۔ آپ ﷺ نے اپنے رب سے دعا کی تو حضرت جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہو کر عرض گذار ہوئے: آپ کا رب آپ کو سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے: اگر آپ چاہیں تو میں کوہ صفا کو سونا بنا دیتا ہوں، اگر اس کے بعد ان میں سے کسی نے انکار کیا تو میں (اللہ) اسے وہ عذاب دوں گا جو تمام جہانوں میں کسی کو نہ دوں گا۔ ''وَاِنْ شِئْتَ فَتَحْتُ لَهُمْ بَابَ التَّوْبَةِ وَالرَّحْمَةِ'' اور اگر آپ چاہیں تو میں ان کیلئے توبہ اور رحمت کا دروازہ کھول دیتا ہوں۔'' تو رحمت عالم ﷺ نے عرض کیا ''بَلْ بَابَ التَّوْبَةِ وَالرَّحْمَةِ'' (نہیں، اے پروردگار! ان کو عذاب نہ دے) بلکہ ان کیلئے توبہ و رحمت کا دروازہ کھول دے''۔ (رحمت عالمین ﷺ کے اخلاق عالیہ پر قربان جائیں۔ یہ وہی قریش ہیں جنہوں نے راہ ہدایت میں ہر طرح کی رکاوٹ کھڑی کی اور ہر طرح ظلم روا رکھا تھا)۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَالَمْ يُغَرْغِرْ'' ''اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک اس پر غرغرہ کی حالت نہ طاری (1) ہو جائے''۔

اسے ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہاں تک ممکن ہو اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کا خوف لازم کر لو۔ ہر حجر و شجر کے پاس اللہ کا ذکر کرتے رہو۔ ''وَمَا عَمِلْتَ مِنْ سُوْءٍ فَاَحْدِثْ لَهٗ تَوْبَةً اَلسِّرُّ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةُ بِالْعَلَانِيَةِ'' اور جب کوئی برا کام کر بیٹھو تو ہر برے کام کیلئے نئی توبہ کرو۔ اگر گناہ خفیہ کیا ہو تو توبہ بھی خفیہ کرو اور اگر گناہ علانیہ ہے تو توبہ بھی علانیہ کرو۔ (جسے تمہارے گناہ کی خبر ہے اسے تمہاری توبہ کا بھی علم ہونا چاہیے)۔

اسے طبرانی نے باسناد حسن روایت کیا ہے۔ البتہ عطا راوی نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں کی۔ نیز بیہقی

(1) حالت نزع جبکہ ملائکہ موت نظر آجائیں کو غرغرہ کہتے ہیں۔ اس وقت گناہوں سے توبہ قبول فرمائی جاتی ہے نہ کہ کفر و شرک سے، کیونکہ کفر و شرک سے توبہ کا نام ایمان ہے اور اس کیلئے ایمان بالغیب ضروری ہے۔ اور اس حالت میں غیب ظاہر ہو چکا ہوتا ہے۔ (مترجم)

نے بھی اسے روایت کیا اور معاذ وعطا کے درمیان ایک غیر معروف راوی کا نام ذکر کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندہ جب اپنے گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کے محافظ فرشتوں (کراماً کاتبین) کو اس کے گناہ بھلا دیتا ہے۔ اور اسی طرح اس کے اعضاء (ہاتھ پاؤں جو کل قیامت کو اس کے خلاف گواہی دیں گے) کو بھی بھلا دیتا ہے اور اس کے زمین پر نشانات بھی مٹا ڈالتا ہے۔ ''حَتّٰی یَلْقَی اللّٰہَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَیْسَ عَلَیْہِ شَاھِدٌ مِّنَ اللّٰہِ بِذَنْبٍ'' یہاں تک کہ قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کریگا کہ اللہ کی طرف سے اس پر اس کے گناہوں کا کوئی گواہ نہیں ہو گا''۔ (اصبہانی)

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَلنَّادِمُ یَنْتَظِرُ مِنَ اللّٰہِ الرَّحْمَۃَ وَالْمُعْجِبُ یَنْتَظِرُ الْمَقْتَ'' نادم (اپنے گناہوں پر شرمسار ہو کر توبہ کرنے والا) اللہ کی طرف سے اس کی رحمت کا منتظر ہوتا ہے اور متکبر (گناہوں پر اڑنے والا اور گناہوں کو اچھا سمجھنے والا) اللہ کے غضب کا انتظار کر رہا ہوتا ہے۔'' اور اے اللہ کے بندو! یاد رکھو کہ ہر (اچھا یا برا) عمل کرنے والا اپنے عمل کی بنا پر آگے بڑھے گا۔ اور دنیا سے نہیں جائے گا جب تک کہ اپنے اچھے عمل (کی جزا) اور برے عمل (کی سزا) نہ دیکھ لے گا۔ اعمال (کے اچھا برا ہونے) کا دار و مدار خاتمہ پر ہی ہے۔ اور رات، دن دو سواریاں ہیں (جو اعمال تک پہنچاتی ہیں کہ ان کے آنے جانے سے اعمال کے اوقات معلوم ہوتے ہیں) لہٰذا ان کے ذریعہ آخرت کی طرف اچھا سفر اختیار کرو۔ اور توبہ میں تاخیر کرنے سے بچو کیونکہ موت اچانک آ جاتی ہے (کہیں ایسا نہ ہو کہ توبہ کا موقع ہی نہ ملے) تم میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کے حلم و بردباری سے دھوکہ میں نہ پڑ جائے۔ جنت و دوزخ تم میں سے ہر کسی کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں: فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ ۝ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ۝ (الزلزال) ''پس جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ بھی اسے دیکھ لے گا''۔

اسے اصبہانی نے بروایت ثابت بن محمد کوفی عابد روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اقدس ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ'' گناہ سے توبہ کر لینے والا اس شخص کی طرح ہو جاتا ہے جس نے کوئی گناہ ہی نہ کیا ہو۔''

اسے ابن ماجہ اور طبرانی نے بروایت ابی عبیدہ بن عبداللہ بن مسعود عن ابیہ روایت کیا۔ ابو عبیدہ کا ابن مسعود سے سماع ثابت نہیں۔ البتہ طبرانی کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ نیز اسے ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے مرفوعاً بھی روایت کیا اور اس میں یہ الفاظ بھی زائد کیے: ''وَالْمُسْتَغْفِرُ مِنَ الذَّنْبِ وَھُوَ مُقِیْمٌ عَلَیْہِ کَالْمُسْتَھْزِئِ بِرَبِّہٖ'' اور گناہ پر قائم رہتے ہوئے اس گناہ کی معافی مانگنے والا ایسے ہے جیسے اپنے رب کے ساتھ مذاق

کرنے والا''۔

یہ زائد الفاظ موقوفاً بھی مروی ہیں اور شاید یہی انسب ہے۔

حدیث: حضرت حمید الطویل سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا حضور نبی انور ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے؟: ''اَلنَّدَمُ تَوْبَۃٌ'' ''گناہ پر ندامت وشرمساری بھی توبہ ہی ہے''۔ انہوں نے فرمایا: ہاں۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن معقل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ میں اور میرے والد حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضر ہوئے تو میرے والد صاحب نے ان سے عرض کیا: کیا آپ نے نبی انور ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے؟: (گناہ پر) ندامت بھی توبہ ہی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں (سنا ہے)۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: ام المؤمنین سیدتنا عائشہ عفیفہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مَا عَلِمَ اللّٰهُ مِنْ عَبْدٍ نَدَامَةً عَلٰى ذَنْبٍ اِلَّا غَفَرَ لَهٗ قَبْلَ اَنْ يَسْتَغْفِرَهٗ مِنْهُ'' ''اللہ تعالیٰ جب کسی گناہ پر (گناہگار) بندے کی ندامت دیکھتا ہے تو توبہ کرنے سے پہلے ہی اس کا گناہ بخش دیتا ہے۔''

اسے حاکم نے بروایت ہشام بن زیاد روایت کیا حالانکہ یہ راوی ساقط ہیں اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کسی کو اپنی تعریف پسندیدہ نہیں (نہ ہونی چاہیے کہ اپنی تعریف فقط اسی کو زیبا ہے) اسی لئے اس نے اپنی تعریف (قرآن کریم میں جابجا) فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی شخص بھی غیرت وشرم والا نہیں ہے۔ اسی واسطے اس نے سب بے حیائیاں حرام فرما دی ہیں۔ ''وَلَيْسَ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللّٰهِ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ اَنْزَلَ الْكِتَابَ وَاَرْسَلَ الرُّسُلَ'' اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کسی کو معذرت (توبہ وندامت) قبول کرنا محبوب نہیں، اسی لئے تو اس نے اپنی کتاب (قرآن پاک) نازل کی ہے اور اپنے رسولوں کو بھیجا ہے۔'' (مسلم)

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْلَمْ تُذْنِبُوْا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُوْنَ فَيَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ'' ''اس ذات پاک کی قسم، جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اگر تم گناہ نہیں کرو گے (1) تو اللہ تعالیٰ تمہیں لے جائیگا (آسمانوں پر اور فرشتوں کے ساتھ ملا دے گا کیونکہ بالکل گناہ نہ کرنے سے تم فرشتوں کی طرح معصوم ہو جاؤ گے) اور لے آئے گا (تمہاری جگہ) ایسے لوگوں کو جو گناہ کریں گے، پھر اللہ کی بارگاہ میں مغفرت مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے گا''۔ (کیونکہ وہ تواب وغفور ہے

(1) فرمان عالی کا مقصد لوگوں کو گناہ پر دلیر کرنا نہیں بلکہ توبہ کی طرف مائل کرنا ہے۔ یعنی گناہگار رحمت الٰہی سے مایوس نہ ہو بلکہ توبہ واستغفار کا دامن پھیلا دے۔ وہ بڑا غفور رحیم ہے۔ دامن مراد بھر دے گا۔ (مترجم)

اور اپنی صفت توبہ و مغفرت کا ظہور چاہتا ہے)۔

اسے مسلم وغیرہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی، اسے زنا کا حمل تھا۔ عرض کرنے لگی: یارسول اللہ! (ﷺ) میں وہ کام (زنا) کر بیٹھی ہوں جس پر حد واجب ہوتی ہے۔ آپ مجھ پر حد قائم فرمادیں۔ نبی اللہ ﷺ نے اس کے ولی کو بلا کر ارشاد فرمایا: اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور جب وضع حمل ہو جائے تو اسے میرے پاس لے آنا۔ پھر ایسا ہی ہوا (کہ بعد وضع حمل ولی اسے لے کر حاضر خدمت ہو گیا) تو اللہ کے نبی ﷺ نے حکم دیا کہ اسے اس کے کپڑوں کے ساتھ باندھ دیا جائے۔ پھر آپ ﷺ کے حکم سے اسے رجم کر دیا گیا۔ پھر سرور عالم ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض گذار ہوئے: یارسول اللہ! (ﷺ) آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھ دی حالانکہ اس نے زنا کا ارتکاب کیا تھا؟ اس پر حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِّمَتْ بَيْنَ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَوَسِعَتْهُمْ وَهَلْ وَجَدْتَّ اَفْضَلَ مِنْ اَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ'' ''یقیناً اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اس کی یہ توبہ اہل مدینہ کے ستر (گناہگار) افراد پر تقسیم کر دی جائے تو انہیں کافی ہو جائے (ان کی مغفرت ہو جائے) اور کیا تم اس سے افضل کوئی عمل پاتے ہو کہ اس نے اپنی جان خود اللہ عزوجل کیلئے پیش کر دی؟ (مسلم)

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک حدیث بیان فرماتے ہوئے سنا۔ میں نے آپ ﷺ سے یہ ایک دو مرتبہ حتیٰ کہ سات مرتبہ تک نہیں سنی بلکہ اس سے بھی زیادہ مرتبہ سنی ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: بنی اسرائیل میں ایک جوان تھا جو کسی گناہ کے ارتکاب سے نہیں بچتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک عورت اس کے پاس آئی۔ اس نے اسے ساٹھ دینار اس شرط پر دیئے کہ اس کے ساتھ بدکاری کرے۔ (وہ عورت مجبوراً راضی تو ہو گئی مگر) جب وہ اس مقام پر بیٹھ گیا جہاں مرد ایسا کام کرنے کے وقت بیٹھتا ہے تو وہ عورت کانپنے اور رونے لگی۔ مرد نے کہا: روکیوں رہی ہو، کیا میں زبردستی کر رہا ہوں؟ کہنے لگی: ایسی بات نہیں لیکن میں نے یہ (بدکاری جیسا) کام کبھی نہیں کیا اور مجھے اس پر صرف (میری مالی) ضرورت مجبور کر رہی ہے۔ اس مرد نے کہا: تجھے یہ کام کرنا پڑ رہا ہے حالانکہ تو نے پہلے کبھی نہیں کیا، جا چلی جا، یہ دینار بھی لے جا، اور اللہ کی قسم، میں اس کے بعد کبھی اللہ کی نافرمانی نہیں کروں گا (سچی توبہ کرتا ہوں) پھر اسی رات وہ جوان فوت ہو گیا۔ صبح ہوئی تو اس کے گھر کے دروازے پر لکھا ہوا تھا: ''اِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لِلْكِفْلِ'' ''اللہ تعالیٰ نے اس جوان کو بخش دیا ہے۔''

اسے ترمذی نے روایت کیا اور حسن کہا۔ نیز ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ یہ الفاظ ترمذی کے ہیں۔ (حاکم اور بیہقی نے بھی مختلف الفاظ کے ساتھ یہ روایت کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح الاسناد بھی کہا ہے)

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: دو بستیاں تھیں،ایک نیک تھی (وہاں رہنے والے لوگ نیک پاک پرہیزگار تھے) اور دوسری ظالم،ظالموں کی بستی سے ایک آدمی نکلا،اس کا ارادہ نیک لوگوں کی بستی میں چلے جانے کا تھا کہ رستے میں جہاں اللہ نے چاہا اسے موت آگئی۔تو اس (کی روح) کو لے جانے پر فرشتے اور شیطان نے جھگڑا کیا۔شیطان نے کہا: اللہ کی قسم،اس نے میری کبھی نافرمانی نہیں کی تھی۔اور فرشتے نے کہا: (یہ صحیح ہے مگر) بلا شبہ یہ توبہ کے ارادے سے گھر سے نکلا تھا۔تو فرشتے اور شیطان کے درمیان فیصلہ فرمایا گیا کہ دیکھیں دونوں بستیوں میں سے مرنے والا کس کے زیادہ قریب ہے۔''فَوَجَدُوْهُ اَقْرَبَ اِلَى الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهٗ'' تو انہوں نے اسے نیک لوگوں کی بستی کے بالشت بھر قریب پایا،اس پر اس کی مغفرت فرمادی گئی۔'' حضرت معمر کہتے ہیں کہ میں نے کسی کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''قَرَّبَ اللّٰهُ اِلَيْهِ الْقَرْيَةَ الصَّالِحَةَ'' ''اللہ تعالیٰ نے نیکوں کی بستی اس کے قریب کردی۔''

اسے طبرانی نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا۔اور یہ روایت ایسے ہی میرے (مصنف کے) نسخہ میں غیر مرفوع ہے۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی تھا جس نے ننانوے افراد قتل کئے تھے۔(وقت موت قریب آلگا اور رحمت خداوندی نے سبقت فرمائی) تو اس نے روئے زمین کے سب سے بڑے عالم سے مسئلہ پوچھا،عالم نے کسی راہب (تارک دنیا) کا پتہ بتایا۔یہ اس کے پاس پہنچا اور کہنے لگا کہ اس نے ننانوے افراد قتل کردیئے ہیں۔کیا اس کی توبہ ہوسکتی ہے؟ راہب نے جواب دیا،نہیں ہوسکتی۔چنانچہ اس نے اس راہب کو بھی قتل کرڈالا (کیونکہ توبہ کی قبولیت کی نفی کر کے راہب نے اسے رحمت الٰہی سے مایوس اور گناہوں پر دلیر کر دیا تھا) اور اس نے سو قتل پورے کردیئے۔پھر اہل زمین میں سے کسی بڑے عالم سے سوال کیا۔اس نے کسی اور عالم شخص کی طرف رہنمائی کی۔یہ اس کے پاس جا کر عرض کرنے لگا کہ ''اِنَّهٗ قَتَلَ مِائَةَ نَفْسٍ فَهَلْ لَهٗ مِنْ تَوْبَةٍ'' اس نے سو آدمی قتل کئے ہیں کیا اس کی توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ وہ عالم کہنے لگا: ہاں توبہ قبول ہوسکتی ہے اور کون ہے جو اس کے اور اس کی توبہ کی قبولیت کے درمیان رکاوٹ بن سکتا ہے؟ فلاں فلاں علاقے کی طرف چلا جا کیونکہ وہاں کچھ ایسے (اللہ والے) لوگ رہتے ہیں جو اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔تو بھی ان کے ساتھ مل کر اللہ کی عبادت میں مشغول ہوجا اور اپنی زمین کی طرف لوٹ کر کبھی مت آنا کیونکہ یہ گناہوں کی سرزمین ہے۔قاتل (عالم کے فرمان کے مطابق) چل پڑا حتیٰ کہ نصف راستہ طے کیا تھا کہ فرشتۂ اجل آ پہنچا۔(اس کے مرنے پر) رحمت کے فرشتوں اور ملائکہ عذاب میں جھگڑا ہوگیا۔رحمت کے فرشتے کہنے لگے: یہ شخص توبہ کرتے ہوئے دل سے اللہ کی طرف متوجہ ہوکر آرہا تھا۔(لہٰذا ہم اسے جنت میں لے کر جائیں گے) اور ملائکۂ عذاب بولے: اس نے خیر کا کوئی عمل نہیں کیا تھا۔(اس لئے جہنم میں پہنچایا جائے گا) اسی اثنا میں ایک فرشتہ (حضرت جبریل علیہ السلام) انسانی شکل میں ان کے پاس آیا تو فرشتوں نے اسے اپنے درمیان فیصل بنالیا۔اب اس فرشتے نے انہیں فیصلہ دیا کہ دونوں زمینوں کا درمیانی فاصلہ ناپ لو۔جس زمین (بستی) کے قریب ہو اسی کے ساتھ اسے شمار کرلو۔(اللہ والوں کی بستی کے قریب ہو تو

جنتی ورنہ دوزخی) اس پر فرشتوں نے فاصلہ ناپا تو انہوں نے اسے اس بستی کے قریب پایا جس کی طرف وہ (بارادۂ توبہ) جارہا تھا۔ تو اسے رحمت کے فرشتوں نے اپنے قبضہ میں لے لیا۔ ایک روایت میں ہے "فَكَانَ اِلَى الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ اَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَجُعِلَ مِنْ اَهْلِهَا" "یہ شخص (بوقت موت) ایک بالشت بھر نیک لوگوں کی بستی کے قریب تھا پس انہیں میں شمار کرلیا گیا۔" ایک اور روایت کے الفاظ ہیں "فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَى هٰذِهٖ اَنْ تَبَاعِدِيْ وَاِلَى هٰذِهٖ اَنْ تَقَرَّبِيْ وَقَالَ قِيْسُوْا بَيْنَهُمَا فَوَجَدُوْهُ اِلَى هٰذِهٖ اَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهٗ" "پس اللہ تعالیٰ نے (اس کی اپنی بستی کی طرف) زمین کو حکم دیا کہ دور ہو جا اور (نیکوں کی بستی کی) زمین کو ارشاد فرمایا کہ تو قریب ہو جا۔ اور اب (وہ فیصلہ کرنے والا فرشتہ) بولا کہ دونوں بستیوں کے درمیانی فاصلے کو ناپ لو۔ فاصلہ ناپنے پر فرشتوں نے اسے نیکوں کی بستی کے بالشت بھر قریب پایا، چنانچہ اس کی بخشش کر دی گئی۔" اور ایک اور روایت میں الفاظ یوں بھی ہیں: حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ حضرت حسن نے فرمایا: "ذُكِرَ لَنَا اَنَّهٗ لَمَّا اَتَاهُ مَلَكُ الْمَوْتِ نَاىٔ بِصَدْرِهٖ نَحْوَهَا" "ہمیں بتایا گیا ہے کہ جب اس (قاتل) کے پاس ملک الموت آ گئے تو (گرتے وقت) اس نے اپنا سینہ اللہ والوں کی بستی کی طرف پھیر لیا۔ (جس پر اس کی بخشش ہوگئی)۔

اسے بخاری، مسلم اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوعبدربہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو منبر پر یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ایک شخص نے اپنی جان پر زیادتی کر لی پھر ایک آدمی سے ملاقات ہوئی تو کہنے لگا: اس نے ننانوے آدمی قتل کئے ہیں یہ سب کے سب ظلماً قتل کئے تھے۔ "فَهَلْ تَجِدُ لِيْ مِنْ تَوْبَةٍ" "کیا تمہارے نزدیک میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟" اس نے کہا: اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول نہیں فرماتا تو میں جھوٹ بولوں گا (کیونکہ وہ تو توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرماتا ہے) یہاں کچھ ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگے رہتے ہیں۔ تم بھی ان کے پاس حاضر ہو کر اللہ کی عبادت میں مشغول ہو جاؤ۔ یہ شخص ان (عابدین) کی طرف چل پڑا۔ اور پھر رستے میں ہی اس کی موت واقع ہوگئی۔ تو ملائکہ رحمت اور فرشتگان عذاب وہاں آ جمع ہوئے۔ (اور جھگڑا ہونے لگا) اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔ اس نے انہیں کہا: دونوں جگہوں کا درمیانی فاصلہ ناپ لو۔ یہ جس جگہ کے قریب ہوا اسی جگہ کے لوگوں میں شمار کرلو۔ "فَوَجَدُوْهُ اَقْرَبَ اِلَى دَيْرِ التَّوَّابِيْنَ بِاَنْمُلَةٍ فَغُفِرَ لَهٗ" "(فاصلہ ناپنے پر) فرشتوں نے اسے توابین (عابدین) کی جگہ کے ایک پورا برابر قریب پایا تو اس کی مغفرت فرما دی گئی۔"

اسے طبرانی نے دو اسناد کے ساتھ روایت کیا جن میں ایک جید ہے۔ نیز طبرانی نے یہ روایت ایسی ہی اسناد کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کی ہے۔ حدیث بیان کرتے ہوئے یہاں تک پہنچے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر وہ (قاتل) ایک اور راہب کے پاس آیا اور بولا کہ میں نے سو انسانوں کو قتل کیا ہے، تو کیا اب میری توبہ تمہارے خیال میں قبول ہوسکتی ہے؟۔ راہب نے جواب دیا: تم نے اپنے اوپر بہت ظلم کیا اور میں نہیں جانتا (کہ تمہاری توبہ قبول ہوسکتی

ہے یا نہیں) لیکن یہاں دو بستیاں ہیں۔ ایک بستی کا نام ''نصرۃ'' ہے اور دوسری کو ''کفرۃ'' کہا جاتا ہے۔ نصرہ بستی کے لوگ جنتیوں والے عمل کرتے ہیں۔ اس میں ان لوگوں کا غیر (برے عمل کرنے والا) نہیں ٹھہر سکتا۔ لیکن کفرہ والے لوگ اہل جہنم کے سے اعمال کرتے ہیں۔ اس بستی میں ان کا غیر (نیکی کرنے والا) نہیں رہ سکتا۔ تم اہل نصرہ کے پاس چلے جاؤ۔ ''فَاِنْ ثَبَتَّ فِيْهَا وَعَمِلْتَ عَمَلَ اَهْلِهَا فَلَا شَكَّ فِيْ تَوْبَتِكَ'' ''اگر تم ان میں ٹھہرے رہے اور اہل بستی کے سے عمل کرتے رہے تو تمہاری توبہ کی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔'' وہ شخص اس بستی کو جانے کے ارادے سے چل پڑا۔ حتیٰ کہ جب دونوں بستیوں کے درمیان میں پہنچا تو موت نے آلیا۔ فرشتوں نے اپنے پروردگار سے اس کے متعلق پوچھا (کہ اسے جنت میں لے جایا جائے یا دوزخ میں پھینک دیا جائے) تو رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: دیکھ لو دونوں بستیوں میں سے کس کے قریب ہے۔ اسی بستی کے لوگوں میں اس کو بھی لکھ لو ''فَوَجَدُوْهُ اَقْرَبَ اِلٰى نَصْرَةَ بِقَيْدِ اَنْمُلَةٍ فَكُتِبَ مِنْ اَهْلِهَا'' تو فرشتوں نے اسے نصرہ (صالحین کی بستی) کے ایک پورا کے برابر قریب پایا تو اسے اسی بستی کے لوگوں میں لکھ دیا گیا(1)''۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے ''اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَاَنَا مَعَهٗ حَيْثُ يَذْكُرُنِيْ'' ''میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوتا ہوں (جیسا میرے متعلق گمان رکھتا ہے، مجھے ویسا ہی پائے گا) اور میں اس کے ساتھ رہتا ہوں مجھے وہ جہاں بھی یاد کرے۔'' اللہ کی قسم، اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا تم میں سے کوئی جنگل میں اپنے گم شدہ سواری کے جانور کے مل جانے پر خوش ہوتا ہے۔ (اور فرماتا ہے) ''وَمَنْ تَقَرَّبَ اِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ ذِرَاعًا وَّ مَنْ تَقَرَّبَ اِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ بَاعًا وَّ اِذَا اَقْبَلَ اِلَيَّ يَمْشِيْ اَقْبَلْتُ اِلَيْهِ اُهَرْوِلُ'' ''جو بندہ ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں (اپنی رحمت اس کے قریب کر دیتا ہوں) اور جو ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے میں دو ہاتھ اس کے نزدیک آجاتا ہوں۔ اور جب وہ چل کر میری طرف آتا ہے تو میں دوڑ کر اس کی جانب جاتا ہوں۔''

اسے مسلم نے روایت کیا یہ الفاظ مسلم ہی کے ہیں نیز بخاری نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت شریح بن الحرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے ایک صاحب کو یہ کہتے ہوئے سنا: حضور نبی انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''يَا ابْنَ اٰدَمَ قُمْ اِلَيَّ اَمْشِ اِلَيْكَ وَامْشِ اِلَيَّ اُهَرْوِلْ اِلَيْكَ'' ''اے آدم کی اولاد! تم (میری عبادت کیلئے) میری طرف اٹھو میں چل کر تمہاری طرف آؤں گا۔ اور تم چل کر میری جانب آؤ میں بھاگ کر تمہاری طرف آؤں گا۔''

اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد شریف ہے: یقیناً

(1) اوپر کی مذکورہ چاروں احادیث میں بظاہر ایک ہی واقعہ مختلف الفاظ کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ چاروں مختلف واقعات ہوں۔ اسی لئے مترجم نے چاروں احادیث کا ترجمہ دے دیا ہے۔ واللہ اعلم۔ (مترجم)

اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا تم میں سے وہ شخص جو اپنی سواری کے اونٹ کو پالینے پر خوش ہوتا ہے حالانکہ پہلے وہ اسے کسی جنگلی زمین میں گم کر چکا تھا۔ (اور ناامید ہو چکا تھا)۔'' (بخاری و مسلم)

حدیث: اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ (فرمایا) '' بے شک اللہ اپنے بندے کی توبہ پر جب وہ بندہ اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے، اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا تم میں سے وہ بندہ (خوش ہوتا ہے) جو اپنی سواری پر کسی جنگل بیابان میں جارہا ہو۔ تو سواری کا جانور اس سے چھوٹ کر بھاگ جائے جبکہ اس پر اس کا کھانے پینے کا سامان بھی ہو اور وہ اس (جانور اور سامان خورد ونوش) سے مایوس ہو جائے۔ پھر کسی درخت کے سائے میں آکر (موت کے انتظار میں) لیٹ جائے۔ اپنی سواری (اور زندگی) سے مایوس و ناامید ہو چکا ہو۔ اچانک اسی حالت میں اس کی سواری اس کے پاس آکر کھڑی ہو جائے۔ اور وہ اس کی نکیل پکڑ لے۔ پھر شدت خوشی میں کہہ بیٹھے 'اَللّٰھُمَّ اَنْتَ عَبْدِیْ وَاَنَا رَبُّكَ اَخْطَأَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرْحِ'' اے میرے پروردگار! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں۔ (حالانکہ کہنا یہ چاہتا تھا کہ اے میرے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں اور تو میرا رب ہے) خوشی کی شدت میں غلطی کر جائے۔'' (بے خودی کے ایسے الفاظ پر ایسے مواقع پر اللہ تعالیٰ پکڑ نہیں فرماتا)۔ (بخاری و مسلم نے حضرت حرث بن سوید عن عبداللہ سے بھی اسی طرح کے الفاظ کے ساتھ حدیث روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مَنْ اَحْسَنَ فِیْمَا بَقِیَ غُفِرَلَهٗ مَا مَضٰی وَمَنْ اَسَآءَ فِیْمَا بَقِیَ اُخِذَ بِمَا مَضٰی وَمَا بَقِیَ'' جو شخص بقیہ زندگی میں نیک ہو گیا (پچھلی زندگی کے گناہ آلود رستے کو ترک کر دیا) اس کے ماضی کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جس نے بقیہ زندگی گناہوں میں گذاری اس کے ماضی و مستقبل کے گناہوں پر پکڑ ہوگی''۔

اسے طبرانی نے باسناد حسن روایت کیا۔

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس آدمی کی مثال جو پہلے برائیوں میں مشغول تھا پھر نیک اعمال کرنے لگا، اس شخص کی طرح ہے جس کے بدن پر تنگ زرہ ہو جو اس کی گردن گھونٹ رہی ہو۔ پھر اس نے ایک نیک عمل کیا تو اس زرہ کا ایک حلقہ کھل گیا۔ پھر دوسرا نیک کام کیا تو دوسرا حلقہ بھی کھل گیا (اور پھر نیک عمل کرتا چلا گیا) حتیٰ کہ وہ تنگ زرہ کھل کر زمین پر آگری (1)۔

اسے امام احمد و طبرانی نے دو اسناد کے ساتھ روایت کیا ان میں ایک کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہیں سفر پر جانے کا ارادہ کیا تو عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! (ﷺ) کوئی نصیحت ارشاد ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی عبادت کرتے رہو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ) کچھ مزید ارشاد فرمائیں۔ تو آپ ﷺ

---

(1) قرآن حکیم میں فرمان خداوندی ہے: اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِیْنَ (ہود)

ترجمہ: ''بے شک نیکیاں برائیاں مٹا دیتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے نصیحت قبول کرنے والوں کے لئے''۔ (مترجم)

نے فرمایا"اِذَا اَسَأْتَ فَاَحْسِنْ وَلْيَحْسُنْ خُلُقُكَ" "جب تم سے کوئی برائی سرزد ہو جائے تو فوراً نیکی کرو اور تمہارا اخلا اچھا ہونا چاہیے"۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: اور طبرانی نے اسے حضرت ابوسلمہ سے اور انہوں نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضر معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ) مجھے کوئی نصیحت ارشاد فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فر اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو۔ ہر پتھر کے پاس اور ہر درخت ساتھ اللہ کا ذکر کرو۔"وَاِذَا عَمِلْتَ سَيِّئَةً فَاعْمَلْ بِجَنْبِهَا حَسَنَةً اَلسِّرُّ بِالسِّرِّ وَ الْعَلَانِيَةُ بِالْعَلَانِيَةِ" "اور جب برا عمل کر بیٹھو تو فوراً اس کے ساتھ ہی کوئی نیکی کا کام کر لو (جو گناہ کے اثر کو زائل کر دے) خفیہ (نیکی) خفیہ (گناہ) کے سا اور علانیہ علانیہ کے ساتھ ہو"۔

اس کے راوی ثقہ ہیں۔ ابوسلمہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں کی، اور بیہقی نے بھی اسے بروایت اسمٰعیل بن رافع المدنی عن ثعلبہ بن صالح عن سلیمان بن موسیٰ عن معاذ (رضی اللہ عنہم) روایت کیا ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا، تھوڑی دور چلے پھر ارشاد فرمایا: اے معاذ! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اللہ سے ڈرتے رہنے کی، سچی بات کہنے اور وعدہ پورا کرنے کی، غصہ پی جانے اور نرم کلام کرنے کی، سلام عام کرنے اور امام وقت کے ساتھ رہنے کی، قرآن پاک سمجھنے اور آخرت کے ساتھ محبت کرنے کی، (آخرت کے) حساب و کتاب سے ڈرنے، امیدوں کو تھوڑا کرنے اور حسن عمل کی، اور تمہیں منع کرتا ہوں مسلمان کو گالی دینے، جھوٹے کی تصدیق کرنے اور سچے کو جھوٹا کہنے سے، عادل حکمران کی نافرمانی کرنے اور زمین میں فساد پھیلانے سے۔"يَا مُعَاذُ اذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ كُلِّ شَجَرٍ وَّ حَجَرٍ وَّاَحْدِثْ لِكُلِّ ذَنْبٍ تَوْبَةً اَلسِّرُّ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةُ بِالْعَلَانِيَةِ" "اے معاذ! ہر شجر و حجر کے پاس اللہ کا ذکر کیا کرو اور ہر گناہ پر نئی توبہ کرو، خفیہ کی خفیہ اور علانیہ کی علانیہ"۔

حدیث: حضرت ابوذر اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے دونوں رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ وَ اَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ" "جہاں کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ برائی ہو جانے کے بعد نیکی کا کام کر ڈالو جو اس برائی کو مٹا دے اور لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آؤ"۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) مجھے کچھ نصیحت ارشاد فرمائیے۔ تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی برا عمل کر بیٹھو تو فوراً بعد کوئی نہ کوئی نیکی کر لو جو اس برے

عمل کومحو کردے۔ کہتے ہیں: میں عرض گذار ہوا: یارسول اللہ! (ﷺ) کیا ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہنا بھی نیکیوں میں سے ہے؟ ارشاد فرمایا: ''هِيَ اَفْضَلُ الْحَسَنَاتِ'' ''یہ تو افضل ترین نیکیوں میں سے ہے''۔

اسے امام احمد نے بروایت شمر بن عطیہ عن بعض اشیاخہ عنہ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے کسی عورت کا بوسہ لے لیا۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوا: یارسول اللہ! (ﷺ) مدینہ کے ایک کنارے پر ایک عورت سے میرا واسطہ پڑ گیا اور میں اس کے ساتھ زنا سے کم درجہ کی حرکت کر بیٹھا۔ اب میں حاضر ہوں۔ آپ میرے بارے میں جو چاہیں فیصلہ فرمائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: اللہ تعالیٰ نے تیری پردہ پوشی فرمادی تھی، کاش! تو بھی اپنی پردہ پوشی کرتا۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے کوئی جواب نہیں دیا تو وہ اٹھ کر چلا گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کے پیچھے ایک آدمی بھیج کر اسے واپس بلایا اور یہ آیت تلاوت فرمائی: وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ (ہود): ''اور نماز قائم کر دن کے دونوں کناروں پر اور کچھ رات کے حصوں میں۔ بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے نصیحت قبول کرنے والوں کیلئے) لوگوں میں سے ایک آدمی نے عرض کیا: یا نبی اللہ! (ﷺ) کیا یہ حکم صرف اسی شخص کے ساتھ خاص ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بَلْ لِلنَّاسِ كَافَّةً'' (اسی کے ساتھ خاص نہیں) بلکہ تمام لوگوں کیلئے عام ہے''۔

اسے مسلم وغیرہ نے روایت فرمایا ہے۔

حدیث: حضرت ابو طویل شطب الممد ودرضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت پاک میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اس آدمی کے بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں جو تمام گناہوں کا ارتکاب کرتا ہو، کوئی گناہ ترک نہ کرتا ہو اور اس سلسلے میں اپنی ہر چھوٹی بڑی خواہش وحاجت پوری کر لیتا ہو؟ ''فَهَلْ لِذٰلِكَ مِنْ تَوْبَةٍ؟'' ''کیا ایسے شخص کی توبہ بھی قبول ہوسکتی ہے؟''۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا: کیا تم اسلام قبول کر چکے ہو؟ (اللہ کی طرف سے عطا کردہ علم سے آپ ﷺ نے جان لیا کہ یہ اپنے بارے میں ہی پوچھ رہے ہیں) وہ عرض کرنے لگے: یہ میں ہی ہوں اور اب پڑھتا ہوں: ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ'' ''آپ ﷺ نے فرمایا: نیکی کے کام کرو اور گناہوں کو ترک کر دو تو اللہ تعالیٰ ان گناہوں کو بھی تمہارے لئے نیکیوں میں تبدیل فرما دے گا۔ وہ عرض گذار ہوئے: اور جو میں نے دھوکہ بازیاں کی ہیں اور کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کیا ہے؟ (ان کا کیا ہوگا؟) ارشاد فرمایا: ہاں (وہ بھی بخش دیئے جائیں گے) وہ بولے ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' ''پھر یہی الفاظ کہتے چلے گئے حتیٰ کہ نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

اسے طبرانی اور بزار نے روایت کیا: یہ الفاظ طبرانی کے ہیں اور ان کی اسناد جید قوی ہے۔

ترغیب

عبادت کیلئے وقت نکالنا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ لو لگانا

اور ترہیب

دنیا کو ہی اہم جاننا اور اسی میں منہمک (1) رہنا

حدیث: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا رب فرماتا ہے: اے آدم (علیہ السلام) کی اولاد! میری عبادت کیلئے (دنیوی دھندوں سے) وقت نکالو، میں تمہارے دلوں کو قناعت سے بھر دوں گا اور تمہارے ہاتھ رزق سے بھرپور فرما دوں گا۔ اے اولاد آدم (علیہ السلام) مجھ سے دور مت بھاگو، ورنہ میں تمہارے دلوں کو فقیری سے پر کر دوں گا (کہ بے صبرے ہو جاؤ گے، سب کچھ ہونے کے باوجود، لٹ گئے، کچھ نہیں رہا،

---

(1) فراخی و تنگ دستی، امارت و غربت، خوشحالی و قحط سالی غرضیکہ ہر چیز اسی مالک الملک کے دست قدرت میں ہے۔ جسے جو چاہے عطا فرمائے اور جسے جس میں چاہے مبتلا کر دے۔ کسی کو مجال دم زدن نہیں ہے۔ اپنے کلام مقدس میں بار بار فرماتا ہے:

نمبر 1:۔ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ (سبا)

ترجمہ: (اے حبیب محترم! ﷺ) فرمائیں کہ میرا رب جس کیلئے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کیلئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ لیکن لوگوں کی اکثریت (اس بات کو) نہیں جانتی''۔

نمبر 2:۔ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ یَقْدِرُ لَهٗ ؕ وَ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ ۚ وَ هُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ۝ (سبا)

ترجمہ: '' آپ فرمائیں کہ بے شک میرا رب ہی رزق کشادہ کرتا ہے اپنے بندوں میں سے جس کیلئے چاہے اور جس کیلئے چاہے تنگ کر دیتا ہے۔ اور جو کچھ تم (اس کی راہ میں) خرچ کرتے ہو وہ اس کی جگہ اور عطا فرماتا ہے۔ اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے''۔

نمبر 3:۔ اَوَ لَمْ یَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝ (الزمر)

ترجمہ: '' کیا انہیں معلوم نہیں کہ بے شک اللہ جس کیلئے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور (جس کیلئے چاہتا ہے) تنگ فرما دیتا ہے۔ یقیناً اس میں ایمان والے لوگوں کیلئے نشانیاں ہیں''۔

نمبر 4:۔ وَ لَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَ لٰكِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ ۝ (الشوریٰ)

ترجمہ: '' اور اگر اللہ تعالیٰ کشادہ کر دیتا رزق کو اپنے تمام بندوں کیلئے (سب ہی مال دار ہوتے غریب کوئی نہ ہوتا) تو یہ بندے زمین میں بغاوت کرنے لگتے۔ لیکن وہ نازل کرتا ہے ایک اندازے کے مطابق (جس کیلئے) جتنا چاہتا ہے۔ بلاشبہ وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا اور دیکھتا ہے''۔ جب یہ طے ہے تو بندہ اپنے معبود و مالک و رازق کی عبادت کے اوقات کو ضائع کر کے حصول رزق کی خاطر کیوں ذلیل و رسوا ہوتا پھرتا ہے؟ پھر اس قسام ازلی نے بندوں کو بار بار متنبہ بھی فرما دیا ہے کہ دنیا میں مشغول ہو کر مجھے مت بھولو، جو ہمیں ملنا چاہے گا ہم اسے سب کچھ دیں گے اور جو دنیا کے پیچھے پھرتا رہے گا، ذلت و رسوائی اس کا مقدر ہو گی۔ آیئے اس بارے میں چند آیات ملاحظہ کرتے ہیں:۔

نمبر 1:۔ زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِیْنَ وَ الْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَیْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَیْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ اَلَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اِنَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اَلصّٰبِرِیْنَ وَ الصّٰدِقِیْنَ وَ الْقٰنِتِیْنَ وَ الْمُنْفِقِیْنَ وَ الْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝ (آل عمران) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مارے گئے؟ کہتے پھرو گے) اور تمہارے ہاتھوں کو (بے کار) مصروفیات میں ڈال دوں گا۔ (آج کسی مسلمان کو نماز وغیرہ کا کہہ کر دیکھ لیجئے۔ کہے گا: وقت نہیں ملتا، بہت مصروف ہوں)۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور فرمایا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: مَنْ

(بقیہ صفحہ گزشتہ) ترجمہ: ''خوبصورت بنادی گئی ہے لوگوں کیلئے خواہش عورتوں کی، بیٹوں کی، سونے اور چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانوں کی، نشان زدہ گھوڑوں کی، چوپایوں اور کھیتی کی، یہ سب کچھ تو دنیوی زندگی کا سامان ہے۔ اور اچھا ٹھکانہ تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ (اے محبوب اکرم! ﷺ) آپ فرما دیجئے کہ کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز بتاؤں؟ جن لوگوں نے تقویٰ اختیار کیا ان کیلئے ان کے رب کے پاس باغات ہیں جن کے نیچے ندیاں رواں دواں ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور ان کیلئے پاکیزہ بیویاں ہونگی اور انہیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی بھی حاصل ہوگی۔ اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! بے شک ہم ایمان لائے۔ تو ہمارے لئے ہمارے گناہ بخش دے، اور ہمیں دوزخ کی آگ کے عذاب سے بچالے۔ یہ لوگ صبر کرنے والے، سچ بولنے والے، عاجزی کرنے والے، (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے والے اور بوقت سحر استغفار کرنے والے ہیں''۔

نمبر 2:۔ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝ (النساء)

ترجمہ: ''جو شخص صرف دنیا کا ثواب چاہے (تو یہ اس کی اپنی بدقسمتی ہے) اللہ کے پاس تو دنیا و آخرت دونوں کا ثواب ہے۔ (اور انسان صرف دنیا کے پیچھے پڑا ہوا ہے) اور اللہ تعالیٰ اچھی طرح سننے والا خوب جاننے والا ہے''۔

نمبر 3:۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ (النساء)

ترجمہ: ''(اے رسول اکرم! ﷺ) فرمادیں کہ دنیا کا ساز و سامان تو بہت تھوڑا ہے۔ اور آخرت (کا ثواب) بہتر ہے اس کیلئے جو تقویٰ اختیار کرے اور تم پر کھجور کی گٹھلی کے دھاگہ کے برابر بھی ظلم نہیں ہوگا''۔

نمبر 4:۔ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۥ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ (لقمان)

ترجمہ: ''اے لوگو! ڈرتے رہو اپنے پروردگار سے اور ڈرو اس دن سے کہ جس میں کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے بدلہ نہ دے سکے گا اور نہ کوئی بیٹا ہی اپنے باپ کی طرف سے کوئی بدلہ پیش کر سکے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ تو دنیوی زندگی تمہیں کہیں دھوکے میں نہ ڈال دے۔ اور نہ تمہیں اللہ کے بارے میں بڑا مکار (شیطان) فریب میں مبتلاء کردے''۔

نمبر 5:۔ اِعْلَمُوْۤا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطٰمًا ؕ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ (الحدید)

ترجمہ: ''جان رکھو کہ دنیاوی زندگی تو صرف کھیل تماشہ، سامان زینت، ایک دوسرے کے سامنے آپس میں فخر و غرور اور مال و اولاد میں کثرت حاصل کرنا ہی ہے۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے بادل برسے جس سے کسان کو اپنی کھیتی (کی شادابی) خوش کر دے۔ پھر وہ کھیتی سوکھنے لگے کہ تو اس کا رنگ زرد پڑتا ہوا دیکھے پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جائے (بالکل تباہ ہو جائے) اور آخرت میں (دنیاداروں کیلئے) شدید عذاب ہوگا اور (خدا پرستوں کیلئے) اللہ کی طرف سے بخشش اور خوشنودی ہوگی، اور اس دنیا کی زندگی تو محض ایک دھوکہ ہی ہے''۔

نمبر 6:۔ سَابِقُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ (الحدید)

ترجمہ: ''تیزی کے ساتھ اپنے رب کی مغفرت کی طرف بڑھو اور اس جنت کی طرف بڑھو جس کی چوڑائی آسمان و زمین کی چوڑائی کے برابر ہے جو تیار فرمائی گئی ہے ان لوگوں کیلئے جو اللہ اور اس کے رسولوں (علیہم السلام) پر ایمان لے آئے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو وہ چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے''۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ۝ (الشوریٰ) ''جو شخص آخرت کی کھیتی طلب کرے ہم اس کی اس کھیتی میں اور اضافہ فرما دیں گے اور جو بندہ صرف دنیا کی کھیتی کا ہی طلبگار رہو، ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے۔ اور آخرت میں اس کیلئے کوئی حصہ نہیں ہوگا) ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے بنی آدم! میری عبادت کیلئے فراغت حاصل کر میں تجھے دل کی مالداری عطا فرماؤں گا۔ اور تنگ دستی کو تجھ سے روک دوں گا۔ اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تیرے سینے کو (دنیا کی) مصروفیات سے بھر دوں گا اور تنگ دستی کو تجھ سے نہیں روکوں گا (بلکہ تجھ پر مسلط کروں گا)۔

اسے ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان نے مختصراً، حاکم اور بیہقی نے روایت کیا، یہ الفاظ ترمذی کے ہیں اور انہوں نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے نیز حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: آفتاب جب بھی

(بقیہ صفحہ گزشتہ) نمبر 7:۔ مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَاۤ اٰتٰىكُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ۝ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ (الحدید)

ترجمہ: ''کوئی مصیبت نہیں آتی زمین پر اور نہ تمہاری جانوں پر مگر وہ لکھی ہوئی ہے کتاب میں اس سے پہلے کہ ہم اس کو پیدا کریں۔ بے شک یہ بات اللہ تعالیٰ کیلئے نہایت آسان ہے۔ تاکہ تم غمزدہ نہ ہو جاؤ اس چیز پر جو تمہیں نہ مل سکے اور اترانے نہ لگو اس پر جو تمہیں حاصل ہو جائے۔ اور اللہ پسند نہیں فرماتا کسی مغرور شیخی باز کو، یہ لوگ وہ ہیں جو خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی بخل کرنے کا حکم دیتے ہیں اور جو روگردانی کرے تو اللہ ہی بے نیاز سب تعریفوں کا مالک ہے''۔

نمبر 8:۔ اِنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (التغابن)

ترجمہ: ''بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایک آزمائش ہیں اور اللہ ہی کے پاس اجر عظیم ہے۔ تو تم جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو، اور اس کا حکم سنو اور اسے بجالاؤ اور اس کی راہ میں خرچ کرتے رہو، یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور جنہیں ان کے نفس کے بخل سے بچالیا گیا تو یہی لوگ کامیابیاں حاصل کرنے والے ہیں''۔

نمبر 9:۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (المنافقون)

''اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں کہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دے، اور جنہوں نے ایسا کیا تو وہی لوگ گھاٹے میں ہوں گے''۔

نمبر 10:۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ۝ (الاعلیٰ)

ترجمہ: ''بلاشبہ وہی کامیاب ہوا جس نے اپنے آپ کو (دنیوی آلائشوں سے) پاک کر لیا، اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔ بلکہ تم تو دنیوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت اس سے بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔ بے شک یہ سب کچھ پہلے صحیفوں میں لکھا ہوا ہے۔ یعنی ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کے صحیفوں میں''۔

چیست دنیا؟ از خدا غافل بودن　　　　نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

مال و اولاد کا ہونا دنیاداری نہیں بلکہ خدا سے غافل ہو جانے کا نام دنیا ہے۔ (مترجم)

طلوع ہوتا ہے اس کی دونوں جانب دوفرشتے بھیجے جاتے ہیں جو سوائے ثقلین (جن وانس) کے تمام اہل زمین کو سنا کر کہتے ہیں: "یَا اَیُّهَا النَّاسُ هَلُمُّوْا اِلٰی رَبِّکُمْ فَاِنَّ مَا قَلَّ وَکَفٰی خَیْرٌ مِّمَّا کَثُرَ وَاَلْهٰی" "اے لوگو! (کثرت عبادت کے ذریعے) اپنے پروردگار کی بارگاہ میں بھاگ کر حاضر ہو جاؤ۔ بے شک وہ چیز (مال و دولت) جو اگر چہ تھوڑی ہو مگر (ضروریات زندگی کو) کفایت کرے وہ بہتر ہے اس چیز سے جو اگر چہ بہت زیادہ ہو مگر (اللہ سے) غافل کر دے۔" اور سورج ہرگز غروب نہیں ہوتا مگر اس کے دونوں طرف دوفرشتے بھیجے جاتے ہیں جو بآواز بلند پکارتے ہیں: "اَللّٰهُمَّ عَجِّلْ لِّمُنْفِقٍ خَلَفاً وَّ عَجِّلْ لِّمُمْسِكٍ تَلَفاً" "اے اللہ! اپنی راہ میں خرچ کرنے والے کو جلد بدلہ عطا فرما اور کنجوس کے مال کو بہت جلد تباہ و برباد فرما"۔

اسے امام احمد، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ حاکم کے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ نیز بیہقی نے بھی اسے بطریق حاکم روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ ہیں "اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جس دن بھی سورج طلوع ہوتا ہے اس کی دونوں جانب دوفرشتے ہوتے ہیں جو ایسی آواز کے ساتھ پکار کرتے ہیں جسے جنوں اور انسانوں کے سوا اللہ کی ساری مخلوق سنتی ہے (کہتے ہیں:) اے انسانو! اپنے رب کی بارگاہ کی طرف دوڑو۔ یقیناً وہ چیز جو اگر چہ تھوڑی ہو مگر کافی ہو وہ اس چیز سے کہیں بہتر ہے جو ہو تو بہت مگر ذکر الٰہی سے غفلت میں مبتلاء کر دے، اور سورج ہرگز غروب نہیں ہوتا مگر اس کی دونوں جانب دوفرشتے ہوتے ہیں جو ایسی آواز سے پکارتے ہیں جسے جنوں اور انسانوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق سنتی ہے (وہ کہتے ہیں:) "اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقاً خَلَفاً وَّ اَعْطِ مُمْسِکاً تَلَفاً" "اے اللہ! (اپنی راہ میں) خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما اور کنجوس کے مال کو تباہ کر ڈال۔" اور اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے اس قول کہ لوگو! اپنے رب کی بارگاہ کی طرف دوڑ کر آؤ۔ کے بارے میں سورۂ یونس کے اندر قرآن پاک کی یہ آیت نازل فرمائی ہے: وَاللّٰهُ یَدْعُوْۤا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۲۵﴾ (یونس)

"اور اللہ تعالیٰ بلاتا ہے (لوگوں کو) سلامتی والے گھر (جنت) کی طرف، اور وہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرماتا ہے) اور فرشتوں کے اس قول کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بدلہ عطا فرما اور کنجوس کے مال کو تباہ کر"۔ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائی ہیں: وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی ﴿۱﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰی ﴿۲﴾ وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰۤی ﴿۳﴾ اِنَّ سَعْیَکُمْ لَشَتّٰی ﴿۴﴾ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی ﴿۵﴾ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی ﴿۶﴾ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰی ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی ﴿۸﴾ وَکَذَّبَ بِالْحُسْنٰی ﴿۹﴾ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰی ﴿۱۰﴾ (اللیل) "قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے اور قسم ہے دن کی جب وہ خوب چمک اٹھے اور قسم اس کی جس نے نر و مادہ پیدا کئے بے شک تمہاری کوششیں مختلف قسموں کی ہیں۔ تو جس نے (اللہ کی راہ میں) مال دیا اور اللہ سے ڈرتا رہا۔ اور جس نے اچھی بات (دین اسلام) کی تصدیق کی، ہم اس کیلئے آسان راہیں مزید آسان کر دیں گے اور جس نے کنجوسی کی اور بے پروائی اختیار کر لی اور اچھی بات کو جھٹلایا تو ہم اس کیلئے آسان کر دیں گے (جہنم کی) مشکل راہیں"۔

حدیث: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہاں تک تم سے

ہو سکے دنیا کی مصروفیات سے (عبادتِ الٰہی کیلئے) وقت فارغ کیا کرو کیونکہ جس شخص کی سب سے بڑی مصروفیت صرف دنیا ہی ہو (اور عبادات وادائے حقوق کیلئے کوئی فارغ وقت نہ ہو) تو اللہ تعالیٰ اس کے کاروبار کو تو پھیلا دے گا (اگر وہ چاہے گا) جبکہ اس کی بدحالی (و پریشانی) اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان رکھ دے گا (نہ دیکھنے والے کو اور نہ خود کو کبھی خوشحال نظر آئے گا) اور جس بندے کی سب سے زیادہ مصروفیت آخرت کیلئے اعمال میں) ہو، اللہ تعالیٰ اس کے (دنیا وآخرت کے) تمام معاملات درست فرمادے گا اور اس کے دل میں مال (کی قناعت) ڈال دے گا۔ ''وَ مَا اَقْبَلَ عَبْدٌ بِقَلْبِهٖ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ قُلُوْبَ الْمُؤْمِنِيْنَ تَفِدُ اِلَيْهِ بِالْوُدِّ وَ الرَّحْمَةِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلَيْهِ بِكُلِّ خَيْرٍ اَسْرَعَ'' اور جو بندہ اپنے دل کے ساتھ اللہ عزوجل کی طرف متوجہ ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کے دلوں کو اس کیلئے ایسا مائل کر دے گا کہ محبت و رحمت کے ساتھ اس کی طرف جھکتے چلے جائیں گے اور اللہ عزیز وجلیل ہر بھلائی اس کی طرف بہت جلد پہنچا دیا کرے گا۔

اسے طبرانی نے کبیر و اوسط میں اور بیہقی نے کتاب الزہد میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس شخص کی صرف دنیا ہی مطلوب ہو، اللہ تعالیٰ اس کے کام پراگندہ کر دے گا اور اس کی تنگ دستی و بدحالی اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دے گا۔ اور اس کو دنیا بھی اتنی ہی دے گا جتنی اس کے مقدر میں لکھی گئی ہے۔ ''وَمَنْ كَانَتِ الْاٰخِرَةُ نِيَّتَهٗ جَمَعَ اللّٰهُ لَهٗ اَمْرَهٗ وَجَعَلَ غِنَاهُ فِيْ قَلْبِهٖ وَ اَتَتْهُ الدُّنْيَا وَ هِيَ رَاغِمَةٌ'' اور جس بندے کی نیت آخرت کمانا ہوگی، اللہ تعالیٰ اس کے کام درست فرمادے گا اور مالداری (قناعت) اس کے دل میں ڈال دے گا اور یہ دنیا ذلیل و خوار ہو کر اس کے پاس حاضر (1) ہوا کرے گی۔''

اسے ابن ماجہ اور طبرانی نے روایت کیا۔ ابن ماجہ کے راوی ثقہ ہیں۔ (طبرانی کے الفاظ کچھ مختلف ہیں) نیز اسی مفہوم کی احادیث ترمذی، ابن حبان، بزار وغیرہم نے بھی بالفاظ مختلفہ روایت کی ہیں)۔

حدیث: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَنِ

---

(1) مندرجہ بالا دو احادیث کا مفہوم قرآن پاک کی یہ آیات بھی بیان فرماتی ہیں:

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ۝ (بنی اسرائیل)

ترجمہ: ''جو صرف دنیا ہی طلب کرتا ہے تو ہم اسی دنیا میں جتنا جس کو چاہتے ہیں، دے دیتے ہیں پھر ہم اس کیلئے جہنم مقرر فرما دیتے ہیں، وہ اس میں اس حالت میں داخل ہوگا کہ مذمت شدہ دھتکارا ہوا ہوگا۔ اور جو بندہ آخرت کی طلب رکھتا ہے اور اس کیلئے پوری پوری محنت کرتا ہے جبکہ ہو مؤمن تو یہی وہ لوگ ہیں جن کی محنت و کوشش مقبول ہوگی۔ ہم ہر ایک کی مدد فرماتے ہیں، ان کی بھی (جو طالبِ دنیا ہیں) اور ان کی بھی (جو آخرت کے متلاشی ہیں) آپ کے رب کی بخشش سے اور آپ کے رب کی عطائیں کسی کیلئے بند نہیں ہیں۔ دیکھو! ہم نے کیسی بزرگی دی ان کے بعض کو بعض پر (کسی کو کم دیا کسی کو زیادہ) اور آخرت یقیناً درجوں کے لحاظ سے بڑی اور فضیلت کے لحاظ سے بہت اعلیٰ ہے''۔ (مترجم)

اِنْقَطَعَ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ كَفَاهُ اللّٰهُ كُلَّ مُؤْنَةٍ وَّ رَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنِ انْقَطَعَ اِلَى الدُّنْيَا وَكَّلَهُ اللّٰهُ اِلَيْهَا'' جو اللہ عزوجل کیلئے (سب غلط کاموں اور ناجائز طلب دنیا سے) الگ تھلگ ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ ہر مشکل میں اس کیلئے کافی ہوتا ہے اور اسے وہاں سے رزق فراہم فرماتا ہے جہاں سے (رزق ملنے کا) اسے گمان تک بھی نہیں ہوتا (1)۔ اور جو (کم نصیب) دنیا کی خاطر (اللہ کے کاموں سے) الگ ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے دنیا کے حوالے کر دیتا ہے (اور اپنا دست رحمت اٹھالیتا ہے)۔ اسے ابوالشیخ ابن حبان اور بیہقی نے بروایت حسن عن عمران روایت کیا۔ ان کی سماعت میں اختلاف ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اقدس ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''مَنْ جَعَلَ الْهَمَّ هَمًّا وَّاحِدًا كَفَاهُ اللّٰهُ هَمَّ دُنْيَاهُ وَمَنْ تَشَعَّبَتْهُ الْهُمُوْمُ لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ فِيْ اَيِّ اَوْدِيَةِ الدُّنْيَا هَلَكَ'' جو شخص اپنی تمام مصروفیات کو ایک ہی مصروفیت (طلب رضاء الٰہی) میں تبدیل کر لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے اس کے دنیا کے غموں کیلئے خود کافی ہو جاتا ہے اور جس کی مصروفیات بہت پھیل جائیں (خدا کیلئے کوئی وقت نہ ہو) تو اللہ تعالیٰ کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہوگی کہ دنیا کی کون سی وادی میں وہ ہلاک ہوتا ہے۔''

اسے حاکم نے اور بیہقی نے روایت کیا اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور ابن ماجہ نے بھی اسے ایک حدیث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان پاک ہے ''مَنْ اَصْبَحَ وَهَمُّهُ الدُّنْيَا فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ'' جو شخص صبح بیدار ہو اور اس کا ارادہ صرف دنیا ہی اکٹھی کرنا ہے تو اس (بدنصیب) کا اللہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ (مسلمان کو تو صبح صبح اللہ کو یاد کرنا چاہیے نماز و تلاوت قرآن کے بعد دنیا کا خیال کرے)۔ یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضرت نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ اَصْبَحَ حَزِيْنًا عَلَى الدُّنْيَا اَصْبَحَ سَاخِطًا عَلٰى رَبِّهٖ'' جس نے دنیا (حاصل کرنے) کے غم میں صبح کی، اس نے اپنے رب (کی رحمت، تقسیم رزق اور تقدیر) پر ناراضگی کی حالت میں صبح کی (2)''۔ اسے بھی طبرانی نے روایت کیا ہے۔

---

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝ (الطلاق)

''اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہے، اللہ اس کیلئے راہ نجات بنا دیتا ہے۔ اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ اور جو بندہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کیلئے کافی ہوتا ہے۔ یقیناً اللہ اپنے کام پورے کرنے والا ہے۔ اللہ نے ہر چیز کیلئے ایک اندازہ مقرر فرما رکھا ہے۔ (مترجم)

(2) خیال رہے کہ احادیث مذکورۃ الصدر اور حاشیہ میں دی گئی آیات کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ مسلمان کاروبار زندگی چھوڑ کر تارک دنیا ہو جائے کہ یہ تو اسلام میں جائز ہی نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ مؤمن کی زندگی، کاروبار، مال، اولاد اور باقی سب کچھ اللہ کی رضا کیلئے ہونا چاہیے۔ مسلمان حلال ذرائع سے مال ماسے ... خوب کمائے مگر خدا و مصطفیٰ جل وعلاو ﷺ کو کبھی فراموش نہ کرے۔ (مترجم)

ترغیب

دنیا میں بدعملی اور فساد کے وقت نیک اعمال کرنا

حدیث: حضرت ابو امیہ الشعبانی سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: میں نے حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے ابوثعلبہ! آپ اس آیت کے بارہ میں کیا کہتے ہیں: عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ(1) ''اپنی اپنی جانوں کی فکر کرو۔''؟ انہوں نے فرمایا: سنو! میں نے اس کے متعلق بڑی ہی خبردار ہستی سے سوال کیا تھا یعنی میں نے اس کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا تھا۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: نیکی کا حکم کرتے اور برائی سے روکتے رہو یہاں تک کہ جب تم دیکھو کہ بخل کی اطاعت ہے، حرص وطمع کی اتباع ہے، (ہر چیز پر) دنیا کو ترجیح دی جاتی ہے اور ہر شخص اپنی ہی رائے پر اتراتا ہے تو (اس وقت) صرف اپنی ہی جان کی فکر کرو اور عوام کو چھوڑ دو۔ ''فَاِنَّ مِنْ وَّرَآئِكُمْ اَيَّامَ الصَّبْرِ اَلصَّبْرُ فِيْهِنَّ مِثْلُ الْقَبْضِ عَلَى الْجَمْرِ لِلْعَامِلِ فِيْهِنَّ مِثْلُ اَجْرِ خَمْسِيْنَ رَجُلًا يَعْمَلُوْنَ مِثْلَ عَمَلِهٖ'' کیونکہ تمہارے بعد صبر کرنے کے دن ہوں گے، ان دنوں میں صبر کرنا چنگاری کو ہاتھ میں پکڑنے کے مترادف ہوگا، ان ایام میں (نیک) عمل کرنے والے کو تم جیسے پچاس آدمیوں کے عمل کے برابر ثواب ملے گا۔''

اسے ابن ماجہ، ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابوداؤد نے یہ الفاظ زائد روایت کئے ہیں: ''عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) اس زمانہ میں نیک عمل کرنے والے کو جو پچاس آدمیوں کے برابر ثواب ملے گا) کیا وہ ہمارے (زمانہ صحابہ) جیسے پچاس آدمیوں کا ثواب ہوگا یا ان (زمانۂ فتنہ) کے پچاس آدمیوں جیسا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بَلْ اَجْرُ خَمْسِيْنَ مِنْكُمْ'' بلکہ تم میں سے پچاس آدمیوں کے برابر اجر ملے گا''۔

حدیث: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''عِبَادَةٌ فِي الْهَرَجِ كَهِجْرَةٍ اِلَيَّ'' ''فتنہ و بدعملی کے زمانہ میں عبادت کرنا (ثواب میں) میری طرف (مکہ سے مدینہ کی طرف) ہجرت کرنے کی مثل ہے''۔

اسے مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت فرمایا۔ رحمہم اللہ۔

---

(1) با حوالہ پوری آیت کریمہ یوں ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (المائدہ)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تم پر اپنی جانوں کی فکر لازم ہے، نہیں نقصان پہنچا سکے گا تمہیں جو گمراہ ہوا جبکہ تم خود ہدایت یافتہ ہو۔ تم سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ پھر وہ تمہیں تمہارے اعمال کی خبر دے گا''۔ جب تک اصلاح احوال کی امید ہو وعظ و نصیحت اور تبلیغ و تذکیر کا سلسلہ بند نہیں کرنا چاہیے اور جب امید اصلاح نہ رہے تو خاموشی اگرچہ جائز ہے مگر سلسلہ وعظ و تبلیغ پھر بھی جاری رکھنا افضل ہے کیونکہ اگر کسی پر کوئی اثر نہ بھی ہوا تو مبلغ و واعظ کو تو بہر حال ثواب حاصل ہوتا رہے گا۔ (مترجم)

ترغیب

عمل اگرچہ تھوڑا ہو مگر ہمیشہ جاری رہنا چاہئے

حدیث: اماں عائشہ صدیقہ عفیفہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس ایک چٹائی تھی۔ آپ ﷺ رات کو اس کا ایک حجرہ سا بنا لیتے اور اس میں نماز ادا فرمایا کرتے، دن کے وقت اسے بچھا لیتے اور اس پر تشریف فرما ہوتے۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم بھی نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے لگے کہ آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ سکیں۔ حتیٰ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی کثرت ہوگئی تو آپ ﷺ نے ان پر توجہ کی اور ارشاد فرمایا: لوگو! اتنے اعمال اختیار کرو جتنی تم طاقت رکھتے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ (تو اجر و ثواب دیتے ہوئے) نہیں تھکتا، تم عمل کر کے تھک جاتے ہو(1)۔ ''وَ اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ مَادَامَ وَاِنْ قَلَّ'' ''اور یقین کرلو کہ اللہ کے ہاں محبوب ترین عمل وہ ہے جو ہمیشہ (پابندی کے ساتھ) کیا جائے اگرچہ قلیل ہی ہو''۔ ایک اور روایت کے الفاظ ہیں ''وَکَانَ اٰلُ مُحَمَّدٍ اِذَا عَمِلُوْا عَمَلًا اَثْبَتُوْہُ'' اور حضرت محمد مصطفیٰ (علیہ التحیۃ والثناء) کی آل پاک کا دستور یہ تھا کہ جب کوئی عمل کرتے تو پھر اسے ہمیشہ کرتے رہتے تھے۔'' ایک اور روایت میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ؟ قَالَ اَدْوَمُہٗ وَ اِنْ قَلَّ'' ''اللہ کے رسول ﷺ سے سوال پوچھا گیا کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عمل کون سا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ عمل جس پر ہمیشگی کی جائے اگرچہ تھوڑا ہی ہو۔'' اور ایک اور روایت میں یوں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (ہر معاملہ میں) میانہ روی اختیار کرو اور (اللہ کا) قرب چاہو اور جان لو کہ تم میں سے کسی کو اس کا عمل جنت میں داخل نہیں کریگا (بلکہ یہ تو رحمت خداوندی سے ہوگا اور نفلی اعمال طاقت کے مطابق کرو خود کو مصیبت میں مت ڈال لو) ''وَ اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ اَدْوَمُھَا وَاِنْ قَلَّ'' اور بے شک اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل وہ ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ تھوڑا ہی ہو(2)''۔

ان سب کو بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے روایت فرمایا ہے۔

حدیث: حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا: کیا رسول اللہ ﷺ (کسی عبادت کیلئے) دنوں میں سے کوئی دن خاص فرمایا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا: ''لَا کَانَ

---

(1) چونکہ یہ نفل نماز تھی، اس لئے حضور انور ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا: اگر نماز فرض ہوتی تو یہ ارشاد نہ ہوتا کیونکہ جماعت میں شمولیت کیلئے تو سختی کے ساتھ حکم فرمایا گیا ہے۔ (مترجم)

(2) یاد رکھنا چاہیے کہ ہمارے لئے راہ نجات صرف وہی ہے جو اللہ و رسول جل وعلاو ﷺ نے متعین فرمادی ہے۔ فرض سے غافل ہو کر نفل میں مشغول ہونا، مسجد میں نماز فرض کی جماعت ترک کر کے ذکر کی محافل میں شریک ہونا، کلمہ، نماز اور قرآن درست نہ کرنا اور ہر وقت تسبیح کے دانے گراتے رہنا، ماں باپ اور دیگر رشتے داروں کے حقوق تلف کر کے پیروں فقیروں کے پیچھے پھرنا وغیرہ اسلامی تعلیمات کے بالکل برخلاف ہے۔ ایسے اعمال سے خدا و مصطفےٰ جل وعلا و ﷺ کی رضا کبھی حاصل نہیں ہو سکتی، اللہ ہم سب کو اپنی رضا و خوشنودی عنایت فرمائے۔ آمین۔ (مترجم)

عَمَلُهٗ دِيمَةً وَ اَيُّكُمْ يَسْتَطِيعُ مَاكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَطِيعُ؟"" نہیں، آپ کی عبادت ہمیشہ ہوتی تھی۔ اور تم میں سے کون اتنی عبادت کی طاقت رکھتا ہے جتنی رسول اللہ ﷺ رکھتے تھے؟۔"

اسے ابوداؤد (اور مسلم) اور ترمذی نے روایت کیا۔ ترمذی کے الفاظ ہیں: "كَانَ اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا دِيْمَ عَلَيْهِ" "رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب عمل وہ تھا جس پر ہمیشگی کی جاتی"۔ اور ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ ام المؤمنین عائشہ اور ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ کون سا عمل پسند تھا؟ انہوں نے جواب دیا "مَا دِيْمَ عَلَيْهِ وَاِنْ قَلَّ" "(آپ ﷺ کا پسندیدہ ترین وہ عمل تھا) جس پر ہمیشگی کی جاتی اگر چہ وہ قلیل ہی ہوتا۔"

حدیث: ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رحلت فرمائی جبکہ آپ کی اکثر نمازیں بیٹھ کر ہوتی تھیں۔ "وَ كَانَ اَحَبَّ الْعَمَلِ مَادَامَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ وَ اِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيْرًا" "اور آپ ﷺ کو وہ عمل زیادہ محبوب تھا جس پر بندہ ہمیشہ عمل کرتا رہے، اگر چہ وہ تھوڑا سا ہی ہو۔"

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

ترغیب

فقر و تنگ دستی

فقراء و مساکین اور کمزوروں کی فضیلت، ان کے ساتھ محبت اور میل ملاپ رکھنا

حدیث: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ عَقَبَۃً کَئُوْداً لَا یَنْجُوْ مِنْھَا اِلَّا کُلُّ مُخِفٍّ'' ''بے شک تمہارے سامنے (قیامت کے حساب و کتاب کی) ایک مشکل گھاٹی ہے جسے سوائے ہلکے بوجھ والے کے کوئی عبور نہ کر سکے گا''۔

اسے بزار نے باسناد حسن روایت کیا۔

حدیث: حضرت ام درداء حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہما سے روایت کرتی ہیں کہ میں نے ان سے (ابو درداء رضی اللہ عنہ) سے پوچھا: تم وہ (مال و دولت) کیوں نہیں تلاش کرتے جس کی طلب فلاں فلاں لوگ رکھتے ہیں؟ وہ فرمانے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: یقیناً تمہارے آگے ایک دشوار گذار گھاٹی ہے جس پر سے زیادہ بوجھ والے نہیں گذر سکیں گے ''فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَتَخَفَّفَ لِتِلْکَ الْعَقَبَۃِ'' اس لئے میں پسند کرتا ہوں کہ خود کو اس گھاٹی سے گذرنے کیلئے ہلکا رکھوں''۔

اسے طبرانی نے باسناد صحیح روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک روز اللہ کے رسول ﷺ حضرت ابوذر (رضی اللہ عنہ) کا ہاتھ پکڑے ہوئے باہر تشریف لائے۔ اور فرمایا: اے ابوذر! تمہیں معلوم ہے کہ ہمارے سامنے ایک دشوار گذار گھاٹی ہے جس پر سوائے تھوڑے بوجھ والے کے کوئی نہ چڑھ سکے گا؟ ایک آدمی عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ! (ﷺ) کیا میں ہلکے بوجھ والوں میں سے ہوں یا زیادہ بوجھ والوں میں سے؟ فرمایا: کیا تمہارے پاس ایک دن کا کھانا ہے؟ اس نے عرض کیا: ہاں اور کل کیلئے بھی ہے، فرمایا: اور کیا کل کے بعد کیلئے بھی خوراک جمع کر رکھی ہے؟ بولا کہ نہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ''لَوْ کَانَ عِنْدَکَ طَعَامُ ثَلَاثٍ کُنْتَ مِنَ الْمُثْقَلِیْنَ'' ''اگر تمہارے پاس تین روز کا کھانا جمع ہوتا تو تم بھاری بوجھ والوں میں سے ہوتے''۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی سرور ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ لَیَحْمِیْ عَبْدَہُ الْمُؤْمِنَ الدُّنْیَا وَھُوَ یُحِبُّہٗ کَمَا تَحْمُوْنَ مَرِیْضَکُمُ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ'' ''اللہ عزیز و جلیل اپنے بندے کو دنیا (کے ناجائز مال و اسباب) سے بچاتا ہے جبکہ اس سے محبت رکھتا ہے جیسے تم اپنے (کسی عزیز) بیمار کو کھانے پینے سے پرہیز کراتے ہو(1)''۔

(1) یعنی اپنے محبوب مؤمن بندے کو اللہ تعالیٰ دنیا کا وہ مال و اسباب نہیں دیتا جس سے بندہ اپنے پروردگار سے غافل ہو جائے۔ وہ مال و اسباب دنیا جس سے بندہ اپنے مولیٰ کی رضا کا طالب ہو در حقیقت وہ دنیا ہے ہی نہیں بلکہ وہ تو خالص دین ہے۔ (مترجم)

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَبْدًا حَمَاهُ الدُّنْيَا كَمَا يَظَلُّ اَحَدُكُمْ يَحْمِى سَقِيْمَهُ الْمَآءَ'' جب اللہ عزوجل اپنے کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو اسے دنیا سے محفوظ فرماتا ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنے بیمار کو پانی سے بچاتا ہے۔''

اسے طبرانی نے باسناد حسن، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے ابوقتادہ کی حدیث کے الفاظ سے روایت کیا اور حاکم نے کہا کہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور نبی اقدس ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اِطَّلَعْتُ فِى الْجَنَّةِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَآءَ وَاطَّلَعْتُ فِى النَّارِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَآءَ'' میں نے جنت میں جھانکا تو میں نے اکثر اہل جنت فقراء دیکھے اور میں نے دوزخ میں نظر کی تو دوزخ میں اکثریت عورتوں کی دیکھی۔''

اسے امام بخاری و مسلم نے روایت کیا۔ نیز امام احمد نے بھی اسے باسناد جید حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کیا۔ مگر ان کے ہاں یہ الفاظ ہیں: ''وَاطَّلَعْتُ فِى النَّارِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْاَغْنِيَآءَ وَالنِّسَآءَ'' اور میں نے دوزخ میں نظر کی تو اہل دوزخ کی اکثریت مال داروں اور عورتوں کی دیکھی۔'' (مال دار اپنے مال سے اللہ اور خلق اللہ کے مالی حقوق ادا نہ کر کے اور عورتیں اپنے شوہروں کی نافرمانی کر کے دوزخ میں پہنچیں گی)۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ حضور نبی مکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت موسیٰ صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے عرض کیا: اے پروردگار! تو اپنے مؤمن بندے پر اس دنیا میں (مال وغیرہ کی) تنگی فرماتا ہے؟ اس کی کیا وجہ ہے؟ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں: اس پر موسیٰ علیہ السلام کے سامنے جنت کا ایک دروازہ کھول دیا گیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس کی طرف نظر کی (مؤمن کیلئے باغات محلات اور دیگر نعمتیں دیکھیں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یاموسیٰ! هٰذَا مَا اَعْدَدْتُ لَهٗ'' ''میں نے مؤمن بندے کیلئے یہ سب کچھ تیار فرما رکھا ہے۔ اس پر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے پروردگار! تیری عزت و جلال کی قسم، اگر یہ مؤمن بندہ ہاتھ پاؤں سے معذور ہو اور جب سے تو نے مخلوق پیدا فرمائی ہے اس وقت سے لے کر قیامت کے روز تک منہ کے بل چلتا رہے تب بھی اس کو کوئی تنگی و تکلیف محسوس نہ ہو جبکہ اس کا ٹھکانہ یہ ہو (جو جنت میں میں نے دیکھا ہے) آپ ﷺ فرماتے ہیں: (ایک روز) پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب! تو اپنے کافر بندے پر اس دنیا میں (مال و دولت کی) وسعت فرماتا ہے؟ فرمایا کہ اس پر موسیٰ علیہ السلام کے سامنے دوزخ کا ایک دروازہ کھولا گیا (اور آپ نے دوزخ کے عذاب ملاحظہ فرمائے) موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا گیا: ''يَا مُوْسٰى هٰذَا مَا اَعْدَدْتُ لَهٗ'' ''اے موسیٰ! میں نے اس کافر کیلئے یہ عذاب تیار کئے ہوئے ہیں۔ تو موسیٰ علیہ السلام عرض کرنے لگے: اے میرے رب! تیری عزت و جلال کی قسم، جب سے تو نے یہ مخلوق پیدا فرمائی ہے، اس وقت سے

لے کر روزِ قیامت تک ساری دنیا اس کو مل جائے جبکہ اس کی منزل وہ ہے (جو میں ملاحظہ کر چکا ہوں) تو بھی ہرگز وہ کوئی اچھائی نہ دیکھ سکے گا۔ (معلوم ہوتا ہے، کافروں کے پاس مال و دولت اور آسائشات دنیا کی کثرت اور اہل ایمان کا تنگ و فاقہ مست ہونا کوئی نئی بات نہیں، مؤمن کی آسائش جنت میں ہے)۔

اسے امام احمد نے بطریق ابن لہیعہ عن دراج روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اللہ عزوجل کی مخلوق میں سے سب سے پہلے جنت میں کون داخل ہوگا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: "اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ" "اللہ اور اس کے رسول (جل وعلاو ﷺ) ہی بہتر جانتے ہیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا: وہ وہ فقراء و مہاجرین ہیں جن کے ذریعہ سرحدوں کی حفاظت ہوتی ہے اور ان ہی کے طفیل مصائب زمانہ سے نجات طلب کی جاتی ہے۔ اور (ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ) ان میں سے کوئی اس حال میں فوت ہو جاتا ہے کہ اس کی (دنیوی) حاجات اس کے سینے میں رہ جاتی ہیں، انہیں پوری کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اللہ عزوجل (بروز قیامت) اپنے فرشتوں میں سے جنہیں چاہے گا حکم دے گا: (اے فرشتو!) ان (فقراء و مہاجرین) کے پاس حاضر ہو کر انہیں سلام عرض کرو۔ تو فرشتے عرض کریں گے: اے ہمارے رب! ہم تیرے آسمان کے ساکنین اور تیری مخلوق میں افضل ہیں، ہمیں حکم فرماتا ہے کہ ہم ان کے پاس جائیں اور ان پر سلام پیش کریں؟ (یہ عرض و معروض بطور اعتراض نہ ہوگی بلکہ ان پاک لوگوں کے مراتب کو مزید اجاگر کرنے کیلئے ہوگی) اللہ تعالیٰ فرمائے گا: بلا شبہ یہ میرے وہ بندے ہیں جنہوں نے میری عبادت کی، میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا، ان کے طفیل سرحدوں کی حفاظت ہوتی تھی اور ان کی برکت سے حوادث زمانہ سے بچاؤ حاصل کیا جاتا تھا۔ اور جب ان میں سے کوئی وفات پاتا تو اس کے دل کی خواہشیں دل ہی میں رہ جاتی تھیں۔ (مالی تنگی کی بنا پر) انہیں پورا کرنے کی استطاعت نہ رکھتا تھا۔ فرمایا کہ پھر اس وقت فرشتے ان کے پاس آئیں گے اور جنت کے ہر دروازے سے یہ کہتے ہوئے ان پر داخل ہوں گے: سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ "تم پر سلامتی ہو اس وجہ سے کہ تم نے صبر کیا پس آخرت کا یہ گھر (تمہارے لئے) کیا ہی عمدہ ہے (1)۔"

---

(1) قرآن حکیم بیان فرماتا ہے:

وَالَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً وَّیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآىِٕهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓىِٕكَةُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝ (الرعد)

ترجمہ: "اور وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر صبر کیا اور نماز قائم کی اور ہمارے عطا فرمائے رزق سے (ہماری راہ میں) خرچ کیا پوشیدہ بھی اور علانیہ بھی اور برائی کو نیکی کے ذریعہ دور کرتے رہے انہیں کے لئے ہیں آخرت کے گھر کی نعمتیں۔ سدا بہار باغات ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے اور وہ بھی داخل ہوں گے جو ان کے آباء و اجداد، بیویوں اور ان کی اولاد میں سے نیکوکار ہوں گے۔ اور فرشتے ہر دروازے میں سے یہ کہتے ہوئے ان پر داخل ہوں گے کہ تم پر سلام ہو اس وجہ سے کہ تم نے صبر کیا پس (اب یہ تمہارے لئے) آخرت کا گھر کتنا اچھا اور عمدہ ہے"۔ (مترجم)

اسے امام احمد و بزار نے روایت کیا، دونوں کے راوی ثقہ ہیں، نیز ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں اسے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا حوض کوثر عدن (شام میں ایک شہر) سے لے کر عمان (یمن میں ایک شہر کا نام) تک وسیع ہوگا۔ اس کے کوزے ستاروں کی تعداد کے برابر ہوں گے۔ اس کا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہوگا۔ ''وَ اَكْثَرُ النَّاسِ وُرُوْدًا عَلَيْهِ فُقَرَآءُ الْمُهَاجِرِيْنَ'' ''اور اس پر حاضر ہونے والوں کی اکثریت فقراء و مہاجرین پر مشتمل ہوگی''۔ ہم عرض گذار ہوئے: یارسول اللہ! (ﷺ) ہمیں ان کے کچھ اوصاف بیان فرمادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''شُعْثُ الرُّءُ وْسِ دُنْسُ الثِّيَابِ الَّذِيْنَ لَا يَنْكِحُوْنَ الْمُتَنَعِّمَاتِ وَلَا تُفْتَحُ لَهُمُ السُّدُدُ الَّذِيْنَ يُعْطُوْنَ مَا عَلَيْهِمْ وَلَا يُعْطَوْنَ مَا لَهُمْ'' ''ان کے سر کے بال بکھرے ہوئے ہوں گے، کپڑے میلے کچیلے ہوں گے، ناز و نعمت والی عورتوں سے نکاح نہیں کریں گے۔ (کیونکہ ایسی عورتیں تقویٰ و پرہیز گاری میں معاون نہیں ہوسکتیں) اور ان کیلئے بند دروازے نہیں کھولے جاتے (کیونکہ غریب ہیں دنیوی مال و منال نہیں رکھتے، دنیا دار لوگ انہیں حقیر جانتے ہوئے ملاقات سے کتراتے ہیں) یہ لوگ اپنے اوپر واجب حقوق ادا کرتے رہتے ہیں (مگر) ان کے حقوق انہیں نہیں دیئے جاتے۔''

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ ان کے راوی صحیح کے راوی ہیں اور یہ روایت ترمذی و ابن ماجہ میں بھی اسی طرح ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''يَدْخُلُ فُقَرَآءُ اُمَّتِي الْجَنَّةَ قَبْلَ اَغْنِيَآئِهِمْ بِاَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا'' ''میری امت کے غریب، مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوجائیں گے۔'' عرض کی گئی: ان کے متعلق کچھ بیان فرمادیں۔ تاکہ لوگ ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان کے کپڑے میلے کچیلے ہوں گے، سر کے بال غبار آلود ہوں گے (مگر دل کے بڑے صاف ستھرے ہوں گے) بند دروازوں میں داخل ہونے کی انہیں اجازت نہیں ملا کرے گی۔ (حالانکہ عنداللہ ان کا یہ مقام ہوگا کہ) زمین کے مشرق و مغرب کی مخلوق ان کی برکت سے روزی پائے گی۔ یہ لوگ مال و منال والی عورتوں سے شادی نہیں کریں گے۔ اپنے اوپر فرض و واجب ہونے والے سارے حقوق ادا کریں گے، دوسروں پر عائد ہونے والے ان کے حقوق کو ادا نہیں کیا جائیگا۔ (لوگ ان سے زیادتی کرلیں گے مگر یہ کسی سے زیادتی نہ کریں گے)۔

اسے طبرانی نے کبیر و اوسط میں روایت کیا۔ راوی ثقہ ہیں۔ مسلم نے بھی اسے مختصراً روایت کیا۔ ان کے الفاظ ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اِنَّ فُقَرَآءَ اُمَّتِي الْمُهَاجِرِيْنَ يَسْبِقُوْنَ الْاَغْنِيَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا'' ''میری امت کے غریب مہاجرین قیامت کے روز مالداروں سے چالیس برس آگے (جنت میں) چلے جائیں گے۔''

ابن حبان نے بھی مختصراً اسے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما حضور نبی محترم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز لوگ جمع ہوں گے تو فرمایا جائے گا: اس امت کے غریب کہاں ہیں؟ فرمایا کہ جب وہ پیش ہوں گے تو پوچھا جائیگا: تم نے کیا عمل کیا ہے؟ وہ عرض گذار ہوں گے: ''رَبَّنَا ابْتَلِيْتَنَا فَصَبَرْنَا وَوَلَّيْتَ الْاَمْوَالَ وَالسُّلْطَانَ غَيْرَنَا'' اے پروردگار! ہمیں آزمائشوں میں ڈالا گیا تو ہم نے صبر کیا اور ہمارے مالوں اور حکومت پر تو نے ہمارے غیروں کو والی بنا دیا۔'' اس پر اللہ عزوجل فرمائے گا: تم نے سچ کہا، حضور انور ﷺ نے فرمایا: '' فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ النَّاسِ'' پھر یہ (غریب) دوسرے لوگوں (مالداروں) سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے''۔ اور مال و جاہ وجلال والے لوگوں پر حساب و کتاب کی سختی باقی رہے گی۔ یہ لوگ کہیں گے: آج اہل ایمان لوگ کہاں ہیں؟ ارشاد ہوگا: ''يُوْضَعُ لَهُمْ كَرَاسِيُّ مِنْ نُوْرٍ وَّ يُظَلَّلُ عَلَيْهِمُ الْغَمَامُ يَكُوْنُ ذَالِكَ الْيَوْمُ اَقْصَرَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ سَاعَةٍ مِّنْ نَّهَارٍ'' آج تو ان کی خاطر نور کی کرسیاں لگائی جائیں گی اور ان پر (اللہ کی رحمت کے) بادل سایہ فگن ہوں گے۔ وہ (قیامت کا) دن مؤمن بندوں کیلئے (دنیا کے) دن کی ایک گھڑی سے بھی چھوٹا ہوگا (حالانکہ قرآن پاک اسے پچاس ہزار سالہ دن کہتا ہے)''۔

اسے طبرانی نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبدالرحمٰن بن سابط سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا (یہ جہاد کیلئے کسی علاقے میں گئی ہوئی فوج کے سالار تھے) کہ ہم نے تمہیں ان (مجاہدین) پر مقرر کیا ہے۔ انہیں دشمن کے علاقہ میں (جہاد کیلئے) لے چلو اور ان کے ساتھ مل کر خود بھی جہاد کرو، اس کے بعد طویل حدیث ذکر کی جس میں کہا کہ حضرت سعید نے فرمایا: میں فوج کے ہراول دستے سے کبھی پیچھے نہیں رہا جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سنا ہے: غریب مسلمان (جنت کی طرف) یوں لپکتے جائیں گے جیسے کبوتر لپکتا ہے۔ تو انہیں حکم ہوگا کہ حساب دینے کیلئے رک جاؤ، وہ عرض کریں گے ''وَاللّٰهِ مَا تَرَكْنَا شَيْئًا نُّحَاسِبُ بِهٖ'' خدا کی قسم، ہم نے کوئی چیز پیچھے نہیں چھوڑی جس کا ہم سے حساب لیا جائے''۔ اس پر اللہ عزوجل فرمائیگا: میرے یہ بندے سچ کہتے ہیں۔ ''فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ النَّاسِ بِسَبْعِيْنَ عَامًا'' تو وہ دوسرے لوگوں سے ستر سال پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے''۔

اسے طبرانی نے اور ابوالشیخ ابن حبان نے کتاب الثواب میں روایت کیا۔ یزید ابن ابی زیاد کے سوا دونوں کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت پاک میں حاضر تھا کہ سورج طلوع ہوا تو آپ ﷺ ارشاد فرمانے لگے: قیامت کے روز کچھ لوگ پیش ہوں گے جن کا نور سورج کے نور کی طرح چمک رہا ہوگا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ) کیا وہ ہم لوگ ہوں گے؟ فرمایا: نہیں، تمہارے لئے تو وہاں خیر کثیر ہوگی۔ بلکہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو غریب و مہاجر ہوں گے جن کو زمین کی مختلف

اطراف سے اٹھایا جائے گا۔ (الحدیث)

اسے امام احمد و طبرانی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو الصدیق ناجی نبی اقدس ﷺ کے کسی صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: غریب مسلمان مال داروں سے چار سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ کہتے ہیں: میں نے کہا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ تو چالیس سال ذکر کرتے ہیں؟ تو وہ فرمانے لگے: حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے چار سو سال ہی مروی ہیں۔ یہاں تک کہ مال دار مسلمان کہے گا: کاش کہ میں سخت کنگال ہوتا۔ وہ صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) ہمیں ان کے نام بتا دیجئے، فرمایا: ''هُمُ الَّذِيْنَ اِذَا كَانَ مَكْرُوْهٌ بُعِثُوْا اِلَيْهِ وَاِذَا كَانَ نَعِيْمٌ بُعِثَ اِلَيْهِ سِوَاهُمْ وَهُمُ الَّذِيْنَ يُحْجَبُوْنَ عَنِ الْاَبْوَابِ'' ''یہ وہ لوگ ہیں کہ جب کوئی مشکل درپیش ہو تو اس کا سامنا کرنے کیلئے انہیں روانہ کیا جاتا ہے (کیونکہ مشکلات کا سامنا ایماندار بے نفس اور حرص و لالچ نہ رکھنے والے ہی کر سکتے ہیں) اور جب کہیں مال و دولت سمیٹنے کا موقع ہو تو انہیں نظر انداز کر کے دوسروں کو بھیج دیا جاتا ہے (اور یہ گلا بھی نہیں کرتے) اور یہ ایسے حضرات ہیں کہ انہیں دیکھ کر دروازوں پر پردے گرا لئے جاتے ہیں (ان سے کوئی ملنا پسند نہیں کرتا ان کی غربت و ناداری کی وجہ سے)۔

اسے امام احمد نے بروایت زید بن الحواری عنہ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''يَدْخُلُ فُقَرَآءُ الْمُسْلِمِيْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْاَغْنِيَاءِ بِنِصْفِ يَوْمٍ وَّ هُوَ خَمْسُ مِائَةِ عَامٍ'' ''غریب مسلمان امیروں سے آدھا دن پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور یہ آدھا دن پانچ سو برس کا ہوگا۔

اسے امام ترمذی نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لائے جو ایک جگہ اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ارشاد فرمایا: میں نے آج رات جنت میں تمہارے مقام ملاحظہ کئے اور (خدا کی بارگاہ میں) تمہارے درجات کا قرب دیکھا ہے، پھر اللہ کے رسول ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے ابو بکر! بلاشبہ میں ایک آدمی کو پہچانتا ہوں، اس کا، اس کے ماں باپ کا نام بھی جانتا ہوں۔ ''لَا يَاْتِيْ بَابًا مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ اِلَّا قَالُوْا : مَرْحَبًا مَّرْحَبًا'' وہ جنت کے جس دروازے سے بھی آئے گا۔ جنت کے فرشتے اسے ''مبارک سلامت'' کی دعائیں دیں گے۔ اس پر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ! (ﷺ) بے شک یہ تو اس کی بڑی رفعت شان ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ ابو بکر بن ابی قحافہ ہیں (رضی اللہ عنہما) پھر آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا: اے عمر! میں نے جنت میں سفید موتی کا بنا ہوا ایک محل دیکھا، جس پر سفید موتی جڑے ہوئے تھے اور یاقوت کی کشیدہ کاری تھی۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کس کا محل ہے؟ بتایا

گیا کہ ایک قریشی جوان کا ہے۔ جس پر میں سمجھا کہ میرا ہوگا۔ تو میں اس میں داخل ہونے کیلئے آگے بڑھا۔ دربان نے عرض کیا: یہ محل عمر بن خطاب کا ہے۔ تو اے ابوحفص! (حضرت عمر کی کنیت) مجھے اس میں داخل ہونے سے تمہاری غیرت کے سوا کسی اور چیز نے نہ روکا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) ''بِاَبِیْ وَاُمِّیْ عَلَیْکَ اَغَارُ'' ''میرے ماں باپ آپ پر قربان، کیا میں آپ پر غیرت کر سکتا ہوں؟''۔ اس کے بعد سرور عالم ﷺ نے چہرۂ انور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف کیا اور فرمایا: ''یَا عُثْمَانُ اِنَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ رَفِیْقاً فِی الْجَنَّةِ وَاَنْتَ رَفِیْقِیْ فِی الْجَنَّةِ'' ''اے عثمان! جنت میں ہر نبی کا کوئی نہ کوئی رفیق ہوگا اور جنت میں میرے رفیق تم ہو گے۔'' پھر آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا: ''یَا عَلِیُّ اَوَ مَا تَرْضیٰ اَنْ یَّکُوْنَ مَنْزِلُكَ فِی الْجَنَّةِ مُقَابِلَ مَنْزِلِیْ'' ''اے علی! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ جنت میں تمہارا گھر میرے گھر کے بالکل سامنے ہو؟''۔ بعد ازیں آپ ﷺ نے حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا: اے طلحہ وزبیر!''اِنَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ حَوَارِیَّ وَاَنْتُمَا حَوَارِیِّیْ'' ''ہر نبی کیلئے کوئی نہ کوئی حواری (مخلص ساتھی) ہوتا ہے اور تم دونوں میرے حواری ہو''۔ اس کے بعد آنحضور ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی جانب دیکھا اور فرمایا: تم میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں سے ہم سے پیچھے رہ گئے۔ حتیٰ کہ میں ڈر گیا کہ کہیں تم ہلاک نہ ہو جاؤ۔ اور مجھے سخت پسینہ آ گیا (تمہاری فکر کی وجہ سے) میں نے تم سے پوچھا کہ تم پیچھے کیوں رہ گئے؟ تو تم نے جواب دیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) اپنے مال کی کثرت کی وجہ سے میں پیچھے رہ گیا، مجھے حساب لینے کے لیے روک لیا گیا مجھ سے میرے مال کے متعلق سوالات ہوئے کہ میں نے یہ مال کہاں سے کمایا اور کہاں پر خرچ کیا؟ یہ سن کر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے عرض کیا: ''یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهٖ مِائَةُ رَاحِلَةٍ جَآءَ تْنِی اللَّیْلَةَ مِنْ تِجَارَةِ مِصْرَ فَاِنِّیْ اُشْهِدُكَ اَنَّهَا عَلیٰ فُقَرَآءِ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ وَ اِیْتَامِهِمْ لَعَلَّ اللّٰهَ یُخَفِّفُ عَنِّیْ ذٰالِكَ الْیَوْمَ'' یا رسول اللہ! (ﷺ) یہ ایک سو اونٹنیاں ہیں جو آج رات ہی مصر میں تجارت کے منافع میں میرے پاس آئی ہیں، میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ یہ سب مدینہ کے غریبوں اور ان کے یتیم بچوں پر میں نے صدقہ کر دیا، شاید کہ اللہ تعالیٰ اس (قیامت کے) دن مجھ سے میرا ابوجھ ہلکا فرما دے (1)''۔

اسے بزار اور طبرانی نے روایت کیا۔ الفاظ بزار کے ہیں، طبرانی کے راوی سوائے عمار بن یوسف کے ثقہ ہیں، عمار کو بھی ثقہ کہا گیا ہے۔

حدیث: حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہو گیا تو میں نے دیکھا کہ جنت میں داخل ہونے والوں کی اکثریت مساکین کی تھی، مال والوں کو باہر روک لیا گیا تھا، علاوہ ازیں دوزخیوں کو دوزخ میں ڈال دینے کا حکم فرما دیا گیا، اور میں نے دوزخ کے دروازے پر کھڑے ہو کر دیکھا

(1) اس حدیث پاک سے جہاں کثرت مال ودولت کی برائی وناپسندیدگی ظاہر ہوتی ہے وہاں سرور عالم ﷺ کے صحابہ خصوصاً خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کے فضائل ومناقب اور مراتب بھی اجاگر ہوتے ہیں۔ (مترجم)

کہ دوزخ میں جانے والوں کی اکثریت عورتیں تھیں۔ (مسلم و بخاری)۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوا ہوں، تو جنت میں غریب مہاجر لوگوں اور مسلمانوں کے چھوٹے بچوں کو بلند مرتبہ دیکھا اور وہاں مال دار اور عورتیں بہت کم تھیں۔ (میرے پوچھنے پر) مجھے بتایا گیا کہ مال دار لوگ تو اس لئے کم ہیں کہ انہیں جنت کے دروازے پر روک لیا گیا ہے۔ اور انہیں پاک کیا جا رہا ہے اور عورتیں اس لئے تھوڑی ہیں کہ ''فَاَلْهَاهُنَّ الْاَحْمَرَانِ الذَّهَبُ وَالْحَرِيْرُ'' ''انہیں دو سرخ چیزوں یعنی سونے اور ریشم نے (یادِ خدا سے) غافل کر رکھا تھا''۔ الحدیث

اسے ابوالشیخ ابن حبان وغیرہ نے بطریق عبداللہ بن زحر عن علی بن یزید عن القاسم عنہ روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی سرور ﷺ نے یہ دعا فرمائی: ''اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا وَّ اَمِتْنِيْ مِسْكِيْنًا وَّ احْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ'' اے میرے پروردگار! مجھے مسکین زندہ رکھ، مسکین ہی دنیا سے اٹھا اور قیامت کے روز مسکینوں کے زمرہ میں میرا حشر فرما۔'' یہ سن کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) آپ نے کس وجہ سے یہ دعا مانگی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس لئے کہ مسکین لوگ مال والوں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ ''يَاعَائِشَةُ لَا تَرُدِّيْ مِسْكِيْنًا وَّلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ يَا عَائِشَةُ حُبِّي الْمَسَاكِيْنَ وَ قَرِّبِيْهِمْ فَاِنَّ اللّٰهَ يُقَرِّبُكِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ'' اے عائشہ! کسی مسکین کو خالی مت لوٹانا اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں ہو (وہی دیدو) اے عائشہ! مسکین لوگوں کے ساتھ محبت رکھو اور انہیں اپنے قریب کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہیں قیامت کے روز (اس کے بدلہ میں) اپنا قرب عطا فرمائیگا۔''

اسے ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا وَّ تَوَفَّنِيْ مِسْكِيْنًا وَّاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ وَاِنَّ اَشْقَى الْاَشْقِيَاءِ مَنِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِ فَقْرُ الدُّنْيَا وَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ'' ''اے میرے رب! مجھے مسکین زندہ رکھ، مسکین ہی دنیا سے اٹھا اور مسکینوں کی جماعت میں میرا حشر فرما اور بے شک بدبختوں میں سب سے بڑا بدبخت وہ ہے جس پر دنیا میں غربت اور آخرت میں عذاب جمع ہو جائیں''۔

اسے ابن ماجہ، المساکین تک اور حاکم نے مکمل روایت کیا اور حاکم نے صحیح الاسناد بھی کہا۔ نیز اسے ابوالشیخ اور بیہقی نے عطا بن ابی رباح سے روایت کیا کہ انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: لوگو! غربت تمہیں حرام ذرائع سے رزق تلاش کرنے پر آمادہ نہ کرے کیونکہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یوں فرماتے ہوئے سنا: ''اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنِيْ فَقِيْرًا وَّلَا تَوَفَّنِيْ غَنِيًّا وَّاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ فَاِنَّ اَشْقَى الْاَشْقِيَاءِ مَنِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِ فَقْرُ الدُّنْيَا

وَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ'' ''اے پروردگار! مجھے فقیری کی حالت میں وفات دے اور امیری کی حالت میں موت نہ دے اور میرا حشر مسکینوں کی جماعت میں فرما، کیونکہ کم بختوں میں بڑا کم بخت وہ ہے جس پر دنیا کی فقیری اور آخرت کا عذاب جمع ہو جائیں''۔ ابوالشیخ کہتے ہیں کہ ابوزرعہ راوی کے علاوہ نے سلیمان بن عبدالرحمٰن سے یہ الفاظ زائد روایت کئے (اور فرمایا کہ) ''وَلَا تَحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ الْاَغْنِیَآءِ'' ''اور میرا حشر مال داروں کے زمرہ میں نہ فرمانا۔''

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ (فرمایا): ''اَحِبُّوا الْفُقَرَآءَ وَ جَالِسُوْهُمْ وَاَحِبَّ الْعَرَبَ مِنْ قَلْبِكَ وَلْيَرُدَّكَ عَنِ النَّاسِ مَا تَعْلَمُ مِنْ نَّفْسِكَ'' ''فقیروں سے محبت کرو اور ان سے میل ملاپ رکھو اور اہل عرب کے ساتھ دل سے محبت رکھو، اور جو (برائیاں) تم اپنے اندر پاتے ہو لوگوں کو ان سے محفوظ رکھو۔''

اسے حاکم نے روایت کیا اور صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سلمان، صہیب اور بلال (رضی اللہ عنہم) کے پاس کچھ لوگوں کی موجودگی میں حضرت ابوسفیان آئے (یہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) تو انہوں (سلمان، صہیب و بلال رضی اللہ عنہم) نے کہا: اللہ کی تلواروں نے اللہ کے دشمنوں کی گردنوں میں سے کچھ کو ابھی پکڑا نہیں ہے۔ (یعنی اے ابوسفیان تم ابھی تک بچے ہوئے ہو) یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم لوگ ایسی بات قریش کے بزرگ اور سردار کے بارے میں کہتے ہو؟ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور ابوسفیان کیلئے امان چاہی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر شاید تم نے انہیں حضرت سلمان، صہیب اور بلال رضی اللہ عنہم کو) ناراض کر دیا ہے؟ یقیناً اگر تم نے انہیں ناراض کیا تو اپنے پروردگار کو ناراض کر دیا۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ ان حضرات کے پاس آئے اور فرمایا: بھائیو! میں نے تمہیں ناراض کیا؟ انہوں نے جواب دیا ''لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يَا اُخَیَّ'' ''ایسی بات نہیں، اے بھائی، اللہ آپ کو معاف فرمائے (1)''۔

اسے مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت امیہ بن عبد اللہ بن خالد بن اسید سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ''یَسْتَفْتِحُ بِصَعَالِیْكِ الْمُسْلِمِیْنَ'' ''مسلمان مسکینوں کے طفیل فتح و نصرت طلب فرماتے تھے''۔

اسے طبرانی نے روایت کیا اور ان کے راوی صحیح کے راوی ہیں، یہ روایت مرسل ہے۔ ایک اور روایت میں ہے ''یَسْتَنْصِرُ بِصَعَالِیْكِ الْمُسْلِمِیْنَ'' ''مسلمان فقراء کے طفیل مدد طلب فرماتے تھے''۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت یعقوب علیہ السلام کا ایک منہ بولا بھائی تھا جو عبادت و اطاعت الٰہی میں آپ کا موافق تھا۔ ایک دن اس نے آپ سے پوچھا

---

(1) امام نووی نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب ابھی حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اسلام نہیں لائے تھے۔ حدیث مذکور میں ان تینوں حضرات کی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے۔ یہ تینوں صاحبان فقراء صحابہ میں سے تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کی دلجوئی اور خاطر داری کا حکم فرمایا گیا۔ (مترجم)

کہ آپ کی آنکھوں کی روشنی کس وجہ سے ضائع ہوگئی؟ آپ نے فرمایا: یوسف (علیہ السلام) کی جدائی پر رونے کی وجہ سے اس نے کہا: آپ کی کمر کس چیز نے جھکا دی ہے؟ آپ نے جواب دیا: بنیامین کے غم نے، تو آپ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا: اے یعقوب! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے: میرے غیر کے سامنے میری شکایت کرتے ہوئے آپ نے جھجک محسوس نہیں کی؟ آپ نے جواب دیا: میں اپنے غم واندوہ کی شکایت اللہ تعالیٰ ہی کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: جس چیز کی آپ شکایت کرتے ہیں اللہ اس کو خوب جانتا ہے اے یعقوب! (علیہ السلام)، پھر حضرت یعقوب علیہ السلام عرض کرنے لگے: اے میرے رب! کیا تو ایک سن رسیدہ بوڑھے پر رحم نہ فرمائیگا! تو نے میری آنکھیں لے لیں اور کمر کو دوہرا کر دیا۔ میرے دونوں پھول مجھے واپس کر دے کہ موت سے پہلے ان کی خوشبو سونگھ لوں۔ پھر میرے ساتھ جیسا چاہے معاملہ فرما۔ حضور انور ﷺ فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام پھر ان کے پاس آئے اور کہا: اللہ آپ کو سلام بھیجتا اور فرماتا ہے کہ آپ کو بشارت ہو اور آپکا دل خوش ہو جانا چاہیے، مجھے میری عزت کی قسم، اگر وہ دونوں (حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کا بھائی بنیامین) فوت بھی ہو چکے ہوتے تو میں ان کو زندہ فرما دیتا۔ اب مسکینوں کیلئے کھانا تیار فرمایئے (اور انہیں کھلایئے) کیونکہ مجھے میرے بندوں میں سے سب سے زیادہ نبی اور مسکین لوگ محبوب ہیں۔ اور کیا آپ جانتے ہیں کہ کیوں میں نے آپ کی آنکھیں لیں؟ کس وجہ سے آپ کی پشت کو جھکا دیا؟ اور یوسف (علیہ السلام) کے ساتھ ان کے بھائیوں نے جو کچھ کیا کیوں کیا؟ (یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ) تم لوگوں نے ایک بکری ذبح کی تھی، پھر تمہارے ہاں ایک مسکین ویتیم (سائل بن کر) آیا تھا تو تم نے اسے کچھ نہیں کھلایا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بعد تو حضرت یعقوب علیہ السلام کی یہ حالت ہوگئی کہ جب آپ کھانے کا ارادہ کرتے تو ایک منادی کو حکم دیتے وہ یہ اعلان کیا کرتا: ''اَلَا مَنْ اَرَادَ الْغَدَآءَ مِنَ الْمَسَاکِیْنِ فَلْیَتَغَدَّ مَعَ یَعْقُوْبَ'' ''لوگو! سنو، جو کوئی مسکین کھانا کھانا چاہتا ہو وہ یعقوب علیہ السلام کے ساتھ آکر کھالے۔'' اور اگر آپ روزہ سے ہوتے تو آپ کے حکم سے منادی کرنے والا یوں منادی کرتا تھا: ''اَلَا مَنْ کَانَ صَآئِماً مِّنَ الْمَسَاکِیْنِ فَلْیُفْطِرْ مَعَ یَعْقُوْبَ عَلَیْهِ السَّلَامُ'' ''خبردار ہو جاؤ، جو کوئی مسکین روزہ دار ہو وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے ساتھ روزہ افطار کرے''۔

اسے حاکم نے اور ان ہی کے طریق سے بیہقی نے حفص بن عمر بن زبیر عن انس سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل جناب رسول اللہ ﷺ نے چند اچھے کاموں کی نصیحت فرمائی۔ ''اَوْصَانِیْ اَنْ لَا اَنْظُرَ اِلٰی مَنْ هُوَ فَوْقِیْ وَاَنْظُرَ اِلٰی مَنْ هُوَ دُوْنِیْ'' ''آپ ﷺ نے مجھے نصیحت کی کہ میں ایسے شخص کی طرف نہ دیکھوں جو مجھ سے (مال وجاہ میں) اوپر ہو بلکہ اس کی طرف نظر کروں جو مجھ سے نیچے ہو (اور خدا کا شکر کروں)۔'' ''وَاَوْصَانِیْ بِحُبِّ الْمَسَاکِیْنِ وَ الدُّنُوِّ مِنْهُمْ'' ''اور مجھے مسکینوں کے ساتھ محبت رکھنے اور ان کے قریب رہنے کی تاکید فرمائی۔'' ''وَاَوْصَانِیْ اَنْ اَصِلَ رَحِمِیْ وَاِنْ اَدْبَرَتْ'' ''نیز یہ بھی نصیحت فرمائی کہ

میں اپنے عزیزوں کے ساتھ صلہ رحمی کروں اگر چہ وہ مجھ سے منہ پھر جائیں۔'' الحدیث

اسے طبرانی نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ؟ کُلُّ ضَعِیْفٍ مُّسْتَضْعَفٍ لَوْ یُقْسِمُ عَلَی اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ'' ''کیا میں تمہیں اہل جنت کے بارے میں خبر نہ دے دوں؟ (کہ وہ کون لوگ ہوں گے؟ پھر خود ہی فرمایا) ہر کمزور، ضعیف سمجھا جانے والا ایسا بندہ کہ اگر اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی قسم اٹھا لے تو اللہ اسے ضرور پورا فرما دے۔'' ''اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَهْلِ النَّارِ؟ کُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُّسْتَکْبِرٍ'' ''کیا تمہیں دوزخیوں کے بارے میں نہ بتا دوں؟ ہر بداخلاق، اکڑ کر چلنے والا، متکبر دوزخی ہے۔''

اسے بخاری، مسلم اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''اَهْلُ النَّارِ کُلُّ جَعْظَرِیٍّ جَوَّاظٍ مُّسْتَکْبِرٍ جَمَّاعٍ مَّنَّاعٍ وَّ اَهْلُ الْجَنَّةِ الضُّعَفَاءُ الْمَغْلُوْبُوْنَ'' ''ہر شیخی باز، اکڑنے والا متکبر، مال جمع کرنے کا بہت حریص، سخت کنجوس دوزخی ہے اور کمزور، مغلوب (مسلمان) جنتی ہیں۔

اسے امام احمد و حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔ (ایسی ہی ایک روایت طبرانی اور حاکم نے حضرت سراقہ بن مالک سے بھی کی ہے)۔

حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں شریک تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں اللہ کے بدترین بندوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ (خود ہی فرمایا) ''اَلْفَظُّ الْمُسْتَکْبِرُ'' ''وہ سخت دل متکبر لوگ ہیں۔'' کیا تمہیں اللہ کے بہترین بندوں کی خبر نہ دیدوں؟ ''اَلضَّعِیْفُ الْمُسْتَضْعَفُ ذُوالطِّمْرَیْنِ لَا یُؤْبَهُ لَهٗ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ'' ''وہ ضعیف، کمزور سمجھے جانے والے دو پرانے کپڑوں میں ملبوس کہ جن کی کچھ پرواہ نہیں کی جاتی۔ (اور ان کا اللہ کے ہاں یہ مقام ہے کہ) اگر اللہ کے سامنے کوئی قسم اٹھا لیں تو اللہ ضرور اسے پورا فرما دیتا ہے۔''

اسے امام احمد نے روایت کیا، محمد بن جابر کے سوا ان کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَلَا اُخْبِرُکُمْ عَنْ مُلُوْكِ الْجَنَّةِ؟'' ''کیا میں تمہیں جنت کے بادشاہوں کے متعلق خبر نہ دوں؟'' میں نے عرض کی: کیوں نہیں! (ضرور فرمائیں) فرمایا: ''رَجُلٌ ضَعِیْفٌ مُّسْتَضْعَفٌ ذُوْطِمْرَیْنِ لَا یُؤْبَهُ لَهٗ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ'' ''وہ کمزور، ضعیف خیال کیا جانے والا دو پھٹے پرانے کپڑوں والا آدمی جس کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی، اگر اللہ پر قسم اٹھا بیٹھے تو اللہ اس کی قسم کو ضرور پورا فرما دے۔ (جنت کا بادشاہ ہے)''۔

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا، سوید بن عبدالعزیز کے علاوہ ان کے راوی صحیح کے ہیں۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت اور دوزخ کی آپس میں تکرار ہوگئی، دوزخ نے کہا: میرے اندر جابر و متکبر لوگ ہیں، اور جنت بولی: مجھ میں ضعیف و مسکین مسلمان ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان یہ فیصلہ فرمایا کہ (اے جنت) بے شک تو میری رحمت ہے۔ میں جس پر رحم فرمانا چاہوں تیرے ذریعے (اسے تیرے اندر داخل فرما کر) فرماتا ہوں اور (اے دوزخ) یقیناً تو میرا عذاب ہے، میں جسے عذاب دینا چاہوں تیرے ذریعے دیتا ہوں۔ اور تم دونوں کو بھرنا میری ذمہ داری ہے۔ (مسلم)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّهٗ لَيَأْتِي الرَّجُلُ الْعَظِيْمُ السَّمِيْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ'' ''بے شک ایک بہت بڑا موٹا تازہ آدمی قیامت کے روز پیش ہوگا حالانکہ اللہ کے نزدیک اس کا وزن مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہوگا۔'' (بخاری و مسلم)

حدیث: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے سامنے سے گذرا تو آپ ﷺ نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے ایک صاحب سے فرمایا: اس گذرنے والے کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ قریش کے سرداروں میں سے ایک سردار نے عرض کیا: یہ بڑا بلند مرتبہ شخص ہے کہ اگر کسی عورت کو پیغام نکاح دے تو اس کا یہ پیغام قبول ہو جاتا ہے اور اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش بھی مان لی جاتی ہے۔ یہ سماعت فرما کر رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ کچھ دیر بعد ایک اور آدمی گذرا تو رسول اللہ ﷺ نے (پھر اسی آدمی سے) پوچھا: اس شخص کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ وہ عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ! (ﷺ) یہ تو غریب مسلمانوں میں سے ایک شخص ہے۔ یہ تو اس لائق ہے کہ اگر کسی کو نکاح کا پیغام دے تو قبول نہ ہو، اگر کسی کی سفارش کرے تو نہ مانی جائے اور اگر کچھ کہے تو اس کی بات نہ سنی جائے۔ (غریب جو ہوا)۔ اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ مِّلْءِ الْاَرْضِ مِثْلَ هٰذَا'' ''اس (شان و شوکت اور مال و جاہ والے) شخص جیسے لوگوں سے زمین بھری ہوئی ہو تو بھی یہ (غریب مسلمان) اکیلا ان سب سے کہیں بہتر ہے۔ (بخاری، مسلم، ابن ماجہ)

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! کیا سمجھتے ہو کہ کثرت مال ہی امارت ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، یا رسول اللہ! (ﷺ) فرمایا: پھر تو تم قلت مال کو ہی غربت خیال کرتے ہو گے؟ میں عرض گذار ہوا: یا رسول اللہ! (ﷺ) جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اصل مال داری تو دل کی امیری (قناعت) ہے اور (دراصل) فقیری دل کی غربت (بے صبری حرص و طمع لالچ) کا نام ہے۔ پھر مجھ سے ایک قریشی آدمی کے بارے میں پوچھا، فرمایا: کیا تم فلاں شخص کو جانتے ہو؟ میں عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ! (ﷺ) جی ہاں، (جانتا ہوں) فرمایا: وہ تمہیں کیسا نظر آتا ہے یا تمہاری رائے اس کے بارے میں کیا ہے؟ میں نے عرض کی: وہ ایسا شخص ہے کہ جب

کسی سے کچھ مانگے تو جو مانگے اسے مل جائے۔ اور اگر کہیں جائے تو اندر بلا لیا جائے۔ (لوگ اس کی عزت وتوقیر کرتے ہیں)، فرماتے ہیں: پھر آپ ﷺ نے اہل صفہ (وہ غریب صحابہ جو مسجد نبوی میں بنے ہوئے ایک چبوترے پر بیٹھے آپ ﷺ سے دین کی باتیں سیکھتے رہتے، ان کا کوئی کاروبار گھر بار نہ تھا۔ کچھ مل جاتا تو کھا لیتے ورنہ صبر وشکر کرتے) میں سے ایک شخص کے بارے میں سوال کیا۔ فرمایا: کیا فلاں صاحب کو جانتے ہو؟ میں نے عرض کیا: نہیں، اللہ کی قسم، یا رسول اللہ! (ﷺ) میں تو اسے نہیں جانتا، پھر آپ ﷺ اس کا حلیہ بیان فرماتے اور اس کی پہچان کراتے رہے یہاں تک کہ میں اسے پہچان گیا تو عرض کی کہ یا رسول اللہ! (ﷺ) اب وہ میری پہچان میں آ گیا ہے (یعنی وہ صاحب نہایت ہی غیر معروف تھے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کو ان کی پہچان کرانا پڑی) اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اسے تم کیسا دیکھتے ہو یا تمہاری رائے میں کیسا شخص ہے؟ میں نے عرض کیا: وہ تو اہل صفہ (رضی اللہ عنہم) میں سے ایک مسکین آدمی ہے۔ یہ سن کر سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''هُوَ خَيْرٌ مِّنْ طِلَاعِ الْاَرْضِ مِنَ الْاٰخَرِ'' وہ دوسرے شخص (وہ امیر جس کا پہلے ذکر ہوا) سے روئے زمین میں بہتر ہے۔ (یعنی اگر ساری زمین اس امیر جیسے لوگوں سے بھر جائے تو بھی یہ غریب ومسکین آدمی ان سب سے بہتر وافضل ہے کیونکہ اگرچہ فقیر و نادار ہے مگر اپنے پروردگار کا اطاعت گذار ہے) میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! (ﷺ) کیا جو کچھ (مال) اس دوسرے کو دیا جاتا ہے اس میں سے اسے کچھ نہیں ملتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اِذَا اُعْطِيَ خَيْرًا فَهُوَ اَهْلُهٗ وَاِذَا صُرِفَ عَنْهُ فَقَدْ اُعْطِيَ حَسَنَةً'' جب اسے کچھ مال وغیرہ دیا جائے تو یہ اس کو لینے کا حقدار ہے (کیونکہ غریب ہے) اور اگر نہ دیا جائے تو (اس کے صبر کی وجہ سے) اسے نیکیاں عطا فرمائی جاتی ہیں۔''

اسے نسائی نے مختصراً اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ یہ الفاظ ابن حبان کے ہیں۔

حدیث: اور انہیں (ابوذر) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: دیکھو، مسجد میں (دنیوی لحاظ سے) سب سے بلند مرتبہ کون شخص ہے؟ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا تو ایک آدمی تھا جس نے بہت عمدہ جوڑا پہن رکھا تھا۔ میں نے عرض کی: یہ شخص ہے۔ کہتے ہیں کہ مجھ سے (پھر) ارشاد ہوا کہ دیکھو، مسجد میں سب سے پست کون ہے؟ کہتے ہیں: میں نے نظر کی تو دیکھا کہ ایک صاحب ہیں جن کے جسم پر پھٹے پرانے کپڑے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں عرض گذار ہوا: وہ صاحب ہیں۔ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَهٰذَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ مِّلْءِ الْاَرْضِ مِثْلَ هٰذَا'' بلاشبہ یہ (پھٹے پرانے لباس والا) آدمی قیامت کے روز اللہ کے نزدیک اس (امیر کبیر) جیسے لوگوں سے بھری ہوئی زمین سے کہیں بہتر ہوگا۔''

اسے امام احمد نے کئی سندوں کے ساتھ روایت کیا۔ جن کے راوی صحیح میں محتج بہم ہیں۔ نیز ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ

اپنے سے کم درجہ لوگوں پر انہیں کچھ فضیلت حاصل ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَ تُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَآئِكُمْ'' ''تمہیں مدد اور رزق تمہارے ضعیفوں کے سبب عطا کیا جاتا ہے۔''

اسے امام بخاری اور نسائی نے روایت کیا۔ نسائی کے الفاظ یہ ہیں: تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّمَا تُنْصَرُ هٰذِهِ الْاُمَّةُ بِضَعِيْفِهَا بِدَعْوَتِهِمْ وَصَلٰوتِهِمْ وَ اِخْلَاصِهِمْ'' ''اس امت مسلمہ کی امداد اس کے ضعیفوں کی وجہ سے فرمائی جاتی ہے یعنی ان کی دعاؤں، نمازوں اور ان کے اخلاص کی وجہ سے۔''

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''اَبْغُوْنِيْ فِيْ ضُعَفَآئِكُمْ فَاِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ وَ تُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَآئِكُمْ'' ''مجھے اپنے کمزوروں ضعیفوں میں تلاش کرو، تمہیں روزی اور امداد تمہارے ضعیفوں ہی کے سبب عنایت کی جاتی ہے۔''

اسے ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس صفہ میں تشریف لائے جبکہ ہمارے سروں پر چھوٹے چھوٹے عمامے تھے۔ (کپڑے کی عدم دستیابی کی وجہ سے) یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اُدُّخِرَ لَكُمْ مَا حَزِنْتُمْ عَلٰى مَا زُوِيَ عَنْكُمْ وَلَيُفْتَحَنَّ عَلَيْكُمْ فَارِسُ وَالرُّوْمُ'' ''کاش! تمہیں معلوم ہو جاتا کہ مال دنیا کی محرومی پر تمہاری پریشانی کی وجہ سے تمہارے لئے (آخرت میں) کیا کچھ جمع فرمایا گیا ہے۔ اور (دنیا میں بھی تم اسی طرح محروم تنگ دست نہیں رہو گے بلکہ) تمہارے لئے ملک فارس (ایران) اور روم ضرور فتح ہوں گے۔ (اور مخبر صادق ﷺ کی یہ سچی خبر حرف بحرف پوری ہوئی)۔

امام احمد نے اسے ایسی اسناد کے ساتھ روایت کیا جن میں کوئی خرابی نہیں۔

حدیث: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے مالک (عزوجل)! جو شخص تجھ پر ایمان لائے اور یہ شہادت دے کہ میں تیرا رسول ہوں، تو اپنی ملاقات اسے محبوب کر دے، اپنی قضا اس پر آسان فرما دے اور دنیا اس کیلئے قلیل کر دے (تاکہ وہ یکسوئی کے ساتھ تیری عبادت: اطاعت میں مشغول رہے) اور جو آدمی تجھ پر ایمان نہ لائے اور یہ گواہی نہ دے کہ میں تیرا رسول ہوں تو اپنی ملاقات اسے محبوب نہ کر، اس پر اپنی قضا آسان نہ فرما اور دنیا (کا مال واسباب) اس کیلئے بہت زیادہ کر دے۔

اسے ابن ابی الدنیا، طبرانی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ اور ابوالشیخ ابن حبان نے بھی کتاب الثواب میں روایت کیا ہے۔ نیز ابن ماجہ نے بھی اسے عمرو بن غیلان ثقفی کی حدیث سے روایت کیا۔ ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ یہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَللّٰهُمَّ مَنْ اٰمَنَ بِيْ وَصَدَّقَنِيْ وَعَلِمَ اَنَّ مَا جِئْتُ بِهِ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَقْلِلْ مَالَهٗ وَ وَلَدَهٗ وَحَبِّبْ اِلَيْهِ لِقَآئَكَ وَ عَجِّلْ لَهُ الْقَضَآءَ'' ''اے پروردگار من! جو شخص مجھ پر ایمان لائے، میری

تصدیق کرے اور یہ سمجھے کہ جو کچھ (احکام شریعت) میں تیرے پاس سے لے کر آیا ہوں، وہ حق ہے، تو اس کے مال و اولاد میں کمی رکھ، اپنی ملاقات اسے محبوب بنا دے اور اس کی موت جلد لے آ۔ "وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِيْ وَلَمْ يُصَدِّقْنِيْ وَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ مَا جِئْتُ بِهِ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَكْثِرْ مَالَهٗ وَ وَلَدَهٗ وَ اَطِلْ عُمُرَهٗ" اور جو بندہ مجھ پر ایمان نہ لائے اور میری تصدیق نہ کرے اور یہ یقین نہ رکھتا ہو کہ میں جو کچھ تیری طرف سے لے آیا ہوں وہ حق ہے، تو اس کے مال و اولاد زیادہ کر دے اور اس کی عمر طویل کر دے"۔

حدیث: حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اِثْنَتَانِ يَكْرَهُهُمَا ابْنُ اٰدَمَ : اَلْمَوْتُ، وَالْمَوْتُ خَيْرٌ مِّنَ الْفِتْنَةِ وَ يَكْرَهُ قِلَّةَ الْمَالِ وَ قِلَّةُ الْمَالِ اَقَلُّ لِلْحِسَابِ" "ابن آدم دو چیزوں کو مکروہ جانتا ہے۔ ان میں سے ایک ہے موت، حالانکہ موت فتنہ میں مبتلا ہونے سے بہتر ہے۔ اور ابن آدم قلت مال کو بھی برا سمجھتا ہے حالانکہ قلت مال سے (قیامت کے روز) حساب و کتاب میں کمی ہو گی۔"

اسے امام احمد نے دو سندوں سے روایت کیا۔ ایک کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مَنْ قَلَّ مَالُهٗ وَكَثُرَتْ عِيَالُهٗ وَحَسُنَتْ صَلٰوتُهٗ وَلَمْ يَغْتَبِ الْمُسْلِمِيْنَ جَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ هُوَ مَعِيْ كَهَاتَيْنِ" "جس کا مال تھوڑا ہو، بال بچے زیادہ ہوں، اس کی نماز درست ہو اور مسلمانوں کی غیبت نہ کرتا ہو وہ روز قیامت اس حالت میں آئے گا کہ میرے قریب ان دو انگلیوں کی طرح ہو گا۔" (ابو یعلیٰ و اصبہانی)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ" "کئی بکھرے بالوں والے غبار آلود چہروں والے جن کو دروازوں کے قریب بھی نہیں آنے دیا جاتا ایسے ہیں کہ اگر اللہ کے سامنے قسم کھا لیں اللہ ان کی قسم پوری فرما دیتا ہے۔" (مسلم) (اسی مفہوم کی ایک حدیث طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یقیناً میری امت میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے کہ اگر تم میں سے کسی کے پاس آ کر ایک دینار کا سوال کریں تو وہ انہیں نہ دے، اگر ایک درہم مانگیں تو بھی نہ دے اور اگر ایک پیسہ ہی مانگیں تو انہیں ایک پیسہ بھی نہ دے۔ "وَ لَوْ سَاَلَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ اَعْطَاهَا اِيَّاهُ ذِيْ طِمْرَيْنِ لَا يُؤْبَهُ لَهٗ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ" اور اگر وہ اللہ تعالیٰ سے جنت مانگ لیں تو اللہ انہیں جنت عطا فرما دے (ان کی حالت تو یہ ہے) دو پھٹے پرانے کپڑے زیب تن کئے ہوئے ہوتے ہیں، ان کا کچھ خیال نہیں کیا جاتا (لیکن اللہ کے ہاں ان کی عظمت یہ ہے کہ) اگر اللہ پر کوئی قسم اٹھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ یقیناً اسے پورا فرما دیتا ہے۔"

اسے طبرانی نے روایت کیا ہے اور ان کے راویوں سے صحیح میں روایات لی گئی ہیں۔

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نبی دو جہاں ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اِنَّ اَغْبَطَ

اَوْلِیَائِی عِنْدِیْ لَمُؤْمِنٌ خَفِیْفُ الْحَاذِ ذُوْحَظٍّ مِّنْ صَلٰوۃٍ اَحْسَنَ عِبَادَۃَ رَبِّہٖ وَاَطَاعَہٗ فِی السِّرِّ وَکَانَ غَامِضاً فِی النَّاسِ لَا یُشَارُ اِلَیْہِ بِالْاَصَابِعِ وَکَانَ رِزْقُہٗ کَفَافاً فَصَبَرَ عَلٰی ذَالِکَ'' بلاشبہ میرے دوستوں میں سے میرے نزدیک قابل رشک وہ بندۂ مؤمن ہے جو دنیا کا مال بہت کم رکھتا ہے، نماز کا وافر حصہ اس کے پاس ہے، اپنے پروردگار کی عبادت بااحسن طریق کرتا ہے اور خفیہ اس کی اطاعت وفرماں برداری میں رہتا ہے (ریاکاری ودکھاوے سے کام نہیں لیتا)، لوگوں میں پوشیدہ رہتا ہے۔ (مشہور ومعروف نہیں ہوتا، اپنے رب کے کاموں میں مصروف ہوتا ہے) انگلیوں سے اس کی طرف اشارے نہیں کئے جاتے (کہ وہ دیکھو فلاں چوہدری صاحب جارہے ہیں) اور اس کا رزق بقدر ضرورت ہوتا ہے، وہ اس پر صبر کرتا ہے۔'' پھر آپ ﷺ اپنے دست مبارک سے زمین کریدنے لگے اور فرمایا: ''عَجِلَتْ مَنِیَّتُہٗ قَلَّتْ بَوَاکِیْہِ قَلَّ تُرَاثُہٗ'' ''اس کی موت جلد واقع ہوتی ہے، اسباب بہت کم ہوجاتے ہیں، اس کا ترکہ قلیل ہوتا ہے''۔

اسے ترمذی نے بطریق عبید اللہ بن زحر عن علی بن یزید عن القاسم عن ابی امامہ رضی اللہ عنہم روایت کیا، پھر کہا: اور یہ اسناد نبی اکرم ﷺ سے ہے کہ ارشاد فرمایا: میرے رب نے مجھے پیش کش فرمائی کہ میرے لئے وہ بطحاء مکہ (مکہ کے پہاڑ وغیرہ) کو سونا بنادے۔ تو میں نے عرض کیا: ''لَا یَا رَبِّ وَلٰکِنْ اَشْبَعُ یَوْماً وَّ اَجُوْعُ یَوْماً اَوْ قَالَ ثَلَاثاً اَوْ نَحْوَ ھٰذَا فَاِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ اِلَیْکَ وَ ذَکَرْتُکَ وَاِذَا شَبِعْتُ شَکَرْتُکَ وَحَمِدْتُکَ'' ''نہیں، میرے مالک! بلکہ (میں چاہتا ہوں کہ) ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں اور ایک دن بھوکا رہوں۔ تین دن یا کم وبیش فرمایا، جب بھوک آئے تو تیری بارگاہ میں زاری کروں اور تجھے یاد کروں، اور جب پیٹ بھر کر کھاؤں تو تیرا شکر کروں اور تیری حمد وثناء بجالاؤں۔'' پھر امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔ (نیز اسی طرح کی حدیث ابن ماجہ وحاکم نے بھی روایت کی اور حاکم نے کہا: صحیح الاسناد ہے)۔

حدیث: حضرت زید بن اسلم اپنے والد محترم رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں آئے تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی قبر انور کے پاس روتے ہوئے پایا۔ ان سے پوچھا کہ تمہیں کس چیز نے رولایا ہے؟ وہ کہنے لگے: مجھے اس حدیث نے رونے پر مجبور کیا ہے جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اَلْیَسِیْرُ مِنَ الرِّیَاءِ شِرْکٌ وَ مَنْ عَادٰی اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ فَقَدْ بَارَزَ اللّٰہَ بِالْمُحَارَبَۃِ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْاَبْرَارَ الْاَتْقِیَاءَ الْاَخْفِیَاءَ الَّذِیْنَ اِنْ غَابُوْا لَمْ یُفْتَقَدُوْا وَ اِنْ حَضَرُوْا لَمْ یُعْرَفُوْا قُلُوْبُھُمْ مَصَابِیْحُ الدُّجیٰ یَخْرُجُوْنَ مِنْ کُلِّ غَبْرَاءَ مُظْلِمَۃٍ'' ''تھوڑی سی ریاکاری بھی شرک ہے جس نے اللہ کے دوستوں کے ساتھ دشمنی رکھی اس نے اللہ تعالیٰ کو جنگ کا چیلنج دیا۔ بے شک اللہ محبت فرماتا ہے نیکوکاروں، پرہیزگاروں سے جو (مخلوق کی نظروں سے) چھپے رہتے ہیں وہ لوگ کہ اگر کہیں غائب ہوجائیں تو انہیں کوئی تلاش نہیں کرتا اور اگر موجود وحاضر ہوں تو انہیں پہچانا نہیں جاتا۔ ان کے دل اندھیروں میں منارہائے نور ہیں۔ وہ ہر خاک آلود اندھیری جگہوں سے نکلیں گے (غربت زدہ اور بے چراغ کٹیوں اور جھونپڑوں میں پیدا ہوں گے، پرورش پائیں گے اور مخلوق خدا کو فیض پہنچائیں گے)۔

اسے ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے اس میں کوئی علت نہیں، یہ الفاظ بھی حاکم کے ہیں۔

ترغیب

دنیا سے بے رغبتی اور تھوڑے پر اکتفاء کرنا

ترہیب

دنیا سے محبت، دنیا کی کثرت اور اس پر فخر و تکبر اور نبی اکرم ﷺ کے کھانے پینے اور لباس مبارک کا کچھ بیان

حدیث: حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ! (ﷺ) مجھے کسی ایسے عمل کی رہنمائی فرمائیں کہ جب اسے بجالاؤں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت فرمانے لگے اور لوگ بھی مجھے محبوب بنالیں۔ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبُّكَ اللّٰهُ وَازْهَدْ فِيمَا فِيْ اَيْدِي النَّاسِ يُحِبُّكَ النَّاسُ" "دنیا میں رغبت ترک کر دو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمانے لگے گا۔ اور لوگوں کے پاس جو کچھ (مال و اسباب دنیا) ہے اس سے بے رغبت ہو جاؤ تو لوگ بھی تمہیں محبوب بنالیں گے"۔

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ بعض مشائخ نے اس کی اسناد کو حسن کہا ہے۔ (اسی معنی کی ایک حدیث ابن ابی الدنیا نے بھی ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ سے روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان پاک ہے: "اَلزُّهْدُ فِي الدُّنْيَا يُرِيْحُ الْقَلْبَ وَالْجَسَدَ" "دنیا کی بے رغبتی دل اور جسم کو راحت پہنچاتی ہے۔"

اسے طبرانی نے روایت کیا، اس کی اسناد مقارب ہے۔

حدیث: حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت پاک میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! (ﷺ): "مَنْ اَزْهَدُ النَّاسِ؟" "سب سے بڑا زاہد کون ہے؟" ارشاد فرمایا: "مَنْ لَمْ يَنْسَ الْقَبْرَ وَالْبِلٰى وَتَرَكَ فَضْلَ زِيْنَةِ الدُّنْيَا وَاٰثَرَ مَا يَبْقٰى عَلٰى مَا يَفْنٰى وَلَمْ يَعُدَّ غَدًا فِي اَيَّامِهٖ وَعَدَّ نَفْسَهٗ مِنَ الْمَوْتٰى" "سب سے بڑا زاہد وہ ہے جس نے قبر اور فنا کو فراموش نہ کیا، دنیا کی فضول زیب و زینت ترک کر دی، باقی (آخرت کی زندگی) کو فانی (دنیوی حیات) پر ترجیح دی آنے والے کل کو اپنی زندگی کے ایام میں شمار نہ کیا اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کیا"۔

اسے ابن ابی الدنیا نے مرسلاً روایت کیا، موت کے ذکر میں اس کی بہت سی نظائر آرہی ہیں ان شاء اللہ۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل

نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے (کوہ طور پر) ایک لاکھ چالیس ہزار کلمات کے ساتھ گفتگو فرمائی، پھر جب موسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کی گفتگو سنی (کہ کیا پتہ یہ اللہ کا کلام تھا یا کسی اور کی آواز تھی؟۔ یہ بات آپ کے ساتھ کوہ طور پر جانے والے ستر آدمیوں نے کہی تھی) تو آپ ان پر سخت غضبناک ہوئے۔ جب آپ کے کانوں میں رب عزوجل کے کلام کی آواز پہنچی تو جو کچھ ان کے پروردگار نے ان سے کلام فرمایا اس میں یہ ارشاد بھی تھا کہ: اے موسیٰ (علیہ السلام) میرے لئے (میری خوشی کی خاطر) کچھ کرنے والوں نے دنیا سے بے رغبتی جیسا کوئی کام نہیں کیا۔ میرا قرب حاصل کرنے والوں میں سے کسی نے ایسا قرب حاصل نہیں کیا جیسا میری حرام فرمودہ چیزوں سے اجتناب کرنے والوں نے کیا، اور میری عبادت کرنے والوں میں سے کسی نے میرے خوف سے رونے والوں کی طرح عبادت نہیں کی۔ (یعنی مجھے خوش کرنے کیلئے دنیا سے بے رغبتی جیسا کوئی عمل نہیں، میری حرام کی ہوئی چیزوں سے بچنا میرے قرب کا بہت بڑا ذریعہ ہے اور میرے خوف سے رونا سب سے بڑی عبادت ہے)۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے تمام مخلوق کے پروردگار، اے مالک یوم الدین اور اے ساری عظمتوں اور بزرگیوں والے مولیٰ! تو نے ان لوگوں کیلئے کیا کچھ تیار فرمایا ہے اور انہیں کیا جزاء عطا فرمائے گا؟ اللہ رب العزت نے فرمایا: ''اَمَّا الزَّاهِدُ فِي الدُّنْيَا فَاِنِّي اَبَحْتُهُمْ جَنَّتِي يَتَبَوَّءُ وْنَ مِنْهَا حَيْثُ شَآءُ وْا'' ''جو لوگ دنیا سے بے رغبت ہیں، میں نے ان کیلئے اپنی جنت مباح کر دی ہے۔ وہ جنت میں جہاں مرضی ہو رہیں''۔ ''وَاَمَّا الْوَرِعُوْنَ عَمَّا حَرَّمْتُ عَلَيْهِمْ فَاِنَّهُ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ لَمْ يَبْقَ عَبْدٌ اِلَّا نَاقَشْتُهُ وَفَتَّشْتُهُ اِلَّا الْوَرِعُوْنَ فَاِنِّي اَسْتَحْيِيْهِمْ'' ''میری حرام فرمودہ چیزوں سے اجتناب کرنے والوں کی شان یہ ہوگی کہ جب قیامت کا روز ہوگا تو کوئی بندہ ایسا باقی نہیں بچے گا جس کا میں خوب حساب نہ لوں اور تفتیش نہ کروں سوائے ان لوگوں کے (کہ ان سے حساب و تفتیش نہ فرماؤں گا) کیوں کہ ان سے حساب لیتے اور تفتیش فرماتے ہوئے مجھے حیا آتی ہے''۔ ''وَاُجِلُّهُمْ وَاُكْرِمُهُمْ فَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ'' ''میں ان کو بزرگی دوں گا، ان کا اکرام کروں گا، پھر بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل فرما دوں گا۔'' ''وَاَمَّا الْبَكَّآءُ وْنَ مِنْ خَشْيَتِيْ فَاُولٰئِكَ لَهُمُ الرَّفِيْقُ الْاَعْلٰى لَا يُشَارَكُوْنَ فِيْهِ'' اور جو میرے خوف سے رونے والے ہیں میں انہیں جنت میں وہ اعلیٰ مقام عطا فرماؤں گا جس میں ان کا کوئی شریک نہ ہوگا۔'' اسے طبرانی اور اصبہانی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''مَا تَزَيَّنَ الْاَبْرَارُ فِي الدُّنْيَا بِمِثْلِ الزُّهْدِ فِي الدُّنْيَا'' ''دنیا میں اللہ کے نیک بندوں کیلئے دنیا سے بے اعتنائی جیسا کوئی زیور نہیں۔'' (ابویعلیٰ)

حدیث: حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول پاک ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''اِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَزْهَدُ فِي الدُّنْيَا فَادْنُوْا مِنْهُ فَاِنَّهُ يُلَقَّى الْحِكْمَةَ'' جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جو رغبت دنیا نہیں رکھتا تو اس کا قرب حاصل کرو کیونکہ اس کو حکمت و دانائی کا الہام کیا جاتا ہے۔'' (ابویعلیٰ)

حدیث: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اور میں (مؤلف) اس روایت کو مرفوع ہی جانتا ہوں۔ فرماتے ہیں: ''صَلَاحُ اَوَّلِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بِالزَّهَادَةِ وَالْيَقِيْنِ وَهَلَاكُ اٰخِرِهَا بِالْبُخْلِ وَالْاَمَلِ'' ''ابتداء میں یہ امت مسلمہ زہد اور یقین کی وجہ سے بہتر ہوگی اور آخر میں بخل اور لمبی لمبی امیدیں باندھنے کی بنا پر ہلاک ہوگی''۔

اسے طبرانی نے روایت کیا، اس کی اسناد میں احتمال تحسین ہے اگرچہ متن غریب ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے اسے مرفوع کیا۔ فرماتے ہیں: ایک منادی کرنے والا یہ ندا کر رہا تھا کہ دنیا اہل دنیا کیلئے چھوڑ دو، دنیا کو دنیا داروں کیلئے ترک کر دو، دنیا کو دنیا والوں کیلئے خود سے الگ کر دو۔ ''مَنْ اَخَذَ مِنَ الدُّنْيَا اَكْثَرَ مِمَّا يَكْفِيْهِ اَخَذَ حَتْفَهٗ وَهُوَ لَا يَشْعُرُ'' ''جس نے ضرورت سے زیادہ دنیا جمع کر لی، اس نے اپنی ہلاکت و بربادی اختیار کر لی جبکہ وہ اسے محسوس نہیں کرتا''

اسے بزار نے روایت کیا اور کہا کہ نبی پاک ﷺ سے یہ روایت صرف اسی طریق سے مروی ہے۔

حدیث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ''خَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ وَخَيْرُ الرِّزْقِ اَوِالْعَيْشِ مَايَكْفِيْ'' ''بہترین ذکر، ذکر خفی (آہستہ) ہے اور بہترین روزی یا معاش وہ ہے جو ضرورت کیلئے کافی ہو۔'' (رزق یا معاش میں) شک ابن وہب راوی کی طرف سے ہے۔

اسے ابوعوانہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَّ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيْهَا فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَآءَ'' ''یہ دنیا بے شک شیریں اور دلکش ہے (جسے تم جمع کر رہے ہو) حالانکہ اللہ تعالیٰ اس میں تمہارے بعد والوں کو پیدا فرمانے والا ہے (جو تمہاری جگہ اسے کھائیں پئیں استعمال کریں گے) لہٰذا تم دنیا (کو بلاضرورت جمع کرنے) سے اجتناب کرو اور عورتوں سے بچتے رہو (کہ دنیوی آزمائشوں میں ایک آزمائش عورتیں بھی ہیں)

اسے مسلم اور نسائی نے روایت کیا اور نسائی نے یہ الفاظ زائد کئے۔ (فرمایا): ''فَمَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَآءِ'' ''میں اپنے پیچھے مردوں کیلئے عورتوں سے زیادہ نقصان دہ فتنہ اور کوئی نہیں چھوڑ کے جا رہا (1)''۔

حدیث: حضرت عمرہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَلدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ فَمَنْ اَخَذَهَا بِحَقِّهَا بَارَكَ اللّٰهُ لَهٗ فِيْهَا وَرُبَّ مُتَخَوِّضٍ فِيْ مَالِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لَهُ النَّارُ يَوْمَ

---

(1) عورتیں مردوں کیلئے سامان فتنہ ہیں۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ (آل عمران: 14) ''لوگوں کیلئے حسین بنادی گئی ہے عورتوں کی خواہش کی محبت۔ (یعنی طبعی لگاؤ)''۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوا:

اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ (یوسف) ''یقیناً تم عورتوں کا فریب (فتنہ) بہت بڑا (خطرہ) ہے''۔ (مترجم)

الْقِيَامَةِ'' ''دنیا بڑی میٹھی اور من موہنی چیز ہے۔ جس نے اسے حق حلال طریقہ سے حاصل کیا اللہ تعالیٰ اسے اس میں برکت عطا فرمائے گا۔ اور بہت سے لوگ اللہ اور اس کے رسول (جل وعلاو ﷺ) کے مال (2) میں خلط ملط کرنے والے ہیں۔ ایسوں کیلئے قیامت کے روز دوزخ ہے''۔

اسے طبرانی نے باسناد حسن روایت کیا۔ (اسی مفہوم کی ایک اور حدیث طبرانی نے کبیر میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے جس کے راوی ثقہ ہیں)

حدیث: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے نفس کی خواہشات کو اسی دنیا میں پورا کرلیا۔ آخرت میں اس کے اور اس کی خواہشوں کے درمیان رکاوٹ کھڑی کردی جائیگی (آخرت کی نعمتوں سے محروم رہے گا)، جس نے آنکھ اٹھا کر مال داروں کی زیب وزینت کی طرف (لالچ وحرص سے) دیکھا، آسمانوں کی بادشاہی میں (فرشتوں میں) ذلیل ورسوا ہوگا۔ ''وَمَنْ صَبَرَ عَلَى الْقُوْتِ الشَّدِيْدِ صَبْرًا جَمِيْلًا اَسْكَنَهُ اللّٰهُ مِنَ الْفِرْدَوْسِ حَيْثُ مَاشَاءَ'' اور جس نے سخت ضروری روزی پر اچھی طرح صبر کیا (اپنے رب کا گلا شکوہ نہ کیا) اللہ تعالیٰ جنت ''الفردوس'' میں جہاں وہ بندہ چاہے گا ٹھہرائے گا۔''

اسے طبرانی نے اوسط اور صغیر میں بروایت اسمٰعیل بن عمرو البجلی روایت کیا۔ ان کے باقی راوی صحیح کے ہیں نیز اصبہانی نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: بندے کو دنیا (کے مال ومنال) سے جو کچھ ملتا ہے اس سے اللہ کے ہاں اس کے درجات میں کمی آجاتی ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ اس پر کریم ہے۔ (کریم ہے جبھی تو دنیا کی نعمتیں دیتا ہے)۔

اسے ابن ابی الدنیا نے روایت کیا۔ اس کی اسناد جید ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث مرفوعاً بھی مروی ہے اگرچہ موقوف زیادہ صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) دنیا سے میرے لئے کتنا کافی ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَا سَدَّ جَوْعَتَكَ وَوَارٰى عَوْرَتَكَ وَاِنْ كَانَ لَكَ بَيْتٌ يُظِلُّكَ فَذَاكَ وَاِنْ كَانَتْ لَكَ دَابَّةٌ فَبَخٍ'' اتنا جو تمہاری بھوک مٹادے اور تمہاری عورت (جو مرد کیلئے ناف سے گھٹنوں کے نیچے تک اور عورت کیلئے دونوں ہاتھوں، دونوں پاؤں اور چہرے کی ٹکیہ کے سوا پورا بدن ہے) کو چھپادے۔ اگر تمہارا گھر ہو جو تمہیں چھت کا سایہ فراہم کرے تو یہ کافی ہے اور اگر تمہارے پاس سواری کا جانور بھی ہو تو کیا ہی بات ہے۔''

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کے وقت گھر سے باہر

---

(1) معلوم ہوا کہ دنیا کی دولت ومال اور نعمتیں اللہ اور رسول ﷺ کی ملکیت ہیں۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں   دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں۔ (اعلیٰ حضرت) (مترجم)

تشریف لائے۔ میرے گھر کے پاس سے گذرے مجھے یاد فرمایا تو میں نکل حاضر خدمت ہوا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ''اللہ ان پر رحم فرمائے'' کے گھر کے پاس سے گذرے انہیں بلایا وہ بھی حاضر ہوئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قریب سے گذر ہوا تو آپ ﷺ نے انہیں بھی بلالیا ''اللہ ان پر رحم کرے'' وہ بھی آ حاضر ہوئے تو آپ ﷺ چلنے لگے حتیٰ کہ انصار کے ایک باغ میں تشریف لے آئے، باغ کے مالک سے فرمایا: ہمیں کچھ کھلاؤ، وہ پھلوں کا ایک گچھا لے آیا اور سامنے رکھ دیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کھایا پھر ٹھنڈا پانی منگوا کر نوش فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا: ''لَتُسْئَلُنَّ عَنْ هٰذَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ'' ''قیامت کے دن تم سے ان چیزوں کے بارے میں سوال ہوگا۔'' کہتے ہیں: اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ گچھا پکڑا اور زمین پر دے مارا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کی خشک کھجوریں بکھر گئیں۔ پھر عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ! (ﷺ) اس (معمولی سے کھجوروں کے گچھے) کے متعلق ہم سے سوال کیا جائیگا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''نَعَمْ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ خِرْقَةٍ كَفَّ بِهَا عَوْرَتَهُ اَوْ كِسْرَةٍ سَدَّ بِهَا جَوْعَتَهُ اَوْ جُحْرٍ يَدْخُلُ فِيْهِ مِنَ الْحَرِّ وَالْقُرِّ'' ہاں لیکن تین چیزیں ہیں (جن کے بارے میں روز قیامت سوال نہیں ہوگا۔ وہ یہ ہیں) نمبر 1 ایک کپڑے کا ٹکڑا جو بندے کی شرمگاہ کو چھپا سکے، نمبر 2 ایک روٹی کا ٹکڑا جو اس کی بھوک مٹا دے اور نمبر 3 ایک سوراخ (چھوٹی سی جائے رہائش) جس میں گرمی اور سردی سے بچاؤ کیلئے داخل ہو سکے۔''

اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔ اور ان کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَيْسَ لِابْنِ اٰدَمَ حَقٌّ فِيْ سِوٰى هٰذِهِ الْخِصَالِ بَيْتٌ يُكِنُّهُ وَثَوْبٌ يُوَارِيْ عَوْرَتَهُ وَجِلْفُ الْخُبْزِ وَالْمَاءِ'' ''سوائے ان تین چیزوں کے ابن آدم کا کسی چیز میں کوئی حق نہیں، ایک گھر جس میں وہ آباد ہو، ایک کپڑا جو اس کی شرمگاہ کو چھپائے اور ایک موٹی خشک روٹی اور اس کیساتھ پانی۔'' (بعض نے ''جلف'' کا معنی بغیر سالن کے روٹی بھی کیا ہے)۔

اسے ترمذی، حاکم اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور ترمذی و حاکم نے صحیح قرار دیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوعبدالرحمٰن جبلی سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا جبکہ ایک آدمی نے ان سے ایک سوال کیا اور کہا: کیا میں مہاجرین فقراء میں سے نہیں ہوں؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: کیا تمہاری بیوی ہے جس کے پاس رہتے ہو؟ وہ بولا: جی ہاں، آپ نے پوچھا: تمہارا گھر ہے جس میں سکونت رکھتے ہو؟ اس نے عرض کی: ہاں جی ہے۔ یہ سن کر آپ نے کہا: ''اَنْتَ مِنَ الْاَغْنِيَاءِ'' ''تم مالداروں میں سے ہو۔ (فقیر نہیں ہو) وہ کہنے لگا: میرے پاس تو ایک خادم بھی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''فَاَنْتَ مِنَ الْمُلُوْكِ'' ''ارے پھر تو تم بادشاہوں میں سے ہو۔''

اسے امام مسلم نے موقوفاً روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَا فَوْقَ الْاَزَارِ وَظِلِّ الْحَائِطِ وَحَرِّ الْمَاءِ فَضْلٌ يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَوْ يُسْأَلُ عَنْهُ'' ''تہبند سے زائد کپڑا، دیوار کے سائے سے زیادہ رہائش گاہ اور عمدہ پانی سے زیادہ مشروبات وہ فاضل چیزیں ہیں جن کا قیامت کے روز بندے سے حساب لیا جائیگا یا ان کے بارے میں سوال کیا جائیگا۔''

اسے بزار نے روایت کیا۔ لیث ابن ابی سلیم کے سوا ان کے راوی ثقہ ہیں اور متابعات میں ان صاحب کی احادیث عمدہ ہوتی ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان پاک ہے: ''اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنْ يُقَالَ لَهُ اَلَمْ اُصِحَّ لَكَ جِسْمَكَ وَاَرْوِكَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ'' ''یوم قیامت بندے کا سب سے پہلے جو حساب لیا جائیگا وہ یہ ہوگا کہ پوچھا جائیگا: کیا میں نے تجھے صحت مند جسم نہیں دیا تھا اور کیا میں نے تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں فرمایا تھا؟ (1)''۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا: ''اِنْ اَرَدْتِ اللُّحُوْقَ بِيْ فَلْيَكْفِكِ مِنَ الدُّنْيَا كَزَادِ الرَّاكِبِ وَاِيَّاكِ وَمُجَالَسَةَ الْاَغْنِيَاءِ وَلَا تَسْتَخْلِقِيْ ثَوْبًا حَتّٰى تُرَقِّعِيْهِ'' ''اگر (جنت میں) میرے ساتھ ملنا چاہتی ہو تو پھر دنیا کا سامان تمہارے لئے اتنا ہی کافی ہونا چاہیے جتنا ایک مسافر سوار کے پاس ہوتا ہے۔ (کہ وہ آسانی کے ساتھ اٹھا لے جا سکتا ہے)، مال داروں کے پاس اٹھنے بیٹھنے سے اجتناب کرتی رہو۔ (غرباء و مساکین کا ساتھ اختیار کرو) اور کسی کپڑے کو پرانا نہ سمجھو جب تک اس میں پیوند نہ لگا لو''

اسے ترمذی، حاکم اور بیہقی نے بروایت صالح بن حسان روایت کیا۔ یہ منکر الحدیث ہے اس نے عروہ سے عروہ نے ام المؤمنین سے روایت کی۔ حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا۔ نیز رزین نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور یہ الفاظ زائد کئے ہیں: عروہ نے کہا: اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی عادت تھی کہ نیا کپڑا نہ لیتی تھیں جبتک پہلے پر پیوند نہ لگا لیتیں اور وہ خوب پرانا نہ ہو جاتا۔ ایک روز ان کے پاس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے اسی ہزار درہم کی رقم آئی۔ شام تک ان کے پاس ایک درہم بھی باقی نہ بچا۔ (سب صدقہ و خیرات میں خرچ کر ڈالے) آپ کی کنیز کہنے لگی: آپ نے ہمارے لئے ایک درہم کا گوشت ہی خرید لیا ہوتا! آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اگر تم مجھے یاد دلا دیتیں تو میں خرید دیتی''۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کیلئے گئے تو دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا کہ بھائی

(1) اللہ کی عطا فرمودہ نعمتوں کے بارے میں قیامت کے روز سب سے پہلے مذکورہ چیزوں کے متعلق سوال ہوگا ورنہ حدیث صحیح کے مطابق اعمال و عبادات میں سب سے پہلے نماز کے متعلق پوچھا جائیگا۔ (مترجم)

تمہیں کیا بات رلا رہی ہے؟۔ کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ کی صحبت نصیب نہیں ہوئی؟ کیا تم میں فلاں نیکی نہیں ہے؟ اور کیا تم میں فلاں خوبی نہیں پائی جاتی؟ (تو آخرت کے خوف سے کیوں رو رہے ہو؟) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں ان باتوں پر نہیں روتا اور نہ دنیا کو چھوڑنے پر رونا آ رہا ہے۔ اور نہ ہی آخرت کی مصیبت مجھے رلا رہی ہے۔ بلکہ (دراصل رو اس وجہ سے رہا ہوں کہ) اللہ کے رسول ﷺ نے ہم سے ایک عہد لیا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اس سے تجاوز کیا ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ پوچھنے لگے: آپ ﷺ نے کون سا عہد تم سے لیا تھا؟ سلمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: حضور انور ﷺ نے ہم سے یہ عہد لیا تھا کہ تم میں سے ہر کسی کیلئے اتنا دنیوی مال کافی ہے جتنا ایک سوار کے پاس سامان سفر ہوتا ہے۔ اور میرا تو اپنے بارے میں یہی خیال ہے کہ میں نے اس عہد سے تجاوز کر لیا ہے۔ لیکن اے سعد! تم جب بھی کوئی فیصلہ کرو تو فیصلہ کرتے وقت، جب کچھ تقسیم کرو تو تقسیم کرتے وقت اور جب کوئی کام کرنے کا ارادہ کرتے وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔ (تم کہیں یہ عہد نہ توڑ دینا) حضرت ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "فَبَلَغَنِیْ اَنَّہٗ مَاتَرَكَ اِلَّا بِضْعَةً وَّ عِشْرِیْنَ دِرْهَمًا مَعَ نُفَیْقَةٍ كَانَتْ عِنْدَهٗ" "مجھے خبر پہنچی کہ (بوقت وفات) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے صرف بیس سے کچھ زائد درہم چھوڑے جو اخراجات کیلئے ان کے پاس جمع تھے (1)"۔

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا۔ ان کے راوی ثقہ ہیں۔ سوائے جعفر بن سلیمان کے شیخین نے ان سے روایات لی ہیں اور ان جعفر سے صرف مسلم نے روایات حاصل کی ہیں۔ (یہی واقعہ مختلف الفاظ کے ساتھ ابوسفیان سے حاکم نے روایت کیا ہے اور صحیح الاسناد کہا ہے)۔

حدیث: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا "طُوْبٰی لِمَنْ هُدِیَ لِلْاِسْلَامِ وَكَانَ عَیْشُهٗ كَفَافًا وَّ قَنِعَ" "بشارت ہو (جنت کی) انہیں جن کو اسلام کی ہدایت نصیب ہوئی، ان کی زندگی کی ضروریات پوری ہوئیں اور انہوں نے قناعت سے کام لیا۔"

اسے مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت نقادہ الاسدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک آدمی کے پاس بھیجا کہ وہ اپنی اونٹنی عاریۃً آپ ﷺ کو دے۔ اس نے انکار کیا۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے ایک اور شخص کے پاس عاریۃً اونٹنی لانے کیلئے روانہ فرمایا۔ اس نے اونٹنی بھیج دی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اونٹنی ملاحظہ فرمائی تو دعا کی: "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِیْهَا وَفِیْمَنْ بَعَثَ بِهَا" "اے اللہ! اس اونٹنی میں برکت فرما اور بھیجنے والے کو بھی برکت عطا فرما۔" حضرت نقادہ رضی

---

(1) حافظ منذری کہتے ہیں کہ صحیح ابن حبان میں آیا ہے کہ بعد وفات حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا مال اکٹھا کیا گیا تھا تو پندرہ درہم بنا۔ اور طبرانی میں ہے کہ ان کا مال فروخت کیا گیا تو صرف چودہ درہم قیمت بنی تھی۔ بس اتنی سی بات پر رو رہے تھے کہ بہت مال جمع ہو گیا ہے۔ اللہ رے زہد و تقویٰ! آج مسلمان اپنے اپنے جمع شدہ مال کا اندازہ تو لگائیں اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے اعمال صالحہ اور اپنی بدعملیوں کا بھی موازنہ کریں تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی کامیابی اور اپنی ناکامیوں کی حقیقت اظہر من الشمس ہو جائیگی۔ (مترجم)

اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) اور جو اسے لے کر آیا اس کے متعلق (بھی دعا فرما دیں) آپ ﷺ نے دعا فرمائی: اور اے اللہ! جو لے کر آیا ہے اسے بھی برکتیں عطا فرما۔ پھر آپ ﷺ کے حکم سے اسے دوہا گیا تو اس نے بہت دودھ دیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: ''اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَ فُلَانٍ لِّلْمَانِعِ الْاَوَّلِ وَاجْعَلْ رِزْقَ فُلَانٍ يَوْمًا بِيَوْمٍ لِّلَّذِيْ بَعَثَ بِالنَّاقَةِ'' اے اللہ! فلاں جس نے پہلے اونٹنی نہیں دی کے مال میں زیادتی فرما اور فلاں جس نے اونٹنی روانہ کی تھی کو روز کا روز نیا رزق عطا فرما۔ (تاکہ بروز حشر مال کے متعلق کثرت سوالات سے محفوظ رہے)۔

اسے ابن ماجہ نے باسناد حسن روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ دعا فرماتے ہوئے میں نے سنا: ''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا وَفِيْ رِوَايَةٍ كَفَافًا'' ''اے مالک! آل محمد (ﷺ) کو صرف زندگی بحال رکھنے کے مطابق رزق عطا فرما۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ''جس سے ان کی ضرورت پوری ہوتی رہے۔'' (بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَا مِنْ غَنِيٍّ وَّلَا فَقِيْرٍ اِلَّا وَدَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنَّهٗ اُوْتِيَ مِنَ الدُّنْيَا قُوْتًا'' ''قیامت کے روز ہر مال دار اور ہر فقیر یہ تمنا کرے گا کہ کاش! اسے دنیا میں صرف اتنا رزق ملتا جس سے اس کی زندگی کے دن پورے ہوتے رہتے۔'' (ابن ماجہ)

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا (مرنے کے بعد جب انسان کو دفن کیلئے لے جایا جاتا ہے تو) تین چیزیں اس کے پیچھے جاتی ہیں یعنی اس کے اہل وعیال، اس کا مال اور اس کے اعمال، پھر دو چیزیں واپس آ جاتی ہیں اور ایک اس کے ساتھ باقی رہ جاتی ہے۔ ''يَرْجِعُ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَ يَبْقٰى عَمَلُهٗ'' ''اس کے اہل وعیال اور مال واپس لوٹ آتے ہیں اور اس کے اعمال اس کے ساتھ باقی رہ جاتے ہیں''۔

اسے امام بخاری وامام مسلم نے روایت فرمایا ہے۔

حدیث: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر مرد اور ہر عورت کے تین گہرے دوست ہوتے ہیں۔ ایک دوست اس سے کہتا ہے: میں تیرے پاس ہوں، مجھ سے جتنا چاہے لے لے (راہ خدا میں خرچ کر ڈال) اور جتنا چاہے چھوڑ دے۔ ''فَذَالِكَ مَالُهٗ'' ''یہ اس کا مال ہے''۔ دوسرا کہتا ہے: میں تیرے ساتھ ہوں لیکن جب تو بادشاہ حقیقی کے دروازے پر پہنچے گا تو میں تجھے چھوڑ جاؤں گا۔ ''فَذَالِكَ خَدَمُهٗ وَاَهْلُهٗ'' ''یہ اس کے نوکر چاکر واہل وعیال ہوتے ہیں۔'' او تیسرا دوست کہتا ہے: تو جہاں بھی آئے جائے گا میں تیرے ساتھ رہوں گا (تنہا کبھی نہ چھوڑوں گا)۔ ''فَذَالِكَ عَمَلُهٗ'' ''تو یہ دوست اس کے اپنے اعمال ہیں۔

اسے طبرانی نے کبیر میں کئی سندوں کے ساتھ روایت کیا جن میں ایک سند صحیح ہے۔ نیز طبرانی نے اسے اوسط میں

بھی (مختلف الفاظ کے ساتھ) روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن آدم کی، اس کے مال، اہل و عیال اور اعمال کی مثال ایسے ہے جیسے ایک آدمی ہو اس کے تین بھائی یا تین دوست ہوں۔ تو ان میں سے ایک کہے: میں تیری زندگی تک تیرا ساتھ دوں گا پھر جب تو مر جائے گا تو نہ میرا تیرے ساتھ کوئی تعلق ہوگا اور نہ تیرا میرے ساتھ۔ (یہ ہے اس کا مال) دوسرا کہے: میں تیرا ساتھی رہوں گا۔ لیکن جب تو اس درخت (موت) کے پاس پہنچ جائیگا۔ تو میرا واسطہ تیرے ساتھ رہے گا نہ تیرا میرے ساتھ۔ (یہ اہل وعیال کا حال ہے) اور تیسرا کہے: ''اَنَامَعَكَ حَيًّا وَّ مَيِّتًا'' ''میں تیرا ساتھ نبھاؤں گا چاہے تو زندہ ہو یا مردہ۔'' (یہ اعمال ہیں نیک ہوں یا بد)۔

اسے بزار نے روایت کیا۔ ان کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ کہتا رہتا ہے: ''مَالِيْ مَالِيْ'' ''(یہ میرا مال وہ میرا مال)'' حالانکہ اسے اپنے مال سے صرف تین چیزیں ہی ملتی ہیں۔ نمبر 1 وہ جو کچھ اس نے کھا پی کر ختم کر دیا، نمبر 2 وہ جو کچھ اس نے پہن کر پرانا کر دیا اور نمبر 3 وہ جو کچھ اس نے (راہ خدا میں) خرچ کر کے (آخرت کیلئے) ذخیرہ کر لیا۔ ''مَا سِوٰی ذَالِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَّ تَارِكُهٗ لِلنَّاسِ'' ''اس کے علاوہ سب کچھ برباد ہونے والا ہے اور یہ اسے دوسرے لوگوں کیلئے چھوڑ جانے والا ہے''۔ (مسلم)

حدیث: حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نبی انور ﷺ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا جبکہ آپ ﷺ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ (التکاثر:1) ''(تمہیں کثرت مال کی خواہش نے خدا کی یاد سے غافل کر ڈالا)'' تلاوت فرما رہے تھے۔ (مجھے دیکھ کر) ارشاد فرمانے لگے: ابن آدم کہتا ہے: میرا مال میرا مال۔ حالانکہ اے ابن آدم! تیرا اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ جو تو نے کھا کر فنا کر دیا، پہن کر پرانا کر دیا یا صدقہ کر کے اپنے لئے آگے بھیج دیا۔

اسے مسلم، ترمذی اور نسائی نے روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ بازار میں سے گذرے۔ آپ ﷺ کی دونوں جانب لوگ چل رہے تھے کہ آپ کا گذر بھیڑ کے ایک چھوٹے کانوں والے مردہ بچے کے پاس سے ہوا۔ آپ ﷺ نے اسے کان سے پکڑ لیا اور فرمایا: تم میں سے کوئی ہے جو اسے ایک درہم کے بدلے میں لینا پسند کرے؟ تو لوگ عرض گذار ہوئے: ہم اسے کسی چیز کے عوض بھی لینا نہیں چاہیں گے۔ اور اسے لے کر ہم کریں گے بھی کیا؟ حضور انور ﷺ نے فرمایا: کیا پسند کرتے ہو کہ یہ تمہیں (بغیر کسی قیمت کے) مل جائے؟ انہوں نے عرض کیا: خدا کی قسم، اگر یہ زندہ بھی ہوتا تو بھی اس میں عیب تھا کہ اس کے کان چھوٹے چھوٹے ہیں۔ (زندہ ہوتا تو بھی نہ لیتے) اب جبکہ یہ مر چکا ہے تو اسے لے کر کیا کریں گے؟ اس پر سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وَاللّٰهِ لَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ هٰذَا عَلَيْكُمْ'' ''قسم ہے اللہ کی، اللہ عزوجل

کے سامنے ساری دنیا اس سے بھی زیادہ ذلیل (بے قدر) ہے جتنا یہ بھیڑ کا مردہ بچہ تمہارے سامنے ذلیل ہے''۔

حدیث: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کسی قوم کے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر کے قریب سے گذرے جس پر بھیڑ کا ایک مردہ بچہ پڑا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اس کے مالکوں کو اس کی کوئی حاجت ہے؟ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! (ﷺ) مالکوں کو اگر اس کی کوئی حاجت ہوتی تو اس کو وہ یہاں نہ پھینک دیتے۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وَاللّٰهِ لَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ السَّخْلَةِ عَلٰى اَهْلِهَا فَلَا اُلْفِيَنَّهَا اَهْلَكَتْ اَحَدًا مِّنْكُمْ'' ''خدا کی قسم، اللہ کے نزدیک یہ دنیا اس سے بھی زیادہ بے قدر ہے جتنا کہ یہ بھیڑ کا مردہ بچہ اس کے مالکوں کیلئے بے وقعت ہے۔لہٰذا میں ہرگز تمہیں ایسا نہ پاؤں کہ یہ دنیا تم میں سے کسی کو ہلاکت میں ڈال دے''۔

اسے بزار نے اور طبرانی نے کبیر میں ابن عمر کی حدیث سے روایت کیا دونوں کے راوی ثقہ ہیں۔ امام احمد نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ بھیڑ کے ایک خارش زدہ بچے کے قریب سے گذرے جسے اس کے مالکوں نے باہر نکال دیا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھ کر فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ اب اپنے مالکوں کیلئے بے کار ہو چکا ہے؟ حاضرین نے عرض کیا: جی ہاں، یا رسول اللہ! (ﷺ) حضور ﷺ نے فرمایا: ''اَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهٖ عَلٰى اَهْلِهَا'' ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ بے کار ہے جتنا یہ اپنے مالکوں کیلئے بے قدر و قیمت ہے''۔ طبرانی کی ایک روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے ہے جس میں یہ الفاظ ہیں کہ ''وَلَوْ كَانَتْ تَعْدِلُ عِنْدَاللّٰهِ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ لَّمْ يُعْطِهَا اِلَّا لِاَوْلِيَآئِهٖ وَاَحْبَابِهٖ مِنْ خَلْقِهٖ'' ''اگر یہ دنیا (کا مال و منال) اللہ کے نزدیک رائی کے دانے کے برابر بھی حیثیت رکھتی تو اللہ اپنی مخلوق میں سے صرف اپنے اولیاء اور دوستوں کو ہی عطا فرماتا''۔ (حالانکہ دوستوں کو بہت کم اور دشمنوں کو بہت زیادہ دے رکھی ہے)۔

حدیث: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَا سَقٰى كَافِرًا مِّنْهَا شَرْبَةَ مَآءٍ'' ''اگر یہ دنیا اللہ کے نزدیک مچھر کے ایک پر کے برابر بھی حیثیت رکھتی تو اللہ تعالیٰ کافر کو اس میں سے پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ دیتا''۔

اسے ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ لوگ حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: تمہارے پاس کھانا ہے؟ عرض کرنے لگے: ہاں جی۔ فرمایا: تو کیا پانی بھی رکھتے ہو؟ وہ بولے جی ہاں۔ فرمایا: تو کیا وہ ٹھنڈا بھی ہوتا ہے؟ عرض گذار ہوئے جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ ان دونوں چیزوں کا انجام دنیا کے انجام کی مثل ہے۔ (جس طرح کھانا پانی غلاظت میں تبدیل ہو جاتا ہے ایسے ہی دنیا کا بھی حال ہوتا ہے) تم میں سے کوئی اٹھ کر اپنے گھر کے پچھواڑے جاتا ہے تو اپنی ناک کو (گندگی کی) بدبو سے بچاتا ہے۔ (ایسے ہی تم دنیا سے بچو)۔

اسے طبرانی نے روایت کیا اور ان کے راوی صحیح میں محتج بہم ہیں۔

حدیث: حضرت ضحاک بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: اے ضحاک! تمہارا کھانا کیا چیزیں ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) گوشت اور دودھ ہیں۔ فرمایا: پھر یہ چیزیں کیا بن جاتی ہیں؟ وہ عرض کرنے لگے: وہ تو آپ ﷺ جانتے ہی ہیں۔ اس پر آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی ضَرَبَ مَا یَخْرُجُ مِنِ ابْنِ اٰدَمَ مَثَلًا لِّلدُّنْیَا'' تو بے شک اللہ تعالیٰ نے دنیا کیلئے انسان سے خارج ہونے والی چیز (گندگی) کی مثال بیان فرمائی ہے۔''

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ علی بن زید بن جدعان کے سوا ان کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''اِنَّ الدُّنْیَا مَلْعُوْنَۃٌ مَّلْعُوْنٌ مَّا فِیْھَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰہِ وَمَا وَالَاہُ وَعَالِمٌ اَوْ مُتَعَلِّمٌ'' دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے سوائے اللہ کے ذکر کے اور جسے وہ اپنا دوست بنالے اور عالم یا طالب علم کے۔''

اسے ابن ماجہ، بیہقی اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: بنی فہر کے بھائی حضرت مستولد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنی اس انگلی کو سمندر میں ڈبوئے۔ اور یحییٰ بن یحیی راوی نے اپنی انگشت شہادت کی طرف اشارہ کیا۔ ''فَلْیَنْظُرْ بِمَ یَرْجِعُ'' پھر وہ دیکھے کہ (سمندر کے پانی میں سے) انگلی اپنے ساتھ کتنا پانی لاتی ہے''۔ (مسلم)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اقدس ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: برباد ہو جائے دیناروں کا غلام، درہموں کا لالچی اور اچھے لباس کا بندہ، کہ اگر اس کو (مدعا) مل جائے تو بڑا خوش ہوتا ہے اور اگر نہ ملے تو غضب آلود ہو جاتا ہے۔ ہلاک ہو اور سر کے بل گرے۔ اور جب اسے کانٹا چبھے تو کوئی اس کا کانٹا نہ نکالے (کوئی اس کی اتنی سی بھی مدد نہ کرے) بشارت ہو اس بندے کو جس نے اپنے گھوڑے کی لگام اللہ کے رستہ میں جہاد کی خاطر تھام لی۔ اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے اور قدم خاک آلود ہوتے ہیں۔ اگر اسے ہراول دستہ میں رکھا جائے تو ہراول دستہ میں رہتا ہے اور اگر اسے لشکر کے پیچھے آنے والے (محافظ) دستہ میں رکھا جائے تو یہ اسی دستہ میں رہتا ہے (اپنے امیر کا تو اسقدر مطیع ہوتا ہے اور تواضع کی حالت یہ کہ) اگر کسی کے گھر داخل ہونے کی اجازت مانگے تو اجازت نہیں ملتی اور اگر کسی کی سفارش کرے تو کوئی اس کی سفارش نہ مانے۔ (بخاری)

حدیث: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنی دنیا سے محبت کی، اس نے اپنی آخرت کو نقصان پہنچایا اور جس نے اپنی آخرت کو محبوب رکھا، اس نے اپنی دنیا میں نقصان اٹھایا۔

''فَاٰثِرُوْا مَا يَبْقٰى عَلٰى مَا يَفْنٰى'' ''لہٰذا تم باقی رہنے والی چیز (آخرت) کو فنا ہونے والی چیز (دنیا) پر ترجیح دو''۔

اسے امام احمد، بزار، ابن حبان نے اپنی صحیح میں حاکم اور بیہقی نے اپنی کتاب الزہد میں روایت کیا۔ امام احمد کے راوی ثقہ ہیں۔ حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط پر صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ان کی وفات کا وقت آ پہنچا تو انہوں نے (اپنی قوم جو کہ اشعری تھی سے) فرمایا: اے اشعریوں کی جماعت! یہاں موجود لوگ غیر حاضر لوگوں کو یہ بات پہنچا دیں کہ بلاشبہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''حُلْوَةُ الدُّنْيَا مُرَّةُ الْاٰخِرَةِ وَمُرَّةُ الدُّنْيَا حُلْوَةُ الْاٰخِرَةِ'' ''دنیا کی شیرینی آخرت کی کڑواہٹ اور دنیا کی کڑواہٹ آخرت کی مٹھاس ہے''۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کے دل میں حب دنیا سرایت کر جائے اسے تین چیزیں لاحق ہو جاتی ہیں۔ نمبر 1 بدبختی، جو اس کے رنج والم ختم نہ ہونے دے گی۔ نمبر 2 حرص، جو اس کو تونگری (دل کی قناعت) تک نہ پہنچنے دے گی اور نمبر 3 لمبی امیدیں، جن کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ پس دنیا طالب بھی ہے اور مطلوب بھی (کبھی یہ لوگوں کو چاہتی ہے اور کبھی لوگ اس کو)۔ ''فَمَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا طَلَبَتْهُ الْاٰخِرَةُ حَتّٰى يُدْرِكَهُ الْمَوْتُ فَيَأْخُذَهُ وَمَنْ طَلَبَ الْاٰخِرَةَ طَلَبَتْهُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَسْتَوْفِيَ مِنْهَا رِزْقَهُ'' ''جو شخص طالب دنیا ہو آخرت (موت کے ذریعے) اس کو ڈھونڈتی ہے حتیٰ کہ موت اسے آلیتی ہے اور پکڑ لیتی ہے۔ (خاطر خواہ دنیا حاصل نہیں ہوتی) اور جو بندہ (نیک اعمال کے ذریعے) آخرت کا طالب ہوتا ہے تو یہ دنیا اس کے پیچھے پیچھے اسے تلاش کرتی پھرتی ہے یہاں تک کہ وہ اس سے اپنی روزی کا پورا پورا حصہ لے لیتا ہے۔'' اسے طبرانی نے باسناد حسن روایت کیا۔

حدیث: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ اُرْسِلَا فِيْ غَنَمٍ بِاَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِيْنِهِ'' ''دو بھوکے بھیڑیے جن کو بکریوں میں کھلا چھوڑ دیا گیا ہو وہ بکریوں کو اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا کسی شخص کی مال اور جاہ وجلال کی حرص اس کے دین کو پہنچاتی ہے''۔

اسے ترمذی نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ اور ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو خطرناک بھوکے بھیڑیے جو بکریوں کے باڑے میں رات گذاریں، بکریوں کے مالک ان کی حفاظت سے غافل ہوں (رات بھر یہ بھیڑیئے) بکریوں کو چیریں پھاڑیں اور کھاتے رہیں تو بھی اتنی تیزی سے اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا کہ دولت اور جاہ ومرتبہ کی محبت مسلمان آدمی کے دین کو پہنچاتی ہے۔

اسے طبرانی اور ابویعلیٰ نے روایت کیا۔ یہ الفاظ طبرانی کے ہیں۔ دونوں کی اسناد جید ہیں۔ (اور یہی مفہوم اس حدیث کا ہے جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بزار نے باسناد حسن روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ اس کو مرفوع کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا کوئی شخص ہے جو پانی پر چلے مگر اس کے قدموں کو تری نہ پہنچے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: نہیں، یا رسول اللہ! (ﷺ) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''كَذٰلِكَ صَاحِبُ الدُّنْيَا لَا يَسْلَمُ مِنَ الذُّنُوبِ'' ''اسی طرح دنیادار بندہ ہے کہ گناہوں سے نہیں بچ سکتا''۔ اسے بیہقی نے کتاب الزھد میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ فِتْنَةً وَ فِتْنَةُ اُمَّتِي الْمَالُ'' ''ہر امت کیلئے ایک فتنہ (ذریعۂ امتحان) ہوا کرتا تھا اور میری امت کا فتنہ (1) مال ہے''۔

اسے ترمذی اور حاکم نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور حاکم نے صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَلدُّنْيَا دَارُ مَنْ لَّا دَارَ لَهٗ وَلَهَا يَجْمَعُ مَنْ لَّا عَقْلَ لَهٗ'' ''دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مومن کا اصلی گھر تو جنت ہے) اور اسے وہی جمع کریگا (اور آخرت کے گھر کیلئے نیک اعمال نہ کریگا) جو عقل سے کورا ہو''۔

اسے امام احمد اور بیہقی نے روایت کیا۔ بیہقی نے یہ الفاظ بھی زائد کئے: ''وَ مَالُ مَنْ لَّا مَالَ لَهٗ'' ''اور دنیا اس کیلئے مال ہے جس کے پاس کوئی مال (نیک اعمال) نہ ہو''۔ دونوں کی اسناد جید ہیں۔

---

(1) قرآن حکیم نے متعدد مقامات پر وارننگ (WARNING) دی ہے کہ مال اور اولاد فتنہ ہیں۔ دامن احتیاط ہاتھ سے مت جانے دینا۔ ارشاد ہے:

نمبر 1:۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ؕ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝ (التوبہ)

ترجمہ: ''(غزوہ تبوک کیلئے جہاد کا حکم ہوا تو منافقین بہانے بازیاں کرنے لگے۔ ان میں سے بعض کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ) اور ان میں سے کچھ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ (اے رسول! ﷺ) مجھے اجازت دیدیں (کہ میں اپنے گھر ہی ٹھہرا رہوں) اور مجھے فتنہ میں نہ ڈالیں (گویا جہاد ان کے نزدیک فتنہ تھا) یاد رکھو کہ فتنہ میں تو وہ گر چکے (حب مال و اولاد جس سے ہی بہانے بنا رہے ہیں) اور بے شک دوزخ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔

نمبر 2:۔ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ (الانفال)

ترجمہ: ''اور ڈرو اس فتنہ سے (جو اگر برپا ہو گیا تو) نہ پہنچے گا صرف انہیں لوگوں کو خاص طور پر تم میں سے جنہوں نے ظلم کیا۔ (بلکہ سب کو اپنی لپیٹ میں لے گا) اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے''۔

نمبر 3:۔ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ (الانفال)

ترجمہ: ''اور خوب جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں اور بے شک اللہ ہی کے پاس اجر عظیم ہے''۔

نمبر 4:۔ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ (التغابن)

ترجمہ: ''یقیناً تمہارے مال اور تمہاری اولاد تو فتنہ ہی ہیں۔ اور اللہ کے پاس اجر عظیم ہے''۔ اور فتنہ کس قدر خطرناک ہوتا ہے! قرآنی الفاظ ہیں:

وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ (البقرہ: 191) ترجمہ: ''فتنہ قتل سے بھی زیادہ سخت ہے''۔

وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ (البقرہ: 217) ترجمہ: ''اور فتنہ قتل سے بھی بڑا ہوتا ہے''۔ (مترجم)

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اس حالت میں صبح کی کہ اس کا ارادہ دنیا ہی حاصل کرنے کا ہے تو اللہ کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں (کہ اللہ پر اسے اعتماد و بھروسہ ہی نہیں) ''وَمَنْ اَعْطَی الذِّلَّةَ مِنْ نَفْسِهٖ طَائِعاً غَیْرَ مُکْرَهٍ فَلَیْسَ مِنَّا'' اور جس نے (دنیا کی خاطر) خوشی سے بغیر کسی مجبوری کے اپنے آپ کو ذلیل کرلیا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں (وہ ہمارے طریقہ پر نہیں)۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے دنیا پر غم کرتے ہوئے صبح کی وہ اپنے رب تعالیٰ پر ناراضگی کی حالت میں بیدار ہوا۔ جس نے اپنے اوپر نازل ہونے والی مصیبت کا شکوہ کرتے ہوئے صبح کی، اس نے اللہ عزوجل کی شکایت کی۔ ''وَمَنْ تَضَعْضَعَ لِغَنِیٍّ لِیَنَالَ مِمَّا فِیْ یَدَیْهِ اَسْخَطَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ اُعْطِیَ الْقُرْاٰنَ فَدَخَلَ النَّارَ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ'' اور جو کسی مال دار کیلئے جھکا (اور خود کو ذلیل وخوار کرلیا) تا کہ اس کے مال میں سے کچھ حاصل کرسکے، اس نے اللہ عزیز وجلیل کو (اپنے اوپر) غضبناک کرلیا، اور جسے قرآن (کا علم) عطا فرمایا گیا وہ پھر بھی (ارتکاب معاصی سے) دوزخ میں داخل ہوا تو اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کرے''۔

اسے طبرانی نے صغیر میں روایت کیا۔ نیز ابوالشیخ نے بھی اسے اپنی کتاب الثواب میں روایت کیا مگر آخر میں یہ الفاظ زائد کئے: ''وَمَنْ قَعَدَ اَوْجَلَسَ اِلٰی غَنِیٍّ فَتَضَعْضَعَ لَهٗ لِدُنْیَا تُصِیْبُهٗ ذَهَبَ ثُلُثَا دِیْنِهٖ وَ دَخَلَ النَّارَ'' ''جو شخص کسی مال دار کے سامنے بیٹھا پھر اس کیلئے جھکا تا کہ دنیا (کا مال اس سے) پاسکے اس کا دین دوتہائی ضائع ہوگیا، اور وہ دوزخ میں داخل ہوا''۔

حدیث: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اس شخص پر رحمت فرمائے جس نے میری بات سنی یہاں تک کہ دوسروں تک پہنچادی۔ تین چیزیں ہیں کہ مسلمان آدمی کا دل ان پر بخل نہیں کرے گا۔ نمبر 1 عمل کا خالص اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہونا، نمبر 2 مسلمان حکمرانوں کیلئے خیر خواہ ہونا اور نمبر 3 ان کے ساتھ جماعت میں حاضری لازمی جاننا۔ کیونکہ ان (منصف و عادل نیک دل حکمرانوں) کی دعا ہر طرف سے گھیرنے والی (قبول ہونے والی) ہے۔ بلاشبہ جس کی نیت فقط دنیا ہی ہو، اللہ تعالیٰ اس کی غربت اس کے چہرہ پر لکھ دیتا ہے اور اس کی خواہشات متفرق کردیتا ہے۔ اور دنیا سے اسے وہی ملتا ہے جو اس کیلئے (اس کی تقدیر میں) لکھ دیا گیا ہو۔ ''وَمَنْ تَکُنِ الْاٰخِرَةُ نِیَّتَهٗ یَجْعَلِ اللّٰهُ غِنَاهُ فِیْ قَلْبِهٖ وَیَکْفِیْهِ ضَیْعَتَهٗ وَ تَاْتِیْهِ الدُّنْیَا وَ هِیَ رَاغِمَةٌ'' اور جس کی نیت حصول آخرت ہو، اللہ تعالیٰ مال داری (قناعت) اس کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ اس کی حاجات کی کفایت فرماتا ہے اور دنیا ناک رگڑتی ہوئی اس کی چوکھٹ پر حاضر ہوتی ہے''۔

اسے ابن ماجہ، طبرانی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ یہ الفاظ طبرانی کے ہیں۔

حدیث: حضرت عمرو بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو بحرین بھیجا تا کہ اہل بحرین سے جزیہ وصول کر کے لائیں۔ وہ بحرین سے مال لے کر واپس آئے انصار (رضی اللہ عنہم) نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے آنے کی خبر سنی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز فجر ادا کی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز ختم فرمائی تو انصار آپ ﷺ کے سامنے ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب انہیں دیکھا تو تبسم فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا: میرا خیال ہے کہ تم سن چکے ہو کہ ابوعبیدہ (رضی اللہ عنہ) بحرین سے کچھ مال لے کر آئے ہیں؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں، یا رسول اللہ! (ﷺ) آپ ﷺ نے فرمایا: خوش ہو جاؤ اور اس چیز کی امید رکھو جو تمہیں خوشحال کر دے گی۔ (آئندہ مختلف ممالک کا مفتوح ہونا اور مال غنیمت وغیرہ کا بکثرت آنا)۔ ''فَوَ اللّٰہِ مَا الْفَقْرَ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ وَ لٰکِنْ اَخْشٰی اَنْ تُبْسَطَ الدُّنْیَا عَلَیْکُمْ کَمَا بُسِطَتْ عَلٰی مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ فَتَنَافَسُوْھَا کَمَا تَنَافَسُوْھَا فَتُھْلِکَکُمْ کَمَا اَھْلَکَتْھُمْ'' خدا کی قسم، مجھے تم پر غربت کا خوف نہیں ہے بلکہ ڈر ہے تو اس بات کا کہ کہیں دنیا تم پر کشادہ ہو جائے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر کشادہ کر دی گئی تھی پھر تم اس پر ایک دوسرے سے حسد کرنے لگو جیسے تم سے پہلے لوگوں نے کیا۔ اور یہ دنیا (کا مال) تمہیں بھی ہلاکت میں ڈال دے جیسے اس نے تم سے پہلے لوگوں کو ڈالا تھا۔'' (بخاری و مسلم)

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَا اَخْشٰی عَلَیْکُمُ الْفَقْرَ وَلٰکِنْ اَخْشٰی عَلَیْکُمُ التَّکَاثُرَ وَمَا اَخْشٰی عَلَیْکُمُ الْخَطَأَ وَلٰکِنْ اَخْشٰی عَلَیْکُمُ التَّعَمُّدَ'' مجھے تم پر فقر و غربت کا خوف نہیں ہے۔ بلکہ تم پر مال و دولت کی کثرت کی خواہش کا ڈر ہے۔ اور میں تم پر بھول (کر گناہ کر لینے) کا خوف نہیں رکھتا ہوں بلکہ ڈرتا ہوں کہ کہیں تم دانستہ گناہ کرنے لگ جاؤ''۔

اسے امام احمد، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ امام صاحب کے راوی صحیح کے ہیں۔ حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث برشرائط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انسان کو (بروز قیامت) اس طرح پیش کیا جائیگا جیسے کہ بھیڑ کا بچہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑا کر دیا جائیگا تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: میں نے تجھے (مال و دولت) عطا فرمائی، تجھے اس کا مالک بنایا اور تجھ پر انعام فرمایا۔ پھر تو نے اس کا کیا کیا؟ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں نے اسے جمع کیا، اسے زیادہ کیا اور پہلے سے زیادہ کر کے (دنیا میں) چھوڑ آیا ہوں۔ مجھے واپس بھیج تا کہ اسے تیرے پاس لے آؤں۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: وہ کہاں ہے جو تو نے آگے بھیجا تھا؟ وہ پھر عرض کرے گا: یا میرے رب! میں نے اسے جمع کیا، بڑھایا اور پہلے سے زیادہ کر کے چھوڑ آیا۔ تو مجھے واپس بھیج دے کہ میں اسے تیرے سامنے لا کر پیش کر دوں۔ ''فَاِذَا عَبْدٌ لَّمْ یُقَدِّمْ خَیْرًا فَیُمْضٰی بِہٖ اِلَی النَّارِ'' پھر یہ بندہ جب نیکی کا کوئی کام پیش نہ کر سکے گا تو اسے دوزخ میں ڈال دیا جائیگا''۔

اسے ترمذی نے اسمٰعیل بن مسلم جو کہ مکی ہیں سے انہوں نے حسن اور قتادہ سے روایت کیا۔ اور کہا کہ اسے ایک سے زائد راویوں نے حسن سے روایت کیا اور انہوں نے اس کی سند ذکر نہیں کی۔

حدیث: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تیرا (اصلی) دشمن وہ نہیں ہے جسے اگر تو قتل کرے تو تیرے لئے نور ہو (تو غازی کہلائے) اور اگر وہ تجھے قتل کر دے تو (تو شہید بن کر) جنت میں داخل ہو جائے۔ بلکہ تیرا (اصلی) دشمن تو تیری اولاد ہے جو تیری پشت سے پیدا ہوتی ہے اور تیرا (اصلی اور) سب سے بڑا دشمن تیری وہ دولت ہے جس کا تو مالک ہے(1)۔ (جبکہ یہ دونوں چیزیں تجھے یادِ خدا سے غافل کر دیں)۔

اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شیطان پر اللہ کی لعنت ہو وہ کہتا ہے: مال دار شخص مجھ سے ہرگز نہیں بچ سکتا، تین ذرائع میں سے کسی ایک سے تو میں ضرور اسے قابو کر لیتا ہوں۔ (اور) صبح و شام یہ ذرائع اس پر پیش کرتا رہتا ہوں۔ نمبر 1 حرام ذریعے سے مال حاصل کرنا، نمبر 2 ناجائز جگہ خرچ کرنا اور نمبر 3 مال کی محبت اس کے دل میں ڈال دیتا ہوں پھر وہ حقوق کی ادائیگی کیلئے بھی خرچ کرنے سے رک جاتا ہے۔

اسے طبرانی نے باسنادِ حسن روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِطَّلَعْتُ فِی الْجَنَّةِ فَرَأَیْتُ اَکْثَرَ اَھْلِھَا الْفُقَرَآءَ وَاطَّلَعْتُ فِی النَّارِ فَرَأَیْتُ اَکْثَرَ اَھْلِھَا الْاَغْنِیَاءَ وَالنِّسَاءَ'' ''میں نے (شبِ اسریٰ) جنت میں جھانکا تو اکثر اہلِ جنت فقراء دیکھے اور دوزخ میں نظر فرمائی تو دوزخیوں کی اکثریت مال داروں اور عورتوں کی دیکھی''۔

اسے امام احمد نے باسنادِ جید روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ منبر شریف پر جلوہ افروز ہوئے جبکہ ہم آپ کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ مِمَّا اَخَافُ عَلَیْکُمْ مَا یَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَیْکُمْ مِنْ زَھْرَةِ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتِھَا'' ''جس چیز کا مجھے تم پر خوف ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر دنیا کی شادابی (مال و دولت) اور زیب و زینت کے دروازے کھول دے گا۔ (کہیں ان چیزوں کی محبت میں ڈوب نہ جاؤ)۔

---

(1) ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَ اِنْ تَعْفُوْا وَ تَصْفَحُوْا وَ تَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۝ (التغابن)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! بے شک تمہاری بیویاں اور تمہاری اولاد تمہارے دشمن ہیں لہٰذا تم ان سے ہوشیار رہو۔ اور اگر تم معاف کرو، درگزر سے کام لو اور بخش دیا کرو تو بیشک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے''۔ (مترجم)

اسے امام بخاری و مسلم نے ایک حدیث میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوسنان دؤلی روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے۔ جبکہ آپ کے پاس مہاجرین اولین کی جماعت موجود تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک چھوٹا سا صندوق منگوایا جو کہ عراق کے قلعہ سے (عراق کی فتح کے وقت) آپ کے پاس لایا گیا تھا۔ اس میں ایک انگوٹھی تھی۔ تو آپ کے کسی بیٹے نے انگوٹھی پکڑ کر اپنے ہاتھ میں ڈال لی۔ (بچے ایسا کر ہی لیا کرتے ہیں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انگوٹھی بچے سے چھین لی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا: آپ کیوں رو رہے ہیں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح سے سرفراز فرمایا، آپ کو آپ کے دشمن پر غالب کیا اور آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیں؟۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''لَا تُفْتَحُ الدُّنْيَا عَلٰى اَحَدٍ اِلَّا اَلْقَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَاَنَا اَشْفَقُ مِنْ ذَالِكَ'' ''دنیا کے دروازے جن لوگوں پر بھی کھول دیئے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے درمیان قیامت تک کیلئے عداوت و بغض ڈال دیتا ہے اور میں اس سے ڈرتا ہوں''۔

اسے امام احمد نے باسناد حسن، بزار اور ابویعلیٰ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک اعرابی کھڑا ہو گیا جس میں کچھ درشتگی تھی۔ عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ! (ﷺ) ہمیں بھوک کھا گیا۔ (سخت قحط پڑ گیا ہے) تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس کے علاوہ میں تو تم پر اس وقت سے خوف کھا رہا ہوں جب دنیا تم پر ڈالی جائے گی (مال، دولت کی کثرت ہو جائیگی) ''فَيَا لَيْتَ اُمَّتِيْ لَا تَلْبَسُ الذَّهَبَ'' '' کاش! اس وقت میری امت سونا نہ پہنے۔''

اسے امام احمد اور بزار نے روایت کیا۔ امام احمد کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میں تم پر تنگ دستی کے فتنہ سے زیادہ خوشحالی کے فتنہ کا خوف کھاتا ہوں۔ تنگ دستی کے فتنہ میں تمہیں مبتلاء کیا گیا تو تم نے صبر کر لیا۔ اور یہ دنیا بے شک بڑی شیریں اور دلکش ہے۔ (اس سے بچنا)۔

اسے ابویعلیٰ اور بزار نے روایت کیا۔ اس میں ایک راوی کا نام مذکور نہیں۔ باقی راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ طیبہ کی پتھریلی زمین میں چل رہا تھا کہ احد پہاڑ سامنے آ گیا۔ تو حضور انور ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! میں نے عرض کی: ''لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ'' ''(یا رسول اللہ! (ﷺ) میں حاضر ہوں)'' آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ میرے پاس اس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو، اس پر تین روز اس طرح گذر جائیں کہ اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس باقی رہ جائے (بلکہ سب کا سب راہ خدا میں اس سے پہلے ہی خرچ کر ڈالوں) سوائے اس کے جو تھوڑا سا قرض کی ادائیگی کیلئے رکھ لوں۔ بلکہ اللہ

کے بندوں میں اعلان کردوں کہ یہ پڑا ہے مال، ادھر ہے ادھر ہے، اپنی دائیں طرف سے بائیں طرف سے اور پیچھے سے (جدھر بھی ہو بنام خدا لے جاؤ) پھر آپ ﷺ چلتے رہے۔ پھر فرمایا: ''اِنَّ الْاَکْثَرِیْنَ هُمُ الْاَقَلُّوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِلَّا مَنْ قَالَ هٰکَذَا وَهٰکَذَا وَ هٰکَذَا عَنْ یَمِیْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَمِنْ خَلْفِهٖ وَ قَلِیْلٌ مَّا هُمْ'' بلاشبہ (دنیا میں) زیادہ مال دولت رکھنے والے ہی قیامت کے روز سب سے زیادہ کم مایہ ہوں گے سوائے اس (مالدار) کے جو مال کو اس طرح کرے کہ اپنی دائیں طرف سے بائیں طرف سے اور اپنے پیچھے سے خرچ کرتا ہے مگر ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں۔'' پھر مجھ سے ارشاد فرمایا: اسی جگہ ٹھہرے رہو۔ جب تک میں واپس نہ آ جاؤں یہاں سے جانا نہیں۔ الحدیث۔

اسے امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔ مسلم کے الفاظ ہیں کہ (حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچا جبکہ آپ ﷺ کعبہ معظمہ کے سائے میں تشریف فرما تھے۔ مجھے دیکھا تو فرمایا ''هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْکَعْبَةِ'' ''رب کعبہ کی قسم، وہ لوگ بہت خسارہ پانے والے ہیں''۔ کہتے ہیں: میں قریب آ گیا حتیٰ کے پاس بیٹھ گیا۔ کچھ زیادہ دیر نہ گذری تھی کہ میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ! (ﷺ) آپ پر میرے ماں باپ نثار، وہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''هُمُ الْاَکْثَرُوْنَ اَمْوَالًا اِلَّا مَنْ قَالَ هٰکَذَا وَهٰکَذَا وَهٰکَذَا مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ وَعَنْ یَمِیْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَقَلِیْلٌ مَّا هُمْ'' ''وہ بہت زیادہ مالدار لوگ ہیں سوائے اس شخص کے جو کہے کہ ادھر مال ہے، ادھر مال ہے (لینے والو لے جاؤ) اپنے سامنے سے، پیچھے سے، اپنے دائیں سے اور بائیں سے (کثرت کے ساتھ اللہ کیلئے) خرچ کرتا رہتا ہے۔ اور ایسے لوگ بہت کم ہیں''۔ الحدیث۔ اور ابن ماجہ نے بھی اسے مختصراً یوں روایت کیا ہے کہ (فرمایا): ''اَلْاَکْثَرُوْنَ هُمُ الْاَسْفَلُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِلَّا مَنْ قَالَ وَ هٰکَذَا وَهٰکَذَا وَ کَسْبُهٗ مِنْ طَیِّبٍ'' ''زیادہ مال والے ہی پست درجہ والے ہوں گے قیامت کے دن سوائے اس کے جس نے ایسے ایسے (راہ خدا میں) خرچ کیا جبکہ اس کی کمائی حلال وطیب ہو''۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اہل مدینہ میں سے کسی کے کھجوروں کے باغ میں چل رہا تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ ''هَلَكَ الْمُکْثِرُوْنَ اِلَّا مَنْ قَالَ هٰکَذَا وَهٰکَذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ حَثَا بِکَفَّیْهِ عَنْ یَّمِیْنِهٖ وَ عَنْ یَّسَارِهٖ وَ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ قَلِیْلٌ مَّا هُمْ'' ''مال و دولت کی کثرت والے ہلاک ہو گئے سوائے اس (مالدار) کے جس نے کہا: اس طرح اس طرح اور اس طرح یہ الفاظ تین مرتبہ دہرائے۔ اپنے دونوں ہاتھ بھر بھر کر اپنے دائیں، بائیں اور اپنے آگے (اللہ کیلئے) دیتا رہا۔ اور ایسے لوگ تو بہت تھوڑے ہیں''۔

اسے امام احمد و ابن ماجہ نے روایت کیا۔ امام صاحب کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''نَحْنُ

الْاٰخِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَ اِنَّ الْاَکْثَرِیْنَ ھُمُ الْاَسْفَلُوْنَ اِلَّا مَنْ قَالَ ھٰکَذَا وَھٰکَذَا عَنْ یَمِیْنِهٖ وَعَنْ یَسَارِهٖ وَ بَیْنَ یَدَیْهِ وَ یَحْثِیْ بِثَوْبِهٖ'' ''ہم (دنیا میں آنے کے لحاظ سے) آخر ہیں، قیامت کے روز (اٹھنے اور جنت میں داخلہ کے لحاظ سے) اول ہوں گے۔ اور بلاشبہ مال کثیر والے لوگ پست درجوں میں ہوں گے سوائے اس شخص کے جس نے اپنے دائیں بائیں اور سامنے کی طرف سے کہا (کہ اللہ کے نام پر لے جاؤ) اور دامن بھر بھر کر لوگوں کو دیتا رہا۔''

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ نیز ابن ماجہ نے بھی اختصاراً روایت کیا اور ابن ماجہ کے ابتدائی الفاظ میں یہ بھی ہے: ''وَیْلٌ لِّلْمُشْرِکِیْنَ'' ''بربادی ہے شرک کرنے والوں کے لئے''۔

حدیث: سیدہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص مجھ سے (خصال حمیدہ کے بارے میں) سوال پوچھے یا جسے یہ بات خوش کن لگتی ہو کہ مجھے دیکھے تو وہ کسی بدحال بدلے ہوئے رنگ والے، (نیکی کیلئے) کمربستہ شخص کو دیکھ لے جس نے اینٹ پر اینٹ نہیں رکھی (بلڈنگیں تعمیر نہیں کر رکھی ہیں) اور نہ بانس پر بانس جوڑا (کوئی جھونپڑا بھی نہیں بنایا) اس کے سامنے (جہاد کا) جھنڈا بلند ہوا تو اس نے جانے کیلئے پوری تیاری کر لی۔ ''اَلْیَوْمَ الْمِضْمَارُ وَغَدًا السِّبَاقُ وَالْغَایَةُ الْجَنَّةُ اَوِ النَّارُ'' ''آج (یہ دنیا) شرط جیتنے کیلئے گھوڑوں کو تیار کرنے (یعنی نیک اعمال بجا لانے) کا دن ہے اور کل (یوم قیامت) گھوڑ دوڑ کا روز ہوگا (جس کی نیکیاں زیادہ ہوں گی وہی جیتے گا) اور انجام یا جنت ہے یا دوزخ کی آگ''۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَقِلُّوا الدُّخُوْلَ عَلَی الْاَغْنِیَاءِ فَاِنَّهٗ اَحْرٰی اَنْ لَّا تَزْدَرُوْا نِعَمَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ'' ''مالداروں کے پاس بہت کم جایا کرو کیونکہ یہ (مالداروں کے پاس کم آنا جانا اس بات کیلئے) بہت مناسب ہے کہ کہیں تم (اپنے اوپر) اللہ عزوجل کی نعمتوں کو حقیر نہ سمجھنے لگو۔'' (نہ ان کے پاس جاؤ گے نہ ان کے مال و دولت دیکھ کر احساس کمتری کا شکار ہو گے۔ بلکہ اپنے اوپر ہونے والے اللہ کے انعامات کا شکر ادا کرو گے)۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

فصل

سید العالمین ﷺ اور آپکی آل پاک کی گذر اوقات

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: ''مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّ
مِنْ طَعَامٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ تِبَاعاً حَتّٰى قُبِضَ'' ''حضور محمد مصطفیٰ ﷺ کی آل پاک نے تین دنوں تک مسلسل پیٹ بھر کر کبھ
کھانا نہیں کھایا یہاں تک کہ آپ ﷺ وصال فرما گئے۔'' ایک اور روایت میں ہے کہ ابو حازم کہتے ہیں: میں نے حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کئی مرتبہ دیکھا کہ (اپنے پیٹ کی طرف) اشارہ کر کے کہا کرتے تھے: ''وَالَّذِیْ نَفْسُ اَبِیْ هُرَيْ
بِيَدِهٖ مَا شَبِعَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ تِبَاعًا مِّنْ خُبْزِ حِنْطَةٍ حَتّٰى فَارَقَ الدُّنْيَا'' ''قسم
اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں ابو ہریرہ کی جان ہے، اللہ کے پیارے نبی ﷺ نے کبھی تین دن تک مسلسل گندم
روٹی پیٹ بھر کر نہیں تناول فرمائی حتیٰ کہ اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔'' (بخاری و مسلم)

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ اور آپ ﷺ کے اہ
خانہ کئی کئی راتیں مسلسل خالی پیٹ گذار دیتے تھے، رات کا کھانا نہیں پاتے تھے۔ ''وَاِنَّمَا كَانَ اَكْثَرُ خُبْزِهِمُ الشَّعِيْرَ'' ''ا
اکثر ان (نفوس قدسیہ) کا کھانا جو کی روٹی ہوتی تھی (1)۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: ام المؤمنین سیدہ عائشہ عفیفہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ ''مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ مِّنْ خُ
الشَّعِيْرِ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ'' ''حضور محمد کریم ﷺ کی آل پاک
نے دو روز تک متواتر جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی حتیٰ کہ اللہ کے رسول ﷺ وصال شریف فرما گئے''۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت فرمایا اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ فرماتی ہیں: ''لَقَدْ مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّ
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا شَبِعَ مِنْ خُبْزٍ وَّ زَيْتٍ فِیْ يَوْمٍ وَّاحِدٍ مَّرَّتَيْنِ'' ''رسول اللہ ﷺ نے اس حال میں انتقا
فرمایا کہ کسی ایک دن بھی دو مرتبہ روٹی اور زیتون کا تیل (بطور سالن) پیٹ بھر کر نہیں کھایا''۔

---

(1) مختار کائنات ﷺ کا یہ فقر و فاقہ اضطراری نہیں بلکہ اختیاری تھا، حکم ہوتا ہے کہ اے فخر رسولاں! (ﷺ) آپ چاہیں تو پہاڑ سونے چاندی کے بن
پیچھے پیچھے پھریں، عرض کرتے ہیں نہیں میرے مالک، میں چاہتا ہوں کہ ایک وقت کھانے کو دے اور ایک وقت نہ ملے۔ کھاؤں تو تیرا شکر ادا کروں اور نہ
تو صبر کروں۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں ۔۔۔ دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں
دو جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا ۔۔۔ اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام
ان چھنا آٹا روٹی موٹی ۔۔۔ وہ بھی شکم بھر روز نہ کھانا ﷺ

(مترجم)

حدیث: اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا۔ انہوں نے میرے لئے کھانا منگوایا اور فرمانے لگیں: میں جب سیر ہو کر کھانا کھاتی ہوں تو رونے کو جی چاہتا ہے پھر رو پڑتی ہوں۔ میں نے عرض کیا: آپ ایسا کیوں کرتی ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں اس حالت کو یاد کرتی ہوں جس پر رسول اللہ ﷺ نے اس دنیا سے رحلت فرمائی۔ ''وَاللّٰهِ مَا شَبِعَ مِنْ خُبْزٍ وَّ لَحْمٍ مَّرَّتَيْنِ فِيْ يَوْمٍ'' ''اللہ کی قسم، رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی ایک دن میں دو مرتبہ روٹی اور گوشت تناول نہیں فرمایا۔ اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''مَا شَبِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةً مُّتَوَالِيَةً وَّ لَوْ شِئْنَا لَشَبِعْنَا وَلٰكِنَّهٗ كَانَ يُؤْثِرُ عَلٰى نَفْسِهٖ'' ''اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے لگا تار تین روز تک پیٹ بھر کر کھانا نہیں تناول فرمایا۔ اور اگر ہم (اہل بیت رسول ﷺ) چاہتے تو سیر ہو کر کھا بھی سکتے تھے لیکن آپ ﷺ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیا کرتے تھے(1)''۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ (زہرا طیبہ طاہرہ عابدہ زاہدہ خاتون قیامت و جنت) رضی اللہ عنہا نے نبی سرور ﷺ کی خدمت میں جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا تناول فرمانے کی خاطر پیش کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''هٰذَا اَوَّلُ طَعَامٍ اَكَلَهٗ اَبُوْكِ مُنْذُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ'' (جان پدر!) تین دنوں میں یہ پہلا کھانا ہے جو تمہارے باپ نے کھایا''۔

اسے امام احمد اور طبرانی نے روایت کیا ہے اور طبرانی نے یہ الفاظ زائد روایت کئے ہیں کہ: (جب خاتون جنت رضی اللہ عنہا نے وہ ٹکڑا پیش کیا) تو آپ ﷺ نے فرمایا ''مَا هٰذِهٖ'' ''یہ کیا ہے؟''۔ انہوں نے عرض کیا: یہ ایک روٹی ہے میں نے جب یہ پکائی تو میرا دل نہ چاہا کہ میں کھاؤں یہاں تک کہ یہ ٹکڑا آپ کی خدمت میں حاضر نہ کر دوں تو اس پر آپ ﷺ نے مذکورہ بالا ارشاد فرمایا۔''

دونوں کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت پاک میں گرم گرم کھانا پیش کی گیا۔ آپ ﷺ نے تناول فرمایا جب فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، مَادَخَلَ بَطْنِيْ طَعَامٌ سُخْنٌ مُنْذُ كَذَا وَ كَذَا'' ''سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے زیبا ہیں، کئی دنوں سے میرے بطن میں گرم کھانا داخل نہ ہوا تھا''۔

اسے ابن ماجہ نے حسن اسناد کے ساتھ اور بیہقی نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نکلے حتیٰ کہ کسی انصاری کے باغ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ خشک کھجوریں چن چن کر تناول فرمانے لگے۔ پھر مجھ سے فرمایا: اے ابن عمر!

---

(1) ایسا کیوں نہ ہوتا جب کہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں تربیت پانے والے غلاموں کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ''یعنی وہ دوسروں کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں اگر چہ انہیں خود شدید حاجت ہوتی ہے''۔ یہ بھی پتہ چلا کہ یہ سب کچھ اختیاری تھا نہ کہ اضطراری، جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا۔ (مترجم)

تمہیں کیا ہے، تم نہیں کھاتے؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) مجھے بھوک نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لیکن مجھے تو بھوک لگی ہوئی ہے اور یہ چوتھا روز ہے کہ میں نے کوئی کھانا چکھا تک نہیں ہے۔ اور اگر میں چاہتا تو اپنے پروردگار عزوجل سے دعا کرتا، وہ مجھے کسریٰ وقیصر جیسی بادشاہی عطا فرما دیتا (مگر میں یہ نہیں چاہتا) تو اے ابن عمر! تمہاری اس وقت کیا حالت ہوگی جب تم ایسی قوم میں زندہ رہو گے جو کئی سالوں کیلئے اپنا رزق ذخیرہ کرلیا کریگی اور اس کا یقین کمزور ہو جائیگا؟ قسم بخدا ہم ایسے ہی باتیں کر رہے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی: وَكَأَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۶۰﴾ (العنکبوت)

ترجمہ: ''اور زمین پر چلنے والے کتنے ہی چارپائے ہیں جو اپنا رزق (اپنے ساتھ) اٹھائے نہیں پھرتے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور تمہیں رزق دیتا ہے۔ اور وہ سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے''۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ نے مجھے دنیا (کا مال) ذخیرہ کرنے اور خواہشات کی پیروی کا حکم نہیں دیا (بلکہ اس سے منع فرمایا ہے) تو جو شخص دنیا (کا مال) اس ارادہ سے ذخیرہ کرتا ہے کہ اس سے اس کی زندگی لمبی ہو جائیگی تو اس کو معلوم ہونا چاہیے کہ زندگی تو اللہ عزوجل کے دست قدرت میں ہے۔ اور سن لو کہ میں نے دینار و درہم جمع نہیں کئے ہیں اور نہ کل کیلئے رزق ذخیرہ کیا ہے۔

اسے ابوالشیخ ابن حبان نے کتاب الثواب میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نبی محترم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''عَرَضَ عَلَيَّ رَبِّي لِيَجْعَلَ لِي بَطْحَاءَ مَكَّةَ ذَهَبًا'' ''میرے رب نے مجھے پیش کش فرمائی کہ وہ میرے لئے مکہ کے پہاڑوں کو سونا بنا دے''۔ تو میں نے عرض کیا: ''لَا يَارَبِّ وَلٰكِنْ أَشْبَعُ يَوْمًا وَأَجُوعُ يَوْمًا'' ''نہیں میرے پروردگار، بلکہ میں چاہتا ہوں کہ ایک روز پیٹ بھر کر کھاؤں اور ایک روز بھوکا رہوں''۔ اور یہ الفاظ آپ نے تین یا زائد مرتبہ ارشاد فرمائے۔ (اور فرمایا): ''فَإِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ إِلَيْكَ وَ ذَكَرْتُكَ وَإِذَا شَبِعْتُ شَكَرْتُكَ وَ حَمِدْتُكَ'' ''جب بھوکا رہوں تو تیرے سامنے زاری کروں اور تجھے یاد کروں اور جب شکم سیر ہو کر کھاؤں تو تیرا شکر بجالاؤں اور تیری حمد کروں۔''

اسے امام ترمذی نے بطریق عبید اللہ بن زحر عن علی بن یزید عن القاسم عنہ روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے اس حال میں کہ آپ ﷺ اور آپ کے اہل خانہ نے کبھی پیٹ بھر کر جو کی روٹی بھی نہیں کھائی۔

اسے بزار نے باسناد حسن روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کچھ لوگوں کے پاس سے گذرے جن کے سامنے بھنی ہوئی بکری رکھی ہوئی تھی۔ ان لوگوں نے انہیں کھانے کی دعوت دی تو انہوں نے کھانے سے انکار کر دیا اور کہا: ''خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ'' ''اللہ کے رسول ﷺ دنیا سے رخصت ہو گئے

اور شکم سیر ہو کر جو کی روٹی بھی نہیں کھائی''۔ (بخاری و ترمذی)

حدیث: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ''مَا شَبِعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ یَوْمٍ شَبْعَتَیْنِ حَتّٰی فَارَقَ الدُّنْیَا'' ''رسول اللہ ﷺ نے کبھی ایک دن میں دو وقت سیر ہو کر نہیں کھایا حتیٰ کہ دنیا کو داغ مفارقت دے گئے''۔ (طبرانی)

حدیث: اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے بھی (طبرانی میں) روایت ہے۔ فرماتے ہیں: ''وَاللّٰہِ مَا شَبِعَ رَسُوْلُ اللّٰہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ غَدَآءٍ وَّعَشَآءٍ حَتّٰی لَقِیَ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ'' ''اللہ کی قسم، رسول اللہ ﷺ نے صبح اور رات کا کھانا کبھی سیر ہو کر نہیں کھایا حتیٰ کہ اللہ عزوجل سے جا ملے''۔

حدیث: اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ: ''مَاکَانَ یَبْقٰی عَلٰی مَآئِدَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ الشَّعِیْرِ قَلِیْلٌ وَّلَا کَثِیْرٌ'' ''رسول اللہ ﷺ کے دستر خوان شریف پر تھوڑی بہت جو کی روٹی بھی نہیں بچا کرتی تھی''۔

اسے طبرانی نے باسنادِ حسن روایت کیا۔ طبرانی ہی کی ایک روایت میں ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ کا دستر خوان آپ کے سامنے سے کبھی نہیں اٹھایا گیا کہ اس پر بچا ہوا کچھ کھانا موجود ہو''۔

اسے ابن ابی الدنیا نے بھی روایت کیا مگر ان کے الفاظ یوں ہیں کہ ''آپ ﷺ کے سامنے سے روٹی کا ایک ٹکڑا بھی بچا ہوا نہیں اٹھایا گیا حتیٰ کہ آپ ﷺ وصال فرما گئے''۔

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ''مَا کَانَ یَفْضُلُ عَنْ اَھْلِ بَیْتِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خُبْزُ الشَّعِیْرِ'' ''نبی اقدس ﷺ کے اہل بیت (اطہار رضی اللہ عنہم) سے کبھی جو کی روٹی بھی نہیں بچتی تھی (کہ اتنی کم ہوتی تھی)۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور حسن کہا۔

حدیث: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نبی انور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ چہرۂ انور کا رنگ (بھوک سے) بدلا ہوا تھا۔ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ قربان جائیں، کیا بات ہے کہ میں رنگ بدلا ہوا دیکھ رہا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مَادَخَلَ جَوْفِیْ مَا یَدْخُلُ جَوْفَ ذَاتِ کَبِدٍ مُنْذُ ثَلَاثٍ'' ''تین روز سے میرے شکم میں کوئی ایسی چیز داخل نہیں ہوئی جو کسی جاندار کے پیٹ میں داخل ہوتی ہے۔'' (کسی قسم کا کوئی کھانا نہیں کھایا ہے) کہتے ہیں کہ میں چلا گیا تو ایک یہودی کو دیکھا کہ اپنے اونٹ کو پانی پلا رہا ہے۔ میں نے ہر ڈول کے بدلے ایک کھجور مزدوری پر اس کے اونٹ کو پانی پلایا اور کچھ کھجوریں جمع کر کے نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا (کھجوریں پیش کیں) تو فرمایا: اے کعب! یہ کہاں سے لائے ہو؟ میں نے ساری بات عرض کر دی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے

کعب! کیا تم مجھ سے محبت رکھتے ہو؟ میں عرض گذار ہوا: آپ پر میرے ماں باپ صدقے جائیں، جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک مجھ سے محبت کرنے والوں کی طرف فقر و فاقہ یوں تیزی سے بڑھتا ہے جیسے پانی اپنے گڑھوں کی طرف دوڑ کر جاتا ہے۔ اور یقیناً تمہیں عنقریب مصائب سے دوچار ہونا پڑے گا۔ لہٰذا تمہیں اس کیلئے تیار رہنا چاہیے۔ راوی کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں ایک روز غیر حاضر پایا تو فرمایا: کعب کو کیا ہوا؟ حاضرین نے عرض کیا کہ وہ تو بیمار ہیں۔ تو آپ ﷺ پیدل چلتے ہوئے نکلے حتیٰ کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے اور انہیں فرمایا: کعب! تمہیں بشارت ہو، اس پر ان کی والدہ کہنے لگیں: اے کعب! تمہیں جنت کی خوشخبری ہو۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں جرأت کرنے والی کون عورت ہے؟ میں عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ! (ﷺ) یہ میری والدہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے کعب کی ماں! تمہیں کیسے معلوم ہوا (کہ کعب جنتی ہیں) ہوسکتا ہے کہ کعب نے کوئی ایسی بات کہہ دی ہو جو انہیں نفع نہ دے سکتی ہو اور کسی ایسی چیز کو (راہ خدا میں) دینے سے روک لیا ہو جو انہیں بچا نہ سکتی ہو۔

اسے طبرانی نے روایت کیا اور اس وقت میرے (مصنف کے) ذہن میں اس کی اسناد حاضر نہیں البتہ ہمارے شیخ حضرت ابوالحسن رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ اس کی اسناد جید ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے دستر خوان پر کبھی کھانا نہیں کھایا حتیٰ کہ وصال فرما گئے اور نہ آپ ﷺ نے کبھی پتلی روٹی تناول فرمائی یہاں تک کہ دنیا سے پردہ فرمالیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ''اور آپ ﷺ نے اپنی چشم مبارک سے کبھی بھنی ہوئی مسلم بکری نہیں دیکھی''۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سفید روٹی (گندم کی) نہیں دیکھی جب سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا حتیٰ کہ اللہ نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا۔ پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں (آٹا چھاننے والی) چھلنی تمہارے پاس ہوا کرتی تھی۔ انہوں نے جواب دیا: رسول اللہ ﷺ نے چھلنی نہیں دیکھی تھی جب سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا تھا یہاں تک کہ اللہ نے آپ کی روح انور قبض فرمالی۔ پھر پوچھا گیا کہ تم لوگ ان چھنے جو (کا آٹا) کیسے کھا لیتے تھے؟ حضرت سہل نے جواب دیا: ہم اسے پیستے تھے اور اس کو پھونکتے تھے۔ جو اڑنا ہوتا اڑ جاتا اور جو باقی بچتا تھا اسے گوندھ لیا کرتے تھے۔

اسے بھی بخاری نے روایت کیا۔

حدیث: سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے آٹا چھانا پھر نبی کریم ﷺ کیلئے اس کی روٹی تیار کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ وہ عرض کرنے لگیں: یہ ایک کھانا ہے جو ہم لوگ اپنے علاقے میں بنایا کرتے ہیں۔ مجھے یہ بات پسند آئی کہ آپ کیلئے اس سے روٹی تیار کر کے پیش کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس (چھان بورے) کو آٹے میں

دوبارہ ملاؤ پھر اس کو گوندھو (اور روٹی پکاؤ)۔

اسے ابن ماجہ نے اور ابن ابی الدنیا نے کتاب الجوع میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ (کی روٹی) کیلئے آٹا چھانا نہیں جاتا تھا۔ اور آپ کے پاس سوائے ایک قمیص کے اور کوئی قمیص نہیں تھی۔

اسے طبرانی نے صغیر اور اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: جو کچھ تم چاہتے ہو کھاتے پیتے نہیں ہو؟ جبکہ میں نے تمہارے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا ہے کہ ردی کھجور بھی اسقدر نہ پاتے تھے جس سے شکم سیر ہو جائیں۔

اسے مسلم اور ترمذی نے روایت کیا اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت نعمان رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حاصل ہونے والے دنیوی مال کا ذکر کیا اور فرمایا: ''لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَظِلُّ الْيَوْمَ يَلْتَوِىْ مَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا يَمْلَأُ بَطْنَهُ'' ''میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ بھوک کی وجہ سے سارا سارا دن بے قرار رہتے تھے، ردی کھجوریں بھی اتنی نہ ملتی تھیں کہ آپ ﷺ کا شکم شریف بھرتا''۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی آل اطہار پر کئی کئی چاند (مہینے) گذر جاتے کہ ان میں سے کسی کے ہاں چراغ نہ جلتا اور نہ آگ روشن ہوتی، اگر کہیں زیتون کا تیل مل جاتا تو اسے لگا لیتے اور اگر چربی میسر ہو جاتی تو اسے کھا لیا کرتے تھے (ﷺ)۔

اسے ابویعلیٰ نے روایت کیا۔ ان کے راوی سوائے عثمان بن عطا خراسانی کے ثقہ ہیں۔ جبکہ عثمان کی توثیق بھی کی گئی ہے۔

حدیث: حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں کہ آپ فرمایا کرتی تھیں: اللہ کی قسم، اے بھانجے! ہم لوگ ایک چاند دیکھتے، دوسرا دیکھتے، پھر تیسرا دیکھتے، دو مہینوں میں تین چاند دیکھ لیتے تھے (یعنی تین تین ماہ گذر جاتے تھے) کہ اللہ کے رسول ﷺ کے گھروں میں (کھانا پکانے کیلئے) آگ نہ جلتی تھی۔ میں نے عرض کیا: خالہ جان! پھر آپ لوگ کیا کھاتے پیتے تھے؟ آپ نے فرمایا: ''اَلْاَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ'' ''صرف دو سیاہ رنگ کی چیزیں یعنی کھجوریں اور پانی۔'' البتہ رسول اللہ ﷺ کے کچھ انصاری ہمسائے تھے جن کے پاس دودھ دینے والے جانور تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کیلئے ان کا دودھ بھیج دیتے تو آپ ﷺ ہمیں وہ پلا دیتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حدیث: ام المؤمنین سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ جو شخص تم سے یہ بیان کرے کہ ہم (اہل بیت رسول ﷺ) پیٹ بھر کھجوریں کھا لیا کرتے تھے، اس نے تم سے جھوٹ کہا۔ بلکہ (صورت حال یہ تھی کہ) جب رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ (قبیلۂ یہود) پر فتح پائی تو ہمیں کچھ کھجوریں اور چربی میسر آئی تھی۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں بھوک کی شکایت کی اور اپنے پیٹوں پر (بھوک کی وجہ سے) بندھے ہوئے پتھروں پر سے کپڑے اٹھا کر دکھائے تو "فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَجَرَيْنِ" رسالتمآب ﷺ نے اپنے شکم اطہر پر بندھے ہوئے دو پتھروں پر سے کپڑا اٹھا کر انہیں دکھایا۔ (اللہ اکبر)۔ ترمذی

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: ایک روز میں اللہ کے رسول پاک ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا، میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ بیٹھے ہوئے ہیں اور اپنے شکم مبارک کو ایک رومال کے ساتھ باندھ رکھا ہے۔ میں نے بعض صحابہ (رضی اللہ عنہم) سے دریافت کیا کہ حضور انور ﷺ نے اپنا شکم مبارک باندھا ہوا کیوں ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ بھوک کی وجہ سے ہے۔ میں حضرت ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ) کے پاس گیا۔ (ابوطلحہ حضرت انس کے سوتیلے باپ تھے رضی اللہ عنہم) اور انہیں بتایا کہ ابا جان! میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ نے اپنا پیٹ شریف رومال سے باندھا ہوا تھا۔ تو میں نے آپ کے بعض اصحاب (رضی اللہ عنہم) سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ بھوک کی وجہ سے ہے (لہٰذا آپ کوئی کھانے کا انتظام کریں) یہ سن کر حضرت ابوطلحہ میری والدہ (ام سلیم رضی اللہ عنہا) کے پاس گئے اور پوچھا: کھانے کی کوئی چیز ہے؟ انہوں نے جواب دیا: "نَعَمْ عِنْدِیْ كِسَرٌ مِّنْ خُبْزٍ وَّ تَمَرَاتٍ فَاِنْ جَآءَ نَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحْدَهٗ اَشْبَعْنَاهُ وَاِنْ جَآءَ اٰخَرُ مَعَهٗ قَلَّ عَنْهُمْ" جی ہاں میرے پاس روٹی کا ایک ٹکڑا اور چند کھجوریں ہیں۔ اگر رسول اللہ ﷺ تنہا تشریف لائیں تو ہم پیٹ بھر کھانا پیش کر سکتے ہیں اور آپ کے ساتھ کوئی اور بھی آ گیا تو یہ کھانا کافی نہیں ہوگا۔" (پھر اس کے بعد بقیہ حدیث ذکر کی)۔ بخاری و مسلم

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام صفا پہاڑی پر آ کر کھڑے ہو گئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے جبریل! اس ذات کی قسم جس نے تمہیں حق (وحی) دیکر بھیجا ہے، محمد (ﷺ) کی آل نے رات سے آٹے کی ایک چٹکی یا ستو کی ایک مٹھی بھی نہیں پائی ہے، ابھی آپ ﷺ اپنی بات ختم بھی نہ کر پائے تھے کہ آسمان سے ایک سخت آواز سنی جس سے آپ ﷺ پر گھبراہٹ طاری ہو گئی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَمَرَ اللّٰهُ الْقِيَامَةَ اَنْ تَقُوْمَ" کیا اللہ تعالیٰ نے قیامت قائم ہونے کا حکم فرما دیا ہے؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: نہیں، بلکہ اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیا ہے۔ وہ آپ کی بات سن کر آپ کی طرف نازل ہو رہے ہیں۔ پھر اسرافیل علیہ السلام آ حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے "اِنَّ اللّٰهَ سَمِعَ مَاذَكَرْتَ فَبَعَثَنِیْ اِلَيْكَ بِمَفَاتِيْحِ الْاَرْضِ وَاَمَرَنِیْ اَنْ اَعْرِضَ عَلَيْكَ اَنْ اُسَيِّرَ مَعَكَ جِبَالَ تِهَامَةَ زُمُرُّدًا وَّيَاقُوْتًا وَّ ذَهَبًا وَّفِضَّةً فَعَلْتُ فَاِنْ شِئْتَ نَبِيًّا مَّلِكًا وَّاِنْ شِئْتَ نَبِيًّا عَبْدًا" اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات سن لی ہے اور مجھے زمین (کے خزانوں) کی کنجیاں دے کر آپ کے پاس بھیجا ہے۔ اور مجھے حکم دیا ہے کہ آپ کو اس بات کی پیش کش کروں کہ تہامہ (مکہ مکرمہ اور حجاز کا شمالی علاقہ

یا ذات عرق سے سمندر راور جدہ تک یا ذات عرق سے لے کر مکہ سے دو منزل آگے تک) کے پہاڑوں کو زمرد، یاقوت، سونے اور چاندی کے بنا کر آپ کے ساتھ ساتھ چلا دوں، اگر آپ ایک بادشاہ نبی بننا چاہتے ہیں تو میں یہ کر دیتا ہوں۔ اور اگر آپ ایک عبد نبی بننا چاہتے ہیں تو (اسرافیل علیہ السلام یہاں تک کہنے پائے تھے) تو حضرت جبریل علیہ السلام نے (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو) تواضع اختیار کرنے کا اشارہ کیا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''بَلْ نَبِیاً عَبْدًا ثَلَاثًا'' (میں بادشاہ نبی نہیں بننا چاہتا) بلکہ عبد نبی بننا چاہتا ہوں۔ یہ الفاظ تین مرتبہ ارشاد فرمائے''۔

اسے طبرانی نے باسنادِ حسن، بیہقی نے کتاب الزہد میں اور دوسروں نے روایت کیا۔ نیز ابن حبان نے بھی اسے اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مختصراً روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ آسمان کی طرف نظر فرمائی تو ایک فرشتے کو نازل ہوتے ہوئے دیکھا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے عرض کیا: یہ فرشتہ جب سے پیدا ہوا ہے قبل قیامت کبھی نازل نہیں ہوا۔ جب وہ نازل ہو کر خدمت میں حاضر ہوا تو عرض گذار ہوا: ''یَا مُحَمَّدُ اَرْسَلَنِیْ اِلَیْكَ رَبُّكَ اَمَلِكًا اَجْعَلُكَ اَمْ عَبْدًا رَّسُوْلًا؟'' ''یا محمد! (ﷺ) آپ کے پروردگار نے مجھے آپ کے پاس (یہ پیغام دیکر) بھیجا ہے کہ آپ کو بادشاہ بنادوں یا عبادت گذار رسول؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: اے محمد! (ﷺ) اپنے رب کے حضور تواضع کا اظہار کیجئے۔ تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''لَا، بَلْ عَبْدًا رَّسُوْلًا'' ''بادشاہ بننا مجھے پسند نہیں ہے بلکہ میں عبادت گذار رسول بننا چاہتا ہوں''۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اُتِیْتُ بِمَقَالِیْدِ الدُّنْیَا عَلٰی فَرَسٍ اَبْلَقَ عَلٰی قَطِیْفَةٍ مِّنْ سُنْدُسٍ'' ''دنیا (کے خزانوں) کی چابیاں ایک ابلق (سفید منہ اور ہاتھ پاؤں والے) گھوڑے پر ریشم کے کپڑے میں لپیٹ کر میرے پاس لائی گئیں''۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: سیدہ اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک پیالے میں دودھ اور شہد پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے یہ دیکھ کر ارشاد فرمایا: ایک مشروب میں پینے کی دو چیزیں اور ایک ہی پیالے میں یہ دو سالن ہیں۔ مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں اسے حرام تو تصور نہیں کرتا لیکن یہ بات ناپسند کرتا ہوں کہ روز قیامت اللہ عزوجل مجھ سے دنیا کی فالتو چیزوں کے متعلق سوال فرمائے۔ میں تو اللہ تعالیٰ کے حضور اظہار تواضع کرتا ہوں۔ ''فَمَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ وَمَنِ اقْتَصَدَ اَغْنَاهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَكْثَرَ ذِكْرَ الْمَوْتِ اَحَبَّهُ اللّٰهُ'' ''کیونکہ جو بندہ اللہ کی بارگاہ میں تواضع (عجز وانکسار) اختیار کرتا ہے اللہ اسے بلندیوں سے نوازتا ہے اور جو تکبر کرتا ہے اللہ اسے گرا دیتا ہے (ذلیل ورسوا کر دیتا ہے) جو آدمی میانہ روی سے کام لیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے غنی کر دیتا ہے اور جو موت کو اکثر یاد

کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتا ہے"۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت سلمٰی زوجۂ ابو رافع رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ (ایک روز) میرے ہاں حضرت امام حسن بن علی، عبداللہ بن جعفر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم آئے اور کہنے لگے: آج ہمارے لئے وہ کھانا بنائیں جسے تناول کرنا نبی اکرم ﷺ کو نہایت مرغوب تھا۔ وہ بولیں کہ بیٹو! تب تو آج (شاید) تم اس کیلئے بھوک نہ پاؤ (یعنی اس زمانہ میں وہ کھانا کھانا مشکل ہوگا کہ آج تو ہر چیز میسر ہے)۔ (فرماتی ہیں کہ) میں اٹھی کچھ جو لے کر پیسے پھر اس (آٹے) میں پھونک لگائی (تا کہ چھلکے وغیرہ اڑ جائیں) اور پھر اس سے روٹیاں پکائیں۔ اور سالن کے طور پر روغن زیتون تھا۔ میں نے اس پر مرچیں بکھیر (دھوڑ) دیں پھر ان (مہمانوں) کے سامنے لائی اور کہا: "کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ هٰذَا" "نبی اکرم ﷺ تو یہ کھانا پسند فرمایا کرتے تھے"۔

اسے طبرانی نے باسناد جید روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جتنا مجھے اللہ سے ڈرایا گیا کسی کو اتنا نہیں ڈرایا گیا، جتنا مجھے اللہ کے راستہ میں ستایا گیا، کسی اور کو نہیں ستایا گیا۔ اور مجھ پر تیس تیس دن رات ایسے بھی گذرے ہیں کہ میرے اور بلال کے پاس ایسا کوئی کھانا نہیں تھا جو کسی جاندار کے کھانے کے قابل ہو سوائے تھوڑے سے کھانے کے جو بلال (رضی اللہ عنہ) کی بغل میں دبا ہوتا تھا۔

اسے ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ چٹائی پر آرام فرماتے جب بیدار ہوتے تو کروٹوں پر نشان پڑے ہوتے۔ ہم (غلاموں) نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) کیا ہم آپ کیلئے بستر نہ بنالیں؟ یہ سن کر سید العلمین ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مَا لِیْ وَ لِلدُّنْیَا مَا اَنَا فِی الدُّنْیَا اِلَّا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَ تَرَكَهَا" "مجھے دنیا کے ساتھ کیا تعلق، میں تو اس دنیا میں اس مسافر کی طرح ہوں جو کسی درخت کے سائے میں آیا پھر کچھ دیر آرام کیا اور اس درخت کو (دوسروں کیلئے) چھوڑ کر چلا گیا۔"

اسے ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نیز طبرانی نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ ہیں کہ (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے) بیان کیا: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ ﷺ اپنے بالا خانے میں تھے جو حمام کی طرح (گرم اور بے آرام) تھا۔ آپ ﷺ ایک چٹائی پر آرام فرما رہے تھے اور آپ ﷺ کے پہلوؤں پر چٹائی کے نشانات پڑے ہوئے تھے۔ میں یہ دیکھ کر رونے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: عبداللہ! کیوں روتے ہو؟ میں عرض گذار ہوا: یا رسول اللہ! (ﷺ) کسریٰ (ایران کے بادشاہ) اور قیصر (روم کے بادشاہ) تو

ریشم، دیباج اور حریر کے بستروں پر لیٹتے ہوں اور آپ اس چٹائی پر آرام فرما رہے ہیں جبکہ آپ کے مبارک پہلوؤں پر نشانات پڑ گئے ہیں۔ یہ سن کر فخر عالم ﷺ نے فرمایا: ''فَلَا تَبْكِ يَا عَبْدَ اللّٰهِ فَإِنَّ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْاٰخِرَةُ وَمَا اَنَا وَالدُّنْيَا وَمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُ الدُّنْيَا اِلَّا كَمَثَلِ رَاكِبٍ نَزَلَ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ سَارَ وَتَرَكَهَا'' اے عبد اللہ! روؤ نہیں، کیونکہ ان (کسریٰ و قیصر وغیرھم) کیلئے تو صرف یہی دنیا ہے اور ہمارے لئے آخرت (کی نعمتیں اور جنت) ہے۔ مجھے دنیا سے کوئی مطلب نہیں۔ اور میری اور اس دنیا کی مثال تو اس مسافر سوار جیسی ہے جس نے کسی درخت کے نیچے (کچھ دیر کیلئے) پڑاؤ کیا پھر (اپنے سفر پر) روانہ ہو گیا اور درخت کو چھوڑ گیا۔''

اور ابوالشیخ نے بھی اسے کتاب الثواب میں طبرانی ہی کی مثل روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے۔ اور آپ ﷺ ایک چٹائی پر دراز تھے جس کے نشان آپ ﷺ کے مبارک پہلوؤں پر نمایاں تھے۔ یہ دیکھ کر عمر رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ! (ﷺ) اگر آپ ایک بستر بنا لیتے تو اس سے اچھا ہوتا تو سرور عالم ﷺ نے فرمایا: ''مَا لِيْ وَلِلدُّنْيَا مَا مَثَلِيْ وَمَثَلُ الدُّنْيَا اِلَّا كَرَاكِبٍ سَارَ فِيْ يَوْمٍ صَائِفٍ فَاسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ سَاعَةً ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا'' ''مجھ کو دنیا سے کیا مطلب؟ میری اور دنیا کی مثال تو اس مسافر سوار کی سی ہے جو ایک گرم دن میں سفر کر رہا تھا تو کسی درخت کے سائے میں ایک گھڑی بھر ٹھہر گیا پھر کچھ آرام کیا اور بعد ازیں درخت کو چھوڑ کر (اپنے اگلے سفر پر) چل دیا''۔

اسے امام احمد، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: اور یہ بھی انہیں (ابن عباس) رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کرتے ہوئے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ آپ ﷺ ایک چٹائی شریف پر آرام فرما رہے ہیں۔ بیان فرماتے ہیں کہ میں بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ صرف تہبند شریف زیب تن فرمائے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ کوئی کپڑا جسم اقدس پر نہیں تھا۔ میں نے دیکھا کہ چٹائی کے نشانات مبارک پہلوؤں پر ظاہر ہیں۔ ایک صاع (عرب میں غلہ ماپنے کا ایک پیمانہ) کے برابر جو پڑے ہوئے تھے کمرے کے ایک کونے میں چمڑا صاف کرنے کا مسالہ رکھا ہوا تھا اور ایک کھال لٹک رہی تھی۔ یہ حالت دیکھ کر میری آنکھیں آنسو بہانے لگیں۔ سید العالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابن خطاب! کیوں روتے ہو؟ میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ! (ﷺ) کیوں نہ روؤں، جبکہ حالت یہ ہے کہ اس چٹائی نے آپ کے پہلوئے اقدس پر نشان ڈال دیئے ہیں۔ اور آپ کی کل پونجی بس یہی ہے جو میں دیکھ رہا ہوں۔ اور ادھر کسریٰ و قیصر ہیں جو باغوں اور نہروں میں موجیں اڑا رہے ہیں۔ حالانکہ آپ اللہ کے نبی اور اس کے برگزیدہ بندے ہیں۔ پھر بھی آپ کا سارا خزانہ بس یہی کچھ ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''يَا بْنَ الْخَطَّابِ اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ لَنَا الْاٰخِرَةُ وَلَهُمُ الدُّنْيَا'' ''اے خطاب کے بیٹے! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ ہمارے لئے آخرت ہو اور ان کیلئے صرف یہی دنیا؟''۔

اسے ابن ماجہ نے صحیح اسناد کے ساتھ اور حاکم نے (لفظی اختلاف کے ساتھ) روایت کیا اور حاکم نے فرمایا کہ یہ حدیث مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

حدیث: ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کیلئے ایک چارپائی تھی جو سرکنڈے (کے پتوں سے) بھری ہوئی تھی۔ اس پر ایک سیاہ رنگ کا کمبل ہوا کرتا تھا جس میں ہم نے سرکنڈے بھر دیئے ہوئے تھے۔ ایک دن حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما حاضر خدمت ہوئے۔ دیکھا کہ نبی کریم ﷺ اسی چارپائی پر آرام فرما رہے تھے۔ جب ان دونوں حضرات کو دیکھا تو آپ ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ تو دونوں نے رسول اللہ ﷺ کے پہلوئے انور پر چارپائی کے نشانات دیکھے۔ اس پر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) آپ کا بستر شریف اور چارپائی جو ہم دیکھ رہے ہیں۔ اس کی سختی آپ کو کس قدر تکلیف پہنچاتی ہے؟ اور یہ دوسری طرف کسریٰ و قیصر ریشم و دیباج کے بستروں پر لیٹتے ہیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَا تَقُوْلُوْا هٰذَا فَاِنَّ فِرَاشَ كِسْرٰى وَقَيْصَرَ فِي النَّارِ وَ اِنَّ فِرَاشِيْ وَ سَرِيْرِيْ هٰذَا عَاقِبَتُهٗ اِلَى الْجَنَّةِ'' یہ مت کہو، کیونکہ کسریٰ اور قیصر کے بستر دوزخ میں ہوں گے اور میرے اس بستر اور چارپائی کا انجام جنت ہے۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں بروایت ماضی بن محمد روایت کیا۔

حدیث: انہیں (عائشہ صدیقہ) رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں: ''اِنَّمَا كَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ يَنَامُ عَلَيْهِ اَدَمًا حَشْوُهٗ لِيْفٌ'' اللہ کے رسول ﷺ جس بستر شریف پر نیند فرمایا کرتے تھے وہ تو رنگے ہوئے چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی''۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ ''كَانَ وِسَادُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ يَتَّكِئُ عَلَيْهِ مِنْ اَدَمٍ حَشْوُهٗ لِيْفٌ'' ''رسول اللہ ﷺ کا تکیہ مبارک جس پر آپ ٹیک لگایا کرتے تھے رنگی ہوئی کھال کا تھا اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی''۔ (بخاری و مسلم وغیرہما)

حدیث: اور یہ روایت بھی ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ فرماتی ہیں کہ میرے گھر ایک انصاری خاتون (صحابیہ رضی اللہ عنہا) آئیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا بستر شریف دیکھا کہ دوہرا کیا ہوا ایک کمبل ہے۔ تو انہوں نے اپنے گھر جا کر میرے پاس ایک بستر بھیجا جس میں اون بھری ہوئی تھی جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو فرمایا: عائشہ! یہ کیا ہے؟ فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) فلاں انصاری خاتون آئی تھیں۔ آپ کا بستر مبارک دیکھ کر واپس چلی گئیں اور یہ بستر (آپ کیلئے) انہوں نے بھیجا ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ''رُدِّيْهِ يَا عَائِشَةُ فَوَاللّٰهِ لَوْ شِئْتُ لَاَجْرَ اللّٰهُ مَعِيَ جِبَالَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ'' اے عائشہ رضی اللہ عنہا! یہ بستر واپس کر دو، اللہ کی قسم، میں اگر چاہوں تو اللہ تعالیٰ سونے چاندی کے پہاڑ میرے ساتھ ساتھ چلا دے (1)''۔

---

(1) میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا (امام احمد رضا رحمہ اللہ) (مترجم)۔

اسے بیہقی نے بروایت عباد بن عباد مہلبی عن مجالد بن سعید روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اون کا (موٹا) لباس زیب تن فرماتے اور ٹانکے لگے نعلین پہنتے تھے۔مزید فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بشع تناول فرماتے اور کھردرا کمبل اوڑھا کرتے تھے۔ حضرت حسن سے پوچھا گیا کہ یہ بشع کیا چیز ہے۔انہوں نے جواب دیا کہ یہ سخت جوؤں (شعیر) کو کہتے ہیں۔یہ اتنے سخت ہوتے کہ نبی اکرم ﷺ پانی کے گھونٹ کے ساتھ حلق شریف سے نیچے اتارتے تھے۔

اسے ابن ماجہ اور حاکم دونوں نے بروایت یوسف بن ابی کثیر سے جو کہ مجہول ہیں۔انہوں نے نوح بن ذکوان سے روایت کیا۔یہ بھی وہی ہیں۔حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔اور ان کے ہاں لفظ ''بَشِع'' کی بجائے ''خَشِنٌ'' (کھردرا اور سخت) کالفظ ہے۔

حدیث: ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔فرماتی ہیں کہ ''خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاۃٍ وَعَلَیْہِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ'' ایک صبح رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے اور جسم انور پر سیاہ بالوں سے بنا ہوا کمبل شریف تھا جس پر اونٹ کے کجاووں کی تصاویر تھیں''۔

اسے مسلم ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔ترمذی میں کجاوے کی تصاویر کا ذکر نہیں۔

حدیث: حضرت ابوبردہ بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہم نے ہمیں ایک پیوند زدہ کمبل اور موٹا تہبند نکال کر دکھایا اور فرمایا:''قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ھٰذَیْنِ'' اللہ کے رسول ﷺ نے ان دو کپڑوں میں وصال شریف فرمایا تھا''۔

اسے بخاری،مسلم،ابوداؤد اور ترمذی وغیرہم نے روایت فرمایا۔

حدیث: سیدتنا اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔فرماتی ہیں کہ (اپنے والد) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر میں میں نے رسول اللہ ﷺ کیلئے ایک توشہ دان تیار کیا جس وقت آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ فرمایا تھا۔اس توشہ دان اور مشکیزہ کا منہ باندھنے کیلئے کوئی چیز نہیں مل رہی تھی تو میں نے حضرت ابوبکر (والد گرامی) رضی اللہ عنہ سے عرض کی: اللہ کی قسم میں سوائے اپنے اس پٹکے (جو کپڑا اعرب خواتین اپنی کمر پر باندھا کرتی تھیں) کے (توشہ دان اور مشکیزہ کا منہ) باندھنے کیلئے کوئی چیز نہیں پاتی ہوں؟ (کیا کروں؟) انہوں نے فرمایا: اس پٹکے کو پھاڑ کر دو ٹکڑے کرلو،ایک کے ساتھ مشکیزہ اور دوسرے کے ساتھ توشہ دان باندھ دو۔تو میں نے ایسا ہی کیا۔اسی واسطے میرا نام ذات النطاقین (دو پٹکوں والی) پڑ گیا۔(بخاری)

حدیث: سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا۔اس وقت ان کے پاس ان کی کنیز موجود تھی اس نے ایک قمیص پہنی ہوئی تھی جس کی قیمت پانچ درہم تھی۔آپ نے (اس آدمی سے) فرمایا: اس میری کنیز کی

طرف آنکھ اٹھا کر دیکھو کہ یہ گھر کے اندر بھی اس قمیص کو پہننا پسند نہیں کرتی ہے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں میرے پاس بھی اتنی ہی قیمت کی ایک قمیص ہوتی تھی تو مدینہ کی جو عورت بھی (بیاہ شادی خوشی کے مواقع پر) زینت کرنا چاہتی تو مجھ سے وہ قمیض عاریتاً منگوالیا کرتی تھی۔ (بخاری)

حدیث: ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کا وصال شریف ہوا تو میرے پاس ایسی کوئی چیز موجود نہیں تھی جو کسی جاندار کے کھانے کے قابل ہوتی ہے سوائے تھوڑے سے جوؤں کے جو میری الماری میں پڑے ہوئے تھے۔ میں انہیں میں سے کھاتی رہی (ان میں اللہ نے برکت کی) یہاں تک کہ کافی زمانہ گذر گیا۔ ''فَکِلْتُہٗ فَفَنِیَ'' ''پھر (ایک روز) میں نے انہیں تول لیا تو (برکت جاتی رہی اور) وہ جو ختم ہو گئے۔'' (بخاری، مسلم، ترمذی)

حدیث: حضرت عمرو بن الحرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: ''مَا تَرَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِہٖ دِرْھَمًا وَّ لَا دِیْنَارًا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا اَمَۃً وَّلَا شَیْئًا اِلَّا بَغْلَتَہُ الْبَیْضَآءَ الَّتِیْ کَانَ یَرْکَبُھَا وَسِلَاحَہٗ وَاَرْضًا جَعَلَھَا لِاِبْنِ السَّبِیْلِ صَدَقَۃً'' ''بوقت وفات شریف رسول اللہ ﷺ نے ترکہ میں نہ کوئی درہم چھوڑا نہ دینار، نہ کوئی غلام نہ لونڈی اور نہ کوئی اور چیز سوائے اپنی سفید خچر کے جس پر آپ ﷺ سواری فرماتے تھے، اپنے اسلحہ کے اور کچھ زمین کے جو آپ ﷺ نے مسافروں کیلئے صدقہ فرما رکھی تھی''۔ (بخاری)

حدیث: ام المؤمنین سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ ''تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ دِرْعُہٗ مَرْھُوْنَۃٌ عِنْدَ یَھُوْدِیٍّ فِیْ ثَلَاثِیْنَ صَاعًا مِّنْ شَعِیْرٍ'' ''اللہ کے رسول ﷺ نے جب وصال فرمایا تو آپ ﷺ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع جو کے عوض گروی رکھی ہوئی تھی۔ (بعد میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ قرض ادا کر کے زرہ چھڑائی تھی) بخاری، مسلم، ترمذی۔

حدیث: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ آپ نے پانی طلب فرمایا۔ تو آپ کی خدمت میں پانی اور شہد پیش کیا گیا۔ جب آپ نے اپنے ہاتھ میں پکڑا تو آپ رونے لگے اور دیر تک روتے رہے۔ یہاں تک کہ ہمیں خیال گذرا کہ آپ کو کوئی سخت تکلیف پہنچی ہے۔ ہم نے پوچھا کچھ نہیں۔ پھر جب فارغ ہو گئے تو ہم نے عرض کیا: اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! آپ کو اس رونے پر کس چیز نے مجبور کیا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک روز میں رسول اللہ ﷺ کیساتھ تھا، میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے آپ سے کوئی چیز دور فرما رہے ہیں حالانکہ مجھے کوئی شے نظر نہ آ رہی تھی۔ تو میں نے پوچھا: یارسول اللہ! (ﷺ) آپ کس چیز کو خود سے دور فرما رہے ہیں؟ مجھے تو کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا میری طرف بڑھتی آ رہی تھی تو میں نے اس سے کہا: ''اِلَیْکِ عَنِّیْ'' ''مجھ سے دور رہ''۔ تو وہ بولی: یقیناً آپ مجھے حاصل کرنے والے نہیں ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ بات مجھ پر شاق گذری ہے اور میں خوف محسوس کرتا ہوں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کی مخالفت کی ہے اور دنیا

میرے ساتھ آ چمٹی ہے(کہ میں نے پانی مانگا تھا اور مجھے پانی کے ساتھ شہد بھی پیش کیا گیا ہے۔خوف یہ ہے کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ سوال نہ فرمائے)۔

اسے ابن ابی الدنیا اور بزار نے روایت کیا۔ بزار کے راوی سوائے عبدالواحد بن زید کے ثقہ ہیں۔ ابن حبان نے کہا ہے کہ عبدالواحد کے اوپر والا اور نیچے والا راوی اگر ثقہ ہو تو اس کی حدیث معتبر ہوتی ہے اور مذکورہ بالا روایت میں ایسا ہی ہے۔

حدیث: حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پینے کیلئے کچھ مانگا تو ان کی خدمت میں وہ پانی پیش کیا گیا جس میں شہد ملا ہوا تھا۔ آپ نے یہ دیکھ کر فرمایا: یہ یقیناً ہے تو بہت اچھا لیکن میں نے اللہ عزوجل کا فرمان سنا ہوا ہے کہ اس نے ایک قوم پر خواہشات کی پیروی کرنے کا عیب بیان فرمایا ہے (ارشاد ہے) اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا '' تم نے ختم کرلیا اپنی نعمتوں کا حصہ اپنی دنیا کی زندگی ہی میں اور ان سے خوب تم نے مزے اڑا لئے (1)۔ مجھے یہ خوف ہے کہ کہیں ہماری نیکیوں کا بدلہ ہمیں اسی دنیا میں ہی نہ دے دیا گیا ہو (اور آخرت میں محروم رہ جائیں) تو آپ نے وہ (شہد سے بنا ہوا) مشروب نوش نہیں فرمایا۔

اسے رزین نے ذکر کیا اور میں (مولف) نے یہ حدیث کہیں نہیں دیکھی۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کے ہاتھ میں ایک درہم دیکھا تو دریافت فرمایا: یہ درہم کیا کرو گے؟ وہ بولے: اپنے اہل خانہ کیلئے گوشت خریدنے کا ارادہ ہے کہ اہل خانہ نے اس کی شدید خواہش ظاہر کی ہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: ہر وہ چیز جسے تمہارا دل چاہے خرید لیتے ہو؟ تم میں سے کوئی اپنے چچازاد بھائی بہنوں اور اپنے پڑوسیوں کیلئے اپنے پیٹ کو لپیٹنا (بھوک برداشت کرنا) نہیں چاہتا؟ تم لوگوں نے اس آیت کو کہاں فراموش کر دیا ہے؟ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا (حوالہ اور ترجمہ اوپر والی حدیث میں اور حاشیے میں گذر چکا ہے)۔

اسے حاکم نے روایت کیا بروایت قاسم بن عبد اللہ بن عمر اور یہ صاحب وہی ہیں اس کے باوجود ان کی تصحیح کی گئی ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے جبکہ آپ امیر المؤمنین (خلیفۃ المسلمین) تھے۔ ''وَقَدْ رَقَعَ بَيْنَ كَتِفَيْهِ بِرِقَاعٍ ثَلَاثٍ لَبَّدَ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ'' ''اور آپ کی حالت یہ تھی کہ آپ کے (کرتے کے) کندھوں کے درمیان تین پیوند لگے ہوئے تھے۔ آپ نے یہ پیوند ایک دوسرے کے

---

(1) یہ چھبیسویں پارے سورۃ الاحقاف کی بیسویں آیت کا ایک ٹکڑا ہے۔ پوری آیت بمع ترجمہ پڑھ لیجئے:

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ۝

ترجمہ: ''اور جس روز کافروں کو آگ کے سامنے لاکر کھڑا کر دیا جائیگا (فرمایا جائیگا) تم نے ختم کرلیا تھا اپنی نعمتوں کا حصہ اپنی دنیا کی زندگی ہی میں اور ان سے خوب تم نے مزے اڑا لئے تھے۔ آج تو تمہیں ذلت ناک عذاب کی سزا دی جائیگی، اس تکبر کی وجہ سے جو تم زمین میں ناحق کیا کرتے تھے اور اس سبب سے کہ تم نافرمانی کیا کرتے تھے''۔ (مترجم)

او پر لگائے ہوئے تھے۔'' (اللہ رے شان فاروقی! پوری دنیائے اسلام کے واحد حکمران اور یہ شان بے نیازی۔ کیا آج کے مسلمان حکمران کچھ غیرت کھائیں گے؟)۔

اسے امام مالک رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عبد اللہ بن شداد بن الہاد سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان (امیر المؤمنین) رضی اللہ عنہ کو جمعہ کے دن منبر پر (خطبہ دیتے ہوئے) دیکھا۔ آپ نے ایک موٹی عدنی چادر جس کی قیمت چار پانچ درہم ہوگی اور ایک کوفے کا بنا ہوا باریک رنگدار کپڑا پہن رکھا تھا۔ آپ دبلے پتلے، لمبی داڑھی اور حسین چہرے والے تھے۔

اسے طبرانی نے باسناد حسن روایت کیا۔

حدیث: حضرت محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے امیر المؤمنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مسجد میں حاضر تھے کہ اچانک حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہمارے سامنے آ گئے۔ وہ ایک چھوٹی سی چادر اوڑھے ہوئے تھے جس میں کھال کے پیوند لگے ہوئے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا تو رو پڑے کہ کبھی یہ شخص (دنیا کی) نعمتوں میں کھیلا کرتا تھا اور آج اس حالت میں ہے (کہ سوائے اس پیوند لگی چھوٹی سی چادر کے اس کے پاس پہننے کو کپڑا بھی نہیں) پھر رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے: اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم صبح کے وقت ایک خوبصورت لباس پہنو گے اور شام کو دوسرا بہترین لباس زیب تن کرو گے۔ تمہارے سامنے (انواع واقسام کے کھانوں کے) بڑے بڑے پیالے رکھے جائیں گے اور خالی ڈونگے اٹھائے جائیں گے (ایک کے بعد ایک مزید ارلذیذ کھانا تمہیں پیش کیا جائیگا) اور تم اپنے گھروں میں یوں پردے لٹکایا کرو گے جیسے کعبہ معظمہ پر لٹکائے جاتے ہیں؟ (مسلمان تھوڑا سا غور کرلیں کیا یہ سب کچھ آج ہمیں میسر نہیں ہے؟ اور مخبر صادق ﷺ کی یہ سچی خبر من وعن پوری نہیں ہو چکی ہے؟) صحابہ رضی اللہ عنہم عرض گذار ہوئے: یارسول اللہ! (ﷺ) اس وقت تو ہم آج سے زیادہ بہتر حالت میں ہوں گے (کیونکہ) ہم عبادت الٰہی کیلئے فراغت پائیں گے اور (روزی وغیرہ کمانے کی) محنت ومشقت سے جان چھوٹ جائیگی (کیا عظیم سوچ تھی ان نفوس قدسیہ کی! کہ فارغ البالی پائیں گے تو اور بھی زیادہ خشوع وخضوع کے ساتھ اپنے پروردگار کی عبادت میں مصروف ہو جائیں گے۔ کاش! آج ہماری یہ ہی حالت ہوتی)۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَاَنْتُمُ الْیَوْمَ خَیْرٌ مِّنْکُمْ یَوْمَئِذٍ'' (نہیں بلکہ) تم آج اس وقت سے کہیں بہتر ہو''۔

اسے ترمذی نے دو طریقوں سے روایت کیا۔ ایک کے الفاظ مختصراً پہلے گذر چکے ہیں۔ دونوں میں سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے راوی کا نام ذکر نہیں کیا گیا۔ اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابویعلیٰ نے بھی یہ روایت ذکر کی اور راوی مذکور کا نام نہیں بیان کیا۔

حدیث: سیدتنا فاطمۃ الزہرا خاتون جنت رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک روز اللہ کے رسول ﷺ ان کے ہاں

تشریف لائے اور پوچھا: میرے بیٹے (نواسے) یعنی حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) کہاں ہیں؟ انہوں نے عرض کی: صبح ہمارے گھر میں چکھنے کے قابل بھی کوئی چیز موجود نہیں تھی۔ تو حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کہنے لگے کہ میں انہیں (دونوں صاحبزادگان کو) باہر لے جاتا ہوں کیونکہ مجھے خدشہ ہے کہ (بھوک سے) تمہارے سامنے رونے لگیں گے جبکہ ہمارے گھر میں کھانے کی کوئی چیز تو ہے نہیں۔ اس لئے وہ فلاں یہودی کے ہاں گئے ہیں۔ تو نبی اکرم ﷺ اسی طرف تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچنے پر آپ ﷺ نے دیکھا کہ دونوں صاحبزادے پانی کے حوض میں کھیل رہے ہیں، ان کے سامنے کچھ بچی ہوئی کھجوریں پڑی ہوئی ہیں۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا: اے علی! گرمی شدید ہونے سے پہلے پہلے میرے ان دونوں بیٹوں کو گھر نہیں لے چلو گے؟ علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: صبح ہم نے اس حالت میں کی تھی کہ ہمارے ہاں کھانے کی کوئی چیز نہیں تھی، یا رسول اللہ! (ﷺ) اگر آپ کچھ دیر تشریف رکھیں تو میں فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کیلئے کچھ کھجوریں جمع کرلوں (تو بہتر ہوگا پھر چلیں گے) تو رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے حتیٰ کہ علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کیلئے کچھ کھجوریں اکٹھی کرلیں اور ایک کپڑے میں باندھ لیں۔ پھر حاضر خدمت ہوئے۔ اب ایک صاحبزادے کو نبی پاک ﷺ نے اٹھالیا اور دوسرے کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اور یوں گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ (یعنی تنگ دستی کی یہ حالت بھی اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم نے دیکھی ہے)۔

اسے طبرانی نے باسناد حسن روایت کیا۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم سیدنا علی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما کی شادی میں حاضر ہوئے۔ ہم نے اس سے اچھی شادی کبھی نہیں دیکھی۔ ہمارے لئے فرش کھجور کی چھال کا بچھایا گیا۔ اور کھجور اور روغن زیتون کھانے کو پیش کیا گیا جسے ہم نے کھایا۔ شادی کی رات سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بستر شریف ایک مینڈھے کی کھال کا تھا۔

اسے بزار نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کر کے سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاں روانہ فرمایا تو ان کے ساتھ بطور جہیز ایک خمیل بھیجا۔ عطاء نے پوچھا کہ خمیل کیا ہے؟ تو انہوں (عبداللہ رضی اللہ عنہ) نے جواب دیا: "قَطِيْفَةٌ وَّ وِسَادَةٌ مِّنْ اُدُمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ وَّ اِذْخَرٌ وَّقِرْبَةٌ كَانَا يَفْتَرِشَانِ الْخَمِيْلَ وَ يَلْتَحِفَانِ بِنِصْفِهِ" "ایک حاشیہ دار چادر (خمیل کہلاتی ہے) ایک چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال اور گھاس بھری ہوئی تھی اور مشکیزہ۔ دونوں (بزرگ علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما) اس حاشیہ دار چادر کو آدھا نیچے بچھاتے اور آدھا اوپر اوڑھا کرتے تھے"۔

اسے طبرانی نے بروایت عطاء بن السائب روایت کیا۔ نیز اسے ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں عطاء بن السائب سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جَهَّزَ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاطِمَۃَ فِیْ خَمِیْلَۃٍ وَّوِسَادَۃٍ اُدُمٍ حَشْوُھَا لِیْفٌ'' رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جہیز میں ایک حاشیہ دار چادر اور تکیہ دیا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔''

حدیث: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ ہم (صحابہ رضی اللہ عنہم) میں سے ایک خاتون تھیں جو اپنے کھیت میں چقندر اگاتی تھیں۔جب جمعہ کا دن آتا تو وہ چقندر کی جڑیں اکھاڑ کر ہنڈیا میں ڈالتی تھیں پھر کچھ جو پیس کر اس میں شامل کر دیتیں تو اس طرح (ہنڈیا میں) چقندر کی جڑوں کا شوربا بن جاتا تھا (اور پھر وہ یہ کھانا ہمیں کھلایا کرتی تھیں) حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نماز جمعہ سے فارغ ہو کر ان کے ہاں جاتے انہیں سلام کہتے پھر وہ یہ کھانا ہمیں پیش کرتی تھیں۔تو جمعہ کے دن ہم ان خاتون کے اس کھانے کی خواہش کیا کرتے تھے۔اور ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ:''لَیْسَ فِیْھَا شَحْمٌ وَّلَا وَدَکٌ وَّ کُنَّا نَفْرَحُ بِیَوْمِ الْجُمُعَۃِ'' اس کھانے میں نہ چربی ہوتی تھی اور نہ کوئی چکناہٹ اور ہم جمعہ کے روز (اس دعوت کی وجہ سے) بہت خوش ہوتے تھے۔'' (بخاری)

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، بھوک کی وجہ سے میں زمین پر لیٹ جایا کرتا تھا اور بھوک کی بنا پر مجھے پیٹ پر پتھر باندھنے پڑتے تھے۔ایک روز میں اس راستے پر بیٹھ گیا جس سے صحابہ رضی اللہ عنہم نکلا کرتے تھے۔تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گذرے۔میں نے ان سے کتاب اللہ کی ایک آیت کے متعلق سوال کیا۔میرے سوال کا مقصد صرف یہ تھا کہ مجھے کچھ کھلا دیں۔مگر وہ چلے گئے اور کچھ نہیں کیا۔پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گذرے تو میں نے ان سے بھی اللہ کی کتاب کی ایک آیت کے بارے میں سوال کیا۔میرے سوال کا مقصد اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ مجھے کچھ کھانے کو دیں۔وہ بھی تشریف لے گئے اور میرے (کھانے کے) لئے کچھ نہ کیا۔اس کے بعد (غریبوں کے آقا بے سہاروں کے سہارا) حضور اکرم ابوالقاسم ﷺ کا میرے قریب سے گذر ہوا۔ ''فَتَبَسَّمَ حِیْنَ رَاٰنِیْ وَ عَرَفَ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَمَا فِیْ وَجْھِیْ'' آقا نے جب مجھے دیکھا تو مسکرا پڑے (وہ مسکرائے تو جان سی کلیوں میں پڑ گئی) اور میرے دل کی حالت جان گئے اور میرے چہرے کو پڑھ لیا۔'' پھر فرمایا: اے ابوہریرہ! میں نے عرض کیا: لَبَّیْکَ یا رسول اللہ! (ﷺ) فرمایا: میرے ساتھ آجاؤ اور چل پڑے، میں بھی پیچھے پیچھے چلنے لگا۔گھر پہنچ کر اجازت طلب فرمائی، اجازت ملی تو آپ ﷺ اندر داخل ہو گئے۔آپ ﷺ نے ایک پیالہ میں دودھ دیکھا تو دریافت فرمایا: یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ اہل خانہ عرض گذار ہوئے: فلاں شخص یا فلاں خاتون نے آپ کیلئے ہدیہ بھیجا ہے۔فرمایا: اے ابوہریرہ! میں نے عرض کیا: لَبَّیْکَ یا رسول اللہ! (ﷺ) فرمایا: اہل صفہ کے پاس جاؤ اور انہیں میرے پاس بلا لاؤ۔ کہتے ہیں کہ اہل صفہ تو اسلام کے مہمان تھے، وہ کسی کے اہل وعیال اور مال میں پناہ نہیں ڈھونڈتے تھے۔جب حضور انور ﷺ کے پاس صدقہ کی کوئی چیز آجاتی تو آپ ﷺ ان کے پاس بھیج دیتے اور خود اس میں سے کچھ نہیں کھاتے تھے۔اور جب کوئی ہدیہ آتا تو آپ ﷺ ان کے پاس بھی روانہ فرماتے اور خود بھی اس میں سے (بطور تبرک) کچھ لے لیتے۔اور انہیں

بھی اس میں شریک فرماتے۔تو مجھے یہ بات کچھ ناگوار سی گذری۔ میں نے (اپنے دل میں) کہا: یہ دودھ ہے ہی کتنا جو اہل صفہ میں تقسیم ہو سکے گا۔ اس کا تو صرف میں ہی حقدار تھا کہ اسے پی کر کچھ طاقت میرے اندر آتی۔ اب وہ حضرات آ جائیں گے تو آپ ﷺ مجھے ہی حکم فرمائیں گے کہ میں یہ دودھ انہیں پیش کر دوں۔ مجھے تو شاید اس دودھ میں سے کچھ نہیں ملے گا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور رسول اللہ ﷺ کی فرماں برداری کے سوا چارہ بھی نہیں تھا۔ خیر میں ان کے پاس گیا اور انہیں دعوت دے دی۔ وہ حضرات آ گئے اور اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے انہیں اندر آنے کی اجازت مرحمت فرمائی، اور گھر میں اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! میں عرض گذار ہوا: یا رسول اللہ! (ﷺ) حاضر ہوں۔ فرمایا: پکڑو اور ان حضرات کو پلانا شروع کر دو۔ میں نے پیالہ پکڑ لیا اور ایک ایک آدمی کو پیش کرنے لگا۔ ہر آدمی پیتا حتیٰ کہ سیر ہو جاتا پھر پیالہ مجھے لوٹا دیتا، یہاں تک کہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس (پیالہ لے کر) پہنچ گیا جبکہ یہ تمام حضرات خوب سیراب ہو چکے تھے۔ آپ ﷺ نے پیالہ پکڑ کر اپنے ہاتھ مبارک پر رکھا پھر مسکرائے اور فرمانے لگے: اے ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا: لَبَّیْكَ یا رسول اللّٰہ! (ﷺ) فرمایا: میں اور تم باقی رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) آپ سچ فرماتے ہیں۔ فرمایا بیٹھ جاؤ اور پیو، میں نے پیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اور پیو، میں نے اور پیا، آپ ﷺ بار بار فرماتے رہے کہ اور پیو اور پیو، حتیٰ کہ میں نے عرض کیا: "لَا وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَجِدُ لَهٗ مَسْلَكًا" "نہیں، آقا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، اب تو پینے کی کوئی گنجائش ہی باقی نہیں رہی۔" اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر مجھے دیدو، میں نے پیالہ آپ ﷺ کو پیش کر دیا۔ "فَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰی وَسَمّٰی وَشَرِبَ الْفَضْلَةَ" آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی (کہ اس نے یہ معجزہ ظاہر فرمایا) اور بِسْمِ اللہ پڑھ کر بچا ہوا خود نوش فرما لیا (1)"۔

اسے بخاری وغیرہ اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے۔ فرماتے ہیں: لوگ کہا کرتے تھے کہ ابو ہریرہ بہت احادیث بیان کرتا ہے۔ حالانکہ میں اپنا پیٹ بھرنے کیلئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لگا رہتا تھا یہاں تک کہ نہ میں خمیری روٹی کھاتا اور نہ ریشمی لباس پہنتا تھا (اتنا وقت ہی میرے پاس کہاں تھا؟) اور نہ کوئی مرد یا عورت میری خدمت کرتی تھی۔ بلکہ بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتا تھا۔ اور (کبھی کبھی) میں کسی شخص کے سامنے کوئی آیت پڑھتا جو مجھے یاد ہوتی (اور اس کا مطلب پوچھتا تھا) کہ شاید وہ مجھے اپنے ساتھ گھر لے جائے اور کچھ کھلائے۔ اور حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سب

---

(1) امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان عرض کرتے ہیں:

کیوں جناب بو ہریرہ! کیسا تھا وہ جام شیر — جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ بھر گیا

یہ سرور عالم ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب اکرم ﷺ کو بے شمار معجزات عطا فرمائے۔ بعض علماء کے نزدیک ایک ہزار، بعض کے نزدیک تین ہزار اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ جو معجزات دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ان کی تعداد دس ہزار ہے اور جو نہیں دیکھے ان کے بارے میں اللہ ہی کو معلوم ہے۔ واللہ اعلم۔ (مترجم)

لوگوں سے زیادہ مسکینوں کے خیر خواہ تھے۔ وہ ہمیں اپنے ساتھ لے جاتے اور گھر میں جو کچھ ہوتا ہمیں کھلا دیتے تھے۔ یہاں تک کہ اگر وہ تیل کی کپی نکال کر لے آتے جس میں کچھ نہ ہوتا تو ہم اسے پھاڑ کر جو کچھ اس میں لگا ہوتا چاٹ لیتے تھے۔ (اللہ! یہ حالت تھی ان صبر واستقامت کے پہاڑوں کی!)۔

اسے بخاری اور ترمذی نے روایت کیا۔ ترمذی کے الفاظ اس طرح ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: میں (کبھی کبھی) رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے قرآن پاک کی آیات کے بارے میں سوال کیا کرتا تھا (ان کا مطلب پوچھا کرتا تھا) حالانکہ میں خود ان کا مطلب بہتر جانتا تھا۔ میں تو صرف اس لئے سوال کرتا تھا کہ وہ مجھے کچھ کھلائیں۔ اور جب کبھی حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے میں کوئی سوال پوچھتا تو وہ مجھے جواب نہ دیتے بلکہ اپنے ساتھ گھر لے جاتے پھر اپنی زوجۂ محترمہ سے فرماتے: اے اسماء! ہمیں کھانا کھلاؤ۔ جب کھانا کھا چکتے تو آپ مجھے میرے سوال کا جواب دیا کرتے تھے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ مسکینوں سے محبت فرماتے، ان کے پاس بیٹھتے، ان سے باتیں کرتے اور مساکین بھی ان کے ساتھ گفتگو کیا کرتے تھے۔ ''وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَنِّيْهِ بِاَبِي الْمَسَاكِيْنِ'' اور اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی کنیت ''ابوالمساکین'' یعنی مسکینوں سے بہت (محبت) کرنے والے رکھی ہوئی تھی''۔

حدیث: حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ آپ نے دو رنگدار ریشمی چادریں پہنی ہوئی تھیں۔ انہوں نے ایک چادر کے ساتھ ناک صاف کیا پھر کہنے لگے: واہ، کیا بات ہے، ابو ہریرہ اب تو ریشمی چادر کے ساتھ ناک صاف کرتا ہے۔ حالانکہ میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں بھی دیکھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے منبر شریف اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے درمیان بھوک کی وجہ سے گر پڑتا تھا مجھ پر غشی طاری ہو جاتی تھی۔ ایک مرتبہ ایک آنے والے نے میری گردن پر اپنا پاؤں رکھ دیا۔ اس نے خیال کیا کہ میں پاگل ہو گیا ہوں حالانکہ یہ پاگل پن نہیں بلکہ بھوک کی وجہ سے تھا۔

اسے بخاری اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے اسے صحیح بھی کہا۔

حدیث: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا رہے ہوتے تو کئی لوگ بھوک وفاقہ کی وجہ سے (نماز پڑھتے پڑھتے) گر پڑتے تھے۔ یہ صفہ والے حضرات تھے (یہ وہ غریب صحابہ رضی اللہ عنہم تھے جو دنیا کی اغراض کو چھوڑ چھاڑ کر صرف حصول علم کیلئے معلم کائنات علیہ الصلوٰت والتحیات کے در پر پڑے رہتے تھے) حتیٰ کہ اعرابی لوگ کہا کرتے کہ یہ پاگل ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز ختم فرماتے تو ان کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرماتے: ''لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَالَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ لَاَ حْبَبْتُمْ اَنْ تَزْدَادُوْا فَاقَةً وَّحَاجَةً'' ''اگر تم جان لو کہ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس کتنا اجر و ثواب ہے تو تم تمنا کرنے لگو کہ یہ تمہارا فقر و فاقہ اور بڑھ جائے''۔

اسے امام ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور ترمذی نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ مجھ پر تین دن ایسے بھی گذرے کہ میں نے کچھ نہیں کھایا۔صفہ جانے کے ارادہ سے نکلا تو گرنے لگا۔(بھوک کی وجہ سے چلا نہ جا رہا تھا) مجھے اس حالت میں دیکھ کر بچے شور مچانے لگے کہ ابو ہریرہ پاگل ہو گئے ہیں۔میں نے ان کو پکار کر کہا کہ میں نہیں بلکہ تم پاگل ہو۔اسی طرح ہم صفہ پہنچ گئے، میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا، آپ ﷺ کی خدمت میں ثرید (اہل عرب کا ایک مرغوب کھانا) کے دو پیالے پیش کئے گئے۔آپ ﷺ نے اہل صفہ حضرات کو کھانے کیلئے بلا لیا، وہ کھانے لگے، میں گردن اٹھا اٹھا کے دیکھنے لگا کہ مجھے بھی کھانے کی دعوت دیں (مگر کسی نے نہیں دی) یہاں تک کہ وہ لوگ یہ کھانا کر اٹھ گئے۔اور پیالے میں سوائے کونوں میں لگے ہوئے تھوڑے سے کھانے کے کچھ باقی نہ رہا۔تو اللہ کے رسول ﷺ نے اس (کونوں میں لگے ہوئے) کو جمع کیا تو وہ ایک لقمہ بن گیا۔آپ ﷺ نے اسے اپنی انگلی شریف پر رکھا اور مجھے ارشاد فرمایا: بِسْمِ اللہ پڑھ کر کھالو۔''فَوَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَازِلْتُ اٰکُلُ مِنْھَا حَتّٰی شَبِعْتُ'' ''تو قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میں نے بس یہی ایک لقمہ کھایا حتیٰ کہ میرا پیٹ بھر گیا۔(یہ بھی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے معجزات میں سے ہے)۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہتے ہیں: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ میں ایک سال تک قیام کیا۔وہ ایک دن جبکہ ہم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے پاس تھے مجھ سے کہنے لگے: میں نے اپنے اوپر یہ حالت بھی دیکھی ہے کہ ہمارے پاس سوائے موٹی چادروں کے کوئی کپڑا نہیں ہوتا تھا۔اور ہم میں سے کئی حضرات پر ایسے دن بھی آئے ہیں کہ وہ اتنا کھانا بھی نہیں پاتے تھے کہ اپنی کمر سیدھی رکھ سکیں۔یہاں تک کہ کئی لوگ ہم میں سے پتھر لے کر اپنے بھوکے پیٹ پر باندھ لیتے پھر اس پر کپڑا باندھ لیا کرتے تا کہ کمر سیدھی رہ سکے۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ان کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے چہروں پر بھوک کے آثار ملاحظہ فرمائے تو ارشاد فرمایا: تمہیں خوشخبری ہو کہ تم پر عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ تمہارے سامنے صبح کے وقت ثرید (ایک قسم کا عربی کھانا) کے بڑے بڑے طباق پیش کئے جائیں گے اور شام کے وقت بھی یہی حالت ہوگی۔صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ! (ﷺ) اس وقت تو ہماری حالت بہت اچھی ہوگی؟ ارشاد فرمایا: ''بَلْ اَنْتُمُ الْیَوْمَ خَیْرٌ مِّنْکُمْ یَوْمَئِذٍ'' ''(نہیں) بلکہ آج تم اس وقت سے اچھی حالت میں ہو''۔(اللہ کے ہاں جو آج تمہارا مقام ہے اس دور کے لوگوں کا نہیں ہوگا)۔

اسے بزار نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ ہم کسی جہاد پر تھے کہ مشرکین کے کچھ آدمیوں سے

ہماری مڈ بھیڑ ہوگئی۔ تو ہم نے ان کو ان کے مالوں سے بھگا دیا۔ (وہ اپنے اموال و اسباب چھوڑ کر بھاگ گئے) پھر ہم ان اموال پر قابض ہو گئے تو ان میں کھانے کی چیزیں کھانے لگے۔ ہم زمانہ جہالت میں سنا کرتے تھے جو شخص روٹیاں کھاتا ہے وہ موٹا ہو جاتا ہے۔ ہم نے جب (وہ کفار کی چھوڑی ہوئی) روٹیاں کھالیں تو ہم میں سے ہر کوئی اپنے پہلو دیکھنے لگا کہ واقعی وہ موٹا ہو گیا ہے؟۔

اسے طبرانی نے روایت کیا اور ان کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے جہاد پر روانہ کیا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو ہمارا امیر مقرر فرمایا۔ قریش کے ایک قافلہ (جو ملک شام سے آ رہا تھا) سے مڈ بھیڑ ہوگئی۔ اور ہمیں کھجوروں کا ایک تھیلہ زاد راہ کیلئے آپ ﷺ نے عطا فرمایا تھا۔ اس کے سوا ہمارے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں تھی۔ لہٰذا حضرت ابوعبیدہ (ہمارے امیر) ہمیں ایک ایک کھجور کھانے کو دیا کرتے تھے۔ اِس پر ان سے پوچھا گیا کہ آپ لوگ اس ایک کھجور سے کیسے گذارہ کرتے تھے؟ تو ان حضرات نے جواب دیا: ہم اسے اس طرح چوستے تھے جیسے بچے چوستے ہیں۔ پھر اس پر پانی پی لیا کرتے تھے تو یہ ہمارے لئے صبح سے رات کیلئے کافی ہو جاتا تھا۔ اور اپنے ڈنڈوں کے ساتھ درختوں کے پتے جھاڑ لیتے پھر انہیں پانی سے تر کر کے کھا لیتے تھے۔ پھر آگے حدیث ذکر کی۔

اسے مسلم نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں (ایک دفعہ) بہت بھوک لگی ہوئی تھی اور وہ سات حضرات تھے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے سات کھجوریں عنایت فرمائیں یعنی ہر آدمی کیلئے ایک کھجور۔

اسے ابن ماجہ نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ اہل عرب میں میں سب سے پہلا شخص ہوں جس نے اللہ کی راہ میں (دشمنان دین پر) پہلا تیر پھینکا تھا۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد پر جاتے تھے جبکہ ہمارے پاس سوائے کیکر کے پتوں اور ان جھاڑیوں کے کھانے کو کچھ نہیں ہوتا تھا، یہاں تک کہ جب ہم سے کوئی قضائے حاجت کرتا تو بکری کی مینگنیوں کی طرح کرتا کہ اس میں چپک نہ ہوتی تھی۔ (بخاری و مسلم)

حدیث: حضرت خالد بن عمیر العدوی سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا جبکہ آپ بصرہ کے امیر تھے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمانے لگے: اما بعد! بیشک دنیا اپنے ختم ہونے کی خبر دے رہی ہے اور اپنے اختتام کی جانب بھاگے جا رہی ہے۔ اب اس کا صرف اتنا وقت باقی رہ گیا ہے جتنا کہ برتن میں (پانی وغیرہ) رہ جاتا ہے جب برتن والا اسے گرا دے۔ (بہت کم وقت باقی رہ گیا ہے) اور تم اس دنیا سے ایسے گھر کی طرف منتقل ہونے والے ہو جس کو کبھی زوال نہیں ہوگا۔ تو تم یہاں سے اچھے اعمال لے کر جاؤ۔ کیونکہ ہمیں بتا دیا گیا ہے کہ ایک پتھر کو اگر جہنم کے کنارے سے

گرا دیا جائے پھر وہ ستر سال تک گرتا چلا جائے تو بھی اس کی گہرائی تک نہیں پہنچے گا۔ خدا کی قسم، جہنم کو بھرا ضرور جائیگا۔ تو کیا تمہیں اس بات سے تعجب ہوتا ہے، اور ہمیں یہ بھی بتایا گیا ہے (اللہ کے رسول ﷺ کی زبانی) کہ جنت کے (دروازوں کے) ایک پٹ سے دوسرے پٹ تک چالیس برس کی مسافت ہے اور ایک دن جنت پر ایسا آنے والا ہے کہ وہ ہجوم سے لبا لب بھر دی جائیگی۔ تو مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات میں سے ساتواں شخص دیکھ چکا ہے کہ جب ہمارے پاس درخت کے پتوں کے سوا کھانے کی کوئی چیز نہ ہوتی تھی۔ حتیٰ کہ (پتے کھاتے کھاتے) ہمارے جبڑے زخمی ہو گئے۔ (اور لباس کا حال یہ تھا کہ) ایک چادر پھاڑ کر میں نے اپنے اور سعد بن مالک (رضی اللہ عنہ) کے درمیان تقسیم کر لی پھر اس کا آدھا حصہ میں اوڑھ لیتا تھا اور دوسرا آدھا حضرت سعد آج تو ہم میں سے ہر کوئی شہروں میں سے کسی نہ کسی شہر کا گورنر بن گیا ہے۔ اور میں اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں اپنی ذات کو عظیم سمجھوں حالانکہ اللہ کے ہاں بہت چھوٹا ہوں۔

اسے مسلم وغیرہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ اگر (اے مخاطب) تو ہم (صحابہ رضی اللہ عنہم) کو اس وقت دیکھتا جب ہم اپنے نبی ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے تو تو یہی خیال کرتا کہ ہماری (کپڑوں وغیرہ سے اٹھنے والی) بو بھیڑوں کی بو کی طرح ہے، ہمارے لباس صرف اون کے ہوتے تھے اور ہماری خوراک دو سیاہ چیزیں یعنی کھجوریں اور پانی ہوتی تھی۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ اس کے راوی صحیح کے ہیں اور یہ روایت ترمذی وغیرہ میں بھی موجود ہے لیکن وہاں لباس کا ذکر نہیں۔

حدیث: حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی خاطر ہجرت کی چنانچہ ہمارا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر رہا۔ پھر ہم سے کئی حضرات فوت ہو گئے۔ انہوں نے اپنے اجر سے (دنیا میں) کوئی چیز وصول نہیں کی۔ انہیں میں سے ایک حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی تھے جو جنگ احد میں شہید ہوئے۔ ہمارے پاس انہیں کفن دینے کیلئے سوائے ایک چادر کے کوئی چیز نہیں تھی۔ جب ہم اس چادر سے ان کا سر ڈھانپتے تو ان کے پاؤں کھل جاتے اور جب پاؤں ڈھانپتے تو سر کھل جاتا تھا۔ اس پر ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ ان کا سر ڈھانپ دیں اور ان کے پاؤں پر اذخر (ایک گھاس) ڈال دیں۔ اور ہم میں سے کچھ وہ بھی ہیں (جو اب تک حیات ہیں اور) ان کی محنت بارآور ہوئی اور وہ اس کا پھل پا رہے ہیں (اپنی کمائی سے لطف اندوز ہو رہے ہیں)۔

اسے بخاری، مسلم، ترمذی اور ابوداؤد نے اختصاراً روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابراہیم بن اشتر سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ربذہ (مدینہ منورہ کے قریب ایک بستی ہے جہاں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا مزار شریف ہے، مجمع البحرین میں ہے کہ یہ بستی مدینہ طیبہ سے تین میل کے

فاصلے پر واقع تھی اور ابتدائے زمانۂ اسلام میں آباد تھی۔اب بالکل ختم ہو چکی ہے) میں تھے کہ آپ کی وفات کا وقت آ گیا۔تو آپکی زوجۂ محترمہ رونے لگیں۔آپ نے فرمایا: کیوں روتی ہو؟ وہ بولیں کہ میں آپ کو بچا نہیں سکتی اور میرے پاس کوئی کپڑا بھی نہیں ہے جو آپ کے کفن کیلئے کافی ہو۔آپ نے کہا: رونا بند کر دو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم (میرے صحابہ رضی اللہ عنہم) میں سے ایک آدمی کی وفات جنگل بیابان میں ہو گی اس (کے کفن و دفن) کے لئے اہل ایمان کی ایک جماعت حاضر ہو گی۔فرمایا کہ اس مجلس میں میرے ساتھ جتنے لوگ موجود تھے وہ لوگوں کے درمیان اور بستیوں میں فوت ہو گئے۔اب ان میں سے میرے علاوہ کوئی بھی زندہ موجود نہیں ہے۔اور آج میں اس بیابان میں قریب المرگ ہوں۔ [illegible] راستے پر (اہل ایمان کے آنے کا) انتظار کرو۔جو کچھ میں نے کہا ہے عنقریب تم دیکھو گی، کیونکہ اللہ کی قسم میں نے کبھی [illegible] بولا، اور نہ میری کسی نے کبھی تکذیب کی ہے۔زوجہ محترمہ نے کہا: یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ حاجی جا چکے ہیں؟ (اب اس راستے پر کون آئے گا؟) آپ نے فرمایا: تم انتظار کرو۔(جو میں کہہ چکا ہوں وہ ہو کے رہے گا کیونکہ میرے رسول ﷺ نے ایسا فرمایا ہے) راوی کہتے ہیں: وہ انتظار میں تھیں کہ کیا دیکھتی ہیں کہ یکا یک کچھ لوگ اپنی سواریوں کو یوں بھگاتے چلے آ رہے ہیں جیسے پرندوں کی ڈار ہوتی ہے۔چنانچہ وہ لوگ پہنچ گئے حتیٰ کہ ان کے سامنے آن کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: (محترمہ!) کیا بات ہے؟ (آپ یہاں پریشان کیوں ہیں؟) انہوں نے بتایا کہ مسلمانوں میں سے ایک صاحب ہیں (جو آخری سانس لے رہے ہیں) تم لوگ ان کا کفن دفن کر دو تمہیں اجر و ثواب ملے گا۔ان لوگوں نے پوچھا: وہ کون ہیں؟ یہ بولیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں، وہ بولے: ہمارے ماں باپ ان پر قربان ہوں۔اور اپنے کوڑے سواریوں کے سامنے ڈال کر جلدی سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھے۔آپ نے انہیں دیکھ کر فرمایا: بشارت ہو، تم ہی وہ لوگ ہو جن کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے یہ کچھ بیان فرمایا تھا۔آج میں اس حالت (نزع) میں ہوں جسے تم دیکھ رہے ہو۔اگر میرے کپڑوں میں تم ایسا کوئی کپڑا پاؤ جو میرا کفن بن سکتا ہو تو اسی میں کفنانا، تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم میں سے مجھے کوئی ایسا آدمی کفن نہ پہنائے جو چوہدری یا حکمران یا (حکمرانوں کا) مخبر رہا ہو، اب جو دیکھا تو سوائے ایک انصاری نوجوان کے سبھی لوگ کبھی نہ کبھی ایسے ہی رہے تھے۔یہ انصاری نوجوان جوان لوگوں کے ساتھ تھا کہنے لگا: میں آپکا (اے ابوذر) ساتھی ہوں (کفن میں دوں گا) میرے تھیلے میں دو کپڑے ہیں جو میری ماں نے سوت کات کر بنائے ہیں۔ان میں سے ایک تو یہ ہے جو میں اس وقت پہنے ہوئے ہوں۔(اور ایک آپ کے کفن میں دوں گا) یہ سن کر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واقعی تو ہی میرا ساتھی و دوست ہے۔

اسے امام احمد اور بزار نے ایسے ہی مختصراً روایت کیا۔یہ الفاظ امام صاحب کے ہیں۔اور آپ کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ میں نے صفہ والے ستر حضرات کو دیکھا ہے۔ان میں سے کسی صاحب کے جسم پر چادر نہ ہوتی تھی۔یا تہبند ہوتا یا صرف کمبل۔جو انہوں نے اپنی گردنوں کے ساتھ باندھ رکھا

ہوتا تھا۔ وہ تہبند یا کمبل کبھی نصف ساق تک ہوتا اور کبھی ٹخنوں تک، اور وہ اسے ہاتھوں سے پکڑ کر لپیٹے رکھتے اس خوف سے کہ کہیں ان کا ستر نہ کھل جائے۔

اسے بخاری اور حاکم نے روایت کیا، حاکم نے کہا کہ یہ حدیث بر شرائط بخاری و مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت عقبہ بن عبد السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں لباس کے نہ ہونے کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے مجھے دو موٹی کھردری چادریں عطا فرمائیں۔ (اس وقت تو حالت یہ تھی لیکن اس سے پہلے) میں نے خود کو دیکھا ہے کہ اپنے ساتھیوں میں میں سب سے زیادہ خوش لباس ہوا کرتا تھا۔

اسے ابوداؤد نے بروایت اسمٰعیل بن عیاش روایت کیا۔

حدیث: حضرت یحیٰی بن جعدہ سے روایت ہے کہ حضرت جناب رضی اللہ عنہ (بیمار ہو گئے تو ان) کی عیادت کو رسول اللہ ﷺ کے چند اصحاب ان کے ہاں گئے اور کہنے لگے: اے ابوعبداللہ! تمہیں بشارت ہو کہ حوض کوثر پر حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے والے ہو۔ حضرت جناب رضی اللہ عنہ نے کہا: اس (جائیداد) کے ہوتے ہوئے یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اور اپنے گھر کے اوپر نیچے والے حصوں کی طرف اشارہ کیا (نیز فرمایا) حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ نے تو ارشاد فرمایا تھا: "اِنَّمَا یَکْفِیْ اَحَدَکُمْ کَزَادِ الرَّاکِبِ" "تم میں سے ہر کسی کے لئے اتنا ہی سامان کافی ہے جتنا ایک مسافر سوار کے پاس ہوتا ہے۔ (تمہیں مسافر کی سی زندگی بسر کرنی چاہیے)۔

اسے ابویعلیٰ اور طبرانی نے باسناد جید روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابوہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے (انہیں طاعون ہو گئی تھی)۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان کی بیمار پرسی کو آئے تو انہیں روتے ہوئے پایا۔ یہ دیکھ کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: خالو جان! کیوں رو رہے ہیں؟ درد کی شدت کی وجہ سے یا دنیا کی حرص کی بنا پر؟ انہوں نے جواب دیا: یہ بات ہرگز نہیں بلکہ دراصل بات یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ہم سے ایک عہد لیا تھا جس پر ہم قائم نہیں رہ سکے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: وہ کیا عہد تھا؟ فرمانے لگے: میں نے آپ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: "اِنَّمَا یَکْفِیْ مِنْ جَمْعِ الْمَالِ خَادِمٌ وَّمَرْکَبٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ" "دنیا کا مال صرف اسی قدر جمع کرنا کافی ہے کہ ایک خادم ہو اور ایک جہاد فی سبیل اللہ کیلئے سواری ہو اور بس"۔ "وَاَجِدُنِی الْیَوْمَ قَدْ جَمَعْتُ" "جبکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں نے بہت کچھ جمع کر لیا ہے"۔ (سبحان اللہ! کیا جمع کر لیا تھا؟ یہ کہ کل ترکہ تیس درہم بنتا تھا جس میں ان کا وہ پیالہ بھی تھا جس میں آٹا گوندھتے اور اسی میں کھانا بھی کھاتے تھے)۔

اسے ترمذی، نسائی اور ابوداؤد نے عن ابی وائل عن سمرہ عن سہم الاخر روایت کیا۔

حدیث: حضرت عامر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضرت سلمان الخیر رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت قریب

پہنچا تو حاضرین نے ان پر کچھ پریشانی کے آثار دیکھے۔ پوچھا: اے ابوعبداللہ! آپ اسقدر پریشان کیوں ہو رہے ہیں؟ حالانکہ آپ قبل ازیں بہت نیکیاں کما چکے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں خوب حاضر ہوتے رہے اور بڑی بڑی فتوحات حاصل کیں۔ انہوں نے جواب دیا: پریشان یہ بات کر رہی ہے کہ ہمارے حبیب ﷺ نے ہم سے جدا ہوتے وقت ایک عہد لیا تھا۔ فرمایا تھا: ''لِيَكْفِ الْمَرْءَ مِنْكُمْ كَزَادِ الرَّاكِبِ فَهٰذَا الَّذِيْ اَجْزَعَنِيْ'' ''تم میں سے ہر شخص کیلئے اتنا سامان دنیا کافی ہونا چاہیے جتنا ایک مسافر کے پاس ہوتا ہے۔ بس یہی ایک بات مجھے خوف زدہ کر رہی ہے''۔ پھر بعد از وفات حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا سامان جمع کیا گیا تو اس کی قیمت پندرہ درہم بنی تھی۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت علی بن بدیمہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں: بِيْعَ مَتَاعُ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَبَلَغَ اَرْبَعَةَ عَشَرَ دِرْهَمًا'' ''(وفات کے بعد) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا سامان فروخت کیا گیا تو صرف چودہ درہموں (1) کا بنا تھا''۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ ان کی اسناد جید ہے، مگر علی (راوی) نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

---

(1) اللہ اکبر کبیرا، یہ حال تھا ان نفوس قدسیہ کا، چودہ پندرہ دراہم کا سامان جمع ہو جانے پر کتنے خوف زدہ تھے۔ کیا بنے گا ہم جیسے دنیاداروں کا؟ دنیا کی ہر نعمت ہمارے پاس موجود ہے۔ ذرہ خوف خدا نہیں۔ موت کا ڈر نہیں۔

خوف خدا شرم نبی ﷺ   وہ بھی نہیں یہ بھی نہیں

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب محترم ﷺ کے صدقہ سے رحم ہی فرمائے۔ (مترجم)

ترغیب

اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے کی فضیلت(1)

حدیث: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو میں یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: سات حضرات ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس دن اپنے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی اور سایہ نہیں ہوگا (یعنی قیامت کے دن) نمبر 1 عدل و انصاف کرنے والا حکمران، نمبر 2 وہ نوجوان جو اللہ عزوجل کی عبادت کرتے ہوئے پلا بڑھا، نمبر 3 وہ آدمی جس کا دل مسجدوں کے ساتھ لٹکا ہوا ہو، نمبر 4 وہ دو آدمی جو اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہوں، اسی محبت کی وجہ سے ملتے ہوں اور اسی کی وجہ سے جدا ہوتے ہوں، نمبر 5 وہ شخص جسے کسی جلال و جمال والی عورت نے دعوت گناہ دی تو اس نے کہہ دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، نمبر 6 وہ بندہ جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرتا ہو تو اس کی آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہوں۔

اسے امام بخاری و مسلم وغیر ہما نے روایت فرمایا۔

حدیث: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی انور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''مَنْ ذَكَرَ اللّٰهَ فَفَاضَتْ

---

(1) خوف الٰہی سے لرزنا، کانپنا اور رونا ذات الٰہی کو بڑا ہی پسند ہے۔ ایسے لوگوں کا تذکرہ کلام الٰہی نے بڑے محبوبانہ انداز میں جا بجا فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو:

نمبر 1:۔ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۙ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۙ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ۙ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۙ۝ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ۝ (المؤمنون)

ترجمہ: ''بے شک وہ لوگ جو اپنے رب کے خوف سے لرزتے رہتے ہیں، اور جو اپنے رب کی آیات پر ایمان رکھتے ہیں، اور جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتے، اور وہ جو (اللہ کی راہ میں) دیتے ہیں جو کچھ وہ دیتے ہیں جبکہ ان کے دل ڈر رہے ہوتے ہیں کہ یقیناً انہیں پروردگار کی بارگاہ میں لوٹ کر جانا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو نیکیاں کرنے میں جلدی کرتے ہیں اور وہ بھلائیوں کی طرف سبقت کرنے والے ہیں''۔

نمبر 2:۔ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۝ (الانبیاء)

ترجمہ: ''بے شک وہ (انبیاء کرام علیہم السلام جن کا ذکر شریف ماقبل ہو چکا ہے) نیکی کے کاموں میں بہت جلدی کرتے تھے اور ہمیں بڑی امید اور خوف سے پکارا کرتے تھے اور ہمارے سامنے بڑے عجز و نیاز کرنے والے ہوتے تھے''۔

نمبر 3:۔ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ۙ۝ لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝ (الفاطر)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے صرف علماء ہی پوری طرح اس سے ڈرتے ہیں۔ (کیونکہ علم معرفت الٰہی کا ذریعہ ہے اور جب تک معرفت نصیب نہ ہو گی خشیت الٰہی پیدا نہیں ہوگی) بلاشبہ اللہ سب پر غلبے والا، بہت زیادہ مغفرت فرمانے والا ہے۔ بے شک جو لوگ اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور اس مال میں سے (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں جو ہم نے ان کو دیا ہے خفیہ بھی اور علانیہ بھی، وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جسے ہرگز نقصان نہیں ہوگا۔ تاکہ اللہ انہیں پورا پورا اجر عطا فرمائے اور اپنے فضل سے ان کے اجر میں مزید اضافہ فرمادے۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا، بڑا ہی قدردان ہے''۔

نمبر 4:۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۚ۝ (المعارج)

ترجمہ: ''(پرہیزگار و نیکوکار مومنین کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا) اور وہ جو اپنے پروردگار کے عذاب سے ہمیشہ ڈرنے والے ہیں''۔ (مترجم)

عَيْنَاهُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يُصِيبَ الْاَرْضَ مِنْ دُمُوْعِهٖ لَمْ يُعَذَّبْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ'' ''جس شخص نے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا پھر اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے حتیٰ کہ آنسو زمین پر گرنے لگے، تو روز قیامت اسے عذاب میں مبتلا نہ کیا جائے گا۔''

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''حُرِّمَتِ النَّارُ عَلٰی عَيْنٍ دَمَعَتْ اَوْبَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَحُرِّمَتِ النَّارُ عَلٰی عَيْنٍ سَهِرَتْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ'' دوزخ کی آگ اس آنکھ پر حرام فرمادی گئی ہے جو اللہ کے خوف سے روتی رہی، اور آتش جہنم اس آنکھ کے لئے بھی حرام کردی گئی ہے جو جہاد فی سبیل اللہ میں جاگتی رہی۔ اور آپ ﷺ نے تیسری آنکھ کا بھی ذکر فرمایا (جو راوی نے یہاں بیان نہیں کیا)۔

اسے امام نسائی، امام احمد اور حاکم نے روایت کیا، الفاظ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں اور حاکم نے اسے صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: دو آنکھیں ایسی ہیں کہ انہیں دوزخ کی آگ چھوئے گی بھی نہیں، ایک وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روتی ہو اور دوسری وہ جو اللہ کے راستہ میں (مجاہدین اسلام کی) حفاظت کرتے ہوئے جاگتی رہی ہو۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكٰی مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ'' اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے والا آدمی دوزخ میں نہیں جاسکتا جب تک کہ دودھ واپس تھنوں میں نہ چلا جائے (اور یہ ممکن نہیں) اور اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے پہنچنے والا گرد و غبار اور جہنم کا دھواں ایک جگہ اکٹھے نہیں ہوسکتے ہیں۔

اسے ترمذی، نسائی اور حاکم نے روایت کیا۔ ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور حاکم نے کہا صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ﴿٦٠﴾ (النجم) ''تو کیا تم اس (قیامت کی) بات سے تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو؟ اصحاب صفہ اسے سن کر رونے لگے حتیٰ کہ آنسوؤں نے ان کے رخساروں کو تر کردیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کا یہ حال سنا تو آپ ﷺ خود بھی ان کے ساتھ رو پڑے۔ آپ ﷺ کے رونے کو دیکھ کر ہم بھی رونے لگے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَا يَلِجُ النَّارَ مَنْ بَكٰی مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مُصِرٌّ عَلٰی مَعْصِيَةٍ وَلَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَجَآءَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُذْنِبُوْنَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ'' جو بندہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتا رہا وہ جہنم کی آگ میں داخل نہیں ہوگا، اور

جو گناہوں پر اصرار کرتا رہا وہ جنت میں نہیں جائے گا، اور اگر تم لوگ گناہ نہیں کرو گے (اور ان پر توبہ واستغفار نہیں کرو گے) تو اللہ تعالیٰ (تمہاری جگہ) ایسے لوگوں کو لے آئے گا جو گناہ کریں گے (پھر رورو کر توبہ کریں گے) تو اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرما دے گا۔ (یہ الفاظ گناہوں پر دلیر کرنے کیلئے نہیں بلکہ گناہ سرزد ہو جانے پر توبہ واستغفار کی ترغیب دلانے کیلئے ہیں)۔

اسے بیہقی نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب نے عرض کیا یا رسول اللہ! (ﷺ) دوزخ کی آگ سے میں کیسے بچ سکتا ہوں؟ تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''بِدُمُوْعِ عَيْنَيْكَ فَاِنَّ عَيْنًا بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ لَا تَمَسُّهَا النَّارُ اَبَدًا'' تم اپنی آنکھوں کے آنسوؤں کے ذریعہ اس آگ سے بچ سکتے ہو کیونکہ جو آنکھ خوف خدا سے روتی ہوا سے دوزخ کی آگ کبھی نہیں چھو سکے گی۔

اسے ابن ابی الدنیا اور اصبہانی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین آنکھیں ایسی ہیں جو دوزخ کی آگ نہیں دیکھیں گی، ایک وہ آنکھ جس نے (لشکر اسلام کی) اللہ کی راہ میں پہرے داری کی، دوسری وہ جو اللہ تعالیٰ کے ڈر سے روتی رہی اور تیسری وہ آنکھ جو اللہ کی حرام فرمودہ چیزوں کو دیکھنے سے رکی رہی۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں سوائے ابوحبیب عنقری کے کہ اس کا حال اس وقت میرے (امام منذری کے) ذہن میں حاضر نہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن ہر آنکھ رو رہی ہوگی سوائے تین آنکھوں کے، ان میں ایک تو وہ آنکھ ہے جو اللہ کی حرام فرمائی ہوئی چیزوں (مثلاً مرد کیلئے غیر محرم عورتیں، عورتوں کیلئے غیر محرم مرد، گندی تصویریں، ننگے ٹی وی ڈرامے اور فلمیں وغیرہ) کو دیکھنے سے باز رہی، دوسری وہ جو جہاد فی سبیل اللہ میں جاگتی رہی ''وَعَيْنٌ خَرَجَ مِنْهَا مِثْلُ رَأْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ'' اور تیسری وہ آنکھ ہے جس سے مکھی کے سر کی مانند اللہ عزوجل کے خوف سے آنسو بہتے رہے۔

اسے اصبہانی نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس بندہ مومن کی آنکھوں سے خوف الٰہی کی بنا پر آنسو بہہ نکلیں اگرچہ مکھی کے سر کی مثل ہوں پھر اس کے چہرے کو پونچھ دیں (چہرہ تر ہو جائے) ''اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ'' تو اللہ تعالیٰ ضرور دوزخ کی آگ اس پر حرام فرما دے گا۔

اسے ابن ماجہ، بیہقی اور اصبہانی نے روایت کیا۔ ابن ماجہ کی اسناد مقارب ہے۔

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نبی محترم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لَيْسَ شَيْئٌ

اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ قَطْرَتَيْنِ وَ اَثَرَيْنِ قَطْرَةُ دُمُوْعٍ مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَ قَطْرَةُ دَمٍ تُهْرَاقُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَمَّا الْاَثَرَانِ فَاَثَرٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَثَرٌ فِيْ فَرِيْضَةٍ مِّنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ" اللہ تعالیٰ کو دو قطروں اور دو قدموں سے بڑھ کر کوئی چیز عزیز نہیں۔ ایک وہ آنسو کا قطرہ جو خوف خدا سے گرا اور دوسرا وہ قطرۂ خون جو راہ خدا میں بہایا گیا۔ اور دو قدموں میں سے ایک قدم تو وہ ہے جو جہاد فی سبیل اللہ میں اٹھایا گیا اور دوسرا وہ جو اللہ عزوجل کے فرائض میں سے کسی فرض کی ادائیگی کیلئے اٹھا ہو۔ اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت مسلم بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس آنکھ سے (خوف الٰہی سے) آب اشک رواں ہو گیا، بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کے (باقی) سارے جسم کو دوزخ کی آگ پر حرام فرما دے گا۔ اور (قیامت کے روز) اس کے رخساروں پر (ندامت کے) قطرے نہیں بہیں گے اور نہ ہی اس کے چہرے پر سیاہی و رسوائی چھائے گی (جیسا کہ اہل نار کا حال ہوگا) "وَلَوْ اَنَّ بَاكِياً بَكىٰ فِيْ اُمَّةٍ مِّنَ الْاُمَمِ رُحِمُوْا وَمَا مِنْ شَيْئٍ اِلَّا لَهٗ مِقْدَارٌ وَّ مِيْزَانٌ اِلَّا الدَّمْعَةَ فَاِنَّهٗ تُطْفِئُ بِهَا بِحَارٌ مِّنْ نَّارٍ" اور اگر امتوں میں سے کسی امت میں کوئی ایک بھی رونے والا (خالصاً خوف الٰہی سے) روئے تو اس پوری امت پر رحم کر دیا جاتا ہے۔ اور ہر چیز کا کوئی نہ کوئی اندازہ اور ناپ تول ہوتا ہے سوائے آنسوؤں کے کیونکہ اس (ندامت کے ساتھ بہائے گئے) ایک آنسو سے آگ کے کئی سمندر بجھا دیئے جاتے ہیں۔

اس حدیث کو بیہقی نے ایسے ہی مرسل روایت کیا ہے۔ اس میں ایک راوی کا نام مذکور نہیں۔ نیز اسے حسن بصری، عمران جونی اور خالد بن معدان نے غیر مرفوع روایت کیا اور یہی مناسب ہے۔

حدیث: حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پاس حطیم کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ فرمانے لگے: رویا کرو اور اگر رو نہیں سکتے تو کم از کم رونے والی صورت بنا لیا کرو۔ "لَوْ تَعْلَمُوا الْعِلْمَ لَصَلّٰى اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَنْكَسِرَ ظَهْرُهٗ وَلَبَكىٰ حَتّٰى يَنْقَطِعَ صَوْتُهٗ" اگر تمہیں (یوم قیامت میں شدت عذاب کا) علم ہو جائے تو تم میں سے ہر کوئی اتنی نمازیں پڑھنے لگے کہ اس کی کمر دوہری ہو جائے اور اس قدر روئے کہ روتے روتے آواز ٹوٹ جائے۔

اسے حاکم نے مرفوعاً روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث بر شرائط بخاری و مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت مطرف اپنے والد محترم رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ انہوں نے کہا: "رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَلِصَدْرِهٖ اَزِيْزٌ كَاَزِيْزِ الرَّحَا مِنَ الْبُكَاءِ" میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو نماز ادا فرماتے ہوئے دیکھا ہے جبکہ آپ ﷺ کے سینہ اقدس سے (خوف الٰہی کی وجہ سے) چکی کی آواز کی مثل آواز نکلتی تھی۔

اسے ابوداؤد، نسائی اور ابن خزیمہ و ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں اور بعض محدثین نے روایت کیا کہ "آپ ﷺ کے پیٹ مبارک سے یوں آواز آتی تھی جیسے ابلتی ہوئی ہنڈیا سے آتی ہے۔"

حدیث: امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ بدر کی لڑائی کے روز سوائے مقداد (رضی اللہ عنہ) کے کوئی سوار نہ تھا اور میں نے دیکھا کہ سوائے اللہ کے رسول ﷺ کے سب کو نیند آ رہی تھی۔ آپ ﷺ ایک درخت کے نیچے نماز ادا فرماتے اور روتے رہے حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔

اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تین دن تک ایک لاکھ چالیس ہزار کلمات سے گفتگو فرمائی۔ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اس ہونے والی گفتگو اور مناجات میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا: ''یَامُوسیٰ اِنَّهٗ لَمْ یَتَصَنَّعْ اِلَیَّ الْمُتَصَنِّعُوْنَ بِمِثْلِ الزُّهْدِ فِي الدُّنْیَا وَلَمْ یَتَقَرَّبْ اِلَیَّ الْمُتَقَرِّبُوْنَ بِمِثْلِ الْوَرْعِ عَمَّا حَرَّمْتُ عَلَیْهِمْ وَلَمْ یَتَعَبَّدْ اِلَیَّ الْمُتَعَبِّدُوْنَ بِمِثْلِ الْبُکَاءِ مِنْ خَشْیَتِیْ'' اے موسیٰ! (علیہ السلام) دنیا میں میرے لئے محنت ومشقت کرنے والوں میں سے کسی نے زہد جیسی محنت و مشقت نہیں اٹھائی۔ اور میرا قرب تلاش کرنے والوں میں سے کسی نے ایسا قرب حاصل نہیں کیا جیسا میری حرام فرمائی ہوئی چیزوں سے بچنے والوں نے کیا۔ اور میری عبادت کرنے والوں میں سے کسی نے ایسی عبادت نہیں کی جیسی میرے خوف سے رونے والوں نے کی۔ پھر اس کے بعد یہاں تک حدیث بیان کی کہ فرمایا: ''وَاَمَّا الْبَکَّاؤُوْنَ مِنْ خَشْیَتِیْ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی لَا یُشَارَکُوْنَ فِیْهِ'' اور جو میرے خوف سے رونے والے ہیں یہ ہی وہ لوگ ہیں جن کیلئے ''رفیق اعلیٰ'' (جنت میں بلند درجہ یا بلند مقام ساتھی یعنی انبیاء کرام علیہم السلام) ہے جس میں ان کا کوئی شریک نہیں ہوگا۔

اسے طبرانی اور اصبہانی نے روایت کیا۔ پوری حدیث پہلے گذر چکی ہے۔

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) نجات (دوزخ سے خلاصی) کیسے ہو سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَمْسِكْ عَلَیْكَ لِسَانَكَ وَلْیَسَعْكَ بَیْتُكَ وَابْكِ عَلٰی خَطِیْئَتِكَ'' اپنی زبان کو (غلط ولغو باتوں سے) روکے رہو، تمہارا گھر تمہارے لئے وسیع ہو اور اپنی خطاؤں پر روتے رہو (تو نجات ہو جائیگی)۔

اسے ترمذی، ابن ابی الدنیا اور بیہقی سب نے بطریق عبید اللہ بن زحر عن علی بن یزید عن القاسم عنہ روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی ہے: ''طُوْبیٰ لِمَنْ مَّلَكَ نَفْسَهٗ وَوَسِعَهٗ بَیْتُهٗ وَبَکیٰ عَلٰی خَطِیْئَتِهٖ'' اس شخص کو (جنت کی) بشارت ہو جسے اپنے نفس پر قابو حاصل رہا، اس کیلئے اس کا گھر کھلا اور وسیع ہوا اور وہ اپنی خطاؤں پر آنسو بہاتا رہا۔

اسے طبرانی نے اوسط اور صغیر میں روایت کیا اور اس کی اسناد کو حسن قرار دیا۔

حدیث: حضرت ہیثم بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ (ایک روز) رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو آپ ﷺ کے سامنے ایک شخص رونے لگا۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آج اگر ہر وہ مومن بندہ جس پر فلک بوس پہاڑوں کی مانند گناہوں کے انبار ہوں (یہاں) تمہارے پاس حاضر ہو جائے تو اس آدمی کے رونے کی وجہ سے اس کی بھی بخشش فرما دی جائے۔ اور یہ اس لئے ہے کہ فرشتے بھی اس شخص کی وجہ سے رو رہے ہیں اور اس کیلئے دعا مانگ رہے ہیں۔ کہہ رہے ہیں: ''اَللّٰھُمَّ شَفِّعِ الْبَکَّائِیْنَ فِیْمَنْ لَّمْ یَبْکِ'' اے پروردگار عالم! رونے والوں کی سفارش ان کے حق میں بھی قبول فرمالے جو نہیں روتے۔

اسے بیہقی نے روایت کیا اور یہ حدیث اسی طرح مرسل ہی آئی ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب اللہ عزوجل نے اپنے پیغمبر ﷺ پر یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا وَّقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ (تحریم:6) ''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے''۔ (1) تو رسول اللہ ﷺ نے ایک روز اسے اپنے اصحاب (رضی اللہ عنہم) کے سامنے تلاوت فرمایا، اسے سن کر ایک نوجوان غش کھا کر گر پڑا۔ نبی اقدس ﷺ نے اپنا دست مبارک اس کے دل پر رکھا تو دل دھڑکتا ہوا پایا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے نوجوان! ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' پڑھو، اس نے پڑھا تو آپ ﷺ نے اسے جنت کی بشارت دی۔ اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ! (ﷺ) ہم میں سے کسی اور کی یہ حالت ہو جائے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (اس کیلئے بھی یہی بشارت ہے) کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا؟ ذٰلِکَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَخَافَ وَعِیْدِ ﴿۱۴﴾ (ابراہیم) یعنی یہ بشارت اس شخص کیلئے ہے جو میرے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اور میرے عذاب دینے کے حکم سے خوف کھاتا رہا۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے کذا قال۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: وَّقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ (مکمل آیت اور اس کا ترجمہ ماقبل کی حدیث کے حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں) اور ارشاد فرمایا: ان (انسانوں اور پتھروں) پر (دوزخ کے اندر) ایک ہزار سال تک آگ جلائی جائے گی حتیٰ کہ سرخ ہو جائیں گے۔ پھر ایک ہزار سال تک جلائی جائیگی یہاں تک کہ وہ سفید پڑ جائیں گے اور پھر ایک اور ہزار سال تک آگ جلائی جائے گی حتیٰ کہ سیاہ ہو جائیں گے۔ اب وہ بالکل سیاہ ہو جائیں گے کہ ان کی بھڑک نہ بجھائی جا سکے گی۔ راوی کہتے ہیں کہ ایک سیاہ رنگ آدمی رسول

---

(1) با ترجمہ وبا حوالہ پوری ملاحظہ فرمالیں:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا وَّقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ عَلَیْھَا مَلٰٓئِکَۃٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ﴿۶﴾ (التحریم)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔ اس پر ایسے فرشتے مقرر ہیں جو بڑے تندخو اور سخت مزاج ہیں۔ وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے جس کا اس نے انہیں حکم دے رکھا ہے اور وہ وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے''۔ (مترجم)

اللہ ﷺ کی خدمت میں سامنے بیٹھا تھا وہ زور زور سے رونے لگا۔ اس پر جبریل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کرنے لگے: یہ آپ کی خدمت میں بیٹھ کر رونے والا شخص کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایک حبشی آدمی ہے۔ اور آپ ﷺ نے اس شخص کی اچھی طرح تعریف بھی فرمائی۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: "فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ: وَعِزَّتِيْ وَ جَلَالِيْ وَارْتِفَاعِيْ فَوْقَ عَرْشِيْ لَا تَبْكِيْ عَيْنُ عَبْدٍ فِي الدُّنْيَا مِنْ مَّخَافَتِيْ اِلَّا اَكْثَرْتُ ضَحِكَهَا فِي الْجَنَّةِ" بلاشبہ اللہ عزوجل فرما رہا ہے: مجھے میری عزت و جلال اور اپنے عرش پر رفعت و بلندی کی قسم، میرے کسی بندے کی آنکھ اس دنیا میں نہیں روتی مگر میں جنت میں اس کی ہنسی زیادہ کر دیتا ہوں۔

اسے بیہقی اور اصبہانی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اِذَا اقْشَعَرَّ جِلْدُ الْعَبْدِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ تَحَاتَتْ عَنْهُ ذُنُوْبُهٗ كَمَا يَتَحَاتُّ عَنِ الشَّجَرَةِ الْيَابِسَةِ وَرَقُهَا" جب اللہ کے خوف سے بندے کی کھال پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تو اس کے گناہ یوں گرنے لگتے ہیں جس طرح سوکھے ہوئے درخت کے پتے گرتے ہیں۔

اسے ابوالشیخ ابن حبان نے کتاب الثواب میں اور بیہقی نے روایت کیا۔ بیہقی کی ایک روایت میں یوں ہے کہ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے کہ تیز ہوا چلنے لگی تو اس درخت پر سے سوکھے سڑے پتے گر گئے اور صرف سبز پتے باقی رہ گئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَا مَثَلُ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ؟" اس درخت کی کیا مثال ہو سکتی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: "اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ" اللہ اور اس کے رسول (جل وعلا و ﷺ) ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مَثَلُ الْمُؤْمِنِ اِذَا اقْشَعَرَّ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَعَتْ عَنْهُ ذُنُوْبُهٗ" یہ بندہ مومن کی مثال ہے کہ جب خوف خداوندی کی وجہ سے اس کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تو اس کے گناہ اس پر سے گر جاتے ہیں۔ "وَبَقِيَتْ لَهٗ حَسَنَاتُهٗ" اور صرف اس کی نیکیاں باقی رہ جاتی ہیں۔ (سبز پتے درخت پر باقی رہ گئے تھے)۔

ترغیب

موت کی یاد اور لمبی لمبی امیدیں باندھنے سے بچنا(1)

نیز نیک عمل میں جلدی کرنا، نیک آدمی کیلئے لمبی عمر کی فضیلت اور تمنائے موت کی ممانعت

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَادِمِ اللَّذَّاتِ يَعْنِي الْمَوْتَ'' لوگو! لذائذ دنیا کو توڑ پھوڑ ڈالنے والی چیز یعنی موت کو اکثر یاد کرتے رہا کرو۔

اسے ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے حسن بھی قرار دیا۔ نیز طبرانی نے اوسط میں باسناد حسن اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اسے روایت کیا۔ ابن حبان نے یہ الفاظ زائد روایت کئے ہیں۔ (فرمایا): ''فَإِنَّهُ مَاذَكَرَهُ اَحَدٌ فِيْ ضِيْقٍ اِلَّا وَسَّعَهُ وَلَا ذَكَرَهُ فِيْ سِعَةٍ اِلَّا ضَيَّقَهَا عَلَيْهِ'' کیونکہ جو بھی کوئی اسے تنگی میں یاد کرے یہ اس کیلئے وسعت و کشادگی پیدا کرتی ہے۔ اور جو شخص وسعت میں اس کا ذکر کرے اس پر تنگی کر دیتی ہے۔

---

(1) موت ایک ناقابل تردید اور اٹل حقیقت ہے جس سے انکار و فرار کسی کیلئے ممکن نہیں۔ حیات ابدی فقط اسی ذات بے ہمتا کیلئے خاص ہے جو ہر ذی حیات کو حیات مستعار عطا فرمایا کرتی ہے۔ قرآن حکیم ان حقائق کو جا بجا واشگاف الفاظ میں بیان فرماتا ہے۔

نمبر 1:۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ (آل عمران)

ترجمہ: ''ہر جان موت کو چکھنے والی ہے۔ اور قیامت کے روز تمہیں پورا پورا بدلہ دیا جائیگا۔ تو جو شخص آگ سے بچایا گیا اور جنت میں داخل فرمایا گیا اس نے یقیناً کامیابی پائی۔ اور یہ دنیا کی زندگی تو بس دھوکے کا مال ہے''۔

نمبر 2:۔ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَ لَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ (النساء:78)

ترجمہ: ''تم جہاں کہیں بھی ہو موت تمہیں آلے گی اگرچہ تم مضبوط قلعوں کے اندر ہو''۔

نمبر 3:۔ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَ اِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ (الاحزاب)

ترجمہ: ''(اے حبیب! ﷺ) فرما دیں کہ تمہیں کچھ نفع نہ دے گا بھاگنا، اگر تم بھاگنا چاہو موت سے یا قتل سے اور (اگر تم بھاگ کر جان بچا بھی لو تو) پھر بھی تم لطف نہ اٹھا سکو گے (اس ذلت آمیز زندگی کا) مگر تھوڑی مدت کیلئے''۔

نمبر 4:۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَ الْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝ (الانبیاء)

ترجمہ: ''ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ اور ہم تمہیں آزماتے ہیں برائی اور بھلائی کے ساتھ امتحان میں ڈال کر۔ اور تمہیں ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے''۔

نمبر 5:۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۫ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝ (العنکبوت) ''ہر جان والے کو موت کا مزہ چکھنا ہے پھر تم ہماری طرف ہی لوٹو گے''۔

نمبر 6:۔ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (الجمعہ)

ترجمہ: ''آپ (ﷺ) فرمائیں کہ جس موت سے تم بھاگتے پھرتے ہو وہ تو تمہیں ضرور مل کے رہے گی۔ پھر اس (اللہ) کی طرف لوٹائے جاؤ گے جو چھپا اور ظاہر سب کچھ جاننے والا ہے۔ پھر وہ تمہیں سب بتادے گا جو تم عمل کیا کرتے تھے''۔

نمبر 7:۔ وَ لَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ وَ اللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ (المنافقون)

''اور ہرگز اللہ تعالیٰ کسی جان کو مہلت نہیں دے گا جب اس (کی موت) کا وعدہ آجائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ خوب خبر رکھتا ہے جو تم اعمال کرتے ہو''۔ (مترجم)

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَکْثِرُوْا ذِکْرَ هَادِمِ اللَّذَّاتِ يَعْنِي الْمَوْتَ فَإِنَّهُ مَا كَانَ فِي كَثِيرٍ إِلَّا قَلَّلَهُ وَلَا قَلِيلٍ إِلَّا جَزَّاهُ'' لذتوں کو توڑ دینے والی چیز یعنی موت کو بہت یاد کیا کرو کیونکہ موت کی یاد اگر (مال و دولت کی) کثرت میں ہو تو اس کو (انسان کی نظر میں) قلیل کر دیتی ہے اور اگر قلت میں ہو تو اس کا تیا پانچا کر دیتی ہے۔

اسے طبرانی نے باسناد حسن روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک محفل کے پاس سے تشریف لے جا رہے تھے جس میں اہل محفل ہنس رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: لذائذ دنیا کو قطع کرنے والی موت کا زیادہ ذکر کیا کرو۔ راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے، آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: اگر کوئی شخص موت کا ذکر تنگ دستی میں کرے تو اس کو وسعت ملتی ہے اور اگر وسعت میں کرے تو تنگی ہو جاتی ہے۔

اسے بزار نے باسناد حسن اور بیہقی نے بالاختصار روایت کیا ہے اور ماقبل ''اَلتَّرْهِيبُ مِنَ الظُّلْمِ'' میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث گذر چکی ہے۔ جس میں تھا کہ: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والے صحائف کیا تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ تمام کے تمام عبرت آموز باتوں پر مشتمل تھے۔ (مثلاً) ''عَجِبْتُ لِمَنْ اَيْقَنَ بِالْمَوْتِ ثُمَّ هُوَ يَفْرَحُ'' اس شخص پر تعجب ہے جسے موت کا یقین ہے پھر بھی وہ خوشیاں مناتا پھرتا ہے۔ ''عَجِبْتُ لِمَنْ اَيْقَنَ بِالنَّارِ ثُمَّ هُوَ يَضْحَكُ'' میں اس آدمی پر تعجب کرتا ہوں جسے جہنم کی موجودگی کا یقین ہے وہ پھر بھی ہنستا ہے۔ ''عَجِبْتُ لِمَنْ اَيْقَنَ بِالْقَدْرِ ثُمَّ هُوَ يَنْصَبُ'' اس آدمی پر تعجب ہے جو تقدیر پر یقین رکھتا ہے پھر بھی رنج و الم اٹھاتا ہے (کیونکہ تقدیر میں جو لکھا ہے وہ تو بہرکیف ہو کر رہے گا اس سے بچنے کی کوئی صورت نہیں تو پھر اس پر رنج کرنا پریشان ہونا بےکار ہے) ''عَجِبْتُ لِمَنْ رَأَى الدُّنْيَا وَتَقَلُّبَهَا بِاَهْلِهَا ثُمَّ اطْمَأَنَّ اِلَيْهَا'' اس آدمی پر تعجب کرتا ہوں جو دنیا اور اہل دنیا کے نشیب و فراز دیکھتا ہے پھر بھی اس پر مطمئن رہتا ہے۔ ''وَعَجِبْتُ لِمَنْ اَيْقَنَ بِالْحِسَابِ غَدًا ثُمَّ لَا يَعْمَلُ'' اور مجھے اس شخص پر بھی تعجب ہوتا ہے جو کل (قیامت کے روز) حساب و کتاب پر یقین رکھتا ہے پھر عمل (صالح) نہیں کرتا۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور دوسروں نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی جائے نماز پر تشریف لائے تو دیکھا کہ کچھ لوگ زور زور سے ہنس رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یاد رکھو! اگر تم لذات دنیا کو قطع کرنے والی چیز یعنی موت کا ذکر اکثر کرتے تو وہ ذکر تمہیں اس (ہنسی) سے جو میں دیکھ رہا ہوں روک دیتا۔ لہٰذا تم اس قاطع لذات کا ذکر اکثر کیا کرو اس لئے کہ قبر پر کوئی دن ایسا نہیں گذرتا جس میں وہ یہ کلام نہ کرتی ہو: ''اَنَا بَيْتُ الْغُرْبَةِ وَاَنَا بَيْتُ الْوَحْدَةِ وَاَنَا بَيْتُ التُّرَابِ وَاَنَا بَيْتُ الدُّوْدِ'' میں جدائیوں کا گھر ہوں، میں تنہائیوں کی جگہ ہوں، میں پراز خاک مقام ہوں اور میں

دھوئیں سے بھرا ہوا مکان ہوں۔ جب کوئی بندہ مومن دفن ہوتا ہے تو قبر اسے کہتی ہے: ''مَرْحَباً وَّاَهْلاً'' بہت خوب، تیرا آنا مبارک ہو۔ تو وہ ہے کہ تیرا میری پشت پر چلنا پھرنا مجھے پسند تھا آج جبکہ میں تیرے اوپر مختار بنی ہوں تو تو بہت جلد اپنے ساتھ میرا سلوک مشاہدہ کرے گا۔ اب منتہائے نظر تک اس کی قبر کشادہ ہو جاتی ہے اور جنت کی طرف سے ایک دروازہ اس کے لئے کھول دیا جاتا ہے۔ اور جب کسی بدکار یا کافر کو دفن کیا جاتا ہے تو اسے قبر کہتی ہے: تیرا آنا منحوس ہے اور تیرے لئے یہ کوئی اچھی جگہ نہیں۔ یقیناً تو ہی وہ شخص ہے کہ میری پشت پر تیرا چلنا پھرنا مجھے مبغوض تھا۔ آج میں نے تیرے اوپر قابو پالیا ہے اور تو آج میرے اندر آ پہنچا ہے۔ تو ابھی دیکھ لے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا برتاؤ کرتی ہوں۔ اب قبر اس پر غضب ناک ہوتی ہے یہاں تک کہ اس پر تنگ ہو جاتی ہے اور اس کی پسلیاں ایک دوسری میں سے نکل جاتی ہیں۔ راوی کا کہنا ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنی مبارک انگلیوں کو پکڑ کر ایک دوسری میں داخل فرمایا۔ (یعنی یوں پسلیاں ایک دوسری میں سے گذر جاتی ہیں) فرمایا: اس پر ستر اژدھے مسلط کر دیئے جاتے ہیں کہ اگر ایک ان میں سے زمین پر پھونک مار دے تو جب تک دنیا قائم ہے کوئی چیز زمین پر اگ نہ سکے۔ وہ اژدھے اس (بدبخت) کو ڈنگ مارتے اور کاٹتے رہتے ہیں حتیٰ کہ اسے حساب تک لے جایا جاتا ہے۔ (پھر) جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ'' قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے (یعنی مومن پرہیزگار کیلئے) یا پھر دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ (یعنی فاسق و فاجر اور کافر و مشرک کیلئے)۔

اسے ترمذی اور بیہقی نے روایت کیا۔ یہ الفاظ ترمذی کے ہیں۔ دونوں نے بطریق عبید اللہ بن الولید الوصافی (یہ عبید اللہ واہی ہے) عن عطیہ عوفی عن ابی سعید روایت کیا۔ اور ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن غریب ہے ہم اسے سوائے اس وجہ کے نہیں پہچانتے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک جنازے کے ساتھ گئے۔ تو آپ ﷺ ایک قبر کے پاس بیٹھ گئے اور ارشاد فرمانے لگے: اس قبر پر کوئی دن ایسا نہیں آتا جس میں یہ تیز و بلند آواز میں پکارتی نہ ہو کہ اے ابن آدم! کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں تنہائی کا گھر ہوں، جدائی کا مقام ہوں، ایک وحشت خانہ ہوں۔ دھواں دار جگہ اور تنگی کا مکان ہوں۔ مگر اللہ جس کیلئے مجھے وسیع کر دے۔ (اس کیلئے یہ مصائب نہیں) پھر رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمانے لگے: ''اَلْقَبْرُ اِمَّا رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ'' قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: میں دیگر دس آدمیوں کے ساتھ نبی اقدس ﷺ کی خدمت پاک میں حاضر ہوا تو انصار میں سے ایک صاحب کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے: یا نبی اللہ! (ﷺ) لوگوں میں

سب سے زیادہ عقل منداور بہت زیادہ محتاط شخص کون ہے؟ آپ ﷺ نے ارشادفرمایا: "اَكْثَرُهُمْ ذِكْرًا لِّلْمَوْتِ وَاَكْثَرُهُمْ اسْتِعْدَادًا لِّلْمَوْتِ اُولٰئِكَ الْاَكْيَاسُ ذَهَبُوْا بِشَرَفِ الدُّنْيَا وَكَرَامَةِ الْاٰخِرَةِ" وہ جولوگوں میں سب سے زیادہ موت کو یاد کرتے ہیں اور سب سے زیادہ موت کیلئے (عمل صالح کے ذریعے) تیاری کرتے ہیں یہی لوگ سب سے زیادہ عقل مند ہیں۔ یہ لوگ دنیا کی عزت وشرافت اور آخرت کی بزرگی حاصل کر کے دنیا سے گذر گئے۔

اسے ابن ابی الدنیا نے کتاب الموت میں اور طبرانی نے صغیر میں حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ نیز ابن ماجہ نے مختصرا جید اسناد کے ساتھ اور بیہقی نے کتاب الزھد میں روایت کیا۔ بیہقی کے الفاظ یوں ہیں "حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص نے عرض کیا: مومنین میں کون شخص سب سے افضل ہے؟ حضور انور ﷺ نے فرمایا: "اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا" جوان میں سب سے زیادہ حسن اخلاق کا مالک ہو۔ سائل نے عرض کیا: اہل ایمان میں سب سے زیادہ عقل مند کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اَكْثَرُهُمْ لِلْمَوْتِ ذِكْراً وَّ اَحْسَنُهُمْ لِمَا بَعْدَهُ اسْتِعْدَادًا اُولٰئِكَ الْاَكْيَاسُ" وہ جوان میں سب سے زیادہ موت کو یاد رکھنے والا ہو۔ اور موت کے بعد کے لئے (روز قیامت کے لئے بذریعہ اعمال صالحہ) سب سے اچھی تیاری کرنے والا ہو۔ یہی لوگ سب سے زیادہ عقل مند ہیں۔

اور اسے رزین نے بھی اپنی کتاب میں بیہقی کے الفاظ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے جسے میں (مصنف) نے نہیں دیکھا۔

حدیث: حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: حضور نبی اکرم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے ایک صاحب فوت ہو گئے۔ تو اصحاب رسول ﷺ ان کی تعریف کرنے اور ان کی عبادت وریاضت کا تذکرہ کرنے لگے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائے رکھی۔ جب یہ حضرات خاموش ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ فوت ہونے والا شخص موت کا اکثر ذکر کرتا رہتا تھا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: جی نہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تو کیا اس نے اشتہاء انگیز (نفس کو مرغوب) اشیاء میں سے اکثر کو ترک کر رکھا تھا؟ انہوں نے عرض کیا: جی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "مَا بَلَغَ صَاحِبُكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا تَذْهَبُوْنَ اِلَيْهِ" جو باتیں تم کر رہے ہو ان میں سے اکثر کو تمہارا یہ ساتھی نہیں پا سکا ہے۔

اسے طبرانی نے باسناد حسن روایت کیا اور بزار نے بھی اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایث کیا ہے۔ فرمایا کہ: جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی کی عبادت وریاضت کا ذکر ہونے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے اس ساتھی کی موت کے ذکر کے بارے میں کیا کیفیت ہوتی تھی؟ لوگوں نے عرض کیا: ہم نے اسے موت کا ذکر کرتے ہوئے تو نہیں سنا اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: "لَيْسَ صَاحِبُكُمْ هُنَاكَ" تمہارا یہ دوست اس مقام پر (جہاں تم سمجھتے ہو) نہیں ہے۔

حدیث: ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا جبکہ آپ ﷺ منبر پر جلوہ افروز تھے اور لوگ آپ ﷺ کے ارد گرد حاضر تھے: لوگو! اللہ سے ایسی شرم کیا کرو جیسا شرم کرنے کا حق ہے۔تو ایک آدمی عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! (ﷺ) ہم اللہ تعالیٰ سے شرم کرتے ہیں۔اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُسْتَحْيِياً فَلَا يَبِيْتَنَّ لَيْلَةً اِلَّا وَاَجَلُهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَلْيَحْفَظِ الْبَطْنَ وَمَا وَعٰى وَالرَّأْسَ وَمَا حَوٰى وَلْيَذْكُرِ الْمَوْتَ وَالْبِلٰى وَلْيَتْرُكْ زِيْنَةَ الدُّنْيَا'' تم میں سے جو کوئی شرم کرنے والا ہے وہ اپنی ہر رات اس حال میں بسر کرے کہ (وہ سمجھے کہ) موت اس کی آنکھوں کے سامنے ہے (موت سامنے نظر آرہی ہو تو پھر کس کی آنکھ لگ سکتی ہے) اسے چاہیے کہ اپنے پیٹ کی اور پیٹ کے ساتھ متعلقہ چیزوں (شرمگاہ وغیرہ) کی حفاظت کرے (کہ حرام و ناجائز کھانے سے بچے اور زنا و بدکاری سے دور رہے) اور سر کی اور سر کے ساتھ متعلقہ اعضاء (آنکھ کان زبان وغیرہ) کی نگرانی کرے۔(کہ زبان کو جھوٹ غیبت بد کلامی گالی گلوچ سے، آنکھ کو غیر محرم کی طرف نظر کرنے سے، کان کو حرام آوازیں گانا وغیرہ سے اور منہ کو حرام کھانے پینے سے محفوظ رکھے) موت اور گل سڑ جانے کو یاد رکھے اور دنیا کی زیب و زینت ترک کردے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے (اور ایسی ہی ایک حدیث ترمذی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور اسے حدیث غریب کہا ہے)۔

حدیث: حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ ایک صاحب نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! (ﷺ) لوگوں میں سب سے بڑا زاہد کون ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ''مَنْ لَّمْ يَنْسَ الْقَبْرَ وَالْبِلٰى وَتَرَكَ فَضْلَ زِيْنَةِ الدُّنْيَا وَاٰثَرَ مَا يَبْقٰى عَلٰى مَا يَفْنٰى وَلَمْ يَعُدَّ غَدًا مِّنْ اَيَّامِهٖ وَعَدَّ نَفْسَهٗ مِنَ الْمَوْتٰى'' سب سے بڑا زاہد وہ ہے جو قبر اور قبر کے اندر گل سڑ جانے کو فراموش نہ کرے۔باقی رہنے والی چیز (آخرت) کو فنا ہو جانے والی چیز (دنیا) پر ترجیح دے۔دنیا کی بیکار زیب و زینت کو چھوڑ دے آنے والے کل کو اپنی زندگی کے ایام میں شمار نہ کرے اور اپنے آپ کو مردوں میں تصور کرے۔

اسے ابن ابی الدنیا نے روایت کیا اور یہ روایت مرسل ہے۔

حدیث: امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''كَفٰى بِالْمَوْتِ وَاعِظاً وَّكَفٰى بِالْيَقِيْنِ غِنىً'' موت نصیحت کیلئے کافی ہے اور غنی ہونے کیلئے (اللہ تعالیٰ پر) یقین ہی بہت ہے۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں شریک تھے کہ آپ ﷺ قبر کے کنارے پر بیٹھ کر رونے لگے یہاں تک کہ قبر کی مٹی (آنسوؤں سے) تر ہوگئی پھر ارشاد فرمایا: ''يَا اِخْوَانِيْ لِمِثْلِ هٰذَا فَاَعِدُّوْا'' میرے بھائیو! اس جیسی قبر کیلئے (اعمال صالحہ سے) تم بھی تیاری کرلو۔(یعنی ہر کسی کو

سپردخاک ہونا ہے لہٰذا اچھی تیاری رکھو)۔

اسے ابن ماجہ نے باسناد حسن روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَرْبَعَةٌ مِّنَ الشَّقَآءِ جُمُوْدُ الْعَيْنِ وَ قَسْوَةُ الْقَلْبِ وَ طُوْلُ الْاَمَلِ وَالْحِرْصُ عَلَى الدُّنْيَا'' چار چیزیں بدبختی کی علامت ہیں نمبر1 یعنی آنکھوں کا خشک ہونا(کسی بھی حال میں آنسو نہ بہانا) نمبر2 سخت دل ہونا، نمبر3 لمبی لمبی امیدیں باندھنا(اپنی موت سے غافل رہنا)اور نمبر4 دنیا کی (ناجائز) حرص۔

اسے بزار نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔اس کا مرفوع ہونا معلوم نہیں۔فرماتے ہیں کہ ''صَلَاحُ اَوَّلِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بِالزَّهَادِ وَالْيَقِيْنِ وَهَلَاكُ اٰخِرِهَا بِالْبُخْلِ وَالْاَمَلِ ''اس امت مسلمہ کی ابتداء میں فلاح وبہتری زہد (دنیا سے بے رغبتی)اور(اللہ پر)یقین کامل کی بناپر ہوگی اوراس کی انتہاء میں ہلاکت بخل اور لمبی امیدوں سے ہوگی۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔اس کی اسناد میں احتمال تحسین ہے۔(ابن ابی الدنیا اوراصبہانی نے بھی اسے روایت کیا ہے)۔

حدیث: سیدہ ام الولید بنت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔فرماتی ہیں کہ ایک شام رسول اللہ ﷺ اچانک تشریف لائے اور فرمانے لگے:لوگو! کیا تم حیا نہیں کرتے؟ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) کس بات سے؟ ارشاد فرمایا: تم لوگ اس قدر جمع کرتے ہو جسے کھا نہیں سکتے، ایسی عمارات بنا رہے ہو جنہیں آباد نہ کر سکو گے(کیا پتہ ان میں تمہیں رہنا نصیب ہو کہ نہ ہو) اور ایسی ایسی لمبی امیدیں باندھ رہے ہو جن کو حاصل نہیں کر سکتے۔''اَلَا تَسْتَحْيُوْنَ مِنْ ذَالِكَ'' کیا تمہیں ایسی باتوں سے حیا نہیں آتی۔اسے اصبہانی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے ایک سو دینار میں ایک ماہ کے ادھار پر ایک لونڈی خریدی، تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: کیا تمہیں اسامہ (رضی اللہ عنہ) کے متعلق تعجب نہیں ہوتا جنہوں نے ایک ماہ کے ادھار پر لونڈی خریدی ہے؟ بلا شبہ اسامہ (رضی اللہ عنہ) تو لمبی امیدیں باندھنے والے شخص ہیں۔قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میری آنکھیں نہیں جھپکتیں مگر مجھے یہ گمان ہوتا ہے کہ شاید میری آنکھوں کے کنارے بند ہونے سے پہلے اللہ میری روح قبض کر لے۔ پانی کا پیالہ اپنے منہ کی طرف نہیں اٹھاتا کہ خیال کرتا ہوں شاید اسے نیچے نہ رکھنے پاؤں کہ قبض کر لیا جاؤں اور کھانے کا لقمہ نہیں لیتا کہ یہ سوچ دامن گیر ہو جاتی ہے کہ ممکن ہے اسے نگلنے نہ پاؤں کہ موت کی وجہ سے حلق میں ہی اٹک جائے۔(یعنی انسان خصوصا مسلمان کو تو یوں اپنے متعلق گمان کرنا چاہیے۔یہ اور اس جیسے دیگر ارشادات تعلیم امت کیلئے ہوتے ہیں)''وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّمَا

تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ وَّمَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ" اس ذات کریمہ کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، تم سے تو جلد آنے والی (موت یا قیامت) کا وعدہ کیا جاتا ہے اور تم عاجز نہیں کر سکتے ہو (اسے ٹال نہیں سکتے ہو)۔

اسے ابن ابی الدنیا نے کتاب قصر الامل میں، ابونعیم نے الحلیہ میں، بیہقی اور اصبہانی نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا کندھا پکڑ کر ارشاد فرمایا: "کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ" دنیا میں یوں رہو جیسے تم کوئی اجنبی یا مسافر ہو۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے۔ جب تو (اے انسان!) شام کرے تو صبح کا انتظار مت کر (کیا پتہ تیری زندگی کی یہ آخری شام ہو)، جب صبح کر لے تو شام کے انتظار میں مت بیٹھو، اپنی صحت کے زمانے میں بیماری کیلئے کچھ حاصل کر او راپنی زندگی میں اپنی موت کیلئے کچھ (نیک اعمال) جمع کر لے۔

اسے بخاری اور ترمذی نے روایت کیا۔ ترمذی کے الفاظ یوں ہیں کہ فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے میرا جسم تھام کر ارشاد فرمایا: دنیا میں یوں رہو گویا کہ تم ایک اجنبی یا کوئی مسافر ہو۔ خود کو اہل قبور میں شمار کرو۔ مجھے مزید ارشاد فرمایا: اے عمر کے بیٹے! جب تم صبح کرو تو اپنے دل سے شام کی باتیں نہ کرو، اور جب صبح پا لو تو شام کے متعلق دل میں مت سوچو۔ بیمار ہونے سے پہلے اپنی صحت سے فائدہ اٹھاؤ (کہ اعمال صالح بجالانے کی کوشش کرو بیمار ہو گئے تو وقت نہ ملے گا) اور اپنی زندگی میں موت سے پہلے پہلے کچھ حاصل کر لو۔ "فَاِنَّکَ لَا تَدْرِیْ یَا عَبْدَ اللّٰہِ مَا اسْمُکَ غَدًا" کیونکہ اے عبداللہ! تم نہیں جانتے کہ کل تمہارا نام کیا ہو گا (زندہ یا مردہ)۔ اور اسے بیہقی وغیرہ نے بھی ترمذی کی مثل روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) مجھے کچھ وصیت ارشاد فرمائیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو، ہر پتھر اور ہر درخت کے پاس اللہ کو یاد کرتے رہا کرو۔ اور جب تم سے کوئی برائی سرزد ہو جائے تو اس کیساتھ ہی کوئی نیک کام کر لیا کرو۔ "اَلسِّرُّ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِیَۃُ بِالْعَلَانِیَۃِ" خفیہ برائی کے بدلہ میں خفیہ نیکی اور علانیہ برائی کے مقابل علانیہ نیکی کرتے رہو۔ اسے طبرانی نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے البتہ اس میں ابوسلمہ راوی اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے درمیان انقطاع پایا جاتا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا میرے پاس سے گذر ہوا جبکہ میں اور میری والدہ اپنی دیوار کا لیپ کر رہے تھے۔ آپ ﷺ فرمانے لگے: عبداللہ! یہ کیا کر رہے ہو؟ تو میں عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) یہ دیوار کمزور ہو گئی تھی، ہم اس کو ٹھیک کر رہے ہیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: "اَلْاَمْرُ اَسْرَعُ مِنْ ذٰلِکَ" موت کا امر تو اس سے بھی جلد (کمزور و بوسیدہ) کر دینے والا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ ہمارے پاس سے گذرے جبکہ ہم اپنے مٹی سے بنے ہوئے گھر کی مرمت کر رہے تھے۔ یہ دیکھ کر آپ ﷺ

نے ارشاد فرمایا: یہ کیا ہو رہا ہے؟ تو ہم عرض گذار ہوئے کہ یہ ہمارا کچا گھر ہے جو بوسیدہ ہو گیا تھا اور اب ہم اس کی مرمت کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: ''مَا اَرَی الاَمْرَ اِلَّا اَعْجَلَ مِنْ ذَالِكَ'' میں پیغام اجل کو اس سے بھی جلدی دیکھ رہا ہوں۔ اسے ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا: یہ (مثلاً) انسان ہے۔ اس کی دوسری طرف ایک اور لکیر کھینچی اور فرمایا: یہ (مثلاً) اس انسان کی موت کا وقت ہے۔ پھر اس سے ذرہ دور ایک اور لکیر کھینچی اور ارشاد فرمایا: یہ انسان کی امیدیں ہیں۔ انسان اسی (اپنی امیدوں کو حاصل کرنے کی تگ ودو) میں لگا رہتا ہے کہ اچانک قریب والی لکیر (موت کا وقت) اس تک آ پہنچتی ہے (1)۔

اسے امام بخاری نے روایت کیا۔ الفاظ بھی انہی کے ہیں۔ نسائی نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

حدیث: اور یہ روایت بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ ابن آدم ہے اور یہ اس کی موت کا وقت ہے۔ اور (یہ اشارہ کرتے ہوئے) اپنا دست مبارک اپنی گردن شریف کے قریب رکھا (یعنی گردن کے پاس ہی موت موجود ہے زیادہ دور نہیں) پھر دست مبارک کو پھیلایا (ذرا اوپر کیا) اور فرمایا اس جگہ انسان کی امیدیں ہیں۔ یہاں اس کی خواہشات ہیں۔ (موت کا وقت قریب ہے خواہشات کی تکمیل دور کی بات ہے۔ یہ تو پوری نہیں ہوں گی کہ موت آ جائے گی)۔

اسے ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ نیز نسائی اور ابن ماجہ نے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَلَا تَزْدَادُ مِنهُمْ اِلَّا بُعْدًا'' قیامت قریب پہنچ گئی حالانکہ انسان میں (خدا سے) دوری بڑھ رہی ہے۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ ان کے راویوں سے صحیح بخاری میں روایات لی گئی ہیں۔ نیز اسے حاکم نے بھی روایت کیا اور صحیح الاسناد کہا۔ حاکم کے الفاظ یوں ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَلَا یَزْدَادُ النَّاسُ عَلَی الدُّنْیَا اِلَّا حِرْصاً وَّلَا تَزْدَادُوْنَ مِنَ اللهِ اِلَّا بُعْدًا'' قیامت قریب آ گئی جبکہ حالت یہ ہے کہ دنیا کیلئے لوگوں کی حرص بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ اور تم لوگ اللہ سے دور ہی ہوتے جا رہے ہو۔

حدیث: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَلْجَنَّةُ اَقْرَبُ اِلٰی اَحَدِكُمْ مِّنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ وَالنَّارُ مِثْلُ ذَالِكَ'' جنت تم میں سے ہر کسی کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اور

---

(1) ان لکیروں کی صورت ملاحظہ فرمائیں:

خواہشات وامیدیں | وقت اجل | انسان |

یعنی خواہشات پوری نہیں ہو پاتیں کہ موت کا وقت آ جاتا ہے اور انسان چل بستا ہے۔ (مترجم)

دوزخ بھی اسی طرح ہے۔(یعنی مومن کیلئے جنت اور کافر کیلئے دوزخ چونکہ موت کے بعد ہے اور موت کا وقت کسی کو معلوم نہیں۔ممکن ہے اگلا لمحہ، لمحہ موت ہی ہو)۔

اسے امام بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی محترم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ! (ﷺ) مجھے کچھ نصیحت ارشاد فرمائیں۔حضور انور ﷺ نے فرمایا: ''عَلَيْكَ بِالْاِيَاسِ مِمَّا فِيْ اَيْدِي النَّاسِ ''لوگوں کے مال و منال سے بالکل نا امید ہو جاؤ۔''وَاِيَّاكَ وَالطَّمَعَ فَاِنَّهُ الْفَقْرُ الْحَاضِرُ''اور لالچ و طمع سے اجتناب کرتے رہو کیونکہ یہ تو خود موجودہ غربت و فقیری ہے۔(یعنی اس سے حاصل تو کیا ہوگا یہ بذات خود ایک محتاجی ہے جس میں لالچی انسان مبتلا ہوتا ہے)۔''وَصَلِّ صَلٰوتَكَ وَاَنْتَ مُوَدِّعٌ''اپنی نمازیوں ادا کرو گویا کہ تم دنیا سے رخصت ہو رہے ہو۔(تمہاری زندگی کی یہ آخری نماز ہے)''وَاِيَّاكَ وَمَا يُعْتَذَرُ مِنْهُ''اور ان کاموں سے بچو جن سے (شرمندگی کی وجہ سے) معذرت کرنی پڑے۔

اسے حاکم نے اور بیہقی نے کتاب الزہد میں روایت کیا۔حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا۔یہ الفاظ انہی کے ہیں۔نیز طبرانی نے بھی اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ان کے الفاظ یہ ہیں۔فرمایا: حضور نبی سرور ﷺ کی خدمت عالیہ میں ایک آدمی حاضر ہو کر عرض گذار ہوا: یا رسول اللہ! (ﷺ) مجھے کوئی بات ارشاد فرمائیے اور اسے ذرا مختصر رکھئے (تاکہ میں آسانی سے یاد رکھ سکوں) تو نبی انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''صَلِّ صَلٰوةَ مُوَدِّعٍ فَاِنَّكَ اِنْ كُنْتَ لَا تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ وَ اِيَاسٌ مِمَّا فِيْ اَيْدِي النَّاسِ تَكُنْ غَنِيًّا وَّاِيَّاكَ وَمَا يُعْتَذَرُ مِنْهُ''دنیا سے کوچ کرنے والے شخص کی طرح نماز ادا کرو پس اگر تم اپنے معبود کو سامنے نہیں دیکھتے تو (یہ یقین رکھو کہ) وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔لوگوں کے مال و دولت سے مایوس ہو جانا تمہیں بے نیاز کر دے گا۔اور ایسے کاموں سے اجتناب کرو جن پر معذرت کرنی پڑے۔

طبرانی نے اسے بنی النخع کے ایک صاحب سے بھی روایت کیا ہے جو کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آپہنچا تو میں نے انہیں یہ فرماتے ہوئے سنا: میں تمہیں وہ حدیث سناتا ہوں جو میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔میں نے آپ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''اُعْبُدِ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ وَاعْدُدْ نَفْسَكَ فِي الْمَوْتٰى وَ اِيَّاكَ وَ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهَا يُسْتَجَابُ''۔الحدیث۔اللہ کی عبادت یوں کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو پھر اگر تم اسے نہیں دیکھتے (عبادت کے اس مقام پر نہیں پہنچے کہ اپنے معبود کو اپنے سامنے دیکھ سکو) تو (یہ یقین رکھو کہ) وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔اور خود کو مردوں میں شمار کرو اور مظلوم کی بددعا سے بچتے رہو کیونکہ وہ قبول ہو جاتی ہے۔

حدیث: حضرت عبدالرحمٰن السلمی سے روایت ہے۔کہتے ہیں: ہم نے مدائن شہر (عراق کا ایک شہر جو نوشیرواں بادشاہ کا پایہ تخت تھا) سے ایک فرسخ (تین میل) کے فاصلے پر پڑاؤ کیا۔جمعہ کا روز آیا تو ہم نماز جمعہ کے لئے حاضر ہوئے۔حضرت

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور فرمایا: بلاشبہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ (القمر) یعنی قیامت قریب آ گئی ہے اور چاند شق (1) ہو گیا خبردار ہو جاؤ، یقیناً قیامت قریب آ چکی ہے۔ سن لو، چاند شق ہو چکا ہے (دو ٹکڑے ہو چکا ہے) یاد رکھو، دنیا نے اپنے اختتام کا اعلان کر دیا ہے۔ خبردار! آج کا دن میدان عمل ہے اور کل کا روز انعام جیتنے کا روز ہے۔ میں نے اپنے والد صاحب سے پوچھا: کیا کل کو لوگ دوڑ لگائیں گے؟ والد نے کہا: بیٹے، تم تو نرے جاہل ہو۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ آج کے دن عمل کر لو، کل (قیامت) کے روز جزاء پالو گے۔ پھر جب اگلا جمعہ آیا ہم جمعہ کی نماز کیلئے حاضر ہوئے پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ (حوالہ و ترجمہ ابھی گذرا) خبردار ہو جاؤ، دنیا اپنے اختتام کا اعلان کر چکی ہے۔ سن لو کہ آج کا دن گھڑ دوڑ کا دن ہے اور کل کا روز جیتنے کا روز ہے۔ یاد رکھو کہ (بدکرداروں کیلئے) انجام کار دوزخ کی آگ ہے۔ اور جیتنے والا صرف وہ ہے جو جنت میں داخل ہو گیا۔

(1) سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز سرور عالم ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ سورج قریب الغروب ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "مَا بَقِيَ مِنْ دُنْيَاكُمْ فِيمَا مَضَىٰ اِلَّا مِثْلُ مَا بَقِيَ مِنْ هٰذَا الْيَوْمِ فِي مَا مَضَىٰ" دنیا کی مقررہ مدت میں سے اب اسی قدر وقت باقی ہے جتنا اس دن سے سورج غروب ہونے میں باقی ہے۔ یعنی دنیا کا زیادہ زمانہ گذر چکا اب قیام قیامت میں بہت تھوڑا وقت ہے۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ هٰكَذَا وَاَشَارَ بِاِصْبَعَيْهِ السَّبَابَةِ وَالْوُسْطٰى" حضور انور ﷺ نے اپنی دو انگلیوں سبابہ اور وسطی کے ساتھ اشارہ کیا اور فرمایا: میری بعثت اور قیامت یوں ملی ہوئی ہیں۔ آیہ مذکورہ میں یہی ارشاد فرمایا گیا ہے کہ قیامت کے آنے میں بہت تھوڑا وقت باقی ہے۔ آیت مقدسہ کے دوسرے حصے میں سید الانبیاء والمرسلین ﷺ کے ایک عظیم الشان معجزہ یعنی شق القمر کا بیان بھی فرمایا گیا ہے۔ اس کے متعلق علامہ قرطبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ ایک روز مشرکین جمع ہو کر سرور عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بولے: اے محمد (ﷺ) اگر آپ سچے ہیں تو چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھایئے۔ مخدوم کائنات ﷺ نے فرمایا: "اِنْ فَعَلْتُ تُؤْمِنُوْنَ" اگر میں نے ایسا کر دیا تو کیا ایمان لے آؤ گے؟ کہنے لگے: ہاں ضرور ضرور۔ چاند کی چودھویں تھی۔ محبوب خدا ﷺ نے اپنے خدا سے عرض کی کہ کفار و مشرکین کے مطالبے کو پورا کرنے کی قوت عطا فرمائی جائے۔ چنانچہ یہ قوت عطا فرمائی گئی اور آپ ﷺ نے انگلی کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے کر دیا۔ حضور انور ﷺ اس وقت مشرکین کا نام لے لے کر فرما رہے تھے: "يَا فُلَانُ يَا فُلَانُ اشْهَدُوْا" اے فلاں فلاں! اپنی آنکھوں سے دیکھ لو اور گواہ ہو جاؤ کہ تمہاری فرمائش پوری دی گئی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کفار نے جب یہ معجزہ عظیمہ اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھ لیا تو ایمان لانے کی بجائے کہنے لگے: "سَحَرَ ابْنُ اَبِيْ كَبْشَةَ" "ابو کبشہ کے بیٹے نے جادو کر دکھایا ہے"۔ چند روز کے بعد باہر سے کچھ قافلے آنے والے ہیں۔ ہم ان سے پوچھیں گے پھر اس جادو کی حقیقت خود بخود کھل جائے گی۔ پھر جب وہ قافلے پہنچے اور ان سے دریافت کیا گیا کہ فلاں رات کو تم نے چاند شق ہوتے ہوئے دیکھا ہے یا نہیں؟ تو سب نے اس کی تصدیق کی۔ لیکن اس کے باوجود کفار کو توفیق ایمان نصیب نہ ہوئی۔ یہ معجزہ ہجرت سے پانچ سال قبل وقوع پذیر ہوا۔ یہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم اس کے راوی ہیں مثلاً سیدنا علی مرتضی، سیدنا انس، سیدنا ابن مسعود، سیدنا حذیفہ، سیدنا جبیر بن مطعم، سیدنا ابن عمر، سیدنا ابن عباس وغیرھم رضی اللہ عنہم اجمعین۔ بعض لوگ اس معجزے پر کئی قسم کے عقلی استحالے پیش کرتے اور دور دور کی کوڑی لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ تفصیلات میں جائے بغیر ہم عرض کریں گے کہ یہ استحالات اور تکلفات پیش کرنے کی ضرورت تو تب تھی جب اپنے آپ چاند دو ٹکڑے ہو جاتا۔ جب ہمارا ایمان ہے کہ خلاق کائنات نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کی تصدیق و تائید کیلئے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا تو اب کسی مدعی ایمان کو شک کی گنجائش ہی کیوں باقی رہے۔ جو خالق چاند کو بنانے والا ہے وہ اسے توڑ بھی سکتا ہے جوڑ بھی سکتا ہے۔ باقی رہے کفار و مشرکین، تو وہ پہلے ہی کون سے ہمارے پیغمبر ﷺ کی نبوت و رسالت کی تصدیق کر رہے ہیں کہ اس عظیم معجزے کو تسلیم کر لیں گے۔ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

سورج الٹے پاؤں پلٹے، چاند اشارے سے ہو چاک ۔۔۔ اندھے منکر دیکھ لے قدرت رسول اللہ (ﷺ) کی (مترجم)

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اندھیری رات کے ٹکڑے کی مثل فتنہ بپا ہونے سے پہلے پہلے نیک اعمال میں جلدی کر لو (اس وقت فرصت اعمال نہ ہوگی۔ اس فتنہ کے زمانہ میں) صبح کے وقت ایک آدمی مومن ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا۔ شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر ہوگا۔ "یَبِیْعُ دِیْنَهٗ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْیَا" آدمی اپنا دین وایمان سامان دنیا کے بدلے بیچتا پھرے گا۔ (یہ تو آج کل عام دیکھنے کو ملتا ہے)۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔ (نیز ترمذی نے بھی روایت کیا اور حسن صحیح کہا ہے)۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چھ فتنوں کے ظہور سے پہلے پہلے اعمال صالحہ انجام دینے میں جلدی کر لو۔ (یہ فتنے قرب قیامت کی علامات ہیں) یعنی نمبر 1 سورج کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا، نمبر 2 دھوئیں کا اٹھنا، نمبر 3 دجال، نمبر 4 دابۃ الارض کا نکلنا، نمبر 5 موت اور نمبر 6 قیامت۔ (مسلم)

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وعظ فرماتے ہوئے ایک آدمی سے فرمایا: پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو۔ اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے اپنی صحت کو اپنی بیماری سے پہلے، مال ودولت کو غربت وفقیری سے پہلے، اپنی فراغت کو اپنی مشغولیت سے پہلے اور اپنی زندگی کو موت سے پہلے۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث بخاری ومسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا: لوگو! مرنے سے پہلے اپنے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کر لو۔ دنیا میں مصروفیت سے پہلے نیک اعمال انجام دے لو، اور اپنے اور اپنے پروردگار کے درمیان تعلق کو کثرت کے ساتھ اس کا ذکر کر کے اور خفیہ وعلانیہ صدقہ دے کر مضبوط کر لو۔ تو تمہیں رزق بھی ملے گا، تمہاری مدد بھی کی جائے گی اور تمہارے نقصان بھی پورے کر دیئے جائیں گے۔ (ابن ماجہ)

حدیث: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰهِ" عقلمند وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو ذلیل وخوار کیا۔ اور موت کے بعد (قبر وقیامت) کیلئے نیک عمل کرتا رہا۔ اور عاجز (وکم عقل) وہ ہے جس نے اندھا دھند اپنے نفس کی پیروی کی اور اللہ سے (جنت کی) تمنا بھی رکھی۔

اسے ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بھی بندہ موت سے ہم کنار ہوتا ہے (بعد از موت) شرمندہ ہوتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) اس کی شرمندگی کیا ہوتی ہے؟ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: "اِنْ کَانَ مُحْسِنًا نَدِمَ اَنْ لَّا یَکُوْنَ ازْدَادَ وَاِنْ کَانَ مُسِیْئًا نَدِمَ

اَنْ لَّا یَکُوْنَ نَزَعَ" اگر مرنے والا نیکوکار ہوتا ہے تو اس بات پر شرم سار ہوتا ہے کہ اس نے اس سے زیادہ نیکیاں کیوں نہ کما لیں اور اگر وہ گناہ گار ہو تو اس لئے شرمندہ ہوتا ہے کہ اس نے خود کو گناہوں سے کیوں نہ روکا۔

اسے ترمذی نے اور بیہقی نے کتاب الزہد میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بہتری کا ارادہ فرماتا ہے تو اس سے کام لیتا ہے۔ عرض کی گئی: اللہ تعالیٰ اس سے کیسے کام لیتا ہے؟ ارشاد فرمایا: "یُوَفِّقُهٗ لِعَمَلٍ صَالِحٍ قَبْلَ الْمَوْتِ" اسے موت سے پہلے نیک اعمال کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

حدیث: حضرت عمرو بن الحمق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کو کسی بندے کی بھلائی منظور ہوتی ہے تو اسے شہد کی طرح میٹھا بنا دیتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) اسے شہد جیسا میٹھا بنا دینے سے کیا مراد ہے؟ ارشاد فرمایا: "یُوَفِّقُ لَهٗ عَمَلًا صَالِحًا بَیْنَ یَدَیْ رِحْلَتِهٖ حَتّٰی یَرْضٰی عَنْهُ جِیْرَانُهٗ اَوْ قَالَ مَنْ حَوْلَهٗ" اس سے یہ مراد ہے کہ موت سے پہلے اسے ایسے نیک اعمال کی توفیق عطا فرما دیتا ہے کہ اس کے پڑوسی اس سے خوش ہو جاتے ہیں یا فرمایا کہ اس کے اردگرد رہنے والے لوگ اس سے راضی ہو جاتے ہیں (اور اس کی مغفرت ہو جاتی ہے)۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں نیز حاکم و بیہقی وغیرہما نے بھی ابن حبان کے طریق سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "اَعْذَرَ اللّٰهُ اِلَی امْرِئٍ اَخَّرَ اَجَلَهٗ حَتّٰی بَلَغَ سِتِّیْنَ سَنَةً" اللہ تعالیٰ نے اس شخص کیلئے معذرت کا کوئی موقعہ باقی نہیں چھوڑا جس کی موت کو موخر کئے رکھا یہاں تک کہ وہ ساٹھ برس کی عمر کو پہنچ گیا۔ (ساٹھ برس کی عمر تک بھی تائب نہ ہوا تو پھر کب ہو گا؟)۔ (بخاری)

حدیث: حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے۔ کہتے ہیں: "مَنْ عَمَّرَ مِنْ اُمَّتِیْ سَبْعِیْنَ سَنَةً فَقَدْ اَعْذَرَ اللّٰهُ اِلَیْهِ فِی الْعُمُرِ" میری امت میں سے جس نے ستر سال کی عمر پائی، اللہ نے عمر کے متعلق اس کا کوئی عذر باقی نہیں رہنے دیا۔ (اب وہ یہ نہیں کہہ سکے گا کہ عمر کچھ زیادہ ہوتی تو میں توبہ کر لیتا)۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث برشرائط بخاری و مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں تم میں سے اچھے لوگوں کے متعلق نہ بتاؤں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کرنے لگے: جی حضور۔ تو ارشاد فرمایا: "خِیَارُکُمْ اَطْوَلُکُمْ اَعْمَارًا وَّاَحْسَنُکُمْ اَعْمَالًا" تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جن کی عمریں لمبی ہوں اور اعمال اچھے ہوں۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا۔ ان کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ نیز حاکم نے اسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا اور کہا کہ بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) بہترین لوگ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ طَالَ عُمُرُهٗ وَحَسُنَ عَمَلُهٗ'' جن کی عمریں لمبی اور عمل نیک ہوں۔ وہ عرض گذار ہوا: بدترین لوگ کون سے ہیں؟ ارشاد فرمایا: ''مَنْ طَالَ عُمُرُهٗ وَسَاءَ عَمَلُهٗ'' جن کی عمریں تو لمبی ہوں مگر اعمال برے ہوں۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نیز طبرانی نے باسناد صحیح حاکم اور بیہقی نے کتاب الزھد میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خَيْرُ النَّاسِ مَنْ طَالَ عُمُرُهٗ وَحَسُنَ عَمَلُهٗ'' لوگوں میں بہترین وہ لوگ ہیں جن کی عمریں دراز اور اعمال حسین ہوں۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اللہ انہیں قتل (وغیرہ آفات و بلیات) سے بچائے رکھتا ہے (اور ان کی صحت محفوظ رکھتا ہے)، نیک اعمال کے ساتھ ان کی زندگیاں دراز فرما دیتا ہے۔ اچھی طرح رزق بہم پہنچاتا ہے۔ انہیں خیر و عافیت کے ساتھ زندہ رکھتا ہے، بستر پر امن و اطمینان کے ساتھ ان کی ارواح قبض فرماتا ہے۔ اور انہیں شہداء کے مرتبے عطا فرماتا ہے۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ اس کی اسناد اس وقت ذہن میں حاضر نہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنی قضاعہ کے دو آدمی پرانے دوست تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک پر اسلام قبول کیا تھا۔ ان میں سے ایک (کسی لڑائی میں) شہید ہو گیا۔ اور دوسرا اس کے بعد ایک سال تک زندہ رہا۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ ایک سال بعد میں فوت ہونے والا، شہید سے پہلے جنت میں داخل ہو گیا ہے۔ صبح میں نے جا کر اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں یہ معاملہ ذکر کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَلَيْسَ قَدْ صَامَ بَعْدَهٗ رَمَضَانَ وَصَلّٰى سِتَّةَ اٰلَافِ رَكْعَةٍ وَّكَذَا رَكْعَةً صَلٰوةَ سَنَةٍ'' کیا اس نے شہید کے بعد ایک رمضان کے (مزید) روزے نہیں رکھے تھے؟ اور کیا اس نے (سال بھر میں) چھ ہزار رکعت (فرض) نمازیں ادا نہیں کی تھیں؟ اور اتنی اتنی (نفل) نمازیں سال بھر نہیں پڑھتا رہا تھا؟۔ (یعنی اسے سال بھر کیلئے شہید سے زیادہ عبادات کا موقعہ مل گیا تھا جس کی وجہ سے وہ جنت میں پہلے چلا گیا۔ مقصود یہ بتانا ہے

کہ جو لمبی عمر نیک اعمال کے ساتھ ہو باعث برکت ونجات ہے)۔

اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے باسناد حسن روایت کیا۔ نیز ابن ماجہ، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے روایت کیا۔ ان سب کی روایت حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے ہے اور روایت مذکورہ سے طویل ہے۔ نیز ابن ماجہ اور ابن حبان نے اس کے آخر میں یہ الفاظ زائد کئے ''فَلَمَا بَيْنَهُمَا اَبْعَدُ مِمَّا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ''اسی لئے ان کے درمیان زمین وآسمان سے بھی زیادہ فاصلہ ہے۔(جنت کے اندر درجات میں اتنا فرق ہے)۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ بنی عذرہ کے تین آدمیوں کا ایک وفد نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ان کی کفایت (کھانے پینے رہنے سہنے کا انتظام) کون کرے گا؟ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں کروں گا۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ لوگ حضرت طلحہ کے پاس رہنے لگے۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے (کسی جہاد پر) لشکر روانہ فرمایا تو ان حضرات میں سے ایک آدمی اس لشکر میں شامل ہو کر جہاد پر گیا اور شہید ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے ایک اور لشکر روانہ فرمایا تو اس میں ایک آدمی گیا اور شہادت پا گیا۔ پھر تیسرا شخص اپنے بستر پر (طبعی موت) انتقال کر گیا۔ حضرت طلحہ کہتے ہیں کہ میں نے ان تینوں حضرات کو جو میرے پاس رہا کرتے تھے (خواب میں) جنت کے اندر دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ آخر میں بستر پر فوت ہونے والا آدمی ان کا امام ہے، دوسرے لشکر میں شہید ہونے والے کو ملاحظہ کیا کہ وہ اس امام کے ساتھ ساتھ ہے۔ اور سب سے پہلے جام شہادت نوش کرنے والے کو ان سب سے (مرتبہ کے لحاظ) آخر میں دیکھا۔ اس سے میرے دل میں کچھ خلجان سا محسوس ہوا۔ تو میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت پاک میں حاضر ہوا اور ساری بات عرض کی۔ اس پر حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وَمَا اَنْكَرْتَ مِنْ ذَالِكَ؟ لَيْسَ اَحَدٌ اَفْضَلَ عِنْدَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ مُؤْمِنٍ يُعَمَّرُ فِي الْاِسْلَامِ لِتَسْبِيْحِهٖ وَتَكْبِيْرِهٖ وَتَهْلِيْلِهٖ''اور کیا تم کو اس سے انکار ہے؟ اللہ عزوجل کے نزدیک اس مومن بندے سے کوئی بھی افضل نہیں ہے جس نے اپنی عمر اسلام کی حالت میں اللہ کی تسبیح، تکبیر اور تہلیل کرتے ہوئے گذاری ہو۔(تہلیل کے معنی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ پڑھنا ہے)۔

اسے امام احمد اور ابویعلیٰ نے روایت کیا۔ دونوں کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ امام احمد کے نزدیک اس کے اول میں ارسال ہے جیسا کہ گذرا۔ ابویعلیٰ نے حضرت طلحہ کے ذکر سے اسے موصل کیا ہے۔

موت کی تمنا کرنے کی ممانعت

حدیث: سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی انور ﷺ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے جبکہ وہ بیماری کے عالم میں تھے اور موت کی تمنا کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عباس، اے اللہ کے رسول ﷺ کے چچا! موت کی تمنا مت کرو۔ اگر تم نیکوکار ہو تو اپنی پہلی نیکیوں کے ساتھ اور نیکیاں جمع کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور اگر تم گناہ گار ہو پھر تمہیں (زندگی کی) مہلت دی جائے تو (ہوسکتا ہے کہ) تم اپنے گناہوں سے باز آجاؤ (اور سچی توبہ کرلو) یہ

بھی تمہارے لئے اچھا ہے۔"لَا تَتَمَنَّ الْمَوْتَ"لہٰذا موت کی آرزو ہرگز نہ کرو(1)۔اسے امام احمد اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ حاکم کے ہیں اور یہ روایت مکمل ہے۔حاکم نے کہا یہ حدیث بر شرائط بخاری و مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:"لَا تَتَمَنَّوْا الْمَوْتَ فَاِنَّ هَوْلَ الْمَطْلَعِ شَدِيْدٌ وَاِنَّ مِنَ السَّعَادَةِ اَنْ يَّطُوْلَ عُمُرُ الْعَبْدِ وَ يَرْزُقُهُ اللّٰهُ الْاِنَابَةَ"موت کی تمنا نہ کیا کرو کیونکہ اس چوٹی (موت) کی وحشت بڑی شدید ہے۔(دنیا کی تمام تکالیف سے بڑھ کر ہے)اور یہ تو نیک بختی کی بات ہے کہ بندے کی عمر دراز ہو اور اللہ اسے توبہ کی توفیق نصیب فرمادے۔اسے امام احمد نے حسن اسناد کے ساتھ اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:"لَا يَتَمَنّٰى اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهٗ يَزْدَادُ وَاِمَّا مُسِيْئًا فَلَعَلَّهٗ يَسْتَعْتِبُ"تم سے کوئی بھی موت کی آرزو نہ کرے کیونکہ اگر وہ نیک آدمی ہے تو ممکن ہے کہ اپنی نیکیاں بڑھالے اور اگر گناہ گار ہے تو ہوسکتا ہے کہ توبہ کرلے۔اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا۔الفاظ بخاری کے ہیں۔اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ فرمایا:تم میں سے کوئی بھی موت کی تمنا نہ کرے اور نہ ہی موت کے آنے سے پہلے اس کی دعا کرے۔"وَاِنَّهٗ اِذَا مَاتَ انْقَطَعَ عَمَلُهٗ وَاِنَّهٗ لَا يَزِيْدُ الْمُؤْمِنَ عُمُرُهٗ اِلَّا خَيْرًا"اور یقین جانو کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کے اعمال ختم ہوجاتے ہیں(جو وہ زندگی میں کرسکتا تھا)اور مومن کی درازی عمر نیکی ہی بڑھاتی ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:(دنیا میں)نازل ہونے والی مصیبتوں کی وجہ سے تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے۔پھر اگر یہ تمنا کرنی پڑ ہی جائے تو یوں کہے:"اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَاكَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ"اے میرے پروردگار!جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لئے موت بہتر ہو تو مجھے موت سے ہمکنار فرمادے۔

اسے بخاری،مسلم،ابوداؤد،ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے۔

---

(1)علماء فرماتے ہیں موت کی آرزو اچھی بھی ہے اور بری بھی۔سرورعالم ﷺ کے دیدار کیلئے یا دنیوی فتنوں سے بچنے کیلئے آرزوئے موت اچھی ہے۔اور اگر دنیوی مصائب وآلام سے گھبرا کر موت کی تمنا کی تو بری چیز ہے۔البتہ موت کی یاد بہترین عبادت ہے خصوصاً جبکہ ساتھ ساتھ موت کی تیاری بھی ہو۔(مترجم)

ترغیب

خوف الٰہی کی فضیلت

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ سات شخصوں کو اپنے سائے میں اس (قیامت کے) دن جگہ دے گا جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی اور سایہ نہیں ہوگا۔اس کے بعد ان سات اشخاص کا ذکر کیا۔یہاں تک کہ فرمایا: (ان سات میں سے) ایک وہ مرد ہوگا جسے کسی جاہ و جلال اور حسن و جمال والی عورت نے دعوت گناہ دی تو اس نے کہا: ''اِنِّیۡ اَخَافُ اللّٰہَ'' میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں (اور عورت کی دعوت کو رد کر دیا)۔

اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا۔یہ پوری حدیث پہلے گذر چکی ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: بنی اسرائیل میں کفل نامی ایک آدمی تھا جو کسی گناہ کے کام سے بچتا نہ تھا۔ایک دفعہ ایک عورت (کسی مجبوری سے) اس کے پاس آئی تو اس شخص نے اسے ساٹھ دینار اس شرط پر دیئے کہ اس کے ساتھ بدکاری کرے گا۔پھر جب اس نے اس عورت کے ساتھ اپنی خواہش پوری کرنی چاہی تو وہ کانپنے اور رونے لگی۔مرد نے پوچھا: کیوں روتی ہو؟ کہنے لگی: یہ وہ (برا) کام ہے جو میں نے پہلے کبھی نہیں کیا۔اور اپنی مجبوری کی وجہ سے مجھے یہ کچھ کرنا پڑ رہا ہے۔وہ بولا: تو یہ (کانپنا اور رونا) اللہ کے خوف کی وجہ سے کر رہی ہے پھر تو مجھے تجھ سے زیادہ اللہ کا خوف کرنا چاہیے۔جا چلی جا اور جو کچھ میں تجھے دے چکا ہوں وہ بھی لے جا۔اور اللہ کی قسم میں (وعدہ کرتا ہوں کہ) آج کے بعد اللہ کی نافرمانی کبھی نہیں کروں گا۔پھر وہ اسی رات کو فوت ہو گیا۔صبح ہوئی تو اس کے دروازے پر لکھا ہوا تھا: ''اِنَّ اللّٰہَ قَدۡ غَفَرَ لِلۡکِفۡلِ فَعَجِبَ النَّاسُ مِنۡ ذَالِکَ'' بے شک اللہ تعالیٰ نے کفل کی مغفرت فرما دی ہے۔یہ دیکھ کر لوگوں کو بڑا تعجب ہوا۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور حسن کہا۔نیز حاکم نے بھی روایت کیا اور صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں تین آدمی اپنے اہل و عیال کیلئے تلاش رزق میں سفر پر نکلے۔راستے میں بارش شروع ہوگئی۔تو انہوں نے کسی پہاڑ کی غار میں پناہ لی۔(خدا کی قدرت کہ) غار کے دہانے پر ایک بڑا پتھر آ گرا (اور غار کا منہ بند ہو گیا) تو آپس میں کہنے لگے: ہمارے قدموں کے نشان (بارش کی وجہ سے) مٹ چکے ہیں۔اور غار کے دہانے پر پتھر گر پڑا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا ہمارے اس ٹھکانے کو کوئی جانتا بھی نہیں (لہٰذا بچ نکلنے کا اب بظاہر کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔) اس لئے اب تو اللہ تعالیٰ سے اپنی یقینی مقبول اعمال کے وسیلہ سے دعا کرو۔تو ان میں سے ایک نے یوں دعا کی: اے میرے پروردگار! تو جانتا ہے کہ میرے پاس ایک

عورت ہوتی تھی (جو میری بیوی نہ تھی) مجھے اچھی لگتی تھی۔ میں نے اس سے خواہش نفسانی کی تکمیل چاہی تو اس نے انکار کیا۔ میں نے اسے کچھ مال پیش کیا۔ (وہ مجبور تھی راضی ہوگئی) جب اس نے اپنے آپ کو میرے قریب کر دیا تو میں نے (تیرے خوف کی وجہ سے) اسے چھوڑ دیا۔ تو اگر تیرے علم میں ہے کہ میں نے یہ صرف تیری رحمت کی امید اور تیرے عذاب کے خوف سے ایسا کیا تھا تو ہمارا راستہ کھول دے۔ اس پر وہ بڑا پتھر ایک تہائی ہٹ گیا۔ دوسرے شخص نے عرض کیا: اے اللہ! یقیناً تو جانتا ہے کہ میرے ماں باپ تھے۔ ان کے لئے دودھ دوہ کر لایا کرتا تھا۔ (ایک دن) جب میں دودھ لے کر ان کے پاس آیا تو وہ سو چکے تھے۔ میں دودھ لئے ان کے بیدار ہونے تک کھڑا رہا۔ جب وہ بیدار ہوئے تو انہوں نے وہ دودھ پیا۔ پس اگر تجھے معلوم ہے کہ میں نے یہ صرف تیری رحمت کی امید اور تیرے عذاب کے خوف سے ایسا کیا تھا تو ہمیں نجات عطا فرما دے۔ اب وہ پتھر ایک تہائی اور سرک گیا۔ اور تیسرا آدمی یوں دعا کرنے لگا: اے خدائے من! بے شک تو جانتا ہے کہ میں نے ایک آدمی کو ایک دن کی اجرت دی تو اس نے آدھا دن میرے واسطے کام کیا۔ میں نے اس کو اس کی اجرت دی تو وہ مجھ سے ناراض ہو گیا اور مزدوری نہ لی (اور چلا گیا) پھر میں اس کی مزدوری (کی رقم) پر اضافہ کرتا رہا یہاں تک کہ اس کا اتنا مال ہو گیا (کئی وادیاں اس کی بھیڑ بکریوں سے بھر گئیں) پھر ایک روز وہ آیا اور اپنی اجرت طلب کی تو میں نے کہا: یہ تمام مال لے جاؤ۔ اور اگر میں چاہتا تو اسے سوائے اس کی پہلے دن والی اجرت کے اور کچھ نہ دیتا۔ اب اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ تیری رحمت کی امید اور تیرے عذاب کے ڈر سے کیا تھا تو ہمارا راستہ کھول دے۔ اب وہ پتھر (مکمل طور پر غار کے منہ سے) ہٹ گیا اور وہ لوگ غار سے نکل کر چل پڑے۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ نیز بخاری و مسلم وغیرہما نے بھی اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (بنی اسرائیل میں) ایک آدمی تھا جو اپنی جان پر (گناہوں کی وجہ سے) ظلم کرتا تھا۔ جب اس کی موت کا وقت آ گیا تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا: جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا پھر میری خاک کو پیس دینا اور پھر میری خاک کے ذرے ہوا میں اڑا دینا۔ اللہ کی قسم، اگر اللہ نے مجھے پکڑ لیا تو مجھے وہ عذاب دے گا جو کسی کو نہ دیا ہوگا۔ جب وہ مر گیا تو اس کے ساتھ اس کے کہنے کے مطابق کیا گیا (اس کی میت کو جلا کر راکھ ہوا میں اڑا دی گئی) اب اللہ نے زمین کو حکم دیا کہ جو کچھ تیرے اندر ہے میرے سامنے جمع کر دے۔ چنانچہ زمین نے ایسا ہی کر دیا۔ اب جب وہ شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو کچھ تو نے کیا ہے اس پر تجھے کس چیز نے آمادہ کیا تھا؟ اس نے عرض کیا: اے میرے رب! تیری خشیت نے یا فرمایا کہ اس نے کہا: تیرے خوف نے۔ ''فَغَفَرَ لَهٗ'' تو اللہ نے اسی بات پر اس کی بخشش فرما دی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی جس نے کبھی کوئی اچھا عمل نہیں کیا تھا، نے

اپنے اہل وعیال سے کہا کہ جب وہ مر جائے تو وہ اس کو جلا دیں پھر اس کی راکھ کے نصف ذرات خشکی میں اور نصف سمندر میں اڑا دیں۔ (یہ سب اس نے اس خیال سے کیا کہ) اللہ کی قسم، اگر اللہ تعالیٰ نے اسے پکڑ لیا تو اسے ایسا عذاب دے گا کہ جو سارے جہانوں میں کسی کو نہ دیا ہوگا۔ جب وہ آدمی مر گیا تو اس کے اہل خانہ نے اس کے ساتھ وہی کیا جس کا اس نے حکم دیا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے خشکی کو حکم دیا تو اس نے جو کچھ اس کے اندر تھا جمع کر کے پیش کر دیا اور سمندر کو حکم دیا تو اس نے بھی اپنے اندر کے ذرات پیش کر دیئے۔ پھر اس سے اللہ تعالیٰ نے پوچھا: تو نے ایسا کیوں کیا تھا؟ وہ عرض گذار ہوا: ''مِنْ خَشْيَتِكَ يَا رَبِّ وَاَنْتَ اَعْلَمُ فَغَفَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهٗ'' اے میرے پالنے والے! تیرے خوف کی وجہ سے میں نے ایسا کیا تھا اور تو تو بہت اچھی طرح جانتا ہے (کہ میں نے ایسا کیوں کیا تھا) تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرما دی۔

اسے امام بخاری اور مسلم نے نیز امام مالک و نسائی نے اسی طرح روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی تھا جسے اللہ نے مال کی برکت عطا فرما رکھی تھی۔ جب اس کا وقت موت آن پہنچا تو اس نے اپنے بچوں سے پوچھا: تمہارے لئے میں کیسا باپ ثابت ہوا ہوں؟ بیٹوں نے جواب دیا کہ آپ ایک اچھے باپ ہیں۔ کہنے لگا کہ میں نے کبھی کوئی نیک عمل نہیں کیا ہے۔ میں جب مر جاؤں تو تم مجھے جلا دینا پھر میری راکھ پیس دینا اور پھر میری راکھ کے ذرے تیز ہوا میں اڑا دینا۔ بیٹوں نے اس کی وصیت پر عمل کیا۔ اب اللہ تعالیٰ نے اس کے ذرات کو اکٹھا کر کے فرمایا: تجھے یہ کچھ کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا۔ تو اس نے عرض کیا: ''مَخَافَتُكَ فَتَلَقَّاهُ بِرَحْمَتِهٖ'' اے اللہ! تیرے خوف نے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے ساتھ اس سے ملاقات فرمائی (1)۔ (اس کی بخشش کر دی)۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ نبی انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل (بروز قیامت) فرمائے گا: ''اَخْرِجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ ذَكَرَنِيْ يَوْمًا اَوْ خَافَنِيْ فِيْ مَقَامٍ'' (اے فرشتو!) اس بندے کو دوزخ کی آگ سے نکال دو (اور جنت میں داخل کر دو) جس نے کسی دن مجھ کو یاد کیا ہو یا میرے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا ہو (اور پھر فرائض کی ادائیگی اور نیکیوں کی انجام دہی میں مصروف اور گناہوں سے تائب ہو گیا ہو)۔

اسے ترمذی اور بیہقی نے روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے: (فرشتو!) جب میرا بندہ کوئی گناہ کرنے کا ارادہ کرے تو اسے مت لکھو جب تک کہ گناہ کر نہ گذرے۔ پھر اگر وہ گناہ کر ہی لے تو اسی کی مثل (یعنی ایک گناہ) لکھو۔ ''وَاِنْ تَرَكَهَا مِنْ اَجْلِيْ فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ حَسَنَةً''۔ الحدیث۔ اور اگر میری وجہ سے گناہ کرنا

---

(1) احادیث میں مذکورہ واقعہ چار دفعہ ذکر فرمایا گیا ہے۔ الفاظ میں کچھ اختلاف ہے۔ البتہ مفہوم ایک ہی ہے۔ ممکن ہے، یہ ایک ہی شخص کا واقعہ ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ چار مختلف افراد کے مختلف واقعات ہوں۔ واللہ اعلم۔ (مترجم)

چھوڑ دے تو اس کے لئے ایک نیکی لکھ دو۔

اسے امام بخاری و مسلم نے روایت کیا۔ اخلاص کے بیان میں پوری حدیث گذر چکی ہے۔ اور مسلم کے الفاظ میں یوں ہے: ''اِنْ تَرَكَهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ حَسَنَةً اِنَّمَا تَرَكَهَا مِنْ جَرَّاىَ اَىْ مِنْ اَجْلِىْ'' اگر بندہ گناہ ترک کردے تو اسے اس کے حق میں ایک نیکی لکھ دو۔ یقیناً اس نے میری ہی خاطر گناہ کو ترک کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے ان احادیث میں سے روایت کی جو آپ ﷺ اپنے رب جل وعلا سے روایت فرماتے ہیں (یعنی یہ حدیث قدسی ہے) کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''وَعِزَّتِىْ لَا اَجْمَعُ عَلٰى عَبْدِىْ خَوْفَيْنِ وَاَمْنَيْنِ اِذَا خَافَنِىْ فِى الدُّنْيَا اَمَنْتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاِذَا اَمِنَنِىْ فِى الدُّنْيَا اَخَفْتُهٗ فِى الْاٰخِرَةِ'' مجھے میری عزت کی قسم، میں اپنے بندے پر دو خوف اور دو امن (بیک وقت) اکٹھے نہیں فرماؤں گا۔ جب میرا بندہ دنیا میں میرا خوف رکھے گا تو میں قیامت کے دن اسے امن میں رکھوں گا اور اگر وہ دنیا میں مجھ سے بے خوف رہے گا تو آخرت میں میں اس پر خوف طاری کردوں گا۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو خوف رکھتا ہو وہ منہ اندھیرے ہی سفر شروع کردیتا ہے۔ اور جو منہ اندھیرے سفر شروع کرتا ہے وہ منزل پر پہنچ جاتا ہے۔ ''اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ غَالِيَةٌ اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ الْجَنَّةُ'' خبردار! اللہ کا مال ومتاع بہت قیمتی ہے (جسے حاصل کرنے کیلئے انسان کو اپنی زندگی کی ابتدا ہی میں نیک اعمال کا سفر شروع کردینا چاہیے) یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا مال ومتاع جنت ہے۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت بہز بن حکیم سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ بنی قشیر کی مسجد میں ہمیں حضرت زرارہ بن اوفی رضی اللہ عنہ نے نماز کی امامت کرائی تو ''سورۃ المدثر'' تلاوت کرنے لگے۔ جب فَاِذَا نُقِرَ فِى النَّاقُوْرِ ۙ (مدثر)(1) پر پہنچے تو گر کر انتقال فرما گئے۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ

(1) سورۃ المدثر کی ابتدائی چند آیات باترجمہ ملاحظہ ہوں۔ ارشاد ہے:

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ قُمْ فَاَنْذِرْ ۙ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۙ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۙ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۙ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۙ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۙ فَاِذَا نُقِرَ فِى النَّاقُوْرِ ۙ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۙ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ۙ (المدثر)

ترجمہ: ''اے چادر لپیٹنے والے محبوب! اٹھیے اور لوگوں کو ڈرائیے۔ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے۔ اور اپنے لباس کو پاک صاف رکھیے اور بتوں سے دور رہئے۔ اور زیادہ لینے کی نیت سے کسی پر احسان نہ کیجئے۔ اور اپنے پروردگار کی رضا کی خاطر صبر کیجئے۔ پھر جب صور پھونکا جائیگا۔ تو وہ دن بڑا سخت ہوگا، کافروں پر آسان نہیں ہوگا''۔ اس دن کی سختی کے خوف سے حضرت زرارہ بن اوفی رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہوگئی اور ان کا انتقال ہوگیا۔ (مترجم)

اللّٰهِ مِنَ الْعُقُوْ بَةِ مَاطَمِعَ بِجَنَّتِهٖ اَحَدٌ وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَاعِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ مَا قَنَطَ مِنْ رَّحْمَتِهٖ'' اگر مومن جان لے کہ اللہ کا عذاب کس قدر ہے تو کوئی جنت کا طمع نہ کرے اور اگر کافر کو معلوم ہو جائے کہ اللہ کی رحمت کتنی وسیع ہے تو وہ اس کی رحمت سے کبھی ناامید نہ ہو۔ (مسلم)

حدیث: حضرت ابوکاہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابو کاہل! کیا میں تمہیں اس فیصلہ کے متعلق خبر نہ دوں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے فرما رکھا ہے؟ میں عرض گذار ہوا: یا رسول اللہ! (ﷺ) کیوں نہیں؟ (ضرور ارشاد ہو)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تمہارے دل کو زندہ رکھے۔ اور اس دن اسے نہ مرنے دے جس دن تمہارا بدن موت سے ہم کنار ہو۔ اے ابوکاہل! جان لو کہ رب العزت اس شخص پر غضب ناک نہیں ہوگا جس کے دل میں اس کا خوف موجود ہو۔ اور اس کا کوئی حصہ بدن آگ نہ کھائے گی۔ اے ابوکاہل! تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہوئے اپنی شرم گاہ کو خفیہ اور علانیہ چھپاتا رہے، اللہ کے ذمہ کرم پر واجب ہے کہ روز قیامت اس کے شرم کے کاموں (گناہوں) کو چھپائے۔ ابوکاہل! یہ بھی جان رکھو کہ جس شخص کے دل میں نماز کی حلاوت داخل ہو جائے حتیٰ کہ وہ نماز کا رکوع اور سجدہ مکمل کیا کرے، تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ قیامت کے روز اس کو راضی فرمادے۔ ابوکاہل! تمہیں علم ہونا چاہیے کہ جو بندہ چالیس دن اور چالیس راتیں جماعت کے ساتھ اس طرح نماز پڑھے کہ تکبیر اولیٰ پائے، اللہ کے ذمہ کرم پر ضروری ہے کہ اس کیلئے دوزخ کی آگ سے براءت لکھ دے۔ اے ابوکاہل! ضرور جان لو کہ جو آدمی رمضان کے علاوہ ہر ماہ تین روزے رکھے گا، اللہ تعالیٰ کے ذمہ حق ہے کہ اسے پیاس کے (قیامت) روز جام نوش کرائے۔ تمہیں ضرور معلوم ہونا چاہیے اے ابوکاہل! کہ جو آدمی اپنی اذیت سے لوگوں کو محفوظ رکھے، اللہ کے ذمہ حق ہے کہ اسے عذاب قبر سے محفوظ کردے۔ ابوکاہل! یہ بھی ضرور علم میں رکھو کہ جو شخص اپنے زندہ یا فوت شدہ والدین کے ساتھ نیکی کرے اللہ کریم کے ذمہ کرم پر واجب ہے کہ روز قیامت اس کو راضی فرمائے۔ میں نے عرض کی: جب کسی کے والدین فوت ہو چکے ہوں تو وہ ان کے ساتھ کیسے نیکی کر سکتا ہے؟ حضور انور ﷺ نے فرمایا: فوت شدہ والدین کے ساتھ نیکی یہ ہے کہ ان کیلئے دعائے مغفرت کرتا رہے، ان کو گالی نہ دے اور کسی کے والدین کو گالی نہ دے کہ وہ اس کے والدین کو گالیاں دے۔ یہ جاننا بھی ضروری ہے اے ابوکاہل! کہ جس شخص نے زکوۃ کا وقت آجانے پر اپنے مال کی زکوۃ ادا کر دی، اللہ کے ذمہ کرم پر واجب ہے کہ اسے انبیاء علیہم السلام کے ساتھیوں میں شامل کر دے۔ اے ابوکاہل! جان لو کہ جس آدمی کی نیکیاں کم ہوں اور گناہ بڑے بڑے ہوں (اور وہ مذکورہ بالا اعمال بجالائے) تو اللہ کے ذمہ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کی (نیکیوں کی) میزان بھاری کر دے۔ ابوکاہل! جان رکھو کہ جو بندہ اپنی بیوی بچوں اور ماتحتوں کیلئے محنت مشقت کرتا ہو، ان میں اللہ کا حکم نافذ کرتا ہو۔ انہیں حلال کھلاتا پلاتا ہو تو اللہ کے ذمہ واجب ہے کہ اسے شہداء کے درجات میں داخل فرمائے۔ اے ابوکاہل! ضرور یاد رکھو کہ جو بندہ ہر روز تین مرتبہ میری محبت میں اور میرے شوق کیلئے مجھ پر درود بھیجتا ہو، ''كَانَ حَقّاً عَلَى اللّٰهِ اَنْ يَّغْفِرَلَهٗ بِكُلِّ مَرَّةٍ ذُنُوْبَ حَوْلٍ'' اللہ کے ذمہ کرم پر

واجب ہے(1) کہ ہر مرتبہ درود بھیجنے کے بدلہ میں اس کے ایک سال کے گناہ بخش دے۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ یہ ساری روایت منکر ہے۔ البتہ اس کتاب میں جا بجا ایسی روایات گذری ہیں جو اس کے بعض حصے کے صحیح ہونے کی شاہد ہیں۔ واللہ اعلم بحالہ۔

حدیث: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم وہ جان لو جو کچھ میں جانتا ہوں تو تم بہت زیادہ روتے رہو اور بہت تھوڑا ہنسنا تمہیں نصیب ہو۔ تم یقیناً پہاڑوں کے راستوں کی طرف نکل جاؤ۔ اللہ کی بارگاہ میں زاری کرتے پھرو، تم نہیں جانتے تمہاری نجات ہوگی یا نہیں۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ○ (الدہر) ''بے شک انسان پر زمانے میں ایک ایسا وقت بھی گذرا ہے جب یہ کوئی قابل ذکر چیز نہیں تھا''۔ پڑھی حتیٰ کہ سورۃ ختم فرمائی پھر ارشاد فرمایا: بلاشبہ میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔ آسمان چر چر کرتا ہے (ایک آواز نکالتا ہے جیسے کوئی چیز چرچراتی ہے) اور اس کو چرچرانا ہی چاہیے۔ (میں آسمان کی یہ آواز بھی سنتا ہوں) آسمان میں ایک قدم رکھنے کی جگہ بھی ایسی نہیں ہے جہاں فرشتے اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے اپنی پیشانیاں رکھے ہوئے نہ ہوں۔ (میں یہ دیکھتا ہوں) اللہ کی قسم، جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جان لو تو بہت تھوڑا ہنسو اور بہت زیادہ روتے رہو۔ اور بستروں پر اپنی بیویوں سے لطف اندوز نہ ہوسکو۔ یقیناً تم جنگل کی راہوں کو نکل جاؤ۔ اللہ کے سامنے زاری کرو۔ اللہ کی قسم میں پسند کرتا ہوں کہ میں ایک درخت ہوتا جسے کاٹ ڈالا جاتا۔

اسے امام بخاری نے مختصراً اور ترمذی نے روایت کیا۔ مگر ترمذی کے الفاظ میں ہے کہ ''مَا فِيْهَا مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ'' آسمان میں چار انگلی کی بھی جگہ ایسی نہیں جہاں فرشتے سجدہ ریز نہ ہوں۔

حاکم نے بھی اسے روایت کیا ہے اور صحیح الاسناد کہا ہے۔ یہ الفاظ حاکم کے ہی ہیں۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک روز) ایسا خطبہ ارشاد فرمایا کہ میں نے پہلے کبھی نہیں سنا تھا۔ اس میں آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم لوگ وہ جان جاؤ جو کچھ میں جانتا ہوں تو تم بہت کم ہنسو اور بہت زیادہ روؤ۔ ''فَغَطّٰى اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُجُوْهَهُمْ لَهُمْ خَنِيْنٌ'' (اس خطبہ شریفہ کا اثر اس قدر ہوا کہ) اصحاب رسول ﷺ و رضی اللہ عنہم نے اپنے چہرے ڈھانپ لئے صرف ان کے رونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ (بخاری و مسلم)

---

(1) اللہ تعالیٰ کی ذات بے نیاز غیر محتاج ہے۔ اس پر کسی کا کچھ واجب نہیں، جسے جو چاہے مرتبہ عطا فرمائے اور جس کی جب اور جیسے چاہے پکڑ فرمالے، کسی کو مجال دم زدن نہیں، نہ کسی قسم کا کوئی دعویٰ کر سکتا ہے۔ حدیث مذکور میں جو بار بار واجب کا لفظ آیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے خود اپنے ذمہ واجب فرمالیا ہے۔ (مترجم)

اور ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ: رسول اللہ ﷺ کو صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف سے کوئی بات پہنچی، تو آپ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ''عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ وَلَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا'' مجھ پر جنت اور دوزخ پیش کی گئی۔ تو میں نے آج کی طرح (جنت کو) اچھی حالت میں اور (دوزخ کو) بری حالت میں نہیں دیکھا اور اگر تم لوگ وہ کچھ جان لو جو میں جانتا ہوں تو بہت تھوڑا ہنسو اور بہت زیادہ روتے رہو۔ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم پر اس سے سخت تر دن کبھی نہیں آیا تھا۔ انہوں نے اپنے سروں کو ڈھانپ لیا جب کہ ان کے رونے کی آوازیں آرہی تھیں۔

حدیث: حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِذَا اقْشَعَرَّ جِلْدُ الْعَبْدِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ تَحَاتَتْ عَنْهُ ذُنُوْبُهٗ كَمَا يَتَحَاتَتُ عَنِ الشَّجَرَةِ الْيَابِسَةِ وَرَقُهَا'' اللہ تعالیٰ کے خوف سے جب بندے کی کھال پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں تو اس کے گناہ یوں گرنے لگتے ہیں جیسے خشک درخت کے پتے گر جاتے ہیں۔

اسے ابوالشیخ نے کتاب الثواب میں اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: اور بیہقی کی ایک روایت میں یوں ہے: فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے کہ سخت ہوا چلنے لگی۔ جس سے درخت پر سے سوکھے پتے گر گئے اور سبز پتے باقی رہ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس درخت کی مثال کیسی ہوسکتی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول جل وعلا ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَثَلُ الْمُؤْمِنِ اِذَا اقْشَعَرَّ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَعَتْ عَنْهُ ذُنُوْبُهٗ وَبَقِيَتْ لَهٗ حَسَنَاتُهٗ'' یہ بندہ مومن کی مثال ہے کہ جب اللہ عزوجل کے خوف سے اس کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تو اس کے گناہ گر جاتے ہیں اور اس کی نیکیاں باقی رہ جاتی ہیں۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (التحریم: 6) ''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے''۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ایک روز یہ آیت اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے سامنے تلاوت فرمائی۔ اسے سن کر ایک نوجوان غش کھا کر گر پڑا۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنا دست رحمت اس کے دل پر رکھا تو ملاحظہ فرمایا کہ اس کا دل دھڑک رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے نوجوان! ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' پڑھو تو اس نے یہ کلمہ پڑھا تو آپ ﷺ نے اسے جنت کی بشارت عطا فرمائی۔ اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! (ﷺ) یہ بشارت ہم میں سے کسی کے لئے بھی ہوسکتی ہے؟ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا: ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾ (ابراہیم) ''یہ بشارت ہر اس شخص

کیلئے جو میرے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا رہا اور میرے عذاب سے خوف زدہ رہا''۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ خَافَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ خَوَّفَ اللّٰهُ مِنْهُ كُلَّ شَيْءٍ وَّ مَنْ لَّمْ يَخَفِ اللّٰهَ خَوَّفَهُ اللّٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ'' جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اس سے خوف زدہ رکھتا ہے۔ اور جو آدمی اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا اللہ تعالیٰ اسے ہر چیز سے ڈراتا رہتا ہے (1)۔ اسے ابوالشیخ نے کتاب الثواب میں روایت کیا۔ اس کا مرفوع ہونا منکر ہے۔

---

(1) کیا خوب فرمایا حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ نے

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ　　　　که گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

''یعنی تو اے انسان! اپنی گردن اپنے خالق کے سامنے جھکا دے۔ دنیا کی ہر چیز تیرے سامنے سرنگوں ہو جائے گی''۔ (مترجم)

ترغیب

اللہ تعالیٰ سے مغفرت ورحمت کی امید (1) اور حسن ظن خصوصاً بوقت موت

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! تو نے جب مجھ سے دعا کی اور مجھ سے امید رکھی تو میں نے تیرے تمام گناہ معاف فرما دیئے اور مجھے اس کی کچھ پروانہیں (میں قادر ہوں سب کچھ کر سکتا ہوں) اے آدم (علیہ السلام) کے فرزند! اگر تیرے گناہ آسمان کی حدوں تک بھی پہنچ جائیں۔پھر تو مجھ سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگے تو میں بخش دوں گا۔ "یَا ابْنَ اٰدَمَ لَوْ اَتَیْتَنِیْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَایَا ثُمَّ لَقِیْتَنِیْ لَا تُشْرِكُ بِیْ شَیْئًا لَاَتَیْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً" اے ابن آدم! اگر تو ساری زمین بھر کے گناہوں کے ساتھ میرے پاس آئے پھر مجھ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو میں زمین بھر بخشش کے ساتھ تیرے پاس آؤں گا۔

---

(1) اللہ غفار وستار نے کلام مجید میں متعدد مقامات پر اپنی مغفرت ورحمت کی بندوں کو امید دلائی ہے اور ناامیدی و مایوسی سے منع فرمایا ہے۔چند آیات باعث تقویت ایمان ملاحظہ ہوں:

نمبر 1:۔اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۚ وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤی اِثْمًا عَظِیْمًا ۝ (النساء)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ اس چیز کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ (باقی تمام گناہ) جسے چاہے بخش دیتا ہے۔اور جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے وہ گناہ عظیم کا ارتکاب کرتا ہے"۔

نمبر 2:۔وَاكْتُبْ لَنَا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَاۤ اِلَیْكَ ؕ قَالَ عَذَابِیْۤ اُصِیْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ (الاعراف)

ترجمہ: "(حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر دعا کی تھی) اے اللہ! ہمارے لئے اس دنیا میں اور آخرت میں بھلائی لکھ دے۔بے شک ہم تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میں جسے چاہوں اپنا عذاب پہنچا دوں اور میری رحمت تو ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔تو عنقریب میں اپنی اس رحمت کو لکھ دوں گا ان لوگوں کیلئے جو ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔اور وہ جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں"۔

نمبر 3:۔وَلَا تَایْــٴَـسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا یَایْــٴَـسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (یوسف)

ترجمہ: "(حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا کہ یوسف وبنیامین علیہما السلام کو تلاش کرو) اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔بے شک اللہ کی رحمت سے مایوس وناامید صرف کافر لوگ ہی ہوتے ہیں"۔

نمبر 4:۔قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ وَاَنِیْبُوْۤا اِلٰی رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ (الزمر)

ترجمہ: "اے حبیب! (ﷺ) آپ فرمائیں کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتیاں کی ہیں اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں۔یقیناً اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔بے شک وہ بہت بخشنے والا بڑا ہی رحم فرمانے والا ہے۔اور لوٹ آؤ اپنے پروردگار کی طرف، اور اسکے سامنے سر تسلیم خم کر دو اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آجائے پھر تمہیں مہلت نہ دی جائے"۔

نمبر 5:۔فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا یُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ ۝ (الانعام)

ترجمہ: "پھر اگر وہ آپ کو جھٹلائیں تو آپ فرما دیں کہ تمہارا پروردگار وسیع رحمت والا ہے۔اور مجرم لوگوں سے اس کا عذاب ٹالا نہیں جا سکتا"۔(مترجم)

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اقدس ﷺ ایک نوجوان کے پاس (عیادت کیلئے) تشریف لائے جو موت وحیات کی کش مکش میں تھا۔ اس سے ارشاد فرمایا: اس وقت کو کیسا پاتے ہو؟ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) اللہ سے (رحمت کی) امید بھی رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں سے خوف بھی کھاتا ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَا يَجْتَمِعَانِ فِيْ قَلْبِ عَبْدٍ فِيْ مِثْلِ هٰذَا الْمَوْطِنِ اِلَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ مَا يَرْجُوْ وَ اٰمَنَهٗ مِمَّا يَخَافُ" ایسے (موت وحیات کی کش مکش کے) موقعہ پر کسی بندہ مومن کے دل میں دونوں (امید وخوف کی) حالتیں جمع ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اس کی امید کے مطابق اسے عطا فرماتا ہے اور جس چیز کا اسے ڈر ہوتا ہے، اس سے مامون ومحفوظ فرما دیتا ہے۔

اسے ترمذی، ابن ماجہ اور ابن ابی الدنیا سب نے بروایت جعفر بن سلیمان الضبعی عن ثابت عن انس روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتا دوں کہ اللہ عزوجل قیامت کے روز اہل ایمان سے سب سے پہلے کیا ارشاد فرمائے گا اور اہل ایمان سب سے پہلے اس کی بارگاہ میں کیا عرض کریں گے؟ ہم عرض گذار ہوئے: جی ہاں، یارسول اللہ! ﷺ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل مومنین سے فرمائے گا: کیا میری ملاقات تم لوگوں کو پسند تھی؟ وہ عرض کریں گے: ہاں، ہمارے پروردگار (پسند تھی)۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیگا: کیوں؟ وہ عرض گذار ہوں گے: اس لئے کہ ہم تیری طرف سے معافی اور تیری مغفرت کی امید رکھتے تھے۔ اس پر اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: "قَدْ وَجَبَتْ لَكُمْ مَغْفِرَتِيْ" جاؤ تمہارے لئے میری مغفرت واجب ہوگئی ہے۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے عبید اللہ بن زحر کی روایت سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: "اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَاَنَا مَعَهٗ حَيْثُ يَذْكُرُنِيْ"۔ الحدیث۔ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوتا ہوں۔ (وہ میرے بارے میں جیسا گمان کرتا ہے میں ویسا ہی اس کے ساتھ سلوک کرتا ہوں۔ الحمد للہ ہر مسلمان کو اپنے گناہوں سے خوف کے ساتھ ساتھ اللہ کی رحمت ومغفرت کا گمان ہی نہیں بلکہ پکا یقین ہے) اور جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں (اپنی رحمت لئے) اس کے پاس ہوتا ہوں۔

اسے بخاری ومسلم رحمہما اللہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا فرمان شریف ہے: "حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ" (اللہ کے ساتھ) حسن ظن عبادت کے حسن میں سے ہے۔

اسے ابوداؤد وابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ یہ الفاظ ان دونوں حضرات کے ہیں۔ نیز ترمذی وحاکم نے بھی اسے روایت کیا۔ ان کے الفاظ ہیں: "اِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ عِبَادَةِ اللّٰهِ" "بے شک حسن ظن اللہ کی عبادت کے حسن میں سے ہے"۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو وفات سے تین روز پہلے ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''لَا يَمُوْتَنَّ اَحَدُكُمْ اِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ''، تم میں سے جو بھی فوت ہو تو اس حالت میں فوت ہو کہ اللہ عزوجل کے ساتھ حسن ظن رکھتا ہو۔

اسے مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت حیان ابی النضر سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ میں اپنے گھر سے حضرت یزید بن اسود کی بیمار پرسی کیلئے نکلا تو حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی۔ وہ بھی انہیں کی بیمار پرسی کیلئے جا رہے تھے۔ ہم حضرت یزید بن اسود کے ہاں داخل ہوئے۔ جب انہوں نے حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو اپنا ہاتھ بڑھایا اور اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا۔ حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے۔ یہاں تک کہ آگے بڑھ کر بیٹھ گئے۔ حضرت یزید نے حضرت واثلہ کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر اپنے چہرے پر رکھ لیا۔ تو حضرت واثلہ ان سے فرمانے لگے: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیسا گمان رکھتے ہو؟ وہ کہنے لگے: اللہ کی قسم، اللہ کے ساتھ تو میرا گمان حسن ہے۔ (بہت اچھا ہے) واثلہ نے فرمایا: پھر تمہیں بشارت ہو، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ اِنْ ظَنَّ خَيْرًا فَلَهٗ وَاِنْ ظَنَّ شَرًّا فَلَهٗ''، میں اپنے بندے کے ساتھ ایسا ہی کرتا ہوں جیسا وہ میرے متعلق گمان رکھتا ہے۔ اگر اچھا گمان رکھتا ہو تو اس کیلئے وہی کچھ ہے۔ اور اگر برا گمان کرتا ہے تو اس کے ساتھ وہی کچھ ہوتا ہے۔

اسے امام احمد، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: ''وَالَّذِیْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ لَا يُحْسِنُ عَبْدٌ بِاللّٰهِ الظَّنَّ اِلَّا اَعْطَاهُ ظَنَّهٗ وَذَالِكَ بِاَنَّ الْخَيْرَ فِیْ يَدِهٖ''، قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جو بندہ اللہ کے ساتھ حسن ظن رکھتا ہو تو اللہ اسے اس کے ظن کے مطابق عطا فرما دیتا ہے اور یہ اس لئے ہے کہ بھلائی تو اسی کے دست قدرت میں ہے۔

اسے طبرانی نے موقوفاً روایت کیا ہے۔ اور اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں سوائے اعمش کے جنہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ ایک بندے کو دوزخ کا حکم دے دے گا۔ جب وہ جا کر دوزخ کے کنارے پر کھڑا ہو جائے گا تو مڑ کر دیکھے گا اور عرض کرے گا: اللہ کی قسم، اے میرے پروردگار! کیا میں تیرے ساتھ حسن ظن نہیں رکھتا تھا؟ تو اللہ عزوجل فرمائے گا: ''رُدُّوْهُ اَنَا عِنْدَ حُسْنِ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ''، (فرشتو!) اسے واپس (جنت کی طرف) لے جاؤ۔ میں اپنے بندے کے ساتھ وہی کرتا ہوں جو وہ میرے بارے میں گمان رکھتا ہے۔

اسے بیہقی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک آدمی سے روایت کیا ہے۔ جس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماعت نہیں کی۔

کتاب الجنائز

ترغیب

اللہ تعالیٰ سے معافی اور خیر و عافیت کا سوال کرنا

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی انور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوا! یا رسول اللہ! (ﷺ) کون سی دعا سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سَلْ رَبَّكَ الْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ'' اپنے رب سے دنیا و آخرت میں خیر و عافیت اور صحت و تندرستی کا سوال کیا کرو۔ پھر وہ سائل دوسرے دن حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ! (ﷺ) کون سی دعا افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے وہی پہلا جواب عطا فرمایا۔ پھر وہ شخص تیسرے روز بھی آ حاضر ہوا اور وہی پہلے جیسا سوال عرض کر دیا۔ تو حضور انور ﷺ نے فرمایا: ''فَإِذَا أُعْطِيتَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَأُعْطِيتَهَا فِي الْآخِرَةِ فَقَدْ أَفْلَحْتَ'' جب تجھے دنیا میں خیر و عافیت عطا فرما دی گئی اور آخرت میں بھی دے دی جائے تو یقیناً تم بامراد ہو گئے۔

اسے ترمذی اور ابن ابی الدنیا نے سلمہ بن وردان عن انس کی حدیث سے روایت کیا۔ ترمذی نے اسے حدیث حسن کہا اور یہ الفاظ انہیں کے ہیں۔

حدیث: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ منبر پر کھڑے ہوئے پھر رونے لگے۔ اور پھر فرمایا: پہلے سال رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان منبر شریف پر کھڑے ہوئے پھر رو پڑے اور فرمایا: ''سَلُوا اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فَإِنَّ أَحَدًا لَمْ يُعْطَ بَعْدَ الْيَقِينِ خَيْرًا مِنَ الْعَافِيَةِ'' (لوگو!) اللہ تعالیٰ سے معافی اور خیر و عافیت کا سوال کیا کرو کیونکہ کسی شخص کو (ایمان و) یقین کے بعد خیر و عافیت سے بہتر کوئی چیز عطا نہیں فرمائی گئی۔

اسے امام ترمذی نے بروایت عبد اللہ بن محمد بن عقیل روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ نیز اسے نسائی نے بھی متعدد طرق سے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے روایت کیا ان میں سے ایک اسناد صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندہ جو دعائیں کرتا ہے ان میں ''اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ'' (اے میرے خدا! میں تجھ سے معافی اور خیر و عافیت کا سوال کرتا ہوں) سے بہتر کوئی دعا نہیں ہے۔ اور ایک روایت میں دعا کے الفاظ یہ آئے ہیں: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ'' اے میرے پروردگار! تجھ سے میں دنیا و آخرت میں خیریت و تندرستی کا سوال کرتا ہوں۔

اسے ابن ماجہ نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو مالک اشجعی اپنے والد محترم رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ! (ﷺ) میں جب اپنے رب کی بارگاہ میں دست سوال دراز کیا کروں تو کیسے عرض کیا کروں؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہا کرو: "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَ عَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ" (اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے عافیت دے اور مجھے رزق (حلال) نصیب فرما) اور آپ ﷺ نے اپنی انگشتان مبارکہ کو سوائے انگوٹھے کے اکٹھا فرما لیا (اور فرمایا) پس یہ طریقہ تمہارے لئے دنیا و آخرت کا جامع ہوگا۔ (مسلم)

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ نبی انور ﷺ نے فرمایا: اے عباس، اے نبی ﷺ کے چچا! دعا میں خیر و عافیت کا اکثر سوال کرتے رہا کرو۔

اسے ابن ابی الدنیا اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث امام بخاری کی شرائط پر صحیح ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اَلدُّعَاءُ لَا یُرَدُّ بَیْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ" اذان اور اقامت کے درمیان کی جانے والی دعا رد نہیں کی جاتی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: تو یا رسول اللہ! (ﷺ) ہم کیا دعا کیا کریں؟ ارشاد فرمایا: "سَلُوا اللّٰهَ الْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ" اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت میں عافیت کا سوال کیا کرو۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور حدیث حسن کہا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "مَا سُئِلَ اللّٰهُ شَیْئًا اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنَ الْعَافِیَةِ" عافیت سے زیادہ محبوب کسی چیز کا اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کیا گیا۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا: حدیث غریب ہے۔ ابن ابی الدنیا اور حاکم نے بھی اسے روایت کیا اور حاکم نے صحیح الاسناد بھی کہا۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! (ﷺ) آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں، اگر میں لیلۃ القدر معلوم کرلوں تو کیا دعا مانگوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دعا مانگا کرو: "اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ" اے میرے پروردگار! بے شک تو معاف فرمانے والا ہے، معاف کرنے کو پسند کرتا ہے تو تو مجھے معاف فرما دے۔

اسے ترمذی اور حاکم نے روایت کیا۔ ترمذی نے فرمایا: حدیث حسن صحیح ہے اور حاکم نے فرمایا: بخاری و مسلم کی شرائط پر صحیح ہے۔

ترغیب

کسی مبتلائے تکلیف کو دیکھ کر کیا پڑھا جائے؟

حدیث: حضرت عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی مصیبت زدہ (بیمار، تنگ دست، پریشان حال وغیرہ) کو دیکھے تو یہ پڑھ لے: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا'' تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے مجھے اس مصیبت سے عافیت دی جس میں تجھے مبتلا کیا اور مجھے اپنی مخلوق میں بہت سے افراد پر فضیلت دی۔ یہ دعا پڑھنے والے کو یہ مصیبت نہیں پہنچے گی۔ (مصیبت زدہ کے پاس یہ دعا آہستہ پڑھی جائے ورنہ اسے روحانی کوفت ہو سکتی ہے)۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور حدیث حسن غریب کہا۔ ابن ماجہ نے اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے اور بزار نے اور طبرانی نے صغیر میں صرف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ جس میں یہ الفاظ بھی ہیں: ''فَاِذَا قَالَ ذَالِكَ شَكَرَ تِلْكَ النِّعْمَةَ'' جب دیکھنے والا یہ الفاظ کہہ لے تو اس نعمت (مصیبت سے عافیت) کا شکریہ اس نے ادا کر لیا۔

ترغیب

صبر کی فضیلت خصوصاً اس شخص کیلئے جو کسی جانی یا مالی مصیبت میں (1) مبتلا ہو مصیبت، بیماری اور بخار کی فضیلت نیز جس کی نظر جاتی رہی ہو اس کا ثواب

حدیث: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صفائی نصف ایمان ہے۔ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' (کے الفاظ) میزان کو (ثواب سے) بھر دیں گے۔ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ'' اور ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' دونوں یا ان میں سے ہر ایک آسمان و زمین کے درمیان کو (اجر و ثواب سے) بھر دیں گے۔ نماز ایک نور ہے (دنیا میں نور

---

(1) رب العالمین کی طرف سے آنے والے مصائب و آلام پر صبر کرنا بڑے اجر و ثواب کا باعث ہے۔ ایسے مواقع پر صبر کرنے والوں کی تعریف و توصیف خود خلاق عالم اپنے کلام مجید میں فرماتا ہے:

نمبر 1:۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (البقرہ)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! مدد طلب کیا کرو (اللہ سے) صبر اور نماز کے ذریعے۔ بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''۔

نمبر 2:۔ وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌۙ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَؕ اُولٰٓىٕكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ۫ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ (البقرہ)

ترجمہ: ''اور ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے کچھ خوف سے اور کچھ بھوک سے اور جانوں اور مالوں میں کمی کرنے سے۔ اور (اے حبیب ﷺ! ان مصائب و امتحانات میں) صبر کرنے والوں کو (جنت کی) بشارت دیں۔ یہ (صبر کرنے والے) وہ لوگ ہیں کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم صرف اللہ ہی کے ہیں اور بے شک ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ یہی وہ (خوش نصیب) لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے نوازشیں اور رحمت ہوتی ہے۔ اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں''۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ہدایت ہے اور قیامت میں نورنجات ہوگا) صدقہ برہان (صدقہ دینے والے کے صاحب ایمان ہونے پر دلیل قوی) ہے۔"وَ الصَّبْرُ ضِيَآءٌ" اور صبر ایک روشنی ہے۔ اور قرآن تیرے حق میں (اگر اس پر تو نے عمل کیا تو) یا تیرے خلاف (اگر تو نے اس پر عمل نہ کیا) حجت ہے۔ ہر انسان صبح کرتا ہے تو اپنی جان کو (اعمال کے ذریعہ) خریدنے والا ہوتا ہے۔ اب یا تو (نیک اعمال کے ذریعے دوزخ سے) اسے آزاد کروالیتا ہے یا پھر (اعمال بد سے) اسے ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔ (مسلم)

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وَمَنْ يَّتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَا أُعْطِيَ اَحَدٌ عَطَآءً خَيْرًا وَّ اَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ" جو بندہ صبر کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔ اور کسی شخص کو صبر سے بہتر اور وسیع عطیہ نہیں دیا گیا۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا۔ پوری حدیث سوال کے باب میں گذر چکی ہے۔ نیز حاکم نے بھی اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مختصراً روایت کیا ہے۔ الفاظ ہیں: "مَا رَزَقَ اللّٰهُ عَبْدًا خَيْرًا لَّهٗ وَلَا اَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ" اللہ نے کسی بندے کو صبر سے بہتر اور بڑا رزق نہیں عطا فرمایا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: چار چیزیں کسی کو نصیب ہو جائیں تو تعجب ہے۔ (یعنی ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ یہ چاروں بیک وقت کسی کو نصیب ہو جائیں)۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) نمبر 3:۔ جنگ احد میں مسلمانوں پر آنے والے مصائب و تکالیف کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے:

وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿ (آل عمران)

ترجمہ: "(یہ مصائب و آلام تم پر اس لئے آئے تھے) تا کہ اللہ تعالیٰ آزمالے جو کچھ تمہارے سینوں میں تھا اور صاف کردے (میل کچیل) جو تمہارے دلوں میں تھی۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے سینوں کے رازوں کو خوب جاننے والا ہے"۔

نمبر 4:۔ لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۣ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿ (آل عمران)

ترجمہ: "تم ضرور بالضرور آزمائے جاؤ گے اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اور یقیناً تمہیں سننا پڑیں گی اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) سے اور مشرکین سے بہت سی اذیت ناک باتیں۔ اور اگر تم (ان کفار و مشرکین کی تکلیف دہ اور اذیت ناک باتوں پر) صبر کرو اور پرہیز گاری اختیار کئے رہو تو بے شک یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے"۔

نمبر 5:۔ الٓمّٓ ﴿ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ﴿ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ﴿ (العنکبوت)

ترجمہ: "الف۔ لام۔ میم۔ کیا لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ انہیں صرف اتنی سی بات پر چھوڑ دیا جائیگا کہ وہ کہیں ہم پر ایمان لے آئے ہیں اور انہیں آزمایا نہیں جائیگا؟ اور بے شک ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو بھی آزمایا تھا۔ پس اللہ ضرور دیکھے گا انہیں جو سچے تھے (اور جو صابر و ثابت قدم تھے تا کہ انہیں جزا عطا فرمائے) اور انہیں بھی ضرور دیکھے گا جو جھوٹ بولنے والے تھے (تا کہ انہیں سزا دے)"۔

نمبر 6:۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿ (العنکبوت)

"اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے ہم انہیں ضرور جنت کے بالا خانوں میں ٹھہرائیں گے۔ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی وہ وہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ کتنا عمدہ بدلہ ہے نیک عمل کرنے والوں کا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے صبر کیا اور یہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں"۔ (مترجم)

نمبر 1 صبر، حالانکہ یہ سب سے پہلی عبادت ہے۔ نمبر 2 عجز و انکساری۔ نمبر 3 اللہ تعالیٰ کی یاد اور نمبر 4 ضروریات زندگی کی قلت (یعنی قناعت)۔

اسے طبرانی اور حاکم نے بروایت عوام بن جویریہ روایت کیا اور حاکم نے صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زہد (یعنی دنیا سے بے رغبتی) حلال کو حرام کرنے اور مال کو ضائع کر دینے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ دنیا میں زہد یہ ہے کہ جو کچھ تیرے پاس (مال و دولت) ہے وہ تیرے لئے اس سے زیادہ باا عتماد نہ ہو جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ (یعنی تیرا اعتماد و بھروسہ اپنے مال و دولت کی بجائے اللہ تعالیٰ کے خزانوں پر ہو) اور یہ کہ تو مصیبت کے اجر و ثواب (کے حصول کی کوشش) میں لگا رہے۔ جب تجھے مصیبت پہنچے تو تیری رغبت ہو کہ یہ مصیبت تیرے لئے باقی رہے (تاکہ تیرا اجر و ثواب جاری رہے)۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ (لیکن ترمذی میں یہ روایت حضرت انس کی بجائے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہما سے ہے۔ ترمذی ابواب الزہد)۔

حدیث: حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اَلصَّبْرُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ وَالْیَقِیْنُ الْاِیْمَانُ کُلُّہٗ" صبر نصف ایمان ہے اور یقین پورے کا پورا ایمان ہے۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔ اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ یہ روایت موقوف ہے اور بعض نے اسے مرفوع بھی بیان کیا ہے۔

حدیث: حضرت جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اَلصَّبْرُ مِعْوَلُ الْمُسْلِمِ" صبر مسلمان کی ڈھال ہے۔ (جس سے وہ مصائب و آلام کا مقابلہ کرتا ہے)۔

اسے رزین العبدری نے روایت کیا۔ میں (مصنف) نے اسے کہیں نہیں دیکھا۔

حدیث: حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ مومن کا معاملہ عجیب ہے۔ اس کا سارے کا سارا معاملہ خیر ہی خیر ہے۔ اور یہ مومن ہی کیلئے خاص ہے کسی اور کو نصیب نہیں۔ "اِنْ اَصَابَتْہُ سَرَّآءُ شَکَرَ فَکَانَ خَیْرًا لَّہٗ وَاِنْ اَصَابَتْہُ ضَرَّآءُ صَبَرَ فَکَانَ خَیْرًا لَّہٗ" اگر اسے کوئی خوشی نصیب ہو تو اللہ کا شکر کرتا ہے یہ بھی اس کیلئے بہتر ہے اور اگر کوئی تکلیف پہنچے تو صبر کرتا ہے یہ بھی اس کیلئے اچھا ہی ہوتا ہے۔ (مسلم)

حدیث: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ عزوجل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: اے عیسیٰ! (علیہ السلام) یقیناً تمہارے بعد میں ایک ایسی امت پیدا فرمانے والا ہوں کہ اگر انہیں ان کی محبوب چیزیں ملیں گی تو وہ اللہ کی حمد کیا کریں گے۔ اور اگر ناپسندیدہ مصائب پہنچیں گے تو وہ اس پر ثواب کی امید کرتے ہوئے صبر کریں گے۔ حالانکہ نہ وہ بردبار ہوں گے نہ علم والے۔ اس پر عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: (حلم و علم کے بغیر) یہ سب کیسے ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اُعْطِیْھِمْ مِّنْ حِلْمِیْ وَ عِلْمِیْ" میں اپنے حلم اور علم

سے کچھ حصہ ان کو عطا فرمادوں گا۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث بخاری کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

حدیث: حضرت سخبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس بندے کو کوئی نعمت ملی تو اس نے شکریہ ادا کیا، مصیبت میں مبتلا ہوا تو صبر کیا، گناہ کر بیٹھا تو گناہ کی معافی مانگ لی اور اس پر کسی نے زیادتی کی تو اس نے معاف کر دیا۔ یہ فرما کر حضور انور ﷺ خاموش ہو گئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) اس کے لئے کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾ (انعام) انہی لوگوں کو (روز قیامت، قیامت کی سختیوں سے) امن نصیب ہوگا اور یہی ہدایت یافتہ ہیں۔ (طبرانی)

حدیث: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کی مثال کھیتی کے خوشے کی سی ہے کہ اسے ہوا جھونکے دیتی رہتی ہے۔ کبھی گرا دیتی ہے اور کبھی سیدھا کھڑا کر دیتی ہے۔ (اسی طرح مومن پر مصائب آتے رہتے ہیں) یہاں تک کہ وہ خشک ہو جاتا ہے۔ (یعنی پک جاتا ہے ایسے ہی مومن موت سے ہم کنار ہو کر واصل بحق ہو جاتا ہے)۔

ایک اور روایت میں یوں ہے کہ: (بندہ مومن کو مصائب پہنچتے رہتے ہیں) یہاں تک کہ اس کا وقت اجل آ جاتا ہے۔ اور کافر کی مثال صنوبر کے درخت کی طرح ہے کہ وہ اپنی جڑ پر اکڑا کھڑا رہتا ہے۔ کوئی چیز اسے ہلا نہیں سکتی حتیٰ کہ (کسی وقت) وہ جڑ سے اکھڑ کر گر پڑتا ہے۔ (مسلم)

(علاوہ ازیں اسی مفہوم کی ایک حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مسلم اور ترمذی نے روایت کی جسے ترمذی نے حدیث حسن صحیح کہا)۔

حدیث: حضرت مصعب بن سعد اپنے والد گرامی رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) سب سے زیادہ سخت آزمائش کن لوگوں کی ہوتی ہے؟ ارشاد فرمایا: انبیاء (علیہم السلام) کی۔ پھر درجہ بدرجہ (جتنا قرب الٰہی زیادہ اتنی آزمائش سخت) آدمی کی آزمائش اس کے دین کے مطابق ہوتی ہے۔ اگر اس کا دین مضبوط ہو تو آزمائش سخت ہوگی اور اگر اس کا دین کمزور ہو تو آزمائش بھی اس کے دین کے مطابق (نرم) ہوگی۔ ''فَمَا يَبْرَحُ الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ حَتّٰى يَمْشِيَ عَلَى الْاَرْضِ وَمَا عَلَيْهِ خَطِيْئَةٌ'' بندہ پر آزمائش آتی رہتی ہے۔ (اور اس سے اس کے گناہ معاف ہوتے رہتے ہیں) حتیٰ کہ وہ زمین پر اس حال میں چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

اسے ابن ماجہ، ابن ابی الدنیا اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا کہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ ﷺ کو سخت بخار تھا اور آپ ایک کمبل اوڑھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کمبل کے اوپر اپنا ہاتھ رکھا اور عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! (ﷺ) آپ کو کس قدر شدید بخار ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہم (انبیاء علیہم السلام) پر ایسے ہی سخت تکالیف آیا کرتی ہیں

اورہمیں ان پر دوگنا اجر ملتا ہے۔ پھر انہوں (ابوسعید رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) سب سے زیادہ سخت تکلیفیں کن لوگوں پر آتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: انبیاء (علیہم السلام) پر۔ وہ عرض کرنے لگے: ان کے بعد کن پر؟ فرمایا: (باعمل) علماء پر۔ وہ عرض گذار ہوئے: پھر ان کے بعد؟ ارشاد فرمایا: پھر نیک بندوں پر۔ ان میں سے کسی کو جوؤں میں مبتلا کر دیا جاتا ہے حتیٰ کہ انہیں مارتا ہے اور کسی کو غربت وتنگ دستی کی آزمائش میں ڈال دیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ سوائے پہننے کی ایک چادر کے اپنے پاس کچھ نہیں پاتا "وَلَاَحَدُهُمْ كَانَ اَشَدَّ فَرَحًا بِالْبَلَآءِ مِنْ اَحَدِكُمْ بِالْعَطَآءِ" اور بے شک ان میں سے ہر کوئی مصیبت کے آنے پر اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا کہ تم میں سے کوئی نعمت ملنے پر خوش ہوتا ہے۔ (کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس سے اس کی خطائیں معاف ہو جائیں گی)۔ اسے ابن ماجہ نے، ابن ابی الدنیا نے کتاب المرض و الکفارات میں اور حاکم نے روایت کیا۔ حاکم نے کہا کہ یہ حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے اور اس کے شواہد بہت زیادہ ہیں۔ یہ الفاظ حاکم کے ہیں۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "يَوَدُّ اَهْلُ الْعَافِيَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِيْنَ يُعْطٰى اَهْلُ الْبَلَآءِ الثَّوَابَ لَوْ اَنَّ جُلُوْدَهُمْ كَانَتْ قُرِضَتْ بِالْمَقَارِيْضِ" قیامت کے روز جب اہل مصائب کو (ان کے مصائب پر) ثواب عطا فرمایا جائے گا تو امن وسکون میں رہنے والے لوگ تمنا کریں گے کہ کاش ان کی کھالیں قینچیوں کے ساتھ کاٹی جاتیں۔ اسے ترمذی اور ابن ابی الدنیا نے بروایت عبدالرحمٰن بن مغراء روایت کیا۔ بقیہ راوی ثقہ ہیں اور ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ نیز طبرانی نے اسے کبیر میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کیا۔ اس میں ایک راوی کا نام مذکور نہیں۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی انور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن شہید پیش کیا جائے گا اور حساب وکتاب کیلئے روک لیا جائے گا۔ پھر صدقہ کرنے والے کو لایا جائے گا اور حساب کیلئے کھڑا کیا جائے گا۔ پھر (دنیا میں) مصائب اٹھانے والوں کو حاضر کیا جائے گا تو ان کیلئے میزان نصب نہ کی جائے گی اور نہ عدالت لگائی جائے گی۔ "فَيُصَبُّ عَلَيْهِمُ الْاَجْرُ صَبًّا حَتّٰى اِنَّ اَهْلَ الْعَافِيَةِ لَيَتَمَنَّوْنَ فِي الْمَوْقِفِ اَنَّ اَجْسَادَهُمْ قُرِضَتْ بِالْمَقَارِيْضِ مِنْ حُسْنِ ثَوَابِ اللّٰهِ" پھر ان پر اجر وثواب کی زبردست بارش کی جائیگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم ثواب کو دیکھ کر امن وعافیت والے لوگ میدان حشر میں تمنا کریں گے کہ کاش ان کے جسم قینچیوں کے ساتھ کاٹے جاتے۔

اسے طبرانی نے کبیر میں بروایت مجاعہ بن زبیر روایت کیا۔ جن کو ثقہ قرار دیا گیا ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو محبوب بنالیتا ہے یا چاہتا ہے کہ اسے (گناہوں سے) صاف پاک کردے تو اس پر بلاؤں کی بارش کرتا ہے اور پانی کی طرح اس پر (مصائب) بہا دیتا ہے۔ پھر جب یہ بندہ پکار کر عرض کرتا ہے: اے میرے پالنے والے! تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "لَبَّيْكَ يَا عَبْدِيْ لَا تَسْئَلُنِيْ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَيْتُكَ اِمَّا اَنْ اُعَجِّلَهٗ لَكَ وَ اِمَّا اَنْ اَدَّخِرَهٗ لَكَ" اے میرے بندے! میں

تیرے پاس موجود ہوں۔ تو جو کچھ بھی مجھ سے مانگے گا میں تجھے ضرور عطا کر دوں گا۔ یا تو (اسی دنیا میں) تجھے جلد دوں گا یا پھر (آخرت میں) تیرے لئے ذخیرہ کر دوں گا۔ اسے ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّصِبْ مِنْہُ" اللہ تعالیٰ جس بندے کے ساتھ بہتری و بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، تو اس پر مصیبتیں نازل فرما دیتا ہے۔

اسے امام مالک و بخاری نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی قوم سے محبت فرماتا ہے تو اس کے افراد کو (مصائب و آلام میں) مبتلا کر دیتا ہے۔ "فَمَنْ صَبَرَ فَلَہُ الصَّبْرُ وَمَنْ جَزِعَ فَلَہُ الْجَزَعُ" تو جو کوئی صبر کرے اس کیلئے صبر (کا ثواب) ہے اور جو کوئی بے صبری کا اظہار کرے، اس کیلئے بے صبری (کا گناہ) ہے۔

اس کو امام احمد نے روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ محمود بن لبید رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی زیارت تو کی ہے لیکن ان کی آپ ﷺ سے سماعت میں اختلاف ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اقدس ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اِنَّ عِظَمَ الْجَزَآءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَآءِ وَ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اِذَا اَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاھُمْ فَمَنْ رَضِیَ فَلَہُ الرِّضَا وَ مَنْ سَخِطَ فَلَہُ السُّخْطُ" بے شک بڑا ثواب بڑی آزمائشوں پر ملتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت فرماتا ہے تو اس کے افراد کو مبتلائے مصائب کر دیتا ہے۔ اب جو (ان مصائب پر) راضی رہے اس کیلئے (اللہ کی) رضا ہے اور جو ناراض ہو اس کیلئے (اللہ کی) ناراضگی ہے۔

اسے ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے اسے حدیث حسن غریب کہا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی آدمی کا اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک خاص مرتبہ ہوتا ہے جسے وہ آدمی اپنے عمل کے ذریعے نہیں پا سکتا تو اللہ تعالیٰ اسے مصائب و تکالیف میں مبتلا کئے رکھتا ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اسے اس مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے۔

اسے ابویعلیٰ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت محمد بن خالد اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان کے دادا کو صحابی رسول ﷺ ہونے کا شرف حاصل تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: بندے کیلئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے جب کوئی ایسا مرتبہ مقدر فرما دیا جاتا ہے جسے وہ اپنے عمل کے ذریعے نہیں پا سکتا تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے جسم یا مال یا اولاد کے بارے میں مبتلائے مصیبت کر دیتا ہے پھر وہ بندہ صبر اختیار کرتا ہے یہاں تک کہ یہ صبر اسے اس مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے جو اللہ عزوجل کی جانب سے اس کیلئے مقدر فرمایا گیا ہوتا ہے۔

اسے امام احمد، ابوداؤد، ابویعلیٰ اور طبرانی نے کبیر و اوسط میں روایت کیا۔ محمد بن خالد سے سوائے ابوالملیح الرقی کے کسی

نے روایت نہیں کی۔ اور خالد سے بھی صرف ان کے بیٹے محمد نے ہی روایت کی ہے۔ واللہ اعلم

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل فرشتوں سے ارشاد فرماتا ہے: میرے (فلاں) بندے کے پاس جاؤ اور اس پر خوب مصائب و بلیات ڈال دو۔ (تم دیکھو گے کہ) وہ پھر بھی اللہ کی حمد ہی کرتا رہے گا۔ (فرشتے جاتے ہیں مصائب و آلام میں اسے مبتلا کرتے ہیں وہ اس کے باوجود حمد الٰہی میں مشغول رہتا ہے)۔ تو فرشتے واپس آ کر عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہم نے اس پر اچھی طرح آفات و بلیات ڈالیں جیسے تو نے ہمیں ارشاد فرمایا تھا۔ (مگر وہ تو تیری حمد و ثناء میں ہی لگا رہا) اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اِرْجِعُوْا فَاِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَ صَوْتَهٗ'' فرشتو! لوٹ جاؤ، کیونکہ میں اس کی آواز کو سننا محبوب رکھتا ہوں۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔

حدیث: اور انہی (حضرت ابو امامہ) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کو مصیبت میں ڈال کر پرکھتا ہے جیسے کہ تم میں سے کوئی سونے کو آگ میں ڈال کر پرکھتا ہے۔ (مصیبت میں پڑنے کے بعد) اب یا تو کوئی خالص سونے کی طرح نکلتا ہے۔ اور یہ وہ شخص ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے شبہ والی چیزوں سے بھی بچائے رکھا۔ کوئی اس سے کم درجہ نکلتا ہے اور یہ وہ ہے جو بعض شک والی چیزوں میں پڑ جاتا ہے، اور کچھ وہ ہوتے ہیں جو اس سیاہ سونے کی مثل نکلتے ہیں یہ وہ ہیں جو فتنوں کا شکار ہو گئے۔

اسے بھی طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَلْمُصِیْبَةُ تُبَیِّضُ وَجْهَ صَاحِبِهَا یَوْمَ تَسْوَدُّ الْوُجُوْهُ'' مصیبت، صاحب مصیبت کے چہرے کو اس (قیامت کے) روز سفید و روشن کرے گی جس دن چہرے سیاہ ہوں گے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نبی مکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مَا یُصِیْبُ الْمُؤْمِنَ مِنْ نَصَبٍ وَّلَا وَصَبٍ وَّلَا هَمٍّ وَّ لَا حَزَنٍ وَّلَا اَذًی وَّلَا غَمٍّ حَتّٰی الشَّوْكَةُ یُشَاكُهَا اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَایَاهُ'' بندہ مومن کو جو بھی کوئی تکلیف، بیماری، پریشانی، رنج، اذیت اور غم پہنچتا ہے حتیٰ کہ جو کانٹا اسے چبھ جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے اس کے گناہ مٹا دیتا ہے۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔ مسلم کے الفاظ یہ ہیں: ''مَا یُصِیْبُ الْمُؤْمِنَ مِنْ وَّصَبٍ وَّلَا نَصَبٍ وَّلَا سَقَمٍ وَّلَا حُزْنٍ حَتّٰی الْهَمِّ یَهُمُّهٗ اِلَّا كُفِّرَ بِهٖ مِنْ سَیِّئَاتِهٖ'' مومن کو جب بھی کوئی بیماری، تکلیف، مرض اور ملال لاحق ہوتا ہے یہاں تک کہ پریشانی جو اسے پریشان کر دیتی ہے اس سے اس کی خطائیں مٹائی جاتی ہیں۔ اور اسے ابن ابی الدنیا نے

بھی اکیلے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور ان کی ایک اور روایت میں یوں ہے: ''مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يُشَاكُ بِشَوْكَةٍ فِي الدُّنْيَا يَحْتَسِبُهَا إِلَّا قُصَّ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ'' جس مومن کو دنیا میں کوئی کانٹا بھی چبھا جس پر اس نے صبر کیا تو قیامت کے روز اس کے بدلہ میں اس کی خطائیں مٹادی جائیں گی۔

حدیث: حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا جبکہ ایک طبیب ان کی پشت کے پھوڑے کا علاج معالجہ کر رہا تھا۔ اور آپ تکلیف کا اظہار کر رہے تھے۔ تو میں نے ان سے کہا: اگر ہم میں سے کوئی نوجوان ایسا کرتا تو ہم اس کا مذاق اڑاتے۔ اس پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس بات پر کوئی خوشی نہیں پاتا کہ یہ تکلیف مجھے نہ ہو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى مِّنْ جَسَدِهٖ إِلَّا كَانَ كَفَّارَةً لِّخَطَايَاهُ'' جس مسلمان کو اس کے جسم میں کوئی اذیت پہنچے وہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائیگی۔

اسے ابن ابی الدنیا نے روایت کیا۔ اور امام احمد نے اسے ان سے ایسی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے جس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ مگر ان کے الفاظ اس طرح ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''مَا مِنْ شَيْءٍ يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ فِي جَسَدِهٖ يُؤْذِيهِ إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهٖ عَنْهُ مِنْ سَيِّئَاتِهٖ'' جس چیز نے بھی مومن کو اس کے جسم میں اذیت پہنچائی اللہ اس کے بدلہ اس کی خطائیں مٹادے گا۔

نیز اسے طبرانی اور حاکم نے بھی روایت کیا اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط پر صحیح ہے۔

حدیث: ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی ہے: ''مَا مِنْ مُّصِيبَةٍ تُصِيبُ الْمُسْلِمَ إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا حَتَّى الشَّوْكَةُ يُشَاكُهَا'' جو مصیبت بھی مسلمان کو پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کے گناہ معاف فرماتا ہے۔ یہاں تک کہ جو کانٹا بھی اسے چبھ جائے (وہ بھی کفارہ سیأت ہوتا ہے)۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا۔ مسلم کی ایک روایت میں ہے: ''لَا يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا نَقَصَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطِيئَتِهٖ'' بندہ مومن کو جو کانٹا چبھتا ہے یا اس سے بھی چھوٹی کوئی تکلیف پہنچتی ہے اس کے بدلہ میں اللہ اس کے گناہوں کو کم کر دیتا ہے۔ ایک روایت میں یوں ہے: ''إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً'' اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند فرماتا ہے اور ایک گناہ ساقط کر دیتا ہے۔ اور مسلم کی ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں کہ: ایک قریشی نوجوان سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا جبکہ آپ منیٰ میں تھیں۔ لوگ اس جوان کو دیکھ کر ہنس رہے تھے۔ تو آپ فرمانے لگیں: تمہیں کیا چیز ہنسا رہی ہے؟ وہ کہنے لگے: فلاں شخص (یہ نوجوان) خیمہ کی طناب سے گر پڑا قریب تھا کہ اس کی گردن ٹوٹ جاتی یا آنکھ پھوٹ جاتی۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس پر مت ہنسو، کیونکہ میں نے رسول اللہ

ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: "مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُشَاكُ بِشَوْكَةٍ فَمَا فَوْقَهَا اِلَّا كُتِبَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَّ مُحِيَتْ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ"، جس مسلمان کو کوئی کانٹا چبھے یا اس سے بھی چھوٹی کوئی تکلیف پہنچے تو اس کے بدلے میں اس کا ایک درجہ (جنت میں) بلند کر دیا جاتا ہے اور ایک خطاء مٹا دی جاتی ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "مَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِيْ نَفْسِهٖ وَوَلَدِهٖ وَمَالِهٖ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ تَعَالٰى وَمَا عَلَيْهِ خَطِيْئَةٌ"، مومن مرد اور مومنہ عورت کو اس کے نفس، اولاد اور مال میں کوئی آفت لاحق رہتی ہے۔ (اور اس کی خطائیں معاف ہوتی رہتی ہیں) یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرتا ہے کہ اس پر کوئی خطا باقی نہیں ہوتی۔

اسے امام ترمذی اور حاکم نے روایت کیا۔ ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور حاکم نے فرمایا کہ بر شرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے: "مَنْ اُصِيْبَ بِمُصِيْبَةٍ بِمَالِهٖ اَوْ فِيْ نَفْسِهٖ فَكَتَمَهَا وَلَمْ يَشْكُهَا اِلَى النَّاسِ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يَّغْفِرَ لَهٗ" جس (مسلمان) شخص کو اس کے مال میں یا اس کی جان کے بارے میں کوئی مصیبت پہنچی تو اس نے اسے چھپائے رکھا اور لوگوں کے سامنے اس کی شکایت نہیں کی تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر واجب ہے کہ اس کی مغفرت فرما دے۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ اس کی اسناد میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک درخت کے قریب تشریف لائے اور اسے ہلایا یہاں تک کہ اس کے اتنے پتے گر گئے جتنے اللہ نے چاہا کہ گر جائیں۔ پھر ارشاد فرمایا: "لَلْمُصِيْبَاتُ وَالْاَوْجَاعُ اَسْرَعُ فِيْ ذُنُوْبِ ابْنِ اٰدَمَ مِنِّيْ فِيْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ" بلاشبہ مصائب اور امراض ابن آدم کے گناہوں کو اس سے بھی جلدی گرا دیتے ہیں جتنی جلدی میں نے اس درخت کے پتے گرا دیئے ہیں۔

اسے ابن ابی الدنیا اور ابو یعلیٰ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت بشیر بن عبد اللہ بن ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہم اپنے والد صاحب سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: جناب رسول اللہ ﷺ ایک انصاری شخص کی بیمار پرسی کیلئے تشریف لے گئے اور اس پر جھک گئے، اس کا حال دریافت فرمایا۔ اس نے عرض کیا: یا نبی اللہ! (ﷺ) سات روز سے آنکھ بھی نہیں جھپکی ہے اور کوئی شخص میرے پاس (عیادت کو) نہیں آیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اَیْ اَخِیْ اصْبِرْ اَیْ اَخِیْ اصْبِرْ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ ذُنُوْبِكَ كَمَا دَخَلْتَ فِيْهَا" اے بھائی صبر کرو، اے برادر صبر سے کام لو۔ حتیٰ کہ تم اپنے گناہوں سے نکل جاؤ جیسے کہ تم ان میں داخل ہوئے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (مزید) فرمایا: "سَاعَاتُ الْاَمْرَاضِ يُذْهِبْنَ

سَاعَاتِ الْخَطَايَا'' بیماروں کے لمحے گناہوں کے لمحات کو مٹا ڈالتے ہیں۔

اسے ابن ابی الدنیا نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''وَصَبُ الْمُؤْمِنِ كَفَّارَةٌ لِّخَطَايَاهُ'' مومن بندے کی لمبی بیماری اس کی خطاؤں کا کفارہ بن جاتی ہے۔

اسے ابن ابی الدنیا اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''إِذَا كَثُرَتْ ذُنُوبُ الْعَبْدِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَا يُكَفِّرُهَا ابْتَلَاهُ اللّٰهُ بِالْحُزْنِ لِيُكَفِّرَهَا عَنْهُ'' جب بندے کے گناہ بہت زیادہ ہو جائیں اور اس کے پاس ایسا کوئی عمل نہ ہو جو انہیں مٹا سکے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو حزن و ملال میں مبتلا کر دیتا ہے تا کہ اس کے گناہ مٹا دے۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔سوائے لیث بن ابی سلیم کے اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''إِذَا اشْتَكَى الْمُؤْمِنُ أَخْلَصَهُ اللّٰهُ مِنَ الذُّنُوبِ كَمَا يُخْلِصُ الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ'' مومن بندہ جب بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے گناہوں سے یوں پاک فرما دیتا ہے جیسا بھٹی لوہے کے زنگ کو صاف کر دیتی ہے۔

اسے ابن ابی الدنیا، طبرانی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔الفاظ طبرانی کے ہیں۔

حدیث: حضرت عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے۔کہتے ہے کہ مجھ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا تمہیں اہل جنت میں سے ایک خاتون نہ دکھاؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں! (ضرور دکھائیں) آپ نے (ایک عورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا: یہ سیاہ رنگ والی خاتون نبی اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی: مجھے مرگی (EPILEPSY) کا دورہ پڑتا ہے اور میرا پردہ کھل جاتا ہے۔آپ میرے لئے اللہ کی بارگاہ میں دعا فرما دیں (کہ مجھے شفا عطا فرمائے) حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ''إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُعَافِيَكِ'' اگر تم چاہو تو صبر کر لو تمہیں جنت مل جائے گی اور چاہو تو میں اللہ سے دعا کر دیتا ہوں کہ وہ تمہیں شفا عطا فرما دے۔تو اس نے عرض کیا: میں صبر کر لیتی ہوں، پھر عرض گذار ہوئی: میں (دورہ پڑنے پر) بے پردہ ہو جاتی ہوں آپ اللہ سے یہ دعا فرما دیں کہ وہ میرا پردہ محفوظ رکھے۔ ''فَدَعَا لَهَا'' تو سرور عالم ﷺ نے اس کے حق میں یہ دعا فرما دی (اور اس کے پردے کو محفوظ کر دیا گیا) (بخاری و مسلم)۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ عالی میں حاضر ہوئی۔اسے کچھ جنون (MADNESS) کی شکایت تھی۔عرض گذار ہوئی: یارسول اللہ! (ﷺ) آپ میرے لئے

اللہ تعالیٰ سے (شفا کی) دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہتی ہو تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں، وہ تمہیں شفا دے دے۔ اور اگر چاہتی ہو تو صبر کر جاؤ (قیامت کے روز) تم پر کوئی حساب نہ ہوگا۔ اس نے عرض کیا: ''بَلْ اَصْبِرُ وَلَا حِسَابَ عَلَیَّ'' بلکہ میں صبر کر لیتی ہوں، مجھ پر حساب نہ ہو۔ (معلوم ہوا کہ حالت دیوانگی میں سرزد ہونے والے اعمال کا حساب نہیں ہوگا)۔

اسے بزار اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت معاذ بن عبداللہ بن حبیب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے اصحاب (رضی اللہ عنہم) سے فرمایا: کیا تم بیمار نہ ہونا پسند کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ کی قسم، ہم تو صحت و تندرستی ہی پسند کرتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وَمَا خَیْرُ اَحَدِکُمْ اَنْ لَّا یَذْکُرَہُ اللّٰہُ'' اس میں تمہاری کوئی بھلائی نہیں کہ۔ (تندرستی میں بندہ اللہ کو کم ہی یاد کرتا ہے)۔

اسے ابن ابی الدنیا نے روایت کیا۔ اس کی اسناد میں اسحاق بن محمد الفروی ہیں۔

حدیث: ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''مَا ضَرَبَ عَلٰی مُؤْمِنٍ عِرْقٌ اِلَّا حَطَّ اللّٰہُ بِہٖ عَنْہُ خَطِیْئَۃً وَّ کَتَبَ لَہٗ حَسَنَۃً وَّ رَفَعَ لَہٗ دَرَجَۃً'' مومن کی کوئی رگ بھی مبتلائے تکلیف ہو جائے تو اس سے اللہ تعالیٰ اس کی ایک خطا مٹا دیتا ہے، ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔ اور ایک درجہ بلند فرما دیتا ہے۔

اسے ابن ابی الدنیا، طبرانی نے اوسط میں باسناد حسن اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ طبرانی کے ہیں۔ حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ اَوْ سَافَرَ کُتِبَ لَہٗ مِثْلُ مَا کَانَ یَعْمَلُ مُقِیْمًا صَحِیْحًا'' جب (مسلمان) بندہ بیمار ہو جائے یا سفر پر چلا جائے تو اس کیلئے انہی (نیک) کاموں کا ثواب لکھا جاتا ہے جو وہ گھر پر حالت صحت میں کیا کرتا تھا۔ (بخاری و ابوداؤد)

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں سے جس کو بھی کوئی جسمانی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت پر مامور فرشتوں کو حکم دیتا ہے، فرماتا ہے: ''اُکْتُبُوْا لِعَبْدِیْ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَّ لَیْلَۃٍ مَّا کَانَ یَعْمَلُ مِنْ خَیْرٍ مَا کَانَ فِیْ وَثَاقِیْ'' میرے بندے کے لیے ہر رات دن میں اس سے بہتر (ثواب) لکھو جو وہ میری عطا فرمودہ صحت کے زمانہ میں کیا کرتا تھا۔

اسے امام احمد اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ امام احمد رحمہ اللہ کے ہیں۔ حاکم نے کہا کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط پر صحیح ہے۔

حدیث: امام احمد رحمہ اللہ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک جب کوئی بندہ اچھے

طریقہ پر عبادت میں لگا ہوا ہوتا ہے، پھر بیمار ہو جاتا ہے تو اس فرشتے کو جو اس پر اعمال لکھنے کیلئے مامور ہوتا ہے فرمایا جاتا ہے: ''اُکْتُبْ لَهٗ مِثْلَ عَمَلِهٖ اِذَا کَانَ طَلِیْقاً حَتّٰی اُطْلِقَهٗ اَوْ اَکْفِتَهٗ اِلَیَّ'' اس کیلئے انہی اعمال کا ثواب لکھتا رہ جو یہ زمانہ صحت میں کرتا تھا حتیٰ کہ یا تو میں اسے صحت عطا فرمادوں یا اپنے پاس بلالوں۔

اس کی اسناد حسن ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ مسلمان بندے کو کسی جسمانی تکلیف میں مبتلا کرتا ہے تو فرشتے سے ارشاد فرماتا ہے: یہ جو پہلے عمل کرتا تھا اب اس کیلئے ان سے بھی بہتر اعمال کا ثواب لکھو ''وَاِنْ شَفَاهُ غَسَلَهٗ وَطَهَّرَهٗ وَاِنْ قَبَضَهٗ غَفَرَ لَهٗ وَرَحِمَهٗ'' اور اگر اللہ تعالیٰ اسے شفا دیدے تو اس کے گناہ دھو کر اسے پاک صاف کر دیتا ہے اور اگر اس کی روح قبض کرلے تو اس کو بخش دیتا ہے اور اس پر رحمت فرماتا ہے۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو بندہ کسی مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے محافظ فرشتے کو حکم فرماتا ہے کہ اگر اس سے برا عمل سرزد ہو جائے تو اسے مت لکھو اور اگر نیک عمل کرے تو ایک کے بدلے دس نیکیاں لکھ دو۔نیز اس کے وہ نیک اعمال برابر لکھتے جاؤ جو وہ حالت صحت میں کرتا تھا اگرچہ اب نہ کر رہا ہو۔(ابویعلیٰ وابن ابی الدنیا)

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن بھی عجیب ہے اور اس کا بیماری پر گھبرانا بھی تعجب انگیز ہے۔اگر اسے معلوم ہو جائے کہ بیماری میں اسے کیا کچھ ثواب ملے گا تو ساری عمر بیمار رہنا پسند کرے۔پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر انور آسمان کی طرف بلند فرمایا اور ہنس پڑے تو عرض کی گئی: یارسول اللہ! (ﷺ) کیا وجہ ہوئی کہ آپ نے سر اقدس آسمان کی جانب بلند فرمایا اور ہنس پڑے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے ان دو فرشتوں پر تعجب ہوا جو ایک بندے کو اس کی جائے نماز میں ڈھونڈ رہے تھے جہاں وہ نماز پڑھا کرتا تھا۔جب انہوں نے اسے وہاں نہ پایا تو اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے: اے ہمارے رب! تیرا فلاں بندہ جو رات دن نیک عمل کرتا تھا ہم انہیں لکھا کرتے تھے۔اب ہم نے دیکھا کہ تو نے اسے اپنی قید میں بند کر دیا ہے (وہ بیمار ہو گیا ہے) اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: میرے اس بندے کے وہ سارے اعمال لکھتے جاؤ جو وہ رات دن میں کیا کرتا تھا اور ان میں کوئی کمی مت کرو۔''وَعَلَیَّ اَجْرُهٗ مَا حَبَسْتُهٗ وَلَهٗ اَجْرُ مَا کَانَ یَعْمَلُ'' اس کو (بیماری کی وجہ سے) روک دیئے جانے کا ثواب میرے ذمہ کرم پر ہے اور اسے ان اعمال کا ثواب بھی دیا جائے گا جو وہ (حالت صحت میں) کرتا تھا (اور اب نہیں کر سکتا)۔

اسے ابن ابی الدنیا اور طبرانی نے اوسط میں اور بزار نے اختصاراً روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابواشعث صنعانی سے روایت ہے کہ وہ دمشق (ملک شام کا ایک شہر) کی مسجد میں گئے۔ دن ڈھلے باہر نکلے تو شداد بن اوس سے ملاقات ہوگئی۔ ان کے ساتھ صنابحی بھی تھے۔ تو میں نے ان سے پوچھا: اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، کہاں کے ارادے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: یہاں قبیلہ مضر کے ہمارے ایک بھائی رہتے ہیں ہم ان کی عیادت کو جا رہے ہیں۔ میں بھی ان کے ساتھ ہولیا۔ جب یہ دونوں اس آدمی کے پاس پہنچے تو پوچھنے لگے: صبح تمہارا کیا حال تھا؟ اس نے کہا: اللہ کا احسان ہے۔ اس پر حضرت شداد نے کہا: تمہیں گناہوں کی معافی اور خطاؤں کی بخشش کی بشارت ہو۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدًا مِّنْ عِبَادِيْ مُؤْمِناً فَحَمِدَنِيْ عَلٰى مَا ابْتَلَيْتُهُ فَاجْرُوْا لَهُ كَمَا كُنْتُمْ تُجْرُوْنَ لَهُ وَهُوَ صَحِيْحٌ'' میں جب اپنے بندوں میں سے کسی مومن بندے کو مبتلائے مصیبت کروں اور وہ اس ابتلاء پر میری حمد و ثنا کرتا رہے تو (اے فرشتو!) تم اس کیلئے اتنا ہی اجر لکھتے رہا کرو جتنا اس وقت لکھتے تھے جب وہ تندرست تھا۔

اسے امام احمد نے بطریق اسماعیل بن عیاش عن راشد الصنعانی اور طبرانی نے کبیر و اوسط میں روایت کیا۔ اس کی صحت کے کئی شواہد ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: جب میں اپنے مومن بندے کو تکلیف میں مبتلا کرتا ہوں پھر وہ اپنے بیمار پرسی کرنے والوں کے سامنے میری شکایت نہیں کرتا تو میں اپنی قدرت سے اسے شفا دیتا ہوں پھر اس کے گوشت سے بہتر گوشت اور اس کے خون سے بہتر خون دے دیتا ہوں ''ثُمَّ يَسْتَأْنِفُ الْعَمَلَ'' پھر از سر نو نیکی کرنے لگتا ہے۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: کوئی ایمان والا مرد اور ایمان والی عورت مسلمان مرد اور مسلمان عورت بیمار پڑ جائے تو اس سے اللہ تعالیٰ اس کی خطائیں معاف فرماتا ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ ''اِلَّا حَطَّ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ خَطَايَاهُ'' تو اللہ اس کی کچھ خطائیں مٹا دیتا ہے۔

اسے امام احمد، بزار، ابویعلیٰ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ مگر ابن حبان کے الفاظ ہیں کہ: ''اِلَّا حَطَّ اللّٰهُ بِذٰلِكَ خَطَايَاهُ كَمَا تَنْحَطُّ الْوَرَقَةُ عَنِ الشَّجَرَةِ'' تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کی خطائیں یوں گرا دیتا ہے جیسے (خشک) درخت سے پتے گر جاتے ہیں۔

حدیث: حضرت اسد بن کرز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی العلمین ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''اَلْمَرِيْضُ تَحَاتُّ خَطَايَاهُ كَمَا يَتَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ'' بیمار اپنی خطائیں یوں گراتا ہے جیسے (خشک) درخت کے پتے

گرتے ہیں۔

اسے عبداللہ بن احمد نے اپنی زوائد میں اور ابن ابی الدنیا نے باسناد حسن روایت کیا۔

حدیث: حضرت ام العلاء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ یہ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی پھوپھی صاحبہ تھیں اور بیعت کرنے والی خواتین میں شامل تھیں۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میری بیمار پرسی کو تشریف لائے جبکہ میں بیمار تھی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ام العلاء! تمہیں خوش خبری ہو۔ کیونکہ مسلمان کی بیماری سے اللہ تعالیٰ اس کی خطائیں یوں صاف کر دیتا ہے جیسے آگ لوہے اور چاندی کے میل کو دور کر دیتی ہے۔ (ابوداؤد)

حدیث: قبیلہ خضر کے عامر الرام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ابوداؤد نے کہا: نفیلی جو کہ اسی قبیلہ خضر سے تعلق رکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں اپنے علاقے میں تھا کہ اچانک ہمارے سامنے کچھ جھنڈے اور نشانیاں ظاہر ہوئیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ سب کچھ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں۔ میں حاضر خدمت ہوا دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے کمبل بچھایا گیا ہے جس پر آپ ﷺ بیٹھے ہوئے ہیں اور ارد گرد آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا مجمع ہے۔ تو میں بھی آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ بیماریوں کا ذکر فرمانے لگے۔ فرمایا: ''اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَصَابَهُ السَّقَمُ ثُمَّ اَعْفَاهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَانَ كَفَّارَةً لِّمَا مَضٰى مِنْ ذُنُوْبِهٖ وَ مَوْعِظَةً لَّهٗ فِيْمَا يَسْتَقْبِلُ'' بلاشبہ مومن بندے کو جب کوئی بیماری پہنچتی ہے پھر اللہ تعالیٰ اسے اس سے شفا دے دیتا ہے تو یہ بیماری اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ اور آئندہ کیلئے نصیحت بن جاتی ہے۔ ''وَاِنَّ الْمُنَافِقَ اِذَا مَرِضَ ثُمَّ اُعْفِيَ كَانَ كَالْبَعِيْرِ عَقَلَهٗ اَهْلُهٗ ثُمَّ اَرْسَلُوْهُ فَلَمْ يَدْرِ لِمَ عَقَلُوْهُ وَلَمْ يَدْرِ لِمَ اَرْسَلُوْهُ'' اور جب منافق بیمار پڑتا ہے پھر اسے شفا دے دی جاتی ہے تو وہ اس اونٹ کی مثل ہوتا ہے جس کے مالک نے اسے پہلے باندھا پھر چھوڑ دیا۔ اسے کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ مالک نے اسے کیوں باندھا اور کیوں چھوڑ دیا۔ پاس بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک آدمی کہنے لگا: یارسول اللہ! (ﷺ) یہ بیماریاں کیا ہوتی ہیں؟ اللہ کی قسم، میں تو کبھی بیمار نہیں ہوا۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا: ''قُمْ عَنَّا فَلَسْتَ مِنَّا'' ہمارے پاس سے اٹھ جاؤ تم ہم میں سے نہیں ہو۔ (یعنی ہماری عادات و اطوار کے مطابق نہیں ہو۔ یہ فرمان بیماری کی اہمیت وثواب ظاہر کرنے کیلئے ہے۔ سائل سے اظہار ناراضگی کیلئے نہیں۔ کیونکہ بیمار نہ ہونے میں ان کا کوئی قصور نہ تھا)۔

اسے ابوداؤد نے روایت کیا۔ اس کی اسناد میں ایک راوی مذکور نہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ (نسا:123) ''جو برا عمل کرے گا اسے اس کا بدلہ دیا جائیگا''۔ تو انہوں نے کہا: اگر ہمارے ہر برے عمل کا ہمیں بدلہ دیا گیا پھر تو ہم ہلاک ہو جائیں گے۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا ''نَعَمْ يُجْزٰى بِهٖ فِي الدُّنْيَا مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِيْ جَسَدِهٖ مِمَّا يُؤْذِيْهِ'' ہاں، ان اعمال کا بدلہ دنیا میں بندے کے جسم میں ایسی مرض پیدا کر کے دیا جاتا ہے جو

اسے اذیت دیتی رہتی ہے۔(ابن حبان فی صحیحہ)

حدیث: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) اس آیت کے نزول کے بعد بہتری کیسے ہوسکتی ہے؟ لَیْسَ بِاَمَانِیِّکُمْ وَلَآ اَمَانِیِّ اَهْلِ الْکِتٰبِ ؕ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ ۙ (النساء:123) ''تمہاری آرزوؤں پر (نجات) نہیں اور نہ اہل کتاب کی ہوس پر ہے (بلکہ) جو برا عمل کرے گا، وہ اس کا بدلہ پا کر رہے گا۔ جبکہ ہر عمل کا بدلہ ہمیں بھگتنا پڑا؟''۔ تو رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! اللہ تمہاری بخشش کرے، کیا تم بیمار نہیں ہوتے؟ کیا تم غمزدہ نہیں ہوتے؟ کیا تمہیں کبھی تنگی و تکلیف نہیں پہنچتی؟ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں! (یہ تو ہوتا رہتا ہے) اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''هُوَ مَا تُجْزَوْنَ بِهٖ'' یہی ہے جس سے تمہیں (تمہارے اعمال کا) بدلہ ملتا رہتا ہے۔

اسے بھی ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: سیدہ امیمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان آیات کے بارے میں سوال کیا وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْکُمْ بِهِ اللّٰهُ (البقرۃ:284) ''اور چاہے تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے یا چھپاؤ، اللہ تم سے اس کا حساب لے لے گا''۔ اور مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ (النساء:123) ''جو بھی برا عمل کریگا بدلہ پائے گا۔ (سوال یہ تھا کہ دل میں تو کئی قسم کے خیالات آتے رہتے ہیں اور چھوٹا موٹا ناپسندیدہ عمل بھی بندے سے سرزد ہو جاتا ہے تو پھر صورت نجات کیا ہوگی؟) تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب سے میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے یہ سوال پوچھا ہے کسی نے مجھ سے ایسا سوال نہ کیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے مجھے سے ارشاد فرمایا تھا: اے عائشہ! یہ اللہ تعالیٰ کا بندے کے ساتھ خرید و فروخت کا معاہدہ ہے (یعنی وہ مصیبتیں بھیج کر گناہ معاف فرما دیتا ہے) ان مصائب کے بدلہ میں جو وہ بندے پر ڈالتا ہے کبھی بخار کبھی درد و الم اور کبھی کانٹا چبھنے کی صورت میں حتیٰ کہ وہ رقم جو اس نے اپنی قمیص کی آستین میں رکھی ہوتی ہے، اس کو گم پاتا ہے تو گھبراہٹ طاری ہو جاتی ہے (کہ کہاں گئی) پھر اسے اپنی بغل کے تھیلا میں پاتا ہے (تو اطمینان حاصل ہوتا ہے گویا اتنی سی پریشانی سے بھی گناہوں کی معافی ہوتی رہتی ہے)۔ ''حَتّٰی اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَیَخْرُجُ مِنْ ذُنُوْبِهٖ کَمَا یَخْرُجُ الذَّهَبُ الْاَحْمَرُ مِنَ الْکِیْرِ'' یہاں تک کہ مومن بندہ اپنے گناہوں سے یوں نکل جاتا ہے جیسے سرخ سونا آگ کی بھٹی سے نکلتا ہے۔

اسے ابن ابی الدنیا نے بروایت علی بن یزید عنہ روایت کیا۔

حدیث: حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس دو فرشتے بھیجتا ہے اور فرماتا ہے: دیکھو، یہ اپنے عیادت کرنے والوں سے کیا کہتا ہے؟ فرشتے اس کے پاس آتے ہیں۔ اب اگر وہ (اس بیماری پر) اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتا ہے تو فرشتے اس کی یہ گفتگو اللہ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ پہلے ہی خوب جانتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے کیلئے میرے ذمے ہے کہ اگر میں

اسے وفات دے دوں تو جنت میں داخل فرماؤں۔ اور اگر اسے شفا سے نوازوں تو اس کے گوشت کو بہتر گوشت اور خون کو بہتر خون سے تبدیل کر دوں اور اس کے گناہوں کو مٹا دوں۔

اسے امام مالک نے مرسلاً اور ابن ابی الدنیا نے روایت کیا۔ ابن ابی الدنیا کے ہاں یہ الفاظ ہیں: تو اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے: "اِنَّ لِعَبْدِیْ هٰذَا عَلَیَّ اِنْ اَنَا تَوَفَّیْتُهٗ اَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ وَاِنْ اَنَا رَفَعْتُهٗ اَنْ اُبَدِّلَهٗ لَحْمًا خَيْرًا مِّنْ لَحْمِهٖ وَدَمًا خَيْرًا مِّنْ دَمِهٖ وَاَغْفِرَ لَهٗ" بے شک میرے اس بندے کیلئے یہ میرا ذمہ ہے کہ اگر میں اسے موت سے ہمکنار کر دوں تو جنت میں داخل فرماؤں اور اگر اسے زندہ رکھوں تو اس کا گوشت بہتر گوشت سے اور خون بہتر خون سے تبدیل کر دوں اور اس کی بخشش فرما دوں۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نبی انور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کے جسم انور کو چھو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) آپ کو تو شدید بخار ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، مجھے اتنا بخار ہے جتنا تمہارے دو آدمیوں کو ہوتا ہے (یعنی تمہاری نسبت دو گنا بخار ہے) میں عرض کرنے لگا: یہ اس لئے ہے کہ آپ کو دوہرا ثواب حاصل ہوتا ہے؟ ارشاد فرمایا: "اَجَلْ مَامِنْ مُّسْلِمٍ يُّصِيْبُهٗ اَذًى مِّنْ مَّرَضٍ فَمَا سِوَاهُ اِلَّا حَطَّ اللّٰهُ بِهٖ سَيِّئَاتِهٖ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا" ہاں (یہی وجہ ہے) جو مسلمان بھی بیماری یا کسی اور وجہ سے مبتلائے اذیت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو یوں گرا دیتا ہے جیسے درخت اپنے (خشک) پتے گراتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک صاحب نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) کیا ارشاد ہے ان بیماریوں کے متعلق جو ہمیں لاحق ہوتی رہتی ہیں، ہمیں ان سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ (گناہوں کے) کفارے ہوتی ہیں۔ حضرت ابی عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ! (ﷺ) اگر چہ بہت تھوڑی سی بیماری ہو؟ ارشاد فرمایا: (ہاں) اگر چہ کانٹا ہو یا اس سے بھی چھوٹی تکلیف ہو۔ اس پر انہوں نے اپنے لئے یہ دعا کی کہ وفات تک ان سے بخار جدا نہ ہو اور انہیں حج، عمرے، جہاد فی سبیل اللہ اور باجماعت نماز فرض سے نہ روکے۔ راوی فرماتے ہیں: "فَمَا مَسَّ اِنْسَانٌ جَسَدَهٗ اِلَّا وَجَدَ حَرَّهَا حَتّٰى مَاتَ" اس کے بعد (ساری زندگی) کوئی صاحب جب بھی ان کے جسم کو چھوتا تو بخار کی حرارت محسوس کرتا یہاں تک کہ انتقال کر گئے۔

اسے امام احمد، ابن ابی الدنیا، ابو یعلیٰ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: دردسر اور بخار بندے کو لگے رہتے ہیں۔ بندے کے گناہ احد پہاڑ کے برابر بھی ہوں تو یہ اس وقت تک بندے کو نہیں چھوڑتے جب تک اس پر رائی کے ایک دانے کے برابر بھی گناہ باقی ہو۔

ایک اور روایت میں یوں ہے: "مَا يَزَالُ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ بِهِ الْمَلِيْلَةُ وَالصُّدَاعُ وَاِنَّ عَلَيْهِ مِنَ الْخَطَايَا لَاَعْظَمَ

مِنْ اُحُدٍ حَتّٰی تَتْرُکَہٗ مَا عَلَیْہِ مِنَ الْخَطَایَا مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ" مسلمان آدمی کو بخار کی حرارت اور دردسر برابر لگے رہتے ہیں۔ اور اس پر احد پہاڑ سے بھی بڑے گناہوں کے ڈھیر ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ یہ دونوں (بخار و دردسر) بندے کو تب چھوڑتے ہیں جب اس پر رائی کے دانے کے برابر بھی گناہ باقی نہیں رہتا۔

اسے امام احمد، ابن ابی الدنیا اور طبرانی نے روایت کیا۔ الفاظ امام احمد کے ہیں۔ اس کی اسناد میں ابن لہیعہ اور سہل بن معاذ ہیں۔ (علاوہ ازیں ابویعلیٰ نے بھی اسی مضمون کی ایک حدیث ثقہ راویوں کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مَنْ صُدِعَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَاحْتَسَبَ غُفِرَ لَہٗ مَاکَانَ قَبْلَ ذَالِكَ مِنْ ذَنْبٍ" جس شخص کو اللہ کے راستہ میں دردسر ہوا تو اس نے صبر کے ساتھ ثواب طلب کیا، اس کے اس سے پہلے کے سارے گناہ بخش دیئے گئے۔

اسے طبرانی اور بزار نے باسناد حسن روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کو سر درد ہونا، کانٹا چبھنا یا کسی اور چیز کا اذیت پہنچانا، قیامت کے دن اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند فرمائے گا اور اس کے گناہ مٹا دے گا۔

اسے ابن ابی الدنیا نے روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: "اِنَّ اللّٰہَ لَیَبْتَلِیْ عَبْدَہٗ بِالسَّقَمِ حَتّٰی یُکَفِّرَ ذَالِكَ عَنْہُ کُلَّ ذَنْبٍ" بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو بیماری میں مبتلا کرتا ہے۔ یہاں تک کہ یہ بیماری اس بندے کے تمام گناہوں کو مٹا ڈالتی ہے۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث برشرط بخاری و مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص کی موت کا وقت آن پہنچا تو ایک آدمی نے کہا: اسے مبارک ہو کہ یہ اس حال میں فوت ہوا ہے کہ کسی مرض میں مبتلا نہیں ہوا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وَیْحَكَ مَا یُدْرِیْكَ لَوْ اَنَّ اللّٰہَ ابْتَلَاہُ بِمَرَضٍ یُکَفِّرُ عَنْہُ مِنْ سَیِّاٰتِہٖ" تیری خرابی ہو، تجھے کیا معلوم کہ اگر اللہ تعالیٰ اسے کسی مرض میں مبتلا کر دیتا تو اس کے گناہ معاف فرما دیتا۔

اسے امام مالک نے مرسلاً روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ نبی انور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "مَا مِنْ عَبْدٍ یُصْرَعُ صَرْعَةً مِّنْ مَّرَضٍ اِلَّا بَعَثَہُ اللّٰہُ مِنْھَا طَاھِرًا" جس بندے کو بھی کسی بیماری سے صدمہ پہنچا اللہ تعالیٰ (اسے

قیامت کے دن گناہوں سے) پاک اٹھائے گا۔

اسے ابن ابی الدنیا اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ام السائب یا ام المسیب کے ہاں تشریف لائے تو فرمایا: کیا ہوا تم کانپ رہی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: بخار ہو گیا ہے، اللہ اس میں برکت نہ کرے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''لَا تَسُبِّی الْحُمّٰی فَاِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِیْ اٰدَمَ كَمَا يُذْهِبُ الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ'' بخار کو برا نہ کہو، کیونکہ یہ بنی آدم کے گناہوں کو یوں صاف کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کچیل کو صاف کر دیتی ہے۔ (مسلم)

حدیث: سیدہ ام العلاء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ میں بیمار تھی، رسول اللہ ﷺ میری بیمار پرسی کو تشریف لائے تو فرمایا: اے ام العلاء! تمہیں بشارت ہو ''فَاِنَّ مَرَضَ الْمُسْلِمِ يُذْهِبُ اللّٰهُ بِهٖ خَطَايَاهُ كَمَا تُذْهِبُ النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ'' کیونکہ مسلمان کی بیماری کے سبب اللہ تعالیٰ اس کی خطائیں دور کر دیتا ہے جیسے کہ آگ چاندی کا میل کچیل دور کر دیتی ہے۔ (ابوداؤد)

حدیث: عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ مومن کو جب بخار ہوتا ہے تو اس کی مثال اس لوہے کی سی ہوتی ہے جو آگ میں ڈالا جاتا ہے تو اس کی میل کچیل دور ہو جاتی ہے اور اصلی لوہا باقی رہ جاتا ہے۔ (اسی طرح اس مومن کے گناہ دور ہو جاتے ہیں اور نیکیاں باقی رہ جاتی ہیں)۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: سیدہ فاطمہ خزاعیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہے کہ نبی محترم ﷺ ایک انصاریہ خاتون کی عیادت کو تشریف لے گئے جو بیمار تھیں۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: خود کو کیسا محسوس کرتی ہو؟ وہ عرض کرنے لگیں: خیریت ہے، البتہ ام ملدم (بخار) نے بہت تنگ کیا ہے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اِصْبِرِیْ، فَاِنَّهَا تُذْهِبُ خَبَثَ ابْنِ اٰدَمَ كَمَا يُذْهِبُ الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ'' صبر کرو، کیونکہ یہ بخار انسان کے میل (گناہ) یوں دور کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کا میل کچیل دور کر دیتی ہے۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ اسے مرفوع کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اِنَّ اللّٰهَ لَيُكَفِّرُ عَنِ الْمُؤْمِنِ خَطَايَاهُ كُلَّهَا بِحُمّٰی لَيْلَةٍ'' ایک رات کے بخار سے اللہ تعالیٰ مومن کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔

اسے ابن ابی الدنیا نے بروایت ابن المبارک عن عمر بن المغیرہ الصنعانی عن حوشب عنہ روایت کیا اور کہا: ابن المبارک کہتے ہیں کہ یہ حدیث جید احادیث میں سے ہے۔

حدیث: انہی (امام حسن) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: ''كَانُوْا يَرْجُوْنَ فِیْ حُمّٰی لَيْلَةٍ كَفَّارَةً لِمَا

مَضٰی مِنَ الذُّنُوْب'' صحابہ رضی اللہ عنہم ایک رات کے بخار سے پچھلے تمام گناہوں کے کفارے کی امید رکھتے تھے۔ (ظاہر ہے یہ امید رحمت عالم ﷺ کے فرمان کی وجہ سے ہی ہوگی)۔

اسے بھی ابن ابی الدنیا نے ہی روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اقدس ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ وُّعِكَ لَيْلَةً فَصَبَرَ وَرَضِيَ بِهَا عَنِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَّلَدَتْهُ أُمُّهٗ'' جسے ایک رات بخار ہوا تو اس نے صبر کیا اور اللہ عزوجل سے راضی رہا، وہ گناہوں سے اس دن کی طرح پاک ہوگیا جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔

اسے ابن ابی الدنیا نے کتاب الرضا میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ بخار نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت مانگی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ اس نے عرض کیا: میں بخار ہوں۔ آپ ﷺ نے اسے اہل قبا کی طرف جانے کا حکم فرمایا۔ تو ان میں سے اتنے لوگوں کو بخار ہوگیا جتنے اللہ کے علم میں تھے (کہ انہیں بخار ہو) وہ لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر بخار کی شکایت کرنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ کیا چاہتے ہو؟ اگر تم چاہو تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں وہ اسے تم سے دور کردے گا۔ اور اگر تم چاہو تو یہ تمہارے لئے (تمہارے گناہوں سے) پاک ہونے کا ذریعہ بن جائے۔ وہ عرض گذار ہوئے: کیا ایسا ہی ہوگا؟ ارشاد فرمایا: ہاں (ایسا ہی ہوگا) اس پر وہ عرض کرنے لگے: تو آپ اسے رہنے دیں۔ (تاکہ ہماری خطاؤں کی پاکیزگی کا ذریعہ بن جائے)۔

اسے امام احمد، ابویعلیٰ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ امام احمد کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ نیز طبرانی نے بھی اسے اسی طرح حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا۔ جس میں ہے: تو اہل قبا نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بخار کی شکایت پیش کی۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَا شِئْتُمْ اِنْ شِئْتُمْ دَعَوْتُ اللهَ فَدَفَعَهَا عَنْكُمْ وَاِنْ شِئْتُمْ تَرَكْتُمُوْهَا وَاَسْقَطَتْ بَقِيَّةَ ذُنُوْبِكُمْ قَالُوْا فَدَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللهِ'' تم کیا چاہتے ہو؟ اگر تم چاہتے ہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں وہ اسے تم سے دور کردے گا۔ اور اگر تم چاہو تو اسے رہنے دو۔ یہ تمہارے باقی گناہوں کو گرادے گا۔ وہ لوگ عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! (ﷺ) آپ اسے ہمارے ساتھ رہنے ہی دیں۔'' (محبوب خدا کی خدا کی بارگاہ میں عزت وعظمت بھی ظاہر ہوگی)۔

حدیث: حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَلْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ وَهِيَ نَصِيْبُ الْمُؤْمِنِ مِنَ النَّارِ'' بخار دوزخ کے جوش کا ایک ٹکڑا ہے۔ اور بس یہی آگ میں سے مومن کا حصہ ہے۔ (گناہوں وغیرہ کی وجہ سے اسے جو دوزخ میں سزا ہوگی وہ اس کے علاوہ نہیں ہوگی تو دنیا میں بخار کا ہونا گناہوں کا کفارہ ہوا)۔

اسے ابن ابی الدنیا اور طبرانی دونوں نے بروایت شہر بن حوشب عنہ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی مکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اَلْحُمّٰی کِیْرٌ مِّنْ جَهَنَّمَ فَمَا اَصَابَ الْمُؤْمِنَ مِنْهَا كَانَ حَظَّهُ مِنْ جَهَنَّمَ" بخار دوزخ کی بھٹی ہے۔ مومن کو جو اس سے پہنچتا ہے بس اسی قدر اس کا دوزخ میں سے حصہ ہوتا ہے۔

اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی اسناد کے ساتھ روایت کیا جس میں کوئی خرابی نہیں ہے۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اَلْحُمّٰی حَظُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنَ النَّارِ" دوزخ میں سے ہر مومن کا حصہ بس بخار ہی ہے۔

اسے بزار نے باسناد حسن روایت کیا۔

فصل

بینائی چلے جانے پر اجر وثواب

حدیث: سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''اِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِیْ بِحَبِيْبَتَيْهِ فَصَبَرَ عَوَّضْتُهٗ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ يُرِيْدُ عَيْنَيْهِ'' میں جب اپنے بندے کو دو پیاری چیزوں کی مصیبت میں مبتلاء کرتا ہوں (بینائی لے لیتا ہوں) تو وہ صبر کرتا ہے (میری شکایت نہیں کرتا)، میں اسے ان کے عوض جنت دوں گا۔ حضور انور ﷺ کی دو پیاری چیزوں سے مراد آنکھیں تھیں۔

اسے بخاری اور ترمذی نے روایت کیا۔ ترمذی کے الفاظ ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''اِذَا اَخَذْتُ كَرِيْمَتَیْ عَبْدِیْ فِی الدُّنْيَا لَمْ يَكُنْ لَهٗ جَزَآءٌ عَبْدِیْ اِلَّا الْجَنَّةَ'' جب میں اپنے بندے کی اس دنیا میں آنکھیں لے لیتا ہوں تو میرے پاس اس بندے کیلئے جنت کے سوا کوئی اور بدلہ نہیں ہے۔ ترمذی کی ہی ایک اور روایت میں ہے (کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے): ''مَنْ اَذْهَبْتُ حَبِيْبَتَيْهِ فَصَبَرَ وَاحْتَسَبَ لَمْ اَرْضَ لَهٗ ثَوَابًا دُوْنَ الْجَنَّةِ'' میں جس بندے کی پیاری آنکھیں لے لیتا ہوں پھر وہ صبر کرتا ہے اور طالب ثواب ہوتا ہے تو میں اس کیلئے سوائے جنت کے کسی اور ثواب پر راضی نہیں ہوں گا۔

حدیث: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے راوی ہیں کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے: ''اِذَا سَلَبْتُ مِنْ عَبْدِیْ كَرِيْمَتَيْهِ وَهُوَ بِهِمَا ضَنِيْنٌ لَمْ اَرْضَ لَهٗ ثَوَابًا دُوْنَ الْجَنَّةِ اِذْ هُوَ حَمِدَنِیْ عَلَيْهِمَا'' جب میں اپنے بندے کی آنکھیں چھین لیتا ہوں حالانکہ وہ اسے بہت عزیز تھیں تو میں اس کیلئے سوائے جنت کے کسی ثواب پر راضی نہ ہوں گا بشرطیکہ وہ ان پر میری حمد کرتا ہو (گلے شکوے نہ کرتا ہو)۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: سیدہ عائشہ بنت قدامہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''عَزِيْزٌ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يَّاْخُذَ كَرِيْمَتَیْ مُؤْمِنٍ ثُمَّ يُدْخِلَهُ النَّارَ'' اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے کہ وہ مومن کی دو کریم چیزیں لے لے پھر اسے دوزخ میں بھی ڈال دے۔ یونس راوی کہتے ہیں کہ دو کریم چیزیں آنکھیں ہیں۔

اسے امام احمد اور طبرانی نے بروایت عبدالرحمٰن بن عثمان الحاطبی روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَا يَذْهَبُ اللّٰهُ بِحَبِيْبَتَیْ عَبْدٍ فَيَصْبِرُ وَ يَحْتَسِبُ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ'' اللہ تعالیٰ کسی بندے کی آنکھیں لے لے پھر وہ بندہ صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے تو اللہ اسے جنت میں داخل فرما دیتا ہے۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی بندے کو گمراہی میں مبتلا کر دینے کے بعد اس کی بینائی لے لینے سے بڑھ کر کسی کو مبتلائے مصیبت نہیں کیا۔ (یعنی سب سے بڑی مصیبت گمراہی ہے۔ باقی مصائب میں سب سے بڑی مصیبت بینائی کا چلا جانا ہے) ''وَمَنِ ابْتُلِيَ بِبَصَرِهٖ فَصَبَرَ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ لَقِيَ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَلَا حِسَابَ عَلَيْهِ'' اور جسے بینائی کی مصیبت میں مبتلا کیا گیا پھر اس نے اللہ کی ملاقات (موت) تک صبر کیا تو اللہ سے اس طرح ملاقات کرے گا کہ اس پر کوئی حساب نہیں ہوگا۔

اسے بزار نے بروایت جابر الجعفی روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ اَذْهَبَ اللّٰهُ بَصَرَهٗ فَصَبَرَ وَاحْتَسَبَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ وَاجِبًا اَنْ لَّا تَرٰى عَيْنَاهُ النَّارَ''، جس شخص کی آنکھیں اللہ تعالیٰ لے لے اور وہ صبر کرے اور امیدوار ثواب رہے تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر واجب ہے کہ اس بندے کی آنکھیں دوزخ کی آگ کو نہ دیکھیں۔

اسے طبرانی نے صغیر اور اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے، آپ ﷺ حضرت جبریل علیہ السلام اور حضرت جبریل علیہ السلام اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ رب تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ''يَا جِبْرِيْلُ مَا ثَوَابُ عَبْدِيْ اِذَا اَخَذْتُ كَرِيْمَتَيْهِ اِلَّا النَّظَرَ اِلٰى وَجْهِيْ وَالْجِوَارَ فِيْ دَارِيْ'' اے جبریل! جب میں بندے کی آنکھیں لے لوں تو اس کا ثواب میری ذات کا دیدار اور میرے گھر (جنت) کی سکونت ہی ہے (1)۔ حضرت انس فرماتے ہیں: اس کے بعد میں نے

---

(1) مصائب وآلام پر صبر وشکر سے کام لینے اور اس پر اجر وثواب کے حصول کے متعلق چند آیات مزید ملاحظہ فرمائی جائیں تا کہ کشت ایمان کی شادابی مزید دو چند ہو جائے۔

نمبر 1 وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۭ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۭ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ (البقرہ)

ترجمہ: ''اور اپنا عہد پورا کرنے والے جب وہ عہد کریں اور مصیبت، سختی اور جہاد کے وقت صبر کرنے والے، یہی ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنی بات سچ کر دکھائی اور یہی پرہیزگار ہیں''۔

نمبر 2:۔ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ (الانفال)

ترجمہ: ''اور اللہ اور اس کے رسول (جل وعلا و ﷺ) کی اطاعت کرو اور آپس میں مت جھگڑو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''۔

نمبر 3:۔ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۭ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (النحل)

ترجمہ: ''جو کچھ تمہارے پاس (دنیوی مال ومنال) ہے ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے وہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اور ہم ضرور صبر کرنے والوں کو وہ بدلہ دیں گے جو ان کے سب اچھے عمل کے لائق ہو''۔

نمبر 4:۔ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ (الفرقان)

ترجمہ: ''یہی وہ لوگ ہیں جن کے صبر کے بدلہ میں انہیں جنت کا بالا خانہ دیا جائے گا اور اس میں دعا وسلام کے ساتھ ان کا استقبال کیا جائے گا۔ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بہت ہی عمدہ ٹھکانہ اور قیام گاہ ہے''۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ آپ ﷺ کے گرد روتے رہتے تھے، چاہتے تھے کہ ان کی آنکھیں بینائی سے محروم ہو جائیں۔ (تا کہ وہ یہ شرف وفضل حاصل کر سکیں)۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

ترغیب

جسے جسمانی تکلیف ہو وہ کیا کرے؟

حدیث: حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں درد کی شکایت کی کہ جب سے وہ مسلمان ہوئے ہیں یہ درد اپنے جسم میں محسوس کرتے ہیں۔ تو انہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے جسم میں جس جگہ درد پاتے ہو، اس پر اپنا ہاتھ رکھو۔ تین مرتبہ "بِسْمِ اللّٰهِ" پڑھو اور سات مرتبہ یہ الفاظ کہو: "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ" میں اللہ کی اور اس کی قدرت کی پناہ لیتا ہوں اس چیز (بیماری درد وغیرہ) کی برائی سے جسے میں (اپنے جسم میں) پاتا ہوں اور جس سے خوف کھاتا ہوں۔ اسے امام مالک، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔ امام مالک کے ہاں یہ الفاظ ہیں: "اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ" اللہ کی عزت وقدرت کی پناہ پکڑتا ہوں اس چیز کی برائی سے جسے محسوس کرتا ہوں۔ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ایسے ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے میرا وہ درد دور فرما دیا۔ اس کے بعد میں ہمیشہ اپنے اہل خانہ اور دیگر لوگوں کو اس عمل کا حکم دیا کرتا تھا۔ امام ترمذی اور ابوداؤد کے ہاں ایسے ہی ہے لیکن انہوں نے دونوں حدیثوں کے شروع میں یوں بیان کیا ہے (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں): رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے جبکہ میں درد میں مبتلا تھا۔ میں اس درد سے ہلاکت کے قریب پہنچ گیا تھا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (درد والے مقام کو) اپنے داہنے ہاتھ سے سات دفعہ مس کرو پھر پڑھو "اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ"۔ الحدیث۔

حدیث: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: تم میں سے جس کسی کو یا اس کے بھائی کو کسی چیز (بیماری وغیرہ) کی شکایت ہو تو وہ یہ دعا پڑھے: "رَبَّنَا اللّٰهُ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ تَقَدَّسَ اسْمُكَ اَمْرُكَ فِي السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ كَمَا رَحْمَتُكَ فِي السَّمَآءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِي الْاَرْضِ اغْفِرْ لَنَا حُوْبَنَا وَخَطَايَانَا اَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِيْنَ اَنْزِلْ رَحْمَةً مِّنْ رَّحْمَتِكَ وَشِفَآءً مِّنْ شِفَآئِكَ عَلٰى هٰذَا

(بقیہ صفحہ گزشتہ) نمبر 5:۔ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ (ہود)

ترجمہ: "اور صبر کر کیونکہ اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں فرماتا"۔

نمبر 6:۔ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۵۴﴾ (القصص)

ترجمہ: "یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ان کا اجر دو مرتبہ دیا جائے گا ان کے صبر کی وجہ سے اور وہ نیکی کے ساتھ برائی کو دور کرتے ہیں اور جو مال ہم نے ان کو دیا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں"۔ (مترجم)

الْوَجَعِ ”اے ہمارے پروردگار! اے اللہ! تو ہی وہ ہے جس کا نام آسمان میں پاک ہے اور تیرا حکم آسمان و زمین میں جاری ہے۔ جیسا کہ تیری رحمت آسمان میں ہے، اسی طرح اپنی رحمت زمین میں بھی نازل فرما۔ ہماری تکالیف اور خطائیں معاف فرمادے۔ تو طیبین کا پروردگار ہے۔ اپنی رحمت کا حصہ نازل فرما اور اپنی شفا میں سے اس مرض پر شفا اتار دے۔ جو شخص یہ پڑھ لے گا، اسے تندرستی مل جائے گی۔ (ابوداؤد)

حدیث: حضرت محمد بن سالم سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ثابت البنانی نے کہا: اے محمد! جب تمہیں کوئی تکلیف ہو تو تکلیف والے مقام پر ہاتھ رکھو پھر پڑھو: ”بِسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ مِنْ وَّجْعِيْ هٰذَا“ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اللہ کی عزت و قدرت کی پناہ پکڑتا ہوں اس درد کی برائی سے جسے میں (اپنے جسم میں) پاتا ہوں (1)۔ پھر اپنا ہاتھ اٹھالو پھر طاق تعداد میں (تین پانچ سات نو وغیرہ مرتبہ) اس عمل کو دہراؤ (اللہ تعالیٰ شفا دے گا)۔

(محمد بن سالم کہتے ہیں کہ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے یہ بیان فرمایا تھا۔

اسے ترمذی نے روایت کیا۔

---

(1) جہاں بھی دعاؤں اور وظیفوں کا بیان ہوا ہے۔ وہاں ذہن میں رہے کہ صرف دعا کے الفاظ پڑھے جائیں۔ ترجمہ نہ پڑھا جائے۔ کہ ترجمہ صرف دعا کا مطلب واضح کرنے کی خاطر دیا گیا ہے۔ (مترجم)

ترہیب

ناجائز تعویذ دھاگے لٹکانا(1)

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:''مَنْ عَلَّقَ تَمِیْمَةً فَلَا اَتَمَّ اللّٰهُ لَهٗ وَمَنْ عَلَّقَ وَدَعَةً فَلَا وَدَعَ اللّٰهُ لَهٗ''جس نے تعویذ لٹکایا،اللہ تعالیٰ اس کی مراد پوری نہ کرے۔اور جو ودعہ(کوڑی یا سیپ،جو سمندر کے کنارے پڑے ملتے ہیں)لٹکائے،اللہ اس کی تکلیف رفع نہ فرمائے۔

اسے امام احمد،ابویعلیٰ نے باسناد جید اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا:یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ دس سواروں کا ایک گروہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں (بیعت اسلام کیلئے) حاضر ہوا۔حضور انور ﷺ نے ان میں سے نو کی تو بیعت لے لی اور ایک آدمی کو بیعت فرمانے سے رک گئے۔لوگوں نے عرض کیا:اس کا کیا حال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:اس کے بازو میں تعویذ بندھا ہوا ہے۔اس پر اس آدمی نے تعویذ توڑ کر پھینک دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے بیعت فرما لیا پھر ارشاد فرمایا:''مَنْ عَلَّقَ فَقَدْ اَشْرَكَ''جس نے (تعویذ گنڈا)لٹکایا،اس نے شرک کیا۔

اسے امام احمد اور حاکم نے روایت کیا۔الفاظ حاکم کے ہیں۔امام احمد کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت عیسیٰ بن حمزہ سے روایت ہے۔کہتے ہیں میں حضرت عبداللہ بن حکیم رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا۔انہیں سرخ بادہ(ایک قسم کا ورم ہے)کی تکلیف تھی۔یہ دیکھ کر میں نے کہا:کیا آپ گلے میں تعویذ نہیں لٹکاتے؟تو فرمانے لگے:اللہ ہمیں اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''مَنْ عَلَّقَ شَيْئًا وُّكِلَ اِلَيْهِ''جس نے کوئی چیز لٹکائی،اسے اسی کے سپرد کر دیا گیا۔(اس سے اللہ نے اپنی حفاظت و رحمت اٹھالی)۔

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔مگر ترمذی کے الفاظ یوں ہیں:ہم نے انہیں کہا:آپ کوئی چیز گلے میں نہیں لٹکا لیتے؟تو وہ فرمانے لگے''اَلْمَوْتُ اَقْرَبُ مِنْ ذَالِكَ''اس سے تو موت زیادہ قریب ہے۔(یعنی تعویذ لٹکانے کی بجائے مرنا

---

(1) جس تعویذ میں شرکیہ اور کفریہ الفاظ ہوں یا لٹکانے والے کا عقیدہ ہو کہ خدا تعالیٰ کی رضا کے بغیر یہ چیزیں فائدہ مند ہوں گی،ایسے تعویذات حرام و ناجائز ہیں۔لیکن اگر تعویذ میں آیات قرآنی،اسمائے الٰہی یا اسمائے رسول جل وعلاو ﷺ ہوں اور نظریہ یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے شفاء عطا فرمائے یا نظر بد سے محفوظ فرمائے تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔علمائے اسلام کا اس پر اتفاق ہے۔اس باب کی احادیث میں جن تعویذ گنڈوں وغیرہ سے منع فرمایا گیا ہے،وہ ہیں جو زمانہ جاہلیت میں اہل عرب میں پائے جاتے تھے اور مشرکین عرب انہیں مؤثر بالذات جانتے تھے۔طیبی کہتے ہیں کہ ان احادیث میں مذکورہ گنڈے تعویذ و منتر ہیں جو جاہلیت اور کفر کی باتوں پر مشتمل ہوں۔مثلاً ان میں شیاطین اور کافروں کے نام لئے جاتے ہوں یا شرک کے مضامین ہوں۔مثلاً غیر اللہ سے مدد مانگنا ان سے تندرستی چاہنا۔اگر اسمائے الٰہی یا قرآن کی آیات یا احادیث کی دعائیں ہوں تو ایسے تعویذ لٹکانا یا مکان پر لگانا جائز ہیں۔ابن اثیر نے کہا:کافروں کا یہ اعتقاد تھا کہ گنڈے سے ضرور شفا ہوتی ہے۔حضور انور ﷺ نے اس کو شرک قرار دیا۔کیونکہ کافر ان تعویذ گنڈوں سے اللہ کی تقدیر روکنا چاہتے تھے۔اور غیر خدا سے مصیبت رفع کرنے کی درخواست کرتے تھے۔حالانکہ مصیبت دور کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔(مترجم)

بہتر ہے)۔

ترمذی نے فرمایا: ہم اسے سوائے محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کی حدیث کے نہیں پہچانتے۔

حدیث: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کے بازو پر ایک کڑا دیکھا۔ راوی کا خیال ہے کہ وہ کڑا پیتل کا تھا۔ تو حضور اقدس ﷺ نے اسے فرمایا: تجھے خرابی ہو، یہ کیا پہن رکھا ہے؟ اس نے عرض کیا: (یہ کڑا) دردریح کیلئے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَمَا اِنَّهَا لَا تَزِيْدُ اِلَّا وَهْنًا اَنْبِذْهَا عَنْكَ فَاِنَّكَ لَوْ مِتَّ وَهِيَ عَلَيْكَ مَا اَفْلَحْتَ اَبَدًا'' خبردار! یہ تو تیرے درد کو اور زیادہ کریگا۔ اس کو توڑ کر پھینک دے۔ کیونکہ اگر تو اسی حال میں مر گیا اور یہ تیرے جسم پر ہی ہوا تو تو کبھی نجات نہ پا سکے گا۔

اسے امام احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ ابن ماجہ کے ہاں ''توڑ کر پھینکنے'' کا ذکر نہیں ہے۔ نیز ابن حبان نے بھی اسے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ ان کے الفاظ یہ ہیں: ''فَاِنَّكَ لَوْ مِتَّ وَهِيَ عَلَيْكَ وُكِلْتَ اِلَيْهَا'' اگر تو اسے پہنے ہوئے ہی مر گیا تو تجھے اسی کے حوالے کر دیا جائے گا۔ (العیاذ باللہ۔ علی کے ملنگوں کا پتہ نہیں کیا بنے گا!)۔ حاکم نے بھی اسے روایت کیا اور صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: حضرت زینب زوجہ عبداللہ کے بھتیجے حضرت زینب رضی اللہ عنہم سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ایک بڑھیا ہمارے ہاں آیا کرتی تھی جو بادہ سرخ (ایک قسم کا ورم) کا منتر جانتی تھی۔ ہمارے پاس ایک لمبے لمبے پایوں والا تخت تھا۔ حضرت عبداللہ جب گھر میں داخل ہوتے تو پہلے کھانستے اور آواز دیا کرتے تھے۔ ایک دن وہ آئے۔ جب میں نے ان کی آواز سنی تو ان سے پردہ کر لیا۔ وہ آئے اور میرے پاس ایک طرف بیٹھ گئے۔ پھر مجھے ٹٹولا تو انہوں نے ایک دھاگہ (میرے گلے میں) محسوس کیا۔ پوچھنے لگے: یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: یہ میری سرخ بادہ کی بیماری کا منتر ہے۔ تو انہوں نے اسے نوچ لیا اور توڑ کر پھینک دیا پھر فرمایا: آل عبداللہ شرک سے بے نیاز ہو چکی ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''اِنَّ الرُّقٰى وَالتَّمَائِمَ وَالتَّوَلَةَ شِرْكٌ'' جنتر منتر، تعویذ دھاگے اور محبت کے گنڈے سب شرک ہیں۔ میں نے کہا: میں ایک روز باہر نکلی تو مجھے فلاں شخص نے دیکھ لیا تھا۔ پس میری آنکھ جو اس طرف تھی اس سے آنسو بہنے شروع ہو گئے۔ اب جب میں یہ منتر پڑھتی ہوں تو آنسو ٹھہر جاتے ہیں اور جب اسے چھوڑ دیتی ہوں تو آنسو پھر بہنے لگتے ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تو شیطان ہے، جب تم اس کی پیروی کرتی ہو تو وہ تمہیں چھوڑ دیتا ہے۔ اور جب اس کی نافرمانی کرتی ہو تو وہ تمہاری آنکھ میں انگلی مارتا ہے۔ لیکن اگر تم ایسا کرتیں جیسے رسول اللہ ﷺ نے کیا تو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہوتا اور تمہاری شفا کیلئے بھی زیادہ مناسب ہوتا۔ اپنی آنکھ میں پانی کے چھینٹے مارو۔ اور یہ پڑھا کرو ''اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَآئُكَ شِفَآءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا'' اے انسان کے رب! اس بیماری کو دور فرما دے۔ شفا عطا فرما کہ تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفاء کے سوا کوئی شفاء نہیں ایسی شفاء دے کہ بیماری کو باقی نہ رہنے دے۔

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا۔ الفاظ انہی کے ہیں۔ ابوداؤد نے بھی مختصراً اسے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت (عبداللہ) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنی زوجہ کے پاس آئے اور ان کے گلے میں کوئی چیز (تعویذ گنڈا وغیرہ) بندھی ہوئی دیکھی تو آپ نے اس چیز کو نوچ کر توڑ ڈالا۔ پھر فرمایا: عبداللہ کی آل اس بات سے بے نیاز ہو چکی ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہرائے جس کی اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔ پھر فرمانے لگے: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "اِنَّ الرُّقٰی وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَۃَ شِرْکٌ" جنتر منتر اور تعویذ اور محبت کے گنڈے (جادو ٹونے) سب شرک ہیں۔ حاضرین نے پوچھا: اے ابوعبدالرحمٰن! یہ جنتر منتر اور تعویذ تو ہم جانتے ہیں مگر یہ محبت کے گنڈے کیا ہیں؟ آپ نے جواب دیا: یہ ایک ایسی چیز ہے جسے عورتیں کرتی ہیں تا کہ اپنے شوہروں کی نظر میں محبوب ہو جائیں۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے اس سے مختصر روایت کیا اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ مصیبت دور ہو جانے کے بعد (گلے وغیرہ میں) کوئی چیز لٹکانا وہ تعویذ نہیں (جس کی مذمت سرکار ﷺ نے فرمائی ہے) بلکہ یہ وہ تعویذ ہے جو مصیبت آنے سے پہلے لٹکایا جائے (1)۔ (اور یہ عقیدہ ہو کہ یہ مؤثر بالذات ہے۔ اور اس میں شرکیہ کلمات ہوں)۔

---

(1) خلاصۃ الباب یہ ہے کہ کڑے چھلے زنجیریں ٹل وغیرہ اسی طرح جادو ٹونے وغیرہ سب غیر اسلامی چیزیں ہیں۔ آج کل برصغیر کا مسلمان شدت کے ساتھ ان چیزوں میں مبتلا ہے۔ باقاعدہ دفاتر قائم ہیں۔ کارڈ تقسیم ہوتے ہیں۔ اخبارات و رسائل ایسے لوگوں کے اشتہارات سے بھرے ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ کڑے چھلے مندریوں زنجیروں اور ٹلوں سے لدے ہوئے بیڑیوں سے جکڑے ہوتے ہیں اور اسے مذہب کا نام دیتے ہیں اور خود کو علی کا ملنگ کہتے ہیں۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ (مترجم)

ترغیب

پچھنے لگوانا

پچھنے کب لگوائے جائیں

حدیث: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اگر تمہاری دواؤں میں کوئی بھلائی ہے تو پچھنے لگوانے، شہد کے شربت اور آگ سے داغنے میں ہے۔ ''وَمَا اُحِبُّ اَنْ اَکْتَوِیَ'' اور میں آگ سے داغ لگوا کر علاج کروانا پسند نہیں کرتا۔ (بخاری و مسلم)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اِنْ کَانَ فِیْ شَیْءٍ مِّمَّا تَدَاوَیْتُمْ بِہٖ خَیْرٌ فَالْحِجَامَۃُ'' جن چیزوں سے تم علاج معالجہ کرتے ہو ان میں سے کسی میں اگر کچھ بھلائی ہے تو وہ صرف پچھنے لگوانے میں ہے۔ (ابوداؤد و ابن ماجہ)۔

حدیث: انہی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوالقاسم ﷺ نے خبر دی کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے عرض کیا: ''اِنَّ الْحَجْمَ اَنْفَعُ مَا تَدَاوٰی بِہِ النَّاسُ'' جن چیزوں سے لوگ علاج معالجہ کرتے ہیں ان میں سب سے زیادہ مفید پچھنے لگوانا ہے۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط پر صحیح ہے۔

حدیث: حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں یہ حدیث پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اِنْ کَانَ دَوَآءٌ یَّبْلُغُ الدَّآءَ فَاِنَّ الْحِجَامَۃَ تَبْلُغُہٗ'' اگر کوئی دوا بیماری کی تہہ تک پہنچتی ہے (اور اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہے) تو وہ بلا شبہ پچھنے لگوانا ہی پہنچ سکتا ہے۔

اسے امام مالک نے اسی طرح اپنے موطا میں ذکر کیا ہے۔

حدیث: جناب رسول اللہ ﷺ کی خادمہ حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں جس کسی نے بھی دردسر کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے اسے یہی فرمایا کہ پچھنے لگواؤ۔ اور جس کسی نے پاؤں میں تکلیف کی شکایت کی اسے یہی حکم دیا کہ انہیں مہندی لگاؤ۔

اسے ابوداؤد، ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف فائد (راوی) کی حدیث سے ہی جانتے ہیں۔ (حافظ منذری کہتے ہیں کہ اس کی اسناد غریب ہے)۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے شب معراج کے متعلق بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ ﷺ فرشتوں کی جس جماعت کے قریب سے بھی گذرے انہوں نے مجھے یہی کہا کہ میں

اپنی امت کو پچھنے لگوانے کا حکم دوں۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تین غلام تھے جو پچھنے لگاتے تھے۔ دو تو ان میں سے آپ کیلئے اور آپ کے اہل خانہ کیلئے اجرت پر پچھنے لگاتے اور ایک آپ کو اور آپ کے اہل و عیال کو (بوقت ضرورت) پچھنے لگاتا تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ کے نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''نِعْمَ الْعَبْدُ الْحَجَّامُ يُذْهِبُ الدَّمَ وَ يُخَفِّفُ الصُّلْبَ وَ يَجْلُوْ عَنِ الْبَصَرِ'' پچھنے لگانے والا آدمی کتنا اچھا بندہ ہے کہ فاسد خون کو دور کرتا ہے۔ پیٹھ ہلکی کر دیتا ہے اور آنکھوں کو جلا دیتا ہے۔ اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو جب معراج کرائی گئی تو آپ ﷺ فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے بھی گذرے۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ پچھنے ضرور لگوایا کریں۔ یعنی فرمایا کہ جن دنوں میں تم پچھنے لگواتے ہو ان میں سترہویں، انیسویں اور اکیسویں بہترین تاریخیں ہیں۔ نیز فرمایا: ''اِنَّ خَيْرَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ السَّعُوْطُ وَاللَّدُوْدُ وَالْحَجَامَةُ وَالْمَشْيُ'' جن چیزوں سے تم اپنا علاج معالجہ کرتے ہو ان میں سعوط (ناک میں ڈالنے والی دوا، یا اس کے معنی پیدل چلنا بھی ہیں۔ یقیناً صحت کیلئے پیدل چلنا بے حد مفید ہے) بہترین ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں نے منہ میں ڈالنے والی دوا دی تھی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے منہ میں ایک طرف دوا کس نے ڈالی تھی؟ تو سب کے سب خاموش ہو گئے۔ اس پر حضور انور ﷺ نے فرمایا: گھر میں میرے چچا عباس (رضی اللہ عنہ) کے سوا سب کے منہ میں ایک جانب سے یہی دوا ڈالی جائے۔ نضر کہتے ہیں: لدود وجور ہے یعنی منہ میں ایک طرف سے ڈالی جانے والی دوا۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم (محدثین) اسے سوا عباد بن منصور یعنی ناجی کی حدیث کے نہیں جانتے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اقدس ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَنِ احْتَجَمَ لِسَبْعَ عَشَرَةَ مِنَ الشَّهْرِ كَانَ لَهٗ شِفَآءً مِّنْ كُلِّ دَآءٍ'' جس شخص نے مہینے کی سترہ تاریخ کو پچھنے لگوائے، یہ اس کیلئے ہر بیماری کی دوا و شفاء ہو جائیں گے۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث برشرط مسلم صحیح ہے۔ ابوداؤد نے بھی اسے اس سے طویل روایت کیا ہے۔ الفاظ ہیں: ''مَنِ احْتَجَمَ لِسَبْعَ عَشَرَةَ وَتِسْعَ عَشَرَةَ وَاِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ كَانَ شِفَآءٍ مِّنْ كُلِّ دَآءٍ'' جس نے سترہ، انیس اور اکیس تاریخ کو پچھنے لگوائے یہ اس کے لئے ہر بیماری کی شفاء ثابت ہوں گے۔

حدیث: حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے فرمایا: اے نافع! میرے خون میں جوش پیدا ہو گیا ہے۔ تم میرے لئے پچھنے لگانے والا ڈھونڈ کے لاؤ جو نرم مزاج ہو، بہت بوڑھا نہ ہو اور نہ

ہی بہت کم عمر۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''اَلْحَجَامَةُ عَلَى الرِّيْقِ اَمْثَلُ وَ فِيْهَا شِفَاءٌ وَّ بَرَكَةٌ وَّ تَزِيْدُ فِي الْعَقْلِ وَالْحِفْظِ وَاحْتَجِمُوْا عَلٰى بَرَكَةِ اللّٰهِ يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَاجْتَنِبُوْا بِالْحَجَامَةِ يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ وَالْجُمُعَةِ وَالسَّبْتِ وَالْاَحَدِ تَحَرِّيًا وَّاحْتَجِمُوْا يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالثُّلَاثَاءِ فَاِنَّهُ الْيَوْمُ الَّذِيْ عَافَى اللّٰهُ فِيْهِ اَيُّوْبَ وَضَرَبَهُ بِالْبَلَاءِ يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ فَاِنَّهُ لَا يَبْدُوْ جُذَامٌ وَّلَا بَرَصٌ اِلَّا يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ وَلَيْلَةَ الْاَرْبِعَاءِ'' نہار منہ پچھنے لگوانا بہت مفید ہے اور اس میں شفا اور برکت ہوتی ہے۔ یہ عقل اور یادداشت میں اضافہ کرتا ہے۔ اللہ کی برکت کے حصول کیلئے جمعرات کو پچھنے لگواؤ۔ اور بدھ، جمعہ، ہفتہ اور اتوار کو پچھنے لگوانے سے اجتناب کرو۔ پیر اور منگل کو پچھنے لگوا لیا کرو۔ کیونکہ منگل کے دن اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو شفا بخشی تھی۔ اور بدھ کے روز انہیں مبتلائے تکلیف فرمایا تھا۔ جذام اور برص بدھ کے دن یا بدھ کی رات ہی کو ظاہر ہوتے ہیں۔

اسے ابن ماجہ نے سعید بن مامون سے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت معمر رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مَنِ احْتَجَمَ يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ اَوْ يَوْمَ السَّبْتِ فَاَصَابَهُ وَضَحٌ فَلَا يَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهُ'' جس شخص نے بدھ یا ہفتہ کے دن پچھنے لگوائے پھر اسے برص کی بیماری لاحق ہوگئی تو وہ اپنے نفس کو ہی ملامت کرے۔ (کہ نہ وہ خلاف فرمان نبوی ﷺ کرتا نہ اس مصیبت میں پڑتا)۔

اسے ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور کہا کہ اسے مسند کیا گیا ہے لیکن یہ صحیح نہیں۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب گرمی سخت ہو جائے تو (اس کو دور کرنے کیلئے) پچھنے لگوا کر مدد حاصل کیا کرو۔ اس سے تمہارے خون میں جوش پیدا نہیں ہوگا جو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور صحیح الاسناد کہا۔

ترغیب

بیمار پرسی کی فضیلت اور تاکید نیز بیمار آدمی سے دعا کروانا

حدیث: حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَعِیَادَةُ الْمَرِیْضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِیْتُ الْعَاطِسِ'' مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔ نمبر 1 سلام کا جواب دینا۔ نمبر 2 مریض کی بیمار پرسی کرنا۔ نمبر 3 جنازے کے ساتھ جانا۔ نمبر 4 دعوت قبول کرنا اور نمبر 5 چھینک کا جواب دینا۔

اسے بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! (ﷺ) وہ کیا کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا جب تو اس سے ملے تو اسے سلام کہے۔ جب تجھے دعوت دے تو تو اس کی دعوت قبول کرے۔ جب تجھ سے مشورہ طلب کرے تو اسے (مخلصانہ) مشورہ دے۔ جب وہ چھینک کر'' اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' کہے تو تو اسے جواب میں ''یَرْحَمُكَ اللّٰهُ'' کہے(1)۔ جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کو جائے اور جب فوت ہو جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ نکلے۔

ترمذی اور نسائی نے بھی اسی طرح روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل قیامت کے دن فرمائے گا: اے آدم (علیہ السلام) کے فرزند! میں بیمار ہو گیا تھا تو میری بیمار پرسی کو نہیں آیا تھا؟ (کیوں؟) وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں تیری بیمار پرسی کیسے کرتا، تو تو رب العالمین ہے؟ (تو تو بیمار نہیں ہوتا) اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہو گیا تھا تو تو نے اس کی بیمار پرسی نہیں کی تھی ''اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ عُدْتَّهٗ لَوَجَدْتَّنِیْ عِنْدَهٗ'' کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اس کی عیادت کو جاتا تو مجھے اس کے پاس موجود پاتا۔ (یعنی میں بے شمار اجر و ثواب تجھے عطا فرماتا) اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا، تو نے مجھے کچھ نہ کھلایا؟ وہ عرض گذار ہوگا: میرے پروردگار! بھلا میں تجھے کیسے کھلا سکتا ہوں تو تو خود تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: کیا تجھے پتہ نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانے کا سوال کیا تھا پر تو نے اسے کچھ نہیں کھلایا تھا؟ ''اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ اَطْعَمْتَهٗ لَوَجَدْتَّ ذَالِكَ عِنْدِیْ'' کیا جانتا نہیں کہ اگر تو اس کو کھلاتا تو اس کا بدلہ تو میرے پاس پاتا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا لیکن تو نے مجھے نہیں پلایا تھا؟ وہ عرض کرے گا: میرے پرورش فرمانے والے! میں تجھے کیسے پلا سکتا ہوں حالانکہ تو تو سب جہانوں کا پروردگار ہے؟ رب تعالیٰ فرمائے گا: میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی کا سوال کیا تھا مگر تو نے اسے کچھ نہ پلایا تھا۔ ''اَمَا

(1) چھینکنے والا ذرا بلند آواز سے، ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' کہے اب سننے والے کو ''یَرْحَمُكَ اللّٰهُ'' کہنا ضروری ہے۔ اور اگر چھینکنے والے نے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' نہ کہا تو سننے والے پر جواب ضروری نہیں۔ (مترجم)

اِنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهٗ وَجَدْتَ ذَالِكَ عِنْدِیْ" سن لے! تو اگر اسے پانی پلا دیتا تو اس کا اجر و ثواب میرے ہاں پالیتا۔

اسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "عُوْدُوا الْمَرْضٰی وَاتْبَعُوا الْجَنَائِزَ تُذَكِّرُكُمُ الْاٰخِرَةَ" بیماروں کی عیادت کیا کرو اور جنازوں کے ساتھ جایا کرو، اس سے تمہیں آخرت کی یاد آتی رہے گی۔

اسے امام احمد، بزار اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: اور یہ بھی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: پانچ عمل ایسے ہیں کہ جو بندہ ان کو ایک دن میں کر لے، اللہ تعالیٰ اس کو اہل جنت میں لکھ دے گا۔ (وہ یہ ہیں) نمبر 1 جو شخص کسی بیمار کی عیادت کرے۔ نمبر 2 کسی جنازے کے ساتھ جائے۔ نمبر 3 ایک دن کا روزہ رکھے۔ نمبر 4 نماز جمعہ کیلئے جلدی جائے اور نمبر 5 غلام آزاد کرے۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ اعمال ایسے ہیں کہ جو بندہ ان میں سے کوئی ایک بھی انجام دے لے، وہ اللہ عزیز و جلیل کی پناہ میں ہو جائے گا۔ (وہ ہیں) نمبر 1 جو بندہ کسی بیمار کی عیادت کرے۔ نمبر 2 کسی جنازے کے ساتھ نکلے۔ نمبر 3 جہاد کیلئے جائے۔ نمبر 4 کسی حکمران کے پاس اس کو نصیحت کرنے اور اس کی تعظیم و توقیر کیلئے پہنچے۔ نمبر 5 یا اپنے گھر میں بیٹھا رہے تا کہ لوگ اس (کی شرارت) سے محفوظ رہیں اور وہ لوگوں (کی شرارت) سے بچا رہے۔

اسے امام احمد، طبرانی، ابو یعلیٰ، ابن حبان و ابن خزیمہ نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا۔ نیز ابو داؤد نے بھی اسے اسی طرح حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ (ایک روز) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج تم میں سے کس نے روزہ کی حالت میں صبح کی؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تم میں سے آج کس نے کسی مسکین کو کھانا کھلایا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا: آج کون تم میں سے کسی جنازے کے ساتھ گیا؟ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: میں۔ فرمایا: آج تم میں سے کس نے کسی بیمار کی عیادت کی؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر بولے: میں نے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَا اجْتَمَعَتْ هٰذِهِ الْخِصَالُ قَطُّ فِیْ رَجُلٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ" جس بندے میں یہ اعمال اکٹھے ہو جائیں وہ یقیناً جنت میں داخل ہوگا۔

اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص بیمار کی عیادت کو جاتا ہے تو آسمان سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے: ''طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلاً'' تو نے خوب کیا، تیرا چلنا بابرکت ہوا اور تو نے اپنا گھر جنت میں بنالیا۔

اسے ترمذی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ سب کی روایت بطریق ابی سنان عیسیٰ بن سنان القسملی عن عثمان بن ابی سودہ عنہ ہے۔ امام ترمذی نے اسے حسن کہا اور یہ الفاظ ابن ماجہ کے ہیں۔ ابن حبان کے الفاظ ہیں کہ: حضور نبی اقدس ﷺ سے روایت ہے (کہ فرمایا): ''اِذَا عَادَ الرَّجُلُ اَخَاهُ اَوْ زَارَهٗ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مَنْزِلاً فِي الْجَنَّةِ'' جب آدمی اپنے بھائی کی بیمار پرسی کو یا اس کی ملاقات کو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تو نے بہت اچھا کیا، تیرا چل کر آنا مبارک ہوا اور تو نے اپنا گھر جنت کے اندر بنالیا۔

حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نبی محترم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا عَادَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِيْ خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ'' مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی بیمار پرسی کرتا ہے تو مسلسل جنت کے میوے چننے میں مصروف رہتا ہے جب تک لوٹ نہ آئے۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ! (ﷺ) ''خُرْفَةُ الْجَنَّةِ'' کیا چیز ہے؟ ارشاد فرمایا: یہ جنت کے میوے ہیں۔

اسے امام احمد، مسلم اور ترمذی نے روایت کیا۔ الفاظ مسلم کے ہیں۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ وَعَادَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ مُحْتَسِباً بُوْعِدَ مِنْ جَهَنَّمَ سَبْعِيْنَ خَرِيْفاً'' جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور اپنے مسلمان بھائی کی بیمار پرسی کو حصول ثواب کی نیت سے جائے تو اسے دوزخ سے ستر خریف کی راہ دور کر دیا جائے گا۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے پوچھا: اے ابوحمزہ! (حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کنیت) خریف کیا ہوتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: خریف سال کو کہتے ہیں۔

اسے ابوداؤد نے بروایت فضل بن دلہم القصاب روایت کیا۔

حدیث: امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُوْدُ مُسْلِماً غُدْوَةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُمْسِيَ وَاِنْ عَادَ عَشِيَّةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ وَكَانَ لَهٗ خَرِيْفٌ فِي الْجَنَّةِ'' جو مسلمان دوسرے مسلمان کی عیادت کو صبح کے وقت جائے، شام تک ستر ہزار فرشتہ اس کیلئے دعائے رحمت ومغفرت کرتا رہتا ہے۔ اور اگر شام کو جائے تو بھی ستر ہزار ملائکہ اس کے حق میں صبح تک رحمت وبخشش کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ اور (مزید برآں) اس کیلئے جنت میں ایک باغ ہوگا۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث موقوفاً بھی مروی ہے۔ انتہٰی۔ اور ابوداؤد نے اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر موقوفاً روایت کیا پھر کہا کہ اسے بغیر وجہ صحیح سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے عن النبی ﷺ مسند بھی روایت کیا گیا ہے اور پھر مسنداً معنی مذکور کے ساتھ روایت کیا۔ موقوف کے الفاظ ہیں: جو شخص کسی بیمار کی عیادت کو بوقت شام جائے، اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے اس کے حق میں استغفار کرتے ہوئے نکلتے ہیں حتیٰ کہ صبح ہو جاتی ہے۔ اور اسے جنت میں ایک باغ بھی دیا جاتا ہے۔ اور جو بندہ صبح کے وقت عیادت مریض کو جائے تو بھی ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ نکلتے ہیں جو اس کیلئے شام تک طلب مغفرت کرتے رہتے ہیں اور اس کیلئے جنت میں ایک باغ ہوگا۔

اور اسے اسی طرح امام احمد اور ابن ماجہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اور اس کے اول میں ابن ماجہ نے یہ الفاظ بھی زائد کئے: ''اِذَا عَادَ الْمُسْلِمُ اَخَاهُ مَشٰى فِيْ خِرَافَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَجْلِسَ فَاِذَا جَلَسَ غَمَرَتْهُ الرَّحْمَةُ'' جب ایک مسلمان اپنے بھائی کی بیمار پرسی کو جاتا ہے تو وہ (مریض بھائی کے پاس جا کر) بیٹھنے تک جنت کے باغ میں چل رہا ہوتا ہے اور جب وہ جا کر بیٹھ جاتا ہے تو رحمت خداوندی اسے ڈھانپ لیتی ہے۔

نیز ابن حبان نے بھی اسے اپنی صحیح میں مرفوعاً روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں کہ: جو مسلمان دوسرے مسلمان کی بیمار پرسی کیلئے دن کی کسی بھی گھڑی میں نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس ستر ہزار فرشتوں کو بھیجتا ہے جو شام تک اس کیلئے مغفرت مانگتے رہتے ہیں اور ایسے ہی رات کی کسی بھی گھڑی میں نکلے تو صبح تک وہ ستر ہزار فرشتے اس کی خاطر طلب مغفرت کرتے رہتے ہیں۔

اور حاکم نے بھی اسے مرفوعاً ترمذی کی طرح روایت کیا اور فرمایا: حدیث بخاری و مسلم کی شرائط پر صحیح ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ عَادَ مَرِيْضاً وَّجَلَسَ عِنْدَهٗ سَاعَةً اَجْرَى اللّٰهُ لَهٗ عَمَلَ اَلْفِ سَنَةٍ لَا يُعْصَى اللّٰهُ فِيْهَا طَرْفَةَ عَيْنٍ'' جو شخص کسی مریض کی عیادت کو جائے اور اس کے پاس ایک گھڑی بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک ہزار سال کا عمل ایسا لکھ دے گا جس میں ایک لمحہ کیلئے بھی اللہ کی نافرمانی نہیں ہوئی ہوگی۔

اسے ابن ابی الدنیا نے کتاب المرض والکفارات میں روایت کیا۔ اس میں آثار وضع نمایاں ہیں۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ دونوں فرماتے ہیں کہ جو بندہ اپنے مسلمان بھائی کی کوئی حاجت پوری کرنے کیلئے چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ پچھتر ہزار فرشتوں کا اس پر سایہ کرتا ہے جو اس کے حق میں دعا کرتے رہتے ہیں۔ اور فارغ ہونے تک یہ رحمت الٰہی میں غوطہ زن رہتا ہے۔ پھر جب فارغ ہو جائے (اپنے بھائی کی ضرورت پوری کر چکے) تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک حج اور ایک عمرے کا ثواب لکھ دیتا ہے۔ ''وَمَنْ عَادَ مَرِيْضاً اَظَلَّهُ اللّٰهُ بِخَمْسَةٍ وَّ سَبْعِيْنَ اَلْفَ مَلَكٍ لَا يَرْفَعُ قَدَماً اِلَّا كُتِبَ لَهٗ بِهٖ حَسَنَةٌ وَّلَا يَضَعُ قَدَماً اِلَّا حُطَّ عَنْهُ سَيِّئَةٌ وَّرُفِعَ

لَهٗ بِهَا دَرَجَةٌ حَتّٰى يَقْعُدَ فِيْ مَقْعَدِهٖ فَاِذَا قَعَدَ غَمَرَتْهُ الرَّحْمَةُ فَلَا يَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰى اِذَا اَقْبَلَ حَيْثُ يَنْتَهِيْ اِلٰى مَنْزِلِهٖ'' اور جو شخص کسی بیمار کی عیادت کو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر پچھتر ہزار فرشتوں کا سایہ کرتا ہے۔ وہ جو قدم اٹھائے اس پر اس کیلئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور جب قدم زمین پر رکھے تو اس کا ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے اور اس کے بدلہ میں اس کا ایک درجہ بلند فرما دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ (مریض کے پاس جا کر) اپنی جگہ پر بیٹھ جائے۔ اور جب وہ بیٹھ جاتا ہے۔ تو رحمت الٰہی اسے ڈھانپ لیتی ہے۔ پھر وہ مسلسل اسی حالت میں رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہاں سے نکل کر اپنے گھر پہنچ جائے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ اور میرے (مصنف کے) اصلی نسخے میں اس کا مرفوع ہونا نہیں ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو آدمی کسی مریض کی عیادت کرتا ہے وہ رحمت میں غوطے لگاتا ہے۔ جب مریض کے پاس جا کر بیٹھتا ہے تو رحمت الٰہی اسے آغوش میں لے لیتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) یہ تو اس تندرست آدمی کا ثواب ہے جو مریض کی عیادت کرے، پھر مریض کو کیا اجر ملتا ہے؟ حضور انور ﷺ نے فرمایا: ''تَحُطُّ عَنْهُ ذُنُوْبَهٗ'' اس کے گناہ اس پر سے گر جاتے ہیں۔

اسے امام احمد، ابن ابی الدنیا اور طبرانی نے صغیر و اوسط میں روایت کیا۔ طبرانی نے یہ الفاظ زائد کئے: تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَّلَدَتْهُ اُمُّهٗ'' جب بندہ تین روز تک بیمار رہتا ہے تو وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح نکل جاتا ہے جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔

فصل

بیمار سے دعا کرانے کا بیان

حدیث: حضرت امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اِذَا دَخَلْتَ عَلٰى مَرِيْضٍ فَمُرْهُ يَدْعُوْ لَكَ فَاِنَّ دُعَاءَهٗ كَدُعَاءِ الْمَلٰٓئِكَةِ'' جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اسے کہو کہ تمہارے لئے دعا کرے کیونکہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی طرح (مقبول) ہے۔

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اس کے راوی مشہور ثقہ ہیں۔ سوائے میمون بن مہران کے کہ ان کی سماعت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''عُوْدُوا الْمَرْضٰى وَمُرُوْهُمْ فَلْيَدْعُوْا لَكُمْ فَاِنَّ دَعْوَةَ الْمَرِيْضِ مُسْتَجَابَةٌ وَّ ذَنْبَهٗ مَغْفُوْرٌ'' بیماروں کی عیادت کو جایا کرو اور انہیں کہا کرو کہ تمہارے حق میں دعا کریں کیونکہ بیمار کی دعا مقبول ہے اور اس کے گناہ معاف ہو چکے ہوتے ہیں۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "لَا تُرَدُّ دَعْوَةُ الْمَرِيضِ حَتّٰى يَبْرَأَ" تندرست ہونے تک بیمار کی دعا رد نہیں فرمائی جاتی۔

اسے ابن ابی الدنیا نے کتاب المرض والکفارات میں روایت کیا۔

ترغیب

دعا جو مریض کیلئے کی جائے یا مریض خود کرے

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اقدس ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی ایسے مریض کی عیادت کو جائے جس کی موت کا وقت نہ آ چکا ہو (کہ موت کا تو علاج ہی نہیں) تو اس کے پاس سات مرتبہ یہ دعا کرے: "اَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ" میں اللہ عظمت والے سے جو عرش عظیم کا مالک ہے سوال کرتا ہوں کہ تجھے شفا عطا فرمائے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے اس بیماری سے شفا عطا فرما دے گا۔

اسے ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے اور حاکم نے کہا کہ بخاری کی شرط پر صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان دونوں کی موجودگی میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بندہ کہے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ" "اللہ کے سوا کوئی لائق بندگی نہیں اور اللہ ہی سب سے بڑا ہے۔" تو اس کا پروردگار اس کی تصدیق کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَاَنَا اَكْبَرُ" "میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میں ہی سب سے بڑا ہوں۔ جب کہتا ہے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَحْدَهٗ" "کوئی لائق عبادت نہیں سوائے اس اکیلے کے۔" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَحْدِيْ" "مجھ اکیلے کے علاوہ کوئی لائق عبادت نہیں۔ جب بندہ کہتا ہے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ" "اللہ واحد لاشریک کے سوائی معبود نہیں۔ تو اللہ فرماتا ہے: "صَدَقَ عَبْدِيْ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَحْدِيْ لَا شَرِيْكَ لِيْ" "میرے بندے نے سچی بات کہی۔ میں اکیلا لائق عبادت ہوں میرا کوئی شریک نہیں۔ جب بندہ کہتا ہے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ" "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہی ہے اور تمام تعریفیں اسی کو زیبا ہیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا لِيَ الْمُلْكُ وَلِيَ الْحَمْدُ" "میرے علاوہ کوئی معبود نہیں میری ہی بادشاہی ہے اور سب تعریفیں میرے لئے ہیں۔ اور جب بندہ کہتا ہے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" "اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں، کسی کے لئے کوئی طاقت نہیں اور نہ ہی قوت ہے سوائے اللہ تعالیٰ کی عطا کے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِيْ"

(واقعی) میرے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور سوائے میرے عطا کرنے کے کسی کے پاس نہ کوئی طاقت ہے اور نہ قوت۔ اور حضور انور ﷺ فرمایا کرتے تھے: "مَنْ قَالَهَا فِي مَرَضِهٖ ثُمَّ مَاتَ لَمْ تَطْعَمْهُ النَّارُ" جو بندہ یہ کلمات (جو بندے نے کہے نہ کہ وہ جو جواباً اللہ فرماتا ہے) اپنی بیماری کی حالت میں کہے پھر فوت ہو جائے تو اس کو آگ نہیں کھا سکے گی۔

اسے ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اور نسائی کی ایک روایت میں جو صرف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے یوں ہے کہ: جس نے پڑھا: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔" (ترجمہ اوپر والی حدیث میں ہو چکا ہے) ان کلمات کو اپنی انگلیوں پر پانچ مرتبہ گن لے۔ پھر ارشاد فرمایا: "مَنْ قَالَهُنَّ فِي يَوْمٍ اَوْ فِي لَيْلَةٍ اَوْ فِي شَهْرٍ ثُمَّ مَاتَ فِي ذَالِكَ الْيَوْمِ اَوْ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ اَوْ فِي ذَالِكَ الشَّهْرِ غُفِرَ لَهٗ ذَنْبُهٗ" جو بندہ انہیں کسی دن یا کسی رات یا کسی مہینے میں پڑھ لے پھر اسی دن یا اسی رات یا اسی مہینے فوت ہو جائے، اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔"

حدیث: حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (انبیاء) "تیرے سوا (اے اللہ!) کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے۔ میں ہی حد سے گذرنے والوں میں سے ہوں"۔ کے بارے میں ارشاد فرمایا: جس مسلمان نے ان کلمات کے ساتھ اپنی بیماری میں چالیس دفعہ دعا کی پھر اپنی اسی بیماری میں وفات پا گیا۔ "اُعْطِيَ اَجْرَ شَهِيْدٍ وَّ اِنْ بَرَاَ وَقَدْ غُفِرَ لَهٗ جَمِيْعُ ذُنُوْبِهٖ" اسے شہید کا اجر ملے گا، اور اگر تندرست ہو گیا تو شفاء یاب ہو گیا اور اس کے تمام گناہ بخش دیے گئے۔"

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ اسے احمد بن عمرو بن ابی بکر السکسکی نے عن ابیہ عن محمد بن زید عن المسیب عنہ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! کیا میں تمہیں ایسے عمل کی خبر نہ دے دوں جو حق ہے، جو بندہ اپنی بیماری کے پہلے ہی روز اسے پڑھ لے (پھر اگر فوت ہو جائے تو) اللہ تعالیٰ اسے آگ سے نجات دے گا؟ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر صدقے جائیں، ضرور فرمائیں، ارشاد فرمایا: تو پھر جان لو کہ جب تم نے صبح کر لی تو شام نہ کرو گے اور جب شام کر لی تو صبح نہیں پاؤ گے۔ اور اگر تم یہ کلمات اپنی مرض کے ابتدائی مرحلے میں کہہ لو گے تو اللہ تمہیں آگ سے نجات عطا فرما دے گا۔ یہ کہو: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعِبَادِ وَالْبِلَادِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا، كِبْرِيَاءُ رَبِّنَا وَجَلَالُهٗ وَقُدْرَتُهٗ بِكُلِّ مَكَانٍ، اَللّٰهُمَّ اِنْ اَنْتَ اَمْرَضْتَنِيْ لِتَقْبِضَ رُوْحِيْ فِيْ مَرَضِيْ هٰذَا فَاجْعَلْ رُوْحِيْ فِيْ اَرْوَاحِ مَنْ سَبَقَتْ لَهٗ مِنْكَ الْحُسْنٰى وَاَعِذْنِيْ مِنَ النَّارِ كَمَا اَعَذْتَ اَوْلِيَاءَكَ الَّذِيْنَ

سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّكَ الْحُسْنٰی" "اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں، وہی زندگی دیتا اور وہی موت سے ہمکنار کرتا ہے۔ پاکیزگی ہے اس اللہ کیلئے جو بندوں اور بستیوں کا مالک ہے۔ اور سب تعریفیں کثرت کے ساتھ پاکیزہ مبارک ہر حال میں اس اللہ ہی کیلئے ہیں۔ ہمارے رب کی بڑائی، جلال اور قدرت ہر جگہ پر ہے۔ اے میرے پروردگار! اگر تو نے مجھے اس لئے بیمار کیا ہے کہ تو میری روح اس بیماری میں قبض فرمائے تو میری روح کو ان لوگوں کی ارواح میں شامل فرمادے جن کو تو نے جنت عطا فرمادی ہے۔ اور مجھے آتش دوزخ سے بچا جیسے کہ تو نے اپنے ان دوستوں کو بچایا جن کو تیری طرف سے جنت مل چکی ہے۔"

(فرمایا): "فَاِنْ مُتَّ فِیْ مَرَضِكَ ذَالِكَ فَاِلٰی رِضْوَانِ اللّٰهِ وَالْجَنَّةِ وَاِنْ كُنْتَ قَدِ اقْتَرَفْتَ ذُنُوْبًا تَابَ اللّٰهُ عَلَیْكَ" "تو اگر تم اپنی اسی بیماری میں فوت ہو گئے تو اللہ کی رضا اور جنت پالو گے۔ اور اگر (صحت یاب ہو گئے اور) گناہوں کے مرتکب ہو چکے تھے تو اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول فرمالے گا۔"

اسے ابن ابی الدنیا نے کتاب المرض والکفارات میں روایت کیا۔ اس کی اسناد کے متعلق اس وقت میرے (مصنف کے) ذہن میں کچھ حاضر نہیں ہے۔

حدیث: حضرت حجاج بن فرائصہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بیمار یہ دعا پڑھ لے: "سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الرَّحْمٰنِ الْمَلِكِ الدَّیَّانِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ مُسَكِّنُ الْعُرُوْقِ الضَّارِبَةِ، وَمُنَیِّمُ الْعُیُوْنِ السَّاهِرَةِ" پاک ہے بادشاہ ہے مقدس، رحمٰن ہے، شہنشاہ ہے۔ سب سے بڑا حاکم ہے۔ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ تو ہی تڑپتی رگوں کو سکون دینے والا اور بے خواب آنکھوں کو نعمت نیند سے نوازنے والا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس بیمار کو تندرستی عطا فرمائے گا۔

اسے ابن ابی الدنیا نے اسی طرح معضل کتاب المرض والکفارات کے آخر میں روایت کیا ہے۔

ترغیب

وصیت کرنا(1) اور اس میں عدل وانصاف ملحوظ خاطر رکھنا

ترہیب

وصیت نہ کرنا، اس میں کسی عزیز کو نقصان پہنچانا اور بوقت موت غلام آزاد کرنے اور صدقہ دینے کا بیان

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْئٌ يُوْصِي فِيْهِ يَبِيْتُ فِيْهِ لَيْلَتَيْنِ وَفِيْ رِوَايَةٍ ثَلَاثَ لَيَالٍ اِلَّا وَصِيَّتُهُ مَكْتُوْبَةٌ عِنْدَهُ" کسی مسلمان کو مناسب نہیں جس کے پاس کوئی ایسی چیز ہو جس کے متعلق وہ وصیت کرنا چاہتا ہو کہ وہ دو راتیں اور ایک روایت میں ہے کہ تین

---

(1) وصیت کس قدر اہم ہے: آیئے قرآن حکیم کی چند آیات ملاحظہ کرتے ہیں۔ نمبر 1 مختلف ورثہ کے حصے بیان فرمانے کے بعد ارشاد ہوتا ہے:

مِنْۢ بَعْدِ وَصِیَّةٍ یُّوْصِیْ بِهَاۤ اَوْ دَیْنٍ (النساء: 11)

ترجمہ: "(یہ حصے) اس وصیت کو پورا کرنے کے بعد ہیں جو میت نے کی اور قرض کے ادا کرنے کے بھی بعد ہیں"۔ (قرض اور وصیت کے لئے رقم نکالنے کے بعد وراثت تقسیم ہوگی)۔

نمبر 2۔ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِیَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَاۤ اَوْ دَیْنٍ (النساء: 12)

ترجمہ: (پھر چند اور ورثاء کے حصے بیان کرنے کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ یہ حصے) اس وصیت کو جو تم نے کی ہو، کو پورا کرنے اور قرض ادا کرنے کے بعد دیئے جائیں گے۔

نمبر 3۔ مِنْۢ بَعْدِ وَصِیَّةٍ یُّوْصٰى بِهَاۤ اَوْ دَیْنٍ ۙ غَیْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِیَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَلِیْمٌ ؕ (النساء)

ترجمہ: "(یہ تقسیم وراثت) اس وصیت کو پورا کرنے کے بعد ہے جو کی گئی ہے اور قرض ادا کرنے کے بعد ہے۔ بشرطیکہ (اس وصیت سے کسی وارث کے حصے کو) نقصان نہ پہنچایا گیا ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تاکیدی حکم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا نہایت بردبار ہے"۔

نمبر 4:۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَیْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِیْنَ الْوَصِیَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَیْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِیْبَةُ الْمَوْتِ ؕ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَیُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِیْ بِهٖ ثَمَنًا وَّ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَ لَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِیْنَ ۝ (المائدہ)

ترجمہ: "اے ایمان والو! جب تم میں سے کسی کو موت آ جائے تو وصیت کرتے وقت آپس میں تمہاری گواہی یوں ہونی چاہیے کہ دو معتبر آدمی تم (مسلمانوں) میں سے ہوں یا (اگر مسلمان نہ ہوں تو) دو اور تمہارے غیروں (غیر مسلموں) میں سے ہوں۔ اگر تم سفر کر رہے ہو زمین میں پھر تمہیں موت کی مصیبت پہنچے۔ ان دو گواہوں کو نماز کے بعد روک لو تا کہ وہ قسم اٹھائیں اللہ کی جبکہ تمہیں شک پڑ جائے (کہ بیان وصیت میں گڑبڑ ہے تو وہ قسم یہ اٹھائیں) کہ ہم اس قسم کے عوض کوئی مال نہ خریدیں گے۔ اگر چہ قریبی رشتہ دار ہی ہو اور نہ ہم اللہ کی گواہی کو چھپائیں گے۔ (اگر ہم ایسا کریں) تب تو یقیناً ہم گناہ گاروں میں سے ہوں گے۔ امام نووی نے فرمایا کہ جمہور علمائے کرام کے نزدیک وصیت کرنا مستحب ہے۔ لیکن اگر کسی آدمی پر قرض ہو یا اس کے پاس کسی کی امانت ہو تو وصیت کرنا واجب ہوگا۔ اور بہتر یہ ہے کہ اس پر گواہ بنا لے۔ وصیت میں تمام امور کا بالتفصیل لکھنا ضروری نہیں بلکہ امور ضرور یہ تحریر کر دیئے جائیں تو کافی ہے"۔ (مترجم)

راتیں اس حالت میں گذار دے کہ وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی موجود نہ ہو۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا: جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے، مجھ پر ایک رات بھی ایسی نہیں گذری کہ میرے پاس میری لکھی ہوئی وصیت موجود نہ ہو۔

اسے امام مالک، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ مَّاتَ عَلٰی وَصِیَّةٍ مَّاتَ عَلٰی سَبِیْلٍ وَّ سُنَّةٍ وَّمَاتَ عَلٰی تُقًی وَّشَهَادَةٍ وَّمَاتَ مَغْفُوْرًا لَّهٗ'' ''جو آدمی وصیت کر کے مرا وہ سیدھے راستے اور سنت پر مرا۔ پرہیز گاری اور شہادت پر موت سے ہم آغوش ہوا۔ اور اس حالت میں فوت ہوا کہ اس کی مغفرت کر دی گئی۔ (ابن ماجہ)

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر تھے کہ ایک آدمی آ کر عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! (ﷺ) فلاں شخص فوت ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ابھی ہمارے ساتھ نہیں تھا کیا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: جی ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ کَاَنَّهَا اَخْذَةٌ عَلٰی غَضَبٍ، اَلْمَحْرُوْمُ مَنْ حُرِمَ وَصِیَّتَهٗ'' ''سبحان اللہ، گویا کہ موت نے اسے غصے کے ساتھ اچک لیا۔ وہ شخص (اجر و ثواب سے) محروم ہے جو وصیت کرنے سے محروم رہا''۔

اسے ابویعلیٰ نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ ابن ماجہ نے بھی اسے اختصاراً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَلْمَحْرُوْمُ مَنْ حُرِمَ وَصِیَّتَهٗ'' ''وہ آدمی محروم ہے جو اپنی وصیت کرنے سے محروم ہو گیا''۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: ''تَرْكُ الْوَصِیَّةِ عَارٌ فِی الدُّنْیَا وَنَارٌ وَّ شَنَارٌ فِی الْاٰخِرَةِ'' ''وصیت ترک کرنا دنیا میں شرمندگی اور آخرت میں آگ اور رسوائی ہے''۔

اسے طبرانی نے صغیر و اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک مرد یا عورت ساٹھ سال تک اللہ کی اطاعت کرتے رہتے ہیں۔ پھر ان کی موت کا وقت آ جاتا ہے تو وصیت کرتے ہوئے (کسی وارث کو) نقصان پہنچا دیتے ہیں۔ تو ان کیلئے دوزخ واجب ہو جاتی ہے۔ پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مِنْۢ بَعْدِ وَصِیَّةٍ یُّوْصٰی بِهَاۤ اَوْ دَیْنٍ ۙ غَیْرَ مُضَآرٍّ (النساء:12) ''حصوں کی تقسیم اس وصیت کو جو کی جاتی ہے پورا کرنے اور قرض ادا کر دینے کے بعد ہے بشرطیکہ وصیت میں کسی وارث کو نقصان نہ پہنچایا گیا ہو''۔ تلاوت فرمائی حتیٰ کہ وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (النساء:13) (1) (اور یہ بہت

---

(1) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جو آیات تلاوت کیں، با ترجمہ آپ بھی ملاحظہ فرمالیں۔

مِنْۢ بَعْدِ وَصِیَّةٍ یُّوْصٰی بِهَاۤ اَوْ دَیْنٍ ۙ غَیْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِیَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَلِیْمٌ ﴿۱۲﴾ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۳﴾ (النساء) (بقیہ اگلے صفحہ پر)

بڑی کامیابی ہے) تک پہنچ گئے''۔

اسے ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ابن ماجہ کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی ستر سال تک نیک لوگوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے، پھر جب وصیت کرتا ہے تو اپنی وصیت میں (کسی وارث کا حق مار کر) ظلم کر جاتا ہے۔ تو برے عمل کے ساتھ اس کا خاتمہ ہوتا ہے پھر آگ میں جا داخل ہوتا ہے۔ اور ایک آدمی ستر برس تک برے لوگوں کی طرح عمل کرتا رہتا ہے اور (وصیت کے وقت) اپنی وصیت میں عدل و انصاف سے کام لیتا ہے تو اس کا خاتمہ نیک اعمال کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَلْاِضْرَارُ فِی الْوَصِیَّةِ مِنَ الْکَبَائِرِ'' ''وصیت میں کسی کو نقصان پہنچانا (یوں کہ کسی وارث کا حصہ ختم یا کم کر دینا) کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔'' پھر حضور انور ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: تِلْکَ حُدُوْدُ اللہِ (نساء: 13) ''یہ اللہ کی مقرر فرمودہ حدیں ہیں''۔ (حاشیہ میں ابھی پوری آیت با ترجمہ دی گئی ہے۔ وہاں دیکھ لیں) (نسائی)۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''مَنْ فَرَّ بِمِیْرَاثِ وَارِثِهٖ قَطَعَ اللہُ مِیْرَاثَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ'' ''جو شخص اپنے وارث کو ترکہ دینے سے بھاگے (کوشش کرے کہ کسی طرح اس کے وارث میراث پانے سے محروم ہو جائیں) تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز جنت میں سے اس کا حصہ کاٹ لے گا''۔

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی بارگاہ نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ! (ﷺ) ثواب کے لحاظ سے کون سا صدقہ سب سے بڑھ کر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کہ تو اس وقت صدقہ کرے جب تو صحت مند ہو، مال کا متمنی ہو، غریب ہو جانے کا خوف بھی رکھتا ہو اور مال دار

(بقیہ صفحہ گزشتہ) ترجمہ: ''(یہ تقسیم میراث) اس وصیت کو پورا کرنے کے بعد ہے جو کی جاتی ہے اور قرض ادا کر دینے کے بعد ہے۔ بشرطیکہ (اس وصیت سے کسی وارث کو) نقصان نہ پہنچایا جائے۔ یہ اللہ کا تاکیدی حکم ہے۔ اور اللہ خوب جاننے والا بڑا بردبار ہے۔ یہ اللہ کی مقرر فرمودہ حدیں ہیں۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے، اللہ اسے باغوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ وہ لوگ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور یہ (ایسی جنت کا حصول) بہت بڑی کامیابی ہے''۔ اور لگتے ہاتھ اس سے اگلی آیت بھی دیکھ لیتے ہیں تاکہ حدود الٰہیہ کی خلاف ورزی کی سنگینی بھی ذہن نشین ہو جائے۔

فرمان ہوتا ہے۔

وَمَنْ یَّعْصِ اللہَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ یُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِیْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ (النساء)

ترجمہ: ''اور جو بندہ نافرمانی کرے اللہ کی اور اس کے رسول کی اور اللہ کی مقرر فرمائی ہوئی حدوں سے تجاوز کرے اللہ تعالیٰ اسے آگ میں داخل کرے گا وہ اس آگ میں ہمیشہ رہے گا۔ اور اس کیلئے ذلت آمیز عذاب ہے''۔ (مترجم)

ہونے کی امید بھی۔ اور (صدقہ کرنے میں) تاخیر نہ کر یہاں تک کہ جب تیری روح حلق تک پہنچ جائے تو پھر کہے کہ اتنا فلاں کو دے دینا اتنا فلاں کو۔ حالانکہ اب تو وہ فلاں فلاں کا ہو چکا۔ (اب تو کہے یا نہ کہے وقت گذر چکا)۔

اسے بخاری، مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی اسی طرح اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ مگر ابوداؤد کے الفاظ میں یوں ہے کہ فرمایا: ''اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِیْحٌ حَرِیْصٌ تَأْمُلُ الْبَقَاءَ وَتَخْشَی الْفَقْرَ'' (سب سے زیادہ باعث ثواب یہ صدقہ ہے کہ) تو اس وقت صدقہ کرے جب تو تندرست ہو، مال کا خواہش مند ہو، زندگی کا امیدوار ہو اور غربت سے ڈرتا ہو''۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَاَنْ یَّتَصَدَّقَ الْمَرْءُ فِیْ حَیَاتِهٖ وَصِحَّتِهٖ بِدِرْهَمٍ خَیْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ یَّتَصَدَّقَ عِنْدَ مَوْتِهٖ بِمِائَةٍ'' اپنی زندگی اور تندرستی کی حالت میں آدمی کا ایک درہم صدقہ کرنا اپنی موت کے وقت سو درہم صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔

اسے ابوداؤد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں دونوں نے شرحبیل بن سعد عن ابی سعید روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''مَثَلُ الَّذِیْ یُعْتِقُ عِنْدَ مَوْتِهٖ كَمَثَلِ الَّذِیْ یُهْدِیْ اِذَا شَبِعَ'' اس آدمی کی مثال جو اپنی موت کے وقت غلام آزاد کرے، اس شخص کی سی ہے جو اس وقت کسی کو ہدیہ بھیجے جب خود شکم سیر ہو چکا ہو''۔ (یعنی بچا کھچا بھیجنے کے مترادف ہے اگرچہ ثواب اس کا بھی ہے)۔

اسے ابوداؤد، ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ امام ترمذی نے اسے حدیث حسن صحیح کہا۔ ابن حبان کے الفاظ میں یوں ہے کہ ''مَثَلُ الَّذِیْ یَتَصَدَّقُ عِنْدَ مَوْتِهٖ مَثَلُ الَّذِیْ یُهْدِیْ بَعْدَ مَا یَشْبَعُ'' اس آدمی کی مثال جو بوقت موت صدقہ کرتا ہے، اس شخص کی طرح ہے جو خود شکم سیر ہونے کے بعد کسی کو ہدیہ دیتا ہے۔''

نیز نسائی نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ ان کے ہاں الفاظ اس طرح ہیں کہ کہا: ایک آدمی نے کچھ دیناروں کی اللہ کی راہ میں وصیت کی تو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مسئلہ دریافت کیا۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مَثَلُ الَّذِیْ یُعْتِقُ وَیَتَصَدَّقُ عِنْدَ مَوْتِهٖ مَثَلُ الَّذِیْ یُهْدِیْ بَعْدَ مَا شَبِعَ'' اس آدمی کی مثال جو اپنی موت کے وقت غلام آزاد کرتا اور صدقہ دیتا ہے اس شخص کی طرح ہے جو خود شکم سیر ہونے کے بعد کسی کو ہدیہ بھیجے۔

ترہیب

انسان کا موت کو ناپسند کرنا

حدیث: ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بندہ اللہ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے، اللہ بھی اس سے ملاقات فرمانا پسند کرتا ہے۔ اور جو شخص اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے۔ یہ سن کر میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ! (ﷺ) اگر اس (ملاقات) سے مراد

موت کی ناپسندیدگی ہے تو ہم میں سے ہر کوئی موت کو ناپسند کرتا ہے۔ (پھر تو ہم سب سے اللہ تعالیٰ ملاقات فرمانا ناپسند فرماتا ہوگا؟)۔ سرورعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَیْسَ ذَالِکَ وَلٰکِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا بُشِّرَ بِرَحْمَۃِ اللّٰہِ وَرِضْوَانِہٖ وَجَنَّتِہٖ اَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰہِ فَاَحَبَّ اللّٰہُ لِقَآئَہٗ، وَ اِنَّ الْکَافِرَ اِذَا بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰہِ وَسَخَطِہٖ کَرِہَ لِقَآءَ اللّٰہِ وَکَرِہَ اللّٰہُ لِقَآءَہٗ'' یہ بات نہیں۔ بلکہ جب بندہ مومن کو (بوقت موت) اللہ کی رحمت، رضا اور جنت کی بشارت دے دی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ بھی اس سے ملاقات پسند فرماتا ہے۔ اور جب کافر کو اللہ کے عذاب اور غضب کی خبر دی جاتی ہے تو وہ (اپنے اعمال کی بنا پر اپنے انجام بد کی وجہ سے) اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات فرمانا پسند نہیں کرتا۔

بخاری ومسلم، ترمذی اور نسائی نے اسے روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ اللہ تعالیٰ سے ملنا پسند کرے اللہ بھی اس سے ملنا پسند فرماتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات پسند نہ کرتا ہو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات ناپسند فرماتا ہے۔ ہم عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! (ﷺ) ہم تو سب ہی موت کو ناپسند کرتے ہیں؟ (تو اب کیا ہوگا؟) تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس سے موت کی ناپسندیدگی مراد نہیں ہے۔ بلکہ (مطلب یہ ہے کہ) مومن بندے کی موت کا جب وقت آتا ہے تو اس کے پاس اللہ کی طرف سے ایک (جنت کی) بشارت دینے والا آتا ہے، اس وقت اس کیلئے اللہ کی ملاقات سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہیں ہوتی تو اللہ بھی اس سے ملاقات فرمانا محبوب رکھتا ہے۔ اور جب بدکار یا کافر کی موت قریب پہنچتی ہے تو اس کے پاس وہ پہنچتا ہے جو اس کی برائی اس کی طرف پھیرتا ہے۔ (یعنی اس کے بداعمال کا بھیانک انجام اسے دکھاتا ہے) یا اس کی اپنی برائی اس کے سامنے آجاتی ہے تو وہ اللہ سے ملنا ناپسند کرتا ہے اور اللہ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ ان کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ نیز نسائی نے بھی اسے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔ مگر ان کے الفاظ یوں ہیں کہ: عرض کیا گیا: یارسول اللہ! (ﷺ) ہم میں سے کوئی ایسا نہیں جو موت کو ناپسند کرتا ہو۔ تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّہٗ لَیْسَ بِکَرَاھِیَۃِ الْمَوْتِ، اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا جَآءَہُ الْبُشْرٰی مِنَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ لَمْ یَکُنْ شَیْئٌ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ لِّقَاءِ اللّٰہِ وَکَانَ اللّٰہُ لِلِقَآئِہٖ اَحَبَّ۔ وَاِنَّ الْکَافِرَ اِذَا جَآءَہٗ مَا یَکْرَہُ لَمْ یَکُنْ شَیْئٌ اَکْرَہَ اِلَیْہِ مِنْ لِقَاءِ اللّٰہِ وَکَانَ اللّٰہُ لِلِقَآئِہٖ اَکْرَہَ'' اس سے موت کی ناپسندیدگی مراد نہیں ہے۔ (موت کا خوف اور ناپسندیدگی تو سب کو ہوتی ہے بلکہ معنی یہ ہے کہ) بندہ مومن کو (بوقت اجل) جب اللہ عزوجل کی طرف سے (جنت کی) خوشخبری پہنچتی ہے تو اسے اللہ کی ملاقات سے بڑھ کر (دنیا کی) کوئی چیز پیاری نہیں ہوتی اور اللہ بھی اس کی ملاقات پسند فرماتا ہے۔ اور کافر کو (بوقت جانکنی) جب وہ کچھ سامنے آتا ہے جسے وہ ناپسند کرتا ہے (یعنی عذاب جہنم) تو اس کیلئے اللہ کی ملاقات

سے زیادہ کوئی چیز مکروہ نہیں ہوتی اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات ناپسند رکھتا ہے۔"

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے: "اِذَا اَحَبَّ عَبْدِیْ لِقَآئِیْ اَحْبَبْتُ لِقَآئَہٗ وَاِذَا کَرِہَ لِقَآئِیْ کَرِھْتُ لِقَآئَہٗ" جب میرا بندہ میری ملاقات کو محبوب رکھتا ہے تو میں بھی اس سے ملاقات کو پسند فرماتا ہوں۔ اور جب وہ مجھ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے تو میں بھی اس کی ملاقات ناپسند رکھتا ہوں۔

اسے امام مالک، بخاری، مسلم اور نسائی نے روایت کیا۔ الفاظ امام بخاری کے ہیں۔

حدیث: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بندہ اللہ سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہو اللہ بھی اس سے ملاقات کرنا پسند فرماتا ہے اور جو شخص اللہ کی ملاقات ناپسند کرے، اللہ بھی اس سے ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے۔

بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی۔

حدیث: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اے میرے پروردگار! جو بندہ تجھ پر ایمان لایا اور یہ شہادت دی کہ میں تیرا رسول ہوں، تو اسے اپنی ملاقات محبوب کردے، اپنی قضا (اس کی موت) اس پر آسان فرمادے اور مال دنیا اس کیلئے قلیل کردے (تاکہ تیری یاد میں مشغول رہے) اور جو شخص تجھ پر ایمان نہیں لایا، اور یہ گواہی نہیں دی کہ میں تیرا رسول ہوں تو اسے اپنی ملاقات محبوب نہ کر، اس پر اپنی قضا آسان نہ کر اور مال دنیا اس کیلئے زیادہ کرے۔

اسے ابن ابی الدنیا، طبرانی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ نیز ابن ماجہ نے بھی عمرو ابن غیلان الثقفی کی حدیث سے اسے روایت کیا۔ ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ابن ماجہ کے الفاظ ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَللّٰھُمَّ مَنْ اٰمَنَ بِیْ وَصَدَّقَنِیْ وَعَلِمَ اَنَّ مَا جِئْتُ بِهِ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَقْلِلْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَحَبِّبْ اِلَيْهِ لِقَآءَكَ وَعَجِّلْ لَهُ الْقَضَآءَ وَمَنْ لَّمْ یُؤْمِنْ بِیْ وَلَمْ یُصَدِّقْنِیْ وَلَمْ یَعْلَمْ اَنَّ مَا جِئْتُ بِهِ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَكْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَاَطِلْ عُمُرَهٗ" یا میرے مولیٰ! جو بندہ مجھ پر ایمان لایا، میری تصدیق کی اور یہ یقین کیا کہ میں جو کچھ (تیری طرف سے) لے کر آیا ہوں وہ سب کچھ حق ہے، تو اس کے مال اور اولاد میں کمی کردے۔ اپنی ملاقات اسے محبوب کردے اور اس کی قضا (موت) میں جلدی فرما۔ اور جو شخص مجھ پر ایمان نہیں لایا، اس نے میری تصدیق نہیں کی اور نہ یہ یقین رکھا کہ جو میں لایا ہوں وہ حق ہے تو اس کے مال و اولاد میں کثرت کردے اور اس کی عمر لمبی کردے"۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی محترم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ" مومن کا تحفہ موت ہے۔

اسے طبرانی نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتادوں کہ قیامت کے روز اللہ عزوجل اہل ایمان سے سب سے پہلے کیا ارشاد فرمائے گا اور اہل ایمان سب سے پہلے بارگاہ الٰہی میں کیا عرض کریں گے؟ ہم عرض کرنے لگے: جی ہاں، یارسول اللہ! (ﷺ) تو سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزیز وجلیل مومن بندوں سے ارشاد فرمائے گا: ''هَلْ اَحْبَبْتُمْ لِقَآئِيْ'' کیا تم مجھ سے ملنا پسند کرتے تھے؟ وہ عرض کریں گے: ''نَعَمْ يَا رَبَّنَا'' اے ہمارے رب، ہاں (ہم پسند کرتے تھے)۔ارشاد ہوگا: کس وجہ سے؟ عرض گذار ہوں گے: ''رَجَوْنَا عَفْوَكَ وَ مَغْفِرَتَكَ'' اس لئے کہ ہم تیری رحمت ومغفرت کے امیدوار تھے۔اس پر اللہ کریم فرمائے گا: ''قَدْ وَجَبَتْ لَكُمْ مَغْفِرَتِيْ'' (اچھا تو پھر جاؤ) میری مغفرت تمہارے لئے واجب ہوگئی۔

ترغیب

جس کا کوئی عزیز فوت ہوجائے، وہ کیا کہے؟

حدیث: ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم بیمار کے پاس یا قریب المرگ شخص کے ہاں جاؤ تو اچھی بات (دعا) کرو کیونکہ تمہاری بات پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ابوسلمہ (ان کے پہلے شوہر) وفات پاگئے تو میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) ابوسلمہ (رضی اللہ عنہ) فوت ہوگئے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: تم یہ کہو: ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَلَهٗ وَاَعْقِبْنِيْ مِنْهُ عُقْبٰى حَسَنَةً'' اے میرے خدا! میری اور ان (ابوسلمہ رضی اللہ عنہ) کی مغفرت فرما اور مجھے ان سے بہتر بھلائی عطا کردے۔میں نے یہ دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے بہتر (شوہر) یعنی جناب محمد ﷺ عطا فرمادیئے۔

اسے مسلم نے اسی طرح شک کے ساتھ (یعنی جب تم مریض کے پاس یا قریب الموت کے پاس جاؤ، اس میں مریض فرمایا کہ قریب المرگ) روایت کیا اور ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے صرف میت (یعنی قریب المرگ) کہہ کر بغیر شک کے روایت کیا۔

حدیث: انہی (ام المومنین ام سلمہ) رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس بندے کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ یہ پڑھے: اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاخْلُفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا'' ہم اللہ تعالیٰ کی ہی ملکیت ہیں اور ہمیں اس کی طرف یقیناً لوٹ کر جانا ہے اے اللہ! میری اس مصیبت میں مجھے اجر عطا فرما اور اس سے بہتر بدلہ عطا کر۔'' تو اللہ تعالیٰ اسے مصیبت میں اجر بھی دیتا ہے اور اچھا بدلہ بھی عطا فرماتا ہے۔آپ فرماتی ہیں کہ جب ابوسلمہ (رضی اللہ عنہ ان کے پہلے شوہر) انتقال کرگئے تو میں نے (دل میں) کہا کہ حضرت ابوسلمہ سے بہتر مسلمانوں میں کون شخص ہوسکتا ہے جنہوں نے اہل خانہ میں سے سب سے پہلے رسول اللہ

ﷺ کی طرف ہجرت کی۔ پھر میں نے یہ دعا پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے ان (ابوسلمہ) سے بہتر بدلہ یعنی رسول اللہ ﷺ مجھے عطا فرمادیئے۔

اسے مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ترمذی نے روایت کیا۔ ترمذی کے الفاظ ہیں کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم سے کسی کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ یہ پڑھا کرے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ، اَللّٰھُمَّ عِنْدَكَ اَحْتَسِبُ مُصِیْبَتِیْ فَأْجُرْنِیْ بِھَا وَ اَبْدِلْنِیْ خَیْرًا مِّنْھَا'' بے شک ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور یقیناً ہمیں اس کے پاس ہی لوٹ کر جانا ہے۔ اے میرے پروردگار! میں اپنی مصیبت میں تجھ سے ہی ثواب کا امیدوار ہوں مجھے اس میں اجر عطا فرما اور اس سے اچھا بدلہ عنایت کر۔'' جب حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا وقت وفات آیا تو انہوں نے یہ دعا مانگی: ''اَللّٰھُمَّ اخْلُفْنِیْ فِیْ اَھْلِیْ خَیْرًا مِّنِّیْ'' ''اے اللہ! میرے اہل خانہ کو میرے بعد مجھ سے بہتر بدلہ عطا فرمانا۔ پھر جب ابوسلمہ فوت ہو گئے تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پڑھا: اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ، عِنْدَكَ اَحْتَسِبُ مُصِیْبَتِیْ فَأْجُرْنِیْ فِیْھَا''۔

اسے ابن ماجہ نے بھی ترمذی کی مثل روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں روایت ہے: اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓئِكَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَ رَحْمَةٌ ۟ وَ اُولٰٓئِكَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ (البقرۃ)'' (جو بشارت جنت کے مستحق ہیں) یہ وہ لوگ ہیں کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور ہمیں بلاشبہ اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ ان لوگوں پر ان کے رب کی طرف سے نوازشیں اور رحمت ہوتی رہتی ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں''۔ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے (اپنے اس ارشاد گرامی میں) خبر دی ہے کہ مومن جب حکم الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتا ہے، اسی کی طرف رجوع کرتا ہے اور مصیبت آنے پر اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ کہتا ہے تو اس کیلئے نیکی کی تین چیزیں لکھ دی جاتی ہیں۔ نمبر 1 اللہ کی نوازش، نمبر 2 اس کی رحمت اور راہ ہدایت کی روشنی وحقیقت۔ اور اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَنِ اسْتَرْجَعَ عِنْدَ الْمُصِیْبَةِ جَبَرَ اللّٰہُ مُصِیْبَتَہٗ وَاَحْسَنَ عُقْبَاہُ وَجَعَلَ لَہٗ خَلَفًا یَّرْضَاہُ'' جو بندہ بوقت مصیبت ''اِنَّا لِلّٰہِ'' پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت کے نقصان کو پورا کرتا ہے، اس کی عاقبت اچھی کر دیتا ہے اور اسے اپنی پسند کا بدلہ عطا فرماتا ہے۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔ طبرانی کی ہی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کو ایک ایسی چیز عطا فرمائی گئی ہے جو مصیبت کے وقت کسی اور امت کو نہیں دی گئی (اور وہ ہے بوقت مصیبت) اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھنا۔

حدیث: فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا اپنے والد گرامی رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی ہے: جس کو (ماضی میں) کوئی تکلیف پہنچی پھر (کسی وقت) اسے وہ تکلیف یاد آ گئی تو اس نے پھر سے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّ

إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھ لیا اگرچہ اس تکلیف کا زمانہ بہت پرانا ہو۔ "كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَهٗ يَوْمَ اُصِيْبَ" تو اللہ تعالیٰ اسے اس مصیبت کے روز سے لے کر آج تک اتنا ہی اجر عطا فرمائے گا۔ (ابن ماجہ)

حدیث: حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسی بندے کا بچہ فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے ملائکہ سے ارشاد فرماتا ہے: میرے بندے کا بچہ تم نے قبض کر لیا؟ ملائکہ عرض کرتے ہیں: جی ہاں۔ اللہ فرماتا ہے: تم نے اس کے دل کا میوہ قبض کر لیا؟ عرض کرتے ہیں: جی ہاں۔ ارشاد فرماتا ہے: اس پر میرے بندے نے کیا کہا؟۔ وہ عرض کرتے ہیں۔ اس نے تیری حمد کی اور اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "اَبْنُوْا لِعَبْدِيْ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَيْتَ الْحَمْدِ" "میرے اس بندے کیلئے جنت میں ایک محل تعمیر کر دو اور اس کا نام بیت الحمد رکھو"۔ اسے ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور ترمذی نے حسن کہا۔

ترغیب

قبر کھودنا اور میت کو غسل و کفن دینا

حدیث: حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مَنْ غَسَّلَ مَيِّتاً فَكَتَمَ عَلَيْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ اَرْبَعِيْنَ كَبِيْرَةً وَمَنْ حَفَرَ لِاَخِيْهِ قَبْرا حَتّٰى يُجْنِبَهٗ فَكَاَنَّمَا اَسْكَنَهٗ مَسْكَناً حَتّٰى يُبْعَثَ" "جس نے کسی (مسلمان) مردے کو غسل دیا اور اس کے عیوب چھپائے، اللہ تعالیٰ اس کے چالیس کبیرہ گناہ بخش دے گا۔ اور جس بندے نے اپنے بھائی کیلئے قبر کھودی اور اس کو اس میں دفن کیا تو گویا اس نے اسے قیامت تک کیلئے رہائش گاہ دے دی (یعنی اتنا اجر پائے گا جتنا قیامت تک کسی کو مفت رہائش فراہم کرنے پر ملتا ہے)۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔ اس کے راویوں سے صحیح میں روایات لی گئی ہیں اور حاکم نے بھی روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں: "مَنْ غَسَّلَ مَيِّتاً فَكَتَمَ عَلَيْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ اَرْبَعِيْنَ مَرَّةً وَمَنْ كَفَّنَ مَيِّتاً كَسَاهُ اللّٰهُ مِنْ سُنْدُسٍ وَّ اِسْتَبْرَقٍ فِي الْجَنَّةِ وَمَنْ حَفَرَ لِمَيِّتٍ قَبْرًا فَاَجَنَّهٗ فِيْهِ اَجْرَى اللّٰهُ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ كَاَجْرِ مَسْكَنٍ اَسْكَنَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" "جس نے کسی میت کو غسل دیا، اللہ تعالیٰ چالیس مرتبہ اس کی مغفرت فرمائے گا۔ جس نے کسی مرنے والے کو کفن پہنایا، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں سندس اور استبرق (ریشم کی دو قسمیں ہیں) کا لباس پہنائے گا۔ اور جس نے کسی مردے کیلئے قبر کھود کر اسے دفن کیا، اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایسا اجر جاری فرما دے گا جیسا کہ اس نے قیامت کے روز تک اسے کسی گھر میں سکونت فراہم کر دی ہو۔"

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ اس کی سند میں خلیل بن مرہ ہیں۔ ان کے الفاظ یہ ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ حَفَرَ قَبْرًا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ" "جس نے قبر کھودی، اللہ اس کیلئے جنت میں محل تعمیر فرمائے گا"۔

"وَمَنْ غَسَّلَ مَيِّتاً خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَّلَدَتْهُ اُمُّهٗ" اور جس شخص نے کسی میت کو غسل دیا، وہ اپنے گناہوں سے یوں نکل گیا جیسے اس دن پاک تھا جس دن اسے اس کی ماں نے جنم دیا تھا۔ "وَمَنْ كَفَّنَ مَيِّتاً كَسَاهُ اللّٰهُ مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ" اور جو بندہ کسی میت کو کفن پہنائے، اللہ تعالیٰ اسے بہشتی حلے پہنائے گا۔ "وَمَنْ عَزّٰى حَزِيْناً اَلْبَسَهُ اللّٰهُ التَّقْوٰى" اور جو شخص کسی غمزدہ کی دلجوئی کرے، اللہ تعالیٰ اسے تقویٰ کا لباس عطا کرے گا۔ "وَصَلّٰى عَلٰى رُوْحِهٖ فِي الْاَرْوَاحِ" اور روحوں کے درمیان اس کی روح پر رحمت نازل فرمائے گا۔ "وَمَنْ عَزّٰى مُصَاباً كَسَاهُ اللّٰهُ حُلَّتَيْنِ مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ لَا نُقَوِّمُ لَهُمَا الدُّنْيَا" اور جو آدمی کسی مصیبت زدہ سے اظہار ہمدردی کرے، اللہ تعالیٰ اسے بہشتی حلوں میں سے دو ایسے حلے پہنائے گا جن کی قیمت پوری دنیا بھی نہیں ہو سکتی۔ "وَمَنْ تَبِعَ جَنَازَةً حَتّٰى يُقْضٰى دَفْنُهَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ ثَلَاثَةَ قَرَارِيْطَ اَلْقِيْرَاطُ مِنْهَا اَعْظَمُ مِنْ جَبَلِ اُحُدٍ" اور جو شخص کسی جنازے کے ساتھ جائے یہاں تک ساتھ دے کہ دفن مکمل ہو جائے تو اللہ اس کیلئے (ثواب کے) تین قیراط لکھ دے گا، ان میں ہر قیراط احد پہاڑ سے بڑا ہو گا۔ "وَمَنْ كَفَلَ يَتِيْمًا اَوْ اَرْمَلَةً اَظَلَّهُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ وَاَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ" اور جو بندہ کسی یتیم کی یا بیوہ کی کفالت کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنے سائے میں جگہ عطا کرے گا اور جنت میں داخل فرمائے گا۔"

حدیث: امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا وَّكَفَّنَهٗ وَحَنَّطَهٗ وَصَلّٰى عَلَيْهِ وَلَمْ يُفْشِ عَلَيْهِ مَا رَاٰى خَرَجَ مِنْ خَطِيْئَتِهٖ مِثْلَ مَا وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ" "جس نے میت کو غسل دیا، کفن دیا اور خوشبو لگائی، اس پر نماز جنازہ پڑھی اور اگر (دوران غسل) اس کا کوئی عیب دیکھا اسے ظاہر نہ کیا۔ تو وہ گناہوں سے یوں پاک ہو جائے گا جیسے اس کی ماں نے اسے جنم دیا ہو۔" (ابن ماجہ)

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبروں کی زیارت کیا کرو کہ یہ آخرت کی یاد دلاتی ہے، مردوں کو غسل دیا کرو کیونکہ جسد خاکی کا علاج اچھی نصیحت ہے۔ اور جنازوں کی نماز پڑھا کرو، شاید یہ تمہیں غم آخرت میں مبتلا کر دے کیونکہ غمگین اللہ کے سائے میں ہو گا اور ہر نیکی کا بدلہ پائے گا۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

ترغیب

جنازے کے ساتھ جانا اور دفن کے وقت حاضر ہونا

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں۔عرض کی گئی: یا رسول اللہ! (ﷺ) وہ کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: نمبر 1 یہ کہ جب تم اس سے ملاقات کرو تو اسے سلام کرو، نمبر 2 وہ جب تمہیں دعوت دے تو قبول کرلو، نمبر 3 جب تم سے مشورہ چاہے تو اچھی نصیحت کرو، نمبر 4 جب اسے چھینک آئے (اور وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے) تو اسے (یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہہ کر) جواب دو، نمبر 5 جب بیمار ہو تو اس کی بیمار پرسی کو جاؤ۔''وَ اِذَا مَاتَ فَاتْبَعْهُ'' نمبر 6'' اور اگر فوت ہو جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ۔'' (مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اقدس ﷺ فرمایا کرتے تھے: مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے ذلیل کرتا ہے۔ارشاد فرماتے تھے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، دو آدمی آپس میں محبت کرتے ہوں پھر جب مل کر جدا ہوں تو ان میں کسی پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔حضور انور ﷺ یہ بھی فرمایا کرتے تھے: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں یعنی نمبر 1 جب وہ چھینکے تو اسے جواب دے، نمبر 2 جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کو جائے، نمبر 3 اس کی خیر خواہی کرے جب وہ غائب ہو یا موجود ہو، نمبر 4 اسے سلام دے جب اس سے ملے، نمبر 5 جب وہ دعوت پر بلائے تو اس کی دعوت کو قبول کرے،''وَیَتْبَعُهُ اِذَا مَاتَ''، نمبر 6'' اور جب فوت ہو جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے۔''

اسے امام احمد نے باسناد حسن روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: پانچ عمل وہ ہیں کہ جو بندہ ایک دن میں انہیں کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے اہل جنت میں لکھ دے گا۔یعنی جو بندہ کسی مریض کی عیادت کرے، کسی جنازے میں حاضر ہو، ایک دن کا روزہ رکھے، نماز جمعہ کیلئے (مسجد کو) جلدی جائے، اور غلام آزاد کرے۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: اور یہ بھی انہی (ابو سعید خدری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''عُوْدُوا الْمَرْضٰی وَاتْبَعُوا الْجَنَائِزَ تُذَکِّرُکُمُ الْاٰخِرَۃَ'' بیماروں کی بیمار پرسی کیا کرو اور جنازوں کے ساتھ جایا کرو کہ یہ تمہیں آخرت کی یاد دلاتے رہیں گے۔

اسے امام احمد، بزار اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص جنازے میں نماز جنازہ سے فارغ ہونے تک حاضر رہا، اسے ایک قیراط (ثواب) ہوگا۔ اور جو دفن کئے جانے تک موجود رہا تو اس کیلئے دو قیراط ہیں۔ عرض کی گئی: یہ دو قیراط کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا: "مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيْمَتَيْنِ" دو بڑے بڑے پہاڑوں کی مثل ہیں۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

مسلم وغیرہ کی ایک اور روایت میں ہے: "اَصْغَرُهُمَا مِثْلُ اُحُدٍ" "ان میں چھوٹا احد پہاڑ کی مثل ہے۔" (بڑے کا اندازہ خود کرلو) اور بخاری کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ: جو شخص کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے گیا اور ساتھ ہی رہا یہاں تک کہ نماز جنازہ پڑھ کر اس کے دفن سے فراغت ہوگئی تو یہ شخص اجر و ثواب کے دو قیراط لے کر لوٹے گا۔ ہر قیراط احد پہاڑ کی مثل ہوگا۔ اور جو بندہ میت پر نماز جنازہ پڑھے پھر دفن سے قبل لوٹ آئے۔ وہ ایک قیراط ثواب لے کر لوٹے گا۔

حدیث: حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے تھے کہ اتنے میں مقصورہ والے حضرت خباب رضی اللہ عنہ آ گئے اور فرمانے لگے: اے عبداللہ بن عمر! آپ سنتے نہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیا کہہ رہے ہیں؟ وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص میت کے گھر سے جنازے کے ساتھ نکلا، اس پر نماز جنازہ پڑھی اور دفن تک اس کے ساتھ رہا، اس کیلئے ثواب کے دو قیراط ہوں گے۔ ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہوگا۔ اور جس بندے نے میت پر نماز پڑھی پھر (قبل دفن) لوٹ آیا، اس کیلئے احد پہاڑ کے برابر اجر ہوگا۔ یہ سن کر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول کے متعلق سوال کریں پھر واپس آ کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اس بارے میں ارشاد بتائیں۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مسجد کی کنکریاں ہاتھ میں پکڑ لیں، انہیں الٹتے پلٹتے رہے حتیٰ کہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ واپس آ گئے اور بولے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے۔ اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کنکریاں زمین پر پھینک دیں پھر فرمایا: "لَقَدْ فَرَّطْنَا فِيْ قَرَارِيْطَ كَثِيْرَةٍ" "بے شک ہم نے بہت سے قیراط ضائع کر دیے۔" (مسلم)

حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے نماز جنازہ پڑھی، اس کیلئے ایک قیراط ہے اور اگر اس کے دفن میں بھی حاضر رہا تو اس کیلئے دو قیراط ہیں۔ ایک قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے۔

اسے مسلم نے روایت کیا۔ اور ابن ماجہ نے بھی اسے ابوبکر بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا اور اس کے آخر میں یہ الفاظ زائد کئے "وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ الْقِيْرَاطُ اَعْظَمُ مِنْ اُحُدٍ هٰذَا" "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، ایک قیراط اس احد پہاڑ سے بھی بڑا ہے۔"

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جنازے کے ساتھ گیا حتیٰ کہ اس پر نماز پڑھ لی گئی، اس کیلئے ایک قیراط ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے قیراط کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ ان کی ایک اور روایت میں یوں ہے کہ: صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) کیا (وہ قیراط) ہمارے ان موجودہ قیراطوں کے برابر ہے؟ ارشاد فرمایا: ''لَا بَلْ مِثْلُ اُحُدٍ اَوْ اَعْظَمُ مِنْ اُحُدٍ'' ''نہیں بلکہ احد پہاڑ کے برابر یا احد پہاڑ سے بھی بڑا ہے۔''

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بندہ جنازے پر اس کے اہل خانہ کے پاس آیا۔ اس کیلئے ایک قیراط ہے۔ اگر جنازے کے ساتھ (قبرستان) گیا تو اس کیلئے ایک اور قیراط ہے۔ پھر اگر اس پر نماز پڑھی تو ایک اور قیراط ہے۔ اس کے بعد اگر دفن تک انتظار کیا تو ایک اور قیراط ہے۔ (گویا ایسی صورت میں چار قیراط ہیں)۔

اسے بزار نے روایت کیا۔ اس کے راوی معدی بن سلیمان کے علاوہ صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ (ایک روز) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے آج روزے کی حالت میں کس نے صبح کی؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں نے، آپ ﷺ نے پوچھا: تم میں سے آج کس نے کسی مسکین کو کھانا کھلایا؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: میں نے، سرور عالم ﷺ نے فرمایا: آج تم میں سے کس نے کسی مریض کی بیمار پرسی کی؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عرض گذار ہوئے: میں نے، پھر حضور انور ﷺ گویا ہوئے: تم میں سے کون آج جنازے کے ساتھ گیا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں، تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَا اجْتَمَعَتْ هٰذِهِ الْخِصَالُ قَطُّ فِيْ رَجُلٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ'' ''جس آدمی میں بھی یہ اعمال جمع ہو جائیں وہ جنت میں داخل ہو جائے گا''۔

اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ اَوَّلَ مَا يُجَازَى بِهِ الْعَبْدُ بَعْدَ مَوْتِهٖ اَنْ يُغْفَرَ لِجَمِيْعِ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَتَهٗ'' مرنے کے بعد بندے کو جو سب سے پہلے بدلہ عطا فرمایا جائے گا وہ یہ ہوگا کہ اس کے جنازے میں آنے والے تمام لوگوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔

اسے بزار نے روایت کیا۔

ترغیب

جنازے پر نمازیوں کی کثرت اور تعزیت کا بیان

حدیث: ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وعن ابیہا سے روایت ہے۔فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مَا مِنْ مَيِّتٍ يُصَلِّىْ عَلَيْهِ اُمَّةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَبْلُغُوْنَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُوْنَ لَهٗ اِلَّا شُفِّعُوْا فِيْهِ" "جس (مسلمان) میت پر مسلمانوں کی ایک جماعت نماز جنازہ پڑھے جس کی تعداد ایک سو تک پہنچتی ہو وہ سب کے سب (اللہ کی بارگاہ میں) اس کی سفارش کریں (اس کیلئے دعائے مغفرت کریں) تو ان کی سفارش اس (میت) کے حق میں قبول فرمالی جائے گی۔

اسے مسلم،نسائی اور ترمذی نے روایت کیا۔ترمذی کے ہاں یہ الفاظ ہیں:"مِائَةً فَمَا فَوْقَهَا" ان کی تعداد ایک سو یا سو کے قریب ہو۔

حدیث: حضرت کریب سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا صاحبزادہ مقام قدید (مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان ایک مقام) یا مقام عسفان (مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جاتے ہوئے دوسری منزل پر ایک جگہ کا نام) میں انتقال کر گیا تو آپ نے فرمایا:اے کریب!جا کر دیکھو کتنے لوگ (جنازے کیلئے) جمع ہوئے ہیں؟ کریب کہتے ہیں:میں نے باہر نکل کر دیکھا تو کچھ لوگ اکٹھے ہو چکے تھے تو میں نے انہیں آکر بتایا۔فرمانے لگے:تمہارے خیال میں وہ لوگ چالیس ہوں گے؟ کہتے ہیں کہ میں جواب دیا:جی ہاں،اس پر انہوں نے فرمایا:جنازہ لے کر نکلو کیوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:"مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ عَلٰى جَنَازَتِهٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ" "اگر کوئی مسلمان آدمی فوت ہو جائے پھر اس کے جنازے پر چالیس ایسے مرد نماز پڑھیں جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کی سفارش اس کے حق میں قبول فرمالے گا۔"

مسلم،ابوداؤد اور ابن ماجہ نے اسے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی انور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:"مَا مِنْ رَجُلٍ يُصَلِّىْ عَلَيْهِ مِائَةٌ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ" "جس آدمی پر ایک سو آدمی نماز جنازہ پڑھ لیں،اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرمادیتا ہے"۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔اس کی اسناد میں مبشر بن ابی الملیح کے ہیں۔ان کا حال اس وقت میرے (مصنف کے) ذہن میں حاضر نہیں ہے۔

حدیث: حضرت حکم بن فروخ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ حضرت ابو الملیح نے ہمیں ایک دفعہ نماز جنازہ پڑھائی۔ہمارا خیال تھا کہ انہوں نے تکبیر تحریمہ کہہ دی ہے (لیکن ابھی کہی نہیں تھی) کہ ہماری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے:اپنی

صفوں کو درست کرو اور تمہاری سفارش (دعا) اچھی طرح ہونی چاہیے۔ ابوالملیح نے فرمایا کہ مجھ سے عبداللہ نے امہات المومنین رضی اللہ عنہن میں سے کسی سے روایت کی یعنی سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی اکرم ﷺ سے وہ فرماتی ہیں کہ مجھے نبی اکرم ﷺ نے خبر دیتے ہوئے فرمایا: ''مَا مِنْ مَيِّتٍ يُصَلِّي عَلَيْهِ اُمَّةٌ مِّنَ النَّاسِ اِلَّا شُفِعُوْا فِيْهِ'' جس (مسلمان) میت پر (مسلمان) لوگوں کی ایک جماعت نماز جنازہ پڑھے تو ان کی سفارش اس میت کے حق میں منظور فرمائی جائے گی۔ (راوی کہتے ہیں:) میں نے ابوالملیح سے جماعت کی تعداد کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے چالیس افراد کہا۔ (نسائی)

حدیث: حضرت مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيُصَلِّي عَلَيْهِ ثَلَاثَةُ صُفُوْفٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَّا اَوْجَبَ'' جو مسلمان وفات پا جائے اور اس پر مسلمانوں کی تین صفیں نماز جنازہ پڑھ لیں تو اس کیلئے جنت واجب ہوگئی۔ اور حضرت مالک رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب جنازے میں شامل لوگوں کی طرف توجہ کرتے تو اس حدیث کی وجہ سے انہیں تین صفوں میں تقسیم کر دیتے۔

اسے ابوداؤد، ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا۔ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

فصل

تعزیت کا ثواب

حدیث: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ عَزّٰى مُصَابًا فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِ صَاحِبِهٖ'' جس نے کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کی، اسے مصیبت زدہ کے برابر اجر ملے گا۔

اسے ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ یہ حدیث موقوف بھی مروی ہے۔

حدیث: امام ترمذی نے ہی حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ عَزّٰى ثَكْلٰى كُسِيَ بُرْدًا فِي الْجَنَّةِ'' جس کسی نے اس خاتون کے ساتھ تعزیت کی جس کا بچہ فوت ہوگیا ہو تو اسے جنت میں (ایک خاص خوبصورت) چادر پہنائی جائے گی۔

امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث بھی غریب ہے۔

حدیث: اور امام ابن ماجہ نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يُعَزِّيْ اَخَاهُ بِمُصِيْبَةٍ اِلَّا كَسَاهُ اللّٰهُ مِنْ حُلَلِ الْكَرَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ'' جس مومن نے اپنے بھائی کے ساتھ مصیبت میں تعزیت کی (1)، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے عزت و کرامت کے حلے پہنائے گا۔

---

(1) تعزیت کا وقت موت سے تین دن بعد تک ہے، اس کے بعد مکروہ ہے کہ اہل خانہ کا غم تازہ ہوگا۔ اگر تعزیت کرنے والا یا جس کے ساتھ تعزیت کرنی ہو وہ موجود نہ ہو یا تعزیت کرنے والے کو پتہ نہ چلا ہو تو تین دن کے بعد بھی کر سکتے ہیں۔ تعزیت دفن سے پہلے بھی ہو سکتی ہے مگر بعد میں (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ترغیب

جنازہ لے جانے اور دفن کرنے میں جلدی کرنا

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَاِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا اِلَيْهِ وَاِنْ تَكُ سِوٰى ذَالِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهٗ عَنْ رِّقَابِكُمْ" جنازے کو (دفن کرنے کیلئے) جلدی لے جایا کرو کیونکہ اگر وہ (میت) نیک ہے تو اسے بھلائی کی طرف جلد از جلد پہنچا دو اور اگر وہ برا ہے تو اسے اپنی گردنوں سے اتار پھینکو۔

اسے بخاری و مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ رحمھم اللہ

حدیث: حضرت عیینہ بن عبدالرحمٰن اپنے والد صاحب رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ وہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے جنازے میں موجود تھے، ہم آہستہ آہستہ چل رہے تھے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے سے آ کر شامل ہو گئے اور بلند آواز سے کہنے لگے: "لَقَدْ رَأَيْتُنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَرْمُلُ رَمْلًا" میں اپنے لوگوں کو دیکھتا ہوں (کہ ہم جنازے کے ساتھ آہستہ آہستہ چل رہے ہیں) حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم (جنازے میں) تیز تیز چلا کرتے تھے"۔

اسے ابوداؤد و نسائی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنے نبی ﷺ سے جنازے کے ساتھ چلنے کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مَا دُوْنَ الْخَبَبِ اِنْ يَّكُنْ خَيْرًا فَعَجِّلْ اِلَيْهِ وَاِنْ يَّكُنْ غَيْرَ ذَالِكَ فَبُعْدًا لِّاَهْلِ النَّارِ" (تیز چلو مگر) (1) دوڑنے سے کم، اگر وہ نیک ہے تو اسے بھلائی کی طرف جلد پہنچا دو اور اگر اس کے علاوہ ہے تو اہل نار کو اپنے سے دور کر دو۔

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) افضل ہے۔ تعزیت پر یوں کہنا چاہیے کہ اللہ مرنے والے کی مغفرت فرمائے۔ اپنی جوار رحمت میں جگہ دے، اور آپ کو صبر کی توفیق اور اس مصیبت پر اجر عطا فرمائے۔ رحمت عالم ﷺ نے ان الفاظ میں تعزیت فرمائی: "لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَاَعْطٰى وَكُلُّ شَيْئٍ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى" اللہ ہی کا ہے جو اس نے لیا اور دیا اور اس کے ہاں ہر چیز ایک مدت مقررہ تک ہے۔ قبرستان میں تعزیت کرنا بدعت ہے۔ جو ایک بار تعزیت کر آئے اسے دوبارہ تعزیت کیلئے جانا مکروہ ہے۔ میت کے اہل خانہ کا تین دن تک بیٹھنا کہ لوگ تعزیت کو آئیں جائز ہے مگر ترک کرنا بہتر ہے۔ یہ جب ہے کہ دنیاداری، ریاکاری مقصود نہ ہو ورنہ سب ناجائز ہے۔ (از کتب فقہ) (مترجم)

(1) جنازہ معتدل تیزی کے ساتھ لے جانا چاہیے مگر اس طرح کہ میت کو جھٹکا نہ لگے، ساتھ جانے والوں کیلئے افضل یہ ہے کہ جنازے کے پیچھے پیچھے چلیں، دائیں بائیں نہ چلیں۔ اور پیدل چلیں، عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا ممنوع و ناجائز ہے۔ جنازے کو کندھا دینا سنت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھایا تھا۔ (مترجم)

ترغیب

میت کیلئے دعا اور اسے تعریفی کلمات کے ساتھ یاد کرنا

ترہیب

میت کو برائی کے ساتھ یاد کرنا اور اس کے حق میں دعا نہ کرنا

حدیث: امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: حضور نبی اقدس ﷺ جب میت کو دفن کر کے فارغ ہوتے، وہاں ٹھہر جاتے اور ارشاد فرماتے: "اِسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ وَاسْئَلُوْا لَهُ بِالتَّثْبِيْتِ فَاِنَّهُ الْاٰنَ يُسْئَلُ"، "اپنے بھائی کیلئے بخشش کی دعا کرو اور (نکیرین کے سوالات کا جواب دینے میں) ثابت قدمی کا سوال کرو کیونکہ اس وقت اس سے سوالات ہو رہے ہیں۔" (ابوداؤد)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ لوگ ایک جنازہ لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس سے گذرے تو پاس موجود صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کی اچھی تعریف کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (اس کیلئے جنت) واجب ہو گئی۔ پھر لوگ ایک اور جنازہ لے کر گذرے تو حاضرین نے اس کو برائی کے ساتھ یاد کیا۔ سرور عالم ﷺ نے فرمایا (اس کیلئے دوزخ) واجب ہو گئی۔ پھر ارشاد فرمایا: "اِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ شَهِيْدٌ"، "بلاشبہ تم لوگ ایک دوسرے پر گواہ ہو۔" (جیسا کہتے ہو اللہ تعالیٰ ایسا ہی کر دیتا ہے)۔

اسے ابوداؤد و ابن ماجہ نے روایت کیا۔ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک جنازہ گذرا تو لوگوں نے اس کی اچھی طرح تعریف و توصیف کی، اس پر نبی اللہ ﷺ نے فرمایا: "وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ" واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، واجب ہو گئی۔ ایک جنازہ اور گذرا تو لوگوں نے اس کی برائی بیان کی، نبی اللہ ﷺ نے فرمایا: "وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ" واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، واجب ہو گئی۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: آپ پر میرے ماں باپ صدقے واری جائیں، ایک جنازہ گذرا تو اس کی اچھی تعریف کی گئی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، واجب ہو گئی۔ ایک اور جنازہ گذرا لوگوں نے اس کی برائی بیان کی تو آپ نے پھر ارشاد فرمایا کہ واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، واجب ہو گئی۔ (کیا چیز واجب ہو گئی؟) اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص (میت) کی تم لوگوں نے تعریف کی اس کیلئے تو جنت واجب ہو گئی اور جس کی تم نے برائی بیان کی اس کیلئے آگ واجب ہو گئی۔ "اَنْتُمْ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِى الْاَرْضِ" "تم لوگ زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو"۔ (تمہاری گواہی پر اللہ تعالیٰ فیصلہ فرما دیتا ہے)۔

اسے بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ الفاظ مسلم کے ہیں۔

حدیث: حضرت ابو الاسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ آیا (ایک دن) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ پاس سے ایک جنازہ گذرا، لوگوں نے میت کی تعریف کی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "وَجَبَتْ" "واجب ہوگئی۔" پھر ایک اور جنازہ گذرا تو حاضرین مجلس نے اس میت کی برائی بیان کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: "وَجَبَتْ" "واجب ہوگئی۔" پھر تیسرا جنازہ گذرا لوگوں نے اس کی برائی بیان کی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر کہا "وَجَبَتْ" "واجب ہوگئی۔" ابو الاسود کہتے ہیں: میں نے کہا: اے امیر المومنین! کیا واجب ہوگئی؟ عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: میں نے وہی کہا ہے جو میرے نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ "اَیُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهٗ اَرْبَعَةُ نَفَرٍ بِخَیْرٍ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ" "جس مسلمان کے نیک ہونے کی چار افراد گواہی دے دیں، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرما دے گا"۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے عرض کیا: اگر تین آدمی گواہی دیں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تین آدمی گواہی دیں تو بھی۔ پھر ہم عرض گذار ہوئے: اگر دو دیں پھر؟ ارشاد فرمایا: دو دیں تب بھی، پھر ہم (صحابہ رضی اللہ عنہم) نے ایک آدمی کے گواہی دینے کے متعلق سوال نہ کیا۔ (بخاری)

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان فوت ہو جائے تو اس کے قریب ترین پڑوسی گھروں کے چار افراد گواہی دیتے ہوئے کہیں کہ وہ اس مسلمان کی نیکی کے سوا کچھ اور نہیں جانتے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "قَدْ قَبِلْتُ عِلْمَكُمْ فِیْهِ وَغَفَرْتُ لَهٗ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ" "جو کچھ تم اس کے متعلق جانتے تھے وہ میں نے قبول فرما لیا (یعنی اس کی نیکی) اور جو تم نہیں جانتے (یعنی اس کے گناہ) وہ میں نے اسے معاف کر دیا۔"

اسے ابو یعلیٰ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب بندہ مر جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ برا تھا جبکہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ نیک آدمی تھا تو اللہ عزوجل اپنے فرشتوں سے ارشاد فرماتا ہے: "قَدْ قَبِلْتُ شَهَادَةَ عِبَادِیْ عَلٰی عَبْدِیْ وَغَفَرْتُ لَهٗ عِلْمِیْ فِیْهِ" "میں نے اپنے بندوں کی اس اپنے بندے کے متعلق گواہی قبول فرما لی ہے اور جو میں اس کے بارے میں جانتا ہوں وہ میں نے بخش دیا ہے"۔ (بزار)

حدیث: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ جب کسی جنازے کیلئے بلایا جاتا تو آپ ﷺ اس کے بارے میں دریافت فرمایا کرتے۔ اگر اس کی تعریف کی جاتی تو آپ ﷺ کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھا دیتے اور اگر اس کے علاوہ کوئی بات ہوتی (لوگ میت کی برائی بیان کرتے) تو میت کے ورثا سے ارشاد فرماتے: "شَاْنُكُمْ بِهَا وَلَمْ یُصَلِّ عَلَیْهَا" "تم جانو تمہارا کام، اور اس پر نماز نہ پڑھاتے تھے"۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اُذْكُرُوا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ وَ كُفُّوا عَنْ مَسَاوِيهِمْ" اپنے مرنے والوں کی خوبیاں بیان کیا کرو (جو حقیقتاً ان میں موجود تھیں) اور ان کی برائیوں سے زبان بند رکھا کرو۔

اسے ابوداؤد، ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں، ان سب نے بروایت عمران بن انس المکی عن عطاء عنہ روایت کیا۔ اور ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ میں نے محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عمران بن انس منکر الحدیث ہے۔

حدیث: حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے (ایک دفعہ) فرمایا: یزید بن قیس نے کیا کر دیا؟ اللہ اس پر لعنت کرے، حاضرین نے عرض کیا: وہ تو مر چکا ہے۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے کہا: "فَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ" "پھر تو میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتی ہوں"۔ اس پر لوگ عرض کرنے لگے: یہ کیا بات ہوئی کہ پہلے آپ نے اس پر لعنت کی پھر کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتی ہوں؟ تو فرمانے لگیں: (اس لئے کہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَاِنَّهُمْ اَفْضَوْا اِلٰى مَا قَدَّمُوْا" "مردوں کو گالی نہ دو کیونکہ وہ اپنے اعمال کے انجام کو پا چکے"۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ بخاری میں بھی مذکورہ فی الحدیث واقعہ کے بغیر یہ حدیث موجود ہے۔ نیز ابوداؤد کے الفاظ میں یہ حدیث یوں ہے: "اِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَدَعُوْهُ لَا تَقَعُوْا فِيْهِ" "جب تمہارا کوئی دوست فوت ہو جائے تو اسے چھوڑ دو (اس کی برائیاں بیان نہ کرو اسے حوالہ خدا کر دو) اور اس کی عیب جوئی میں مت پڑو (1)"۔

---

(1) یاد رہے یہ حکم مسلمان میت کا ہے، باقی رہے فساق فجار بدکار کفار، تو ان کی برائی ضرور بیان کرنی چاہیے تاکہ دوسروں کو عبرت ہو اور وہ ایسے گھناؤنے جرائم اور کفر و شرک کے ارتکاب سے مجتنب رہیں۔ (مترجم)

ترہیب

میت پر بین اور نوحہ کرنا

موت کی خبر دینا، رخساروں کو پیٹنا، چہرہ نوچنا اور گریبان چاک کرنا

حدیث: امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَلْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِيْ قَبْرِهٖ بِمَا نِيْحَ عَلَيْهِ'' ''میت پر نوحہ کرنے کی وجہ سے اسے قبر میں عذاب ہوتا ہے (1)''۔ اور ایک روایت میں ''مَا نِيْحَ عَلَيْهِ'' ہے۔ (معنی وہی ہے)۔

اسے بخاری، مسلم، ابن ماجہ اور نسائی نے روایت کیا۔ نسائی کی روایت میں ''بِالنِّيَاحَةِ عَلَيْهِ'' کے الفاظ ہیں۔ (ان کا بھی وہی ترجمہ ہے)۔

حدیث: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''مَنْ نِيْحَ عَلَيْهِ فَإِنَّهٗ يُعَذَّبُ بِمَا نِيْحَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ'' ''جس پر نوحہ و بین کیا جائے تو قیامت کے روز اسے اس نوحہ کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا۔'' (بخاری و مسلم)

حدیث: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے تو ان کی ہمشیرہ ان کے پاس روتے ہوئے کہنے لگیں: ہائے میرے پہاڑ (کی طرح مضبوط اور طاقتور بھائی) ہائے فلاں، ہائے فلاں۔ اس طرح کے کئی الفاظ کہے۔ جب عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ہوش میں آئے تو فرمایا: ''مَا قُلْتِ شَيْئًا إِلَّا قِيْلَ لِيْ: أَنْتَ كَذَالِكَ؟'' ''تم نے جو کچھ کہا، مجھے اسی طرح کہا گیا کہ کیا تم واقعی ایسے (پہاڑ وغیرہ) ہو؟ (تو مجھے سخت شرم ساری ہوئی) اور بخاری نے ایک روایت میں یہ الفاظ زائد کئے کہ جب عبد اللہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو ہمشیرہ ان پر نہیں روئیں۔ اور طبرانی نے بھی کبیر میں اسے روایت اعمش عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم ایسے ہی روایت کیا ہے۔ اس میں یہ الفاظ بھی ہیں: تو انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) مجھ پر غشی کا دورہ ہو گیا تو عورتیں چلانے لگیں: ہائے ہمارا عزیز، ہائے ہمارا پہاڑ جیسا رشتہ دار۔ تو (میں نے بے ہوشی میں دیکھا کہ) ایک فرشتہ لوہے کا گرز لے کر آیا اور میرے پاؤں کے درمیان رکھ کر کہنے لگا: کیا تم ایسے ہی ہو جیسے یہ عورتیں کہہ رہی ہیں؟ میں نے کہا: نہیں۔ اور اگر میں ہاں کہہ دیتا تو فرشتہ مجھے اس گرز کے ساتھ مارتا۔ اعمش نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا زمانہ نہیں پایا۔ (طبرانی نے کبیر میں اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے متعلق روایت کیا ہے)۔

---

(1) مرنے والا اگر زندگی میں خود نوحہ کرتا تھا یا نوحہ کرنا پسند کرتا تھا یا اس نے اپنے مرنے پر نوحہ کرنے کی وصیت کی تو اسے قبر میں عذاب ہوگا۔ ورنہ صرف نوحہ خوان گناہگار ہوگا، میت کو عذاب نہیں ہوگا۔ (مترجم)

حدیث: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی فوت ہونے والا فوت ہوتا ہے اور اس پر رونے والا کھڑا ہو کر کہتا ہے: ہائے میرے پہاڑ، ہائے میرے سردار! یا اسی طرح کی کوئی بات کرتا ہے تو اس پر دو فرشتے مسلط کر دیئے جاتے ہیں جو اس کے سینے میں ہاتھ مار کر کہتے ہیں: کیا تو ایسا ہی تھا؟۔

اسے ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا۔ الفاظ ترمذی کے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: اور یہ ہی حضرت (ابوموسیٰ) رضی اللہ عنہ نبی محترم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: میت کو اس پر زندوں کے رونے سے عذاب دیا جاتا ہے۔ جب کوئی کہنے والی کہتی ہے: افسوس میرا قوت بازو، ہائے میرا محافظ، ہائے میرا مددگار، ہائے میرا لباس پہنانے والا۔ تو میت کو پیچھے سے سختی کے ساتھ کھینچ کر کہا جاتا ہے ''اَنَاصِرُھَا اَنْتَ؟ اَکَاسِیْھَا اَنْتَ؟'' ''کیا (واقعی) تو اس کا مددگار تھا؟ کیا تو اس کو لباس پہنانے والا تھا؟''۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اِثْنَتَانِ فِی النَّاسِ ھُمَا بِھِمْ کُفْرٌ اَلطَّعْنُ فِی النَّسَبِ وَالنِّیَاحَۃُ عَلَی الْمَیِّتِ'' ''دو چیزوں کا ارتکاب کر کے لوگ کفر کرتے ہیں (یعنی کافروں جیسا کام کرتے ہیں) وہ ہیں نسب میں طعن کرنا (کہ فلاں فلاں کا بیٹا یا بیٹی نہیں وغیرہ) اور میت پر نوحہ کرنا''۔ (مسلم)

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین کام اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر ہیں: ''شَقُّ الْجَیْبِ وَالنِّیَاحَۃُ وَالطَّعْنُ فِی النَّسَبِ'' ''گریبان پھاڑنا، نوحہ کرنا اور کسی کے نسب میں طعن کرنا۔''

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ اور ابن حبان کی ایک روایت میں ہے: ''ثَلَاثَۃٌ ھِیَ الْکُفْرُ'' ''تین باتیں کفر ہیں۔'' اور ایک اور روایت میں ہے: ''ثَلَاثٌ مِّنْ عَمَلِ الْجَاھِلِیَّۃِ لَا یَتْرُکُھُنَّ اَھْلُ الْاِسْلَامِ'' ''تین کام جاہلیت کے زمانہ کے ہیں جنہیں اہل اسلام نے چھوڑا نہیں۔''

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح فرمایا تو ابلیس زور زور سے رونے لگا جس پر اس کا لشکر اس کے پاس اکٹھا ہو گیا۔ ابلیس کہنے لگا: آج کے دن کے بعد سے تم امت محمد ﷺ کو شرک کی طرف لوٹا دینے سے ناامید ہو جاؤ۔ بلکہ اب ان کے دین میں فتنہ برپا کر دو ''وَاَفْشُوْا فِیْھِمِ النَّوْحَ'' ''ان کے درمیان نوحہ کرنا عام کر دو۔''

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے باسناد حسن روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''صَوْتَانِ مَلْعُوْنَانِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ مِزْمَارٌ عِنْدَ نِعْمَۃٍ وَّ رَنَّۃٌ عِنْدَ مُصِیْبَۃٍ'' ''دو آوازیں دنیا اور آخرت میں لعنتی

ہیں، نعمت کے حصول پر گانے کی آواز اور مصیبت کے نزول پر چیخ کر رونے کی آواز''۔

اسے بزار نے روایت کیا اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَا تُصَلِّي الْمَلَائِكَةُ عَلٰى نَائِحَةٍ وَّلَا مُرِنَّةٍ'' ''نوحہ کرنے والی اور چیخ چیخ کر رونے والی عورتیں کیلئے فرشتے دعائے رحمت نہیں کرتے''۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ اور ان شاء اللہ اس کی اسناد حسن ہے۔

حدیث: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت میں چار چیزیں زمانہ جاہلیت کی ہیں جن کو میری امت ترک نہیں کرے گی (وہ یہ ہیں) نمبر 1 آباء و اجداد پر فخر، نمبر 2 نسب میں طعنہ زنی، نمبر 3 ستاروں سے بارش طلب کرنا اور نمبر 4 نوحہ خوانی۔ مزید ارشاد فرمایا: ''اَلنَّائِحَةُ اِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ عَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّ دِرْعٌ مِّنْ جَرَبٍ'' ''نوحہ خوانی کرنے والی عورت نے اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کی تو قیامت کے دن اس حال میں کھڑی کی جائے گی کہ اس پر تارکول کی شلوار اور خارش کی قمیص ہو گی۔ (خارش میں جسم جل رہا ہوگا)''۔

اسے مسلم اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ ابن ماجہ کے الفاظ میں یوں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَلنِّيَاحَةُ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَاِنَّ النَّائِحَةَ اِذَا مَاتَتْ وَلَمْ تَتُبْ قَطَعَ اللّٰهُ لَهَا ثِيَابًا مِّنْ قَطِرَانٍ وَّ دِرْعًا مِّنْ لَّهَبِ النَّارِ'' ''نوحہ خوانی جاہلیت کا فعل ہے اور نوحہ کرنے والی عورت بغیر توبہ کئے اگر مر گئی اللہ تعالیٰ اسے (قیامت کے روز) تارکول (یا پگھلے ہوئے تانبے) کے کپڑے اور دہکتی آگ کی زرہ پہنائے گا''۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن نوحہ خوانی کرنے والیوں کی جہنم کے اندر دو صفیں بنادی جائیں گی، ایک صف جہنمیوں کی دائیں طرف اور دوسری ان کی بائیں جانب۔ ''فَيَنْبَحْنَ عَلٰى اَهْلِ النَّارِ كَمَا تَنْبَحُ الْكِلَابُ'' ''پھر یہ اہل نار پر یوں بھونکتی رہیں گی جیسے کتے بھونکتے ہیں''۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: ''لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ'' ''اللہ کے رسول ﷺ نے نوحہ کرنے والی اور نوحہ سننے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے''۔

اسے ابوداؤد نے روایت کیا۔ اس کی اسناد میں کوئی متروک راوی نہیں۔ نیز اسے بزار اور طبرانی نے بھی روایت کیا اور یہ الفاظ زائد کئے: ''وَقَالَ: لَيْسَ لِلنِّسَآءِ فِي الْجَنَازَةِ نَصِيْبٌ'' ''اور آپ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کا جنازہ میں کوئی حصہ (کوئی کام) نہیں''۔

حدیث: ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ جب ابو سلمہ (ان کے سابق شوہر) فوت ہو

گئے تو میں نے کہا: یہ مسافر حالت سفر میں وطن سے دور فوت ہو گئے ہیں، میں ان پر ایسا روؤں گی کہ ان کا خوب چرچا ہو جائے۔ چنانچہ میں ان پر رونے کا ارادہ کر رہی تھی کہ ایک اور عورت آ گئی جو رونے میں ساتھ دینا چاہتی تھی۔ اسی دوران رسول اللہ ﷺ اس کے سامنے تشریف لے آئے اور ارشاد فرمایا: کیا تو اس گھر میں شیطان کو پھر داخل کرنا چاہتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اسے نکال باہر کیا۔ ''فَكَفَفْتُ عَنِ الْبُكَاءِ فَلَمْ اَبْكِ'' (ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:) یہ سن کر میں رونے سے رک گئی اور پھر نہیں روئی۔'' (مسلم)

حدیث: ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو (جنگ موتہ میں) زید بن حارثہ، جعفر بن ابی طالب اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر ملی تو رسول اللہ ﷺ اس حالت میں تشریف فرما تھے کہ چہرہ انور پر آثار غم نمایاں تھے۔ اور میں دروازے کی دراز سے جھانک رہی تھی کہ ایک آدمی آ کر عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ! (ﷺ) حضرت جعفر کے گھر کی خواتین آہ و بکا کر رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے انہیں منع کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ آدمی گیا۔ پھر واپس آ کر عرض کرنے لگا: قسم بخدا، وہ عورتیں مجھ پر یا ہم پر غالب آ گئیں۔ (ہماری بات نہیں سنتیں اور باز نہیں آ رہیں اماں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ) میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: ''فَاحْثُ فِيْ اَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ'' ''ان کے مونہوں میں خاک ڈال دو۔'' تو میں نے کہا: اللہ تیری ناک خاک آلود کرے (تیرا برا ہو) خدا کی قسم، تو ایسا کرتا کیوں نہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ کو دکھ دیا جا رہا ہے۔

اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا۔ رحمہما اللہ

حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ان کی موت کا وقت قریب آ گیا تو انہوں نے کہا: جب میں مر جاؤں تو کسی کو میری موت کی اطلاع نہ کرنا، مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہ موت کی تشہیر ہو جائے۔ حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو موت کی تشہیر کرنے سے منع فرماتے ہوئے سنا ہے(1)''۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور حدیث حسن کہا۔ اور رزین نے بھی اسے ذکر کیا ہے۔ جس میں یہ الفاظ زائد کئے: ''فَاِذَا مِتُّ فَصَلُّوْا عَلَيَّ وَسَلُّوْنِيْ اِلٰى رَبِّيْ سَلًّا'' ''جب میں مر جاؤں تو میری نماز جنازہ پڑھ کر چکنے سے مجھے میرے رب کے سپرد کر دینا۔'' نیز اسے ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ مگر انہوں نے یوں بیان کیا کہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا کوئی عزیز فوت ہو جاتا تو آپ کہا کرتے تھے: اس کی اطلاع کسی کو نہ دو، میں ڈرتا ہوں کہ کہیں یہ موت کی تشہیر بن جائے۔ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِاُذُنَيَّ هَاتَيْنِ يَنْهٰى عَنِ النَّعْيِ۔ ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے ان دونوں کانوں سے موت کی تشہیر سے منع فرماتے ہوئے سنا''۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ موت کی تشہیر کرنے سے منع فرماتے تھے۔

(1) کسی کی موت کا اعلان اس نیت سے کرنا کہ مجمع زیادہ ہو، تعلقات اور ناموری ظاہر ہو، دنیاداری اور ریاکاری مقصود ہو تو یہ ناجائز ممنوع ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ اگر اعلان کرنے میں ایسی کوئی غرض نہ ہو تو میت کے عزیزوں، رشتے داروں اور دوست احباب کو اطلاع کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (مترجم)

اور فرمایا کرتے تھے: ''اِیَّاکُمْ وَالنَّعْیَ فَاِنَّهٗ مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِیَّةِ'' موت کی تشہیر کرنے سے بچو کیونکہ یہ جاہلیت کے اعمال میں سے ہے۔'' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: موت کی تشہیر موت کا اعلان کرنے کا نام ہے۔

اسے ترمذی نے مرفوعاً روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے تو ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا (جو آپ کی صاحبزادی اور نبی سرور ﷺ کی زوجہ محترمہ تھیں) آپ پر چلا چلا کر رونے لگیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا: اے حفصہ! کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا: اِنَّ الْمُعْوَلَ عَلَیْهِ یُعَذَّبُ ''جس پر چیخ چلا کر رویا جائے اسے عذاب ہوتا ہے۔'' سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: جی ہاں (سنا ہے اور خاموش ہو گئیں)۔ اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُیُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَی الْجَاهِلِیَّةِ'' جو شخص (کسی مصیبت یا کسی کی موت پر) رخساروں پر طمانچے مارے، گریبان پھاڑے اور زمانہ جاہلیت کی طرح چیخے چلائے، وہ ہم میں سے نہیں۔'' (ہمارے طریقہ پر نہیں)۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)۔

حدیث: حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیمار پڑ گئے، ان کا سر اپنی زوجہ کی گود میں تھا کہ وہ چلا چلا کر رونے لگیں۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اس وقت انہیں کوئی جواب دینے کے قابل نہیں تھے۔ جب انہیں افاقہ ہوا تو فرمانے لگے: میں اس سے بری الذمہ ہوں جس سے اللہ کے رسول ﷺ بری الذمہ ہو چکے ''اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَرِیٌٔ مِنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ'' ''بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے چیخ کر نوحہ کرنے والی، سر کے بال مونڈھ لینے والی اور گریبان چاک کرنے والی عورتوں سے اظہار براءت فرما دیا''۔

اسے بخاری، مسلم، ابن ماجہ اور نسائی نے روایت کیا مگر نسائی نے یہ الفاظ روایت کئے ہیں: ''اَبْرَأُ اِلَیْکُمْ کَمَا بَرِیٔ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لَیْسَ مِنَّا مَنْ حَلَقَ وَلَا خَرَقَ وَلَا صَلَقَ'' ''میں تم سے ایسے ہی بری الذمہ ہوں جیسے رسول اللہ ﷺ نے (یہ کہہ کر) اظہار براءت فرمایا تھا کہ وہ ہم میں سے نہیں جس نے (بوقت مصیبت) سر مونڈھ لیا، کپڑے پھاڑ ڈالے اور چیخ چلا کر رویا''۔

حدیث: حضرت اسید بن ابی اسید تابعی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی بیعت کرنے والی صحابیات رضی اللہ عنہن میں سے ایک خاتون سے راوی ہیں کہ ان خاتون نے فرمایا: جن نیکی کے کاموں پر ہم سے رسول اللہ ﷺ بیعت لیا کرتے تھے، ان میں سے آپ ﷺ نے ان باتوں پر بھی بیعت لی تھی کہ ہم چہرے نہیں نوچیں گی، بین کر کے نہیں روئیں گی، گریبان چاک نہیں کریں گی اور نہ ہی بال بکھیریں گی۔ (ابوداؤد)

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: "اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْخَامِشَةَ وَجْهَهَا وَالشَّاقَّةَ جَيْبَهَا وَالدَّاعِيَةَ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُوْرِ" "جناب رسول اللہ ﷺ نے چہرہ نوچنے والی، گریبان پھاڑ لینے والی اور چیختے چلاتے دہائی دینے والی عورتوں پر لعنت (1) فرمائی"۔ اسے ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

ترہیب

عورت کا شوہر کے علاوہ کسی اور عزیز کی وفات پر تین روز سے زیادہ سوگ کرنا

حدیث: زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہتی ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ (اور ام المومنین) سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حاضر ہوئی جبکہ ان کے والد ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تھا۔ انہوں نے خوشبو منگوائی جس میں زعفران وغیرہ ملا ہوا تھا۔ ایک کنیز کو یہ خوشبو لگائی پھر اپنے رخساروں پر ملی پھر فرمایا: اللہ کی قسم مجھے اس خوشبو کی کوئی ضرورت نہیں تھی لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر شریف پر یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا تھا: "لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا" "کوئی بھی عورت جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتی ہے، اس کے لئے جائز نہیں کہ اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور کی موت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے، شوہر کی موت پر چار ماہ دس دن سوگ منائے"۔ زینب کہتی ہیں: پھر میں سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا (یہ بھی سید عالم ﷺ کی زوجہ محترمہ اور ام المومنین ہیں) کے ہاں حاضر ہوئی اس وقت ان کے بھائی کا انتقال ہوا تھا۔ تو انہوں نے خوشبو منگوائی، اپنے جسم پر لگائی پھر فرمانے لگیں: قسم بخدا! مجھے خوشبو لگانے کی کوئی خواہش نہیں تھی سوائے اس بات کے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو منبر پر ارشاد فرماتے ہوئے سنا: کسی عورت کو جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو یہ جائز نہیں کہ شوہر کے علاوہ کسی کی موت پر تین روز سے زیادہ سوگ کرے۔ شوہر کی موت پر چار مہینے دس دن تک سوگ منائے (1)۔

---

(1) خلاصہ کلام یہ ہے کہ کسی مصیبت پر خصوصاً کسی کی موت پر چیخنا چلانا، نوحہ کرنا، زور زور سے گلا پھاڑ پھاڑ کر رونا، بال بکھیر لینا یا مونڈھ ڈالنا، گریبان چاک کرنا اور سر میں خاک ڈال لینا وغیرہ جیسے افعال ہرگز جائز نہیں بلکہ یہ سب کام بے صبری کے ہیں اور بے صبری کسی صورت پسندیدہ نہیں۔ قرآن پاک میں بے صبری کی مذمت اور صبر کی تعریف فرمائی گئی ہے۔ البتہ ایسے موقعہ پر آنکھوں سے آنسوؤں کا بہہ نکلنا، بغیر آواز کے رونا جائز بلکہ رحمت کی اور نرم دلی کی علامت ہے اور احادیث مبارکہ سے ثابت بھی ہے۔ اب اگر مذہب شیعہ کا سرسری نظر سے بھی جائزہ لیا جائے تو ان کے اکثر و بیشتر اعمال و افعال بے صبری پر مشتمل ہی نظر آئیں گے۔ سینہ کوبی کرنا، زنجیر زنی، نوحہ خوانی، چلا چلا کر رونا، سر میں خاک ڈالنا وغیرہ اگر بے صبری نہیں تو پھر دنیا میں بے صبری نام کی کوئی چیز ہی موجود نہیں۔ پھر تو اللہ و رسول جل وعلا و ﷺ نے جو صبر کی تعریف اور بے صبری کی مذمت فرمائی ہے بالکل بے معنی ہو کر رہ جائے گی۔ معاذ اللہ۔ (مترجم)

1۔ جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے اس کی عدت (بالفاظ دیگر سوگ) چار مہینے دس دن خود اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں مقرر فرمائی ہے۔ ارشاد ہے:
وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (البقرہ) (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اسے بخاری اور مسلم وغیرہمانے روایت کیا۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) ترجمہ: ''اور تم میں سے جو لوگ فوت ہوجائیں اور بیویاں پیچھے چھوڑ جائیں تو وہ بیویاں چار مہینے اور دس دن تک انتظار کریں۔ پھر جب وہ اپنی اس مدت کو پہنچ جائیں (چار مہینے دس دن گذر جائیں) تو تم پر اس بارے میں کچھ گناہ نہیں جو وہ اپنی ذات کے متعلق مناسب طریقہ سے کریں۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے اچھی طرح خبردار ہے''۔

اس چار ماہ دس دن کی مدت میں احادیث صحیحہ کے مطابق بیوہ رنگین اور ریشمی لباس نہ پہنے، خوشبو اور مہندی نہ لگائے اور دیگر آرائش و زیبائش سے اجتناب کرے۔ اپنے متوفی شوہر کے گھر ہی پر یہ مدت پوری کرے۔ ہاں ضروری کام کی غرض سے دن کے وقت گھر سے نکل سکتی ہے۔ مگر رات پھر اسی گھر میں آکر گذارے۔ نئے نکاح کے لئے بھی اس دوران بات چیت نہیں کرسکتی۔ بیوہ کی عدت بھی اور سوگ کے ایام بھی یہی ہیں۔ (مترجم)

ترہیب

یتیم (1) کا مال ناحق کھانا

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا: اے ابوذر! میں تمہیں کمزور آدمی دیکھتا ہوں اور تمہارے لئے وہی کچھ پسند کرتا ہوں جو خود اپنی ذات کے لئے پسند کرتا ہوں۔ "لَا تُوَمَّرَنَّ عَلٰی اثْنَیْنِ وَلَا تَلِیَنَّ مَالَ یَتِیْمٍ" "دو آدمیوں کا بھی امیر مت بننا اور یتیم کے مال کی ذمہ داری نہ لینا"۔ (جو شخص یہ ذمہ داریاں نبھانے کے قابل نہ ہو وہ انہیں قبول نہ کرے کہ فتنے کا اندیشہ ہے)۔

اسے مسلم وغیرہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اقدس ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سات مہلک گناہوں سے بچتے رہو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) وہ کون کون سے ہیں؟ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا کرانا، کسی ایسی جان کو قتل کرنا جس کا قتل سوائے حق کے اللہ نے حرام فرمادیا، سود

---

(1) یتیم اور مال یتیم کے متعلق ارشادات قرآن ملاحظہ ہوں:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًاؕ وَ سَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا۠ (النساء)

ترجمہ: "بے شک وہ لوگ جو ناحق یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹوں میں آگ ہی کھارہے ہیں۔ اور وہ عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونک دیئے جائیں گے"۔

وَ اٰتُوا الْیَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَ لَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ۪ وَ لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِیْرًا (النساء)

ترجمہ: "اور یتیموں کو ان کا مال دے دو، اور اپنی خراب چیزوں کو ان کی عمدہ چیزوں سے مت بدل لو۔ اور ان کے مال اپنے مالوں میں ملا کر مت کھا جاؤ۔ یہ تو بہت بڑا گناہ ہے"۔

وَ ابْتَلُوا الْیَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَیْهِمْ اَمْوَالَهُمْۚ وَ لَا تَاْكُلُوْهَاۤ اِسْرَافًا وَّ بِدَارًا اَنْ یَّكْبَرُوْاؕ وَ مَنْ كَانَ غَنِیًّا فَلْیَسْتَعْفِفْۚ وَ مَنْ كَانَ فَقِیْرًا فَلْیَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِؕ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَیْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَیْهِمْؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِیْبًا (النساء)

ترجمہ: "اور یتیم بچوں کو آزماتے رہو حتی کہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں (بالغ ہو جائیں) پھر اگر تم ان میں دانائی محسوس کرو تو ان کے مال انہیں لوٹا دو۔ اور ان کے مال فضول خرچی سے اور اس خوف سے کہ وہ بڑے ہو جائیں گے جلدی جلدی کھانے نہ لگ جاؤ۔ اور جو (یتیم کا سرپرست) خود مالدار ہو، اسے چاہیے کہ (یتیم کے مال سے) اجتناب کرے۔ اور جو فقیر ہو تو وہ مناسب مقدار میں کھالے (تو حرج نہیں) تو جب تم ان کے مال ان کی طرف لوٹاؤ تو ان پر گواہ بنالو (تاکہ فسادی کوئی صورت نہ پیدا ہو) اور اللہ تعالیٰ حساب لینے والا کافی ہے"۔

وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ حَتّٰى یَبْلُغَ اَشُدَّهٗ (الانعام)

ترجمہ: "اور یتیم کے مال کے قریب بھی مت جاؤ مگر اس طریقہ سے جو بہت اچھا ہو یہاں تک کہ یتیم اپنی جوانی کو پہنچ جائے"۔ (یعنی نہ صرف حد بلوغ کو پہنچ جائے بلکہ مال کو استعمال کرنے کی سوجھ بوجھ بھی اس میں پیدا ہو جائے۔ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک اس کی حد پچیس سال ہے)۔

وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ حَتّٰى یَبْلُغَ اَشُدَّه۪ٗ وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـٴُـوْلًا (بنی اسرائیل)

ترجمہ: "اور یتیم کے مال کے قریب مت جاؤ مگر ایسے طریقہ سے جو بہت اچھا ہو حتی کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے۔ اور وعدے پورے کیا کرو۔ بے شک وعدوں کے متعلق (قیامت کے دن) سوال ہوگا"۔ (مترجم)

کھانا، یتیم کا مال کھانا، میدان جہاد سے بوقت جہاد بھاگ جانا اور پاک دامن بے خبر ایمان والی خواتین پر تہمت لگانا۔

اسے امام بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔ اور بزار نے بھی یہ روایت کی۔ ان کے الفاظ ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کبیرہ گناہ سات ہیں۔ ان میں سب سے پہلا اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے (اس کے بعد) ناحق کسی جان کو قتل کرنا، سود خوری، مال یتیم کھانا، میدان جنگ سے بھاگ جانا، پاک دامن خواتین پر بہتان لگانا اور ہجرت کے بعد (مشرکین کے) دیہات کی طرف لوٹ جانا۔

حدیث: اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نبی سرور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: چار افراد ایسے ہیں کہ اللہ نے اپنے لئے ضروری قرار دے لیا ہے کہ انہیں جنت میں داخل نہ کرے اور جنت کی نعمتیں نہ چکھائے۔ (وہ بدقسمت یہ ہیں) ہمیشہ شراب نوشی کرنے والا، سود خور، یتیم کا مال ناحق کھانے والا اور والدین کا نافرمان۔

اسے حاکم نے بطریق ابراہیم بن خثیم بن عراک عن ابیہ عن جدہ عن ابی ہریرہ روایت کیا۔ ابراہیم بن خثیم متروک ہیں۔ اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن کچھ لوگوں کو قبروں سے اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ ان کے چہروں پر آگ بھڑک رہی ہوگی۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! (ﷺ) وہ کون لوگ ہیں؟ ارشاد فرمایا: کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِہِمۡ نَارًا ؕ وَ سَیَصۡلَوۡنَ سَعِیۡرًا ﴿۱۰﴾ (النساء) ''بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ظلماً کھا رہے ہیں وہ تو اپنے پیٹوں میں آگ ہی ڈال رہے ہیں''۔

اسے ابویعلیٰ نے روایت کیا۔ اور انہی کے طریق سے ابن حبان نے اپنی صحیح میں بطریق زیاد بن المنذر رابی الجارود عن نافع بن الحارث عن ابی برزہ روایت کیا۔ زیاد اور نافع واہی اور متہم ہیں۔

ترغیب

مردوں کا زیارت قبور کو جانا

ترہیب

عورتوں کا قبروں کی زیارت کو اور جنازوں کے ساتھ جانا

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی والدہ محترمہ کی قبر کی زیارت کی۔ تو خود بھی رو پڑے اور اردگرد والوں کو بھی رلا دیا(1)۔ پھر ارشاد فرمایا: میں نے اپنے رب سے ان کے لئے دعائے مغفرت کرنے کی اجازت مانگی تو مجھے یہ اجازت نہیں (2) دی گئی۔ اور ان کی قبر کی زیارت کی اجازت طلب کی تو اس کی اجازت دے دی گئی۔ ''فَزُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ'' لہٰذا تم بھی قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ قبریں موت کی یاد دلاتی ہیں'' (مسلم وغیرہ)۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اِنِّی نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّ فِيْهَا عِبْرَةً'' ''میں تمہیں زیارت قبور سے منع کرتا تھا (کیونکہ شروع اسلام کا زمانہ تھا، لوگ نئے مسلمان ہوئے تھے۔ اندیشہ تھا کہ بت پرستی کے عادی ہونے کی وجہ سے قبر پرستی نہ شروع کر دیں۔ اب اسلام راسخ ہو چکا۔ وہ اندیشہ ختم ہو گیا لہٰذا وہ حکم منسوخ کر دیا گیا)۔ اب قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ اس میں (انسان کے لئے) عبرت ہے''۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ اس کے راوی صحیح میں محتج بہم ہیں۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ

---

(1) صلح حدیبیہ کے وقت آپ ﷺ اپنی والدہ محترمہ رضی اللہ عنہا کی قبر کی زیارت کو تشریف لے گئے۔ ایک ہزار یا کم وبیش صحابہ رضی اللہ عنہم ساتھ تھے۔ آپ ﷺ والدہ کی یاد میں روئے تو تمام صحابہ بھی رو پڑے۔

(2) اس جملہ سے یہ سمجھنا کہ وہ کافرہ تھیں سخت غلط ہے۔ معاذ اللہ، اگر وہ کافرہ ہوتیں تو آپ ﷺ کو ان کی قبر کی زیارت کی اجازت کیوں ملتی؟ قرآن پاک تو فرماتا ہے:

وَلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ (التوبہ)

ترجمہ: ''اور نہ کھڑے ہوں آپ (ﷺ) اس کی قبر پر۔ بے شک انہوں نے اللہ اور اس کے رسول (جل وعلاو ﷺ) کے ساتھ کفر کیا اور وہ نافرمانی کی حالت میں مر گئے''۔ زیارت قبر کی اجازت سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا مسلمان تھیں۔ تعمیر کعبہ کے بعد خلیل اللہ علیہ السلام نے دعا مانگی تھی: وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ'' کہ ہماری اولاد میں بھی اے اللہ ایک مسلمان جماعت پیدا فرما'' اور رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ'' اور اے ہمارے رب اسی جماعت میں رسول آخر الزمان کو پیدا فرما''۔ معلوم ہوا کہ سید الطاہرین ﷺ کے تمام آباء و امہات مومن مسلمان تھے۔ اور دعائے مغفرت کی اجازت نہ ملنا اس وجہ سے تھا کہ آپ رضی اللہ عنہا بے گناہ تھیں۔ انہوں نے احکام شرعیہ کا زمانہ پایا ہی نہیں تو پھر گناہ کیسا؟ مغفرت کی دعا گناہ گار کے لئے ہوتی ہے۔ سرور عالم ﷺ کے لئے دعائے مغفرت منع ہے۔ بچہ کے لئے دعائے مغفرت نہیں ہوتی۔ (مترجم)

الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَاِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ'' ''میں پہلے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کرتا تھا۔ اب تم قبروں کی زیارت کو جایا کرو کیونکہ یہ قبور دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتی ہیں اور آخرت کی یاد دلاتی ہیں (1)''۔

اسے ابن ماجہ نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قبروں کی زیارت کیا کر کیونکہ اس سے آخرت یاد آتی ہے۔ مردوں کو غسل دیا کر کیونکہ جسد خاکی کے لئے بہترین نصیحت ہے۔ جنازوں کی نماز پڑھا کر کہ ممکن ہے یہ تجھے غمگین کردے کیونکہ غمگین آدمی (قیامت کے روز) اللہ کے سائے میں ہوگا۔ ہر نیکی کا عوض پائے گا۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اور یہ حدیث پہلے ابھی گذری ہے۔

حدیث: حضرت ابن بریدہ نے اپنے والدگرامی رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قَدْ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَقَدْ اُذِنَ لِمُحَمَّدٍ فِيْ زِيَارَةِ قَبْرِ اُمِّهٖ فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا تُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ'' ''میں تمہیں زیارت قبور سے منع فرماتا تھا۔ اب محمد (ﷺ) کو اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت دے دی گئی ہے فلہٰذا اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ قبریں آخرت کی یاد دلاتی ہیں''۔

اسے امام ترمذی نے روایت فرمایا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ''اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ'' ''بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں، اور قبروں پر مسجدیں بنانے والے اور ان پر چراغ جلانے والے لوگوں پر لعنت فرمائی''۔

اسے ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ امام ترمذی نے اسے حسن بھی قرار دیا۔ سب کی روایت بروایت ابی صالح عن ابن عباس ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ'' ''بے شک رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے''۔

اسے ترمذی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں، سب نے بروایت عمر بن ابی سلمہ عن ابیہ عن ابی ہریرہ روایت کیا۔ عمر

---

(1) تمام امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ زیارت قبور سنت ہے۔ اس سے زائر کو اپنی موت یاد آتی ہے۔ دل میں خوف خدا اور نرمی پیدا ہوتی ہے۔ دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف توجہ نصیب ہوتی ہے۔ گناہ سے نفرت اور نیکی کی محبت بیدار ہوتی ہے۔ زیارت قبور سے میت کو فائدہ ہوتا ہے۔ میت کو زائر سے انس ومحبت اور اس کے ایصال ثواب سے نفع حاصل ہوتا ہے۔ زیارت کرنے والا قبر پر پہنچ کر پہلے صاحب قبر کو سلام کرے۔ پھر قبر کی طرف منہ اور کعبہ کی طرف پشت کر کے کھڑا ہو جائے اور جس قدر ممکن ہو قرآن حکیم پڑھ کر اس کا ثواب اصحاب قبور کو پہنچائے۔ قبر پر پہنچ کر قبر کو چومنا درست نہیں ہے۔ اور نہ وہاں ناک پیشانی رگڑنی چاہیے۔ جمعہ کے دن اول وقت میں زیارت قبور بہت بہتر ہے۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ جمعہ کی رات کو مردوں کی روحیں اپنے گھروں میں آتی ہیں اور دیکھتی ہیں کہ ہمارے اہل خانہ ہمارے لئے کوئی صدقہ خیرات کرتے ہیں یا نہیں۔ ہمارے علاقے پنجاب میں جمعرات کی شام کو لوگ گھروں میں ختم دلاتے ہیں۔ یہ بہت بہتر ہے۔ (مترجم)

بن ابی سلمہ میں کلام ہے۔امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ہم ایک میت کو دفنانے گئے۔جب فارغ ہوگئے تو رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لائے۔ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ واپس آئے۔جب رسول اللہ ﷺ اپنے کاشانہ اقدس کے دروازے کے برابر پہنچے تو کھڑے ہوگئے۔کہ یکا یک ایک خاتون کو ہم نے آتے ہوئے دیکھا۔راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے:حضور انور ﷺ نے اس خاتون کو پہچان لیا۔خاتون جب اندر چلی گئیں تو معلوم ہوا کہ وہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت کیا:اے فاطمہ!تمہیں اپنے گھر سے کس چیز نے نکالا؟انہوں نے عرض کی:یارسول اللہ!(ﷺ) میں اس میت کے اہل خانہ کے پاس گئی تھی چنانچہ میں نے ان کی میت کے لئے ان کے ہاں دعا کی اور تعزیت کی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:شاید تم ان کے ساتھ قبرستان بھی گئی ہو؟تو فاطمہ رضی اللہ عنہا عرض گذار ہوئیں:معاذ اللہ۔(اللہ بچائے۔میں قبرستان ہرگز نہیں گئی) حالانکہ میں اس بارے میں آپ کے ارشادات سن چکی ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا:اگر تم ان کے ساتھ قبرستان چلی جاتیں تو (ایسا ایسا گناہ ہوتا) آپ ﷺ نے اس بارے میں سخت کلمات ارشاد فرمائے۔راوی کہتے ہیں کہ میں ربیعہ بن سیف سے "اَلْکُدَا" (یہ لفظ حدیث میں استعمال ہوا ہے) کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا:میرے خیال میں قبروں کو کہتے ہیں۔

اسے ابوداؤد نے اور نسائی نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے مگر اس کے آخر میں یہ الفاظ زائد کئے ہیں:تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"لَوْ بَلَغْتِهَا مَعَهُمْ مَارَأَيْتِ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَرَاهَا جَدُّ اَبِيْكِ" "اگر تم ان لوگوں کے ساتھ قبرستان چلی جاتیں تو تم جنت کو اس وقت تک دیکھ نہ پاتیں جب تک تمہارے والد (ﷺ) کے دادا نہ دیکھ لیتے"۔

حدیث: امیر المومنین سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کاشانہ انور سے باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی ہیں۔آپ ﷺ نے دریافت فرمایا:تم یہاں کیوں بیٹھی ہوئی ہو؟بولیں کہ ہم ایک جنازے کے انتظار میں بیٹھی ہوئی ہیں۔ارشاد فرمایا:کیا تم میت کو غسل دو گی؟کہنے لگیں کہ نہیں۔فرمایا:کیا جنازہ اٹھاؤ گی؟بولیں کہ نہیں۔سرور عالم ﷺ نے پوچھا:تو کیا میت کو قبر میں اتارو گی؟عرض کرنے لگیں:جی نہیں۔تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:"فَارْجِعْنَ مَأْزُوْرَاتٍ غَيْرَ مَأْجُوْرَاتٍ" "گناہ اٹھائے ہوئے لوٹ جاؤ تمہیں کوئی اجر و ثواب نہیں مل سکتا(1)"۔

---

(1) اس باب کی آخری چار احادیث بتا رہی ہیں کہ عورتوں کو قبرستان جانے کی اجازت نہیں۔قبروں کی زیارت کو جانے والی عورتوں پر اللہ و رسول جل وعلا و ﷺ کی لعنت ہے۔انہیں سختی کے ساتھ قبرستان جانے سے روکنا چاہیے۔اس سلسلے میں امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا ایک فتوی بھی ملاحظہ فرما لیا جائے تو مناسب رہے گا۔

مسئلہ:کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زیارت قبور میں عورتوں کے واسطے کیا حکم ہے؟دیگر کسی کے بزرگوں کے پاس سے پشت در پشت کسی اولیاء اللہ کی مجاوری اور خدمت گزاری ملی ہے تو فاتحہ دینا اس قبر پر یا صندل چڑھانا،غلاف چڑھانا مجاور مرد لوگ موجود ہو کر عورت کو جائز ہے۔اس مزار پر ہمیشہ مرد مجاور رہا کرتے ہیں۔وہ عورت مجاوروں کے خاندان سے ہے۔مگر نہایت بدچلن ہے۔اس عورت کو کیا اختیار ہے؟

الجواب:عورتوں کو زیارت قبور منع ہے۔حدیث میں ہے: (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ابو یعلیٰ نے بھی اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا۔

ترہیب

ظالموں، کفار و مشرکین کی قبروں، ان کی بستیوں اور قتل گاہوں کے پاس سے ان کی بداعمالیوں پر غور کئے بغیر گذر جانا

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا جس وقت یہ حضرات علاقہ حجر میں قوم ثمود کی بستیوں میں پہنچے (غزوہ تبوک کو جاتے ہوئے یہ واقعہ ہوا): ان عذاب والے لوگوں (کی بستیوں) پر روتے ہوئے ہی داخل ہونا۔ ''فَاِنۡ لَّمۡ تَكُوۡنُوۡا بَاكِيۡنَ فَلَا تَدۡخُلُوۡا عَلَيۡهِمۡ لَا يُصِيۡبُكُمۡ مَا اَصَابَهُمۡ'' ''اگر تم روتے نہیں ہو تو ان پر داخل مت ہونا کہ کہیں تم پر بھی وہ (عذاب) نہ اتر آئے جو ان پر اترا تھا''

ایک اور روایت میں ہے کہ: جب نبی اکرم ﷺ علاقہ حجر سے گذرے تو (صحابہ رضی اللہ عنہم) سے ارشاد فرمایا: ان لوگوں کے گھروں میں روتے ہوئے ہی داخل ہونا جنہوں نے (اپنے نبی کی نافرمانی کر کے) اپنی جانوں پر ظلم کیا کہ کہیں تمہیں بھی وہ (عذاب) نہ پہنچے جو ان کو پہنچا تھا۔ ''ثُمَّ قَنَعَ رَأۡسَهٗ وَاَسۡرَعَ السَّيۡرَ حَتّٰى اَجَازَ الۡوَادِيَ'' ''پھر اپنے سر اقدس کو جھکا کر تیز تیز چلنے لگے یہاں تک کہ اس وادی کو عبور (1) فرما گئے''۔ (بخاری و مسلم)۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) ''لَعَنَ اللّٰهُ زَائِرَاتِ الۡقُبُوۡرِ'' ''اللہ کی لعنت ان عورتوں پر جو قبروں کی زیارت کو جائیں''۔ مجاور مردوں کو ہونا چاہیے۔ عورت مجاور بن کر بیٹھے اور آنے جانے والوں سے اختلاط کرے۔ یہ سخت بد ہے۔ عورت کو گوشہ نشینی کا حکم ہے۔ نہ یوں مردوں کے ساتھ اختلاط کا۔ جس میں بعض اوقات مردوں کے ساتھ اسے تنہائی بھی ہوگی اور یہ حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عورتوں کو قبروں پر فاتحہ کو جانا درست ہے یا نادرست؟

الجواب: اصح (زیادہ صحیح) یہ ہے کہ عورتوں کو قبروں پر جانے کی اجازت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ 165) عورتوں کا مزارات پر جانا کس قدر خرابیوں کی جڑ ہے۔ اظہر من الشمس ہے۔ (مترجم)

(1) قرآن پاک میں ہے کہ:

وَلَقَدۡ كَذَّبَ اَصۡحٰبُ الۡحِجۡرِ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۙ (الحجر) ''اور بے شک علاقہ حجر کے لوگوں نے رسولوں (علیہم السلام) کی تکذیب کی''۔

حجر سے مراد قوم ثمود کا وہ علاقہ ہے جو حجاز اور شام کی درمیانی زمین کا نام ہے۔ اسی علاقہ میں حضرت صالح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا گیا تھا۔ جب یہاں کے لوگوں نے کفر و شرک ترک نہ کیا۔ صالح علیہ السلام کی تعلیمات پر کوئی دھیان نہ دیا بلکہ انہیں ستایا اور انہیں بطور معجزہ دی گئی اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں تو ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو گیا جس نے انہیں صفحہ ہستی سے مٹا ڈالا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے سفر میں ہمارا گذر علاقہ حجر سے ہوا۔ ہم وہاں اترے۔ لوگوں نے وہاں کے کنوؤں سے پانی بھر لیا اور اس کے ساتھ آٹا گوندھا۔ تو حضور اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ اس پانی کو انڈیل دو۔ جو آٹا اس پانی سے گوندھا ہے اسے اونٹوں کے سامنے ڈال دو۔ اور حکم دیا کہ اس کنویں سے پانی لو جس سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پانی پیا کرتی تھی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے یہ ارشاد بھی فرمایا کہ ان لوگوں کے گھروں میں جب تم داخل ہو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تو روتے ہوئے داخل ہوا ایسا نہ ہو کہ وہی عذاب تم پر نازل ہو جائے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

فصل

عذاب قبر، وہاں پر انعام الٰہی اور منکر ونکیر علیہما السلام کے سوالات

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودیہ عورت ان کے پاس حاضر ہوئی اور عذاب قبر کا ذکر کرتے ہوئے کہنے لگی: اللہ آپ کو عذاب قبر سے پناہ دے۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عذاب قبر کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ'' ''ہاں عذاب قبر حق ہے''۔ فرماتی ہیں: ''فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ صَلّٰى صَلٰوةً اِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ'' ''اس کے بعد میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے کوئی نماز ادا فرمائی ہو اور عذاب قبر سے پناہ نہ مانگی ہو''۔ (بخاری ومسلم)۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ الْمَوْتٰى لَيُعَذَّبُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ حَتّٰى اِنَّ الْبَهَائِمَ لَتَسْمَعُ اَصْوَاتَهُمْ'' ''(کفار و بدکار) مردوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہوتا ہے یہاں تک کہ ان (کے چیخنے چلانے) کی آوازیں چوپائے سنتے ہیں''۔

اسے طبرانی نے کبیر میں حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَوْلَا اَنْ لَّا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّسْمِعَكُمْ عَذَابَ الْقَبْرِ'' ''اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم (اپنے مردوں کو) دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں عذاب قبر (سے مردوں کی چیخ و پکار) سنا دے'' (مسلم)۔

حدیث: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے غلام ہانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو رو پڑتے حتیٰ کہ آپ کی داڑھی شریف تر ہو جاتی۔ ان سے پوچھا گیا کہ جب آپ جنت و دوزخ کا ذکر کرتے ہیں تو نہیں روتے اور جب قبر کا تذکرہ فرماتے ہیں تو رونے لگتے ہیں؟ (اس کی کیا وجہ ہے؟) تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''اَلْقَبْرُ اَوَّلُ مَنْزِلٍ مِّنْ مَّنَازِلِ الْاٰخِرَةِ، فَاِنْ نَجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَيْسَرُ وَاِنْ لَّمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَشَدُّ'' ''قبر آخرت کی منازل میں سے پہلی منزل ہے۔ اگر آدمی اس سے نجات پا گیا تو اس کے بعد والا معاملہ آسان ہے۔ اور اگر اس سے نجات نہ مل سکی تو اس کے بعد کا معاملہ بہت سخت ہے''۔ فرمایا کہ میں نے

(بقیہ اگلے صفحہ پر) علامہ قرطبی اپنی تفسیر قرطبی میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ نافرمانوں کے آثار و دیار کو ناپسند کرنا چاہیے، وہاں یہ دلیل بھی ہے کہ انبیاء وصالحین علیہم السلام کے آثار سے تبرک حاصل کرنا چاہیے۔

الغرض ایسے مقامات سے گذرتے وقت خوف الٰہی سے لرزتے کانپتے اور روتے ہوئے گذرنا چاہیے اور اللہ ورسول جل وعلاو ﷺ کی نافرمانی سے بچی توبہ کرنی چاہیے۔ مزید تفصیل کے لئے سورہ حجر کے آخری رکوع اور دیگر مقامات کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے۔ (مترجم)

اللہ کے رسول ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے بھی سنا ہے: "مَارَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ اِلاَّ وَالْقَبْرُ اَفْظَعُ مِنْهُ" "میں نے قبر سے زیادہ وحشت ناک منظر کبھی نہیں دیکھا"۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور رزین نے اس میں یہ زیادہ الفاظ بھی بیان کئے ہیں جو میں (مصنف) نے ترمذی کے کسی نسخے میں نہیں دیکھے کہ ہانی کہتے ہیں: میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ایک قبر پر یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا:

فَاِنْ تَنْجُ مِنْهَا تَنْجُ مِنْ ذِیْ عَظِیْمَةٍ وَاِلاَّ فَاِنِّیْ لَا اَخَالُكَ نَاجِیًا

"اے صاحب قبر! اگر تو نے اس قبر سے نجات پالی تو قیامت کی سختی سے بھی نجات پا جائے گا ورنہ میرا خیال نہیں کہ تجھے نجات نصیب ہو سکے"۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مرتا ہے تو صبح و شام اس کا ٹھکانہ اس کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ اگر وہ مرنے والا جنتی ہو تو جنت کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے اور اگر دوزخی ہو تو اہل دوزخ کا ٹھکانا۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے: "هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" "یہ ہے تیرا ٹھکانہ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تجھے قیامت کے روز اٹھائے"۔

اسے بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ ابوداؤد کے ہاں فیقال الیٰ اخرہ کے الفاظ نہیں ہیں۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کافر پر قبر میں ننانوے اژدھے مسلط کر دیئے جاتے ہیں۔ جو تا قیام قیامت اسے ڈستے اور ڈنگ مارتے رہیں گے۔ "فَلَوْ اَنَّ تِنِّيْنًا نَفَخَتْ فِي الْاَرْضِ مَا اَنْبَتَتْ خَضِرًا" "(وہ اژدھے اس قدر زہریلے ہیں کہ) اگر کوئی ایک اژدھا زمین میں پھونک مار دے تو زمین کوئی سبزہ نہ اگا سکے"

اسے امام احمد، ابویعلیٰ اور اسی طریقہ سے ابن حبان نے اپنی صحیح میں، سب نے بطریق دراج عن ابی الہیثم روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ بندہ مومن اپنی قبر کے اندر سرسبز و شاداب باغ میں ہوتا ہے۔ اور اس کی قبر ستر ہاتھ تک کشادہ ہو جاتی ہے۔ اور یوں روشن کر دی جاتی ہے جیسے چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ یہ آیت کس بارے میں نازل ہوئی ہے؟ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى (۱۲۴) (طٰہ) "تو اس کے لئے زندگی تنگ کر دی جائے گی اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے" ارشاد فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ تنگ زندگی کیا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول (جل وعلاو ﷺ) ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: یہ عذاب قبر ہے جو کافر کو دیا جاتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، کافر پر ننانوے اژدھے مسلط کر دیئے جاتے ہیں۔ جانتے ہو، اژدھا کیا ہے؟ ایک اژدھا ستر سانپوں پر مشتمل

ہوتا ہے۔"لِكُلِّ حَيَّةٍ سَبْعُ رُءُوْسٍ يَلْسَعُوْنَهٗ وَيَخْدِشُوْنَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" "ہرایک سانپ کے سات سر ہیں جو کافر کو قیامت کے روز تک ڈستے اور کاٹتے رہیں گے"۔

اسے ابویعلیٰ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں بطریق دَرّاج عن ابن حجیرہ عنہ روایت کیا۔ الفاظ ابن حبان کے ہیں۔

حدیث: ام المومنین سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) اس امت کے لوگ اپنی قبروں میں مبتلائے فتنہ کئے جائیں گے (ان سے سوال وجواب کئے جائیں گے) تو میرا کیا بنے گا کہ میں تو ایک کمزور عورت ہوں؟ اس پر سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (یعنی یہ آیت پڑھ کر سنائی) يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ (ابراہیم: 27) "اللہ تعالیٰ ایمان والے لوگوں کو ثابت قدم رکھتا ہے اس پختہ قول (یعنی کلمہ شہادت) پر دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی"۔

اسے بزار نے روایت کیا، اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب بندے کو اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے دوست احباب واپس پلٹتے ہیں تو یہ ان کے جوتوں کی چاپ سنتا ہے۔ جب لوگ واپس چلے جاتے ہیں تو دوفرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور اسے بٹھا کر پوچھتے ہیں: اس نبی محمد (ﷺ) کے متعلق تو کیا کہا کرتا تھا؟ اب اگر مرنے والا مومن ہے تو کہتا ہے: "اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ" "میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں" پھر اس سے فرمایا جاتا ہے: اپنے دوزخ والے ٹھکانے کی طرف ذرا دیکھ، اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے تجھے جنت میں قیام گاہ عطا فرمادی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ مومن دونوں ٹھکانوں کو دیکھتا ہے۔ (اور اللہ کا شکر ادا کرتا ہے کہ اس نے دوزخ کے ٹھکانے سے بچا کر جنت کی قیام گاہ عنایت فرمائی ہے) اور اگر مردہ کافر یا منافق ہو تو کہتا ہے: مجھے کچھ پتہ نہیں، میں تو وہی کہتا تھا جو ان کے بارے میں لوگ کہتے تھے۔ اب اس سے کہا جاتا ہے: نہ تو نے جاننے کی کوشش کی اور نہ اطاعت اختیار کی: "ثُمَّ يُضْرَبُ بِمِطْرَقَةٍ مِّنْ حَدِيْدٍ ضَرْبَةً بَيْنَ اُذُنَيْهِ فَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيْهِ اِلَّا الثَّقَلَيْنِ" "پھر اسے لوہے کے ہتھوڑوں کے ساتھ دونوں کانوں کے درمیان مارا جاتا ہے جس سے وہ چیختا ہے، اس کے چیخنے چلانے کی آوازیں جنوں اور انسانوں کے علاوہ اس کے قرب وجوار کی تمام مخلوق سنتی ہے"۔

اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا۔ الفاظ بخاری کے ہیں۔ ایک اور روایت میں یوں آیا ہے: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ مومن کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو ایک فرشتہ اس کے پاس آکر کہتا ہے: تو کس کی عبادت کرتا تھا؟ اگر اللہ نے اسے ہدایت سے نوازا تھا تو کہتا ہے: میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا۔ پھر فرشتہ اسے کہتا ہے: "مَاكُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ؟" ان صاحب (سرور عالم ﷺ) کے بارے میں تو کیا کہتا تھا؟ تو وہ جواب دے گا: "هُوَ عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ" "آپ اللہ کے بندے اور رسول ہیں"۔ پھر اس کے بعد اس سے کوئی سوال نہیں ہوگا۔ اور اسے اس جگہ لے جایا

جائے گا جو دوزخ میں اس کے لئے بنائی گئی تھی۔ کہا جائے گا: یہ جگہ تیرے لئے تھی لیکن اللہ نے تجھے اس سے بچالیا اور اس کے بدلہ میں جنت میں گھر دے دیا۔ تو وہ کہتا ہے: مجھے چھوڑ دو، کہ میں جا کر اپنے گھر والوں کو یہ خوشخبری سناؤں۔ اس پر اسے کہا جاتا ہے: سکون سے ٹھہر جا۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا: کافر یا منافق کو جب اس کی قبر میں ڈال دیا جاتا ہے تو فرشتہ آتا ہے اور اسے جھڑک کر پوچھتا ہے: کس کی پوجا کرتا تھا تو؟ وہ کہتا ہے کہ مجھے تو کچھ پتہ نہیں۔ تو اسے کہا جاتا ہے: نہ تو تو نے سوچنے سمجھنے کی کوشش کی اور نہ ہی اطاعت اختیار کی۔ پھر پوچھا جاتا ہے: ان صاحب (ﷺ) کے متعلق کیا کہا کرتا تھا؟ وہ کہتا ہے: میں وہی کہتا ہوں جو لوگ کہا کرتے تھے۔ اب اسے ہتھوڑوں کے ساتھ کانوں کے درمیان مارا جاتا ہے تو وہ چیختا چلاتا ہے تو اس کی چیخ و پکار جن وانس کے علاوہ ساری مخلوق سنتی ہے۔

اور اسے ابوداؤد نے بھی اور نسائی نے بھی اختصاراً روایت کیا ہے۔ نیز امام احمد نے بھی اسے صحیح اسناد کے ساتھ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے پہلی روایت کی مثل روایت کیا جس کے آخر میں یہ الفاظ زائد کئے: تو بعض لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) جس شخص کے سر پر فرشتہ ہتھوڑا ہاتھ میں لئے کھڑا ہوگا وہ تو (بے ہوش ہوکر) گر پڑے گا؟ (سوالات کے جوابات کیسے دے پائے گا؟) اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۝ (ابراہیم) ''اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو مضبوط قول (کلمہ شہادت) پر ثابت قدم رکھتا ہے''۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ ایک یہودی عورت نے میرے دروازے پر آ کر کھانا مانگا اور بولی: مجھے کھانا کھلاؤ، اللہ تمہیں فتنہ دجال اور عذاب قبر کے فتنے سے پناہ دے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے اسے روکے رکھا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) یہ یہودیہ کیا کہتی ہے؟ آپ علیہ السلام نے پوچھا: کیا کہتی ہے؟ میں عرض کرنے لگی کہ یہ کہتی ہے: اللہ تمہیں فتنہ دجال اور قبر کے عذاب کے فتنہ سے پناہ میں رکھے۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے۔ اور اپنے ہاتھوں کو لمبا کرکے بلند فرما کر فتنہ دجال اور عذاب قبر کے فتنہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے لگے۔ پھر ارشاد فرمایا: دجال کے فتنے سے تو ہر نبی نے اپنی امت کو ڈرایا ہے۔ اور میں تمہیں ایک بات بتا دیتا ہوں کہ اس طرح کسی نبی نے اپنی امت کو نہیں ڈرایا۔ یقین رکھو کہ دجال کانا (یک چشم) ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ''کافر'' لکھا ہوا ہے جسے ہر مومن بندہ پڑھ لے گا۔ (اب وہ اہل ایمان کو دھوکہ کیوں کر دے سکتا ہے؟) باقی رہا فتنہ عذاب قبر، تو میرے ہی بارے میں لوگوں کا امتحان ہوگا اور (قبر میں) میرے متعلق ہی ان سے سوال ہوگا۔ چنانچہ اگر دفن ہونے والا آدمی نیک ہوگا تو اسے قبر میں اس طرح بٹھایا جائے گا کہ وہ غمزدہ اور گھبرایا ہوا نہیں ہوگا۔ پھر اس سے پوچھا جائے گا: دین اسلام کے متعلق تو کیا کہتا تھا؟ اس کے بعد پوچھا جائے گا: ''مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ كَانَ فِيْكُمْ'' ''ان صاحب کے بارے میں تیرا کیا عقیدہ تھا جو تم لوگوں میں مبعوث

ہوئے تھے؟ تو وہ جواب دے گا: ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ جَآءَ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَصَدَّقْنَاهُ'' ''آپ تو اللہ کے رسول محمد ہیں (ﷺ) آپ اللہ کی طرف سے روشن دلائل لے کر تشریف لائے تھے اور ہم نے آپ کی تصدیق کی تھی'' اس کے بعد اس کے سامنے جہنم کی طرف سے ایک راستہ کھولا جائے گا تو وہ اس کی طرف نظر کرے گا دیکھے گا کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو توڑ رہا ہے۔ (یعنی اس شدت سے بھڑک رہا ہے) اور اس سے فرمایا جائے گا: اس مقام کی طرف دیکھ، جس سے اللہ نے تجھے (اپنے فضل سے) بچالیا۔ پھر اس کے لئے جنت کی جانب سے ایک دروازہ کھول دیا جائے گا تو یہ جنت کی خوبصورتی اور اس کی نعمتیں دیکھے گا۔ اب اس کو فرمایا جائے گا کہ یہ تیرا جنت میں ٹھکانہ ہے۔ اور یہ ارشاد ہوگا کہ تو ایمان و یقین پر زندہ رہا، اس پر تیری موت واقع ہوئی اور ان شاء اللہ اسی پر تجھے (قیامت کے دن) اٹھایا جائے گا۔ اور اگر مرنے والا برا (کافر و منافق) آدمی ہوگا تو اسے قبر میں یوں بٹھایا جائے گا کہ غمگین ہوگا، اس پر گھبراہٹ چھائی ہوئی ہوگی۔ اس سے سوال ہوگا: بتا تو کیا کہا کرتا تھا؟ وہ جواب دے گا کہ میں تو لوگوں کو ایک بات کہتے سنا کرتا تھا چنانچہ میں بھی وہی کہا کرتا تھا جو وہ کہتے تھے۔ اس پر اس کے سامنے جنت کی طرف سے ایک کھڑکی کھول دی جائے گی۔ تو وہ اس کی تروتازگی اور نعمتیں دیکھے گا۔ اب اس سے فرمان ہوگا: اس ٹھکانے کی طرف نظر کر جو اللہ نے تجھ سے (تیرے کفر و شرک کی بنا پر) چھین لیا۔ پھر جہنم کی طرف سے اس کے سامنے کھڑکی کھلے گی تو وہ اس جہنم کو دیکھے گا کہ اس کا ایک حصہ (شدت بھڑک سے) دوسرے حصے کو توڑے دے رہا ہے اور اس کو بتایا جائے گا کہ جہنم میں یہ تیرا ٹھکانہ ہے تو شک (کفر و نفاق) پر جیا، اسی پر مرا اور اسی پر ان شاء اللہ تجھے اٹھایا جائے گا۔ پھر اسے عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری آدمی کے جنازے میں گئے۔ قبر کے پاس پہنچے تو ابھی لحد تیار نہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے۔ ہم بھی آپ ﷺ کے اردگرد (ادب کے ساتھ یوں) بیٹھ گئے گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضور انور ﷺ کے دست اقدس میں ایک لکڑی تھی جس کے ساتھ آپ ﷺ زمین کرید رہے تھے (جیسا کہ پریشانی میں آدمی کبھی کبھی کیا کرتا ہے) پھر سر انور کو اٹھایا اور دو یا تین مرتبہ ارشاد فرمایا: ''تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ'' ''عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو''۔

ایک روایت میں یہ زائد کیا کہ فرمایا: جب (دفن کر کے) لوگ واپس جا رہے ہوتے ہیں تو میت ان کے جوتوں کی چاپ سنتی ہے جبکہ اس سے سوال کیا جاتا ہے کہ ''يَا هٰذَا مَنْ رَّبُّكَ وَمَا دِيْنُكَ وَمَنْ نَّبِيُّكَ؟'' ''اے فلاں! تیرا رب کون ہے، تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے؟''۔

ایک اور روایت میں یوں ہے: اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھا کر کہتے ہیں: ''مَنْ رَّبُّكَ؟'' ''تیرا رب کون ہے؟'' وہ کہتا ہے: ''رَبِّيَ اللّٰهُ'' ''میرا رب اللہ تعالیٰ ہے'' پھر فرشتے سوال کرتے ہیں: ''وَمَا دِيْنُكَ؟'' ''اور تیرا

دین کیا ہے؟'' تو وہ جواب دیتا ہے: ''دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ'' ''میرا دین اسلام ہے'' فرشتے پھر اس سے پوچھتے ہیں: ''مَا ھٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ بُعِثَ فِیْکُمْ؟'' ''ان حضرت (ﷺ) کے متعلق تیرا کیا عقیدہ ہے جو تم لوگوں میں مبعوث فرمائے گئے تھے؟ تو وہ (بندہ مومن) جوابًا کہتا ہے: ''ھُوَ رَسُوْلُ اللّٰہِ'' ''وہ اللہ کے رسول ہیں (ﷺ)''۔ اب فرشتے کہتے ہیں: تجھے یہ (سب کچھ) کس نے بتایا؟ وہ جواب دیتا ہے: ''قَرَأْتُ کِتَابَ اللّٰہِ وَاٰمَنْتُ وَصَدَّقْتُ'' ''میں نے اللہ کی کتاب پڑھی، اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی''

ایک روایت میں یہ الفاظ زائد بیان کئے کہ: یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا کہ یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ (ابراہیم:27) ''اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو محکم بات (یعنی کلمہ طیبہ) پر ثابت قدم رکھتا ہے دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی''۔ پھر آسمان سے ایک منادی کرنے والا پکارتا ہے: ''اَنْ صَدَقَ عَبْدِیْ فَافْرِشُوْہُ مِنَ الْجَنَّۃِ وَاَلْبِسُوْہُ مِنَ الْجَنَّۃِ وَافْتَحُوْا لَہٗ بَابًا اِلَی الْجَنَّۃِ'' ''میرے بندے نے سچ کہا ہے۔ اب اس کے لئے جنت کا فرش بچھاؤ، اسے جنتی لباس پہناؤ اور اس کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو''۔ پھر اسے جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں پہنچنے لگتی ہیں اور تا حد نگاہ اس کی قبر کو کشادہ کر دیا جاتا ہے۔ اور اس کے بعد آپ ﷺ نے کافر کی موت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: (قبر میں) کافر کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے اور دو فرشتے آکر اس کو بٹھاتے اور پوچھتے ہیں: ''مَنْ رَّبُّكَ؟'' ''تیرا رب کون ہے؟'' وہ کہتا ہے: ''ھَاہْ ھَاہْ لَا اَدْرِیْ'' ''ہائے ہائے افسوس، مجھے تو کچھ پتہ نہیں'' فرشتے کہتے ہیں: ''مَادِیْنُكَ؟'' ''تیرا دین کیا ہے؟'' وہ جواب دیتا ہے ''ہائے ذلت و خواری، میں کچھ نہیں جانتا''۔ پھر فرشتے سوال کرتے ہیں ''ان حضرت (ﷺ) کے متعلق تیرا کیا عقیدہ تھا جو تمہارے درمیان مبعوث ہوئے تھے؟'' وہ پھر وہی جواب دیتا ہے کہ ہائے صد افسوس مجھے کچھ علم نہیں ہے۔ تو آسمان سے ایک ندا کرنے والا ندا کرتا ہے: ''اَنْ قَدْ کَذَبَ فَافْرِشُوْہُ مِنَ النَّارِ وَاَلْبِسُوْہُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوْا لَہٗ بَابًا اِلَی النَّارِ'' ''اس نے جھوٹ بولا ہے۔ اس کے لئے آگ کا بستر بچھا دو، اسے آگ کا لباس پہنا دو اور اس کے سامنے دوزخ کا ایک دروازہ کھول دو'' ''فَیَاْتِیْہِ مِنْ حَرِّھَا وَسَمُوْمِھَا وَیُضَیَّقُ عَلَیْہِ قَبْرُہٗ حَتّٰی تَخْتَلِفَ فِیْہِ اَضْلَاعُہٗ'' ''اب اسے دوزخ کی گرمی اور زہریلی ہوا آ پہنچتی ہے اور اس کی قبر اس پر اتنی تنگ کر دی جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں ایک دوسری میں پیوست ہو جاتی ہیں''۔

ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ: پھر اس پر ایک اندھا بہرا فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے (جو نہ اس کی حالت زار دیکھتا ہے نہ اس کی چیخ و پکار سنتا ہے کہ اس پر رحم کھائے بلکہ برابر مارے چلا جاتا ہے) اس کے ہاتھوں میں لوہے کا ایک ایسا گرز ہوتا ہے کہ اگر وہ اسے کسی پہاڑ پر مار دے تو پہاڑ مٹی کا ڈھیر بن جائے۔ وہ اس کے ساتھ کافر کو ایسی مار مارتا ہے کہ اس کی آواز مشرق و مغرب کی ساری مخلوق سوائے جن و انس کے سنتی ہے۔ یہ مار پڑنے پر وہ مٹی ہو جاتا ہے۔ پھر اس کی روح اس میں لوٹا دی جاتی ہے (پھر فرشتہ مارتا ہے اور یہ سلسلہ جاری رہے گا)۔

اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ اور امام احمد رحمہ اللہ نے بھی اسے ایسی اسناد کے ساتھ جس کے راوی صحیح میں محتج بہم ہیں حدیث مذکورہ بالا سے طویل روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ ہیں کہ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے۔ اس کے بعد مثل سابق یہاں تک بیان فرمایا کہ آپ ﷺ نے سرانور بلند فرمایا اور دو یا تین مرتبہ فرمایا: "اِسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ" "عذاب قبر سے اللہ کی پناہ طلب کرتے رہا کرو" پھر فرمایا: مومن بندے کا جب دنیا سے جانے اور آخرت کی طرف متوجہ ہونے کا وقت آتا ہے تو اس کے پاس آسمان سے روشن چہروں والے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ ان کے چہرے ایسے روشن ہوتے ہیں گویا کہ سورج ہیں۔ ان کے پاس جنتی کفنوں میں سے کفن اور جنت کی خوشبوؤں میں سے خوشبو ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ میت کی حد نگاہ تک بیٹھ جاتے ہیں۔ اور ملک الموت علیہ السلام آتے ہیں اور اس کے سر کے پاس بیٹھ کر کہتے ہیں: "اَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ اخْرُجِيْ اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ" "اے پاکیزہ روح! اللہ کی مغفرت اور خوشنودی کی طرف نکل آ"۔ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ روح اس طرح (آسانی سے) نکلتی ہے جیسے پانی کا قطرہ مشکیزے سے بہہ جاتا ہے۔ تو ملک الموت علیہ السلام اسے لے لیتے ہیں پھر دوسرے فرشتے ان کے ہاتھ میں لحہ بھر بھی نہیں رہنے دیتے بلکہ (احتراما) اپنے ہاتھوں میں پکڑ لیتے ہیں۔ پھر اسے اس کفن میں (جو جنت سے لائے تھے) اور اس خوشبو میں رکھ لیتے ہیں۔ اور اس سے خوشبو یوں نکلتی ہے جیسے مشک کی خوشبو کا جھونکا جو سطح زمین پر پایا جاتا ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں: پھر فرشتے اس روح کو لے کر آسمانوں کی طرف چڑھتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گذرتے ہیں تو وہ جماعت کہتی ہے: "مَا هٰذَا الرُّوْحُ الطَّيِّبُ؟" "یہ کیا ہی پاکیزہ روح ہے؟" تو لانے والے فرشتے جواب دیتے ہیں: یہ فلاں بن فلاں کی روح ہے، اور اچھے سے اچھا نام لے کر جو دنیا میں اس کے لئے بولا جاتا تھا، بتاتے ہیں۔ حتیٰ کہ اسے لے کر فرشتے آسمان دنیا (پہلے آسمان) پر پہنچتے ہیں تو اس کے لئے دروازہ کھلواتے ہیں۔ دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ پھر ہر آسمان کے فرشتے اسے دوسرے آسمان تک پہنچاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ساتویں آسمان پر پہنچا دیتے ہیں۔ تو اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: "اُكْتُبُوْا كِتَابَ عَبْدِيْ فِيْ عِلِّيِّيْنَ وَاُعِيْدُوْهُ اِلَى الْاَرْضِ فِيْ جَسَدِهٖ" "میرے بندہ کا اعمال نامہ عِلِّيِّيْن میں لکھ دو اور اسے زمین کی طرف اس کے جسم میں لوٹا دو" (اور جب اس کی روح قبر میں اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے اور یہ ایک لمحے میں ہو جاتا ہے) تو دو فرشتے اس کے پاس آ جاتے ہیں اور اسے بٹھا کر پوچھتے ہیں: "مَنْ رَّبُّكَ؟" "تیرا رب کون ہے؟" وہ کہتا ہے: "رَبِّيَ اللّٰهُ" "میرا رب اللہ تعالیٰ ہے" فرشتے سوال کرتے ہیں: "مَادِيْنُكَ" "تیرا دین کیا ہے؟" وہ جواب دیتا ہے: "دِيْنِيَ الْاِسْلَامُ" "میرا دین اسلام ہے"۔ پھر وہ کہتے ہیں: "مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ؟" "ان حضرت (ﷺ) کے متعلق تیرا کیا عقیدہ تھا جو تم لوگوں میں تشریف فرما ہوئے؟" (رحمت عالمیاں ﷺ جو پہلے ہی اپنے غلام کو جلوہ جہاں آرا دکھانے تشریف لا چکے ہوتے ہیں کو دیکھ کر) وہ کہتا ہے: "هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ" "آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں" (مر کے پہنچا ہوں یہاں اس دلربا ﷺ کے واسطے) اب فرشتے دریافت کرتے ہیں: "مَايُدْرِيْكَ؟" "تجھے یہ کس نے بتایا؟" تو مومن جواب دیتا ہے: "قَرَأْتُ كِتَابَ اللّٰهِ وَاٰمَنْتُ بِهٖ وَصَدَّقْتُهٗ" "میں نے اللہ کی کتاب پڑھی، اس

پر ایمان لایا اور میں نے اس کی تصدیق کی' پھر آسمان سے ایک منادی کرنے والا منادی کرتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا ہے۔ اس کے لئے جنت کا بستر لگاؤ اور اس کے سامنے جنت کا ایک دروازہ کھول دو۔ اب اسے جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں آنے لگتی ہیں اور تا حد نگاہ اس کی قبر کشادہ فرما دی جاتی ہے۔ ارشاد فرمایا: اور اس کے پاس ایک حسین صورت اور خوبصورت کپڑوں والا آدمی آتا ہے۔ جس سے پاکیزہ خوشبو اٹھ رہی ہوتی ہے۔ کہتا ہے: تجھے بشارت ہو اس چیز کی جو تجھے مسرور کر دے گی۔ یہی وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ یہ مومن بندہ پوچھتا ہے: تو کون ہے کہ تیرا چہرہ حسین چہرہ ہے جو میرے لئے بھلائیاں لا رہا ہے؟ تو یہ کہتا ہے: میں تیرا نیک عمل ہوں۔ یہ سن کر مومن کہتا ہے: اے میرے رب! قیامت قائم کر دے، اے میرے پروردگار! قیامت قائم فرما دے تا کہ میں اپنے (جنتی) اہل و عیال اور مال کی طرف لوٹ سکوں۔ اور جب کافر کے دنیا کو چھوڑنے اور آخرت کو جانے کا وقت پہنچتا ہے تو سیاہ چہروں والے فرشتے اس کے پاس اتر آتے ہیں۔ ان کے ساتھ ٹاٹ ہوتا ہے۔ فرشتے اس کے پاس تا حد نظر بیٹھ جاتے ہیں (یہ عذاب کے فرشتے ہوتے ہیں جیسا کہ مومن کے پاس ملائکہ رحمت آتے ہیں) پھر ملک الموت علیہ السلام آتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس کے سر کے پاس بیٹھ کر کہتے ہیں: "اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيْثَةُ اخْرُجِيْ اِلٰى سَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَغَضَبٍ" "اے ناپاک روح اللہ کے عذاب اور غضب کی طرف نکل چل" اب وہ روح خبیثہ اس کے جسم میں چھپتی پھرتی ہے تو ملک الموت اسے یوں کھینچتے ہیں جیسے بھیگی ہوئی اون سے گرم سیخ کھینچی جاتی ہے۔ پھر وہ اسے پکڑتے ہیں۔ جب پکڑ لیتے ہیں تو فرشتے اسے ایک لمحہ کے لئے بھی ان کے پاس نہیں رہنے دیتے کہ فوراً اسے اس ٹاٹ میں ڈال لیتے ہیں۔ اور اس سے اس مردار کی سی بد بو نکلتی ہے جو سطح زمین پر پڑا ہوا ہو۔ پھر اسے لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گذرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں: "مَاهٰذِهِ الرِّيْحُ الْخَبِيْثَةُ" "یہ کتنی ناپاک بد بو ہے؟" تو فرشتے اس کا برے سے برا نام لے کر جو دنیا میں اس کے لئے بولا جاتا تھا، کہتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں ہے۔ یہاں تک کہ اسے لے کر آسمان دنیا تک پہنچتے ہیں۔ پھر اس کے لئے دروازہ کھولنے کو کہا جاتا ہے تو دروازہ نہیں کھولا جاتا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ (الاعراف:40) "یعنی ان (کفار و مشرکین) کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔ اور نہ وہ جنت میں داخل ہو سکیں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں نہ داخل ہو جائے اب اللہ عزیز و جلیل فرمائے گا: اس کا نامہ اعمال سب سے نچلی زمین کے اندر سجین میں لکھو۔ پھر اس کی روح نیچے پٹخ دی جاتی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝ (الحج) "یعنی اور جو اللہ کے ساتھ شرک کرے تو وہ ایسا ہے گویا کہ آسمان سے گر پڑا ہو پھر اسے کسی پرندے نے اچک لیا ہو یا ہوا نے اسے کسی دور دراز جگہ پر دے پھینکا ہو) پھر اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے اور دو فرشتے اس کے پاس آ کر اسے بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں: "مَنْ رَّبُّكَ؟" "تیرا رب کون ہے؟" وہ کہتا ہے: "هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ" "ہائے افسوس، مجھے نہیں معلوم" فرشتے کہتے ہیں: "مَا دِيْنُكَ؟" "تیرا دین کیا ہے" کہتا ہے: افسوس کہ میں کچھ نہیں جانتا۔ فرمایا کہ فرشتے پوچھتے ہیں: "ما

هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ بُعِثَ فِیْکُمْ؟'' ''ان صاحب (ﷺ) کے متعلق کیا کہتا ہے جو تمہارے اندر مبعوث ہوئے تھے؟'' تو وہ جواب دیتا ہے کہ ہائے تباہی، میں تو انہیں نہیں جانتا۔ اس کے بعد آسمان سے ندا کرنے والا ندا کرتا ہے: یہ جھوٹ بکتا ہے۔ اس کے لئے آگ کا بستر بچھا دو اور اس کے لئے دوزخ کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ اب اس کو دوزخ کی گرمی اور زہر ناک ہوا پہنچنے لگتی ہے۔ اور اس پر قبر اس قدر تنگ کر دی جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں ایک دوسری میں پیوست ہو جاتی ہیں۔ اور اس کے پاس ایک بدشکل گندے لباس میں بدبودار شخص آتا ہے اور کہتا ہے: تجھے اس چیز کی بشارت ہو جو تجھے مبتلائے غم رکھے گی۔ یہی وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ تو کافر پوچھتا ہے: تو کون ہے کہ تیرا چہرہ بدصورت ہے، میرے لئے برائی لا رہا ہے۔ وہ جواب دیتا ہے کہ میں تیرا ناپاک عمل ہوں۔ اس پر کافر کہتا ہے: اے میرے رب! قیامت قائم نہ ہونے دے۔ (تا کہ مجھے جہنم رسید نہ ہونا پڑے اور میری ذلت و رسوائی نہ ہو)۔

(یہی مضمون مختلف الفاظ کے ساتھ بہت سی دیگر احادیث میں بھی مذکور ہوا ہے)۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندہ مومن کی جب روح قبض ہونے لگتی ہے تو اس کے پاس رحمت کے فرشتے سفید ریشم (روح کے کفن کے لئے) لے کر آتے ہیں اور کہتے ہیں: ''اُخْرُجِیْ اِلٰی رَوْحِ اللّٰہِ'' ''اللہ کی رحمت کی طرف نکل آ'' تو وہ ایسے نکلتی ہے جیسے مشک کی پاکیزہ خوشبو نکلتی ہے۔ یہاں تک کہ فرشتے ایک دوسرے سے ہاتھوں ہاتھ اسے لیتے ہیں۔ اور اسے سونگھتے ہیں۔ حتیٰ کہ اسے لئے ہوئے آسمان کے دروازے پر آ جاتے ہیں اور آسمان کے فرشتے کہتے ہیں: یہ کیسی نفیس خوشبو ہے جو زمین سے آئی ہے۔ لانے والے فرشتے جس آسمان پر بھی جاتے ہیں، ہر آسمان کے فرشتے یہی جملہ کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ اسے لے کر اہل ایمان کی روحوں کے پاس پہنچتے ہیں۔ تو انہیں اس سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے جتنی کہ کسی گم شدہ آدمی کے آ جانے پر اس کے اہل خانہ کو ہوتی ہے۔ یہ روحیں اس سے پوچھتی ہیں کہ فلاں فلاں بندہ (جس کو تو پیچھے چھوڑ کے آیا ہے) کیا کرتا ہے؟ اور ان میں سے بعض روحیں کہتی ہیں: اسے چھوڑ دو تا کہ کچھ آرام کر لے کیونکہ اس کو دنیا (چھوڑنے) کا غم ہے۔ وہ مومن کہتا ہے: وہ مر چکا ہے، کیا تمہارے پاس نہیں پہنچا؟ ارواح مومنین کہتی ہیں کہ وہ تو (چونکہ کافر ہو کر مرا تھا اس لئے) ہاویہ دوزخ کے اندر اپنے ٹھکانے پر پہنچ گیا ہے۔ اور جب کافر کے مرنے کا وقت پہنچتا ہے تو اس کے پاس عذاب کے فرشتے ایک ٹاٹ کا ٹکڑا لے کر آتے ہیں۔ اور کہتے ہیں: ''اُخْرُجِیْ اِلٰی غَضَبِ اللّٰہِ'' ''چل نکل اللہ کے غضب کی طرف'' تو اس کی روح یوں نکلتی ہے جیسے مردار سے بدبو خارج ہوتی ہے۔ پھر اسے زمین کے دروازے کی طرف لے جایا جاتا ہے۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ اور یہ ابن ماجہ کے ہاں بھی اسی طرح صحیح اسناد کے ساتھ مروی ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں حاضر ہوئے۔ جب میت کو دفن کرنے سے فراغت ہوگئی اور لوگ واپس چلے تو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اس وقت مردہ تمہارے جوتوں کی چاپ سن رہا ہے۔ اس کے پاس منکر ونکیر آ گئے ہیں۔ ان کی آنکھیں تانبے کی دیگوں کے برابر

ہیں، ان کے دانت بیل کے سینگوں کے برابر اور ان کی آواز بادل کی کڑک کی طرح ہے۔ وہ اس کو بٹھا کر پوچھتے ہیں کہ وہ کس کی عبادت کرتا تھا اور اس کا نبی کون تھا؟ اب اگر وہ اللہ کی عبادت کرنے والوں میں سے ہے تو جواب دیتا ہے: میں اللہ کی عبادت کرتا تھا اور میرے نبی حضرت محمد ﷺ ہیں جو ہمارے پاس روشن دلائل اور ہدایت لے کر تشریف لائے تھے۔ ہم ان پر ایمان لائے اور ان کی پیروی اختیار کی۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِالۡقَوۡلِ الثَّابِتِ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ فِی الۡاٰخِرَۃِ (ابراہیم: 27) ''یعنی اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو قول ثابت پر ثابت قدم رکھتا ہے اس دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی (اس سے کہا جاتا ہے کہ تو ایمان و یقین پر زندہ رہا، اسی پر تیری وفات ہوئی اور اسی پر تجھے اٹھایا جائے گا۔ اس کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور اس کی قبر میں کشادگی فرمادی جاتی ہے۔ اور اگر مردہ اہل شک (کفار و منافقین) میں سے ہے تو جواب میں کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں جانتا، میں جو کچھ لوگوں کو کہتے سنتا تھا وہی کہہ دیا کرتا تھا۔ اس سے فرمایا جاتا ہے: تو شک ہی پر زندہ رہا۔ اسی پر مرا اور اسی پر تجھے دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ پھر اس کے لئے جہنم کی جانب سے ایک دروازہ کھولا جائے گا۔ اور اس پر بچھو اور اژدھے مسلط کر دیئے جائیں گے (وہ اتنے زہرناک ہیں کہ) اگر ان میں سے کوئی زمین پر ایک پھونک ماردے تو اس پر کوئی چیز نہ اگ سکے۔ وہ اسے ڈسیں گے اور زمین کو حکم ملے گا کہ اس پر تنگ ہو جائے یہاں تک (زمین اس پر تنگ ہو جاتی ہے) کہ اس کی پسلیاں ایک دوسری میں دھنس جاتی ہیں۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا اور کہا کہ ابن لہیعہ اس روایت میں متفرد ہے۔

حدیث: یہ بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب میت کو یا فرمایا کہ تم میں سے کسی کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے پاس کالے رنگ کے نیلی آنکھوں والے دو فرشتے آتے ہیں۔ یک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے۔ وہ دونوں اس سے پوچھتے ہیں: اس شخص (ﷺ) کے بارے میں تو کیا کہا کرتا تھا؟ تو وہ وہی کہے گا جو (دنیا میں) کہتا تھا کہ آپ ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی لائق بندگی نہیں اور حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ منکر و نکیر کہتے ہیں: ہم جانتے ہیں کہ تو یہی بتائے گا۔ پھر اس کی قبر ستر ستر گز چاروں جانب وسیع کر دی جاتی ہے۔ پھر اس میں روشنی فرمادی جاتی ہے پھر اسے فرمایا جاتا ہے: نَمْ ''سو جا'' وہ کہتا ہے: میں اپنے اہل و عیال کے پاس جانا چاہتا ہوں تا کہ ان کو (اس بندہ نوازی کی) خبر دوں۔ تو دونوں فرشتے کہتے ہیں: ''نَمْ کَنَوْمَۃِ الْعُرُوْسِ الَّذِیْ لَا یُوْقِظُہٗ اِلَّا اَحَبَّ اَھْلِہٖ اِلَیْہِ'' ''اب تو اس دلہن کی طرح (بے فکر ہو کر) سو جا جسے اس کا سب سے پیارا عزیز (شوہر) ہی بیدار کر سکتا ہے''۔ حتیٰ کہ اسے اللہ تعالیٰ (بروز قیامت) اسی مقام استراحت سے اٹھائے گا۔ اور اگر وہ مرنے والا منافق ہوتا ہے تو فرشتوں کو کہتا ہے کہ میں لوگوں کو ایک بات کہتے سنتا تھا چنانچہ میں بھی وہی بات کہتا تھا اس کے علاوہ میں کچھ نہیں جانتا۔ فرشتے کہتے ہیں: ہمیں معلوم تھا کہ تو یہی جواب دے گا۔ اب زمین کو حکم ہوگا کہ اس پر مل جا تو وہ اس پر اس طرح مل جائے گی کہ اس کی پسلیاں ایک دوسری سے گذر کر آر پار ہو جائیں گی۔ چنانچہ اسے قبر میں عذاب دیا جاتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ اسے اسی جائے عذاب سے (قیامت کے دن) اٹھائے گا۔

اسے امام ترمذی نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: اور یہ بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ لوگوں کے جوتوں کی چاپ سنتا ہے جب وہ اسے دفن کر کے واپس لوٹ رہے ہوتے ہیں۔ اب اگر وہ مومن ہو تو اس کی نمازیں اس کے سر کے پاس کھڑی ہو جاتی ہیں۔ روزے دائیں اور زکوٰۃ بائیں طرف آجاتی ہے۔ اور دیگر نیکی کے کام جیسے صدقہ، نماز نفل، اور لوگوں کے ساتھ کی ہوئی نیکیاں اور احسان اس کے پاؤں کی طرف آکر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جب عذاب کا فرشتہ میت کے سر کی طرف سے آنے لگتا ہے تو نماز کہتی ہے: ''مَا قِبَلِیْ مَدْخَلٌ'' ''میری طرف سے کوئی راستہ نہیں ہے''۔ پھر فرشتہ اس کی دائیں جانب سے آتا ہے تو روزہ کہتا ہے: ''مِا قِبَلِیْ مَدْخَلٌ'' ''میری جانب سے داخل ہونے کی کوئی جگہ نہیں۔ پھر وہ بائیں جانب سے آنا چاہتا ہے تو زکوٰۃ سے کہتی ہے: میری جانب سے داخلہ ممکن نہیں۔ پھر عذاب کا فرشتہ پاؤں کی جانب کی جانب سے آتا ہے تو نیکی کے کام یعنی صدقہ، لوگوں کے ساتھ اچھائی اور احسان کہتے ہیں: ہماری جانب سے بھی کوئی داخل ہونے کا راستہ نہیں ہے۔ اس کے بعد اسے کہا جاتا ہے کہ بیٹھ جا۔ وہ بیٹھ جاتا ہے۔ اس کے سامنے سورج کی صورت پیش کی جاتی ہے کہ وہ غروب ہونے کے قریب ہے۔ اب اسے فرمایا جاتا ہے: ان صاحب ﷺ کے متعلق بتا تو کیا کہا کرتا تھا جو تمہاری طرف تشریف لائے تھے؟ اور تو ان کے بارے میں کیا شہادت دیتا ہے؟ وہ کہتا ہے: ''دَعُوْنِیْ حَتّٰی اُصَلِّیَ(1)'' ''مجھے چھوڑ دو تا کہ میں نماز (عصر) ادا کرلوں۔ فرشتے کہتے ہیں: یہ تو تو کر ہی لے گا، ہمیں ہمارے سوال کا جواب دے کہ تیری رائے کیا ہے؟ ان حضرت (ﷺ) کے متعلق تو کیا کہا کرتا تھا جو تمہاری طرف (نبی بن کر) تشریف فرما ہوئے تھے؟ اور تو ان کے بارے میں کیا شہادت دیتا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: ''مُحَمَّدٌ اَشْهَدُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاَنَّهٗ جَآءَ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ'' ''آپ محمد ﷺ ہیں، میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ بے شک اللہ کے رسول ہیں اور آپ دین حق لے کر اللہ کی طرف سے تشریف لائے تھے''۔ اسے فرمایا جائے گا: اسی عقیدے پر تو نے زندگی گذاری، اسی پر تجھے موت آئی اور ان شاء اللہ اسی پر تجھے اٹھایا جائے گا۔ پھر اس کی خاطر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا جائے گا۔ اور فرمایا جائے گا: یہ تیرا جنت میں مقام ہے۔ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے جنت میں تیار فرمایا ہے وہ رشک وسرور کو اور بڑھا دے گا۔ پھر اس کے سامنے جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا جائے گا اور اسے فرمایا جائے گا کہ جہنم میں یہ تیرا ٹھکانہ تھا۔ اگر تو اللہ کی نافرمانی کرتا تو جو کچھ اللہ نے تیرے لئے اس میں تیار کر رکھا تھا وہ تیرے لئے رشک وسرور نہ بڑھاتا (بلکہ تو عذاب وعقاب کا شکار ہو جاتا) پھر اس کی قبر کو ستر ستر گز کشادہ کر دیا جاتا ہے اور اس میں روشنی کر دی جاتی ہے۔ اور اس کا جسم پہلے والی حالت کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے اور اس کی روح پاکیزہ روحوں میں رکھ دی جاتی ہے۔ اور یہ روحیں پرندوں کی صورت میں ہوتی ہیں جو جنت کے درختوں پر سے کھاتی رہتی ہیں۔ چنانچہ اللہ

(1) یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ پہلے میں اپنے نبی ﷺ پر درود پاک پڑھ لوں۔ (مترجم)

کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے: يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ (ابراہیم:27) ''اللہ تعالٰی اہل ایمان کو مضبوط قول پر ثابت قدم رکھتا ہے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی'' اور کافر کے پاس عذاب کا فرشتہ جب اس کے سر کی طرف سے آتا ہے تو وہاں کوئی شئی نہیں پائی جاتی پھر دائیں طرف سے آتا ہے تو وہاں بھی کچھ نہیں ہوتا پھر بائیں جانب سے آتا ہے تو وہاں بھی کوئی شئے نہیں ہوتی۔ پھر پاؤں کی جانب سے آتا ہے تو پاؤں کے پاس بھی کوئی عمل موجود نہیں ہوتا (اب ہر طرف سے مبتلائے عذاب کیا جاتا ہے) کہا جاتا ہے کہ بیٹھ جا تو وہ گھبرایا ہوا خوف زدہ ہو کر بیٹھ جاتا ہے۔ پوچھا جاتا ہے: ان صاحب (ﷺ) کے متعلق تیری کیا رائے ہے جو تمہارے درمیان تشریف فرما تھے۔ تو ان کے متعلق کیا کہتا ہے اور ان پر کیا شہادت دیتا ہے؟ وہ کہتا ہے: کون صاحب؟ اور آپ ﷺ کا نام پاک بھول جائے گا۔ اسے بتایا جاتا ہے کہ محمد ﷺ (کے متعلق سوال ہے) تو وہ جواب دیتا ہے: میں کچھ نہیں جانتا، میں نے لوگوں کو ایک بات کہتے سنا تھا چنانچہ میں نے بھی وہی کہا جو لوگ کہتے تھے۔ پس اسے کہا جاتا ہے: اسی (کفر و جحود) پر تو زندہ رہا، اسی پر مرا اور ان شاء اللہ اسی پر تجھے اٹھایا جائے گا۔ پھر اس کے لئے دوزخ کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھول دیا جائے گا۔ اور فرمایا جائے گا: یہ ہے دوزخ کے اندر تیرا ٹھکانہ اور جو کچھ اللہ نے اس میں تیرے لئے تیار کیا ہوا ہے وہ تیری حسرت و ہلاکت کو زیادہ کرتا رہے گا۔ پھر اس کے سامنے جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ فرمایا جاتا ہے: یہ جنت میں تیرا مقام تھا اور اللہ نے اس میں تیری خاطر جو کچھ تیار کیا تھا اگر تو اللہ کی اطاعت و فرمان برداری کرتا تو تیری حسرت و ہلاکت نہ بڑھاتا۔ پھر اس کی قبر اس پر تنگ کر دی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسری میں دھنس جاتی ہیں۔ چنانچہ یہی وہ تنگ زندگی ہے جسے اللہ تعالٰی نے بیان فرمایا ہے: فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ (طٰہٰ) ''(اور جس نے میری یاد سے روگردانی کی) تو اس کی زندگی تنگ کر دی جائے گی اور ہم اسے قیامت کے روز اندھا کر کے اٹھائیں گے''۔

اسے طبرانی نے اوسط میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ الفاظ ابن حبان کے ہیں۔ اور طبرانی کی ایک روایت میں یوں ہے: آدمی کو قبر میں عذاب پہنچے گا: ''فَاِذَا اُتِيَ مِنْ رَأْسِهٖ دَفَعَتْهُ تِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ وَاِذَا اُتِيَ مِنْ قِبَلِ يَدَيْهِ دَفَعَتْهُ الصَّدَقَةُ وَاِذَا اُتِيَ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ دَفَعَهٗ مَشْيُهٗ اِلَى الْمَسَاجِدِ'' (الحدیث) '' تو جب عذاب سر کی جانب سے آئے گا تو اسے تلاوت قرآن روک دے گی۔ جب ہاتھوں کی جانب سے آئے گا تو صدقہ دور کر دے گا اور جب عذاب پاؤں کی طرف سے آئے گا تو اسے اس کا مسجدوں کی طرف (نماز کے لئے) جانا دفع کرے گا۔ (یہ مومن گناہ گار کا حال ہوگا)۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی انور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَّمُوْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ اِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ'' ''جو مسلمان جمعہ کے روز یا جمعہ کی رات (1) کو فوت ہو گیا، اللہ تعالٰی اسے قبر کے فتنے سے محفوظ رکھے گا''۔

اسے امام ترمذی وغیرہ نے روایت کیا۔ اور فرمایا کہ حدیث غریب ہے اور اس کی اسناد متصل نہیں ہے۔

ترہیب

قبر کے اوپر چڑھ کر بیٹھنا اور میت کی ہڈی توڑنا

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَاَنْ یَّجْلِسَ اَحَدُکُمْ عَلٰی جَمْرَۃٍ فَتَحْرِقَ ثِیَابَہٗ فَتَخْلُصَ اِلٰی جِلْدِہٖ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّجْلِسَ عَلٰی قَبْرٍ'' ''تم میں سے کوئی انگارے پر بیٹھ جائے اور انگارہ اس کے کپڑے جلا کر اس کے چمڑے تک پہنچ جائے تو یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی (مسلمان) کی قبر (2) پر بیٹھے''۔ (کیونکہ یہ مسلمان میت کی توہین اور باعث تکلیف ہے)۔

اسے مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَاَنْ اَمْشِیَ عَلٰی جَمْرَۃٍ اَوْ سَیْفٍ اَوْ اَخْصِفَ نَعْلِیْ بِرِجْلِیْ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَمْشِیَ عَلٰی قَبْرٍ'' ''میں کسی انگارے پر یا تلوار پر چلوں یا اپنے پاؤں میں آگ کا جوتا پہن لوں، یہ مجھے کسی (مسلمان کی) قبر پر چلنے سے زیادہ پسند ہے''۔

اسے ابن ماجہ نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمانے لگے: ''یَا صَاحِبَ الْقَبْرِ اَنْزِلْ مِنَ الْقَبْرِ لَا تُؤْذِیْ صَاحِبَ الْقَبْرِ وَلَا یُؤْذِیْكَ'' ''اے قبر پر بیٹھنے والے! قبر پر سے نیچے اتر جا، نہ تو قبر والے کو تکلیف دے اور نہ وہ تجھے تکلیف دے''۔ (کہ اس کی قبر پر بیٹھنے کی وجہ سے تجھے عذاب ہو)۔

اسے طبرانی نے کبیر میں بروایت ابن لہیعہ روایت کیا۔

حدیث: اور ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کَسْرُ عَظْمِ الْمَیِّتِ کَکَسْرِہٖ حَیًّا'' ''میت کی ہڈی توڑنا ایسا ہی ہے جیسے زندگی میں اس کی ہڈی توڑی (3) ہو'' (یعنی اسے اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی زندگی میں ہوتی تھی)۔

اسے ابوداؤد، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

---

(1) جمعہ کے دن اور رات سے مراد ہے جمعرات کی شام کو غروب آفتاب سے لے کر جمعہ کی شام کے غروب آفتاب تک کا وقت۔ (مترجم)

(2) قبر پر بیٹھنے سے مراد ہے قبر پر چڑھ کر بیٹھنا۔ قبر کے پاس تلاوت قرآن یا دعا کے لئے بیٹھنا منع نہیں ہے۔ (مترجم)

(3) اسی لئے علمائے کرام نے شدید مجبوری کے علاوہ پوسٹ مارٹم کو ناجائز فرمایا ہے۔ (مترجم)

كِتَابُ الْبَعْثِ وَاَهْوَالِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ

دوبارہ زندہ کئے جانے اور قیامت کی ہولناکیوں کا بیان

فصل (1)

صور پھونکا جانا اور قیامت کا قائم ہونا

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی (دیہاتی) نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوا: صور کیا چیز ہے؟ تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: "قَرْنٌ يُنْفَخُ فِيْهِ" "ایک سینگ ہے جس میں پھونک ماری جائے گی"۔

اسے ابوداؤد، ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور ترمذی نے حسن قرار دیا۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں کیسے خوش رہ سکتا ہوں جبکہ سینگ والے (صور پھونکنے والے فرشتے) نے سینگ کو منہ سے لگایا ہوا ہے۔ اور وہ پیشانی جھکائے، کان لگائے اس انتظار میں ہے کہ اسے حکم ملے تو اس میں پھونک لگا دے۔ یہ بات صحابہ رضی اللہ عنہم کو گراں گذری تو عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! (ﷺ) ہم کیا کریں یا کیا کہیں؟ ارشاد فرمایا: تم کہو: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ ۝ (آل عمران) عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا (اعراف: 89) "ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے، وہی بہترین کارساز ہے اور اللہ ہی پر ہم بھروسہ کرتے ہیں"۔ اور کبھی فرمایا: "تَوَكَّلْنَا عَلَى اللّٰهِ" (معنیٰ وہی ہے)۔

اسے امام ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ حدیث حسن ہے اور یہ الفاظ بھی انہی کے ہیں۔ نیز امام احمد اور طبرانی نے اسے حضرت زید بن ارقم کی حدیث سے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کی حدیث سے بھی روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر تھا۔ وہاں حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کا ذکر ہونے لگا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں: اے کعب! مجھے حضرت اسرافیل علیہ السلام کے متعلق کچھ بتاؤ۔ کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

---

(1) اس باب میں چونکہ وہ حالات و واقعات بیان ہوں گے جو اہل جنت کو جنت میں اور اہل جہنم کو جہنم میں پیش آئیں گے۔ صراحتا کوئی ترغیب یا ترہیب نہیں ہے۔ اگرچہ ضمناً ترغیب بھی ان واقعات و حالات میں موجود ہے اور ترہیب بھی۔ اس لئے مؤلف کتاب امام حافظ زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری رحمہ اللہ نے اس باب کو فصلوں میں تقسیم کیا ہے۔ (مترجم)

آپ (اہل بیت) کے پاس علم تو ہے۔ فرمایا: ہاں ہے۔ فرمایا: مگر تم کچھ بتاؤ۔ تو وہ عرض کرنے لگے: حضرت اسرافیل علیہ السلام کے چار پر ہیں۔ دو ہوا میں ہیں۔ ایک کو اوڑھے ہوئے ہیں اور ایک گردن پر ہے۔ قلم ان کے کان پر ہے۔ جب وحی اترتی ہے تو قلم لکھ لیتا ہے۔ پھر فرشتے اس کو سیکھتے ہیں۔ اور ملک الصور (صور پھونکنے والا فرشتہ) اپنے ایک گھٹنے پر بیٹھا، دوسرے کو کھڑا کئے ہوئے، صور (1) کو منہ لگا کر کمر جھکائے ہوئے ہے۔ جونہی حضرت اسرافیل دیکھیں گے کہ حکم ہو گیا ہے تو

---

(1) کفار و مشرکین عرب قیامت کا انکار بڑی شدت سے کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے عقیدہ قیامت کو بہت تفصیل سے بیان فرمایا اور اس پر ایمان لانا ضروری قرار دیا۔ قرآن حکیم کا کوئی پارہ ایسا نہیں جس میں کسی نہ کسی طرح قیامت یا اس کی ہولناکیوں کی تفصیل موجود نہ ہو۔ صور پھونکنے کے متعلق چند آیات درج کی جارہی ہیں۔ ملاحظہ ہوں:

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ۝ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ (یٰسین)

ترجمہ: "اور کفار و مشرکین کہتے ہیں کہ یہ (قیامت کا) وعدہ کب آئے گا۔ (اے مسلمانو! تم بتا کیوں نہیں دیتے) اگر تم سچے ہو۔ یہ نہیں انتظار کرتے مگر اس چیخ (صور پھونکے جانے) کا جو انہیں دبوچ لے گی جبکہ یہ بحث مباحثہ کر رہے ہوں گے۔ تو اس وقت یہ کوئی وصیت بھی نہ کر سکیں گے اور نہ اپنے اہل و عیال کی طرف لوٹ کر جا سکیں گے۔ اور (دوبارہ) صور پھونکا جائے گا تو فوراً اپنی اپنی قبروں سے نکل نکل کر اپنے پروردگار کی طرف بھاگنے لگیں گے۔ کہیں گے: ہائے بربادی، کس نے ہمیں ہماری خواب گاہوں سے اٹھا دیا ہے (فرمان ہوگا:) یہی ہے وہ جس کا وعدہ رحمٰن نے فرمایا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا (اور جس کا تم شدت سے انکار کرتے رہے تھے)"۔

وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۖ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۝ (الزمر)

ترجمہ: "اور (جب پہلا) صور پھونکا جائے گا تو غش کھا کر گر پڑے گا جو کوئی آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے سوائے اس کے جسے اللہ چاہے گا (کہ وہ بے ہوش نہ ہو جیسے چاروں بڑے فرشتے یا شہداء یا موسیٰ علیہ السلام، یا جنت کی حوریں یا عرش و کرسی پر مامور فرشتے۔ باقوال مختلفہ) پھر (جب چالیس برس کے بعد) اس میں دوبارہ پھونک لگائی جائے گی تو اچانک وہ کھڑے ہو کر دیکھنے لگ جائیں گے"۔

فَاِذَا نُقِرَ فِى النَّاقُوْرِ ۝ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۝ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ۝ (المدثر)

ترجمہ: "تو جب صور پھونکا جائے گا تو وہ دن بڑا سخت دن ہوگا۔ کافروں پر آسان نہیں ہوگا"۔

صور یا ناقور وہ آلہ ہے جس میں قیامت کے قیام کے وقت حضرت اسرافیل علیہ السلام پھونک ماریں گے۔ اس کی حقیقی شکل و صورت کیا ہے؟ اس کے بارے میں وضاحت نہیں ملتی اور نہ اس کی تفتیش کے ہم مکلف ہیں۔ احادیث سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ وہ سینگ کا ایک بگل ہے۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام دو دفعہ اسے پھونکیں گے۔ درمیان میں دنیا کے دنوں کے حساب سے چالیس سال کا وقفہ ہوگا۔ پہلی پھونک زندوں کو مردہ کرنے کے لئے اور دوسری مردوں کو زندہ کرنے کے لئے ہوگی۔ اس کی بڑائی اور اس کی آواز کی ہیبت ہمارے وہم و گمان سے باہر ہے۔ ابتدا میں اس کی آواز بہت باریک ہوگی۔ آہستہ آہستہ بہت بلند ہو جائے گی۔ لوگ کان لگا کر سنیں گے۔ پھر بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے اور مر جائیں گے۔ آسمان زمین پہاڑ یہاں تک کہ صور، خود صور پھونکنے والے اسرافیل اور دیگر تمام فرشتے فنا ہو جائیں گے۔ اس وقت سوائے اس واحد حقیقی جل وعلا کے کوئی نہ ہوگا۔ فرمائے گا: لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ (المومن:16) "آج کس کی حکومت ہے"؟ کہاں ہیں جبارین اور کہاں ہیں متکبرین؟ مگر آج جواب کون دے؟ خود ہی ارشاد فرمائے گا: لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ (المومن) "آج تو صرف اللہ واحد قہار کی سلطنت ہے"۔ پھر جب اللہ چاہے گا اسرافیل کو زندہ فرمائے گا اور صور کو پیدا کر کے دوبارہ پھونک مارنے کا حکم دے گا۔ صور پھونکنے کی دیر ہوگی کہ تمام اولین و آخرین، فرشتے، انسان، جنات اور حیوانات زندہ ہو جائیں گے۔ سب سے پہلے ہمارے رسول کریم ﷺ قبر انور سے اٹھیں گے۔ دائیں ہاتھ میں سیدنا صدیق اکبر اور بائیں ہاتھ میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کا ہاتھ ہوگا۔ پھر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے قبرستانوں کے مسلمانوں کو ساتھ لے کر میدان حشر میں تشریف فرما ہوں گے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

صور میں پھونک مارنے کے لئے اپنے پر کو ملالیں گے۔ یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے ایسے ہی رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت سے پہلے جانب مغرب سے ایک سیاہ بادل تم پر ڈھال کی طرح بلند ہوگا۔ اور آسمان میں اونچا ہوتا جائے گا اور پھیلتا جائے گا یہاں تک کہ آسمان کو بھر دے گا۔ پھر ایک منادی ندا کرے گا: یَآیُّھَا النَّاسُ اَتٰی اَمْرُ اللہِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہُ ''لوگو! اللہ کا امر (یعنی قیامت کا وقت) آچکا ہے۔ اب جلدی مت مچاؤ''۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم، جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ دو آدمی کپڑا پھیلا رہے ہوں گے (خرید و فروخت کے لئے) ابھی لپیٹ نہ پائیں گے۔ آدمی اپنے حوض کی لپائی کر رہا ہوگا ابھی ایک قطرہ اس سے پینے نہ پائے گا اور کوئی آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ دوہ رہا ہوگا تو ابھی اسے پینے نہ پائے گا (کہ اچانک قیامت قائم ہو جائے گی)۔

اسے طبرانی نے باسناد جید روایت کیا اور اس کے راوی مشہور ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دونوں نفخوں کے درمیان چالیس کا فاصلہ ہے۔ پوچھا گیا: چالیس دن کا؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں یہ نہیں کہہ سکتا۔ سائل نے پوچھا: چالیس ماہ کا؟ فرمایا: یہ بھی نہیں کہہ سکتا۔ اس نے پوچھا: چالیس سال کا فاصلہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں یہ بھی کہنے سے قاصر ہوں (یعنی مجھے یاد نہیں کہ آپ ﷺ نے چالیس دن فرمایا یا چالیس مہینے یا چالیس سال، البتہ دوسری روایات میں چالیس سال کا تعین مذکور ہے) پھر آسمان سے ایک بارش ہوگی جس سے لوگ ایسے اگیں گے جیسے ساگ پات اگتا ہے۔ اور انسان کی ہر چیز گل سڑ جاتی ہے سوائے ایک ہڈی کے۔ یہ ریڑھ کی ہڈی ہے۔ ''مِنْہُ یُرَکَّبُ الْخَلْقُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ'' ''قیامت کے روز اسی سے مخلوق کو اکٹھا کیا جائے گا''۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا۔ اور مسلم کی ایک روایت ہے کہ فرمایا: انسان کے اندر ایک ایسی ہڈی ہے جسے زمین کبھی نہیں کھا سکتی، اسی ہڈی پر قیامت کے دن مخلوق کو ترکیب دیا جائے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) وہ کونسی ہڈی ہے؟ ارشاد فرمایا: وہ ریڑھ کی ہڈی ہے۔

نیز اسے امام مالک، ابوداؤد اور نسائی نے بھی اختصاراً روایت کیا ہے کہ فرمایا: ''کُلُّ ابْنِ اٰدَمَ تَاْکُلُہُ الْاَرْضُ اِلَّا عَجْبَ الذَّنْبِ مِنْہُ خُلِقَ وَفِیْہِ یُرَکَّبُ'' ''پورے انسان کو زمین کھا جاتی ہے سوائے ریڑھ کی ہڈی کے۔ اسی ہڈی سے

(بقیہ صفحہ گزشتہ) نفخہ اولی یعنی پہلے صور پھونکے جانے سے چالیس سال پہلے دنیا سے مسلمان ختم ہو جائیں گے ہر طرف کافر ہی کافر ہوں گے۔ اور ان چالیس برسوں میں کسی کافر کے ہاں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوگا۔ یعنی پہلے نفخہ کے وقت نہ کوئی مسلمان ہوگا اور نہ کوئی چالیس برس کی عمر سے کم کا انسان۔ (مترجم)

انسان کی تخلیق ہوئی اور اسی میں ترکیب ہوگی''۔

حدیث: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مٹی انسان کی ہر چیز کو کھالیتی (1) ہے سوائے عجب ذنب کے۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ! (ﷺ) یہ عجب ذنب کیا چیز ہے؟ ارشاد فرمایا: ''مِثْلُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِّنْهُ تُنْشَئُوْنَ'' ''رائی کے دانے کے برابر ذرات ہیں (اجزائے اصلیہ) جن سے تمہاری پیدائش ہوتی ہے''۔

اسے امام احمد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں بطریق دراج عن ابی الہیثم روایت کیا۔

حدیث: انہی (ابوسعید) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ان کی موت کا وقت قریب آگیا تو انہوں نے نئے کپڑے منگوا کر پہنے اور پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اَلْمَيِّتُ يُبْعَثُ فِيْ ثِيَابِهِ الَّتِيْ يَمُوْتُ فِيْهَا'' ''میت انہیں کپڑوں میں اٹھائی جائے گی جن میں اس کی موت ہوگی''۔

اسے ابوداؤد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

---

(1) انبیاءِ کرام علیہم السلام اس میں داخل نہیں کیونکہ زمین پر ان کے اجسام مبارکہ کو کھانا حرام ہے۔ کمافی الاحادیث۔ (مترجم)

فصل

حشر وغیرہ

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا جبکہ آپ ﷺ منبر شریف پر خطبہ دے رہے تھے: "اِنَّكُمْ مُلَاقُوا اللّٰهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا" "تم اللہ تعالیٰ سے برہنہ پا، ننگے بدن، بے ختنہ ملو گے"۔

ایک روایت میں یہ زائد ہے: "مُشَاةً" "پیدل چلتے ہوئے"۔ اور ایک روایت میں ہے کہ فرماتے ہیں: اللہ کے رسول ﷺ ہمارے درمیان میں خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا: لوگو! تمہیں برہنہ پا، ننگے بدن، بے ختنہ اللہ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ (جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے) كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُهٗ ؕ وَعْدًا عَلَیْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِیْنَ ﴿۱۰۴﴾ (الانبیاء) "جس طرح ہم نے انسان کو پہلے پیدا کیا، اسی طرح ہم دوبارہ پیدا کریں گے (یعنی نہ جوتا ساتھ نہ لباس اور نہ مختون) یہ ہمارا وعدہ ہے جسے ہم پورا فرمانے والے ہیں"۔ آگاہ رہو! مخلوق میں سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔ سن لو کہ میری امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے پھر انہیں بائیں طرف لے جایا جائے گا تو میں کہوں گا: اے میرے پروردگار! یہ تو میرے امتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا نئے نئے کام ایجاد کئے؟ تو میں یوں عرض کروں گا جیسے عبد صالح (عیسیٰ علیہ السلام) نے عرض کی تھی کہ: وَكُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ﴿۱۱۷﴾ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۱۱۸﴾ (المائدہ) ترجمہ: "اور میں تو ان پر اس وقت تک کا گواہ ہوں جب تک ان میں رہا۔ پھر جب تو نے مجھے اٹھالیا تو ان پر تو ہی نگران تھا۔ اور تو ہی ہر چیز پر گواہ ہے۔ اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کی بخشش فرما دے تو بے شک تو ہی سب پر غالب، حکمت والا ہے"۔ پھر مجھ سے فرمایا جائے گا: "اِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ" "جب سے آپ نے انہیں پیچھے چھوڑا (آپ کا وصال ہوا) یہ اپنی ایڑیوں پر ہی لوٹے رہے (1) (مرتد ہی رہے)۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ زائد کئے: "فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا" "تو میں کہوں گا: دفع کر دو، انہیں مجھ سے دور لے جاؤ"۔

اسے بخاری، مسلم نے روایت کیا۔ نیز ترمذی اور نسائی نے بھی اسے اسی طرح روایت کیا ہے۔

---

(1) یہ وہ لوگ ہوں گے جو زکوٰۃ کا انکار کر کے یا مسیلمہ کذاب یا مرزا قادیانی وغیرہ کو نبی مان کر مرتد ہو گئے تھے اور پھر مرتد ہی رہے۔ اور آپ ﷺ کا انہیں اپنا امتی فرمانا بطور عتاب و ناراضگی ہوگا جیسے اللہ تعالیٰ جہنمی کافر کے متعلق فرمائے گا: ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْكَرِیْمُ ﴿۴۹﴾ (دخان) "لے چکھ (عذاب کا مزہ) تو بہت معزز مکرم ہے"۔ لہٰذا اس فرمان کو سرور عالم ﷺ کے لئے عدم علم کی دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔ (مترجم)

حدیث: ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: لوگ (قیامت کے روز) ننگے پاؤں، ننگے بدن بے ختنہ جمع کئے جائیں گے۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) مرد اور عورتیں سب ایک دوسرے کی طرف دیکھیں گے؟ (یہ بے پردگی کیسے گوارہ ہوگی؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَلْاَمْرُ اَشَدُّ مِنْ اَنْ یُّهِمَّهُمْ ذَالِكَ'' وہ حالت اس سے سخت تر ہوگی کہ کوئی دوسرے کو دیکھنے کی ہمت کر سکے''۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ: ''مِنْ اَنْ یَّنْظُرَ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ'' ''(وہ حالت اس سے شدید تر ہوگی) کہ ایک دوسرے کی طرف نظر کر سکیں''۔

اسے بخاری، مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

حدیث: ام المومنین سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: قیامت کے دن لوگ ننگے بدن برہنہ پا جمع کئے جائیں گے۔ تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) ہائے انسان کی شرم گاہ، ہم میں سے بعض بعض کی طرف دیکھیں گے؟ اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: (یہ ہمت کس کی ہو گی؟) لوگ مشغول ہوں گے۔ میں نے عرض کیا کہ کیا چیز لوگوں کو مشغول رکھے گی؟ فرمایا: اعمال ناموں کا کھولا جانا، جن میں چیونٹیوں کے برابر اور رائی کے دانوں کی مثل (بھی اعمال درج) ہوں گے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: ام المومنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن بے ختنہ اٹھائے جائیں گے۔ ان کو پسینے کی لگام پہنا دی جائے گی۔ پسینہ ان کے کانوں کی لوؤں تک پہنچ جائے گا۔ تو میں عرض کرنے لگی: کیا ہم ایک دوسرے کی طرف دیکھیں گے؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴿۳۷﴾ (عبس) ''لوگ (اپنی اپنی مصیبت میں) مشغول ہوں گے ان میں سے ہر شخص کا اس روز ایسا حال ہوگا جو اسے دوسروں سے بے پروا کر دے گا''۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگ ننگے بدن جمع کئے جائیں گے۔ یہ سن کر ایک خاتون عرض کرنے لگیں: یارسول اللہ! (ﷺ) تو ہمارے بعض بعض کی طرف کیسے دیکھیں گے؟ فرمایا: ''اِنَّ الْاَبْصَارَ شَاخِصَةٌ'' ''اس وقت آنکھیں تاڑے لگ جائیں گی''۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی نگاہ پاک آسمان کی طرف اٹھائی۔ تو وہ خاتون عرض گذار ہوئیں: یارسول اللہ! (ﷺ) اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ میرے پردے کو قائم رکھے۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی: ''اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَتَهَا'' ''اے اللہ! اس کی عفت کو

باپردہ رکھنا''۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔اس کی اسناد میں سعید بن مرزبان ہیں جو ثقہ قرار دیئے گئے ہیں۔

حدیث: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن لوگ ایک سرخی مائل سفید زمین میں جمع کئے جائیں گے جو میدہ کی روٹی جیسی ہوگی۔جس میں کسی کے لئے کوئی نشان نہیں ہوگا۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت سہل رضی اللہ عنہ یا کسی اور نے کہا: اس میں کسی کے لئے کوئی علامت نہ ہوگی۔(وہ زمین پہلے سے دیکھی بھالی نہ ہوگی۔وہاں نہ کسی کا مکان ہوگا نہ دوکان۔نہ کھیت نہ کھلیان، نہ وہاں کوئی پہاڑ نہ غار۔ بالکل صاف میدان ہوگا)۔بخاری و مسلم۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ (الفرقان:34)'' وہ (کفار و مشرکین) جو منہ کے بل جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے''(1)۔تو کیا کافر کو منہ کے بل چلایا جائے گا؟ (یہ کیسے ہوگا؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ ذات (باری تعالیٰ)

---

(1) قیامت کے بہت سے ناموں میں سے ایک نام حشر بھی ہے، جس کے معنی ہیں جمع کرنا یا جمع ہونا۔ کیونکہ اس روز تمام اولین وآخرین ایک مقام پر جمع کئے جائیں گے۔آیئے قرآن حکیم کی نظر سے بھی یوم حشر کا نظارہ ہو جائے۔

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَ السَّمٰوٰتُ وَ بَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ وَ تَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ۝ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّ تَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ۝ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ (ابراہیم)

ترجمہ:'' اس دن یہ زمین دوسری (قسم کی) زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان (دوسری قسم کے آسمانوں سے بدل دیئے جائیں گے) اور سب لوگ اللہ واحد قہار کے حضور میں حاضر ہو جائیں گے۔اور تم دیکھو گے مجرموں کو اس دن زنجیروں میں جکڑے ہوئے۔ان کا لباس (سیاہ اور بدبودار) تارکول کا ہوگا۔ اور ان کے چہروں کو آگ ڈھانپ رہی ہوگی۔یہ اس لئے ہوگا کہ اللہ ہر شخص کو اس کی کمائی کا بدلہ دے۔بے شک اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے''۔

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ۝ وَّ نَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ۝ (مریم)

ترجمہ:'' جس دن ہم پرہیزگاروں کو رحمٰن کی بارگاہ میں عزت واحترام کے ساتھ جمع کریں گے۔اور مجرموں کو پیاسے جانوروں کی طرح جہنم کی طرف ہانک کر لائیں گے''۔

اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ (الحج)

ترجمہ:'' اس روز حکمرانی صرف اللہ تعالیٰ کی ہوگی۔وہ فیصلے فرمائے گا لوگوں کے درمیان۔تو جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے وہ نعمتوں بھرے باغوں میں ہوں گے۔اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور ہماری آیتوں کی تکذیب کی تو انہی لوگوں کے لئے رسوا کن عذاب ہوگا''۔

يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ وَ اَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّ لَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ۝ (المومن)

ترجمہ:'' وہ دن جب (قبروں سے نکل نکل کر لوگ) ظاہر ہوں گے۔اللہ تعالیٰ پر ان کی کوئی چیز پوشیدہ نہ ہوگی۔(اللہ فرمائے گا) کس کی بادشاہی ہے آج؟ کوئی جواب نہیں دے سکے گا تو خود ہی فرمائے گا) آج تو بادشاہی صرف اللہ کی ہے جو واحد ہے قہار ہے۔آج بدلہ دیا جائے گا ہر جان کو اس کی کمائی کا۔آج ذرہ ظلم نہ ہوگا۔بے شک اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔(اے حبیب اکرم!) آپ ڈرایئے انہیں قریب آنے والے اس دن سے (بقیہ اگلے صفحہ پر)

جس نے اسے دنیا میں پاؤں کے بل چلایا کیا اسے منہ کے بل چلا دینے پر قادر نہیں ہے؟ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کو جب یہ حدیث پہنچی تو کہنے لگے: "بَلٰی وَعِزَّةِ رَبِّنَا" کیوں نہیں، ہمارے پروردگار کی عزت کی قسم (وہ ایسا کرنے پر قادر ہے)۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگ تین قسموں پر اٹھائے جائیں گے۔ ایک قسم پیدل چلنے والوں کی، ایک قسم سواروں کی اور ایک قسم منہ کے بل چلنے والوں کی ہوگی۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ! (ﷺ) وہ لوگ اپنے مونہوں کے بل کس طرح چلیں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اِنَّ الَّذِیْ اَمْشَاھُمْ عَلٰی اَقْدَامِھِمْ قَادِرٌ عَلٰی اَنْ یُّمْشِیَھُمْ عَلٰی وُجُوْھِھِمْ اَمَا اِنَّھُمْ یَتَّقُوْنَ بِوُجُوْھِھِمْ کُلَّ حَدَبٍ وَّ شَوْکٍ" وہ جس نے انہیں قدموں پر چلایا وہ انہیں چہروں کے بل چلانے کی بھی قدرت رکھتا ہے۔ سن لو کہ وہ اپنے چہروں کے ساتھ ہر ٹیلے اور کانٹے سے خود کو بچائیں گے"۔

اسے امام ترمذی نے روایت فرمایا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت بہز بن حکیم اپنے والد سے، وہ ان کے دادا رضی اللہ عنہم سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "اِنَّکُمْ تُحْشَرُوْنَ رِجَالًا وَّ رُکْبَانًا وَّ تُجَرُّوْنَ عَلٰی وُجُوْھِکُمْ" بے

(بقیہ سابقہ صفحہ) جب دل گلوں میں اٹک کے رہ جائیں گے خوف و دہشت سے بھرے ہوئے۔ ظالموں کے لئے کوئی دوست اور سفارشی نہ ہوگا جس کی بات مانی جائے۔

یَوْمَ تَکُوْنُ السَّمَآءُ کَالْمُهْلِ ۙ وَتَکُوْنُ الْجِبَالُ کَالْعِهْنِ ۙ وَلَا یَسْـَٔلُ حَمِیْمٌ حَمِیْمًا ۚ یُّبَصَّرُوْنَهُمْ ؕ یَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ یَفْتَدِیْ مِنْ عَذَابِ یَوْمِىٕذٍۭ بِبَنِیْهِ ۙ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِیْهِ ۙ وَفَصِیْلَتِهِ الَّتِیْ تُـْٔوِیْهِ ۙ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ۙ ثُمَّ یُنْجِیْهِ ۙ کَلَّا ؕ اِنَّهَا لَظٰی ۙ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰی ۚ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰی ۙ وَجَمَعَ فَاَوْعٰی ○ (المعارج)

ترجمہ: "اس روز آسمان پگھلی ہوئی دھات کی طرح ہوگا۔ اور پہاڑ رنگ برنگی (دھنی ہوئی) اون کی مثل ہوں گے۔ اور کوئی گہرا دوست اپنے گہرے دوست کا حال نہ پوچھے گا۔ ایک دوسرے کو دکھائی دیں گے۔ (اس روز) ہر مجرم تمنا کرے گا کہ کاش وہ بطور فدیہ دے سکتا آج کے عذاب سے بچنے کے لئے اپنے بیٹوں کو اور اپنی بیوی کو اور اپنے بھائی کو اور اپنے خاندان کو جو اسے پناہ دیتا تھا۔ اور زمین کے تمام لوگوں کو پھر یہ فدیہ اسے بچالے۔ لیکن یہ ہرگز نہ ہوگا۔ بے شک بھڑکنے والی آگ ہوگی۔ جو گوشت پوست کو نوچ لے گی۔ وہ اپنی طرف بلائے گی ہر اس شخص کو جس نے حق سے پیٹھ پھیری ہوگی اور منہ موڑا ہوگا اور وہ مال جمع کرتا رہا اور پھر سنبھال سنبھال کر رکھتا رہا"۔

ذٰلِكَ الْیَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّهٖ مَاٰبًا ○ اِنَّاۤ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِیْبًا ۚ یَّوْمَ یَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ یَدٰهُ وَیَقُوْلُ الْكٰفِرُ یٰلَیْتَنِیْ كُنْتُ تُرٰبًا ○ (النبا)

ترجمہ: "یہ دن برحق ہے۔ تو جس کا جی چاہے اپنے رب کے جوار رحمت میں اپنا ٹھکانا بنالے۔ بے شک ہم نے ڈرا دیا ہے تمہیں جلد آنے والے عذاب سے۔ اس دن ہر شخص دیکھ لے گا اپنے اعمال کو جو اس نے آگے بھیجے ہوں گے۔ اور کافر کہے گا کہ کاش میں خاک ہوتا (یا ہو گیا ہوتا)"۔

فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ○ یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ ۙ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ ۙ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ یَوْمَىٕذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْهِ ؕ (عبس)

ترجمہ: "تو جب کان بہرے کر دینے والا شور اٹھے گا۔ اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی سے اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی سے اور اپنے بچوں سے۔ ہر شخص کو اس دن اپنی فکر ہوگی جو اسے دوسروں سے بے پروا کر دے گی"۔ (مترجم)

شک تم پیدل اور سوار جمع کئے جاؤ گے اور کچھ چہروں کے بل کھینچے جاؤ گے۔ (یعنی جو تم میں سے کافر ہوں گے)۔

اسے بھی ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ صادق و مصدوق (نبی سرور) ﷺ نے مجھ سے بیان فرمایا: (قیامت کے دن) لوگ تین گروہوں میں اٹھائے جائیں گے۔ ایک گروہ سواروں کا ہوگا جو کھاتا پیتا اور لباس پہنے گا۔ ایک گروہ کو فرشتے چہروں کے بل گھسیٹ رہے ہوں گے اور انہیں آگ جمع کر رہی ہوگی۔ اور ایک گروہ میں لوگ پیدل دوڑ رہے ہوں گے۔ الحدیث۔ (نسائی)۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو چیونٹیوں کی صورت میں اٹھائے گا دوسرے لوگ انہیں پاؤں کے نیچے روندر ہے ہوں گے۔ تو پوچھا جائے گا کہ یہ چیونٹیوں کی صورت میں کون لوگ ہیں؟ اس پر جواب آئے گا: "هٰؤُلَآءِ الْمُتَكَبِّرُوْنَ فِي الدُّنْيَا" "یہ دنیا میں تکبر و غرور کرنے والے لوگ ہیں"۔ (بزار)۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگ تین طریقوں پر جمع کئے جائیں گے۔ خوشی خوشی (جیسے انبیاء و مرسلین علیہم السلام اور صالحین)، ڈرنے والے (جیسے عام مومنین) ایک ایک اونٹ پر دو دو، ایک اونٹ پر تین تین، ایک اونٹ پر چار چار، اور ایک اونٹ پر دس دس۔ (جتنی کسی کی نیکی کم اتنی سواری میں شرکت زیادہ ہوگی) ان کے علاوہ باقی لوگوں کو آگ جمع کرے گی، جہاں دوپہر کریں گے وہیں آگ بھی دوپہر کو موجود ہوگی۔ جہاں رات کریں گے یہ بھی ان کے ساتھ رات کرے گی۔ جہاں صبح کو ہوں گے وہیں آگ صبح کرے گی اور جہاں یہ لوگ شام کریں گے یہ بھی ان کے ساتھ بوقت شام موجود ہوگی۔ (کسی بھی وقت آگ انہیں فرصت نہ دے گی۔ یہ کفار و مشرکین لوگ ہوں گے)۔ بخاری و مسلم۔

حدیث: اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز لوگ پسینہ پسینہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ ان کا پسینہ زمین میں ستر گز تک چلا جائے گا۔ "وَاِنَّهٗ يُلْجِمُهُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ اٰذَانَهُمْ" "اور پسینہ ان کی لگام بن جائے گا حتیٰ کہ ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا" (بخاری و مسلم)۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اس آیت پاک يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦﴾ (المطففين) "جس دن لوگ حساب و کتاب کے لئے تمام جہانوں کے رب کے سامنے ہوں گے"۔ کے متعلق ارشاد فرمایا: "يَقُوْمُ اَحَدُهُمْ فِيْ رَشْحِهٖ اِلٰى اَنْصَافِ اُذُنَيْهِ" "ان میں سے کئی لوگ نصف کانوں تک پسینے میں غرق ہوں گے"۔

اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا۔ یہ الفاظ مسلم کے ہیں اور ترمذی نے بھی اسے مرفوع اور موقوف دونوں طرح

روایت کیا۔ اور مرفوع کو صحیح قرار دیا۔

حدیث: حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: قیامت کے روز سورج مخلوق کے قریب کر دیا جائے گا۔ حتیٰ کہ ایک میل کی مقدار ان سے دور رہ جائے گا۔ سلیم بن عامر راوی کہتے ہیں: اللہ کی قسم، میں نہیں جانتا کہ اس ''میل'' سے کیا مراد ہے؟ زمین کی مسافت کا میل (جو آٹھ فرلانگ کا ہوتا ہے) یا وہ میل جس سے سرمہ لگایا جاتا ہے (یعنی سرچو)؟ ارشاد فرمایا: پس لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے۔ کوئی ان میں سے ٹخنے تک ڈوبا ہوگا۔ کوئی اپنے گھٹنے گھٹنے تک اور کوئی اپنی کمر تک غرق پسینہ ہوگا اور ان میں سے کچھ وہ ہوں گے کہ پسینہ ان کی لگام بن جائے گا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ شریف سے اپنے منہ مبارک کی طرف اشارہ فرمایا۔ (مسلم)

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: (قیامت کے دن) سورج زمین سے قریب ہو جائے گا تو لوگ پسینہ پسینہ ہو جائیں گے۔ چنانچہ کچھ لوگوں کا پسینہ ان کی ایڑھیوں تک پہنچ جائے گا۔ کسی کا پنڈلی کے نصف تک، کسی کا گھٹنوں تک، کسی کا اس کے سرین تک پہنچا ہوگا اور کسی کا پسینہ اس کی کمر تک ہوگا۔ کسی کا اس کے کندھوں تک، کسی کا اس کی گردن تک، اور کسی کا اس کے چہرے کے درمیان تک پہنچ جائے گا۔ آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اشارہ کیا کہ پسینہ اس کے منہ کی لگام بن جائے گا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی اشارہ فرماتے ہوئے دیکھا۔ (فرمایا کہ) اور کچھ وہ ہوں گے جن کو پسینہ ڈھانپ لے گا۔ آپ ﷺ نے ہاتھ شریف مارا، اشارہ فرمایا اور ہاتھ شریف کو سر کے اوپر سے دائیں بائیں کے ساتھ ہتھیلیاں لگائے بغیر گذارہ (یعنی بعض لوگ اپنے اعمال بد کی وجہ سے بالکل پسینہ میں ڈوب جائیں گے)۔

اسے امام احمد، طبرانی، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے صحیح الاسناد بھی کہا۔

حدیث: حضرت عبدالعزیز العطار حضرت انس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں (راوی کہتے ہیں کہ آپ نے اسے مرفوع ہی کیا ہے) کہ انہوں نے فرمایا: جب سے اللہ عزوجل نے انسان کو پیدا فرمایا ہے، اس نے موت سے شدید کسی چیز کو نہیں پایا۔ ''ثُمَّ اِنَّ الْمَوْتَ اَهْوَنُ مِمَّا بَعْدَهٗ'' ''پھر موت تو بعد میں آنے والے معاملات سے بہت آسان ہے''۔ اور لوگ اس (قیامت کے) دن کی ہولناکیوں سے مزید شدت کے ساتھ ملاقات کریں گے۔ حتیٰ کہ پسینہ ان کی لگام بن جائے گا۔ ''حَتّٰی اِنَّ السُّفُنَ لَوْ اُجْرِیَتْ فِیْهِ لَجَرَتْ'' ''یہاں تک (پسینہ ہوگا) کہ اگر اس میں کشتیاں چلائی جائیں تو چل پڑیں''۔

اسے امام احمد نے اختصار کے ساتھ مرفوعاً اور طبرانی نے اوسط میں ایسے ہی شک کے ساتھ روایت کیا لفظ طبرانی کے ہیں۔ دونوں کی اسناد جید ہیں۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن جب پسینہ آدمی کی لگام بن جائے گا۔(اس کے ناک تک پہنچ جائے گا) تو وہ عرض کرے گا: ''یَارَبِّ اَرِحْنِیْ وَلَوْ اِلَی النَّارِ'' ''اے میرے پروردگار! مجھے (اس مصیبت سے) راحت دے اگر چہ آگ میں ڈال دے'' (مجھے آگ میں پڑنا اس سے آسان ہے)۔

اسے طبرانی نے کبیر میں جید اسناد کے ساتھ، ابویعلیٰ نے اور اسی طریق سے ابن حبان نے روایت کیا۔مگر دونوں نے کہا کہ یہ بات کافر کہے گا۔ نیز اسے بزار اور حاکم نے الفضل بن عیسیٰ وھو واہ عن المنکدر عن جابر کی حدیث سے روایت کیا۔ اور اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میدان حشر میں آدمی کو پسینہ اس قدر لازم ہوگا کہ وہ کہہ اٹھے گا: ''یَارَبِّ اِرْسَالُكَ بِیْ اِلَی النَّارِ اَهْوَنُ عَلَیَّ مِمَّا اَجِدُ'' ''اے میرے رب! تیرا مجھے دوزخ میں ڈال دینا میرے لئے اس مصیبت سے آسان ہوگا جو اس وقت میں پاتا ہوں''۔حالانکہ اسے معلوم ہوگا کہ دوزخ میں کس قدر شدید عذاب ہوگا۔

اور حاکم نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: یَّوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶﴾ (المطففین) ''جس دن لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے'' (یہ دن پچاس ہزار سال کا ہوگا) اس پچاس ہزار سالہ دن (1) کا نصف حصہ مومن پر اتنا آسان ہوگا جیسے سورج غروب ہونے کے قریب ہو پھر غروب ہو جائے۔(یعنی چند منٹ)۔

اسے ابویعلیٰ نے صحیح اسناد کے ساتھ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی۔عرض کی گئی: یہ دن کس قدر لمبا ہوگا؟ (یہ تو بہت طویل دن ہوگا) تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّهٗ لَیُخَفَّفُ عَلَی الْمُؤْمِنِ حَتّٰی یَكُوْنَ اَخَفَّ عَلَیْهِ مِنْ صَلٰوةٍ مَّكْتُوْبَةٍ'' ''اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، بندہ مومن پر یہ دن آسان کر دیا جائے گا یہاں تک کہ نماز فرض (کے پڑھنے میں جتنی دیر لگتی ہے)

---

(1) قیامت کے دن بعض کفار کے لئے پچاس ہزار سال کو ہوگا جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے کہ

تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ﴿۴﴾

ترجمہ: ''فرشتے اور روح الامین اس کی طرف چڑھتے ہیں۔یہ عذاب (جس کا ذکر پہلی آیات میں ہوا) اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے''۔

اور بعض کے لئے ایک ہزار سال کا جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۵﴾ (السجدہ)

ترجمہ: ''پھر اسی کی طرف عروج کرے گا اس روز کہ جس کی مقدار ہزار سال ہے تمہاری گنتی کے حساب سے''۔

یعنی جتنا کافر اپنے کفر میں بڑھا ہوا ہوگا اسی قدر اس کے لئے اس دن کی لمبائی ہوگی۔باقی رہے اہل ایمان تو ان کے لئے ایک فرض نماز کی ادائیگی سے بھی ہلکا ہوگا یا جتنا وقت سورج کے قریب الغروب ہونے سے غروب ہو جانے تک لگتا ہے۔مومن کے لئے قیامت کا دن اس سے بھی چھوٹا ہوگا جیسا کہ احادیث میں آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔(مترجم)

اس سے بھی آسان ہو جائے گا'' (یہ سختی اور لمبائی تو کفار و منافقین کے لئے ہے)۔

اسے امام احمد، ابویعلیٰ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں سب نے بطریق دراج عن ابی الہیثم روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی انور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم قیامت کے دن جمع کئے جاؤ گے تو فرمایا جائے گا: اس امت کے فقیر اور مسکین لوگ کہاں ہیں؟ وہ کھڑے ہو جائیں گے تو ان سے ارشاد ہوگا: تم نے کیا کیا عمل کئے؟ وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! تو نے ہمیں آزمائشوں میں ڈالا تو ہم صبر کرتے رہے اور تو نے مال و دولت اور بادشاہی ہمارے غیروں کو دے دی (تو ہم پھر بھی صبر و شکر ہی کرتے رہے) تو اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: تم سچ کہتے ہو۔ فرمایا کہ پھر یہ (فقراء و مساکین) جنت میں (مالدار و حکمران) لوگوں سے (پانچ سو سال) پہلے داخل ہو جائیں گے اور حساب و کتاب کی سختی مالداروں اور حکمرانوں پر بدستور باقی رہے گی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: تو اس دن اہل ایمان (جو فقراء و مساکین نہیں) کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تُوْضَعُ لَهُمْ كَرَاسِيُّ مِنْ نُوْرٍ وَّ يُظَلَّلُ عَلَيْهِمُ الْغَمَامُ يَكُوْنُ ذَالِكَ الْيَوْمُ اَقْصَرَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ مِن سَاعَةٍ مِّنْ نَّهَارٍ'' ''ان کے لئے نور کی کرسیاں لگائی جائیں گی، ان پر (رحمت کے) بادلوں کا سایہ ہوگا اور وہ (قیامت کا پچاس ہزار سالہ) دن اہل ایمان پر (دنیا کے) دن کی ایک گھڑی سے بھی چھوٹا ہوگا''۔ اسے طبرانی نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور نبی اقدس ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یوم معلوم (قیامت کے دن) کے وقت اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو جمع فرمائے گا۔ وہاں چالیس برس تک لوگ کھڑے رہیں گے۔ ان کی آنکھیں تارے لگی ہوں گی، اپنی تقدیر کے فیصلے کے منتظر ہوں گے۔ فرمایا کہ اللہ عزوجل بادلوں کے سائے میں عرش سے کرسی کی طرف نزول فرمائے گا (جیسا اس کی شان کے لائق ہوگا) پھر ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا: اے لوگو! کیا تم اپنے پروردگار سے راضی نہیں ہو جس نے تمہیں پیدا فرمایا، تمہیں رزق دیا اور تمہیں حکم دیا کہ اسی کی عبادت کرنا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا کہ جس کی دنیا میں انسان عبادت کرے گا اسے اسی کے حوالے کر دیا جائے گا۔ کیا یہ تمہارے پروردگار کا عدل و انصاف نہیں ہے؟ لوگ عرض کریں گے: کیوں نہیں: چنانچہ سب لوگ اپنے اپنے معبودوں کی طرف چل پڑیں گے۔ اور دنیا میں جو ان کے دوست تھے انہیں کے پاس حاضر ہو جائیں گے۔ فرمایا: پھر لوگ چلیں گے اور ان کے سامنے ان کے معبودوں کی صورتیں بنا کر پیش کر دی جائیں گی۔ چنانچہ ان میں سے کچھ سورج کی طرف چلنے لگیں گے۔ بعض چاند، پتھر کے بتوں اور اپنے دیگر معبودوں کی صورتوں کی جانب چل پڑیں گے۔ فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام کے پجاریوں کے لئے شیطان کو عیسیٰ علیہ السلام کی شکل میں پیش کیا جائے گا۔ اور عزیر علیہ السلام کی پوجا کرنے والوں کے لئے شیطان کو عزیر علیہ السلام کی صورت دے دی جائے گی۔ اور حضرت محمد ﷺ اور آپ کی امت باقی رہ جائے گی تو رب تبارک و تعالیٰ ایک صورت اختیار فرما کر ان کے پاس آئے گا (کیفیت وہی جانتا ہے) اور ارشاد فرمائے گا: تمہیں کیا ہوا تم نہیں جاتے جیسے دوسرے چلے گئے؟ ارشاد فرمایا

کہ وہ عرض کریں گے: ہمارا معبود وہ ہے جسے ہم نے دیکھا ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اگر تم اسے دیکھ لو تو کیا پہچان لو گے؟ تو عرض گذار ہوں گے، ہمارے اور اس کے درمیان ایک نشانی ہے جب ہم وہ دیکھیں گے تو اسے پہچان جائیں گے۔ سرورِ عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ فرمائے گا: وہ کیا نشانی ہے؟ عرض کریں گے: ہمارا معبود (میدانِ حشر میں) اپنی ساق سے پردہ اٹھائے گا۔ پس اس وقت اللہ تعالیٰ اپنی ساق (1) سے پردہ اٹھا دے گا۔ تو ہر کوئی سجدہ میں گر پڑے گا کہ شرکِ خفی کرنے والا ریاکار بھی۔ اور کچھ لوگ باقی رہ جائیں گے جن کی کمریں بیل کے سینگ کی طرح سخت ہو جائیں گی۔ وہ سجدہ کرنا چاہیں گے مگر کر نہ سکیں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جنہیں سجدہ کرنے کی دعوت دی جاتی تھی جبکہ وہ (دنیا میں) ٹھیک ٹھاک تندرست تھے۔ پھر رب تعالیٰ فرمائے گا: اپنے سروں کو اٹھاؤ۔ وہ اپنے سر اٹھائیں گے۔ تو ان کے اعمال کے مطابق انہیں نور عطا فرمایا جائے گا۔ چنانچہ ان میں سے کسی کو بہت بڑے پہاڑ کے برابر نور عطا ہوگا جو ان کے آگے آگے دوڑ رہا ہوگا۔ کسی کو اس سے تھوڑا ملے گا، کسی کو ہاتھ پر کھجور کے درخت کے برابر نور دیا جائے گا اور کسی کو اس سے بھی کم۔ حتیٰ کہ ان میں سے آخری آدمی کو اس کے پاؤں کے انگوٹھے پر تھوڑا سا نور ملے گا کبھی روشن ہوگا اور کبھی بجھ جائے گا۔ چنانچہ جب اس کا قدم روشن ہوگا تو یہ چل پڑے گا اور جب بجھ جائے گا تو ٹھہر جائے گا۔ سرکارِ دوعالم ﷺ فرماتے ہیں کہ رب تبارک وتعالیٰ ان کے آگے آگے ہوگا حتیٰ کہ ان کو دوزخ کے پاس لے جائے گا۔ اور قدموں کے نشانات تلوار کی دھار کی طرح رہ جائیں گے۔ فرمایا کہ اب اللہ فرمائے گا: چلو گذرو تو وہ لوگ اپنے اپنے نور کے مطابق (رفتار سے) گذریں گے۔ ان میں سے کوئی تو آنکھ جھپکنے میں گذر جائے گا۔ کوئی بجلی کی طرح، کوئی بادل کی مثل، کوئی ایسے جیسے ستارے ٹوٹتے ہیں۔ کوئی ہوا کی طرح، کوئی تیز گھوڑے کی طرح اور کوئی تیز آدمی کی مثل گذرے گا۔ یہاں تک کہ وہ شخص بھی جس کے قدموں کی پشت پر نور دیا گیا ہوگا اپنے چہرے، ہاتھوں اور پاؤں پر گھسٹتا ہوا گزرے گا۔ کبھی ایک ہاتھ کھینچا جائے گا اور کبھی ایک ہاتھ پھنس جائے گا۔ کبھی پاؤں کھینچے گا اور کبھی دوسرا پاؤں پھنس جائے گا۔ چاروں طرف سے اسے آگ گھیر رہی ہوگی۔ وہ اسی طرح ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے چلتا رہے گا حتیٰ کہ بچ نکلے گا۔ چنانچہ جب خلاصی پالے گا تو دوزخ کے کنارے پر ٹھہر جائے گا اور کہے گا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَعْطَانِیْ مَا لَمْ یُعْطِ

---

(1) ساق کے معنی پنڈلی کے ہیں۔ پنڈلی اور اس سے پردہ اٹھانا کیا ہے؟ اس کا معنی و مراد خدا و مصطفیٰ جل وعلاو ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ ہمیں بس اس پر ایمان رکھنے کا حکم ہے۔ قرآن پاک قیامت میں پیش آنے والے اس واقعہ کو یوں بیان فرماتا ہے:

یَوْمَ یُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّیُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ۝ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ وَقَدْ كَانُوْا یُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ۝ (القلم)

ترجمہ: ''جس روز ساق سے پردہ اٹھایا جائے گا۔ اور ان کو سجدہ کرنے کی دعوت دی جائے گی تو وہ سجدہ نہ کر سکیں گے۔ ان کی آنکھیں ندامت سے جھکی ہوئی ہوں گی، ذلت ان پر چھا رہی ہوگی۔ حالانکہ (دنیا میں) انہیں سجدہ کرنے کی دعوت دی جاتی تھی جبکہ وہ صحیح سلامت تھے۔ بعض مفسرین نے ساق یعنی پنڈلی سے مراد قیامت کی سختیاں اور ہولناکیاں بھی لی ہیں''۔ واللہ اعلم بالصواب۔

قیامت کے روز سجدہ نہ کر سکنے والے مذکورہ فی الآیت لوگوں کے متعلق روایات میں یہ بھی ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو پانچ وقت اذان سن کر مسجد میں جماعت کے لئے حاضر نہیں ہوتے تھے۔ (مترجم)

اَحَدًا اِذْ اَنْجَانِیْ مِنْهَا بَعْدَ اِذْ رَأَیْتُهَا'' ''ساری تعریفیں اللہ کے لئے جس نے مجھے وہ کچھ عطا فرمایا جو کسی اور کو نہیں عطا کیا کہ مجھے اس مصیبت سے نجات بخشی جسے میں دیکھ چکا ہوں''۔ رحمت عالم ﷺ فرماتے ہیں: پھر وہ جنت کے دروازے کے قریب واقع ایک نہر پر آئے گا اور اس میں غسل کرے گا تو اب جنتیوں کی خوشبوئیں اور رنگ اس کی طرف آنے لگیں گے۔ جنت کے دروازوں کی درازوں میں سے جنت کی نعمتیں دیکھے گا۔ تو عرض کرنے لگے گا: ''رَبِّ اَدْخِلْنِی الْجَنَّةَ'' ''اے میرے رب! مجھے جنت میں داخل فرمادے''۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جنت مانگ رہا ہے حالانکہ میں نے تجھے دوزخ سے نجات دے دی ہے؟ اس پر عرض کرے گا: میرے پروردگار! (تو پھر) میرے اور دوزخ کے درمیان پردہ کردے کہ میں اس کی آواز نہ سنوں۔ فرمایا کہ پھر وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ اور اس سے آگے وہ خود ایک مقام (جنت میں) دیکھے گا یا وہ مقام اونچا کر کے اسے دکھایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے حلم و بردباری کے اعتبار سے (وہ سمجھے گا کہ) گویا کہ وہ اس مقام کے اندر ہے تو عرض کرے گا: اے میرے مولیٰ! یہ مقام مجھے عطا فرمادے۔ اللہ فرمائے گا: اگر تجھے یہ مقام دے دیا جائے تو تو ضرور اور بھی کچھ مانگے گا۔ عرض کرے گا: نہیں، تیری عزت کی قسم، اس کے سوا اور کچھ نہیں مانگوں گا۔ اور اس سے اچھا مقام اور ہو بھی کیا سکتا ہے۔ (جو میں مانگوں گا؟) اسے وہ مقام دے دیا جائے گا تو وہ اس میں جا ٹھہرے گا۔ پھر اس سے آگے ایک اور منزل دیکھے گا، اللہ کے حلم کی نسبت سے وہ خود کو اس میں خیال کرے گا۔ عرض گذار ہوگا: اے میرے رب! یہ منزل مجھے عنایت فرما دے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا: اگر تجھے یہ منزل دے دی جائے تو اس کے علاوہ بھی تو سوال کرے گا؟ وہ کہے گا: نہیں، میرے مولیٰ! تیری عزت کی قسم۔ اور اس سے اچھی منزل اور کون سی ہوگی؟ چنانچہ وہ منزل اسے دے دی جائے گی اور وہ اس میں داخل ہو جائے گا۔ پھر خاموش ہو جائے گا تو اللہ جل ذکرہ فرمائے گا: ''مَا لَكَ لَا تَسْئَلُ؟'' ''تجھے کیا ہوا کہ اب اور سوال نہیں کرتا؟'' (واہ ہمارے پروردگار! تیری بندہ نوازیوں پہ قربان جائیں) تو بندہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں نے تجھ سے اتنے سوال کئے کہ اب تو مجھے سوال کرتے حیا آنے لگی ہے۔ اس پر اللہ جل ذکرہ ارشاد فرمائے گا: کیا تو اس پر راضی نہیں کہ میں تجھے جب سے میں نے دنیا پیدا کی ہے اس وقت سے لے کر اس کے ختم کرنے کے دن تک کے برابر عطا فرمادوں اور اس سے دس گنا اور بھی تجھے دے دوں؟ تو وہ عرض کرے گا: ''اَتَهْزَءُ بِیْ وَاَنْتَ رَبُّ الْعِزَّةِ؟'' ''کیا میرے ساتھ مذاق فرماتا ہے حالانکہ تو رب العزت ہے؟'' فرمایا کہ رب جل ذکرہ فرمائے گا: ''لَا وَلٰكِنِّیْ ذَالِكَ قَادِرٌ'' ''میں مذاق نہیں فرماتا (یہ میری شان کے لائق نہیں) بلکہ میں ایسا کرنے پر قدرت رکھتا ہوں''۔ عرض کرے گا: مجھے (جنتی) لوگوں کے ساتھ ملا دے۔ اللہ فرمائے گا کہ جا ان لوگوں کے ساتھ شامل ہو جا۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ وہ ٹہلتا ہوا جنت میں چلے گا حتیٰ کہ جب لوگوں کے قریب جائے گا تو اس کے سامنے موتیوں سے بنا ہوا ایک محل ظاہر ہوگا۔ اس وقت وہ سجدے میں گر پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا: اپنا سر اٹھا۔ تجھے کیا ہوا؟ عرض کرے گا: میں نے اپنا رب دیکھ لیا یا مجھے میرے پروردگار نے اپنا جلوہ دکھا دیا۔ حکم ہوگا کہ یہ تو تیرے محلات میں سے ایک محل ہے۔ فرمایا کہ پھر ایک شخص کے پاس جائے گا اور اسے سجدہ

کرنا چاہے گا تو فرمایا جائے گا: ٹھہر جا۔ کہے گا: میرے خیال میں تم فرشتوں میں سے کوئی فرشتہ ہو۔ وہ کہے گا: میں تیرے خزانچیوں میں سے ایک خزانچی اور تیرے غلاموں میں سے ایک غلام ہوں۔ جس کام پر میری ڈیوٹی ہے اس میں میرے ماتحت ایک ہزار منشی ہے۔ وہ اس شخص کے آگے آگے چلنے لگے گا حتیٰ کہ ایک محل کا دروازہ کھولے گا۔ فرمایا کہ وہ محل اندر سے موتی کا بنا ہوگا، اس کی چھتیں، دروازے، تالے اور چابیاں سب موتی سے بنے ہوئے ہوں گے۔ اندر جا کر اس کے سامنے ایک سبز موتیوں کا محل آئے گا جو اندر سے سرخ ہوگا۔ اس میں ستر دروازے ہوں گے، ہر دروازہ اندر سے سبز ایک محل کی طرف پہنچائے گا۔ ہر محل سے ایک اور محل کی طرف راستہ جاتا ہوگا ان کے رنگ ایک دوسرے سے الگ الگ ہوں گے۔ ہر محل کے اندر تخت بچھے ہوں گے، بیویاں اور کنیزیں ہوں گی۔ ان میں سے سب سے کم درجہ کی بڑی بڑی خوبصورت آنکھوں والی حور ہوگی جو ستر حلے پہنے ہوگی۔ ان حلوں کے باہر سے اس کی پنڈلیوں کا مغز نظر آتا ہوگا۔ اس کا جگر اس بندے کے سامنے آئینہ ہوگا اور بندے کا جگر اس حور کے لئے آئینہ ہوگا۔ جب یہ بندہ اس کے سامنے جائے گا تو وہ پہلے سے ستر گنا زیادہ اس کی آنکھوں کو حسین لگے گی۔ تو اس سے کہے گا: اللہ کی قسم، تو تو میری آنکھوں میں ستر گنا زیادہ محبوب ہوگئی ہے۔ اور وہ بھی اس سے کہے گی: تو بھی تو میری آنکھوں میں ستر گنا زیادہ محبوب ہوگیا ہے۔ اس وقت اسے فرمایا جائے گا۔ قریب ہو جا تو وہ قریب ہو جائے گا۔ اب کہا جائے گا: جہاں تک تیری نگاہ پہنچتی ہے وہاں سے سو سال کی راہ تک تیری ملکیت ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے کعب! آپ نے نہیں سنا جو ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) ادنیٰ جنتی کے مقام کے متعلق بیان کرتے ہیں؟ تو پھر بلند مرتبہ جنتیوں کا مقام کیسا ہوگا؟ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: ''یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ مَا لَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ'' ''اے امیر المومنین! ان کے لئے تو وہ کچھ ہوگا جو کسی آنکھ نے دیکھا نہیں اور کسی کان نے سنا نہیں''۔ فذکر الحدیث۔

اسے ابن ابی الدنیا اور طبرانی نے کئی طرق سے روایت کیا۔ جن میں ایک صحیح ہے۔ یہ الفاظ طبرانی کے ہیں۔ اور حاکم نے بھی اسے روایت کیا اور صحیح الاسناد کہا۔

فصل

حساب (1) وکتاب وغیرہ کا بیان

حدیث: حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لَا تَزُوْلُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُسْئَلَ عَنْ اَرْبَعٍ: عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَا اَفْنَاهُ؟ وَعَنْ عِلْمِهٖ مَا عَمِلَ بِهٖ؟ وَعَنْ مَّالِهٖ مِنْ اَيْنَ اكْتَسَبَهٗ وَفِيْمَا اَنْفَقَهٗ؟ وَعَنْ جِسْمِهٖ فِيْمَا اَبْلَاهُ" "قیامت کے روز بندے کے قدم اپنی جگہ سے نہیں ہٹ سکیں گے (اسے اپنے رب کے حضور جواب دہی کے لئے کھڑا رہنا پڑے گا) جب تک کہ اس سے چار چیزوں کے متعلق سوال نہ کرلیا جائے گا۔ اس کی عمر کے بارے میں سوال ہوگا کہ اسے کن کاموں میں صرف کیا؟ علم کے متعلق کہ اس پر کیا عمل کیا؟ مال و دولت کے متعلق کہ کہاں سے کمایا (حلال یا حرام) اور کہاں کہاں خرچ کیا؟ اور جسم کے متعلق پوچھا جائے گا کہ کس کام میں لگائے رکھا؟

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (نیز بزار اور طبرانی نے بھی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے اسی مضمون کی ایک حدیث صحیح اسناد کے ساتھ روایت کی ہے)۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس سے سخت حساب (رتی رتی کا) لیا گیا، اسے عذاب ہوگا (کیونکہ ایسے حساب مشکل پر کوئی بندہ پورا نہیں اتر سکتا، اس کے فضل کے بغیر کوئی

---

(1) حساب حق ہے، اس کا منکر کافر ہے۔ حساب کا ثبوت قرآن وحدیث دونوں سے ہے۔ قرآن حکیم فرماتا ہے:

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۸۴﴾ (البقرہ)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اور اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے یا اسے چھپاؤ، اللہ تعالیٰ تم سے اس کا حساب لے گا۔ پھر جس کو چاہے گا بخش دے گا اور جس کو چاہے گا عذاب دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے"۔

فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۶﴾ (الاعراف)

ترجمہ: "پس ہم ضرور سوال کریں گے ان لوگوں سے جن کی طرف رسول بھیجے گئے اور ہم ضرور سوال کریں گے رسولوں سے بھی"۔

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ﴿۹﴾ (الاعراف)

ترجمہ: "اس (قیامت کے) دن اعمال کا تولنا برحق ہے۔ تو جس (کی نیکیوں) کا ترازو بھاری ہوا تو وہی لوگ کامیابی پانے والے ہیں۔ اور جن کا ترازو ہلکا ہوا تو یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے خود اپنی جانوں کو نقصان پہنچایا کیونکہ وہ ہماری آیات کے ساتھ ناانصافی کرتے تھے"۔

فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ (الحجر)

ترجمہ: "پس آپ کے رب کی قسم، ہم ان سب سے ضرور سوال کریں گے۔ ان کے اعمال کے بارے میں جو وہ کرتے تھے"۔

اِنَّ اِلَيْنَاۤ اِيَابَهُمْ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴿۲۶﴾ (الغاشیہ)

ترجمہ: "بے شک ان کا لوٹنا ہماری ہی طرف ہے پھر بے شک ان کا حساب لینا ہمارے ہی ذمہ ہے"۔

وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾ (النور) ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے"۔ (مترجم)

چارہ نہیں) تو میں نے عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا: فَاَمَّا مَنۡ اُوۡتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیۡنِهٖ ۙ﴿۷﴾ فَسَوۡفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیۡرًا ۙ﴿۸﴾ وَّ یَنۡقَلِبُ اِلٰۤی اَهۡلِهٖ مَسۡرُوۡرًا ؕ﴿۹﴾ (الانشقاق) ترجمہ: ''پس جس کو اس کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا گیا تو اس سے آسانی کے ساتھ حساب لیا جائے گا اور وہ خوشی خوشی اپنے اہل کی طرف لوٹے گا''۔ تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: یہ تو صرف ایک پیشی کا بیان ہے۔ اور کوئی ایسا شخص نہیں ہے کہ اس سے قیامت کے روز (پورا پورا) حساب لیا جائے اور وہ ہلاک نہ ہو جائے۔

اسے امام بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

حدیث: حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان گرامی ہے: ''مَنۡ نُوۡقِشَ الۡحِسَابُ هَلَكَ'' ''جس سے جانچ پڑتال کر کے حساب لیا گیا وہ مارا گیا''۔

اسے بزار نے اور طبرانی نے کبیر میں صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت عتبہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر آدمی اپنے پیدا ہونے کے دن سے لے کر بوڑھا ہو کر مرنے تک اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں چہرے کے بل سجدہ میں پڑا رہے تو بھی (اگر اللہ کا فضل نہ ہوا تو حساب و کتاب) قیامت کے روز اسے ذلیل کر دے گا۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ اس کے راوی سوائے بقیہ راوی کے ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت محمد بن عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نبی پاک ﷺ کے اصحاب میں سے ہیں (راوی کہتے ہیں کہ) میرا خیال ہے، انہوں نے اس حدیث کو نبی کریم ﷺ تک مرفوع کیا۔ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنے یوم پیدائش سے لے کر بوڑھا ہو کر فوت ہونے تک اپنے منہ کے بل اللہ عزوجل کی اطاعت و فرمانبرداری کے لئے سجدہ میں پڑا رہے پھر بھی وہ (قیامت کا) دن اسے حقیر و ذلیل کر دے گا۔ (حساب ایسا سخت ہوگا) اگرچہ وہ خواہش کرے کہ اسے دنیا میں واپس بھیجا جائے تو وہ اجر و ثواب بہت زیادہ کما کر لائے (تو بھی بوقت حساب ذلت ہی اٹھانی پڑے گی)۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے روز انسان کے تین رجسٹر نکالے جائیں گے۔ ایک رجسٹر میں اس کے نیک اعمال ہوں گے۔ دوسرے میں اس کے گناہ۔ اور ایک میں اللہ کی طرف سے اس پر ہونے والی نعمتوں کا اندراج ہوگا۔ اللہ عزوجل سب سے چھوٹی نعمت سے فرمائے گا (راوی کہتے ہیں کہ) میرا خیال ہے کہ فرمایا نعمتوں کے رجسٹر میں سے سب سے چھوٹی نعمت سے فرمائے گا: اس انسان کے نیک اعمال سے اپنی قیمت وصول کر لے۔ تو وہ نعمت اس کے سارے نیک اعمال لے لے گی۔ پھر ایک طرف ہو جائے گی اور عرض کرے گی: اے اللہ! تیری عزت کی قسم، ابھی میرا حساب پورا نہیں ہوا۔ جبکہ ابھی اس کے گناہ بھی باقی ہوں گے اور اللہ کی دوسری نعمتیں بھی رہتی ہوں گی اور اس کے نیک اعمال ختم ہو چکے ہوں گے۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ بندے پر رحم فرمانا چاہے

گا (اس کے بغیر نجات بھی ممکن نہیں) تو فرمائے گا: ''یَا عَبْدِیْ قَدْ ضَاعَفْتُ لَکَ حَسَنَاتِکَ وَتَجَاوَزْتُ عَنْ سَیِّئَاتِکَ'' ''او میرے بندے! جا میں نے تیری نیکیاں دو چند کردیں اور تیرے گناہوں کو نظر انداز فرما دیا''۔ (راوی کہتے ہیں) میرا خیال ہے کہ یہ بھی فرمایا: ''وَوَهَبْتُ لَکَ نِعَمِیْ'' ''اور اپنی نعمتیں تجھے ہبہ کردیں''۔ (بزار)

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک حبشی آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت پاک میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! (ﷺ) آپ لوگوں کو ہمارے اوپر رنگ اور نبوت کی وجہ سے فضیلت حاصل ہے۔ تو آپ کا کیا ارشاد ہے کہ اگر میں ایسے ہی ایمان لے آؤں جیسے آپ (اللہ، قیامت وغیرہ پر) ایمان رکھتے ہیں اور (بظاہر) آپ جیسے ہی عمل کروں تو کیا جنت میں میں آپ کے ساتھ ہو سکتا ہوں؟ حضور نبی اقدس ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ کے پاس اس کے لئے ایک عہد ہو جاتا ہے۔ اور جو بندہ کہے: سُبْحَانَ اللّٰہِ اس کے لئے ایک لاکھ نیکی لکھ دی جاتی ہے۔ یہ سن کر وہ آدمی عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! (ﷺ) پھر اس کے بعد ہم (مسلمان) کیسے ہلاک ہو سکتے ہیں؟ (ہمیں عذاب کیوں ہوگا؟) تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، بندہ قیامت کے روز اس قدر نیک اعمال لائے گا کہ اگر انہیں پہاڑ پر رکھ دیا جائے تو پہاڑ کے لئے بوجھ بن جائیں پھر اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت کھڑی ہو جائے گی اور اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے فضل نہ فرمایا تو سارے اعمال پر چھا جائے گی (اور بندہ مبتلائے عذاب ہو جائے گا۔ اللہ کے فضل و رحمت پر بھروسہ چاہیے اعمال پر نہیں)۔ پھر (سورۃ الدھر کی) یہ آیات نازل ہوئیں: هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْـًٔا مَّذْكُوْرًا ۝ ترجمہ: ''بے شک انسان پر زمانے میں ایسا وقت بھی گذرا ہے جب یہ کوئی قابل ذکر چیز نہیں تھا''۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان تک: وَاِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّمُلْكًا كَبِیْرًا ۝ (الدھر) (1) ترجمہ: ''اور جدھر بھی دیکھے گا، نعمتیں اور بہت بڑی سلطنت دیکھے گا''۔ پھر حبشی نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) کیا جنت میں آنکھیں وہی کچھ دیکھ سکیں گی جو آپ کی آنکھیں دیکھیں گی؟ نبی انور ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ اس پر وہ حبشی (رضی اللہ عنہ) رونے لگا (اور اس قدر رویا) کہ اس کی روح پرواز کر گئی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ اسے قبر میں (اپنے دست نبوت سے) اتار رہے ہیں۔

اسے طبرانی نے بروایت ایوب بن عتبہ روایت کیا۔

حدیث: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک بندے کو اٹھائے گا جس نے کوئی گناہ نہ کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: دو باتوں میں سے تجھے کون سی پسند ہے؟ تجھے تیرے اعمال کا بدلہ عطا فرماؤں یا تجھ پر کی جانے والی اپنی نعمتوں کا حساب لے لوں؟ وہ عرض کرے گا: میرے

(1) انتیسویں پارے میں سورۃ الدھر کی یہ پہلی بیس آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی دنیوی اور اخروی نعمتوں کو بیان فرمایا ہے۔ تفصیل کے لئے سورۃ ... کی تفسیر بہت مفید رہے گی۔ (مترجم)

پروردگار! تو جانتا ہے کہ میں نے تیری کوئی نافرمانی نہیں کی ہے۔ (اب جو تیری مرضی ہو) اللہ فرمائے گا: (فرشتو!) میری نعمتوں میں سے کسی ایک نعمت کے بدلہ میں میرے اس بندے کو پکڑلو۔ چنانچہ اس کی تمام نیکیوں پر ایک نعمت چھا جائے گی۔ تو بندہ عرض کرنے لگے گا: میرے رب! تیری نعمت اور تیری رحمت (ہی مجھے درکار ہے۔ اس کے بغیر چارہ نہیں) اس پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: "بِنِعْمَتِي وَرَحْمَتِي" "ہاں میری نعمت و رحمت سے ہی تم نجات پا سکتے ہو" (طبرانی)۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھر سے ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ابھی ابھی میرے خلیل حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس سے گئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ اے محمد! (ﷺ) قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ تھا جس نے سمندر کے اندر ایک پہاڑ کی چوٹی پر پانچ سو سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ اس چوٹی کا طول و عرض تیس تیس گز تھا۔ اور اسے سمندر چاروں طرف سے چار ہزار فرسخ (ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے) تک گھیرے ہوئے تھا۔ اللہ نے اس کے لئے انگلی کے برابر میٹھا چشمہ جاری فرما رکھا تھا جس سے میٹھا پانی بہہ کر پہاڑ کے نیچے جمع ہو جاتا۔ اور ایک درخت انار تھا جو اس کے لئے ہر رات کو ایک انار پیدا کرتا۔ یہ بندہ دن کے وقت عبادت میں مصروف رہتا اور شام کو نیچے اترتا۔ پانی لیتا اور انار لے کر کھاتا پھر اپنی نماز کے لئے کھڑا ہو جاتا۔ پھر اس نے بوقت اجل اپنے رب سے سوال کیا کہ اس کی روح سجدہ کی حالت میں قبض فرمائی جائے۔ اور زمین یا کوئی اور چیز اس کی میت کو خراب نہ کرے یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ اسے اٹھائے تو وہ سجدہ کی حالت میں ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کر دیا۔ ہم فرشتے آسمان پر چڑھتے اور اترتے اس کے قریب سے گذرا کرتے۔ پھر ہم نے اپنے علم کے مطابق دیکھا کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اٹھائے گا۔ اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا تو رب تعالیٰ اس کے لیے حکم فرمائے گا کہ (فرشتو!) میرے بندے کو میری رحمت سے جنت میں داخل کر دو۔ وہ کہے گا: اے میرے رب! بلکہ میرے اعمال سے۔ اللہ تعالیٰ پھر فرمائے گا: میرے بندے کو میری رحمت سے جنت میں داخل کرو۔ وہ پھر عرض کرے گا: اے میرے رب! (رحمت سے نہیں) بلکہ میرے اعمال کی وجہ سے مجھے داخل جنت کیا جائے۔ اب اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے اس بندے پر ہونے والی میری نعمتوں اور اس کے اعمال کا موازنہ کرو (موازنہ ہوگا) تو پتہ چلے گا کہ صرف آنکھ کی بینائی کی نعمت نے ہی اس کی پانچ سو سالہ عبادت کو گھیر لیا ہے۔ اور سارے جسم کی نعمت تو ابھی باقی ہے۔ تو اللہ فرمائے گا: میرے بندے کو دوزخ میں ڈال دو۔ چنانچہ جب اسے دوزخ کی طرف کھینچا جانے لگے گا تو پکار اٹھے گا: میرے پروردگار! اپنی رحمت سے مجھے جنت میں داخل فرما دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اسے واپس لے آؤ۔ چنانچہ واپس لا کر اللہ کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا۔ تو اللہ کریم فرمائے گا: اے میرے بندے! بتا تجھے کس نے پیدا کیا جبکہ تو کچھ بھی نہیں تھا؟ عرض کرے گا: تو نے میرے رب۔ اللہ فرمائے گا: تجھے پانچ سو سال تک عبادت کی طاقت کس نے دی؟ عرض کرے گا: میرے رب! تو نے ہی۔ فرمائے گا: سمندر کی موجوں کے درمیان پہاڑ پر تجھے کس نے اتارا؟ کھارے پانی میں سے تیرے لئے میٹھا پانی کس نے

جاری کیا؟ اور ہر رات ایک انار تیرے لئے کون پیدا کرتا تھا حالانکہ انار تو سال میں ایک ہی مرتبہ (اپنے موسم میں) پیدا ہوتا ہے؟ اور تو نے سوال کیا تھا کہ تیری روح کو سجدہ کی حالت میں قبض کیا جائے تو یہ کس نے کیا؟ عرض کرے گا: تو نے ہی اے میرے پروردگار، یہ سب کچھ کیا۔ اللہ کریم فرمائے گا: یہ سب کچھ میری رحمت سے ہوا اور اپنی رحمت سے ہی میں تجھے جنت میں داخل فرما رہا ہوں۔ (فرشتو!) میرے اس بندے کو جنت میں داخل کر دو۔ اے میرے بندے! تو کتنا اچھا بندہ تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرما دے گا۔ حضرت جبریل علیہ السلام کہنے لگے: "اِنَّمَا الْاَشْیَاءُ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ یَا مُحَمَّدُ!" "تمام چیزیں اللہ کی رحمت ہی سے ہیں اے محمد (ﷺ)"۔

اسے حاکم نے عن سلیمان بن ھرم عن محمد بن منکدر عن جابر روایت کیا اور صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میانہ روی اختیار کرو، اللہ کا قرب تلاش کرو اور (اللہ کی رحمت کی) خوشخبری دیا کرو "فَاِنَّهٗ لَنْ یُّدْخِلَ اَحَدًا الْجَنَّةَ عَمَلُهٗ" کیونکہ کسی کے اعمال اسے جنت میں داخل نہیں کرائیں گے (بلکہ جنت میں داخلہ اللہ کی رحمت سے ہی ممکن ہوگا) صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) آپ کو بھی نہیں کیا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهٖ" "میں بھی نہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لے"۔

اسے بخاری اور مسلم وغیرہما نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص اللہ کی رحمت کے سوا جنت میں ہرگز داخل نہ ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! (ﷺ) کیا آپ بھی نہیں؟ فرمایا: میں بھی نہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لے۔ اور آپ ﷺ اپنے دست مبارک کو اپنے سر انور پر لے گئے۔

اسے امام احمد نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ اور بزار اور طبرانی نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے نیز طبرانی نے اسامہ بن شریک کی حدیث سے بھی اور علاوہ ازیں بزار نے شریک بن طارق کی حدیث سے بھی اسے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقُ اِلٰی اَهْلِهَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ حَتّٰی یُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ" "قیامت کے دن حق والوں کو ان کے حق ضرور دلائے جائیں گے حتیٰ کہ بے سینگ بکری کا بدلہ سینگ والی بکری سے لیا جائے گا"۔ (مسلم و ترمذی)

امام احمد نے بھی اسے روایت فرمایا ہے۔ ان کے الفاظ ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مخلوق کا ایک دوسرے سے بدلہ دلوایا جائے گا حتیٰ کہ بے سینگ بکری کا بدلہ بھی سینگوں والی بکری سے دلوایا جائے گا اور یہاں تک کہ ایک چیونٹی کا بدلہ دوسری

چیونٹی سے لیا جائے گا (اگر انہوں نے ایک دوسری پر زیادتی کی ہوگی)۔ اور ان کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَیَخْتَصِمَنَّ کُلُّ شَیْءٍ یَوْمَ الْقِیَامَةِ حَتّٰی الشَّاتَانِ فِیْمَا انْتَطَحَتَا'' ''قیامت کے روز ہر چیز (اپنے حقوق کے لئے) ضرور جھگڑا کرے گی یہاں تک کہ دو بکریاں بھی ایک دوسری سے اس بارے میں جھگڑیں گی کہ انہوں نے ایک دوسری کو سینگ مارا''۔

اسے امام احمد نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ نیز امام احمد اور ابویعلیٰ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی اسے روایت کیا۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے ایک شخص آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ کر عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! (ﷺ) میرے دو غلام ہیں جو مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں۔ خیانت کرتے ہیں اور میری نافرمانی کرتے ہیں اور میں انہیں مارتا اور گالیاں دیتا ہوں۔ تو میرا ان کے ساتھ یہ سلوک کیسا ہے؟ تو اسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو وہ تیری خیانت کرتے، تیری نافرمانی کرتے اور تجھ سے جھوٹ بولتے ہیں اور جو تو ان کو سزا دیتا ہے، اس سب کا حساب ہوگا۔ چنانچہ اگر تیرا ان کو سزا دینا ان کے گناہوں سے کم ہے، تب تو تیرے لئے کچھ ثواب ہے۔ اگر تیرا ان کو سزا دینا ان کے گناہوں کے برابر ہے تو معاملہ برابر ہے، نہ تجھے ثواب نہ تجھ پر گناہ۔ اور تیرا ان کو سزا دینا ان کے گناہوں سے زائد ہے تو پھر تیری طرف سے ہونے والی زیادتی کا تجھ سے قصاص لیا جائے گا۔ یہ سن کر وہ شخص رسول اللہ ﷺ کے سامنے رونے اور چلانے لگا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تجھے کیا ہوا؟ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کی کتاب نہیں پڑھی؟ (کہ فرماتا ہے): وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْئًا ؕ وَاِنْ کَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَیْنَا بِهَا ؕ وَکَفٰی بِنَا حٰسِبِیْنَ ۝ (الانبیاء) ترجمہ: ''اور قیامت کے دن ہم تولنے والے ترازو لگائیں گے۔ تو کسی جان پر ذرہ بھر بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ اور اگر کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر بھی ہوگا تو ہم اسے لے آئیں گے۔ ہم کافی ہیں حساب لینے والے''۔ یہ سن کر وہ شخص عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! (ﷺ) میں اپنے ان غلاموں سے علیحدگی کے سوا کوئی چیز بہتر نہیں سمجھتا۔ میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ یہ سب آزاد ہیں۔

اسے امام احمد اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے عبدالرحمٰن بن غزوان کی حدیث کے سوا نہیں پہنچانتے۔ نیز امام احمد نے یہ حدیث عبدالرحمٰن بن غزوان سے بھی روایت کی ہے۔ انتہی (حافظ منذری نے فرمایا کہ امام احمد اور ترمذی کی اسناد متصل ہیں۔ دونوں کے راوی بھی ثقہ ہیں)۔

حدیث: ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں تشریف فرما تھے۔ ہاتھ مبارک میں مسواک تھی۔ کہ آپ ﷺ نے اپنی یا میری کنیز کو بلایا (وہ نہ ملی) حتیٰ کہ چہرہ انور پر غصہ کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا (اسے تلاش کرنے کو) حجروں کی طرف گئیں دیکھا کہ وہ ایک بھیڑ کے بچے کے ساتھ کھیل

رہی ہے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تجھے بھیڑ کے بچے کے ساتھ کھیلتے دیکھ رہی ہوں حالانکہ رسول اللہ ﷺ تجھے طلب فرما رہے ہیں۔ تو وہ عرض کرنے لگی: نہیں، قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں نے آپ کی آواز نہیں سنی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَوْلَا خَشْيَةُ الْقَوَدِ لَاَوْجَعْتُكِ بِهٰذَا السِّوَاكِ'' ''اگر قصاص کا خوف نہ ہوتا تو میں تجھے اس مسواک کے ساتھ مارتا''۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے: ''لَوْلَا الْقِصَاصُ لَضَرَبْتُكِ بِهٰذَا السِّوَاكِ'' ''اگر قصاص نہ ہوتا تو میں تجھے اس مسواک کے ساتھ مارتا''۔

اسے ابو یعلیٰ نے کئی سندوں کے ساتھ روایت کیا۔ ان میں ایک جید ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ ضَرَبَ مَمْلُوْكَهٗ سَوْطًا ظُلْمًا اُقْتُصَّ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ'' ''جس شخص نے اپنے غلام کو ڈنڈے کے ساتھ ظلماً مارا، قیامت کے دن اس سے بدلہ لیا جائے گا''۔

اسے بزار اور طبرانی نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ بندوں کو یا فرمایا کہ لوگوں کو ننگے بدن، بے ختنہ بُہم اٹھائے گا۔ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: بُہم کیا ہوتا ہے؟ ارشاد فرمایا: ان کے پاس کوئی چیز نہیں ہوگی۔ پھر انہیں ایسی آواز کے ساتھ پکارے گا جسے ہر دور و نزدیک والا سنے گا: میں ہی انصاف کرنے والا ہوں، میں ہی بادشاہ ہوں، کسی دوزخی کو مناسب نہیں کہ وہ دوزخ میں داخل ہو حالانکہ اہل جنت میں سے کسی پر اس کا حق ہو یہاں تک کہ میں اس سے بدلہ نہ لے لوں۔ اور کسی جنتی کو لائق نہیں کہ وہ جنت میں چلا جائے جبکہ اہل دوزخ میں سے کسی کا حق اس پر ہو تا آنکہ میں اس سے قصاص نہ لے لوں، چاہے ایک تھپڑ ہی ہو۔ فرماتے ہیں کہ ہم عرض گذار ہوئے: (یہ بدلہ لینا دینا) کیسے ہوگا جبکہ ہم تو وہاں ننگے بندے بے ختنہ بے سروسامان حاضر ہوں گے؟ سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَلْحَسَنَاتُ وَالسَّيِّئَاتُ'' ''وہاں بدلہ نیکیوں کا گناہوں کے ساتھ ہوگا''۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے باسناد حسن روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ظالم شخص آئے گا حتیٰ کہ جب اندھیرے اور سخت مشکل کے درمیان جہنم کے پل پر کھڑا ہوگا تو مظلوم آدمی کی اس سے ملاقات ہوگی وہ اسے پہچان لے گا اور اس کی طرف سے اپنے اوپر ہونے والا ظلم بھی جان جائے گا۔ چنانچہ مظلوم لوگ ظالموں سے اپنا قصاص لیتے جائیں گے حتیٰ کہ ظالموں کے پاس جس قدر نیکیاں ہوں گی وہ سب چھین لیں گے۔ ''فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُمْ حَسَنَاتٌ رُدَّ عَلَيْهِمْ مِّنْ سَيِّئَاتِهِمْ حَتّٰى يُوْرَدُوا الدَّرْكَ الْاَسْفَلَ مِنَ النَّارِ'' ''پھر اگر ظالموں کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو

مظلوموں کے گناہ ان پر لوٹائے جائیں گے یہاں تک کہ دوزخ کے سب سے نچلے طبقہ میں انہیں پھینک دیا جائے گا''۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ اس کے راویوں کے ثقہ ہونے میں اختلاف ہے۔ اور غیبت کے بیان میں رسول اللہ ﷺ سے مروی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث گذر چکی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کا غریب وہ شخص ہے جو قیامت کے روز نماز روزہ اور زکوٰۃ کے ساتھ آئے گا جبکہ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی کو تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال (ناحق) کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا۔ چنانچہ اس کی نیکیوں میں سے کچھ اسے دے دی جائیں گی اور کچھ اسے ''فَاِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُّقْضٰى مَا عَلَيْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ'' ''پس اگر اس کی نیکیاں اس کے جرائم کا بدلہ پورا ہونے سے پہلے ختم ہوگئیں تو ان لوگوں کے گناہ لے کر اس پر ڈالے جائیں گے پھر اسے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا''۔

اسے مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت زاذان سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضر ہوا جبکہ مجھ سے پہلے کئی ریشم و دیباج پہننے والے (امیر لوگ) ان کی مجلس میں پہنچ چکے تھے۔ میں نے جا کر کہا: آپ نے دوسرے لوگوں کو تو اپنے قریب بٹھالیا اور مجھے دور کر دیا؟ تو وہ مجھے فرمانے لگے: تم بھی قریب آجاؤ۔ چنانچہ انہوں نے قریب کرلیا اور اپنی مسند پر بٹھالیا پھر فرمانے لگے: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: کچھ والدین کا اپنے لڑکے پر قرض ہوگا تو جب قیامت کا دن آئے گا تو وہ دونوں اسے (اپنے قرض کی وصولی کے لئے) پکڑ لیں گے۔ لڑکا کہے گا: میں تو تمہارا بچہ ہوں (معاف کردو مگر وہ نہ مانیں گے بلکہ) ''فَيَوَدَّانِ اَوْ يَتَمَنَّيَانِ لَوْكَانَ اَكْثَرَ مِنْ ذَالِكَ'' ''وہ دونوں ماں اور باپ تمنا کریں گے کہ کاش اس پر ہمارا قرض اس سے بھی زیادہ ہوتا (تا کہ آج زیادہ سے زیادہ اس کی نیکیاں ہم لے لیتے)۔ (طبرانی)۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے کہ اچانک ہم نے دیکھا کہ آپ ﷺ ہنس پڑے حتیٰ کہ دانت شریف ظاہر ہوگئے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کو کس چیز نے ہنسایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے دو آدمی رب العزت کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھے تھے کہ ان میں سے ایک نے عرض کیا: یارب! میرے اس بھائی کی مجھ پر زیادتیوں کا حساب اس سے لے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اب تو اپنے بھائی کے ساتھ کیا کرے گا جبکہ اس کی تو کوئی نیکی باقی نہیں رہ گئی؟ (سب حقوق والے لے گئے ہیں) تو اس نے عرض کی: ''يَارَبِّ فَلْيَحْمِلْ مِنْ اَوْزَارِيْ'' ''اے میرے رب! تو پھر میرے گناہ اس پر ڈال دے'' یہ فرما کر رسول اللہ ﷺ کی چشمان مبارکہ سے آنسو جاری ہوگئے۔ پھر ارشاد فرمایا: ''اِنَّ ذَالِكَ لَيَوْمٌ عَظِيْمٌ يَحْتَاجُ النَّاسُ اَنْ يُّحْمَلَ عَنْهُمْ مِّنْ اَوْزَارِهِمْ'' ''بے شک وہ دن بڑا عظیم ہوگا، لوگ محتاج ہوں گے کہ ان کے کچھ گناہ ہی ان سے اتار دیئے جائیں''۔ فذکر الحدیث۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب تعالیٰ کو دیکھیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم دوپہر کے وقت سورج کو دیکھنے میں کوئی تکلیف محسوس کرتے ہو جبکہ وہ بادلوں میں نہ ہو؟ لوگوں نے عرض کیا: نہیں جی۔ فرمایا: تو کیا تم چودھویں کے چاند کو دیکھنے میں کوئی مشکل محسوس کرتے ہو جبکہ وہ بادلوں کے پیچھے نہ ہو؟ لوگ عرض گذار ہوئے: جی نہیں، ارشاد فرمایا: تو قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، تم اپنے پروردگار کو دیکھنے میں بھی کوئی تکلیف محسوس نہیں کرو گے جیسا کہ سورج و چاند میں سے کسی کو دیکھنے میں محسوس نہیں کرتے ہو، پھر ایک بندہ اپنے رب سے ملے گا۔ تو رب تعالیٰ فرمائے گا: اے فلاں! کیا میں نے تجھے عزت نہیں دی تھی، کیا میں نے تجھے سردار نہ بنایا تھا؟ کیا میں نے تجھے بیوی نہیں دی تھی؟ اور گھوڑے اور اونٹ تیرے فرماں بردار نہیں بنا دیئے تھے؟ اور کیا یہ نہیں کہا تھا کہ تو رئیس بن جائے اور غنیمتوں کا چوتھا حصہ پائے؟ (زمانہ کفر میں سردار لوگ چوتھا حصہ غنیمت کا لے لیتے تھے) وہ کہے گا: کیوں نہیں! میرے پروردگار! (واقعی ایسا ہی تھا)۔ تو اللہ فرمائے گا: کیا تیرا گمان تھا کہ تو مجھ سے ملاقات کرے گا؟ وہ کہے گا: نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جا میں نے تجھے نظر انداز فرمادیا جیسے کہ تو نے مجھے بھلا دیا تھا۔ (آج تیرا کوئی پرسان حال نہیں ہوگا) پھر اللہ تعالیٰ دوسرے بندے سے ملے گا اور فرمائے گا: اے فلان! کیا میں نے تجھے عزت نہیں بخشی تھی؟ کیا تجھے سرداری نہیں دی تھی؟ کیا تجھے بیوی نہیں دی تھی؟ کیا گھوڑے اور اونٹ تیرے مطیع نہیں کر دیئے تھے؟ اور کیا یہ نہیں فرمایا تھا کہ تو سردار بنے اور غنیمت کا چوتھا حصہ حاصل کرلے؟ تو بندہ عرض کرے گا: ہاں، میرے رب۔ فرمائے گا: کیا تجھے خیال تھا کہ تو مجھے ملے گا؟ کہے گا: نہیں خیال تھا۔ تو رب تعالیٰ فرمائے گا: میں نے تجھے بھلا دیا (بے یار و مددگار چھوڑ دیا) جیسا کہ تو نے مجھے بھلائے رکھا تھا۔ پھر تیسرے بندے سے ملاقات فرمائے گا اور ارشاد کرے گا: اے فلان! کیا میں نے تجھے عزت دار نہیں بنایا تھا۔ کیا تجھے سردار نہ کیا تھا؟ کیا تجھے بیوی نہ دی تھی؟ گھوڑے اور اونٹ تیرے ماتحت نہ کئے تھے؟ اور یہ نہیں کہا تھا کہ سردار بن کر غنیمت کا چوتھا حصہ پائے؟ وہ عرض کرے گا: بے شک میرے رب۔ ارشاد فرمائے گا: کیا تجھے یقین تھا کہ تجھے مجھ سے ملاقات کرنی ہوگی؟ تو وہ کہے گا: اے میرے رب! میں تجھ پر، تیری کتابوں پر اور تیرے رسولوں پر ایمان لایا۔ میں نے نمازیں پڑھیں، روزے رکھے اور صدقات کئے۔ اور جہاں تک ممکن ہوگا اپنی تعریف کرے گا۔ رب تعالیٰ فرمائے گا: اب ذرا یہاں ٹھہر جا۔ پھر ارشاد فرمائے گا: اب ہم تجھ پر گواہ لائیں گے۔ وہ اپنے دل میں سوچنے لگے گا کہ کون ہے جو میرے خلاف گواہی دے گا؟ (لوگوں کو تو میرے اندرونی کرتوتوں کا پتہ نہیں تھا) چنانچہ اس کے منہ پر مہر لگادی جائے گی اور اس کی ران کو حکم ہوگا کہ بول، تو اس کی ران، اس کا گوشت اور اس کی ہڈیاں بول بول کر اس کے عمل (1) بتائیں

(1) قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَاۤ اَیْدِیْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾ (یٰسین)

ترجمہ: ''آج ہم ان (بدبختوں) کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے۔ اور ان کے ہاتھ ہمارے ساتھ کلام کریں گے اور ان کے پاؤں شہادت دیں گے ان کی کرتوتوں پر جو وہ کیا کرتے تھے''۔ (مترجم)

گی۔اور یہ (اس کے اعضاء کا بلوانا) اس لئے ہوگا کہ اللہ تعالیٰ بندے کے عذر دور کرے (کوئی بہانہ نہ بنا سکے) یہ بندہ منافق ہوگا اور وہی ہوگا جس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا۔ (دنیا میں منافق تھا۔ اپنی کارستانیوں سے غضب الٰہی کو دعوت دیتا تھا۔ العیاذ باللہ) (مسلم)۔

حدیث: اور یہ بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) کیا قیامت کے دن ہم اپنے پروردگار کو دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں چودھویں کا چاند دیکھنے میں کوئی شک ہوتا ہے جبکہ اس کے سامنے کوئی بادل نہ ہو؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں یارسول اللہ! (ﷺ) فرمایا: کیا تمہیں سورج کو دیکھتے وقت شک وشبہ رہتا ہے جبکہ اس پر کوئی بادل موجود نہ ہو؟ لوگ عرض گذار ہوئے: جی نہیں۔ فرمایا: تو پھر تم اپنے پروردگار عالم کو بھی ایسے ہی (بے شک وشبہ) دیکھو گے۔ قیامت کے روز لوگ جمع کئے جائیں گے تو پروردگار عالم فرمائے گا: تم میں سے جو شخص جس کی عبادت کرتا تھا اسی کے پیچھے چلا جائے۔ چنانچہ ان میں سے کچھ سورج کے پیچھے چلے جائیں گے (جو سورج کے پجاری ہوں گے) کچھ چاند کے پیچھے جائیں گے۔ اور کچھ لوگ بتوں کے پیچھے ہولیں گے۔ اور یہ امت (مسلمہ) باقی رہ جائے گی۔ اس میں منافق لوگ بھی ہوں گے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ ان کے پاس آئے گا اور فرمائے گا: کیا میں تمہارا رب ہوں؟ وہ کہیں گے: ہم اپنی اس جگہ پر رہیں گے حتیٰ کہ ہمارا رب ہمارے پاس آئے۔ چنانچہ جب ہمارا رب ہمارے پاس آئے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے (اس وقت نہیں پہچان سکیں گے) پھر اللہ تعالیٰ ان کے پاس آئے گا اور فرمائے گا: کیا میں تمہارا رب ہوں؟ تو وہ (اب پہچان لیں گے اور) کہیں گے کہ تو ہی ہمارا رب ہے۔ تو اللہ ان کو بلائے گا اور جہنم کے درمیان پل قائم کیا جائے گا (رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ) رسولوں میں سب سے پہلا میں ہوں گا جو اپنی امت کو لے کر اس پل کو پار کروں گا۔ اور اس روز سوائے رسولوں (علیہم السلام) کے کوئی شخص کلام نہ کر سکے گا۔ اور رسولوں کا سلام (دعا) اس دن یہ ہوگا کہ اے اللہ! سلامتی رکھ، سلامتی کے ساتھ گذار۔ اور جہنم کے اندر سعدان کے کانٹوں کی مثل کانٹے ہوں گے۔ (سعدان ایک کانٹے دار بوٹی جو علاقہ نجد میں پیدا ہوتی ہے) کیا تم نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا کہ وہ سعدان کے کانٹوں کی طرح ہوں گے لیکن ان کی بڑائی کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہ کانٹے لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق اچک لیں گے۔ چنانچہ لوگوں میں سے کچھ وہ ہوں گے جو اپنے اعمال بد کی وجہ سے ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ اور کچھ وہ ہوں گے جو زخمی ہوں گے پھر نجات پا جائیں گے۔ حتیٰ کہ جب اللہ تعالیٰ اہل نار میں سے کسی پر رحمت فرمانا چاہے گا تو فرشتوں کو حکم دے گا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے (گناہ گار تھے مگر مومن تھے) انہیں دوزخ سے نکال لائیں تو فرشتے انہیں سجدوں کے نشانات سے پہچان کر نکال لائیں گے اور اللہ تعالیٰ آگ پر حرام کر دے گا کہ وہ سجدوں کے نشانات کو کھائے۔ اب وہ آگ سے اس طرح نکلیں گے کہ جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔ پھر ان پر آب حیات بہایا جائے گا۔ تو وہ یوں اگ آئیں گے جیسے دانہ سیلاب کے کوڑے کے اوپر اگ آتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان فیصلے سے فارغ ہو جائے گا

اور ایک آدمی جنت اور دوزخ کے درمیان باقی رہ جائے گا۔ اور یہ دوزخ سے نکل کر جنت میں جانے والوں میں سے سب سے آخری ہوگا۔ اپنا منہ دوزخ کی طرف کئے ہوئے ہوگا پھر عرض کرے گا: اے میرے رب! میرا منہ آگ کی طرف سے پھیر دے۔ اس کی لو نے مجھے جھلسا دیا ہے اور اس کی تیزی نے مجھے جلا دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا ایسا نہیں ہوگا کہ اگر میں یہ کر دوں تو تو اس کے علاوہ کچھ اور مانگنے لگے گا؟ عرض کرے گا: نہیں، تیری عزت کی قسم۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جو چاہے گا اس سے عہد و پیمان کرے گا اور اس کا چہرہ آگ کی طرف سے پھیر دے گا۔ پھر جب اس کا چہرہ جنت کی طرف کر دے گا تو وہ جنت کی بہاریں دیکھے گا۔ جب تک اللہ چاہے گا یہ خاموش رہے گا۔ پھر عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! مجھے جنت کے دروازے کے پاس پہنچا دے۔ تو اللہ کریم فرمائے گا: کیا تو عہد و پیمان نہیں دے چکا کہ جو کچھ تو نے مانگ لیا ہے اس کے سوا کچھ نہیں مانگے گا؟ عرض کرے گا: یارب! کہیں ایسا نہ ہو کہ میں تیری مخلوق میں سب سے بڑا بد بخت بن جاؤں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا ممکن ہے کہ یہ میں تجھے عطا فرما دوں تو تو کچھ اور بھی مانگے؟ وہ عرض گذار ہوگا: نہیں، تیری عزت کی قسم، اس کے سوا اور کچھ نہیں مانگوں گا۔ اب وہ پھر اپنے رب سے جس قدر چاہے گا عہد و پیمان کرے گا تو رب تعالیٰ اسے جنت کے دروازے کے قریب کر دے گا۔ اب جب وہ جنت کے دروازے کے قریب پہنچے گا تو جنت کی شادابی، بہاریں اور سرور دیکھے گا تو جب تک اللہ کو اس کی خاموشی منظور ہوگی، خاموش رہے گا۔ پھر بول پڑے گا: یا میرے پروردگار! مجھے جنت میں داخل فرما دے۔ اس پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: اے آدم کے بچے! تیری خرابی ہو تو کس قدر عہد شکن ہے۔ کیا تو نے مجھ سے وعدے نہیں کئے تھے کہ جو کچھ عطا فرمایا گیا ہے اس کے علاوہ کچھ نہ مانگے گا؟ وہ عرض کرے گا: اے پروردگار! مجھے اپنی خلقت میں سب سے بڑا بدنصیب نہ بنا۔ تو اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو جائے گا پھر اسے حکم دے گا کہ جا جنت میں داخل ہو جا۔ اور فرمائے گا: کوئی اور تمنا ظاہر کر۔ چنانچہ وہ تمنائیں کرے گا (جو پوری کر دی جائیں گی) یہاں تک کہ جب اس کی تمنائیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا: یہ تمنا بھی کر لے، یہ تمنا بھی کر لے (تاکہ میں پوری فرما دوں) خود اس کا پروردگار اس کی تمنائیں یاد دلائے گا۔ حتیٰ کہ جب اس کی تمناؤں کی انتہا ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''لَكَ ذَالِكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ'' ''یہ سب کچھ (جو تو نے مانگا) تیرے لئے ہے اور اس کے برابر اور بھی (اپنے فضل سے) تجھے دیا''۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے تو فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''لَكَ ذَالِكَ وَعَشْرَةُ اَمْثَالِهِ'' ''تیرے لئے یہ ہے (جو تو نے مانگا) اور (ہماری طرف سے) دس گنا اور بھی''۔ تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے آپ کا یہی فرمان یاد رکھ سکا ہوں کہ ''تیرے لئے یہ اور اس کی مثل بھی''۔ یہ سن کر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا کہ: تیرے لئے یہ ہے اور دس گنا اور بھی۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ جنت میں داخل ہونے والا یہ شخص آخری جنتی ہوگا۔

اسے امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) کیا قیامت کے روز ہم اپنے رب کو دیکھ سکیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں، کیا تم دوپہر کے وقت سورج کو دیکھنے میں کوئی دشواری محسوس کرتے ہو جبکہ اس کے ساتھ کوئی ابر نہ ہو؟ اور کیا تمہیں چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں کوئی مشکل پیش آتی ہے جبکہ اس کے سامنے کوئی بادل کا ٹکڑا نہ ہو؟ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: نہیں، یارسول اللہ، (ﷺ) آپ ﷺ نے فرمایا: تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کو دیکھنے میں تم اتنی ہی دشواری محسوس کرو گے جتنی چاند سورج کو دیکھنے میں محسوس کرتے ہو (یعنی کوئی دشواری نہیں ہوگی) جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک پکارنے والا پکارے گا: ہر جماعت اپنے اپنے معبود کے ساتھ ہو جائے۔ چنانچہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا بتوں اور مجسموں کو پوجتا تھا، کوئی باقی نہ بچے گا سب کے سب یکے بعد دیگرے دوزخ میں گر جائیں گے۔ یہاں تک کہ صرف اللہ کی عبادت کرنے والے چاہے نیک ہوں یا گناہ گار اور کچھ اہل کتاب باقی رہ جائیں گے۔ اب یہود کو بلا کر پوچھا جائے گا کہ تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے: ہم اللہ کے بیٹے عزیر کی پوجا کرتے تھے۔ انہیں فرمایا جائے گا: تم جھوٹ بکتے ہو، اللہ نے تو اپنے لئے کوئی بیوی اور بیٹا پسند ہی نہیں کیا۔ تو اب تم کیا چاہتے ہو؟ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم پیاسے ہیں، ہمیں پانی پلا دے۔ تو ان کی طرف اشارہ کیا جائے گا کہ کیا تم پینے نہیں جاؤ گے؟ پھر ان کو دوزخ کی طرف ہانک دیا جائے گا۔ یوں لگے گا گویا کہ ایک سراب ہے، اس کے شعلے ایک دوسرے کو کھا رہے ہیں۔ چنانچہ وہ سب دوزخ میں گر پڑیں گے۔ پھر نصاریٰ کو طلب کیا جائے گا اور فرمایا جائے گا: تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے: ہم اللہ کے بیٹے مسیح (علیہ السلام) کی عبادت کیا کرتے تھے۔ انہیں کہا جائے گا: تم جھوٹ کہتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی تو نہ کوئی زوجہ ہے اور نہ کوئی بیٹا۔ اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! ہم پیاسے ہیں ہمیں پانی پلا دے۔ تو ان کو اشارہ ہوگا کہ کیا تم پانی پینے نہیں جاؤ گے؟ پھر انہیں دوزخ کی طرف دھکیل دیا جائے گا۔ انہیں یوں معلوم ہوگا جیسے سراب (وہ صحرا جو دور سے دیکھنے پر پانی معلوم ہوتا ہے) ہے شدت جوش سے اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو کھا رہا ہوگا۔ پھر یہ لوگ دوزخ میں گر پڑیں گے۔ حتیٰ کہ اب وہ لوگ رہ جائیں گے جو اللہ کی عبادت کرنے والے ہوں گے نیک ہوں یا بد۔ اللہ تعالیٰ ان کے پاس اس صورت کے مشابہ صورت میں آئے گا جسے وہ پہچانتے ہوں گے۔ فرمائے گا: تم کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟ تمام گروہ تو اپنے اپنے معبود کے ساتھ جا چکے ہیں؟ وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! ہم دنیا میں بھی ان (کفار و مشرکین) لوگوں سے الگ تھلگ رہے جبکہ ہم ان کے محتاج تھے اور ان کے ساتھ دوستی نہیں رکھی۔ (آج ان کے ساتھ کیسے جا سکتے ہیں؟) تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا میں تمہارا رب ہوں؟ وہ دو یا تین مرتبہ کہیں گے: تجھ سے اللہ کی پناہ، ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتے۔ یہاں تک کہ ان میں سے بعض پھر جانے کے قریب ہو جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اچھا، کیا تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان کوئی ایسی علامت ہے جس سے تم اسے پہچان سکو؟ تو وہ کہیں گے: ہاں ہے۔

پھر ساق سے پردہ اٹھا دیا جائے گا (جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے) پھر وہ شخص جو (دنیا میں) اللہ تعالیٰ کو دل کی خوشی سے سجدہ کرتا تھا اسے سجدہ کرنے کی اجازت دے دی جائے گی۔ اور جو شخص کسی خوف اور ریا کاری کی وجہ سے سجدہ کرتا تھا اللہ تعالیٰ اس کی کمر کو تختہ (کی طرح سخت) کر دے گا۔ وہ جب بھی سجدہ کرنا چاہے گا تو گردن کے بل گر پڑے گا۔ پھر یہ لوگ اپنے سر سجدوں سے اٹھائیں گے تو اللہ تعالیٰ اسی صورت میں موجود ہوگا جس صورت میں انہوں نے پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔ چنانچہ ارشاد فرمائے گا: کیا میں تمہارا رب ہوں؟ تو سب کہہ اٹھیں گے: تو ہی ہمارا رب ہے۔ پھر جہنم کے اوپر پل صراط قائم کیا جائے گا۔ اور سفارش کی اجازت فرمائی جائے گی۔ اور سب لوگ کہہ رہے ہوں گے: "اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ" "اے پروردگار عالم! سلامتی عطا فرما، ہمیں محفوظ رکھنا" عرض کی گئی: یا رسول اللہ! (ﷺ) پل صراط کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ ایسا مقام ہوگا جہاں قدم پھسلتے جاتے ہیں۔ وہاں آنکڑے (ٹیڑھے منہ والے کانٹے)، کانٹے اور کانٹے دار بوٹی ہوگی جیسا کہ نجد میں ہوتی ہے اس میں کانٹے ہوتے ہیں اسے سعدان کہا جاتا ہے۔ اہل ایمان میں سے بعض تو یوں گذریں گے جیسے آنکھ کا پلکارا، بعض بجلی کی طرح، بعض آندھی کی رفتار سے، بعض پرندوں کی طرح اور بعض تیز رفتار گھوڑوں اور اونٹوں کی مثل گذر جائیں گے۔ چنانچہ کچھ سلامتی کے ساتھ نجات پا جائیں گے، کچھ چھل چھلا کر بچ نکلیں گے اور کچھ کانٹوں سے الجھ کر دوزخ میں گر پڑیں گے۔ یہاں تک کہ جب ایمان والے لوگ آگ سے خلاصی پا جائیں گے تو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ کوئی تم سے ان ایمان والوں سے زیادہ اپنے حق کے لئے جھگڑا کرنے والا نہیں ہوگا جیسا کہ قیامت کے روز وہ اپنے ان بھائیوں کے لئے جو دوزخ میں ہوں گے، اللہ تعالیٰ سے جھگڑا کریں گے۔ اور ایک اور روایت میں یوں ہے: تو تم اتنا زیادہ جھگڑا نہیں کر سکتے اپنے حق کے حصول کے لئے جبکہ تمہارا حق تمہارے لئے ظاہر ہو چکا ہو جتنا کہ وہ مومنین اللہ جبار کے سامنے جھگڑا کریں گے۔ جب وہ دیکھیں گے کہ وہ خود تو اپنے بھائیوں میں سے نجات حاصل کر چکے ہیں تو عرض کریں گے: اے ہمارے رب! وہ لوگ (جو جہنم میں گر گئے ہیں) ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے، نمازیں پڑھتے اور حج کیا کرتے تھے۔ چنانچہ انہیں فرمایا جائے گا: جن لوگوں کو تم پہچانتے ہو انہیں نکال لاؤ۔ اور ان کی شکلوں کو جلانا آگ پر حرام کر دیا گیا ہوگا۔ چنانچہ وہ بہت سے لوگوں کو دوزخ سے نکال لائیں گے۔ جن کی آدھی آدھی پنڈلیاں اور گھٹنے آگ جلا چکی ہوگی۔ پھر وہ مومنین عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! اب تو جن لوگوں کو نکالنے کا تو نے ہمیں حکم فرمایا تھا ان میں سے کوئی بھی دوزخ میں باقی نہیں رہا۔ اب فرمان ہوگا: واپس جاؤ اور جس کے دل میں ایک دینار کے برابر بھلائی پاؤ اسے بھی نکال لاؤ۔ پس وہ بے شمار مخلوق کو نکال لائیں گے۔ پھر عرض گذار ہوں گے: ہم نے دوزخ میں ایسا کوئی شخص نہیں چھوڑا جسے نکالنے کا تو نے ہمیں حکم دیا تھا۔ پھر خداوند عالم فرمائے گا: دوبارہ جاؤ اور جس کے دل میں نصف دینار کے برابر خیر پاؤ اسے نکال کے لے آؤ۔ اب بھی وہ بہت سے لوگوں کو نکال لائیں گے۔ پھر عرض کرنے لگیں گے: اے ہمارے رب! ہم نے دوزخ میں ایسا کوئی بندہ نہیں رہنے دیا جس کا تو نے ہمیں حکم فرمایا تھا۔ اللہ کریم پھر ارشاد فرمائے گا: اب پھر جاؤ اور جس کے قلب میں ایک ذرہ برابر

خیر دیکھو اسے نکال لاؤ۔ چنانچہ وہ پھر بہت سی مخلوق کو نکال کر لے آئیں گے۔ پھر عرض کریں گے: اے ہمارے رب! ہم نے دوزخ میں کوئی ایسا آدمی نہیں چھوڑا جس میں کچھ بھی بھلائی موجود تھی۔ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ (جو اس حدیث کے راوی ہیں) فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم لوگ اس حدیث میں میری تصدیق نہیں کرتے تو اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (النساء) ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا، اگرچہ معمولی سی نیکی ہو اسے بھی دوگنا کر دیتا ہے۔ اور اپنی طرف سے بھی اجر عظیم عطا فرماتا ہے''۔ اس وقت اللہ عزوجل فرمائے گا: فرشتے سفارش کر چکے، نبیوں (علیہم السلام) نے بھی شفاعت کر لی۔ اب تو ارحم الراحمین کے علاوہ کوئی بھی باقی نہیں رہا۔ چنانچہ وہ دوزخ میں سے (دوزخی لوگوں کی) ایک مٹھی بھرے گا۔ اور دوزخ میں سے ایسے لوگوں کو نکال دے گا جنہوں نے کبھی کوئی نیکی نہیں کمائی ہوگی۔ وہ جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔ تو انہیں ایک نہر میں ڈال دے گا جو جنت کے دروازوں کے پاس ہوگی۔ اسے نہر حیات کہا جاتا ہے۔ اب وہ نہر سے یوں (تر و تازہ) نکلیں گے جیسے سیلاب کے کوڑے کے اوپر دانہ اگ آتا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ کبھی وہ دانہ پتھر کے پاس ہوتا ہے اور کبھی درخت کے پاس۔ جو دانہ سورج کے سامنے ہوتا ہے وہ زرد اور سبز اگتا ہے۔ اور جو سائے میں ہوتا ہے وہ سفید رہتا ہے۔ اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم عرض گذار ہوئے: یارسول اللہ! (ﷺ) آپ تو ایسے بیان فرما رہے ہیں جیسے جنگل میں جانور چراتے رہے ہیں۔ سرور عالم ﷺ نے فرمایا: اب وہ لوگ اس نہر سے موتیوں کی طرح چمکتے دمکتے نکلیں گے۔ ان کی گردنوں میں جنتی پٹے ہوں گے۔ جنہیں دیکھ کر جنت والے لوگ انہیں پہچان لیں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے آزاد فرمائے ہوئے وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے جنت میں داخل فرمایا ہے حالانکہ انہوں نے کوئی نیک عمل نہیں کیا اور نہ کوئی نیکی آگے بھیجی تھی۔ پھر اللہ پاک فرمائے گا: ''اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ فَمَا رَأَيْتُمُوْهُ فَهُوَ لَكُمْ'' ''جنت میں داخل ہو جاؤ اور اس میں جو کچھ تم دیکھو وہ سب تمہارا ہے''۔ تو وہ عرض کریں گے۔ اے ہمارے رب! تو نے ہمیں وہ کچھ عنایت فرمایا ہے جو تمام جہانوں میں کسی کو نہیں دیا۔ اس پر اللہ کریم فرمائے گا: ''لَكُمْ عِنْدِيْ اَفْضَلُ مِنْ هٰذَا'' ''میرے پاس تو تمہارے لئے اس سے افضل چیز موجود ہے''۔ عرض کریں گے: ہمارے پروردگار! بھلا اس سے بھی افضل اور کون سی چیز ہو سکتی ہے؟ تو خداوند کریم فرمائے گا: ''رِضَايَ فَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ اَبَدًا'' ''وہ ہے میری خوشنودی کہ اب اس کے بعد میں تم سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا''۔

اسے امام بخاری اور مسلم نے روایت کیا۔ الفاظ مسلم کے ہیں۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا: جانتے ہو کہ میں کس چیز کی وجہ سے ہنسا ہوں؟ ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول (جل وعلا و ﷺ) ہی بہتر جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ایک بندے کی اپنے رب سے گفتگو پر (مجھے ہنسی آ گئی) کہ وہ عرض کرے گا: یارب! کیا میری زیادتیوں پر مجھے سزا تو نہیں دے گا؟ رب تعالیٰ فرمائے گا: کیوں نہیں۔ تو وہ کہے گا: آج تو میں اپنے خلاف سوائے

اپنی ذات کے کسی کو گواہی کی اجازت نہ دوں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: آج تو خود ہی اپنی ذات پر گواہ کافی ہے اور کراماً کاتبین (اعمال لکھنے والے فرشتے بھی) گواہ ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ اس کے منہ پر مہر لگا دے گا۔ پھر اس کے اعضاء سے فرمائے گا: بولو، چنانچہ اعضاء بول بول کر اس کے اعمال بد بتا دیں گے۔ پھر اس بندے اور اس کی گفتگو کے درمیان خلوت کر دی جائے گی۔ (مہر اتار دی جائے گی اور زبان کو بولنے کی اجازت مل جائے گی) تو وہ (اپنے اعضائے جسمانی سے) کہے گا: ''بُعْدًا لَّكُنَّ وَسُحْقًا فَعَنْكُنَّ كُنْتُ اُنَاضِلُ'' ''تمہاری بربادی ہو اور تمہارا بیڑا غرق، میں تمہاری ہی طرف سے جھگڑتا تھا۔ (دنیا میں بھی اور یہاں بھی تمہیں ہی بچانا چاہتا تھا اور تم نے میرے ہی خلاف گواہی دے ڈالی)۔

اسے امام مسلم نے روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ﴿۴﴾ (الزلزال) ترجمہ: ''اس (قیامت کے) روز زمین اپنی ساری خبریں بیان کر دے گی''۔ ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو اس کی خبریں کیا ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم عرض گذار ہوئے: اللہ اور اس کے رسول (جل وعلا و ﷺ) ہی بہتر علم رکھتے ہیں۔ تو ارشاد فرمایا: ''فَاِنَّ اَخْبَارَهَا اَنْ تَشْهَدَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ وَّ اَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلٰى ظَهْرِهَا تَقُوْلُ عَمِلَ كَذَا وَكَذَا'' ''بلاشبہ اس کی خبریں یہ ہیں کہ یہ ہر مرد اور عورت پر گواہی دے گی کہ اس نے اس کی پشت پر کیا کام کئے۔ وہ کہے گی: اس نے یہ یہ اعمال کئے تھے''۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ (بنی اسرائیل) ترجمہ: ''جس دن ہم ہر انسان کو اس کے پیشوا کے ساتھ بلائیں گے''۔ کے متعلق نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ان (اہل محشر) میں سے ایک کو بلایا جائے گا اور اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اس کے جسم کو ساٹھ گز لمبا کر دیا جائے گا۔ اور اس کا چہرہ روشن ہو جائے گا اور اس کے سر پر موتی کا ایک تاج سجایا جائے گا جو جگمگ کرتا ہوگا۔ ارشاد فرمایا کہ وہ اپنے دوست احباب کی طرف جائے گا اور انہیں دور سے دیکھے گا۔ تو دوست (اس کے لئے) کہیں گے: اے اللہ! اس شخص کو ہمارے لئے بابرکت بنا دے۔ حتیٰ کہ وہ ان کے پاس پہنچے گا اور کہے گا: ''اَبْشِرُوْا فَاِنَّ لِكُلِّ رَجُلٍ مِّنْكُمْ مِّثْلَ هٰذَا'' ''بشارت ہو، تم میں سے ہر آدمی کے لئے اس جیسا ہی (انعام) ہے''۔ اور باقی رہا کافر، تو اس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں تھمایا جائے گا۔ اس کا چہرہ سیاہ ہوگا۔ آدمی کی شکل میں اس کا جسم ساٹھ گز لمبا کر دیا جائے گا۔ اور اس کے سر پر آگ کا تاج رکھا جائے گا۔ اس کے یار اسے دیکھیں گے تو کہیں گے: اے اللہ! اسے ذلیل و رسوا کر۔ تو وہ کہے گا: ''اَبْعَدَكُمُ اللّٰهُ فَاِنَّ لِكُلِّ رَجُلٍ مِّنْكُمْ مِّثْلَ هٰذَا'' ''خدا تمہیں غارت کرے، تم میں سے بھی ہر شخص کے لئے یہی (سزا) ہوگی''۔

اسے امام ترمذی، امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے کتاب البعث میں روایت کیا۔ الفاظ ابن حبان کے ہیں۔

فصل

حوض کوثر، میزان عمل اور پل صراط

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''حَوْضِیْ مَسِیْرَۃُ شَهْرٍ مَآئُهٗ اَبْیَضُ مِنَ اللَّبَنِ وَرِیْحُهٗ اَطْیَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَكِیْزَانُهٗ كَنُجُوْمِ السَّمَآءِ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَا یَظْمَأُ اَبَدًا'' ''میرا حوض ایک مہینے کی مسافت کا ہے (ایک کونے سے دوسرے کونے تک ایک مہینہ کا راستہ ہے) اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے، اس کی خوشبو مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے اور اس کے کوزے (تعداد اور چمک دمک میں) آسمان کے ستاروں کی مثل ہیں۔ جو (ایک بار) اس سے پی لے گا پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا''۔

ایک اور روایت میں ہے: ''حَوْضِیْ مَسِیْرَۃُ شَهْرٍ وَّ زَوَایَاهُ سَوَاءٌ وَّ مَآئُهٗ اَبْیَضُ مِنَ الْوَرِقِ'' ''میرا حوض (1) ایک ماہ کی مسافت کا ہے۔ اس کے کونے (فاصلہ میں) برابر ہیں اور اس کا پانی چاندی سے زیادہ سفید ہے''۔ (بخاری و مسلم)

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرا حوض یہاں سے وہاں تک ہے (لمبائی چوڑائی بیان فرمائی) اس پر ستاروں کی تعداد کے برابر برتن ہیں۔ اس کی خوشبو مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ اس کا پانی شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور دودھ سے زیادہ سفید ہے۔ ''مَنْ شَرِبَ مِنْهُ شَرْبَةً لَّمْ یَظْمَأْ اَبَدًا وَّمَنْ لَّمْ یَشْرَبْ مِنْهُ لَمْ یُرْوَ اَبَدًا'' ''جو (خوش نصیب) اس سے ایک مرتبہ پی لے گا، اسے کبھی پیاس نہ لگے گی اور جو (بدنصیب) اس سے نہ پی سکے گا وہ کبھی سیراب نہ ہو سکے گا''۔

اسے بزار اور طبرانی نے روایت کیا۔ اس کے راوی سوائے مسعودی کے ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَنِیْ اَنْ یُّدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِیْ سَبْعِیْنَ اَلْفًا بِغَیْرِ حِسَابٍ'' ''بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میری امت کے ستر ہزار افراد کو بغیر حساب کے جنت میں داخل فرما دے گا'' یہ سن کر حضرت یزید بن اخنس رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: اللہ کی قسم، یہ تو آپ کی امت میں اس قدر بھی نہیں جتنا کہ مکھیوں میں سرخ مکھی ہوتی ہے۔ (یعنی کثرت امت کے لحاظ سے یہ تعداد تو بہت تھوڑی ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ نے میرے ساتھ ہر ایک ہزار کے ساتھ ستر ہزار کا وعدہ بھی فرمایا

---

(1) حضور انور ﷺ کے حوض دو ہیں۔ ایک میدان محشر میں اور ایک جنت میں۔ دونوں کا نام کوثر ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ؕ (الکوثر) ''بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا''۔ میدان محشر میں وزن اعمال سے پہلے اہل ایمان کو حوض کوثر کا پانی ملے گا۔ خوش بختوں کو ساقی کوثر خود اپنے دست رسالت سے جام کوثر عطا فرمائیں گے۔ بعض شارحین فرماتے ہیں کہ حوض کوثر ایک ہی ہے۔ اور وہ جنت میں ہے۔ قیامت کے روز جنت والے حوض سے ایک نہر نکال کر میدان محشر میں لائی جائے گی۔ (مترجم)

میدان عمل اور پل صراط کی تفصیلات احادیث میں ملاحظہ فرمایئے گا اور کچھ بیان پہلے گذر چکا ہے۔ (مترجم)

ہے اور تین مٹھیاں بھر کر میری خاطر مزید جنت میں بھیجے گا۔ (ان مٹھیوں کی وسعت خدا و مصطفیٰ ہی بہتر جانتے ہیں جل وعلا و ﷺ) وہ عرض گذار ہوئے: یا نبی اللہ! (ﷺ) آپ کے حوض کی وسعت کس قدر ہے؟ فرمایا: جنتی عدن اور عمان کے درمیان ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور زیادہ۔ اپنے ہاتھ مبارک سے اشارہ فرمایا۔ فرمایا کہ اس میں سونے اور چاندی کے دو پرنالے گرتے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا: یا نبی اللہ! (ﷺ) آپ کے حوض کا پانی کیسا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور مشک سے زیادہ پاکیزہ خوشبودار ہوگا۔ جو بندہ ایک دفعہ اس سے پئے گا اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ اور اس کا چہرہ سیاہ نہ ہوگا۔

اسے امام احمد نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ امام صاحب کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ ابن حبان کے الفاظ ہیں کہ کہا: ''حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت یزید بن اخنس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ) آپ کے حوض کی وسعت کتنی ہوگی؟ فرمایا: جنتی عدن سے عمان کے درمیان ہے۔ اور اس میں سونے اور چاندی کے دو پرنالے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا: یا نبی اللہ! (ﷺ) آپ کے حوض کا پانی کیسا ہوگا؟ فرمایا: دودھ سے زیادہ سفید، ذائقے میں شہد سے زیادہ شیریں اور خوشبو میں مشک سے زیادہ پاکیزہ ہوگا۔ جو اس سے پئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا اور اس کا چہرہ کبھی سیاہ نہ ہوگا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے حوض کی چوڑائی لمبائی اتنی ہے جتنی عدن اور عمان کے درمیان ہے۔ اس کا پانی برف سے ٹھنڈا، شہد سے میٹھا اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اس کے کوزے آسمان کے ستاروں کی مثل ہیں۔ جو اس سے ایک مرتبہ پی لے گا اس کے بعد کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ اس پر سب سے پہلے آنے والے (اور سیراب ہونے والے) نادار و غریب مہاجرین ہوں گے۔ کسی نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) وہ کون ہوں گے؟ ارشاد فرمایا: ان کے سروں کے بال پراگندہ ہیں، ان کے چہروں کا رنگ (غربت و ناداری کی وجہ سے) بدل چکا ہے۔ اور ان کے لباس میلے کچیلے ہیں۔ ان کی خاطر (غریب جان کر) بند دروازے نہیں کھولے جاتے۔ (اندر ہی سے جواب دے دیا جاتا ہے) وہ حسن و دولت والی عورتوں سے نکاح نہیں کر سکتے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ ان پر جو دوسروں کے حقوق ہیں انہیں پورا پورا ادا کرتے ہیں اور جو دوسروں پر ان کے حقوق ہیں ان کو پورے طور پر نہیں لیتے۔

اسے امام احمد نے باسناد حسن روایت کیا۔ (اسی مفہوم کی ایک حدیث حضرت ابوامامہ سے طبرانی نے بھی روایت کی)۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَا بَیْنَ جَنْبَتَیْ حَوْضِیْ کَمَا بَیْنَ صَنْعَاءَ وَالْمَدِیْنَۃِ'' ''میرے حوض کے دونوں کناروں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا صنعاء اور مدینہ کے درمیان ہے''۔

ایک اور روایت میں ہے: ''مِثْلُ مَا بَیْنَ الْمَدِیْنَۃِ وَعَمَّانَ'' ''مدینہ اور عمان کے درمیانی فاصلہ کے برابر ہے''۔ ایک دوسری روایت میں ہے: ''تُرٰی فِیْہِ اَبَارِیْقُ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ کَعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَآءِ'' ''اس میں سونے اور چاندی کے

کوزے آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر نظر آئیں گے''۔

اور ایک اور روایت میں یہ الفاظ زائد کیے: ''اَوْ اَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَآءِ'' ''یا آسمان کے ستاروں کی تعداد سے بھی زیادہ جام وکوزے ہیں''۔

اسے بخاری اور مسلم وغیر ہمانے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرا حوض اس قدر ہوگا جتنا کعبہ اور بیت المقدس (1) کے درمیان فاصلہ ہے۔ دودھ کی طرح سفید ہوگا۔ اس کے برتن ستاروں کی تعداد کے برابر ہیں اور قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام میں سے میرے امتی سب سے زیادہ ہوں گے۔

اسے ابن ماجہ نے زکریا عن عطیہ عوفی عنہ کی حدیث سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں خواب میں اپنے حوض پر کھڑا تھا کہ اچانک ایک گروہ کو دیکھا حتیٰ کہ جب میں نے ان لوگوں کو پہچان لیا تو میرے اور ان کے درمیان میں سے ایک آدمی نکلا (بصورت انسان فرشتہ ہوگا) اور کہنے لگا: چلو بھاگو۔ تو میں نے پوچھا: کہاں؟ وہ بولا: خدا کی قسم دوزخ کی طرف۔ میں نے کہا: ان کا کیا حال ہے؟ (کون لوگ ہیں) تو اس نے جواب دیا: بلاشبہ یہ لوگ الٹے پاؤں پلٹ گئے تھے (مرتد ہو گئے تھے) پھر ایک اور جماعت کو دیکھا یہاں تک کہ جب میں انہیں پہچان گیا تو میرے اور ان کے درمیان میں سے ایک آدمی ظاہر ہوا اور انہیں کہنے لگا: بھاگ چلو۔ میں نے کہا: کہاں کو؟ وہ بولا: اللہ کی قسم، دوزخ کی جانب۔ میں نے پوچھا: ان لوگوں کا کیا حال ہے؟ تو اس نے جواب دیا: یہ لوگ الٹے پاؤں پلٹ گئے تھے۔ ''فَلَا اَرَاهُ يَخْلُصُ مِنْهُمْ اِلَّا مِثْلُ هَمَلِ النَّعَمِ'' ''چنانچہ میں نہیں دیکھتا کہ ان میں سے اتنے لوگ بھی نجات پا جائیں جتنے گم شدہ جانور ہوتے ہیں'' (یعنی بہت کم لوگ نجات پائیں گے)۔ (بخاری ومسلم)۔

اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ فرمایا: ''حوض پر میری امت میرے سامنے پیش ہوگی جبکہ میں لوگوں کو اپنے حوض سے روک رہا ہوں گا (کہ دوسری امتوں کے لوگ شامل نہ ہوں) جیسے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کے اونٹوں کو اپنے اونٹوں سے پرے دھکیلتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کرنے لگے: یا نبی اللہ! کیا آپ ہمیں وہاں پہچان جائیں گے؟ ارشاد فرمایا: ہاں، تمہاری ایک خاص علامت ہوگی جو تمہارے سوا کسی اور میں نہیں پائی جائے گی۔ تم میرے پاس روشن پیشانی چمکتے ہوئے ہاتھ پاؤں لے کر آؤ گے جو کہ وضو کے آثار کی وجہ سے ہوں گے۔ اور تم میں سے (منافقین کا) ایک گروہ میرے پاس آنے

---

(1) خیال رہے کہ احادیث میں کہیں تو یہ ذکر ہے کہ حوض کوثر کے دونوں کناروں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کعبہ اور بیت المقدس کے درمیان ہے۔ کہیں عدن اور عمان، کہیں مدینہ اور عمان، کہیں ایلہ اور صنعاء، کہیں صنعاء اور بصریٰ اور کہیں کچھ اور، یہ سب فرامین سمجھانے کے لئے ہیں۔ قطعی حد بندی کے لئے نہیں۔ جیسا آدمی ویسا ہی اس سے خطاب ہے۔ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کعبہ اور بیت المقدس کے درمیانی فاصلہ کا علم تھا ان سے ان دونوں مقامات کا ذکر فرمایا اور جن کو دوسرے مقامات کی خبر تھی ان سے ان شہروں اور مقامات کا بیان فرمایا گیا۔ لہٰذا احادیث میں تعارض نہ سمجھا جائے۔ (مترجم)

سے روک دیا جائے گا۔ وہ میرے پاس نہ آنے پائیں گے تو میں عرض کروں گا: اے میرے رب! یہ لوگ میرے ساتھی (امتی) ہیں۔ اس پر ایک فرشتہ مجھے جواب دے گا: کیا آپ جانتے نہیں کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا کیا نئے کارہائے بد پیدا کر لئے تھے؟

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جبکہ آپ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان تشریف فرما تھے: بے شک میں اپنے حوض پر تم میں سے ان لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جو میرے پاس آئیں گے تو اللہ کی قسم کچھ آدمی مجھ سے دور ہٹا دیئے جائیں گے۔ میں کہوں گا: اے میرے رب! یہ لوگ تو میری امت میں سے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا آپ کو نہیں معلوم کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا نئے نئے کام ایجاد کئے تھے؟ یہ اپنی ایڑیوں کے بل پلٹتے رہے(1) (مرتد ہو گئے تھے)۔

اسے امام مسلم نے روایت کیا۔ اور اس معنی میں بہت سی احادیث آئی ہیں۔

حدیث: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے، فرماتی ہیں کہ مجھے دوزخ کی یاد آگئی تو میں رونے لگی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیوں رو رہی ہو؟ میں نے عرض کیا: دوزخ یاد آگئی تھی اس لئے مجھے رونا آگیا۔ کیا قیامت کے دن آپ (مرد) حضرات اپنے اہل وعیال (بیوی بچوں) کو یاد رکھیں گے؟ تو سرور عالم ﷺ نے فرمایا: تین مواقع ایسے ہوں گے کہ کوئی کسی کو یاد نہ آئے گا۔ میزان عمل، اعمال ناموں کے اڑ کر پہنچنے کے وقت جب تک یہ پتہ نہ چل جائے گا کہ نامہ اعمال کہاں آکر ملتا ہے، دائیں ہاتھ میں، بائیں ہاتھ میں یا پشت کے پیچھے سے؟ "وَعِنْدَ الصِّرَاطِ اِذَا وُضِعَ بَيْنَ ظَهْرَیْ جَهَنَّمَ حَتّٰى يَجُوْزَ" "اور پل صراط پر جبکہ اسے جہنم کے درمیان قائم کیا جائے گا جب تک بندہ خود اسے عبور نہ کر لے گا"۔

اسے ابوداؤد نے بروایت الحسن عن عائشہ رضی اللہ عنہا اور حاکم نے روایت کیا۔ مگر حاکم نے یہ الفاظ بیان کئے ہیں: "وَعِنْدَ الصِّرَاطِ اِذَا وُضِعَ بَيْنَ ظَهْرَیْ جَهَنَّمَ حَافَتَاهُ كَلَالِيْبُ كَثِيْرَةٌ وَّ حَسَكٌ كَثِيْرَةٌ يَّحْبِسُ اللّٰهُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ خَلْقِهٖ حَتّٰى يَعْلَمَ اَيَنْجُوْاَمْ لَا" "پل صراط پر سے گذرتے وقت کوئی کسی کو یاد نہ آئے گا جس وقت اس پل کو دوزخ کے درمیان قائم کیا جائے گا، اس کے دونوں طرف بڑے بڑے بہت زیادہ ٹیڑھے منہ والے اور بہت سے تین شاخہ کانٹے ہوں گے۔ وہاں اپنی مخلوق میں سے اللہ جسے چاہے گا روک لے گا۔ جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے گا کہ بندہ خود نجات پا گیا ہے یا نہیں؟" (معلوم ہوا کہ یہ مراحل طے کر لینے کے بعد دوسروں کی یاد آئے گی اور در شفاعت کھل جانے کے بعد ایک دوسرے کی سفارش بھی ہوگی)۔ الحدیث

حاکم کہتے ہیں کہ اگر حسن وعائشہ رضی اللہ عنہما کے درمیان ارسال نہ ہو تو یہ حدیث بر شرائط بخاری ومسلم صحیح ہے۔

---

(1) یہ لوگ منافقین ہوں گے اور ان کا حوض کوثر پر آنا پھر واپس کیا جانا۔ حضور انور کا فرمانا کہ یہ میری امت میں سے ہیں اور پھر اللہ کی طرف سے ان کے کرتوتوں کا ظاہر کیا جانا، یہ سب کچھ ان کم بختوں کو ذلیل ورسوا کرنے کے لئے ہوگا۔ اس سے ساقی کوثر ﷺ کے علم کی نفی کوئی عقل کا دشمن ہی ثابت کرے گا۔ دلائل اپنی جگہ موجود ہیں۔ (مترجم)

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سوال کیا کہ قیامت کے دن میری شفاعت فرمائیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَنَا فَاعِلٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی'' ''ان شاء اللہ تعالیٰ میں تمہاری شفاعت کروں گا۔ میں عرض گذار ہوا: میں آپ کو (اس روز) کہاں تلاش کروں؟ ارشاد فرمایا: سب سے پہلے مجھے پل صراط پر تلاش کرنا۔ میں نے عرض کیا: اگر پل صراط پر ملاقات نہ کرسکوں تو؟ فرمایا: پھر مجھے میزان پر ڈھونڈ لینا۔ عرض کیا: اگر میزان پر شرف باریابی نہ پاؤں پھر؟ شفیع قیامت ﷺ نے فرمایا: ''فَاطْلُبْنِيْ عِنْدَ الْحَوْضِ فَاِنِّيْ لَا اُخْطِئُ هٰذِهِ الثَّلَاثَةَ مَوَاطِنَ'' ''تو پھر مجھے حوض کوثر پر تلاش کر لینا کیونکہ ان تین مقامات کے علاوہ میں کہیں اور نہیں ہوں گا''۔

اسے امام ترمذی نے اور بیہقی نے کتاب البعث وغیرہ میں روایت کیا۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ اسے مرفوع کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میزان پر ایک فرشتہ مقرر ہوگا۔ پھر کسی آدمی کو لا کر میزان کے دونوں پلڑوں کے درمیان کھڑا کیا جائے گا اب اگر اس کی (نیکیوں کی) میزان بھاری ہوگی تو وہ فرشتہ ایسی آواز کے ساتھ پکارے گا جسے تمام مخلوق سنے گی کہ ''سَعِدَ فُلَانٌ سَعَادَةً لَا يَشْقٰى بَعْدَهَا اَبَدًا'' ''فلاں شخص کامیاب ہوگیا ایسی کامیابی کے ساتھ کہ اس کے بعد کبھی بد بخت نہیں ہوگا''۔ اور اگر اس کی (نیکیوں والی) میزان ہلکی ہوگئی تو فرشتہ ایسی ہی آواز کے ساتھ ندا کرے گا جسے ساری مخلوق سنے گی کہ: ''شَقِيَ فُلَانٌ شَقَاوَةً لَا يَسْعَدُ بَعْدَهَا اَبَدًا'' ''فلاں شخص بد بخت ہوگیا اسے ایسی بدنصیبی ملی ہے کہ اب کبھی کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکے گا''۔ (بزار و بیہقی)

حدیث: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے روز (اتنی بڑی) میزان قائم کی جائے گی کہ اگر اس میں سارے آسمان اور زمین رکھ دیئے جائیں تو بھی اس میں وسعت باقی رہے۔ ملائکہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! اس سے کس کا وزن ہوگا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اپنی مخلوق میں سے جس کا چاہوں گا وزن کروں گا۔ تو فرشتے عرض کریں گے: تو ہر عیب و نقص سے پاک ہے، ہم تیری عبادت کا حق ادا نہیں کرسکے۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ پل صراط دوزخ کے درمیان قائم کیا جائے گا جو تیز تلوار کی دھار کی طرح ہوگا، ڈھلوان اور پھسلن والا ہوگا۔ اس پر آگ کے بڑے بڑے کانٹے ہوں گے۔ ان کانٹوں کے ساتھ (لوگوں کو) اُچک لے گا۔ چنانچہ کچھ لوگ الجھ کر دوزخ میں گر جائیں گے۔ کچھ زخمی ہوں گے (مگر بچ جائیں گے) اور کچھ لوگ بجلی کی مانند گذر جائیں گے کہ ان کے نجات پانے میں کچھ دیر نہیں لگے گی۔ پھر کوئی تیز ہوا کی مثل گزر جائے گا کہ اس کے خلاصی پانے میں بھی کچھ وقت صرف نہیں ہوگا۔ پھر کوئی تیز رفتار گھوڑے کی طرح، پھر آدمی کے دوڑنے کی طرح، پھر کوئی آدمی کے پیدل چلنے کی مثل گذرے گا۔ پھر ان میں سے آخری انسان وہ آدمی ہوگا جس کا رنگ آگ نے (جلا

کر) تبدیل کر دیا ہوگا۔ اور اس نے پل صراط عبور کرتے ہوئے بہت تکلیف اٹھائی ہوگی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت وافرہ سے جنت میں داخل فرمادے گا۔ اس سے ارشاد ہوگا: ''تَمَنَّ وَسَلْ'' ''جو چاہتا ہے خواہش کر اور مانگ لے'' تو وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! تو رب العزت ہو کر مجھ سے مذاق فرماتا ہے۔ تو پھر فرمایا جائے گا: تمنا کر اور جو چاہے مانگ۔ یہاں تک کہ (وہ سوال کرتا جائے گا اور اس کا ہر سوال پورا کر دیا جائے گا) جب اس کی تمام تمنائیں پوری ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''لَکَ مَا سَأَلْتَ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ'' ''جو کچھ تو نے مانگا وہ تیرا ہو گیا اور اتنا ہی اس کے ساتھ (ہماری طرف سے) اور بھی''۔

اسے طبرانی نے باسناد حسن روایت کیا۔ میرے (مصنف کے) اصل نسخہ میں اس کا مرفوع ہونا مذکور نہیں ہے۔

حدیث: ام مبشر انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: درخت کے نیچے (1) بیعت کرنے والے لوگوں میں سے کوئی بھی ان شاء اللہ دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔ تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: کیوں نہیں داخل ہوگا؟ آپ ﷺ نے انہیں جھڑک دیا تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: (اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے): وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا (مریم: 71) ''اور تم میں سے ہر کسی کو دوزخ پر سے گذرنا ہی پڑے گا'' اس پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یہ بھی تو فرمایا ہے: ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِیْنَ فِیْهَا جِثِیًّا ۝ (مریم) ''پھر ہم نجات دیں گے پرہیزگاروں کو اور رہنے دیں گے ظالموں کو کہ اس میں گھٹنوں کے بل پڑے رہیں''۔ (مسلم وابن ماجہ)۔

حدیث: حضرت ابوسمیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ دوزخ میں ورود پر ہمارے درمیان اختلاف ہوا۔ چنانچہ ہم میں سے بعض نے کہا کہ مومن اس میں داخل نہیں ہوں گے۔ اور بعض حضرات کہنے لگے کہ سب داخل ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو اس سے نجات دے دے گا۔ پھر میری ملاقات جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے ہوئی تو میں نے کہا کہ یہاں ہمارے درمیان ورود کے متعلق اختلاف ہو گیا ہے تو وہ فرمانے لگے کہ سبھی کو وارد ہونا پڑے گا۔ میں نے عرض کیا کہ اسی میں تو ہم اختلاف کا شکار ہوئے ہیں کہ ہم میں سے کچھ کہتے ہیں کہ مومن داخل نہیں ہوں گے اور کچھ کا کہنا ہے کہ سب داخل ہوں گے۔ یہ سن کر انہوں نے اپنی انگلیاں کانوں کو لگائیں اور فرمانے لگے: یہ دونوں کان بہرے ہو جائیں اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے نہ سنا ہو: ''اَلْوُرُوْدُ الدُّخُوْلُ لَا یَبْقٰی بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ اِلَّا دَخَلَهَا فَتَكُوْنُ عَلَی

---

(1) چھ ہجری کو سرور عالم ﷺ عمرہ کے ارادہ سے چودہ پندرہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم کو ساتھ لئے مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہوئے۔ مکہ سے چند میل دور حدیبیہ کے مقام پر معلوم ہوا کہ کفار مکہ، مکہ میں داخلہ کی اجازت دینے سے انکاری ہیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو بطور سفیر روانہ فرمایا گیا۔ بعد میں اطلاع ملی کہ اہل مکہ نے انہیں شہید کر دیا ہے۔ اس پر حضور انور ﷺ نے خون عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کے لئے کیکر کے درخت کے نیچے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بیعت لی اور وہاں حاضر تمام حضرات نے سرور عالم ﷺ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ انہیں حضرات رضی اللہ عنہم کا ذکر اس حدیث پاک میں فرمایا گیا: تفصیل کے لئے چھبیسواں پارہ سورۃ الفتح ملاحظہ فرمائی جائے۔ (مترجم)

الْمُؤْمِنِيْنَ بَرْدًا وَّ سَلَا مًا كَمَا كَانَتْ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ حَتّٰى اِنَّ لِلنَّارِ اَوْقَالَ لِجَهَنَّمَ ضَجِيْجًا مِّنْ بَرْدِهِمْ ثُمَّ يُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَيَذَرُ الظّٰالِمِيْنَ'' ورود سے مراد دوزخ میں داخل ہونا ہے۔کوئی نیک وبد باقی نہ رہے گا، سبھی اس میں داخل ہوں گے۔تو اہل ایمان پر آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جائے گی جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام پر (نارنمرود ٹھنڈی) ہوگئی تھی۔ یہاں تک کہ آگ یا فرمایا: جہنم شور مچائے گی کہ (اہل ایمان کو مجھ سے نکال لیا جائے) میں ان کی ٹھنڈک سے سردپڑ رہی ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کو نکال لیں گے اور ظالموں کو وہیں رہنے دیں گے''۔

اسے امام احمد نے بیہقی نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا۔امام صاحب کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت قیس بن ابی حازم سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اپنی زوجہ کی گود میں سر رکھے لیٹے ہوئے تھے کہ رونے لگے۔تو ان کی زوجہ بھی رو پڑیں۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم کیوں رونے لگی ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ آپ کو روتے دیکھا تو میں بھی رو پڑی۔تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد آ رہا ہے: وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا (مریم:71) ''اور تم میں سے ہر کسی کو دوزخ سے گذرنا پڑے گا''۔''وَلَا اَدْرِيْ اَنَجُوْمِنْهَا اَمْ لَا؟'' ''اور مجھے معلوم نہیں کہ میں اس سے نجات پاتا ہوں یا نہیں؟''۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ بخاری ومسلم کی شرائط پر صحیح ہے کذا قال۔

حدیث: حضرت حذیفہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، دونوں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ لوگوں کو جمع فرمائے گا۔اس کے بعد یہاں تک حدیث بیان کی کہ فرماتے ہیں: تو (اہل محشر پھر پھرا کر) حضور محمد مصطفے ﷺ کی خدمت میں پہنچیں گے۔آپ کھڑے ہو جائیں گے تو آپ ﷺ کو (شفاعت کا) اذن ملے گا۔اور آپ ﷺ کے ساتھ امانت اور رشتہ داری بھیجے جائیں گے۔چنانچہ امانت اور رشتہ داری پل صراط کے دونوں طرف دائیں بائیں کھڑے ہو جائیں گے۔(امانت ادا کرنے اور رشتہ داری کا پاس کرنے والوں کی امداد کریں گے) تو تمہاری پہلی جماعت بجلی کی طرح گذر جائے گی۔کہتے ہیں کہ میں عرض گذار ہوا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، کون سی چیز بجلی کی طرح گذرتی ہے؟ ارشاد فرمایا: کیا تم نے بجلی نہیں دیکھی کہ کیسی گذرتی ہے اور کس طرح آنکھ کے پلکارے میں واپس آجاتی ہے؟ پھر ہوا کے گذرنے کی مثل، پھر پرندے کے گذرنے کی مانند اور آدمیوں کے دوڑنے کی طرح ان کے اعمال انہیں بہالے جائیں گے۔''وَنَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى الصِّرَاطِ يَقُوْلُ رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ'' اور تمہارے نبی ﷺ پل صراط پر کھڑے دعا کر رہے ہوں گے کہ اے میرے رب! (میری امت کو) سلامتی کے ساتھ گذار دے، سلامتی سے پار لگا دے''۔حتیٰ کہ بندوں کے اعمال عاجز ہو جائیں گے یہاں تک کہ ایک آدمی آئے گا جو سوائے رینگنے کے چل نہ سکتا ہوگا۔فرمایا کہ پل صراط کے دونوں طرف ٹیڑھے منہ والے کانٹے لٹکتے ہوں گے جو حکم کے پابند ہوں گے۔جس کے لئے انہیں حکم ہوگا اسے پکڑ لیں گے۔تو کچھ لوگ زخمی ہو کر نجات پا جائیں گے اور کچھ آگ میں ہاتھ پاؤں بندھے گر جائیں گے۔اس

ذات کی قسم جس کے قبضہ میں ابو ہریرہ کی جان ہے، ''اِنَّ قَعْرَ جَهَنَّمَ لَسَبْعِيْنَ خَرِيْفًا'' ''جہنم کی گہرائی ستر سال کی ہے''۔

اسے امام مسلم نے روایت کیا اور یہ پوری حدیث شفاعت کے بیان میں ان شاء اللہ آئے گی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث حشر کے بیان میں گذر چکی ہے۔ جس میں یہ فرمان ہے: پل صراط تلوار کی دھار کی طرح ڈھلوان اور پھسلن والا ہوگا۔ فرمایا کہ لوگ اپنے نور کی مقدار کے مطابق (پل پر سے) گذریں گے۔ چنانچہ کچھ تو ستارے کے ٹوٹنے کی طرح گذر جائیں گے۔ کچھ ان میں سے آنکھ جھپکنے میں گذریں گے۔ کچھ ہوا کی مانند اور کچھ آدمی کی دوڑ کی مثل جبکہ وہ تیز تیز چلتا ہو۔ پس لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق گذر جائیں گے۔ حتیٰ کہ وہ آدمی گذرے گا جس کا نور اس کے پاؤں کے انگوٹھوں پر ہوگا۔ ایک ہاتھ کھینچے گا اور دوسرا ہاتھ پھنس جائے گا۔ کبھی ایک پاؤں کھینچے گا اور دوسرا پاؤں الجھ جائے گا۔ اور چاروں طرف سے آگ اسے جلا رہی ہوگی۔

اسے ابن ابی الدنیا، طبرانی اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ حاکم کے ہیں۔ نیز حاکم نے اسے ایک اور اسناد کے ساتھ بھی حضرت مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور کہا برشرط مسلم ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں: کہتے ہیں کہ میں حضرت مرہ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا (مریم:71) ''اور تم میں ہر کسی کو دوزخ سے گذرنا ہوگا'' کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ حدیث بیان کی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگ دوزخ پر آئیں گے پھر اپنے اپنے اعمال کے مطابق اس سے گذر جائیں گے۔ اور ان میں سب سے پہلے لوگ بجلی کی چمک کی مثل گذریں گے۔ پھر تیز آندھی کی مانند، پھر تیز رفتار گھوڑے کی طرح، پھر اپنے کجاوے پر سوار کی طرح، پھر آدمی کے دوڑنے کی مثل، پھر اس کے پیدل چلنے کی مانند۔

فصل

شفاعت وغیرہ کا بیان

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر نبی (علیہ السلام) نے کوئی نہ کوئی (خاص) سوال کرلیا یا فرمایا کہ ہر نبی کے لئے ایک (خاص) دعا تھی جو اس نے اپنی امت کے لئے (دنیا میں ہی) مانگ لی ہے۔ "وَاِنِّیْ اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِیْ شَفَاعَةً لِّاُمَّتِیْ" "اور میں نے اپنی (خاص) دعا کو (قیامت کے دن) اپنی امت کی شفاعت کے لئے سنبھال رکھا ہے"۔ (بخاری و مسلم)۔

حدیث: ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد میری امت میں جو کچھ خرابیاں ہوں گی اور ان کا آپس میں ایک دوسرے کا خون بہانا مجھے دکھایا گیا تو اس نے مجھے غمگین کر دیا جبکہ اللہ عزوجل کا فیصلہ ان کے بارے میں ہو چکا جیسا کہ ان سے پہلی امتوں میں ہو چکا تھا (کہ ان میں بھی قتل و غارت اور دوسری خرابیاں ہوں گی) "فَسَأَلْتُهٗ اَنْ یُّوَلِّیَنِیْ فِیْهِمْ شَفَاعَةً یَّوْمَ الْقِیَامَةِ فَفَعَلَ" "تو میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ مجھے قیامت کے روز ان کی شفاعت کا اختیار عطا فرمایا جائے تو اس نے مجھے یہ اختیار دے دیا"۔

اسے بیہقی نے کتاب البعث میں روایت کیا اور اس کی اسناد کو صحیح قرار دیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک کے سال رات کو نماز (تہجد) پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم حفاظت کی غرض سے ارد گرد جمع ہو گئے۔ حتیٰ کہ جب آپ ﷺ نماز ادا فرما کر ان کی طرف متوجہ ہوئے تو انہیں ارشاد فرمایا: آج رات مجھے پانچ چیزیں عطا فرمائی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں کی گئیں۔ (وہ یہ ہیں کہ) مجھے تمام انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے جبکہ مجھ سے پہلے رسول اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجے گئے۔ مجھے دشمن پر رعب سے مدد دی گئی اگر چہ میرے اور دشمن کے درمیان ایک مہینے کی دوری ہو پھر بھی اس کا دل میرے رعب سے بھر دیا جاتا ہے۔ میرے لئے غنیمت کا مال کھانا حلال فرمایا گیا جبکہ مجھ سے پہلے لوگوں کے لئے اس کا کھانا حرام کر دیا جاتا تھا وہ اسے جلا دیا کرتے تھے۔ میرے لئے زمین کو مسجد اور پاک کرنے والی بنا دیا گیا ہے۔ جہاں بھی مجھے نماز کا وقت آ جائے (اور پانی میسر نہ ہو تو) میں زمین کو چھوؤں (تیمم کرلوں) اور نماز ادا فرما لوں۔ (یہی سہولت آپ ﷺ کی امت کو عطا فرمائی گئی ہے) جبکہ مجھ سے پہلے لوگوں کے لئے یہ جائز نہیں کیا گیا تھا۔ وہ صرف اپنے کنیسوں اور گرجوں میں نماز پڑھ سکتے تھے۔ اور پانچویں چیز، وہ کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ مجھ سے فرمایا گیا: "سَلْ فَاِنَّ كُلَّ نَبِیٍّ قَدْ سَأَلَ فَاَخَّرْتُ مَسْأَلَتِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ فَهِیَ لَكُمْ وَلِمَنْ شَهِدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" "آپ کوئی (خاص) سوال کرلیں کیونکہ ہر نبی نے کوئی نہ کوئی سوال کرلیا ہے۔ تو میں نے اپنا سوال قیامت کے دن کے لئے مؤخر کرلیا چنانچہ وہ تمہارے

(تمہاری شفاعت کے) اور ہر اس شخص کے لئے ہے جو یہ شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں)۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عقیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری کے لئے روانہ ہوا جب ہم پہنچے تو دروازے کے پاس اونٹوں کو بٹھا دیا۔ اور ہمیں لوگوں میں اس آدمی سے زیادہ ناپسند کوئی شخص نہیں تھا جس کے پاس ہم جائیں۔ اس لئے ہم جاتے ہی نہ تھے (قبل اسلام، اپنے تکبر و غرور کی وجہ سے)۔ یہاں تک کہ (مسلمان ہونے کے بعد یہ حالت ہوئی کہ) ہمیں اس آدمی سے بڑھ کر کوئی محبوب نہیں تھا جو سرور عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ ہم سے ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) کیا آپ نے اپنے رب تعالیٰ سے حضرت سلیمان علیہ السلام جیسی بادشاہی کا سوال نہیں کیا؟ راوی فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ اس کی بات سن کر ہنس پڑے۔ پھر ارشاد فرمایا: یقیناً تمہارے دوست (حضور علیہ السلام) کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی سے بھی افضل کوئی چیز ہے۔ بلاشبہ اللہ نے جو بھی پیغمبر مبعوث فرمایا اسے ایک خاص دعا عطا فرمائی۔ چنانچہ کسی نے ان میں سے اس دعا سے دنیا مانگ لی تو اسے دنیا دے دی گئی (جیسے داؤد و سلیمان علیہما السلام) اور کسی نے وہ دعا اپنی قوم کے خلاف مانگ لی تو وہ اس سے ہلاک کر دی گئی۔ ''فَاِنَّ اللّٰهَ اَعْطَانِیْ دَعْوَةً فَاخْتَبَاْتُهَا عِنْدَ رَبِّیْ لِاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ'' تو اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی ایک خاص دعا عنایت فرمائی جسے میں نے اپنے رب کے پاس محفوظ رکھ لیا تا کہ قیامت کے روز اس سے اپنی امت کی شفاعت کروں''۔

اسے طبرانی اور بزار نے باسناد جید روایت کیا۔

حدیث: حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ کسی سفر میں تھے حتیٰ کہ رات ہوگئی (ہم نے آرام کے لئے ایک جگہ پڑاؤ کیا) میری آنکھیں دکھنے لگیں۔ مجھے نیند نہیں آ رہی تھی۔ تو میں اٹھ گیا۔ دیکھا کہ لشکر میں ہر چارپایہ اپنے گال زمین پر رکھے محو آرام ہے۔ میں نے محسوس کیا کہ ہر طرح کے خدشات دل میں واقع ہو رہے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا جاتا ہوں تا کہ آج رات صبح تک آپ ﷺ کی چوکیداری کرتا رہوں۔ چنانچہ میں نکل پڑا۔ لوگوں کے درمیان میں چلتا ہوا لشکر سے نکل گیا۔ تو اچانک میں نے ایک سایہ سا دیکھا چنانچہ اس کے پیچھے چل پڑا۔ پتہ چلا کہ وہ حضرت ابوعبیدہ ابن الجراح اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما ہیں۔ مجھ سے کہنے لگے: تم کس کام کے لئے نکلے ہو؟ میں نے جواب دیا کہ جس کام کے لئے آپ دونوں نکلے ہیں۔ پھر ہم ایک گھنے درخت کے پاس چلے گئے جو ہمارے قریب ہی تھا۔ جب ہم اس گھنے درخت کی طرف جا رہے تھے تو اچانک ہم نے مکھی کے بھنبھنانے اور ہوا کی سرسراہٹ جیسی آواز سنی کہ رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے: کیا یہاں ابوعبیدہ بن الجراح ہیں؟ ہم نے

عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: کیا معاذ بن جبل ہیں؟ ہم بولے: جی ہاں۔ پوچھا: کیا عوف بن مالک ہیں؟ ہم عرض گذار ہوئے: جی ہاں ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ ہماری طرف تشریف لے آئے۔ ہم نے آپ ﷺ سے کسی چیز کے متعلق سوال نہیں کیا نہ آپ ﷺ نے ہم سے کچھ پوچھا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ اپنے کجاوے کے پاس تشریف لے آئے۔ تو ارشاد فرمانے لگے: کیا تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس کی ابھی ابھی میرے رب نے مجھے خبر دی ہے؟ ہم عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! (ﷺ) ضرور ارشاد فرمائیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ نے مجھے دو چیزوں میں سے ایک پسند کرنے کا اختیار دیا کہ یا تو وہ میری امت کے دو تہائی لوگوں کو بغیر حساب و عذاب جنت میں داخل فرمادے یا مجھے شفاعت کا اختیار دے دے۔ ہم عرض گذار ہوئے: یارسول اللہ! (ﷺ) آپ نے ان دونوں میں سے کون سی چیز اختیار فرمائی؟ ارشاد فرمایا: ''اِخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ'' ''شفاعت کرنا اختیار کرلیا''۔ ہم سب عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! (ﷺ) اپنی شفاعت کے حق داروں میں ہمیں بھی شامل فرمالیجئے۔ شافع محشر ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ شَفَاعَتِیْ لِکُلِّ مُسْلِمٍ'' ''میری شفاعت ہر مسلمان کے لئے ہوگی''۔

اسے طبرانی نے کئی اسانید کے ساتھ جن میں ایک جید ہے اور ابن حبان نے بھی ایسے ہی اپنی صحیح میں روایت کیا مگر ان کے نزدیک وہ دو آدمی معاذ بن جبل اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما ہیں (جن کا ذکر حدیث میں گذرا ہے) اور طبرانی کی بعض روایات میں بھی ایسے ہی ہے اور معروف بھی یہی ہے۔ ابن حبان نے اپنی حدیث میں یہ بیان کیا ہے: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) میرے ماں باپ آپ پر صدقے ہوں، آپ میرا مقام پہچانتے ہیں (کہ میں غلام بے دام ہوں) اس لئے مجھے شفاعت کے حق داروں میں شامل فرمالیں۔ سرور عالم ﷺ نے فرمایا: تم ان میں شامل ہو۔ حضرت عوف بن مالک اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما عرض گذار ہوئے: یارسول اللہ! (ﷺ) آپ جانتے ہیں کہ ہم نے اپنے مال، اہل وعیال اور بچے بچیاں چھوڑ دیئے اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے لہٰذا ہمیں حق داران شفاعت میں شامل فرمالیجئے۔ ارشاد فرمایا: تم دونوں کو بھی داخل فرمالیا۔ کہتے ہیں کہ ہم اپنی قوم کے پاس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا (فرشتہ) میرے پاس آیا اور مجھے اس میں کہ میرا رب میری آدھی امت کو جنت میں داخل فرمادے اور شفاعت میں اختیار دیا (کہ ان دونوں باتوں میں جسے چاہوں پسند کرلوں) تو لوگ عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! (ﷺ) ہمیں اہل شفاعت میں شامل فرمائیں۔ تو فرمایا: خاموش ہو جاؤ۔ تو سب لوگ خاموش ہو گئے حتیٰ کہ کوئی شخص بھی نہیں بول رہا تھا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''هِیَ لِمَنْ مَّاتَ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا'' ''میری شفاعت ہر اس شخص کے لئے ہوگی جو اس حالت میں فوت ہوا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا تھا''۔

حدیث: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز سورج کو دس سالوں کے برابر گرمی دی جائے گی پھر اسے لوگوں کی کھوپڑیوں کے قریب کردیا جائے گا اس کے بعد یہاں تک حدیث بیان کی کہ کہا: (لوگ

دوسرے انبیاء علیہم السلام کے دروازوں پر سے مایوس ہو کر) پھر نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوں گے۔ اور عرض کریں گے: یا نبی اللہ! (ﷺ) آپ ہی وہ ذات ہیں جن کے لئے اللہ نے باب شفاعت کھولا۔ اور آپ کے صدقہ سے آپ کے اگلے پچھلوں کے گناہ بخش دیئے۔ اور آپ نے دیکھ لیا ہے کہ ہم کس مصیبت میں ہیں۔ اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرما دیں۔ تو آپ ﷺ فرمائیں گے: میں ہی تمہارا دوست ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ لوگوں کے درمیان چلتے ہوئے نکلیں گے اور جنت کے دروازے پر پہنچیں گے۔ پھر دروازے میں لگا ہوا سونے کا حلقہ پکڑ کر دروازہ کھٹکھٹائیں گے تو پوچھا جائے گا: کون ہے؟ آپ عرض کریں گے: میں محمد ہوں (ﷺ) تو آپ کے لئے دروازہ کھل جائے گا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ اللہ عزوجل کے سامنے جا کھڑے ہوں گے پھر سجدہ کریں گے۔ تو آواز دی جائے گی: "اِرْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَذَالِكَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ" "اپنا سر انور اٹھائیں۔ مانگیں آپ کو دیا جائے گا۔ شفاعت کریں کہ آپ کی شفاعت قبول فرمائی جائے گی۔ یہی مقام محمود ہے (جس کا وعدہ اللہ نے فرمایا ہوا ہے)۔

اسے طبرانی نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: میں (پل صراط پر) کھڑے ہو کر اپنی امت کے گذر جانے کا انتظار کر رہا ہوں گا کہ عیسیٰ علیہ السلام میرے پاس آئیں گے۔ فرمایا کہ وہ کہیں گے: اے محمد! (ﷺ) یہ انبیا (علیہم السلام) آپ کے پاس سوال لے کر آئے ہیں یا فرمایا کہ آپ کے پاس جمع ہوئے ہیں۔ دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے کہ وہ امتوں کے اجتماع کو جہاں چاہے الگ الگ کر دے کیونکہ لوگ بڑی مصیبت میں گرفتار ہیں۔ مخلوق پسینے میں غرق ہے۔ مومن پر تو پسینہ زکام کی طرح (معمولی) ہے۔ لیکن کافر کو موت ڈھانپ رہی ہے۔ حضور انور ﷺ فرمائیں گے: اے عیسیٰ (علیہ السلام) آپ میرے واپس آنے کا انتظار کریں۔ راوی کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ چل پڑیں گے اور عرش کے نیچے جا کر کھڑے ہو جائیں گے۔ تو آپ ﷺ وہ (مقام و مرتبہ) پائیں گے جو کسی مقرب فرشتے اور نبی مرسل نے نہ پایا ہو گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ حضرت جبریل علیہ السلام کو وحی فرمائے گا کہ حضرت محمد ﷺ کے پاس جائیں اور عرض کریں: "اِرْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهٗ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ" "اپنا سر مبارک اٹھاؤ اور مانگو جو کچھ مانگو گے، عطا فرمایا جائے گا اور شفاعت کرو آپ کی شفاعت منظور فرمائی جائے گی۔ فرماتے ہیں کہ پھر میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا تو ہر ننانوے انسانوں میں سے ایک کو (دوزخ سے) نکال لاؤں گا۔ ارشاد فرمایا کہ میں بار بار اپنے رب کے سامنے عرض کرتا رہوں گا۔ میں جب تک وہاں کھڑا رہوں گا مسلسل شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مجھے یہ (میری شفاعت کا صلہ) عطا فرما دے گا کہ ارشاد فرمائے گا: "اَدْخِلْ مِنْ اُمَّتِكَ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَوْمًا وَّاحِدًا مُّخْلِصًا وَّ مَاتَ عَلٰى ذَالِكَ" "(اے محبوب! ﷺ) مخلوق خدا میں سے اپنی امت کے ہر اس شخص کو جنت میں داخل فرما لیں جس نے ایک دن بھی اخلاص کے ساتھ یہ شہادت دی ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اسی پر اس کی موت ہوئی ہو"۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا۔ اور ان کے راوی صحیح میں محتج بہم ہیں۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس قبلہ کو ماننے والوں (مسلمانوں) میں سے اس قدر لوگ دوزخ میں داخل ہوں گے کہ ان کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ کیونکہ انہوں نے اللہ کی نافرمانی کی ہوگی، گناہوں پر جلد بازی سے کام لیا ہوگا اور اللہ کی فرماں برداری کے خلاف کام کئے ہوں گے۔ پھر مجھے شفاعت کرنے کی اجازت فرمائی جائے گی تو میں سجدے میں گر کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کروں گا جیسے کہ کھڑے ہو کر کر چکا ہوں گا۔ تو مجھے ارشاد فرمایا جائے گا: "اِرْفَعْ رَأْسَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ" "سر اٹھایئے اور مانگئے جو مانگیں گے پائیں گے اور شفاعت کیجئے، قبول فرمائی جائے گی"۔

اسے طبرانی نے کبیر و صغیر میں باسناد حسن روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا۔ عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) آپ کی شفاعت کے جواب میں آپ کا رب آپ کو کیا دے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے۔ میرا گمان ہے کہ میری امت میں تم پہلے شخص ہو جس نے مجھ سے اس بارے میں سوال کیا ہے کیونکہ میں نے تمہاری علمی حرص کو دیکھا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے۔ مجھ کو اپنی شفاعت پوری ہونے سے زیادہ اس بات کی فکر ہے کہ کہیں جنت کے دروازوں سے میری امت کے لوگ ہٹا نہ دیئے جائیں (یعنی قبول شفاعت بہت عظیم درجہ ہے مگر مجھے اس سے زیادہ خوشی اس بات کی ہوگی کہ کسی طرح امت کے لوگ جنت میں داخل ہو جائیں۔ یہ سرور عالمیان و شفیع عاصیاں کی ہم گناہ گاروں پر ذرہ نوازی ہے ﷺ) "وَشَفَاعَتِي لِمَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصًا وَّ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ يُصَدِّقُ لِسَانَهٗ قَلْبُهٗ وَقَلْبَهٗ لِسَانُهٗ" "اور میری شفاعت ہر اس شخص کے لئے ہوگی جس نے اخلاص کے ساتھ شہادت دی کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اس حالت میں کہ اس کا دل اس کی زبان کی تصدیق کرتا ہو اور زبان دل کی مصدق ہو"۔

اسے امام احمد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ صبح بیدار ہوئے اور نماز فجر ادا فرمائی۔ پھر بیٹھے رہے حتیٰ کہ چاشت کا وقت ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ ہنسے اور اپنے مقام پر تشریف فرما رہے۔ یہاں تک کہ ظہر، عصر اور مغرب وہیں پر ادا فرمائی۔ اس سارے وقت میں کوئی گفتگو نہ فرمائی۔ حتیٰ کہ نماز عشاء بھی ادا فرمائی پھر اٹھ کر گھر تشریف لے گئے۔ تو لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھئے کہ آپ ﷺ کا کیا حال ہے؟ آج آپ ﷺ نے ایسا کیا ہے کہ پہلے کبھی نہیں کیا تھا۔ تو (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عرض کرنے پر) ارشاد فرمایا: ہاں، دنیا اور آخرت کے آئندہ ہونے والے تمام معاملات میرے سامنے پیش کئے گئے چنانچہ

(مجھے دکھایا گیا کہ) تمام اولین وآخرین ایک میدان میں جمع کیے گئے۔ پھر وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس گئے۔ جبکہ پسینہ ان (لوگوں کو) لگام ڈال رہا تھا (کانوں تک پسینے میں ڈوبے ہوئے تھے) اور عرض کرنے لگے: اے آدم (علیہ السلام) آپ تمام انسانوں کے باپ ہیں، اللہ نے آپ کو منتخب فرمایا۔ اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کردیں۔ تو آدم علیہ السلام نے فرمایا: مجھ سے بھی ایک خطا سرزد ہو چکی ہے جیسے تم خطا کار ہو۔ تم اپنے باپ کے بعد (میرے بعد) اپنے دوسرے باپ نوح (علیہ السلام) کے پاس چلے جاؤ۔ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۳﴾ (آل عمران) ''بے شک اللہ تعالیٰ نے چن لیا آدم (علیہ السلام) اور نوح (علیہ السلام) کو اور آل ابراہیم و آل عمران کو تمام جہانوں پر''۔ چنانچہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر عرض کرنے لگے: آپ اپنے پروردگار کے سامنے ہماری سفارش فرمادیں کہ آپ کو اللہ نے چن لیا اور آپ کی دعا کو قبول فرمایا (جو یہ تھی) کہ یا اللہ! زمین پر کفار کا کوئی گھر بھی باقی نہ رہنے دے۔ (سب کو تباہ و برباد کردے) تو آپ نے جواب دیا کہ تمہارے اس مسئلے کا حل میرے پاس نہیں ہے۔ تم ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا خلیل بنایا تھا۔ چنانچہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے (اور عرض کیا) تو آپ نے فرمایا: تمہارے مسئلے کا حل میرے پاس نہیں ہے۔ تم لوگ موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس حاضر ہو جاؤ کیونکہ اللہ نے ان سے کلام فرمایا۔ (وہ کلیم اللہ ہیں) اب لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے (اور شفاعت کی درخواست کی) تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تمہارا مسئلہ مجھ سے حل نہیں ہوگا۔ لیکن تم عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام) کے پاس چلے جاؤ کیونکہ وہ اندھوں اور کوڑھوں کو ٹھیک کرتے تھے اور مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے۔ (چنانچہ ان کے پاس جا کر عرض مدعا کرنے لگے) تو عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے مسئلے کا حل کرنا میرے بس میں نہیں۔ لیکن تم اولاد آدم کے سردار جناب سید الاولین والآخرین (ﷺ) کی بارگاہ میں جاؤ کیونکہ آپ وہ ہیں جن کے لئے قیامت کے روز سب سے پہلے زمین شق ہوئی۔ جاؤ، محمد (ﷺ) کی جناب میں پہنچ جاؤ۔ بلاشبہ وہی تمہارے رب کی جناب میں تمہاری شفاعت کریں گے۔ ارشاد فرمایا کہ پھر لوگ میرے پاس حاضر ہوئے۔ اور جبریل علیہ السلام میرے پاس تھے۔ تو وہ رب تعالیٰ کی جناب میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوئے۔ انہیں (حضرت محمد ﷺ کو) شفاعت کی اجازت عطا فرما اور جنت کی بشارت بھی دے۔ فرمایا کہ پھر جبریل علیہ السلام چلے گئے۔ تو حضور علیہ السلام ایک ہفتہ پورا سجدہ میں پڑے رہے پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ''یَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ'' ''اے محمد! (ﷺ) اپنا سر مبارک اٹھایئے، کہیئے آپ کی بات سنی جائے گی اور شفاعت کیجئے کہ آپ کی شفاعت منظور ہوگی''۔ تو آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور جب اپنے رب کو دیکھا تو پھر ایک اور جمعہ کی مقدار (یعنی پورا ہفتہ) سجدہ میں پڑے رہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! (ﷺ) اپنے سر کو اٹھایئے اور بات کیجئے کہ آپ کی بات سنی جائے گی۔ اور شفاعت فرمایئے کہ آپ کی شفاعت شرف قبولیت پائے گی۔ تو آپ ﷺ نے پھر سجدہ میں گر جانا چاہا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کا بازو پکڑ لیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر دعا کے وہ دروازے کھول

دیئے کہ اس سے پہلے کسی بشر پر کبھی نہیں کھولے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! تو نے مجھے نسل آدم کا سردار بنایا۔ مجھے اس پر فخر نہیں اور مجھے سب سے پہلا وہ شخص بنایا جس پر قیامت کے دن زمین کھولی گئی۔ (قبر انور شق ہوئی) یہاں تک کہ آپ ﷺ حوض پر تشریف لائے جو کہ شہر ایلہ اور صنعاء کے درمیانی فاصلے سے بھی بڑا تھا۔ پھر کہا گیا کہ انبیاء (علیہم السلام) کو بلاؤ۔ چنانچہ ایک نبی آئے ان کے ساتھ ان کی جماعت تھی۔ ایک اور نبی آئے اور ان کے ساتھ پانچ چھ افراد تھے۔ اس کے بعد ایک اور نبی آئے ان کے ساتھ کوئی شخص بھی نہیں تھا۔ پھر فرمایا گیا کہ صدیقین کو بلاؤ تا کہ وہ شفاعت کریں۔ پھر ارشاد ہوا کہ شہدا کو بلاؤ تا کہ وہ جس کے حق میں چاہیں شفاعت کرلیں۔ چنانچہ جب شہداء بھی شفاعت کر چکے تو اللہ جل وعلا نے ارشاد فرمایا: ''اَنَا اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ اُدْخُلُوْا جَنَّتِیْ مَنْ کَانَ لَا یُشْرِكُ بِیْ شَیْئًا'' ''میں تو ارحم الراحمین ہوں، وہ سب لوگ میری جنت میں داخل ہو جاؤ جو میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے'' تو وہ تمام لوگ جنت میں چلے گئے۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: (فرشتو!) جاؤ دوزخ میں دیکھو، وہاں کوئی ایسا شخص تو نہیں جس نے کبھی کوئی نیک عمل کیا تھا۔ چنانچہ فرشتوں نے دوزخ میں ایک بندے کو پایا تو پوچھا: کیا تو نے کبھی کوئی نیک عمل کیا؟ اس نے کہا: کبھی نہیں۔ سوائے اس کے کہ میں لوگوں کے ساتھ خرید وفروخت میں نرمی سے کام لیتا تھا۔ (کیونکہ یہ بندہ تاجر تھا) اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اِسْمَحُوْا لِعَبْدِیْ کَاِسْمَاحِهٖ اِلٰی عَبِیْدِیْ'' ''میرے اس بندے کے ساتھ تم بھی نرمی کرو جیسا کہ یہ میرے دوسرے بندوں کے ساتھ نرمی کرتا تھا'' پھر دوزخ سے آخری شخص کو نکالا گیا اور اس سے کہا گیا: کیا تو نے کبھی کوئی نیکی کا کام کیا تھا؟ اس نے جواب دیا: نہیں، اس کے سوا کہ میں نے اپنی اولاد کو حکم دیا تھا کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے آگ میں جلا دیں۔ پھر میری راکھ کو پیس لیں۔ حتیٰ کہ جب سرمے کی مثل باریک ہو جائے تو دریا پر لے جا کر میرے ذرے ہوا میں اڑا دیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا: تو نے ایسا کیوں کیا تھا؟ اس نے عرض کیا: یا اللہ تیرے خوف کی وجہ سے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس سب سے بڑے ملک کی طرف دیکھ۔ اس کے برابر تیرے لئے ہے اور اس سے دس گنا اور بھی۔ تو وہ بندہ عرض کرنے لگا: ''لِمَ تَسْخَرُبِیْ وَاَنْتَ الْمَلِكُ؟'' ''میرے اللہ! تو بادشاہ ہو کر میرے ساتھ مذاق کیوں فرماتا ہے؟'' چنانچہ یہ بات تھی جس کی وجہ سے میں بوقت چاشت ہنسا تھا۔

اسے امام احمد، بزار، ابویعلیٰ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ ابن حبان نے کہا کہ اسحاق بن ابراہیم نے کہا: یہ حدیث اشرف الاحادیث میں سے ہے۔ اور اس حدیث کو صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت نے نبی اکرم ﷺ سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔ جیسے حضرت حذیفہ، ابومسعود اور حضرت ابوہریرہ وغیرہم رضی اللہ عنہم۔ انتہیٰ۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن ہر نبی کے لئے نور کا ایک منبر ہوگا۔ اور میرا منبر سب سے زیادہ لمبا اور سب سے زیادہ نورانی ہوگا۔ پھر ایک منادی آکر ندا کرے گا: نبی امی کہاں ہیں؟ فرمایا کہ انبیا (علیہم السلام) کہیں گے: ہم سب نبی امی ہیں۔ آپ کو کس کے پاس بھیجا گیا

ہے؟ منادی پھر آ کر کہے گا: نبی امی عربی کہاں ہیں؟ فرمایا کہ اس پر حضرت محمد ﷺ اپنے منبر سے اتر کر چلیں گے حتیٰ کہ باب جنت پر تشریف لے آئیں گے اور اسے کھٹکھٹائیں گے تو اندر سے آواز آئے گی: کون ہے؟ چنانچہ آپ ﷺ کہیں گے: محمد یا احمد (ﷺ)۔ اس پر پوچھا جائے گا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہیں گے: جی ہاں۔ دروازہ کھل جائے گا تو آپ ﷺ اندر داخل ہوں گے پھر رب تبارک وتعالیٰ آپ ﷺ پر وہ تجلی ظاہر فرمائے گا کہ اس سے پہلے کسی پر ایسی تجلی نہ فرمائی ہوگی۔ تو آپ ﷺ اللہ کی بارگاہ میں سجدے میں گر جائیں گے۔ اور ایسی تعریفوں سے اس کی حمد بیان کریں گے کہ نہ اس سے پہلے کسی نے ایسی حمد کی ہوگی اور نہ اس کے بعد کوئی کر سکے گا۔ اب آپ ﷺ سے فرمان ہوگا: ''یَامُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ تَكَلَّمْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ'' ''یا محمد! (ﷺ) اپنا سر انور اٹھایئے، بات کیجئے سنی جائے گی اور شفاعت کیجئے قبول ہوگی''۔ اس کے بعد باقی حدیث بیان کی۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت حذیفہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، دونوں بزرگ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ لوگوں کو (قیامت کے دن) جمع فرمائے گا۔ تو مومن کھڑے رہیں گے حتیٰ کہ جنت ان کے قریب کر دی جائے گی۔ پھر اہل محشر حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے۔ اے ہمارے والد محترم! ہمارے لئے جنت کا دروازہ کھلوا دیں۔ آپ فرمائیں گے: تمہارے باپ کی خطا نے ہی تو تمہیں جنت سے نکالا تھا۔ میں اس کام کی اہلیت نہیں رکھتا۔ تم میرے فرزند ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) کے پاس چلے جاؤ۔ تو ابراہیم علیہ السلام بھی فرمائیں گے: میں تو اس کا اہل نہیں ہوں۔ میں تو باہر باہر سے ہی خلیل تھا (اندرونی خلیل تو کوئی اور ہے) تم موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس چلے جاؤ کہ انہیں اللہ نے اپنا کلیم بنایا تھا۔ فرمایا کہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے تو وہ بھی فرما دیں گے کہ میں اس کام کے قابل نہیں ہوں۔ تم لوگ عیسیٰ کلمۃ اللہ و روح اللہ کے پاس جاؤ۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ تو (آخر کار) لوگ حضرت محمد ﷺ کے حضور حاضر ہوں گے تو آپ ﷺ کھڑے ہو جائیں گے اور آپ کو اذن شفاعت دے دیا جائے گا۔ اور امانتداری اور رشتے داری کو (بصورت انسان، واللہ اعلم) بھیجا جائے گا۔ یہ دونوں پل صراط کے دونوں طرف دائیں بائیں کھڑی ہو جائیں گی۔ تم میں سے پہلا شخص پل صراط سے بجلی کی طرح گذر جائے گا۔ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، کون سی چیز بجلی کی طرح گذر سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے بجلی نہیں دیکھی کہ کیسے گذرتی ہے اور کیسے آنکھ کے پلکارے میں لوٹ جاتی ہے؟ پھر لوگ پرندے کے گذرنے کی طرح گذریں گے اور کچھ آدمی کے دوڑنے کی طرح۔ ان کے اعمال انہیں گذار کر لے جائیں گے۔ ''وَنَبِيُّكُمْ قَائِمٌ عَلَى الصِّرَاطِ يَقُولُ رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ'' ''اور تمہارے نبی (ﷺ) پل صراط پر کھڑے دعا کر رہے ہوں گے کہ اے میرے رب! میری امت کو سلامتی کے ساتھ گذار دے۔ بحفاظت پل صراط پار کرا

دے(۱)''۔ یہاں تک کہ بندوں کے اعمال عاجز ہوجائیں گے (کہ اب اعمال کے سہارے کوئی پل عبور نہ کرسکے گا) حتیٰ کہ ایک آدمی آئے گا جو سوائے خود کو گھسیٹنے کے چلنے کی طاقت نہ رکھتا ہوگا۔ فرمایا کہ پل صراط کے دونوں کناروں میں دو مونہوں والے بڑے بڑے کانٹے لٹک رہے ہوں گے جو اللہ کے حکم کے پابند ہوں گے جسے پکڑنے کا حکم ہوگا اسے پکڑ لیں گے۔ چنانچہ کچھ لوگ زخمی ہوکر نجات پا جائیں گے اور کچھ اُلجھ کر دوزخ میں گر پڑیں گے۔ ''وَالَّذِیْ نَفْسُ اَبِیْ هُرَيْرَةَ بِيَدِهٖ اَنَّ قَعْرَ جَهَنَّمَ لَسَبْعِيْنَ خَرِيْفًا'' ''قسم اس رب کی جس کے قبضہ قدرت میں ابو ہریرہ کی جان ہے، جہنم کی گہرائی ستر سالہ راہ کے برابر ہے''۔ (مسلم)

حدیث: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میں اولاد آدم کا سردار ہوں گا (دنیا میں بھی آپ ﷺ ہی سردار ہیں) اور اس پر مجھے فخر نہیں (بلکہ اللہ کا شکر ہے)، حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور اس پر بھی فخر نہیں کرتا۔ اس دن تمام بنی آدم اور دیگر ساری مخلوق میرے ہی جھنڈے کے نیچے ہوگی اور میں ہی وہ ہوں جس کے لئے (قبر انور کی) زمین سب سے پہلے کھلے گی۔ اور اس پر بھی کوئی فخر نہیں۔ فرمایا کہ اہل محشر تین مرتبہ گھبرائیں گے تو حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ اس کے بعد یہاں تک حدیث بیان کی کہ فرمایا: پھر وہ میرے پاس حاضر ہوں گے تو میں ان کے ساتھ چلوں گا۔ ابن جدعان راوی کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اب بھی گویا رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح دیکھ رہا ہوں۔ فرمایا کہ میں جنت کے دروازے کی زنجیر پکڑ کر کھٹکھٹاؤں گا۔ کہا جائے گا: کون ہے؟ جواب دیا جائے گا کہ حضرت محمد (ﷺ) ہیں۔ تو فرشتے میرے لئے دروازہ کھولیں گے اور خوش آمدید کہیں گے۔ چنانچہ عرض کریں گے: مرحبا۔ اب میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ اپنی ثناء و حمد مجھے الہام کرے گا (جس سے میں اس کی تعریف کروں گا) پھر مجھے ارشاد ہوگا: ''اِرْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَقُلْ يُسْمَعْ لِقَوْلِكَ'' ''سر انور اٹھا لیجئے۔ سوال کیجئے آپ کا سوال پورا کیا جائے گا۔ شفاعت فرمایئے آپ کی شفاعت قبول ہوگی اور کہیے آپ کی بات سنی جائے گی''۔ یہی وہ مقام محمود ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾ (بنی اسرائیل) ترجمہ: ''آپ کا رب آپ کو یقیناً مقام محمود پر فائز فرمائے گا''۔

اسے امام ترمذی نے روایت فرمایا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔ اور ابن ماجہ نے بھی اس کا اول حصہ روایت کیا۔ فرمایا: ''میں آدم (علیہ السلام) کی اولاد کا سردار ہوں۔ اور اس پر فخر نہیں کرتا۔ میں ہی پہلا شخص ہوں جس کے لئے قیامت کے دن زمین شق ہوگی اور اس پر بھی فخر نہیں ہے۔ میں ہی سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور میری ہی شفاعت سب سے پہلے قبول ہوگی اور اس پر بھی کوئی فخر نہیں ہے۔ اور حمد کا جھنڈا قیامت کے روز میرے ہی ہاتھ میں ہوگا اور اس پر فخر نہیں کرتا۔

---

(۱) قربان جائیں اس شفیع مجرماں، غمگسار عاصیاں ﷺ کے کہ اپنی نگرانی میں اپنے نام لیواؤں کو پل صراط سے اتار رہے ہیں اور دعا بھی فرمارہے ہیں۔ امام احمد رضا رحمہ اللہ کیا خوب کہتے ہیں۔

رضا پل سے اب وجد کرتے گذریئے ۔۔۔ کہ ہے رب سلم دعائے محمد (ﷺ) (مترجم)

اس کی دونوں اسناد میں علی بن یزید بن جدعان ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک دعوت میں تھے۔ آپ ﷺ کی خدمت میں بکری کے دست کا گوشت پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ اسے شوق سے تناول فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ اسے دانتوں سے نوچ نوچ کر کھانے لگے۔ اور ارشاد فرمایا: ''اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ'' ''قیامت کے دن میں تمام انسانوں کا سردار ہوں گا'' کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کیونکر ہوگا؟ (یہ یوں ہوگا کہ) اللہ تعالیٰ تمام اولین و آخرین کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا۔ دیکھنے والا انہیں دیکھے گا اور بلانے والے کی آواز ان سب کو پہنچے گی۔ اور سورج ان کے اتنا قریب ہو جائے گا کہ لوگوں کا غم اور تکلیف طاقت سے باہر ہو جائے گا اور وہ اسے برداشت نہ کر سکیں گے۔ تو لوگ کہیں گے: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ تم کس مصیبت میں ہو اور تمہاری تکلیف کس حد کو پہنچ چکی ہے؟ کیا تم کسی ایسی ہستی کو تلاش نہیں کرو گے جو تمہارے رب کے حضور تمہاری سفارش کر دے؟ تو آپس میں ایک دوسرے کو کہیں گے کہ یہ ہستی تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی ہو سکتی ہے چنانچہ آپ کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے: اے آدم (علیہ السلام) آپ ابوالبشر ہیں۔ اللہ نے آپ کو اپنے دست قدرت سے تخلیق کیا۔ آپ میں اپنی روح پھونکی۔ فرشتوں کو اس نے حکم دیا تو انہوں نے آپ کو سجدہ کیا۔ اور جنت میں آپ کو سکونت بخشی۔ ''اَلَا تَشْفَعُ لَنَا اِلٰی رَبِّكَ اَلَا تَرٰی مَا نَحْنُ فِیْهِ وَمَا بَلَغَنَا'' ''کیا آپ ہماری شفاعت اپنے رب کی بارگاہ میں نہیں فرمائیں گے؟ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کسی مصیبت میں گرفتار ہیں اور ہماری حالت کس حد تک پہنچ گئی ہے؟'' تو آدم علیہ السلام فرمائیں گے: آج میرا رب اتنا غضبناک ہے کہ اتنا پہلے کبھی نہیں ہوا اور نہ کبھی اتنا اس کے بعد غضبناک ہوگا۔ اس نے مجھے درخت کے قریب جانے سے منع فرمایا تھا مگر مجھ سے لغزش ہوگئی۔ ''نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ'' ''آج تو بس مجھے اپنا ہی خیال ہے۔ تم میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ''۔ نوح (علیہ السلام) کے پاس چلے جاؤ۔ چنانچہ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آ کر عرض کریں گے: اے نوح (علیہ السلام)! آپ اہل زمین کی طرف سب سے پہلے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام اپنا شکر گذار بندہ رکھا۔ آپ نہیں دیکھتے کہ ہم کس حالت میں ہیں؟ کیا آپ غور نہیں فرماتے کہ ہماری تکلیف کس حد کو پہنچ چکی ہے؟ کیا آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت نہیں فرمائیں گے؟ تو آپ جواب دیں گے: میرا رب آج اس قدر غضبناک ہے کہ اس سے پہلے کبھی اتنا غضبناک نہیں ہوا اور نہ اس کے بعد ہوگا۔ میں نے اپنی قوم کے حق میں ایک بددعا کر دی تھی (جس سے میری قوم تباہ و برباد ہوگئی تھی) نفسی نفسی نفسی، میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ۔ تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ تو وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: (اے ابراہیم! علیہ السلام) آپ زمین والوں میں اللہ کے نبی اور خلیل ہیں۔ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں ہماری سفارش فرما دیں۔ کیا دیکھتے نہیں کہ ہم کس تکلیف میں مبتلا ہیں؟ تو آپ ان کو جواب دیں گے: میرا پروردگار آج اس قدر غضبناک ہے کہ اتنا نہ کبھی اس سے پہلے غضبناک ہوا اور نہ اس کے بعد کبھی ہوگا۔ مجھ سے تین خلاف واقعہ باتیں ہوگئی تھیں۔ ان کا ذکر بھی کیا۔ نفسی نفسی، تم مجھے رہنے دو کسی اور کے پاس چلے جاؤ۔ تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ چنانچہ اہل محشر

موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوکر عرض گذار ہوں گے: اے موسیٰ! (علیہ السلام) آپ تو اللہ کے رسول ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغامات اور اپنی ہمکلامی کی وجہ سے لوگوں پر فضیلت بخشی۔ اپنے رب کے حضور ہماری سفارش فرما دیجئے۔ آپ نے دیکھا نہیں کہ ہم کس مصیبت میں پھنسے ہوئے ہیں؟ آپ فرمائیں گے: میرا پروردگار آج اس قدر غضبناک ہے کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوا اور نہ اس کے بعد کبھی اتنا غضبناک ہوگا۔ میں نے ایک (فرعونی) شخص کو قتل کر دیا تھا جسے قتل کرنے کا مجھے حکم نہ تھا۔ نفسی نفسی، تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔ سو وہ اب عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگیں گے: اے عیسیٰ (علیہ السلام)! آپ اللہ کے رسول اور کلمہ ہیں جو اس نے مریم کی طرف القا کیا اور آپ روح اللہ بھی ہیں۔ اور آپ نے پنگھوڑے میں لوگوں کے ساتھ کلام فرمایا۔ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرما دیں۔ آپ نہیں دیکھتے کہ ہم کس مشکل میں ہیں؟ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام انہیں فرمائیں گے: آج تو میرا پروردگار اتنا غضبناک ہے کہ اس قدر نہ کبھی اس سے قبل ہوا اور نہ کبھی اس کے بعد اتنا غضبناک ہوگا۔ اور آپ کسی قصور کا ذکر نہیں کریں گے۔ نفسی نفسی نفسی، کسی میرے غیر کے پاس جاؤ۔ ''اِذْهَبُوْا اِلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ'' تم حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ چنانچہ (آخر کار) لوگ میرے پاس آئیں گے۔ اور عرض گذار ہوں گے: یا محمد! (ﷺ) آپ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے طفیل آپ کی امت کے اگلے پچھلوں کے گناہ معاف فرما دیئے۔ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت فرما دیجئے۔ کیا آپ ملاحظہ نہیں فرما رہے کہ ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں؟ تو میں چلوں گا اور عرش کے نیچے آجاؤں گا۔ پھر اپنے پروردگار کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی حمد اور بہترین ثناء کا دروازہ کھولے گا کہ مجھ سے پہلے کسی پر نہ کھولا ہوگا۔ پھر مجھ سے فرمایا جائے گا: ''يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ'' ''اے محمد (ﷺ) سرانور اٹھایئے سوال کیجئے، آپ کو عطا فرمایا جائے گا۔ اور شفاعت فرمایئے، آپ کی شفاعت قبول ہوگی''۔ چنانچہ میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا: ''اُمَّتِيْ يَارَبِّ اُمَّتِيْ يَارَبِّ اُمَّتِيْ يَا رَبِّ'' ''میری امت، اے میرے پروردگار! میری امت بخش دے اے میرے رب۔ میری امت پر رحم فرما، اے میرے پروردگار''۔ تو فرمان ہوگا: ''يَا مُحَمَّدُ اَدْخِلْ مِنْ اُمَّتِكَ مَنْ لَّا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِّنَ الْبَابِ الْاَيْمَنِ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَآءُ النَّاسِ فِيْمَا سِوٰى ذَالِكَ مِنَ الْاَبْوَابِ'' ''اے محمد! (ﷺ) اپنی امت کے ان لوگوں کو جن پر کوئی حساب نہیں ہے، انہیں جنت کے دائیں جانب والے دروازے سے داخل کر لیجئے اور آپ کی امت کے یہ لوگ دوسرے دروازوں میں بھی لوگوں کے ساتھ شریک ہوں گے''۔ پھر سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَّصَارِيْعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ اَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرٰى'' ''قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، جنت کے دروازوں کے دو کواڑوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور مقام ہجر (1) کے

(1) ہجر مدینہ طیبہ کے علاقہ میں ایک گاؤں بھی ہے اور بحرین میں ایک شہر کا نام بھی ہے۔ اور حدیث میں بحرین کا شہر ہی مراد ہے۔ بصری عراق کا مشہور شہر ہے۔ مقصود جنت کے دروازوں کی چوڑائی وکشادگی بیان فرمانا ہے۔ (مترجم)

درمیان یا مکہ اور بصری کے درمیان ہے"۔

اسے بخاری اور مسلم نے روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام قیامت کے روز عرض کریں گے: اے میرے پروردگار! رب جل وعلا فرمائے گا: ہاں، میں موجود ہوں، (کیا عرض کرنا چاہتے ہو؟) تو ابراہیم علیہ السلام عرض کریں گے: اے میرے پروردگار! تو نے میرے بچوں کو (دوزخ میں) جلا دیا؟ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: "اَخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ ذَرَّۃٌ اَوْ شَعِیْرَۃٌ مِّنْ اِیْمَانٍ" "دوزخ سے ہر اس شخص کو نکال لو جس کے دل میں ایک ذرہ یا ایک جو کے برابر بھی ایمان ہو"۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ اور اس کی اسناد میں کوئی خرابی مجھے معلوم نہیں۔ نیز اسے طبرانی نے بھی عن یزید الرقاشی عن انس بن مالک روایت کیا کہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "یُشَفِّعُ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنْ ذُرِّیَّتِہٖ فِیْ مِائَۃِ اَلْفِ اَلْفٍ وَعَشْرَۃِ اٰلَافِ اَلْفٍ" "قیامت کے روز اللہ تبارک وتعالیٰ آدم علیہ السلام کی سفارش ان کی اولاد کے گیارہ کروڑ افراد کے حق میں قبول فرمائے گا" (مگر یاد رہے یہ ساری سفارشیں سید الانبیاء علیہ السلام کی شفاعت کے بعد ہوں گی۔ باب شفاعت آپ ہی کھلوائیں گے)۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں کچھ لوگوں کے پاس بیٹھا ہوا تھا جن میں میں چوتھا آدمی تھا (وہ تین تھے) کہ ان میں سے ایک کہنے لگا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "لَیَدْخُلَنَّ الْجَنَّۃَ بِشَفَاعَۃِ رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِیْ اَکْثَرُ مِنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ" "میری امت کے ایک آدمی کی شفاعت کے ساتھ قبیلہ بنی تمیم کی تعداد سے بھی زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے" ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) وہ آدمی آپ کے علاوہ کوئی اور ہوگا؟ ارشاد فرمایا: ہاں، میرے علاوہ ہوگا۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے اس شخص (راوی) سے پوچھا: کیا آپ نے خود یہ فرمان رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ تو اس نے جواب دیا: ہاں۔ جب وہ اٹھ کر چلا گیا تو میں نے پوچھا: یہ کون صاحب تھے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ ابن الجدعاء یا ابن ابی الجدعاء تھے۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ اور ابن ماجہ نے بھی اسے عن شقیق عن عبداللہ ابن ابی الجدعا روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: میری امت کے ایک آدمی کی شفاعت کے ذریعے اتنے لوگ جنت میں داخل ہوں گے کہ کسی نبی کی شفاعت سے بھی نہیں ہوں گے۔ ان کی تعداد ربیعہ اور مضر دو قبیلوں کے برابر ہوگی۔ اس پر ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) کیا ربیعہ قبیلہ مضر کی ہی شاخ نہیں ہے؟ ارشاد فرمایا: جو کچھ میں کہتا ہوں بس وہی کہتا ہوں۔

اسے امام احمد نے باسناد جید روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اِنَّ الرَّجُلَ لَیَشْفَعُ لِلرَّجُلَیْنِ وَالثَّلَاثَۃِ" "(میری امت کا) ایک آدمی دو تین آدمیوں کی شفاعت ضرور کرے گا"۔

اسے بزار نے روایت کیا۔ اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: (قیامت کے دن) انبیاء کرام (علیہم السلام) کے لئے منبر نصب کئے جائیں گے جن پر وہ حضرات تشریف فرما ہوں گے۔ میرا منبر خالی رہ جائے گا۔ میں اس پر نہیں بیٹھوں گا بلکہ اپنے رب کے سامنے اس خوف سے کھڑا رہوں گا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے جنت بھیج دیا جائے اور میری امت پیچھے رہ جائے۔ چنانچہ میں عرض کروں گا: "یَارَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ" "اے میرے رب! میری امت کی بخشش فرما دے" تو اللہ عزوجل فرمائے گا: "یَا مُحَمَّدُ مَا تُرِیْدُ اَنْ اَصْنَعَ بِاُمَّتِكَ؟" "اے محمد! (ﷺ) آپ کیا چاہتے ہیں، میں آپ کی امت کے ساتھ کیا سلوک کروں؟ میں عرض کروں گا: یارب! ان کا حساب جلد از جلد لے لے (تا کہ محشر کی تکلیف سے ان کی جان چھوٹے) تو میری امت کے لوگوں کو بلا کر ان کا حساب لے لیا جائے گا۔ چنانچہ کچھ لوگ تو اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اور ان میں سے کچھ میری شفاعت سے جنت میں چلے جائیں گے۔ پھر میں شفاعت کرتا ہی رہوں گا حتیٰ کہ مجھے ان لوگوں کی رہائی کا پروانہ بھی عطا فرما دیا جائے گا۔ جنہیں دوزخ میں بھیجا جا چکا ہو گا۔ یہاں تک کہ داروغہ دوزخ مالک کہنے لگے گا: "یَا مُحَمَّدُ مَا تَرَکْتَ لِغَضَبِ رَبِّكَ فِیْ اُمَّتِكَ مِنْ نِّقْمَۃٍ" "اے محمد! (ﷺ) آپ نے تو اپنے رب کے غضب کے لئے اپنی امت میں سے عذاب میں کسی کو رہنے ہی نہیں دیا"۔

اسے طبرانی نے کبیر و اوسط میں اور بیہقی نے کتاب البعث میں روایت کیا۔ اس کی اسناد میں کوئی متروک راوی نہیں ہے۔

حدیث: امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اپنی امت کے لئے شفاعت کرتا جاؤں گا۔ حتیٰ کہ میرا رب مجھے آواز دے گا اور فرمائے گا: "اَقَدْ رَضِیْتَ یَا مُحَمَّدُ؟" "اے محمد! (ﷺ) کیا آپ راضی ہو گئے ہیں؟ تو میں عرض کروں گا: "اَیْ رَبِّ قَدْ رَضِیْتُ" "ہاں میرے پروردگار! میں راضی ہو گیا ہوں"۔ (کیونکہ ساری امت جنت میں جا چکی ہے)۔

اسے بزار اور طبرانی نے روایت کیا۔ اس کی اسناد ان شاء اللہ حسن ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ" "میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ والوں کے لئے ہو گی"۔

اسے ابوداؤد، بزار، طبرانی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ نیز ابن حبان اور بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی اسے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے شفاعت

اور آدھی امت کے (بلا حساب) جنت میں داخلے کے درمیان اختیار دیا گیا تو میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا کیونکہ شفاعت ہی زیادہ عام اور زیادہ کافی ہے۔ "اَمَا اِنَّهَا لَيْسَتْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ الْمُتَقَدِّمِيْنَ وَلٰكِنَّهَا لِلْمُذْنِبِيْنَ الْخَطَّائِيْنَ الْمُتَلَوِّثِيْنَ" یاد رکھو کہ یہ میری شفاعت صرف نیکوکار مومنین کے لئے نہیں بلکہ گناہ گاروں، خطا کاروں، بدکرداروں (1) کے لئے بھی ہوگی۔

اسے امام احمد اور طبرانی نے روایت کیا۔ الفاظ طبرانی کے ہیں اور ان کی اسناد جید ہے۔ نیز امام ابن ماجہ نے بھی اسے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اسی طرح روایت کیا۔

(1) حضور شافع قیامت ﷺ کی شفاعت کئی قسم کی ہوگی۔ ان اقسام میں سے ایک شفاعت وہ ہے جو کبیرہ گناہوں کے مرتکبین کے لئے ہوگی۔ اس باب کی آخری دو تین احادیث میں اسی کا ذکر ہے۔ (مترجم)

حافظ منذری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شہداء کی شفاعت کے متعلق احادیث باب جہاد میں بھی گزر چکی ہیں۔ احادیث شفاعت بہت زیادہ ہیں اور جو ہم نے ذکر کی ہیں وہ باقی سب سے مستغنی کر دیتی ہیں۔

كتاب صفة الجنة والنار

جنت اور دوزخ کا بیان

ترغیب

جنت کا سوال کرنا اور دوزخ سے پناہ مانگنا

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ دعا یوں سکھایا کرتے جیسے کہ قرآن کی سورت سکھا رہے ہوں (فرماتے) کہو: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ الْمَمَاتِ" اے میرے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے، میں تیری پناہ پکڑتا ہوں جہنم کے عذاب سے، میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے، میں تیری پناہ لیتا ہوں مسیح دجال (1) کے فتنہ سے، میں تیری پناہ میں آتا ہوں زندگی اور موت کے فتنہ سے۔

(مالک، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی)۔

حدیث: ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ دعا مانگتے ہوئے سن لیا: یا اللہ! مجھے فیض یاب فرما میرے زوج رسول اللہ ﷺ سے، مجھے فائدہ پہنچا میرے باپ ابوسفیان سے اور میرے بھائی معاویہ سے (رضی اللہ عنہما)۔ تو ارشاد فرمایا: تم نے اللہ تعالیٰ سے محدود عرصہ، چند ایام اور مقدر میں پہلے سے لکھے ہوئے رزق کی دعا کی ہے جو اپنے وقت سے نہ پہلے مل سکتا ہے اور نہ مؤخر ہو سکتا ہے۔ "وَلَوْ سَأَلْتِ اللّٰهَ اَنْ يُعِيْذَكِ مِنَ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ كَانَ خَيْرًا وَّ اَفْضَلَ" "اگر تم اللہ سے یہ سوال کرتیں کہ وہ تمہیں دوزخ سے اور عذاب قبر سے محفوظ رکھے تو یہ زیادہ بہتر اور افضل ہوتا"۔ (مسلم)

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی بندہ دوزخ سے سات مرتبہ پناہ مانگتا ہے تو دوزخ کہتی ہے: "يَا رَبِّ اِنَّ عَبْدَكَ فُلَانًا اسْتَجَارَ مِنِّیْ فَاَجِرْهُ" "یا رب! تیرا فلاں بندہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے، اسے مجھ سے پناہ عطا فرما دے"۔ اور جب کوئی بندہ سات دفعہ جنت کا سوال کرے تو جنت عرض کرتی ہے: "يَا رَبِّ اِنَّ عَبْدَكَ فُلَانًا سَأَلَنِیْ فَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ" "اے میرے رب! تیرا فلاں بندہ تجھ سے میرا سوال

---

(1) دجال علیہ اللعنۃ کو مسیح اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کو شیطان نے مس کیا ہوا ہے اور اس کی ایک آنکھ یوں پچکی ہوئی ہے جیسے انگور کا پچکا ہوا دانا ہوتا ہے۔ (مترجم)

کرتا ہے۔اسے جنت میں داخل فرما دے''۔

اسے ابویعلیٰ نے ایسی اسناد کے ساتھ روایت کیا جو بخاری و مسلم کے مطابق ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے تین دفعہ جنت کا سوال کرے تو جنت کہتی ہے: ''اَللّٰھُمَّ اَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ'' ''یا اللہ! اسے جنت میں داخل کر دے''۔اور جو بندہ تین مرتبہ دوزخ سے پناہ مانگتا ہے تو دوزخ عرض کرنے لگتی ہے: ''اَللّٰھُمَّ اَجِرْہُ مِنَ النَّارِ'' ''اے اللہ! اس بندے کو دوزخ سے پناہ عطا فرما دے''۔

اسے امام ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ان سب کے الفاظ ایک جیسے ہیں۔اور حاکم نے بھی اسے روایت کیا اور صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے ایسے ہیں جو سیر کرتے رہتے ہیں۔وہ ذکر الٰہی کی مجالس تلاش کرتے ہیں۔پھر جب کوئی ذکر کی مجلس پا لیتے ہیں تو اہل ذکر کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں۔اور اپنے پروں کے ساتھ ایک دوسرے کو ڈھانپ لیتے ہیں۔حتیٰ کہ زمین سے آسمان تک ساری جگہ بھر جاتی ہے۔جب لوگ اس محفل سے چلے جاتے ہیں تو فرشتے اوپر چڑھتے ہیں اور آسمان پر پہنچتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ خود بہتر جانتا ہے: فرشتو! تم کہاں سے آئے ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں: ہم تیرے ان بندوں کے پاس سے آرہے ہیں جو تیری تسبیح تہلیل (لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنا)، تکبیر اور حمد کر رہے تھے۔اور تجھ سے کچھ سوال کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا سوال کرتے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: وہ تجھ سے جنت کا سوال کر رہے تھے۔فرماتا ہے: کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! نہیں دیکھی۔اللہ فرماتا ہے: اگر وہ میری جنت دیکھ لیتے تو ان کی کیا حالت ہوتی؟ وہ عرض کرتے ہیں اور وہ تیری پناہ بھی مانگتے تھے۔فرماتا ہے: کس چیز سے میری پناہ مانگتے تھے؟ عرض کرتے ہیں: یارب! تیری دوزخ سے۔اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: کیا انہوں نے میری دوزخ کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض گذار ہوتے ہیں: نہیں۔اللہ پاک فرماتا ہے: اگر وہ میری دوزخ دیکھ لیتے تو ان کا حال کیا ہوتا؟ فرشتے پھر عرض کرتے ہیں: وہ تجھ سے بخشش مانگ رہے تھے۔اس پر اللہ کریم فرماتا ہے: ''قَدْ غَفَرْتُ لَھُمْ وَاَعْطَیْتُھُمْ مَا سَاَلُوْا وَاَجَرْتُھُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوْا'' ''میں نے ان کی بخشش فرما دی ہے۔جو مانگتے تھے وہ انہیں عطا فرما دیا ہے۔اور جس سے پناہ طلب کرتے تھے اس سے انہیں پناہ دے دی ہے''۔فرمایا کہ پھر فرشتے عرض کرنے لگتے ہیں: اے ہمارے رب! ان میں وہ بندہ بھی تھا جو ادھر سے گذرا تو ان کے ساتھ بیٹھ گیا وہ بہت گناہ گار بندہ تھا۔(اس کے متعلق کیا ارشاد ہے؟) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''وَلَہٗ غَفَرْتُ ھُمُ الْقَوْمُ لَا یَشْقٰی بِھِمْ جَلِیْسُھُمْ'' ''میں نے اسے بھی بخش دیا یہ تو ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم و بدنصیب نہیں رہتا''۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا۔الفاظ مسلم کے ہیں۔یہ حدیث باب الذکر میں گذر چکی ہے۔

ترہیب

دوزخ (1) کا بیان

اللہ تعالیٰ اپنے احسان وکرم سے اس سے پناہ عطا فرمائے

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی اکثر یہ دعا ہوتی تھی: رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ (البقرۃ) ''اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بہتری سے نواز اور ہمیں عذاب نار سے محفوظ فرما''۔ (بخاری)

حدیث: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آگ سے بچتے رہو کہتے ہیں: اور آپ ﷺ کے چہرہ انور پر کچھ اثرات ظاہر ہوئے۔ پھر فرمایا: آگ سے بچو پھر آپ نے منہ شریف پھیر لیا اور آثار ظاہر ہوئے۔ ایسا تین مرتبہ ہوا۔ یہاں تک کہ ہمیں گمان ہوا کہ آپ ﷺ دوزخ کی آگ کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا: ''اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَبِکَلِمَةٍ طَیِّبَةٍ'' ''دوزخ سے بچو اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ساتھ ہی ہو اور جو شخص یہ بھی نہ پائے تو وہ کسی اچھی بات کے ذریعہ (2) بچے''۔

اسے بخاری اور مسلم رحمہما اللہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ ﴿۲۱۴﴾ (الشعراء:214) (اور آپ اپنے قریب تر رشتے داروں کو ڈرائیں) تو رسول اللہ ﷺ نے قریش (جو آپ

---

(1) دوزخ اور اس سے اعمال صالحہ کے ذریعے بچنے کا بیان متعدد قرآنی آیات میں موجود ہے۔

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ ﴿۲۴﴾ (البقرہ)

''ترجمہ: ''تو بچو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے''۔

وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْۤ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ ﴿۱۳۱﴾ (آل عمران) ''ترجمہ: اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے''۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَکُمْ وَاَهْلِیْکُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓئِکَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ﴿۶﴾ (التحریم)

''ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ اس پر تند خو سخت فرشتے مقرر ہیں۔ جو اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے۔ اور جو انہیں حکم دیا جائے وہی کرتے ہیں''۔

اِنَّ جَهَنَّمَ کَانَتْ مِرْصَادًا ﴿۲۱﴾ لِّلطّٰغِیْنَ مَاٰبًا ﴿۲۲﴾ لّٰبِثِیْنَ فِیْهَاۤ اَحْقَابًا ﴿۲۳﴾ لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾ اِلَّا حَمِیْمًا وَّغَسَّاقًا ﴿۲۵﴾ جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿۲۶﴾ (النباء) ''ترجمہ: بے شک دوزخ تاک میں ہے۔ سرکشوں کا ٹھکانا ہے۔ انہیں اس میں کئی زمانے رہنا ہے۔ اس میں کوئی ٹھنڈک اور پینے کی کوئی چیز نہ چکھیں گے سوائے کھولتے پانی اور دوزخیوں کی جلتی ہوئی پیپ کے۔ یہ پورا پورا (ان کے کرتوتوں کا) بدلہ ہے''۔ (مترجم)

(2) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَیْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ یَّتْبَعُهَاۤ اَذًی (البقرہ) ''اچھی بات کہنا اور درگذر کرنا اس صدقے سے بہتر ہے جس کے بعد ستانا ہو''۔ (مترجم)

کے خاندان کے لوگ تھے) کو بلایا۔ چنانچہ وہ جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے انہیں عام اور خاص وعظ و تلقین کی اور فرمایا: اے کعب بن لوی! اپنی جانوں کو دوزخ سے بچاؤ۔ اے بنی مرہ بن کعب! خود کو دوزخ سے بچاؤ۔ اے بنی ہاشم! اپنے آپ کو دوزخ سے محفوظ کرلو۔ اے بنی عبدالمطلب! اپنی جانوں کو دوزخ سے بچالو۔ اے فاطمہ! اپنی جان کو دوزخ سے بچا۔ "فَاِنِّیْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا" "(اگر تم نے ایمان قبول نہ کیا اور ایمان قبول کر لینے کے بعد تادم آخر اس پر قائم نہ رہے) تو میں اللہ کے حضور تمہارے لئے کوئی اختیار نہیں رکھتا"۔

اسے امام مسلم، بخاری، ترمذی اور نسائی نے ایسے ہی روایت کیا۔ یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

حدیث: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا۔ فرما رہے تھے: میں تمہیں دوزخ سے ڈراتا ہوں۔ میں تم لوگوں کو دوزخ سے ڈراتا ہوں۔ حتیٰ کہ اگر کوئی آدمی بازار میں ہوتا تو وہ بھی میرے اس مقام سے ضرور سن لیتا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کے کندھوں سے چادر مبارک پاؤں کے پاس گر پڑی۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور نبی اقدس ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری اور میری امت کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جس نے آگ جلائی تو کیڑے مکوڑے اور پتنگے اس میں گرنے لگے۔ (اور وہ انہیں پکڑ پکڑ کر پیچھے ہٹانے لگا کہ جل نہ جائیں) چنانچہ میں تمہاری کمروں کو پکڑے ہوئے ہوں (کہ دوزخ میں نہ گر جاؤ) اور تم ہو کہ اندھا دھند اس میں (اپنی بدکرداریوں سے) گرے پڑتے ہو۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا۔ اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ فرمایا: میری مثال تو اس شخص کی سی ہے جس نے آگ روشن کی چنانچہ جب اس کا اردگرد روشن ہو گیا تو کیڑے پتنگے اور یہ جانور اس میں گرنے لگے۔ اور وہ انہیں گرنے سے روکنے لگا مگر وہ اس پر غالب آ جاتے ہیں (اس کے روکنے سے رکتے نہیں) اور اس میں گرتے چلے جاتے ہیں۔ فرمایا کہ: "فَذَالِكُمْ مَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ وَاَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ هَلُمَّ عَنِ النَّارِ هَلُمَّ عَنِ النَّارِ فَتَغْلِبُوْنِيْ وَتَقْتَحِمُوْنَ فِيْهَا" "پس یہی میری اور تمہاری مثال ہے۔ اور میں تمہاری کمروں کو تھامے ہوئے دوزخ سے روک رہا ہوں۔ (اور کہہ رہا ہوں کہ) دوزخ سے بھاگ آؤ۔ دوزخ سے بھاگ آؤ۔ اور تم زور دیئے جاتے ہو (مانتے نہیں) اور اندھا دھند اس میں گرے پڑتے ہو"۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اور تمہاری مثال تو اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی تو ٹڈے اور پتنگے اس میں گرنے لگے۔ اور وہ انہیں اس میں گرنے سے روکنے لگا۔ "وَاَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَاَنْتُمْ تَفَلَّتُوْنَ مِنْ يَّدَيَّ" "اور میں بھی تمہاری کمروں کو پکڑے تمہیں نار دوزخ میں

گرنے سے روک رہا ہوں (1) اور تم میرے ہاتھوں سے نکلے جاتے ہو"۔ (مسلم)

حدیث: حضرت کلیب بن حزن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جنت کو اپنی پوری کوشش کے ساتھ طلب کرو، اور دوزخ سے مقدور بھر دور بھاگنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ جنت کا طالب سو نہیں سکتا۔ اور دوزخ سے بھاگنے والے کو نیند نہیں آسکتی۔ اور بلا شبہ آج آخرت (کی نعمتیں) مصائب کے ساتھ ڈھکی ہوئی ہیں اور دنیا لذات اور شہوات کے ساتھ ڈھانپ دی گئی ہے۔ "فَلَا تُلْهِيَنَّكُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ" "تو تمہیں یہ (لذات و شہوات دنیا) کہیں آخرت سے غافل نہ کر دیں"۔ (طبرانی)۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مَارَأَيْتُ مِثْلَ النَّارِ نَامَ هَارِبُهَا وَلَا مِثْلَ الْجَنَّةِ نَامَ طَالِبُهَا" "میں نے دوزخ جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی کہ اس سے بھاگنے والا سوتا ہو۔ اور جنت کی مثل کوئی چیز نہیں دیکھی کہ اس کے چاہنے والے کو نیند آئی ہو"۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ اس حدیث کو ہم صرف یحیٰی بن عبید اللہ بن موھب التیمی کی حدیث سے پہچانتے ہیں۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے گروہ مسلمین! ان چیزوں کا شوق رکھو جن کی اللہ نے تمہیں رغبت دلائی ہے اور ان چیزوں سے ڈرتے رہو جن سے اللہ نے تمہیں ڈرایا ہے۔ ان چیزوں سے خوف کھاتے رہو جن کے عذاب و عقاب اور جہنم سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں خوف دلایا ہے۔ اس لئے کہ اگر جنت کا ایک قطرہ اس دنیا میں تمہیں مل جائے جس میں تم رہتے ہو تو ساری دنیا کو تمہارے لئے پاک و صاف کر دے اور اگر دوزخ کا ایک قطرہ تمہارے پاس اس دنیا میں آجائے جس میں تم موجود ہو تو پوری دنیا کو تمہارے اوپر ناپاک کر ڈالے۔

اسے بیہقی نے روایت کیا۔ اس کی اسناد کا حال اس وقت میرے (مصنف کے) ذہن میں نہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (شب معراج) ایک گھوڑ (براق) پیش کیا گیا جو اپنا ہر قدم منتہائے نظر پر رکھتا تھا۔ چنانچہ وہ (مجھے لے کر) چل پڑا اور جبریل علیہ السلام بھی اس کے ساتھ چلنے لگے۔ تو جبریل علیہ السلام ایک قوم کے پاس پہنچے جو ایک دن کھیتی بوتی تھی اور دوسرے دن کاٹ لیتی تھی۔ اور جب وہ کھیتی کو کاٹ لیتی تو کھیتی پہلے کی طرح پھر پک کر تیار ہو جاتی۔ تو آپ ﷺ نے پوچھا: اے جبریل! یہ لوگ کون ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: یہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔ ان کی نیکیاں سات سو گنا تک بڑھائی جاتی ہیں اور جو کچھ وہ (راہ خدا میں)

---

(1) کیونکہ امت کا کسی تکلیف میں مبتلا ہونا آپ ﷺ کے لئے باعث گرانی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ (التوبہ)

"بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم ہی میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے ہیں۔ اہل ایمان پر کمال مہربان بہت رحمت والے ہیں"۔ (مترجم)

خرچ کرتے ہیں اس کا صلہ پاتے ہیں۔ پھر جبریل علیہ السلام (مجھے ساتھ لئے ہوئے) ایک ایسی قوم کے پاس آئے جن کے سر بڑے پتھر کے ساتھ توڑے جا رہے تھے۔ جونہی ان کے سر توڑ دیئے جاتے فوراً پہلے کی طرح صحیح سلامت ہو جاتے۔ اور اس میں ان پر ذرا بھی وقفہ نہیں ہو رہا تھا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: "هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ تَثَاقَلَتْ رُءُ وْسُهُمْ عَنِ الصَّلٰوةِ" "یہ وہ لوگ ہیں کہ نماز کے وقت ان کے سر (سستی سے) بوجھل ہو جایا کرتے تھے"۔ پھر ایک اور قوم کے پاس پہنچے ان کے پیچھے بھی کاغذ کے پرچے (جن میں لوگوں کے حقوق تحریر ہوں گے جو ان لوگوں نے ادا نہ کئے ہوں گے) ہیں اور آگے بھی۔ چارپایوں کی طرح خاردار جھاڑیاں، تھوہر (جو نہایت بدبودار، بدذائقہ اور کانٹے دار ہوتی ہے) اور جہنم کے دہکتے ہوئے پتھر چر رہے ہیں۔ پوچھا کہ اے جبریل! یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں کے صدقات (زکوۃ وفطرانہ وغیرہ) ادا نہیں کرتے تھے۔ پھر ایک آدمی کے پاس آئے جس نے لکڑیوں کا ایک گٹھا جمع کر رکھا تھا جسے اٹھانے کی قوت نہ رکھتا تھا۔ اور چاہتا تھا کہ اس پر اور لکڑیاں بھی رکھ لے۔ پوچھا: جبریل! یہ کون شخص ہے؟ وہ عرض گذار ہوئے: یہ آپ کی امت کا وہ شخص ہے جس پر لوگوں کی امانتیں تھیں جنہیں ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا مگر چاہتا تھا کہ مزید امانتیں اٹھا لے۔ پھر کچھ ایسے لوگوں کے پاس پہنچے جن کے ہونٹ اور زبانیں لوہے کی قینچیوں کے ساتھ کاٹے جا رہے تھے۔ جب ہونٹ اور زبانیں کٹ جاتیں تو پھر اپنی پہلی حالت پر آ جاتیں اور اس عمل میں ان سے کوئی نرمی نہیں برتی جاتی تھی۔ فرمایا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ وہ عرض کرنے لگے: "خُطَبَآءُ الْفِتْنَةِ" "یہ فتنہ باز خطباء و مقررین ہیں۔ پھر ایک چھوٹے سے بل (زمین میں سوراخ) پر آئے۔ جس میں سے ایک بہت بڑا بیل نکلتا ہے۔ پھر یہ بیل چاہتا ہے کہ جہاں سے نکلا ہے وہیں دوبارہ داخل ہو جائے مگر ایسا کر نہیں پاتا۔ پوچھا کہ یہ کون ہے؟ اے جبریل! انہوں نے جواب دیا: یہ وہ شخص ہے جو بڑی بڑی باتیں منہ سے نکالتا تھا پھر ان پر شرمندہ ہو کر چاہتا تھا کہ ان کی تردید کر دے مگر اس سے ایسا کرنا ممکن نہ ہوتا تھا۔ اس کے بعد ایک وادی میں پہنچے۔ جس میں خوشگوار ہوا پائی۔ اور مشک کی خوشبو کے ساتھ ایک آواز آتی ہوئی محسوس کی۔ پوچھا: یہ کیا ہے؟ جبریل علیہ السلام عرض گذار ہوئے: یہ جنت کی آواز ہے۔ جنت عرض کر رہی ہے: یارب! جنتی لوگ اور جو تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہوا ہے، وہ مجھے دے دے۔ کیونکہ میرے درخت، میری ریشم، سندس، استبرق، عبقری (جنتی لباسوں کے نام) میرے موتی، چاندی، سونا اور میرے کوزے، پیالے، چھاگلیں، میوے، شہد، میرا پانی اور دودھ اور میری شراب زیادہ ہو گئے ہیں۔ لہٰذا میرے ساتھ اپنے وعدہ کے مطابق مجھے عطا فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہر مسلمان مرد، مسلمان عورت، مومن مرد، مومن عورت۔ جو مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لایا۔ نیک اعمال کرتا رہا۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا۔ اور میرے سوا کسی کو معبود نہ بنایا، یہ سب تیرے اندر داخل ہوں گے اور امن پائیں گے۔ جو مجھ سے مانگے میں اسے عطا فرماتا ہوں۔ جو مجھے قرض دے (صدقہ وخیرات کرے) میں اسے بدلہ دیتا ہوں۔ اور جو مجھ پر بھروسہ کرے، میں اسے کافی ہو جاتا ہوں۔ میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میرے وعدوں کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ کامیاب ہو چکے

ایمان لانے والے۔ اللہ تعالیٰ برکتوں والا ہے، بہترین تخلیق فرمانے والا ہے۔ اس پر جنت نے عرض کیا: "قَدْ رَضِيْتُ" "میں راضی ہوگئی ہوں"۔ پھر ایک اور وادی میں پہنچے اور ایک بری آواز سنائی دی۔ تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: اے جبریل! یہ آواز کیسی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یہ آواز جہنم کی ہے جو عرض کر رہی ہے: اے میرے رب! اہل جہنم میرے سپرد فرمادے اور جو کچھ میرے ساتھ تو نے وعدہ فرمایا ہوا ہے، وہ بھی دے ڈال کہ میری زنجیریں، طوق، میری بھڑک، کھولتا ہوا پانی، میرے اندر دوزخیوں کی پیپ اور ان کی نچوڑن بہت زیادہ ہو چکی ہے۔ میری گہرائی دور تک پہنچ چکی اور میری گرمی شدت اختیار کر چکی ہے۔ لہٰذا اپنے وعدہ کے مطابق جو کچھ (مجھ میں ڈالنا ہے) میرے سپرد فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے جواب دیا: تیرے ہی لئے ہے ہر مشرک مرد و عورت، ہر خبیث مرد و خبیث عورت اور ہر وہ متکبر جو یوم حساب پر ایمان نہیں رکھتا۔ جہنم عرض گذار ہوئی: "قَدْ رَضِيْتُ" "میں خوش ہوگئی"۔

یہ حدیث واقعہ معراج اور نماز فرض وغیرہ کے ابواب میں ذکر ہو چکی ہے۔ اسے بزار نے عن الربیع بن انس عن ابی العالیۃ وغیرہ عن ابی ہریرہ روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، اگر تم وہ کچھ دیکھ لو جو میں دیکھتا ہوں تو بہت تھوڑا ہنسو اور بہت زیادہ روتے رہو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم عرض گذار ہوئے: یارسول اللہ! (ﷺ) آپ کیا دیکھتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: "رَأَيْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ" "میں جنت اور دوزخ کو دیکھتا ہوں"۔ (مسلم اور ابویعلیٰ)

حدیث: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کچھ لوگوں کے پاس سے گذرے جو ہنس رہے تھے۔ یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: تم ہنس رہے ہو حالانکہ جنت اور دوزخ کا ذکر تمہارے سامنے ہوتا رہتا ہے؟ (تم جنت کے حصول اور دوزخ سے نجات کی فکر سے آزاد ہو گئے ہو) راوی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ان لوگوں میں سے کسی کو تاحیات ہنستے نہیں دیکھا گیا۔ اور انہیں کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں: نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۹﴾ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ﴿۵۰﴾ (الحجر) "میرے بندوں کو بتادیں کہ میں بہت بخشش فرمانے والا، بے حد رحم کرنے والا ہوں۔ اور میرا عذاب بھی بڑا دردناک عذاب ہے"۔

اسے بزار نے روایت کیا۔ اس کی اسناد میں کوئی راوی متروک اور متہم نہیں ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضور نبی انور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: تم لوگ دو عظیم چیزوں یعنی جنت اور دوزخ کو کبھی فراموش نہ کر بیٹھنا۔ پھر آپ ﷺ رونے لگے حتیٰ کہ ریش مبارک کی دونوں طرفیں آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔ پھر فرمایا: "وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ مِنْ اَمْرِ الْاٰخِرَةِ لَمَشَيْتُمْ اِلَى الصَّعِيْدِ وَلَحَثَيْتُمْ عَلٰى رُءُوْسِكُمُ التُّرَابَ" "قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان

ہے، اگر تم وہ کچھ جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم میدانوں کی طرف نکل جاؤ اور اپنے سروں پر خاک ڈال لو''۔ (ابویعلیٰ)۔

حدیث: امیر المومنین سیدنا عمر فاروق بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہے کہ (ایک روز) حضرت جبریل علیہ السلام نبی محترم ﷺ کی خدمت میں ایسے وقت میں حاضر ہوئے کہ پہلے ایسے وقت میں نہیں آیا کرتے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور ارشاد فرمایا: اے جبریل! کیا بات ہے، میں تمہارا رنگ بدلا ہوا دیکھ رہا ہوں؟ تو جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: اللہ عزوجل نے مجھے حکم دیا تو میں آپ کی خدمت میں دوزخ میں پھونکنے کی خبر لے کر حاضر ہوا ہوں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے جبریل! میرے سامنے آگ کا وصف بیان کرو اور جہنم کا پورا پورا ذکر سناؤ۔ حضرت جبریل علیہ السلام عرض گذار ہوئے: اللہ تبارک وتعالیٰ نے جہنم کے لئے حکم صادر فرمایا تو اس میں ایک ہزار سال تک پھونکا گیا یہاں تک کہ وہ سفید پڑ گئی۔ پھر حکم دیا تو ایک ہزار سال تک پھونکا گیا تو آگ کا رنگ سرخ ہو گیا۔ پھر حکم فرمایا تو ایک ہزار برس تک اور پھونکا گیا یہاں تک کہ اس کا رنگ سیاہ ہو گیا۔ فلہذا اب وہ سخت سیاہ اور تاریک ہے۔ اس کے شعلے روشنی نہیں دیتے (جیسے دنیا کی آگ کے شعلے روشنی دیتے ہیں)۔ اور نہ اس کے انگارے بجھتے ہیں۔ قسم ہے اس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا: ''لَوْ اَنَّ قَدْرَ نُقْبِ اِبْرَةٍ فُتِحَ مِنْ جَهَنَّمَ لَمَاتَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا مِّنْ حَرِّهٖ'' ''اگر سوئی کے ناکے کے برابر جہنم کھل جائے تو زمین والے سب کے سب اس کی گرمی سے ہلاک ہو جائیں''۔ قسم ہے اس کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا، اگر جہنم کے نگرانوں میں سے کوئی نگران اہل زمین کے سامنے ظاہر ہو جائے تو زمین کے باسی سارے کے سارے اس کے چہرے کی بدصورتی اور اس کی بدبو سے مر مٹ جائیں۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، اگر جہنم کی زنجیروں میں سے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے، کوئی زنجیر دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دی جائے تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں اور سب سے نچلی (ساتویں) زمین تک انہیں قرار نہ آسکے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے: بس بس اتنا ہی بہت ہے، اے جبریل! کہیں میرا دل پھٹ نہ جائے اور میں انتقال نہ کر جاؤں۔ راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جبریل علیہ السلام کی طرف دیکھا تو وہ رو رہے تھے۔ ارشاد فرمایا: جبریل! تم رو رہے ہو حالانکہ تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درجہ عظیمہ رکھتے ہو؟ وہ عرض گذار ہوئے: کیوں نہ روؤں۔ میں رونے کا زیادہ سزاوار ہوں، شاید اللہ کے علم میں اس مقام پر نہ ہوں جس پر نظر آتا ہوں۔ مجھے معلوم نہیں کہ کہیں میں اس مصیبت میں مبتلا نہ کر دیا جاؤں جس میں ابلیس گرفتار ہوا۔ حالانکہ وہ فرشتوں میں رہتا تھا۔ اور میں یہ بھی نہیں جانتا کہ کہیں اس آزمائش میں نہ ڈال دیا جاؤں جس میں ہاروت و ماروت ڈال دیئے گئے تھے۔ فرماتے ہیں: یہ سن کر رسول اللہ ﷺ رونے لگے جبکہ حضرت جبریل علیہ السلام بھی رو رہے تھے۔ چنانچہ دونوں روتے رہے۔ ''حَتّٰى نُوْدِيَا اَنْ يَّاجِبْرِيْلُ وَيَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ اٰمَنَكُمَا اَنْ تَعْصِيَاهُ'' ''یہاں تک کہ ندا فرمائی گئی کہ اے جبریل اور محمد (صلی اللہ علیہما وسلم) بلاشبہ اللہ عزوجل نے آپ دونوں کو اپنی نافرمانی سے معصوم کر دیا ہے''۔ اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام تو آسمان پر چلے گئے اور رسول اللہ ﷺ باہر تشریف

لے گئے تو انصار کے کچھ لوگوں کے پاس سے گذر ہوا جو ہنس رہے تھے اور کھیل کود میں مصروف تھے۔ آپ ﷺ نے یہ دیکھ کر فرمایا: تم ہنس رہے ہو حالانکہ جہنم تمہارے پیچھے کھڑی ہے؟ ''فَلَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَّ لَمَا اَسَغْتُمُ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ وَلَخَرَجْتُمْ اِلَى الصَّعَدَاتِ تَجْئَرُوْنَ اِلَى اللّٰهِ'' ''تم اگر وہ جان لو جو مجھے معلوم ہے تو تم بہت تھوڑا ہنسو اور بہت زیادہ رویا کرو اور کھانا پینا حلق سے نیچے نہ اتار سکو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کرتے ہوئے بیابانوں کی طرف نکل جاؤ''۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ (ایک روز) حضرت جبریل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو اس قدر غمگین تھے کہ سر اوپر نہیں اٹھا رہے تھے۔ انہیں اس حالت میں دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کیا بات ہے جبریل! میں تمہیں اتنا غمگین دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے عرض کیا: میں نے جہنم کو سانس لیتے دیکھا ہے تو اس وقت سے میری سانس نہیں لوٹی۔

اسے بھی طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا: کیا وجہ ہے، میں نے کبھی میکائیل علیہ السلام کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: ''مَاضَحِكَ مِيْكَائِيْلُ مُنْذُ خُلِقَتِ النَّارُ'' ''جب سے دوزخ پیدا کی گئی ہے، میکائیل علیہ السلام کبھی نہیں ہنسے''۔

اسے امام احمد نے بروایت اسمٰعیل بن عیاش روایت کیا۔ اس کے باقی راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہی نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تمہاری (دنیا کی) آگ جہنم کی آگ کے سترویں حصے کا ایک حصہ ہے اور اگر اسے پانی کے ساتھ دو مرتبہ بجھایا نہ جاتا تو تم اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے تھے۔ ''وَاِنَّهَا لَتَدْعُوا اللّٰهَ اَنْ لَّا يُعِيْدَهَا فِيْهَا'' ''اور یہ اللہ سے دعا کرتی رہتی ہے کہ اسے دوبارہ دوزخ میں نہ لوٹایا جائے''۔

اسے ابن ماجہ نے اسناد واہ سے اور حاکم نے جسر بن فرقد سے جو کہ واہی ہیں روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز دوزخ کو ستر ہزار لگامیں ڈالی جائیں گی۔ ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اس کو کھینچ رہے ہوں گے۔

اسے مسلم اور ترمذی نے روایت کیا۔

فصل

دوزخ کی گرمی کی شدت وغیرہ

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری یہ آگ جسے آدمی جلاتے ہیں۔ دوزخ کی آگ کے ستر اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم عرض گذار ہوئے: اللہ کی قسم، یہ ہی (انسان کو جلانے کے لئے) کافی تھی۔ سرور عالم ﷺ نے فرمایا: دوزخ کی آگ کو اس آگ پر انہتر درجے زیادہ (گرم) رکھا گیا ہے اور اس کا ہر درجہ اس کی گرمی کے برابر ہے۔

اسے امام مالک، بخاری، مسلم اور ترمذی نے روایت کیا۔ امام مالک کے ہاں ''اس کا ہر درجہ اس کے مثل ہے'' کے الفاظ نہیں ہیں۔ نیز اسے امام احمد، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے بھی روایت کیا اور ان سب نے یہ الفاظ زائد روایت کئے ہیں: ''وَضُرِبَتْ بِالْبَحْرِ مَرَّتَيْنِ وَلَوْلَا ذَالِكَ مَاجَعَلَ اللّٰهُ فِيْهَا مَنْفِعَةً لِّاَحَدٍ'' ''اور اس (دنیا کی آگ) کو دو مرتبہ سمندر میں ڈبویا گیا (اور اس کی گرمی کم کی گئی) اگر ایسا نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اسے کسی شخص کے لئے فائدہ بخش نہ بناتا''۔

اور بیہقی کی ایک روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ جہنم کی آگ تمہاری اس آگ کی مثل ہے؟ وہ تو تارکول (لک) سے بھی زیادہ سیاہ ہے۔ یہ (تمہاری آگ) اس کے ساٹھ سے اوپر اور چالیس سے زائد حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ (یہ شک ابوسہل راوی کو ہے)۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّ هٰذِهِ النَّارَ جُزْءٌ مِّنْ مِائَةِ جُزْءٍ مِّنْ جَهَنَّمَ'' ''بے شک یہ (دنیا کی) آگ جہنم کی آگ کے سو اجزاء میں سے ایک جزو ہے''۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا۔ اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نبی سرور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر اس مسجد میں ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ لوگ ہوں اور ان میں اہل دوزخ میں سے کوئی شخص آکر سانس لے اور اس کی سانس اہل مسجد کو پہنچے تو مسجد و اہل مسجد کو جلا کر راکھ کردے۔

اسے ابویعلیٰ نے روایت کیا۔ اس کی اسناد حسن ہے۔ اور متن میں نکارت ہے۔ بزار نے بھی اسے روایت کیا۔ ان کے الفاظ یہ ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَوْكَانَ فِي الْمَسْجِدِ مِائَةُ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ثُمَّ تَنَفَّسَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ النَّارِ لَاَحْرَقَهُمْ'' ''اگر اس مسجد میں ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ لوگ ہوں۔ پھر اہل دوزخ میں سے کوئی شخص سانس لے تو ان سب کو جلا ڈالے''۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر جہنم میں سے ایک

ڈول زمین کے درمیان ڈال دیا جائے تو اس کی بدبو اور گرمی کی شدت سے مشرق و مغرب کی مخلوق مبتلائے اذیت ہو جائے۔ اور اگر جہنم کے انگاروں میں سے کوئی انگارہ مشرق میں ہو تو مغرب والے اس کی گرمی پائیں۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ اس کی اسناد میں احتمال تحسین ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے جنت اور دوزخ کو پیدا فرمایا تو حضرت جبریل علیہ السلام کو جنت کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ جنت کو دیکھو اور جو کچھ میں نے اس میں اہل جنت کے لئے پیدا فرمایا ہے اس کا بھی مشاہدہ کرو۔ فرمایا کہ جبریل علیہ السلام آئے، جنت کو اور اہل جنت کے لئے اللہ تعالیٰ کی تیار فرمائی ہوئی نعمتوں کو دیکھا۔ فرمایا کہ پھر وہ واپس حاضر ہوئے۔ عرض کرنے لگے: تیری عزت کی قسم، جو بھی اس کا ذکر سنے گا، اس میں داخل ہونا چاہے گا۔ چنانچہ بحکم خداوندی جنت کو تکالیف سے گھیر دیا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: دوبارہ جاؤ اور جنت اور اہل جنت کے لئے میرا تیار فرمودہ ساز و سامان دیکھو۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام گئے تو دیکھا کہ اسے تکالیف و مصائب سے ڈھانپ دیا گیا ہے۔ واپس آ کر عرض گذار ہوئے: ''وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خِفْتُ اَنْ لَّا يَدْخُلَهَا اَحَدٌ'' ''قسم تیری عزت کی، مجھے خوف ہے کہ کوئی بھی اس میں داخل نہ ہو سکے گا۔ (سوائے تیری رحمت کے) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (اب) دوزخ کی طرف جاؤ اور دوزخ و اہل دوزخ کے لئے جو کچھ (عذاب) میں نے تیار کیا ہے کہ دیکھو۔ فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے دوزخ کی جانب نظر کی اور دیکھا کہ اس کے بعض حصے ایک دوسرے کے اوپر چڑھ رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر جبریل علیہ السلام بارگاہ خداوندی میں لوٹے اور عرض کیا: تیری عزت کی قسم، جو بھی اس کے بارے میں سن لے گا، اس میں داخل ہونے سے بچے گا۔ پھر حکم ہوا تو دوزخ کو شہوات (حب دنیا وغیرہ) سے ڈھانپ دیا گیا۔ اب پھر فرمایا کہ دوبارہ جاؤ۔ وہ گئے اور واپس آ کر عرض گذار ہوئے: ''وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ لَّا يَنْجُوَ مِنْهَا اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَهَا'' ''قسم ہے تیری عزت کی، میں ڈرتا ہوں کہ کوئی بھی اس سے بچ نہ سکے گا بلکہ سب اس میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے''۔

اسے ابوداؤد، نسائی اور ترمذی نے روایت کیا۔ الفاظ ترمذی کے ہیں اور آپ فرماتے ہیں کہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں: سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّ زَفِيْرًا ﴿۱۲﴾ (الفرقان) ''جب آگ انہیں دور کی جگہ سے دیکھے گی'' یہ دوری سو برس کی مسافت ہوگی اور یہ اس وقت ہوگا جب جہنم کو ستر ہزار لگاموں کے ساتھ کھینچ کر لایا جائے گا۔ ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے۔ اگر اسے (ذرا سا بھی) چھوڑ دیا جائے تو ہر نیک و بد کو آن گھیرے۔ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ (الفرقان: 12) ''تو وہ اس کا جوش مارنا اور چنگھاڑنا سنیں (1) گے''۔ جہنم ایک چنگھاڑ مارے گی تو آنسو کا ہر قطرہ گر پڑے گا پھر دوسری مرتبہ چنگھاڑے گی تو دلوں کو ان کی جگہ سے

(1) آیئے اس مقام پر قرآن حکیم سے جنت و دوزخ کے متعلق چند آیات ملاحظہ کر لیں۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ﴿۱۰﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

کاٹ ڈالے گی۔ مسوڑھے اور حلق قطع کردے گی اور اسی کے متعلق ہے اللہ کا یہ ارشاد: وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ (الاحزاب:10) ''اور دل حلقوں تک آپہنچے''۔

اسے آدم بن ابی ایاس نے اپنی تفسیر میں موقوفاً روایت کیا ہے۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ﴿۱۱﴾ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّ زَفِيْرًا ﴿۱۲﴾ وَ اِذَاۤ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ﴿۱۳﴾ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّ ادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۴﴾ قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّ مَصِيْرًا ﴿۱۵﴾ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ؕ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا ﴿۱۶﴾ (فرقان)

ترجمہ: ''برکتوں والا ہے اللہ تعالیٰ جو اگر چاہے تو آپ کے لئے اس (جس کا کفار مطالبہ کرتے ہیں) سے بہتر بنادے۔ ایسے باغات ہوں جن کے نیچے نہریں رواں دواں ہوں اور آپ کے لئے بڑے بڑے محلات بنادے۔ بلکہ یہ (کفار) تو قیامت کو جھٹلاتے ہیں اور جو لوگ قیامت کو جھٹلاتے ہیں ہم نے ان کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ جب یہ آگ انہیں دور سے دیکھے گی (یہ دوری ابھی حدیث پاک میں سو سال کی مسافت بیان ہوئی ہے) تو یہ لوگ اس کا جوش مارنا اور چنگھاڑنا سنیں گے۔ اور جب انہیں زنجیروں میں جکڑ کر کسی تنگ جگہ سے اس میں پھینکا جائے گا تو وہاں موت کو پکاریں گے۔ (فرمان ہوگا) آج ایک موت نہ مانگو بلکہ بہت سی موتیں مانگو۔ آپ (اے حبیب ﷺ!) فرمائیں کہ (بھلا بتاؤ تو) یہ بھڑکتی ہوئی آگ اچھی ہے یا وہ ہمیشہ ہمیشہ کی جنت، جس کا وعدہ پرہیزگاروں سے کیا گیا ہے؟ یہ جنت ان کے لئے جزاء اور ان کا ٹھکانہ ہوگی۔ ان (پرہیزگاروں) کے لئے اس میں ہر وہ نعمت ہوگی جس کی خواہش کریں گے۔ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ یہ آپ کے رب کے ذمہ وعدہ ہے جس کا پورا کرنا ضروری ہے۔ (مترجم)

فصل

دوزخ کی تاریکی، سیاہی اور انگارے

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور نبی محترم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دوزخ کی آگ کو ایک ہزار سال تک دہکایا گیا یہاں تک کہ وہ سرخ ہوگئی۔ پھر ایک ہزار سال تک دہکایا گیا یہاں تک کہ سفید پڑ گئی پھر ایک ہزار برس تک دہکایا گیا حتیٰ کہ کالی سیاہ ہوگئی۔ "فَهِيَ سَوْدَآءُ كَاللَّيْلِ الْمُظْلِمِ" "چنانچہ اب وہ کالی رات کی طرح سیاہ ہے"۔

اسے امام ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی نے روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا کہ اس سلسلے میں حضرت ابوہریرہ کی موقوف حدیث زیادہ صحیح ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ اسے یحییٰ بن ابی بکیر عن شریک کے سوا کسی نے مرفوع کیا ہو۔ نیز امام مالک نے اور بیہقی نے اسے شعب میں مختصرا موقوفا روایت کیا کہ فرمایا: "اَتَرَوْنَهَا حَمْرَآءَ كَنَارِكُمْ هٰذِهٖ لَهِيَ اَشَدُّ سَوَادًا مِّنَ الْقَارِ" "کیا تم سمجھتے ہو کہ دوزخ کی آگ تمہاری اس آگ کی طرح سرخ ہوگی (ایسا نہیں بلکہ) وہ تو تارکول (لک) سے بھی زیادہ سیاہ ہے"۔

رزین نے یہ الفاظ زائد کئے ہیں: "وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ النَّارِ اَصَابُوْا نَارَكُمْ هٰذِهٖ لَنَامُوْا فِيْهَا اَوْ قَالَ لَقَالُوْا فِيْهَا" "اور اگر اہل دوزخ تمہاری اس آگ میں آپڑیں تو (اتنا آرام محسوس کریں کہ) اس میں سو جائیں یا فرمایا کہ اس میں قیلولہ کرلیں"۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے تمہاری اس آگ کا ذکر کیا اور فرمایا: یہ تو جہنم کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ اور یہ تم تک نہیں پہنچی (میرے خیال میں فرمایا) جب تک اسے دومرتبہ پانی سے تر نہیں کیا گیا۔ تاکہ تمہارے لئے روشنی کرے۔ اور نار جہنم سیاہ تاریک ہے۔

اسے بزار نے روایت کیا۔ اور گذر چکا کہ حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔

حدیث: اور یہ بھی انہی (انس) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (البقرۃ:24) "اس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے" اور ارشاد فرمایا: اس پر ایک ہزار سال تک دھونکا گیا تو وہ سرخ ہوگئی۔ ایک ہزار سال تک دھونکا گیا حتیٰ کہ وہ سفید ہوگئی اور ایک ہزار سال تک دھونکا گیا یہاں تک کہ وہ سیاہ ہوگئی۔ چنانچہ اب وہ سیاہ تاریک ہے۔ اس کے شعلے روشنی نہیں دیتے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ "لَا يُطْفَأُ لَهَبُهَا" "اس کے شعلے ٹھنڈے نہیں کئے جاتے"۔ (مسلسل بھڑکتے ہیں مگر روشن نہیں)

اسے بیہقی اور اصبہانی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت علقمہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں: اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ (المرسلات) "بے شک وہ جہنم بڑے بڑے انگارے پھینکتی ہے جیسے محل ہیں"۔ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے

فرمایا: میں یہ نہیں کہتا کہ وہ انگارے درختوں کی طرح (بلند اور سیدھے لمبے) ہیں بلکہ وہ محلات اور قلعوں کی طرح (طویل و عریض) ہیں۔

اسے بیہقی نے ایسی اسناد کے ساتھ روایت کیا جس میں کوئی اعتراض نہیں۔ اس میں خدیج بن معاویہ ہیں۔ جن کو ابو حاتم نے ثقہ قرار دیا ہے۔

فصل

دوزخ کے اندر وادیوں اور پہاڑوں کا بیان

حدیث: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ویل'' جہنم کے اندر ایک وادی ہے جس میں کافر جہنم کی تہہ تک پہنچنے سے پہلے چالیس سال تک گرتا چلا جائے گا۔

اسے امام احمد اور ترمذی نے روایت کیا۔ مگر ترمذی نے یہ الفاظ کہے: ''وَادٍ بَیْنَ جَبَلَیْنِ یَهْوِیْ فِیْهِ الْکَافِرُ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا قَبْلَ اَنْ یَّبْلُغَ قَعْرَهٗ'' ''ویل'' (جہنم کے اندر) دو پہاڑوں کے درمیان ایک وادی ہے جس میں کافر جہنم کی تہہ تک پہنچنے سے پہلے ستر برس تک گرتا رہے گا''۔

اسے ابن حبان نے بھی ترمذی کی طرح اور حاکم نے روایت کیا۔ اور صحیح الاسناد کہا۔ نیز بیہقی نے بھی اسے بطریق حاکم روایت کیا مگر ان کے الفاظ ہیں کہ: ''یَهْوِیْ فِیْهِ الْکَافِرُ اَرْبَعِیْنَ خَرِیْفًا قَبْلَ اَنْ یُّفْرَغَ مِنْ حِسَابِ النَّاسِ'' ''اس میں کافر آدمی لوگوں کے حساب سے فارغ ہونے سے پہلے چالیس برس تک گرتا چلا جائے گا''۔

حدیث: اور آپ (ابوسعید) رضی اللہ عنہ ہی حضور نبی انور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ﴿۱۷﴾ (المدثر) ''میں عنقریب اس (کافر) کو صعود پر چڑھاؤں گا'' کے متعلق ارشاد فرمایا: (صعود) جہنم میں آگ کا ایک پہاڑ ہے۔ کافر کو مجبور کیا جائے گا کہ اس پر چڑھے چنانچہ جب وہ اپنا ہاتھ اس پر (چڑھنے کے لئے) رکھے گا تو ہاتھ پگھل جائے گا۔ جب اٹھالے گا تو ٹھیک ہو جائے گا اور جب اس پر اپنا پاؤں رکھے گا تو وہ بھی پگھل جائے گا۔ جب اٹھالے گا تو پھر درست ہو جائے گا۔ کافر ستر برس تک اس پر چڑھتا رہے گا اور اسی طرح (ستر برس تک) گرتا رہے گا۔

اسے امام احمد اور حاکم نے بطریق دراج روایت کیا اور حاکم نے صحیح الاسناد کہا۔ اور ترمذی نے بھی اسے بطریق ابن لہیعہ عن دراج مختصراً روایت کیا۔ فرمایا: ''اَلصَّعُوْدُ جَبَلٌ مِّنْ نَّارٍ یَّتَصَعَّدُ فِیْهِ الْکَافِرُ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا وَّ یَهْوِیْ بِهٖ کَذٰلِكَ اَبَدًا'' ''صعود آگ کا ایک پہاڑ ہے۔ کافر اس پر ستر برس تک چڑھتا رہے گا اور ایسے ہی اس پر سے ہمیشہ (ستر سال تک) گرتا رہے گا''۔ اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے ہم اسے مرفوعاً سوائے ابن لہیعہ کی حدیث کے نہیں جانتے۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا ﴿۵۹﴾ (مریم) تو عنقریب وہ (کافر

لوگ) غی کو پالیں گے) کے بارے میں روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ "وَادٍ فِیْ جَهَنَّمَ یُقْذَفُ فِیْهِ الَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوَاتِ" "(غی) جہنم کے اندر ایک وادی ہے جس میں ان لوگوں کو پھینکا جائے گا جو نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں"۔

اسے طبرانی اور بیہقی نے بروایت ابوعبیدہ عن ابیہ عبداللہ بن مسعود روایت کیا جبکہ ابوعبیدہ کی اپنے والد عبداللہ بن مسعود سے سماعت ثابت نہیں۔ اس کے بعض طرق کے راوی ثقہ ہیں۔ اور بیہقی کی ایک اور روایت میں ہے کہ فرمایا: "نَهْرٌ فِیْ جَهَنَّمَ بَعِیْدُ الْقَعْرِ خَبِیْثُ الطَّعْمِ" "(غی) جہنم کے اندر ایک نہر ہے۔ جو بہت گہری اور اس کا پانی انتہائی بدمزہ ہے"۔

اور اس کی اسناد اگر انقطاع نہ ہوتا تو جید تھی۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اللہ کے فرمان: وَجَعَلْنَا بَیْنَهُمْ مَّوْبِقًا﴿۵۲﴾ (الکہف) اور ہم ان (بت پرستوں اور ان کے بتوں) کے درمیان وادی موبق حائل کر دیں گے) کے متعلق روایت ہے، فرماتے ہیں: "وَادٍ مِّنْ قَیْحٍ وَّ دَمٍ" "موبق پیپ اور خون کی ایک وادی ہے"۔

اسے بیہقی وغیرہ نے بطریق یزید بن درہم روایت کیا۔ ان کے ثقہ ہونے میں اختلاف ہے۔

حدیث: امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب الحزن یا وادی الحزن سے اللہ کی پناہ مانگو۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ! (ﷺ) یہ جب الحزن یا وادی الحزن کیا ہے؟ تو سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "وَادٍ فِیْ جَهَنَّمَ تَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ کُلَّ یَوْمٍ سَبْعِیْنَ مَرَّةً اَعَدَّهُ اللّٰهُ لِلْقُرَّآءِ الْمُرَائِیْنَ" "یہ جہنم کے اندر ایک ایسی وادی ہے کہ باقی جہنم اس سے ہر روز ستر مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ریا کار قاریوں کے لئے تیار فرمائی ہے"۔ (جو قرآن تو خوب پڑھتے ہیں مگر عمل کوئی اس کے مطابق نہیں کرتے اَعَاذَنَا اللّٰه عنه)۔

اسے بیہقی نے باسناد حسن روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی سرور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ" "جب الحزن سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرو"۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) جب الحزن کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: جہنم کے اندر یہ ایک وادی ہے جس سے جہنم (کا باقی حصہ) ہر روز چار سو مرتبہ پناہ مانگتا ہے۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ! (ﷺ) اس وادی میں کون لوگ داخل ہوں گے؟ ارشاد فرمایا: "اُعِدَّ لِلْقُرَّآءِ الْمُرَائِیْنَ بِاَعْمَالِهِمْ وَاِنَّ مِنْ اَبْغَضِ الْقُرَّآءِ اِلَی اللّٰهِ الَّذِیْنَ یَزُوْرُوْنَ الْاُمَرَآءَ الْجَوَرَةَ" "یہ وادی ان قاریوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو اپنے اعمال سے ریا کاری کرتے ہیں اور اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ قاری وہ ہیں جو ظالم حکمرانوں کے پاس (دنیاوی لالچ سے) آتے جاتے ہیں"۔

اسے ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا۔ الفاظ ابن ماجہ کے ہیں۔ اور ترمذی نے فرمایا: حدیث غریب ہے۔ طبرانی نے

بھی اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کیا جو انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی کہ ارشاد فرمایا: ''اِنَّ فِیْ جَهَنَّمَ لَوَادِیًا تَسْتَعِیْذُ جَهَنَّمُ مِنْ ذَالِکَ الْوَادِیْ کُلَّ یَوْمٍ اَرْبَعمِائَةِ مَرَّةٍ اُعِدَّ لِلْمُرَائِیْنَ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ'' ''جہنم کے اندر ایک ایسی وادی ہے کہ جہنم اس وادی سے ہر روز چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ یہ محمد ﷺ کی امت کے ریا کاروں کے لئے بنائی گئی ہے''۔

حدیث: حضرت شفی بن ماتع سے روایت ہے، کہتے ہیں: جہنم کے اندر ایک محل ہے جسے ''ہوی'' کہا جاتا ہے۔ اس کی بلندی سے کافر کو پھینکا جائے گا جو اس کی تہہ تک پہنچنے سے پہلے چالیس سال تک گرتا چلا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسی کے بارے میں فرماتا ہے: وَمَنْ یَّحْلِلْ عَلَیْهِ غَضَبِیْ فَقَدْ هَوٰی ﴿۱۱﴾ (طہ) اور وہ جس پر میرا غضب اترتا ہے وہ یقیناً (ھوی میں) گر کر رہتا ہے) اور جہنم کے اندر ایک وادی ہے جس کا نام اثام ہے جس میں سانپ اور بچھو ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی زہر نا کی زہر کے ستر گھڑوں کے برابر ہے۔ اور ان میں سے ہر بچھو پالان ڈالے ہوئے خچر کے برابر ہے۔ وہ آدمی کو ڈسیں گے اور باوجو یکہ آدمی جہنم کی (شدید) گرمی میں مبتلا ہوگا، بچھو کے ڈنگ کے زہر میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ چنانچہ وہ ہر اس عذاب کا شکار ہوگا جس کے لئے اسے بنایا گیا تھا۔ اور جہنم کے اندر ایک اور وادی ہے جس کو غی کہا جاتا ہے اس میں پیپ اور خون بہتا ہے۔ اور جہنم کے اندر ستر بیماریاں ہیں اور ہر بیماری جہنم کے حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

اسے ابن ابی الدنیا نے موقوفاً علیہ روایت کیا۔ اور شفی بن ماتع کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔

حدیث: حضرت عطا بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: دوزخ کے اندر ستر ہزار وادیاں ہیں۔ ہر وادی میں ستر ہزار گھاٹیاں ہیں، ہر گھاٹی میں ستر ہزار بل (سوراخ) ہیں۔ ''وَفِیْ کُلِّ جُحْرٍ حَیَّةٌ تَاْکُلُ وُجُوْهَ اَهْلِ النَّارِ'' اور ہر بل میں ایک سانپ ہے جو اہل دوزخ کے چہروں کو کھاتا رہے گا''۔

اسے ابن ابی الدنیا نے بروایت اسمٰعیل بن عیاش روایت کیا۔ نیز بخاری نے بھی اسے اپنی تاریخ میں بطریق اسمٰعیل بن عیاش عن سعید بن یوسف عن یحیٰ بن ابی کثیر عن ابی سلام عن الحجاج بن عبداللہ الثمالی روایت کیا۔ اور یہ صحابی ہیں۔ نفیر بن مجیب جو کہ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے ہیں ان کے قدماء میں سے ہیں، نے فرمایا: بے شک جہنم کے اندر ستر ہزار وادیاں ہیں۔ ہر وادی میں ستر ہزار گھاٹیاں ہیں، ہر گھاٹی میں ستر ہزار گھر ہیں، ہر گھر میں ستر ہزار کمرے ہیں، ہر کمرے میں ستر ہزار کنوئیں ہیں، ہر کنوئیں میں ستر ہزار اژدھے ہیں، ہر اژدھے کی ایک ایک باچھ میں ستر ستر ہزار بچھو ہیں۔ ''لَا یَنْتَهِی الْکَافِرُ اَوِ الْمُنَافِقُ حَتّٰی یُوَاقِعَ ذَالِکَ کُلَّهٗ'' ''کوئی کافر یا منافق اپنے ٹھکانے تک نہ پہنچے گا جب تک ان تمام سے دوچار نہ ہوگا''۔

فصل

جہنم کی تہہ کی گہرائی

حدیث: حضرت خالد بن عمیر سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: بلاشبہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ اگر ایک پتھر جہنم کے کنارے سے پھینکا جائے اور ستر سال تک گرتا چلا جائے تو بھی جہنم کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ اللہ کی قسم یہ (اتنی بڑی جہنم) تم سے بھری جائے گی۔ تو کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو؟

اسے مسلم نے اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اسے حضرت حسن بصری سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا: حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ نے ہمارے اس منبر یعنی بصرہ کے منبر پر نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہوئے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ الصَّخْرَةَ الْعَظِیْمَةَ لَتُلْقٰی مِنْ شَفِیْرِ جَهَنَّمَ فَتَهْوِیْ فِیْهَا سَبْعِیْنَ عَامًا وَّمَا تُفْضِیْ اِلٰی قَرَارِهَا'' ''اگر ایک بہت بڑا پتھر جہنم کے کنارے سے پھینکا جائے اور وہ ستر سال تک اس میں گرتا جائے تو پھر بھی اس کی تہہ تک نہ پہنچے گا''۔ حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ نے مزید کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ دوزخ کا ذکر اکثر کرتے رہا کرو کیونکہ اس کی گرمی بہت سخت ہے، اس کی تہہ بہت گہری ہے اور اس کے گرز لوہے کے ہیں۔

ترمذی نے بیان کیا کہ ہم حسن کی سماعت عتبہ بن غزوان سے نہیں جانتے۔ کیونکہ عتبہ بن غزوان تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلافت کے زمانہ میں بصریٰ آئے تھے جبکہ حسن کی پیدائش اس وقت ہوئی جب عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے صرف دو سال باقی تھے۔

حدیث: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی اقدس ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر ایک پتھر جہنم میں گرایا جائے جو ستر سال تک گرتا ہی چلا جائے تو اس کی تہہ تک نہ پہنچے گا۔

اسے بزار، ابویعلیٰ، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے، سب نے بطریق عطا بن سائب روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ ہم نے گڑگڑاہٹ کی آواز سنی تو نبی انور ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ آواز کیا تھی؟ ہم نے عرض کی: اللہ اور اس کے رسول (جل وعلاو ﷺ) ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''هٰذَا حَجَرٌ اَرْسَلَهُ اللّٰهُ فِیْ جَهَنَّمَ مُنْذُ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا فَالْاٰنَ حِیْنَ انْتَهٰی اِلٰی قَعْرِهَا'' ''یہ ایک پتھر تھا جسے اللہ تعالیٰ نے ستر سال پہلے جہنم میں پھینکا تھا چنانچہ اب وہ اس کی تہہ تک پہنچا ہے۔ (یہ آواز اس کے گرنے کی تھی۔ سبحان اللہ! سرور عالم ﷺ کی مقدس صحبت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کی قوت سماعت میں اتنی برکت آ گئی) (مسلم)۔

اور طبرانی نے بھی اسے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک

ہولناک آواز سنی۔ حضرت جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: اے جبریل! یہ آواز کیا تھی؟ تو وہ عرض کرنے لگے: یہ ایک پتھر تھا جو جہنم کے کنارے سے ستر سال پہلے گرا تھا۔ تو وہ اب جہنم کی تہہ تک پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا کہ اس کی آواز آپ کو سنادے۔ ''فَمَا رُئِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ضَاحِکًا مِّلْءَ فِیْہِ حَتّٰی قَبَضَہُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ'' ''پھر اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کو منہ بھر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا حتیٰ کہ اللہ عزوجل نے آپ کو اپنے پاس بلالیا''۔

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر ایک پتھر جس کا وزن دس موٹی تازی اونٹنیوں کے برابر ہو، دوزخ کے کنارے سے پھینکا جائے تو وہ ستر سال تک اس کی تہہ تک نہ پہنچے گا۔ یہاں تک کہ غی اور اثام کی انتہا تک پہنچ جائے۔ عرض کی گئی: غی اور اثام کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا: جہنم کے اندر دو کنوئیں ہیں جن میں اہل دوزخ کی پیپ بہتی رہتی ہے۔ اور یہ وہی ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿۵۹﴾ (مریم) ''جنہوں نے نمازیں ضائع کیں اور خواہشات کے پیچھے چلے، تو عنقریب وہ غی کا جنگل پائیں گے'' اور یہ فرمان الٰہی: وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ (الفرقان) ''اور جو یہ کام یعنی شرک، قتل ناحق اور زنا وغیرہ کرے، وہ وادی اثام پائے گا''۔

اسے طبرانی اور بیہقی نے مرفوعاً اور ان کے غیر نے موقوفاً علی ابی امامہ روایت کیا۔ موقوف صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لِسُرَادِقُ النَّارِ اَرْبَعَةُ جُدُرٍ كِثَفُ كُلِّ جِدَارٍ مَسِيْرَةُ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً'' ''دوزخ کی چار دیواری چار موٹی موٹی دیواریں ہیں۔ ہر دیوار کی موٹائی چالیس سالہ راہ ہے''۔

اسے امام ترمذی اور حاکم نے روایت کیا۔ اور حاکم نے صحیح الاسناد کہا۔

فصل

دوزخ میں زنجیروں اور طوق وغیرہ کا بیان

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر اس جیسا سیسے کا گولہ اور آپ نے ایک کھوپڑی کی طرف اشارہ کیا، آسمان سے زمین کی طرف پھینکا جائے حالانکہ یہ پانچ سو سال کا راستہ ہے تو زمین پر رات سے پہلے پہنچ جائے۔ اور اگر زنجیر (جو دوزخ میں ہوگی) کے ایک سرے سے اسے چھوڑا جائے تو اس کی تہہ تک پہنچنے سے پہلے چالیس سال تک (مسلسل) رات دن چلتا رہے۔ (اللہ کی پناہ، اتنی لمبی چوڑی وہ زنجیر ہوگی)۔

اسے امام احمد، ترمذی اور بیہقی، سب نے بطریق دراج عن عیسیٰ بن ہلال الصدفی عنہ روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا: اس کی اسناد حسن ہے۔

حدیث: حضرت یعلیٰ بن منیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ اسے نبی اکرم ﷺ تک مرفوع کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ ایک سیاہ وتاریک بادل پیدا کرے گا۔ پھر آواز دی جائے گی: اے اہل دوزخ! تمہیں کس چیز کی ضرورت ہے؟ وہ دنیا کے بادلوں کا تذکرہ کر رہے ہوں گے۔ چنانچہ کہیں گے: پانی کی۔ ''فَتُمْطِرُهُمْ اَغْلَالًا تَزِيْدُ فِيْ اَغْلَالِهِمْ وَسَلَاسِلَ تَزِيْدُ فِيْ سَلَاسِلِهِمْ وَجَمْرًا تَلْتَهِبُ عَلَيْهِمْ'' ''تو ان پر طوقوں کی بارش ہوگی جو ان کے پہلے سے پڑے ہوئے طوقوں میں اضافہ کریں گے، زنجیروں کا مینہ برسے گا جو ان کی پہلی زنجیروں میں اور زیادتی کر دیں گی اور انگارے برسیں گے جو ان پر بھڑکیں گے''۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ اور اسے موقوفاً بھی روایت کیا ہے جو کہ زیادہ صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر جہنم کے لوہے کے گرز کو زمین پر رکھ دیا جائے پھر تمام جن وانس جمع ہو کر زور لگائیں تو بھی اس کو زمین سے اٹھا نہیں سکیں گے۔

اسے امام احمد، ابو یعلیٰ اور حاکم نے روایت کیا۔ اور حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ امام احمد اور ابو یعلیٰ کی ایک روایت میں یوں ہے کہ فرمایا: رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ''لَوْ ضُرِبَ الْجَبَلُ بِمَقْمَعٍ مِّنْ حَدِيْدِ جَهَنَّمَ لَتَفَتَّتَ ثُمَّ عَادَ'' ''اگر جہنم کا لوہے کا ایک گرز پہاڑ پر مارا جائے تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائے پھر اپنی حالت پر دوبارہ آئے۔

اور حاکم نے بھی اس کو روایت کیا ہے مگر ان کے الفاظ یوں ہیں: ''لَتَفَتَّتَ فَصَارَ رَمَادًا'' ''تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر راکھ بن جائے''۔ حاکم نے اسے صحیح الاسناد بھی کہا۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (البقرہ: 24) ''دوزخ کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے'' کے متعلق روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ پتھر گندھک (Sulphur) سے آسمان دنیا میں اس دن پیدا فرما دیئے تھے جس دن آسمانوں اور زمین کو تخلیق کیا تھا۔ یہ کافروں کیلئے تیار کئے گئے ہیں۔

اسے حاکم نے موقوفاً روایت کیا اور کہا بخاری و مسلم کی شرائط پر صحیح ہے۔

حدیث: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: زمینیں کئی (یعنی سات) ہیں۔ ہر زمین کا ایک دوسری سے پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔ چنانچہ سب سے اوپر والی زمین ایک مچھلی کی پشت ہے۔ اس کی دونوں طرفیں آسمان کے ساتھ ملی ہوئی ہیں۔ مچھلی ایک چٹان پر اور چٹان ایک فرشتے کے ہاتھ میں ہے۔ دوسری زمین ہوا کا قید خانہ ہے۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرمایا تو ہوا کے نگران فرشتے کو حکم دیا کہ ایسی ہوا چھوڑ دے جو قوم عاد کو تباہ کر ڈالے۔ اس فرشتے نے عرض کی: یارب! بیل کے نتھنے کے برابر ان پر ہوا چھوڑ دوں؟ جبار تبارک وتعالیٰ نے اس سے فرمایا: جب تو یہ ساری زمین اور اہل زمین کو تباہ کر دے گی۔ بلکہ ان پر ایک انگوٹھی کے برابر ہوا کا راستہ کھول دے۔ چنانچہ وہی ہوا ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ان الفاظ کے ساتھ فرمایا ہے: مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ

اَتَتْ عَلَیْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِیْمِ (الذاریات) ''(وہ ہوا) نہیں چھوڑتی تھی کسی چیز کو جس پر گذرتی تھی مگر اس کو ریزہ ریزہ کر دیتی تھی''۔ تیسری زمین میں جہنم کے پتھر ہیں۔ اور چوتھی زمین میں جہنم کا گندھک ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا یہ گندھک آگ (بھڑکانے) کے لئے ہے؟ ارشاد فرمایا: ہاں، قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ جہنم کے اندر گندھک کی کئی وادیاں ہیں کہ اگر ان میں بڑے بڑے اونچے پہاڑ ڈال دیئے جائیں تو پگھل کر رہ جائیں۔ پانچویں زمین میں جہنم کے سانپ ہیں جن کے منہ وادیوں کے برابر کھلے ہیں، وہ کافروں کو اس طرح ڈسیں گے کہ ان کے چہرے کی ہڈیوں پر ذرہ گوشت باقی نہ رہے گا۔ چھٹی زمین میں جہنم کے ایسے ایسے بچھو ہیں کہ ان میں سب سے چھوٹا پالان ڈالی ہوئی خچر کے برابر ہے۔ کافر کو اتنا شدید ڈسیں گے کہ اسے جہنم کی تپش بھلا دیں گے (حالانکہ وہ بھی ناقابل برداشت ہوگی) اور ساتویں زمین میں سقر (جہنم کا ایک خاص طبقہ) ہے جس میں شیطان کو ایک ہاتھ آگے اور ایک پیچھے کر کے لوہے کی زنجیروں میں جکڑا گیا ہے۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے کہ اسے اپنے بندوں میں سے کسی پر تسلط کے لئے کھولے تو کھول دیتا ہے۔

اسے حاکم نے روایت کیا۔ اور فرمایا کہ ابوالسمح اس روایت میں متفرد ہیں۔ جبکہ ان کا عادل ہونا امام یحییٰ بن معین کی نص کے ساتھ مذکور ہے۔ اور حدیث صحیح ہے اگرچہ بخاری و مسلم نے اس کی تخریج نہیں کی۔

فصل

جہنم میں سانپوں اور بچھوؤں کا بیان

حدیث: حضرت عبداللہ بن الحارث بن جزءالزبیدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک جہنم کے اندر سانپ ہیں جو اونٹوں کی گردنوں کے برابر ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک بار ڈس لے تو ستر سال تک اس کی گرمی (بندہ اپنے اندر) پاتا رہے۔ اور دوزخ کے اندر ایسے بچھو ہیں جو پالان ڈالی ہوئی خچروں کے برابر ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی ڈنگ مار دے تو (آدمی) چالیس برس تک اس کا زہر محسوس کرتا رہے۔

اسے امام احمد اور طبرانی نے بطریق ابن لہیعہ عن دراج عنہ روایت کیا۔ نیز ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے عمرو بن الحارث عن دراج عنہ کے طریق سے روایت کیا۔ اور حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت یزید بن (1) شجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جہنم کے اندر کئی کنوئیں ہیں۔ ہر کنوئیں کا اتنا بڑا ساحل ہے جتنا سمندر کا ہوتا ہے۔ ساحل پر کیڑے مکوڑے، اونٹوں کی طرح بڑے بڑے سانپ اور سدھائی ہوئی خچروں کے برابر بچھو ہیں جب کبھی دوزخی لوگ عذاب میں کمی کا سوال کریں گے تو کہا جائے گا: ساحل پر نکل آؤ۔ چنانچہ ساحل

---

(1) صاحب کتاب حافظ منذری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یزید بن شجرہ رضی اللہ عنہ کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ واللہ اعلم۔ (مترجم)

پر آتے ہی یہ کیڑے مکوڑے دوزخیوں کے ہونٹوں اور پہلوؤں پر چمٹ جائیں گے۔ اور جس قدر اللہ تعالیٰ چاہے گا ان کی کھال ادھیڑ دیں گے۔ تو لوٹ کر جلدی جلدی بہت بڑی آگ میں داخل ہو جائیں گے۔ اور ان پر خارش مسلط کر دی جائے گی۔ یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی اپنی کھال کھجلائے گا تو اس کی ہڈیاں ننگی ہو جائیں گی۔ پھر پوچھا جائے گا: او فلاں! کیا تجھے اس سے تکلیف ہوتی ہے؟ تو جواب دے گا: ہاں۔ اسے فرمایا جائے گا: ''ذَالِكَ بِمَا كُنتَ تُؤْذِي الْمُؤْمِنِينَ'' یہ اذیت وعذاب اس وجہ سے ہے کہ تو اہل ایمان کو اذیت پہنچایا کرتا تھا''۔ (ابن ابی الدنیا)۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق: زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ (النحل:88) ''ہم نے ان کے عذاب پر اور عذاب زیادہ کر دیا''۔ فرماتے ہیں: ''زِيْدُوا عَقَارِبَ اَنْيَابُهَا كَالنَّخْلِ الطِّوَالِ'' ''جہنم کے بچھوؤں کے دانت اتنے بڑے کر دیئے جائیں گے جیسے کھجور کے لمبے لمبے درخت ہوتے ہیں''۔

اسے ابو یعلیٰ اور حاکم نے موقوفاً روایت کیا ہے۔ اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث بر شرائط شیخین (بخاری و مسلم) صحیح ہے۔

فصل

اہل دوزخ کا پینا

حدیث: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ''كَالْمُهْلِ (1)'' (پگھلا ہوا تانبا) کے متعلق ارشاد فرمایا: ''كَعَكَرِ الزَّيْتِ فَاِذَا قُرِّبَ اِلٰى وَجْهِهٖ سَقَطَتْ فَرْوَةُ وَجْهِهٖ فِيْهِ'' ''یہ تیل کی تلچھٹ کی طرح ہوگا۔ جب کافر کے منہ کے قریب (اسے پلانے کے لئے) کیا جائے گا تو (اس کی گرمی کی وجہ سے) اس کے چہرے کی کھال اس میں گر پڑے گی''۔

اسے امام احمد و امام ترمذی نے بطریق رشدین بن سعد عن عمرو بن الحارث عن دراج عن ابی الہیثم روایت کیا اور ترمذی نے کہا: ہم اسے صرف رشدین کی حدیث سے ہی پہچانتے ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کھولتا ہوا پانی ان (کفار) کے سروں پر ڈالا جائے گا تو یہ کھولتا ہوا دوزخ کا پانی ان کے اندر سرایت کر جائے گا حتیٰ کہ پیٹ تک پہنچ جائے گا۔ اور

---

(1) اس مقام پر قرآن کریم کی چند آیات زیب نظر ہوں۔

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ۝ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ۝ كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ۝ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ۝ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ۝ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ۝ ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ۝ اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ۝ (الدخان)

ترجمہ: ''بے شک تھوہڑ کا درخت گناہ گاروں (کفار و مشرکین) کی خوراک ہوگا۔ گلے ہوئے تانبے کی طرح پیٹوں میں جوش مارے گا۔ جیسے کھولتا ہوا پانی جوش مارتا ہے۔ (حکم ہوگا فرشتوں کو کہ) اس (کافر) کو پکڑ لو اور زور سے کھینچتے ہوئے بھڑکتی ہوئی آگ کی طرف لے جاؤ۔ پھر اس کے سر کے اوپر کھولتے ہوئے پانی کا عذاب ڈالو۔ (فرمایا جائے گا) اس عذاب کا مزہ چکھو، ہاں ہاں تو بڑا عزت والا کرم والا (بنا پھرتا) تھا۔ بے شک یہ وہی عذاب ہے جس میں تم لوگ شبہ کرتے تھے۔ (مترجم)

جو کچھ ان کے پیٹوں میں (انتڑیاں وغیرہ) ہوگا اسے کاٹ ڈالے گا یہاں تک کہ قدموں سے نکل جائے گا(1)۔ اور یہی ''صہر'' ہے پھر بار بار ایسے ہی ہوتا رہے گا۔

اسے ترمذی اور بیہقی نے روایت کیا۔ مگر بیہقی کے الفاظ یوں ہیں: ''فَيَخْلُصُ فَيَنْفُذُ الْجُمْجُمَةَ حَتّٰى يَخْلُصَ اِلٰى جَوْفِهٖ'' ''پس وہ کھولتا ہوا پانی (کافر کو) پہنچے گا پھر سرایت کرتا کرتا اس کی کھوپڑی میں آجائے گا یہاں تک کہ پیٹ میں پہنچے گا''۔

ترمذی و بیہقی نے اسے بطریق ابو السمح یعنی دراج عن ابن حجیرہ روایت کیا۔ اور ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ۙ﴿۱۶﴾ (ابراہیم) ''اور اس (کافر) کو پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔ وہ بمشکل تھوڑا تھوڑا گھونٹ لے گا''۔ کے بارے میں ارشاد فرمایا: پیپ کا پانی کافر کے منہ کے قریب کیا جائے گا تو وہ اسے ناپسند کرے گا۔ پھر جب قریب کیا جائے گا تو اس کا منہ بھن جائے گا۔ اور اس کے سر کی کھال اس میں گر پڑے گی۔ اور جب اسے پیئے گا تو اس کی آنتیں کٹ جائیں گی یہاں تک کہ پچھلے راستے سے نکل پڑیں گی۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾ (محمد) ''اور انہیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا جو ان کی انتڑیوں کو کاٹ ڈالے گا''۔ اور ارشاد فرماتا ہے: وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ۭ بِئْسَ الشَّرَابُ ۭ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾ (الکہف) ''اور اگر وہ پانی کے لئے فریاد کریں گے تو ان کی فریاد رسی اس پانی سے کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا کہ ان کے مونہوں کو بھون دے گا۔ کتنا برا ہے یہ پینا''۔

اسے امام احمد، ترمذی اور حاکم نے روایت کیا۔ ترمذی نے فرمایا کہ حدیث غریب ہے اور حاکم نے کہا کہ بر شرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ جناب نبی محترم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَوْ اَنَّ دَلْوًا مِّنْ غَسَّاقٍ يُهْرَاقُ فِي الدُّنْيَا لَاَنْتَنَ اَهْلَ الدُّنْيَا'' ''اگر اہل جہنم کی پیپ(2) کا ایک ڈول دنیا میں بہا دیا جائے تو تمام دنیا والوں کو بدبو میں مبتلا کر دے''۔

اسے امام ترمذی نے رشدین عن عمرو بن الحارث عن دراج عن ابی الہیثم کی حدیث سے روایت کیا۔ ترمذی فرماتے ہیں

---

(1) قرآن حکیم میں ہے: وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾ (محمد) ''اور انہیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا جو ان کی انتڑیوں کو کاٹ دے گا''۔ (مترجم)

(2) اللہ جل وعلا فرماتے ہیں: هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ۙ﴿۵۷﴾ (صٓ) ''یہ کھولتا ہوا پانی اور پیپ ہے۔ پس چاہیے کہ کافر اس کو چکھیں''۔

لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ۙ﴿۲۴﴾ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ۙ﴿۲۵﴾ جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿۲۶﴾ (النباء)

ترجمہ: ''جہنم میں کفار کسی طرح کی ٹھنڈک کا اور پینے کا مزہ نہ پائیں گے سوائے کھولتے ہوئے پانی اور پیپ کے۔ یہ ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ہے''۔ (مترجم)

کہ ہم اسے صرف رشدین کی حدیث ہی سے پہچانتے ہیں۔

حدیث: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین شخص جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ یعنی ہمیشہ شراب نوشی کرنے والا، قطع رحمی کرنے والا اور جادو کی تصدیق کرنے والا۔ اور جب ہمیشہ شراب نوشی کرنے والا مرے گا تو اللہ جل وعلا اسے ''نہر غوطہ'' سے پلائے گا۔ عرض کی گئی: ''نہر غوطہ'' کیا ہے؟ تو سرور عالم ﷺ نے فرمایا: ''نَهْرٌ يَجْرِیْ مِنْ فُرُوْجِ الْمُوْمِسَاتِ يُؤْذِیْ اَهْلَ النَّارِ رِيْحُ فُرُوْجِهِمْ'' یہ ایک نہر ہے جو زانیہ عورتوں کی شرم گاہوں سے نکلے گی۔ ان کی شرم گاہوں کی بدبو اہل دوزخ کو اذیت میں مبتلا کر دے گی (حالانکہ وہ پہلے ہی انتہائی اذیت میں ہوں گے)۔

اسے امام احمد، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے فرمایا کہ صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو (ایک مرتبہ) شراب پیتا ہے اللہ تعالیٰ چالیس راتیں اس سے راضی نہیں ہوتا۔ اور اگر وہ (بغیر توبہ کے اور شراب نوشی کو حلال جانتے ہوئے) مر گیا تو کافر ہو کر مرا۔ اور اگر شراب نوشی اس نے دوسری مرتبہ کی تو اللہ کے ذمہ پر ہے کہ اسے ''طینۃ الخبال'' سے پلائے۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ! (ﷺ) یہ ''طینۃ الخبال'' کیا چیز ہے؟ ارشاد فرمایا: ''صَدِيْدُ اَهْلِ النَّارِ'' ''یہ دوزخیوں کی پیپ ہے''۔

اسے امام احمد نے باسناد حسن روایت کیا۔ اور ابن حبان نے بھی اسے اپنی صحیح میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث سے ذرا طویل روایت کیا۔ ان کے الفاظ اس طرح ہیں: ''جس نے چوتھی دفعہ شراب پی، اللہ تعالیٰ کے ذمہ پر ہے کہ یوم قیامت اسے طینۃ الخبال سے پلائے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم عرض گذار ہوئے: یارسول اللہ! (ﷺ) طینۃ الخبال کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''عُصَارَةُ اَهْلِ النَّارِ'' ''اہل دوزخ کا پسینہ ہے''۔ یہ حدیث شراب نوشی کے بیان میں گذر چکی ہے۔ جہاں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بھی گذری ہے کہ: ''جو شخص دنیا سے نشہ کی حالت میں گیا، وہ قبر میں بھی نشہ کی حالت میں داخل ہوگا۔ جب قبر سے اٹھایا جائے گا تو بھی نشہ میں ہوگا۔ اور اسے دوزخ میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا تو اس وقت بھی اس پر نشہ طاری ہوگا۔ ''فِيْهِ عَيْنٌ يَجْرِیْ مِنْهَا الْقَيْحُ وَ الدَّمُ هُوَ طَعَامُهُمْ وَشَرَابُهُمْ مَا دَامَتِ السَّمٰوَاتُ وَالْاَرْضُ'' ''دوزخ میں ایک چشمہ ہے جس سے پیپ اور خون بہتا رہتا ہے۔ یہی اہل دوزخ کا کھانا پینا ہوگا جب تک آسمان و زمین موجود ہیں''۔

فصل

دوزخیوں کا کھانا

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی انور ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ (آل عمران) ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ اور ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان''۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمانے لگے: اگر دوزخ کے زقوم کا ایک قطرہ زمین میں ٹپک پڑے تو اہل دنیا کی زندگیاں ان پر تنگ کردے۔ ''فَكَيْفَ بِمَنْ يَكُوْنُ طَعَامَهٗ'' ''تو اس شخص کا کیا حال ہوگا جس کا کھانا یہ ہوگا''۔

اسے ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ مگر ابن حبان کے الفاظ ہیں: ''فَكَيْفَ بِمَنْ لَيْسَ لَهٗ طَعَامٌ غَيْرُهٗ'' ''تو کیا حالت ہوگی اس شخص کی جس کو اس کے سوا کوئی کھانا نہ ملے گا''۔

حاکم نے بھی اسے روایت کیا ہے مگر ان کے الفاظ اس طرح ہیں کہ: تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر زقوم کا ایک قطرہ زمین کے سمندروں میں ٹپک پڑے تو انہیں خراب کر ڈالے۔ یا فرمایا: اہل زمین پر ان کی زندگیاں تلخ کردے۔ پھر اس آدمی کا کیا حال ہوگا جس کا کھانا ہی یہ ہوگا۔ حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث برشرائط بخاری و مسلم صحیح ہے۔ اور امام ترمذی فرماتے ہیں کہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما پر موقوف بھی اسے روایت کیا گیا ہے۔

حدیث: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوزخیوں پر بھوک ڈالی جائے گی تو یہ بھوک (اکیلی ہی) ان کے پہلے عذاب کے برابر ہوگی (گویا بھوک سے ان کا عذاب دوگنا ہوجائے گا) چنانچہ وہ فریاد کریں گے تو ان کی فریادرسی ''ضریع'' (دوزخ کی زہریلی خاردار گھاس) کے کھانے سے کی جائے گی۔ یہ کھانا نہ انہیں موٹا کرے گا اور نہ بھوک دور کرے گا۔ وہ پھر فریادی ہوں گے تو انہیں کانٹوں بھرا کھانا دیا جائے گا۔ وہ یاد کریں گے کہ دنیا میں حلق کے اندر اٹکنے والا کھانا پانی کے ساتھ نگل لیا کرتے تھے۔ چنانچہ پانی کے لئے فریاد کریں گے۔ تو لوہے کے کانٹوں والا ابلتا ہوا پانی انہیں دیا جائے گا۔ چنانچہ جب ان کے مونہوں کے قریب ہوگا تو مونہوں کو بھون ڈالے گا۔ اور جب ان کے پیٹوں میں داخل ہوگا تو پیٹوں کے اندر ہر چیز کو کاٹ دے گا۔ اب آپس میں کہیں گے: جہنم کے نگرانوں کو پکارو۔ تو نگران کہیں گے: اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا بَلٰى قَالُوْا فَادْعُوْا وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝ (المومن) ''کیا تمہارے پاس تمہارے رسول روشن نشانیاں لے کر نہیں آئے تھے؟ وہ کہیں گے: کیوں نہیں، نگران کہیں گے: تو اب پکارتے پھرو۔ اور کافروں کی پکار تو ہوتی ہی بیکار ہے''۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: وہ کہیں گے کہ مالک (داروغہ جہنم) کو

پکارو۔ چنانچہ یہ لوگ مالک سے عرض کریں گئے: يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ (الزخرف:77) ''اے مالک! تیرا رب ہمارا قصہ تمام کردے''۔ فرمایا کہ مالک انہیں جواب دے گا: اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ﴿۷۷﴾ (زخرف) ''تمہیں یقیناً ایسا ہی رہنا ہے''۔ حوالہ مذکورہ) حضرت اعمش کہتے ہیں: مجھے خبر ملی ہے کہ ان کے پکارنے اور مالک کے انہیں جواب دینے میں ایک ہزار سال کا وقفہ ہوگا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر آپس میں کہیں گے: اپنے رب کو ہی پکارو کیونکہ تمہارے رب سے بہتر کوئی دوسرا نہیں۔ چنانچہ عرض کریں گے: قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ﴿۱۰۶﴾ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ (المومنون) ''اے ہمارے رب! ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی۔ اور ہم گمراہ لوگ تھے۔ اے ہمارے پروردگار! ہمیں دوزخ سے نکال دے۔ اگر پھر ہم وہی کچھ (کفر وشرک) کریں تو ہم (واقعی) ظالم ہیں''۔ سرکار دو عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ رب تعالیٰ انہیں جواب دے گا: قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ (المومنون) ''اسی میں ذلت کے ساتھ پڑے رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو''۔ فرمایا کہ چنانچہ وہ اس وقت ہر بھلائی سے مایوس ہو جائیں گے اور اب چیخنے چلانے لگیں گے اور ہائے حسرت وہائے بربادی پکاریں گے۔

اسے ترمذی وبیہقی دونوں نے قطبہ بن عبدالعزیز عن الاعمش عن شمر بن عطیہ عن شہر بن حوشب عن ام الدرداء عنہ سے روایت کیا۔ اور امام ترمذی فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے کہا: لوگوں نے اس حدیث کو مرفوع بیان نہیں کیا۔ فرمایا کہ یہ حدیث صرف عن الاعمش عن شمر بن عطیہ عن شہر بن حوشب عن ام الدرداء عن ابی الدرداء مروی ہے۔ ان کا قول ہے کہ یہ حدیث مرفوع نہیں۔ قطبہ بن عبدالعزیز محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔ انتہیٰ۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ (المزمل:13) گلے میں پھنس جانے والا کھانا)(1) کے بارے میں روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ''شَوْكٌ يَأْخُذُ بِالْحَلْقِ لَا يَدْخُلُ وَلَا يَخْرُجُ'' ''دوزخیوں کا کھانا کانٹے ہوں گے جو حلق میں پھنس جائیں گے۔ نہ اندر داخل ہوں گے اور نہ باہر نکلیں گے''۔

اسے حاکم نے موقوفاً عن شبیب بن شیبہ عن عکرمہ عنہ روایت کیا اور صحیح الاسناد کہا۔

---

(1) سورۃ المزمل میں ارشاد فرمایا:

وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ﴿۱۱﴾ اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ﴿۱۲﴾ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۳﴾ يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ﴿۱۴﴾ (المزمل)

ترجمہ: ''اور مجھ پر چھوڑ دو ان جھٹلانے والے مال داروں کو اور انہیں تھوڑی سی مہلت دو۔ بے شک ہمارے پاس (ان کے لئے) بھاری بیڑیاں، بھڑکتی آگ، گلے میں پھنسنے والا کھانا اور دردناک عذاب ہے۔ جس دن تھر تھرائیں گے زمین اور پہاڑ۔ اور پہاڑ ریت کا بہتا ہوا ٹیلہ بن جائیں گے''۔ (مترجم)

فصل

اہل جہنم کے اعضاء کا بڑا بڑا اور بدصورت ہونا

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اگر دوزخیوں میں سے کوئی آدمی دنیا کی طرف نکل آئے تو دنیا والے اس کی شکل کی وحشت اور اس کی بدبو سے مر جائیں۔ راوی کا کہنا ہے کہ پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ شدت کے ساتھ رونے لگے۔

اسے ابن ابی الدنیا نے موقوفاً روایت کیا۔ اس کی اسناد میں ابن لہیعہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَا بَيْنَ مَنْكِبَيِ الْكَافِرِ مَسِيْرَةُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ لِلرَّاكِبِ الْمُسْرِعِ'' ''کافر کے دونوں کندھوں کے درمیان تیز رفتار سوار کے لئے تین دن کا فاصلہ ہوگا''۔

اسے بخاری و مسلم وغیرہما نے روایت کیا۔ الفاظ بخاری کے ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کافر کی داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی۔ اس کی ران بیضاء پہاڑ جتنی ہوگی۔ دوزخ میں اس کے بیٹھنے کی جگہ اتنی ہوگی جتنا قدید اور مکہ مکرمہ کے درمیان فاصلہ ہے۔ (قدید مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام ہے) اور اس کے جسم کی موٹائی جبار بادشاہ کے گزوں کے حساب سے بیالیس گز ہوگی۔

اسے امام احمد اور مسلم نے روایت کیا۔ یہ الفاظ امام احمد کے ہیں اور مسلم کے الفاظ یہ ہیں: ''ضِرْسُ الْكَافِرِ اَوْ نَابُ الْكَافِرِ مِثْلُ اُحُدٍ وَ غِلَظُ جِلْدِهٖ مَسِيْرَةُ ثَلَاثٍ'' ''کافر کی داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی اور اس کے چمڑے کی موٹائی تین روز کی مسافت ہوگی''۔

اسے امام ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ اس طرح ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ضِرْسُ الْكَافِرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِثْلُ اُحُدٍ وَ فَخِذُهٗ مِثْلُ الْبَيْضَاءِ وَمَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ مَسِيْرَةُ ثَلَاثٍ مِّثْلُ الرَّبَذَةِ'' ''قیامت کے دن کافر کی داڑھ احد پہاڑ کی مثل ہوگی۔ اس کی ران بیضاء پہاڑ کے برابر ہوگی اور دوزخ میں اس کے بیٹھنے کی جگہ تین میل کی مسافت ہوگی یعنی مدینہ سے مقام ربذہ تک کے درمیانی فاصلہ کے برابر (ربذہ مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر ایک بستی تھی)''۔

ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ترمذی کی ایک اور روایت میں ہے کہ فرمایا: ''کافر کے چمڑے کی موٹائی بیالیس گز ہوگی۔ اس کی داڑھ احد پہاڑ کی مثل ہوگی اور جہنم میں اس کے بیٹھنے کی جگہ اتنی ہوگی جتنی مکہ اور مدینہ کے درمیان

ہے"۔

امام ترمذی نے اس حدیث کے بارے میں کہا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ ابن حبان نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ ہیں: "جِلْدُ الْكَافِرِ اثْنَانِ وَاَرْبَعُوْنَ ذِرَاعًا بِذِرَاعِ الْجَبَّارِ وَضِرْسُهٗ مِثْلُ اُحُدٍ" "کافر کی کھال جبار (ملک یمن کے بادشاہ) کے گزوں کے حساب سے بیالیس گز موٹی ہوگی اور اس کی داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی"۔

اسے حاکم نے بھی روایت کیا اور صحیح کہا۔ ان کے اور امام احمد کی اسناد جید کے ساتھ ایک روایت کے الفاظ ہیں: "کافر کی داڑھ قیامت کے دن احد پہاڑ جتنی بڑی ہوگی۔ اس کی کھال کی چوڑائی ستر گز ہوگی۔ اس کا بازو بیضاء پہاڑ کے برابر ہوگا۔ ران اس کی ورقان پہاڑ کی مثل ہوگی۔ اور اس کے بیٹھنے کی جگہ جہنم کے اندر اتنی ہوگی جتنا میرے اور مقام ربذہ کے درمیان فاصلہ ہے"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہا جاتا تھا کہ اس کا پیٹ اضم (ایک مقام یا پہاڑ) کے برابر ہوگا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اِنَّ الْكَافِرَ لَيُسْحَبُ لِسَانُهُ الْفَرْسَخَ وَالْفَرْسَخَيْنِ يَتَوَطَّؤُهُ النَّاسُ" "(قیامت کے روز) کافر کی زبان ایک دو فرسخ (ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے) لمبی کر دی جائے گی لوگ اسے پاؤں کے نیچے روندتے ہوں گے"۔

اسے ترمذی نے عن الفضل بن یزید عن ابی المخارق عنہ روایت کیا۔ اور کہا: اس حدیث کو ہم صرف اسی وجہ سے پہچانتے ہیں۔ فضل بن یزید سے بہت سے ائمہ نے روایت کی ہے۔ اور ابو المخارق معروف نہیں ہیں۔ انتہیٰ۔

حدیث: حضرت ابو العجلان سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک کافر اپنی زبان کو دو فرسخ تک قیامت کے دن کھینچ کر چل رہا ہوگا لوگ اسے پاؤں کے نیچے روندر ہے ہوں گے۔

اس کی تخریج بیہقی وغیرہ نے کی ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ ترمذی کا کہنا کہ ابو المخارق معروف نہیں وہم ہے۔ وہ تو ابو العجلان المحاربی ہیں جن کا ذکر بخاری نے الکنیٰ میں کیا ہے۔ اور ابو بکر ربیع الحافظ کہتے ہیں: ابو العجلان کی رسول اللہ ﷺ سے اس اسناد کے ساتھ صرف یہی ایک حدیث ہے۔ انتہیٰ۔

حدیث: اور یہی (عبداللہ بن عمرو) رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دوزخ کے اندر دوزخیوں کے جسم بہت بڑے بڑے ہو جائیں گے۔ حتیٰ کہ ان میں کسی کے کان کی لو اور کندھے تک کا فاصلہ سات سو سالہ(1) راہ ہوگی۔ اس کی چمڑی ستر گز موٹی اور اس کی داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی۔

اسے امام احمد اور طبرانی نے کبیر و اوسط میں روایت کیا۔ اس کی اسناد قریب الحسن ہے۔

(1) احادیث میں کفار کے اجسام کی لمبائی چوڑائی مختلف آئی ہے جیسا کہ قارئین نے پڑھا۔ تو اس کا مطلب واضح ہے کہ جو کافر جس قدر کفر و شرک اور بد عملی و سرکشی میں بڑھا ہوا ہوگا اس کا جسم بھی اسی قدر بڑا اور بدصورت ہوگا۔ (مترجم)

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور نبی اقدس ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ (بنی اسرائیل:71) ''جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے'' کے متعلق ارشاد فرمایا: ان (اہل محشر) میں سے کسی کو پکارا جائے گا اور اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اور اس کے جسم میں ساٹھ گز اضافہ کر دیا جائے گا۔ (یہ اضافہ اس کے لئے باعث خوبصورتی اور وجہ مسرت ہوگا) اس کا چہرہ روشن ہوگا۔ اور اس کے سر پر ایک نورانی تاج سجایا جائے گا جو جگمگ جگمگ کر رہا ہوگا۔ پھر وہ اپنے دوستوں کی طرف جائے گا تو وہ اسے دور ہی سے دیکھ کر کہیں گے: ''اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا بِهٰذَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ هٰذَا'' ''یارب! ہمیں بھی یہ عطا فرما اور ہمارے لئے اسے بابرکت بنا''۔ حتیٰ کہ وہ ان کے پاس پہنچے گا اور کہے گا: ''اَبْشِرُوْا لِكُلِّ رَجُلٍ مِّنْكُمْ مِّثْلُ هٰذَا'' ''تمہیں بشارت ہو تم میں سے ہر شخص کو اسی جیسا انعام ملنے والا ہے''۔ سرور عالم ﷺ نے فرمایا: اور کافر کا چہرہ سیاہ ہوگا۔ آدمی کی شکل میں اس کا جسم ساٹھ گز بڑھا دیا جائے گا۔ اور آگ کا تاج اس کو پہنایا جائے گا۔ جب اس کے ساتھی اس کو دیکھیں گے تو کہہ اٹھیں گے، اس کے شر سے اللہ کی پناہ، اے ہمارے رب! ہمیں یہ کچھ نہ دینا۔ پھر وہ ان کے پاس پہنچے گا تو اس کے دوست کہیں گے: اے اللہ! اسے ذلیل کر، یہ سن کر وہ کہے گا: ''اَبْعَدَكُمُ اللّٰهُ فَاِنَّ لِكُلِّ رَجُلٍ مِّنْكُمْ مِّثْلَ هٰذَا'' ''اللہ تمہیں غارت کرے، بے شک تم میں سے ہر ایک کو بھی اسی جیسا عذاب ملنے والا ہے''۔

اسے امام ترمذی، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے روایت کیا۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ الفاظ بھی ترمذی کے ہیں۔

حدیث: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہنم میں کافر کے بیٹھنے کی جگہ تین دن کی مسافت ہوگی۔ اس کی ہر داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی۔ اور ران ورقان پہاڑ جتنی ہوگی۔ اور اس کی ہڈیوں اور گوشت کو چھوڑ کر اس کی چمڑی چالیس گز موٹی ہوگی۔

اسے امام احمد، ابویعلیٰ اور حاکم نے سب نے بروایت ابن لہیعہ روایت کیا۔ اور ابن ماجہ نے بطریق عیسیٰ بن مختار عن محمد بن ابی لیلیٰ عن عطیہ العوفی عن ابی سعید عن النبی ﷺ روایت کی کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّ الْكَافِرَ لَيَعْظُمُ حَتّٰى اَنَّ ضِرْسَهٗ لَاَعْظَمُ مِنْ اُحُدٍ وَّفَضِيْلَةُ جَسَدِهٖ عَلٰى ضِرْسِهٖ كَفَضِيْلَةِ جَسَدِ اَحَدِكُمْ عَلٰى ضِرْسِهٖ'' کافر کا جسم بڑا ہو جائے گا حتیٰ کہ اس کی ایک داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہو جائے گی اور اس کی داڑھ کے مقابلہ میں اس کے جسم کی بڑائی ایسی ہوگی جیسے تمہاری داڑھ کے مقابل تمہارا جسم بڑا ہے''۔

حدیث: حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تمہیں پتہ ہے جہنم کی وسعت کس قدر ہے؟ میں نے عرض کی: جی نہیں۔ فرمانے لگے: ہاں ہاں، قسم بخدا تم نہیں جانتے۔ (تو سن لو) ہر ایک دوزخی کے کان کی لو اور اس کے کندھے کے درمیان ستر سال کی مسافت ہوگی۔ (اندازہ لگائیں کہ ہمارے کان کی لو اور کندھے کے

درمیان صرف چار پانچ انچ کا فاصلہ ہے) جس میں پیپ اور خون کی وادیاں بہہ رہی ہوں گی۔ میں نے کہا: کیا نہریں بہہ رہی ہوں گی؟ فرمانے لگے: نہیں، بلکہ وادیاں۔ (کہ ایک وادی میں کئی نہریں ہو سکتی ہیں)۔

اسے امام احمد نے صحیح اسناد کے ساتھ اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَهُمْ فِيهَا كٰلِحُوْنَ (المومنون) ''اور کافر دوزخ میں دانت نکالے ہوئے ہوں گے''۔ کے بارے میں ارشاد فرمایا: ''تَشْوِيهِ النَّارُ فَتَقَلَّصُ شَفَتُهُ الْعُلْيَا حَتّٰى تَبْلُغَ وَسَطَ رَأْسِهٖ وَتَسْتَرْخِيْ شَفَتُهُ السُّفْلٰى حَتّٰى تَضْرِبَ سُرَّتَهٗ'' ''کافر کو دوزخ کی آگ بھون ڈالے گی چنانچہ اس کا اوپر والا ہونٹ سکڑ کر سر کے درمیان پہنچ جائے گا۔ اور نیچے والا ہونٹ لٹک جائے گا حتیٰ کہ اس کی ناف کو چھونے لگے گا''۔

اسے امام احمد، ترمذی اور حاکم نے روایت کیا۔ ترمذی نے فرمایا کہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اور حاکم نے صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: حضرت ابوغسان الضبی رحمہ اللہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے (عراق میں کوفہ کے مضافات میں ایک بستی) حیرہ میں فرمایا: تم عبداللہ بن حمراش کو پہچانتے ہو؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: جہنم میں اس کی ران احد پہاڑ جتنی ہوگی۔ اور اس کی داڑھ بیضاء پہاڑ کے برابر ہوگی۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) کس وجہ سے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''كَانَ عَاقًّا بِوَالِدَيْهِ'' ''وہ اپنے والدین کا نافرمان تھا''۔

اسے طبرانی نے روایت کیا اس کی اسناد کا حال میرے (مصنف کے) ذہن میں اس وقت حاضر نہیں۔

فصل

کفار کے عذاب کا کم وبیش ہونا اور ہلکے ترین عذاب کا بیان

حدیث: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ اَھْوَنَ اَھْلِ النَّارِ عَذَابًا رَجُلٌ فِیْ اَخْمَصِ قَدَمَیْہِ جَمْرَتَانِ یَغْلِیْ مِنْھُمَا دِمَاغُہٗ کَمَا یَغْلِی الْمِرْجَلُ وَالْقُمْقُمُ'' ''دوزخ میں سب سے ہلکے عذاب والا وہ آدمی ہوگا جس کے دونوں قدموں کے نیچے آگ کے دو انگارے ہوں گے جن سے اس کا دماغ یوں کھولتا ہوگا جیسے ہنڈیا اور دیگ جوش مارتی ہے''۔

اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا۔ مسلم کے الفاظ یہ ہیں: دوزخیوں میں سے سب سے ہلکا عذاب اس شخص کا ہوگا جسے آگ کے دو جوتے اور تسمے پہنائے جائیں گے جن سے اس کا دماغ یوں ابلتا کھولتا ہوگا۔ جیسے ہنڈیا جوش مارتی ہو (جب اس کے نیچے آگ جل رہی ہوتی ہے)''مَا یَرٰی اَنَّ اَحَدًا اَشَدُّ مِنْہُ عَذَابًا وَاَنَّہٗ لَاَھْوَنُھُمْ عَذَابًا'' ''وہ نہیں سمجھے گا کہ اس سے سخت تر عذاب بھی کسی کو ہوسکتا ہے حالانکہ وہ سب سے ہلکے عذاب والا ہوگا''۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اہل جہنم میں سب سے کم تر عذاب اس شخص کا ہوگا جسے آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے۔ جن سے اس کا دماغ ابلتا کھولتا ہوگا ساتھ ہی ساتھ عذاب کے دوسرے حصے بھی اسے پہنچ رہے ہوں گے۔ کچھ اہل جہنم ٹخنوں تک آگ میں ہوں گے جبکہ دیگر عذاب بھی ہو رہا ہوگا۔ بعض دوسرے عذابوں کے ساتھ ساتھ گھٹنوں تک آگ میں دھنسے ہوئے ہوں گے۔ اور ان میں سے کئی وہ ہوں گے جو سارے کے سارے آگ میں غرق ہوں گے۔

اسے امام احمد اور بزار نے روایت کیا۔ اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں اور یہ حدیث مسلم میں بھی مختصراً ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے: ''اِنَّ اَدْنٰی اَھْلِ النَّارِ عَذَابًا مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَیْنِ مِنْ نَارٍ یَغْلِیْ دِمَاغُہٗ مِنْ حَرِّ نَعْلَیْہِ'' ''اہل دوزخ میں سب سے ادنیٰ عذاب اس شخص کو ہوگا جسے آگ کے دو جوتے پہنائے جائیں گے، اس کے جوتوں کی گرمی سے اس کا دماغ ابل رہا ہوگا''۔

(اسی مفہوم کی ایک حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے طبرانی نے صحیح اسناد کے ساتھ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کی)۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اہل نار میں سے سب سے ہلکا عذاب ابوطالب (1) کا ہوگا۔ انہیں آگ کے دو جوتے پہنائے جائیں گے جن سے ان کا دماغ کھول رہا

1۔ ابوطالب امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ الکریم کے والد ہیں۔ انہوں نے رحمت عالم ﷺ کی بہت ہی زیادہ خدمت کی۔ آپ ﷺ نے اپنی یتیمی کا دور انہیں کے پاس گذارا۔ تین برس تک شعب ابی طالب میں نبی مختار ﷺ کی خاطر ہر دکھ ہر تکلیف برداشت کی۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ہوگا۔(مسلم)

حدیث: حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عذاب کے اعتبار سے اہل نار میں سب سے کم تر وہ شخص ہوگا جس کو آگ کے دو جوتے پہنائے جائیں گے۔ جن سے اس کا دماغ ہنڈیا کی طرح جوش مارتا ہوگا۔ اس کے کان انگارے، اس کی داڑھیں انگارے اور اس کے ہونٹ آگ کے شعلے ہوں گے۔ اس کی دونوں طرف کی انتڑیاں قدموں کی طرف سے نکلیں گی۔ ''وَسَائِرُهُمْ كَالْحَبِّ الْقَلِيْلِ فِي الْمَاءِ الْكَثِيْرِ فَهُوَ يَفُوْرُ'' اور سارے دوزخی یوں ہوں گے جیسے بہت سارے پانی میں چھوٹے چھوٹے دانے ہوں اور پانی ابل رہا ہو''۔

اسے بزار نے مرسلاً صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اہل جہنم میں سے کچھ لوگوں کو آگ ٹخنوں تک پکڑے گی، کچھ کو آگ گھٹنوں تک جکڑے ہوئے ہوگی، کئی لوگ آگ میں کمر تک دھنسے ہوئے ہوں گے۔ بعض کو آتش دوزخ نے گردن تک پکڑا ہوگا اور کچھ کو نار جہنم حلق تک جکڑ لے گی۔(مسلم)

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اہل جہنم کو جب جہنم کی طرف لے جایا جائے گا تو جہنم ان سے اس طرح ملے گی کہ ایسی بھڑک ان پر مارے گی کہ کسی ہڈی پر گوشت نہ رہنے دے گی حتیٰ کہ کونچوں تک پہنچ جائے گی۔

(بقیہ سابقہ صفحہ) جب پورا مکہ پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت پر تل گیا۔ قریش جان کے دشمن بن گئے تو بھی ابوطالب نے اپنی برادری کے برخلاف اعلان کیا کہ اے بھتیجے! تم جیسے چاہو اپنے دین کی تبلیغ کرو، جب تک میں زندہ ہوں، کوئی بھی تمہارا بال بیکا نہیں کرسکتا۔ اب اپنی حکمتیں اللہ ہی جانتا ہے کہ ایسی مخلص و ہمدرد شخصیت کے مقدر میں نورِ ایمان کیوں نہیں ہوا۔ بہرکیف ہم یہاں حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی صاحب گجراتی کی مراۃ شرح مشکوۃ سے ایک پیراگراف نقل کررہے ہیں۔ امید ہے، مفید رہے گا۔ فرماتے ہیں: خیال رہے کہ ابوطالب کے ایمان کے متعلق علماء اہل سنت میں اختلاف ہے۔ علامہ احمد دحلان رحمہ اللہ نے ایک کتاب لکھی ہے ''اسی المطالب فی ایمان ابی طالب'' وہاں ان کا ایمان ثابت فرمایا ہے۔ صاحب تفسیر روح البیان نے فرمایا کہ وہ شرعاً مومن نہ تھے کہ انہوں نے صراحۃً کلمہ نہ پڑھا۔ مگر عنداللہ مومن تھے۔ ان بزرگوں کے نزدیک ابوطالب کو یہ عذاب عارضی ہوگا جیسے بعض گناہ گار مسلمانوں کو اور وہ اللہ کے اس لپ کے ذریعے دوزخ سے نکالے جائیں گے جو شفاعتیں ختم ہوجانے پر اللہ تعالیٰ دوزخیوں سے بھرا ہوا اپنا ایک لپ جنت میں ڈالے گا۔ عام علماء فرماتے ہیں کہ ان کا ایمان ثابت نہیں۔ خیال رہے کہ کوئی شخص ان پر زبان طعن دراز نہ کرے وہ حضور ﷺ کے بڑے ہی خدمت گذار ہیں۔ حضور کو اپنے ساتھ لے کر سونے والے، حضور کی خاطر کفار مکہ کے ہاتھوں بہت ہی دکھ درد سہنے والے۔ ممکن ہے کہ ان پر طعن کرنے سے حضور ﷺ کو دکھ ہو ہم اپنی فکر کریں کہ ہمارا انجام کیا ہوگا۔(مراۃ جلد ہفتم صفحہ 534)۔

یہ فقیر حقیر کچھ عرض کرنے کی پوزیشن میں تو نہیں، لیکن سرور عالم ﷺ کے اس ہمدرد، غمگسار، مددگار چچا کو کافر کہنے پر دل کسی طرح آمادہ نہیں ہوتا جو مرتے دم تک ہمدردی و غمگساری کا حق ادا کرتا رہا ہو۔ احادیث اپنی جگہ اور ان کی فنی حیثیت اپنے مقام پر لیکن اگر ابوطالب کو مذکور عذاب ہو رہا ہو تو کیا نبی رحمت ﷺ کا قلب انور بے چین نہ ہوگا اور کیا اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اکرم کے قلب انور کو بے چین ہونے دے گا وہ تو فرماتا ہے: وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ؕ (والضحیٰ)

مزید تسلی کے لیے حضور ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری قدس العزیز کی تصنیف لطیف ضیاء النبی جلد دوم میں ایمان ابوطالب کی بحث ملاحظہ فرمائیں انشاء اللہ العزیز تمام شکوک و شبہات ختم ہوجائیں گے۔(مترجم)

اسے طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے مرفوعاً روایت کیا۔ ان کے علاوہ نے موقوفاً علیہ روایت کیا اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ ﴿۴۱﴾ (الرحمٰن) ''مجرموں کو پیشانی کے بالوں اور قدموں سے پکڑ لیا جائے گا''۔ کے متعلق روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ مجرم کا سر اور پاؤں پکڑ کر ملا دیئے جائیں گے۔ پھر اسے یوں توڑا پھوڑا جائے گا جیسے لکڑیوں کو توڑا جاتا ہے۔

اسے بیہقی نے موقوفاً روایت کیا۔

حدیث: امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے یہ آیت کریمہ پڑھی: كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ (النساء) ''جب کبھی ان کی کھالیں جل جل کر پک جائیں گی تو ہم انہیں دوسری کھالوں سے تبدیل کردیں گے تاکہ عذاب چکھتے رہیں''۔ تو فرمانے لگے: اے کعب! مجھے اس کی تفسیر بتاؤ۔ اگر تم نے سچ کہا تو میں تمہاری تصدیق کروں گا اور اگر تم نے غلط کہا تو تمہاری تردید کروں گا۔ تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اِنَّ جِلْدَ ابْنِ اٰدَمَ يُحْرَقُ وَيُجَدَّدُ فِيْ سَاعَةٍ اَوْ فِيْ يَوْمٍ مِّقْدَارَ سِتَّةِ الْاٰفِ مَرَّةٍ'' ''(کافر) آدمی کی کھال ایک گھڑی یا ایک دن میں چھ ہزار مرتبہ جلائی اور تبدیل کی جائے گی'' اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے سچ کہا۔

اسے بھی بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے بھی اس فرمان الٰہی: كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ (نساء)، (ترجمہ وحوالہ اوپر گذرا) کے بارے میں روایت کیا۔ فرماتے ہیں: کفار کو ہر روز آگ ستر ہزار دفعہ کھائے گی۔ جب بھی آگ انہیں کھالے گی تو انہیں فرمایا جائے گا: ''عُوْدُوْا فَيَعُوْدُوْنَ كَمَا كَانُوْا'' ''پہلے کی حالت میں آجاؤ چنانچہ وہ ایسے ہی ہو جائیں گے جیسے پہلے تھے''۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی مکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز دنیا میں عیش و عشرت کرنے والے لوگوں میں سے ایک دوزخی کو حاضر کیا جائے گا اور آگ میں ایک غوطہ دیا جائے گا۔ پھر اس سے پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے (دنیا میں) کوئی بھلائی دیکھی؟ کیا تجھے کبھی کوئی نعمت ملی تھی؟ وہ کہے گا: نہیں، اللہ کی قسم، اے میرے رب نہیں۔ (ساری زندگی کی عیش وعشرت اور نعمتیں بھول جائے گا) اور دنیا میں سخت مصائب اٹھانے والے ایک جنتی کو بھی لایا جائے گا اور جنت میں ایک غوطہ لگوا کر پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے (دنیا میں) کوئی تکلیف دیکھی تھی؟ کیا تجھ پر کوئی مصیبت آئی تھی؟ تو وہ عرض کرے گا: ''لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا مَرَّبِيْ بُؤْسٌ قَطُّ وَلَا رَأَيْتُ شِدَّةً قَطُّ'' ''نہیں میرے رب، اللہ کی قسم، مجھ پر کوئی مصیبت نہیں آئی تھی۔ اور نہ میں نے کبھی کوئی سختی دیکھی تھی'' (جنت کے ایک غوطہ سے وہ دنیا کی ساری مصیبتیں، تکلیفیں بھول جائے گا)۔ (مسلم)۔

حدیث: حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اہل دوزخ کو نظر انداز کردینے کا ارادہ فرمائے گا تو اہل دوزخ میں سے ایک شخص کے لئے اس کے قد کے برابر آگ کا ایک صندوق بنائے گا جس میں پسینہ

بھی حرکت نہ کر سکے گا (اتنا تنگ ہوگا) مگر اس کے اندر آگ کی کیلیں ہوں گی۔ (اسے اس میں بند کر کے) اس میں آگ بھڑکائی جائے گی۔ پھر آگ کے تالے سے مقفل کر دیا جائے گا۔ پھر اس صندوق کو آگ کے ایک اور صندوق میں رکھا جائے گا پھر ان دونوں صندوقوں کے درمیان آگ بھڑکائی جائے گی۔ پھر اسے آگ کے تالے کے ساتھ بند کیا جائے گا۔ پھر یہ صندوق بھی آگ کے بنے ہوئے ایک اور صندوق کے اندر رکھا جائے گا پھر ان دونوں کے درمیان آگ دہکائی جائے گی۔ پھر اسے بھی تالہ لگا دیا جائے گا۔ پھر اسے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اسی کے متعلق ہے: لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ (الزمر) ''ان کفار کے لئے اوپر سے بھی آگ کے شعلے ہوں گے اور نیچے سے بھی آگ کے شعلے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس (عذاب) سے ڈراتا ہے۔ اے میرے بندو! مجھ سے ڈرتے رہو''۔ اور یہ فرمان بھی اسی کے بارے میں ہے: لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ (الانبیاء) ''کفار و بدکار لوگ جہنم میں (شدت عذاب سے) چیخیں چلائیں گے اور وہ اس میں اور کچھ نہ سن سکیں گے'' فرماتے ہیں کہ دوزخی کو پتہ بھی نہ چلے گا کہ اس کے علاوہ بھی کوئی دوسرا دوزخ میں موجود ہے۔

اسے بیہقی نے باسناد حسن موقوفاً روایت کیا۔ اور ایسے ہی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے منقطع اسناد کے ساتھ بھی روایت کیا۔

فصل

اہل (1) جہنم کا رونا اور چیخ و پکار کرنا

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ اہل نار مالک (داروغہ دوزخ) کو پکاریں گے تو وہ انہیں چالیس برس تک جواب نہیں دے گا۔ پھر کہے گا: اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ (زخرف) ''تمہیں وہیں پڑے رہنا ہوگا''۔

---

(1) اہل جہنم کی حالت زار پر کلام الٰہی سے مزید چند آیات ملاحظہ کر لیتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍۢ بِمِثْلِهَا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (یونس)

ترجمہ: ''اور جن لوگوں نے برے کام کئے تو برائی کی سزا اسی جیسی ہوگی۔ ان پر ذلت چھا رہی ہوگی۔ انہیں اللہ کے عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں ہوگا۔ گویا ان کے چہرے سیاہ رات کے کسی ٹکڑے سے ڈھانپ دیئے گئے ہیں۔ یہی لوگ اہل نار ہیں۔ اس نار میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے''۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ (ہود)

ترجمہ: ''تو وہ جنہوں نے بدبختی اختیار کئے رکھی تو وہ آگ میں ہوں گے۔ ان کیلئے اس میں چیخنا اور چلانا ہی ہوگا''۔

اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ (القمر)

ترجمہ: ''بے شک (آج) مجرم لوگ گمراہی اور پاگل پن کا شکار ہیں۔ (لیکن) اس روز انہیں گھسیٹا جائے گا آگ میں مونہوں کے بل (اور کہا جائے گا) اب چکھو آگ میں جلنے کا مزہ''۔

وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ فِيْ سَمُوْمٍ وَّحَمِيْمٍ وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

پھر دوزخی اپنے رب کو پکاریں گے چنانچہ کہیں گے: رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ (المومنون) ''اے ہمارے پروردگار! اس دوزخ سے ہمیں نکال دے اور اگر ہم پھر بھی وہی (کفروشرک) کریں تو بے شک ہم ظالم ہوں گے''۔ تو اللہ تعالیٰ انہیں دنیا کی مدت عمر تک جواب نہ دے گا۔ پھر فرمائے گا: قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ (المومنون) ''ذلت کے ساتھ وہیں پڑے رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو''۔ پھر یہ لوگ مایوس ہو جائیں گے تو سوائے چیخنے اور چلانے کے کچھ نہ ہوگا۔ ان کی آوازیں گدھے کی آواز جیسی ہوں گی۔ پہلے چیخیں چلائیں گے اور آخر میں دھاڑیں ماریں گے۔

اسے طبرانی نے موقوفاً اور حاکم نے روایت کیا۔ طبرانی کے راوی صحیح میں محتج بہم ہیں اور حاکم فرماتے ہیں کہ یہ حدیث برشرائط بخاری و مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اہل دوزخ پر رونا ڈال دیا جائے گا چنانچہ روئیں گے حتیٰ کہ ان کے آنسو ختم ہو جائیں گے پھر خون کے آنسوؤں کے ساتھ رونے لگیں گے۔ یہاں تک کہ (روتے روتے) ان کے چہروں پر بڑے بڑے گڑھے بن جائیں گے (اتنے بڑے کہ) اگر ان میں کشتیاں چھوڑی جائیں تو چلنے لگیں۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) مُتْرَفِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ﴿۴۶﴾ وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۴۷﴾ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۹﴾ لَمَجْمُوْعُوْنَ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۵۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿۵۱﴾ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿۵۲﴾ فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ﴿۵۴﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ﴿۵۵﴾ هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۵۶﴾ (الواقعہ)

ترجمہ: ''اور بائیں ہاتھ والے کیا حالت ہوگی بائیں ہاتھ والوں کی؟ یہ لوگ جھلستی لو، کھولتے ہوئے پانی اور سیاہ دھوئیں کے سایہ میں ہوں گے۔ جو نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ آرام دہ۔ بے شک یہ لوگ پہلے بڑے خوشحال تھے۔ اور بڑے بھاری گناہوں پر اصرار کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے: کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں بن جائیں گے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کئے جائیں گے؟ اور کیا ہمارے باپ دادے بھی زندہ کئے جائیں گے؟ (اے حبیب کریم! ﷺ) آپ فرما دیں کہ سب اگلوں کو اور پچھلوں کو جمع کیا جائے گا ایک مقررہ وقت پر ایک جانے پہچانے دن میں۔ پھر تمہیں اے گمراہو، جھٹلانے والو! ضرور کھانا پڑے گا زقوم کے درخت سے۔ چنانچہ تم بھرو گے (اس سے مجبوراً) اپنے پیٹوں کو۔ پھر اس پر کھولتا ہوا پانی بھی پینا پڑے گا۔ تم اسے اس طرح پیو گے جیسے پیاسا اونٹ پیتا ہے۔ یہ ان کی مہمان نوازی ہوگی قیامت کے روز''۔

اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۴﴾ (المرسلات)

ترجمہ: ''وہ جہنم بڑے بڑے انگارے پھینک رہی ہوگی جیسے محل ہوں۔ گویا کہ وہ زرد رنگ کے اونٹ ہیں۔ تباہی ہوگی اس دن جھٹلانے والوں کے لئے''۔

كَلَّا ۭ اِنَّهَا لَظٰى ﴿۱۵﴾ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ﴿۱۶﴾ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ﴿۱۷﴾ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ﴿۱۸﴾ (المعارج)

ترجمہ: ''ہرگز (اے کافر وتمہارا چاہا) نہ ہوگا۔ بے شک وہ تو آگ بھڑک رہی ہوگی۔ جو گوشت پوست کو نوچ لے گی۔ وہ (ہر اس شخص کو) بلائے گی جس نے (حق بات سے) پیٹھ پھیری اور منہ موڑا ہوگا۔ اور مال جمع کرتا رہا پھر سنبھال سنبھال کر رکھتا رہا ہوگا''۔

كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ﴿۴﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ﴿۵﴾ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ﴿۶﴾ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ﴿۷﴾ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ﴿۸﴾ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ﴿۹﴾ (الھمزہ)

ترجمہ: ''ہرگز نہیں، اسے ضرور حطمہ میں پھینک دیا جائے گا اور تمہیں کیا پتہ حطمہ کیا ہے؟ وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔ جو دلوں تک جا پہنچے گی۔ بے شک وہ آگ ان پر بند کر دی جائے گی۔ اس کے شعلے لمبے لمبے ستونوں کی صورت میں ہوں گے''۔ (مترجم)

اسے ابن ماجہ اور ابویعلیٰ نے روایت کیا۔ ابویعلیٰ کے الفاظ ہیں کہ: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: لوگو! رویا کرو، اگر رو نہیں سکتے تو رونے والی صورت ہی بنالو۔ کیونکہ دوزخ والے دوزخ کے اندر روئیں گے یہاں تک کہ ان کے آنسو ان کے گالوں پر یوں جاری ہوں گے جیسے نہریں ہوں۔ حتیٰ کہ ان کے آنسو ختم ہو جائیں تو آنکھوں سے خون بہنے لگے گا۔ پھر آنکھیں زخمی ہو جائیں گی۔

دونوں کی اسناد میں یزید الرقاشی ہے اور ابن ماجہ کے بقیہ راوی وہ ہیں جن سے بخاری و مسلم نے روایات کی ہیں۔ نیز حاکم نے بھی اسے مختصراً حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت کیا ہے۔ فرمایا: ''اِنَّ اَهْلَ النَّارِ لَيَبْكُوْنَ حَتّٰى لَوْ اُجْرِيَتِ السُّفُنُ فِيْ دُمُوْعِهِمْ لَجَرَتْ وَاِنَّهُمْ لَيَبْكُوْنَ الدَّمَ مَكَانَ الدَّمْعِ'' ''اہل دوزخ اس قدر روئیں گے کہ اگر ان کے آنسوؤں (کے پانی) میں کشتیاں چلائی جائیں تو چل جائیں۔ اور وہ بجائے آنسوؤں کے آنکھوں سے خون بہائیں گے''۔

حاکم نے اس حدیث کو صحیح الاسناد بھی کہا۔

ترغیب

جنت(1) اور جنت کی نعمتیں

حدیث: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی معاہد (ذمی وغیرہ) کو ناحق قتل کر دیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکے گا۔ "فَاِنَّ رِیْحَ الْجَنَّةِ لَیُوْجَدُ مِنْ مَّسِیْرَةِ مِائَةِ عَامٍ" حالانکہ جنت کی خوشبو ایک سو سال کی دوری سے بھی محسوس کی جائے گی"۔

ایک روایت میں ہے: "وَاِنَّ رِیْحَهَا لَیُوْجَدُ مِنْ مَّسِیْرَةِ خَمْسِمِائَةِ عَامٍ" "اور جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی

---

(1) جنت، اہل جنت اور جنت کی نعمتوں کا بیان آیات قرآنی کے حوالہ سے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یَهْدِیْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِیْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ﴿۹﴾ دَعْوٰىهُمْ فِیْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ ۚ وَ اٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰﴾ (یونس)

ترجمہ: "بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے ان کا رب انہیں (جنت کی طرف) ان کے ایمان کے سبب راہ دے گا۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی نعمت کے باغوں میں۔ (بہار جنت دیکھ کر) وہاں ان کی صدا یہ ہوگی: اے اللہ! تو پاک ہے اور جنت میں ملاقات کے وقت ان کی پہلی بات یہ ہوگی: سلامتی ہو اور ان کی آخری پکار یہ ہوگی کہ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے"۔

لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ زِیَادَةٌ ؕ وَ لَا یَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّ لَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۶﴾ (یونس)

ترجمہ: "ان کے لئے جنہوں نے نیکیاں کمائیں نیک بدلہ ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے اور ان کے چہروں پر غبار اور ذلت نہیں ہوگی (بلکہ چہرے خوشی سے چمک رہے ہوں گے) یہی لوگ جنت والے ہیں وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے"۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿۱۰۷﴾ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا لَا یَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿۱۰۸﴾ (الکہف)

ترجمہ: "بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے ان کی مہمان نوازی کے لئے فردوس (جو سب سے اعلیٰ جنت ہے) کے باغات ہوں گے۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ ان کو چھوڑ کر کوئی اور جگہ بدلنا نہیں چاہیں گے"۔

نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ ۚ وَ لَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْۤ اَنْفُسُكُمْ وَ لَكُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ﴿۳۲﴾ (حٰم السجدہ)

ترجمہ: "(فرشتے مخلص مومنین سے کہتے ہیں) ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اور تمہارے لئے جنت میں وہ سب کچھ ہے جس کو تمہارا دل چاہے اور تمہارے لئے اس میں وہ بھی ہے جو تم چاہو۔ یہ تمہاری مہمان نوازی ہوگی بخشنے والے مہربان کی طرف سے"۔

وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾ اُولٰٓىِٕكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۱۱﴾ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ﴿۱۲﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۳﴾ وَ قَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ ﴿۱۴﴾ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ﴿۱۵﴾ مُّتَّكِـِٕیْنَ عَلَیْهَا مُتَقٰبِلِیْنَ ﴿۱۶﴾ یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ﴿۱۷﴾ بِاَكْوَابٍ وَّ اَبَارِیْقَ ۙ۬ وَ كَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ ﴿۱۸﴾ لَّا یُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَ لَا یُنْزِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ فَاكِهَةٍ مِّمَّا یَتَخَیَّرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَ لَحْمِ طَیْرٍ مِّمَّا یَشْتَهُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ حُوْرٌ عِیْنٌ ﴿۲۲﴾ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ﴿۲۳﴾ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا وَّ لَا تَاْثِیْمًا ﴿۲۵﴾ اِلَّا قِیْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿۲۶﴾ وَ اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ ۙ۬ مَاۤ اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ ﴿۲۷﴾ فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ﴿۲۸﴾ وَّ طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ﴿۲۹﴾ وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ﴿۳۰﴾ وَّ مَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ﴿۳۱﴾ وَّ فَاكِهَةٍ كَثِیْرَةٍ ﴿۳۲﴾ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّ لَا مَمْنُوْعَةٍ ﴿۳۳﴾ وَّ فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ﴿۳۴﴾ اِنَّاۤ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ﴿۳۵﴾ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ﴿۳۶﴾ عُرُبًا اَتْرَابًا ﴿۳۷﴾ لِّاَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ ﴿۳۸﴾ (الواقعہ)

ترجمہ: "(دنیا میں نیکی کے کاموں میں) آگے رہنے والے، (قیامت کے روز بھی) آگے آگے ہوں گے۔ یہی لوگ مقرب بارگاہ الٰہی ہیں۔ عیش و سرور کے باغات میں، ایک بڑی جماعت پہلوں سے اور قلیل تعداد پچھلوں سے۔ سونے کی تاروں سے بنے ہوئے پلنگوں پر تکیہ لگائے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ ان کے آگے پیچھے گردش کرتے ہوں گے نوخیز لڑکے جو ہمیشہ (اپنے حسن و جمال میں) ایک جیسے ہی رہیں گے۔ یہ لڑکے اپنے (بقیہ اگلے صفحہ پر)

مسافت سے محسوس ہو جائے گی''۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''رِيحُ الْجَنَّةِ يُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَلْفِ عَامٍ، وَاللّٰهِ لَا يَجِدُهَا عَاقٌّ وَلَا قَاطِعُ رَحِمٍ'' ''جنت کی خوشبو ایک ہزار سال کی دوری سے بھی محسوس ہوگی۔ (لیکن) اللہ کی قسم یہ خوشبو والدین کا نافرمان اور قطع رحمی کرنے والا نہیں پا سکیں گے''۔

اسے طبرانی نے بروایت جابر الجعفی روایت کیا۔ اس کتاب میں بہت سی احادیث گذر چکی ہیں۔ جن میں مختلف مقامات سے جنت کی خوشبو کا ذکر پایا جاتا ہے۔

(بقیہ سابقہ صفحہ) ہاتھوں میں پیالے اور کوزے اور شراب طہور کے چھلکتے جام لئے ہوئے ہوں گے۔ (جنتی اس شراب سے دنیا کی شرابوں کی طرح) نہ سر درد محسوس کریں گے اور نہ مدہوش ہوں گے۔ وہ لڑکے میوہ جات بھی پیش کریں گے جو اہل جنت پسند کریں گے اور پرندوں کا گوشت بھی جس کی وہ رغبت کریں گے۔ اور خوبصورت آنکھوں والی حوریں ہوں گی جو چھپائے ہوئے موتیوں کی طرح ہوں گی۔ یہ بدلہ ہوگا ان کے نیک کاموں کا جو وہ (دنیا میں) کرتے تھے۔ وہ بیکار اور گناہ والی باتیں جنت میں نہیں سنیں گے۔ بلکہ ہر طرف سے سلام سلام کی آوازیں ہی آئیں گی۔ اور یہ دائیں ہاتھ والے، کیا شان ہوگی دائیں ہاتھ والوں کی! ۔ بے خار بیری کے درختوں میں اور کیلے کے گچھوں میں اور لمبے لمبے سایوں میں۔ اور پانی کے آبشاروں میں اور پھلوں کی بہتات میں کہ نہ وہ ختم ہوں گے اور نہ انہیں ان سے روکا جائے گا اور بستر بچھے ہوئے ہوں گے اونچے اونچے پلنگوں پر۔ ہم نے ان کی بیویوں کو حیرت انگیز طریقہ سے پیدا فرمایا۔ پس ہم نے انہیں کنواریاں بنادیا۔ پیار کرنے والیاں ہم عمر۔ (یہ سب نعمتیں) اصحاب یمین (دائیں ہاتھ والوں) کے لئے مخصوص ہوں گی''۔

إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِنْ كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ۝۵ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا ۝۶ (الدھر)

ترجمہ: ''بے شک نیک لوگ پئیں گے ایسے جام جن میں کافور کی آمیزش ہوگی کافور ایک چشمہ ہے جس سے اللہ کے خاص بندے پئیں گے۔ اور جہاں چاہیں گے اسے بہا کر لے جائیں گے''۔

فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُورًا ۝۱۱ وَجَزٰهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَّحَرِيرًا ۝۱۲ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيهَا عَلَى الْأَرَآئِكِ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيرًا ۝۱۳ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا ۝۱۴ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا ۝۱۵ قَوَارِيرَا مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ۝۱۶ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيلًا ۝۱۷ عَيْنًا فِيهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيلًا ۝۱۸ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُورًا ۝۱۹ وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَّمُلْكًا كَبِيرًا ۝۲۰ عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّإِسْتَبْرَقٌ وَّحُلُّوا أَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا ۝۲۱ إِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُورًا ۝۲۲ (الدھر)

''تو اللہ تعالیٰ بچالے گا ان (نیک باعمل مومنوں) کو اس (قیامت کے) دن کے شر سے۔ اور انہیں چہروں کی تازگی اور دلوں کا سرور بخش دے گا۔ اور ان کے صبر کے بدلہ میں انہیں جنت اور ریشمی لباس عطا فرمائے گا۔ وہ وہاں پلنگوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔ جنت میں نہ سورج کی تپش دیکھیں گے اور نہ ٹھٹھرنا۔ اور ان کے قریب ہوں گے درختوں کے سائے اور پھلوں کے گچھے جھکے ہوئے لٹک رہے ہوں گے۔ اور ان کے سامنے چاندی کے برتن اور شیشے کے چمک دار گلاس گردش میں ہوں گے۔ یہ شیشے کے گلاس چاندی کی قسم سے ہوں گے جن کو ساقیوں نے اندازے کے ساتھ بھرا ہوگا۔ اور انہیں وہاں شراب کے ایسے جام پلائے جائیں گے جن میں زنجبیل کی آمیزش ہوگی۔ زنجبیل جنت میں ایک چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل ہے۔ اور ان کے سامنے ایسے نوخیز لڑکے پھرتے ہوں گے جو (ہر حالت میں حسن وخوبی کے لحاظ سے) یکساں رہیں گے۔ جب تو انہیں دیکھے تو خیال کرے کہ یہ بکھرے ہوئے موتی ہیں۔ اور وہاں تو جدھر بھی دیکھے گا نعمتیں ہی نعمتیں اور وسیع مملکت نظر آئے گی۔ ان (اہل جنت) پر باریک لباس ہوگا سبز ریشم اور اطلس کا بنا ہوا۔ اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ اور انہیں ان کا پروردگار شراب طہور پلائے گا۔ (اور انہیں فرمایا جائے گا) یہ تمہارے اعمال کا صلہ ہے اور تمہاری کوششیں مقبول فرمائی گئی ہیں''۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

فصل

اہل جنت کا جنت میں داخلہ

حدیث: امیر المومنین سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے متعلق سوال کیا: یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾ (مریم) ''جس دن ہم لے جائیں گے پرہیزگاروں کو رحمٰن کی بارگاہ کی طرف وفد کی صورت میں''۔ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) وفد تو سواروں کا ہوتا ہے؟ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، جب وہ (پرہیزگار) لوگ اپنی قبروں سے نکلیں گے تو سفید اونٹنیوں سے ان کا استقبال ہوگا۔ ان اونٹنیوں کے پر ہوں گے جن پر سونے کے کجاوے رکھے ہوں گے۔ ان لوگوں کی جوتیوں کے تسمے نور کے ہوں گے جو جگمگا رہے ہوں گے۔ اونٹنیوں کا ہر قدم منتہائے نظر پر ہوگا۔ اور اس طرح یہ حضرات جنت کے دروازے پر پہنچیں گے تو دیکھیں گے کہ سونے کے بڑے بڑے ٹکڑوں پر سرخ یاقوت کا حلقہ ہے اور جنت کے دروازے کے پاس ایک درخت ہے جس کی جڑ کے پاس دو چشمے بہہ رہے ہیں۔ چنانچہ جب یہ لوگ ان چشموں سے پئیں گے تو ان کے چہروں پر نعمتوں کی شگفتگی نمایاں ہو جائے گی۔ اور جب ان میں سے ایک سے وضو کریں گے تو ان کے بال کبھی پراگندہ نہیں ہونے پائیں گے۔ پھر سونے کے تختے پر لگے ہوئے زنجیر کے حلقے کو کھٹکھٹائیں گے۔ اے علی! کاش کبھی تم اس حلقے کی آواز سنتے! چنانچہ یہ آواز سن کر ہر حور کو پتہ چل جائے گا کہ اس کا خاوند آ گیا ہے تو وہ جلدی جلدی کرنے لگے گی۔ چنانچہ اپنے خادم کو بھیجے گی جو اس جنتی آدمی کے لئے جنت کا دروازہ کھول دے گا۔ اگر اللہ نے اس کو اپنی پہچان نہ کرادی ہوتی تو یہ (جنت کے اندر) نور و شگفتگی دیکھ کر اس خادم کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتا۔ (گویا یہ خادم اس قدر خوبصورت ہوگا) یہ عرض کرے گا: میں تیرا نوکر ہوں، مجھے تیرے حکم کا پابند کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس کے پیچھے پیچھے اس کے قدموں کی پیروی کرتا چلنے لگے گا۔ اور جنتی اپنی بیوی (حور) کے پاس آئے گا تو وہ جلدی جلدی اپنے خیمہ سے نکل اس سے بغل گیر ہو جائے گی اور کہے گی: تو میرا محبوب ہے اور میں تیری محبت ہوں۔ میں ایسی خوش ہوں کہ کبھی ناراض نہیں ہوں گی۔ میں وہ خادمہ ہوں کہ کبھی تکلیف نہ ہونے دوں گی۔ اور میں ہمیشہ تیرے ساتھ رہوں گی، کبھی تجھ سے جدا نہ ہوں گی۔ پھر وہ ایک محل میں داخل ہوگا۔ جس کی اونچائی بنیاد سے لے کر چھت تک ایک لاکھ گز ہوگی۔ جو موتی اور یاقوت کے پتھروں سے بنایا گیا ہوگا۔ اس کی

(بقیہ سابقہ صفحہ) اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ﴿۲۲﴾ عَلَى الْاَرَآئِكِ یَنْظُرُوْنَ ﴿۲۳﴾ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِیْمِ ﴿۲۴﴾ یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ ﴿۲۵﴾ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ؕ وَفِیْ ذٰلِكَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِیْمٍ ﴿۲۷﴾ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۸﴾ (المطففین)

ترجمہ: ''بے شک نیکوکار لوگ راحت و آرام میں ہوں گے۔ پلنگوں پر بیٹھے (جنت کا) نظارہ کر رہے ہوں گے۔ آپ پہچان لیں گے ان کے چہروں سے راحتوں کی شگفتگی۔ انہیں سربمہر خالص شراب پلائی جائے گی۔ جس کی مہر کستوری کی ہوگی۔ اس کے لئے سبقت لے جانے کی کوشش کریں گے سبقت لے جانے والے۔ اس میں تسنیم کی آمیزش ہوگی۔ یہ وہ چشمہ ہے جس سے صرف مقربین بارگاہ الٰہی پئیں گے''

اور ایسی سیکڑوں آیات ہیں جن میں نعمت ہائے جنت کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ (مترجم)

کچھ راہداریاں سرخ، کچھ سبز اور کچھ زرد رنگ کی ہوں گی۔ ہر راہداری شکل وصورت میں ایک دوسری سے مختلف ہوگی۔ پھر وہ اپنے پلنگ پر پہنچے گا تو دیکھے گا کہ ایک تخت ہے۔ تخت پر ستر بستر بچھے ہوئے ہیں۔ ہر بستر پر اس کی ستر بیویاں ہیں۔ ہر بیوی ستر ستر بہشتی جوڑے پہنے ہوئے ہے۔ بہشتی جوڑوں کے اندر سے اس کی بیوی کی پنڈلی کا مغز نظر آتا ہوگا۔ وہ اپنی بیویوں کی اس جماعت سے ایک رات کے برابر الگ رہے گا۔ ان کے نیچے کئی نہریں ساتھ ساتھ بہہ رہی ہوں گی۔ کچھ نہریں صاف ستھرے نہ خراب ہونے والے پانی کی ہوں گی، اس پانی میں گدلا پن نہیں ہوگا۔ کچھ نہریں خالص شہد کی ہوں گی جو ابھی مکھیوں کے پیٹ سے نکلا نہ ہو (کہ نکلنے کے بعد موم وغیرہ کئی کچھ اس میں مل جاتا ہے) کچھ نہریں شراب کی کہ جس کے پینے میں لذت ہوگی پینے والوں کے لئے۔ شراب ایسی کہ لوگوں نے اسے اپنے پیروں سے کشید نہیں کیا ہوگا (بلکہ کارخانہ قدرت میں تیار کی گئی ہوگی) اور کچھ نہریں دودھ کی ہوں گی جس کا مزہ تبدیل نہیں ہوا ہوگا۔ یہ ایسا دودھ ہوگا جو چارپایوں کے پیٹوں سے نہیں نکلا (1) (بلکہ قدرت نے خود تیار فرمایا ہوگا) اہل جنت کو جب کھانے کی بھوک ہوگی تو ان کے پاس سفید رنگ کے پرندے آجائیں گے اور اپنے پر اٹھادیں گے (کہ لو ہمیں کھاؤ) چنانچہ وہ ان کے پہلوؤں سے جس رنگ سے چاہیں گے کھائیں گے۔ پھر پرندے اڑ کر چلے جائیں گے۔ اور جنت کے اندر مختلف اقسام کے پھل لٹک رہے ہوں گے۔ اہل جنت کا جب انہیں کھانے کو جی چاہے گا تو شاخیں ان کے قریب جھک آئیں گی۔ چنانچہ جس قسم کا پھل کھانا چاہیں گے کھا سکیں گے۔ اگر کوئی چاہے گا تو کھڑے ہو کر کھائے گا اور اگر کسی کا دل چاہے گا تو تکیہ لگا کر کھائے تو وہ تکیہ لگا کر کھالے گا۔ اور اسی بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿٥٤﴾ (الرحمٰن) ''اور دونوں جنتوں کے میوے اتنے جھکے ہوئے ہوں گے کہ نیچے سے چن لو''۔ اور ان کے سامنے موتیوں کی طرح چمکتے دمکتے نوکر چاکر ہوں گے۔

اسے ابن ابی الدنیا نے کتاب صفۃ الجنۃ میں عن الحارث الاسود عن علی اسی طرح موقوفاً روایت کیا۔ نیز ابن ابی الدنیا اور بیہقی وغیرہما نے بھی اسے عن عاصم بن ضمرہ عن علی موقوفاً علیہ اس کی مثل روایت کیا ہے جو کہ زیادہ صحیح اور بہت مشہور ہے۔ ابن ابی الدنیا کے الفاظ ہیں کہ فرمایا: اپنے پروردگار سے ڈرنے والوں کو جو جماعتوں کی صورت میں جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ حتیٰ کہ جب جنت کے دروازوں میں سے کسی دروازے کے پاس پہنچیں گے تو اس کے پاس ایک درخت پائیں گے جس کے تنے کے نیچے سے دو چشمے نکلتے ہوں گے۔ جو جاری ہوں گے۔ چنانچہ جنتی لوگ ان میں سے کسی ایک کے قریب ہونے کا

---

(1) قرآن حکیم نے اس کی منظر کشی یوں فرمائی ہے:

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۖ فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۖ وَلَهُمْ فِيهَا مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ ۖ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ ﴿١٥﴾ (محمد)

ترجمہ: ''اور حال اس جنت کا جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے یہ ہے کہ اس میں ایسے پانی کی نہریں ہیں جو کبھی نہ بگڑے۔ اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہ بدلا ہو۔ اور ایسی شراب کی نہریں ہیں جس کے پینے میں لذت ہے۔ اور ایسے شہد کی نہریں ہیں جو صاف ستھرا ہو۔ اور ان کے لئے اس میں ہر قسم کے پھل ہیں۔ کیا ایسے چین والے ان کے برابر ہو جائیں گے جنہیں ہمیشہ آگ میں رہنا ہے اور جنہیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتیں ٹکڑے ٹکڑے کردے گا۔ (مترجم)

ارادہ کریں گے گویا کہ انہیں اس کا حکم دیا گیا ہو۔ پھر اس سے پئیں گے تو ان کے پیٹوں سے گندگی یا غلاظت یا بری چیزیں دور ہو جائیں گی۔ پھر دوسرے چشمے کے پاس جائیں گے اور اس سے وضو کریں گے تو ان پر راحت و آرام کی تازگی جاری ہو جائے گی۔ پھر اس کے بعد کبھی ان کے چہروں کی تازگی و شگفتگی میں تبدیلی نہیں آئے گی (ہمیشہ ترو تازہ رہیں گے) اور ان کے بال کبھی پراگندہ نہیں ہوں گے وہ تو گویا یوں ہوں گے کہ تیل لگا کر سنوارے گئے ہوں۔ پھر جنت کے دربانوں کے پاس پہنچیں گے تو دربان انہیں کہیں گے: تم پر سلامتی ہو، تم پاک صاف ہوئے۔ اب جنت میں ہمیشہ رہنے کے لئے داخل ہو جاؤ۔ سرور عالم ﷺ فرماتے ہیں: پھر ان کی ملاقات لڑکوں (غلمان) سے ہوگی وہ ان کے قریب آئیں گے جس طرح دنیا کے لڑکے اپنے گہرے دوست کے نزدیک ہوتے ہیں جو کہیں دور سے آیا ہو۔ پھر یہ لڑکے کہیں گے: (اے جنتی!) اس عزت و کرامت کی بشارت ہو جو اللہ نے تیرے لئے تیار فرمائی ہے۔ فرمایا کہ پھر ان لڑکوں میں سے ایک نوخیز لڑکا اس جنتی کی خوبصورت آنکھوں والی حوروں میں ایک بیوی کے پاس آ کر کہے گا: فلاں شخص آیا ہے اور اس کا وہ نام لے گا جس سے دنیا میں اس کو پکارا جاتا ہوگا۔ تو وہ پوچھے گی: کیا تو نے اسے دیکھا؟ چنانچہ وہ جواب دے گا: میں نے اسے دیکھا ہے اور وہ میرے پیچھے آ رہا ہے۔ اب وہ حور خوشی سے جلدی جلدی اٹھے گی حتیٰ کہ اپنے دروازے کی دہلیز پر آ کر کھڑی ہو جائے گی۔ چنانچہ جب جنتی اپنے ٹھکانے پر پہنچے گا تو اپنے مقام کی بنیادوں میں لگی ہر چیز کو دیکھے گا کہ یہ تو موتیوں کی بنی ہوئی ہے جس کے اوپر سبز، زرد، سرخ اور ہر رنگ کا محل ہے۔ پھر اپنا سر اٹھا کر چھت کی طرف نظر کرے گا۔ تو دیکھے گا کہ مثل برق ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اس کا انداز مقرر نہ فرمایا ہوتا تو وہ اتنی چمک مارتا کہ اس کی نظر جاتی رہتی۔ پھر سر جھکا کر اپنی بیویوں کو دیکھے گا جبکہ وہاں (آبخوروں کے) رکھے ہوئے کوزے، برابر بچھے ہوئے قالین اور پھیلی ہوئی چاندنیاں موجود ہوں گی۔ چنانچہ جنتی لوگ ان نعمتوں کو دیکھیں گے پھر اپنے اپنے پلنگوں پر تکیہ لگا کر بیٹھ جائیں گے اور کہیں گے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۗ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ (الاعراف) ''سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اس کی راہ دکھائی اور ہم راہ نہ پاتے اگر وہ ہمیں راہ نہ دکھاتا'' پھر ایک منادی ندا کرے گا: اب تم ہمیشہ زندہ رہو گے کہ تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی۔ یہاں ہمیشہ قیام پذیر رہو گے کہ کبھی یہاں سے تمہیں کوچ نہیں کرنا پڑے گا۔ اور صحت مند رہو گے (راوی کہتے ہیں کہ) میرا خیال ہے، فرمایا: کہ تمہیں کبھی بیماری نہیں آئے گی (1)۔

(1) اس حدیث کی تائید بہت سی آیات قرآنی سے ہوتی ہے جن میں سے کچھ پچھلے حاشیوں میں گذر چکی ہیں اور چند ایک اور ملاحظہ کرلیں:
وَسِیْقَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۭ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِیْنَ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ۝ (الزمر)
ترجمہ: ''اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے تھے ان کو جماعتوں کی صورت میں جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے اور اس کے دربان ان سے کہیں گے: تم پر سلام ہو، تم تو خوب رہے۔ اب جنت میں ہمیشہ رہنے کے لئے داخل ہو جاؤ۔ اور جنتی کہیں گے: سب تعریفیں اس اللہ کے لئے جس نے ہمارے ساتھ کیا ہوا اپنا وعدہ پورا فرما دیا۔ اور ہمیں (جنت کی) زمین کا وارث بنا دیا کہ ہم جہاں چاہیں جنت میں رہیں۔ تو کیا ہی اچھا اجر ہے نیک عمل کرنے والوں کا''۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

حدیث: حضرت خالد بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت عتبہ بن غزوان نے خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی۔ پھر فرمایا: "اَمَّابَعْدُ!" آگاہ ہو جاؤ، دنیا نے اپنے خاتمہ کی خبر دے دی ہے۔ اور دنیا سے اب کچھ باقی نہیں رہ گیا مگر صرف اتنا کہ جتنا کسی برتن کی تہہ میں بچا ہوا پانی رہ جاتا ہے جسے اس کا مالک چھوڑ دیتا ہے۔ (حقیر اور قلیل سمجھ کر گرا دیتا ہے پیتا نہیں) تم دنیا سے ایسے گھر کی طرف منتقل ہو رہے ہو جسے پھر زوال نہیں ہے۔ اس لئے جہاں حاضر ہونے جا رہے ہو نیک اعمال بھیج کر جاؤ۔ اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ جنت کی چوکھٹوں میں سے دو چوکھٹوں کے درمیان چالیس برس کا فاصلہ ہے۔ اور جنت پر ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ وہ ہجوم کی وجہ سے لبالب بھری ہوئی ہوگی۔

اسے مسلم نے ایسے ہی موقوفاً روایت کیا ہے۔ اور یہ پوری حدیث کتاب الزہد میں بیان ہو چکی ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اقدس ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، جنت کی چوکھٹوں میں سے دو چوکھٹوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور مقام ہجر کے درمیان ہے۔ اور ہجر و مکہ کے درمیان ہے۔ (ہجر ملک شام میں ایک بستی کا نام ہے)۔

اسے بخاری و مسلم نے ایک حدیث میں روایت کیا۔ اور ابن ماجہ نے بھی مختصراً روایت کیا مگر ان کے الفاظ میں یوں ہے۔ دونوں چوکھٹوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور ہجر کے درمیان یا جتنا مکہ اور بصریٰ کے درمیان میں ہے۔

حدیث: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے ستر ہزار یا سات لاکھ (ابو حازم راوی کو شک ہے) افراد جنت میں اس طرح داخل ہوں گے کہ ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے ہوئے ہوں گے۔ ان میں سے پہلا شخص داخل نہ ہوگا جب تک کہ ان کا آخری شخص داخل نہ ہو جائے "وُجُوْهُهُمْ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ" "ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے"۔ (بخاری و مسلم)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے پہلا گروہ جو جنت میں جائے گا ان کی صورتیں چودھویں رات کے چاند کی طرح (نورانی اور خوبصورت) ہوں گی۔ اور جو لوگ ان

(بقیہ صفحہ گزشتہ) وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ۝ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ۝ وَّ اَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۝ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۝ وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ۝ (الغاشیہ)

ترجمہ: "کتنے ہی چہرے اس دن چین میں ہوں گے۔ اپنی کوشش پر راضی، بلند باغ میں، کہ اس میں کوئی بیہودہ بات نہیں سنیں گے۔ اس (جنت) میں رواں چشمہ ہے۔ اس میں بلند تخت ہیں اور چنے ہوئے کوزے ہیں اور برابر بچھے ہوئے قالین ہیں اور پھیلی ہوئی چاندنیاں ہیں"۔

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۟ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۭ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (الاعراف)

ترجمہ: "اور ہم نے ان (اہل جنت) کے سینوں میں سے کینے کھینچ لئے۔ ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور وہ کہیں گے: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کو جس نے ہمیں اس (جنت) کی راہ دکھائی۔ اور ہم راہ نہ پا سکتے اگر اللہ ہمیں راہ نہ دکھاتا۔ بے شک ہمارے رب کے رسول حق لے کر آئے تھے۔ اور ندا دی جائے گی کہ یہ جنت تمہیں میراث میں دی گئی ہے جو بدلہ ہے تمہارے نیک اعمال کا"۔ (مترجم)

کے بعد داخل جنت ہوں گے، ان کی شکلیں انتہائی چمکدار ستاروں کی مثل ہوں گی۔ یہ لوگ (جنت میں) نہ پیشاب کریں گے اور نہ پاخانہ۔ نہ ناک صاف کریں گے اور نہ تھوکیں گے۔ ان کی کنگھیاں سونے کی اور ان کا پسینہ مشک ہوگا۔ ان کی انگیٹھیوں میں عود (خوشبودار لکڑی) سلگتا ہوگا۔ ان کی بیویاں بڑی بڑی خوبصورت آنکھوں والی حوریں ہوں گی۔ ان کے اخلاق ایک ہی آدمی کے خلق پر ہوں گے۔ (سب کا اخلاق ایک جیسا ہوگا) اپنے باپ آدم (علیہ السلام) کی صورت پر ہوں گے، ہر ایک کا قد ساٹھ گز ہوگا۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے پہلے جو گروہ جنت میں داخل ہوگا ان کی صورتیں چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گی۔ وہ جنت میں نہ تھوکیں گے اور نہ ناک صاف کریں گے۔ اور نہ پاخانہ کی انہیں حاجت ہوگی۔ جنت میں ان کے برتن سونے کے ہوں گے اور ان کی کنگھیاں سونے چاندی کی۔ ان کی انگیٹھیوں میں عود سلگ رہا ہوگا۔ اور ان کا پسینہ مشک ہوگا۔ ان میں سے ہر ایک کی دو بیویاں ہوں گی۔ جن کی پنڈلیوں کا مغز بوجہ حسن وخوبی گوشت کے باہر سے نظر آئے گا: ''لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ قُلُوْبُهُمْ قَلْبٌ وَّاحِدٌ يُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا'' ''ان کے درمیان کوئی اختلاف اور بغض وعداوت نہیں ہوگا۔ ان کے دل ایک دل کی مثل ہوں گے۔ صبح وشام اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کریں گے''۔

اسے بخاری ومسلم، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ الفاظ بخاری ومسلم کے ہیں۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''يَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ جُرْدًا مُرْدًا مُكَحَّلِيْنَ بَنِيْ ثَلَاثٍ وَّ ثَلَاثِيْنَ'' ''اہل جنت، جنت میں اس حال میں داخل ہوں گے کہ ان کے جسم اور چہرے پر بال نہیں ہوں گے۔ ان کی آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا ہوگا۔ سب کی عمر تینتیس سال ہوگی''۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ نیز ترمذی نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی روایت کیا اور حدیث غریب کہا۔ اس کے الفاظ یہ ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَهْلُ الْجَنَّةِ جُرْدٌ مُرْدٌ كُحْلٌ لَّا يَفْنٰى شَبَابُهُمْ وَلَا تَبْلٰى ثِيَابُهُمْ'' ''جنتی لوگوں کے بدن پر بال نہیں ہوں گے، وہ بے ریش ہوں گے، آنکھوں میں سرمہ ہوگا۔ ان کی جوانی فنا نہیں ہوگی اور ان کے لباس پرانے نہیں ہوں گے''۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت والے لوگ جب جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے بدن اور چہرے پر بال نہیں ہوں گے۔ سفید رنگت، گھنگریالے بال اور آنکھوں میں سرمہ ہوگا۔ ہر ایک کی عمر تینتیس برس کی ہوگی۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کی شکل وصورت میں ہوں گے۔ اور قد لمبائی میں ساٹھ گز اور چوڑائی میں سات گز ہوگا۔

اسے امام احمد، ابن ابی الدنیا، طبرانی اور بیہقی سب نے بروایت علی بن زید بن جدعان عن المسیب عنہ روایت کیا۔

حدیث: حضرت مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نامکمل (وقت پیدائش سے پہلے پیدا ہو جانے والا) بچہ اور بہت بوڑھا شخص اور اس کے درمیان میں پیدا ہونے والے لوگ، جو کسی بھی عمر میں فوت ہو جائیں گے، سب کو (قیامت کے دن) تینتیس سال کی عمر کا اٹھایا جائے گا۔ اب اگر وہ جنتی ہوگا تو آدم علیہ السلام کی نشانیوں، (خوبصورتی میں) حضرت یوسف علیہ السلام کی صورت، اور (اخلاص ووفا میں) حضرت ایوب علیہ السلام کے دل کے مطابق ہوگا۔ اور جو لوگ دوزخی ہوں گے ان کے اجسام بڑے بڑے اور پہاڑوں کی طرح پھیلے ہوئے ہوں گے۔

اسے بیہقی نے باسناد حسن روایت کیا۔

فصل

جنت میں ادنیٰ ترین جنتی کا مقام

حدیث: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے پوچھا: سب سے کم درجے والا جنتی کون ہوگا؟ تو رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یہ وہ آدمی ہوگا جو سب جنتیوں کے جنت میں داخل ہو جانے کے بعد آئے گا تو اس سے کہا جائے گا کہ جا جنت میں داخل ہو جا۔ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! بھلا میں جنت میں کیسے داخل ہو سکتا ہوں جبکہ لوگ تو اپنے اپنے مقام پر پہنچ چکے ہیں اور انہوں نے اپنے اپنے ٹھکانے قائم کر لئے ہیں۔ اسے فرمایا جائے گا۔ کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ تجھے اتنا ملک دے دیا جائے جتنا دنیا کے کسی بادشاہ کو دیا گیا تھا؟ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! میں راضی ہوں۔ اس پر اسے اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جا ہم نے تجھے اتنا ملک عنایت فرما دیا اور اتنا ہی اور، اور اتنا ہی اور، اور اتنا ہی اور، اتنا اور عنایت کر دیا تو وہ پانچویں مرتبہ پر عرض کرنے لگے گا: میں راضی ہو گیا ہوں، اے میرے رب۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ سارا بھی تجھ کو دیا اور اس سے دس گنا اور بھی تیرے حوالے کیا۔ اس کے علاوہ وہ بھی سب کچھ تجھے دیا جو تیرے دل کو بھائے اور تیری آنکھوں کو بھلا معلوم ہو۔ تو وہ عرض گذار ہوگا: اے میرے پالنے والے! میں راضی ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: پھر سب سے بلند مرتبہ جنتی کون ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: ''اُولٰئِكَ الَّذِیْنَ اَرَدْتُّ غَرَسْتُ كَرَامَتَهُمْ بِیَدِیْ وَخَتَمْتُ عَلَیْهَا فَلَمْ تَرَ عَیْنٌ وَّ لَمْ تَسْمَعْ اُذُنٌ وَّ لَمْ یَخْطُرْ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ'' ''یہ وہ لوگ ہوں گے جن کو میں نے خود منتخب فرمایا۔ ان کی عزت و بزرگی کو اپنے دست قدرت سے بڑھایا۔ اور میں نے ہی اس پر مہر بھی لگا دی۔ (جو کچھ ان کے لئے میں نے تیار فرما رکھا ہے) تو وہ تو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور کسی کان نے نہیں سنا اور نہ (ان نعمتوں کا) خیال کسی بشر کے دل پر گذرا ہے''۔ (مسلم)۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مرتبے کے لحاظ سے سب سے ادنیٰ جنتی وہ ہوگا جس کا منہ اللہ تعالیٰ دوزخ سے جنت کی طرف پھیر دے گا اور اسے ایک سایہ دار درخت دکھائے گا۔ یہ دیکھ کر وہ عرض کرنے لگے گا: اے میرے رب! مجھے اس درخت کے قریب کر دے تاکہ میں اس کے سائے میں ہو جاؤں۔ پھر اس کے جنت میں داخل ہونے اور اس کی تمناؤں کے پورا ہونے کے بارے میں حدیث ذکر کی یہاں تک پہنچے کہ جب اس کی تمام تمنائیں پوری ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ سب کچھ تجھے دیا اور اس جیسا دس گنا اور بھی تیرے لئے ہے۔ فرمایا کہ پھر وہ اپنے گھر میں داخل ہوگا تو خوبصورت آنکھوں والی حوروں میں سے اس کی دو بیویاں اس کے پاس آئیں گی اور کہیں گی: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَاكَ لَنَا وَاَحْیَانَا لَكَ'' ''حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت وہ کہہ اٹھے گا: ''مَا اُعْطِیَ اَحَدٌ مِّثْلَ مَا اُعْطِیْتُ'' ''جو کچھ مجھے ملا ہے، کسی کو بھی نہیں دیا گیا''۔ (مسلم)۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جنت میں داخل ہونے والا آخری جنتی وہ ہوگا کہ اس کا رب عزوجل اس کے پاس تشریف لائے گا (یہ اس کی عزت افزائی ہوگی) اور فرمائے گا: چل اٹھ، جنت میں داخل ہو جا۔ تو وہ ناراض ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھے گا اور کہے گا: تو نے میرے لئے (جنت میں) کچھ باقی رہنے دیا ہے؟ (جس میں میں جاؤں؟) اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''نَعَمْ لَكَ مِثْلُ مَا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ اَوْ غَرَبَتْ'' ''ہاں، تیرے لئے اتنا ہے کہ جس پر سورج طلوع ہوتا ہے یا غروب ہوتا ہے (یعنی پوری دنیا کے برابر ہے)۔

اسے طبرانی نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ اور میرے (مصنف کے) اصلی نسخہ میں اس کا مرفوع ہونا مذکور نہیں۔ میرا خیال ہے کہ کاتب نے (غلطی سے) نبی اکرم ﷺ کا ذکر چھوڑ دیا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور نبی مکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل تمام اولین و آخرین کو ایک مقرر مقام پر ایک معلوم دن میں جمع فرمائے گا جہاں چالیس برس تک لوگ کھڑے رہیں گے۔ ان کی آنکھیں پھٹی پھٹی ہوں گی۔ اللہ کی قضا و قدر کے فیصلے کا انتظار کر رہے ہوں گے۔ اس کے بعد یہاں تک حدیث ذکر کی کہ فرمایا: پھر رب تبارک وتعالیٰ فرمائے گا: اپنے سروں کو اٹھاؤ۔ چنانچہ وہ سروں کو اٹھائیں گے تو ان کے اعمال صالحہ کے مطابق انہیں نور عطا فرمایا جائے گا۔ چنانچہ ان میں سے بعض کو ایک بہت بڑے پہاڑ کے برابر نور دیا جائے گا۔ جو ان کے آگے دوڑتا ہوگا۔ بعض کو ان کا نور اس سے کم دیا جائے گا۔ کچھ کو ان کے ہاتھ پر کھجور کے درخت کے برابر نور عطا ہوگا۔ اور کچھ کو اس سے بھی تھوڑا۔ یہاں تک کہ ان میں سے آخری شخص وہ ہوگا جس کا نور اس کے پاؤں کے انگوٹھوں پر دیا جائے گا۔ یہ نور کبھی روشن ہوگا اور کبھی بجھ جائے گا۔ جب روشن ہوگا تو وہ شخص اپنا قدم آگے بڑھائے گا اور جب بجھ جائے گا تو ٹھہر جائے گا۔ چنانچہ لوگ اپنے اپنے نور کے مطابق (پل صراط پر سے) گذریں گے۔ کوئی تو آنکھ جھپکنے میں گذر جائے گا۔ کچھ کا گذرنا بجلی کے کوندنے کی طرح ہوگا۔ بعض بادل کی طرح گذریں گے۔ بعض ستارے کی چمک کی مثل گذر جائیں گے۔ کچھ ہوا کی مثل، کچھ گھوڑے کی رفتار کی مثل، اور کچھ تیز دوڑنے والے آدمی کی طرح گذر جائیں گے۔ حتیٰ کہ وہ آدمی بھی گذرے گا جس کو قدموں کی پشت پر نور ملا ہوگا۔ وہ اپنے چہرے، ہاتھ اور پاؤں کے بل گھسٹ کر چل رہا ہوگا۔ کبھی ایک ہاتھ چھوٹ جائے گا اور دوسرا ہاتھ پھنس جائے گا۔ کبھی ایک پاؤں پھسل جائے گا اور دوسرا پاؤں اٹک جائے گا۔ اور چاروں طرف سے اسے آگ گھیر رہی ہوگی۔ چنانچہ وہ اسی طرح گرتا پڑتا چلتا رہے گا حتیٰ کہ خلاصی پالے گا۔ جب چھٹکارا حاصل کر لے گا تو دوزخ کے کنارے پر کھڑا ہو کر کہے گا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَعْطَانِيْ مَا لَمْ يُعْطِ اَحَدًا اِذْ نَجَّانِيْ مِنْهَا بَعْدَ اِذْ رَاَيْتُهَا'' ''ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے وہ کچھ عطا کیا جو کسی کو نہیں دیا جبکہ اس دوزخ سے نجات دے دی جسے میں دیکھ چکا تھا''۔ ارشاد فرمایا کہ پھر وہ جنت کے دروازے کے قریب ایک نہر پر پہنچے گا۔ اور اس میں غسل کرے گا تو اہل جنت کی خوشبو اور ان کے رنگ روپ اس کی طرف آنے لگیں گے۔ جنت کے دروازے کے سوراخوں سے جنت کے اندر کی بہاریں دیکھے گا تو عرض کرے گا:

''رَبِّ اَدْخِلْنِی الْجَنَّۃَ'' ''اے میرے رب! مجھے جنت میں داخل فرما دے'' اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا: تو جنت مانگنے لگا ہے جبکہ میں نے تجھے دوزخ سے نجات بخش دی ہے؟ تو عرض گذار ہوگا: اے میرے پروردگار! میرے اور دوزخ کے درمیان کوئی پردہ کھڑا کر دے تاکہ میں اس کی آواز نہ سن سکوں۔ فرمایا کہ پھر وہ جنت میں داخل ہو جائے گا اور دیکھے گا یا اس کے سامنے ایک مقام ظاہر کیا جائے گا گویا کہ وہ ایک خواب دیکھ رہا ہے۔ اب عرض کرنے لگے گا: اے میرے پروردگار! یہ مقام مجھے عطا فرما دے۔ تو رب تعالیٰ فرمائے گا: ''لَعَلَّكَ اِنْ اَعْطَیْتُكَہٗ تَسْأَلُ غَیْرَہٗ'' ''میں نے اگر تجھے یہ مقام عطا فرما دیا تو یقیناً تو اس کے علاوہ بھی سوال کرے گا''۔ وہ عرض کرے گا: نہیں (میرے مولیٰ!) تیری عزت کی قسم اس کے سوا کچھ نہیں مانگوں گا۔ اس سے اچھا بھلا اور کون سا مقام ہو سکتا ہے؟ چنانچہ وہ اسے عنایت فرما دیا جائے گا۔ اور وہ اس میں فروکش ہو جائے گا۔ اب اس سے آگے ایک اور منزل دیکھے گا۔ اسے یوں لگے گا جیسے وہ خواب دیکھ رہا ہو۔ کہے گا: اے میرے مالک! یہ منزل مجھے عنایت فرما دے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ اسے ارشاد فرمائے گا: اگر میں تجھے یہ عطا فرما بھی دوں تو تو یقیناً اس کے علاوہ بھی سوال کرے گا۔ وہ عرض گذار ہوگا: نہ، میرے پروردگار! تیری عزت کی قسم، اس سے بہتر مقام ہے کون سا؟ چنانچہ اسے یہ منزل بھی دے دی جائے گی۔ اور وہ اس میں جا قیام کرے گا۔ پھر خاموش ہو جائے گا تو اللہ جل ذکرہ پوچھے گا: ''مَا لَكَ لَا تَسْأَلُ؟'' ''تجھے کیا ہوا کہ اب اور سوال نہیں کرتا؟'' (واہ ہمارے مالک و مولیٰ! تیری نوازشوں کے کیا کہنے ہیں!) وہ عرض کرے گا: میرے رب! میں نے اتنے سوال کئے ہیں کہ اب مجھے حیا آنے لگی ہے۔ اور اتنی قسمیں کھا چکا ہوں (اور انہیں توڑ چکا ہوں) کہ اب شرمندگی ہو رہی ہے۔ اس پر اللہ جل ذکرہ ارشاد فرمائے گا: ''اَلَمْ تَرْضَ اَنْ اُعْطِیَكَ مِثْلَ الدُّنْیَا مُنْذُ خَلَقْتُهَا اِلٰی یَوْمِ اَفْنَیْتُهَا وَعَشَرَۃَ اَضْعَافِهٖ'' ''کیا تو اس پر خوش نہیں کہ میں تجھے اتنا دے دوں کہ جو دنیا کی تخلیق سے لے کر اس کے فنا ہونے کے دن تک کے برابر ہو اور اس کے برابر دس گنا اور بھی؟'' تو وہ عرض کرے گا: ''اَتَهْزَءُ بِیْ وَاَنْتَ رَبُّ الْعِزَّۃِ؟'' ''تو رب العزت ہو کر مجھ سے مذاق فرماتا ہے؟'' (اپنے رب کی عطاؤں پر حیران جو ہو گیا ہوگا) اس کی بات پر رب تبارک وتعالیٰ اپنی رضا اور خوشنودی کی تجلی ظاہر فرمائے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود حدیث بیان کرتے ہوئے جب اس مقام پر پہنچے تو ہنس پڑے یہاں تک کہ ان کی داڑھیں نظر آنے لگیں۔ فرماتے ہیں کہ اس پر رب جل ذکرہ ارشاد فرمائے گا: ''لَا وَلٰكِنِّیْ عَلٰی ذَالِكَ قَادِرٌ سَلْ'' ''نہیں، میں مذاق نہیں فرماتا بلکہ یہ سب کچھ عطا فرمانے پر قدرت رکھتا ہوں، تو سوال تو کر''۔ (پھر ہماری قدرت کی کرشمہ سازی دیکھ) تو وہ بولے گا: مجھے جنتی لوگوں کے ساتھ ملا دے۔ چنانچہ رب فرمائے گا: جا ان لوگوں کے ساتھ شامل ہو جا۔ وہ دوڑتا ہوا جنت میں پہنچے گا۔ یہاں تک کہ جب لوگوں کے قریب جائے گا تو موتی کا بنا ایک محل اس کے سامنے نمودار ہوگا۔ یہ دیکھ کر وہ سجدہ میں گر پڑے گا۔ تو اسے حکم ہوگا: تجھے کیا ہو گیا ہے، اٹھا اپنے سر کو۔ وہ عرض کرے گا میں نے اپنے رب کے نور کو دیکھا یا میرے رب نے مجھے اپنی تجلی دکھائی ہے۔ اس پر فرمان ہوگا: وہ تو تیری قیام گاہوں میں سے ایک قیام گاہ ہے۔ ارشاد فرمایا کہ پھر وہ ایک آدمی سے ملاقات کرے گا تو (اس کے حسن و جمال کو

دیکھ کر) اس کے سامنے سجدہ کرنے کو تیار ہو جائے گا۔ حکم ہوگا: ٹھہر جا۔ وہ کہے گا: میں سمجھتا ہوں کہ تم فرشتوں میں سے ایک فرشتے ہو۔ وہ آدمی کہے گا: (یہ بات نہیں) بلکہ میں تو تیرے خزانچیوں میں سے ایک خزانچی اور تیرے غلاموں میں سے ایک غلام ہوں۔ جس خزانے پر میں متعین ہوں اس پر میرے ماتحت ایک ہزار منشی ہیں۔ فرمایا کہ وہ شخص اس جنتی کے آگے آگے چل پڑے گا حتیٰ کہ اس کے لئے محل کا دروازہ کھولے گا۔ فرمایا کہ محل اس موتی سے بنا ہوگا جو اندر سے خالی ہو۔ اس کی چھتیں، دروازے، تالے اور چابیاں سب موتی کے ہوں گے۔ اس محل کے بالمقابل ایک اور سبز رنگ کا محل ہوگا جو اندر سے سرخ ہوگا۔ اس میں ستر دروازے ہوں گے۔ ہر دروازہ اندر سے سبز رنگ کے ایک اور محل کی جانب کھلے گا۔ ہر محل سے ایک اور محل کی طرف راستہ جاتا ہوگا جس کا رنگ پہلے سے مختلف ہوگا۔ ہر محل کے اندر پلنگ لگے ہوں گے، بیویاں اور خادمائیں موجود ہوں گی۔ جن میں سب سے کم درجہ والی وہ خوبصورت آنکھوں والی حور ہوگی جس نے ستر بہشتی حلے پہن رکھے ہوں گے۔ ان حلوں کے باہر سے اس کی پنڈلیوں کا مغز نظر آتا ہوگا۔ اس کا سینہ جنتی کے لئے آئینہ ہوگا اور جنتی کا سینہ اس کا آئینہ ٹھہرے گا (ایک دوسرے میں اپنی اپنی صورت دیکھیں گے) جب وہ اس حور کے سامنے آئے گا تو حور اس کی آنکھوں میں پہلے سے بھی ستر گنا زیادہ حسین ہو جائے گی۔ اب اس کو فرمایا جائے گا۔ ذرا آگے دیکھ، چنانچہ وہ دیکھے گا تو فرمان ہوگا: یہ تیری ملکیت ہے جو ایک ہزار سالہ راہ پر پھیلی ہوئی ہے۔ جہاں تک تیری نگاہ پہنچتی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر فرمانے لگے: اے کعب! کیا آپ سنتے نہیں کہ ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) ادنیٰ جنتی کے مقام کے متعلق ہمارے سامنے کیا بیان کر رہے ہیں؟ (اگر ادنیٰ جنتی کا یہ مقام ہے) تو پھر اعلیٰ جنتی کا کیا حال ہوگا؟ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: یا امیر المومنین! (اس کے لئے تو) وہ کچھ ہے جو کسی آنکھ نے دیکھا نہیں اور کسی کان نے سنا نہیں۔ بلاشبہ اللہ جل ذکرہ نے ایک گھر پیدا فرمایا جس میں اپنی منشا کے مطابق (اعلیٰ جنتی کے لئے) بیویاں، پھل اور مشروبات بنائے۔ پھر اسے اوپر سے ڈھانپ دیا۔ چنانچہ اسے اللہ کی مخلوق میں سے کسی نے نہیں دیکھا۔ نہ ہی جبریل علیہ السلام نے اور نہ فرشتوں میں سے کسی اور نے دیکھا ہے۔ پھر حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی: فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (السجدہ) ''پس کسی جان کو معلوم نہیں جو آنکھوں کی ٹھنڈک ان اعلیٰ جنتیوں کیلئے چھپا کر رکھی گئی ہے۔ یہ جزا ہے ان کے اعمال صالحہ کی''۔ فرمایا: اور اس کے علاوہ دو جنتیں پیدا فرمائیں اور اپنی مرضی کے مطابق انہیں مزین فرمایا۔ اور اپنی مخلوق میں سے جسے چاہا دکھا بھی دیں۔ پھر فرمایا: جس کا اعمال نامہ علیین میں ہوگا وہ اس گھر میں داخل ہوگا جسے کسی نے نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ علیین والوں میں سے ایک آدمی نکل کر اپنی ملکیت میں سیر کرتا ہوگا تو جنت کے خیموں میں سے کوئی خیمہ ایسا نہ رہے گا جس میں اس کے چہرے کی روشنی داخل نہ ہو جائے گی۔ اہل جنت اس کی خوشبو سے خوش ہو جائیں گے اور کہنے لگیں گے: واہ، کیا بات ہے اس خوشبو کی، یہ خوشبو تو علیین والوں میں سے کسی شخص کی ہے جو اپنے ملک میں سیر کرنے نکلا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے کعب! تمہارا بھلا ہو جائے، (جنت اور اہل جنت کے یہ احوال سن کر)

یہ دل تو آزاد ہو گئے ہیں (بے عمل ہو جائیں گے) انہیں قبضہ میں لاؤ۔ (کوئی وہ بات کرو جس سے لوگ عمل پر راغب ہوں) تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قیامت کے دن بے شک جہنم کی ایسی چنگھاڑ ہوگی کہ ہر مقرب فرشتہ اور نبی مرسل گھٹنوں کے بل گر پڑے گا۔ حتیٰ کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بھی پکارنے لگیں گے: ''رَبِّ نَفْسِیْ نَفْسِیْ'' ''یا میرے پروردگار! مجھے محفوظ رکھنا'' یہاں تک کہ اگر (اے مخاطب) ستر انبیاء کے اعمال بھی تیرے اعمال کے ساتھ مل جائیں تو میرے خیال میں تیری نجات نہ ہونے پائے۔ (اگر فضل خداوندی دست گیری نہ فرمائے)۔

اسے ابن ابی الدنیا، طبرانی اور حاکم نے اسی طرح حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا اور آخر میں کہا: ''اللہ نے ایک گھر تعمیر فرمایا ہے'' آخر تک حضرت کعب رضی اللہ عنہ پر موقوفاً روایت کیا۔ طبرانی کے طرق سے ایک طریق صحیح ہے۔ الفاظ بھی طبرانی کے ہیں۔ اور حاکم نے اسے صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔ اور مسلم میں بھی اس سے مختصر یہ روایت موجود ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: کیا میں تمہیں سب سے کم درجہ والے جنتی کے متعلق نہ کچھ بتاؤں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) ضرور ارشاد فرمایئے۔ تو حضور انور ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی جنت کے دروازے سے داخل ہوگا تو اس کی خدمت پر مامور نوخیز لڑکے اس سے ملاقات کریں گے اور کہیں گے: خوش آمدید، ہمارے آقا۔ ہم سے ملنے کا اب آپ کو وقت ملا ہے؟ فرمایا کہ پھر اس کے لئے چالیس سال کی راہ تک قالین بچھا دیئے جائیں گے۔ پھر وہ دائیں بائیں نظر کرے گا تو کئی باغات دیکھے گا، پوچھے گا: یہ کس لئے ہیں؟ جواب ملے گا: یہ سب تیری خاطر ہیں۔ یہاں تک کہ جب آگے پہنچے گا تو اس کے سامنے ایک سرخ یاقوت یا سبز زبرجد بلند ہوگا۔ جس میں ستر راہداریاں ہوں گی۔ ہر راہداری میں ستر بالا خانے ہوں گے۔ ہر بالا خانے میں ستر دروازے ہوں گے۔ چنانچہ اسے حکم ہوگا کہ پڑھتا جا اور چڑھتا جا۔ چنانچہ وہ چڑھنے لگے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنے ملک کے تخت کے پاس پہنچ جائے گا تو اس پر تکیہ لگا کر بیٹھ جائے گا۔ اس تخت کی وسعت میلوں ہوگی۔ اس میں کئی محل ہوں گے۔ پھر اس کے سامنے سونے کے بنے بڑے بڑے ستر پیالے لائے جائیں گے۔ ان میں ایسا کوئی پیالہ نہیں ہوگا جس کا رنگ دوسرے پیالے سے ملتا ہوگا۔ ان میں سے آخری پیالے میں بھی وہی لذت پائے گا جو پہلے میں پائی ہوگی۔ پھر اسے مختلف اقسام کے مشروبات پیش کئے جائیں گے۔ چنانچہ ان میں سے جی بھر کر نوش کرے گا۔ پھر غلمان (نوخیز لڑکے) آپس میں کہیں گے: اسے چھوڑ دو تا کہ اب اپنی بیویوں سے ملاقات کرے۔ چنانچہ غلمان چلے جائیں گے۔ پھر وہ نظر کرے گا تو دیکھے گا کہ خوبصورت آنکھوں والی حوروں میں سے ایک حور اپنے ملک کے تخت پر بیٹھی ہوئی ہے۔ جس نے ستر حلے پہن رکھے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی حلہ دوسرے کے رنگ سے ملتا جلتا نہیں ہے۔ جبکہ اس کا لباس اس کے اوپر ہے۔ وہ اس کی طرف نظر اٹھائے گا اور کہے گا: تو کون ہے؟ وہ جواب دے گی: میں ان حوروں میں سے ایک حور ہوں جنہیں تیرے لئے محفوظ رکھا گیا تھا۔ تو وہ چالیس برس تک اسے دیکھتا ہی چلا جائے گا۔ اس سے نگاہ نہ ہٹائے گا۔ پھر بالا خانے کی طرف نظر اٹھائے گا

تو وہاں اس پہلی حور سے بھی زیادہ حسین وجمیل حور ہوگی۔ چنانچہ وہ کہے گی: اب وہ وقت آن پہنچا ہے کہ تجھ سے ہمیں بھی حصہ حاصل ہوگا۔ تو وہ چالیس سال تک اس کی طرف (بالا خانے پر) چڑھتا جائے گا۔ اس سے نگاہیں نہیں ہٹا سکے گا۔ پھر جب یہ سارے جنتی مکمل طور پر جنت کی راحتوں میں پہنچ جائیں گے تو خیال کریں گے کہ ان سے افضل اب اور کوئی نعمت نہیں ہوگی۔ تو رب تبارک وتعالیٰ کا اسم ان پر تجلی فرمائے گا۔ تو وہ رحمٰن کا چہرہ دیکھیں گے۔ اور رحمٰن تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: اے جنت والو! میری تہلیل وتسبیح بیان کرو۔ چنانچہ وہ رحمٰن کی تہلیل (لا الٰہ الا اللّٰہ) کہہ کر جواب دیں گے۔ پھر فرمائے گا: اے داؤد! اٹھو اور (اپنی حسین آواز میں) میری بزرگی بیان کرو۔ ارشاد فرمایا کہ اس پر حضرت داؤد علیہ السلام رب عزوجل کی بزرگی بیان کرنے لگیں گے۔

اسے ابن ابی الدنیا نے روایت کیا۔ اس کی اسناد میں ایسا راوی ہے جس کو میں اس وقت نہیں پہچانتا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ادنیٰ درجے کا جنتی ہوگا جو اپنے باغات، بیویاں، نعمتیں، خادم اور اپنے تخت ایک ہزار سال کی مسافت تک دیکھے گا (اتنے علاقے میں یہ چیزیں پھیلی ہوں گی) ''وَاَکْرَمُھُمْ عَلَی اللّٰہِ مَنْ یَّنْظُرُ اِلٰی وَجْھِہٖ غُدْوَۃً وَّ عَشِیًّا'' ''اللہ تعالیٰ کے ہاں ان میں سے سب سے زیادہ عزت والا وہ ہوگا جو صبح وشام اس کے دیدار سے بہرہ یاب ہوگا''۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیات مقدسہ تلاوت فرمائیں: وُجُوْہٌ یَّوْمَىٕذٍ نَّاضِرَۃٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌ ﴿۲۳﴾ (القیامہ) ''اس دن کچھ چہرے تروتازہ ہوں گے، اپنے رب کا نظارہ کرتے ہوں گے''۔

اسے امام ترمذی، ابویعلیٰ، طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا۔ اور امام احمد نے بھی اسے مختصراً روایت کیا کہ فرمایا: ''اِنَّ اَدْنٰی اَھْلِ الْجَنَّۃِ مَنْزِلَۃً لَیَنْظُرُ فِیْ مُلْکِہٖ اَلْفَیْ سَنَۃٍ یَرٰی اَقْصَاہُ کَمَا یَرٰی اَدْنَاہُ یَنْظُرُ اِلٰی اَزْوَاجِہٖ وَخَدَمِہٖ'' ''مرتبے کے اعتبار سے سب سے کم درجہ والا جنتی اپنی مملکت میں دو ہزار سال کی مسافت تک نظر کرے گا۔ آخری کنارے کو بھی ایسے ہی دیکھے گا جیسے اپنے قریب والے کنارے کو، وہ اپنی بیویوں اور نوکروں چاکروں کو بھی نظر میں رکھے گا''۔

بیہقی نے اس پر اپنی روایت میں یہ الفاظ زائد کئے ہیں: ''وَاِنَّ اَفْضَلَھُمْ مَنْزِلَۃً لَّمَنْ یَّنْظُرُ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فِیْ وَجْھِہٖ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ مَّرَّتَیْنِ'' ''اور اہل جنت میں سب سے افضل وہ (خوش نصیب) ہوگا جو اللہ عزوجل کا دیدار ہر روز دو مرتبہ کرے گا''

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَدْنٰی اَھْلِ الْجَنَّۃِ الَّذِیْ لَہٗ ثَمَانُوْنَ اَلْفَ خَادِمٍ وَّاثْنَتَانِ وَسَبْعُوْنَ زَوْجَۃً وَّ یُنْصَبُ لَہٗ قُبَّۃٌ مِّنْ لُّؤْلُؤٍ وَّزَبَرْجَدٍ وَّ یَاقُوْتٍ کَمَا بَیْنَ الْجَابِیَۃِ اِلٰی صَنْعَآءِ'' ''سب سے ادنیٰ جنتی وہ ہوگا جس کے اسی ہزار خادم اور بہتر (۷۲) بیویاں ہوں گی۔ اس کی خاطر موتی، زبرجد اور یاقوت کا ایک خیمہ نصب کیا جائے گا جو چوڑائی میں جابیہ (شام میں ایک بستی) اور صنعاء (یمن میں ایک مقام) کے درمیانی علاقے کے برابر ہوگا''۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ اسے ہم صرف رشدین بن سعد یعنی عن عمرو بن الحارث عن دراج کی حدیث سے ہی پہچانتے ہیں۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اہل جنت میں سب سے نچلے درجہ میں وہ شخص ہوگا جس کے سر کے پاس دس ہزار خادم کھڑے ہوں گے۔ ہر خادم کے ہاتھ میں دو پیالے ہوں گے۔ ایک پیالہ سونے کا اور ایک چاندی کا۔ ہر پیالے میں ایسے رنگ کا کھانا پینا ہوگا کہ دوسرے میں اس جیسا نہیں ہوگا۔ جنتی آخری پیالے میں سے بھی ایسا ہی کھائے گا جیسا کہ پہلے پیالے سے کھایا ہوگا۔ آخری پیالے میں بھی وہی راحت ولذت پائے گا جیسی کہ پہلے پیالے میں پا چکا ہوگا۔ (دنیا میں تو جتنا کھاتے جائیں لذت میں کمی آتی جاتی ہے حتیٰ کہ پوری طرح سیر ہو جانے پر ایک لقمہ بھی اٹھانے کو دل نہیں مانتا مگر جنت میں ایسا نہیں ہوگا بلکہ آخر تک لذت ایک جیسی رہے گی) پھر یہ سب کچھ (جو اس نے کھایا پیا ہوگا) پاکیزہ مشک کی خوشبو بن جائے گا۔ جنتی لوگ نہ پیشاب کریں گے نہ پاخانہ کی حاجت ہوگی اور نہ ناک صاف کریں گے۔ بھائیوں کی طرح اپنے پلنگوں پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے۔

اسے ابن ابی الدنیا اور طبرانی نے روایت کیا۔ الفاظ طبرانی کے ہیں اور ان کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ مرتبے کے لحاظ سے اہل جنت میں سب سے کم درجہ کا وہ جنتی ہوگا جبکہ ان میں کمینہ پن نہیں ہوگا۔ جس کی خدمت میں ہر روز صبح شام پندرہ ہزار (1) خادم پیش ہوا کریں گے۔ ہر خادم کے پاس (پیش کرنے کے لئے) ایک ایسا تحفہ ہوگا جو اس کے ساتھی دوسرے خادم کے پاس نہیں ہوگا۔

اسے ابن ابی الدنیا نے موقوفاً روایت کیا ہے۔

---

(1) قارئین کرام نے دیکھا کہ ایک حدیث اسی ہزار خادم بیان کرتی ہے۔ ایک دوسری حدیث میں دس ہزار اور اس آخری حدیث میں پندرہ ہزار کا بیان ہے۔ تو اس سے احادیث میں تناقض ومنافات نہ سمجھی جائے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ ان ادنی جنتیوں کے بھی درجے ہوں۔ کسی کو اسی ہزار، کسی کو پندرہ ہزار اور کسی کو دس ہزار خادم عنایت کئے جائیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہوں تو اسی ہزار مگر ان میں سے دس ہزار تو اس کی خدمت میں ہر وقت اشارے کے منتظر کھڑے رہیں۔ پندرہ ہزار ہر صبح وشام اس کے سامنے پیش ہوتے ہوں اور باقی پچپن ہزار اس کی خدمت کے دیگر امور کی انجام دہی میں مصروف ہوں۔ واللہ اعلم۔ (مترجم)

فصل

جنت کے درجات اور بالا خانے

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت والے لوگ اپنے اوپر بالا خانوں میں رہنے والوں کو یوں ایک دوسرے کو دکھائیں گے جیسے تم (اس دنیا میں) مشرق اور مغرب کے کنارے میں ڈوبنے والے ستارے ایک دوسرے کو دکھاتے ہو۔ (یعنی بالا خانے پر رہنے والے دوسرے جنتیوں کو اتنی دور دکھائی دیں گے) یہ ان کے درجات میں فضیلت کی وجہ سے ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) یہ درجات تو انبیاء (علیہم السلام) کے ہوں گے جن تک کوئی اور نہیں پہنچ سکے گا؟ سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا: ''بَلٰی وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ رِجَالٌ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِیْنَ'' ''ہاں کیوں نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، وہ لوگ بھی ان درجات پر فائز ہوں گے جو اللہ پر ایمان لائے اور مرسلین کی تصدیق کی۔ (بخاری و مسلم)۔

اور امام ترمذی نے بھی اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ایسے ہی روایت کیا اور صحیح قرار دیا مگر ان کے الفاظ یہ ہیں: بے شک اہل جنت (اپنے اپنے بالا خانوں میں) ایک دوسرے کو یوں دیکھیں گے جیسے مشرقی ستارے کو یا مغربی ستارے کو افق میں غروب ہوتے یا طلوع ہوتے وقت دیکھتے ہیں۔ یہ ان کے درجات میں فرق کی وجہ سے ہوگا۔ الحدیث۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلا شبہ اہل جنت جنت میں ایک دوسرے کو یوں دیکھیں گے جیسے تم ایک دوسرے کو دکھاتے ہو یا دیکھتے ہو وہ چمکتا ہوا ستارہ جو آسمان کے مشرق کنارے میں غروب ہو رہا ہو۔ یہ درجات میں تفاضل کی وجہ سے ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) وہ انبیاء علیہم السلام ہوں گے؟ (جو اتنے ارفع مقامات پر جلوہ فرما ہوں گے؟) تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بَلٰی وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ وَاَقْوَامٌ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِیْنَ'' ''کیوں نہیں (یقیناً وہ انبیاء ہوں گے) اور وہ لوگ بھی ہوں گے جو اللہ پر ایمان لائے اور مرسلین (علیہم السلام) کی تصدیق کی''۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ اس کے راویوں سے صحیح میں روایات لی گئی ہیں۔ اسے ترمذی نے بھی روایت کیا۔ ان کے الفاظ ابھی گذرے ہیں۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں جنت کے بالا خانوں کے متعلق نہ کچھ بتاؤں؟ میں عرض گذار ہوا: کیوں نہیں یارسول اللہ (ﷺ) ہمارے ماں باپ آپ کے صدقے واری جائیں۔ سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یقین رکھو کہ جنت میں سارے کے سارے بالا خانے موتی کی اقسام کے ہوں گے۔ جن کا اندر باہر سے اور باہر اندر سے نظر آ رہا ہوگا۔ ان میں نعمتیں، لذتیں اور مرتبے ہوں گے

جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یہ بالا خانے کن لوگوں کے لئے مخصوص ہوں گے؟ ارشاد فرمایا: ''لِمَنْ اَفْشَى السَّلَامَ وَاَطْعَمَ الطَّعَامَ وَاَدَامَ الصِّيَامَ وَصَلّٰى بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ'' یہ ان لوگوں کے لئے ہوں گے جنہوں نے سلام عام کیا، لوگوں کو کھانا کھلایا، ہمیشہ روزہ دار رہے اور رات کے اس پہر نماز (تہجد) پڑھتے رہے جب دوسرے نیند کے مزے لوٹتے تھے''۔ الحدیث۔

اسے بیہقی نے روایت کیا پھر کہا یہ اسناد غیر قوی ہے مگر پہلی دونوں حدیثوں کی اسناد کے ساتھ مل کر ایک دوسری کو قوی کرتی ہیں۔ واللہ اعلم۔

حافظ منذری رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس نوع کی اس کے علاوہ قیام اللیل و اطعام الطعام کے بیان میں صحیح حدیث گذر چکی ہے اور حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ کی نبی اکرم ﷺ سے مروی حدیث بھی بیان ہو چکی ہے کہ: جنت میں کئی بالا خانے (چوبارے) ہیں جن کا باہر اندر سے اور اندر باہر سے نظر آئے گا: ''اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِمَنْ اَطْعَمَ الطَّعَامَ وَاَفْشَى السَّلَامَ وَصَلّٰى بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ'' ترجمہ اوپر مذکور ہوا۔

اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث اسی طرح ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ'' جنت کے اندر سو ایسے درجات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے جہاد فی سبیل اللہ کرنے والوں کے لئے تیار فرمائے ہیں۔ ان میں دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ (بخاری)

حدیث: یہ بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''فِي الْجَنَّةِ مِائَةُ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ مِائَةُ عَامٍ'' جنت میں سو ایسے درجے ہیں کہ ہر دو درجوں کے درمیان ایک سو سال کی راہ ہے''۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔ نیز طبرانی نے بھی اسے روایت کیا مگر ان کے الفاظ یہ ہیں کہ: ''مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ عَامٍ'' ہر دو درجوں کے درمیان پانچ سو سال کی راہ کا فاصلہ ہے''۔

فصل

جنت کے محلات، مٹی اور سنگریزے

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) ہمیں جنت بتایئے کہ اس کی عمارتیں کس چیز کی بنی ہوئی ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سونے کی اینٹوں اور چاندی کی اینٹوں سے، ان کا گارا مشک ہے۔ ان کے سنگریزے موتی اور یاقوت ہیں اور ان کی مٹی زعفران کی ہے۔ جو شخص ان میں داخل ہوگا، ناز ونعم میں رہے گا اور محروم ونامراد نہ ہوگا۔ ہمیشہ زندہ رہے گا اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ اس کا لباس پرانا نہیں ہوگا اور اس کے شباب کو فنا نہیں ہوگی۔ الحدیث۔

اسے امام احمد، ترمذی، بزار، طبرانی نے اوسط میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ یہ الفاظ امام احمد کے ہیں اور ان محدثین کے نزدیک یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے۔ اور ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کیا کہ فرماتے ہیں: جنت کی دیواریں کچھ سونے کی اینٹوں اور کچھ چاندی کی اینٹوں سے بنی ہوئی ہیں اور اس کی سیڑھیاں یاقوت اور موتی کی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ہم روایت کیا کرتے تھے کہ جنت کی نہروں کی کنکریاں (جو پانی کی تہہ میں ہوتی ہیں) موتی ہیں اور اس کی مٹی زعفران ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ جنت کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جنت میں داخل ہوگا، زندہ رہے گا، اسے موت نہیں آئے گی، نعمتیں ہی نعمتیں پائے گا محروم و نامراد نہیں ہوگا۔ اس کا لباس پرانا نہیں ہوگا اور اس کا شباب فنا نہیں ہوگا۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ! (ﷺ) اس کی عمارتیں کس چیز کی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لَبِنَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ وَّلَبِنَةٌ مِّنْ فِضَّةٍ وَ مِلَاطُهَا الْمِسْكُ وَتُرَابُهَا الزَّعْفَرانُ وَحَصْبَاؤُهَا اللُّؤْلُؤُ وَالْيَاقُوْتُ'' ''اس کی عمارتیں سونے کی اینٹوں اور چاندی کی اینٹوں سے بنی ہوئی ہیں۔ اس کا گارا مشک ہے، مٹی زعفران ہے اور اس کے سنگریزے موتی اور یاقوت ہیں''۔

اسے ابن ابی الدنیا اور طبرانی نے روایت کیا۔ اس کی اسناد حسن ہے۔

حدیث: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اللہ تبارک وتعالیٰ نے جنت کو سونے کی اینٹوں اور چاندی کی اینٹوں سے تخلیق فرمایا۔ اور ان میں گارہ مشک کا لگایا۔ اور پیدا کرنے کے بعد فرمایا: بول۔ تو جنت نے کہا: قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ (المومنون) ''ایمان والے کامیاب ہوگئے (کہ وہ مجھ میں داخل ہوں گے) اس پر فرشتوں نے کہا: ''طُوْبٰى لَكِ مَنْزِلُ الْمُلُوْكِ'' ''تجھے مبارک ہو کہ تو (پرہیزگاروں کے) بادشاہوں کی قیام گاہ بنے گی''۔

اسے طبرانی اور بزار نے روایت کیا۔ لفظ مرفوعاً وموقوفاً بزار کے ہیں اور بزار نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ کسی نے اسے

مرفوع بیان کیا ہو سوائے عدی بن الفضل یعنی عن الجریری عن ابی نضرۃ عنہ کے اور عدی بن الفضل حافظ نہیں ہیں۔ اور وہی شیخ بصری ہیں۔ انتہیٰ۔

حافظ منذری فرماتے ہیں کہ عدی بن الفضل نے اس کے رفع میں وہب بن خالد عن الجریری عن ابی نضرۃ عن ابی سعید کی اتباع کی ہے۔ اس کے الفاظ ہیں: ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل نے جنت کی چاردیواری سونے کی اینٹوں اور چاندی کی اینٹوں سے تعمیر فرمائی۔ پھر اس میں نہریں کھودیں اور اس میں درخت لگائے۔ چنانچہ جب فرشتوں نے اس کا حسن دیکھا تو کہنے لگے: تجھے بشارت ہو تو بادشاہوں کی آرام گاہ بنے گی۔

اس کی تخریج بیہقی وغیرہ نے کی ہے۔ لیکن موقوف قرار دیا ہے اور یہ زیادہ صحیح اور مشہور ہے۔ واللہ اعلم۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا۔ اس کے پھلوں کو قریب کیا (کہ جنتی آسانی سے انہیں کھاسکیں) پھر اس کی طرف نظر فرمائی اور ارشاد فرمایا: ''وَعِزَّتِیۡ لَا یُجَاوِرُنِیۡ فِیۡكِ بَخِیۡلٌ'' ''مجھے میری عزت کی قسم، تیرے اندر بخیل میرے قریب نہ رہ سکے گا''۔

اسے طبرانی نے کبیر اور اوسط میں دو اسناد کے ساتھ روایت کیا جن میں ایک جید ہے اور ابن ابی الدنیا نے اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کچھ طویل روایت کیا۔ اس کے الفاظ ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا۔ کچھ اینٹیں سفید موتی کی، کچھ اینٹیں سرخ یاقوت کی اور کچھ اینٹیں سبز زبرجد کی لگائیں۔ اس کا گارا مشک کا ہے، گھاس زعفران، سنگریزے موتی اور اس کی مٹی عنبر ہے۔ پھر اسے حکم دیا کہ بات کرلے۔ تو جنت نے کہا بے شک ایمان والے کامیابی سے ہم کنار ہوئے۔ اس وقت اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا۔ مجھے میری عزت وجلال کی قسم، تیرے اندر بخیل میرا پڑوسی نہیں ہوگا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی: وَمَنۡ يُّوۡقَ شُحَّ نَفۡسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ (الحشر:9، التغابن:16)'' اور جن لوگوں کو ان کے نفس کے لالچ سے بچالیا گیا تو وہی کامیاب ہیں''۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت کی زمین سفید ہے، اس کے میدان کافور کے بڑے بڑے ٹکڑے ہیں اور اسے مشک نے یوں گھیرا ہوا ہے جیسے ریت کے ذرے ہوں۔ اس میں نہریں بہہ رہی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اہل جنت کو اس میں جمع فرمائے گا۔ سب ادنیٰ و اعلیٰ جنتی موجود ہوں گے پھر ایک دوسرے کو پہچانیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی ہوا بھیجے گا۔ اور ان پر مشک بھری ہوا چلے گی۔ اس کے بعد جنتی آدمی اپنی بیوی کے پاس جائے گا جبکہ اس کا حسن اور پاکیزگی زیادہ ہو چکی ہوگی۔ تو وہ اس سے کہے گی: تو مجھے چھوڑ کر چلا گیا تھا حالانکہ میں تجھے خوش کرنے والی ہوں۔ اور اس وقت میں تیرے ساتھ بہت زیادہ خوش ہوں۔

اسے ابن ابی الدنیا نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ فِی الْجَنَّةِ مَرَاغًا مِّنْ مِّسْكٍ مِّثْلَ مَرَاغِ دَوَآبِّكُمْ فِی الدُّنْيَا'' ''بے شک جنت میں مشک کی چراگاہیں ہیں جیسے تمہارے جانوروں کے لئے دنیا میں چراگاہیں ہوتی ہیں''۔

اسے طبرانی نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت کریب سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا کوئی جنت کی تیاری نہیں کرتا؟ جبکہ اس سے کوئی روک ٹوک نہیں (بشرطیکہ اعمال نیک ہوں) رب کعبہ کی قسم، اس میں نور چمک رہا ہے، پھول جھومتے ہیں، مضبوط قلعے ہیں، نہریں رواں ہیں، پکے ہوئے پھل ہیں حسین و جمیل بیویاں ہیں، بہت سے حلے ہیں اور وہ سلامتی کے گھر میں ہمیشہ کا مقام ہے۔ وہاں میوے ہیں، سبزہ ہے اور اس بلند پر بہار محل میں سرور اور نعمتیں ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) ہم اس کے لئے تیار ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان شاء اللہ کہو۔ تو سب حضرات نے کہا: ان شاء اللہ۔

اسے ابن ماجہ، ابن ابی الدنیا، بزار، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے، سب نے بروایت محمد بن مہاجر عن الضحاک المعافری عن سلیمان بن موسیٰ عنہ روایت کیا۔

فصل

جنت میں خیموں اور بالا خانوں کا بیان

حدیث: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومن کے لئے جنت میں اندر سے خالی ایک موتی کا خیمہ ہوگا، بلندی میں اس کی لمبائی ساٹھ میل ہوگی۔ اس میں مومن کے اہل وعیال قیام پذیر ہوں گے۔ یہ مومن بندہ ان کے پاس آیا جایا کرے گا۔ "فَلَا يَرٰى بَعْضُهُمْ بَعْضًا" "اور وہ ایک دوسرے کو دیکھیں گے نہیں (یعنی پردہ ہوگا کہ یہ اہل ایمان کی ایک بہت پسندیدہ صفت ہے جسے جنت میں برقرار رکھا جائے گا۔ لیکن جہنم میں اہل جہنم ننگے اور بے پردہ مبتلائے عذاب ہوں گے)۔

اسے بخاری، مسلم اور ترمذی نے روایت کیا۔ لیکن ترمذی کے ہاں الفاظ ہیں کہ "اس خیمہ کا عرض یعنی چوڑائی ساٹھ میل ہوگی"۔ اور یہ بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں بھی ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان کے لئے کئی اچھی اچھی بیویاں ہوں گی۔ ہر بیوی کے لئے ایک خیمہ ہوگا اور ہر خیمہ کے چار دروازے ہوں گے۔ ہر دروازے سے ان بیویوں کے پاس تحفے، ہدیے اور کرامتیں داخل ہوں گی جو اس سے پہلے حاصل نہ ہوئے ہوں گے وہ بیویاں نہ تکبر کرنے والیاں ہوں گی، نہ ان سے بدبو آئے گی، نہ مسخری کریں گی اور نہ ہی ان میں نفرت ہوگی۔ وَحُوْرٌ عِيْنٌ ﴿۲۲﴾ (واقعہ) كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾ (صفت) "وہ بڑی بڑی خوبصورت آنکھوں والی حوریں ہوں گی گویا کہ چھپا کر رکھے ہوئے انڈے ہیں"۔

اسے ابن ابی الدنیا نے بروایت جابر الجعفی موقوفاً روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق روایت ہے: حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ ﴿۷۲﴾ (الرحمٰن) "خیموں میں پردہ نشین حوریں ہیں" فرماتے ہیں: خیمے اندر سے کھوکھلے موتی کے ہوں گے۔ ان کی لمبائی ایک فرسخ (تین میل) ہوگی۔ ہر خیمے کے ایک ہزار سونے کے دروازے ہوں گے۔ ان کے گرد فصیلیں ہوں گی۔ فصیل کی گولائی پچاس فرسخ (ڈیڑھ سو میل) ہوگی۔ "يَدْخُلُ عَلَيْهِ مِنْ كُلِّ بَابٍ مِّنْهَا مَلَكٌ بِهَدِيَّةٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ" "ہر دروازے سے جنتی کے پاس اللہ عزوجل کی طرف سے ایک فرشتہ ہدیہ لے کر داخل ہوگا"۔

اسے ابن ابی الدنیا نے موقوفاً روایت کیا ہے۔ ابن ابی الدنیا اور بیہقی کی ایک اور روایت میں ہے کہ: "اَلْخَيْمَةُ دُرَّةٌ مُّجَوَّفَةٌ فَرْسَخٌ فِيْ فَرْسَخٍ لَهَا اَرْبَعَةُ اٰلَافِ مِصْرَاعٍ مِّنْ ذَهَبٍ" "خیمے ایک ایسے موتی کے ہوں گے جو اندر سے ایک فرسخ لمبائی چوڑائی میں کھوکھلا ہوگا۔ ہر خیمہ کی چار ہزار سونے کی چوکھٹیں ہوں گی"۔

اور اس کی اسناد زیادہ صحیح ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایسے بالا خانے ہیں کہ ان کا باہر اندر سے اور اندر باہر سے نظر آتا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) یہ کن لوگوں کے لئے ہیں؟ ارشاد فرمایا: ان لوگوں کے لئے جو اچھی بات کرتے ہیں، کھانا کھلاتے ہیں اور رات (نماز میں) کھڑے گذارتے ہیں جبکہ دوسرے لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔

اسے طبرانی اور حاکم نے روایت کیا۔ اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط پر صحیح ہے۔ نیز اسے امام احمد اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا۔ البتہ ابن حبان کے الفاظ اس طرح ہیں کہ فرمایا: ''اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِمَنْ اَطْعَمَ الطَّعَامَ وَاَفْشَى السَّلَامَ وَصَلّٰى بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ'' ''یہ بالا خانے اللہ نے ان لوگوں کے لئے تیار فرما رکھے ہیں جو دوسروں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ سلام عام کرتے ہیں اور رات کے وقت نمازوں میں مشغول ہوتے ہیں جبکہ اور لوگ سوتے ہیں''۔

حدیث: حضرت عمران بن حصین اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ دونوں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے اس فرمان: وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ (الصف) ''(اور اللہ داخل کرے گا اہل ایمان کو) پاکیزہ رہائش گاہوں میں جو بسنے کے باغوں میں ہیں'' کے متعلق سوال کیا گیا۔ تو آپ ﷺ نے جواب دیا۔ جنت میں موتی کا بنا ہوا محل ہوگا جس میں سرخ یاقوت سے بنے ستر گھر ہوں گے۔ ہر گھر میں سبز زمرد کے ستر کمرے ہوں گے۔ ہر کمرے میں ستر تخت لگے ہوئے ہوں گے۔ ہر تخت پر ہر رنگ کے ستر بستر بچھے ہوں گے۔ ہر بستر پر ایک بیوی (حور) ہوگی، ہر کمرے میں ستر دسترخوان ہوں گے، ہر دسترخوان پر ستر رنگ کا کھانا رکھا ہوگا۔ ہر کمرے میں ستر ستر غلام اور کنیزیں ہوں گی۔ ''يُعْطَى لِلْمُؤْمِنِ مِنَ الْقُوَّةِ مَا يَأْتِيْ عَلٰى ذٰلِكَ كُلِّهٖ فِيْ غَدَاةٍ وَّاحِدَةٍ'' ''مومن بندے کو اتنی قوت دی جائے گی کہ وہ ایک ہی دن میں ان تمام (بیویوں اور کنیزوں) کے پاس سے فارغ ہو سکے گا''۔

اسے طبرانی نے روایت کیا اور بیہقی نے بھی اسی کے مثل روایت کی۔

فصل

جنت کی نہریں

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوثر (جو ہمارے حضور ﷺ کو عطا فرمائی گئی ہے) جنت میں ایک نہر ہے جس کے دونوں کنارے سونے کے ہیں۔ اور پانی بہنے کی جگہ میں موتی اور یاقوت پڑے ہوئے ہیں۔ اس کی مٹی مشک سے بڑھ کر خوشبودار ہے۔ اس کا پانی شہد سے زیادہ شیریں اور برف سے بڑھ کر ٹھنڈا ہے۔

اسے ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ عزوجل کے اس ارشاد: اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ (الکوثر) ''ہم نے آپ کو اے (حبیب ﷺ!) کوثر عطا فرمائی''۔ کے بارے میں روایت ہے، فرماتے ہیں کہ کوثر جنت میں ایک نہر ہے جس کی گہرائی ستر ہزار فرسخ ہے۔ (فرسخ تین میل کا ہوتا ہے) اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اس کے کنارے موتی، زبرجد اور یاقوت کے ہیں۔ ''خَصَّ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ الْاَنْبِيَآءِ'' اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے پہلے ہی یہ اپنے نبی ﷺ کے لئے خاص فرمادی ہے''۔

اسے ابن ابی الدنیا نے موقوفاً روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس وقت میں جنت میں سیر فرما رہا تھا تو ایک نہر پر پہنچا، جس کے کناروں پر کھوکھلے موتی کے خیمے تھے۔ تو میں نے دریافت کیا کہ اے جبریل! یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: ''هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِیْ اَعْطَاكَ رَبُّكَ'' ''یہ وہ کوثر ہے جو آپ کے رب نے آپ کو عطا فرمائی ہے''۔ فرماتے ہیں کہ پھر ایک فرشتے نے اس میں اپنا ہاتھ مارا تو اس کی مٹی خالص مشک تھی۔ (بخاری)۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَنْهَارُ الْجَنَّةِ تَخْرُجُ مِنْ تَحْتِ تِلَالِ اَوْ مِنْ تَحْتِ جِبَالِ الْمِسْكِ'' ''جنت کی نہریں مشک کے یا مشک کے پہاڑوں کے نیچے سے نکلتی ہیں''۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت سماک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس وقت ملے جب ان کی آنکھیں بند ہو چکی تھیں۔ تو ان سے پوچھا: اے ابن عباس! جنت کی زمین کیسی ہے؟ انہوں نے فرمایا: چاندی سے زیادہ سفید سنگ مرمر کی ہے گویا کہ آئینہ ہو۔ میں نے پوچھا: اس کا نور کیسا ہے؟ فرمانے لگے: میں نے کوئی ایسی ساعت نہیں دیکھی

جس میں سورج طلوع ہوتا ہوا اور اس کا نور اس جیسا ہو۔ (یعنی سورج کا عین نصف النہار پر ہونا بھی جنت کے نور کے مقابل ہیچ ہے) مگر اس میں نہ سورج ہے اور نہ ٹھنڈک۔ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: تو اس کی نہروں کی کیا کیفیت ہے؟ کیا وہ (دنیا کی نہروں کی طرح) کھائیوں میں بہتی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: نہیں، بلکہ وہ زمین کے اوپر ٹھیک راہ پر چلتی ہیں اور ادھر ادھر نہیں بہتیں۔ اللہ نے (جب انہیں بنانا چاہا تو) انہیں فرمایا: بن جاؤ تو وہ بن گئیں۔ میں عرض کرنے لگا: جنت کے حلے کیسے ہیں؟ فرمایا: جنت میں ایک درخت ہے جس پر انار کی طرح کے پھل ہیں۔ چنانچہ جب کوئی اللہ کا دوست (صالح بندہ) جنت میں حلے کا ارادہ کرے گا تو اس درخت کی ٹہنی سے ایک پھل اس کے سامنے گر پڑے گا اور اس سے ستر مختلف رنگوں کے حلے اس کے لئے نکل آئیں گے۔ پھر وہ پھل بند ہو کر واپس اپنی جگہ پر جا لگے گا۔

اسے ابن ابی الدنیا نے باسناد حسن موقوفاً روایت کیا۔

حدیث: حضرت حکیم بن معاویہ القشیری اپنے والد رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو میں نے یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جنت میں ایک دریا پانی کا ہے۔ ایک دریا دودھ کا، ایک دریا شہد کا اور ایک دریا شراب کا ہے۔ پھر بعد میں ان دریاؤں سے نہریں پھوٹتی ہیں۔ (بیہقی)

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: شاید تم یہ گمان کرتے ہو گے کہ جنت کی نہریں (دنیا کی نہروں کی طرح) زمیں میں کھائیاں ہیں۔ نہیں، اللہ کی قسم، وہ تو زمین کی سطح پر بہتی ہیں۔ ایک کے کنارے موتی کے ہیں اور دوسری کے یاقوت کے۔ اور اس کی مٹی مشک اذفر کی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: یہ اذفر کیا چیز ہے؟ انہوں نے فرمایا: وہ خالص مشک، جس میں کوئی ملاوٹ نہ ہو۔

اسے ابن ابی الدنیا نے موقوفاً روایت کیا۔ اور دوسروں نے مرفوعاً روایت کیا۔ اور موقوف زیادہ صحیح ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جنت میں دو چشمے ہیں ایک مشک کا دوسرا عنبر کا۔ دونوں جنت کے گھروں پر یوں چھڑکاؤ کریں گے جیسے بارش دنیا کے مکانوں پر چھڑکاؤ کرتی ہے''۔

اسے ابن ابی الدنیا نے موقوفاً روایت کیا ہے۔

حدیث: اور یہ بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: کوثر کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: وہ جنت میں ایک نہر ہے جو اللہ نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے بڑھ کر میٹھا ہے۔ وہاں پرندے بھی ہیں جن کی گردنیں اونٹوں کی گردنوں کی مثل ہیں۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یہ پرندے تو بڑے خوش نصیب ہیں (کہ جنت میں رہتے ہیں) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَکَلَتُھَا اَنْعَمُ مِنْھَا'' ''ان کو کھانے والے (جنتی) ان سے بھی زیادہ خوش نصیب ہوں گے''۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

فصل

جنت کے درخت اور پھل

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک جنت میں ایک درخت ہے کہ اگر کوئی سوار سو سال تک اس کے سائے میں چلتا رہے تو بھی اس کو طے نہ کر پائے۔ اگر چاہو تو پڑھ لو: وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ۙ وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ۙ (الواقعہ) ''اور ہمیشہ کے سائے میں اور ہمیشہ جاری رہنے والے پانی میں''۔

اسے امام بخاری اور امام ترمذی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت میں ایک درخت ہے کہ تیز رفتار عمدہ گھوڑے کا سوار سو برس تک بھی چلتا رہے تو اس کے سائے کو طے نہیں کر سکتا۔

اسے بخاری، مسلم اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے یہ الفاظ زائد روایت کئے ہیں: ''وَذَالِكَ الظِّلُّ الْمَمْدُوْدُ'' ''اور یہی ہمیشہ کا سایہ ہے (جس کا قرآن میں بیان ہے)''۔

حدیث: سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سدرۃ المنتہیٰ کا ذکر کرتے ہوئے سنا آپ ارشاد فرما رہے تھے: ایک سوار اس (سدرہ یعنی بیری کے درخت) کی شاخوں کے سائے میں سو سال چل سکتا ہے۔ یا سو سوار اس کے سائے میں آرام کر سکتا ہے۔ یحییٰ راوی کو شک ہوا۔ اس میں سونے کے گھونسلے ہیں۔ اس کے پھل مٹکوں کے برابر ہیں۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ظل ممدود جنت میں ایک طرف اتنا بڑا ایک درخت ہے کہ عمدہ سوار اس کے سائے میں ہر طرف سو سال تک چل سکتا ہے۔ اہل جنت اور بالا خانوں میں رہنے والے اپنے اپنے ٹھکانوں سے نکل کر اس کے سائے میں آ کر آپس میں بات چیت کیا کریں گے۔ فرمایا: ان میں سے کسی کا جی چاہے گا اور وہ دنیا کے کھیل کو دیاد کرے گا تو اللہ تعالیٰ جنت سے ایک ہوا چلائے گا تو وہ اس درخت کو حرکت دے گی جس سے دنیا کے ہر قسم کے کھیل کود کا سامان پیدا ہو جائے گا۔

اسے ابن ابی الدنیا نے موقوفاً بطریق زمعہ بن صالح عن سلمۃ بن حرم روایت کیا۔ ابن خزیمہ اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے اور ترمذی نے تحسین۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ کچھ تیار فرمایا ہے جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا، کسی کان نے نہیں سنا۔ اور کسی بشر کے دل

پس اس کا خیال بھی نہیں گذرا۔ پڑھو اگر چاہو: وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ﴿ (الواقعہ) ''اور (وہ جنتی) ہمیشہ کے سایوں میں ہوں گے''۔ اور جنت میں ایک چھڑی رکھنے کی جگہ دنیا و مافیھا سے کہیں بہتر ہے۔ اور اگر چاہو تو (اس کی تائید میں) پڑھ لو: فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ (آل عمران) ''پس جو آگ سے بچایا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا تو وہ کامیاب ہو گیا''۔

اسے ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور بخاری و مسلم نے بھی اس کا کچھ حصہ روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عتبہ بن عبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: آپ کا وہ حوض کیسا ہے جس کا آپ بیان فرماتے ہیں؟ اس کے بعد راوی نے یہاں تک حدیث ذکر کی کہ کہا: تو اعرابی عرض کرنے لگا۔ یارسول اللہ! (ﷺ) کیا جنت میں میوہ جات ہیں؟ ارشاد فرمایا: ہاں ہیں، اس میں ایک درخت بھی ہے جسے طوبیٰ کہتے ہیں، یہ فردوس (جنت کا اعلیٰ حصہ) پر چھایا ہوا ہے۔ تو اس نے عرض کی: ہماری زمین کے کس درخت سے وہ ملتا جلتا ہے؟ حضور انور ﷺ نے فرمایا: تمہاری زمین کی کسی چیز سے وہ کوئی مشابہت نہیں رکھتا۔ لیکن تم کبھی شام گئے ہو؟ اس نے عرض کی: نہیں، یارسول اللہ (ﷺ)۔ فرمایا: شجر طوبیٰ شام میں اگنے والے ایک درخت سے مشابہت رکھتا ہے جسے جوزہ کہا جاتا ہے۔ یہ ایک تنے پر بڑھتا جاتا ہے۔ پھر اوپر جا کر پھیل جاتا ہے۔ اعرابی عرض گذار ہوا۔ اس کی جڑ کتنی بڑی ہے؟ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اگر تمہارے گھر کے اونٹوں میں سے ایک بچہ چلے اور بوڑھا ہو کر گردن ٹوٹ جانے تک چلتا رہے تو بھی اسے طے نہیں کر سکتا۔ اس نے عرض کی: کیا جنت میں انگور بھی ہیں؟ ارشاد فرمایا: ہاں ہیں۔ عرض کی: ان کے گچھے کتنے بڑے ہیں؟ ارشاد فرمایا: ایک ماہ کا سفر ہے اس سفید کوے کے لئے جو نہ تھک کر گرے، نہ راستہ سے ادھر ادھر بھٹکے اور نہ رفتار میں سستی کا مظاہرہ کرے۔ سائل نے عرض کیا: تو اس میں ایک دانہ کتنا بڑا ہو گا؟ سرور عالم ﷺ نے جواب دیا: کیا تمہارے باپ نے اپنی بکریوں میں سے کوئی بڑا بکرا ذبح کیا ہے پھر اس کی کھال اتار کر تمہاری ماں کو دی ہے اور کہا ہے کہ اس کو رنگے۔ پھر اس کو کاٹ کر ایک ڈول بنا دے جس سے ہمارے مویشی پانی پیا کریں؟ وہ عرض گذار ہوا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو یہ ایک دانہ (اس ڈول کے برابر ہے) مجھے اور میرے اہل بیت کو شکم سیر کر دے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اور تمہارے خاندان کے تمام افراد کو بھی۔

اسے طبرانی نے کبیر اور اوسط میں روایت کیا۔ یہ الفاظ انہیں کے ہیں۔ اور بیہقی نے بھی اسی طرح اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں انگور کی بجائے درخت کے ذکر کے ساتھ روایت کیا۔ نیز امام احمد نے بھی اختصاراً اسے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن ابی الہدیل سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام میں یا عمان میں تھے کہ ہم میں جنت کا ذکر چھڑ گیا۔ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اِنَّ الْعُنْقُوْدَ مِنْ عَنَاقِيْدِهَا مِنْ هٰهُنَا اِلٰى صَنْعَآءَ'' ''جنت کے خوشوں میں سے ایک ایک خوشہ یہاں سے صنعاء شہر تک بڑا ہے''۔

اسے ابن ابی الدنیا نے موقوفاً روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے سامنے جنت پیش کی گئی تو میں نے چاہا کہ انگور کا ایک گچھا تمہیں دکھانے کے لئے پکڑلوں تو (حکمت الٰہی سے) میرے اور اس کے درمیان رکاوٹ پیدا کردی گئی۔ یہ سن کر ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) انگور کے ایک دانے میں کتنا جوس ہوگا؟ ارشاد فرمایا: ''كَاَعْظَمِ دَلْوٍ فَرَتْ اُمُّكَ قَطُّ'' ''اس ڈول کے برابر جو تیری والدہ نے کبھی بنایا ہو''۔

اسے ابو یعلیٰ نے باسناد حسن روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَافِی الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ اِلاَّ وَ سَاقُهَا مِنْ ذَهَبٍ'' ''جنت کے ہر درخت کا تنا سونے کا ہے''۔

اسے امام ترمذی، ابن ابی الدنیا اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ ان سب کی روایت بطریق زیاد بن الحسن بن فرات ہے۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم مقام صفاح (جو حنین کے قریب ہے) میں اترے (کسی سفر میں ہوں گے) تو دیکھا کہ ایک شخص درخت کے نیچے سویا ہوا ہے جبکہ دھوپ اس کے قریب پہنچ چکی تھی۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے غلام سے کہا کہ اس آدمی کے پاس جا کر اس پر سایہ کرے۔ کہتے ہیں کہ اس نے جا کر سایہ کردیا۔ پھر جب وہ سونے والا بیدار ہوا تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ چنانچہ میں نے ان کے پاس جا کر سلام پیش کیا۔ تو وہ فرمانے لگے: ''يَا جَرِيْرُ تَوَاضَعْ لِلّٰهِ فَاِنَّهُ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ فِي الدُّنْيَا رَفَعَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ'' ''اے جریر! اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے عاجزی اختیار کرو۔ کیونکہ جو شخص اللہ کے لئے عاجزی اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے روز بلندیاں عطا فرمائے گا''۔ اے جریر! کیا تمہیں خبر ہے کہ قیامت کے دن تاریکیاں کیا ہوں گی؟ میں نے کہا: مجھے تو معلوم نہیں۔ فرمانے لگے: وہ لوگوں کے ایک دوسرے پر کئے ہوئے ظلم ہیں۔ پھر ایک تنکا (اتنا چھوٹا) پکڑا کہ میں ان کی انگلیوں کے درمیان دیکھ نہیں سکتا تھا اور فرمانے لگے: اے جریر! اگر تم جنت میں اس تنکے کے برابر بھی کوئی چیز مانگو تو (بغیر فضل خداوندی) نہ پاؤ گے میں نے کہا: تو کھجوروں کے درخت اور دوسرے شجر کہاں؟ انہوں نے فرمایا: ان کی تو جڑیں بھی موتی اور سونے کی ہیں اور ان کے اوپر پکی کھجوریں ہیں۔

اسے بیہقی نے باسناد حسن روایت کیا۔

حدیث: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ﴿۱۴﴾ (الدھر) ''اور جنت کے پھلوں کے گچھے جھکا کر نیچے کردیئے گئے ہوں گے'' کے بارے میں روایت ہے، فرماتے ہیں: جنتی لوگ جنت کے پھل کھڑے، بیٹھے اور لیٹے لیٹے کھایا کریں گے۔

اسے بیہقی وغیرہ نے موقوفاً باسناد حسن روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک درخت ہے جس کی جڑیں سونے کی اور شاخیں زبرجد اور موتی کی ہیں۔ جب اس پر ہوا چلے گی تو وہ (موسیقی کے سروں کی طرح) بجنے لگے گا۔ ''فَمَا سَمِعَ السَّامِعُوْنَ بِصَوْتِ شَیْءٍ قَطُّ اَلَذُّ مِنْهُ'' تو (اس کی آواز اتنی خوبصورت ہوگی کہ) سننے والوں نے کبھی اس سے زیادہ دلکش آواز نہ سنی ہوگی''۔

اسے ابونعیم نے صفۃ الجنۃ میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جنت میں کھجور کے درخت کی جڑیں سبز زمرد کی ہیں۔ اس کی ڈالیوں کے جوڑ سرخ سونے کے ہیں اور اس کی شاخیں (جن پر پتے ہیں) اہل جنت کا لباس ہوں گے۔ ان سے جنتیوں کے جوڑے اور حلے بنیں گے۔ اور اس کے پھل مٹکوں اور ڈولوں کے برابر ہیں۔ جو دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ شیریں اور مکھن سے بڑھ کر نرم ہیں۔ ان میں گٹھلی نہیں۔

اسے ابن ابی الدنیا نے موقوفاً باسناد جید اور حاکم نے روایت کیا۔ اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث برشرائط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ سے ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) طوبیٰ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''شَجَرَۃٌ مَّسِیْرَۃُ مِائَۃِ سَنَۃٍ ثِیَابُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ تَخْرُجُ مِنْ اَکْمَامِھَا'' ''یہ ایک درخت ہے (جنت میں) جس کی لمبائی چوڑائی ایک سو سالہ راہ ہے۔ اہل جنت کے لباس اس کے پھلوں کے چھلکوں سے نکلیں گے''۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں بطریق دراج عن ابی الہیثم روایت کیا۔

فصل

اہل جنت کا کھانا پینا وغیرہ

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اہل جنت کھائیں پئیں گے لیکن نہ ناک صاف کریں گے نہ پاخانے کی حاجت ہوگی اور نہ پیشاب کریں گے۔ "طَعَامُهُمْ ذَالِكَ جُشَآءٌ كَرِيْحِ الْمِسْكِ" "ان کا وہ کھانا ڈکار کی صورت میں مشک کی خوشبو بن کر نکل جائے گا۔ "يُلْهَمُوْنَ التَّسْبِيْحَ وَالتَّكْبِيْرَ كَمَا يُلْهَمُوْنَ النَّفَسَ" "انہیں تسبیح اور تکبیر کا الہام ہوگا جیسے کہ انہیں سانس کا الہام کیا جائے گا (یعنی جیسے سانس لینے سے کسی کام میں رکاوٹ نہیں ہوتی ایسے ہی تسبیح و تکبیر ہوتی رہے گی اور اہل جنت کے معمولات میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی)۔

اسے مسلم اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جنت کے کسی آدمی کو جنت کی شراب پینے کی خواہش ہوگی تو کوزہ خود اس کے پاس آ کر اس کے ہاتھ میں آ جائے گا چنانچہ وہ اس سے پی لے گا۔ پھر وہ کوزہ اپنی جگہ پر واپس چلا جائے گا۔

اسے ابن ابی الدنیا نے موقوفاً جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ اہل کتاب میں سے ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: اے ابوالقاسم! (ﷺ) آپ کا خیال ہے کہ اہل جنت کھائیں اور پئیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، "اِنَّ اَحَدَهُمْ لَيُعْطٰى قُوَّةَ مِائَةِ رَجُلٍ فِي الْاَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالْجِمَاعِ" "ہر جنتی کو ایک سو آدمی کے برابر کھانے پینے اور جماع کی قوت عطا کی جائے گی"۔ وہ کہنے لگا: تو جو شخص کھائے پئے اسے (پیشاب پاخانہ کی) حاجت ہوتی ہے جبکہ جنت میں تو کوئی تکلیف (یا گندگی وغیرہ) نہیں ہوگی۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ان کی حاجت بس پسینہ ہوگا جو ان کی کھالوں سے مشک کی طرح ٹپ جائے گا (اور وہ پسینہ بھی دنیوی پسینے کی طرح نہیں ہوگا بلکہ خوشبودار آرام دہ ہوگا) "فَيَضْمُرُ بَطْنُهٗ" "پھر ان کا پیٹ ہلکا پھلکا ہو جائے گا"۔

اسے امام احمد اور نسائی نے روایت کیا۔ اس کے راوی صحیح میں محتج بہم ہیں۔ اور طبرانی نے بھی صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ان کی روایات میں سے ایک کے الفاظ یہ ہیں کہ فرمایا: ہم نبی انور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ یہودیوں میں سے ایک آدمی آ گیا جسے ثعلبہ بن الحارث کہا جاتا تھا۔ اس نے کہا: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ" (ﷺ) تو آپ ﷺ نے جواب دیا وَعَلَيْكُمْ وہ یہودی کہنے لگا: آپ خیال کرتے ہیں کہ جنت میں کھانا پینا اور بیویاں ہوں گی؟ تو نبی

اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں، کیا تو مشک کے درخت پر ایمان رکھتا ہے؟ بولا جی ہاں، فرمایا: کیا تو اسے اپنی کتاب میں پاتا ہے؟ کہنے لگا: جی ہاں۔ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''فَاِنَّ الْبَوْلَ وَالْجَنَابَةَ عَرَقٌ يَسِيْلُ مِنْ تَحْتِ ذَوَائِبِهِمْ اِلٰى اَقْدَامِهِمْ مِسْكٌ'' ''پیشاب اور جنابت پسینہ بن جائے گا، ان کے بالوں کے نیچے سے قدموں کی طرف مشک کی صورت میں بہہ جائے گا''۔

نیز ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ ان دونوں کے الفاظ یہ ہیں: یہود کا ایک شخص حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوا: اے ابو القاسم! (ﷺ) کیا آپ یہ گمان نہیں کرتے کہ اہل جنت، جنت میں کھائیں اور پئیں گے؟ اور اپنے ساتھیوں سے بولا کہ اگر انہوں نے میرے سامنے اس کا اقرار کر لیا تو میں ان کے ساتھ بحث کروں گا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں، اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، ان میں سے ہر ایک کو سو آدمیوں کے برابر کھانے پینے شہوت اور جماع کی طاقت دی جائے گی۔ یہ سن کر یہودی کہنے لگا: تو جو شخص کھائے پئے، اسے حاجت بھی ہوتی ہے۔ (پھر جنت میں قضائے حاجت کہاں اور کیسے کرے گا؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''حَاجَتُهُمْ عَرَقٌ يَفِيْضُ مِنْ جُلُوْدِهِمْ مِّثْلَ الْمِسْكِ فَاِذَا الْبَطْنُ قَدْ ضَمُرَ'' ''ان کی حاجت پسینہ ہوگا جو ان کی کھالوں سے مشک کی مثل بہہ جائے گا۔ پھر ان کا پیٹ ہلکا پھلکا ہو جائے گا''۔ نسائی کے الفاظ بھی اسی کی مثل ہیں۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ اسے مرفوع کرتے ہوئے فرماتے ہیں: تمام اہل جنت میں سے سب سے نچلے درجے والا جنتی وہ ہوگا جس کے سر کے پاس دس ہزار خادم کھڑے ہوں گے۔ ہر خادم کے پاس دو بڑے پیالے ہوں گے۔ ایک پیالہ چاندی کا ہوگا اور ایک سونے کا۔ ہر پیالے میں ایک رنگ کا کھانا ہوگا جو دوسرے پیالے میں نہیں ہوگا۔ جنتی آخری پیالے سے بھی اتنا ہی کھائے گا جتنا پہلے سے کھایا ہوگا۔ آخری پیالے میں وہ لذت ومزہ پائے گا کہ پہلے میں نہیں پایا ہوگا۔ پھر اس کھانے پینے کے بعد مشک کا پسینہ اور مشک ہی کا ڈکار آئے گا۔ جنتی نہ پیشاب کریں گے نہ پاخانے کی حاجت محسوس کریں گے اور نہ ناک چھڑکیں گے۔

اسے ابن ابی الدنیا اور طبرانی نے روایت کیا۔ الفاظ ابن ابی الدنیا کے ہیں اور طبرانی کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اہل جنت میں مرتبے کے لحاظ سے ادنیٰ جنتی وہ ہوگا کہ اس کو (جنت میں) سات درجے عطا ہوں گے۔ وہ چھٹے درجے پر رہے گا اور ساتواں درجہ اس کے اوپر ہوگا۔ بلاشبہ اس کے تین سو خادم ہوں گے اور وہ صبح وشام تین سو کھانے کے پیالے لئے ہوئے اس کی خدمت میں پیش ہوا کریں گے۔ (راوی کہتے ہیں کہ) مجھے یہی معلوم ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ پیالے سونے کے ہوں گے۔ ہر پیالے میں ایسے رنگ کا کھانا ہوگا جو دوسرے میں نہ ہوگا۔ ان میں پہلا پیالہ اتنا ہی لذیذ ہوگا جتنا آخری مزیدار ہوگا۔ اور مشروبات کے لئے بھی تین سو برتن ہوں گے۔ ہر برتن میں ایسے رنگ کا شربت ہوگا جو دوسرے میں نہیں ہوگا۔ پہلا برتن اتنا

ہی پرلطف ہوگا جتنا دوسرا لذیذ ہوگا۔ اور وہ جنتی عرض کرے گا: ''يَا رَبِّ لَوْ اَذِنْتَ لِيْ لَاَطْعَمْتُ اَهْلَ الْجَنَّةِ وَسَقَيْتُهُمْ لَمْ يَنْقُصْ مِمَّا عِنْدِيْ شَيْءٌ'' ''اے میرے رب! اگر تو مجھے اجازت مرحمت فرمائے تو میں اہل جنت کو کھلاؤں پلاؤں تو جو کچھ (تیرا دیا ہوا) میرے پاس ہے اس میں کچھ کمی نہ آئے''۔ الحدیث۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے عن شہر عنہ روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت کے پرندے اونٹوں کے برابر ہیں۔ جنت کے درختوں میں چرتے ہیں، اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) یہ پرندے تو بڑے خوش نصیب ہیں (کہ جنت میں رہتے وہاں کے درختوں میں چرتے ہیں) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کو کھانے والے (جنتی) ان سے بھی زیادہ خوش نصیب ہیں۔ آپ ﷺ نے یہ الفاظ تین مرتبہ فرمائے۔ ''وَاِنِّيْ لَاَرْجُوْاَنْ تَكُوْنَ مِمَّنْ يَّاْكُلُ مِنْهَا'' ''اور میں امید کرتا ہوں کہ تم انہیں کھانے والوں میں سے ہوگے''۔

اسے امام احمد نے باسناد جید اور امام ترمذی نے روایت کیا۔ ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں: فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کوثر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ جنت میں ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، اور شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ اس میں ایسے پرندے ہیں جن کی گردنیں اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہیں۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یہ پرندے بڑے خوش قسمت ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان کو کھانے والے ان سے بھی بڑھ کر خوش قسمت ہیں۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّكَ لَتَنْظُرُ اِلَى الطَّيْرِ فِي الْجَنَّةِ فَتَشْتَهِيْهِ فَيَجِيْءُ مَشْوِيًّا بَيْنَ يَدَيْكَ'' ''جنت میں تو کسی پرندے کو دیکھے گا تو تیری بھوک جاگ اٹھے گی، تو بھنا ہوا پرندہ تیرے سامنے آموجود ہوگا''۔

اسے ابن ابی الدنیا، بزار اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنتی لوگوں میں سے کوئی جنتی اگر کوئی جنتی پرندہ کھانا چاہے گا، ''فَيَقَعُ فِيْ يَدِهٖ مُنْفَلِقًا نَضِجًا'' ''تو پرندہ بوٹیاں بن کر پکا پکایا اس کے ہاتھ میں آجائے گا''۔

اسے ابن ابی الدنیا نے موقوفاً روایت کیا۔

حدیث: ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جنتی آدمی اگر جنت کے پرندے کو کھانا چاہے گا تو وہ پرندہ اونٹ کے برابر بن کر اس کے دسترخوان پر آجائے گا۔ نہ اسے دھواں پہنچا ہوگا اور نہ آگ نے اسے چھوا ہوگا (اسے پکانے بھوننے کے لئے آگ ودھواں کی ضرورت ہی نہ ہوگی) ''فَيَاْكُلُ مِنْهُ حَتّٰى يَشْبَعَ ثُمَّ يَطِيْرُ'' ''تو جنتی اس میں سے (مرضی کے مطابق) کھائے گا حتیٰ کہ شکم سیر ہوجائے گا۔ پھر پرندہ اڑ

جائے گا''۔(ابن ابی الدنیا)

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت میں ستر ہزار پروں والا پرندہ آئے گا اور اہل جنت میں سے کسی جنتی (جو گوشت کھانا چاہے گا) کے پیالے میں داخل ہو جائے گا اور پروں کو ہلائے گا تو ہر پر سے ایک کھانا برآمد ہوگا جو برف سے زیادہ سفید، مکھن سے زیادہ نرم اور شہد سے زیادہ لذیذ ہوگا۔کوئی کھانا دوسرے سے مشابہ نہیں ہوگا پھر جب جنتی حسب منشا کھا چکے گا تو پرندہ اڑ جائے گا۔

اسے ابن ابی الدنیا نے روایت کیا۔امام ترمذی نے اس متن کے سوا اس کی اسناد کی تحسین کی ہے۔

حدیث: حضرت سلیم بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اعرابیوں (عرب کے دیہاتی) اور ان کے مسائل سے نفع پہنچاتا ہے (کہ یہ لوگ مسائل پوچھتے ہیں اور ہم سن سن کر اپنے علم میں اضافہ کرتے ہیں) فرماتے ہیں کہ ایک روز ایک اعرابی حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! (ﷺ) اللہ عزوجل نے جنت کے اندر ایک درخت کا بیان فرمایا ہے جو تکلیف دہ ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ جنت کے اندر کوئی درخت اپنے قریب بیٹھنے والوں کو تکلیف دے؟ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: وہ کون سا درخت ہے؟ اس نے عرض کیا: بیری کا درخت، جس کے کانٹے ہوتے ہیں جو تکلیف دہ ہوتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا: فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ﴿۲۸﴾ (الواقعہ) ''جنتی لوگ بغیر کانٹوں والی بیریوں میں ہوں گے''۔اللہ تعالیٰ اس بیری کے کانٹے توڑ دے گا اور ہر کانٹے کی جگہ پر پھل لگا دے گا۔چنانچہ وہ درخت (کانٹے نہیں بلکہ) پھل نکالے گا۔پھل پھٹے گا تو اس میں سے بہتر اقسام کے کھانے برآمد ہوں گے۔کوئی کھانا دوسرے سے ملتا جلتا نہیں ہوگا۔

اسے ابن ابی الدنیا نے روایت کیا اور اس کی اسناد حسن ہے۔نیز اسے عن سلیم بن عامر عن ابی امامہ الباہلی عن النبی ﷺ بھی اسی کے مثل روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،فرماتے ہیں: جنت کے اناروں میں سے ایک ایک انار اتنا بڑا ہوگا کہ اس کے اردگرد خلق کثیر جمع ہوگی۔لوگ اس سے کھائیں گے۔''فَاِنْ جَرٰی عَلٰی ذِکْرِ اَحَدِهِمْ شَیْءٌ یُرِیْدُهٗ وَجَدَهٗ فِیْ مَوْضِعِ یَدِهٖ حَیْثُ یَاْکُلُ'' ''پھر اگر (اس دوران) کسی جنتی کو کوئی اور نعمت یاد آ جائے گی تو وہ اسے اپنے ہاتھ کے قریب ایسی جگہ پائے گا جہاں سے (آسانی کے ساتھ) کھا سکتا ہو''۔

اسے ابن ابی الدنیا نے روایت کیا۔نیز ابن ابی الدنیا نے اسی اسناد کے ساتھ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت کیا ہے:''اِنَّ التَّمْرَةَ مِنْ تَمْرِ الْجَنَّةِ طُوْلُهَا اثْنَا عَشَرَ ذِرَاعًا لَّيْسَ لَهَا عَجَمٌ'' ''جنت کی کھجوروں میں سے ایک ایک کھجور اتنی بڑی ہوگی کہ اس کی لمبائی بارہ گز ہوگی۔اس میں گٹھلی نہیں ہوگی''۔

فصل

جنتیوں کے لباس اور حلے

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور نبی اقدس ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يَنْعَمُ وَلَا يَبْأَسُ لَا تَبْلٰى ثِيَابُهٗ وَلَا يَفْنٰى شَبَابُهٗ فِي الْجَنَّةِ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ" "جو (خوش بخت) جنت میں داخل ہوگا نعمتوں سے متمتع ہوگا اور محروم و ناکام نہ ہوگا۔ اس کے لباس پرانے نہیں ہوں گے (بلکہ ہمیشہ نئے رہیں گے) اور نہ اس کی جوانی برباد ہوگی۔ جنت میں وہ نعمتیں ہیں کہ کسی آنکھ نے نہ دیکھیں، کسی کان نے نہ سنیں اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال گذرا"۔ (مسلم)

حدیث: حضرت عبداللہ یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے پہلے جن لوگوں کا گروہ جنت میں داخل ہوگا ان کے چہرے یوں چمکتے ہوں گے جیسے کہ چودھویں رات کے چاند کی چمک ہوتی ہے۔ اور ان کے بعد دوسری جماعت کے چہروں کے رنگ آسمان پر چمکنے والے ستارے سے زیادہ خوبصورت ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک کو خوبصورت آنکھوں والی حوروں میں سے دو دو بیویاں ملیں گی۔ ہر حور کے بدن پر ستر ستر حلے ہوں گے۔ ان کی پنڈلیوں کے مغز ان کے گوشت اور حلوں کے باہر سے یوں نظر آئیں گے جیسے سرخ شراب سفید شیشے کے گلاس سے نظر آتی ہے۔

اسے طبرانی باسناد صحیح اور بیہقی نے باسناد حسن روایت کیا۔ اور اسی طرح کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث گذر چکی ہے، جو متفق علیہ ہے۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی انور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو بھی جنت میں داخل ہوگا اسے شجر طوبیٰ کے پاس لے جایا جائے گا۔ پھر اس کے لئے اس درخت کے خوشوں کے غلاف کھولے جائیں گے۔ چنانچہ اپنی مرضی کا لباس ان میں سے لے لے گا۔ چاہے سفید، چاہے سرخ، چاہے سبز، چاہے زرد اور چاہے تو سیاہ لے کر زیب تن کر لے گا۔ وہ لباس گل لالہ کی مثل، صاف ستھرے اور خوبصورت ہوں گے۔ (ابن ابی الدنیا)۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جنتی آدمی جنت میں کسی اور طرف آنے جانے سے پہلے ستر برس تک تکیہ لگائے آرام و سکون کے مزے لوٹتا رہے گا۔ پھر اس کی بیوی اس کے پاس آ کر اس کا کندھا ہلائے گی۔ تو یہ اس کے رخسار میں اپنا چہرہ دیکھے گا اس کا رخسار آئینے سے بھی زیادہ صاف ہوگا۔ جو موتی اس نے پہن رکھے ہوں گے ان میں سے کم ترین موتی مشرق و مغرب کو روشن کر دے گا۔ چنانچہ وہ اسے سلام کہے گی۔ یہ اسے سلام کا جواب دے گا اور پوچھے گا: تو کون ہے؟ تو وہ جواب دے گی: میں تیرے اوپر ہونے والی عنایات میں سے ایک

عنایت ہوں۔اس پر شجر طوبیٰ کے ستر لباس ہوں گے کم ترین لباس گل لالہ کی مثل ہوگا(یہ ایک سرخ پھول ہوتا ہے) جب یہ اس پر اپنی نگاہ ڈالے گا تو اس کی پنڈلی کا گودا ان لباسوں کے باہر سے نظر آئے گا۔اور اس کے سر پر کئی تاج ہوں گے۔ان تاجوں کے موتیوں میں سے کم ترین موتی مشرق ومغرب کو روشن کردے گا۔

اسے امام احمد نے بطریق ابن لہیعہ عن دراج عن ابی الہیثم اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں بطریق عمرو بن الحارث عن دراج عن ابی الہیثم روایت کیا۔نیز امام ترمذی نے اس میں سے صرف ''تاجوں'' کا ذکر بروایت رشدین عن عمرو بن الحارث کیا ہے اور فرمایا ہے کہ ہم اسے صرف رشدین کی حدیث سے ہی جانتے ہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں: جنت میں مومن کا محل ایک موتی ہوگا(جو اندر سے خالی ہوگا) اس میں چالیس ہزار گھر ہوں گے۔اس میں ایک درخت بھی ہوگا جس سے حلے نکلیں گے چنانچہ آدمی دو انگلیوں کے ساتھ ستر حلے (بہشتی لباس) پکڑ لے گا اور انہوں نے اپنی شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کی طرف اشارہ کیا۔ان حلوں میں موتی اور مرجان کے کمر بند ہوں گے۔

اسے ابن ابی الدنیا نے موقوفاً روایت کیا۔

حدیث: حضرت شریح بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:''لَوْ اَنَّ ثَوْبًا مِّنْ ثِيَابِ الْجَنَّةِ لُبِسَ الْيَوْمَ فِي الدُّنْيَا لَصَعِقَ مَنْ يَنْظُرُ اِلَيْهِ وَمَا حَمَلَتْهُ اَبْصَارُهُمْ'' ''اگر جنتی کپڑوں میں سے کوئی کپڑا آج اس دنیا میں پہن لیا جائے تو جو اس کی طرف دیکھ لے غش کھا جائے اور آنکھیں اس (کی چمک دمک) کو برداشت نہ کرسکیں''۔

اسے ابن ابی الدنیا نے روایت کیا۔اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث آرہی ہے جس میں ہے کہ: ''وَلَوِاطَّلَعَتِ امْرَاَةٌ مِّنْ نِّسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِلَى الْاَرْضِ لَمَلَأَتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيْحًا وَلَأَضَاءَتْ بَيْنَهُمَا وَلَنَصِيفُهَا يَعْنِي خِمَارَهَا عَلٰى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا'' ''اور اگر اہل جنت کی عورتوں میں سے کوئی عورت زمین کی طرف جھانک لے تو زمین آسمان کا درمیان خوشبو سے بھر جائے اور ان کے درمیان کی ہر چیز چمک اٹھے۔اور اس نصیف یعنی اس کے سر کا دوپٹہ دنیا و مافیھا سے بہتر ہے''۔

اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے۔

فصل

جنت کے بستر

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس

فرمان: وَّ فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ (الواقعہ:24) ''جنتی بلند بچھونوں میں ہونگے'' کے بارے میں ارشاد فرمایا: ان کی بلندی اتنی ہوگی جتنی آسمان اور زمین کے درمیان ہے (یعنی وہ تخت جن پر بچھونے بچھیں گے وہ تخت اتنے بلند ہوں گے) اور دو بچھونوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہوگی۔

اسے ابن ابی الدنیا اور ترمذی نے روایت کیا۔ ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم (محدثین) اسے سوائے رشدین یعنی عن عمرو بن الحارث عن دراج کی حدیث کے نہیں پہچانتے۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے بلند بچھونوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر ایک بچھونے کا اوپر والا کونہ نیچے پھینکا جائے تو اس کے نیچے والے کونے تک پہنچنے کے لئے سو سال تک گرتا جائے۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ ان کے سوا نے اسے ابوامامہ پر موقوف روایت کیا۔ اور یہی زیادہ صحیح بھی ہے۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اللہ عزوجل کے اس ارشاد: فُرُشٍۭ بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ (الرحمٰن) ''جنتی ایسے بچھونوں پر تکیہ لگائے ہوں گے جن کا استر (اندر کا حصہ) سنگین ریشم کا ہوگا'' کے متعلق روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب تمہیں (ان بستروں کے) استر کی خبر دے دی گئی ہے تو (خود اندازہ کرلو) ان کے ابرے (بیرونی حصے) کیسے ہوں گے۔

اسے بیہقی نے موقوفاً حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

فصل

اہل جنت کی عورتوں کا حسن و جمال

حدیث: حافظ منذری علیہ الرحمۃ کہتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ادنیٰ جنتی کے بارے میں گذر چکی ہے۔ جس میں یہ بیان تھا کہ: پھر جنتی نظر اٹھائے گا تو خوبصورت آنکھوں والی حوروں میں سے ایک حور کو دیکھے کہ اپنے ملک کے تخت کے اوپر بیٹھی ہے۔ اس نے ستر مختلف رنگوں کے جلے پہن رکھے ہیں۔ اس کے گوشت، خون اور ہڈیوں کے باہر سے اس کی پنڈلی کا گودا نظر آتا ہے۔ اور جو اس نے لباس پہنا ہوا ہے وہ ان سب سے زیادہ خوبصورت ہے۔ چنانچہ جنتی اس کی طرف دیکھے گا اور کہے گا: تو کون ہے؟ تو وہ جواب دے گی: میں ان خوبصورت آنکھوں والی حوروں میں سے ایک ہوں جنہیں تیری خاطر محفوظ رکھا گیا تھا۔ تو وہ اس کی طرف چالیس سال تک دیکھتا ہی چلا جائے گا (اس کے حسن و جمال میں اتنا محو ہوجائے گا کہ) اس سے نظر ہی نہ اٹھائے گا۔ پھر اپنی نگاہ بالا خانے کی طرف اٹھائے گا تو ایک اور حور کو دیکھے گا جو پہلی سے بھی زیادہ حسین و جمیل ہوگی۔ اس پر وہ کہے گی: کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تیری ذات سے ہمیں کچھ فائدہ پہنچے؟ چنانچہ وہ اس کی طرف چالیس سال تک چڑھتا جائے گا کہ اس سے نظر نہ ہٹائے گا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مرتبے کے اعتبار سے کم ترین جنتی کو سات درجے ملیں گے۔ وہ چھٹے درجے پر ہوگا اور ساتواں درجہ اس کے اوپر ہوگا۔ اس کے لئے تین سو خادم ہوں گے جو ہر روز صبح و شام تین سو کھانے کے پیالے لئے ہوئے اس کے سامنے پیش ہوا کریں گے۔ (راوی کہتے ہیں کہ) مجھے یقین ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ پیالے سونے کے ہوں گے۔ ہر پیالے میں ایسے رنگ کا کھانا ہوگا جو دوسرے سے مختلف ہوگا پہلا کھانا وہی لذت دے گا جو آخری دے گا اور مشروبات کے تین سو برتن بھی پیش کریں گے۔ ہر برتن میں ایسے رنگ کا مشروب ہوگا جو دوسرے میں نہیں ہوگا۔ پہلا مشروب اتنا ہی لذیذ ہوگا جتنا کہ دوسرا ہوگا۔ اور وہ جنتی عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! اگر تو مجھے اجازت دے تو میں تمام اہل جنت کی دعوت کروں اور انہیں مشروبات پیش کروں تو جو کچھ مجھے عطا فرمایا گیا ہے اس میں کچھ کمی واقع نہ ہو۔ اور اس کے لئے خوبصورت آنکھوں والی حوروں میں سے بہتر (۷۲) بیویاں ہوں گی جو اس کی دنیا کی بیویوں کے علاوہ ہوں گی۔ اور ان میں ہر ایک کی زمین پر بیٹھنے کی جگہ ایک میل تک ہوگی۔

اسے امام احمد نے عن شہر عنہ روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صبح کے وقت کچھ دیر کو یا شام کے وقت کچھ دیر کے لئے جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نکلنا دنیا اور سامان دنیا سے بہتر ہے، اور تمہاری کمان کے برابر یا چھڑی رکھنے کے برابر جنت میں جگہ ساری دنیا اور دنیا کے تمام مال و متاع سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اور اگر اہل جنت کی عورتوں میں سے کوئی عورت زمین کی طرف جھانک لے تو زمین و آسمان کے درمیانی خلا کو خوشبو سے معمور کر دے، اور ان کے درمیان کی ہر چیز روشن ہو جائے۔ اور اسکا نصیف یعنی اس کے سر کا دوپٹہ دنیا و مافیھا سے زیادہ قیمتی ہے۔

اسے بخاری اور مسلم نے روایت فرمایا۔ نیز طبرانی نے بھی مختصراً اسے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا مگر ان کے الفاظ میں ہے کہ: ''وَلَتَاجُهَا عَلٰى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا'' ''اور اس کے سر کا تاج دنیا و مافیھا سے زیادہ قیمتی ہے''۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی ان کی صورتیں چودھویں کے چاند کی طرح ہوں گی اور جو جماعت ان کے بعد جنت میں جائے گی ان کے چہرے آسمان پر چمکتے ہوئے ستارے کی مثل روشن ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک کی دو بیویاں (خصوصًا) ایسی ہوں گی جن کی پنڈلیوں کا مغز ان کے گوشت کے باہر سے نظر آتا ہوگا۔ ''وَمَا فِي الْجَنَّةِ اَعْزَبُ'' ''اور جنت میں کوئی آدمی بغیر بیوی کے نہیں ہوگا''۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اہل جنت کی عورتوں کی پنڈلیوں کی سفیدی ستر حلوں کے اندر سے بھی نظر آئے گی یہاں تک کہ پنڈلیوں کا مغز بھی نظر آئے گا۔ اور یہ اس لئے ہے کہ

اللہ عزوجل فرماتا ہے: كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾ (الرحمٰن) ''جنتی عورتیں گویا کہ یاقوت اور مرجان ہیں'' یاقوت ایک ایسا پتھر ہے کہ تم اس میں دھاگہ ڈال کر باہر سے دیکھنا چاہو تو (وہ ایسا صاف ہے کہ) باہر سے دھاگہ دیکھ سکتے ہو۔

اسے ابن ابی الدنیا، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور ترمذی نے روایت کیا۔ الفاظ ترمذی کے ہیں اور آپ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے غیر مرفوع بھی مروی ہے اور یہی زیادہ درست ہے۔

حدیث: حضرت سعید بن عامر بن خریم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''لَوْ اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ نِّسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَشْرَفَتْ لَمَلَأَتِ الْاَرْضَ رِيْحَ مِسْكٍ وَّلَاَذْهَبَتْ ضَوْءَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ'' ''جنتی عورتوں میں سے کوئی عورت اگر (زمین کی جانب) جھانک لے تو زمین کو مشک کی خوشبو سے بھر دے۔ اور آفتاب و ماہتاب کی روشنی پر اس کی چمک دمک چھا جائے''۔

اسے طبرانی اور بزار نے روایت کیا۔ متابعات میں اس کی اسناد حسن ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ مجھے جبریل علیہ السلام نے یہ بتایا ہے۔ کہتے ہیں کہ جنتی مرد ایک حور کے پاس داخل ہوگا تو وہ معانقہ (گلے مل کر) اور مصافحہ کر کے اس کا استقبال کرے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ حور جن انگلیوں کے ساتھ اس سے مصافحہ کرے گی اگر ان کے پوروں کا کچھ حصہ ظاہر ہو جائے تو اس کی روشنی سورج چاند کی روشنی پر غالب آ جائے۔ اور اگر اس کے بالوں کی ایک لٹ کھل جائے تو مشرق و مغرب کو اس کی خوشبو کی مہک بھر دے۔ ابھی وہ اس حور کے ساتھ اپنے تخت پر تکیہ لگائے بیٹھا ہوگا کہ اس کے اوپر سے ایک نور چمکے گا۔ تو یہ خیال کرے گا کہ اللہ عزوجل نے اپنی مخلوق کو اپنی تجلی دکھائی ہے۔ اچانک دیکھے گا کہ ایک حور اسے پکار رہی ہے: ''يَا وَلِيَّ اللّٰهِ اَمَا لَنَا فِيْكَ مِنْ دَوْلَةٍ'' ''اے اللہ کے دوست! کیا ہمارے لئے تیری ذات میں کوئی حصہ نہیں ہے؟ یہ پوچھے گا: اے خاتون! تو کون ہے؟ تو وہ جواب دے گی: میں ان نعمتوں میں سے ہوں جن کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ﴿۳۵﴾ (ق) ''جنت میں جنتیوں کو وہ سب کچھ ملے گا جس کی وہ خواہش کریں گے''۔ اور ہمارے پاس اس سے بھی زیادہ ہے''۔ تو یہ جنتی اس کے پاس چلا جائے گا تو دیکھے گا کہ اس کے پاس اتنا جمال و کمال ہے کہ پہلی کے پاس اتنا نہیں تھا۔ ابھی وہ اس کے پاس اپنے تخت پر تکیہ رکھے بیٹھا ہوگا کہ ایک اور حور اس کو آواز دے کر کہے گی: یا ولی اللہ! کیا تیرے پاس ہمارا نصیبہ نہیں ہے؟ یہ اسے کہے گا: اے آواز دینے والی! تو کون ہے؟ وہ جواب دے گی: میں ان نعمتوں میں سے ایک ہوں جن کے متعلق اللہ عزوجل نے فرمایا تھا: فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾ (السجدۃ) ''تو کسی نفس کو معلوم نہیں کہ کیا آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لئے چھپا کر رکھی گئی ہے۔ یہ بدلہ ہے ان کے نیک اعمال کا''۔ چنانچہ وہ ایک بیوی سے دوسری بیوی کے پاس جاتا رہے گا۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ (الرحمٰن) ''جنتی عورتیں گویا کہ یاقوت اور مرجان ہوں گی'' کے متعلق ارشاد فرمایا: جنتی مرد اس جنتی عورت کے آئینے سے زیادہ شفاف رخسار میں اپنا چہرہ دیکھے گا اور اس نے جو موتی پہن رکھے ہوں گے ان میں ادنیٰ موتی مشرق و مغرب کے درمیان کو روشن کر دے گا۔ اس پر ستر حلے ہوں گے۔ ان حلوں میں سے جنتی کی نظر گذر جائے گی حتیٰ کہ ان کے باہر سے اس کی پنڈلیوں کا مغز دیکھے گا۔

اسے امام احمد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں ایک حدیث میں روایت کیا۔ جو اسی کی مثل گذر چکی ہے۔ نیز بیہقی نے بھی ابن حبان کی اسناد کے ساتھ اسے روایت کیا ہے اور الفاظ بیہقی کے ہی ہیں۔

حدیث: حضرت محمد بن کعب القرظی ایک انصاری سے راوی ہیں کہ وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا جبکہ آپ ﷺ اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے مجمع میں تشریف فرما تھے۔ اس کے بعد صور پھونکے جانے کی حدیث طویل یہاں تک بیان کی کہ فرمایا: پھر میں عرض کروں گا: اے میرے رب! تو نے مجھ سے شفاعت کا وعدہ فرمایا تھا تو اب اہل جنت کے متعلق میری شفاعت قبول فرما کہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں۔ اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائے گا: میں نے آپ کی شفاعت قبول فرمالی ہے اور انہیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت دے دی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق دے کر بھیجا، تم دنیا میں اپنی ازواج اور اپنے گھروں کی بنا پر اتنے معروف نہیں ہو جتنے جنتی لوگ اپنی بیویوں اور اپنے گھروں کی وجہ سے معروف ہوں گے۔ چنانچہ ایک جنتی آدمی بہتر (۷۲) بیویوں کے پاس جائے گا (جن کو جنت میں اس کے لئے) اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہوگا۔ اور دو بیویاں نسل آدم سے ہوں گی۔ یہ دونوں فضل ہوں گی اس شخص پر جسے اللہ نے دنیا میں اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہوگا۔ یہ جنتی ان دونوں میں سے پہلی کے پاس اس کے بالا خانے میں جائے گا جو یاقوت کا بنا ہوگا۔ سونے کے تخت پر موتیوں کا تاج سر پر پہلے سخت ریشم اور استبرق کے ستر جوڑے زیب تن کئے ہوگا۔ پھر اپنا ہاتھ اس بیوی کے کندھے پر رکھے گا پھر اس کے سینے کی طرف سے اپنے ہاتھ کو اس کے کپڑوں، کھال اور گوشت میں سے دیکھ لے گا۔ اور وہ اس کی پنڈلی کے مغز کو یوں دیکھ لے گا جیسے تم میں سے کوئی دھاگے کو یاقوت کے موتی میں دیکھ لیتا ہے۔ اس جنتی کا سینہ اس زوجہ کے لئے آئینہ ہوگا اور اس کا سینہ اس کے لئے شیشہ ہوگا۔ چنانچہ یہ اس بیوی کے پاس اس طرح رہے گا کہ نہ اس کو بیزار کرے گا نہ وہ اسے پریشان ہونے دے گی۔ اور جب بھی اس کے پاس آئے گا ہر مرتبہ اسے کنواری ہی پائے گا۔ اس میل ملاقات میں دونوں کو کوئی کمزوری بھی نہیں آئے گی۔ وہ اسی حال میں ہوگا کہ ندا آئے گی: ہم جانتے ہیں کہ تو نہ تھکا ہے اور نہ بیزار ہوا ہے مگر یہ کہ یہاں نہ ناپاکی ہے اور نہ موت۔ البتہ اس کے علاوہ بھی تیرے لئے بیویاں ہیں۔ چنانچہ وہ اس بیوی کے بالا خانے سے نکلے گا اور ایک ایک کے پاس جائے گا۔ جب ایک کے بعد دوسری کے پاس جائے گا تو وہ یہی کہے گی: ''وَاللّٰهِ مَا فِي الْجَنَّةِ شَيْءٌ

اَحْسَنَ مِنْكِ وَمَا فِی الْجَنَّةِ شَیْءٌ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْكِ'' ''جنت میں کوئی چیز تجھ سے زیادہ حسین نہیں ہے اور نہ ہی کوئی شے جنت میں مجھے تجھ سے زیادہ محبوب ہے''۔الحدیث۔

اسے ابویعلیٰ نے اور بیہقی نے اپنی کتاب کے آخر میں بروایت اسمٰعیل بن رافع بن ابی رافع روایت کیا۔ جو محمد بن یزید بن ابی زیاد عن محمد بن کعب سے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ''لَوْ اَنَّ حَوْرَآءَ اَخْرَجَتْ كَفَّهَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَافْتَتَنَ الْخَلَآئِقُ بِحُسْنِهَا'' ''اگر کوئی حور زمین وآسمان کے درمیان اپنی ہتھیلی نکال دے تو مخلوق اس کے حسن کو دیکھ کر فتنے میں مبتلا ہو جائے''۔ ''وَلَوْ اَخْرَجَتْ نَصِیْفَهَا لَكَانَتِ الشَّمْسُ عِنْدَ حُسْنِهٖ مِثْلَ الْفَتِیْلَةِ فِی الشَّمْسِ لَا ضَوْءَ لَهَا'' ''اور اگر وہ اپنا دوپٹہ ظاہر کر دے تو سورج اس کے حسن کے سامنے چراغ میں بتی کے مثل ہو جائے۔ اس کی کوئی روشنی نہ رہے''۔ ''وَلَوْ اَخْرَجَتْ وَجْهَهَا لَاَضَآءَ حُسْنُهَا مَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ'' ''اور اگر وہ اپنا چہرہ کھول دے تو اس کا حسن آسمان وزمین کے درمیان کو چمکا دے''۔

اسے ابن ابی الدنیا نے موقوفاً روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَوْ اَنَّ حَوْرَآءَ بَزَقَتْ فِیْ بَحْرٍ لَعَذُبَ ذَالِكَ الْبَحْرُ مِنْ عُذُوْبَةِ رِیْقِهَا'' ''اگر جنت کی کوئی حور کسی (کھاری) سمندر میں تھوک دے تو اس کے تھوک کی شیرینی کی وجہ سے سارا سمندر شیریں ہو جائے''۔

اسے ابن ابی الدنیا نے اہل بصرہ کے کسی شیخ سے روایت کیا جن کا نام ذکر نہیں کیا۔

حدیث: اور ابن ابی الدنیا نے ہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوفاً روایت کیا کہ آپ نے فرمایا: ''لَوْ اَنَّ امْرَأَةً مِّنْ نِّسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ بَصَقَتْ فِیْ سَبْعَةِ اَبْحُرٍ لَكَانَتْ تِلْكَ الْاَبْحُرُ اَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ'' ''اہل جنت کی عورتوں میں سے کوئی عورت اگر سات سمندروں میں تھوک دے تو یہ ساتوں سمندر شہد سے زیادہ میٹھے ہو جائیں''۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک روز بیٹھے ہوئے تھے کہ وہ کہنے لگے: اگر حور کا ہاتھ اپنی سفیدی اور زیور کے ساتھ آسمان سے لٹک پڑے تو اس سے ساری زمین روشن ہو جائے جیسے دنیا والوں کے لئے سورج روشنی پھیلا دیتا ہے۔ پھر فرمایا: ''اِنَّمَا قُلْتُ یَدَهَا فَكَیْفَ بِالْوَجْهِ بَیَاضُهٗ وَحُسْنُهٗ وَجَمَالُهٗ وَتَاجُهٗ وَیَاقُوْتُهٗ وَلُؤْلُؤُهٗ وَزَبَرْجَدُهٗ'' ''یہ تو میں نے اس کے ہاتھ کی بات کی ہے تو (خود اندازہ کر لو کہ) اس کے چہرے کی سفیدی، حسن وجمال، تاج ویاقوت اور موتی وزبرجد کیسے ہوں گے''۔

اسے ابن ابی الدنیا نے روایت کیا اور اس کی اسناد میں عبید اللہ بن زحر راوی ہیں۔

حدیث: حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: خوبصورت آنکھوں والی

حوریں تعداد میں تم سے زیادہ ہیں جو اپنے ہونے والے شوہروں کے لئے دعائیں کرتی ہیں۔ کہتی ہیں: اے ہمارے رب! اپنی عزت کے طفیل ان کی اپنے دین کے کاموں میں مدد فرما۔ اپنی اطاعت پر ان کے دلوں کو متوجہ کر۔ اور اپنے قرب میں انہیں ہمارے پاس پہنچا دے۔ اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے۔

اسے ابن ابی الدنیا نے مرسلاً روایت کیا۔

حدیث: حضور نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) مجھے اللہ عزوجل کے اس فرمان کے متعلق کچھ بتایئے: **حُوْرٌ عِيْنٌ** ''اہل جنت کے لئے بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی'' حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: حوریں سفید رنگت، بڑی آنکھوں والی، موٹی تازی، لمبی پلکوں والی ہیں۔ ایک حور بمنزل پر شاہین ہوگی (بہت طاقت والی) میں نے عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) اللہ عزیز وجلیل کے اس ارشاد کے بارے میں مجھے خبر دیجئے: **كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَ الْمَرْجَانُ** (الرحمٰن) ''جنتی عورتیں گویا کہ یاقوت اور مرجان ہیں'' آپ ﷺ نے فرمایا: ان کی صفائی اس موتی کی صفائی کے مثل ہوگی جو ابھی سیپوں میں ہوں جنہیں ابھی کسی کے ہاتھوں نے چھوا تک نہ ہو۔ میں عرض کرنے لگی: تو مجھے اللہ عزوجل کے اس قول کے متعلق خبر دیجئے: **فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ** (الرحمٰن) ''ان جنتوں میں عورتیں ہیں جو بہت نیک نہایت حسین ہیں'' ارشاد فرمایا: ان کے اخلاق نیک ہیں، چہرے بہت خوبصورت ہیں۔ میں عرض گذار ہوئی: اے اللہ کے رسول! (ﷺ) اللہ عزوجل کے اس ارشاد کے بارے میں فرمائیں: **كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ** (الصافات) ''جنتی عورتیں گویا کہ انڈے ہیں چھپا کر رکھے ہوئے'' آپ علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا: ان کی کھال اتنی باریک ہے جتنی وہ جھلی باریک ہوتی ہے جو انڈے کے اندر چھلکے کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) اللہ عزوجل کے اس فرمان کے بارے میں فرمایئے: **عُرُبًا اَتْرَابًا** (الواقعہ) ''شوہروں سے بہت محبت کرنے والیاں ہم عمر'' سرور عالم ﷺ نے فرمایا: یہ وہ عورتیں ہوں گی جو دار دنیا سے بڑھاپے کی حالت میں رخصت ہوئیں، بڑھاپے کی وجہ سے ان کی آنکھیں گِدآلود ہوتی تھیں، ان کے سروں کے بال سفید ہو چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بڑھاپے کے بعد پھر پیدا فرمائے گا اور انہیں کنوار اں، شوہر سے محبت، عشق پیار کرنے والیاں بنا دے گا۔ ہم عمر ایسی کہ جیسے ایک ہی روز پیدا ہوئی ہوں۔ میں عرض گذار ہوئی: یارسول اللہ! (ﷺ) کیا دنیا کی عورتیں افضل ہیں یا بڑی آنکھوں والی حوریں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: دنیا کی عورتیں بڑی خوبصورت آنکھوں والی حوروں سے اتنی افضل ہیں جتنا کسی چیز کا ظاہری حصہ اندرونی حصہ سے افضل ہوتا ہے۔ میں نے پوچھا: یارسول اللہ! (ﷺ) اس کی وجہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ان کی نمازوں، روزوں اور اللہ کی عبادت کی وجہ سے اللہ عزوجل ان کے چہروں پر نور پیدا فرمائے گا اور ان کے جسموں کو ریشم کا لباس پہنائے گا۔ ان کے رنگ سفید، لباس سبز، زیورات زرد، ان کی انگیٹھیوں میں موتی روشن ہوں گے اور ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی۔ وہ کہیں گی: یاد رکھو! ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں۔ ہمیں کبھی

موت نہیں آئے گی۔ سن لو! ہم خوش نصیب ہیں۔ ہم بدنصیب کبھی نہیں ہوں گی۔ خبردار! ہم جنت میں سکونت پذیر رہیں گی چنانچہ کبھی یہاں سے نہ جائیں گی۔ سن لو! ہم خوش ہیں، کبھی ناراض نہ ہوں گی۔ "طُوْبٰی لِمَنْ کُنَّا لَهٗ وَکَانَ لَنَا" "خوشخبری ہو اسے جس کے لئے ہم بنائی گئی ہیں اور وہ ہمارے لئے ہے"۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) ہم میں سے ایک عورت دو شوہروں سے، تین سے یا چار سے دنیا میں (یکے بعد دیگرے) شادی کرتی ہے۔ پھر مر جاتی ہے اور جنت میں داخل ہوتی ہے۔ اور اس کے شوہر بھی جنت میں جاتے ہیں۔ تو جنت میں ان میں سے اس کا کون شوہر ہوگا؟ سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ام سلمہ! اسے اختیار دیا جائے گا (جسے چاہے بطور شوہر پسند کرلے) تو وہ ان میں سے سب سے اچھے اخلاق والے کو اختیار کرلے گی۔ اور عرض کرے گی: "اَیْ رَبِّ اِنَّ هٰذَا کَانَ اَحْسَنَهُمْ مَعِیَ خُلُقًا فِیْ دَارِ الدُّنْیَا فَزَوِّجْنِیْهِ" "اے میرے پروردگار! یہ بندہ دنیا میں میرے ساتھ سب سے زیادہ اچھے اخلاق سے پیش آتا تھا تو اسے میرا شوہر بنا دے" اے ام سلمہ! حسن اخلاق دنیا اور آخرت کی بھلائیاں لاتا ہے۔

اسے طبرانی نے کبیر اور اوسط میں روایت کیا اور یہ الفاظ اوسط کے ہیں۔

فصل

حوران بہشتی کا گانا

حدیث: امیر المومنین سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت میں خوبصورت آنکھوں والی حوروں کے اکٹھا ہونے کی ایک جگہ ہے جہاں یہ جمع ہوکر (ایسی دل کش) آوازیں بلند کرتی ہیں کہ ایسی آوازیں مخلوق نے کبھی نہیں سنیں۔ وہ یہ گاتی ہیں: "نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَانَبِیْدُ، وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَا نَبْاَسُ، وَنَحْنُ الرَّاضِیَاتُ فَلَا نَسْخَطُ طُوْبٰی لِمَنْ کَانَ لَنَا وَکُنَّا لَهٗ" "ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں، ہم کبھی ہلاک نہیں ہوں گی، ہم خوش قسمت ہیں۔ بدقسمت نہیں ہوں گی۔ ہم راضی خوشی ہیں، کبھی ناراض نہیں ہوں گی۔ بشارت ہو اسے جو ہمارے لئے ہے اور جس کے لئے ہم ہیں"۔

اسے امام ترمذی اور بیہقی نے روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ بھی جنت میں داخل ہوگا اس کے سر کے پاس اور پاؤں کے قریب خوبصورت آنکھوں والی دو حوریں ہوں گی جو ایسی حسین آواز میں گائیں گی جسے سب انسان و جن سنیں گے۔ اور یہ گانا شیطانی آلات (ڈھول باجہ وغیرہ) کے ساتھ نہیں ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ کی حمد و تقدیس کے ساتھ ہوگا۔

اسے بیہقی اور طبرانی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنتی مردوں کی بیویاں اپنے شوہروں کو انتہائی دلکش آواز میں گانے سنائیں گی جو کبھی کسی نے نہ سنے ہوں گے۔ ان میں سے کچھ یہ گائیں گی: ''نَحۡنُ الۡخَیۡرَاتُ الۡحِسَانُ، اَزۡوَاجُ قَوۡمٍ کِرَامٍ، یَنۡظُرُوۡنَ بِقُرَّةِ اَعۡیَانٍ'' ''ہم اچھے اخلاق والیاں خوبصورت ہیں، ہم عزت والے مردوں کی بیویاں ہیں، وہ ہمیں دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتے ہیں''۔ اور بعض کا گانا یہ ہوگا: ''نَحۡنُ الۡخَالِدَاتُ فَلَا نَمُتۡنَهُ، نَحۡنُ الۡاٰمِنَاتُ فَلَا نَخَفۡنَهُ نَحۡنُ الۡمُقِیۡمَاتُ فَلَا نَظۡعَنَهُ'' ''ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں، ہم مریں گی نہیں، ہم امن والی ہیں، خوف زدہ نہیں ہوں گی۔ ہم جنت میں قیام پذیر رہیں گی کہیں اور نہیں جائیں گی''۔

اسے طبرانی نے صغیر اور اوسط میں روایت کیا۔ اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جنت میں حوریں گانا گاتے ہوئے کہیں گی: ہم حسین حوریں ہیں۔ ہم عزت والے شوہروں کے لئے (اللہ کی طرف سے) تحفہ ہیں۔

اسے ابن ابی الدنیا اور طبرانی نے روایت کیا۔ الفاظ طبرانی کے ہیں اور اس کی اسناد مقارب ہے۔ نیز بیہقی نے بھی اسے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بیٹے سے روایت کیا ہے جس کی سماعت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نہیں۔

حدیث: حضرت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ہر جنتی مرد کا نکاح چار ہزار کنواریوں اور آٹھ ہزار شوہر دیدہ عورتوں سے کیا جائے گا (یہ آٹھ ہزار شاید وہ عورتیں ہوں گی جن کے شوہر دوزخ میں گئے ہوں گے۔ لیکن جنت میں ان عورتوں کا حسن حوروں سے بھی بڑھ کر ہوگا) نیز ایک سو حوریں بھی اس کی بیویاں بنیں گی۔ یہ حوریں ہر ہفتے اکٹھی ہوں گی اور حسین آوازوں میں گائیں گی کہ ایسی آوازیں مخلوقات میں سے کسی نے نہیں سنی ہوں گی۔ کہیں گی: ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں ہمیں ہلاکت نہیں آئے گی۔ ہم خوش بخت ہیں کبھی بد بخت نہ ہوں گی۔ ہم راضی رہنے والیاں ہیں کبھی ناخوش نہیں ہوں گی۔ ہم جنت کی رہائشی ہیں کہیں اور نہیں جائیں گی۔

اسے ابونعیم نے صفۃ الجنۃ میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جنت میں ایک نہر ہے جو جنت کے برابر طویل ہے۔ اس کے دونوں کناروں پر کنواری لڑکیاں ایک دوسری کے آمنے سامنے کھڑی ہیں۔ بڑی سریلی آواز میں گاتی ہیں کہ مخلوق نے ایسی آواز کبھی نہیں سنی۔ یہاں تک کہ مخلوقات نے جنت کے اندر اس کی مثل کوئی دوسری لذت نہیں دیکھی۔ ہم نے کہا: اے ابوہریرہ! یہ گانا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ان شاء اللہ۔ یہ گانا اللہ کی تسبیح، تحمید، تقدیس اور رب عزوجل کی ثناء ہوگا۔

اسے بیہقی نے موقوفاً روایت کیا۔

فصل

بازار جنت

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت میں ایک بازار ہے(یہ بازار کاروبار کا نہیں بلکہ رب تعالیٰ کے دیدار کا ہے) یہاں ہر جمعہ کو جنتی لوگ آیا کریں گے تو شمالی ہوا(پروا) چلا کرے گی جو ان کے چہروں اور کپڑوں میں (خوشبو) بھر دے گی۔ اور ان کا حسن و جمال اور بڑھ جائے گا۔ پھر وہ اپنے گھر والوں (بیویوں) کے پاس واپس آئیں گے تو ان کا حسن و جمال بھی بڑھ چکا ہوگا۔ انہیں ان کے گھر والے کہیں گے: اللہ کی قسم تم تو ہمارے بعد پہلے سے زیادہ حسین و جمیل ہو چکے ہو۔ تو وہ جواب میں کہیں گے: ''وَاَنْتُمْ وَاللّٰهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَّ جَمَالًا'' ''اور تم بھی تو اللہ کی قسم ہمارے بعد حسن و خوبصورتی میں بہت بڑھ گئے ہو''۔ (مسلم)

حدیث: حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی ملاقات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ مجھے اور تمہیں جنت کے بازار میں اکٹھا کر دے۔ حضرت سعید نے کہا: کیا جنت میں بازار بھی ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، مجھے اللہ کے رسول ﷺ نے خبر دی۔ فرمایا: اہل جنت جب اس میں داخل ہوں گے تو اپنے اپنے اعمال کی فضیلت کے مطابق اس بازار میں اتریں گے۔ تو انہیں دنیا کے دنوں کے حساب سے جمعہ کے دن کے برابر وقت میں اجازت دی جائے گی۔ چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنا عرش ان کے سامنے ظاہر فرمائے گا اور جنت کے باغات میں سے کسی ایک باغ میں ان کے لئے تجلی فرمائے گا۔ ان لوگوں کے لئے کچھ منبر نور کے، کچھ منبر موتی کے، کچھ منبر یاقوت کے، کچھ منبر زبرجد کے، کچھ منبر سونے کے اور کچھ منبر چاندی کے بچھائے جائیں گے۔ ان میں سے ادنیٰ جنتی مشک اور کافور کے ٹیلوں پر بیٹھیں گے حالانکہ ان میں کوئی ادنیٰ نہ ہوگا۔ یہ ادنیٰ لوگ کرسیوں پر بیٹھنے والوں کو اپنے سے افضل نہ دیکھیں گے۔ (وہاں تو ہر شخص خود کو خوش قسمت ترین خیال کرے گا) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) کیا وہاں ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں دیکھیں گے۔ کیا تمہیں آفتاب کو دیکھنے اور چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں کوئی شک ہوتا ہے؟ ہم نے عرض کیا: جی نہیں۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا: اسی طرح اپنے رب کو دیکھنے میں بھی تمہیں کوئی شک شبہ نہیں ہوگا۔ اس مجلس میں کوئی شخص ایسا نہیں ہوگا جس سے اللہ تعالیٰ کلام نہ فرمائے گا۔ یہاں تک کہ تم میں سے ایک آدمی سے ارشاد فرمائے گا: اے فلاں! کیا تجھے وہ دن یاد ہے جب تو نے ایسا ایسا کام کیا تھا؟ اُسے اس کے دنیا میں کئے ہوئے گناہ یاد دلائے گا۔ تو وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! کیا تو نے میری مغفرت نہیں فرما دی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیوں نہیں! میری وسعت مغفرت کی وجہ سے ہی تو تو اپنے اس مقام تک پہنچا ہے۔ وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ اوپر سے ایک بادل آ کر انہیں ڈھانپ لے

گا۔ اوران پر ایسی خوشبو برسائے گا کہ انہوں نے اس خوشبو کی مثل کوئی چیز کبھی نہیں پائی ہوگی۔ پھر ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ارشاد فرمائے گا: اس انعام واکرام کی طرف اٹھو جو میں نے تمہارے لئے تیار فرما رکھا ہے۔ اوراس سے جتنا چاہتے ہو لے لو۔ فرمایا کہ پھر ہم ایک بازار میں آئیں گے جسے فرشتوں نے ڈھانپ رکھا ہوگا۔ اس بازار میں وہ نعمتیں ہوں گی ایسی نہ کسی آنکھ نے دیکھیں، نہ کسی کان نے سنیں اور نہ دلوں میں ان کا خیال ہی گذرا ہوگا۔ فرمایا کہ ہروہ چیز اٹھا کر ہمارے سامنے کردی جائے گی جسے ہمارا دل چاہے گا۔ اس بازار میں خرید وفروخت نہیں ہوگی۔ اوراس بازار میں جنتی لوگ ایک دوسرے سے ملاقات کیا کریں گے۔ ارشاد فرمایا: بلند مرتبے والا آگے بڑھ کر اپنے سے ادنیٰ مرتبے والے سے ملاقات کرے گا۔ اوران میں کوئی ادنیٰ نہیں ہوگا۔ چنانچہ ادنیٰ مرتبہ والا اعلیٰ مرتبہ والے کے لباس کو دیکھ کر گھبرائے گا تو ابھی ان کی آخری بات ختم بھی نہ ہونے پائے گی کہ اپنے جسم پر اس سے بھی زیادہ خوبصورت لباس دیکھے گا۔ اور یہ اس لئے ہوگا کہ وہاں کسی کا غم زدہ ہونا مناسب نہیں ہوگا۔ ارشاد فرمایا کہ پھر ہم اپنی اپنی منزل پر آئیں گے تو ہماری (جنتی) بیویاں ہم سے ملیں گی اور کہیں گی: خوش آمدید، مرحبا، تم آ گئے ہو۔ اور بے شک تمہاری خوبصورتی اور خوشبو تو اس وقت سے کہیں افضل ہے جب تم ہمیں چھوڑ کر گئے تھے۔ اس پر ہم کہیں گے: ''اِنَّا جَالَسْنَا الْیَوْمَ رَبَّنَا الْجَبَّارَ عَزَّوَجَلَّ وَبِحَقِّنَا اَنْ نَّنْقَلِبَ بِمِثْلِ مَا نُقَلِبْنَا'' ''آج ہمیں اپنے رب جبار عزوجل کی بارگاہ میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا ہے اور ہمارا حق ہے کہ ہم اس حالت میں لوٹیں جس میں لوٹے ہیں'' (اس شرف کی برکت ہے)

اسے ترمذی اورابن ماجہ دونوں نے بروایت عبدالحمید بن حبیب بن ابی العشرین عن الاوزاعی عن حسان بن عطیہ عن سعید روایت کیا۔ اورترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے سوائے اس طریق کے نہیں پہچانتے۔

حدیث: امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت کے اندر ایک بازار ہے اس میں خرید وفروخت نہیں ہوتی۔ وہاں صرف مردوں اور عورتوں کی تصویریں ہوں گی۔ چنانچہ جب کوئی آدمی کسی تصویر کو دیکھنا چاہے گا تو اس بازار میں داخل ہوجائے گا۔

اسے ابن ابی الدنیا اورترمذی نے روایت کیا اورترمذی نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اہل جنت ایک دوسرے سے کہیں گے: چلو بازار چلیں۔ چنانچہ وہ مشک کے ٹیلوں کی طرف چلے جائیں گے۔ پھر جب اپنی بیویوں کے پاس واپس آئیں گے تو انہیں کہیں گے: ہم تمہارے پاس وہ خوشبو پاتے ہیں جو پہلے نہیں تھی۔ ارشاد فرمایا کہ بیویاں جواب دیں گی: تم بھی ایسی خوشبو لے کر لوٹے ہو جو تم میں اس وقت نہیں تھی جب تم ہمارے پاس سے رخصت ہوئے تھے۔

اسے ابن ابی الدنیا نے موقوفاً روایت کیا۔

حدیث: اورحضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی یہ روایت بھی ہے، فرماتے ہیں: جنت میں ایک بازار ہے جس میں مشک کے

ٹیلے ہوں گے۔ اہل جنت ان کی طرف جائیں گے اور وہاں اکٹھے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا اور ان کے گھروں میں داخل کردے گا۔ جب وہ اپنے گھر والوں کے پاس واپس آئیں گے تو وہ انہیں کہیں گے: تم ہمارے پاس سے جانے کے بعد بہت حسین ہو گئے ہو۔ تو وہ اپنے گھر والوں کو جواب دیں گے: تم بھی ہمارے پیچھے بہت خوبصورت ہو چکے ہو۔

اسے بھی ابن ابی الدنیا نے موقوفاً اور بیہقی نے روایت کیا۔

فصل

اہل جنت کا ایک دوسرے کی ملاقات کو جانا اور ان کی سواریاں

حدیث: حضرت شفی بن ماتع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جنت کی نعمتوں میں سے ایک یہ بھی نعمت ہوگی کہ وہ سواریوں اور تیز رفتار اونٹوں پر ایک دوسرے کی ملاقات کو جایا کریں گے۔ اور جنت میں انہیں زین ڈالے لگام لگے گھوڑے بھی دیئے جائیں گے جو نہ لید کریں گے اور نہ بول۔ چنانچہ وہ لوگ ان پر سوار ہو کر جہاں اللہ عزوجل چاہے گا پہنچ جایا کریں گے۔ پھر ان پر بادل جیسی کوئی چیز چھا جائے گی جس میں وہ کچھ ہوگا جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور کسی کان نہیں سنا۔ تو وہ کہیں گے: ہم پر برس جا۔ چنانچہ وہ ان پر برستی رہے گی حتیٰ کہ ان کی خواہشات سے بھی زیادہ برسے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جو تکلیف دہ نہیں ہوگی۔ یہ ہوا مشک کے ٹیلے اڑا کر ان کے دائیں بائیں لے آئے گی تو وہ لوگ یہ مشک لے لے کر اپنے گھوڑوں کے پیشانیوں، ان کی گردنوں کے بالوں اور سروں پر لگائیں گے۔ اور ان میں سے ہر آدمی کے لئے بالوں کی لٹ ہوگی جہاں اس کا دل چاہے گا۔ چنانچہ یہ مشک ان لٹوں، گھوڑوں اور ان کے علاوہ کپڑوں میں رچ بس جائے گی۔ وہ پھر چلیں گے حتیٰ کہ جہاں اللہ چاہے گا پہنچیں گے۔ تو اچانک ان میں سے کسی کو ایک عورت آواز دے گی: او اللہ کے بندے! کیا تجھے ہماری ضرورت نہیں؟ وہ پوچھے گا: تو کیا ہے اور کون ہے؟ وہ کہے گی: "اَنَا زَوْجَتُكَ وَحِبُّكَ" "میں تیری بیوی اور محبوبہ ہوں" وہ کہے گا: میں تو تیرا اتہ پتہ بھی نہیں جانتا تھا۔ اس پر وہ کہے گی: کیا تجھے پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾ (السجدہ) "تو کسی نفس کو معلوم نہیں کہ کیا آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے چھپا کر رکھی گئی ہے۔ یہ ان کے نیک اعمال کی جزا ہے"۔ تو وہ جواب دے گا: کیوں نہیں (بالکل جانتا ہوں) میرے پروردگار کی قسم۔ شاید اس سے چالیس سال وہاں کھڑا رہنے کی وجہ سے غفلت ہو گئی۔ اس نے توجہ نہ کی اور نہ لوٹا۔ حالانکہ وہاں کے انعام واکرام نے اسے اس بیوی سے غافل کر دیا ہوگا۔

اسے ابن ابی الدنیا نے بروایت اسماعیل بن عیاش روایت کیا۔

حافظ منذری (صاحب کتاب) رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ شفی (مذکورہ بالا حدیث کے راوی) کا ذکر امام بخاری اور ابن حبان نے تابعین میں کیا ہے۔ ان کا صحابی رسول ﷺ ہونا ثابت نہیں۔ اور ابو نعیم کہتے ہیں کہ ان کے بارے میں اختلاف ہے۔

چنانچہ ایک قول ان کے صحابی ہونے کا بھی ہے۔ واللہ اعلم۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو بھائی ایک دوسرے کے لئے شوق کا اظہار کریں گے۔ چنانچہ اس کا تخت اس کی طرف اور اس کا تخت اس کی طرف چل پڑے گا۔ یہاں تک کہ تمام اکٹھے ہو جائیں گے۔ پھر وہ اپنے تخت پر اور یہ اپنے تخت پر تکیہ لگا کر بیٹھ جائے گا۔ دونوں میں سے ایک اپنے ساتھی سے کہے گا: کیا تمہیں معلوم ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں کب بخشا تھا؟ اس پر اس کا ساتھی کہے گا: ہاں۔ اس دن جب ہم فلاں فلاں جگہ پر تھے تو ہم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی تو اس نے ہماری مغفرت فرما دی تھی۔

اسے ابن ابی الدنیا اور بزار نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جنتی لوگ مختلف رنگوں کے اونٹوں جن کے کجاوے ملیس (ملیس ایک سخت لکڑی والا درخت ہے جس سے اونٹوں کے کجاوے بنائے جاتے ہیں) کے ہوں گے پر بیٹھ کر ایک دوسرے کی زیارت کو جایا کریں گے۔ اور ان اونٹوں کے پاؤں مشک کا غبار اڑاتے ہوں گے۔ ان میں سے کسی ایک کی لگام یا مہار بھی دنیا اور سامان دنیا سے کہیں بہتر ہے۔

اسے ابن ابی الدنیا نے موقوفاً روایت کیا۔

حدیث: امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جنت میں ایک درخت ہے جس کے اوپر (یعنی پھلوں کے غلافوں) سے بہشتی جوڑے (حلے) نکلیں گے اور نیچے سے سونے کے گھوڑے برآمد ہوں گے۔ جن کی زینیں اور لگامیں موتی اور یاقوت کی ہوں گی۔ وہ نہ لید کریں گے اور نہ پیشاب، یہ گھوڑے پروں والے ہوں گے۔ ان کا قدم حد نگاہ پر پڑے گا۔ جنتی ان پر سوار ہوں گے تو جہاں جنتی چاہیں گے انہیں یہ گھوڑے اڑا کر لے جائیں گے۔ ان سے کم درجہ والے جنتی عرض کریں گے: اے ہمارے رب! تیرے یہ بندے اس مقام تک کیسے پہنچے ہیں؟ فرمایا کہ ان سے فرمایا جائے گا: ''كَانُوْا يُصَلُّوْنَ بِاللَّيْلِ وَكُنْتُمْ تَنَامُوْنَ وَكَانُوْا يَصُوْمُوْنَ وَكُنْتُمْ تَأْكُلُوْنَ، وَكَانُوا يُنْفِقُوْنَ وَكُنْتُمْ تَبْخَلُوْنَ وَكَانُوْا يُقَاتِلُوْنَ وَكُنْتُمْ تَجْبُنُوْنَ'' یہ لوگ راتوں کو نمازیں پڑھتے تھے جبکہ تم سو رہے ہوتے تھے۔ یہ روزہ رکھتے جبکہ تم کھاتے رہتے تھے۔ یہ اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے تھے جبکہ تم کنجوسی سے کام لیتے تھے اور یہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے تھے اور تم بزدلی کا مظاہرہ کرتے تھے۔

اسے ابن ابی الدنیا نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبدالرحمٰن بن ساعدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ مجھے گھوڑوں سے محبت تھی چنانچہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عبدالرحمٰن! اگر اللہ نے تمہیں جنت میں داخل فرما دیا تو وہاں تمہیں یاقوت کا گھوڑا دیا جائے گا جس کے دو پر ہوں گے۔ جہاں تم چاہو گے اڑا

کر لے جائے گا۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی انور ﷺ سے سوال کیا اور عرض کی: یارسول اللہ! (ﷺ) کیا جنت میں گھوڑے بھی ہوں گے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ تمہیں جنت میں لے گیا تو سرخ یاقوت کے جس گھوڑے پر تم سواری کرنا چاہو گے وہ تمہیں اڑا کر جہاں تم چاہو گے لے جائے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ ایک اور آدمی نے سوال عرض کیا: کہنے لگا: یارسول اللہ (ﷺ) کیا جنت میں اونٹ ہوں گے؟ راوی کہتے ہیں کہ سرورعالم نے اسے وہ جواب نہ دیا جو اس کے ساتھی کو دیا تھا (بلکہ) فرمایا: ''اِنْ يُّدْخِلْكَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ يَكُنْ لَكَ فِيْهَا مَاشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَذَّتْ عَيْنُكَ'' ''اگر تمہیں اللہ تعالیٰ نے جنت میں داخل فرمادیا تو وہاں تمہارے لئے ہر وہ چیز موجود ہوگی جسے تمہارا دل چاہے گا اور جس سے تمہاری آنکھیں محظوظ ہوں گی''۔

اسے ترمذی نے بطریق المسعودی عن علقمہ عن عبدالرحمٰن بن سابط عن النبی ﷺ روایت کیا اور اس کے ہم معنی ایک اور مرفوع حدیث روایت کی جو اس مسعودی (اوپر مذکور) کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک اعرابی نے آکر عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) مجھے گھوڑوں سے محبت ہے، کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اگر تم جنت میں داخل ہو گئے تو تمہیں یاقوت کا گھوڑا دیا جائے گا: ''لَهٗ جَنَاحَانِ فَحُمِلْتَ عَلَيْهِ ثُمَّ طَارَ بِكَ حَيْثُ شِئْتَ'' ''اس کے دو پر ہوں گے۔ تمہیں اس پر سوار کردیا جائے گا پھر جہاں تم چاہو گے وہ تمہیں اڑا کر لے جائے گا''۔

اسے امام ترمذی نے روایت فرمایا۔

فصل

اہل جنت کو رب تبارک وتعالیٰ کا دیدار

حدیث: امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جب جنتی جنت میں سکونت پذیر ہو جائیں گے تو ان کے پاس ایک فرشتہ آ کر کہے گا: اللہ تعالیٰ تمہیں حکم فرماتا ہے کہ اس کی زیارت کرلو۔ چنانچہ وہ لوگ جمع ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم فرمائے گا کہ بلند آواز میں تسبیح وتہلیل کریں (کیونکہ آپ کی آواز انتہائی سریلی تھی) پھر خلد بریں کا دسترخوان بچھایا جائے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! (ﷺ) یہ خلد کا دسترخوان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ جنت کے کونوں میں سے ایک کونہ ہے جو مشرق ومغرب سے زیادہ وسیع ہے۔ چنانچہ جنتیوں کو وہاں کھانا کھلایا جائے گا پھر شراب طہور پلائی جائے گی۔ پھر جنتی لباس پہنایا جائے گا۔ اب یہ لوگ کہیں گے: ہمارے پروردگار کے دیدار کے سوا کوئی چیز باقی نہیں رہ گئی (جو عطا نہ فرمادی گئی ہو) چنانچہ رب تعالیٰ ان کے سامنے تجلی فرمائے گا تو سب سجدہ ریز ہو جائیں (عادت جو پڑ گئی تھی۔۔۔) تو انہیں ارشاد ہوگا: ''لَسْتُمْ فِیْ دَارِ عَمَلٍ اِنَّمَا اَنْتُمْ فِیْ دَارِ جَزَآءٍ'' (سجدہ سے سروں کو اٹھاؤ) اب تم عمل کی دنیا میں نہیں ہو، بلکہ اس وقت تم جزا کے جہان میں ہو''۔

اسے ابونعیم نے صفۃ الجنۃ میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبدالرحمٰن بن یزید اپنے والد سے وہ صیفی یمامی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ان سے عبدالعزیز بن مروان (جو کہ اس وقت اسلامی حکومت کا بادشاہ تھا) نے اہل جنت کے وفد کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا۔ بے شک جنتی لوگ ہر جمعرات کو وفدوں کی صورت میں اللہ سبحانہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا کریں گے۔ تو ان کے لئے تخت لگائے جائیں گے۔ ان میں سے ہر انسان اپنے تخت پر تجھ سے زیادہ معروف ہوگا جتنا تو آج اپنے تخت پر سجتا ہے (وہ تجھ سے زیادہ جچے گا) جب وہ لوگ ان پر بیٹھ جائیں گے اور اپنی اپنی نشست پر متمکن ہو جائیں گے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرمائے گا: (فرشتو!) میرے بندوں، میری مخلوق، میرے پڑوسیوں اور میرے اس وفد کو کھانے کھلاؤ۔ چنانچہ انہیں کھانے کھلائے جائیں گے۔ پھر فرمائے گا: انہیں جام پلاؤ۔ بیان کیا کہ ان کے پاس مختلف رنگوں کے برتن لائے جائیں گے ان برتنوں پر مہریں لگی ہوں گی (یعنی انہیں پہلے کسی نے استعمال نہیں کیا ہوگا) چنانچہ جنتی ان سے پئیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے بندے، میرے پڑوسی، میری مخلوق اور میرے وفد کھا پی چکے۔ اب انہیں جنت کے پھل پیش کرو۔ تو جھکے ہوئے درختوں کے پھل ان کے قریب آجائیں گے چنانچہ جتنا چاہیں گے ان میں سے کھائیں گے۔ پھر رب تعالیٰ فرمائے گا: میرے بندوں، میری مخلوق، میرے پڑوسیوں اور میرے وفد کو کھلا پلا دیا گیا اور انہیں پھل بھی پیش کیے جا چکے۔ ان کو لباس پہناؤ۔ چنانچہ ان کے سامنے سبز، سرخ اور زرد رنگوں کے درختوں کے پھل آئیں گے اور ہر رنگ سے بہشتی جوڑے برآمد ہوں گے، ان

پر حلے اور قمیصیں پھیل جائیں گی۔ پھر ارشاد فرمائے گا: میرے بندوں، میری مخلوق، میرے پڑوسیوں اور میرے وفد کو کھلایا پلایا گیا، پھل پیش کئے گئے اور انہیں لباس پہنا دئے گئے۔ اب انہیں خوشبو لگا دو۔ چنانچہ ان پر بارش کے قطروں کی طرح مشک برسے گا۔ پھر اللہ جل شانہ فرمائے گا: میرے بندوں، میری مخلوق، میرے پڑوسیوں اور میرے وفد کو کھلایا پلایا گیا۔ پھل پیش کئے گئے۔ لباس پہنائے گئے۔ خوشبو لگادی گئی۔ اب میں ان کے سامنے تجلی فرماؤں گا حتیٰ کہ وہ میرا دیدار کرلیں۔ پھر جب اللہ تعالیٰ ان کے سامنے تجلی فرمائے گا اور وہ دیدار کریں گے تو ان کے چہرے شگفتہ ہو جائیں گے (بے پناہ حسن و جمال چہروں پر ظاہر ہوگا) پھر ارشاد ہوگا: اپنے اپنے ٹھکانوں کی طرف لوٹ جاؤ۔ (جب اپنی قیام گاہوں میں پہنچیں گے) تو ان کی بیویاں انہیں کہیں گی: (کیا وجہ ہے کہ) تم ہمارے پاس سے گئے تھے تو اور شکل وصورت پر تھے۔ اور واپس آئے ہو تو اس صورت و شکل پر نہیں ہو (بلکہ اس سے بہت زیادہ حسین وجمیل ہو کر آئے ہو؟ (تو وہ جواب دیں گے: ''ذَالِكَ اَنَّ اللّٰهَ جَلَّ ثَنَاءُ ہٗ تَجَلّٰی لَنَا فَنَظَرْنَا اِلَيْهِ فَنَضَرَتْ وُجُوْهُنَا'' اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ جل ثنا نے ہمارے سامنے تجلی فرمائی اور ہم نے اس کا دیدار کیا جس سے ہمارے چہرے حسین وجمیل ہو گئے۔

اسے ابن ابی الدنیا نے موقوفاً روایت کیا۔

حدیث: حضرت محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک درخت ہے جسے طوبیٰ کہا جاتا ہے۔ اگر تیز رو گھوڑے کا سوار اس کے سائے میں چلے تو سو سال چلتا رہے (پھر بھی طے نہ کر سکے) اس کے پتے سبز چادریں، اس کی کلیاں زرد رنگ کے کپڑے، اس کی شاخیں نرم ریشم اور سنگین ریشم، پھلوں کے غلافوں میں بہشتی حلے، اس کی گوند زنجبیل و شہد۔ اس کے پاس سنگریزے سرخ یاقوت اور سبز زمرد کے، اس کی مٹی مشک، عنبر اور زرد کافور، اس کی گھاس پھونس محفوظ زعفران اور لوبان کی ہے جو بغیر ایندھن کے جگمگاتے ہیں۔ اس درخت کی جڑ سے سلسبیل، معین اور رحیق (یہ تینوں جنت کے چشمے ہیں) پھوٹتے ہیں۔ اور اس کی جڑوں کے پاس جنتیوں کی مجلسوں میں سے ایک مجلس ہوگی۔ وہاں اہل جنت اکٹھے ہوں گے ایک آواز دینے والا (فرشتہ) انہیں وہاں جمع کرے گا۔ ایک دن وہ اس درخت کے سائے میں بیٹھے باتیں کر رہے ہوں گے کہ اچانک کچھ فرشتے ان کے پاس آئیں گے جو تیز رو اونٹوں کو کھینچ کر لا رہے ہوں گے یہ اونٹ یاقوت سے پیدا کئے جائیں گے پھر ان میں جان ڈال دی جائے گی، سونے کی زنجیروں سے بندھے ہوئے ہوں گے۔ ان کے چہرے حسن و شگفتگی کی وجہ سے گویا چراغ ہوں گے۔ ان کے بال سرخ ریشم کے اور پشم سفید ہوگی۔ بال اور پشم ملے جلے ہوں گے۔ ان جیسا حسن و جمال دیکھنے والوں نے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ فرماں بردار ہوں گے مگر ہیبت زدہ نہ ہوں گے۔ تیز رفتار ہوں گے لیکن مشقت میں نہیں پڑیں گے۔ ان پر کجاوے ہوں گے جن کے تختے موتی اور یاقوت کے ہوں گے جو لؤلؤ اور مرجان سے آراستہ ہوں گے۔ اور بڑے تختے سرخ سونے کے ہوں گے جن پر عبقری (عمدہ ریشم) اور ارغوان (سرخ ریشم) چڑھایا گیا ہوگا۔ چنانچہ فرشتے ان تیز رو اونٹوں کو اہل جنت کے لئے بٹھائیں گے پھر انہیں کہیں گے: تمہارا

پروردگار تمہیں سلام کہتا ہے اور تمہیں ملاقات کے لئے طلب فرماتا ہے تا کہ تم اس کا دیدار کرلو اور وہ تم پر نظر رحمت فرمائے۔ تم اس سے شرف ہم کلامی پالو اور وہ تم سے مخاطب ہو۔ اور تم اس کی بارگاہ کے آداب بجالاؤ اور وہ تم پر سلامتی نازل فرمائے۔ اور تمہیں اپنے فضل اور اپنی وسعت سے مزید عطا فرمائے۔ کیونکہ وہ وسیع رحمت اور عظیم فضل والا ہے۔ چنانچہ ہر شخص اپنی سواری پر بیٹھ جائے گا پھر وہ صف باندھے درمیانی چال سے چلیں گے۔ کوئی چیز دوسری چیز سے کچھ بھی گم نہ کرے گی حتیٰ کہ اونٹنی کا کان اپنے سوار کے کان کو گم نہ کرے گا۔ (ہر چیز اپنی اپنی جگہ پر موجود و قائم ہوگی) وہ جس بھی درخت کے پاس سے گذریں گے وہ اپنے پھلوں سے انہیں ڈھانپ لے گا۔ ان کے رستے سے ہر وہ چیز ہٹادی جائے گی جو ان کی صف کو منتشر کرنے والی یا آدمی اور اس کے ساتھی کے درمیان جدائی ڈالنے والی ہوگی۔ پھر جب وہ لوگ جبار تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو وہ اپنے وجہ کریم کو ان کے لئے ظاہر فرمادے گا اور اپنی بہت بڑی عظمت کے ساتھ ان کے سامنے تجلی فرمائے گا۔ جنت میں ان کی ملاقات کے وقت آداب کا لفظ ''السلام'' ہوگا۔ عرض کریں گے۔ اے ہمارے پروردگار! سلامتی کا مالک تو ہی ہے۔ اور تیری ہی طرف سے سلامتی ہے۔ اور جلالت وعزت کا حق صرف تجھے زیبا ہے۔ تو ان کا پروردگار انہیں فرمائے گا: بے شک سلامتی میرے ہی پاس ہے اور میری ہی طرف سے سلامتی ہے۔ اور جلالت وعزت میرا ہی حق ہے۔ میرے ان بندوں کو خوش آمدید جنہوں نے میرے احکام کی حفاظت کی، میرے ساتھ کئے ہوئے وعدوں کا پاس کیا۔ پوشیدہ بھی مجھ سے ڈرتے رہے۔ اور ہر حال میں مجھ سے خوف کھاتے رہے۔ وہ عرض گذار ہوں گے: تیری عزت، بزرگی اور تیری عظمت بلند کی قسم، ہم تیری اتنی قدر نہ کرسکے جتنا تیرا حق تھا۔ اور نہ تیرے تمام حقوق ہم سے ادا ہوسکے۔ چنانچہ اب ہمیں اجازت فرما کہ ہم تیری بارگاہ میں سربسجود ہوجائیں۔ تو انہیں ان کا رب تبارک وتعالیٰ فرمائے گا: بے شک اب میں نے تم سے عبادت کی مشقت اٹھادی ہے۔ اور تمہارے بدنوں کو راحت فراہم کردی ہے۔ (دنیا میں میری عبادت کرتے ہوئے) تم نے اپنے جسموں کو بہت تھکایا اور اپنے چہروں کو مشقت میں ڈالے رکھا۔ چنانچہ اب میں تمہیں اپنی نوازش، رحمت اور عزت میں داخل کروں گا۔ اب تم مجھ سے مانگو اور مجھ سے اپنی تمنا بیان کرو۔ میں تمہاری آرزوئیں پوری فرماؤں گا۔ بلاشبہ آج میں تمہیں تمہارے اعمال کے مطابق جزا نہیں دوں گا بلکہ اپنی رحمت، عزت، طاقت، بزرگی، اپنے مرتبے کی بلندی اور اپنی عظمت شان کے مطابق عطا فرماؤں گا۔ چنانچہ وہ اپنی آرزو، عزوشرف اور عطیات سوال کرتے رہیں گے (جو انہیں عطا کردیا جائے گا) حتیٰ کہ سب سے کم مانگنے والا اتنی تمنا کرے گا کہ جب سے اللہ نے دنیا کو پیدا کیا اس وقت سے لے کر اس کے فنا کرنے کے دن تک کے برابر ہوگی۔ (جو پوری کردی جائے گی) تو ان کا پروردگار فرمائے گا: تم نے بہت کم تمنا کی ہے اور جو کچھ تمہارے لائق تھا اس سے کم پر راضی ہوگئے ہو۔ جاؤ جو کچھ تم نے مانگا اور تمنا کی میں نے وہ سب کچھ تمہارے لئے واجب کردیا۔ اور جس سے تمہاری آرزوئیں قاصر ہوگئیں وہ تمہیں مزید عطا فرمادیا۔ تو تم اپنے رب کی ان عطاؤں کو دیکھو جو اس نے تم پر کی ہیں۔ چنانچہ وہ دیکھیں گے کہ وہ بہت بلند و بالا خیموں اور موتی و مرجان کے بالا خانوں میں ہیں۔ جن کے دروازے سونے کے، تخت یاقوت کے، بچھونے

سندس واستبرق کے اور منبر نور کے بنے ہوئے ہیں۔ان کے دروازوں اور دیگر سامان سے سورج کی شعاعوں کی طرح نور بکھر رہا ہے۔جیسے روشن دن میں چمک دار ستارہ ہوتا ہے۔اور اعلیٰ علیین میں یاقوت سے بنے اونچے اونچے محلات ہیں۔جن کا نور اس قدر چمک رہا ہے کہ اگر اسے قابو میں نہ رکھا جاتا تو آنکھوں کو چندھیا دیتا۔چنانچہ جو محلات سفید یاقوت کے ہیں ان میں سفید ریشم کے فرش بچھے ہوئے ہیں۔جو سرخ یاقوت کے ہیں ان میں سرخ نرم ریشم کا فرش ہے۔جو سبز یاقوت کے ہیں ان میں سبز دبیز ریشم کا فرش بچھایا گیا ہے۔اور جو محلات زرد یاقوت کے بنے ہوئے ہیں۔ان میں فرش بھی زرد ارغوان کا ہے۔ جن پر سبز زمرد، سرخ سونے اور سفید چاندی کی کشیدہ کاری کی ہوئی ہے۔ان کے پائے اور ستون یاقوت کے ہیں۔ان میں بلند ترین موتی کے خیمے ہیں۔ان میں رہائش گاہیں مرجان سے بنے بالا خانے ہیں۔پھر جب وہ اپنے رب کے عطا فرمودہ عطیات کی طرف جائیں گے تو سفید یاقوت کے گھوڑے ان کے پاس لائے جائیں گے جن میں روح ڈالی گئی ہوگی۔انہیں ہمیشہ نوخیز رہنے والے لڑکے لے کر چلیں گے۔اور ان میں سے ہر لڑکے کے ہاتھ میں ایک گھوڑے کی لگام ہوگی۔لگامیں اور گردنیں سفید چاندی کی ہوں گی جن پر موتی اور یاقوت جڑے ہوں گے۔ان کے پالان بچھے ہوئے تخت ہوں گے جن پر سندس واستبرق پڑا ہوگا۔یہ گھوڑے ان جنتیوں کو لے کر تیز تیز چلیں گے اور وہ جنت کے باغات دیکھتے جائیں گے۔جب وہ لوگ اپنی اپنی منزلوں پر پہنچیں گے تو وہ سب کچھ پائیں گے جو ان کے رب نے ان کے سوال اور تمنا کرنے پر انہیں عطا فرمایا ہوگا۔اور ان محلات میں سے ہر محل کے دروازے پر دو جنتیں ہیں جن کی بہت سی ڈالیاں ہیں اور دو اور جنتیں ہیں جو نہایت سبزی سے سیاہی کی جھلک دے رہی ہیں۔ان دونوں میں دو چھلکتے ہوئے چشمے ہیں اور دونوں میں ہر ایک میوہ دو دو قسم کا ہے اور خیموں میں پردہ نشین حوریں ہیں چنانچہ جب وہ اپنی اپنی منزلوں میں قیام پذیر ہو جائیں گے اور ان کو اپنا مستقل ٹھکانہ بنالیں گے۔تو ان کا رب انہیں فرمائے گا: فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا (اعراف:44)'' کیا تم نے پالیا وہ کچھ جس کا سچا وعدہ تمہارے رب نے تم سے کیا تھا؟'' وہ عرض کریں گے: ہاں، ہم راضی ہو گئے تو بھی ہم سے راضی ہو جا۔رب تعالیٰ فرمائے گا: تم سے راضی ہو کر ہی تو میں نے تمہیں اپنی جنت میں داخل کیا۔تمہیں میرا دیدار نصیب ہوا اور میرے فرشتوں نے تم سے مصافحہ کیا۔لہٰذا تمہیں بہت بہت مبارک ہو میری وہ عطا جو کبھی ختم ہونے والی نہیں اور جس میں کوئی تبدیلی اور کمی نہ کی جائے گی۔چنانچہ اس وقت اہل جنت کہہ اٹھیں گے: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ﴿۳۴﴾ الَّذِیْۤ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖۚ لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا نَصَبٌ وَّ لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا لُغُوْبٌ ﴿۳۵﴾ (الفاطر)'' ساری تعریفیں اللہ کو جس نے ہمارا غم دور کیا۔بے شک ہمارا پروردگار بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے۔وہ جس نے ہمیں آرام کی جگہ اتارا اپنے فضل سے ہمیں اس میں نہ کوئی تھکاوٹ پہنچے اور نہ اس میں ہمیں کوئی تکلیف چھوئے''۔

اسے ابن ابی الدنیا اور ابونعیم نے ایسے ہی معضل روایت کیا ہے۔اس کا مرفوع ہونا منکر ہے۔واللہ اعلم۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جنتی لوگ نہ پاخانہ کی حاجت محسوس کریں گے، نہ

ناک چھڑکیں گے اور نہ (بوقت جماع) ان کی منی خارج ہوگی۔ جو بھی نعمتیں کھائیں پئیں گے وہ ان کی کھالوں سے مشک بن کر موتیوں کی صورت میں گر جائیں گی۔ ان کے دروازوں پر مشک کے ٹیلے ہوں گے۔ ہر جمعہ کو اللہ عزوجل کا دومرتبہ دیدار پائیں گے۔ چنانچہ سونے کی کرسیوں پر بیٹھیں گے جن پر موتی یاقوت اور زبرجد جڑے ہوں گے اللہ عزوجل کی طرف دیکھیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر عنایت فرمائے گا۔ پھر جب اٹھیں گے تو ہر ایک اپنے اپنے بالا خانے کی طرف جائے گا جس کے ستر دروازے ہوں گے جو یاقوت اور زبرجد سے مزین ہوں گے۔

اسے ابن ابی الدنیا نے موقوفاً روایت کیا۔

فصل

اہل جنت کا رب تعالیٰ کو دیکھنا

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ حضرات نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا چودھویں کی رات میں چاند کو دیکھنے میں کوئی تکلیف محسوس کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کی: نہیں، یارسول اللہ! (ﷺ) فرمایا: کیا سورج کو دیکھنے میں تمہیں کوئی مشکل پیش آتی ہے جبکہ اس کے سامنے کوئی بادل نہ ہو؟ وہ عرض گذار ہوئے: جی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''فَاِنَّکُمْ تَرَوْنَهٗ کَذَا'' تو پھر تم اپنے رب کو بھی اسی طرح (بغیر کسی مشکل کے) دیکھو گے''۔ پھر طویل حدیث ذکر فرمائی۔ (بخاری ومسلم)

حدیث: حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب جنتی لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ عزوجل فرمائے گا: کوئی اور چیز چاہتے ہو جو تمہیں مزید عطا فرماؤں؟ وہ عرض کریں گے: کیا تو نے ہمارے چہرے روشن نہیں فرما دیئے۔ کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں فرما دیا اور کیا تو نے ہمیں دوزخ سے نجات نہیں دی؟ (اب اور کیا چاہیں؟) فرماتے ہیں کہ پھر پردہ اٹھا دیا جائے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے دیدار سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہیں عطا فرمائی ہوگی پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَ زِیَادَةٌ (یونس:26) '' بھلائی کرنے والوں کے لئے بھلائی ہے اور اس سے زیادہ بھی''۔

اسے مسلم، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت میں اندر سے کھوکھلے موتی کا ایک خیمہ ہوگا جس کی چوڑائی ساٹھ میل ہوگی۔ اس کے ہر ایک کونے میں (مومن بندے کی) بیویاں ہوں گی۔ مومن ان کے پاس آیا جایا کرے گا۔ اور دو جنتیں ہوں گی جن کے برتن اور باقی سب کچھ چاندی کا ہوگا اور دو جنتیں ایسی ہوں گی جن کے برتن اور باقی سامان سونے کا ہوگا۔ اور جنت عدن میں لوگوں اور ان کے رب کے دیدار کے درمیان صرف کبریائی کی

چادر حائل ہوگی۔ (کبریائی کی چادر سے مراد اللہ تعالیٰ کا جلال، اکرام اور تعظیم ہے)۔

اسے بخاری، مسلم اور ترمذی نے روایت کیا۔ الفاظ امام بخاری کے ہیں۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اہل جنت ایک مجلس میں بیٹھے ہوں گے تو اچانک باب جنت پر ایک نور ان کے سامنے ظاہر ہوگا۔ وہ سروں کو اٹھائیں گے تو دیکھیں گے کہ رب تبارک وتعالیٰ ان کے سامنے تجلی فرما رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے اہل جنت مجھ سے سوال کرو۔ وہ عرض کریں گے: ہم سوال کرتے ہیں کہ تو ہم سے راضی ہو جا۔ فرمائے گا: میں تم پر راضی ہوں جبھی تو اپنی جنت تم پر حلال فرمائی ہے۔ اور اب تو میں تم پر مزید احسان فرمانا چاہتا ہوں اور یہی اس کا وقت ہے۔ چنانچہ تم مجھ سے اور مانگو۔ عرض کریں گے: ہم پر مزید احسانات فرما دے۔ سرور عالم ﷺ فرماتے ہیں: تو سرخ یاقوت کے اونٹ انہیں پیش کئے جائیں گے جن کی مہاریں سبز زمرد اور سرخ یاقوت کی ہوں گی۔ اور انہیں ان پر سوار کیا جائے گا۔ وہ چلتے وقت اپنے پاؤں حدنگاہ پر رکھیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ پھلوں سے لدے درختوں کو حکم فرمائے گا (تو وہ ان کے پاس آ جائیں گے) پھر خوبصورت آنکھوں والی حوروں میں گوری رنگت والی حوریں پہنچ جائیں گی اور کہہ رہی ہوں گی: ہم خوش بخت ہیں ہم کو کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ ہم ہمیشہ زندہ رہنے والیاں ہیں، ہمیں موت نہیں آئے گی۔ ہم مومنین معززین کی بیویاں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ خالص سفید مشک کے ٹیلوں کو حکم فرمائے گا تو وہ ٹیلے ان پر خوشبو کی برسات کرنے لگیں گے جسے مثیرہ کہا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اونٹ اہل جنت کو جنت عدن میں پہنچا دیں گے۔ اور یہ جنت میں ایک بڑا شہر ہے۔ تو ملائکہ عرض کریں گے: اے پروردگار! لوگ آ چکے ہیں۔ اللہ پاک فرمائے گا: سچے لوگوں کو خوش آمدید، اہل شوق کا آنا مبارک۔ فرمایا کہ پھر ان کے سامنے سے حجاب اٹھا دیا جائے گا۔ اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا دیدار کریں گے۔ اور رحمٰن کے نور سے فیض یاب ہوں گے۔ حتیٰ کہ ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکیں گے۔ (ایسے دیدار الٰہی میں مستغرق ہوں گے) پھر رب تعالیٰ فرمائے گا: ان تحفوں کو لئے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ چنانچہ وہ لوٹیں گے اور ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسی کے متعلق ہے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿۳۲﴾ (حٰم سجدہ) ''یہ مہمان نوازی ہوگی بخشنے والے رحم فرمانے والے کی طرف سے''۔

اسے ابو نعیم اور بیہقی نے روایت کیا یہ الفاظ بیہقی کے ہیں۔ کہا کہ اس کتاب یعنی کتاب البعث اور کتاب الرویہ میں ایسی روایات گذر چکی ہیں جو اس حدیث کے مضمون کی تاکید وتوثیق کرتی ہیں۔ انتہیٰ۔ اور یہ روایت ابن ماجہ اور ابن ابی الدنیا کے ہاں بھی مختصراً ہے کہ فرمایا: جناب رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اہل جنت اپنی حاصل شدہ نعمتوں میں ہوں گے کہ ایک نور ان کے لئے چمکے گا۔ تو وہ اپنے سر اٹھائیں گے۔ دیکھیں گے کہ رب جل جلالہ نے ان کے سامنے اوپر سے جلوہ فرمایا ہے تو رب جل جلالہ فرمائے گا: السلام علیکم اے اہل جنت۔ اور اسی کے متعلق ہے اللہ عزوجل کا یہ ارشاد: سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ﴿۵۸﴾ (یٰسین) ''ان پر سلام ہوگا مہربان رب کا فرمایا ہوا'' جب تک دیدار خداوندی میں محو رہیں گے جنت کی نعمتوں میں

سے کسی چیز کی طرف توجہ نہیں کریں گے۔ حتیٰ کہ ان سے جلوہ فرمائی موقوف فرمادی جائے گی جبکہ اس کی برکت اور نور باقی رہے گا۔

یہ الفاظ ابن ماجہ کے ہیں اور دوسروں کے اسی کے مثل ہیں۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام آئے۔ ان کے ہاتھ میں ایک سفید آئینہ تھا۔ جس میں ایک سیاہ نکتہ تھا۔ تو میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کیا چیز ہے؟ انہوں نے جواب دیا: یہ (آئینہ) جمعہ ہے جو آپ کا رب آپ کو پیش فرماتا ہے تا کہ آپ اور آپ کے بعد آپ کی امت کے لیے عید بن جائے۔ آپ اول ہوں اور یہود و نصاریٰ آپ کے بعد ہو جائیں (کہ یہود کے لئے ہفتہ اور نصاریٰ کے لئے اتوار ہے اور یہ دونوں دن جمعہ کے بعد آتے ہیں) حضور انور ﷺ نے فرمایا: اس میں ہمارے لئے کیا ثواب ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اس میں آپ کی امت کے لئے بھلائی ہے۔ اس میں ایک ایسی ساعت ہے کہ جو بندہ اس ساعت میں اپنے رب سے ایسی بھلائی کی دعا کرے جو اس کی قسمت میں ہو تو اللہ اسے ضرور عطا فرما دیتا ہے اور اگر اس کی قسمت میں نہیں تو اس کے لئے اس سے بھی بڑی بھلائی محفوظ کر دیتا ہے (جو آخرت میں اسے عطا فرمائی جائے گی) یا اس ساعت میں کسی شر سے پناہ مانگے جو اس کے لئے لکھی جا چکی ہو تو اللہ ضرور اسے اس سے پناہ عطا فرماتا ہے۔ یا اگر اس کے مقدر میں لکھی نہیں گئی تو اللہ تعالیٰ اسے اس سے بھی کسی بڑے شر سے پناہ دے دیتا ہے۔ میں نے پوچھا: اس آئینے میں یہ سیاہ نقطہ کیا ہے؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ وہ ساعت ہے جو جمعہ کے روز قائم ہوتی ہے (جو ساعت اجابت ہے) اور جمعہ ہم فرشتوں کے ہاں سید الایام (سب دنوں سے افضل دن) ہے۔ اور ہم اس دن کو آخرت میں یوم المزید کہیں گے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا: تم یوم المزید کیوں کہیں گے؟ وہ عرض گذار ہوئے: آپ کے رب عزوجل نے جنت میں ایک وادی بنائی ہے جس کی خوشبو سفید مشک سے بھی زیادہ ہے۔ چنانچہ جب جمعہ کا دن ہوا کرے گا تو رب تعالیٰ علیین سے اپنی کرسی پر جلوہ فرمایا کرے گا۔ پھر اس کرسی کے اردگرد نور کے منبر لگائے جائیں گے اور انبیاء (علیہم السلام) آکر ان پر بیٹھ جائیں گے۔ پھر منبروں کے گرد سونے کی کرسیاں لگائی جائیں گی۔ پھر صدیقین اور شہداء آئیں گے اور ان پر تشریف فرما ہوں گے۔ پھر دیگر اہل جنت آئیں گے حتیٰ کہ مزین ٹیلوں پر بیٹھ جائیں گے۔ اس کے بعد ان کا رب تبارک وتعالیٰ ان کے سامنے تجلی فرمائے گا حتیٰ کہ یہ تمام حضرات اس کے دیدار سے مشرف ہوں گے۔ اور رب تعالیٰ فرمائے گا: میں ہوں وہ (تمہارا پروردگار) جس نے تمہارے ساتھ کیا ہوا اپنا وعدہ پورا فرما دیا۔ اور تم پر اپنی (دیدار کی) نعمت پوری کر دی۔ یہ تم پر میرے مزید احسان کا مقام ہے۔ لہٰذا تم مجھ سے سوال کرو۔ چنانچہ وہ حضرات اللہ سے اس کی رضا کا سوال کریں گے۔ تو اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: اپنی رضا سے ہی میں نے تم پر اپنی جنت میں داخلہ حلال فرمایا ہے۔ (راضی تو میں تم پر ہو چکا) اب تو میں تم پر کچھ اور فضل فرمانا چاہتا ہوں۔ لہٰذا اور مانگو۔ چنانچہ وہ مانگتے جائیں گے (اور ان کا مانگا ان کو دیا جائے گا) حتیٰ کہ ان کی تمام چاہتیں

پوری ہو جائیں گی تو اب ان کے لئے ان نعمتوں کے دروازے کھولے جائیں گے کہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ ہوں گی۔ کسی کان نے سنی نہ ہوں گی اور کسی انسان کے دل پر ان کا خیال تک نہ گذرا ہوگا۔ یہ دروازے اگلے جمعے لوگوں کے لوٹنے تک کھلے رہیں گے (اور اگلے جمعہ پھر اسی طرح یہ مجلس سجائی جائے گی) پھر رب تبارک وتعالیٰ اپنی کرسی پر (جیسا اس کی شان کے لائق ہے) جلوہ افروز ہوگا۔ اور شہداء اور صدیقین بھی اس کے ساتھ ہی (اپنی اپنی منازل پر) چڑھ جائیں گے۔ (راوی کہتے ہیں) میرا خیال ہے کہ فرمایا: اور بالا خانوں والے اپنے بالا خانوں کی طرف لوٹ جائیں گے۔ یہ بالا خانے اور ان کے دروازے ایک سفید چمکدار موتی سے یا سرخ یاقوت سے یا سبز زبرجد سے بنائے گئے ہیں جس میں نہ کوئی داغ ہے اور نہ کوئی پھٹن۔ ان میں نہریں بہتی ہیں۔ ان کے درختوں کے پھل جھک کر قریب آجاتے ہیں۔ ان میں اہل جنت کی بیویاں اور ان کے خادم رہتے ہیں۔ تو ان جنتیوں کو روز جمعہ سے زیادہ کسی اور چیز کی ضرورت نہیں ہوتی تاکہ (اس دن) ان پر مزید فضل واحسان فرمایا جائے اور تاکہ زیادہ سے زیادہ رب تعالیٰ کا دیدار پا سکیں۔ ''ولذالك دعی یوم المزید'' اور اسی وجہ سے اسے یوم المزید (زیادہ سے زیادہ فضل واحسان کا دن) کہا جاتا ہے''۔

اس ابن ابی الدنیا نے اور طبرانی نے اوسط میں دو اسناد کے ساتھ روایت کیا جن میں ایک جید وقوی ہے۔ نیز ابویعلیٰ نے بھی مختصراً روایت کیا۔ ان کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ بزار نے بھی اسے روایت کیا۔ یہ الفاظ بزار ہی کے ہیں۔

حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے تو میں نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں ایک آئینہ ہے جو سب آئینوں سے زیادہ شفاف اور خوبصورت ہے۔ اور اس کے درمیان میں ایک سیاہ نقطہ ہے۔ میں نے کہا: اے جبریل! یہ کیا چیز ہے؟ وہ کہنے لگے: یہ دنیا کی پاکیزگی اور حسن ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا: اس کے درمیان میں یہ سیاہ نقطہ سا کیا ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: یہ یوم جمعہ ہے۔ فرمایا کہ میں نے کہا: اور جمعہ کیا ہے؟ وہ عرض گذار ہوئے: یہ آپ کے رب کے دنوں میں سے ایک عظیم دن ہے۔ اور میں اس کا شرف، اس کی فضیلت اور دنیا وآخرت میں اس کا نام ابھی آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ اس دن کا نام دنیا میں جمعہ رکھنے کی وجہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے معاملات اسی دن جمع فرمائے (اور جمعہ جمع سے ہی ماخوذ ہے) اور اس دن امیدیں جمع ہوتی ہیں۔ کیونکہ اس دن میں ایک ایسی ساعت ہے کہ مسلمان مرد یا مسلمان عورت اگر اسے پالے اور اس میں اللہ تعالیٰ سے بھلائی کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ ضرور یہ بھلائی انہیں عطا فرماتا ہے۔ اور آخرت میں اس کی شرافت، فضیلت اور اس کا نام جمعہ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اہل جنت کو جنت میں منتقل فرمادے گا اور اہل دوزخ کو دوزخ میں داخل کردے گا اور ان پر دن اور ساعتیں جاری ہوں گی۔ ان میں رات دن (دنیا کی طرح) نہیں ہوں گے (کیونکہ رات دن تو سورج کے طلوع وغروب سے بنتے ہیں جبکہ وہاں سورج ہوگا ہی نہیں) مگر ان دنوں اور ساعتوں کے وقت کی مقدار اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہوگا۔ اور جب جمعہ کا دن آئے گا اور وہ ساعت ہو جائے گی جس میں جمعہ پڑھنے والے جمعہ کی ادائیگی کے لئے نکلتے ہیں تو ایک منادی اعلان

کرے گا: اے اہل جنت! دارالمزید (زیادہ فضل و احسان کے گھر) کی طرف نکل چلو جس کی وسعت، چوڑائی اور لمبائی اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ چنانچہ وہ مشک کے ٹیلوں میں نکلیں گے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ مشک تمہارے اس آٹے سے زیادہ سفید ہوگا۔ سرور عالم ﷺ نے فرمایا: تو انبیاء (علیہم السلام) کے غلام نور کے منبر لے کر نکلیں گے اور اہل ایمان کے خادم یاقوت کی کرسیاں لے کر آئیں گے۔ فرمایا کہ جب ان حضرات کے لئے یہ منبر اور کرسیاں لگا دی جائیں گی اور وہ لوگ اپنی اپنی نشست پر بیٹھ جائیں گے تو اللہ تبارک و تعالیٰ ان پر ایک ہوا بھیجے گا جسے مثیرہ کہا جاتا ہے یہ ان پر سفید مشک کی خوشبو برسائے گی۔ یہ خوشبو ان کے کپڑوں سے داخل ہوگی اور ان کے چہروں اور بالوں سے خارج ہوگی۔ چنانچہ یہ ہوا اس مشک کو استعمال کرنا تمہاری اس عورت سے بھی زیادہ جانتی ہوگی جسے اللہ کے اذن سے روئے زمین کی تمام خوشبوئیں دی جائیں (تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ کون سی خوشبو کہاں، کب اور کیسے استعمال کرنی ہے) پھر اللہ سبحانہ حاملین عرش کو حکم فرمائے گا تو عرش کو جنت کے درمیان میں رکھ دیا جائے گا اور اللہ اور بندوں کے درمیان حجابات ہوں گے۔ بندے جو سب سے پہلی بات اللہ کی طرف سے سنیں گے وہ یہ ہوگی کہ فرمائے گا: کہاں ہیں میرے وہ بندے جنہوں نے غیب میں میری اطاعت کی حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا نہ تھا۔ میرے رسولوں کی تصدیق کرتے رہے اور میرے احکام کے مطابق زندگی گذارتے رہے۔ مجھ سے مانگو کہ آج کا دن یوم المزید ہے۔ فرمایا کہ وہ سب بیک زبان ہو کر عرض کریں گے: اے ہمارے رب! ہم تجھ سے راضی ہوئے تو بھی ہم سے راضی ہو جا۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنا فرمان پھر دہرائے گا کہ اے جنتیو! میں اگر تم پر راضی نہ ہوتا تو تمہیں اپنی جنت میں سکونت نہ دیتا۔ پس تم سوال کرو کیونکہ آج کا دن یوم المزید ہے۔ فرمایا کہ وہ پھر بیک زبان ہو کر عرض گذار ہوں گے: یارب! ہمیں اپنا دیدار عطا فرما ہم تجھے دیکھ سکیں۔ فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ یہ حجابات اٹھا دے گا۔ اور ان کے لئے تجلی ظاہر فرمائے گا۔ تو ان کو نور ڈھانپ لے گا۔ اگر اللہ نے ان کے جل نہ جانے کا فیصلہ نہ فرمایا ہوتا تو اپنے اوپر چھا جانے والے نور سے یہ سب جل جاتے۔ فرمایا کہ پھر انہیں فرمان ہوگا کہ اپنی اپنی منازل کی طرف واپس چلے جاؤ۔ فرمایا: چنانچہ وہ لوگ اپنی منازل کی طرف لوٹ جائیں گے جبکہ اپنی بیویوں سے چھپ چکے ہوں گے اور ان کی بیویاں ان پر مخفی ہو چکی ہوں گی۔ یہ چھپنا اللہ تبارک و تعالیٰ کے نور کے ان پر چھا جانے کی وجہ سے ہوگا۔ چنانچہ جب اپنی منازل میں پہنچ جائیں گے تو یہ نور لوٹ جائے گا حتیٰ کہ یہ لوگ اپنی پہلی صورتوں میں واپس آ جائیں گے۔ ارشاد فرمایا کہ ان کی بیویاں ان سے کہیں گی: تم جب ہم سے رخصت ہوئے تھے تو اور صورت میں تھے اب واپس آئے ہو تو اور شکل میں ہو (جو پہلے سے زیادہ حسین ہے) فرمایا کہ وہ جواب دیں گے: ''ذَالِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی تَجَلّٰی لَنَا فَنَظَرْنَا مِنْهُ اِلٰی مَا خَفِيْنَا بِهٖ عَلَيْكُمْ'' ''یہ سب اس لئے ہوا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے لئے اپنی تجلی ظاہر فرمائی چنانچہ ہم نے اس کا دیدار کیا۔ اسی لئے ہم تم سے چھپ گئے تھے''۔ فرمایا: ہر ہفتے ان کی پہلی نعمتوں میں کئی گنا اضافہ ہوتا رہے گا۔ ارشاد فرمایا: اسی بارے میں اللہ عزوجل کا یہ ارشاد ہے: فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾ (السجدہ) ''تو کوئی جان نہیں جانتی کہ

ان کے لئے کیا آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے یہ بدلہ ہے ان کے اعمال کا''۔

اسے بزار نے روایت کیا ہے۔

حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مرتبہ کے اعتبار سے سب سے کم وہ جنتی ہوگا جو اپنے باغات، بیویاں، نعمتیں، نوکر چاکر اور اپنے تخت ایک ہزار سالہ راہ میں پھیلے ہوئے دیکھے گا۔ ''وَاَکْرَمُھُمْ عَلَی اللّٰہِ مَنْ یَّنْظُرُ اِلٰی وَجْھِہٖ غُدْوَۃً وَّ عَشِیَّۃً'' ''اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہوگا جو صبح شام اس کا دیدار پائے گا''۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وُجُوْہٌ یَّوْمَىِٕذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ (القیامہ) ''کچھ چہرے اس روز تروتازہ ہوں گے۔ اپنے رب کا دیدار پاتے ہوں گے''۔

اسے امام احمد اور ترمذی نے روایت کیا۔ یہ روایت پہلے گذر چکی ہے۔ اور ابن ابی الدنیا نے بھی اسے مختصراً روایت کیا ہے۔ مگر ان کے الفاظ میں یوں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّ اَفْضَلَ اَھْلِ الْجَنَّۃِ مَنْزِلَۃً مَّنْ یَّنْظُرُ اِلٰی وَجْہِ اللّٰہِ تَعَالٰی کُلَّ یَوْمٍ مَّرَّتَیْنِ'' ''مرتبے کے لحاظ سے سب سے افضل جنتی وہ ہوگا جو ہر روز دو مرتبہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کرے گا''۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل جنتیوں سے فرمائے گا: اے اہل جنت! وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! ہم حاضر ہیں۔ تیری عبادت کے ساتھ موافقت کرتے ہیں اور بھلائی تیرے ہاتھوں میں ہے۔ ارشاد فرمائے گا: کیا تم راضی ہو؟ تو عرض کریں گے: ہم کیوں راضی نہ ہوں گے اے ہمارے رب! حالانکہ تو نے ہمیں وہ انعام واکرام عطا فرمائے ہیں جو اپنی مخلوق میں کسی اور کو عطا نہیں فرمائے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تمہیں اس سے بھی افضل نہ عطا فرما دوں؟ وہ عرض گذار ہوں گے: اس سے افضل اور کون سی چیز ہے؟ تو اللہ پاک فرمائے گا: ''اُحِلُّ عَلَیْکُمْ رِضْوَانِیْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَیْکُمْ بَعْدَہٗ اَبَدًا'' ''تم پر اپنی خوشنودی حلال فرماتا ہوں۔ اس کے بعد کبھی میں تم پر ناراض نہیں ہوں گا''۔

اسے امام بخاری، مسلم اور ترمذی نے روایت کیا۔

فصل

جو حسن وخوبی اور انعام واکرام وغیرہ کا خیال کسی انسان کے دل پر گذر سکتا ہے یا جو عقل میں آسکتا ہے جنت اور اہل جنت اس سے کہیں بلند تر ہوں گے

حدیث: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل نے فرمایا: میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ کچھ تیار فرما رکھا ہے جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا، کسی کان نے نہیں سنا اور کسی بشر کے دل پر اس کا خیال تک نہیں گذرا۔ اور اگر تم چاہو تو پڑھ لو: فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ (السجدہ:17) ''تو کسی جان کو معلوم نہیں جو آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے چھپا کر رکھی گئی ہے''۔

اسے امام بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

حدیث: حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی ایک مجلس میں حاضر ہوا جس میں آپ ﷺ جنت کا بیان فرما رہے تھے حتیٰ کہ مجلس اختتام پذیر ہوگئی۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے ارشاد کے آخر میں فرمایا: جنت میں وہ نعمتیں ہیں کہ کسی آنکھ نے نہیں دیکھیں، کسی کان نے نہیں سنیں اور کسی انسان کے دل میں ان کا خیال تک نہیں گذرا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ دو آیتیں تلاوت فرمائیں: تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۫ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾ (السجدہ) ''نیکوکاروں کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں۔ وہ اپنے رب کو پکارتے ہیں (اس کی پکڑ سے) ڈرتے ہوئے اور (اس کی رحمت کی) امید کرتے ہوئے۔ اور ہمارے دیئے ہوئے سے خرچ کرتے ہیں۔ تو کسی نفس کو معلوم نہیں کہ کیا آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے چھپا کر رکھی گئی ہے۔ یہ بدلہ ہے ان کے اعمال صالحہ کا''۔ مسلم۔

حدیث: حضرت داؤد بن عامر بن سعد بن ابی وقاص اپنے والد سے وہ ان کے دادا رضی اللہ عنہم سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر ناخن سے بھی کم جنت کی کوئی چیز ظاہر ہو جائے تو آسمانوں اور زمین کے اطراف جگمگا اٹھیں۔ اور اگر اہل جنت میں سے کوئی آدمی زمین کی طرف جھانک لے اور اس کے کنگن ظاہر ہو جائیں تو سورج کی روشنی کو چھپا دے جس طرح سورج ستاروں کی روشنی چھپا دیتا ہے۔

اسے ابن ابی الدنیا اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو پیدا فرمایا تو اس میں وہ چیزیں بنائیں جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھیں، کسی کان نے نہیں سنیں اور کسی قلب بشر میں ان کا خیال تک نہیں گذرا۔ پھر اسے فرمایا: بات کر۔ تو وہ بولی: قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱﴾ لا (مومنون) ''ایمان والے مراد کو پہنچے''۔

ایک اور روایت میں یوں ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے جنت کو پیدا کیا۔ اس کے پھلوں کو قریب کر دیا اور اس

میں نہریں نکالیں پھر اس کی طرف نظر کی اور فرمایا: بات کر۔ تو وہ کہنے لگی: ایمان والے مراد کو پہنچے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَا یُجَاوِرُنِیْ فِیْكِ بَخِیْلٌ" "مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم، تجھ میں کوئی بخیل میرے قریب نہ ہو سکے گا"۔

اسے طبرانی نے کبیر اور اوسط میں دو اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ جن میں ایک جید ہے۔ اور ابن ابی الدنیا نے بھی اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اسی کی مثل روایت کیا۔ ان کے الفاظ گذر چکے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کسی کے کوڑا رکھنے کے برابر جنت میں جگہ دنیا اور اس کے ساتھ اسی جیسی ایک اور دنیا سے بھی بہتر ہے۔ اور تم میں سے کسی کی کمان کے برابر جنت میں جگہ دنیا اور اس کے برابر ایک اور دنیا سے بھی بڑھ کر ہے۔ اور جنتی عورت کا نصیف دنیا اور اسی جیسی ایک اور دنیا سے کہیں افضل ہے۔ میں نے کہا: اے ابو ہریرہ! یہ نصیف کیا چیز ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ جنتی عورت کا دوپٹہ ہے۔

اسے امام احمد نے باسناد جید روایت کیا۔ امام بخاری نے بھی اسے روایت فرمایا۔ ان کے الفاظ یہ ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں کمان کے برابر جگہ ہر اس چیز سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے اور فرمایا: صبح کے وقت کچھ وقت کے لئے شام کیوقت کچھ دیر کیلئے جہاد فی سبیل اللہ کو جانا ہر اس چیز سے افضل ہے جس پر آفتاب چمکتا ہے۔

اسے امام ترمذی نے بھی روایت کیا اور صحیح قرار دیا۔ ان کے الفاظ میں یوں ہے: اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت میں کوڑا رکھنے کے برابر جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور اگر تم چاہو تو پڑھ لو: فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾ (آل عمران) "جو آگ سے بچایا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا تو وہ کامیاب ہو گیا۔ اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا مال ہے"۔

طبرانی نے بھی اسے اوسط میں مختصراً ایسی اسناد کے ساتھ روایت کیا جس کے راوی صحیح کے راوی ہیں ان کے الفاظ یوں ہیں: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جنت میں کوڑا رکھنے کے برابر جگہ آسمان اور زمین کے درمیان تمام چیزوں سے بڑھ کر ہے۔

نیز ابن حبان نے بھی اسے روایت کیا۔ اور ان کے لفظوں میں یہ ہے کہ فرمایا: صبح کو کچھ دیر کے لئے اور شام کو کچھ وقت کے لئے جہاد فی سبیل اللہ کو نکلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور تم میں سے کسی کے کوڑے کے برابر یا قدم رکھنے کے برابر جنت میں جگہ دنیا اور ساز و سامان دنیا سے افضل ہے اور اگر کوئی جنتی عورت زمین کی طرف جھانک لے تو آسمان اور زمین کے درمیان ہر چیز کو روشن کر ڈالے۔ اور زمین و آسمان کے درمیان کو خوشبو سے بھر دے۔ اور اس کے سر کا دوپٹہ دنیا و مافیہا سے کہیں زیادہ قیمتی ہے۔

(اسے امام بخاری، مسلم اور ترمذی نے بھی معمولی فرق کے ساتھ روایت کیا ہے اور ترمذی نے صحیح قرار دیا ہے)۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: "لَیْسَ فِی الْجَنَّةِ شَیْءٌ مِّمَّا فِی الدُّنْیَا اِلَّا الْاَسْمَاءُ" "جنت میں دنیا کی کوئی چیز نہیں سوائے ناموں کے" (یعنی نام تو دنیا والے ہوں گے لیکن چیز دنیا والی نہیں ہو گی مثلاً ایک پھل کا نام انار ہو گا مگر وہ دنیا کا انار نہیں۔ اس کی خوشبو اور مزہ اللہ ہی جانے)۔

اسے بیہقی نے موقوفاً جید اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

فصل

اہل جنت کا جنت میں اور اہل جہنم کا جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا اور موت کا ذبح کیا جانا

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں یمن کی طرف روانہ فرمایا۔ جب وہ اہل یمن کے پاس پہنچے تو انہیں فرمایا: لوگو! میں اللہ کے رسول ﷺ کا تمہاری طرف بھیجا گیا قاصد ہوں جو تمہیں خبر دیتے ہیں کہ سب کو اللہ کی طرف لوٹ کے جانا ہے۔ پھر جنت میں یا دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہوگا، موت نہیں ہوگی، قیام ہوگا، کہیں نکل بھاگنا ممکن نہ ہوگا۔

اسے طبرانی نے کبیر میں جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ مگر اس میں انقطاع ہے اور بنائے جنت کے بیان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث گذر چکی ہے جس میں ہے کہ: جو جنت میں داخل ہوگا ناز و نعم میں ہوگا گرفتار بلا کبھی نہ ہوگا۔ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اسے موت نہیں آئے گی۔ اس کا لباس بوسیدہ نہ ہوگا اور نہ اس کی جوانی زائل ہوگی۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث بھی اس کی مثل ہے۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما حضور نبی اقدس ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ایک منادی اعلان کرے گا: (اے اہل جنت!) بے شک تمہارے لئے یہ مقرر ہو چکا ہے کہ تم ہمیشہ تندرست رہو گے کبھی بیمار نہیں ہو گے۔ یہ کہ زندہ رہو گے تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی اور یہ کہ راحت و آرام میں رہو گے کبھی کسی تکلیف میں مبتلا نہیں ہو گے۔ اور یہی مطلب ہے اللہ عزوجل کے اس فرمان کا: وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (الاعراف) "اور ندا دی جائے گی کہ یہ ہے وہ جنت جس کے تم وارث بنا دیئے گئے ہو اپنے نیک اعمال کی وجہ سے" مسلم و ترمذی۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (قیامت کے روز) موت کو چت کبرے (سیاہ و سفید رنگ والے) مینڈھے کی صورت میں لایا جائے گا پھر ایک منادی ندا کرے گا: اے اہل جنت! تو وہ گردنیں اونچی کر کے دیکھیں گے۔ منادی کہے گا: کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے: ہاں، یہ موت ہے۔ اور وہ سب اسے دیکھ چکے ہوں گے۔ وہ پھر آواز دے گا: اے دوزخیو! تو وہ بھی گردنیں لمبی کر کے دیکھنے لگیں گے۔ وہ پوچھے گا: کیا تم لوگ اسے پہچانتے ہو؟ وہ جواب دیں گے: ہاں، یہ تو موت ہے۔ اور یہ تمام بھی اسے (مرتے وقت) دیکھ چکے ہوں گے۔ پھر موت کو جنت اور دوزخ کے درمیان ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر منادی پکار کر کہے گا: اے جنت والو! اب تم یہاں ہمیشہ ہمیشہ رہو گے اب موت نہیں آئے گی اور اے اہل دوزخ! تمہیں ہمیشہ یہیں رہنا ہوگا۔ اب موت نہیں ہوگی۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

(مریم)'' اور انہیں ڈرسنائیں پچھتاوے کے دن کا جب فیصلہ فرما دیا جائے گا۔ اور وہ غفلت میں ہیں۔ ایمان نہیں لاتے'' اور آپ ﷺ نے دست مبارک سے دنیا کی طرف اشارہ فرمایا۔ (یعنی دنیا کی محبت میں پڑے ہوئے ہیں اور فیصلے کے دن سے غافل ہیں)۔

اسے امام بخاری، مسلم، نسائی اور ترمذی نے روایت کیا۔ ترمذی کے الفاظ ہیں کہ فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو موت کو چتکبرے مینڈھے کی طرح لایا جائے گا اور جنت و دوزخ کے درمیان کھڑا کر دیا جائے گا۔ پھر اسے ذبح کیا جائے گا جبکہ وہ (جنتی اور دوزخی) لوگ دیکھ رہے ہوں گے۔ (یہ منظر دیکھ کر کہ موت مرچکی اب کسی کو اس کا شکار نہ ہونا پڑے گا) اگر کوئی خوشی سے مرتا تو جنتی مر جاتے۔ اور اگر کوئی غمی سے مرتا تو دوزخی مرتے (کہ اب نہ موت آئے گی نہ دوزخ سے رہائی ہوگی)۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے روز موت کو لا کر پل صراط پر کھڑا کر دیا جائے گا۔ پھر کہا جائے گا: اے اہل جنت! تو جنتی ڈرتے ڈرتے گھبرائے ہوئے جھانکیں گے کہ کہیں انہیں ان کی جگہ (جنت) سے نکال دیئے جانے کا حکم تو نہیں۔ پھر کہا جائے گا: اے دوزخیو! تو وہ خوشی خوشی فرحت کے عالم میں ادھر دیکھیں گے کہ شاید انہیں ان کے مقام (دوزخ) سے نکلنے کا حکم آ گیا ہے۔ اب آواز دی جائے گی: کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ سب کہیں گے: ہاں، یہ موت ہے۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا: پھر حکم ہوگا اور اسے پل صراط پر ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر دونوں فریقوں سے کہا جائے گا: ''خُلُوْدٌ فِیْمَا یَجِدُوْنَ لَا مَوْتَ فِیْهَا اَبَدًا'' ''جو کچھ وہ پاتے ہیں (جنت یا دوزخ) اسی میں ہمیشہ رہیں گے وہاں موت کبھی نہیں آئے گی''۔

اسے ابن ماجہ نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن موت کو لایا جائے گا گویا کہ وہ سیاہ و سفید رنگ کا مینڈھا ہے۔ اور اسے جنت و دوزخ کے درمیان کھڑا کر دیا جائے گا۔ پھر ایک منادی ندا کرے گا: اے اہل جنت! تو وہ عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! ہم حاضر ہیں، فرمایا کہ کہا جائے گا: کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ وہ عرض گذار ہوں گے: ہاں، ہمارے رب! یہ موت ہے۔ پھر منادی اعلان کرے گا: اے اہل نار! وہ کہیں گے: ہمارے رب! ہم حاضر ہیں۔ فرمایا کہ کہا جائے گا: کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ کہیں گے: ہاں، اے ہمارے پروردگار! یہ موت ہے۔ پھر اسے بکری کی طرح ذبح کر دیا جائے گا۔ ''فَیَاْمَنُ هٰؤُلَآءِ وَیَنْقَطِعُ رِجَآءُ هٰؤُلَآءِ'' چنانچہ جنتیوں کو (خروج از جنت کے خوف سے) امن مل جائے گا اور اہل دوزخ کی (دوزخ سے رہائی کی) امید ٹوٹ جائے گی۔

اسے ابویعلیٰ، طبرانی اور بزار نے روایت کیا۔ الفاظ ابویعلیٰ کے ہیں۔ سب کی اسانید صحیح ہیں۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے تو موت لائی جائے گی حتیٰ کہ جنت و دوزخ کے درمیان کھڑی کی جائے گی پھر ذبح کر دی

جائے گی۔ پھر ایک منادی ندا کرے گا: اے جنت والو! موت نہیں رہی۔ اور اے دوزخ والو! موت ختم ہو چکی۔ ''فَیَزْدَادُ اَھْلُ الْجَنَّةِ فَرْحًا اِلٰی فَرْحِھِمْ وَاَھْلُ النَّارِ حُزْنًا اِلٰی حُزْنِھِمْ'' ''تو اہل جنت کی پہلی خوشی میں اور اضافہ ہو جائے گا اور دوزخیوں کے پہلے غم میں مزید زیادتی ہو جائے گی''۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ: حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اہل جنت کو جنت میں اور دوزخیوں کو دوزخ میں داخل فرما دے گا۔ پھر ایک اعلان کرنے والا کھڑا ہو کر اعلان کرے گا: ''یَااَھْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ وَیَا اَھْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ کُلٌّ خَالِدٌ فِیْمَا ھُوَ فِیْهِ'' ''اے جنت والو! اب موت نہیں ہے اور اے دوزخ کے باسیو! اب موت ختم ہو چکی ہے۔ جو کوئی جس حالت میں ہے اسی میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا''۔

اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا۔

(مؤلف کتاب ہذا حضرت الامام الحافظ زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری رحمہ اللہ فرماتے ہیں)

ہم اپنی اس کتاب کو اس حدیث پر ختم کرتے ہیں جس پر امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب (صحیح بخاری شریف) کو ختم فرمایا۔ اور وہ ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث کہ فرماتے ہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ'' ''دو کلمے ہیں جو رحمٰن تعالیٰ کو بہت پیارے ہیں۔ زبان پر آسانی کے ساتھ جاری ہو جاتے ہیں۔ میزان عمل پر بہت بھاری ہوں گے۔ (وہ دو کلمے یہ ہیں) ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ''۔

تَمَّتْ بِالْخَیْرِ

الحمد للہ کہ آج مورخہ 29 رجب المرجب 1419ھ بمطابق 19 نومبر 1998ء بروز بدھ بوقت سوا بارہ بجے (12:15) دن قبل نماز ظہر بمقام بولٹن برطانیہ۔ 64-RISHTON LANE BL36QG ENGLAND۔

الترغیب والترہیب کا انتخاب و ترجمہ مجھ جیسے بے علم و بے عمل ناکارہ خلائق کے ہاتھوں بتوفیق ایزد متعال بوسیلہ رسول بے مثال جل وعلاو ﷺ پایہ تکمیل کو پہنچا۔ آج بہت خوش ہوں اور دست بدعا ہوں کہ اے رب العلمین! اپنے گناہ گار کی اس کوشش کو رحمۃ للعلمین ﷺ کے طفیل شرف قبولیت سے نواز دے کہ تیری ذات بڑی ہی کرم نواز ہے۔ اور اسے اہل ذوق کے لئے مفید و نافع بنا کر اس (مترجم) کے تمام گناہوں کا کفارہ بنا دے۔ اور مزید خدمت دین کی توفیق مرحمت فرما۔

آخر میں قارئین ذوی الاحترام والاکرام سے نہایت ہی مؤدبانہ التجا کرتا ہوں کہ جب اس کتاب کو پڑھیں تو مؤلف، مترجم اور ان کے والدین اور جملہ معاونین وقارئین کے حق میں دعائے خیر ضرور فرمائیں۔ (شکریہ)

المترجم۔ حافظ محمد صابر علی صابر (ایم۔اے)

64-RISHTON LANE GREAT LEVER BOLTON

BL36QG. ENGLAND U.K.

KHATEEB OF MAKKAH MOSQUE BOLTON

پاکستان میں پتہ: گنج حسین آباد مانک روڈ نزد جامع مسجد نور نارووال تحصیل وضلع نارووال پاکستان۔ 29 رجب المرجب 1419ھ 18 نومبر 1998ء

1Z 448